٩١٩٩

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ تحریری مباحث کے لیے جاری ہوا

نمبر [illegible] | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں چھپا

مظفری یتیمخانہ - جناب نواب کنیز مریم خاتون صاحبہ بنت نواب انتظام الدولہ بہادر مرحوم وزیر شاہ اودھ کلکتہ - میزان سابق ۱۸/ للعہ میزان کل ۱۸/ للعہ

شکریہ اعانت - امام باڑہ قصبہ کھرہ ضلع مظفر نگر جناب نواب کنیز مریم خاتون صاحبہ دام عزہا ۸ عہ جزاہا اللہ خیرا جو بذریعہ جناب سید اشرف حسین صاحب ہیڈ محرر سلطانپور کیا رہی ۲۴۳۵۲ روانہ کیا گیا۔

دیگر ہمدردان قوم سے امید ہے کہ اگر کچھ رقم اس مد میں بھیجا ہو تو بنام سید غلام حسین صاحب مہتمم عزاخانہ موضع سکھیرہ ڈاکخانہ خاص ضلع مظفر نگر روانہ کرنا چاہیئے۔

پھر بھی خدا کی شان ہے کہ مردونکو تو غیرت نہ آئی - اور ہماری خواتین عزت سے یہ ہمت ہو رہی ہے جزاہن اللہ خیرا

شکریہ اعانت طالب العلم اصلاح ۳۶۲ میں ایک فریاد سید شبیر حسین صاحب ورنیکلر مڈل پاس ڈاکخانہ جمیالہ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کی شائع ہو چکی ہے جسپر حیدر آبادی بزرگوں نے کچھ آمادگی بھی دکھائی مگر افسوس کہ وہ جوش بھی فوری تھا ہم محمد اکبر صاحب طالب العلم ساکن داندو پور ضلع الہ آباد کے نہایت شکر گذار ہیں جنہوں نے عصہ ماہانہ دینا شروع کیا - کیا نامہذب خیرات کے ناپسند کرنیوالے حضرات بھی ادھر توجہ نہ فرمائینگے؟

چمیاری کا محرم قابل دید تھا کل ۲۰ گھر سادات کے ہیں اور سب مخالفین مذہب حق ہیں مگر عشرہ نہایت خوبی سے ہوا اور اعمال عاشورہ وغیرہ پر زیادہ توجہ کی گئی۔

شکریہ معاونین اصلاح الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہماری معزز قوم نہایت سرگرمی سے اپنے قومی خادم اصلاح کی ترقی اشاعت پر متوجہ ہے جزاہم اللہ خیرا - اگر اسی طرح کی توجہ رہی تو وہ وقت قریب ہے کہ اصلاح بھی معراج ترقی پر فائز ہو حسب ذیل حضرات کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں۔

اسماء معاونین	تعداد
جناب آغا ملا محمد باقر صاحب نجفی، ۳۱۱۴	۲
جناب منشی سید موالی حسین صاحب محافظ دفتر	
علاوہ سابق ۵ خریدار ۳۶۲۷	۲
جناب مولوی سید بدر الحسن صاحب تحصیلدار	۲
جناب مولوی سید نظیر احمد صاحب وکیل	۲
جناب مرزا محمد یوسف صاحب سب انسپکٹر	۱
جناب ڈاکٹر اکبر علیشاہ صاحب ۳۵۲۵	۱
جناب منشی سید عترت حسین صاحب کمشنل	۵

اسماء معاونین	تعداد
جناب بیوہ سید محبوب علی شاہ صاحب مرحوم لاہور	۳
جناب سید محمد صادق صاحب سب انسپکٹر آگرہ	۱
جناب منشی سید فیض الحسن صاحب ۳۶۳۱	۱
جناب مصنف صاحب رسالہ الاباحۃ	۱
جناب منشی فتح علی شاہ صاحب ٹھواری ۳۳۴۷	۲
جناب سید وارث علی شاہ صاحب سیالکوٹ	۱
جناب داروغہ سید طفیل احمد صاحب	۱
جناب منشی سید قاسم حسین صاحب بڑوانی	۱

اصلاح

نمبر ۲	بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۸ھ	جلد ۱۳

اطلاع عام

جو حضرات کسی قسم کا خط دفتر میں لکھتے ہیں خواہ شکایت ہو یا طلب رسالہ یا تبدیل پتہ یا منی آڈر اوسکو
نمبر خریداری لکھنا ضرور ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہوگی۔
اور دقت یہ ہے کہ معذور سمجھا جائیگا مثلاً ۳۷ نمبر رجسٹر تب نمبر خریداری نمبر خریداری نام کے اوپر دائیں
طرف چھپا ہے اوسکو یاد کرکے لکھدیا کیجئے۔

عرض حال

(۱) چونکہ اصلاح جلد ۱۳ سنہ ۱۳۲۸ھ محض اسوجہ سے کہ دفتر میں کاغذ اور روشنائی نہ تھی جس کمپنی
سے معاملہ تھا اونہوں نے بہت تاخیر سے مال روانہ کیا جس سے نمبر ۱ [illegible] کو روانہ ہوا۔
(۲) اسلئے نمبر ۲ کا ویلیو عام طور سے نہیں روانہ کیا جاتا ہمدردان اصلاح سے امید ہے کہ وہ
اس سال کا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائینگے تاکہ ویلیو کی زحمت سے بچا جائے۔
(۳) جن حضرات نے ازراہ کمال ہمدردی (عہ) سالانہ منظور [illegible] بابت [illegible] حساب
سے منی آڈر روانہ فرماتے ہیں یا اجازت دیتے ہیں کیونکہ اصلاح نمبر ۵ ربیع الاول کو عام طور پر [illegible]
کے پاس بذریعہ ویلیو پی روانہ ہوگا دوسری کوئی خاص اطلاع نہ دی جائیگی۔
(۴) جن حضرات کا حساب ماہ رجب سے شروع ہوا خواہ وہ قدیمی خریدار ہوں یا جدید ان سے چندہ
اونکے اوسوقت [illegible] مطالبہ نہیں ہے جبتک کہ ۱۲ نمبر پورے نہ ہوجائیں لیکن اگر وہ حضرات
عصر بھیجدینگے تو [illegible] چندہ پورا ادا ہوجائیگا۔

(۵) جن حضرات کو کسی کتاب کی طلبگاری ہو تو مطلع فرمائیں وہی کتاب مع چندہ اصلاح بذریعہ وی پی روانہ کی جائے مگر اب رعایتی قیمت کی فرمائش نہیں ہونی چاہیئے مدت رعایت ختم ہوئی۔

(۶) حجم رسالہ معمولاً ۹۶ صفحہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ سال گذشتہ حجم کی زیادتی سے دفتر بیجا زیر بار ہوا اور امسال کاغذ عمدہ قسم کا تجویز کیا جاتا ہے جسکی قیمت ۸ فی رم زیادہ دینی پڑی۔

(۷) ہاں اگر آپ حجم بڑھانا چاہتے ہیں تو صرف اتنا کام کیجیے کہ ایک ایک خریدار کا چندہ خود وصول فرماکر دفتر میں روانہ کیجیے یا اونکے نام وی پی بھیجنے کو لکھیے مگر اون سے پختہ وعدے لیجیے کہ واپس نہ کرینگے اگر خریداران اصلاح سے کم سے کم ایک ہزار حضرات نے بھی توجہ فرمائی اور ایک ایک خریدار جدید پیدا کر دیا تو فوراً رسالہ کے حجم میں معتدبہ اضافہ کر دیا جائیگا۔

(۸) اصلاح ۳ میں النشأۃ الھامۃ تمام کر دیا جائیگا اور ۴ سے تنقید بخاری حصہ ۳ شروع ہوگی جسکی ابتدا اس حدیث سے ہوگی کہ بخاری نے اس حدیث کو کہ عمر نے حضرت سے کہا میں آپکو اپنی نفس سے کم چاہتا ہوں الخ کس ترکیب سے لکھا۔ اس حدیث کے وہ اسرار ظاہر ہونگے کہ آجتک اکثر کو کم اطلاع ہوگی۔ اگر وہابی حضرات صرف اسی حصہ کو علیحدہ لینا چاہیں تو ۸ رسالانہ میں اوس کے اوراق علیحدہ مل سکتے ہیں۔

ہاں تنقید بخاری پر ایک نوٹ اسی نمبر کے آخر میں شائع ہوا ہے جس پر اسقدر اضافہ کی ضرورت ہے کہ اڈیٹر النجم نے جو حق المحنت اپنے جواب تنقید بخاری کیلئے مولوی عبد اللہ صاحب انجہانی سے کہا تہا اوس سے دفتر اصلاح کو بھی مطلع فرمائیں کہ اوس حق محنت کا ایک حصہ جو با خود دہلی سے ہوگا دفتر اصلاح بھی حاضر کرے تاکہ تنقید بخاری کی پوری پوری عبارت بلا تحریف جواب میں نقل کی جائے۔ اور اسکے ساتھ وہ برتاؤ نہ کیا جائے جو اڈیٹر اہلحدیث نے جناب مولوی فرمان علی صاحب کے مضمون کے ساتھ سلوک کیا۔

(۹) آخر میں ہم تمامی ممبران اصلاح سے معذرت خواہ ہیں کہ اسدفعہ خلاف امید انتظار کی سخت زحمت اوٹھانی پڑی اور ہم اکثر حضرات کے جواب خطوط سے بھی قاصر رہے۔ کیونکہ بہت سی مجبوریاں ایسی ہیں کہ ۱ ماہ محرم میں نہ شائع ہو سکا۔

(۱۰) اب پورا موقع ہے کہ اپنے اس قومی علم کی ترقی اشاعت میں کوشش فرمائیں

کیونکہ اپنے مخالفین کا رویہ آپ بخوبی دیکھ رہے ہیں پھر حیف ہے کہ آپ مخالفین اسلام کی امداد فرمائیں۔

شیعوں کو مبارکباد ۲۲ محرم ۱۳۵۱ھ کو بمقام منڈر تحصیل رنبیر سنگھپورہ ریاست کشمیر وہ مناظرہ نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی **شیعہ** سے طے ہوا جسکے لئے آج چند ماہ قبل سے طیاری تھی جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب بٹالوی گورنمنٹ پنشنر نے منجانب فرقہ شیعہ بمقابل اہلسنت وہ کامیابی حاصل کی کہ جہانتک شیعہ پبلک اسپر ناز کرے کم ہے۔

افسوس کہ روئداد مناظرہ اوسوقت پہونچی کہ یہ نمبر طیار ہو چکا تھا اسلئے وہ تحریر نہ شایع ہو سکی انشاء اللہ اصلاح ۱۳۵۱ھ میں پوری روئداد اس مناظرہ کی شایع کی جائیگی جس سے معلوم ہوگا کہ منجانب ریاست کشمیر کیسا عمدہ انتظام کیا گیا تھا اور جناب مولوی باقر علی شاہ صاحب نے بمقابل علماء اہلسنت کیسی لاجواب تقریر فرمائی کہ سب جواب سے عاجز رہے۔

اشاعت اسلام پر ان دنوں بہت زور دیا جاتا ہے کہ اسکے لئے ایک مرکزی انجمن ہو اور سب انجمنیں اسکی ماتحت کردی جائیں۔ مگر نتیجہ اسکا بھی وہی ہوگا جو انجمن حمایت اسلام یا آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا ہوا کہ قوم سے جو روپیہ لیا گیا اوسکا پتہ نہیں کیا ہوا۔

لہذا بجائے اسکے اگر اوسوقت صرف یہی کام کیا جائے کہ مسلمان باخود ہا کی خانہ جنگی چھوڑیں۔ وہابی حنفی کو نہ ستائیں حنفی وہابیوں سے نہ بولیں۔ شیعہ سنی۔ مرزائی چکڑالوی۔ ایک دوسرے سے مخالفت چھوڑ دیں ہر شخص اپنے اپنے فرقہ کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہو دوسروں سے تعرض کرنا یا ستانا ترک کردیا جائے تو پھر دیکھئے کیسی ترقی ہوتی ہے کیونکہ سب مدعی اسلام ہیں اور سبکو اسکی فکر ہے کہ ہمارے مذہب میں ترقی ہو۔

اگر تمامی **اڈیٹران** اخبار صرف اسی قاعدہ کی پابندی کرلیں کہ ہم دوسرے کسی مذہب سے متعرض نہونگے اگرچہ دوسرا کتنا ہی کچھ لکھا جائے تو سمجھ لیجئے کہ تین ہی چار مہینہ میں سارے فسادات مٹ جائینگے کیونکہ اگر مرزائی اور وہابی اسقدر اردو

نہ ستاتے تو کبھی وہ اس طرح انکو دق نہ کرتے جس سے یہ فکر ہین ہین جنکی غرض صرف روپیہ کمانا ہے کہ جب پیری مریدی سے پیٹ نہین بہرتا تو اشاعت اسلام کا روپ بھر کر قوم کو تباہ و برباد کرین۔ اور جسطرح انجمن حمایت اسلام و انجمن دہلی کا حشر ہوا انکا بھی حشر ہو گا جیسا کہ اخبار وطن نے بھی ریمارک کیا ہے ملاحظہ ہو مورخہ ۱۱ فروری

قانون مطابع - جو حال مین پاس ہوا ہے اوس سے شیعونکو خاص عبرت لینی چاہئے کیونکہ نئے مطابع یا نئے اخبار کیلئے پانچسو سے پانچ ہزار تک ضمانت داخل کرنی ہو گی جس سے اب اسکی امید بالکل جاتی رہی کہ کوئی نیا مطبع یا نیا اخبار جاری ہو سکے۔ لہذا موجودہ اخبار و رسائل۔ اثناعشری۔ شیعہ۔ العوارف۔ الحق۔ مسلم ہیرلڈ انگریزی اخبار کی قدر کیجئے اور ان کی ہمتین بڑہائیے۔ ہم حق خیرخواہی کو ادا کرتے ہین۔ اگرچہ معاصرین کچھ ہی سمجھین۔ اور کچھ ہی کہین ہر شخص کو اپنی نیت کا پھل ملتا ہے۔

الشمس بھی ماہ ربیع الاول سے انشاء اللہ ماہ بماہ شایع ہو گا مع جواب آیات بینات

بخارا کی خونریزی۔ گذشتہ نمبر مین یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ بخارا کے شیعہ و سنی کے فساد مین سات سو جانین فریقین کی تلف ہوین وطن مورخہ ۲۵ فروری لکھتا ہے "کہ فساد کے محرک سنی طلبا ہین جنکی جماعتین بازارون مین شیعون اور ایرانی اہلکارونکو تلاش کرتی پھرتی ہین ۲۵ کا تار لکھتا ہے کہ آج صبح سوداگرون نے کاروبار شروع کر دیا لیکن دوپہر کے قریب سنیون کی ایک جماعت نے پھر حملہ کیا ایک ایرانی حکیم مع کنبہ مارا گیا اسی طرح اور بہت سے تلوار کے گہاٹ اتارے گئے سنی کہتے ہین کہ جب تک ایک بھی ایرانی الاصل عہدہ دار بحال رہیگا وہ کشت و خون سے باز نہ آئینگے"

پیسہ اخبار لکھتا ہے "اگر لکھنؤ مین بھی بخارا کی طرح ہی سرکاری انتظام نہوتا تو بجائے سات سو سات ہزار مسلمان فریقین کے مارے جاتے"

اخبار وکیل کو اسی کا تو قلق ہے کہ جھنڈا کیون موقوف ہوا جس سے خونریزی رک گئی سادات کا خون ہوتا تو انکی دلی آرزو پوری ہوتی۔!!!

ہندوونکا سلوک۔ اخبار تفریح راوی ہے کہ پشاور مین ہر سال سنگھ سبھا کی جانب سے

گرو صاحب کی ولادت کی سالگرہ کے دن دربار صاحب کا جلوس نکلا کرتا ہے اس سال یہ تاریخ تیسری محرم کو تھی لہذا سنگھ سبہا نے اس کی تاریخ بدلدی ۔"

یہ ہے سلوک ہمارے ساتھ ہندوون کا اور وہ ہے سلوک اہلسنت جو امین آباد ضلع گجرانوالہ کے حالات اصلاح نمبر میں آپ دیکھ چکے ہین کہ انجمن نصرۃ الاسلام نے عین روز عاشور کو اپنا سالانہ جلسہ مقرر کیا ۔

حق یہ ہے کہ ہندوؤن کے حسن سلوک کو ہمارے ساتھ بھی یہی سنی روکتے ہین جو کہانی کے وقت تو اون کی پوری کچوڑی کو شیر مادر سمجھتے ہین اور گائے کی قربانی پر جان دینے کو طیار ہوجاتے ہین اگر انکی اس قسم کی باتون سے اونکو نفرت نہ ہوجاتی تو کبہی ہمکو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا ۔

ہم ناشکر گذار ہونگے اگر ہنود حضرات کا شکریہ نہ ادا کرین جو امام مظلوم کے ماتم اور عزاداری مین سنیون سے بدارج ہمدردی اور قومی اتحاد دکہاتے ہین ۔

سنی لیڈرونکو یاد رکہنا چاہیئے کہ تعزیہ داری امام مظلوم ہی ایسی چیز ہے جو ہندو مسلمان ۔ شیعہ سنی مین اتفاق کرا سکتی ہے جسکو آپ بیس برس اودہر کے حالات سے بخوبی یاد کرتے ہونگے ۔

آپ قوم کے دشمن بن رہے ہیں جو اس رابطہ اتحاد کو توڑ رہے ہیں جس سے دینی و دنیوی دونون نقصان پہونچ رہا ہے کیونکہ عزاداری کو برہم کرکے آپ خارجیت بڑہا رہے ہین جس سے یقینی دینی نقصان ہے ۔ اور آپکی ہندو کشمکش کا دنیوی نقصان پہونچ رہا ہے کہ تبرا مین ترقی ہو رہی ہے جس سے اسقدر رنجیدہ ہوتے ہین ۔ حالانکہ آپکو معلوم ہے تبرا بازی کی ایجاد آپکے خلیفہ معویہ نے کی ۔ کہ اپنے عہد خلافت مین عام طور سے سب وشتم جناب امیر کو اسطرح رائج کیا کہ جزو مذہب قرار دیا گیا ۔ مگر قدرت نے بہت جلد اپنا فیصلہ صادر کر دیا کہ بجائے معویہ و یزید لعنت کی بوچھار اصلی شخص پر ہونے لگی جو ساری خرابیون کی جڑ ہے نہ کوئی اول کو لیتا ہے نہ بعد والونکو ۔

اگر سنی حضرات اسکا انسداد چاہتے ہین تو پہلے اپنے سنی اخبارون کی خریداری موقوف

کرین جو خارجیت کے پھیلانیوالے ہین یہہ مثل سابق عزاداری امام مظلوم مین اہتمام کین یہہ دیکھین شیعہ سنی ہندو مین کیسا اتحاد ہوتا ہے۔

امیر کابل کا سیمین جھاڑ جو جامع مسجد دہلی مین کچھہ عرصہ قبل آویزان ہوا تھا ۲۱ فروری کو چوری گیا دہلی کے چور ایسے ہوتے ہین۔ شاید مرزا حیرت اسکا کچھہ سراغ لگائین

اینگلو عربک اسکول دہلی کی نسبت یہہ خبر نہایت ہی مسرت افزا ہے کہ جناب مولوی سید محمد جواد حسین صاحب امروہوی منشی فاضل۔ مولوی فاضل۔ ملا فاضل ممتاز الافاضل۔ اسکے ہیڈ مولوی مقرر ہوے حق بحق دار رسید۔

سنی ہیڈ ماسٹر نے اگرچہ بہت کچھہ رخنہ اندازی کی مگر ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع دہلی کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے سنی ممبران کمیٹی کے اعذار کو لغو تصور فرما کر اس انتخاب سے تمام قوم شیعہ کو شکر گذار کیا۔ کیونکہ یہہ مدرسہ بھی شیعون کا ہے جسپر زبردستی سینون کا تسلط ہو رہا ہے قوم کو پوری مستعدی سے اپنے حقوق کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

حالات ایران۔ الحمد للہ کہ روز افزون ترقی کے آثار نمایان ہین اگرچہ ادہر کوئی نئی بات نہین ہوئی۔ مگر قومی احساس مین ترقی ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہے روس کی فتنہ انگیزی کم نہین ہوتی۔ مگر اوس کی زیادتیان روز بروز روز روشن کی طرح کھل رہی ہین۔ رحیم خان کو اوسنے اپنی حمایت مین لے لیا جس سے اور بھی ایران مین کشیدگی کے آثار نمایان ہو رہے ہین گورنمنٹ ایران نے نوٹ دیدیا ہے کہ اگر کچھہ ایران کا نقصان ہوگا تو اسکا ذمہ دار روس ہوگا۔

بڑی فکر جدید قرضہ کی تھی جسکے لئے یہ سب کشت وخون ہوا روس انگلستان چاہتے تھے کہ ایک متحد قرض دیکر شرائط سخت سے ایران کو رہن بنا لین پر اکرا لین

پارلیمنٹ نے بھی چار لاکھہ پونڈ قرض پر رضامندی ظاہر کی تھی جسپر روس و انگلستان نے یہہ شرط پیش کی کہ محافظ مال دونون دولت کا ایک شخص خاص ہوگا جو مالیات کا انتظام کرے۔

یہہ ایسی شرط تھی کہ اسکو وہی قبول کرسکتا تھا جو ملک کا دشمن ہوتا۔

تجار و رعایا نے نہایت خوشی سے اسکا اظہار کیا کہ اگر دولت قرض پر مجبور ہے تو ہم لوگ جدید ٹکس دینے کو طیار ہین کسی طرح یہہ قرض نہ لیا جائے۔

طمس لندن لکھتا ہے کہ یہ خبر بالکل لغو ہے کہ ایران چار لاکھ پونڈ قرض لینا چاہتا ہے یا اسپر راضی ہے کہ محافظات مال منجانب دولتین مقرر ہو یہہ سب غلط ہے۔

حبل المتین لکھتا ہے کہ ہمارے دفتر مین جو خبر من کا ثوق پہونچی ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت کوئی قرض روس یا انگلستان یا کسی دولت سے نہین لیا جائیگا۔ بلکہ قرض لیا جائیگا خود ایرانی رعایا سے۔

جس سے نہ صرف ملکی انتظام مین پوری مدد ملیگی۔ بلکہ خارجی قرض بھی سب ادا ہوگا یہ بھی مجلس شوری کی برکات سے ہے جس سے ملک وملت مین وہ اتحاد ہے کہ ہر کام نہایت سہولت وآسانی سے طے ہو رہا ہے۔

ابھی یہ مژدہ سننا باقی ہے کہ روسی فوج نے اپنا قدم اوٹھا لیا جسکا وقت بھی انشاء بہت قریب ہے۔

سیلاب مکہ معظمہ۔ ۲۴ ذیحجہ کو نماز صبح کے بعد اس شدت کا سیلاب آیا کہ بہت سے مکانات اور دوکانین غائب ہوگئین۔ خود حرم کے اندر گرد بیت اللہ جہان طواف کیا جاتا ہے اسقدر پانی تہا کہ اچھا لمبا آدمی پانی مین ڈوب جاتا۔ مقام ابراہیم بھی بالکل تہ آب تہا صرف چھت کھلی تھی چاہ زمزم پر پانی چڑہ گیا۔

فرعون پرستی اہلحدیث۔ یہی خدا کی شان ہے کہ اہلحدیث جسقدر دوسرے مسلمانونکو کافر ومشرک کہتے ہین اوسی قدر اونکا شرک ظاہر ہو رہا ہے فرعون کو خدا ماننے والے یہی لوگ ہین چنانچہ حال مین ایک رسالہ شایع ہوا ہے جسکا نام ہو سما کم المسلمین ہے گرہ لی خط مین اوسکا ہیڈنگ ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا لکہا گیا ہے جس سے ہر شخص سمجہ سکتا ہے انکو فرعون سے کیا نسبت ہے مقصود اصلی تو شیعون کی مذمت ہے مگر جو کام یہ بغیر فرعون پرستی نہین انجام پاسکتی لہذا وہی آیہ اختیار کی جو حالانکہ خدا فرماتا ہے۔

وان من شیعتہ لابراہیم جس سے معلوم ہو شیعہ وہ مقدس لفظ ہے کہ خدا نے اپنے خلیل خاص کے حق مین استعمال فرمایا - اہلحدیث کی فرعون پرستی آپ رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث مین ملاحظہ فرمایئے جو حال مین دفتر اصلاح سے شایع ہوا ہے کہ وہابیون کی قلع و قمع کرنے کو خدا نے اسکی توفیق فرمائی -

آریہ و اہلحدیث - اہلحدیث جب ہر طرح عاجز آتا ہے تو مغلظات گالیان دیتا ہے چنانچہ مورخہ ۱۳ مارچ مین "کیا سوامی دیانند حرامزادہ تہا" یہ سرخی قائم کرکے ایک ایسی تحریر لکھی ہے کہ تمامی شرفا کو غیرت آئے -

مگر افسوس اڈیٹر صاحب نے اسپر نہین خیال کیا کہ آریون نے اگر خلیفہ دوم و معاویہ وغیرہ کا نسب نامہ لکہا تو پھر کیا نتیجہ ملیگا کیونکہ اب یہہ حالات طشت ازبام ہو گئے ہین - خدا کرے اب بہی وہابیون کو عقل آئے -

کاش رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث کو دیکھکر اب بہی کچھہ ہوش سنبھالین اور اس طریقہ گالی گلوچ کو چھوڑین -

اسی نمبر مین شیعون کی نسبت تحریر کرتے ہین "لیکن اس وجہ سے کہ شیعون کے شکوکات اٹھانے ضرور ہین گو شقاوت ازلی کی وجہ سے وہ نہ مانین" جس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کیسی مہذب قوم ہے کیونکہ اسنے تو وکان ابوبکر سبابا (یعنی ابوبکر بڑے گالی دینے والے تھے) سے بہی نمبر بڑھا دیا -

تعجب ہے مولوی وحیدالزمان صاحب سے جو ایسے دریدہ دہن اخبار کے مداح ہین کیون نہو - **ترئی و کدو** کا مضمون ہے -

لہوف - جناب سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ اون متقدمین علمائے شیعہ سے ہین جو ہمپایہ جناب سید مرتضی و شیخ مفید علیہم الرحمہ وغیرہم حضرات ہین جو ارکان مذہب شیعہ اثنا عشریہ سمجھے جاتے ہین واقعات کربلا کو صحیح روایات سے جناب ممدوح نے لکھا ہے چنانچہ آپنے اکثر مجالس مین لہوف کا نام بہی بحار الانوار ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ کے ساتھہ سنا ہوگا -

اس کتاب مستطاب کا ترجمہ سلیس اردو مین دفتر شیعہ نے شایع کرکے تمامی اہل اسلام پر

(۱) احسان الملک جلد ۶ نمبر ۶ صفحہ ۱۲۱ ... ضلع سارن ... -

لاہور کا محرم

اللہ کا شکر ہے کہ لاہور کا محرم بخیر وخوبی گذر گیا۔ بدستور سابق ہائے اسبق مجالس ہوئین۔ سبیلین لگین۔ تعزیہ ومہندی نکلے۔ دسوین کو ازبیل سر نواب حاجی فتح علی خان صاحب بہادر کے ہان سے ذوالجناح نکلا۔ شہر مین سے گشت کرتا امام باڑہ گامی شاہ مین پہونچا۔ سارا راستہ ماتمیون کی سینہ کوبی اور نوحہ جات کے غم افزا مصرعے علمون کے ساتھ مشکیزہ ہائے تیر خوردہ کی آویزگی ذوالجناح کا ماتمیون کے حلقہ مین سر نیچے کیے غمزدون کی طرح آہستہ آہستہ چلنا ایسی باتین تہین کہ صحیح بہو نقشہ شہادت حسینؑ کا آنکھون کے سامنے پہر جاتا تھا اور بے اختیار ناظرین بااعتقاد کی آنکھون سے اشک غم جاری ہو کر دلی غم و اندوہ کا پتہ دیتے تھے۔ سنگدل سے سنگدل بہی اس سمان کو دیکھکر رونے سے نہین رک سکتا اور بے اختیار ہائے کی آواز منہ سے نکلکر ہاتھون کو ماتم کیلئے اٹھا دیتی ہے۔ انتظام پولیس اچہا تہا۔ اس سال تماشائیون کا حجم غفیر امنڈ آیا تہا۔ افسران پولیس خود اس اہتمام مین تھے کہ تماشائی ماتمیون کے نزدیک نگھنے نہ پائین مگر باوجود سختی کے ہجوم منتشر نہوتا تہا۔ چہلم کی مجلسین شروع ہین۔

منکرین ومخالفین شہادت کی تعداد بہی روز افزون ترقی پر ہے۔ جا بجا اشتہار لگائے جاتے ہین کہ مہندی نہ بناؤ تعزیہ نہ نکالو۔ سبیل مت لگاؤ۔ بعض تو کہلم کہلا مخالفت کرتے ہین اور بعض ٹٹی کی آڑ مین شکار کہیلا چاہتے ہین یعنی حیلہ وحوالہ سے رسومات محرم کو بند کرنے کی سعی کرتے ہین۔ چند سال سے اس مخالفت کے ٹھیکہ دار انجمن نعمانیہ کے اراکین ہین۔ مگر اس سال ایک بزرگ سید صاحب نے جو اپنے کو خوش اعتقادون مین سے سمجھتے ہین تعزیہ ومہندی وغیرہ کی مخالفت مین اشتہار دیا ہے جو ہم صفحہ کلان پر ہے۔ طول طویل تمہید ہے۔ اصل مطلب فقط یہ ہے کہ مہندی وتعزیہ وسبیل کو بند کر دو اور جو کچھ ان پر خرچ ہوتا ہے ہمکو دو۔ ہم اس کا ایک فنڈ بنائینگے جس کا نام حسینی فنڈ ہوگا اور وہ قوم کے معتمدین ہاتہون مین دیکر انکو ذمہ وار کیا جائیگا کہ اُسے زراعت

وتجارت مین اور قرضدارون کے ادائے قرض مین خرچ کرین۔ تاکہ قومی ترقی مین مدد ملے
اشتہار کی سرخی بہی وحسینی فنڈ ہے جسے دیکہکر خواہ مخواہ مغالطہ ہوتا ہے کہ واقعی کوئی اچہا
کام نام حسینؑ اور کارنامجات حسینؑ کے مشہور کرنے کو شروع ہونیوالا ہے۔ مگر لو ذرا اشتہار
تتمہ پڑہنے پر پتہ چلتا ہے کہ بس فقط بافندگی ہی مشتہر صاحب کو تدبیر تو انوکہی سوجہی مگر سوال یہ ہے
کہ کتنے افراد مجلس حسینؑ کرکے یا تعزیہ وسبیل وغیرہ بناکر روپیہ خرچ کرتے ہین۔ جن کے لئے آپکو
یہ تدبیر سوجہی۔ جواب ہوگا کہ معدودے چند نام حسینؑ پر خرچ کرنیوالے ہین جن کا شمار انگلیون
پر ہو سکتا ہے۔ پس جبکہ بہت تہوڑی تعداد عزائے حسینؑ مین خرچ کرنیوالون کی ہے تو اس سے
کون بڑی رقم وصول ہوگی جس سے قومی ترقی مین امداد ملیگی۔ بات صرف یہ ہے کہ یہ لوگ
اسطرح شہادت حسینؑ کو اہل دنیا کے دل و دماغ سے محو کرنا چاہتے ہین۔ اسطرح عوام کے
منہ سے نام حسینؑ کا سننا گوارا نہین۔ جناب سید صاحب اکثر لوگ جو اس موقع پر ہر سال
پہلے پہل لاہور آتے ہین ضرور متذکرہ بالا سامان کو دیکہکر اصل واقعہ کو دریافت کرتے
ہونگے اور جب اُنکو اُس اسلامی ہیرو کی بہادری اور صداقت وصبر اور سچی اسلامی جانبازی
کا پتہ لگتا ہوگا تو ضرور ظالمون پر نفرین اور حسینؑ کے صبر و صداقت کی تعریف کرتے ہونگے

مین ایک پردہ نشین عورت ہون اور چشمدید حالات سے محروم ہون مگر بذریعہ اخبارات
واشتہارات یا عزیز و اقارب سے سن سنا کر اتنا ضرور جانتی ہون کہ لاہور مین بہت سے
مخرب اخلاق اور جان لینے والے واقعات ہوتے ہین جنپر اگر نوٹس لیا جائے تو بہت کچہ
رقم جمع ہو جائے۔ مثلاً آتشبازی تلنگ بازی۔ قماربازی۔ کشتی۔ شب قدر
جیسی مبارک رات ہے۔ عبادت کے سوائے کسی کام کی اجازت نہین۔ خدائے پاک
اپنے کلام پاک مین اس رات کو ہزار مہینون کے برابر فرماتا ہے۔ مگر مسلمان اس رات کو
بجائے عبادت کے لہو و لعب مین گنوادیتے ہین۔ آتشبازی کثرت سے چہوڑی جاتی ہے
بازیان ہارتے ہین۔ ایک ایک چوک شہر مین سیکڑون روپے آتشبازی مین خرچ
ہو جاتے ہین۔ یہ تو اوباشون کا روپیہ ہے جو مہذب کہلاتے ہین وہ گہرون مین ناچ
رنگ کی محفلین آراستہ کرتے ہین آتشبازی جلائی جاتی ہے بیبیون کو دس

دس پندرہ پندرہ خرچ کر کے تہوار بہیجتے ہین - غرضکہ بہت سی فضول خرچی اس مبارک رات اور دن مین کی جاتی ہے - اور اس ایک دن تک ہی یہ برا شغل منحصر نہین بلکہ دو ماہ پیشتر آتشبازی کا کہیل شروع ہوتا ہے اور دو ماہ بعد تک جاری رہتا ہے - پہر پتنگ بازی ہے چہوٹے بچے سے لیکر بڈہے تک اس کہیل مین محو ہین ہر بڈ مین جا کر قمار کی طرح بازی لگا کر ہار جیت ہوتی ہے - بڑے بڑے مہذب لیشائستہ اس کہیل پر بیسیون خرچ کر دیتے ہین - ہر سال کئی بچے سقف کے بام پر سے گر کر جان بحق ہوتے ہین - اکثر دن کی ناک اڑ جاتی ہے کئی ہمیشہ کے لئے لنگڑے اپاہج ہو بیٹھے ہین - اب کشتیون اور تہیٹر اور رقاصون کو لیجئے - نت نئی کمپنیان آتی ہین - کوئی ناٹک کرتی ہے اور کوئی سرکس کوئی جادو کے کہیل دکہاتی ہے اور کوئی مسمریزم کے کرتب - شوقین عورتون کے زیور و کپڑے اور اپنی پگڑیان تک بیچ کر روپیہ ان تماشون مین خرچ کرتے ہین - مشتہر صاحب کو چاہئیے تہا کہ شب قدر سے ایک ماہ پیشتر آتشبازی کے انسداد مین اشتہار شایع کر کے لوگون کے روپیہ اور جانون کو محفوظ کرتے - پتنگ بازی کی روک کا بیڑہ اوٹہاتے تو بسنت و میلہ شالا مار کے موقع پر آدمی مقرر کر کے ایک ایک آدمی کے ہاتہ مین اشتہار دیتے جبکہ ہزارون کوسون سے لوگ آئے ہوتے ہین - اسطرح سے آپکا نام ہی دور و نزدیک مشہور ہوتا - تہیٹر والون کے مقابلہ مین اشتہار تقسیم کرتے کہ یہ خلاف شرع کام ہے مسلمانو باز آجاؤ قومی بہبود مین روپیہ خرچ کرو - کشتیون پر جانے سے لوگون کو روکتے جو ایک نامہذب کہیل ہے - ان باتون کے انسداد سے ثواب بہی ہوتا - زن و مرد تعریف کرتے کہ ایسے نیک منش سید صاحب ہین جو مسلمانون کی جان و مال کو خرافات سے بچا کر نیک کام مین لگانے کی تحریک کرتے ہین - یہ کیا کہ سید ہو کر اپنے جد کے نام کی شہرت کو بند کرنے لگے - آؤ خدا سے خوف کرو - تواریخ و سیر کو دیکہو کیسی کیسی سرکشی گوشہ نشین خواجہ نے ماتم حسین کو اور شہادت حسین کو دنیا سے محو و کم کرنا چاہا مگر نہ کر سکے - شکر قدرت کا شکر کرتی ہے ... رضا منسوبہ دریا برد ہو جاتے

مگر پانی جیسی بے جان شی نے حرمت حسینؑ کا خیال کیا اور قبر مطہر کے قریب نہ جاسکا آج تک سیکڑون کارروائیان اس نام کو محو کرنے کی ہوئین۔ اہل لاہور کو بچارے گامے شاہ بانی امام باڑہ کا جانگاہ واقعہ ابھی تک یاد ہے۔ بزرگون سے سنتے ہین کہ ایک ایک سنی اُس مظلوم سید پر اینٹین برساتا اور اُسے دم چاریار کہنے پر مجبور کرتا تہا مگر اُسنے دم چاریار نہ کہنا تہا نہ کہا۔ نہایت ناگفتہ بہ حرکات اُس سے کین مگر اُسنے اپنا [illegible] ل نہ چہوڑنا تھا۔ نہ چھوڑا۔ خدا گورمنٹ انگلیشیہ کو تا ابدالاباد ہندوستان پر قابض رکھے کہ اُسیوقت حکام وقت نے آکر اُس غریب کی جان سنگدلون کے ہاتہون سے بچائی۔ مرزا حیرت کا واقعہ تازہ ہے شہادت حسینؑ کو غلط ثابت کرنے کے لئے کیسی سر توڑ کوشش کی مگر نتیجہ کیا پایا۔ گو مرزا کی مخالفت اور طرز کی تھی اور آپ کی اور طریقہ پر۔ مگر مطلب ایک ہی ہے۔ یعنی شہادت حسینؑ کی شہرت کو کم کرنا یا مطلقاً غلط ثابت کرنا۔

مجالس عزا سے وہ شہرت نہین ہوسکتی جو تعزیہ و مہندی و سبیل سے ہوتی ہے جاہل سے جاہل اجڈ سے اجڈ آدمی کے کان بھی ان امورات کی طفیل نام حسینؑ سے آشنا ہوتے ہین۔ آپ جیسے معیت خانہ داری سے آزاد ہین اولاد کا بکھیڑا بھی نہین رکھتے چاہیئے تہا کہ اپنے حد کے عمر مین خود مجلس قایم کرتے سبیل لگاتے عزا کو نام حسینؑ پر فی سبیل اللہ کہلانا کہلاتے۔ سبیل پہ جسوقت چھوٹے چھوٹے بچے اس شعر کو پڑہتے ہین تو کیا کچھ اثر دل پر ہوتا ہے۔

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی ۔۔۔ پیاسو یہ ہے سبیل شہید و نکے نام کی

بزرگ سید صاحب کو چاہیئے کہ اپنے اجداد بزرگوار یعنی ائمہ معصومینؑ کی لائف کو بغور مطالعہ کرین اور پہر منصفانہ فیصلہ کرین کہ شہادت حسینؑ کی شہرت کو کم کرکے ظالمون کے ظلم کا چہپانا مفید ہے یا خلقت پر ظاہر کرنا۔

اور آخری فیصلہ یہ ہے کہ جبکہ ہم اہلسنت جماعت کے کسی کام مین دخل در معقولات نہین دیتے تو یہ لوگ ہمارے ایک امر کے کیون درپے ہین۔ چنانچہ چہلم کو امام باڑہ

کالے شاہ کے سامنے ہی گنج بخش صاحب کے مزار پر میلہ لگتا ہے - ناچ رنگ اور اور
سیکڑوں بدعات ہوتی ہیں علی ہذا القیاس شاہ جمال و بڑے میاں کا عرس وغیرہ
اور نجانے کتنے ایک عرس اور میلے ہوتے ہیں - مگر انہیں کوئی نہیں روکتا
خانقاہ شاہ جمال صاحب کی آمدنی کے متولی شاید ہی سید صاحب ہیں اور
دیگر حصہ دار ہی سب کے سب صاحب ثروت ہیں پس اسکی آمدنی کو وقف
قوم کر دیں - در اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو جیسے شیعہ کے نام سے چڑ ہے
ویسے شیعوں کے ہر کام سے نفرت ہے خواہ وہ کام بنص صحیح جائز ہی کیوں نہو -
جیسے کہ متعہ - از روئے قرآن و حدیث متعہ کا جواز ثابت ہے مگر چونکہ شیعہ
بحکم خدا و رسول متعہ کو عمل میں لاتے ہیں اسلئے یہ لوگ سرے سے متعہ کو ناجائز
قرار دے دیتے ہیں اور پھر تماشا یہ ہے کہ عوام سنی متعہ کے عامل ہیں صرف
نام بدل رکھا ہے - کوئی فرقہ تو حلالہ کہتا ہے اور کوئی تن بخشی -

جملہ معترضہ کے طور پر مجھے یہ بھی یاد آگیا کہ میرے جو سطور ماہ رمضان کے
اصلاح میں بعنوان "ایک بیوہ کی فریاد" شائع ہوئی تھیں اسے بھی یہ لوگ
جھوٹا سمجھتے ہیں - اور اڈیٹر صاحب سے اس مضمون کو منسوب کرتے ہوئے کہتے
ہیں کہ یہ بھی شیعوں کی چالبازی ہے کہ ایک عورت کے نام سے لوگوں کو غیرت دلا کر
رسالہ کی خریداری بڑھا رہے ہیں - میں نے اپنے ایک عزیز سے جو منٹگمری میں ملازم ہیں
انہیں دنوں میں سن لی تھی - چاہا کہ انہیں دنوں میں کچھ سطور لکھ کر یہ غلط فہمی
دور کر دوں مگر چونکہ میں اپنی شہرت نہیں چاہتی نیز اصلاح جیسے رسالہ کے
صفحات کو جو ہمیشہ مفید ابحاث اور تنقیدی مضامین سے مزین ہوتے رہتے
ہیں ایسے فضول مغالطوں کے دفعیہ کے لئے لائق نہیں سمجھتی اسلئے خاموشی
اختیار کی - امید کہ شیعہ پبلک بھی اس دھوکے کو اپنے دل سے نکال دیگی اور
حضور علیہ السلام کے ارشادات پر عمل کرکے اصلاح کی ترقی میں ساعی ہو -

میں ہوں شیعہ پبلک کی خیر خواہ وہی بیوہ پردہ نشین -

اصلاح - حق یہ کہ نہایت فخر کی بات ہے کہ ہماری معزز قوم میں بھی ایسی تعلیم یافتہ خواتین عزت موجود ہین - مگر چونکہ تعلیم نسوان بالکل مفقود ہے اسلئے ہمیشہ جہل کا خبط ہوتا ہے جو درحقیقت خبط ہے -

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد ۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد

عزاداری کے متعلق جو کارروائی ہو رہی ہے بیشک وہ نہایت خطرناک ہے مگر زیادہ فکر کی ضرورت نہین کیونکہ خدا نے اپنے دین پاک کی نصرت کا وعدہ کیا ہے لیظہرہ علی الدین کلہ

مرزا حیرت نے کیا بنایا جو یہ بنائینگے - مسیلمہ کذاب کی طرح سب مرمٹینگے - اڈیٹر

مضمون عاشورا پر اہلفقہ کا خط اور اوس کا جواب

جناب اڈیٹر صاحب - تسلیم - مضمون عاشورہ مندرجہ اصلاح ماہ ذیقعدہ جلد ۱۲ ۱۱ کی نسبت اہلفقہ کے ایڈیٹر صاحب نے مجھکو ایک خط لکھا تھا جسکی نقل بجنسہ مع جواب جو مینے موصوف کو لکھکر بذریعہ ڈاک بھیجدیا ہے ترسیل خدمت ہے چونکہ جواب بھی قابل ملاحظہ ناظرین ہے اور اس سے بہت سی مفید باتیں معلوم ہوجائینگی اسلئے امید ہے کہ آپ براہ مہربانی اہلفقہ کے ایڈیٹر صاحب کے خط اور میرے جواب کو بھی بجنسہ اصلاح مین شایع فرماوینگے مینے اہلفقہ کے ایڈیٹر صاحب کو بھی لکھا ہے کہ اپنے اخبار مین شایع کردین لیکن شاید وہ شایع کرین یا نہ کرین -

نقل خط ایڈیٹر اہل فقہ

از دفتر اخبار اہلفقہ امرتسر ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۴ھ

مخدوم مہندہ ... - بعد آداب ماوجب کے گذارش ہے کہ رسالہ اصلاح ماہ ذیقعدہ مین جناب کا مضمون بعنوان عاشورا درج ہے اسمین جو عبارت عید غم کے عنوان سے جناب نے کتاب احباب باب ۲۳ سے نقل فرمائی ہے اسکے نسبت ذیل کی باتین دریافت طلب ہین جناب کی بڑی عنایت و مہربانی ہوگی کہ جواب سے سرفراز فرماوین -

(۱) جناب نے کس زبان کی بائبل سے یہ ترجمہ فرمایا ہے کیونکہ اردو بائبل اسکی پوری مطابقت نہین دکھاتی جناب اُردو بائبل کو ملاحظہ فرما دین۔

(۲) کیا جناب نے اس امر کی تحقیق فرمائی ہے کہ یہودیون کا ساتوان مہینہ کونسا ہے اور محرم شریف سے اوسکی مطابقت کس دلیل سے ہو سکتی ہے۔

اگرچہ یہی مضمون احبار ۲۶ باب ۲۹ آیت اور گنتی ۲۹ باب ۷ آیت میں بھی ہے لیکن تاوقتیکہ کوئی دلیل قوی اسکی تائید مین نہ ملے کہ یہودیونکا ساتوان مہینہ کونسا ہے تب تک اس مضمون کا اثر نہین ہو سکتا چونکہ اس مضمون کا تعلق زیادہ تر یہودیون اور عیسائیون سے ہے اسلئے اُنکے مقابلہ مین محض اسی بناپر حجت قایم نہین ہو سکتی کہ ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ سے مراد عاشورہ ہے بحالیکہ لفظ عاشورا احبار مین موجود نہین۔

یہ نیازنامہ کسی مخالفت کی بناپر نہین بلکہ محض بغرض تحقیق مزید تکلیف دیگئی۔ زیادہ نیاز۔ خاکسار غلام احمد عافا اللہ ذنوبہ ایڈیٹر اہل فقہ امرتسر

جواب

مظفر پور ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۱۱ء

جناب من۔ تسلیم۔ مین تعطیل کرسمس مین اپنے وطن گیا تھا پرسون واپس آنے پر آپکا عنایت نامہ مورخہ ۱۳ ذی الحجہ ملا مگر بوجہ پیشی مقدمات دورہ فرصت نہ تھی اسلئے جواب مین توقف ہوا معاف فرمائیگا۔ جناب نے متعلق مضمون عاشورا مندرجہ اصلاح ماہ ذیقعدہ مجھسے دو امر دریافت فرمایا ہے۔ اولاً یہ کہ مین نے کس زبان کی بائبل سے ترجمہ کیا ہے؟

ثانیاً یہ کہ کیا مین نے اس امر کی تحقیق کی ہے کہ یہودیون کا ساتوان مہینہ کونسا ہے اور محرم شریف سے اسکی مطابقت کسی دلیل سے ہو سکتی ہے؟

امر اول کی نسبت گذارش ہے کہ کتاب احبار باب ۲۳ آیہ ۲۶ تا ۳۲ کا خلاصہ مین نے انگریزی بائبل مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس ۱۸۹۲ء سے کیا ہے اور عربی وغیرہ

متعدد اردو کے نسخے دیکھے ہین اور نسخہ عبرانی بہی مسٹر ساؤل داؤد صاحب یہودی کے پاس دیکھا ہے اور اوس سے مقابلہ کیا ہے۔ صرف مترجمون کے محاورے اور زبان کا ہر نسخہ مین فرق ہے مگر ماحصل سبکا ایک ہے۔ اور جناب خود بھی تحریر فرماتے ہین کہ یہی مضمون احبار ۲ اباب ۹ ۲ آیت اور گنتی ۹ ۲ باب ۷ آیت مین بہی ہے،،

امر ثانی کی نسبت التماس ہے کہ البتہ مین نے خوب تحقیق کر لی ہے اور بخوبی جانتا ہون کہ یہودیون کا ساتوان مہینہ کونسا ہے جس امر کو انسان نہ جانتا ہو اوسمین گفتگو کرنا محض حماقت ہے۔ مین کیون ایسا کرتا اور اسمین مجھکو کیا نفع تہا۔ اگر کوئی نصرانی یا یہودی مسلمان ہوجائے تو مجھکو یہان کیا ملجائیگا۔ مذہب دنیا کیلئے نہین ہے عاقبت کیلئے انسان کو خوف خدا کرنا چاہئے اور غور و فکر کرکے حق کو اختیار کرنا چاہیئے۔ بہرکیف یہودیون مین سال و ماہ کا حساب نہ محض شمسی ہے اور نہ قمری بلکہ مثل سنہ فصلی کے ہے۔ جیسا کہ ہنود سنہ فصلی مین اپنے قمری مہینون مین بلحاظ موسم ملماس کے سال مین ایک مہینہ اضافہ کر دیتے ہین اوسی طرح قدیم زمانے یہود بھی سال کے آخر مین کبھی گیارہ کبھی بارہ دن اضافہ کر دیتے تھے تاکہ موسم سے مطابقت ہوجاے۔ مگر چودہوین صدی سے اور بقول بعض گیارہوین صدی سے یہود بھی تیسرے چھٹین۔ آٹھوین۔ گیارہوین۔ چودہوین۔ سترہوین اور انیسوین برس ایک ایک مہینہ اضافہ کرکے ۱۳ مہینہ کا سال بناتے ہین تاکہ موسم اور شمسی سال سے مطابقت رہے۔ ہر انیس برس کے بعد ایسا ہی کرتے ہین۔ لیکن ہنود کا مہینہ اکادشی سے شروع ہو کر پورنماسی یعنی ماہ کامل پر ختم ہوتا ہے اور یہود کا مہینہ مثل مسلمانون کے ہلال سے شروع ہوتا ہے۔ مسلمان رویت ہلال کے پابند ہین۔ یہود رویت کے پابند نہین ہین اونکے بعض مہینے ۲۹ دن کے اور بعض ۳۰ دن کے معین ہین۔ لیکن جب کوئی غرہ کسی ممتنع دن کو پڑتا ہے تو ایک دن گھٹا یا بڑہا دیتے ہین۔ مسلمانون کے مہینے مختلف موسم پڑا کرتے ہین یہود کے مہینونکا موسم نہین بدلتا ہے۔ ہنود ملماس کے سال مین کبھی جیٹ کو دوماہہ بناکر جیٹ اول اور جیٹ ثانی لکھتے ہین۔ کبھی جیٹھ بیساکھ وغیرہ کو۔ لیکن یہود ہمیشہ اپنے بارہوین مہینہ ادر (Adar) کو دوماہہ بناکر بارہوین کو ادر اور تیرہوین کو بہ ادر کہتے ہین۔ یہودیون مین ایک خصوصیت

یہہ بھی کہ اگر اونکا کوئی تہوار یکشنبہ دوشنبہ چہار شنبہ یا جمعہ کو واقع ہو تو اوس روز اوس تہوار کو نہین کرینگے بلکہ بعد کرینگے کیونکہ یہ چارون دن اون کے یہان ممنوع ہین مثلاً غرہ نیسان جمعہ ہو تو اوسکو غرہ ماننا ممنوع ہے کیونکہ الیسٹر (Easter) کا نیسان کی پندرہوین تاریخ کو ہونا ضرور ہے اور جمعہ کو غرہ قرار دینے سے الیسٹر جمعہ کو پڑتا ہے جو ممنوع ہے اسی سے حضرت عیسیٰ کا بروز جمعہ مصلوب ہونا اور بروز یکشنبہ جی اوٹہنا بھی باطل ہوجاتا ہے کیونکہ ہر چہار اناجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ قربانی فسح کا کہانا کہانیکے بعد (جو اول ماہ کی ۱۴ تاریخ کی شام کو ہوتا ہے) گرفتار ہوئے اور صبح کو یعنی تاریخ ۱۵ جو یہودیون کے عید کا دن تہا سولی دئے گئے حالانکہ جمعہ کے روز یہودیون کی عید ہو نہین سکتی تھی۔ ہمارے اخی جناب مولوی سید غلام قاسم صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اپنی تحریر مین جو اسی محرم کے پرچہ اصلاح مین شایع ہوئی تردید صلیب عیسوی نہایت خوبی سے فرماکر ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ کا یوم غم بوجہ غم امام حسینؑ کے ہونا اور اس غم کا اعظم دلیل حقیت اسلام ہونا بکمال وضاحت دکہایا ہے اوسکو بہی ضرور ملاحظہ کیا ہوگا یہہ دلیل بطلان صلیب کی صرف جناب کی آگاہی کے لئے لکھدیا ہے اب اصل سوال کا جواب یہہ ہے۔

یہودیون کا پہلا مہینہ اور نیا سال ہمیشہ مارچ مین جس تاریخ کو ہلال واقع ہو شروع ہوتا ہے اسلئے گو بوجہہ موسم یہودیون اور مسلمانون کے مہینون مین کبہی مطابقت ہوتی ہے کبہی اختلاف لیکن تاریخین دونون کی ایک ہوا کرتی ہین یعنی جس دن دسوین تاریخ یہودیون کی ہوگی اوسی دن دسوین تاریخ مسلمانون کی بہی ضرور ہوگی۔ یہودیون کے پہلے مہینہ کا نام بایبل مین جیبب ہے (استخراج باب ۱۳ آیہ ۴) اسی مہینہ کو نیسان بہی کہتے ہین اور اسی مہینہ کی ساتوین تاریخ کو بنی اسرائیل نے فرعون کے ظلم سے نجات پائی جسکی خوشی مین اونکو عید کرنیکا حکم ہوا (استخراج باب ۱۲ آیہ ۱۶ و ۱۷) اور اسی مہینہ کی ۱۴ تاریخ کو عید فسح کرنیکا (ایضاً آیہ ۱۱) اور ۲۱ تاریخ تک بے خمیر کی روٹی کہانیکا (ایضاً آیہ ۱۸) حکم ہوا جو زمانہ حضرت عیسیٰ کے صلیب سے

بچنے اور جناب محمد مصطفےٰ صلعم کی ولادت کا ہے۔ ساتوین مہینہ کا نام تسری (تشرین) عربی (تشریع) ہے جسکو ایتانیم بہی کہتے ہین یہہ مطابق ہندی مہینہ کوار کے ہوتا ہے جسکو آسن کہتے ہین اور ستمبر مین پڑتا ہے۔ آہ آہ اب کیونکر لکہون کہ جس سال ہمارے اسی رسول ص حبیب خدا محمد مصطفےٰ کا وہ پیارا نواسہ جسکی شان مین آنحضرت ص کبہی لحمک لحمی ودمک دمی کبہی حسین منی وانا من حسین فرماتے تھے کوار کی جلتی دہوپ مین جسمین ہرن سیاہ ہوجاتے ہین کربلا کے ریگستان مین جہان کی گرمی مشہور ہے تین دن کا بھوکا پیاسا فرات کے کنارے شہید ہوا اوس سال بہی عشرہ محرم ستمبر مین مطابق یہودیون کے ساتوین مہینہ کے عشرہ کے پڑا تھا کہ جسکی دسوین تاریخ کو جناب باری نے اپنے کلیم حضرت موسیٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو غم کرنیکا باین تہدید حکم دیا تہا "جو کوئی نفس عین اوس دن مین غمگین نہ ہوجائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو کوئی نفس عین اوس روز مین کوئی کام کریگا خاصۃً اوسی نفس کو مین اوسکی قوم سے فنا کردونگا" یہی لفظی ترجمہ احبار باب ۲۳ آیہ ۲۹ و ۳۰ کا ہے جس ذی لیاقت انگریزی دان کا جی چاہے انگریزی بائبل سے مقابلہ کرلیوے۔ اللہ اکبر کیسی سخت تاکید اس غم کی ہے جن لوگون نے کتب سماوی کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ اون مین اکثر پیشین گوئیان بطور رمز وکنایہ کے ہین اور جبتک واقعات سے مطابق نہ کی جائین سمجہہ مین نہین آسکتی ہین چنانچہ حضرت عیسیٰ کی نسبت بہی کوئی پیشین گوئی نصارا عہد عتیق کی کسی کتاب سے ایسی نہین دکہا سکتے ہین جسمین حضرت عیسیٰ کا نام صاف صاف مذکور ہو وہ بھی واقعات ہی سے تطبیق کرکے استدلال کرتے ہین لیکن اس غم کی نسبت بجز اہل اسلام کوئی دوسرے مذہب والا از روے واقعات نہین دکہا سکتا کہ اس ماہ کی مخصوص دسوین تاریخ کو جناب باری نے کیون اس شد و مد سے غم کرنیکا حکم دیا ہے۔ جبتک حضرت امام حسین ع کی شہادت واقع نہ ہوئی تہی یہہ حکم غم اور قول جناب رسول خدا ص کہ حسین مجہسے ہے اور مین حسین سے ہون بطور رمز کے تہا لیکن جبکہ حسین نے خود غرق خون ہوکر دین کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور اوسی نخل دین کو جسے اونکے جدامجد نصب فرماگئے تھے اپنے خون سے ایسا سینچا کہ تا قیامت مرجہانیوالا نہین تو اہل بصیرت پر واضح ہوگیا

کہ نہ حکم غم مہمل اور بلا وجہ تہا نہ حدیث حسین منی وانا من حسین مہمل اور بے معنی ہی۔ ان دونوں دلیلون سے ہمارے رسول کا برحق اور سچا ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ یہہ حدیث یہی آنحضرت ؐ نے ۵۰ برس قبل بطور پیشین گوئی فرمائی تہی۔ حضرت امام حسن سبط اکبر تھے اونکے حق مین یہ کلمہ نہین فرمایا مخصوص حضرت امام حسین کے حق مین فرمایا۔ جناب تحریر فرماتے ہین کہ لفظ عاشورا اخبار مین موجود نہین۔ جواب۔ عاشورا لفظ عربی ہی اور نسخہ عربی مین موجود ہے۔ عربی نسخہ بائبل بہت قدیم ہے سنہ ۲۰۳ ہجری مین اسکے بین السطور ترجمہ فارسی لکھا گیا ہی اور منشی نولکشور کے مطبع مین بایماء مسٹر ولیم ہولی صاحب بہادر جو لکھنو کے سٹی مجسٹریٹ تھے چھپا تہا طلب کر کے ملاحظہ فرمائیے۔ لفظ عاشورا کا انگریزی ترجمہ ٹھینتہ ڈے (Tenth day) انگریزی نسخون مین اور اردو ترجمہ دسوان دن اردو نسخون مین موجود ہے۔ تینون الفاظ ہم معنی ہین اسمین کوئی یہودی یا نصرانی بجز ناقہم کے عذر نہین کر سکتا۔ عرب کے یہود جو عربی مہینہ کے پابند تھے اسی عاشورہ محرم کو اپنا عاشورا قرار دیتے تھے جیسا کہ مدارج النبوت سے بہی ظاہر ہے (جلد دوم صفحہ ۹۲ و ۹۳ مطبوعہ مطبع ناصری سنہ ۱۲۸۱ھ) لیکن حقیقتاً پابندی احکام شریعت نہ یہود کرتے ہین نہ نصاریٰ اور عام مسلمانون کی حالت بھی ظاہر ہے۔ نصاریٰ کیلئے تو بقول اونکے کرائیسٹ کا صلیب پانا کافی ہو گیا اب کسی اعمال کی ضرورت نہین وہ اس ساتوین مہینہ مین کیون غم کرینگے اور چونکہ انبیائے سلف مطابق حکم خدا اس روز اپنے حزن و غم مین رہتے تھے اور کہانا بلکہ کل کاروبار دنیوی ترک کر دیتے تھے عوام الناس یہود نے جنکو باعث غم معلوم نہ تہا اور اسلئے اوس سے متاثر نہ تھے ترک آب و طعام کو صوم سمجھہ لیا اور اس خیال مین کہ اوس روز فرعون کے ظلم سے نجات ملی تہی روزہ رکہنے لگے۔ حالانکہ فرعون سے نجات پہلے مہینہ کی ساتوین تاریخ کو ملی تہی اور اوسکی خوشی مین اوسی ساتوین تاریخ کو خوشی کرنے اور خوب کہانے پینے کا حکم ہے۔ اور اس عاشور کو غم کرنیکا اور کاروبار دنیاوی سے باز رہنے کا حکم ہے۔ مسلمان بہی ابتداً یہودیون کو روزہ رکہتے دیکھکر جبتک جناب رسول خدا ؐ کو حضرت جبرئیل و دیگر فرشتون کی زبانی خبر شہادت امام حسین نہ ملی تہی برسم

عاشورہ روزہ رکھتے تھے بعد مین ترک کر دیا۔ علاوہ برین کیا جناب نہین جانتے ہین کہ یہود و نصاریٰ تو عہد جناب رسولخدا ص سے اسلام کی بیخکنی کے درپے ہین اور امر حق کو لفظاً و معناً تحریف کرکے چھپاتے ہین جسکا قرآن شاہد ہے۔ الحال بھی ترجمہ مین جہان گنجایش پاتے ہین تحریف سے باز نہین آتے۔ مدینہ منورہ مین ایک پہاڑ ہے جسکا نام سلع ہے اور اوسکا ذکر متعلق بشارت ہمارے رسول ص کے صحیفہ عیسا باب ۴۲ آیت ۱۱ مین سابق نسخون مین موجود ہے مگر حال کے ترجمون مین سلع کا ترجمہ پہاڑ کرکے نام کو چھپا دیا ہے۔ زبور مین ہمارے حضرت کا نام صاف محمد عبرانی زبان مین ہے اور عربی مین عبرانی ح کو ح سے بدلتے ہین کہ اسطرح صاف حضرت کا نام محمد موجود ہے اوسکا ترجمہ انگریزی مین لولی (Lovely) بمعنی محبوب کر دیا اسی طرح ایلیا کو الیاس کر دیا ہے فارقلیط کا ترجمہ روح کر دیا ہے۔ تب لفظ عاشورہ کو جو اگرچہ اصطلاحاً اسم معرفہ کے درجہ کو پہونچگیا ہے لیکن حقیقتاً اسم معرفہ نہین ہے کب وہ لوگ اسم معرفہ کی حیثیت پر قائم رہنے دینگے۔ یہہ کام تو ہم مسلمانون کا ہے کہ غور و فکر اور تلاش کریں پیشین گوئیون کو حالات اور واقعات سے ملائین اور حق کے اعلان کرنے مین کوشش کرین۔ ماننے کا اونکو اختیار ہے۔ جب خدا و رسول ص کے کلام کو نہ مانا حق پوشی کے لئے تحریفین کین جھوٹی جھوٹی باتین بناکر احکام و شریعت کو بدل ڈالا بجائے غم کرنیکی خوشی کرینگے۔ شکرانہ کا روزہ رکھنے لگے تو ہملوگ کس شمار مین ہین — بیشک جو لوگ ختم اللہ علی قلوبھم الخ کے مصداق ہین اون پر کوئی اثر نہ ہوگا لیکن طالبان حق اور منصف مزاج جو بوجہہ لاعلمی معذور ہین ضرور متاثر ہونگے اور اگر توفیق الٰہی شامل حال ہوگی تو ضرور ہدایت پائینگے اور اس کوشش کا جناب باری انشاءاللہ علو کو اونکو اجر خیر دیگا۔ واللہ میری تحریر کی بنا بھی خواہ مخواہ کسی مذہب والے سے چھیڑ چھاڑ کرنے پر نہین ہے بلکہ صرف حرقت قلب اور درد دین کی بنا پر ہے۔ کیونکہ بجز مظلوم کربلا سبط حبیب خدا ص دریگانہ دریائے مجمع البحرین۔ بجز طپیدہ کرب و بلا امام حسین ع کے کوئی دوسرا برگزیدہ خدا بروز عاشورا راہ خدا مین شہید نہین ہوا ہے جسکے غم کو کوئی شخص اسی حکم غم سے مطابق کرسکے۔ حکم خدا لغو و مہمل نہین ہوسکتا۔

توریت میں چند عیدین اور ہر عید کے احکام علحدہ علحدہ بالتصریح مذکور ہین مگر کسی مین بجز روز عاشورا ماتم کرنیکا حکم نہین ہے آخر اس تخصیص کی کیا وجہہ؟ افسوس کہ عدیم الفرصت ہون ورنہ اور زیادہ صراحت سے دکہا دیتا۔ مین امید کرتا ہون کہ جناب بہی اسکی اشاعت مین اپنی تحریر پر تاثیر سے کوشش فرما کر حمایت دین اسلام کی کرینگے۔ بلکہ یہہ منصب آپہی صاحبونکا ہے مین بیچارہ کیا کرسکتا ہون۔ آخر مین ملتمس ہون کہ نیاز نامہ ہذا کو بہی بجنسہ جناب اپنے اخبار مین براہ مہربانی شایع فرماوینگے۔ زیادہ نیاز۔ بندہ احقر سید غلام اصغر عفا عنہ

مترجم عدالت صاحب جج بہادر مقام مظفرپور

شیخ عبدالقادر جیلانی

انکا نسب نامہ اصلاح ۲ جلد ۱ مین لکہا گیا تہا کہ جنگی دوست کی اولاد سے ہین نہ سادات سے ہین نہ حسنی ہین نہ حسینی۔ اسپر پہلواری کے ایک نوجوان کو بہت غصہ آیا تہا جسپر اس خیال سے مین خاموش رہا ع بس حذر کو بچپنے کے سوا اور کیا کہون۔

مگر شکر خدا کہ اب خود اسی حلقہ تصوف کے قومی ارگن رسالہ صوفی نے اس عقدہ کو حل کر دیا جو پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے بہ سرپرستی خواجہ حسن نظامی شایع ہوتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۶ ۲۷ جلد ۳ سوم "پیر حقیقت حضرت خواجہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی ہین ولایت آپکی قدم بقدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے سلسلۂ نسب آپ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ مذہب آپکا شافعی اور مشرب قادریہ ہے۔ بلکہ یون سمجہنا چاہیے کہ خاندان قادریہ آپ ہی سے شروع ہوا اور آپ ہی کے اسم پاک کے لحاظ سے آپ کے معتقدین قادریہ کہلاتے آپ پیران پیر اور غوث الاعظم کا درجہ رکہتے ہین مزار مبارک آپ کا بغداد شریف مین ہے اور وہ جگہ باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے۔ عمارت قابل دید ہے۔ اس راقم نے زیارت کی ہے بلکہ ۹ دن کامل وہان پر قیام کیا ہے۔ عجب فیض کی جگہ ہے جو لوگ حاضر ہوتے ہین روحانی فیض سے مالامال ہوتے ہین۔"

دیکہیے اب پہلواری والے کیا کہتے ہین کہ یہ سلسلۂ نسب تو اس سے بہی بدتر ہے کہ وہ عجمی زادہ ہون کیونکہ خلیفہ دوم کا نسب نامہ سبکو معلوم ہے۔ بہرحال ہم انشاء اللہ [illegible] سے ایک خاص

سلسلہ تصوف کا شروع کرنے والے ہین جس سے معلوم ہوگا تصوف کی کیا حقیقت ہے۔

تنقید بخاری اسکے متعلق اکثر تحریرین شایع ہوچکی ہین اور قوم کو بھی اسپر بیحد اصرار تہا لیکن ہم بہی مجبوریون سے کچھ ایسا پریشان رہا کہ ۱۳۴۲ھ پورا خالی گیا اور کوئی حصہ اسکا شایع ہوسکا اسوجہ سے ارادہ تہا کہ اب اس سلسلہ کو ترک کردون۔

مگر اہلحدیث مورخہ ۱۱ فروری مین ایک طولانی تحریر دیکھکر جس مین اونکا ایک مرید خاص بہت کچھ رویا گایا ہے اور ہاسے واویلا مچایا ہے کہ ہاے تنقید بخاری کا جواب نہین ہوتا۔ پہر مین مجبور ہوا کہ اس سلسلہ کو شروع کردون کیونکہ نامہ نگار مذکور آخر مین لکہتا ہے "عرصہ کچھ تمام کا ہوا کہ مین بمقام لکھنؤ بغرض ملاقات جناب مولوی عبدالشکور صاحب کی خدمت مین گیا تہا بعد چند باتون کے تنقید بخاری کا تذکرہ آیا اسوقت موصوف نے فرمایا کہ جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب قبلہ مدظلہ غازیپوری ہی دفتر النجم مین تشریف لائے تھے اور انہون نے اس امر مین بہت زور دیا کہ النجم کے ساتہہ جواب تنقید بخاری کا آپ دین تو بہت مناسب ہوتا اور

جسقدر حق المحنت آپ کہتے ہین دینے کے لئے تیار ہون،،

جس سے معلوم ہوا کہ جواب تنقید بخاری کی ضرورت اس فرقہ مین اسدرجہ بڑہی ہوئی نظر آتی ہی کہ عوام کا کیا ذکر۔ انکے مولوی لوگ جو تمام دنیا کا مال کہا کہا کر بیدا ہوے ہین اپنے خزانہ کا موہنہ اس کام کیلئے کہول رہے ہین کہ منہ مانگا دام دینے کو طیار ہین۔ مگر کسی مین ہیبت نہین ہوتی حالانکہ مولوی حافظ عبداللہ صاحب اوڈیٹر النجم کو وہی حق المحنت دیتے ہین جو وہ کہتے ہی مگر یہ ہین کہ اس پر بہی بغل جہانک رہے ہین۔

اوڈیٹر صاحب اہلحدیث اس متعلق پر یہ نوٹ دیتے ہین "ایڈیٹر یہ کام بہت کرنی ہے اسی لئے اہلحدیث کانفرنس نے اس کام کو ٹہیکے ایک مولوی صاحب کے سپرد کیا تہا جنہون نے شروع بہی کیا مگر افسوس کہ وہ بوجہ علالت اسکو پورا نہ کرسکے (اور اب تو شاید وہ مر بہی گئے ہون کیونکہ حافظ حافظ عبداللہ صاحب بہی یہ حسرت قبر مین لیگئے۔ اصلاح) میرے خیال مین جواب تنقید بہت وقت نہین چاہتا مگر مین افسوس سے عرض کرتا ہون کہ بوجہ مشاغل کثیرہ مین اس طرف متوجہ نہو سکا (انکو تو کہتے ہین) جناب مولوی عبدالشکور صاحب اگر توجہ فرماتے تو جس قسم کی

ہمسے ہوسکے گی ہم حاضر ہین ۔

نامہ نگار رواڈیٹر اہلحدیث کی تحریر سے آپکو معلوم ہوگا کہ کیا حسرت ہے اور کیسی مجبوری حالانکہ یہ فریضہ خاص اہلحدیث کا ہے جو صحیح بخاری کی حفاظت کرے ۔ ورنہ مولوی عبدالشکور صاحب تو حنفی ہین جنکے یہان عام طور پر صحیح بخاری مجروح ومقدوح ہے ۔ اور بقول مولوی وحید الزمان صاحب "اہلحدیث اور حنفی مین تو تقابل وتضاد سمجھتے رہو ضد اہلحدیث ۱۶ جلد پھر کیونکر ممکن ہو کہ اڈیٹر النجم اپنے ضد اہلحدیث کی مدد کرے ۔ مگر یہہ بات دوسری ہے کہ وہ محض تحصیل دینا کے لئے یہ کام کرین ۔ کیونکہ دفتر گزن گزٹ سے اب انکا تعلق شاید باقی نہین رہا قرآن وصحیح بخاری کی تحریف یا ترجمہ سے فارغ ہین ۔ لہذا اگر یہہ مال حسب خواہ ملجائے تو ممکن ہے مثل عمرو عاص طیار ہوجائین بشرطیکہ پورا مال ملے ۔

اسیوجہ سے کہ یہ لوگ اسقدر مجبور کر رہے ہین ہمنے مصمم ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ محرم سے حصہ ثالثہ تنقید بخاری کو شروع کردین ۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

ہم اپنی معزز قوم سے بکمال ادب ملتمس ہین کہ مخالفین اسلام کی ہمت پر غور فرمائے کہ صرف عوام ہی نہین ہمت بڑہا رہے ہین ۔ بلکہ انکے علما بھی اپنے ذاتی مال کو اس کام پر خرچ کرنے کیلئے طیار ہین کیا آپ سے یہ بھی نہین ہوسکتا کہ ہر شخص اصلاح کے لئے ایک خریدار فراہم کرے کہ اشاعت مین ترقی ہو اور حجم اصلاح بڑہ سکے کیونکہ اب معمولا صفحات اصلاح صفحہ ۶ ۵ مقرر کئے گئے ہین ۔ جس سے کسی طرح اغراض اصلاح پورے نہین ہوسکتے ۔

محرم اور ریاست بہاولپور

خاص بہاولپور یا اوسکے قرب وجوار مین نہ تو کوئی امام بارہ تہا اور نہ کسی موقع پر مجلس عزا ہوتی تہی ۔ بلکہ اس ریاست کو امامیہ صاحبان کیواسطے کوفہ ثانی کہا جاتا تہا جو کسی قدر درست بہی ہے ۔ مگر اعجاز امام مظلوم دیکھئے کہ یہہ شہر بہی عزائے امام تشنہ کام کے فیض سے خالی نہین رہا ۔ کیونکہ جس روز سے جناب والد ماجد میر حسن علی شاہ صاحب دام ظلہ ریاست مین

تشریف لائے۔ اوسی روز سے باقاعدہ مجالس عزا شروع ہوئین اور اونہون نے اپنا مکان اس متبرک کام کے واسطے منتخب کردیا جس مین ہمیشہ مجالس عزا ہوتی رہتی ہین۔ اس نیک کام کی بنیاد قایم کرنے مین جن جن مصائب کا سامنا شاہ صاحب ممدوح کو ہوا ہے ناظرین اصلاح و شیعہ وغیرہ ملاحظہ فرماتے رہے۔ مگر جس وقت شاہ صاحب کا محرم سنہ ۲۴ھ کو جیل خانہ بہاول پور مین پا بجولان ہوکر اپنے دادا بیمار کربلا کی سنت کو ادا کرنا۔ مال و اسباب کی تباہی۔ ننھے ننھے بچون کی گریہ و زاری اور در بدری وغیرہ وغیرہ یاد آجاتے ہین بدن کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین۔ اور اُس وقت کی بیکسی اور بے بسی کو یاد کرکے یا سنکر سنگدل سے سنگ دل بہی تہوڑی دیر کیواسطے چار آنسو بہانے کیلئے مجبور ہوجاتا ہے۔ مگر الحمد للہ کہ شاہ صاحب کی وہ ساری محنت ٹہکانے لگی۔ جس کا ثمرہ امسال کا محرم ہے جو بہاول پور کی دنیا مین ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگا۔ یون تو یکم سے تا سوم برابر باقاعدہ مجالس عزا متذکرہ بالا مکان پر ہوتی رہین مگر ساتوین سے خلقت کا ایک ہجوم تہا۔ شب عشرہ کی مجلس یادگار مجلس تہی تمام اہلکاران ریاست جناب شہزادہ محمد اشرف صاحب گورگانی ناظم منچن آباد و شیخ حسین بخش صاحب ناظم بہاول پور مع بہت سے معزز اہلکارون کے شریک مجلس تہے۔ سوزخوانی کے بعد جناب سید حسن علی شاہ مدظلہ نے بطرز تحت اللفظ مرثیہ پڑہا اوسکے بعد جناب ڈاکٹر آغا سلطان مرزا صاحب لکھنوی قزلباش جو ایک علامہ آدمی ہین ناظم صاحب منچن آباد کے اصرار سے ممبر پر تشریف لے گئے۔ اور بطور وعظ آیہ وافی ہدایہ (ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا) کی تلاوت کرکے تفسیر بیان فرمائی۔ اور دلائل واضحہ سے ثابت کردیا کہ (حملہ وفصالہ ثلاثون شہرا) سے مراد جناب امام حسین علیہ السلام ہین کیونکہ مدت حمل آپکا چہہ ماہ تہا یا حضرت یحیی علیہ السلام زائچہ ماہ کے تولد ہوئے ہین مگر جملہ امکو ہائے مصداق حضرت یحیی علیہ السلام نہین ہوسکتے۔ اسواسطے یہہ آیت خاص شان جناب امام حسین علیہ السلام روحی فداہ مین ہے۔ اُسوقت اس مجلس مین متفرق مذاہب کے لوگ موجود تہے۔ مگر ہر شخص پر ایک عالم وجد

طاری تہا۔ اسی سلسلہ مین اہلبیت طاہرین کا بازار شام مین ورود بیان فرمایا۔ رقت کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ غیر مذہب کے تین آدمی روتے روتے بیہوش ہوگئے اور کوئی شخص ایسا نہ تہا کہ جو با چشم تر نہ تہا۔ ذاکر صاحب کا وجود مجالس وغیرہ کے واسطے نعمت خدا ہے۔ بڑے بڑے شہرون مین اس بیان اور مادہ کا آدمی ہوگا۔ چہ جائیکہ بہاولپور۔ خداوند عالم انکو جزائے خیر دیوے۔ آمین پہر بطرز لکہنؤ جدید طور پر کامل ایک گہنٹہ ماتم ہوتا رہا۔ غرضکہ یہ مجلس یادگار تہی۔ اور لکہنؤ کا سمان آنکہون مین تہا۔ پہر اختتام مجلس کے بعد جناب **نواب صاحب** بہاولپور اور ہز ہائنس میر **امام بخش** خانصاحب والی ریاست خیرپور سندہ و میر علی نواز خانصاحب ولیعہد بہادر ریاست خیرپور سندہ کے واسطے نام بنام دعائین مانگی گئین۔ اور ٹہیک دو بجے شب کو یہہ مجلس ختم ہوئی۔ تہوڑی دیر کے بعد پہر مجلس شروع ہوگئی جو عشرہ کے روز شام کے وقت ختم ہوئی۔ تین بجے شام کو تعزیہ اوٹہایا گیا۔ خلقت کا اژدہام اور ماتمیان امام مظلوم کی گریہ و زاری سے واقعہ کربلا آنکہون کے سامنے پہر رہا تہا۔

چونکہ مکان عزاخانہ بہت ہی مختصر ہے اور سردی کی وجہ سے سامعین کو کسی قدر تکلیف ہوتی ہے لہذا شاہ صاحب نے باصرار چند صاحبان اسی جگہ ایک امامباڑہ و مسجد و چاہ کا انتظام شروع کیا ہے۔ اور فہرست چندہ کہول دی ہے۔ چونکہ یہہ اکیلی طاقت کا کام نہین۔ لہذا برادران ایمانی کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ بہی اس کار خیر مین ممدوح کی امداد فرمائین مراسلات اس پتہ سے ہونا چاہیئے۔ محلہ کچل پورہ سید حسن علی شاہ صاحب فیروز پوری سارجنٹ پولیس ریاست بہاولپور۔

سید طرار حسین طالب العلم از بہاولپور

اصلاح ۔ تعریف کے لئے یہی کافی ہے کہ اس ریاست کے والی خاندان بنی عباس سے ہین لہذا اس ریاست مین مجالس عزا کا ہونا بیشک اعجاز ماتم کی دلیل ہے خداوند عالم اس بانی مجلس کو جزائے خیر دے جس سے یہہ مجلس وہان قائم ہوئی اور خدا نے چاہا تو یوماً فیوماً ترقی ہوگی۔ مسجد و امام باڑہ کی ایسے مقام مین نہایت ضرورت ہے مومنین کیلئے امداد لازم ہے۔ جناب ڈاکٹر آقا سلطان مرزا صاحب دام ملاہ کی ذات بابرکات واقعاً مغتنمات سے ہے خداوند عالم ان حضرات کی امداد فرمائے

(اڈیٹر)

قبول حق ۔ الحمد للہ کہ اس سلسلہ مین یوماً فیوماً ترقی ہے جناب سید غوث علی شاہ صاحب

خریدار نمبر ۴۰۶۲ لکھتے ہیں۔ "بہ کوشش سید مرید حسین شاہ ولد سید قلندر شاہ صاحب و حقیر بذریعہ وعظ جناب قبلہ و کعبہ مولانا مولوی سید صاحب علی شاہ صاحب سکنہ لونگا بلوچان کے مندرجہ ذیل اشخاص نے مذہب حقہ اختیار کیا ہے یعنی شیعہ ہوگئے ہیں جناب سید سلطان احمد شاہ صاحب ولد سید قلندر شاہ صاحب بمبر وار حسین شاہ۔ و کمال شاہ۔ بہار شاہ۔ مبارک شاہ۔ شیر علی شاہ محمد شاہ۔ سید جلال شاہ۔ نواب شاہ۔ جہانیان شاہ۔ و مہر شاہ۔ و سلطان شاہ۔ و بہادر شاہ۔ اللہ دتہ شاہ۔ فضل شاہ۔ نجف شاہ۔ جوایا شاہ۔ غلام حیدر شاہ۔ غوث شاہ۔ فتح شاہ۔ صالح شاہ۔ مرید شاہ۔ محمد شاہ۔ احمد شاہ۔ شاہ نواز۔ سید علی شاہ۔ اقوام سید سکنہ ہائے حسین شاہ۔ بہادر شاہ۔ غلام حیدر شاہ۔ مرید حسین شاہ۔ امیر حسین شاہ۔ اقوام سید سکنہ ہائے مظفر معروف دہولہ متصل حسین شاہ۔ و رمضان قوم موچی۔ و جلال قوم بدھونہ۔ و خدابخش و اللہ دتہ۔ و الٰہی بخش۔ اقوام لوہار سکنہ ہائے حسین شاہ۔ نور شاہ و جہانیان شاہ و باقر شاہ۔ قوم سید سکنہ ہائے گجرانوالہ متصل حسین شاہ۔ اشخاص بالا نے قبلہ و کعبہ کے وعظ کی برکت سے مذہب تسنن ترک کرکے مذہب جعفری اختیار کیا ہے۔ وعظ کی کیا تعریف کروں واقعی مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ اب بفضل الٰہی کثیر تعداد ہوگئی ہے۔ آمین۔ اور اصول و فروع و نماز وغیرہ فرائض کی تعلیم کے واسطے جناب مولنا مولوی غلام حسین صاحب سکنہ مانگا والا خود آئے ہوئے ہیں۔ اور اب بھی آتے جاتے ہیں"

جناب سید محمد حسین صاحب پٹواری خریدار نمبر ۲۲۲۴ لکھتے ہیں "الحمد للہ کمترین کے گاؤں میں یعنی خانپور بھیدان میں جو کہ سادات شیرازی کا شہری کی بستی ہے۔ تین شخص مسمیان سید احسن شاہ و سید صفدر حسین پسران احسن شاہ و علی شاہ بطفیل پنجتن پاک شیعہ اثنا عشری ہوگئے ہیں۔ یہ ایسے اشخاص تھے کہ امام حسین علیہ السلام کا نام سننے کے روادار نہ تھے امید ہے کہ اصلاح میں درج فرماکر ممنون و مشکور فرمادینگے"

قرانیہ حسینیہ کو جناب مولانا السید غلام حسین صاحب کنتوری جام ظلہ نے عربی میں تصنیف فرماکر اور اردو میں ترجمہ کرکے شہادت دعوا داری جناب سید الشہدا ارکو آیات قرآنی سے اسطرح ثابت کیا ہے کہ اب کوئی مسلمان تو اسمین شک نہیں کرسکتا۔ کفار سے ہمکو بحث نہیں یہ کتاب جناب مصنف علام سے مفت ملسکتی ہے دفتر تہافۃ الفلاسفہ محلہ مہا بیر پورہ میرٹھ سے طلب فرمائے۔

عرق کیوڑی و ملح تلنیثن ان دونوں کے خواص و افعال سے تو آپ بخوبی واقف ہو چکے کہ امراض معدہ میں تیر بہدف دوا ہے۔

عرق مرکب - تپ ولرزہ و ورم جگر خصوصاً ورم طحال کیلئے بیحد مفید ہے قیمت ۱۲ اونس کی بوتل عہ چھ اونس کی شیشی ۸

سرمہ زرد - ضعف بصارت۔ جالا۔ پھولی۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ سرخی و سوزش چشم کیلئے ایک سلائی صبح و شام چند دنوں لگانا کافی ہے ایک تولہ کی شیشی جو غالباً ایکسال کیلئے یا کئی مریضوں کیلئے کافی ہے مع سلائی صرف عہ

معجون مصفی - ۶ ماشہ روزانہ چند دنوں کہانے سے خون کی تمام سمیت اور حدت اور غلظت زائل ہوتی ہے اور اجابت بھی خلاصہ ہوتی ہے قیمت فی تولہ ایک آنہ۔ چالیس تولہ کی قیمت دو روپیہ (عہ)

معجون مفتت - جگر و گردہ و مثانہ کو قوت دینے کے علاوہ کنکری کو چور کرتی اور اونکی اصلاح کرتی ہے اگر چند دنوں ہر ماہ میں پانچ سات روز کہا لیا کریں تو آیندہ گردہ و مرارہ و مثانہ کے حصاۃ اور درد سے محفوظ رہیں فی تولہ ۳

معجون لبوب - مقوی قلب و دماغ و دریہ و معدہ و جگر و اعصاب جو چند دنوں چھ ماشہ کہانے سے اعضا میں نئے سرے سے طاقت پیدا کرتی ہے قیمت فی تولہ ۲ ر

حب تنفس - وہ دمہ جسمیں کسی قدر بہی بلغم آتا ہو اسکے لئے از حد مفید ہے خوراک دو گولی صبح و شام قیمت ۴۲ گولی ۱

مدمل القروح - جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً اور وہ سوزاک جسمیں قرحہ پڑگیا ہو خصوصاً حکم اکسیر رکہتا ہے۔ خوراک ایک سے دس قطرہ تک قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

المشتہر۔ منیجر کارخانہ حکیم مولوی سید محمد سجاد صاحب پٹنہ سٹی۔ ٹیلگراف کا پتہ حکیم محمد سجاد پٹنہ

اشتہار گوہر بار

جن حضرات شیعیان صاحبان والاشان کو قرآن مجید مترجم شیعہ مجتہد قبلہ و کعبہ جناب مولوی سید علی صاحب لکہنوی کا متن میں اردو ترجمہ اور جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی اعلی اللہ مقامہ کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا ترجمہ حاشیہ پر ہے جسمیں جا بجا خداوند عالم نے اپنے بندہ خاص جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہے اور ذکر خلافت بہی ملا صاحب نے خوب مشرح لکہا ہے یہ لینا منظور ہو تو کارڈ بہیجکر طلب فرماویں۔ تفصیل ہدیہ حسب ذیل ہے۔ فی پارہ بارہ آنہ دو پارہ کا پیکٹ عہ کا ماہواری۔ فی قرآن شریف عہ مگر پورے قرآن شریف کے لینے والے کمیشن مجرا ملینگے۔ دو جلد کے خریدار کو عہ کمیشن مجرا ملینگے ۵ جلد کے خریدار کو عہ دس جلد کے خریدار کو للعہ ۲۵ جلد کے خریدار کو عہ مجرا ملینگے اس سے زیادہ کے خریدار کو فی سیکڑا مجرا ملیگا۔ تاجر لوگوں کیساتھ بشرط نقد روپیہ دینے کے خاص طور پر رعایت کیجائیگی۔ اور اگر کوئی کل جلدیں قریب ۴۰۰ روپیہ کے جسقدر ہوں لیگا تو بہ کفایت دیجائیگی اور دیگر کتب ذیل بہی قیمتاً بہیجی جا سکتی ہیں جنکی قیمت حسب ذیل ہے۔ ذریعۃ النجاۃ جلد اول و دوم عہ اربعین فی



مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زر کثیر بڑی محنت جانکاہی سعی اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہے۔ پہلا اور دوسرا پارہ طبع شدہ موجود ہے تیسرا پارہ بھی چھپ گیا آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجیے مفت ارسال خدمت ہوگا۔

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی۔ دہلی

القول الجمیل

فی رد

بدعات الوکیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً مصلیاً مسلماً لاعنا

اخبار وکیل مین ایک مسلسل مضمون بعنوان بدعات محرم شایع ہوا ہے جسکا ایک اجمالی جواب اصلاح نمبر۱ جلد ۱۳ مین شایع ہو چکا ہے اور ایک مفصل جواب اخبار اثنا عشری دہلی مین بھی نکل چکا ہے۔ جس سے وہ عام شورش کم ہو گئی ہو گی جو وکیل کے مضمون سے عام طور پر پیدا ہوئی تھی۔

مگر چونکہ اڈیٹر صاحب وکیل نے جو شاید کبھی اڈیٹر البیان بھی تھے۔ اس مضمون مین اپنی پوری قابلیت صرف کی ہے اور تاریخ دانی کا جوہر دکھایا ہے لہذا ایسا جواب نا انصافی کا جواب ہوگا جسمین اون کی پوری عبارت نہ لکھی جائے اسلئے پہلے ہم وکیل کی عبارت لکھتے ہین پھر لفظ اصلاح سے اوسکا جواب دیا جائیگا۔ مگر چونکہ وکیل کی غرض اختلاف واقعات سے وابستہ ہے لہذا اوسنے ہر جگہ ابہام سے کام لیا ہے اور ہم مجبور ہین تفصیل واقعات پر جس سے حق واضح ہو لہذا طول ہونا ضروری ہے۔

"وکیل" "اسلامی تاریخ مین تیسری اور چوتھی صدی نبوی نے دنیا مین مختلف انداز کی یادگارین چھوڑی تھین"

اصلاح۔ مگر تعجب ہے کہ پہلی اور دوسری صدی کا ذکر خیر کیون چھوڑ دیا گیا حالانکہ

واقعہ کربلا جس سے یہاں بحث ہے پہلی صدی بلکہ رحلت رسول اللہ کے پچاس ہی برس بعد کا واقعہ ہے۔ پھر اوس صدی کو چھوڑ دینا تو بالکل خلاف ہے کیونکہ واقعات تاریخی میں تسلسل لازم ہے لہذا یہ تحریر گویا تحریر و تکمیل کا پہلا باب ہوگا۔

سب سے پہلے اسلام کی ایک ایسی مختصر تاریخ بیان کرنی چاہیے کہ واقعات مربوط ہوسکیں تیسری چوتھی صدی کے [redacted] کیونکہ عام قاعدہ ہے ہر شئی کی رجوع اصل کی طرف ہوتی ہے اور وہیں سے درجت پہچانا جاتا ہے۔

اسلامی دنیا کے ناظرین مگر اس سے ناواقف ہونگے کہ اسلام کی ابتدا اس معاہدہ سے ہوئی کہ جو شخص ترویج دین اسلام میں حضرت کی وزارت قبول کریگا وہ آپکا خلیفہ و وصی ہوگا اس معاہدہ کو بجز جناب علی مرتضی کسی نے قبول نہیں کیا لہذا رسول اللہ نے نہ صرف مسلمانوں کے سامنے بلکہ مسلمین و کفار سب کے سامنے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کرکے تبلیغ رسالت کا کام شروع کیا۔

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ توحید رسالت امامت ایک ہی ساتھ اصول دین قرار پائے۔ اور رسول و امام نے بالاتفاق توحید کا ڈنکا بجایا۔

تاریخ ابوالفدا میں ہے صفحہ ۱۱۶ جلد اول مطبوعہ مصر۔

وکانت دعوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام سرا ثلاث سنین ثم بعدھا امر اللہ رسولہ باظہارۃ الدعوۃ ولما نزل وانذر عشیرتک الاقربین دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال اصنع لنا صاعا من طعام واجعل علیہ رجل شاۃ واملا لنا عسا من لبن واجمع لی بنی المطلب

تین برس تک حضرت لوگوں کی دعوت مخفی طور پر کرتے رہے اسلام کی طرف اسکے بعد خدا نے اظہار دعوت کا حکم دیا جب آیہ انذر عشیرتک الاقربین نازل ہو تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے کہا (یاد رکھنا چاہیے کہ مثل رسول اللہ حضرت علیؑ بھی شریک ہو رہے ہیں) اے علیؑ ایک صاع روٹی طیار کرو اور ایک پائے گوسفند اور ایک پیالہ بزرگ دودھ

حتی اکلمھم وابلغھم ما امرت بہ
ففعل ما امر ودعاھم وھم اربعون
رجلا یزیدون رجلا او ینقصونہ
فیھم اعمامہ ابو طالب وحمزۃ و
العباس واحضر علی الطعام فاکلوا
حتی شبعوا قال علی لقد کان الرجل
الواحد منھم لیاکل جمیع ما شبعوا
کلھم منہ فلما فرغوا من الاکل
واراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان یتکلم بدرہ ابو لھب الی
الکلام فقال اشد ما سحرکم صاحبکم
فتفرق القوم ولم یکلمھم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لعلی یا علی قد رایت کیف سبقنی
ھذا الرجل الی الکلام فاصنع لنا
فی غد کما صنعت الیوم واجمعھم
ثانیا فصنع علی فی الغد کذلک
فلما اکلوا وشربوا اللبن قال لھم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما اعلم انسانا فی العرب جاء
قومہ بافضل مما جئتکم بہ قد جئتکم
بخیر الدنیا والآخرۃ وقد امرنی

اور خاندان عبد المطلب کو جمع کرو کہ
انکو کھلائیں اور حکم خدا کی تبلیغ کریں
حضرت علیؑ نے ان باتون کو انجام دیا
اور کل اہل خاندان کو بلایا جو چالیس
نفر تھے ایک کم یا زیادہ جس مین آپ کے
چچا ابو طالبؓ۔ حمزہؓ۔ عباسؓ سب تھے
اور کھانا لاکر کھایا گیا اور سبھون نے کھایا یہانتک
کہ سیر ہوئے حضرت علیؑ کہتے ہین کہ ایک ایک
شخص ان مین سے اسقدر کھاجاتا تھا کل
اور پھر سیر نہوتا جب سب کھاچکے اور رسو
اللہ نے کچھ کلام کرنا چاہا تو ابو لہب (چچا
تھا) نے کلام مین جلدی کی اور کہا کسقدر
شدید ہے سحر تمہارے صاحب کا۔ اس کلام
سے سب اوٹھکر چلے گئے اور رسول اللہ
کچھ کلام نہ کرسکے۔ حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے
فرمایا اے علی دیکھا تمنے کیسی جلدی کی اس
شخص نے کلام کرنے مین۔ کل پھر اسی طرح
کا سامان کرو اور سبکو دوبارہ جمع کرو
دوسرے روز جب سب فارغ ہوئے تو
حضرت نے فرمایا ہم جہانتک جانتے ہین
عرب مین کوئی شخص اس سے بہتر بات
نہین لایا ہے جو ہم تمہارے لئے لائے
ہین کہ خیر دنیا و آخرت سب اس مین ہے

اللہ تعالی ان ادعو کم الیہ فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم جمیعاً قال علی فقلت وانی لاحدثہم سنا وارمصہم عینا واعظمہم بطنا واحمشہم ساقاً انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برقبۃ علیؓ وقال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک وتطیعہ

خدا نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم تمہاری دعوت کریں اس امر خیر کی طرف۔ تملوگوں سے کوئی شخص ہماری وزارت کرتا ہے اس امر میں اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی ہو اور وصی۔ اور خلیفہ میرا تملوگوں میں ہو قوم اسکے جواب میں بالکل خاموش رہی حضرت علی نے کہا اگرچہ ہم سب سے صغیر السن ہیں اے نبی اللہ۔ مگر آپکی وزارت قبول کرتے ہیں ہم۔ پس رسول اللہ نے گردن حضرت علی کی پکڑی اور فرمایا ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم یہ میرا بھائی ہے۔ وصی ہے۔ خلیفہ ہے تملوگوں میں اسکا حکم سنو۔ اور اسکی اطاعت کرو

پھر تمام قوم اوٹھ کھڑی ہوئی ہنستی ہوئی۔ اور وہ لوگ کہتے تھے ابو طالب سے کہ تو تمکو حکم دیا ہے کہ تم اپنے فرزند کے حکم کی اطاعت کرو اور اوسکا حکم مانو۔

یہی مضمون بجنسہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۲ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۱۷ معالم التنزیل میں موجود ہے۔ اور صدہا کتب احادیث و تواریخ میں مذکور ہے جس سے کوئی ذی علم انکار نہیں کرسکتا۔

اس مضمون کو مسٹر کارلائل صاحب عیسائی مورخ ان لفظوں سے لکھتا ہے "اگرچہ یہ مجمع جسمیں علیؓ کا باپ ابو طالب بھی تھا محمدؐ کا دشمن نہ تھا مگر باہم سب لوگوں کو ایک ادھیڑ عمر کے ان پڑھ آدمی اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونوں ملکر تمام دنیا کے خیالات کے برخلاف کوشش کرینگے۔ ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور تمام مجمع قہقہا لگا کر منتشر ہوگیا۔ مگر ثابت ہوگیا کہ یہ ایک ہنسی کے لائق بات نہ تھی بلکہ بہت ٹھیک

اور درست تھی۔ یہ نوجوان علی ایسا شخص تہا کہ ضرور ہے ہر ایک شخص اوسکو پسند کرے
اور اس امر سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اور نیز اور باتون سے جو ہمیشہ اسکے بعد اس سے
ظہور مین آئین یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک صاحب اخلاق فاضلہ اور محبت سے بہرپور اور
ایسا بہادر شخص تہا کہ جسکی آگ جیسی تیز و تند حرارت کے سامنے کوئی چیز نہین ٹھہر سکتی تھی۔
اس شخص کی طبیعت کچھ عجب طور کی جوان مردی تھی۔ شیر سا تو بہادر تہا مگر باوجود اسکے
مزاج مین ایسی نرمی اور رحم اور سچائی اور محبت تھی کہ ایک کریجن نائٹ
(عیسائی دیندار جوان مرد) کے شایان ہے ۱۲ صفحہ کتاب ... [illegible]
یہہ ایسا کہلا ہوا امر ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب بھی ازالۃ الخفا مین لکہتے ہیں ... [illegible] مقصد

دوم۔
وازانجملہ آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت باہو معاملت منتظر الخلافہ کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ
بجا آوردند اخرج النسائی الخ مضمون وہی ہے فرق اسقدر ہے کہ لفظ خلیفہ کو نکال
دیا ہے۔
بلکہ شاہ صاحب نے تو اسپر بھی ترقی کر کے اسکا دعوی کیا ہے کہ حضرت علی نے جو کچھ اسلام کی
خدمت کی وہ سب اسی حمیت قومی سے تھی چنانچہ لکھتے ہین۔ وازانجملہ حمیت قوم خود و
ابن عم خود مثلاً اہتمام در اتمام منصب او کردن و برائے نصرت او ہمت قویہ بکار بردن و
غالباً این خصلت در اشراف ناس مخلوق می شود چون فیض الٰہی داعیہ اعلاء کلمۃ اللہ
در نفس او فرو ریخت از میان اخلاق جلیلہ این خلق جذمت او نمود و آن معنی
عقلی را مشروح ساخت پس مقالے شگرف بہم رسید کہ تعبیر از ان بہ اخوۃ رسول اللہ
و مولاۃ او بلفظ وصی و وارث و امثال آن کردہ می شود اخرج الحاکم عن ابن
عباس ان النبی قال ایکم یتولانی فی الدنیا والاخرۃ فقال لکل رجل
منہم ایکم یتولانی فی الدنیا والاخرۃ فقال لا حتی مر علی اکثرہم فقال
علی انا اتولاک فی الدنیا والاخرۃ فقال انت ولی فی الدنیا والاخرۃ
وتفصیل این حدیث بروایت نسائی در سوابق حضرت مرتضی گذشت صفحہ ۲۶

اس کلام سے شاہ صاحب نے اوس روایت نسائی کی طرف اشارہ کیا ہے جو پہلے ازالۃ الخفا
سے لکھی گئی جس سے معلوم ہوا کہ سب نے سکوت ہی نہین کیا بلکہ سب نے انکار کیا اور صرف
جناب امیرؑ نے اقرار کیا۔ پھر یہہ کس قسم کی بے انصافی ہے کہ جب اسلام دنیا مین تنہا تھا
رسول اللہ کا کوئی مددگار نہ تھا سب نے آپ کی مدد سے انکار کیا اور جب جناب امیرؑ نے
رسول اللہ ص کی امداد فرما کر اسلام کو عالم سے روشناس کیا تمام عرب کو مسلمان بنایا
تب یہم عہد شکنی معاہدہ رسول ص کے توڑنے کو آمادہ ہوئے۔
یہہ ہے ابتدائی تاریخ اسلام کی جس کے بعد سے اسلام دنیا سے روشناس ہونے
لگا جس سے ہر شخص بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی اصلیت یہی تین جز ہے۔
توحید۔ رسالت امامت۔ اور آخرت اسکی منزل مقصود ہے۔ اس مجموعہ مرکب نے
ملکر جو کام کیا وہ عالم کو معلوم ہے کہ رسول و امام کی متحدہ کوشش نے اسلام کو کہان
تک پہونچا دیا۔ سارا جزیرہ تمامی عرب ہی اسلام کا حلقہ بگوش نہ بنا بلکہ افریقیہ مصر
یمن سے گذر کر روم کے سرحد تک پہونچ گیا۔ اسی مجموعہ کی طرف خدا قرآن مین اشارہ
کرتا ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ
و یوتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ اسی اسلام کی نسبت خدا فرماتا ہے اطیعوا
اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اسی تکمیل کی طرف اشارہ ہے
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام
دینا۔ مین جس سے بدیہی طور پر ظاہر ہوا کہ جو اسلام اس جزو متمم و مکمل سے خالی ہے وہ
مرضی خدا نہین ہے جس کی خبر قرآن مین موجود ہے قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا
ولکن قولوا اسلمنا کہ خدا نے اسلام و ایمان کو متمیز کر دیا تو اب کون عاقل کہہ سکتا
ہے کہ خدا اوس اسلام سے راضی ہو جو ایمان سے خالی ہو۔
اب ہم اس ابتدائی معاہدہ پر نظر ڈالتے ہین کہ جو معاہدہ رسول اللہ ص نے علی بن
ابیطالبؑ سے سب کے سامنے کیا تھا اوسکی خلاف ورزی یا معاہدہ شکنی کس
وقت مین اور کیون کی گئی۔ رسول اللہ کی طرز عمل کو قبل اسلام سے تا وقت

وفات جب ملاتے ہین تو ایک موقع پر عہد شکنی کا الزام آپ پر نہین دیتے یہانتک کہ کفار نے صادق الامین کا خطاب آپکو دیا تہا۔ لہذا تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ کوئی ایسی روایت تلاش کرین جس سے معلوم ہو کہ رسول اللہ صلعم نے کبھی اس کا اعلان دیا ہو کہ ہمنے اس معاہدہ کو شکست کیا۔ حالانکہ قرآن کا سورہ برات ابہی تک موجود ہے کہ جن کفار کا عہد بوجہ اون کی عہد شکنی کے توڑا گیا ہے اوسکا اعلان دیا گیا ہے اون کو مہلت دی گئی ہے۔ اور جن لوگون نے کفار سے عہد کی پابندی باقی رکہی تھی اونکا عہد باقی رکہا گیا۔ پہر کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہ صلعم نے علی بن ابیطالب کے معاہدہ کو بلا اثبات جرم و بلا اعلان شکست کیا ہو۔

بلکہ ہمارے سامنے وہ واقعات موجود ہین جنمین حضرت نے اس معاہدہ کو تا وقت وفات زندہ اور قایم رکہا۔ حجۃ الوداع کے بعد خم غدیر مین ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ صحابہ کے سامنے من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ اسی پہلے معاہدہ کی تکمیل تھی۔ کل صحابہ کو لشکر اسامہ کے ساتھہ جانیکا حکم دینا اور لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ کہنا اسی معاہدہ کی تکمیل تہی۔ جسمین خوف مخالفت تہا۔ پہر آخر وقت وفات مین قلم دوات طلب کرنا اور یہہ فرمانا کہ ایسی کتاب لکہدین کہ پہر کبھی گمراہ نہو۔ اسی معاہدہ کی تکمیل تھی۔ کیونکہ خدا نے کس تاکید فرمایا ہے لاتنقضوا العہد اور اوفوا بعہدی۔ اوف بعہدکم۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ معاذاللہ خود عہد شکنی فرمائین جبکہ تمام عالم کو ایفاے عہد کی تعلیم دے رہے ہین۔

دوسرا احتمال یہہ ہے کہ معاذاللہ جناب علی مرتضیٰؑ نے عہد شکنی کی ہو جس سے وہ اس معاہدہ سے نکل گئے تو تمامی کتب تواریخ و احادیث پر نظر کر جائے تو کوئی موقع نہین ملتا سواے اسکے کہ یہ جرم حضرت کا ضرور دیکہا جاتا ہے کہ وفات رسول اللہ صلعم کے بعد اپنی دنیا طلبی پر کمر نہین باندہی۔ اور جب تک رسول اللہ صلعم کو سپرد خاک نکر لیا نعش مطہر سے جدا نہوے جسپر اوسی زمانہ مین الزام بہی دیا گیا کہ آپ گہر مین بیٹھ رہے جسکے جواب مین حضرت فرمایا کیا تم اسکو پسند کرتے ہو کہ ہم رسول اللہ صلعم کے جنازہ کو بے غسل و کفن چہوڑ کر طلب

سلطنت میں مشغول ہوں۔

مگر ہم اسکو بھی مان لیتے ہیں کہ معاذاللہ یہ جرم تہا اور جناب امیرؑ اسکے ہی مرتکب ہوئے۔ مگر اس سے وہ حکم رسول ؐ ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا کیونکر باطل ہوگا کیونکہ اسمین تو حضرت نے کوئی قید نہین لگائی ہے کہ کب تک آپ خلیفہ رہین گے اور کس شرط پر آپ اس معاہدہ سے نکل جائینگے۔

خدا نے بھی آیہ انما ولیکم اللہ اور آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین کوئی قید نہین لگائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ جب تک اسلام رہیگا جبتک خدا کی توحید قایم رہیگی اوسوقت تک خلافت بلافصل جناب امیرؑ بھی قایم رہیگی کیونکہ جسپر کہ اسلام کی بنیاد ڈالی جاتی ہے اوسپر دو نکا معاہدہ ہے کہ ہم رسول ہین اور یہ خلیفہ اور خدا کا معاہدہ جسکو رسول اللہ نے وقت وفات تک نباہا۔

تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ خدا نے یا رسول نے کسی طرح کا اختیار امت کو نہین دیا تہا کہ وہ اپنے اختیار سے کسیکو خلیفہ بنا سکین۔ مگر اوس صورت مین کہ ہم اسکے قائل ہون رسول اللہ ص نے معاہدہ شکنی کی جسکے ساتھ حضرت کی رسالت ہی غائب ہوتی ہے اسکے طرف قرآن مین اشارہ ہے وان لم تفعل فما بلغت رسالته یعنی اگر تمنے اس حکم کی تبلیغ نہ کی تو تمنے رسالت ہی کی تبلیغ نہ کی۔

اب ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ شخص کیونکر مسلمان ہوسکتا ہے جو رسول اللہ ص پر یہ الزام قبول کرے کہ آپنے معاہدہ شکنی کی کیونکہ اجماع کا قائل ہونا بغیر اسکے ناممکن ہے کہ وہ رسالت کا منکر ہو اسی لئے جنکو دنیا محبوب تہی اور جو اسی غرض سے اسلام لائے تہے جنکے نسبت خدا فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرة اونہون نے اسکی مخالفت کی اور نص خدا و رسول کو بالائے طاق رکہکر جسوقت خلیفہ رسول مشغول تجہیز و تکفین رسول تہا سقیفہ مین جا کر اسکی کوشش کی کہ وہ طریقہ باطل کیا جائے جسکو رسول اللہ جاری کر چکے تہے کہ خلیفہ بنص رسول ہونا چاہیئے۔ جسپر یہ کشمکش پیدا ہوئی کہ کوئی منا امیر و منکم امیر کہتا تہا کوئی اقتلوا سعد اقتله الله (قول خلیفہ دوم)

مگر کچھ خدا کے بندے ایسے بھی تھے جنہون نے اس قاعدہ نو احداث پر یہی کہا کہ
لانبایع الا علیاً تاریخ کامل صفحہ ۱۳۲ جلد ۲ مطبوعہ مصر
جسکے مطلب واضح ہین کہ اس جدید قاعدہ سے بھی استحقاق علی بن ابیطالب ہی کو ہے
جنکے سوا ہم کسی کی بیعت نہ کرینگے۔ یہ مقولہ تمامی انصار کا ہے یا بعض کا۔
مگر افسوس اسکے بعد تاریخ خاموش ہے کہ اس جملہ کا کیا جواب دیا گیا اور انتخاب
کیون موقوف رہا جس سے پھر بھی اسلام کی عزت رہتی اگر مسلمانون نے طریقہ نص
کو توڑا تو خیر توڑا مگر منتخب اوسکو کیا جسکو رسول اللہ منتخب کر چکے تھے۔
ہم یہان طریقہ انتخاب سے نہین بحث کرتے کہ یہ انتخاب کس اصول پر تہا اور کہانتک
جائز تھا کیونکہ خود خلیفہ دوم نے اسکا فیصلہ کر دیا تلا یغرن امرا منکوان یقول ان
بیعۃ ابی بکر کانت فتنۃ فقد کانت کذلک ولکن اللہ وقی شرھا تاریخ کامل
صفحہ ۱۳۴ جلد ۲
یعنی کسی کو اس سے دھو کہا نہو کہ بیعت ابوبکر فتنہ تہی ہان ضرور ایسا ہی تھا مگر خدا نے
اوسکے شر سے بچا لیا۔ جس سے فتنہ ہونا اس بیعت کا بدیہی طور پر ظاہر ہے۔ اور خدا فرماتا
ہے الا فی الفتنۃ سقطوا وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین۔ یعنی وہ لوگ فتنہ مین
پڑنے اور جہنم محیط ہے کافرون کے اوپر۔
مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ حرص وہوائے سلطنت اور شر و فساد کی بنیاد
اسلام مین آج سے ایسی قایم ہوئی جو قیامت تک مٹنے والی نہین۔ کیونکہ خاتم الانبیا
ناسخ الادیان کی خلاف ورزی عہد شکنی ہو رہی ہے جس سے غداری مکاری
دنیا داری۔ حق تلفی خود غرضی جزو اسلام بنائی جاتی ہے کہ جو خلیفہ رسول تہا اور
جسکے نسبت شاہ ولی اللہ صاحب لکہتے ہین " اہتمام در اتمام منصب او کردن
و برائے نصرت او ہمت قویہ بکار بردن " اوسنے اپنے طرز عمل سے بتا دیا کہ خلیفہ بلا فصل
رسول ہم ہین کہ تمامی اہل دنیا۔ دنیا مین مصروف ہین اور ہم تجہیز و تکفین رسول مین کیونکہ
خلیفہ کا کام پہلے اپنے منصب کے فرائض کا انجام دینا ہے۔

پھر اپنے اوس فرض کو ادا کیا جسکا خدا نے رسولؐ سے وعدہ کیا تھا ان علینا جمعه وقرانه کہ حضرت علیؑ مشغول جمع قرآن ہوئے اور اوس فرض کو انجام دینے لگے جو کار نبوت تھا جسپر دنیا دارون نے ہجوم کیا کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے۔

قال وان ابابکر رضی الله عنه تفقد قوماً تخلفوا عن بیعته عند علی کرم الله وجهه فبعث الیهم عمر فجاء فناداهم وهم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیده لتخرجن او لاحرقنها علی من فیها فقیل له یا ابا حفص ان فیها فاطمة فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علیا فانه زعم انه قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی عاتقی حتی اجمع القران فوقفت فاطمة رضی الله عنها علی بابها فقالت لا عهد لی بقوم حضروا اسوأ محضر منکم ترکتم رسول الله صلی الله علیه وسلم جنازة بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا فاتی عمر ابابکر فقال له الا تاخذ هذا المتخلف عنک بالبیعة فقال ابوبکر لقنفذ وهو مولی له اذهب

یعنی جب ابوبکر بیعت سے فارغ ہوئے تو کچھ لوگون کو نہ پایا جو خلافت سے علحدہ تھے نزدیک حضرت علی کے۔ ابوبکر نے عمر کو اونکے پاس بھیجا۔ عمر نے آواز دی اونہون نے نکلنے سے انکار کیا تب عمر نے لکڑی (جلانے کی) منگائی اور کہا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین عمر کی جان ہے یا تو باہر نکلو نہین تو گھر جلا دینگے۔ کسی نے کہا اس مین فاطمہؑ ہین! عمر نے کہا ہوا کرین۔ اس کہنے پر سب نکلے اور بیعت کی۔ مگر حضرت علیؑ نہ نکلے اور کہا مینے قسم کہائی ہے کہ جبتک قرآن کو نہ جمع کرلونگا نہ گہر سے باہر نکلونگا نہ اپنے بدن پر کپڑہ ڈالونگا۔ حضرت فاطمہؑ دروازہ کہڑی ہوین اور فرمایا ہم جہان تک جانتے ہین تمسے بدتر کوئی قوم نہوگی جس نے رسول اللہؐ کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑدیا اور امر خلافت کو باہم خود طے کرلیا اور ہمسے مشورہ بھی نہ لیا نہ ہمارے حق کا کسی طرح خیال کیا۔

عمر ابوبکر کے پاس چلے آئے اور

فادع لی علیا قال فذهب الی
علی فقال له ما حاجتك فقال
یدعوك خلیفة رسول الله فقال
علی لسریع ما کذبتم علی رسول
الله فرجع فابلغ الرسالة قال فبکی
ابوبکر طویلا فقال عمر الثانیة
ان لا تمهل هذا المتخلف عنك
بالبیعة فقال ابوبکر رضی الله عنه
لقنفذ عد الیه فقل له امیر المؤمنین
یدعوك لتبایع فجاءه قنفذ فادی
ما امر به فرفع علی صوته فقال
سبحان الله لقد ادعی ما لیس
له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة فبکی
ابوبکر طویلا ص۲۲ مطبوعہ مصر

کہا کیون نہین اس مخالف خلافت کو
پکڑتے ۔ ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ سے کہا
جا کر علیؑ کو بلا لاؤ قنفذ نے کہا خلیفہ
رسولؐ بلاتے ہین حضرت علیؑ نے کہا
کسقدر جلد تمنے افترا کیا رسول اللہ پر
قنفذ نے آکر بیان کیا تو ابوبکر بہت روئے
پھر کہا کہ اچھا جا کر کہہ کہ امیر المومنین
بلاتے ہین حضرت علیؑ نے کہا سبحان
اللہ یہ کیسا دعوی ہے جسکا وہ
کسی طرح اہل نہین ۔
اسکے بعد عمر گئے اور پکڑ کر لائے
اور قتل وغیرہ کی دہمکی دی جو
ایک طولانی واقعہ ہے ۔
آپ خود غور کرسکتے ہین کہ اب
جناب امیرؑ کو اظہار حقیت کی کیسی مجبوری ہے کہ ان لوگون نے معاہدہ رسولؐ کو توڑ کر
نہ صرف یہ چاہا کہ ہم خلیفہ بنین بلکہ اسکا قصد کیا کہ خلیفہ رسولؐ سے بیعت لین لہذا بجز
اظہار حق کوئی چارہ نہ تھا جسکو آپنے واضح کیا ۔ کیونکہ اظہار کی وہان ضرورت ہوتی
ہے جہان کسی طرح کا اخفا ہو ۔ یہان تو سب وہی ہین جو سب جانتے ہین ۔ پھر آپ
کہتے تو کیا کہتے گر جو حق تھا اوسکو ادا کیا ۔

اب وہ موقع آیا کہ وہ گرگ باران دیدہ اور مدینہ ہوا جو اٹھارہ اونیس برس
تک رسول اللہؐ سے لڑتا رہا ابوسفیان جو کہہ رہا ہے انی لاری عجاجة لا یطفئها
الا الدم یا آل عبد مناف فیم ابوبکر من امورکم این المستضعفان
این الاذلان علی والعباس ما بال هذا الامر فی اقل حی من قریش

ثم قال لعلی ابسط یدک ابایعک فواللہ لئن شئت لاملئن علیھا خیلا و رجالا فابی علی علیہ السلام علیہ فتمثل ہ ولن نقیم علی خسف یرادیہ الا الاذلان عیر الحی والوتد ھذا علی الخسف مربوط برمتہ وذا الشیخ فلایبکی لہ احد فزجرہ علی وقال واللہ انک ما اردت بھذا الا الفتنہ وانک واللہ طالما بغیت للاسلام شرا لاحاجۃ لنا فی نصیحتک صہ ۲۲ تاریخ کامل

یعنی مین ایک ایسا طوفان دیکھ رہا ہون کہ بجز خونریزی یہ طوفان فرو ہوگا اے فرزندان عبد مناف ۔ ابوبکر کو تمھارے امور سے کیا واسطہ کہان ہین وہ دو لوگ رذیل کئے گئے اور کہان ہین وہ دو لوگ ذلیل علی و عباس ۔ اس امر سلطنت کو قریش کے سب سے کمتر قبیلہ مین جانے کی کیا وجہ ۔ پھر کہا حضرت علیؑ سے کہ تم ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کرتے ہین قسم خدا کی اگر چاہو تو ہم ابھی سوار و پیادہ سے اسکو بھر دین ۔ حضرت علیؑ نے انکار کیا جسپر ابوسفیان نے دو شعر پڑھا ۔

جسپر حضرت علیؑ نے اوسکو ڈانٹا اور کہا کہ قسم خدا کی تیری غرض اس سے یہ ہے کہ فتنہ برپا ہو تو وہی ہے کہ مدتون اسلام سے بغاوت کرتا رہا ہمکو تیرے مشورہ کی حاجت نہین ہے ۔

یہی ہے ایثار نفس یہی ہے اسلام کی خیرخواہی جسکی نظیر آجتک دنیا کی تاریخ مین نہین مل سکتی ۔ کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر تو صرف اتنی حقیت پر چڑہ دوڑے کہ رسول اللہ ص کے جہان اور سسرے تھے یہ بھی دو سسر تھے ۔ اسپر انھون نے یہ زور باندھا اور جناب امیر اس حقیت خدا دا دپر کہ بقول رسول خلقت انا و علی من نور واحد ۔ پھر اس حقیت پر کہ آپ حقیقی ابن عم رسول ہین پھر یہ حقیت رکھتے ہین کہ رسول اللہ ص نے جسپر روز اسلام کی بنیاد قایم کی آپکی خلافت و وصایت کو اپنی رسالت کا شریک بنایا اور مدۃ العمر اسپر نص فرماتے رہے اسپر بھی محض حفاظت اسلام کیلئے آپ تلوار اٹھاتے نہین کرتے حالانکہ ایک ایسا گرگ باران دیدہ مین و مددگار

مل رہا ہے جو وعدہ کرتا ہے کہ مدینہ کو ہم سوار و پیادہ سے بھر دینگے۔
یہاں دوہی احتمال ہوسکتا ہے ایک یہ کہ جناب امیرؑ اس کارروائی اجماعی کو جائز سمجھتے ہوں جس سے ابوبکر صاحب خلیفہ بنائے گئے دوسرے یہ کہ جناب امیرؑ کا سکوت اور انکار بمقابلہ ابوسفیان کسی دوسرے اہم مسئلہ پر مبنی تھا۔
احتمال اول کہ حضرت راضی ہوں اس اجماع اور خلافت اول سے اوسوقت ممکن ہے کہ جب معاذ اللہ کوئی متنفس کفر جناب امیرؑ کا قائل ہو۔ کیونکہ اجماع یا خلافت اول پر راضی ہونا مستلزم ہے اسکو کہ وہ رسول اللہ کو رسول برحق نہ جانتا ہو جنکا ہر فیصلہ حق اور صحیح ہے کہ خلاف اوسکا باطل محض ہے۔ تو اوس فیصلہ سے عدول و مخالفت بغیر کفر کیونکر ممکن ہے۔ لہذا اسکا تو کوئی مدعی نہیں ہوسکتا کہ حضرت اوس فیصلہ رسول کو جو اسلام کی بنیاد ہے اور وہی اصل ہے وجود اسلام کی۔ غلط یا ناحق مانیں تو ضرور رہا کہ حضرت اس خلافت کو ناجائز اور خلیفہ کو غاصب مانیں۔ جیسا کہ تاریخ کامل میں ہے قال الزھری بقی علی وبنوھاشم والزبیر ستۃ اشھر لم یبایعوا ابابکر حتی ماتت فاطمہ رض صفحہ ۱۲۶ جلد ۲
یعنی حضرت علیؑ اور بنی ہاشم اور زبیر نے چھ مہینہ تک ابوبکر کی بیعت نہ کی یہانتک کہ جناب سیدہ نے وفات پائی جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب امیرؑ اس خلافت کو ناجائز جانتے تھے اور بعد وفات جناب سیدہؑ جب ہر طرح مجبور ہوئے تو مصالحت کی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے وکانت لعلی وجہ حیات فاطمہ فلما توفیت استنکر وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن یبایع ستۃ اشھر
یعنی جناب فاطمہؑ سے ایک طرح کی آبروتھی حضرت علیؑ کو جب حضرت فاطمہؑ نے وفات پائی اور وجوہ ناس پھر گئے تو مصالحہ ابوبکر کا التماس کیا۔
تو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کو جھڑکنا اور اوسکی درخواست کو نامنظور کرنا کسی دوسری مصلحت عظیمہ پر مبنی تھا جسکو ہر شخص بداہت عقل سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت امیرؑ معاونت ابوسفیان کو قبول فرماتے تو اوسکا استحقاق خلافت اسلامی پر قایم ہوتا

جسکے حالات سے بخوبی آپ مطلع تھے کہ اس خاندان سے بجز فتنہ وفساد وتخریب شریعت کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ یہی تو سبب ہے کہ جب حضرت کی خلافت مانی گئی اور لوگوں نے مشورہ دیا کہ معاویہ کو بحال رکھیئے تو آپنے صاف صاف لکھ دیا ماکنت متخذ المضلین عضدا یعنی کہ ہم گمراہوں کو کسی طرح اپنا دست وبازو نہیں بنا سکتے۔ چنانچہ ابوسفیان کا کہنا یا بنی عبد مناف خود کہہ رہا ہے کہ وہ ابھی سے خلافت کو حق بنی عبد مناف کہہ رہا ہے کہ وہ بھی داخل ہو حالانکہ بنص رسول ص خلافت حرام ہے بنی امیہ پر یہی فرق ہے خلیفہ جائز و ناجائز میں کہ خلیفہ جائز اپنے منصب یعنی رسول اللہ کا منشا پورا کرنا چاہتا ہے اور خلیفہ ناجائز اپنے مقاصد ذاتی کی تکمیل کے درپے ہوتا ہے۔

تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت علی نے خلافت سے باز آنا قبول کیا مگر اسکو نہ گوارا کیا کہ کوئی شخص ناجائز طور پر اسمیں شریک ہو چنانچہ تیسری مرتبہ یعنی بعد وفات خلیفہ دوم آپکو خلافت ملنے لگی ہے تو یہہ شرط لگائی گئی کہ سیرت شیخین پر عمل کرنا بھی داخل شرائط خلافت ہے حضرت نے بالکل انکار کر دیا کہ اس ناجائز امر کو ہم نہیں قبول کر سکتے جسکے مطلب واضح ہے کہ خلافت کا جانا قبول ہے مگر یہہ نہیں ہوسکتا کہ اس شرط ناجائز کو ہم قبول کریں تاریخ خمیس میں ہے۔ وقال قم یا علی فوقف تحت المنبر واخذ عبد الرحمن بیدہ وقال ھل انت مبایعی علی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ وفعل ابی بکر وعمر فقال اللھم لا ولکن علی جھدی من ذلک وطاقتی انتھی تاریخ ابوالفدا صفحہ ۱۶۶

یعنی عبد الرحمن حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکر کہا اس شرط پر بیعت کرتے ہو کہ کتاب خدا و سنت رسول و افعال ابوبکر و عمر کی متابعت کرو حضرت علیؑ نے کہا خدایا ہرگز نہیں بلکہ اپنے علم و طاقت کے برابر۔

ان تصریحات نے آپکو بتا دیا کہ حضرت علیؑ اس خلافت کو بعد اس اجماع کو کسقدر ناجائز سمجھتے تھے کہ خلافت سے باز آئے مگر اس شرط کو نہ قبول کیا۔

جسکا یہی نتیجہ ہے کہ حضرت ہرگز اس خلافت کے طالب تھے جو رسول اللہ نے آپکو

عطا کیا تہا کہ بنص خدا اور رسول آپ خلیفہ ہین خواہ رعایا مانین یا نہ مانین -

کفار کی شرکت منافقین کیساتھ

اب اسکے برعکس خلیفہ ناجائز کے طرز عمل کو ملاحظہ فرمائے کہ خلاف حکم خدا اور رسول خلافت کو بذریعہ اجماع قایم کیا جسکا پہلا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ لوگ تجہیز و تکفین رسول اللہ سے محروم رہے جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ نسبی مسلمان کی کمبختی اس سے بڑہکر کیا ہو سکتی ہے کہ وہ سرور عالم کی آخری زیارت اور شرکت دفن و کفن سے محروم رہے - دوسرے یہہ کہ اسکی بدولت اون مظالم کا ارتکاب کرنا پڑا کہ جو دختر رسول کا گھر جلایا گیا یا آگ لکڑی لے گئے جلانے کے لئے جسکو سنکر یہ صرف مسلمان رونگے بلکہ مخالفین بھی حیران ہونگے کہ یہہ کیسا مذہب ہے تیسرے یہہ کہ جو لوگ قدیم الایام سے دشمن اسلام تھے وہ سب اس سازش مین ملائے گئے حتی کہ **ابوسفیان** سا دشمن جو رسول اللہ سے ۸ھ ہجری تک لڑتا رہا - وہ خلافت کا دست و بازو بنایا گیا حالانکہ ابھی آپ دیکھ چکے ہین کہ جناب امیر نے اوسکو کس طرح جہڑکا ہے - مگر اوسکے صرف اس شور و شغب نے کہ ہم خلیفہ جائز کی بیعت کرتے ہین - ناجائز خلفا کو ایسا مضطرب کیا کہ فوراً شریک خلافت کیا چنانچہ پہلے اوسکا بڑا بیٹا یزید بن ابوسفیان افسر فوج بنا کر ملک روم بہیجا گیا - پہر معہ پھر خود ابوسفیان - وہان جا کر اسکی جو حالت ہوئی استیعاب مین ہے -

وفی خبر ابن الزبیر انہ راٰہ یوم الیرموک قال فکانت الروم اذا ظہرت قال ابوسفیان ایہ بنی الاصفر فاذا کشفہم المسلمون قال ابوسفیان ۔ وبنو الاصفر الملوک ملوک - الروم لم یبق منہم مذکور فحدث ابن الزبیر اباہ لما فتح اللہ علی المسلمین فقال الزبیر قاتلہ اللہ یابی الا نفاقا اولسنا خیرا منہ -

یعنی ابوسفیان جو جنگ یرموک مین شریک تہا جب مسلمانون کو شکست ہوتی اور رومیون کو غلبہ تو ابوسفیان کہتا واہ واہ بنی الاصفر (خطاب اہل روم) اور جب مسلمانون کو غلبہ ہوتا اور رومی شکست کہاتے تو ابوسفیان کہتا بنو الاصفر بادشاہ ہین روم کے بادشاہ ہائے آج اونکا نام مٹا جاتا ہے - اس حکایت کو ابن الزبیر نے جب اپنے باپ سے

بیان کیا تو کہا خدا لعنت کرے اسکے دلمین بجز نفاق کچھ نہین کیا ہم لوگ روم والون سے اسکے لئے بہتر نہین ہین۔
دیکھئے یہہ ابوسفیان اس جنگ یرموک مین کچھ معمولی سپاہیون مین نہین ہے بلکہ عہدہ دار ہے چنانچہ تاریخ کامل مین ہے وجعل المیمنۃ کرادیس وعلیہا عمرو بن العاص وشرحبیل بن حسنہ وجعل المیسرہ کرادیس وعلیہا یزید بن ابی سفیان وکان القاضی ابوالدردا وکان القاص ابوسفیان بن حرب الخ۔ یعنی میسرہ کا سردار یزید بن ابوسفیان ہے اور قاضی ابودردا۔ اور قاص ابوسفیان پھر ان سے کیا امید کرسکتے ہین کہ یہ لوگ خیرخواہ اسلام ہونگے ہان دنیا کے لئے جو چاہین کرین۔
اوسی استیعاب مین ہے ان اباسفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافۃ الیہ فقال قد صارت الیک بعد تیم وعدی فادرھا کالکرۃ واجعل اوتادھا بنی امیۃ فانما ھو الملک ولا ادری ماجنۃ ولا نار فصاح بہ عثمان قم عنی فعل اللہ بک وفعل منک
یعنی جب خلافت عثمان کو ملی تو ابوسفیان آیا اور کہا کہ بعد تیم وعدی خلافت اب تجھے ملی ہے اسکو گیند بنادے جو بنی امیہ کے ہاتھ مین پھرا کرے کہ یہ سلطنت ہے ہم نہ جنت کو جانتے ہین نہ نار کو۔ اسپر عثمان نے کہا اوٹھ جا خدا تیرا بُرا کرے۔
دیکھئے خلیفہ وقت کے سامنے وہ اپنے ارتداد کا اقرار کررہا ہے کہ بہشت و دوزخ سب لغو ہے صرف سلطنت ہے۔ مگر خلیفہ نہ اوسکو قتل کرتے ہین نہ کوئی انتقام لیتے ہین حالانکہ یقینی کفر کا وہ اقرار کررہا ہے جسکے گواہ خود خلیفہ اور کل حضار جلسہ ہین۔
پھر آپ ہی بتائیے کہ جناب عثمان کیونکر ایسے شخص کو حقدار خلافت بناتے اور خلفائے ناجائز نے اسکو شریک خلافت کرکے کیا نتیجہ پایا کہ اسلام تباہ ہوا جسکا آخری نتیجہ وہی واقعہ کربلا ہے جسپر تمام دنیا روتی رہیگی کیا خوب کہا ہے شاعر نے ؎ چہ خوش گفت است شخصے این ملیفہ
کہ کشتہ شد حسین اندر سقیفہ +

داماد سے دو سو یا چار سو درم کے اونٹ کے نو سو وصول کرنا کسی بھلے مانس
کا کام نہین ہے اور اصل سے اسقدر زیادہ قیمت لینی یہ مفلسی کی دلیل ہو سکتی
ہے نہ ثروت کی اسکے علاوہ حضرت عائشہ کے عین نکاح کے دن پیلا کھاروے
کا کرتہ اور رحم تکیاتہ بند تھا اور کسی کتاب مین لونڈی یا غلام جہیز مین دینا نہ دیکھا گیا
نہ سنا گیا مسلم کتاب التیمم مین جو حدیث ہے جس سے آیت تیمم کا نزول ظاہر ہوتا
ہے پس اوس سفر مین جو حضرت عائشہ کے گلے کا ہار جو جاتا رہا تھا وہ اونکی سوتیلی
مان اسماء بنت عمیس کا تہا جس سے معلوم ہوا کہ کچھ ہاتہہ گلے مین نہ دیا تھا سب سے
بڑہکر افلاس کا ثبوت یہہ ہے کہ غار حرا مین موذی جانورون کے خوف سے جو
آپنے اپنے تمام کپڑے پھاڑ پھاڑ کر سوراخون مین غار کے بھر سے تھے اور پیغمبر خدا
پاس تھے لیکن وہ کپڑے ایسے بوسیدہ تھے کہ اون کپڑون کے بار بار پہننے کی خبر
صاحب وحی و الہام کو نہوئی جس سے ظاہر ہے کہ ایسے دور دراز اور بالخصوص ترک
وطن کے سفر مین ایسے کپڑے استطاعت کی حالت مین مرد سخی نہین پہنتا اب
اسکے اقارب و رشتہ دارون کو دیکھو تو وہ بھی بہت ادنی تھے چنانچہ حضرت ابوبکر
کے بھانجے مسطح کہ جنہون نے طریق نفاق کے خلاف زوجہ پیغمبر پر الزام زنا کی گواہی
دی تہی اور پھر اسکے جھوٹ پر انکو سزا ملی تو یہہ صاحب فقراء مہاجرین سے مشہور ہ
ہین دیکھو شروح صحیحین و رجال وغیرہ

حضرت ابوبکر کے داماد زبیر ابن العوام یہہ ذات کے قصائی تھے چنانچہ سیرت
الرسول باب آٹھ صفحہ ۷ امن میرزا حیرت دہلوی نے بروایت واقدی حضرت زبیر کو
قصائی لکھا ہے اور علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان لغت جزر مین زبیر بن العوام
کی نسبت دو قول لکھے ہین ایک مین قصائی لکھا اور دوسرے مین خیاط پس کوئی
شریف صاحب مقدور شخص اپنی بیٹی قصائی کو نہین دیتا دوم بعض کتب سے
اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو اسماء کی زبیر سے شادی کرنی بہی میسر نہوئی بعوض
متعہ ہی پر ٹالنی پڑی اور حضرت زبیر اسقدر مفلس شخص تھے کہ انکی زوجہ اسماء بنت ابی بکر

مدینہ سے دو تین کوس پر سے روزانہ اوس منطقہ سے گٹھلیان چنتے ہوئے اور گہانس وغیرہ لاتے جاتی تہیں جو رسول اللہ نے حضرت زبیر کو عنایت کیا تہا اور شوہر کو پانی بھی پلانے یہہ بھی بیوی بیچاری کرتی تہیں (دیکہو صحیح مسلم جلد ثانی کتاب الادب باب جواز ارداف المراۃ صفحہ ۲۲۳) اور یہہ ایسے بے حد بخیل تہے کہ جب عبد اللہ نے جوان ہوکر کہا کہ میری ماں سے آپ جماع نہ کیا کیجئے یہہ میری شان کے خلاف ہے تو انہوں نے اسماء کو طلاق دیدی تہی (دیکہو تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۱۴۱)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ یہہ بھی حضرت ابوبکر کی رشتہ داری کے سبب عشرہ مبشرہ سے سمجھے جاتے ہیں انکی ماں بیسوا صاحب رایات زنا اور انکے باپ مخنث تہے چنانچہ ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب کلبی جو اکابر علماء اہلسنت سے ہیں (جن سے اکثر صاحبان صحاح ستہ روایت کرتے ہیں اور یہہ اعلی درجہ کے مفسرین میں سے ہیں وہ لکہتے ہیں کہ)

وقد ذکر ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب الکلبی من علماء الجمہور ان من جملۃ البغایا وذوی الرایات صعبہ بنت الحضرمی وکانت لھا رایۃ بمکۃ واستصفت بابی سفیان فوقع علیہا ابو سفیان وتزوجہا عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم فجاءت بطلحۃ بن عبید اللہ لستۃ اشہر فاختصم ابو سفیان و عبید اللہ فی طلحۃ فجعلا امرہما الی صعبۃ فالحقتہ بعبید اللہ فقیل لہا کیف ترکت ابا سفیان فقالت ید عبید اللہ طلقۃ وید ابی سفیان بکرۃ

صاحب رایات زنا و فاحشہ عورتوں کے صعبہ بنت حضرمی مکہ میں تہی جسکے ہان علم زنا تہا اور ابو سفیان کے پاس اوس کی تعریف بیان کی گئی پس ابو سفیان اوس پر جا بیٹہا اور یہہ صعبہ سے عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم نے نکاح کیا جسکے چہہ مہینے بعد حضرت طلحہ پیدا ہوئے پس ابو سفیان اور عبید اللہ میں حضرت طلحہ کی (ابنیت) میں جہگڑا ہوا پس صعبہ کو (فیصلے کیلئے) سرپنچ بنایا گیا تو اوسنے حضرت طلحہ کو عبید اللہ کا نطفہ قرار دیا تو صعبہ سے لوگوں نے کہا کہ تو نے طلحہ کو ابو سفیان کا نطفہ کیوں نہ بتایا اوسنے کہا کہ عبید اللہ

مرد سخی ہی اور ابو سفیان بخیل انتہی محصلاً اس عبارت کے آگے صاحب احقاق الحق
نے لکھا ہی کہ ان لوگون سے لگی کیجاتی تہی اور من کان یلعب بہ و یتخنث عبید اللہ
مخنث کا کام لیا جاتا تہا وہ ابو طلحہ یعنی عبید ابو طلحہ۔
اللہ نامی تھا انتہی اب انکار رسوخ فی الایمان جانچو تو بفضلہ یہان بہی صغری کیا معنی
کہ معالم التنزیل تحت آیت وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا ازواجہ
ابدا ان ذلکم عند اللہ عظیما۔ مین لکھا ہی کہ یہہ آیت اون صحابی کی شان مین
نزلت فی رجل من اصحاب النبی نازل ہوئی تہی جنہون نے کہا تہا کہ اگر
قال لئن قبض رسول اللہ لانکحن آنحضرت انتقال کرین تو مین حضرت عائشہ
عائشہ قال مقاتل ہو طلحہ سے نکاح کرونگا معاذ اللہ مقاتل بن سلیمان
بن عبید اللہ نے کہا کہ وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ تھے
انتہی محصلاً پس اس روایت سے حضرت طلحہ کا حسن خلق وصلہ رحم و آداب پیغمبر و محبت
پیغمبر سب کچہہ ہویدا ہی۔ شاید یہی سبب ہے کہ جب عائشہ نہ ملیں تو انکی بہن سے نکاح کیا

دوسرے دوست صادق حضرت سیف اللہ جنہون نے حضرت مالک بن نویرہ
صحابی کی جورو لیلی بنت سنان سے بغیر استبراء و عدہ نکاح کیا اور حضرت فاروق اور اکثر
صحابہ اور جناب امیر نے چاہا کہ خالد کا رجم کیا جای مگر حضرت ابوبکر نے انکار رجم نہونے دیا۔
دیکھو تاریخ طبری اور وفیات الاعیان اور ابو الفدا وغیرہ۔

پس یہہ بہی عجیب شریف النسل ہو ہر طرفہ مجون ہین انکے باپ کی نسبت تفسیر کشاف مین ہی
وکان ولید دعیا فی قریش لیس کہ یہہ ولید ایسا حرامزادہ تہا کہ اصل
من سنخہم ادعاہ ابوہ بعد ثمان قریش سے نہ تہا اسی ولید کے باپ مغیرہ
عشرۃ سنۃ من مولدہ وقیل بغت نے ولید کے اٹہارہ سالہ ہوجانیکے بعد ولید
امہ ولم یعرف اب۔ کی ابنیت کا دعوی کیا تہا کہ یہہ میرا بیٹا ہے
اور کہا گیا ہی کہ ولید کی مان یعنی حضرت سیف اللہ کی دادی بیسوا دون سے تہی بعد
ولید کا باپ معلوم نہین کہ کون تہا اور تفسیر مدارک تفسیر سورہ نون تحت آیت عتل

کل حلاف مہین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم
لکہا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جب آیت شریف نازل ہوئی تو حضرت سیف اللہ کے باپ نے اپنی ماں سے
کہا کہ محمد علیہ السلام نے میرے دس وصف بیان کئے مگر نوتے تو مین واقف ہوں پر ولد الزنا ہونے
سے واقف نہین ہون سچ بتا کہ مین کس کا نطفہ ہون ورنہ تجھے مار ڈالونگا اوسکی ماں نے کہا
کہ تیرا باپ مغیرہ نامرد تہا اور تو ایک چرواہے کا نطفہ ہے انتہی محصلاً اب رہی انکی شجاعت کی
شہرت تو جیسے فردوسی نے لکہا ہے منم کردم از رستم داستان وگرنہ یلے بود در سیستان تو یہی
نقشہ یہاں کا بہی ہے یعنی محمد بن اسحاق اور واقدی کا احسان ہے کہ اونھون نے انکو مرد بنا دیا
ورنہ رسول خدا کے زمانہ مین تو یہ بہی بہگوڑون مین شریک تھے چنانچہ تاریخ طبری وغیرہ مین جنگ
حنین و تبوک کا بیان اور تفاسیر مین دیکہا جاوے تو اجمال معلوم ہو جائیگا کہ یہہ سیف اللہ بہی
قطعی بھگوڑے تھے اور محمد بن عمر واقدی کہ جنہون نے خالد کو سیف اللہ بنایا اور جنگی فتوح الشام
وفتوح المصر وغزوہ عجم وغیرہ کتب مترجمہ اردو ملتی ہیں اونکے صفات ابو المویدخوارزمی نے
اپنی مسند ابو حنیفہ میں یہہ لکہے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہے۔

وقد ذکرہ الواقدی کذلک فی المغازی وقد طعنوا فیہ فقال یحیی بن معاین وضع الواقدی علی رسول اللہ عشرین الف حدیث وقال احمد بن حنبل الواقدی یرکب الاسانید وقال ابن المدینی لایکتب حدیثہ وقال الشافعی کتاب الواقدی کذب۔

کہ یحیی بن معین دوست امام احمد بن حنبل نے کہا کہ واقدی نے رسول خدا پر بیس ہزار حدیثین بنا لین اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ واقدی اسناد کو مخلوط کرتا تہا اور ابن مدینی اوستاد امام بخاری نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ لکہی جائے اور امام شافعی نے فرمایا کہ واقدی کی کتاب جہوٹی ہے انتہی میزان ذہبی مین بہی واقدی کو وضاع حدیث لکہا ہے

دوسرے محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ یہہ بہی جہوٹون کے پادشاہ تھے چنانچہ میزان
ذہبی مین کئی علما نے ابن اسحاق کو کاذب نہیں کذاب لکہا ہے اور امام مالک انکو دجال
فرماتے تھے اب رہا حضرت خالد کا رسوخ فی الایمان تو تفصیلاً یہان بہی عرض ہے چنانچہ حلبی

وغیرہ مین ہے کہ جب جناب امیر علیہ السّلام نے یمن کو فتح کیا اور وہان کی بندی سے ایک باندی کو آپ تصرف مین لائے تو انکو اور بریدہ بن اسلمی کو ناگوار ہوا اور آنحضرت سے ان دونون نے شکایت کی اسپر پیغمبر خدا غضبناک ہوے اور فرمایا علیؑ نے جو کچھہ تصرف کیا اوسکا حق اس سے بہت زیادہ ہے۔ پس ناظرین اب حضرت حذیفہ کے قول مندرجہ ترمذی کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیاً کو قصہ مذکور سے تطبیق دین تو خود اوسکا حد اوسط نفاق نکلے گا۔ اور کچھہ نہین۔

تیسرے حضرت ابوبکر کے گہرے دوست اور محسن کہ جنہون نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر کی بیعت کی یہہ بناش یعنی گورکن تھے شرح الشرح نخبۃ الفکر فارسی الموسوم بہ تصحیح النظر صفحہ ۵۳ فصل المنسوبون الی خلاف الظاہر او نسب الی غیر السبق الی الفہم مین لکہا ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ ابی عبیدہ کا باپ عبد اللہ نام ہے اور اوسکا نام عامر ہے اور عامر کا دادا جراح ہے لیکن جراح عامر کا باپ نہین۔ پس عامر کے باپ کے نام کا حذف و اسقاط قابل غور ہے کیونکہ عرب کا علم الانساب مشہور اور رایہ فخر تھا ایسے نامی شخص کے کسی جد مین حذف ہونا علت سے خالی نہین۔ اب رہا انکا رسوخ فی الایمان تو ایک حدیث مشکوۃ مین ہے کہ انہی ابو عبیدہ نے آنحضرت سے بطور فخر عرض کیا کہ جس خوبی سے ہمنے اسلام قبول کیا کسی اور نے نہی قبول کیا آنحضرت نے فرمایا کہ ایک قوم میرے بعد ہو گی جنہون نے مجھے نہین دیکھا وہ بہت افضل ہو گی انتہی ملخصاً مراد کہ تم نہین۔

چوتھے دوست حضرت ابوبکر کے حضرت عثمان کہ جو انکے کہنے سے ایمان لائے پہلے بزاز تھے ابو المنذر بن محمد بن السائب کلبی نے اپنی کتاب مین لکہا ہے۔

وعفان بن العاص ممن کان یتخنث ویلعب۔ کہ عفان بن العاص سے لوگ مخنث کا کام لیتے تھے اور اوسنے دلگی کیجاتی تہی

اور یہہ بہی لکہا ہے۔

ممن کان یلعب بہ ویتخنث عفان ابو عثمان وکان یضرب بالدف کہ جس سے دلگی کیجاتی تھی اور اپنا نفس دوسرون سے لگاتا تہا وہ عفان باپ عثمان کا

باپ تہا جو دف بجاتا تھا۔
تاریخ کامل ابن اثیر مین حضرت عثمان کا قول ہے وانی فی رہط قلۃ وقلۃ معاش
یعنی مین اوس خاندان سے ہون جو قلیل معدود ہین۔ حضرت غنی کے اس قول کی تصدیق
حیوۃ الحیوان دمیری سے ہوتی ہے چنانچہ کتاب مذکور مین ہے کہ حضرت عثمان کی حقیقی بہن
بنت عفان مشاطہ گری کرتی تہین اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین ہے کہ انہی آمنہ کے
شوہر حکم بن کیسان جو بنی مخزوم کے غلام تھے وہ حجامی کرتے تھے اب بنی مخزوم کو غور کرو
کہ وہ کون تھے کہ جنکا راس الرئیس ابوجہل بن ہشام تہا جو ختنات کا لوہا اور رفاروق کا حقیقی
ماموں تہا اور مجمع الامثال مین میدانی نیشاپوری نے لکھا ہے کہ ابوجہل کو علت ابنہ
تہی بلکہ بنی مخزوم اور مہاجرین بہی ایسے ہی مذاق کے تھے اور ابوجہل کی اس علت کی
تصدیق مولانا جلال الدین سیوطی نے حاشیہ علی القاموس والقانون مین کی ہے جسکو
صاحب مزبت حیدریہ نے صفحہ ۱۳۳ مین لکھا ہے اب انہی حضرت غنی کے داماد
وزیر اعظم مروان بن حکم طرید رسول جنکی تعریف مین پیغمبر خدا نے الوزغ بن الوزغ
والملعون ابن الملعون فرمایا ہے تو یہ امیہ بیسوا کے بطن سے تھے جو ام جنبل کے نام
سے مشہور تھی اور یہ ہادون معزز بیسواؤن سے تھی کہ اسکے ہان بہی رایت زنا تہا
تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی مین ہے وکان مروان لا یعرف لہ ابیہ یعنی
مروان کا باپ معلوم نہیں کہ کون تہا۔ سخاوتین جو انکی مشہور ہین وہ سب مصنوعی
اور وہ بہی غنیمت کے حلال ہوجانیکے بعد کی ہین اسکے قبل فقر کا نام تہا۔
دوم باپ کا پیشہ دف بجانیکا اور باوصف لقب عفان تو ایسی صورت مین مالداری
کیا توقع ہو سکتی ہے اب رہی حیا عثمانی جو انکی صفت خاص ہے پس اب دیکھے ملاحظہ ہو
صاحبان فہم حیا کا بہی اندازہ کرلینگے اور رسوخ فی الایمان کا بہی چنانچہ بخاری
کتاب الجنائز باب [illegible] مین حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ [illegible] نے کہا ہم
رسول خدا کی بیٹی کے جنازہ مین شریک تھے اور آنحضرت قبر پر بیٹھے تھے مینے دیکھا
کہ آنکی آنکہوں سے آنسو جاری ہوئے پہر فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص آج کی شب مقرب

مقارفت یعنی مرتکب جماع تو نہیں ہوا ابوطلحہ نے کہا کہ میں ہوں آنحضرت نے فرمایا تم قبر میں اترو پس وہ اوترے اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے مصنف نے لفظ مقارفت کے آگے فلیح کی روایت کے بعد اسکا

قوله لم يقارف زاد المصنف في ما بعد عن فليح اراه يعني الذنب وفي رواية ثابت لا يدخل القبر احد قارف اهله البارحة فتنحى عثمان وحكى الطحاوي انه قال لم يقارف تصحيف كانه استبعد ان عثمان يفعل ذلك لحرصه على مراعاة خاطر الشريف ويجاب عنه باحتمال ان يكون مرض المرأة طال واحتاج عثمان الى الوقاع ولم يظن عثمان انها تموت تلك الليلة وليس في الخبر ما يقتضي انه واقع بعد موتها ولا حين احتضارها والعلم عند الله۔

سمجھا دیا ہے کہ لفظ مقارفت سے آنحضرت کی مراد جماع ہے ثابت کی روایت میں یوں ہے کہ جسنے رات کو اپنی اہلیہ سے جماع نہ کیا ہو وہ قبر میں اوترے (اس ارشاد پر تو عثمان پیچھے ہٹ گئے) اور طحاوی سے یہہ منقول ہے کہ لفظ مقارفت میں تصحیف یعنی کاتب کی غلطی ہے (ابن حجر کہتے ہیں) کہ گویا طحاوی اس امر کو حضرت عثمان سے حالت نزاع میں ایسی حرکت ہونیکو عجیب سمجھے کیونکہ (اونکے نزدیک تو) حضرت عثمان آنحضرت کے پاس خاطر کے بہت حریص تھے مگر ان کو جواب یہ ہے کہ شاید عثمان کی عورت کے مرض کو طول ہوا ہو اور عثمان کو خواہش جماع کی ہو گئی ہو اور انکو (اوس جوش میں) خیال نہ رہا کہ وہ اس شب میں مر جائینگی حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ جس سے یہہ نکلتا ہو کہ عثمان کی یہہ مجامعت زوجہ کے مرنیکے بعد واقع ہوئی اور نہ یوں صاحبزادی کی جانکنی کے وقت مجامعت کا ہونا نکلتا ہے اور اسکی خبر خدا کو ہے انتہی مختصراً حافظ صاحب نے جس حدیث کی یہہ شرح کی ہے اور احتمالات کے رد کئے ہیں وہ سب ایکطرف اور العلم عند اللہ کا فقرہ ایکطرف ہے پس جنکو حدیث کا مذاق اور اسکے شرح دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو وہ اصل مطلب کو سمجھ گئے ہونگے ہم بھی اہل سنت کے اس بیجا پریشانی پر دل متحیر

کی تلاش مین تھے کہ ان بزرگون نے وطی میت پر جو حکم دیا ہے کہ اس سے نہ غسل لازم آتا ہے اور نہ وضو ناقض ہوتا ہے تو اسکا کیا سبب ہے لیکن اب معلوم ہو گیا کہ اسکے جواز کا ماخذ یہہ سند معتبر و نص صریح تھی۔

اسکے علاوہ حضرت ابوبکر کے دوست ابوسفیان پدر معویہ تھے جو مشہور زانی جنہون نے حضرت عمر کی والدہ اور زیاد بن جبید کی مان سمیہ سے زنا کیا اور اونسے یہہ اولادین پیدا ہوئین (دیکھو تنزیہ الانساب) اور یہہ ایسے پیارے دوست صدیق تھے کہ جب حضرات سلمان و صہیب و بلال نے ابوسفیان کو دیکھا اور کہا کہ اس دشمن خدا کی گردن سے اللہ تعالی کی تلوارون نے پورا حق ادا نہین کیا تو حضرت ابوبکر بگڑ گئے اور کہا کہ تملوگ ایک بزرگ قریش کی نسبت ایسی گستاخی کرتے ہو اور پہر یہ قصہ آنحضرت تک گیا اور آنحضرت نے بھی سلمان و صہیب کی حمایت کی اور انجام کار اون مقدس صحابیون نے حضرت ابوبکر کو یہہ دعا دی کہ اے بہائی اللہ تمھاری مغفرت نہ کرے انتہی ملخصاً۔

دیکھو صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضیلت سلمان)

الغرض حضرت ابوبکر اور اونکے جسقدر گہرے دوست تھے وہ سبکے سب ایسے ہی تے کوئی اونمین شریف شہانا امیر ابن امیر نہ متقی پرہیزگار نہ خداترس۔ اور حضرت اسامہ کی ایسے لوگون سے رشتہ داری تھی اور نہ دوستی۔

ناظرین یقین جان لین کہ اگر ہم فضیلت اسامہ و مفضولیت ابوبکر کو بطور محققین لکہنا شروع کرین تو یہہ کتاب کئی جلدون مین تمام نہو گی لیکن ہمنے نہایت قطع و برید کر کے اور وہ بھی باختصار لکہا ہے تاکہ ناظرین پر اسکا مطالعہ وبال نہوجاے۔

مفضولیت شیخ دوم

یعنے مفضولیت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ۔ یہہ تو عیان راچہ بیان چنانچہ تاریخ طبری مین ہے کہ جب حضرت فاروق کو حضرت ابوبکر نے بہی ماتحت اسامہ بناکر بہیجا تو لوگون نے

انہین واپس کیا اور کہا کہ خلیفہ سے کہو کہ وہ کسی بزرگ کو اس لشکر پر امیر بنائے اور انہون نے یہہ پیغام ادا کیا تو حضرت ابوبکر نے اچک کر حضرت عمر کی ڈاڑہی پکڑ لی اور کہا کہ اے ابن خطاب

فوثب ابوبکر وکان جالسًا فاخذ بلحیۃ عمر فقال لہ ثکلت امک وعدمتک یا ابن الخطاب استعملہ رسول اللہ صلعم وتامرنی ان انزعہ —

رسول اللہ تو اسامہ کو امیر بنائین اور تو مجھے حکم دیتا ہی کہ مین اوس سے اوس کی امارت چہین لون انتہی بھلا

اور تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ الخلفا سیوطی اور ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۰ وغیرہ مین حضرت فاروق کی نسبت حضرت ابوبکر کا یہ قول مشہور ہے۔

اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام کہ زمانہ جاہلیت مین تو بڑا ظالم تہا اور مسلمان ہونیکے بعد بہی تو بہت بڑا ذلیل ہے۔ پس حضرت صدیق کا ایسا فرمانا جہوٹ نہین ہو سکتا یہی وجہہ تہی کہ حضرت فاروق کی اُچک کر ڈاڑہی پکڑ لی ورنہ کسی شریف کے ساتہہ ایسا واقعہ پیش آنا تو مزا چکہا دیتا اسکے علاوہ حضرت صدیق کا اپنے زمانہ خلافت مین ہی حضرت اسامہ کا ماتحت بنا دینا مفضولیت فاروق کی دلیل قطعی ہے اسی سبب سے حضرت فاروق اپنے زمانہ خلافت مین حضرت اسامہ کی سروقد تعظیم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ ہمارے سردار ہین افسوس اون علماء پر جو حضرت فاروق کو اسامہ سے افضل بنا کر شیخین کو جہوٹا ثابت کرتے ہین۔

حسب فاروق

حضرت فاروق کا قبیلہ مفلسی مین ضرب المثل تہا چنانچہ صراح لغت عدو مین لکہا ہے یقال ھولاء قوم عدی ای غرباء ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۳۰۳ مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جہان عمرو عاص کی بددیانتی کا حال لکہا ہے وہان عمرو عاص کا یہہ قول لکہا ہے۔

لعن اللہ یومًا کنت فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد رایتہ ورایت

خدا اوس دن پر لعنت کرے جو مین عمر بن خطاب کی طرف سے عامل بنون خدا کی قسم

اباہ وان علی کل واحد منہما عباءۃ قطرانیۃ موتزر بہاما تبلغ ما ھی سکبتیہ وعلی عنق کل واحد منہما خومۃ من حطب وان العاص بن وائل لفی مزدلات الدیباج ۔

مینے خود عمر اور اونکے باپ کو دیکہا ہے کہ ان دونون مین سے ہر ایک کے بدن پر ایک قطران کی چادر رہتی تہی جو انکے صرف گہٹنون کو ڈہانکتے اور ہر ایک کی گردن پر لکڑیون کا گٹھا رہتا اور میرا باپ عاص بن وایل لباس دیباج یعنی قیمتی لباس مین رہتا تھا انتہی محصلاً اگرچہ صاحب قول ہی بطابق حیوٰۃ الحیوان دمیری بازاری یعنی ذات کے قصائی ہین لیکن حضرت فاروق کے گہرے دوست ہین اس بنا پر یقین ہوتا ہے کہ یہہ قول مذکور ابن عاص کا بالکل حق ہے ۔ اسکے علاوہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ کے جزء ثانی بیان اسلام عمر مین ابی احمد عسکری کی تصانیف سے یہہ باتین لکہی ہین ۔

ان عمر خرج عسیفا مع الولید بن المغیرۃ الی الشام فی تجارۃ للولید وعمر یومئذ ثمانی عشر سنۃ فکان یرعی للولید ابلہ ویرفع احمالہ و یحفظ متاعہ

کہ بیشک حضرت عمر ولید بن مغیرہ کے ساتھ مزدور بنکر ملک شام کی طرف ولید کی تجارت کیواسطے چلے تو اوسوقت حضرت عمر کا سن اٹھارہ برس کا تہا اور ولید کے اونٹون کو چراتے تھے اور اوسکے ہان حمالی کرتے تھے اور چوکیداری

الفاروق شبلی سے بہی پایا جاتا ہے کہ آپ ابتدا مین اونٹون کے چرواہے تھے اور یہہ روایات بالکل صحیح ہین کیونکہ اونٹون مین رہتے رہتے کہڑے رہ کر پیشاب کرنیکی عادت جو آپکی ہوگئی تہی تو وہ تاحیات ترک نہو سکی چنانچہ بکثرت کتب صحاح وشروح صحاح وغیرہ مین آپکا یہہ قول درج ہے البول قائماً احصن للدبر یعنے کہڑے ہوکر پیشاب کرنے سے دبر کی حفاظت ہوتی ہے (التحدیث فی رد العالمین بالحدیث) روضۃ الاحباب وغیرہ تہات کا پیشہ پایا جاتا ہے چونکہ دو قبیلون مین آپ صلعم یا الرحمٰن کے ادستاد تھے اسی وجہہ سے اوس وقت کے یہود و انصاری نے فاروق کا خطاب عنایت کیا تہا اور نہایت المطلب حنبلی مین جو یہہ ہے کہ ۔

ان عمر بن الخطاب کان قبل الاسلام کہ عمر بن خطاب قبل قبول اسلام کے ہے

نخاس الحمیر بکتے تھے۔

تو یہہ روایت محض غلط ہی کیا معنی کہ ہندوستان جہان گدہے بہت سستے بعض اونکی قیمت دس بارہ چودہ روپیہ ہے اور خچرون کی اون سے بہت زیادہ ہے اور عرب مین تو اس جانور کی بہت قیمت ہے۔ پس مفلس شخص کیا گدہے بیچ سکتا ہے ہان اتفاقاً اوائل زمانہ مین گدہون کی دلالی مین کبھی کچھ ملگیا ہو تو کچھ عجب نہین چنانچہ بعض احادیث صحیح مسلم و کنز العمال سے اشارۃً آپکا دلال ہونا پایا ہی جاتا ہے صحیح مسلم کی حدیث کا بقدر ضرورت یہہ مطلب ہے کہ ایک حدیث حضرت عاصم کو معلوم تھی حضرت فاروق کو نہ معلوم تھی جب حضرت فاروق نے عاصم سے اوسکے حدیث رسول ہونیکے گواہ طلب کئے تو ایک صحابی نے گواہی دی کہ بیشک یہہ حدیث رسول ہے اوسوقت حضرت فاروق نے ایک افسوس کے لہجہ مین کہا۔

خفی علی من امر رسول اللہ الھانی عنہ الصفق بالاسواق — کہ مجھسے یہہ بات پوشیدہ رہ گئی اور بازارون کی گردش نے مجھے کھیل مین ڈالدیا انتہیٰ

کی خدمت سے انتہی محصلاً۔ پس بایع و مشتری کی روشناسی بازارون کی گردش سے باسانی ہوسکتی ہے۔

کنز العمال مین ایک حدیث ہے جسکا بقدر ضرورت مطلب یہہ ہے کہ حضرت فاروق نے اپنے زمانہ خلافت مین ابی بن کعب سے اپنی قراءۃ کے خلاف کسی آیت کی قراءت سنی تو ابی کو بلا بھیجا اور پوچھا کہ تو اسطرح کیون پڑہتا ہے ابی نے اس شدت کے جواب مین کہا کہ

فانطلق الی ابی فقال لہ ابی شغلنی القرآن وشغلک الصفق بالاسواق اذا تعرض ردائک ببیاب العجماء — ہم رسول خدا کی خدمت مین قرآن سیکھتے تھے اور تمہارا یہہ وتیرہ تھا کہ بازارون مین ہاتہہ پر ہاتھ مارتے پہرتے تھے جبکہ تم اپنی چادر عجما کے دروازہ پر دکہایا کرتے تھے انتہی

اور اسی مضمون کی حدیث اسی کتاب مین ہے اور اوس مین یہ الفاظ ہین۔

وانت یلھیک یا عمر الصفق بالبقیع فقال عمر صدقت — اے عمر تم بقیع کے بازار مین کوچہ گردی کیا کرتے تھے عمر نے کہا اے ابی تم سچ کہتے ہو انتہی

ملخصاً پس دلالون مین یہہ سنت فاروقی آجتک جاری ہے کہ انگلیون کے اشارے مقرر ہین اور ایک دلال دوسرے دلال کے ہاتھہ مین ہاتھہ لیکر چیز کی قیمت کی مقدار بتا دیتا ہے اور لاکھون کے وارے نیارے ہو جاتے ہین اور صراح باب الشین فصل الباء لغت مبرطش صفحہ ۲۵۵ مین جو ہے۔

مبرطش دلال و کوشش کنندہ درمیان بایع و مشتری فکان عمر فی الجاھلیۃ مبرطشا او ھو بالسین المہملۃ۔

کہ حضرت فاروق زمانہ جاہلیت مین دلالی کرتے تھے تو یہہ بات اسناد بالا کے خلاف ہے

دوم حضرت سیف اللہ کے باپ ولید بن مغیرہ کے ہان اٹھارہ سال کی عمر سے کئی سال تک تو حمالون اور چوکیدارون مین حضرت فاروق نے بسر کی اور چھبیس سال کی عمر مین مسلمان ہوگئے۔ اور یہہ فن ہی علم تجارت کی پوری واقفیت کے بعد حاصل ہوتا ہے تو اسقدر موقع زمانہ جاہلیت مین بجہت مفلسی و ہیزم فروشی کہان میسر ہوا اگرچہ حضرت فاروق کے تمام پیشے عقلاً معیوب نہین لیکن ملک ایشیا مین ایسے پیشہ کے لوگ ضرور ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہین اور حضرت اسامہ بن زید کا کوئی پیشہ ذلیل دیکھنے اور سننے مین نہین آیا۔

اب حضرت اسامہ سے حضرت فاروق کے نسب کا مقابلہ کرو تو سوا ے غلام زادہ ہونیکے اور کوئی ظاہری رذالت نہین لیکن اون کی مان پیغمبر خدا کے والد ماجد کی باندی تہین جنکی تعریف سورہ انعام مین ہے وکلا فضلنا علی العالمین ومن اباۂھم وذریاتھم الخ اور پہر پنجتن پاک کی باندی گری میسر ہوئی جسکے سبب وہ بادشاہون کی آقا تہین اور ایسے ہی مراتب حضرت زید کے ہین جو ابن محمد کہلاتے تھے اور حضرت فاروق کی مان حنتمہ جسکے معنی کالی ہاندی یا ظرف یا کالی گہڑا کے ہین نہایہ ابن اثیر مین ہے۔

حنتمۃ ام عمر بن الخطاب وھی بنت ھشام اخت ابی جہل

حنتمہ عمر بن خطاب کی مان ہشام کی بیٹی ابو جہل کی بہن تہین۔

اور حیات الحیوان دمیری لغت جزور مین ہے کہ ابی جہل لیا رہا۔ اور حضرت فاروق کے والد ماجد ضہاک کے بطن سے تھے جنکی مختصر تعریف تنزیہتہ الانساب من شیوخ الاصحاب مین شرح

نہج البلاغہ سے منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے۔

سئل النقیب ابا جعفر عن ھذا الحدیث فی عمرو فقال ان عمرو فخر علی عمر لان ام الخطاب زنجیۃ تعرف بباطحلی تسمی ضھاک وام عمرو عاص النابغۃ امۃ من سبایا العرب فقال امۃ عربیۃ من غنزۃ۔	نقیب ابو جعفر سے عمرو بن عاص کے بارہ مین پوچھا گیا تو اوسنے کہا کہ بیشک عمرو عاص عمر بن خطاب سے افضل ہین کیونکہ ام خطاب حبشیہ باندی جسکا نام ضھاک تہا یا طحلی یعنی (فربہ اندام یا سیاہ یا لئیم کا یا متعفن) کے سیتے سے مشہور تہی اور ام عمرو عاص مسماۃ نابغہ قوم عنز کی عرب زاد لونڈی تہی۔

اور معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۹ مین ضہاک کی یہہ صفت بہی لکہی ہے۔

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامہ امراءۃ من فہم کانت تحت نفیل فتزوجہا عمرو بن نفیل بعد ابیہ فولدلہ زید وامہ ای ام الخطاب وزید وھی واحد	خطاب بن نفیل عام لوگون سے تہا اور اوسکی مان قبیلہ فہم سے تہی اور وہ نفیل کی جورو تہی اپنے باپ کے مرنیکے بعد عمرو بن نفیل نے اپنی مان سے جماع کیا تو اوس سے زید پیدا ہوا اور زید و خطاب کی مان ایک تہی انتہی مجملاً

تشریح الانساب مین مختلف کتب کی اسناد اس مضمون کی ہین اور ان ضہاک کا سر پیسے ہی ملوث ہونا لکہا ہے اور فتح الباری کتاب الفتن سے لکہا ہے کہ حضرت فاروق بطن جدہ یعنے ضہاک سے تھے لیکن اس سند کو ہم نے تلاش کیا تو ہمکو کتاب مذکور مین نہین ملی۔

شجاعت فاروق ۔ اسکا حال تو حصہ اول صفات عصمت امامی مین بہادرون سے بہاگنا لکہ چکے جرءت فاروق تو یہہ آیہ حجاب کے نزول کے قبل ہی سے مردانہ مین نہ آسکتے ہان دو مواقع پر باقی تہی ایک یہ سیر جو اسیر کرکے لایا جاتا تہا چنانچہ صحیحین وغیرہ مین چار پانچ دفعہ مختلف مواقع کے موجود ہین جن مین حضرت فاروق کے یہ اقوال ہین دعنی اضرب ھذا المنافق اور دعنی یا رسول اللہ احق اعنقہ ان سب کا یہہ ہی مطلب ہے کہ یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیجئے کہ مین اس منافق کو قتل کرون دوسرا موقع جرءت کیلئے

رسول خدا و پیغمبر دبا جو دتہا جسکی گواہ صحاح مین کہ منافق کے جنازہ کی نماز پر پیغمبر خدا کو گہسیٹ لیا
عمر بن عبدود کے مقابلہ کے وقت ٹکڑا تو ڑ جواب دیدیا۔ صلح حدیبیہ مین السمت بنی الله
حقا کا غل مچا دیا اور اسی صلح حدیبیہ مین پیغمبر خدا کی کمر سے لپٹ گئے جسکا حال رسوخ فی
الایمان مین آئیگا انشاء اللہ تعالی۔

حسن خلق فاروق تو اس مین آپ حجاز مین فظ غلیظ مشہور تھے اور اپنی خلافت
کے پہلے خطبہ مین اپنی نسبت خود ہی آپنے فرمایا تہا۔

سخاوت فاروق تو خاندانی محتاج اور بعد اسلام نو دولتی مین دل کہان سے لاتے
ہان اپنی خلافت مین سخاوت کی تو وہ بہی شریف سے نہین کی چنانچہ خطیب بغدادی نے
اپنی تاریخ مین عکرمہ سے روایت کی ہے۔

عن عکرمة ان حجاما کان یقص عمر بن الخطاب وکان رجلا مهیبا فتنحنح فاحدث الحجام فامر له باربعین درهما۔

کہ ایک دن حضرت فاروق حجامت بنوا رہے تھے (غالبًا استرا لگ گیا ہوگا) چونکہ یہہ مہیب صورت کے آدمی تھے اور بے طور کہنکارے پس حجام کا خوف کے
مارے گوز صادر ہوا اور جناب موصوف نے چالیس درہم انعام کا حکم دیا۔ افسوس کہ یہی
غلط بخشی بھی کسی شریف کے ساتھ میسر نہوئی۔

معرفت فاروق تو ماشاء اللہ در منثور سیوطی مین بحوالہ صحیح مسلم حضرت حذیفہ بن الیمان
سے مروی ہے

وکان رسول الله یصلی من اللیل فی لیلة باردة ما ار قبله ولا بعده بردا کان اشد منه فقال الا رجل یذهب الی هؤلاء فاتینا بخبرهم جعله الله معی یوم القیمة قال فما قام انسان فسکتوا ثم عاد فسکتوا ثم قال یا ابابکر فقال ابوبکر

وہ فرماتے ہین کہ لیلة الاحزاب یعنی شب جنگ خندق مین ہم رسول خدا کے ساتھ تھے اور رسول خدا نماز شب پڑہ رہے تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ مینے ایسی سرد نہ اس سے پہلے کبہی دیکہی تھی اور نہ اوسکے بعد اوس وقت آنحضرت نے فرمایا۔

استغفر الله ورسوله قال رسول الله
صلعم ان شئت ذهبت قال یا عمر
فقال فاستغفر الله ورسوله قال
رسول الله صلعم ان شئت ذهبت
قال یا حذیفه قلت لبیک یا رسول
الله فقمت حتی اتیت الخ۔

کوئی ایسا ہے جو لشکر کفار کی خبر لا کر دے
تو خدا تعالی قیامت مین اوسکو میرے ساتھ
رکھے گا۔ (حذیفہ) کہتے ہین کہ اس ارشاد پر
ہم مین سے کوئی کہڑا نہین ہوا پہر آنحضرت نے
فرمایا پہر سب دم بخود رہ گئے آنحضرت نے
فرمایا اے ابوبکر۔ ابوبکر نے عرض کیا کہ مجھے معاف

فرمائے آنحضرتؐ نے فرمایا تو چاہتا تو جا سکتا تہا پہر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر اونہون نے بہی کہا مجھے بخشئے پہر آنحضرت نے فرمایا اگر تو چاہتا تو جا سکتا تہا پہر آنحضرتؐ نے فرمایا یا حذیفہ مین نے لبیک کہا اور لشکر کفار سے خبر لا کر دی انتہی محصلاً۔

جاہ و حشم دنیا سے حضرت فاروق کی بے رغبتی تو اسکی تصویر امام غزالی نے سر العالمین فی کشف الدارین کے صفحہ مین کہینچی ہے وہ فرماتے ہین کہ جمہور علما نے حدیث غدیر خم کے صحیح

واجمع الجماهیر علی متن الحدیث فی
یوم غدیر خم وهو یقول علیه السلام
من کنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر
بن الخطاب بخ بخ لك یا ابا الحسن
اصبحت مولائی ومولا کل مومن و
مومنة فهذا تسلیم ورضی وتحکیم
ثم بعد ذلك غلب الهوی لحب
الریاسة وحمل عمود الخلافة وعقود
البنود وخفقان الهوی فی قعقعة
الرایات واشتباك ازدحام الخیول
وفتح الامصار وسقاهم کاس الهوی
فحملهم الی الخلاف فعادوا الی

ہونے پر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جسکا
مین مالک ہون علی بہی اوسکے مالک ہین
پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو مبارک
اے علی کہ آج تم تمام مومن و مومنات کے
مالک ہوگئے پس اس مولائیت کے مان لینے
اور حکومت قبول کرنیکے بعد خواہش نفسانی
نے ریاست و حکومت کے لینے کے واسطے غلبہ کیا
حکومت کا لالچ آنا۔ خلافت کا جہنڈا ہر دیار و
امصار مین گڑ جانا علم کے پہریرون کا ہوا مین
اوڑنا سوارونکا جلوس مین چلنا گہوڑون کی
ٹاپون کا شل جال کے معلوم ہونا اور شہرون
کا فتح ہونا۔

الخلاف الاول فنبذ وہ ورا ظہورہم واشتروا بہٖ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔ ان سب خیالات نے اونکو یعنی شیخین کو جام خواہش نفسانی پلادیا اور اوسی مدہوشی نے اونکو خلیفہ بنادیا اور جیسے (قبل قبول اسلام مخالف پیغمبر تھے) ویسے ہوگئے اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنی چیز کو خریدا پس کیا بری چیز خریدی انتہی محصلاً۔

تقوی فاروق پس اسکی نسبت ہم سے نہ پوچھو ترمذی کتاب التفسیر باب سورہ بقرہ دیکھو کہ جب حرمت شراب کے بارے مین آیت نازل ہوتی تہی تو حضرت فاروق ہی کو بلایا جاتا تہا اور یہہ اللّٰھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فرما دیتے تھے یعنی اے خدا یہہ حکم تو حرمت خمر کیلئے صاف نہین اور واضح حکم بہیج۔ ظاہر ہے کہ حکم خدا ایکبار ہو جانا کافی ہے ایک ہی باب مین کئی احکام امتناعی کا نزول بے ضرورت تہا مگر چونکہ حجت خدا پوری کرنی تہی باینوجہ مکرر احکام نازل فرمائے۔

حیا فاروق تو اسکی نسبت دو واقعے پیش کر دیتے ہین ناظرین اسکا خود تصفیہ فرمالین **کنز العمال** کتاب الصوم ترجمۃ المبیح والمفسد مین سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت فاروق ایک

عن سعید بن المسیب قال خرج عمر بن الخطاب علی اصحابہ فقال افتونی فی شئ صنعتہ الیوم فقال ما ھو یا امیر المومنین قال مرت بی جاریۃ فاعجبتنی فوقعت علیہا وانا صائم فعظم علیہا القوم۔

دن اپنے اصحاب کے پاس آئے اور کہا کہ تم مجھے کیا اوس باب مین فتوی دیتے ہو جو مین نے آج کام کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اے امیر المومنین وہ کیا آپنے فرمایا کہ ایک باکرہ لڑکی جا رہی تہی اوسنے مجھے لبہالیا پس مین اوسپر چڑھ بیٹھا حالانکہ مین روزہ دار ہون پس صحابہ کو تعجب ہوا انتہی محصلاً۔

دوسرا واقعہ تاریخ الخلفا سیوطی بیان فاروق فصل فی نبذ من اخبارہ وقضایاہ صفحہ ۹ مین ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے فراق مین کچھہ اشعار عاشقانہ گا رہی تہی اور اوسکے ہجر مین نالان وگریان تہی۔ اس عورت کے جذبات شہوانی و نالہائے خواہش نفسانی تاڑ کر حضرت فاروق نے تسلی فرمائی۔ اور کہا کہ تو اپنے تئین سنبھالے رہ تیرا خاوند آنے والا ہے پھر آپنے اوسکے خاوند کے بلانے کا انتظام کر دیا اوسکے بعد جناب موصوف ثم دخل علی حفصۃ فقال انی سألک

جناب [illegible] سید [illegible] حسین صاحب [illegible]	
عظیم گنج برائے نادار عزادار	۲
جناب سید جعفر حسین صاحب رئیس [illegible] نور ۳۲۳۸	۲
جناب نواب سید عامد محمد حسین صاحب طبابائی	۲
جناب مولوی سید علی صاحب مفصید اوجید آباد	۱
جناب منشی سید حسن عسکری صاحب ہیڈ کانسٹیبل	۴
جناب حکیم ڈاکٹر قمر الدین صاحب کبیر والہ	۱
جناب حکیم محمد مسلم صاحب پورنیہ	۱
جناب منشی سید تجمل حسین صاحب وکیل ۱۰۹	۲
جناب سید محبوب حسین صاحب دیودرگ گرکہ	۱
جناب سید انور علی صاحب کلرک ملیکا پلہ	۱
جناب منشی سید فضل حسین صاحب سب [illegible]	۱
جناب سید علی راحت علی خاں صاحب قزلباش سب	
انسپکٹر ریلوے ۳۵ ۱۰	۱
جناب منشی سید عنایت علیشاہ صاحب عنایت	۱
جناب منشی اکبر علی بیگ صاحب ہیڈ کانسٹیبل	۱
جناب سید احمد حسین صاحب ٹھیکیدار گوالیار	۱
جناب سید فضل حسین صاحب تحصیلدار ۲۷۶	۱
جناب سید اولاد حسین صاحب گرداور [illegible]	۲

(باقی آیندہ)

عقل وحی مہذب اہل حدیث

وہابیوں کیلئے غیبی گولہ ہے جسکی صدائے مہیب سے پھر اسکی جرات نہ ہوگی کہ کسی شیعہ کو بہکا سکیں - اس رسالہ کو دکہا دینا کافی ہے -

اس رسالہ نے عام طور پر ثابت کردیا ہے کہ اس فرقہ کو عقل کا کوئی حصہ نہیں ملا خود شاہ ولی اللہ صاحب حنفی نے نہایت توضیح سے ثابت کیا ہے کہ یہ فرقہ بے عقل ہے علماء اسکے نافہم رہے عقل سے محروم پھر انکا دین یا مذہب کسی کام کا ہو سکتا ہے -

اس رسالہ میں وہابیوں کی توحید نبوت امامت معاد کی پوری تفصیلی بحث کی گئی ہے کہ خدا کو ہاتھ پیر کان ناک والا مانتے ہیں جھوٹا بھی ہے (معاذ اللہ) اور فریبی بھی -

رسول اللہ کی عصمت و شفاعت سے انکو انکار ہے کریمی عجب قدرت خدا ہے کہ امامت میں ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی امامت و خلافت کے قائل ہیں مگر اونکی ہدایت و ارشاد سے اوسی طرح محروم ہیں جیسے ابوجہل محروم رہا صفحہ ۱۲۰ ہے بہت سستا ہے قیمت ۸

تریاق عربی - مولوی [illegible] الحسن صاحب صوفی وکیل بستی نے جو قدیم رسالہ چھپوایا ہے اوس میں حنفی مصنف نے [illegible] اوردو میں اس خوبی سے قلم کیا ہے کہ اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فن [illegible] میں کیسی مہارت رکھتے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے اس [illegible] میں کسی طرح کی اونکو دقت نہیں

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کیلئے ہے

[illegible]

[illegible]

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

[illegible]

مظفری یتیمخانہ - جناب نواب کنیز مریم خاتون صاحبہ بنت نواب انتظام الدولہ بہادر مرحوم وزیر شاہ اودھ کلکتہ - میزان سابق ۱۱۸۰ عہ میزان کل ۱۱۸۶ عہ

شکریہ اعانت - امام باڑہ قصبہ سکھرہ ضلع مظفرنگر جناب نواب کنیز مریم خاتون صاحبہ دام عزہا و جزاہا اللہ خیرا جو بذریعہ جناب سید اشرف حسین صاحب ہیڈ محرر سلطانپور کیاری ۲۲۸ عہ روانہ کیا گیا۔

دیگر ہمدردان قوم سے امید ہے کہ اگر کچھ رقم اس مد میں بھیجا ہو تو بنام سید غلام حسین صاحب مہتمم عزاخانہ موضع سکھیرہ ڈاکخانہ ننہ ضلع مظفرنگر روانہ کرنا چاہیے۔

یہ بھی خدا کی شان ہے کہ مردوں کو تو غیرت نہ آئی اور ہماری خواتین عزت سے یہ ہمت ہو رہی ہے جزاہن اللہ خیرا

شکریہ اعانت طالب العلم اصلاح ۱۱ میں ایک فریاد سید شبیر حسن صاحب ورنیکلر مڈل پاس ڈاکخانہ جمیار کی تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر کی شائع ہو چکی ہے جس پر چند بزرگوں نے کچھ آمادگی بھی دکھائی مگر افسوس کہ وہ جوش بھی فوری تھا۔ ہم محمد اکبر صاحب طالب العلم ساکن داند و پور ضلع الہ آباد کے نہایت شکر گذار ہیں جنہوں نے عصہ ماہانہ دینا شروع کیا۔ کیا نامہذب خیرات کے ناپسند کرنیوالے حضرات بھی ادھر توجہ نہ فرماینگے؟

جمیاری کا محرم قابل دید تھا کل ۲۰ گھر سادات کے ہیں اور سب مخالفین مذہب حق ہیں مگر عشرہ نہایت خوبی سے ہوا اور اعمال عاشورہ وغیرہ پر زیادہ توجہ کی گئی۔

شکریہ معاونین اصلاح الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہماری معزز قوم نہایت سرگرمی سے اپنے قومی خادم اصلاح کی ترقی اشاعت پر متوجہ ہے جزاہم اللہ خیرا - اگر اسی طرح کی توجہ رہی تو وہ وقت قریب ہے کہ اصلاح بھی معراج ترقی پر فائز ہو حسب ذیل حضرات کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں۔

اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد
جناب آغا ملا محمد باقر صاحب نجفی، ۳۱۱۴	۲	جناب بیوہ سید محبوب علی شاہ صاحب مرحوم لاہور	۳
جناب منشی سید موالی حسین صاحب محافظ دفتر		جناب سید محمد صادق صاحب سب انسپکٹر اگرہ	۱
علاوہ سابق ۵ خریدار ۳۶۲۷	۲	جناب منشی سید فیض الحسن صاحب ۱۶۳۱	۱
جناب مولوی سید بدر الحسن صاحب تحصیلدار	۲	جناب مصنف صاحب رسالہ الامامۃ	۱
جناب مولوی سید نظیر احمد صاحب وکیل	۲	جناب منشی فتح علی شاہ صاحب پٹواری	۲
جناب مرزا محمد یوسف صاحب سب انسپکٹر	۱	جناب سید وارث علی شاہ صاحب سیالکوٹ	۱
جناب ڈاکٹر اکبر علیشاہ صاحب ۳۵۲۵	۱	جناب داروغہ سید طفیل احمد صاحب	۱
جناب منشی سید حشمت حسین صاحب کیتھل	۵	جناب منشی سید قاسم حسین صاحب بروانی	۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلاح

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

اطلاع عام

جو حضرات کسی قسم کا خط دفتر میں لکھتے ہیں خواہ شکایت ہو یا مطالبہ یا تبدیل پتہ یا منی آڈر انکو نمبر خریداری لکھنا ضرور ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہوگی۔

اور دفتر ہر طرح معذور سمجھا جائیگا کاش کہ نمبر رجسٹرڈ ہے نہ نمبر خریداری۔ نمبر خریداری نام کے اوپر داہنی طرف چھپا ہے اوسکو یاد کر کے لکھدیا کیجیے۔

عرض حال

(۱) چونکہ اصلاح جلد ۱۳ ابتداء ۱۳۲۶ھ محض اسوجہ سے کہ وقت میں کاغذ اور روشنائی نہ تھی جن کمپنیون سے معاملہ تھا اونہون نے بہت تاخیر سے مال روانہ کیا جس سے ملا ۱۲ صفر کو روانہ ہوا۔

(۲) اسلئے نمبر ۲ کا ویلو عام طور سے نہیں روانہ کیا جاتا ہمدردان اصلاح سے امید ہے کہ وہ اس سال کا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائینگے تاکہ ویلو کی زحمت سے نجات ملے۔

(۳) جن حضرات نے ازراہ کمال ہمدردی (عہ) سالانہ منظور کیا ہے وہ یا اسی حساب سے منی آڈر روانہ فرمائیں یا اجازت دیں کیونکہ اصلاح نمبر ۳ ۹ ربیع الاول کو عام طور پر ہر شخص کے پاس بذریعہ ویلو پی روانہ ہوگا دوسری کوئی خاص اطلاع نہ دی جائیگی۔

(۴) جن حضرات کا حساب ماہ رجب سے شروع ہوا ہے خواہ رعایتی خریدار ہوں یا پورے چندہ کے اونسے اسوقت تک مطالبہ نہیں ہے جبتک کہ ۱۲ نمبر پورے نہ ہو جائیں ہاں اگر وہ حضرات عہ بھیجدینگے تو ۱۲ عہ کا چندہ پورا ادا ہو جائیگا۔

(۵) جن حضرات کو کسی کتاب کی طلبگاری ہو تو مطلع فرمائین وہی کتاب مع چندہ اصلاح بذریعہ ویلیو روانہ کی جائے مگر اب رعایتی قیمت کی فرمائش نہین ہونی چاہیئے مدت رعایت ختم ہوئی۔

(۶) حجم رسالہ معمولاً ۲۴ صفحہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ سالانہ کی زیادتی سے دفتر بہت زیر بار تھا اور اس سال کاغذ عمدہ قسم کا لگایا جاتا ہے جسکی قیمت ۸ فی پونڈ زیادہ دینی پڑتی ہے۔

(۷) ہان اگر آپ حجم بڑھانا چاہتے ہین تو صرف اتنا کام کیجئے کہ ایک خریدار کا چندہ خود وصول فرماکر دفتر مین روانہ کیجئے یا انکے نام ویلیو بھیجنے کو لکھئے مگر اون سے پختہ وعدہ لیجئے کہ واپس نہ کرینگے اگر خریداران اصلاح سے کم سے کم ایک ہزار حضرات نے بھی توجہ فرمائی اور ایک ایک خریدار جدید پیدا کردیا تو فوراً رسالہ کے حجم مین معتدبہ اضافہ کردیا جائیگا۔

(۸) اصلاح ۱۳ مین انشاء اللہ الصمامۃ تمام کر دیا جائیگا اور بعد سے تنقید بخاری حصہ ۲ شروع ہوگی جسکی ابتدا اس حدیث سے ہوگی کہ بخاری نے اس حدیث کو کہ عمر نے حضرت سے کہا مین آپکو اپنی نفس سے کم چاہتا ہون کس ترکیب سے لکھا۔ اس حدیث کے وہ اسرار ظاہر ہونگے کہ آجتک اکثر کو اطلاع نہ ہوگی۔ اگر وہابی حضرات صرف اسی حصہ کو علحدہ لینا چاہین تو ہر رسالہ مین اوس کے اوراق علحدہ مل سکتے ہین۔

ہان تنقید بخاری پر ایک نوٹ اسی نمبر کے آخر مین شائع ہوا ہے جسپر اسقدر اضافہ کی ضرورت ہے کہ اڈیٹر النجم نے جو حق المحنت اپنے جواب تنقید بخاری کیلئے مولوی عبد اللہ صاحب انجہانی سے کہا تہا اوس سے دفتر اصلاح کو بھی مطلع فرمائین کہ اوس حق محنت کا ایک حصہ جو بالخصوص ہوگا دفتر اصلاح بھی حاضر کرے تاکہ تنقید بخاری کی پوری پوری جلد بلا تحریف جواب مین نقل کی جائے۔ اور اسکے ساتھ وہ برتاؤ نہ کیا جائے جو اڈیٹر اہلحدیث نے جناب مولوی عرفان علی صاحب کے مضمون کے ساتھ سلوک کیا۔

(۹) آخر مین ہم تمامی ممبران اصلاح سے معذرت خواہ ہین کہ اسدفعہ خلاف امید انتظار کی سخت زحمت اوٹھانی پڑی اور ہم اکثر حضرات کے جواب خطوط سے بھی قاصر رہے۔ کیونکہ بہت سی مجبوریان ایسی ہین کہ انکا اعلام مین نہ شائع ہوسکا۔

(۱۰) اب چند معروض ہے کہ اپنے اس حقیری خادم کی ترقی اشاعت مین کوشش فرمائین

کیونکہ اپنے مخالفین کا رویہ آپ بخوبی دیکھ رہے ہیں پھر حیف ہے کہ آپ مخالفین اسلام کی امداد فرمائیں۔

شیعون کو مبارکباد ۲۲ محرم ۱۳۵۱ھ کو بمقام قند تحصیل رنبیر سنگھپورہ ریاست کشمیر وہ مناظرہ نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی شیعہ سے طے ہوا جسکے لئے آج چند ماہ قبل سے طیاری تہی جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب بٹالوی گورنمنٹ پنشنر نے منجانب فرقہ شیعہ بمقابل اہلسنت وہ کامیابی حاصل کی کہجا تک شیعہ پبلک اسپر ناز کرے کم ہے۔

افسوس کہ روئداد مناظرہ اوسوقت پہونچی کہ یہ نمبر طیار ہو چکا تھا اسلئے وہ تحریر نہ شایع ہو سکی انشاء اللہ اصلاح ۱۳ مین پوری روئداد اس مناظرہ کی شایع کی جائیگی جس سے معلوم ہوگا کہ منجانب ریاست کشمیر کیسا عمدہ انتظام کیا گیا تھا اور جناب مولوی باقر علی شاہ صاحب نے بمقابل علماء اہلسنت کیسی لاجواب تقریر فرمائی کہ سب جواب سے عاجز رہے۔

اشاعت اسلام بران دلون بہت زور دیا جاتا ہے کہ اسکے لئے ایک مرکزی انجمن ہو اور سب انجمنین اسکی ماتحت کر دی جائین۔ مگر نتیجہ اسکا بھی وہی ہوگا جو انجمن حمایت اسلام یا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا ہوا کہ قوم سے جو روپیہ لیا گیا اوسکا پتہ نہین کیا ہوا۔

لہذا بجائے اسکے اگر اسوقت صرف یہی کام کیا جائے کہ مسلمان باہم ایک دوسرے کی خانہ جنگی چھوڑ دین۔ وہابی حنفی کو نہ ستائین۔ حنفی وہابیون سے نہ بولین۔ شیعہ۔ سنی۔ مرزائی۔ چکڑالوی۔ ایک دوسرے سے مخالفت چھوڑ دین ہر شخص اپنے اپنے فرقہ کی تعلیم و تربیت مین مشغول ہو دوسرون سے تعرض کرنا یا ستانا ترک کر دیا جاے تو پہر دیکھئے کیسی ترقی ہوتی ہے کیونکہ سب مدعی اسلام ہین اور سبکو اسکی فکر ہے کہ ہمارے مذہب مین ترقی ہو۔

اگر تمامی اڈیٹران اخبار صرف اسی قاعدہ کی پابندی کرین کہ ہم دوسرے کسی مذہب سے متعرض نہونگے اگر چہ دوسرا کتنا ہی کچھ لکھے تو سمجھ لیجئے کہ تین ہی چار مہینہ مین سارے فسادات مٹ جاینگے کیونکہ اگر مرزائی اور وہابی اسقدر اودہو

دستاتے تو بھی وہ اس طرح انکو دق نہ کرتے جس سے یہ ظاہر ہے کہ انکی غرض صرف روپیہ کمانا ہے کہ جب پیری مریدی سے پیٹ نہیں بھرتا تو اشاعت اسلام کا روپ بھر کر قوم کو تباہ وبرباد کریں۔ اور جسطرح انجمن حمایت اسلام و انجمن دہلی کا حشر ہوا انکا بھی حشر ہوگا جیسا کہ اخبار وطن نے بھی ریمارک کیا ہے ملاحظہ ہو مورخہ ۱۱ فروری

قانون مطابع - جو حال مین پاس ہوا ہے اوس سے شیعونکو خاص عبرت لینی چاہئے کیونکہ نئے مطابع یا نئے اخبار کیلئے پانچسو سے پانچ ہزار تک ضمانت داخل کرنی ہوگی جس سے اب اسکی امید بالکل جاتی رہی کہ کوئی نیا مطبع یا نیا اخبار جاری ہوسکے - لہذا موجودہ اخبار و رسائل - اثنا عشری - شیعہ - العوارف - الحق - مسلم ہیرلڈ انگریزی اخبار کی قدر کیجئے اور ان کی ہمتین بڑہائیے - ہم حق خیر خواہی کو ادا کرتے ہین - اگرچہ معاصرین کچھ ہی سمجھین - اور کچھ ہی کہین ہر شخص کو اپنی نیت کا پھل ملتا ہے۔

الشمس بھی ماہ ربیع الاول سے انشاء اللہ ماہ بماہ شایع ہوگا مع جواب **آیات بینات**

بخارا کی خونریزی - گذشتہ نمبر مین یہ خبر درج ہوچکی ہے کہ بخارا کے شیعہ وسنی کے فساد مین سات سو جانین فریقین کی تلف ہوین وطن مورخہ ۲۰ فروری لکھتا ہے "کہ فساد کے محرک سنی **طلبا** ہین جنکی جماعتین بازارون مین شیعون اور ایرانی اہلکارونکو تلاش کرتی پھرتی ہین ۲۷ کا تار لکھتا ہے کہ آج صبح سوداگرون نے کاروبار شروع کردیا لیکن دوپہر کے قریب سنیون کی ایک جماعت نے پھر حملہ کیا ایک ایرانی حکیم مع کنبہ مارا گیا اسی طرح اور بہت سے تلوار کے گہاٹ اتارے گئے **سنی** کہتے ہین کہ جب تک ایک بھی ایرانی الاصل عہدہ دار بجال رہیگا وہ کشت وخون سے باز نہ آئینگے"

پیسہ اخبار لکھتا ہے "اگر لکھنؤ مین بھی بخارا کی طرح ہی سرکاری انتظام نہوتا تو بجائے سات سو سات ہزار مسلمان فریقین کے مارے جاتے"

اخبار وکیل کو اسی کا تو قلق ہے کہ جھنڈا کیون موقوف ہوا جس سے خونریزی رک گئی سادات کا خون ہوتا تو انکی دلی آرزو پوری ہوتی - !!!

ہندوونکا سلوک - اخبار تفریح راوی ہے کہ پشاور مین ہر سال سنگھ سبھا کی جانب سے

گرو صاحب کی ولادت کی سالگرہ کے دن دربار صاحب کا جلوس نکلا کرتا ہے امسال
یہ تاریخ تیسری محرم کو تھی لہذا سنگھ سبہانے اس کی تاریخ بدلدی ۔
یہ ہے سلوک ہمارے ساتھ ہندوؤن کا اور وہ ہے سلوک اہلسنت جو امین آباد ضلع
مجرانوالہ کے حالات اصلاح نمبر میں آپ دیکھ چکے ہین کہ انجمن نصرة الاسلام نے عین روز عاشور
کو اپنا سالانہ جلسہ مقرر کیا ۔
حق یہ ہے کہ ہندوؤن کے حسن سلوک کو ہمارے ساتھ بھی یہی سنی روکتے ہین جو کہانی
کے وقت تو اون کی پوری کچوڑی کو شیر مادر سمجھتے ہین اور گائے کی قربانی پر جان دینے
کو طیار ہو جاتے ہین اگر انکی اس قسم کی باتون سے اونکو نفرت نہ ہو جاتی تو کبہی ہمکو
یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا ۔
ہم ناشکر گذار ہونگے اگر ہندو حضرات کا شکریہ نہ ادا کرین جو امام مظلوم کے ماتم اور
عزاداری مین سنیون سے بدرجہا ہمدردی اور قومی اتحاد دکہاتے ہین ۔
سنی لیڈرونکو یاد رکہنا چاہیئے کہ تعزیہ داری امام مظلوم ہی ایسی چیز ہے جو ہندو
مسلمان شیعہ سنی مین اتفاق کرا سکتی ہے جسکو آپ بیس برس اودہر کے حالات سے
بخوبی یاد کرتے ہونگے ۔
آپ قوم کے دشمن بن رہے ہیں جو اس رابطہ اتحاد کو توڑ رہے ہیں جس سے دینی و
دنیوی دونون نقصان پہونچ رہا ہے کیونکہ عزاداری کو برہم کرکے آپ خارجیت بڑہا رہے
ہین جس سے یقینی دینی نقصان ہے ۔ اور آپکی ضد و کشمکش کا دنیوی نقصان پہونچ
رہا ہے کہ تبرا مین ترقی ہو رہی ہے جس سے اسقدر رنجیدہ ہوتے ہین ۔ حالانکہ آپکو معلوم
ہے تبرا بازی کی ایجاد آپکے خلیفہ معاویہ نے کی کہ اپنے عہد خلافت مین عام طور سے
سب و شتم جناب امیر کو اسطرح رائج کیا کہ جزو مذہب آپکا قرار دیا گیا ۔ مگر قدرت نے بہت جلد اسکا
فیصلہ صادر کر دیا کہ بجائے معاویہ و یزید لعنت کی بوچھار اصلی شخص پر ہونے لگی جو سلطنت
خرابیون کی جڑ ہے نہ کوئی اول کو لیتا ہے نہ بعد والونکو ۔
اگر سنی حضرات اسکا انسداد چاہتے ہیں تو پہلے اپنے سنی اخبارون کی خریداری موقوف

کرین جو خارجیت کے پہیلانیوالے ہین پہر مثل سابق عزاداری امام مظلوم مین اہتمام کرین پہر دیکہین شیعہ سنی ہندو مین کیسا اتحاد ہوتا ہے۔

امیر کابل کا سیمین جہاڑ جو جامع مسجد دہلی مین کچھہ عرصہ قبل آویزان ہوا تہا ۱۰ فروری کو چوری گیا دہلی کے چور ایسے ہوتے ہین۔ شاید مرزا حیرت اسکا کچھہ سراغ لگائین

اینگلو عربک اسکول دہلی کی نسبت یہہ خبر نہایت ہی مسرت افزا ہے کہ جناب مولوی سید محمد سجاد حسین صاحب امروہوی منشی فاضل۔ مولوی فاضل۔ ملا فاضل ممتاز الافاضل۔ اسکے ہڈ مولوی مقرر ہوے حق بحق دار رسید۔

سنی ہڈ ماسٹر نے اگرچہ بہت کچھہ رخنہ اندازی کی مگر ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع دہلی کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے سنی ممبران کمیٹی کے اعذار کو لغو تصور فرما کر اس انتخاب سے تمام قوم شیعہ کو شکر گذار کیا۔ کیونکہ یہہ مدرسہ ہی شیعون کا ہے جسپر زبردستی سینون کا تسلط ہو رہا ہے قوم کو پوری مستعدی سے اپنے حقوق کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

حالات ایران۔ الحمد للہ کہ روز افزون ترقی کے آثار نمایان ہین اگرچہ ادہر کوئی نئی بات نہین ہوئی۔ مگر قومی احساس مین ترقی ہو رہی ہے۔ پارلمینٹ اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہے روس کی فتنہ انگیزی کم نہین ہوئی۔ مگر اوس کی ناپاکیان روز بروز روز روشن کی طرح کہل رہی ہین۔ رحیم خان کو اوسنے اپنی حمایت مین نے لیا جس سے اور بہی ایران مین کشیدگی کے آثار نمایان ہو رہے ہین گورنمنٹ ایران نے نوٹ دیا ہے کہ اگر کچھہ ایران کا نقصان ہوگا تو اسکا ذمہ وار روس ہوگا۔

بڑی فکر جدید قرضہ کی ہی جسکے لئے یہہ سب کشت وخون ہوا روس انگلستان چاہتے تہے کہ ایک معتد قرضہ دیکر شرائط سخت سے ایران کو رہن یا بیچکر ڈالین پارلمینٹ نے بہی چار لاکہہ پونڈ قرضہ پر رضامندی ظاہر کی تہی جسپر روس وانگلستان نے یہہ شرط پیش کی کہ محافظ مال دو نون دولت کا ایک شخص خاص ہوگا جو مالیات کا انتظام کرے۔

یہہ ایسی شرط تھی کہ اسکو وہی قبول کرسکتا تہا جو ملک کا دشمن ہوتا۔

مجلس تجار اور رعایا نے نہایت خوشی سے اسکا اظہار کیا کہ اگر دولت قرض پر مجبور ہے تو ہم لوگ جدید ٹکس دینے کو طیار ہیں کسی طرح یہہ قرض نہ لیا جائے۔

طمس لندن لکھتا ہے کہ یہ خبر بالکل لغو ہے کہ ایران چار لاکھ پونڈ قرض لینا چاہتا ہے یا اسپر راضی ہے کہ محافظ مال منجانب دولتین مقرر ہو یہہ سب غلط ہے۔

حبل المتین لکھتا ہے کہ ہمارے دفتر میں جو خبر موثق پہونچی ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت کوئی قرض روس یا انگلستان یا کسی دولت سے نہین لیا جائیگا۔ بلکہ قرض لیا جائیگا خود ایرانی رعایا سے۔

جس سے نہ صرف ملکی انتظام مین پوری مدد ملیگی۔ بلکہ خارجی قرض بھی سب ادا ہوگا یہ بھی مجلس شوری کی برکات سے ہے جس سے ملک وملت مین وہ اتحاد ہے کہ ہر کام نہایت سہولت وآسانی سے طے ہو رہا ہے۔

ابہی یہ مژدہ سننا باقی ہے کہ روسی فوج نے اپنا قدم اوٹھا لیا جسکا وقت بھی منتہ بہت قریب ہے۔

سیلاب مکہ معظمہ۔ ۱۴ ذیحجہ کو نماز صبح کے بعد اس شدت کا سیلاب آیا کہ بہت سے مکانات اور دوکانین غائب ہوگئین۔ خود حرم کے اندر گرد بیت اللہ جہان طواف کیا جاتا ہے اسقدر پانی تہا کہ اچھا لمبا آدمی پانی مین ڈوب جاتا۔ مقام ابراہیمؑ بہی بالکل تہ آب تہا صرف چھت کھلی تھی چاہ زمزم پر پانی چڑھ گیا۔

فرعون پرستی اہلحدیث۔ یہی خدا کی شان ہو کہ اہلحدیث جسقدر بعد مسلمانونکو کافر ومشرک کہتے ہین اوسی قدر اونکا شرک ظاہر ہوتا ہے فرعون کو خدا ماننے والے یہی لوگ ہین چنانچہ حال مین ایک رسالہ شایع ہوا ہے جسکا نام ہو سما کا المسلمین ہے گر ہالی خد مین لوسکا سیلنگ ان فرعون علا فی الارض وجعل اہلہا شیعا لکہا گیا ہے جس سے ہر شخص سمجہ سکتا ہو ان کو فرعون سے کیا نسبت ہے مقصود اصلی تو شیعون کی ذمت ہے مگر چونکہ ہم بغیر فرعون پرستی نہین انجام پا سکتی تہا لہذا وہی آیہ اختیار کی جو صاف صاف خدا فرماتا ہے۔

وان من شیعتہ لابراھیم جس سے معلوم ہو شیعہ وہ مقدس لفظ ہے کہ خدا نے اپنے خلیل خاص کے حق مین استعمال فرمایا ۔ اہلحدیث کی فرعون پرستی آپ رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث مین ملاحظہ فرمائیے جو حال مین دفتر اصلاح سے شایع ہوا ہے کہ وہابیون کی قلع و قمع کرنے کو خدا نے اسکی توفیق فرمائی ۔

آریہ و اہلحدیث ۔ اہلحدیث جب ہر طرح عاجز آتا ہے تو مغلظات گالیان دیتا ہے چنانچہ مورخہ ۱۴ مارچ مین "کیا سوامی دیانند حرامزادہ تھا" سرخی قائم کرکے ایک ایسی تحریر لکھی ہے کہ تمامی شرفا کو غیرت آئے ۔

مگر افسوس اڈیٹر صاحب نے اسپر نہین خیال کیا کہ آریون نے اگر خلیفہ دوم و معاویہ وغیرہ کا نسب نامہ لکھا تو پھر کیا نتیجہ ملیگا کیونکہ اب یہہ حالات طشت از بام ہو گئے ہین ۔ خدا کرے اب بھی وہابیون کو عقل آئے ۔

کاش رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث کو دیکھکر اب بھی کچھہ ہوش سنبھالین اور اس طریقہ گالی گلوج کو چھوڑین ۔

اسی نمبر مین شیعون کے نسبت تحریر کرتے ہین "لیکن اسوجہ سے کہ شیعون کے شکوکات اٹھانے ضرور ہین گو شقاوت ازلی کی وجہ سے وہ نہ مانین " ۔

جس سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کیسی مہذب قوم ہے کیونکہ اسنے تو وکان ابوبکر سبابا (یعنی ابوبکر بڑے گالی دینے والے تھے) سے بھی نمبر بڑھا دیا ۔

تعجب ہے مولوی وحید الزمان صاحب سے جو ایسے دریدہ دہن اخبار کے مداح ہین کیون نہو ۔ **ترئی و کدو کا مضمون ہے** ۔

لہوف ۔ جناب سید علی بن طاوس علیہ الرحمہ اون متقدمین علمائے شیعہ سے ہین جو ہمپایہ جناب سید مرتضی و شیخ مفید علیہم الرحمہ وغیرہم حضرات ہین جو ارکان مذہب شیعہ اثنا عشریہ سمجھے جاتے ہین واقعات کربلا کو صحیح روایات سے جناب ممدوح نے لکھا ہے چنانچہ آپنے اکثر مجالس مین لہوف کا نام بھی بحار الانوار و ارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ کے ساتھہ سنا ہوگا ۔

اس کتاب مستطاب کا ترجمہ سلیس اردو مین دفتر شیعہ نے شایع کرکے تمامی اہل اسلام پر

۱۲ احسان اللہ کتاب منتخب صفحہ ۱۲۶ مولوی شیخ محمد ... ۲۷ ... نمبر ۱۸ ... ضلع سارن سے طلب فرمائے ۔

لاہور کا محرم

اللہ کا شکر ہے کہ لاہور کا محرم بخیر وخوبی گذر گیا۔ بدستور سالہائے ماسبق مجلسین ہوئین۔ سبیلین لگین۔ تعزیہ و مہندی نکلے۔ دسوین کو آنریبل سر نواب حاجی فتح علی خان صاحب بہادر کے ہان سے ذوالجناح نکلا۔ شہر مین سے گشت کرتا امام بارہ گامی شاہ مین پہونچا۔ سارا راستہ ماتمیون کی سینہ کوبی اور نوحہ جات کے غم افزا مصرعے علمون کے ساتھ مشکیزہ ہائے تیر خوردہ کی آویزگی ذوالجناح کا ماتمیون کے حلقہ مین سر جھکائے غمزدون کی طرح آہستہ آہستہ چلنا ایسی باتین تہین کہ صحیح ہو بہو نقشہ شہادت حسینؑ کا آنکھون کے سامنے پہرجاتا تہا اور بے اختیار ناظرین باعتقاد کی آنکھون سے اشک غم جاری ہو کر دلی غم و اندوہ کا پتہ دیتے تہے۔ سنگدل سے سنگدل بہی اس سمان کو دیکہکر رونے سے نہین رک سکتا اور بے اختیار ہائے کی آواز منہ سے نکلکر ماتمیون کو ماتم کیلئے اُبہار دیتی ہے۔ انتظام پولیس اچہا تہا۔ اس سال تماشائیون کا ہجوم غضب امنڈ آیا تہا۔ افسران پولیس خود اس اہتمام مین تہے کہ تماشائی ماتمیون کے نزدیک گہسنے نہ پائین مگر باوجود سختی کے ہجوم منتشر ہوتا تہا۔ چہلم کی مجلسین شروع ہین۔

منکرین ومخالفین شہادت کی تعداد بہی روز افزون ترقی پر ہے۔ جابجا اشتہار لگائے جاتے ہین کہ مہندی نہ بناؤ تعزیہ نہ نکالو سبیل مت لگاؤ۔ بعض تو کہلم کہلا لعنت کرتے ہین اور بعض تقیہ کے آڑ مین شکار کہیلنا چاہتے ہین یعنی حیلہ وحوالہ سے رسومات محرم کو بند کرنے کی سعی کرتے ہین چند سال سے مخالفت کے ٹہیکہ دار انجمن نعمانیہ کے اراکین ہین۔ مگر اس سال ایک بزرگ سید صاحب نے بہی جو اپنے کو خوش اعتقادون مین سے سمجہتے ہین تعزیہ و مہندی وغیرہ کی مخالفت مین اشتہار دیا ہے۔ جو نام مصنوعی کا ہے۔ طول طویل تمہید ہے۔ اصل مطلب فقط یہ کہ مہندی و تعزیہ و سبیل کو بند کردو اور جو کچہ ان پر خرچ ہوتا ہے جمع کردو۔ ہم اس کا ایک فنڈ بنالینگے جس کا نام حسینی فنڈ ہوگا اور وہ قوم کے معتمدین ہاتہون مین دیکر انکو ذمہ وار کیا جائیگا کہ اُسے [illegible]

وتجارت مین اور قرضدارون کے اداے قرض مین خرچ کرین - تاکہ قومی ترقی مین مدد ملی
اشتہار کی سرخی بہی دو حسینی فنڈ ملا ہے جسے دیکھکر فوراً مغالطہ ہوتا ہے کہ واقعی کوئی اچھا
کام نام حسینؑ اور کارنامجات حسینؑ کے مشہور کرنے کو شروع ہونیوالا ہے - مگر پورا اشتہار
پڑہنے پر پتہ چلتا ہے کہ بس فقط بافندگی ہے - مشتہر صاحب کو تدبیر تو انوکھی سوجھی مگر سوال یہ ہے
کہ کتنے افراد مجلس حسینؑ کرکے یا تعزیہ وسبیل وغیرہ بنا کر روپیہ خرچ کرتے ہین - جن کے لئے آپکو
یہ تدبیر سوجھی - جواب ہوگا کہ معدودے چند نام حسینؑ پر خرچ کرنیوالے ہین جن کا شمار انگلیون
پر ہوسکتا ہے - پس جبکہ بہت تہوڑی تعداد عزاے حسینؑ مین خرچ کرنیوالون کی ہے تو اس سے
کون بڑی رقم وصول ہوگی جس سے قومی ترقی مین امداد ملیگی - بات صرف یہ ہے کہ یہ لوگ
اسطرح سے شہادت حسینؑ کو اہل دنیا کے دل و دماغ سے محو کرنا چاہتے ہین - اسطرح عوام کے
منہ سے نام حسینؑ کا سننا گوارا نہین جناب سید صاحب اکثر لوگ جو اس موقع پر ہر سال
پہلے پہل لاہور آتے ہین ضرور متذکرہ بالا سامان کو دیکھکر اصل واقعہ کو دریافت کرتے
اور جب انکو اس اسلامی ہیرو کی بہادری اور صداقت وصبر اور سچے اسلامی جانثاری
کا پتہ لگتا ہوگا تو ضرور یہ ظالمون پر نفرین اور حسینؑ کے صبر و صداقت کی تعریف کرتے ہونگے
مین ایک پردہ نشین عورت ہون اور چشمدید حالات سے محروم ہون مگر بذریعہ اخبار
و اشتہارات یا عزیز و اقارب سے سن سنا کر اتنا ضرور جانتی ہون کہ اس عہد مین بہت سے
مخرب اخلاق اور حیران کنے والے واقعات ہوتے ہین جنپر اگر نوٹس لیا جائے تو بہت کچھ
رقم جمع ہو جائے - مثلاً مثلاً آتشبازی تلنگ بازی - قمار بازی - کشتی - شب قدر
کیسی مبارک رات ہے - عبادت کے سوائے کسی کام کی اجازت نہین - خداے پاک
اپنے کلام پاک مین اس رات کو ہزار راتون کے برابر فرماتا ہے - مگر مسلمان اس رات کو
بجائے عبادت کے لہو ولعب مین گنوا دیتے ہین - آتشبازی کثرت سے چہوڑی جاتی ہے
بازیان ہارتے ہین - ایک ایک چوک شہر مین بیسیون روپیے آتشبازی مین خرچ
ہو جاتے ہین - یہ تو اوباشون کا رویہ ہے - جو مہذب کہلاتے ہین وہ گہرون مین ناچ
رنگ کی محفلین آراستہ کرتے ہین آتشبازی جلائی جاتی ہے - بہو بیٹیون کو دس

دس پندرہ پندرہ خرچ کرکے تیوہار بھیجتے ہین - غرضکہ بہت سی فضول خرچی اس مبارک رات اور دن مین کی جاتی ہے - اور اس ایک دن تک ہی یہ برا شغل منحصر نہین بلکہ دو ماہ پیشتر آتشبازی کا کہیل شروع ہوتا ہے اور دو ماہ بعد تک جاری رہتا ہے - پہر پتنگ بازی ہے چہوٹے بچے سے لیکر بڈہے تک اس کہیل مین محو ہین پر بڈ مین جاکر قمار کی طرح بازی لگاکر ہار جیت ہوتی ہے - بڑے بڑے مہذب لیشائیل اس کہیل پر بیسیون خرچ کر دیتے ہین - ہر سال کئی بچے سفہاے بام پر سے گرکر جان بحق ہوتے ہین - اکثرون کی ناک اڑجاتی ہے کئی ہمیشہ کے لئے لنگڑے اپاہج ہو بیٹھے ہین - اب کشتیون اور تہیٹر اور قمار کو لیجئے - نت نئی کمپنیان آتی ہین - کوئی ناٹک کرتی ہے اور کوئی سرکس کوئی جادو کے کہیل دکہاتی ہے اور کوئی مسمریزم کے کرتب - شوقین عورتون کے زیور و کپڑے اور اپنی پگڑیان تک بیچ کر روپیہ ان تماشون مین خرچ کرتے ہین - مشتہر صاحب کو چاہیے تہا کہ شب قدر سے ایک ماہ پیشتر آتشبازی کے انسداد مین اشتہار شایع کرکے لوگون کے روپیہ اور جانون کو محفوظ کرتے - پتنگ بازی کی روک کا بیڑہ اوٹہاتے تو بسنت و میلہ شالا مار کے موقع پر آدمی مقرر کرکے ایک ایک آدمی کے ہاتہ مین اشتہار دیتے جبکہ ہزارون کوسون سے لوگ آئے ہوتے ہین - اسطرح سے آپکا نام بہی دور دور تک مشہور ہوتا - ٹہیٹر والون کے مقابلہ مین اشتہار تقسیم کرتے کہ یہ خلاف شرع کام ہے - مسلمانو باز آجاؤ قومی بہبود مین روپیہ خرچ کرو - کشتیون پر جانے سے لوگون کو روکتے جو ایک نامہذب کہیل ہے - ان باتون کے انسداد سے ثواب بہی ہوتا - زن و مرد تعریف کرتے کہ ایسے نیک منش سید صاحب ہین ہمارے بال بچون کی جان و مال کو خرافات سے بچاکر نیک کام مین لگانے کی تحریک کرتے ہین - یہ کیا کہ سید ہوکر اپنے ہی جد کے نام کی شہرت کو بند کرنے لگے - آؤ خدا سے خوف کرو - تواریخ و سیر کو دیکہو کہ کیسی کیسی سر توڑ کوششین خوارج نے نام حسین کو اور شہادت حسین کو دنیا سے نابود کرنے کی کین - شط فرات کاٹ کر پانی دیا تاکہ روضہ منورہ دریا برد ہوجائے

مگر پانی جیسی بے جان شی نے حرمت حسینؑ کا خیال کیا اور قبر مطہر کے قریب نہ جاسکا
آج تک سیکڑون کارروائیان اس نام کو محو کرنے کی ہوئین۔ اہل لاہور کو بچارے
گامے شاہ بانی امام باڑہ کا جانگداز واقعہ ابہی تک یاد ہے۔ بزرگون سے سنتے ہین
کہ ایک ایک سنی اُس مظلوم سید پر اینٹین برساتا اور اُسے دم چار یار کہنے پر مجبور
کرتا تہا مگر اُسنے دم چار یار نہ کہنا تہا نہ کہا۔ نہایت ناگفتہ بہ حرکات اُس سے کین مگر
اُسنے اپنا استقلال نہ چہوڑنا تھا۔ نہ چہوڑا۔ خدا گورنمنٹ انگلیشیہ کو تا ابد الاباد
ہندوستان پر قابض رکھے کہ اُسیوقت حکام وقت نے آکر اُس غریب کی جان
سنگدلون کے ہاتہون سے بچائی۔ مرزا حیرت کا واقعہ تازہ ہے شہادت حسینؑ کو
غلط ثابت کرنے کے لئے کیسی سر توڑ کوشش کی مگر نتیجہ کیا پایا۔ گو مرزا کی مخالفت
اور طرز کی تھی اور آپ کی اور طریقہ پر۔ مگر مطلب ایک ہی ہے۔ یعنی شہادت
حسینؑ کی شہرت کو کم کرنا یا مطلقاً غلط ثابت کرنا۔

مجالس عزا سے وہ شہرت نہین ہو سکتی جو تعزیہ و مہندی و سبیل سے ہوتی ہے
جاہل سے جاہل اجڈ سے اجڈ آدمی کے کان بہی ان امورات کی طفیل نام حسینؑ
سے آشنا ہوتے ہین۔ آپ جیسے معیت خانہ داری سے آزاد ہین اولاد کا بکھیڑا
بھی نہین رکھتے چاہیئے تہا کہ اپنے حد کے عم مین خود مجلس قایم کرتے سبیل لگاتے
غربا کو نام حسینؑ پر فی سبیل اللہ کہانا کہلاتے۔ سبیل پر جسوقت چہوٹے چہوٹے بچے
اس شعر کو پڑہتے ہین تو کیا کچھ اثر دل پر ہوتا ہے۔

پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی ۔۔۔ پیاسو یہ ہے سبیل شہید ونکے نام کی

بزرگ سید صاحب کو چاہیئے کہ اپنے اجداد بزرگوار یعنی ائمہ معصومینؑ کی تالیفات کو
بغور مطالعہ کرین اور پہر منصفانہ فیصلہ کرین کہ شہادت حسینؑ کی شہرت کو کم کرکے
ظالمون کے ظلم کا چہپانا منصب ہے یا خلعت پر ظاہر کرنا۔

اور آخری فیصلہ یہ ہے کہ جبکہ ہم اہلسنت جماعت کے کسی کام مین دخل معقولات
نہین دیتے تو یہ لوگ ہمارے ایک محرم کے کیون درپے ہین۔ چنانچہ چہلم تو امام باڑہ

گاہے شاہ کے سامنے ہی گنج بخش صاحب کے مزار پر میلہ لگتا ہے۔ ناچ رنگ اور اور سیکڑوں بدعات ہوتی ہیں علی ہذا القیاس شاہ جمال وبڑے میان کا عرس وغیرہ اور خدا جانے کتنے ایک عرس اور میلے ہوتے ہیں۔ مگر انہیں کوئی نہیں روکتا بجا لفقاہ شاہ جمال صاحب کی آمدنی کے متولی شاید یہی سید صاحب ہیں اور دیگر حصہ دار بہی سب کے سب صاحب ثروت ہیں پس اسکی آمدنی کو وقف قوم کریں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو جیسے شیعہ کے نام سے چڑ ہے ویسے شیعوں کے ہر کام سے نفرت ہے خواہ وہ کام بنص صحیح جائز ہی کیوں نہو۔ جیسے کہ متعہ۔ از روے قرآن وحدیث متعہ کا جواز ثابت ہے مگر چونکہ شیعہ بحکم خدا و رسول متعہ کو عمل میں لاتے ہیں اسلئے یہ لوگ سرے سے متعہ کو ناجائز قرار دے دیتے ہیں اور پہر تماشا یہ ہے کہ عوام سنی متعہ کے عامل ہیں۔ صرف نام بدل رکہا ہے۔ کوئی فرقہ تو حلالہ کہتا ہے اور کوئی ننہ بخشی۔

جملہ معترضہ کے طور پر مجھے یہ بہی یاد آگیا کہ میرے جو سطور ماہ رمضان کے اصلاح میں بعنوان "ایک بیوہ کی فریاد،، شائع ہوئی ہیں اُسے بھی یہ لوگ جہوٹا سمجھتے ہیں۔ اور اڈیٹر صاحب سے اس مضمون کو منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بہی شیعوں کی چالبازی ہے کہ ایک عورت کے نام سے لوگوں کو غیرت دلاکر رسالہ کی خریداری بڑہائیں۔ میں نے اپنے ایک عزیز سے جو منٹگمری میں ملازم ہیں انہیں دنوں میں سن لی تہی۔ چاہا کہ انہیں دنوں میں کچہ سطور لکھکر یہ مغالطہ دور کردوں مگر چونکہ میں اپنی شہرت نہیں چاہتی نیز اصلاح جیسے رسالہ کے صفحات کو جو ہمیشہ مفید اخبار شاہ اور تنقیدی مضامین سے مزین ہوتے رہتے ہیں ایسے فضول مغالطوں کے دفعیہ کے لئے لائق نہیں سمجہتی اسلئے خاموشی اختیار کی۔ امید کہ شیعہ پبلک بہی اس دہوکہ کو اپنے دل سے نکال دیگی اور میری صداے پر عمل کر کے اصلاح کی ترقی میں ساعی ہوگی۔

میں ہوں شیعہ پبلک کی خیرخواہ وہی پردہ نشین مہ:

اصلاح - حق یہ کہ نہایت فخر کی بات ہے کہ ہماری معزز قوم مین بہی ایسی تعلیم یافتہ خواتین عزت موجود ہین - مگر چونکہ تعلیم نسوان بالکل مفقود ہے اسلئے ہمیشہ جہل کا خبط ہوتا ہے جو درحقیقت خبط ہے -

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

عزاداری کے متعلق جو کارروائی ہو رہی ہے بیشک وہ نہایت خطرناک ہے مگر زیادہ فکر کی ضرورت نہین کیونکہ خدا نے اپنے دین پاک کی نصرت کا وعدہ کیا ہے **لیظہرہ علی الدین کلہ**

مرزا حیرت نے کیا بنایا جو یہ بنائینگے - مسیلمہ کذاب کی طرح سب مر مٹینگے - اڈیٹر

مضمون عاشورا پر اہلفقہ کا خط اور اوس کا جواب

جناب اڈیٹر صاحب - تسلیم - مضمون عاشورہ مندرجہ اصلاح ماہ ذیقعدہ جلد ۱۲ ؁ کی نسبت اہلفقہ کے اڈیٹر صاحب نے مجھکو ایک خط لکھا تہا جسکی نقل بجنسہ مع جواب جو مینے موصوف کو لکھکر بذریعہ ڈاک بہیجدیا ہے ترسیل خدمت ہے چونکہ جواب بہی قابل ملاحظہ ناظرین ہے اور اس سے بہت سی مفید باتین معلوم ہوجائینگی اسلئے امید ہے کہ آپ براہ مہربانی اہلفقہ کے اڈیٹر صاحب کے خط اور میرے جواب کو بہی بجنسہ اصلاح مین شایع فرماوینگے مینے اہلفقہ کے اڈیٹر صاحب کو بہی لکھا ہے کہ اپنے اخبار مین شایع کردین لیکن شاید وہ شایع کرین یا نہ کرین -

نقل خط اڈیٹر اہل فقہ

از دفتر اخبار اہلفقہ امرتسر ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

مخدوم بندہ دام الطافکم - بعد آداب ما وجب کے گذارش ہے کہ رسالہ اصلاح ماہ ذیقعدہ مین جناب کا مضمون بعنوان عاشورا درج ہے اسمین جو عبارت عید غم کے عنوان سے جناب نے کتاب اخبار باب ۲۳ سے نقل فرمائی ہے اُسکے نسبت ذیل کی باتین دریافت طلب ہین جناب کی بڑی عنایت و مہربانی ہوگی کہ جواب سے مسرور فرماوین -

(۱) جنابنے کس زبان کی بائبل سے یہ ترجمہ فرمایا ہے کیونکہ اردو بائبل اسکی پوری مطابقت نہین دکھاتی جناب اُردو بائبل کوملاحظہ فرمادین۔
(۲) کیا جنابنے اس امر کی تحقیق فرمائی ہے کہ یہودیون کا ساتوان مہینہ کونسا ہے اور محرم شریف سے اوسکی مطابقت کس دلیل سے ہوسکتی ہے۔
اگرچہ یہی مضمون احبار ۱۶ باب ۲۹ آیت اور گنتی ۲۹ باب ۷ آیت میں بھی ہے لیکن جبتک کوئی دلیل قوی اسکی تائید مین نہ ملے کہ یہودیونکا ساتوان مہینہ کونسا ہے تب تک اس مضمون کا اثر نہین ہوسکتا چونکہ اس مضمون کا تعلق زیادہ تر یہودیون اور عیسائیون سے ہے اسلئے اُنکے مقابلہ مین محض اسی بنا پر حجت قایم نہین ہوسکتی کہ ساتوین مہینہکی دسوین تاریخ سے مراد عاشورا ہے بحالیکہ لفظ عاشورا احبار مین موجود نہین۔
یہ نیازنامہ کسی مخالفت کی بنا پر نہین بلکہ محض بغرض تحقیق مزید تکلیف دیگئی۔
زیادہ نیاز۔ خاکسار غلام احمد عافا اللہ ذنوبہ ایڈیٹر اہل فقہ امرتسر

جواب

مظفرپور ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۱۱ء
جنابمن۔ تسلیم۔ مین تعطیل کرسمس مین اپنے وطن گیا تھا یہ سون واپس آنے پر آپکا عنایت نامہ مورخہ ۱۳ ذی الحجہ ملا مگر بوجہ پیشی مقدمات دورہ فرصت نہ تھی اسلئے جواب مین توقف ہوا معاف فرمائیگا۔ جناب نے متعلق مضمون عاشورا مندرجہ اصلاح ماہ ذیقعدہ مجھسے دو امر دریافت فرمایا ہے۔ اوّلًا یہ کہ مین نے کس زبان کی بائبل سے ترجمہ کیا ہے؟
ثانیًا یہ کہ کیا مین نے اس امر کی تحقیق کی ہے کہ یہودیون کا ساتوان مہینہ کونسا ہے اور محرم شریف سے اسکی مطابقت کسی دلیل سے ہوسکتی ہے؟
امر اول کی نسبت گذارش ہے کہ کتاب احبار باب ۲۳ آیہ ۲۴ تا ۳۲ کا خلاصہ مین نے انگریزی بائبل مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس ۱۸۹۲ء سے کیا ہے اور عربی وغیرہ

متعدد اردو کے نسخے دیکھے ہین اور نسخہ عبرانی بہی مسٹر ساؤل داؤد صاحب یہودی کے پاس دیکھا ہے اور اوس سے مقابلہ کیا ہے۔ صرف مترجمون کے محاورے اور زبان کا ہر نسخہ مین فرق ہے مگر ماحصل سبکا ایک ہے۔ اور جناب خود بھی تحریر فرماتے ہین کہ یہی مضمون احبار ۲۳ باب ۹ ۲ آیت اور گنتی ۲۹ باب ۷ آیت مین بہی ہے"

امر ثانی کی نسبت التماس ہے کہ البتہ مین نے خوب تحقیق کرلی ہے اور بخوبی جانتا ہون کہ یہودیون کا ساتوان مہینہ کو نسا ہے جس امر کو انسان نہ جانتا ہو اوسمین گفتگو کرنا محض حماقت ہے۔ مین کیون ایسا کرتا اور اسمین مجھکو کیا نفع تہا۔ اگر کوئی نصرانی یا یہودی مسلمان ہوجائیگا تو مجھکو یہان کیا ملجائیگا۔ مذہب دنیا کیلئے نہین ہے عاقبت کیلئے انسان کو خوف خدا کرنا چاہئے اور غور و فکر کرکے حق کو اختیار کرنا چاہیئے۔ بہرکیف یہودیون مین سال و ماہ کا حساب نہ محض شمسی ہے اور نہ قمری بلکہ مثل سنہ فصلی کے ہے۔ جیسا کہ ہنود سنہ فصلی مین اپنے قمری مہینون مین بلحاظ موسم ملماس کے سال مین ایک مہینہ اضافہ کردیتے ہین اوسی طرح قدیم زمانے یہود بھی سال کے آخر مین کبھی گیارہ کبھی بارہ دن اضافہ کردیتے تھے تاکہ موسم سے مطابقت ہوجاے۔ مگر چودہوین صدی سے اور بقول بعض گیارہوین صدی سے یہود بھی تیسرے چھٹین۔ آٹھوین۔ گیارہوین۔ چودہوین۔ سترہوین اور انیسوین برس ایک ایک مہینہ اضافہ کرکے ۱۳ مہینہ کا سال بناتے ہین تاکہ موسم اور شمسی سال سے مطابقت رہے ہر انیس برس کے بعد ایسا ہی کرتے ہین۔ لیکن ہنود کا مہینہ اکادشی سے شروع ہوکر پورنماشی یعنی ماہ کامل پر ختم ہوتا ہے اور یہود کا مہینہ مثل مسلمانون کے ہلال سے شروع ہوتا ہے۔ مسلمان رویت ہلال کے پابند ہین۔ یہود رویت کے پابند نہین ہین اونکے بعض مہینے ۲۹ دن کے اور بعض ۳۰ دن کے معین ہین۔ لیکن جب کوئی غرہ کسی ممتنع دن کو پڑتا ہے تو ایک دن گھٹا یا بڑہا دیتے ہین۔ مسلمانون کے مہینے مختلف موسم پڑا کرتے ہین یہود کے مہینونکا موسم نہین بدلتا ہے۔ ہنود ملماس کے سال مین کبھی جیت کو دو ماہہ بناکر جیت اول اور جیت ثانی کہتے ہین۔ کبھی جیٹھ بیساکھ وغیرہ کو۔ لیکن یہود ہمیشہ اپنے بارہوین مہینہ ادر (Adar) کو دو ماہہ بناکر بارہوین کو ادر اور تیرہوین کو بہ ادر کہتے ہین یہودیون مین ایک خصوصیت

یہ بھی نہ اگر ... یکشنبہ دوشنبہ چہارشنبہ یا جمعہ کو واقع ہو تو دسوین ... دس تہوار
کو تعین کرینگے یا بعد کرینگے کیونکہ یہ چار دن اون کے یہان ممنوع ہین مثلاً غرہ نیسان
جمعہ ہو تو اوسکو غرہ ماننا ممنوع ہے کیونکہ ایسٹر (...) کا نیسان کی پندرہوین
تاریخ کو ہونا ضرور ہے اور جمعہ کو غرہ قرار دینے سے ایسٹر جمعہ کو پڑتا ہے جو ممنوع ہے
اسی سے حضرت عیسیٰ کا بروز جمعہ مصلوب ہونا اور بروز یکشنبہ جی اوٹھنا بھی باطل ہو جاتا
ہے کیونکہ ہر چہار اناجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ قربانی فسح کا کہانا کہا چکنے کے
بعد (جو اول ماہ کی ۱۴ تاریخ کی شام کو ہوتا ہے) گرفتار ہوئے اور صبح کو یعنی ۱۵ تاریخ
... جمعہ ... عید کا دن تہا ... حالانکہ جمعہ کے روز یہودیون کی
عید ... ہمارے ... مولوی سید غلام قاسم صاحب قبلہ مدظلہ العالی
نے اپنی تحریر ... محرم کے پرچہ اصلاح مین شائع ہوئی تردید صلیب عیسوی
نہایت خوبی سے فرمائی ہے ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ کا یوم صوم بوجہ غم امام حسین کے ہونا
اور اس غم کا اعظم دلیل حقیت اسلام ہونا بکمال وضاحت دکہایا ہے اوسکو بہی ضرور
ملاحظہ فرمائیے یہ دلیل بطلان صلیب کی صرف جناب کی آگاہی کے لئے لکہدیا ہے اب
اصل سوال کا جواب یہ ہے۔

یہودیون کا پہلا مہینہ اور نیا سال ہمیشہ مارچ مین جس تاریخ کو ہلال واقع ہو شروع
ہوتا ہے اسلئے گو بوجہ موسم یہودیون اور مسلمانون کے مہینون مین کبہی مطابقت
ہوتی ہے کبہی اختلاف لیکن تاریخین دونون کی ایک ہوا کرتی ہین یعنی جس دن
دسوین تاریخ یہودیون کی ہوگی اوسی دن دسوین تاریخ مسلمانون کی بہی ضرور
ہوگی۔ یہودیون کے پہلے مہینہ کا نام بایبل مین ابیب ہے (استخراج باب ۱۳ آیہ ۴)
اسی مہینہ کو نیسان بہی کہتے ہین اور اسی مہینہ کی ساتوین تاریخ کو بنی اسرائیل نے
فرعون کے ظلم سے نجات پائی جسکی خوشی مین اونکو عید کرنیکا حکم ہوا (استخراج باب ۱۲
آیہ ۲ و ۱۰) اور اسی مہینہ کی ۱۴ تاریخ کو عید فسح کرنیکا (ایضاً آیہ ۱۱) اور ۲۰
تاریخ تک بے خمیری روٹی کہانیکا (ایضاً آیہ ۱۸) حکم ہوا جو زمانہ حضرت عیسیٰ نے صلیب

بچنے اور جناب محمد مصطفےٰ صلعم کی ولادت کا ہی۔ ساتوین مہینہ کا نام تیسری (Septembre) عربی (تشریع) ہے جسکو ایتانیم بہی کہتے ہین یہ مطابق ہندی مہینہ کوار کے ہوتا ہے جسکو آسن کہتے ہین اور اکثر ستمبر مین پڑتا ہے۔ آہ آہ اب کیونکر لکہون کہ جس سال ہمارے اسی رسول حبیب خدا محمد مصطفےٰ کا وہ پیارا نواسہ جسکی شان مین آنحضرتؐ کہی لحمک لحمی ودمک دمی کہی حسین منی وانا من حسین فرماتے تھے کوار کی جلتی دہوپ مین جسمین ہرن سیاہ ہو جاتے ہین کربلا کے ریگستان مین جہان کی گرمی مشہور ہے تین دن کا بہوکہا پیاسا فرات کے کنارے شہید ہوا اوس سال بہی عشرہ محرم ستمبر مین مطابق یہودیون کے ساتوین مہینہ کے عشرہ کے پڑا تھا کہ جسکی دسوین تاریخ کو جناب باری نے اپنے کلیم حضرت موسیٰؑ کی معرفت بنی اسرائیل کو غم کرنیکا باین تہدید حکم دیا تہا "جو کوئی النفس عین اوس دن مین غمگین نہ ہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو کوئی النفس عین اوس روز مین کوئی کام کریگا خاصۃً اوسی نفس کو مین اوسکی قوم سے فنا کردونگا" یہی لفظی ترجمہ احبار باب ۲۳ آیہ ۲۹ و ۳۰ کا ہے جس ذی لیاقت انگریزی دان کا جی چاہے انگریزی بائبل سے مقابلہ کرلیوے۔ اللہ اکبر کیسی سخت تاکید اس غم کی ہے جن لوگون نے کتب سماوی کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ اون مین اکثر پیشین گوئیان بطور رمز وکنایہ کے ہین اور جبتک واقعات سے مطابق نہ کی جائین سمجہہ مین نہین آسکتی ہین چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت بہی کوئی پیشین گوئی نصارا عہد عتیق کی کسی کتاب سے ایسی نہین دکہا سکتے ہین جسمین حضرت عیسیٰؑ کا نام صاف صاف مذکور ہو وہ بھی واقعات ہی سے تطبیق کرکے استدلال کرتے ہین لیکن اس غم کی نسبت بجز اہل اسلام کوئی دوسرے مذہب والا ازروے واقعات نہین دکہا سکتا کہ اس ماہ کی مخصوص دسوین تاریخ کو جناب باری نے کیون اس شد ومد سے غم کرنیکا حکم دیا ہے۔ جبتک حضرت امام حسینؑ کی شہادت واقع نہ ہوئی تہی یہہ حکم غم اور قول جناب رسول خداؐ کہ حسین مجہسے ہے اور مین حسینؑ سے ہون بطور رمز کے تہا لیکن جبکہ حسینؑ نے خود غرق خون ہو کر دین کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچا لیا اور اوسی نخل دین کو جسے اونکے جد امجد نصب فرماگئے تھے اپنے خون سے ایسا سینچا کہ تا قیامت مرجہانیوالا نہین تو اہل بصیرت پر واضح ہو گیا

کہ نہ حلم غم مہمل اور بلا وجہ تہا نہ حدیث حسین منی وانا من حسین مہمل اور بے معنی ہے۔ ان دونون دلیلون سے ہمارے رسول کا برحق اور سچا ہونا اظہر من الشمس ہے کیونکہ یہہ حدیث بہی آنحضرتؐ نے ۵۰ برس قبل بطور پیشین گوئی فرمائی تہی۔ حضرت امام حسنؑ سبط اکبر تہے اونکے حق مین یہ کلمہ نہین فرمایا مخصوص حضرت امام حسینؑ کے حق مین فرمایا۔ جناب تحریر فرماتے ہین کہ لفظ عاشورا اجبار مین موجود نہین۔ جواب۔ عاشورا لفظ عربی ہے اور نسخہ عربی مین موجود ہے۔ عربی نسخہ بائیبل بہت قدیم ہے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین اسکے بین السطور ترجمہ فارسی لکھا گیا ہے اور منشی نولکشور کے مطبع مین بایماء مسٹر ولیم ہولی صاحب بہادر جو لکہنو کے سٹی مجسٹریٹ تہے چہپا تہا طلب کرکے ملاحظہ فرمائیے۔ لفظ عاشورا کا انگریزی ترجمہ ٹہنتہ ڈے (Tenth day) انگریزی نسخون مین اور اردو ترجمہ دسوان دن اردو نسخون مین موجود ہے۔ تینون الفاظ ہم معنی ہین اسمین کوئی یہودی یا نصرانی بجز ناسمجہی کے عذر نہین کرسکتا۔ عرب کے یہود جو عربی مہینہ کے پابند تہے اسی عاشورۂ محرم کو اپنا عاشورہ قرار دیتے تہے جیسا کہ مدارج النبوت سے بہی ظاہر ہے (جلد دوم صفحہ ۹۲ و ۹۳ مطبوعہ مطبع ناصری سنہ ۱۲۸۱ھ) لیکن حقیقتاً پابندی احکام شریعت نہ یہود کرتے ہین نہ نصاریٰ اور نہ تمام مسلمانون کی حالت بہی ظاہر ہے۔ نصاریٰ کیلئے تو بقول اونکے کرائیسٹ کا صلیب پانا کافی ہوگیا اب کسی اعمال کی ضرورت نہین وہ اس ساتوین مہینہ مین کیون غم کرینگے اور چونکہ انبیائے سلف مطابق حکم خدا اس روز اپنے حزن و غم مین رہتے تہے اور کہانا بلکہ کل کاروبار دنیوی ترک کردیتے تہے عوام الناس یہود نے جنکو باعث غم معلوم نہ تہا اور اسلئے اوس سے متاثر نہ تہے ترک آب و طعام کو صوم سمجہ لیا اور اس خیال مین کہ اوس روز فرعون کے ظلم سے نجات ملی تہی روزہ رکہنے لگے۔ حالانکہ فرعون سے نجات پہلے مہینہ کی ساتوین تاریخ کو ملی تہی اور اوسکی خوشی مین اوسی ساتوین تاریخ کو خوشی کرنے اور خوب کہانے پینے کا حکم ہے۔ اور اس عاشور کو غم کرینگا اور کاروبار دنیاوی سے باز رہنے کا حکم ہے۔ مسلمان بہی ابتداً یہودیون کو روزہ رکہتے دیکہکر جبتک جناب رسولخدا ام کو حضرت جبرئیل و دیگر فرشتون کی زبانی خبر شہادت امام حسینؑ نہ ملی تہی برونس

عاشورہ روزہ رکھتے تھے بعد مین ترک کر دیا۔ علاوہ برین کیا جناب نہین جانتے ہین کہ یہود ونصارا تو عہد جناب رسولخدا ص سے اسلام کی بیخکنی کے درپے ہین اور امر حق کو لفظاً ومعناً تحریف کرکے چھپاتے ہین جسکا قرآن شاہد ہے۔ الحال بہی ترجمہ مین جہان گنجایش پاتے ہین تحریف سے باز نہین آتے۔ مدینہ منورہ مین ایک پہاڑ ہے جسکا نام سلع ہے اور اوسکا ذکر متعلق بشارت ہمارے رسول ص کے صحیفہ عیسیا باب ۴۲ آیت ۱۱ مین سابق المنسوخون مین موجود ہے مگر حال کے ترجمون مین سلع کا ترجمہ پہاڑ کرکے نام کو چھپا دیا ہے۔ زبور مین ہمارے حضرت کا نام صاف محمد عبرانی زبان مین ہے اور عربی مین عبرانی خ کو ح سے بدلتے ہین کہ اسطرح صاف حضرت کا نام محمد ص موجود ہے اوسکا ترجمہ انگریزی مین لولی ([illegible]) بمعنی محبوب کر دیا اسی طرح ایلیا کو الیاس کر دیا ہے فارقلیط کا ترجمہ روح کر دیا ہے۔ تب لفظ عاشورہ کو جو اگرچہ اصطلاحاً اسم معرفہ کے درجہ کو پہونچگیا ہے لیکن حقیقتاً اسم معرفہ نہین ہے کب وہ لوگ اسم معرفہ کی حیثیت پر قائم رہنے دینگے۔ یہہ کام تو ہم مسلمانون کا ہے کہ غور وفکر اور تلاش کرکے پیشین گوئیون کو حالات اور واقعات سے ملائین اور حق کے اعلان کرنے مین کوشش کرین۔ ماننے کا اونکو اختیار ہے۔ جب خدا اور رسول ص کے کلام کو نہ مانا حق پوشی کے لئے تحریفین کین جہوٹی جہوٹی باتین بنا کر احکام وشریعت کو بدل ڈالا بجائے غم کرنیکی خوشی کرینگے۔ شکرانہ کا روزہ رکہنے لگے تو ہملوگ کس شمار مین ہین۔— بیشک جو لوگ ختم اللہ علی قلوبھم الخ کے مصداق ہین اون پر کوئی اثر نہ ہوگا لیکن طالبان حق اور منصف مزاج جو بوجہہ لاعلمی معذور ہین ضرور متاثر ہونگے اور اگر توفیق الٰہی شامل حال ہوگی تو ضرور ہدایت پائینگے اور اس کوشش کا جناب باری انشاء اللہ ہملوگونکو اجر خیر دیگا۔ واللہ میری تحریر کی بنا بہی خواہ مخواہ کسی منہ والے سے چھیڑ چھاڑ کرنے پر نہین ہے بلکہ صرف حرقت قلب اور درد دین کی بنا پر ہے۔ کیونکہ بجز مظلوم کربلا سبط حبیب خدا ص دریگانہ دریاے مجمع البحرین۔ جگر طپیدۂ کرب وبلا امام حسین ع کے کوئی دوسرا برگزیدہ خدا بروز عاشورا راہ خدا مین شہید نہین ہوا ہے جسکے غم کو کوئی شخص اسی حکم غم سے مطابق کر سکے۔ حکم خدا لغو اور مہمل نہین ہو سکتا۔

توریت میں چند عیدین اور ہر عید کے احکام علحدہ علحدہ بالتصریح مذکور ہیں مگر کسی میں بجز روز عاشورا ماتم کرنیکا حکم نہیں ہے آخر اس تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ افسوس کہ عدیم الفرصت ہوں ورنہ اور زیادہ صراحت سے دکہلا دیتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب بہی اسکی اشاعت میں اپنی تحریر پر تاثیر سے کوشش فرماکر حمایت دین اسلام کی کرینگے۔ بلکہ یہ منصب آپہی صاحبونکا ہے میں بیچارہ کیا کر سکتا ہوں۔ آخر میں ملتمس ہوں کہ نیاز نامہ ہذا کو بہی بجنسہ جناب اپنے اخبار میں براہ مہربانی شایع فرما دینگے۔ زیادہ نیاز۔ بندہ احقر سید غلام اصغر عفا عنہ

مترجم عدالت صاحب جج بہادر مقام مظفر پور

شیخ عبد القادر جیلانی

انکا نسب نامہ اصلاح ۱۲ جلد ۱ میں لکہا گیا تہا کہ جنگی دوست کی اولاد سے ہیں نہ سادات سے ہیں نہ حسنی ہیں نہ حسینی۔ اسپر پہلواری کے ایک نوجوان کو بہت غصہ آیا تہا جسپر اس خیال سے میں خاموش رہا کہ اس ضد کو بجہینے کے سوا اور کیا کہوں۔

مگر شکر خدا کہ اب خود اسی حلقہ تصوف کے قومی ارگن رسالہ صوفی نے اس عقدہ کو حل کر دیا جو پنڈی بہاء الدین ضلع گجرات سے بہ سرپرستی خواجہ حسن نظامی شایع ہوتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴۶ جلد ۳ اسوم یہ حقیقت حضرت خواجہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی ہیں ولایت آپکی قدم بقدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے سلسلہ نسب آپ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ مذہب آپکا شافعی اور مشرب قادریہ ہے۔ بلکہ یوں سمجہنا چاہیئے کہ خاندان قادریہ آپ ہی سے شروع ہوا اور آپ ہی کے اسم پاک کے لحاظ سے آپ کے معتقدین قادریہ کہلاتے آپ پیران پیر اور غوث الاعظم کا درجہ رکہتے ہیں مزار مبارک آپ کا بغداد شریف میں ہی اور وہ جگہ باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے۔ عمارت قابل دید ہے۔ اس راقم نے زیارت کی ہے بلکہ ۱۹ دن کامل وہاں پر قیام کیا ہے۔ عجب فیض کی جگہ ہے جو لوگ حاضر ہوتے ہیں روحانی فیض سے مالامال ہوتے ہیں۔،،

دیکہیے اب پہلواری والے کیا کہتے ہیں کہ یہ سلسلہ نسب تو اس سے ہی بدتر ہے کہ وہ عجمی زادہ ہوں کیونکہ خلیفہ دوم کا نسب نامہ سبکو معلوم ہے۔ اور ہم انشاء اللہ ہم سے ایک خاص

سلسلہ التصوف کا شروع کرنے والے ہین جس سے معلوم ہو گا تصوف کی کیا حقیقت ہے۔

تنقید بخاری اسکے متعلق اکثر تحریرین شایع ہو چکی ہین اور قوم کو بھی اسپر بیحد اصرار تہا مگر مین اپنی مجبوریون سے کچھ ایسا پریشان رہا کہ ۱۳۲۶ھ پورا خالی گیا اور کوئی حصہ اسکا نہ شایع ہو سکا اسوجہ سے ارادہ تہا کہ اب اس سلسلہ کو ترک کر دون۔

مگر اہلحدیث مورخہ ۱۱ر فروری مین ایک طولانی تحریر دیکہکر جسمین اونکا ایک مرید خاص بہت کچھ رو دیا گیا ہے اور رہا سہے وا ویلا مچایا ہے کہ ہاے تنقید بخاری کا جواب نہین ہوتا۔ پہر مین مجبور ہوا کہ اس سلسلہ کو شروع کرون کیونکہ نامہ نگار مذکور آخر مین لکھتا ہے دو عرصہ کئی ماہ کا ہوا کہ مین بمقام لکھنؤ بغرض ملاقات جناب مولوی عبدالشکور صاحب کی خدمت مین گیا تہا بعد چند باتون کے تنقید بخاری کا تذکرہ آیا اسوقت موصوف نے فرمایا کہ جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب قبلہ مدظلہ غازیپوری دفتر النجم مین تشریف لائے تھے اور انہون نے اس امر مین بہت زور دیا کہ النجم کے ساتہہ جواب تنقید بخاری کا آپ دین تو بہت مناسب ہوتا اور جسقدر حق المحنت آپ کہتے ہین دینے کے لئے تیار ہون،،

جس سے معلوم ہوا کہ جواب تنقید بخاری کی ضرورت اس فرقہ مین اسدرجہ بڑہی ہوئی نظر آتی ہے کہ عوام کا کیا ذکر۔ انکے مولوی لوگ جو تمام دنیا کا مال کہا نیکو پیدا ہوے ہین اپنے خزانہ کا موہنہ اس کام کیلئے کہول رہے ہین کہ منہ مانگا دام دینے کو طیار ہین۔ مگر کسی مین ہمت نہین ہوتی حالانکہ مولوی حافظ عبداللہ صاحب اڈیٹر النجم کو وہی حق المحنت دیتے ہین جو وہ کہتے تھے مگر یہ ہین کہ اس پر بہی بغل جہانک رہے ہین۔

اڈیٹر صاحب اہلحدیث اس استغاثہ پر یہ نوٹ دیتے ہین وو ایڈیٹر یہ کام ہینک کر دنی ہے اسی لئے اہلحدیث کانفرنس نے اس کام کو پٹنہ کے ایک مولوی صاحب کے سپرد کیا تہا جنہون نے شروع بہی کیا مگر افسوس کہ وہ بوجہ علالت اسکو پورا نہ کرسکے (اور اب تو شاید وہ مر بھی گئے ہون کیونکہ حافظ حافظ عبداللہ صاحب بہی یہ حسرت قبر مین لیگئے۔ اصلاح) میرے خیال مین جواب تنقید بہت وقت نہین چاہتا مگر مین افسوس سے عرض کرتا ہون کہ بوجہ مشاغل کثیرہ مین اس طرف متوجہ نہو سکا (انگوٹہے مین) جناب مولوی عبدالشکور صاحب اگر توجہ فرماینگے تو جس قسم کی امداد

ہم سے ہو سکے گی ہم حاضر ہیں ۔

نامہ نگار روا اڈیٹر اہلحدیث کی تحریر سے آپکو معلوم ہوگا کہ کیا حسرت ہے اور کیسی مجبوری حالانکہ یہ فریضہ خاص اہلحدیث کا ہے جو صحیح بخاری کی حفاظت کرے۔ ورنہ مولوی عبدالشکور صاحب تو حنفی ہیں جنکے یہاں عام طور پر صحیح بخاری مجروح و مقدوح ہے۔ اور بقول مولوی وحید الزمان صاحب وہ اہلحدیث اور حنفی ہیں تو تقابل و تضاد سمجھتے رہے ضد اہلحدیث ہے اجلہ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اڈیٹر النجم اپنے ضد اہلحدیث کی مدد کرے۔ مگر یہہ بات دوسری ہے کہ وہ محض تحصیل دنیا کے لئے یہ کام کریں۔ کیونکہ دفتر کرزن گزٹ سے اب انکا تعلق شاید باقی نہیں رہا قرآن و صحیح بخاری کی تحریف یا ترجمے سے فارغ ہیں۔ لہذا اگر کچھہ مال حسب خواہ ملجائے تو ممکن ہے مثل عمر و عاص طیار ہو جائیں بشرطیکہ پورا مال ملے۔

اسیوجہ سے کہ یہ لوگ اسقدر مجبور کر رہے ہیں ہمنے مصمم ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ ۔۔۔ سے حصہ ثالثہ تنقید بخاری کو شروع کر دیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

ہم اپنی معزز قوم سے بکمال ادب ملتمس ہیں کہ مخالفین اسلام کی ہمت پر غور فرمائے کہ صرف عوام ہی نہیں ہمت بڑھا رہے ہیں۔ بلکہ انکے علما بھی اپنے ذاتی مال کو اس کام پر خرچ کرنے کیلئے طیار ہیں کیا آپ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہر شخص اصلاح کے لئے ایک خریدار فراہم کرے کہ اشاعت میں ترقی ہو اور حجم اصلاح بڑھ سکے کیونکہ اب معمولاً صفحات اصلاح صفحہ ۵۶ مقرر کئے گئے ہیں۔ جس سے کسی طرح اغراض اصلاح پورے نہیں ہو سکتے۔

محرم اور ریاست بہاولپور

خاص بہاولپور یا اسکے قرب و جوار میں نہ تو کوئی امام بارگاہ تہا اور نہ کسی موقع پر مجلس عزا ہوتی تھی۔ بلکہ اس ریاست کو امامیہ صاحبان کیواسطے کوفہ ثانی کہا جاتا تہا جو کسی قدر درست بھی ہے۔ مگر اعجاز امام مظلوم دیکھئے کہ یہہ شہر بھی عزائے امام تشنہ کام کے فیض سے خالی نہیں رہا۔ کیونکہ جس روز سے جناب والد ماجد میر حسن علی شاہ صاحب دام ظلہ ریاست مین

تشریف لائے۔ اوسی روز سے باقاعدہ مجالس عزا شروع ہوئین اور اونہون نے اپنا مکان اس متبرک کام کے واسطے منتخب کردیا جس مین ہمیشہ مجالس عزا ہوتی رہتی ہین۔ اس نیک کام کی بنیاد قایم کرنے مین جن جن مصائب کا سامنا شاہ صاحب ممدوح کو ہوا ہے ناظرین اصلاح و شیعہ وغیرہ ملاحظہ فرماتے رہے۔ مگر جس وقت شاہ صاحب کا محرم ۲۴ھ کو جیل خانہ بہاول پور مین پا بجولان ہوکر اپنے داد ابیمار کربلا کی سنت کو ادا کرنا۔ مال و اسباب کی تباہی۔ ننھے ننھے بچون کی گریہ و زاری اور در بدری وغیرہ وغیرہ یاد آجاتے ہین بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ اور اُس وقت کی بیکسی اور بے بسی کو یاد کرکے یا سنگر سنگدل سے سنگ دل بھی تھوڑی دیر کیواسطے چار آنسو بہانے کیلئے مجبور ہوجاتا ہے۔ مگر الحمد للہ کہ شاہ صاحب کی وہ ساری محنت ٹھکانے لگی۔ جس کا ثمرہ امسال کا محرم ہے جو بہاول پور کی دنیا مین ہمیشہ کیلئے یادگار رہیگا۔ یون تو یکم سے تا سوم برابر اور باقاعدہ مجالس عزا منعقد کرہ بالا مکان پر ہوتی رہین مگر ساتوین سے خلقت کا ایک ہجوم تہا۔ شب عشرہ کی مجلس یادگار مجلس ہے تمام اہلکاران ریاست جناب شہزادہ محمد اشرف صاحب گورگانی ناظم منچن آباد و شیخ حسین بخش صاحب ناظم بہاول پور مع بہت سے معزز اہلکارون کے شریک مجلس تھے۔ سوز خوانی کے بعد جناب سید حسن علی شاہ مدظلہ نے بطرز تحت اللفظ مرثیہ پڑھا اوس بعد جناب ڈاکٹر آغا سلطان مرزا صاحب لکھنوی قزلباش جو ایک علامہ آدمی ہین ناظم صاحب منچن آباد کے اصرار سے ممبر پر تشریف لے گئے۔ اور بطور وعظ آیہ وافی ہدایہ (ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا) کی تلاوت کرکے تفسیر بیان فرمائی۔ اور دلائل واضحہ سے ثابت کردیا کہ (حملہ و فصالہ ثلاثون شہرا) سے مراد جناب امام حسین علیہ السلام ہین۔ کیونکہ مدت حمل آپکا چھ ماہ بتایا حضرت یحیی علیہ السلام زاید چھ ماہ کے تولد ہوئے ہین مگر حملتہ امکرھا کے مصداق حضرت یحیی علیہ السلام نہین ہوسکتے۔ اسواسطے یہہ آیت خاص شان جناب امام حسین علیہ السلام روحی فداہ مین ہے۔ اُسوقت اس مجلس مین متفرق مذاہب کے لوگ موجود تھے۔ مگر ہر شخص پر ایک عالم وجد

طاری تہا۔ اسی سلسلہ مین اہلبیت طاہرینؑ کا بازار شام مین ورود بیان فرمایا۔ رقت کا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا ہے کہ غیر مذہب کے تین آدمی روتے روتے بیہوش ہو گئے اور کوئی متنفس ایسا نہ تہا کہ جو با چشم تر نہ تہا۔ ذاکر صاحب کا وجود مجالس وغیرہ کے واسطے نعمت خدا ہے۔

بڑے بڑے شہرون مین اس بیان او رمادہ کا آدمی نہوگا۔ چہ جائیکہ بہاولپور خداوند عالم انکو جزا خیر دیوے۔ آمین پہر بطرز لکہنو جدید طور پر کامل ایک گھنٹہ ماتم ہوتا رہا۔ غرضکہ یہ مجلس یادگار رہی۔ اور لکہنو کا سمان آنکہون مین تہا۔ پہر اختتام مجلس کے بعد جناب نواب صاحب بہاولپور اور ہز ہائنس میر امام بخش خانصاحب والی ریاست خیرپور سندہ و میر علی نواز خانصاحب ولیعہد بہادر ریاست خیرپور سندہ کے واسطے نام بنام دعائین مانگی گئین۔ اور ٹہیک دو بجے شب کو یہہ مجلس ختم ہوئی۔ تہوڑی دیر کے بعد پہر مجلس شروع ہو گئی جو عشرہ کے روز شام کے وقت ختم ہوئی۔ تین بجے شام کو تعزیہ اوٹہایا گیا۔ خلقت کا اژدہام اور رہائیان امام مظلوم کی گریہ و زاری سے واقعہ کربلا آنکہون کے سامنے پہر رہا تہا۔

چونکہ مکان عزاخانہ بہت ہی مختصر ہے اور سردی کی وجہ سے سامعین کو کسی قدر تکلیف ہوتی ہے لہذا شاہ صاحب نے باصرار چند صاحبان اسی جگہ ایک امامباڑہ و مسجد و چاہ کا انتظام شروع کیا ہے۔ اور فہرست چندہ کہول دی ہے۔ چونکہ یہہ اکیلی طاقت کا کام نہین۔ لہذا برادران ایمانی کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ بہی اس کار خیر مین ممدوح کی امداد فرمائین مراسلہ اس پتہ سے ہونا چاہیے۔ محلہ کچل پورہ سید حسن علی شاہ صاحب فیروز پوری سابق سب انسپکٹر پولیس ریاست بہاولپور۔

سید علمدار حسین طالب العلم از بہاولپور

اصلاح - تعریف کے لئے یہی کافی ہے کہ اس ریاست کے والی خاندان بنی عباس سے ہین لہذا اس ریاست مین مجالس عزا کا ہونا بیشک اعجاز امامؑ کی دلیل ہے خداوند عالم اس بانی مجلس کو جزائے خیر دے جس سے یہہ مجلس وہان قائم ہوئی اور خدا نے چاہا تو یوماً فیوماً ترقی ہوگی۔ مسجد و امام باڑہ کی ایسے مقام مین نہایت ضرورت ہے مومنین کیلیے امداد لازم ہے۔ جناب ڈاکٹر آقا سلطان مرزا صاحب دام ظلہ کی ذات بابرکات و اعمال حسنات سے ہے خداوند عالم ان حضرات کی امداد فرمائے

(اڈیٹر)

قبول حق - الحمد للہ کہ اس سلسلہ مین یوماً فیوماً ترقی ہے جناب سید غوث علی شاہ صاحب

خریدار نمبر ۶۲۴۸ لکھتے ہیں ۔ "بہ کوشش سید مرید حسین شاہ ولد سید قلندر شاہ صاحب و حقیر بذریعہ وعظ جناب قبلہ و کعبہ مولانا مولوی سید صاحب علی شاہ صاحب سکنہ تونگا بلوچان کے مندرجہ ذیل اشخاص نے مذہب حقہ اختیار کیا ہے یعنی شیعہ ہوگئے ہیں جناب سید سلطان احمد شاہ صاحب ولد سید قلندر شاہ صاحب بمعہ اہل حسین شاہ ۔ وکمال شاہ ۔ بہار شاہ ۔ مبارک شاہ ۔ شیر علی شاہ محمد شاہ ۔ سید جلال شاہ ۔ نواب شاہ ۔ جہانیان شاہ ۔ و مہر شاہ ۔ و سلطان شاہ ۔ وبہادر شاہ ۔ اللہ دتہ شاہ ۔ فضل شاہ ۔ نجف شاہ ۔ جوایا شاہ ۔ غلام حیدر شاہ ۔ غوث شاہ ۔ فتح شاہ ۔ صالح شاہ ۔ مرید شاہ ۔ محمد شاہ ۔ احمد شاہ ۔ شاہ نواز ۔ سید علی شاہ ۔ اقوام سید سکنہ ... حسین شاہ ۔ بہادر شاہ ۔ غلام حیدر شاہ ۔ مرید حسین شاہ ۔ امیر حسین شاہ ۔ اقوام سید سکنہ با مظفر معروف دھولہ متصل حسین شاہ ۔ و رمضان قوم موچی ۔ و جلال قوم برہمونہ ۔ و خدا بخش والہ دتہ ۔ والہی بخش ۔ اقوام لوہار سکنہ ہاں حسین شاہ ۔ نور شاہ و جہانیان شاہ و باقر شاہ ۔ قوم سید سکنہ ہائے گجرانوالہ متصل حسین شاہ ۔ اشخاص بالا قبلہ و کعبہ کے وعظ کی برکت سے مذہب تسنن ترک کر کے مذہب جعفری اختیار کیا ہے ۔ وعظ کی کیا تعریف کروں واقعی مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں ۔ اب بفضل الٰہی کثیر تعداد ہوگئی ہے ۔ آمین ۔ اور اصول و فروع و دیگر وغیرہ فرائض کی تعلیم کے واسطے جناب مولانا مولوی غلام حسین صاحب سکنہ بانگا دوال ... آئے ہوئے ہیں ۔ اور اب بھی آتے جاتے ہیں "

جناب سید محمد حسین صاحب پٹواری خریدار نمبر ۲۲۴۴ لکھتے ہیں "الحمد للہ کہ ترین کے گاؤں میں یعنی خانپور رمیدان میں جو کہ سادات شیرازی کاشتری کی بستی ہے ۔ تین شخص مسمیان سید احمد شاہ و سید صفدر حسین پسران ابن شاہ و علی شاہ بطفیل پنجتن پاک شیعہ اثنا عشری ہوگئے ہیں ۔ یہ ایسے اشخاص تھے کہ امام حسین علیہ السلام کا نام سننے کے روادار نہ تھے امید ہے کہ اصلاح میں درج فرما کر ممنون و مشکور فرما دیجئے "

قرانیہ حسینیہ کو جناب مولانا السید غلام حسنین صاحب کنتوری دام ظلہ نے عربی میں تصنیف فرما کر اور اردو میں ترجمہ کر کے شہادت و عزاداری جناب سید الشہداء کو آیات قرآنی سے اسطرح ثابت کیا ہے کہ اب کوئی مسلمان تو اسمیں شک نہیں کرسکتا ۔ کفار سے ہمکو بحث نہیں یہ کتاب جناب مصنف علام سے مفت ملسکتی ہے دفتر تہافۃ الفلاسفہ محلہ مہابیر پورہ میرٹھ سے طلب فرمائے ۔

عرق کونی و ملح تلنیش ان دونوں کے خواص و افعال سے تو آپ بخوبی واقف ہو چکے کہ امراض معدہ میں تیر بہدف دوا ہے۔

عرق مرکب - تپ و لرزہ و ورم جگر خصوصاً ورم طحال کیلئے بیحد مفید ہے قیمت ۱۲ اونس کی بوتل عہ چھ بوتلکی ششی للعہ

سرمہ زرد ضعف بصارت - جالا پہولی - دہند غبار ناخونہ - سرخی و سوزش چشم کیلئے ایک سلائی صبح و شام چند دنوں لگانا کافی ہے ایک تولہ کی شیشی جو غالباً ایک سال کیلئے یا کئی مریضوں کیلئے کافی ہے مع سلائی صرف عہ

معجون مصفی - ۶ ماشہ روزانہ چند دنوں کہانے سے خون کی تمام سمیت اور حدت اور غلظت زائل ہوتی ہے اور اجابت بھی خلاصہ ہوتی ہے قیمت فی تولہ ایک آنہ چالیس تولہ کی قیمت دو روپیہ (عہ)

معجون شفقت - جگر و گردہ و مثانہ کو قوت دینے کے علاوہ کنکری کو چور کرتی اور ان کی اصلاح کرتی ہے اگر چند دنوں ہر ماہ میں پانچ سات روز کہا لیا کریں تو آیندہ گردہ و مراد و مثانہ کے حصاۃ اور درد سے محفوظ رہیں قیمت فی تولہ

معجون لبوب - مقوی قلب و دماغ و دریہ و معدہ و جگر و اعصاب ہے چند دنوں چھ ماشہ کہانے سے اعضا میں نئے سرے طاقت پیدا کرتی ہے قیمت فی تولہ ۲ر

حب تنفس - وہ دمہ جسمیں کسی قدر بہی بلغم آتا ہو اسکے لئے از حد مفید ہے خوراک دو گولی صبح و شام قیمت فی گولی ۲ر

مدمل القروح - جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً اور وہ سوزاک جسمیں قرحہ پڑگیا ہو خصوصاً حکم اکسیر رکھتا ہے - خوراک ایک سے دس قطرہ تک قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

المشتہر - منیجر کارخانہ حکیم مولوی سید محمد سجاد صاحب پٹنہ سٹی - ٹیلگرافک پتہ حکیم محمد سجاد پٹنہ

اشتہار کو ہر بار

جن حضرات شیعیان صاحبان والا شان کو قرآن مجید مترجم شیعہ مجتہد قبلہ و کعبہ جناب مولوی سید علی صاحب لکہنوی کا متن میں اردو ترجمہ اور جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی اعلی اللہ مقامہ کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا ترجمہ حاشیہ پر ہے جسمیں جا بجا خداوند عالم نے اپنے بندہ خاص جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہے اور ذکر خلافت بہی ملا صاحب نے خوب شرح لکہا ہے ہدیہ لینا منظور ہو تو کارخانہ سے طلب فرماویں تفصیل ہدیہ حسب ذیل ہے - فی پارہ بارہ آنہ دو پارہ کا یکسٹ عہ کا ماہواری - فی قرآن شریف عہ مگر پوری قرآن شریف کے لینے والے کو کمیشن مجرا ملینگے - دو جلد کے خریدار کو عہ کمیشن مجرا ملینگے ۵ جلد کے خریدار کو عہ دس جلد کے خریدار کو للعہ ۲۵ جلد کے خریدار کو عہ مجرا ملینگے اس سے زیادہ کے خریدار کو سیکڑا مجرا ملیگا - تاجر لوگوں کیساتھ بشرط نقد روپیہ دینے کے خاص طور پر رعایت کیجائیگی - اور اگر کوئی کل جلدیں قریب ... ۴ پارے مستفید ہونا چاہیگا تو کفایت دیجائیگی اور دیگر کتب ذیل بہی قیمتاً بہیجی جا سکتی ہیں جنکی قیمت حسب ذیل ہے - ذریعۃ النجاۃ جلد اول عہ جلد دوم عہ اربعین فی



مذکورۂ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ
کا پہلا بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف
زر کثیر بڑی محنت جانکاہی سعی۔ اور کوشش سے تیار ہو کر چھپ رہا تھا
نکل رہا ہے۔ پہلا اور دوسرا پارہ طبع شدہ موجود ہے تیسرا پارہ بھی چھپ گیا
آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور
فوراً اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ
تو فوراً منگا لیجئے مفت ارسال خدمت ہوگا۔

جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی۔ دہلی

القول الجمیل

فی رد

بدعات الوکیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً مصلیاً مسلماً لاعنا

اخبار وکیل مین ایک مسلسل مضمون بعنوان بدعات محرم شایع ہوا ہے جسکا ایک اجمالی جواب اصلاح نمبر ۱ جلد ۳ مین شایع ہو چکا ہے اور ایک تفصیلی جواب اخبار اثنا عشری دہلی مین بھی نکل چکا ہے۔ جس سے وہ عام شورش کم ہو گئی ہو گی جو وکیل کے مضمون سے عام طور پر پیدا ہوئی تھی۔

مگر چونکہ اڈیٹر صاحب وکیل نے جو شاید کبھی اڈیٹر البیان بھی تھے۔ اس مضمون مین اپنی پوری قابلیت صرف کی ہے اور تاریخ دانی کا جوہر دکھایا ہے لہذا ایسا جواب ناانصافی کا جواب ہوگا جسمین اون کی پوری عبارت نہ لکھی جائے اسلئے پہلے ہم وکیل کی عبارت لکھتے ہین پھر لفظ اصلاح سے اوسکا جواب دیا جائیگا۔ مگر چونکہ وکیل کی غرض اختلاف واقعات سے وابستہ ہے لہذا اوسنے ہر جگہ ابہام سے کام لیا ہے اور ہم مجبور ہین تفصیل واقعات پر جس سے حق واضح ہو لہذا طول ہونا ضروری ہے۔

"وکیل" "اسلامی تاریخ مین تیسری اور چوتھی صدی نبوی نے دنیا مین مختلف انداز کی یادگارین چھوڑی نہیں"

اصلاح۔ مگر تعجب ہے کہ پہلی اور دوسری صدی کا ذکر خیر کیون چھوڑ دیا گیا حالانکہ

واقعہ کربلا جس سے یہاں بحث ہے پہلی صدی بلکہ رحلت رسول اللہ کے پچاس ہی برس بعد کا واقعہ ہے۔ پھر اوس صدی کو چھوڑ دینا تو بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ واقعات تاریخی کا تسلسل لازم ہے لہذا یہ تحریر گویا تحریر وکیل کا پہلا باب ہوگا۔

سب سے پہلے اسلام کی ایک ایسی مختصر تاریخ بیان کرنی چاہیے کہ واقعات مربوط ہو سکیں تیسری چوتھی صدی کے واقعات سے کیونکہ عام قاعدہ ہے ہر شی کی رجوع اغراض کی طرف ہوتی ہے اور ہمیں سے درجت پہچانا جاتا ہے۔

اسلامی دنیا کے ناظرین مگر اس سے ناواقف ہونگے کہ اسلام کی ابتدا ہی معاہدہ سے ہوئی کہ جو شخص ترویج دین اسلام میں حضرت کی وزارت قبول کریگا وہ آپکا خلیفہ و وصی ہوگا اس معاہدہ کو بجز جناب علی مرتضیٰ کسی نے قبول نہیں کیا لہذا رسول اللہ صلعم نے صرف مسلمانوں کے سامنے بلکہ مسلمین و کفار سب کے سامنے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کرکے تبلیغ رسالت کا کام شروع کیا۔

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ توحید رسالت امامت ایک ہی ساتھ اصول دین قرار پائے۔ اور رسول و امام نے بالاتفاق توحید کا ڈنکا بجایا۔

تاریخ ابو الفدا میں ہے صفحہ ۱۱۶ جلد اول مطبوعہ مصر۔

وکانت دعوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام سراً ثلاث سنین ثم بعد ھا امر اللہ سبحانہ باظھار الدعوة فلما نزل وانذر عشیرتک الاقربین دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال اصنع لنا صاعاً من طعام واجعل علیہ رجل شاة واملا لنا عساً من لبن واجمع لی بنی المطلب

تین برس تک حضرت لوگوں کی دعوت مخفی طور پر کرتے رہے اسلام کی طرف اسکے بعد خدا نے اظہار دعوت کا حکم دیا جب آیہ انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو آنحضرت نے حضرت علیؑ سے کہا تیار رکھنا چاہیے کہ مثل رسول اللہ صلعم حضرت علیؑ بھی شریک ہو رہے ہیں) اے علی ایک صاع روٹی طیار کرو اور ایک پاے کو سفید اور ایک پیالہ بزرگ دودھ

حتی اکلمهم وابلغهم ما امرت به
ففعلت ما امر ودعاهم وهم اربعون
رجلا یزید ون رجلا ینقصونه
فیهم اعمامه ابو طالبؑ وحمزة و
العباس واحضر علی الطعام فاکلوا
حتی شبعوا قال علی لقد کان الرجل
الواحد منهم لیاکل جمیع ما شبعوا
کلهم منه فلما فرغوا من الاکل
واراد النبی صلی الله علیه وسلم
ان یتکلم بدره ابو لهب الی
الکلام فقال اشد ما سحرکم صاحبکم
فتفرق القوم ولم یکلمهم رسول
الله صلی الله علیه وسلم فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
لعلیؑ یا علی قد رایت کیف سبقنی
هذا الرجل الی الکلام فاصنع لنا
فی غد کما صنعت الیوم واجمعهم
ثانیاً فصنع علی فی الغد کذلک
فلما اکلوا وشربوا اللبن قال لهم
رسول الله صلی الله علیه وسلم
ما اعلم انسانا فی العرب جاء
قومه بافضل مما جئتکم به قد جئتکم
بخیر الدنیا والاخرة وقد امرنی

اور خاندان عبد المطلب کو جمع کر کے
اونکو کہلائین اور حکم خدا کی تبلیغ کرین
حضرت علیؑ نے ان باتون کو انجام دیا
اور کل اہل خاندان کو بلایا جو چالیس
نفر تھے ایک کم یا زیادہ جس مین آپ کے
چچا ابو طالبؑ۔ حمزہؓ۔ عباسؓ سب تھے
اور کہانا لاکر رکہا گیا اور سبہون نے کہایا یہانتک
کہ سیر ہوئے حضرت علیؑ کہتے ہین کہ ایک ایک
شخص ان مین سے اسقدر کہا جاتا تہا
اور پہر سیر نہوتا جب سب کہا چکے اور رسول
اللہ نے کچہہ کلام کرنا چاہا تو ابو لہب (چچا
تہا) نے کلام مین جلدی کی اور کہا کسقدر
شدید ہے سحر تمہارے صاحب کا۔ اس کلام
سے سب اوٹھکر چلے گئے اور رسول اللہ
کچہہ کلام نہ کر سکے۔ حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے
فرمایا اے علی دیکہا تمنے کیسی جلدی کی اس
شخص نے کلام کہنے مین۔ کل پہر اسی طرح
کہانا تیار کرو اور سبکو دوبارہ جمع کرو
دوسرے روز جب سب کہا چکے
حضرتؐ نے فرمایا ہم جہانتک جانتے ہین
عرب مین کوئی شخص اس سے بہتر بات
نہین لایا ہے جو ہم تمہارے لئے لائے
ہین کہ خیر دنیا و آخرت سب اس مین ہے

الله تعالى ان ادعوكم اليه فايكم
يوازرني على هذا الامر على ان
يكون اخي ووصي وخليفتي فيكم
فاحجم القوم جميعاً قال علي
فقلت واني لاحدثهم سناً وارمصهم
عيناً واعظمهم بطناً واحمشهم
ساقاً انا يا نبي الله اكون وزيرك
عليهم فاخذ رسول الله صلى الله
عليه وسلم برقبة علي وقال ان
هذا اخي ووصي وخليفتي فيكم
فاسمعوا له واطيعوا فقام القوم
يضحكون ويقولون لابي طالب
قد امرك ان تسمع لابنك وتطيع

خدا نے ہمکو حکم دیا ہے کہ ہم تمہاری دعوت
کریں اس امر خیر کی طرف۔ تملوگون سے
کوئی شخص ہماری وزارت کرتا ہے اس
امر مین اس شرط پر کہ وہ میرا بھائی ہو اور
وصی۔ اور خلیفہ میرا تملوگون مین ہو۔
قوم اسکے جواب مین بالکل خاموش رہی
حضرت علی نے کہا اگرچہ ہم سب سے صغیر
السن ہین اے نبی اللہ۔ مگر آپکی وزارت
قبول کرتے ہین اپنر۔ پس رسول اللہ نے
گردن حضرت علی کی پکڑی اور فرمایا ہذا
اخی ووصیی وخلیفتی فیکم یہ میرا
بھائی ہے۔ وصی ہے۔ خلیفہ ہے تملوگون
مین اسکا حکم سنو۔ اور اسکی اطاعت کرو

پھر تمام قوم اوٹھہ کھڑی ہوئی ہنستی ہوئی۔ اور وہ لوگ کہتے تھے ابوطالبؓ سے کہ لو تمکو حکم دیا ہے کہ تم اپنے فرزند کے حکم کی اطاعت کرو اور اوسکا حکم مانو۔

یہی مضمون بجنسہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۲ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ معالم التنزیل صفحہ ۶۶۲ مین موجود ہے۔ اور صدہا کتب احادیث و تواریخ مین مذکور ہے جس سے کوئی ذی علم انکار نہین کرسکتا۔

اس مضمون کو مسٹر کارلائل صاحب عیسائی مورخ ان لفظون سے لکھتا ہے ''اگرچہ یہ مجمع جسمین علیؑ کا باپ ابوطالب بھی تھا محمدؐ کا دشمن نتھا مگر تاہم سب لوگون کو ایک ادھیڑ عمر کے ان پڑھ آدمی اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونو ملکر تمام دنیا کے خیالات کے برخلاف کوشش کرینگے۔ ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور تمام مجمع قہقہا لگا کر منتشر ہو گیا۔ مگر ثابت ہو گیا کہ یہ ایک ہنسی کے لائق بات نہ تھی بلکہ بہت ٹھیک

اور درست تھی۔ یہ نوجوان علی ایسا شخص تھا کہ ضرور ہے ہر ایک شخص اوسکو پسند ہی کرے اور اس امر سے جو اوپر بیان کیا گیا ہے اور نیز اور باتون سے جو ہمیشہ اسکے بعد اس سے ظہور مین آئین یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک صاحب اخلاق فاضلہ اور محبت سے بہرپور اور ایسا بہادر شخص تھا کہ جسکی آگ جیسی تیز و تند جرأت کے سامنے کوئی چیز نہین ٹھہر سکتی تھی۔ اس شخص کی طبیعت کچھ عجب طور کی جوانمردی تھی۔ شیر سا تو بہادر رہتا مگر باوجود اسکے مزاج مین ایسی نرمی اور رحم اور سچائی اور محبت تھی کہ ایک کرسچن نائٹ (عیسائی دینلار جوان مرد) کے شایان ہے ؎ صلا کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ لکچر دوم

یہہ ایسا کہلا ہوا امر ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب بھی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین ص۲۵۲ مقصد دوم۔

واز انجملہ آنکہ بیش از ہجرت آنحضرت باہو معاملت منتظر الخلافہ کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ بجا آوردند اخرج النسائی الخ مضمون وہی ہے فرق اسقدر ہے کہ لفظ خلیفہ کو نکال دیا ہے۔

بلکہ شاہ صاحب نے تو اسپر بھی ترقی کرکے اسکا دعوی کیا ہے کہ حضرت علی نے جو کچھ اسلام کی خدمت کی وہ سب اسی حمیت قومی سے تھی چنانچہ لکھتے ہین۔ واز انجملہ حمیت قوم خود و ابن عم خود مثلاً اہتمام در اتمام منصب او کردن و برائے نصرت او ہمت قویہ بکار بردن و غالباً این خصلت در اشراف ناس مخلوق می شود چون فیض الٰہی داعیہ اعلاء کلمۃ اللہ در نفس او فرو ریخت از میان اخلاق جلیلہ این خلق خدمت او نمود و آن معنی عقلی را شروع ساخت پس مقامے شگرف بہم رسید کہ تعبیر از ان بہ اخوۃ رسول اللہ و مولاۃ او بلفظ وصی و وارث و امثال آن کردہ می شود اخرج الحاکم عن ابن عباس ان النبی قال ایکم یتولانی فی الدنیا والاخرۃ فقال لکل رجل منہم ایکم یتولانی فی الدنیا والاخرۃ فقال لا حتی مر علی اکثرہم فقال علی انا اتولاک فی الدنیا والاخرۃ فقال انت ولی فی الدنیا والاخرۃ وتفصیل این حدیث بروایت نسائی در سوابق حضرت مرتضی گذشت ص۲۶۶

اس کلام سے شاہ صاحب نے اوسی روایت نسائی کی طرف اشارہ کیا ہے جو پہلے ازالۃ الخفا سے لکھی گئی جس سے معلوم ہوا کہ سب نے سکوت ہی نہین کیا بلکہ سب نے انکار کیا اور صرف جناب امیرؑ نے اقرار کیا۔ پھر یہہ کس قسم کی بے انصافی ہے کہ جب اسلام دنیا مین تنہا تہا رسول اللہ کا کوئی مددگار نہ تہا سب نے آپ کی مدد سے انکار کیا اور جب جناب امیرؑ نے رسول اللہ کی امداد فرما کر اسلام کو عالم سے روشناس کیا تمام عرب کو مسلمان بنایا تب یہ وعدہ ... معاہدہ رسول کے توڑنے کو آمادہ ہوئے۔

یہہ ہے ابتدائی تاریخ اسلام کی جس کے بعد سے اسلام دنیا سے روشناس ہونے لگا جس سے ہر شخص بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی اصلیت یہی تین چیزہے۔ توحید۔ رسالت امامت۔ اور آخرت اسکی منزل مقصود ہے۔ اس مجموعہ مرکب نے ملکر جو کام کیا وہ عالم کو معلوم ہے کہ رسول و امام کی متحدہ کوشش نے اسلام کو کہان تک پہونچا دیا۔ سارا جزیرہ نمای عرب ہی اسلام کا حلقہ بگوش نہ بنا بلکہ افریقہ مصر یمن سے گذر کر روم کے سرحد تک پہونچ گیا۔ اسی مجموعہ کی طرف خدا قرآن مین اشارہ کرتا ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون۔ اسی اسلام کی نسبت خدا فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اسی تکمیل کی طرف اشارہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ مین جس سے بدیہی طور پر ظاہر ہوا کہ جو اسلام اس جزو متمم و مکمل سے خالی ہے وہ مرضی خدا نہین ہے جس کی خبر قرآن مین موجود ہے قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا کہ خدا نے اسلام و ایمان کو متغیر کر دیا تو اب کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ خدا اوس اسلام سے راضی ہو جو ایمان سے خالی ہو۔

اب ہم اس ابتدائی معاہدہ پر نظر ڈالتے ہین کہ جو معاہدہ رسول اللہؐ نے علی بن ابیطالب سے سب کے سامنے کیا تھا اوسکی خلاف ورزی یا معاہدہ شکنی کس وقت مین اور کیون کی گئی۔ رسول اللہ کی طرز عمل کو قبل اسلام سے تعلق ہے

وفات جب ملاتے ہیں تو ایک متّقی پر عہد شکنی کا الزام آپ پر نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ کفار نے صادق و امین کا خطاب آپکو دیا تہا۔ لہذا تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ وہ کوئی ایسی روایت تلاش کریں جس سے معلوم ہو کہ رسول اللہ ص نے کبھی اس کا اعلان دیا ہو کہ ہمنے اس معاہدہ کو شکست کیا حالانکہ قرآن کا سورہ برآءت ابھی تک موجود ہے کہ جن کفار کا عہد بوجہ اون کی عہد شکنی کے توڑا گیا ہے اوسکا اعلان دیا گیا ہے اور ان کو مہلت دی گئی ہے۔ اور جن لوگوں نے کفار سے عہد کی پابندی باقی رکھی تھی اونکا عہد باقی رکھا گیا۔ پہر کیونکر ممکن ہے کہ رسول اللہ ص نے علی ابن ابیطالب کے معاہدہ کو بلا اثبات جرم و بلا اعلان شکست کیا ہو۔

بلکہ ہمارے سامنے وہ واقعات موجود ہیں جنمیں حضرت نے اس معاہدہ کو تا وقت وفات زندہ اور قایم رکھا۔ حجۃ الوداع کے بعد خم غدیر میں ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ صحابہ کے سامنے من کنت مولاہ فہٰذا علی مولاہ اسی پہلے معاہدہ کی تکمیل تھی۔ کل صحابہ کو لشکر اسامہ کے ساتھہ جانیکا حکم دینا اور لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ کہنا اس معاہدہ کی تکمیل تہی۔ جنسے خوف مخالفت تہا۔ پہر آخر وقت وفات میں قلم و دوات طلب کرنا اور یہہ فرمانا کہ ایسی کتاب لکھدیں کہ پھر کبھی گمراہ نہو اسی معاہدہ کی تکمیل تھی۔ کیونکہ خدا نے کس تاکید فرمایا ہے لا تنقضوا العہد اور اوفوا بالعہد۔ اوف بعہدکم۔ پہر کیونکر ممکن ہے کہ معاذ اللہ خود عہد شکنی فرمائیں جبکہ تمام عالم کو ایفائے عہد کی تعلیم دے رہے ہیں۔

دوسرا احتمال یہہ ہے کہ معاذ اللہ جناب علی مرتضیٰ نے عہد شکنی کی ہو جس سے وہ اس معاہدہ سے نکل گئے تو تمامی کتب تواریخ و احادیث پر نظر کر جائے تو کوئی موقع نہیں ملتا سواے اسکے کہ یہہ جرم حضرت کا ضرور دیکھا جاتا ہے کہ وفات رسول اللہ ص کے بعد انہی دنیا طلبی پکڑ نہ جانا ہی۔ اور جب تک رسول اللہ ص کو سپرد خاک نہ کیا نعش مطہر سے جدا نہوے جسپر اوسی زمانہ میں الزام ہی دیا گیا کہ آپ گہر میں بیٹھ رہے جسکے جواب میں حضرت نے فرمایا کیا تم اسکو پسند کرتے ہو کہ ہم رسول اللہ ص کے جنازہ کو بے غسل و کفن چھوڑ کر طلب

سلطنت مین مشغول ہون۔
مگر ہم اسکو بھی مان لیتے ہین کہ معاذ اللہ یہ جرم تہا اور جناب امیرؑ اسکے بہی مرتکب ہوے۔ مگر اس حکم رسول م ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوالہ واطیعوا کیونکر باطل ہوگا کیونکہ اسمین توحضرت نے کوئی قید نہین لگائی ہے کہ کب تک آپ خلیفہ رہین گے اور کس شرط پر آپ اس معاہدہ سے نکل جائینگے۔
خدا نے بہی آیہ انما ولیکم اللہ اور آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین کوئی قید نہین لگائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ جب تک اسلام رہیگا یعنی جب تک خدا کی توحید قایم رہیگی اوسوقت تک خلافت بلافصل جناب امیرؑ بہی قایم رہیگی کیونکہ جسپر وزاسلام کی بنیاد ڈالی جاتی ہے اوسروز کا معاہدہ ہے کہ ہم رسول ہین اور یہہ خلیفہ اور خدا کا مصدقہ جسکو رسول اللہ نے وقت وفات تک بنایا۔
تواب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ خدا نے یا رسول نے کسی طرح کا اختیار امت کو نہین دیا تہا کہ وہ اپنے اختیار سے کسیکو خلیفہ بناسکین۔ مگر ہوس صورت مین کہ ہم اسکے قائل ہون رسول اللہ صؐ نے معاہدہ شکنی کی جبکے ساتہہ حضرت کی رسالت ہی غائب ہوتی ہے اسیکے طرف قرآن مین اشارہ ہے وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی اگر تمنے اس حکم کی تبلیغ نہ کی تو گویا رسالت ہی کی تبلیغ نہ کی۔
اب ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ شخص کیونکر مسلمان ہوسکتا ہے جو رسول اللہ صؐ پر یہ الزام قبول کرے کہ آپنے معاہدہ شکنی کی کیونکہ اجماع کا قائل ہونا بغیر اسکے ناممکن ہے کہ وہ رسالت کا منکر ہو اسی لئے جنکو دنیا محبوب تہی اور جو اسی غرض سے اسلام لائے تہے جنکے نسبت خدا فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ اونہون نے اسکی مخالفت کی اور نص خدا و رسول کو بالائے طاق رکہکر جسوقت خلیفہ رسول مشغول تجہیز و تکفین رسول تہا سقیفہ مین جاکر اسکی کوشش کی کہ وہ طریقہ باطل کیا جائے جسکو رسول اللہ جاری کرچکے تہے کہ خلیفہ بنفس رسول ہونا چاہیے۔ جسپر یہ کشمکش پیدا ہوئی کہ کوئی منا امیر ومنکم امیر کہتا ہی کوئی اقتلوا سعد اقتلہ اللہ (قول خلیفہ دوم)

مگر کچھ خدا کے بندے ایسے بھی تھے جنہوں نے اس قاعدہ نو احداث پر بھی کہا کہ

لانبایع الا علیاً تاریخ کامل صفحہ ۱۳۳ جلد ۲ مطبوعہ مصر

جسکے مطلب واضح ہین کہ اس جدید قاعدہ سے بھی استحقاق علی ابن ابیطالب ہی کو ہے جنکے سوا ہم کسی کی بیعت نہ کرینگے ۔ یہ قول تمامی انصار کا ہے یا بعض کا۔

مگر افسوس اسکے بعد تاریخ خاموش ہے کہ اس جملہ کا کیا جواب دیا گیا اور انتخاب کیون موقوف رہا بس سے پھر بھی اسلام کی عزت رہتی کہ اگر مسلمانون نے طریقہ رسول کو توڑا تو خیر توڑا مگر منتخب اوسکو کیا جسکو رسول اللہ منتخب کر چکے تھے ۔

ہم یہان طریقہ انتخاب سے نہین بحث کرتے کہ یہ انتخاب کس اصول پر تھا اور کہانتک جائز تھا کیونکہ خود خلیفہ دوم نے اسکا فیصلہ کر دیا فلا یغرن امرا منکم ان یقول ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ فقد کانت کذلک و لکن اللہ وقی شرھا تاریخ کامل صفحہ ۱۳۲ جلد ۲

یعنی کسی کو اس سے دہوکا نہو کہ بیعت ابوبکر فتنہ تھی ہان ضرور ایسا ہی تھا مگر خدا نے اوسکے شر سے بچا لیا ۔ جس سے فتنہ ہونا اس بیعت کا بدیہی طور پر ظاہر ہے ۔ اور خدا فرماتا ہے الا فی الفتنۃ سقطوا و ان جھنم لمحیطۃ بالکافرین ۔ یعنی وہ لوگ فتنہ مین پڑ گئے اور جہنم محیط ہے کافرون کے اوپر ۔

مگر اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ حرص و ہوائے سلطنت اور شر و فساد کی بنیاد اسلام مین آج سے ایسی قایم ہوئی جو قیامت تک مٹنے والی نہین ۔ کیونکہ خاتم الانبیا ناسخ الادیان کی خلاف ورزی عہد شکنی ہو رہی ہے جس سے غداری مکاری دنیا داری ۔ حق تلفی خود غرضی جزو اسلام بنائی جاتی ہے کہ جو خلیفۂ رسول تہا اور جسکے نسبت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین " اہتمام در اتمام منصب او کردن و برائے نصرت او ہمت قویہ بکار بردن " اوسنے اپنے طرز عمل سے بتا دیا کہ خلیفہ بلا فصل رسول ہم ہین کہ تمامی اہل دنیا ۔ دنیا مین مصروف ہین اور ہم تجہیز و تکفین رسول مین کیونکہ خلیفہ کا کام پہلے اپنے منصب کے فرائض منصبی کا انجام دینا ہے ۔

پھر اپنے اوس فرض کو ادا کیا جسکا خدا نے رسولؐ سے وعدہ کیا تھا ان علینا جمعہ و قرانہ کہ حضرت علیؑ مشغول جمع قرآن ہوئے اور اوس فرض کو انجام دینے لگے جو کار نبوت تھا جسپر دنیا دارون نے ہجوم کیا کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے۔

قال وان ابا بکر رضی اللہ عنہ تفقد قوماً تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ فبعث الیھم عمر فجاء فناداھم وھم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنھا علی من فیھا فقیل لہ یا ابا حفص ان فیھا فاطمۃ فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علیا فانہ زعم انہ قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی عاتقی حتی اجمع القران فوقفت فاطمۃ رضی اللہ عنہا علی بابھا فقالت لا عھد لی بقوم حضوا اسوا محضر منکم ترکتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا فاتی عمر ابابکر فقال لہ الا تاخذ ھذا المتخلف عنک بالبیعۃ فقال ابو بکر لقنفذ وھو مولی لہ اذھب

یعنی جب ابوبکر بیعت سے فارغ ہوے تو کچھ لوگون کو نہ پایا جو خلافت سے علحدہ تھے نزدیک حضرت علی کے۔ ابوبکر نے عمر کو اونکے پاس بھیجا۔ عمر نے آواز دی اونھون نے نکلنے سے انکار کیا تب عمر نے لکڑی (جلانے کی) منگائی اور کہا قسم اوسکی جسکے ہاتھ مین عمر کی جان ہے یا تو باہر نکلو نہین تو گھر جلا دینگے۔ کسی نے کہا اس مین فاطمہؑ ہین! عمر نے کہا ہوا کرین۔ اس کہنے پر سب نکلے اور بیعت کی۔ مگر حضرت علیؑ نہ نکلے اور کہا مینے قسم کھائی ہے کہ جبتک قرآن کو نہ جمع کرلونگا نہ گھر سے باہر نکلونگا نہ اپنے بدن پر کپڑہ ڈالونگا۔ حضرت فاطمہؑ دروازہ کھڑی ہوین اور فرمایا ہم جہان تک جانتے ہین تمسے بدتر کوئی قوم نہوگی جس نے رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ دیا اور امر خلافت کو باہم خود طے کرلیا اور ہمسے مشورہ بھی نہ لیا نہ ہمارے حق کا کسی طرح خیال کیا۔ عمر ابوبکر کے پاس چلے آئے اور

فادع لی علیا قال فذهب الی
علی فقال له ما حاجتك فقال
یدعوك خلیفة رسول الله فقال
علی لسریع ما کذبتم علی رسول
الله فرجع فابلغ الرسالة قال فبکی
ابوبکر طویلا فقال عمر الثانیة
ان لا تمهل هذا المتخلف عنك
بالبیعة فقال ابوبکر رضی الله عنه
لقنفذ عد الیه فقل له امیر المؤمنین
یدعوك لتبایع فجاءه قنفذ فادی
ما امر به فرفع علی صوته فقال
سبحان الله لقد ادعی ما لیس
له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة فبکی
ابوبکر طویلا ص ۲۲ مطبوعہ مصر

کہا کیون نہین اس مخالف خلافت کو
پکڑتے۔ ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ سے کہا
جا کر علیؑ کو بلا لاؤ قنفذ نے کہا خلیفہ
رسولؐ بلاتے ہین حضرت علیؑ نے کہا
اسقدر جلد تمنے افترا کیا رسول اللہ صلعم پر
قنفذ نے آکر بیان کیا تو ابوبکر بہت روئے
پھر کہا کہ اچھا جا کر کہہ کہ امیر المؤمنین
بلاتے ہین حضرت علیؑ نے کہا سبحان
اللہ یہ کیسا دعوی ہے جسکا وہ
کسی طرح اہل نہین۔
اسکے بعد عمر گئے اور پکڑ کر لائے
اور قتل وغیرہ کی دہمکی دی جو
ایک طولانی واقعہ ہے۔
آپ خود غور کر سکتے ہین کہ اب
جناب امیرؑ کو اظہار حقیت کی کیسی مجبوری ہے کہ ان لوگون نے معاہدہ رسولؐ کو توڑ کر نہ صرف یہ چاہا کہ ہم خلیفہ بنین۔ بلکہ اسکا قصد کیا کہ خلیفہ رسولؐ سے بیعت لین لہذا بجز اظہار حق کوئی چارہ نہ تھا جسکو آپنے واضح کیا۔ کیونکہ اظہار کی وہان ضرورت ہوتی ہے جہان کسی طرح کا خفا ہو۔ یہان تو سب وہی ہین جو سب جانتے ہین۔ پھر آپ کہتے تو کیا کہتے مگر جو حق تھا اوسکو ادا کیا۔

اب وہ موقع آیا کہ وہ گرگ باران دیدہ وارد مدینہ ہوا جو اٹھارہ اونیس برس تک رسول اللہ سے لڑتا رہا ابوسفیان جو کہ رہا ہے انی لاری عجاجة لا یطفئها الا الدم یا آل عبد مناف فیم ابوبکر من امورکم این المستضعفان این الاذلان علی والعباس ما بال هذا الامر فی اقل حی من قریش

فقال ابسط یدك ابایعك فوالله لئن شئت لاملئن علیها
خیلا ورجلا فابی علی علیه السلام علیه فتمثل ؏ ولن نقیم علی خسف
یراد به الا الاذلان عیر الحی والوتد هذا علی الخسف مربوط برمته
وذا یشج فلا یبکی له احد فزجره علی وقال والله انك ما اردت
بهذا الا الفتنة وانك والله طالما بغیت للاسلام شرا لا حاجة
لنا فی نصیحتك صفحہ ۱۲۳ تاریخ کامل

یعنی مین ایک ایسا طوفان دیکھ رہا ہون کہ بجز خونریزی یہ طوفان فرو نہوگا اے فرزندان عبدمناف۔ ابوبکر کو تمھارے امورسے کیا واسطہ کہان ہین وہ دونو کمزور رکیے گئے اور کہان ہین وہ دونو ذلیل علی و عباس۔ اس امر سلطنت کو قریش کے سب سے کمتر قبیلہ مین جانے کی کیا وجہ۔ پھر کہا حضرت علیؑ سے کہ تم ہاتھ بڑہاؤ ہم بیعت کرتے ہین قسم خدا کی اگر چاہو تو ہم ابہی سوار و پیادہ سے اسکو بہردین حضرت علیؑ نے انکار کیا جسپر ابوسفیان نے دو شعر پڑہا۔

جسپر حضرت علیؑ نے اوسکو ڈانٹا اور کہا کہ قسم خدا کی تیری غرض اس سے یہ ہے کہ فتنہ برپا ہو تو وہی ہے کہ مدتون اسلام سے بغاوت کرتا رہا ہمکو تیرے مشورہ کی حاجت نہین ہے۔

یہی ہے ایثار نفس یہی ہے اسلام کی خیرخواہی جسکی نظیر آجتک دنیا کی تاریخ مین نہین مل سکتی۔ کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر تو صرف اتنی حقیت پر چڑہ دوڑے کہ رسول اللہ صلعم کے جہان اور سسرے تھے یہ بھی دو سسر تھے۔ اسپر انہون نے یہ زور باندہا اور جناب امیرؑ اس حقیت خداداد پر کہ بقول رسول خلقت انا و علی من نور واحد۔ پہر اس حقیت پر کہ آپ حقیقی ابن عم رسول ہین پہر یہ حقیت رکھتے ہین کہ رسول اللہ صلعم نے خبر وز اسلام کی بنیاد قایم کی آپکی خلافت و وصایت کو اپنی رسالت کا شریک بنایا اذ ردة العمر اسپر نص فرماتے رہے اسپر بہی محض حفاظت اسلام کیلئے آپ تلوار نہین کرتے حالانکہ ایک ایسا گرگ باران دیدہ معین و مددگار

ل رہا ہے جو مدد کرتا ہے اگر چاہیں تو تم سوار و پیادوں سے بھر دینگے ۔

یہاں دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جناب امیرؑ اس کارروائی اجماعی کو جائز سمجھتے ہوں جس سے ابوبکر صاحب خلیفہ بنائے گئے دوسرے یہ کہ جناب امیرؑ کا سکوت اور انکار بمقابلہ ابوسفیان کسی دوسرے اہم مسئلہ پر مبنی تھا ۔

احتمال اول کہ حضرت راضی ہوں اس اجماع اور خلافت اول سے اوسوقت ممکن ہے کہ جب معاذ اللہ کوئی متنفس کفر جناب امیرؑ کا قائل ہو ۔ کیونکہ اجماع یا خلافت اول پر راضی ہونا مستلزم ہے اسکو کہ وہ رسول اللہ کو رسول برحق نہ جانتا ہو جنکا ہر فیصلہ حق اور صحیح ہے کہ خلاف اوسکا باطل محض ہے ۔ تو اوس فیصلہ سے عدول و مخالفت بغیر کفر کیونکر ممکن ہے ۔ لہذا اسکا تو کوئی مدعی نہیں ہو سکتا کہ حضرت اوس فیصلہ رسول کو جو اسلام کی بنیاد ہے اور وہی اصل ہے وجود اسلام کی ۔ غلط یا ناحق مانیں تو ضرور رہا کہ حضرت اس خلافت کو ناجائز اور خلیفہ کو غاصب مانیں ۔ جیسا کہ تاریخ کامل میں ہے قال الزهری بقی علی وبنو هاشم والزبیر ستة اشهر لم یبایعوا ابابکر حتی ماتت فاطمه رض صفحہ ۱۲۶ جلد ۲

یعنی حضرت علیؑ اور بنی ہاشم اور زبیر نے چھ مہینہ تک ابوبکر کی بیعت نہ کی یہانتک کہ جناب سیدہؑ نے وفات پائی ۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب امیرؑ اس خلافت کو ناجائز جانتے تھے اور بعد وفات جناب سیدہؑ جب ہر طرح مجبور ہوئے تو مصالحت کی ۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے وکانت لعلی وجه حیاة فاطمه فلما توفیت استنکر علی وجوه الناس فالتمس مصالحة ابی بکر ومبایعته ولم یکن یبایع تلک الاشهر

یعنی جناب فاطمہؑ سے ایک طرح کی آبرو تھی حضرت علیؑ کو جب حضرت فاطمہؑ نے وفات پائی اور وجوہ ناس پھر گئے تو مصالحہ ابوبکر کا التماس کیا ۔

تو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کو جھڑکنا اور اوسکی درخواست کو نامنظور کرنا کسی دوسری مصلحت عظیمہ پر مبنی تھا جسکو ہر شخص بداہت عقل سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت امیرؑ معاونت ابوسفیان کو قبول فرماتے تو اوسکا استحقاق خلافت اسلامی پر قایم ہوتا

جسکے حالات سے بخوبی آپ مطلع تھے کہ اس خاندان سے بجز فتنہ وفساد وتخریب شریعت کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ یہی تو سبب ہے کہ جب حضرت کی خلافت مانی گئی اور لوگوں نے مشورہ دیا کہ معاویہ کو بحال رکھیے تو آپنے صاف صاف کہدیا ماکنت متخذ المضلین عضدا یعنی کہ ہم گمراہوں کو کسی طرح اپنا دست وبازو نہیں بنا سکتے۔ چنانچہ ابوسفیان کا کہنا یا بنی عبد مناف خود کہہ رہا ہے کہ وہ ابہی سے خلافت کو حق بنی عبد مناف کہہ رہا ہے کہ وہ بھی داخل ہوحالانکہ بنص رسول خلافت حرام ہے بنی امیہ پہ پس فرق ہے خلیفہ جائز و ناجائز مین کہ خلیفہ جائز اپنی نیت یعنی رسول اللہ کا منشا پورا کرنا چاہتا ہے اور خلیفہ ناجائز اپنے مقاصد ذاتی کی تکمیل کے درپے ہوتا ہے۔

تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت علی نے خلافت سے باز آنا قبول کیا مگر اسکو نہ گوارا کیا کہ کوئی شخص ناجائز طور پر اسمین شریک ہو چنانچہ تیسری مرتبہ یعنی بعد وفات خلیفہ دوم آپکو خلافت ملنے لگی ہے تو یہ شرط بڑہائی گئی کہ سیرت شیخین پہ عمل کرنا بھی داخل شرائط خلافت ہے۔ حضرت نے بالکل انکار کر دیا کہ اس ناجائز امر کو ہم نہین قبول کر سکتے جسکے مطلب واضح ہے کہ خلافت کا جانا قبول ہے مگر یہ نہین ہوسکتا کہ اس شرط ناجائز کو ہم قبول کرین تاریخ خمیس مین ہے۔ وقال فتوبا علی فتوقف تحت المنبر و اخذ عبدالرحمن بیدہ وقال ھل انت مبایعی علی کتاب اللہ وسنۃ نبیہ وفعل ابی بکر وعمر فقال اللھم لا ولکن علی جھدی من ذالک و طاقتی صـ۲۴۲ـ ۲، تاریخ ابوالفدا صـ۱۶۶ـ

یعنی عبدالرحمن حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اس شرط پر بیعت کرتے ہو کہ کتاب خدا و سنت رسول وافعال ابوبکر و عمر کی متابعت کرو حضرت علیؑ نے کہا خدایا ہرگز نہین بلکہ اپنے علم و طاقت کے برابر۔

ان تصریحات نے آپکو بتا دیا کہ حضرت علیؑ اس خلافت کو اور اس اجماع کو کسقدر ناجائز سمجھتے تھے کہ خلافت سے باز آئے مگر اس شرط کو نہ قبول کیا۔

جسکا یہی نتیجہ ہے کہ حضرت اوسی خلافت کے طالب تھے جو رسول اللہ نے آپکو

عطا کیا تھا کہ بنص خدا اور رسولؐ آپ خلیفہ ہین خواہ رعایا مانین یا نہ مانین ۔

کفار کی شرکت منافقین کیساتھ

اب اسکے برعکس خلیفہ ناجائز کے طرز عمل کو ملاحظہ فرمائے کہ خلاف حکم خدا و رسول خلافت کو بذریعہ اجماع قایم کیا ۔ جسکا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ تجہیز و تکفین رسول اللہؐ سے محروم رہے جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی مسلمان کی کمبختی اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے کہ وہ سرور عالم کی آخری زیارت اور شرکت دفن و کفن سے محروم رہے ۔ **دوسرے** یہ کہ اسکی بدولت اون مظالم کا ارتکاب کرنا پڑا کہ خود دختر رسول کا گھر جلایا گیا یا آگ لکڑی لے گئے جلانے کے لئے جسکو سنکر کہ صرف مسلمان رونگے بلکہ مخالفین بھی حیران ہونگے کہ یہ کیسا مذہب ہے **تیسرے** یہ کہ جو لوگ قدیم الایام سے دشمن اسلام تھے وہ سب اس سازش مین ملائے گئے حتی کہ **ابوسفیان** سا دشمن جو رسول اللہؐ سے ۸ہجری تک لڑتا رہا ۔ وہ خلافت کا دست و بازو بنایا گیا حالانکہ ابھی آپ دیکھ چکے ہین کہ جناب امیرؑ نے اوسکو کس طرح جھڑکا ہے ۔ مگر اوسکے صرف اس شور و شغب نے کہ ہم خلیفہ جائز کی بیعت کرتے ہین ۔ ناجائز خلفا کو ایسا مضطرب کیا کہ فوراً شریک خلافت کیا ۔ چنانچہ پہلے اوسکا بڑا بیٹا یزید بن ابوسفیان افسر فوج بنا کر ملک روم بھیجا گیا ۔ پھر معویہ پھر خود ابوسفیان ۔ وہان جا کر اسکی جو حالت ہوئی استیعاب مین ہے ۔

وفی خبر ابن الزبیر انہ راٰہ یوم الیرموک قال فکانت الروم اذا ظہرت قال ابوسفیان ایہ بنی الاصفر واذا کشفہم المسلمون قال ابوسفیان ہ وبنو الاصفر الملوک ملوک ۔ الروم لم یبق منہم مذکور فحدث بہ ابن الزبیر اباہ لما فتح اللہ علی المسلمین فقال الزبیر قاتلہ اللہ یا بیٰ الا نفاقا و لسنا خیر الدصناہ

یعنی ابوسفیان جو جنگ یرموک مین شریک تھا جب مسلمانون کو شکست ہوئی اور اور روم کو غلبہ تو ابوسفیان کہتا واہ واہ بنی الاصفر (خطاب اہل روم) اور جب مسلمانونکو اونپر غلبہ ہوتا اور رومی شکست کہاتے تو ابوسفیان کہتا ۔ بنو الاصفر ۔ بادشاہ ہین روم کے بادشاہ ہائے آج اونکا نام مٹا جاتا ہے ۔ اس حکایت کو ابن الزبیر نے جب اپنے باپ سے

بیان کیا تو کہا خدا لعنت کرے اسکے دلمین بجز نفاق کچھ نہین کیا ہم لوگ دو دو لون سے اسکے لئے بہتر نہین ہین -

دیکھیئے یہہ ابوسفیان اس جنگ یرموک مین کچھ معمولی سپاہیون مین نہین ہے بلکہ عہدہ دار ہے چنانچہ تاریخ کامل مین ہے وجعل المیمنۃ کرادیس وعلیہا عمرو بن العاص وشرحبیل بن حسنہ وجعل المیسرہ کرادیس وعلیہا یزید بن ابی سفیان وکان القاضی ابوالدرداو کان القاصی ابوسفیان بن حرب منتہٰی یعنی میسرہ کا سردار یزید بن ابوسفیان ہے اور قاضی ابو درداء اور قاص ابوسفیان پھر ان سے کیا امید کر سکتے ہین کہ یہ لوگ خیرخواہ اسلام ہونگے ہان دنیا کے لئے جو چاہین کرین -

اور اسی استیعاب مین ہے ان اباسفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافۃ الیہ فقال قد صارت الیک بعد تیم وعدی فادرھا کالکرۃ واجعل اوتادھا بنی امیۃ فانما ھو الملک ولا ادری ماجنۃ ولا نار فصاح بہ عثمان قم عنی فعل اللہ بک وفعل منتہٰی

یعنی جب خلافت عثمان کو ملی تو ابوسفیان آیا اور کہا کہ بعد تیم و عدی خلافت اب تجھے ملی ہے اسکو گیند بنادے جو بنی امیہ کے ہاتھ مین پھرا کرے کہ یہ سلطنت ہے ہم نہ جنت کو جانتے ہین نہ نار کو - اسپر عثمان نے کہا اوٹھ جا خدا تیرا برا کرے "

دیکھیئے خلیفہ وقت کے سامنے وہ اپنے ارتداد کا اقرار کر رہا ہے کہ بہشت و دوزخ سب لغو ہے صرف سلطنت ہے - مگر خلیفہ نہ اوسکو قتل کرتے ہین نہ کوئی انتقام لیتے ہین حالانکہ یقینی کفر کا وہ اقرار کر رہا ہے جسکے گواہ خود خلیفہ اور کل حضار جلسہ ہین -

پھر آپ ہی بتایئے کہ جناب امیر کیونکر ایسے شخص کو حقدار خلافت بناتے اور خلفائے ناجائز نے اسکو شریک خلافت کر کے کیا نتیجہ پایا کہ اسلام تباہ ہوا جسکا آخری نتیجہ وہی واقعہ کربلا ہے جسپر تمام دنیا روتی رہیگی کیا خوب کہا ہے شاعر نے ؎ چہ خوش گفت است شخصے این لطیفہ
کہ کشتہ شد حسین اندر سقیفہ +

داماد سے دہ سو یا چار سو درہم کے اونٹ کے نو سو درہم وصول کرنا کسی بھلے مانس کا کام نہین ہے اور اصل سے اسقدر زیادہ قیمت لینی یہ مفلسی کی دلیل ہو سکتی ہے نہ ثروت کی اسکے علاوہ حضرت عائشہ کے عین نکاح کے دن میلا کھاروے کا کرتہ اور رحم لٹکا تہ بند تھا اور کسی کتاب مین لونڈی یا غلام جہیز مین دینا نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا مسلم کتاب التیمم مین جو حدیث ہے جس سے آیت تیمم کا نزول ظاہر ہوتا ہے پس اوس سفر مین جو حضرت عائشہ کے گلے کا ہار جو جاتا رہا تھا وہ اونکی سوتیلی مان اسماء بنت عمیس کا تہا جس سے معلوم ہوا کہ کچھ ہاتھہ گلے مین نہ دیا تھا سب سے بڑہ کر افلاس کا ثبوت یہہ ہے کہ غار حرا مین موذی جانورون کے خوف سے جو آپنے اپنے تمام کپڑے پھاڑ پھاڑ کر سوراخون مین غار کے بھرے تھے اور پیغمبر خدا پاس تھے لیکن وہ کپڑے ایسے بوسیدہ تھے کہ ان کپڑون کے بار بار پہننے کی خبر صاحب وحی و الہام کو ہوئی جس سے ظاہر ہے کہ ایسے دور دراز اور بالتخصیص ترک وطن کے سفر مین ایسے کپڑے استطاعت کی حالت مین مرد سخی نہین پہنتا اب انکے اقارب و رشتہ دارون کو دیکھو تو وہ بھی بہت ادنی تھے چنانچہ حضرت ابوبکر کے بھانجے مسطح کہ جنہون نے طریق شرافت کے خلاف زوجہ پیغمبر پر الزام زنا کی گواہی دی تہی اور پھر انکے جھوٹ پر انکو سزا ملی تو یہہ صاحب فقرائے مہاجرین سے مشہور ہین دیکھو شروح صحیحین و رجال وغیرہ

حضرت ابوبکر کے داماد زبیر ابن العوام یہہ ذات کے قصائی تھے چنانچہ سیرت الرسول باب آٹھہ صفحہ ۷۹ امین میرزا حیرت دہلوی نے بروایت واقدی حضرت زبیر کو قصائی لکھا ہے اور علامہ دمیری نے حیوۃ الحیوان لغت جزر مین زبیر بن العوام کی نسبت دو قول لکھے ہین ایک مین قصائی لکھا اور دوسرے مین خیاط لیکن کوئی شریف صاحب مقدور شخص اپنی بیٹی قصائی کو نہین دیتا دوم بعض کتب سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو اسماء کی زبیر سے شادی کرنی بھی منظور نہ تھی لیکن بصرف [illegible] کی اور [illegible] اسقدر مفلس تھی [illegible] زوجہ [illegible] بنت ابی بکر

مدینہ سے دو تین کوس پرے روزانہ اوس مقطعہ سے گٹھلیاں چلنے اور گھانس وغیرہ لانے جاتی تہیں جو رسول اللہ نے حضرت زبیر کو عنایت کیا تہا اور ٹٹو کو پانی بھی پلانے یہہ ہی بیوی جایا کرتی تہیں (دیکھو صحیح مسلم جلد خامس کتاب الادب باب جواز ارداف المرأة صفحہ ۲۲۳۶) اور یہہ ایسے نادار یا بخیل تھے کہ جب عبداللہ نے جوان ہوکر کہا کہ میری ماں سے آپ جماع نہ کیا کیجئے یہ میری شان کے خلاف ہے تو انہوں نے اسماء کو طلاق دیدی تہی (دیکھو تاریخ کامل جلد چار صفحہ ۱۴۱)

حضرت طلحہ بن عبیداللہ جو یہہ بہی حضرت ابوبکر کی رشتہ داری کے سبب عشرہ مبشرہ سے سمجھے جاتے ہیں انکی ماں بیسوا صاحب رایات زنا اور انکے باپ مخنث تھے چنانچہ ابوالمنذر ہشام بن محمد بن السایب کلبی جو اکابر علماء اہلسنت سے ہیں (جن سے اکثر صاحبان صحاح نے سند لی اور یہہ اعلی درجہ کے مفسر مانے ہوئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ)

وقد ذكر ابو المنذر هشام بن محمد بن السائب الكلبي من علماء الجمهور ان من جملة البغايا و ذوي الرايات صعبة بنت الحضرمي وكانت لها راية بمكة واستصفت بابي سفيان فوقع عليها ابو سفيان وتزوجها عبيد الله عثمان بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم فجاءت بطلحة بن عبيد الله لستة اشهر فاختصم ابو سفيان و عبيد الله في طلحة فجعلا امرهما الى صعبة فالحقته بعبيد الله فقيل لها كيف تركت ابا سفيان فقالت يد عبيد الله طلقة ويد ابي سفيان بكرة

صاحب رایات زنا و فاحشہ عورتوں کی صعبہ بنت حضرمی مکہ میں تہی جسکے ہاں علم زنا تہا اور ابوسفیان کے پاس اوس کی تعریف بیان کی گئی پس ابوسفیان اوس پر چڑہ بیٹھا اور پھر صعبہ سے عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم نے نکاح کیا جسکے چہہ ماہ بعد حضرت طلحہ پیدا ہوئے پس ابوسفیان اور عبیداللہ میں حضرت طلحہ کی (ابنیت) میں جھگڑا ہوا پس صعبہ کو (فیصلے کیلئے) سرپنچ بنایا گیا تو اوسنے حضرت طلحہ کو عبیداللہ کا نطفہ قرار دیا صعبہ سے لوگوں نے کہا کہ تونے طلحہ کو ابوسفیان کا نطفہ کیوں نہ بتایا اوسنے کہا کہ عبیداللہ

مرد سخی ہی اور ابو سفیان بخیل انتہی محصلاً اس عبارت کے آگے صاحب احقاق الحق نے لکھا ہی کہ جن لوگون سے لگی کیجاتی تہی اور ممن کان یلعب بہ ویتخنث عبید اللہ مخنث کا کام لیا جاتا تہا وہ ابو طلحہ یعنی عبید ابو طلحہ۔

اللہ نامے تھا انتہی اب انکار رسخ فی الایمان جانچو تو بفضلہ یہان بہی صفر ہی کیا معنی کہ معالم التنزیل تحت آیت وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا تنکحوا ازواجہ ابدا ان ذلکم عند اللہ عظیما۔ مین لکھا ہی کہ یہہ آیت اون صحابی کی شان مین نزلت فی رجل من اصحاب النبی نازل ہوئی تہی جنہون نے کہا تہا کہ اگر قال لئن قبض رسول اللہ لانکحن آنحضرت انتقال کرین تو مین حضرت عائشہ عائشہ قال مقاتل ہو طلحہ سے نکاح کرونگا معاذ اللہ مقاتل بن سلیمان بن عبید اللہ نے کہا کہ وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ تھے انتہی محصلاً پس اس روایت سے حضرت طلحہ کا حسن خلق وصلہ رحم وآداب پیغمبر ومحبت پیغمبر سب کچھہ ہویدا ہی۔ یہی سبب ہے کہ جب عائشہ نہ میں تو انہیں میں سے نکاح کی۔

دوسرے دوست صادق حضرت سیف اللہ جنہون نے حضرت مالک بن نویرہ صحابی کی جورو لیلی بنت سنان سی بغیر استبراء عدہ نکاح کیا اور حضرت فاروق اور اکثر صحابہ اور جناب امیر نے چاہا کہ خالد کا رجم کیا جاوے مگر حضرت ابوبکر نے انکار رجم نہونے دیا۔ دیکھو تاریخ طبری اور وفیات الاعیان اور ابو الفداء وغیرہ۔

پس یہہ بہی عجیب شریف النسل اور طرفہ معجون ہین انکے باپ کی نسبت تفسیر کشاف مین ہی وکان ولید دعیا فی قریش لیس کہ یہہ ولید ایسا حرام زادہ تھا کہ اصل من سنخہم ادعاہ ابوہ بعد ثمان قریش سے نہ تہا اسی ولید کے باپ مغیرہ عشرۃ سنۃ من مولدہ وقیل بغیت نے ولید کے اٹھارہ سالہ ہوجانیکے بعد ولید امہ ولم یعرف ابہ۔ کی ابنیت کا دعوی کیا تہا کہ یہہ میرا بیٹا ہے اور کہا گیا ہی کہ ولید کی مان یعنی حضرت سیف اللہ کی دادی بیسواون سے تہین اور ولید کا باپ معلوم نہین کہ کون تہا اور تفسیر مدارک تفسیر سورہ نون تحت آیت لا تطع

کل حلاف مہین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم
لکھا ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ جب آیت شریف نازل ہوئی تو حضرت سیف اللہ کے باپ نے اپنی مان سے
کہا کہ محمد علیہ السلام نے میرے دس وصف بیان کئے مگر نوسے تو مین واقف ہون پر ولد الزنا ہونے
سے واقف نہین ہون سچ بتا کہ مین کس کا نطفہ ہون ورنہ تجھے مار ڈالونگا اوسکی مان نے کہا
کہ تیرا باپ نیر دنامرد تہا اور تو ایک چرواہے کا نطفہ ہوا انتہی محصلاً اب رہی انکی شجاعت کی
شہرت تو جیسے فردوسی نے لکھا ہی منم کردہ ام رستم داستان وگرنہ یلے بود در سیستان تو یہی
نقشہ یہان کا ہی ہی یعنی محمد بن اسحاق اور واقدی کا احسان ہی کہ اونھون نے انکو مرد بنا دیا
ورنہ رسول خدا کے زمانہ مین تو یہ بھی بھگوڑون مین شریک تھے چنانچہ تاریخ طبری وغیرہ مین جنگ
حنین وتبوک کا بیان اور تفاسیر مین دیکھا جائے تو باجمال معلوم ہو جائیگا کہ یہ سیف اللہ بہی
قطعی بھگو تھے اور محمد بن عمر واقدی کہ جنہون نے خالد کو سیف اللہ بنایا اور جنکی فتوح الشام
وفتوح المصر وغیرہ عجم وغیرہ کتب مترجمہ اردو ملتی ہین اونکے صفات ابو المویدخوارزمی نے
اپنی مسند ابی حنیفہ مین یہہ لکھے ہین جنکا خلاصہ یہہ ہے۔

وقد ذکرہ الواقدی لذلک فی
المغازی وقد طعنوا فیہ فقال یحیی
بن معین وضع الواقدی علی رسول
اللہ عشرین الف حدیث وقال
احمد بن حنبل الواقدی یرکب الاسانید
وقال ابن المدینی لایکتب حدیثہ
وقال الشافعی کتاب الواقدی
کذب الخ

کہ یحیی بن معین دوست امام احمد ابن حنبل
نے کہا کہ واقدی نے رسول خدا پر بیس ہزار
حدیثین بنائین اور امام احمد بن نے کہا کہ واقدی
اسناد کو مخلوط کرتا تہا اور ابن مدینی اوستاد
امام بخاری نے کہا کہ واقدی کی حدیث نہ
لکھی جائے اور امام شافعی نے فرمایا کہ واقدی
کی کتاب جہوٹی ہے انتہی میزان ذہبی
مین بہی واقدی کو وضاع حدیث لکھا ہی

دوسرے محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ یہہ بہی جہوٹون کے بادشاہ تھے چنانچہ میزان
ذہبی مین کئی علماء نے ابن اسحاق کو کاذب نہین کذاب لکھا ہی اور امام مالک انکو دجال
فرماتے تھے اب رہا حضرت خالد کا رسوخ فی الایمان تو بتفصیل یہان بہی ہے چنانچہ صحاح

وغیرہ مین ہی کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے یمن کو فتح کیا اور وہان کی بندی سے ایک باندی کو آپ تصرف مین لائے تو انکو اور بریدہ بن اسلمی کو ناگوار ہوا اور آنحضرت سے ان دونون نے شکایت کی اسپر پیغمبر خدا غضبناک ہوئے اور فرمایا علیؑ نے جو کچھہ تصرف کیا اونکا حق اس سے بہت زیادہ ہے۔ پس ناظرین اب حضرت حذیفہ کے قول مندرجہ ترمذی کنا نعرف المنافقین ببغضہم علیاً کو قصہ مذکور سے تطبیق دین تو خود اوسکا حد اوسط نفاق نکلیگا۔ اور کچھہ نہین۔

تیسرے حضرت ابوبکر کے گہرے دوست ہو محسن کہ جنہون نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر کی بیعت کی یہہ نباش یعنی گورکن تھے شرح الشرح نخبۃ الفکر فارسی الموسوم بہ تصحیح النظر صفحہ ۲۵۳ فصل المنسوبون الی خلاف الظاہر او نسب الی غیر السبق الی الفہم مین لکہا ہی جسکا ترجمہ یہہ ہی کہ ابی عبیدہ کا باپ عبداللہ نام ہے اور اوسکا نام عامر ہے اور عامر کا دادا جراح ہی لیکن جراح عامر کا باپ نہین۔ پس عامر کے باپ کے نام کا حذف واسقاط قابل غور ہی کیونکہ عرب کا علم الانساب مشہور او رایہہ محمد مختار ایسے نامی شخص کے کسی جد مین حذف ہونا علت سے خالی نہین۔ اب رہا انکا رسوخ فی الایمان تو ایک حدیث مشکوۃ مین مذکور ہے کہ انہی ابو عبیدہ نے آنحضرت سے بطور فخر عرض کیا کہ جس خوبی سے ہمنے اسلام قبول کیا کسی اور نے بہی قبول کیا آنحضرت نے فرمایا کہ ایک قوم میرے بعد ہوگی جنہون نے مجھے نہین دیکہا وہ بہت افضل ہوگی انتہی ملخصاً مراد یہہ کہ تم نہین۔

چوتھے دوست حضرت ابوبکر کے حضرت عثمان کہ جو انکے کہنے سے ایمان لائے یہہ بہی بزاز تھے ابو المنذر بن محمد بن السائب کلبی نے ہی لسان مین لکہا ہی۔

وعفان بن العاص ممن کان یتخنث ویلعب — کہ عفان بن العاص سے لوگ مخنث کا کام لیتے تھے اور اوسسے دلگی کیجاتی تہی

اور یہہ بہی لکہا ہے۔

ممن کان یلعب بہ ویتفعل عفان ابو عثمان فکان یضرب بالدفوف — کہ جس سے دلگی کیجاتی تھی اور اپنا نسب دوسرون سے لگاتا تہا وہ عفان عثمان کا

باپ تہا جو دف بجاتا تھا۔
تاریخ کامل ابن اثیر مین حضرت عثمان کا قول ہے وانی فی رہط عیلۃ وقلۃ معاش یعنی مین اوس خاندان سے ہون جو قلیل مقدور ہین۔ حضرت غنی کے اس قول کی تصدیق حیوۃ الحیوان دمیری سے ہوتی ہے چنانچہ کتاب مذکور مین ہے کہ حضرت عثمان کی حقیقی بہن بنت عفان مشاطہ گری کرتی تہین اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین ہے کہ انہی آمنہ کے شوہر حکم بن کیسان جو بنی مخزوم کے غلام تھے وہ حجامی کرتے تھے اب بنی مخزوم کو غور کرو کہ وہ کون تھے کہ جنکا راس الرئیس ابوجہل بن ہشام تہا جو خطاب کا لوہا اور فاروق کا حقیقی ماموں تہا اور مجمع الامثال مین میدانی نیشاپوری نے لکھا ہے کہ ابوجہل کو علت ابنہ تہی بلکہ بنی مخزوم اور مہاجرین بہی ایسے ہی مذاق کے تھے اور ابوجہل کی اس علت کی تصدیق مولانا جلال الدین سیوطی نے حاشیہ علی القاموس والقانون مین کی ہے جسکو صاحب مزبت حیدریہ نے صفحہ ۱۳۲ مین لکھا ہے اب انہی حضرت غنی کے داماد وزیر اعظم مروان بن حکم طرید رسول جنکی تعریف مین پیغمبر خدا نے الوزغ بن الوزغ والملعون ابن الملعون فرمایا ہے تو یہ امیہ بیسوا کے بطن سے تھے جو ام حنبل کے نام سے مشہور تھی اور یہ ان معزز بیسواؤن سے تھی کہ اسکے ہان بہی رایت زنا تہا۔
تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی مین ہے وکان مروان لا یعرف لہ اب یعنی مروان کا باپ معلوم نہیں کہ کون تہا۔ سخاوتین جو انکی مشہور ہین وہ سب مصنوعی اور وہ بہی غنیمت کے حلال ہو جانیکے بعد کی ہین اسکے قبل اللہ کا نام تہا۔
ذوم باپ کا بیٹہ وہ خوبی کا اور باوسپر لقب عفان تو ایسی صورت مین مالداری کیا توقع ہو سکتی ہے اب رہی حیاء عثمانی جو انکی صفت خاص ہے پس اوسکے ملاحظہ سے صاحبان فہم حیا کا بہی اندازہ کر لینگے اور رسوخ فی الایمان کا بہی۔ چنانچہ بخاری کتاب الجنائز باب تدفین مین ایک حدیث ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ راوی نے کہا ہے رسول خدا کی بیٹی کے جنازہ مین شریک تھے اور آنحضرت قبر پر بیٹھے تھے ہمنے دیکھا کہ اونکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پھر فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص آج کی شب مرتکب

مقارفت یعنی مرتکب جماع تو نہین ہوا۔ ابوطلحہ نے کہا کہ وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا تم قبر مین اترو پس وہ اوترے اس حدیث کی شرح مین حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہے مصنف نے لفظ مقارفت کے آگے فلیح کی روایت کے بعد اسقدر بڑہا دیا ہے کہ لفظ مقارفت سے آنحضرت کی مراد جماع معصیت تہا ثابت کی روایت مین یون ہے کہ جسنے رات کو اپنی اہلیہ سے جماع نہ کیا ہو وہ قبر مین اوترے (اس ارشاد پر تو عثمان پیچھے ہٹ گئے) اور طحاوی سے یہہ منقول ہے کہ لفظ مقارفت مین تصحیف یعنی کاتب کی غلطی ہے (ابن حجر کہتے ہین) کہ گویا طحاوی اس امر کو حضرت عثمان سے حالت نزاع مین ایسی حرکت ہونیکو عجیب سمجھے کیونکہ (اونکے نزدیک تو) عثمان آنحضرت کے پاس خاطر کے بڑے حریص تھے گمان ہوتا ہے کہ زوجہ عثمان کے مرض کو طول ہوا ہو اور عثمان کو خواہش جماع پا انگیز ہوئی اور اونکو (اوس جوش مین) خیال نرہا

قولہ لم یقارف زاد المصنف فی ما بعد عن فلیح اراہ یعنی الذنب وفی روایۃ ثابت لا ید خل القبر احد قارف اھلہ البارحۃ فتنحی عثمان وحکی الطحاوی ان قال لم یقارف تصحیف کانہ استبعد ان یقع لعثمان ذلک لحرصہ علی مراعاۃ خاطر الشریف ویجاب عنہ باحتمال ان یکون مرض المرأۃ طال واحتاج عثمان الی الوقاع ولم یظن عثمان انہا تموت تلک اللیلۃ ولیس فی الخبر ما یقتضی انہ واقع بعد موتہا ولا حین احتضارہا والعلم عند اللہ۔

کہ وہ اسی شب مین مرجائینگی۔ حدیث مین ایسی کوئی بات نہین ہے کہ جس سے یہہ نکلتا ہو کہ عثمان کی یہہ مجامعت زوجہ کے مرنیکے بعد واقع ہوئی اور نہ اون صاحبزادی کی جانکنی کے وقت مجامعت کا ہونا نکلتا ہے اور اسکی خبر خدا کو ہے انتہی مھسّلاً حافظ صاحب نے جس حدیث کی یہہ شرح کی ہے اور احتمالات کے رد کیے ہین وہ سب ایکطرف اور والغیب عند اللہ کا فقرہ ایکطرف ہے پس جنکو حدیث کا مذاق اور اونکے شروح دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اصل واقعہ کو سمجھ گئے ہونگے ہم بھی علماء اہلسنت کے اس اجتہاد پر پریشان اور ماخذ

کی تلاش مین تھے کہ ان بزرگون نے وطی میت پر جو حکم دیا ہے کہ اس سے نہ غسل لازم آتا ہے اور نہ وضو ناقص ہوتا ہے تو اسکا کیا سبب ہے لیکن اب معلوم ہوگیا کہ اسکے جواز کا ماخذ یہہ سند معتبر ونص صریح تھی۔

انکے علاوہ حضرت ابوبکر کے دوست ابوسفیان پدر معویہ تھے جو مشہور زانی جنہون نے حضرت طلحہ کی والدہ اور زیاد بن عبید کی مان سمیہ سے زنا کیا اور اونسے یہہ اولادین پیدا ہوئین (دیکھو تنزیہ الانساب) اور یہہ ایسے پیارے دوست صدیق تھے کہ جب حضرات سلمان وصہیب وبلال نے ابوسفیان کو دیکھا اور کہا کہ اس دشمن خدا کی گردن سے اللہ تعالی کی تلوارون نے پورا حق ادا نہین کیا تو حضرت ابوبکر بگڑ گئے اور کہا کہ تم لوگ ایک بزرگ قریش کی نسبت ایسی گستاخی کرتے ہو اور پہر یہ قصہ آنحضرت تک گیا اور آنحضرت نے بھی سلمان وصہیب کی حمایت کی اور انجام کار اون مقدس صحابیو نے حضرت ابوبکر کو یہہ دعا دی کہ اے بہائی اللہ تمہاری مغفرت نہ کرے انتہی ملخصاً۔ دیکھو صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضیلت سلمان)

الغرض حضرت ابوبکر اور اونکے جسقدر گہرے دوست تھے وہ سب کے سب ایسے ہی تھے کوئی اونمین شریف نہ تہا نہ امیر ابن امیر نہ متقی پرہیزگار نہ خداترس۔ اور حضرت اسامہ کی نہ ایسے لوگون سے رشتہ داری تھی اور نہ دوستی۔

ناظرین یقین جان لین کہ اگر ہم افضلیت اسامہ ومفضولیت ابوبکر کو بطور محققین لکہنا شروع کرین تو یہہ کتاب کئی جلدون مین تمام نہو گی لیکن ہمنے نہایت قطع وبرید کر کے اور وہ بھی باختصار لکھا ہے تاکہ ناظرین پر اسکا مطالعہ وبال نہو جاے۔

مفضولیت شیخ دوم

یعنے مفضولیت حضرت فاروق رضی اللہ عنہ۔ یہہ تو عیان راچہ بیان چنانچہ تاریخ طبری مین ہے کہ جب حضرت فاروق کو حضرت ابوبکر نے بھی ماتحت اسامہ بنا کر بہیجا تو لوگون نے

انہین نے واپس کیا اور کہا کہ خلیفہ سے کہو کہ وہ کسی بزرگ کو اس لشکر پر امیر بنائے اور انہون نے یہہ پیغام ادا کیا تو حضرت ابوبکر نے اچک کر حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑ لی اور کہا کہ اے ابن خطاب

فوثب ابوبکر وکان جالسا فاخذ بلحیۃ عمر فقال لہ ثکلت امک وعد متک یا ابن الخطاب استعملہ رسول اللہ صلعم وتامرنی ان انزعہ — رسول اللہ تو اسامہ کو امیر بنائین اور تو مجھے حکم دیتا ہی کہ مین اوس سے اوس کی امارت چہین لون انتہی مختصراً

اور تاریخ کامل ابن اثیر و تاریخ الخلفا سیوطی اور ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۰ وغیرہ مین حضرت فاروق کی نسبت حضرت ابوبکر کا یہ قول مشہور ہے۔

اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام کہ زمانہ جاہلیت مین تو بڑا ظالم تہا اور مسلمان ہونیکے بعد ہی تو بہت بڑا ذلیل ہے۔ پس حضرت صدیق کا ایسا فرمانا جھوٹ نہین ہوسکتا یہی وجہہ تہی کہ حضرت فاروق کی اُچک کر ڈاڑہی پکڑ لی ورنہ کسی شریف کے ساتہہ ایسا واقعہ پیش آتا تو مزا چکھا دیتا اسکے علاوہ حضرت صدیق کا اپنے زمانہ خلافت مین ہی حضرت اسامہ کا ماتحت بنا دینا مفضولیت فاروق کی دلیل قطعی ہے اسی سبب سے حضرت فاروق اپنے زمانہ خلافت مین حضرت اسامہ کی سروقد تعظیم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ ہمارے سردار ہین افسوس اون علماء پر جو حضرت فاروق کو اسامہ سے افضل بنا کر شیخین کو جھوٹا ثابت کرتے ہین۔

حسب فاروق

حضرت فاروق کا قبیلہ مفلسی مین ضرب المثل تہا چنانچہ صراح لغت عدو مین لکھا ہے یقال ھولاء قوم عدی ای غرباء ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۳ مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جہان عمرو عاص کی بددیانتی کا حال لکھا ہے وہان عمرو عاص کا یہہ قول لکھا ہے۔

لعن اللہ یوما کنت فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد رایتہ ورایت — خدا اوس دن پر لعنت کرے جو مین عمر بن خطاب کی طرف سے عامل بنون خدا کی قسم

اباہ وان علی کل واحد منہما عباءۃ قطرانیۃ موتزر بہا ما تبلغ ما بھن رکبتیہ وعلی عنق کل واحد منہما حزمۃ من حطب وان العاص بن وائل لفی مزررات الدیباج۔

مینے خود عمر اور اونکے باپ کو دیکہا ہے کہ ان دونون مین سے ہر ایک کے بدن پر ایک قطران کی چادر رہتی تہی جو انکے صرف گہٹنون کو ڈہانکتے اور ہر ایک کی گردن پر لکڑیون کا گٹھا رہتا اور میرا باپ عاص بن وایل لباس دیباج یعنی قیمتی لباس مین رہتا تھا انتہی محصلاً اگرچہ صاحب قول یہی بروایت حیوٰۃ الحیوان دمیری بازاری یعنی ذات کے قصائی ہین لیکن حضرت فاروق کے گہرے دوست ہین اس بنا پر یقین ہوتا ہے کہ یہہ قول مذکور ابن عاص کا بالکل حق ہے اسکے علاوہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ کے جزو ثانی بیان اسلام عمر میں ابی احمد عسکری کی تصانیف سے یہہ باتین لکہی ہین۔

ان عمر خرج عسیفا مع الولید بن المغیرۃ الی الشام فی تجارۃ للولید وعمر یومئذ ثمانی عشر سنۃ فکان یرعی للولید ابلہ ویرفع احمالہ ویحفظ متاعہ

کہ بیشک حضرت عمر ولید بن مغیرہ کے ساتھہ مزدور بنکر ملک شام کی طرف ولید کی تجارت کیواسطے چلے تو اوسوقت حضرت عمر کا سن اٹھارہ برس کا تہا اور ولید کے اونٹون کو چراتے تھے اور اوسکے بار حمالی کرتے تھے اور چوکیداری الفاروق شبلی سے بہی پایا جاتا ہے کہ آپ ابتدا مین اونٹون کے چرواہے تھے اور یہہ روایات بالکل صحیح ہین کیونکہ اونٹون مین بسنے رہنے کھڑے ہو کر پیشاب کرنیکی عادت جو آپکی ہو گئی تہی تو وہ تا حیات ترک نہو سکی چنانچہ بکثرت کتب صحاح و شروح صحاح وغیرہ مین آپکا یہہ قول درج ہے البول قائماً احصن للدبر یعنے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے دُبر کی حفاظت ہوتی ہے (التحدیث فی رد العاطلین بالحدیث) روضۃ الاحباب وغیرہ سے تہاٹ کا پیشہ پایا جاتا ہے چونکہ دو قبیلون مین آپ صلح یا لڑائی کرادینے کے اوستاد تھے اسی وجہ سے اوس وقت کے یہود و نصاری نے فاروق کا خطاب عنایت کیا تہا اور نہایت المطلب جنبلی مین جو یہہ ہے کہ۔

ان عمر بن الخطاب کان قبل الاسلام

کہ عمر بن خطاب قبل قبول اسلام گدہے

نخاس الحمیر بیچتے تھے۔
تو یہہ روایت محض غلط ہے کیا معنی کہ ہندوستان جہان گدہے بہت سستے ہین اونکی قیمت دس بارہ چودہ روپیہ ہے اور خچرون کی اون سے بہت زیادہ ہے اور عرب مین تو اس جانور کی بہت قیمت ہے۔ پس مفلس شخص کیا گدہے بیچ سکتا ہے ہان اتفاقاً اوائل زمانہ مین گدھون کی دلالی مین کبھی کچھہ لگگیا ہو تو کچھہ عجب نہین چنانچہ بعض احادیث صحیح مسلم وکنز العمال سے اشارۃً آپکا دلال ہونا پایا بہی جاتا ہے صحیح مسلم کی حدیث کا بقدر ضرورت یہہ مطلب ہے کہ ایک حدیث حضرت عاصم کو معلوم تہی حضرت فاروق کو نہ معلوم تھی جب حضرت فاروق نے عاصم سے اوسکے حدیث رسول ہونیکے گواہ طلب کئے تو ایک صحابی نے گواہی دی کہ بیشک یہہ حدیث رسول ہے اوسوقت حضرت فاروق نے ایک افسوس کے لہجہ مین کہا۔

خفی علی من امر رسول اللہ الہانی عنہ الصفق بالاسواق — کہ مجھسے یہہ بات پوشیدہ رہ گئی اور بازارون کی گردش نے مجھے کہیل مین ڈالدیا آنحضرت کی خدمت سے انتہی محصلاً۔ پس بایع ومشتری کی روشناسی بازارون کی گردش سے باسانی ہوسکتی ہے۔

کنز العمال مین ایک حدیث ہے جسکا بقدر ضرورت مطلب یہہ ہے کہ حضرت فاروق نے اپنے زمانہ خلافت مین ابی بن کعب کے اپنی قراۃ کے خلاف کسی آیت کی قراءت سنی تو ابی کو بلا بہیجا اور پوچھا کہ تو اسطرح کیون پڑہتا ہے ابی نے اس شدت کے جواب مین کہا کہ

فانطلق الی ابی فقال لہ ابی شغلنی القران وشغلک الصفق بالاسواق اذ تعرض رداءک ببا العجماء — ہم رسول خدا کی خدمت مین قرآن سیکھتے تھے اور تمہارا یہہ وتیرہ تھا کہ بازارون مین ہاتھہ پہ ہاتھ مارتے پہرتے تھے جبکہ تم اپنی چادر کو عجما کے دروازہ پہ دکہایا کرتے تھے انتہی

اور اسی مضمون کی حدیث اسی کتاب مین ہے اور اوس مین یہ الفاظ ہین۔

وانت یلہیک یا عمر الصفق بالبقیع فقال عمر صدقت — اے عمر تم بقیع کے بازار مین کوچہ گردی کیا کرتے تھے عمر نے کہا اے ابی تم سچ کہتے ہو انتہی

ملخصاً پس دلالون مین یہہ سنت فاروقی آجتک جاری ہے کہ انگلیون کے اشارے مقرر ہین اور ایک دلال دوسرے دلال کے ہاتھہ مین ہاتھہ لیکر چیز کی قیمت کی مقدار بتا دیتا ہے اور لاکھون کے وارے نیارے ہو جاتے ہین اور صراح باب الشین فصل الباء لغت بیرطش صفحہ ۲۵۵ مین جو ہے۔

میرطش دلال وکوشش کنندہ درمیان بایع ومشتری وکان عمر فی الجاهلیة میرطشا وھو بالسین المھملة۔ کہ حضرت فاروق زمانہ جاہلیت مین دلالی کرتے تھے تو یہہ بات اسناد بالا کے خلاف ہے دوم حضرت سیف اللہ کے باپ ولید بن مغیرہ کے ہان اٹھارہ سال کی عمر سے کئی سال تک توحمالون اور چوکیدارون مین حضرت فاروق نے بسر کی اور چھبیس سال کی عمر مین مسلمان ہوگئے۔ اور یہہ فن ہی علم تجارت کی پوری واقفیت کے بعد حاصل ہوتا ہے تو اسقدر موقع زمانہ جاہلیت مین بحیث مفلسی و ہیزم فروشی کہان میسر ہوا! اگرچہ حضرت فاروق کے تمام پیشے عقلاً معیوب نہین لیکن ملک ایشیا مین ایسے پیشہ کے لوگ ضرور ذلیل وخوار سمجھے جاتے ہین اور حضرت اسامہ بن زید کا کوئی پیشہ ذلیل دیکھنے اور سننے مین نہین آیا۔

اب حضرت اسامہ سے حضرت فاروق کے نسب کا مقابلہ کرو توسوائے غلام زادہ ہونیکے اور کوئی ظاہری رذالت نہین لیکن اون کی مان پیغمبر خدا کے والد ماجد کی باندی تہین جنکی تعریف سورہ انعام مین ہے وکلا فضلنا علی العالمین ومن اٰبائهم وذریاتهم الخ اور پہر پنجتن پاک کی باندی گری میسر ہوئی جسکے سبب وہ بادشاہون کی آقا تہین اور ایسے ہی مراتب حضرت زید کے ہین جو ابن محمد کہلاتے تھے اور حضرت فاروق کی مان حنتمہ جسکے معنی کالی ہانڈی یا ٹھرف یا کالی گھڑے کے ہین نہایہ ابن اثیر مین ہے۔

حنتمہ ام عمر بن الخطاب وهی بنت هشام اخت ابی جهل حنتمہ عمر بن خطاب کی مان ہشام کی بیٹی ابو جہل کی بہن تہین۔

اور حیات الحیوان دمیری لغت جیذور مین ہے کہ ابی جہل لہار رہا۔ اور حضرت فاروق کے والد ماجد ضہاک کے بطن سے تھے جنکی مختصر تعریف تنزیہتا الانساب من شنیع الاصحاب مین شرح

نہج البلاغہ سے منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے ۔

سئل النقیب ابا جعفر عن ھذا الحدیث فی عمرو فقال ان عمرو فخر علی عمر لان ام الخطاب زنجیۃ تعرف بباطحلی تسمی صھاک و ام عمرو عاص النابغۃ امۃ من سبایا العرب فقال امۃ عربیۃ من عنزہ ۔

نقیب ابوجعفر سے عمرو بن عاص کے بارہ مین پوچھا گیا تو اوسنے کہا کہ بیشک عمرو عاص عمر بن خطاب سے افضل ہین کیونکہ ام خطاب حبشیہ باندی جسکا نام ضہاک تہا یا طحلی یعنی (فربہ اندام یا سیاہ یا لڑکا کا یا متعفن) کہے تے سے مشہور تہی اور ام عمرو عاص مسماۃ نابغہ قوم عنزکی عرب زاد لونڈی تہی ۔

اور معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۹ مین ضہاک کی یہہ صفت بہی لکہی ہے ۔

کان الخطاب بن نفیل من رجال قریش وامہ امراۃ من فہم وکانت تحت نفیل فتزوجہا عمرو بن نفیل بعد ابیہ فولدت لہ زیدا وامہ ای ام الخطاب و زید و ھی واحد

خطاب بن نفیل عام لوگون سے تہا اور اوسکی ماں قبیلہ فہم سے تہی اور وہ نفیل کی جورو تہی اپنے باپ کے مرنیکے بعد عمرو بن نفیل نے اپنی ماں سے جماع کیا تو اوس سے زید پیدا ہوا اور زید و خطاب کی ماں ایک تہی انتہی محصلاً

تنزیہ الانساب مین مختلف کتب کی اسناد اس مضمون کی ہین اور ان ضہاک کا سر پیسے بہی ملوث ہونا لکہا ہے اور فتح الباری کتاب الفتن سے لکہا ہے کہ حضرت فاروق بطن حیدہ یعنے ضہاک سے تھے لیکن اس سند کو ہم نے تلاش کیا تو ہمکو کتاب مذکور مین نہین ملی ۔

شجاعت فاروق ۔ اسکا حال تو حصہ اول صفات عصمت اجماعی مین جہادون سے بہاگنا لکہ چکے جرءت فاروق تو یہہ آیۂ حجاب کے نزول کے قبل ہی سے مردانہ مین نہ آسکتے ہان دو مواقع پر باقی ہی ایک اوسیر جو اسیر کرکے لایا جاتا تہا چنانچہ صحیحین وغیرہ میں چار پانچ قصۂ مختلف مواقع کے موجود ہین جن مین حضرت فاروق کے یہ اقوال ہین دعنی اضرب ھذا المنافق اور دعنی یا رسول اللہ حتی اقتلہ ان سب کا یہی مطلب ہے کہ یا رسول اللہ مجھے چھوڑیے کہ مین اس منافق کو قتل کرون دوسرا موقع جرءت کیلئے

رسول خدا کو جو دبا جو دبتا جسکی گواہ صحاح ہین کہ منافق کے جنازہ کی نماز پر پیغمبر خدا کو گھسیٹ لیا
عمر بن عبدود کے مقابلہ کے وقت ٹکڑا توڑ جواب دیدیا۔ صلح حدیبیہ مین الست نبی اللہ
حقا کا غل مچا دیا اور اسی صلح حدیبیہ مین پیغمبر خدا کی کمر سے لپٹ گئے جسکا حال رسوخ فی
الایمان مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حسن خلق فاروق تو اس مین آپ حجاز مین فظ غلیظ مشہور تھے اور اپنی خلافت
کے پہلے خطبہ مین اپنی نسبت خود ہی آپنے فرمایا تہا۔

سخاوت فاروق تو خاندانی محتاج اور بعد اسلام نو دولتی ہین دل کہان سے لاتے
ہان اپنی خلافت مین سخاوت کی تو وہ بہی شریف سے نہین کی چنانچہ خطیب بغدادی نے
اپنی تاریخ مین عکرمہ سے روایت کی ہے۔

عن عکرمة ان حجاما کان یقص عمر
بن الخطاب وکان رجلا مهیبا
فتنحنح فاحدث الحجام فامر له
عمر باربعین درهما۔

کہ ایک دن حضرت فاروق حجامت
بنوا رہے تھے (غالباً استرا لگ گیا ہوگا)
چونکہ یہ مہیب صورت کے آدمی تھے اور
بے طور کھنکا رے پس حجام کا خوف کے
مارے گوز نکل گیا اور جناب موصوف نے چالیس درہم انعام کا حکم دیا۔ افسوس کہ یہ
غلط بخشی بھی کسی شریف کے ساتھ میسر نہوئی۔

معیت فاروق تو ماشاء اللہ در منثور سیوطی مین بحوالہ صحیح مسلم حضرت حذیفہ بن الیمان
سے مروی ہے

وکان رسول اللہ یصلی من اللیل فی
لیلة باردة ما ار قبله ولا بعده بردا کان
اشد منه فقال الا رجل یذهب الی
هولاء فاتینا بخبرهم جعله اللہ معی
یوم القیمة فقال فما قام انسان فسکتوا
ثم عاد فسکتوا فقال یا ابابکر فقال ابوبکر

وہ فرماتے ہین کہ لیلۃ الاحزاب یعنی شب
جنگ خندق مین ہم رسول خدا کے ساتھ
تھے اور رسول خدا نماز شب پڑھ رہے
تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ مینے
ایسی سردی نہ اس سے پہلے کبھی دیکھی تھی بعد
نہ اوسکے بعد اوسوقت آنحضرت نے فرمایا۔

استغفر الله ورسوله قال رسول الله
صلعم ان شئت ذهبت قال یا عمر
فقال فاستغفر الله ورسوله قال
رسول الله صلعم ان شئت ذهبت
قال یا حذیفه قلت لبیک یا رسول
الله فقمت حتی اتیت الخ۔

کوئی ایسا ہے جو لشکر کفار کی خبر لا کر دے
تو خدا تعالی قیامت مین اوسکو میرے ساتھ
رکھے گا۔ (حذیفہ) کہتے مین کہ اس ارشاد پر
ہم مین سے کوئی کھڑا نہین ہوا پھر آنحضرت نے
فرمایا پھر سب دم بخود رہ گئے آنحضرت نے
فرمایا اے ابوبکر۔ ابوبکر نے عرض کیا کہ مجھے معاف
فرمائے آنحضرتؐ نے فرمایا تو چاہتا تو جاسکتا تھا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر اونہون نے بھی کہا
مجھے بخشئے پھر آنحضرت نے فرمایا اگر تو چاہتا تو جاسکتا تھا پھر آنحضرتؐ نے فرمایا یا حذیفہ مین نے لبیک
کہا اور لشکر کفار سے خبر لا کر دی انتہی محصلاً۔

جاہ وحشم دنیا سے حضرت فاروق کی بے رغبتی تو اسکی تصویر امام غزالی نے سر العالمین
فی کشف الدارین کے صفحہ ۹ مین کھینچی ہے وہ فرماتے ہین کہ جمہور علماء نے حدیث غدیر خم کے صحیح

واجمع الجماهیر علی متن الحدیث فی
یوم غدیر خم وهو یقول علیه السلام
من کنت مولاه فعلی مولاه فقال عمر
بخ بخ لک یا ابا الحسن
اصبحت مولائی ومولا کل مومن و
مومنة فهذا تسلیم ورضی وتحکیم
ثم بعد ذلک غلب الهوی لحب
الریاسة وحمل عمود الخلافة وعقود
البنود وخفقان الهوا فی قعقعة
الرایات واشتباک ازدحام الخیول
وفتح الامصار وسقاهم کاس الهوی
فحملهم الی الخلاف فتعادوا الے

ہونے پر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جسکا
مین مالک ہون علی بھی اوسکے مالک ہین
پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو مبارک
اے علی کہ آج تم تمام مومن ومومنات کے
مالک ہوگئے پس اس مولائیت کے مان لینے
اور حکومت قبول کرنیکے بعد خواہش نفسانی
نے ریاست وحکومت کے لینے کے واسطے غلبہ کیا
حکومت کا لالچ آنا۔ خلافت کا جھنڈا ہر دیار و
امصار مین گڑجانا علم کے پھریرون کا ہوا مین
اوڑنا سوارونکا جلوس مین چلنا گھوڑون کی
ٹاپون کا مثل جال کے معلوم ہونا اور شہرون
کا فتح ہونا۔

المخالف الاول فنبذوہ وراء ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون

ان سب خیالات نے اونکو یعنی شیخین کو جاہ خواہش نفسانی پلادیا اور اوسی مدہوشی نے اونکو خلیفہ بنادیا اور جیسے (قبل قبول اسلام مخالف پیغمبر تھے) ویسے ہوگئے اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنی چیز کو خرید ا پس کیا بری چیز خریدی انتہی محصلاً۔

تقوی فاروق پس اسکی نسبت ہم سے نہ پوچھو ترمذی کتاب التفسیر باب سورہ بقرہ میں لکہو کہ جب حرمت شراب کے بارے مین آیت نازل ہوتی تھی تو حضرت فاروق ہی کو بلایا جاتا تھا اور یہہ اللّٰہم بین لنا فی الخمر بیانا شفاء فرما دیتے تھے یعنی اے خدا یہہ حکم تو حرمت خمر کیلئے صاف نہین اور واضح حکم بہیج۔ ظاہر ہے کہ حکم خدا ایکبار رہجانا کافی ہے ایک ہی باب مین کئی احکام امتناعی کا نزول یہہ بے ضرورت تہا مگر چونکہ حجت خدا پوری کرنی تہی باینوجہ مکرر احکام نازل فرمائے۔

حیاء فاروق تو اسکی نسبت دو واقعے پیش کردیتے ہین ناظرین اسکا خود تصفیہ فرالین **کنز العمال** کتاب الصوم ترجمہ المبیع والمفسد مین سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت فاروق ایک

عن سعید بن المسیب قال خرج عمر بن الخطاب علی اصحابہ فقال افتونی فی شیء صنعتہ الیوم فقال ما ھو یا امیر المومنین قال مرت بی جاریۃ فاعجبتنی فوقعت علیھا وانا صائم فعظم علیھا القوم۔

دن اپنے اصحاب کے پاس آئے اور کہا کہ تم مجھے کیا اوس باب مین فتوی دیسکتے ہو جو مین نے آج کام کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اے امیرالمومنین وہ کیا آپنے فرمایا کہ ایک باکرہ لڑکی جارہی تھی اوسنے مجھے لبہالیا پس مین اوسپر چڑھ بیٹھا حالانکہ مین روزہ دار ہون پس صحابہ کو اچنبا ہوا انتہی محصلاً۔

دوسرا واقعہ تاریخ الخلفا سیوطی بیان فاروق فصل فی نبذ من اخبارہ وقضایاہ صفحہ ۹۶ مین ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کے فراق مین کچھہ اشعار عاشقانہ گا رہی تہی اور اوسکے ہجر مین نالان وگریان تہی۔ اس عورت کے جذبات شہوانی و نالہائے خواہش نفسانی تاڑکر حضرت فاروق نے تسلی فرمائی۔ اور کہا کہ تو اپنی تئین سنبھالے رہ تیرا خاوند آنے والا ہے پہر آپنے اوسکے خاوند کے بلانے کا انتظام کردیا اوسکے بعد جناب موصوف

ثم دخل علی حفصۃ فقال انی سائلک

جناب خان بہادر میر ... حسین صاحب ...	
... مراب نادار خریدار	۲
جناب سید جعفر حسین صاحب رئیس ... ۳۴۳۸	۲
جناب نواب سید آغا محمد حسین صاحب طباطبائی	۴
جناب مولوی سید علی صاحب منصبدار حیدرآباد	۱
جناب منشی سید حسن عسکری صاحب ہیڈ کانسٹیبل	۴
جناب حکیم ڈاکٹر قمر الدین صاحب کبیر والہ	۱
جناب حکیم محمد مسلم صاحب پورنیہ	۱
جناب منشی سید تجمل حسین صاحب وکیل ۱۰۹۰	۲
جناب سید ایوب حسین صاحب دیودرگ ...	۱
جناب سید انور علی صاحب ... علیگڈھ	۱
جناب منشی سید فضل حسین صاحب ...	۱
جناب ... راحت علی صاحب ...	
انسپکٹر ریلوے ۱۰۳۵	۱
جناب منشی سید عنایت علیشاہ صاحب عنایت	۱
جناب منشی اکبر علی بیگ صاحب ہیڈ کانسٹیبل	۱
جناب سید احمد حسین صاحب ٹھیکہ دار گوالیار	۱
جناب سید فضل حسین صاحب تحصیلدار ۲۷۶	۱
جناب سید اولاد حسین صاحب گرداور ...	۲

(باقی آیندہ)

عقل و تہذیب اہل حدیث

وہابیون کیلئے ایسا گولہ ہے جسکی صداے مہیب سے پھر اسکی جرات نہ ہوگی کہ کسی شیعہ کو بہکا سکین - اس رسالہ کو دکہا دینا کافی ہے -

اس رسالہ نے عام طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اس فرقہ کو عقل کا کوئی حصہ نہیں ملا خود شاہ ولی اللہ صاحب نے نہایت توضیح سے ثابت کیا ہے کہ یہ فرقہ بے عقل ہے علما اسکے نافہم ہین عقل سے محروم پھر انکا دین یا مذہب کس کام کا ہو سکتا ہے -

اس رسالہ مین وہابیونکی توحید نبوت امامت معادکی پوری تفصیلی بحث کی گئی ہے کہ خدا کو ہاتھ پیر - کان ناک والا مانتے ہین جو مکار بھی ہے (معاذ اللہ) او دغا باز بھی -

رسول اللہ کی عصمت و شفاعت سے انکو انکار ہے مگر یہ بھی عجب قدرت خدا ہے کہ امامت مین ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کی امامت و خلافت کے قائل ہین مگر انکی ہدایت و ارشاد سے اوسی طرح محروم ہین جیسے ابوجہل محروم رہا صفحہ ۱۲۰ ہے قیمت ۸

اثر یا عربی - مولوی سید ... الحسن صاحب ... وکیل بستی نے ... رسالہ ... حنفی مصنفین کے ... عربی ... مین ... کیا ہے ... معلوم ہوتا ہے کہ فن ادب مین کیسی عبارت لکھتے ہین کہ معلوم ہوتا ہے اس ... کسی طرح کی ...

فیصلہ آسان ہوا فیصلہ آسان ہوا

کس بات کا ؟

اس امر کا کہ بمبئی کے تاجران کتب کے یہان سے ہر قسم کی دینی اور درسی عربی فارسی اردو کتابین عمدہ اور ارزان ملتی ہین یا لکھنؤ کے عظیم الشان کتب خانہ سے جو حضرات مجتہدین کی فرمایش سے قایم کیا گیا ہے اور جس مین مشہور آقا شیخ علی محلاتی مرحوم تاجر کتب بمبئی کا پورا اور نادر کتب خانہ خرید کے لایا گیا ہے اور اب براہ راست ایران و مصر وغیرہ سے بھی کتابون کے منگانیکا سامان کیا گیا ہے تاکہ شائقین کو اور بھی سستی کتابین ملین۔ اچھا تو اب فیصلہ

کیونکر ہو ؟

اس طرح کہ بمبئی کے تاجران کتب سے بھی آپ فہرست کتب منگائین اور لکھنؤ کے اس کتب خانہ سے بھی۔ اس کتب خانہ کی فہرست بلا قیمت حاضر کی جائیگی۔

بس !

اوس وقت آپ خود فیصلہ کر لینگے کہ عمدہ۔ نادر اور ساتھ ہی کم قیمت کی کتابین آپکو بمبئی سے ملین گی یا لکھنؤ کے اس کتب خانہ سے۔

اس کتب خانہ مین ہر قسم کے قرآن مجید۔ تفسیر عربی و فارسی۔ کتب اوراد۔ و ادعیہ و زیارات و تعویذات کو اخبار و احادیث مذہب شیعہ و اہلسنت و کتب اصول فقہ و فقہ مذہب شیعہ و اہلسنت۔ و کتب مقاتل و مراثی۔ و مدایح و کتب علم رجال و انساب و علم کلام و مناظرہ و لغات و علم ادب و منطق و فلسفہ و نحو و صرف و معانی و بیان و کتب تواریخ و علم اخلاق و علم طب وغیرہ وغیرہ مطبوعہ ایران و مصر و بیروت و حرم معظم و ہندوستان کا ایک بڑا ذخیرہ کتب برائے فروخت ہر وقت موجود رہتا ہے صرف ایک طبائف لکھکے آپ منگا لیجئے فہرست مفت ارسال ہوگی اس پتہ سے فرمایش بھیجئے۔ حاجی مولوی سید سجاد حسین تاجر کتب باغ مکرم لکھنؤ۔

رسالہ الاشارۃ انشاء اللہ ماہ ربیع الاول سے ماہ بماہ شائع ہوگا جسکے ساتھ جواب آیات بینات بحث فدک بھی شائع ہوگا سالانہ ٥

رجسٹرڈ نمبر ۳۸

رسالہ

اصلاح

نمبر ۳	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ	جلد ۱۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

[illegible] کتبخانہ جناب منشی سید [illegible] حسین صاحب [illegible] کیال جناب منشی سید [illegible] حسین صاحب [illegible]

[illegible] ہارون میزان ۱۸ میزان کل [illegible]

شکریہ مخصوص جناب سید [illegible] حسن صاحب رئیس [illegible] تحصیل ضلع اکبرپور [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] ضلع [illegible] درج کیا گیا جزاہ اللہ احسن الجزا

ہم امید کرتے ہیں کہ دوسرے حضرات ہمدرد [illegible] بھی اس [illegible] جاری کی طرف توجہ کرینگے۔

شکریہ معاونین۔ الحمدللہ کہ برادران ایمانی جس ہمدردی سے توسیع اشاعت اصلاح میں کوشاں ہیں اسکا [illegible] شکریہ نہیں ادا کرسکتا خدا کرے کہ ہماری دیگر برادران ایمانی بھی توجہ فرمائیں۔ کیونکہ امسال مخالفین اسلام جس سرگرمی سے [illegible] امام مظلوم کو شمار رہے ہیں۔ اسی طرح اصلاح بھی انکی سرکوبی میں مشغول ہے

اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد
جناب منشی سید [illegible] حسین صاحب سپاہ پولیس	۱	جناب منشی سید [illegible] حسین صاحب ضلع [illegible]	۱
جناب مرزا مظفر علی بیگ صاحب گرداور قانونگو	۱	جناب سید [illegible] علی شاہ صاحب [illegible]	۱
جناب سید دلدار حسین صاحب رئیس سیتاپور	۱	جناب مولوی میر عاشق علی خاں صاحب از مومن آباد	۱
جناب سید اصغر حسین صاحب بی اے دہلی	۱	جناب منشی محمد حیدر رضا صاحب گورکھپور	۱
جناب مولوی سید محمد کاظمین صاحب مولوی فاضل	۲	جناب ملا عنایت علی صاحب بمبئی	۲
جناب منشی سید نظیر حسن صاحب امین گورکھپور	۱	جناب سید مرتضی حسین صاحب [illegible]	۱
جناب مولوی سید مصطفے حسین صاحب تحصیلدار	۲	جناب منشی رضی الدین صاحب قرق امین ضلع گورکھپور	۱
جناب سید علی اوسط صاحب دفتر قانونگو	۱	جناب منشی سید قاسم حسین صاحب [illegible]	۱
جناب مجیب حیدر خاں صاحب تعلقدار [illegible]	۱	جناب مرزا [illegible] علی بیگ صاحب [illegible]	۱
جناب منشی محمد [illegible] صاحب [illegible] کانپور	۱	جناب سید [illegible] حسن صاحب [illegible]	۲
جناب منشی بدر الدین خاں صاحب پٹواری حلقہ [illegible]	۵	جناب آغا عبد علی [illegible] علی بیگ صاحب	۱
جناب مولوی سید [illegible] حسن صاحب [illegible]	۱	جناب پیرشاہ صاحب [illegible]	۱
جناب منشی سید [illegible] حسن صاحب پٹواری [illegible]	۳	جناب سید [illegible] حسین صاحب [illegible]	۱
جناب منشی سید آغا حسن صاحب [illegible]	۱	جناب [illegible] صاحب [illegible]	۲
جناب نواب سید [illegible] صاحب [illegible]	۱	جناب سید [illegible] حسین صاحب [illegible]	۱
جناب [illegible] حسن علی صاحب [illegible]	۱	جناب منشی [illegible] علی صاحب [illegible]	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ	نمبر ۳

ماہ ربیع الاول

یہ نہایت متبرک مہینہ ہے کہ ہر طرح کی خصوصیتین اسکو حاصل ہین شب اول کو رسول اللہؐ نے اپنے بستر پر جناب امیرؑ کو سلا کر ہجرت فرمائی تھی [illegible] غار ثور مین قیام فرمایا تھا اور ۱۲ ربیع الاول کو وارد مدینہ منورہ ہوئے

۸ ربیع الاول [illegible] عید [illegible] اور خصوصاً شیعہ [illegible] ہم اور ہر سال تجدید [illegible]

[illegible] ہے۔

۱۰ ربیع الاول [illegible] حضرت خدیجہؑ [illegible] رسول اللہؐ نے آپ سے عقد کیا جن سے نسل [illegible]

[illegible]

۱۱ ربیع الاول [illegible] ولادت جناب امام رضا علیہ السلام ہے۔

۱۲ کو حضرت وارد مدینہ منورہ ہوئے لہذا [illegible] متبرک ہے۔

۱۴ کو یزید پلید واصل جہنم ہوا لہذا دوابیوں کیلئے روز ماتم ہے۔ دیکھئے کہیں بزم یزیدی تک بھی ہوتی ہے کہ نہین الحدیث ؎ النجم - وذیل جو مبارکباد۔

۱۷ ربیع الاول عید میلاد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے مومنین کو عید کرنا چاہئے [illegible] کو عید الغدیر سنایا تھا کہ اسی روز رسول اللہ مع ابوبکر داخل غار ہوئے تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۔ جسکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی۔ کیونکہ حضرت کا ورود مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول کو مسلمات اہلسنت سے ہے ونزل علی بنی عمرو بن عوف لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ

غرض ان وجوہ سے یہ مہینہ ایک متبرک مہینہ ہے جسمین مومنین کو مسرت کرنا چاہئے اور ہم ان سب

التماس دعا۔ طاعون کیوجہ سے یہ نمبر بھی دیر سے شائع ہوا اور اگلا بھی دیر مین نکلیگا۔ دعا فرمائین

اعیاد مبارک پر مومنین کو مبارکباد دیتے ہیں۔

ہاں ۸ ربیع الاول کو جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام نے انتقال فرمایا لہذا اس روز اقامت عزا مناسب ہے

وفات رسول اللہ اہلسنت کے یہان اگرچہ ابھی تک تاریخ وفات رسول اللہ نہین معین ہوئی مگر ابن حجر عسقلانی کی تحقیقات سے دوسری ربیع الاول معلوم ہوتی ہے پہر اہلسنت کا اس مہینہ مین عید مولود کرنا مناسب ہے کہ خلافت ہاتھہ آئی ملاحظہ ہو اصلاح ص۵ جلد ۱۰

ہان تاریخ الخلفا مین لکھا ہے کہ حضرت نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ ہم ابوبکر سے ڈہائی زینہ آگے نکل گئے ہین جسکو حضرت نے ابوبکر سے بیان کیا تو اونہون نے تعبیر دیا یارسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرتہ و رحمتہ و اعیش سنتین ونصفا ص۶۳

یعنی اے حضرت آپ ہمسے پہلے انتقال فرمائینگے اور ہم آپکے بعد ڈہائی برس عیش کرینگے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی تعبیر حضرت کے انتقال کی باعث ہوئی کیونکہ زاد المعاد ابن القیم مین ہے قال الرؤیا علی رجل طائر ما لم تعبر فاذا عبرت وقعت ولا یقصد الا علی واد او ذی رای ص۲۶۹ جلد اول

کیونکہ حضرت نے فرمایا خواب بصورت طائر انسان کے سر پر رہتا ہے جبتک اوسکی تعبیر نہ دی جاے تعبیر کے بعد مطابق اوسکے واقع ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ اثر تہا ابوبکر صاحب کی تعبیر کا۔

اور فتح الباری ابن حجر مین ہے اذا حدث بالرؤیا الحسنۃ من لا یحب قد یفسرھا بما لا یحب اما بغضا او حسدا فقد یقع علی تلک الصفۃ ص۳۱ جلد ۱۲

یعنی جو اسکی ممانعت کی گئی ہے کہ کم عقل آدمی سے خواب نہ بیان کرے اسیوجہ سے کہ جیسی وہ تعبیر دیگا ویسا ہی واقع ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعجیل وفات رسول اللہ مین تعبیر ابوبکر کو پوری مداخلت تہی

اور یہ تو بالیقین معلوم ہوا کہ انکو کسیقدر بہی محبت حضرت سے تہی کہ اس تعبیر دیتے ہوئے زبان مین بہی اس شخص کے لغزش نہ ہوئی اور صاف صاف کہدیا کہ آپ ڈہائی برس ہمسے قبل انتقال کرینگے۔

کیا کوئی کسی دوست کی نسبت ایسی تعبیر دیا جا سکتا ہے۔ کیا اون سے یہ بہی نہین ہو سکتا تہا کہ عرض کرتے یا حضرت اسکی کیا تعبیر ہے۔ مگر وہ دوسرا اولولہ دلمین بہرا ہوا تہا جس سے ضبط نہ کر سکے۔

وقت وفات رسول اللہ ابوبکر کہان تہے - تاریخ صغیر بخاری مین ہے عن عائشۃ زوج النبی ان رسول اللہ مات وابوبکر بالسنح قال اسمٰعیل یعنی بالعالیہ واجتمعت

الا انصار الی سعد بن عبادہ فی سقیفہ بنی ساعدہ فقال ابوبکر نحن الامراء و انتم الوزراء فقال عمر نبایعک انت فانت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ فبایعہ و بایعہ الناس ص۲۲

عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے جسوقت وفات کی ابوبکر بمقام سنخ تھے اسمعیل کہتے ہیں یعنی عالیہ مین اور مجتمع ہوئے انصار سقیفہ مین سعد بن عبادہ کے پاس تو ابوبکر نے کہا ہم لوگ امیر ہون اور تم لوگ وزیر۔ عمر نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہین تمہاری کہ ہمارے سید ہو اور بہتر اور زیادہ محبوب رسول اللہ کے نزدیک پس بیعت کی عمر نے اور سب لوگون نے۔

یہ ہین یار غار جو بوقت وفات رسول اللہ مدینہ سے غیر حاضر ہین اور گھر پر آرام سے بیٹھے ہین۔ وفی روایۃ ان سالم بن عبید ذھب وراء الصدیق الی السنح فاعلمہ بموت رسول اللہ صلعم ص۳۸۲ سیرۃ حلبیہ

یعنی سالم بن عبید نے جاکر ابوبکر کو موت رسول کی خبر دی۔

وارسلت حفصۃ خلف عمر وارسلت فاطمۃ خلف علی کرم اللہ وجہہ فلم یجی احد منہم حتی توفی رسول اللہ صلعم ص۳۸۲ سیرۃ حلبیہ جلد ۳

یعنی حفصہ نے اپنے باپ عمر کو بلوا بھیجا اور حضرت فاطمہؑ نے جناب امیرؑ کو۔ مگر کوئی نہین آیا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال کیا گود مین عائشہ کے چونکہ آخری حصہ روایت کا کہ جناب سیدہ نے حضرت علی کو بلوا بھیجا اور نہین آئے موضوعات اہلسنت سے ہے اسیوجہ سے عائشہ کی گود مین انتقال کرنا بھی موضوعات محضہ سے ہے لہذا یہ تو مسلم ہوا کہ عمر صاحب بلائے بھی گئے مگر نہ آئے کیونکہ شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۵۱۲ مین لکھتے ہین کہ سر مبارک آنحضرت در آخر وقت در کنار علی رض بود۔ پس گویا عائشہ بجہت قرب زمان وفات آخر نام کردہ دیکھو اصلاح ص۵ جلد ۱۰

جس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ کی گود مین حضرت نے انتقال کیا اور دعوی عائشہ غلط ہے۔ لو عمر ابوبکر کی بہر طور غیر حاضری وقت وفات رسول اللہ صلعم مسلم ہوئی۔

اسپر عمر صاحب کا انکار وفات رسول مین یہ شدومد کہ لا تزال یتوعد المنافقین حتی ازبد شدقاہ ص۳۸۳ سیرۃ حلبیہ۔ کہ عمر اسقدر ڈراتے تھے منافقین کو کہ منہ مین اونکے کف بھر آیا تہا، کسقدر حیرت خیز ہے۔

روایت ابو ذویب استیعاب جلد ثانی صفحہ ۶۶۴ مطبوعہ حیدرآباد دکن

وقدمت المدینة ولها ضجیج بالبکاء کضجیج الحجاج اذا احلوا بالاحرام فقلت لم قالوا قبض رسول اللہ فجئت الی المسجد فوجدتہ خالیاً۔ فاتیت بیت رسول اللہ صلعم فاصبت بابہ مرتجا وقیل ھو مسجی وقد خلی بہ اھلہ فقلت این الناس فقیل فی سقیفہ بنی ساعدة صاروا الی الانصار فجئت الی سقیفة فاصبت ابا بکر وعمر وابا عبیدة بن الجراح وسالماً وجماعة من قریش تا بہ آخر۔

یعنی ابو ذویب کہتے ہین کہ ہم جو مدینہ مین آئے تو تمام مدینہ مین شور ماتم قائم تہا۔ دریافت سے معلوم ہوا رسول اللہ نے انتقال کیا مسجد مین گیا تو اوسکو خالی پایا۔ حجرہ رسول کی طرف گیا تو وہان رونے کی آواز بلند تہی۔ اور حضرت لٹائے ہوئے تھے۔ اور صرف آپکے اہلبیت وہان تھے۔ ہمنے پوچھا اور لوگ کہان ہین۔ کہا کہ سقیفہ مین وہان گیا تو سبکو پایا ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ۔ سالم اور رئیسان قریش وہان موجود تھے۔

حرمان شیخین از دفن رسول۔ چونکہ حضرات اہلسنت کو اسپر نہایت تعجب ہوتا ہے کہ شیخین کیونکر نہ شریک دفن رسول ہوئے لہذا نص صریح اسپر لکھا جاتا ہے کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ مین ہے

عن عروة ان ابا بکر وعمر لم یشھد دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا

یعنی عروہ روایت کرتے ہین کہ ابوبکر و عمر دفن رسول اللہ مین نہین شریک ہوئے۔ انصار (سقیفہ) مین تھے پس دفن ہو گئے وہ حضرت قبل اسکے کہ وہ دونو آئین۔ روایت ابن ابی شیبہ ہے۔

بیخبری ابوبکر روز وفات رسول اللہ سے اور تعداد کفن سے۔ تاریخ صغیر بخاری مین ہے عن عائشہ قالت دخل علی ابی فقال فی کم کفنتم النبی قالت فی ثلاثة اثواب بیض سحولیہ لیس فیھا قمیص ولا عمامہ وقال لھا فی ای یوم توفی رسول اللہ قالت یوم الاثنین صفحہ ۲۳

یعنی عائشہ کہتی ہین کہ ہم ابوبکر پاس گئے تو پوچھا رسول اللہ کو کفن کے پارچہ کا دیا گیا تہا۔ عائشہ تین کپڑہ کا جسمین نہ عمامہ تہا نہ قمیص۔ اونہونے پوچھا کس روز وفات کیا رسول اللہ نے کہا بروز دوشنبہ دیکہئے بار غار جنہین یہ بہی نہین معلوم حضرت نے کس روز انتقال کیا اور کے پارچہ کا کفن دیا گیا۔ سچ ہے جسکو خلافت کی تاک ہو اونکو ان امور سے کیا بحث۔

دفن رسول اللہ ۔ والصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم مکث بقیۃ یوم الاثنین ولیلۃ الثلثا ویوم الثلثا وبعض لیلۃ الاربعاء وکان السبب فی تاخرہ ما علمت من اشتغالہم ببیعۃ ابی بکر حتی تمت ص ۳۹۵ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ مطبوعہ مصر۔

یعنی حضرت نے دوشنبہ کو دوپہر کے وقت انتقال کیا اور صحیح یہ ہے کہ بقیہ روز دوشنبہ اور شب و روز سہ شنبہ اور کچھ حصہ شب چارشنبہ بلا دفن رہے اور اسقدر تاخیر اسوجہ سے ہوئی کہ سب کے سب بیعت ابوبکر میں مصروف تھے یہانتک کہ بیعت پوری ہوئی ۔

حلیہ عمر ۔ وکان شدید الادمۃ طوالا کث اللحیۃ اصلع اعسر یسر کان شدید الادمۃ و وصفہ ابو رجاء العطاردی وکان مغفلا ۔ قال انما جاء تنا الادمۃ من قبل اخوالی بنی مظعون ۔ وزعم الواقدی ان سمرۃ عمر وادمتہ انما جاءت من اکلہ الزیت عام الرمادۃ ۔ عن سماک عن ہلال بن عبد اللہ رایت عمر بن الخطاب رجلا آدم ضخما کانہ من رجال سدوس فی رجلیہ روح ص ۴۲۹ جلد ثانی استیعاب

عمر کا رنگ بہت سیاہی مائل تھا ۔ قد طویل تھا ۔ داڑھی گھنی تھی ۔ سر چندلا تھا ۔ بائیں ہاتھ سے زیادہ کام کرتا ۔ رنگ بہت سیاہ تھا ۔ پیرلے سے مغفل تھے یعنی گویا پیر بندھا ہوا تھا (مگر بوقت فرار تیز تھا) ابن عمر کہتے ہیں کہ ہلوگونکی سیاہی ننہیال سے ہے کہ بنی مظعون کالے تھے ۔ واقدی کہتے ہیں بلکہ چونکہ زیادہ کال میں انہوں نے زیتون بہت کھایا تھا ۔ اسلئے رنگ سیاہ ہوگیا تھا ۔ سماک بن ہلال کہتے ہیں کہ عمر کو میں نے دیکھا آدمی فربہ تھے بہت سیاہ گویا وہ قبیلہ سدوس سے تھے کہ اونکے دونو پیر اور بہر ہو دکھیں

مجمع بحار الانوار میں ہے وفی ح عمر انہ کان اروح کانہ راکب والناس یمشون ۔ الاروح من تتدانی عقباہ وتتباعد صدور قدمیہ ص ۴۳ جلد ۲

یعنی عمر اروح تھے کہ چلتے وقت وہ سوار معلوم ہوتے تھے ۔ اروح اوسے کہتے ہیں جنکی دونوں گہٹیاں ملجائیں اور قدم کا سرا دور دور رہتا ہو ۔

تیمور لنگ تو صرف لنگڑا تھا جسنے تمام دنیا کو رولا دیا یہاں تو اسنے اوصاف جمع تھے جسکو شیخ عیب شرعی کہتے ہیں ۔

اخلاق عمر۔ تمام عالم کو معلوم ہے ازواج ی ،نکو افظ و اغلظ کہتے تھے نہایت تند خو بد مزاج یہانتک کہ جب ابوبکر نے خلیفہ کرنا چاہا تو طلحہ و زبیر نے اسیوجہ سے مخالفت کی تھی۔

خلافت پاکر جو مزاج کی حالت ہوئی اس سے ظاہر ہے تاریخ خمیس میں ہے یس ھذا ابا عظم من ضوب عمر سعد بن ابی وقاص بالدرۃ علی راسہ حین لم یقم اناث لو تھب فاردت ان العرف ان الخلافۃ لا یھابک و لو یغیرذلک سعدا والائمۃ علیھا وکذلک ضربہ لابی بن کعب حین راہ یمشی وخلفہ قوم بالدرۃ

یعنی عثمان نے جو ابن مسعود صحابی کو مارا۔ تو یہ مارنا اونکا عمر کے مارنے سے بڑکر نہیں ہے کیونکہ عمر نے سعد بن ابی وقاص کو درہ سے اسوجہ سے مارا تھا کہ وہ تعظیم خلیفہ کو نہیں اوٹھتے تھے۔ تو عمر نے درہ سے مارا اور کہا کہ تم تعظیم خلافت کیلئے نہیں اوٹھتے لہذا میں نے بتا دیا کہ خلافت بھی تمسے نہیں ڈرتی۔ اسی طرح ابی بن کعب پر درہ چلایا جب دیکھا کہ وہ آگے آگے جاتے ہیں اور لوگ اونکے پیچھے جاتے ہیں۔

اب کہاں ہیں ہمدردان اسلام وہ دیکھیں کہ رسول اللہ کسقدر ممانعت فرماتے تھے اپنی تعظیم میں اور یہاں خلیفہ کی یہ حالت ہے کہ سعد بن ابی وقاص ایسے صحابی جو عشرہ مبشرہ کے معزز ارکان سے ہیں کسطرح صرف اس جرم پر درہ چلاتے ہیں کہ تعظیم خلیفہ کو نہیں اوٹھے۔ ابی بن کعب پر صرف اسوجہ سے درہ اوٹھایا کہ لوگ اونکے پیچھے چل رہے ہیں۔ اور وہ خلیفہ کے پیچھے نہیں چلتے۔ پھر کیون نہ اسلام تباہ ہو۔

حسینیہ قرآنیہ کے شائقین کو

اطلاع

اصلاح کے پڑہنے سے رسالہ کی طلب میں کارڈ او خطوط کی بھرمار ہے چونکہ مٹ میں محصول ڈاک کی گنجائش نہ تھی لہذا کسی نے۔ اور کسی نے کچھ نہیں بھیجا اب اگر بیرنگ روانہ ہو محصول پڑیگا اور دراصل نہ ہے لہذا بنظر احتیاط شرعی اجازت کا ایک کارڈ روانہ کیجئے کہ بیرنگ روانہ ہو۔

ہ سو جلد تقسیم ہو چکی شاید اسی ماہ میں ختم ہو کر دوبارہ طبع کرایا جائے

راقم غلام حسنین کونتھی میر اقبال علی صاحب رائے بریلی

وقف ہوگلی کی تولیت

للہ الحمد ہر آنچہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

تولیت وقف ہوگلی کے متعلق دو برس سے جو جو ترددات ہمین ہو رہے تھے۔ اور سابق متولی نے اپنے فرزند دلبند علی نواب صاحب کو یہ عہدہ مفوض کرکے تمام شیعیان ہند کو آزردہ کر رکہا تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ آج ہماری عادل گورنمنٹ کے ہاتھون منسوخ ہو کر تمام شیعیان کے خوشی و مسرت کا باعث ہوا۔ اس خبر مسرت اثر کے سننے کیلئے ہمارے کان ہمیشہ سے منتظر تھے اور اس عرصہ مین جو جو حریفانہ چالین کیجارہی تھین۔ اوس سے ہم خوف زدہ تھے مگر غالباً یہ کبہی متوقع نہو گا کہ اگر سلطنت انگلشیہ سی گورنمنٹ کے ہاتھون اسکا تصفیہ ہوتا تو قدیمی واقعات کی طرح وقف ہوگلی سے بھی شیعونکے حقوق ہمیشہ کیلئے ملیامیٹ کردئے جاتے

ہم اس مقام پر خدائے وحدہ لاشریک کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا بہت ضروری سمجھتے ہین کہ جو ہمارے حقوق۔ ہماری املاک۔ ہماری دولت۔ ہماری نفوس غرضکہ ہمارے تمامی امورات کی محافظ ہے اور ہم مطمئن ہین کہ ہم پر کوئی دست ظلم دراز نہین کرسکتا۔ وقف ہوگلی کا قضیہ ایک ایسا قضیہ ہے جو مدتون سے ہماری دل آزاری کا باعث ہو رہا ہے۔ اور اسطرف اس تقرر جدید نے تو ہمارے دلونکو پامال کر رکہا تھا۔ مگر شکر ہے کہ ہماری فریادون نے جو عام طور سے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام پائی جاتی تھی وہ اثر دکھلایا جسکے ہم خواہان تھے۔ لہذا اب ہمین لازم ہے کہ ہر ایک مقام سے گورنمنٹ کی شکرگذاری کا اظہار کرین اور باضابطہ شکریہ ادا کرین۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ اور حسب فرمودۂ جناب باری لئن شکرتم لازیدنکم (اگر تم شکر کروگے تو مین اور زیادہ دونگا) جسقدر بھی ہم اسکا شکریہ ادا کرین کم ہوگا۔

اس مقام پر ہمین انجمن مرتضوی کلکتہ کا بھی خاصکر شکرگذار ہونا چاہئے کہ اسکی بے انتہا کوششون نے ہمین آج یہ دن دکہلایا۔ بیشک اس انجمن نے جو مقامی کوششین کین۔ تمام شیعیان ہند کیطرف سے جو وکالت کی۔ اور اسمین جو جو زحمتین اوٹہائین۔ وہ لائق صد احسان ہے اور ہم اوسکے ممنون ہین۔ اسکے علاوہ ہم ان دیگر قومی انجمنونکا بھی شکریہ ادا کرتے ہین کہ جنہون اس مسئلہ کو اپنا خاص مسئلہ سمجہا اور ویسی ہی دلچسپی لی۔

راقم محمد اسحاق الحسینی ہادوی از پٹنہ

اصلاح - بیشک یہ نہایت مسرت افزا مژدہ ہے جسپر تمام قوم کو گورنمنٹ کی خدمت مین شکریہ کا تار بھیجا جانا چاہیے کہ وہ انعام جو احسان اس گورنمنٹ کا ہمپر ہے ہم کسی طرح اوسکے شکریہ سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے خدا بچائے اون ناسمجھون سے جو ایسی مہربان گورنمنٹ کو تکلیفین پہونچا رہے ہین جسکا وبال خود قوم پر پڑیگا اور پڑ رہا ہے معززین قوم کو ہر جگہ سے شکریہ کا تار بھیجا جانا چاہیے تاکہ گورنمنٹ کو معلوم ہو ہمکو اپنے حقوق کا کسقدر احساس ہے ہم ناشکر گذار ہونگے کہ اگر جناب نواب نصیر حسین خان خیال دام مجدہ کا شکریہ نہ ادا کرین جنکی ہمت و استقلال نے نہ صرف انجمن مرتضوی کو ہمت دلایا بلکہ وہ خدمتین کین جو دوسرے سے ناممکن تھین جزاہ اللہ خیرا اب یہ معاملہ ٹرسٹیون کے ہاتھ مین ہے مگر افسوس اوسکا ایک عنصر ایسا ہے جس سے کسی طرح امید اصلاح نہین کیونکہ خان بہادر مرزا شجاعت علی صاحب اسد رجا طرفدار سابق متولی ہین کہ اگر کل حقوق قوم شیعہ پامال ہون تو اونکو ذرہ برابر بھی اوسمین تامل نہوگا لہذا پہلا کام قوم کا یہ ہونا چاہیے کہ انکو ٹرسٹیان ہوگلی سے خارج کرایا جائے کیونکہ جبتک یہ ٹرسٹی رہینگے ممکن نہین انتظام ہوگلی درست ہو سکے۔

جناب پرنس غلام محمد بہادر اور نواب سید یوسف [illegible] ٹرسٹی ہین کہ انپر جملہ اعتماد ہو سکتا ہے مگر یہ اصحاب اپنے اثر سے [illegible] کام بھی یہ ہے کہ ٹرسٹیون مین ایسے اشخاص منتخب ہون جنکے مذہب پر کسی طرح کا شبہہ نہ ہو۔

اشرف الدین احمد نے اپنی علالت کی وجہ سے ۳۳ برس کی خدمت [illegible] وغیرہ وغیرہ وجوہات دکھا کر پنشن طلب کی تھی جسے گورنمنٹ نے منظور کر کے نئی نواب کو انکی جگہ بحال کر دیا۔ مگر چونکہ یہ کارروائی قانون ۱۸۶۳ء کے خلاف تھی جسمین گورنمنٹ نے یہ اختیارات ملکیتی انتظامیہ کو سپرد کر کے خود علیحدگی اختیار کی تھی اسلئے یہ جملہ اختیارات اب کمیٹی کے اختیارات ہین اور اسی بنیاد پر گورنمنٹ نے علی نواب معزول کیا۔ اور اپنا حکم ماسبق واپس لے لیا۔ لہذا انتظامیہ کمیٹی کو حسب ذیل امور پر غور کرنا چاہیے۔

(۱) اشرف الدین احمد مستعفی ہو چکے گورنمنٹ قانوناً انکے استعفا پر کچھ نہین کر سکتی۔ لہذا کمیٹی کو گورنمنٹ سے اونکا استعفا طلب کرنا چاہیے کہ گورنمنٹ مین جو باقاعدہ استعفا بھیجا گیا لہذا کمیٹی میں [illegible] بھیجنا چاہیے اور فوراً اوسے منظور کرنا چاہیے (۲) متولی اگر اوس استعفا پر (کوئی بات نکالکر) رضامند نہون تو اوسوقت کمیٹی کو چاہیے کہ مجبور کرے کیونکہ جو وجوہات پنشن مثل عمر و بیماری وغیرہ وغیرہ وہ پیش کر چکے ہین وہ کیونکر واپس لئے جا سکتے ہین۔ (۳) اسپر بھی اگر متولی کچھ بولین تو عدالت کیطرف رجوع کر کے انکو نکالے۔ جسمین شاید دو چار سو سے زیادہ خرچ نہ ہوگا۔

(۴) تولیت کا مسئلہ چونکہ اب پبلک مسئلہ ہو چکا ہے لہذا صرف انتظامیہ کمیٹی کو بھی یہ حق نہین ہے کہ محض اپنی ذاتی رائے سے کارروائی کرے۔ بلکہ عام پبلک رائے حاصل کرنا چاہیے اور ایسے شخص کو منتخب کرنا چاہیے جو جملہ ٹرسٹیون کے اثر سے خالی ہو اور محض اپنے دین و دیانت سے جملہ امور کو انجام دے سکے۔ کیونکہ اگر اس دفعہ بھی غفلت کی گئی یا تساہل سے کام لیا گیا تو آئندہ مشکل ہے کہ پھر کوئی اچھا انتظام ہو سکے

قادیانیون سے فیصلہ خلافت

جھگڑا جہانتک کم ہو بہتر ہے۔ اسلئے ہم آریہ۔ قادیانیون۔ چکڑالویون سے نہین بولتے کہ سب صحابہ پرستون یعنی وہابیونکی شاخین ہین فرق ہے تو اسقدر ع ہر گلے را رنگ و بوی دیگر است

اصلاح نمبر ۲ جلد ۲ مین بدر قادیانی اور شیعہ کے عنوان سے ایک اجمالی مگر مدلل تقریر شایع ہو چکی ہے جسنے اچھا اثر کیا۔ کیونکہ اب قادیانیون نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے یہی اصول شیعہ ہے جسکے مخالف نہ صرف سنی ہین بلکہ وہابی بھی۔

ہم ذیل مین چند فقرات اڈیٹر الحکم کے نقل کرتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ اب وہ بھی اسکو تسلیم کرنے لگے کہ خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ لکھتے ہین "جس امر کی نسبت مولانا شبلی نے قوم کو متوجہ کرنا چاہا ہے یعنی کسی امیر قوم کا ہونا یہ نہایت ضروری امر ہے اور اسی کے نہ ہونے کیوجہ سے مسلمانون نے نقصان اٹھایا ہے۔ اور اٹھا رہے ہین۔ وحدت کی جسقدر ضرورت ہے وہ بدیہی بات ہے مجھے اسپر لمبی بحث کی حاجت نہین ہے لیکن وحدت کبھی قایم نہین ہو سکتی جبتک ایک ہی آواز سننے والے سب نہ ہون۔ آنحضرت صلعم کی زندگی بہترین نمونہ ہے مختلف طبیعتون اور مختلف راہون کے ہوتے ہوئے ایک ہی بات پر سب کو متفق اور ایک کر دینا کسی ایسے شخص کا کام نہین ہو سکتا۔ جو معمولی طاقت اور معمولی دانش کا آدمی ہو [illegible] قوت [illegible] کر سکتی ہے [illegible] حکومت ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے مگر ماننے والون کا دل اور زبان ایک نہین ہو سکتا۔ پھر وہ کیا راہ ہے جس سے ندوۃ العلما ایک رائے اعظم پیدا کرکے اپنی باتین منوا دیگی؟ اگر ندوہ کا یہ منشا ہے کہ امیر المومنین کا منصب ندوہ کو دیدیا جاوے تو یہ امر سنت اسلام مین اپنی نظیر نہین رکھتا کہ ایک جماعت کو امیر المومنین کا منصب کبھی ملا ہو۔ امیر تو ہمیشہ قرآن کی اصطلاح مین خلیفہ کہلاتا ہے۔

ایک فرد واحد

ہی ہو سکتا ہے اور وہی فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعین مٹا سکتا ہے۔ اور کسی مین طاقت نہین ہے۔ میری غرض علماء کی توہین یا تضحیک نہین ہین ایسے خیال سے خدا تعالی کی پناہ چاہتا ہون۔ مگر مین مولانا شبلی اور اونکے ہم قافلہ بزرگون کی خدمت مین ادب سے التماس کرتا ہون کہ کیا وہ نہین جانتے علماء کی حالت کیا ہو رہی ہو؟ کس طرح پر اختلافی جھگڑون اور فروعی نزاعون پر انکے ہان جوت پیزار ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک انا خیر منہ کہکر آگے بڑھتا ہے اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہو سکتا ہے کہ آج ایک شخص کو آپ امیر قوم بنالین تو مبارک! مگر مین درد دل سے عرض کرتا ہون کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہو سکتا اور نہ ہوا۔ ہان یہ تو مین مانتا ہون۔ اور تاریخ اسلام اور واقعات رواں اسکے موید ہین کہ مسلمانون کا اتفاق اور انتخاب موید ہو سکتا ہے۔ ورنہ خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے خلیفہ بنانا اللہ تعالی ہی کا کام ہے اور اُسی کی آواز مین یہ قوت اور طاقت ہوتی ہے کہ وہ تمام نزاعون کو ملیامیٹ کر دے اور مفارقت اور مباعضت کو معانقہ اور مصافحہ سے بدل دے اس امر مین آپ میرے ساتھ متفق ہونگے کہ مسلمانون کی درماندگی شکستہ حالی مذہبی کمزوری علمی غفلت اور ہر قسم کی خراب حالت اسی رنگ کی ہو رہی ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے بعثت کیوقت عرب مین تھی"

اس تحریر سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب بھی خلیفہ کو منجانب اللہ مانتے ہین۔ اور یہ کہ "یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہو سکتا اور نہ ہوا" جسنے اصول اہلسنت کو بدیہی طور پر باطل کر دیا۔

چونکہ اڈیٹر صاحب ایک بافہم شخص ہین لہذا مین سمجھتا ہون کہ اونکا مفہوم "خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے" اس سے یہ ہوگا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ اپنے رسول کے بنص صریح خلیفہ بنائے۔ نہ یہ کہ کسی حیلہ و تدبیر سے خلیفہ یا حاکم بنجائے۔ کیونکہ عوام وجہال ہر کام کو خواہ نیک ہو خواہ بد خدا کا فعل جانتے ہین جو کفر صریح ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ یزید بھی خلیفہ برحق ہو جو مثل خلفائے ثلثہ بلکہ اونسے

بعد آج بڑھکر خلیفہ تھا۔ لہذا ہم اڈیٹر صاحب کے فہم و فراست اور عقلمندی سے امید کرتے ہین کہ اونکا مقصود انتخاب خدا سے انتخاب قولی ہو گا کہ خدا آپکی خلافت کو اپنے حکم سے مقرر کرے۔ مدلقاعدہ تؤتی الملک من تشاء جو بادشاہ یا خلیفہ بنجائے وہی منجانب اللہ منتخب بھی ہے جسکی طرف خود اڈیٹر صاحب بھی اشارہ کرتے ہین "قہری حکومت ایک حد تک اپنی بات منوالینے کی طاقت رکھتی ہے مگر ماننے والون کا دل اور زبان ایک نہین ہوسکتا" کیونکہ خلفائے ثلثہ بلکہ کل خلفای بنی امیہ و بنی عباس کی خلافت اسی شان کی تھی مگر دل و زبان ان مین سے ایک کا بھی متفق نہین تھا ہر ایک دوسرے کو بے ایمان و دغاباز جالیا جاتا تھا اور سب مصداق وجعلنٰھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لا ینصرون واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین تھے۔

مولوی شبلی صاحب کی الفاروق اور علم الکلام کو جس نے بغور دیکھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ انکا خیال بھی یہی ہے کہ خلیفہ کو منصوص ہونا چاہیئے کیونکہ الفاروق مین نہایت تشریح سے اونہون نے ثابت کیا ہے رسول اللہ کے احکام مین تفریق کرنیوالے سب سے پہلے عمر ہوئے۔ اور علم الکلام نے تو اچھی طرح ثابت کر دیا کہ اسوقت بھی امام غائب مہدی صاحب الزمان علیہ السلام موجود ہین پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ اس اصل الاصول سے علحدہ ہون مگر "آنچہ دانا کند کند نادان + لیک بعد از خرابی بسیار" کا مضمون ہے۔ کیونکہ اسلام کے تباہ و برباد ہونے پر اگر سابق غلطی کا اقرار ہی کیا تو کیا۔

ہان اگر متفقہ قوت سے گذشتہ غلطی پر ملامت کا ووٹ پاس کیا جائے تو ممکن ہے گرداب ضلالت سے نکلکر شاہراہ ہدایت پر سب پہونچ جائین واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

مولوی شبلی صاحب کی اس رائے پر کہ دوبارہ اوسی پرانی غلطی کے اصول انتخاب سے کام لیا جائے اڈیٹر الحکم کی یہ رائے نہایت مناسب ہے جو لکھتے ہین "ایک ملائے اعظم کا انتخاب مسلمانون مین ایک اور مصیبت کا آغاز ہوگا جس

شخص کو اس منصب کے لئے منتخب کیا جائیگا اسکی مخالفت مین ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوگی اور نیا شغل مسلمانون کو ہاتھ آجائیگا اور ان کی طاقت اور بھی منتشر ہوگی ندوہ نے اپنے اغراض ومقاصد مین مختلف فرقون کے درمیان اتحاد پیدا کرانا بھی رکھا ہے۔ اسمین بھی وہ ابتک کامیاب نہین ہوا کامیاب تو کیا ہوتا۔ مین کہہ سکتا ہون اس نے قدم بھی نہین اوٹھایا۔

لکھنؤ۔ جو ندوہ کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر ہے سنیون اور شیعون کا اچھا خاصہ رزمگاہ بنا رہا اور اتنا نہو سکا کہ بدون مداخلت گورنمنٹ کوئی اصلاح ہو جائے۔

جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ یہ پیش خیمہ ہے گورنمنٹ سے بغاوت کا کیونکہ جہادی فرقہ کی جرأت اگر کچھ دبی ہے تو اسیوجہ سے کہ ابھی تک ان مین اتفاق نہین ہے ہر شخص دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے ورنہ اتفاق ہونے کے بعد انگریزون سے بھی انکا نمبر تیز ہوگا۔ کیونکہ واقعہ وفات سرور کائنات سبکو یاد ہے کہ خود ساختہ پرداختہ علماے اعظم یا خلیفہ کی بدولت انہون نے کیا کیا۔

ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمانان کردند

اڈیٹر الحکم کا ایمان لانا اس حدیث پر قال رسول اللہ رایت ربی فی صورۃ امرد نہایت حیرت خیز ہے۔ مگر شاید یہ اثر ہے سابق مذہب کا کیونکہ مرزا صاحب بھی تو پہلے اہلحدیث تھے اور اونہین نے اس حدیث کو لکھا ہے خدا اڈیٹر الحکم نے۔ اسلئے خدا کو صورت امرد لکھا۔ کیا یہ امرد پرستی کی دلیل نہین ہے؟

اہلسنت کا عموماً اور فرقہ اہلحدیث کا خصوصاً عذراللہ عالم کو مجسم ماننا اگر آپ دیکھنا چاہتے ہین تو رسالہ عقل وتہذیب اہلحدیث دیکھئے جسمین [illegible]

[illegible]

مذہبی مناظرہ فنڈر تحصیل رنبیر سنگھ پور ضلع ریاست جموں

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم - اس مناظرہ کی اطلاع دیتا ہوں کہ صرف میرے شیعہ ہونے پر جسکی اطلاع
پہلے ہو چکا اور اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۳ میں چھپ چکا ہے فریق مخالف نے اسقدر مجبور کیا کہ ۲۰ محرم تاریخ
مناظرہ مقرر ہوئی اور سری حضور مہاراج کشمیر دام اقبالہ نے باستدعائے فریقین اجازت مناظرہ
عطا فرمائی - میں ایک نادار و گمنام شخص تھا مگر خداوند عالم جاہ و جلال و حشمت و اقبال جناب
نواب فتح علی خان بہادر قزلباش سی آئی ای رئیس اعظم لاہور دام اقبالہ کو یوماً فیوماً
زیادہ کرے کہ جناب ممدوح نے از راہ کمال قومی ہمدردی جناب مولانا و بالفضل اولانا
سید محمد باقر علیشاہ صاحب جاگیردار و رئیس پنشنر گورنمنٹ پنجاب بٹالوی فاضل اجل کو
آمادہ کیا کہ اس مناظرہ کو انجام دیں چنانچہ ممدوح الالقاب ایک روز پیشتر تاریخ مناظرہ سے
۲۵ محرم الحرام کو مع جناب حکیم محمد علیشاہ صاحب لاہوری و جناب سید حسین صاحب عربی
مدنی موضع فنڈر میں تشریف لائے اور جناب مولانا موصوف کے تلامذہ بھی شہر گجرات پنجاب
و وزیر آباد و گجرانوالہ و امین آباد سے تشریف لائے - اور اوسی تاریخ ۲۵ کو حدود ریاست عدالت [illegible]
ستان جموں و کشمیر کیطرف سے لالہ [illegible] بخشداس صاحب تحصیلدار رنبیر سنگھ پورہ - شیخ کریم
صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و بخشی [illegible] انسپکٹر صاحب پولیس فقیر چند صاحب
ڈپٹی انسپکٹر صاحب پولیس و سید [illegible] شاہ صاحب سب انسپکٹر صاحب پولیس [illegible]
و پچیس کس کنسٹبلان و پندرہ نفر سوار اہل پولیس و چہار کس زمینداران سید [illegible] شاہ صاحب
وغیرہ و نمبرداران و چوکیداران ملازم جناب سرکار والا اقتدار ریاست جموں و کشمیر تشریف
لائے اور خاص تاریخ مناظرہ [illegible] صاحب بہادر [illegible] ریاست جموں کی ۹۱
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

و ملان محمود صاحب و مولوی غلام قادر صاحب پنوروالی حافظ محمد سعید صاحب وغیرہم مع جم غفیر جو تخمیناً آٹھ ہزار کے تھے آگئے۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ کو بوقت صبح شیخ کریم اللہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مع ہر دو بخشی صاحبان مذکوران نے جناب مولانا سید صاحب موصوف کے پاس آکر دریافت کیا کہ مناظرہ کس وقت ہوگا تو مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تو جانب ثانی شرائط متفقہ خصوصاً شرط تقرری ثالثان سے گریز کر رہے ہیں اور ایسے ہی شرط غالب مغلوب سے بھی۔ پھر مولانا صاحب نے ہر دو خط یعنی اسمٰعیل شاہ اور مولوی نور اللہ شاہ صاحب کا اسسٹنٹ صاحب کو دکھا کر سمجھا دیا کہ شرائط مسلمہ فریقین ابھی تک قائم نہیں ہوئی جب قائم ہوجاویں تو پھر مناظرہ جسوقت چاہیں شروع کر دیویں جب دونوں خط اسسٹنٹ صاحب نے دیکھ لئے تو کہا کہ بیشک شرائط مسلمہ قایم نہیں ہوئیں پھر ہر دو خط مذکورہ اسسٹنٹ صاحب نے لئے اور کہا کہ میں اونلوگون کے پاس جاتا ہوں اور ان سے تصفیہ کر کے آپکے پاس آتا ہوں پھر اسسٹنٹ صاحب نے کہلا بھیجا کہ جانب ثانی بلا تعین شرائط اپنی کتابون کو لیکر میدان مناظرہ میں چلے گئے ہیں اب جو فریقین میں سے میدان مناظرہ میں نہ آئیگا تو سمجھا جائیگا کہ وہ گریز کر رہا ہے اسپر جناب مولانا بھی مع کتب جو قریباً پانچسو کے تھیں میدان مناظرہ میں پہونچ گئے۔ کتابیں بمقابل فریقین مخالف لگادی گئیں اور آپ کرسی پر جلوہ نما ہوئے اسوقت بمواجہ اہلکاران ریاست مولانا نے فرمایا کہ آپکو اور ہمارے فریق ثانی کو بخوبی معلوم ہے کہ کل سے ہم شرائط مسلمہ فریقین کیلئے تقاضا کر رہے ہیں تا کہ شرائط اور ثالث کے معین ہونے پر مناظرہ کا نتیجہ صحیح اور مفید پیدا ہو۔ مگر فریق مخالف نے کسی طرح نہیں طے کیا اسواسطے پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ اب بھی قبل از مناظرہ اگر زیادہ نہیں تو ثالثون اور غالب مغلوب کی نسبت کوئی شرط قایم کریں تا کہ حاضر اور غائب کو نفع رسان ہوں۔ جسکے جواب میں حافظ محمد سلطان صاحب نے یہ جواب دیا کہ ہمکو ثالثون کے مقرر کرنیکی کوئی ضرورت نہیں اور ایسا ہی غالب اور مغلوب کی شرط کی بھی ضرورت نہیں۔ پبلک خود قیاس کر لیوگی۔ جسپر مولانا صاحب نے فرمایا کہ پھر پبلک سے ہی اہل علم اور اہل خبرہ پر انحصار کیا جاوے اور اونکے اسما قلمبند ہو جاویں۔ جسپر حافظ صاحب نے کہا ہمکو اسکی بھی ضرورت نہیں ہر کس خود سمجھ لیویگا آخر مولوی صاحب نے فرمایا کہ اچھا متنازعہ فیہا مسائل کو تو مقرر کر لو جسپر اونہوں نے کہا کہ ہم آگے بھی بالمشافہ دو مسئلے متنازعہ فیہ مقرر

کر چکے ہین ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہم اصحاب ثلاثہ کا ایمان کتب مخالف سے ثابت کرینگے اور آپ اونکا کفر ہماری کتب سے ثابت کرینگے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ابوبکر کا فدک کے بارہ مین ظالم اور غاصب ہونا ہماری کتب سے ثابت کرینگے اور ہم اونکا منصف اور عادل ہونا آپکی کتابون سے ثابت کرینگے اور پبلک خود بخود نتیجہ نکال لیوینگی جسپر مولانا نے فرمایا کہ آپکی طرف سے کون صاحب تقریر کرینگے حافظ محمد سلطان صاحب اودہر سے مقرر ہوئے مگر حافظ مذکور نے کہا کہ چونکہ مین نابینا ہون اسلئے میرا معین ملا محمد غوث ہوگا۔ مولانا نے فرمایا تو مین بھی جناب شاہ صاحب لاہوری کو اپنا معین مقرر کرتا ہون اسکے بعد تقریر شروع ہوئی اور مولانا نے فرمایا کہ آپنے پہلے خط مین تسلیم کرلیا ہے کہ اول مباحثہ قرآن شریف سے ہوگا اسلئے حکیم محمد علیشاہ صاحب معین سے کہا کہ قرآن شریف سے سورہ نور کی آیہ شریفہ انما المومنین الخ پڑھو چنانچہ حکیم صاحب نے قرآن شریف سے نکال کر آیہ مذکورہ کو پڑھا۔ رکوع ۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ۔ پھر فرمایا کہ اسمین خدائے تعالی نے مومنین کے اوصاف بیان فرمائے ہین۔ پہلا وصف یہ ہے کہ مومن صرف وہی لوگ ہین جو ایمان لاوین اللہ اور رسول پر اور دوسرا وصف مومنون کا یہ ہے کہ جبکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد مین جاوین تو بغیر اذن رسولخدا کسی قسم نہ چلے جاوین۔ یہ دونون اوصاف ثلاثہ کے ایمان مین نہین پائے جاتے کیونکہ با تفاق جمیع فرق اسلام۔ جنگ احد مین بھاگ گئے تھے جو کتب اہل سنت مین مندرج ہے صرف علی علیہ السلام جناب رسولخدا کے داہنے بائین کفار پر حملہ آور رہے چنانچہ حضرت کی شان مین ہاتف نے ندا کی۔ لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے ونیز دیگر علمای اہلسنت نے اپنی تصنیفات مین یہ لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ کہا کہ لِمَ لَا تَهْرُبُ یا علی اے علی تم کیون نہین بھاگتے۔ علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ اَاَكْفُرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ کیا ایمان کے بعد مین کافر ہوجاؤن۔

اسی طرح خیبر کی لڑائی مین بھی ابوبکر اور عمر بھاگ گئے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَرَّارًا

غَیْرَ فَرَّارٍ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کل میں علم ایسے شخص کو دونگا جو کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو اور اوسکے رسول کو اور اللہ اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین اور وہ باربار حملہ کرنیوالا ہے بھاگنے والا نہین پھر دوسرے روز حضرت علی علیہ السّلام باوجود آشوب آنکھون کے رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حضرت نے علی علیہ السّلام کو علم دیکر میدان کارزار مین روانہ کیا حضرت علی علیہ السّلام نے جنگ خیبر مین تائید الٰہی سے فتحیابی حاصل کی اور مرحب کفار کے سردار کو مار کر خیبر کے قلعہ کا دروازہ (جسکو ستر آدمی بصد مشکل ہلا سکتے تھے) اکھاڑ کر خندق پر رکھدیا اور باوجودیکہ وہ دروازہ ہاتھ بھر عرض خندق سے کمتھا ایک طرف حضرت نے اپنا ہاتھ رکھکر لشکر نبوی کو عبور کرادیا پھر مولانا نے شرح تہذیب سے اصحاب کی تعریف سنائی ہم الذین ادرکوا صحبۃ النبی مع الایمان وماتوا علیہ کہ صحابی وہ ہین جنہون نے رسول اللہ کی صحبت کو ایمان سے پایا اور ایمان پر ہی مرگئے اصحاب قابل تعظیم ہی ہین نہ کہ وہ جو ایمان ہی نہین لائے یا کہ ایمان بظاہر لائے مگر ایمان پر نہین مرے ایسے ہزارہا دلائل ہین مگر چونکہ وقت صرف ۲۵ منٹ دیا گیا ہے اسلئے ایک آیہ اور سن لیجیے دکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ جسکے معنی یہ ہے ہمنے ہر ایک شخص کو اپنے مان باپ اور عزیزون کے ترکہ کا وارث بنایا اسمین کسی فرد بشر کو مستثنے نہین کیا۔ افسوس کہ ہر شخص تو اپنے مان باپکے ترکہ کا وارث ہو مگر رسول اللہ کی دختر کو ہی ثلاثہ نے ترکہ اور ورثہ رسول سے محروم رکھا ہے حالانکہ قرآن مین وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ موجود ہے کہ سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔ پھر فرماتا ہے فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ کہ ذکریا نے دعا مانگی کہ الٰہی ایسا وارث مجھکو دے جو کہ میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا۔ مگر خلفا نے بمخالفت قرآن دختر رسول خدا کو ترکہ باپ کا نہ دیا۔ جسپر دختر جناب رسول خدا غضبناک ہوین صحیح بخاری مین ہے فغضبت فاطمہ ولم تتکلم حتی ماتت جسکا ترجمہ یہ ہے کہ غضبناک ہوئی فاطمہ زہرا ابوبکر پر اور آخر دم تک اوس سے ہم کلام نہین ہوین۔ اور یہ حدیث بھی صحیح بخاری مین ہے فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی۔ اور بائیسوین پارہ مین ہے کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

معہینا کہ جو لوگ ایذا دیتے ہین خدا کو اور اوسکے رسول کو تو خدا تعالی نے اونکو دنیا مین اور آخرت
مین لعنت کی اور انکے لئے خراب کرنیوالا عذاب ہے۔ اسکے بعد جناب مولانا نے کتاب تشیید
المطاعن ہر سہ جلد پیش کرکے کہا کہ یہ کتاب لیلو اس مین وہ وہ مسائل متعینہ متعلقہ صحابہ کے دلائل
مع شئی زائد مفصل مندرج ہے جسکا جواب آجتک بجانب علماء اہل سنت سے کچھ نہین ہوا یہ کتاب لیلو
اور اگر طاقت رکھتے ہو تو اس وقت زبانی جواب دو ورنہ ایک مہینہ دو مہینہ چھ مہینہ تک اپنے
مذہب کے علماء کو جمع کرکے اسکا جواب تحریر کراکر ہمارے پاس بھیجیو۔ مگر فریق ثانی نے کتاب کے لینے سے
انکار کیا پھر فریق ثانی کے حضرت نے اپنی تقریر شروع کی اور کہا کہ دیکھو صاحبو مولوی صاحب کی
تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ سواے علی علیہ السلام کے ثلاثہ وغیرہ اصحاب ایمان سے خارج ہوے حالانکہ
ثلاثہ اصحاب مدۃ العمر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کرتے رہے وغیرہ وغیرہ پھر قرآن شریف
سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ آیہ پڑھکر سنائی اور ثلاثہ کی تعریف کرتے رہے مگر جنگ احد
اور خیبر سے ثلاثہ کے بھاگ جانے اور غصب میراث دختر رسول خدا و غصب فدک کا کوئی جواب
نہ دیا تاکہ پچیس منٹ ختم ہوے۔ اور فریقین نماز ظہر کیواسطے اوٹھ کھڑے ہوے مولانا صاحب نے اسی
میدان مین اپنی گروہ کو نماز پڑھوائی۔ بعد فراغت نماز پھر جناب مولوی صاحب نے بدستور سابق تقریر
شروع کی اور اپنے معین حکیم صاحب سے کہا کہ قرآن شریف سے آیہ شریف وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ
لَهْوًا انْفَضُّوا اِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا پڑھو اور مولانا صاحب نے کہا کہ یہ آیہ قرآنی ہے یا نہین جواب
دیا کہ ہے۔ پھر مولانا نے کہا کہ آپنے ظاہر کیا کہ کل اصحاب حضرت کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اس آیہ
شریفہ سے ثابت ہے کہ عموماً اصحاب حضرت رسول خدا کو خطبہ یا نماز جمعہ مین چھوڑکر لہو و تجارت
کیطرف چل دیئے پھر قضیہ اسامہ کو شروع کیا کہ عموماً اصحاب مہاجرین مع انصار حکم رسولخدا
کی مخالفت کرکے اسامہ کی لشکر کے ساتھ دینے سے منحرف ہو گئے جسپر حضرت نے فرمایا جهزوا جيش
اسامة لعن الله من تخلف عنها یہ مذکور فریقین کی کتب مین مندرج ہے اور کورس مین
الف سے فارسی مین مندرج ہے جو کہ کالجون مین پڑھا جاتا ہے۔ شعر ہر کز اسامہ کرد تخلف بر او
لعنت ولعنت بر او مدام تخلف ہر دو نار۔ بعد اسکے قرآن شریف سے آیہ یَا اَیُّهَا الَّذِینَ
اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الخ پڑھوائی اور کہا کہ خدا تعالی

فرماتا ہے کہ اے مومنین رسولخدا کی آواز پر اپنی آوازون کو مت بلند کرو۔ اور ۔ کتاب
مشکوٰۃ سے قصہ قرطاس کی بابت مفصل بیان کیا جسمین نسبت ہذیان بہ نسبت سرور کائنات
اور کلمہ حسبنا کتاب اللہ کا تذکرہ کرکے خبر علما اکثروا اللغط والاختلاط منہم پڑھا اور لکھا کہ جب
کہ رسولخدا صلعم کے سامنے بہت شور و غل برپا ہوا بعضون نے کہا کہ قلم و دوات کاغذ لاؤ اور بعضون نے
کہا نہ لاؤ۔ تو ایسے شور و غل پر جو کہ مخالف حکم الٰہی تھا۔ رسول خدا صلعم نے جنکی نسبت خدا ئے
تعالیٰ فرماتا ہے وانک لعلیٰ خلق عظیم) اور فرمایا قوموا من عندی لا ینبغی التنازع
عندی یعنی اوٹھ کھڑے ہو میرے پاس سے میرے پاس جھگڑا جائز نہین۔ یہ جھگڑا اور شور و غل
مخالفت حکم خدا کی بواضح طور پر ظاہر کر رہا ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ کا حکم ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اِذَا تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ترجمہ اے مومنین جب تم آپس مین
جھگڑا کرو تو اوس جھگڑا کو خدا اور رسول کے پیش کرو اگر تم ایمان لائے ہو اللہ اور رسول پر
اور قیامت کے دن پر یہی بات بہتر ہے تمہارے لئے اور یہی اچھی تاویل ہے۔ اور نہ ایسا کوئی
حکم الٰہی نہین کہ رسول کی مخالفت کرو اور اوسکے سامنے شور و غل کرو اور رسول سے
فیصلے کے طالب نہو۔ اور کتب فریقین مین کہ بعد رحلت رسول خدا صلعم نعش مبارک رسول
خدا کی بے گور و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف ثلاثہ دوڑ گئے چنانچہ شاعر کہتا ہے چون صحابہ حب
دنیا داشتند ۔ مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند ۔ اور دوسرے شاعر نے کہا۔ اہل دنیا کار دنیا ساختند
مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند ۔ اور کتاب تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبدالعزیز دہلوی مین لکھا ہے کہ آگ
اور لکڑیان دختر رسولخدا کے گہر جلانیکے واسطے عمر بن خطاب لے گیا پھر کہا کہ عثمان بن
عفان نے مروان طرید رسولخدا کو جسکو رسول خدا اور شیخین نے مدینہ شریف سے جلاوطن کیا
عثمان نے تیس کوس کے فاصلہ پر سے واپس مدینہ شریف کو بلوایا اوسکے رہنے کیلئے سبز محل
بنوایا اور بیت المال سے ہزار اشرفی اونکا وظیفہ مقرر کیا اور اپنے اوس عہد کا جو اہل
شوریٰ کے سامنے خصوصاً عبدالرحمان بن عوف اپنے خسر کے سامنے عہد کیا
کہ شیخین کی سنت پر چلونگا اس عہد کو توڑ کر اور مخالفت کرکے حضرت رسول صلعم کو ایذا اور رنج

دینے کے لئے اونکے ملنے اور مخالفت کو بڑی آرام و راحت سے مدینہ منورہ مین آباد کیا سبحان
اللہ مصرع فارسی ۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔ مصرع اردو ۔ جسکو نکالے مصطفےٰ ۔
اوسکو بولانا کیا روا ۔ اگر کسی کی حیا نہ تھی تو رسول خدا صلعم کے روضہ طیبہ سے تو لازم تھی
اور حکم الٰہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول پر عمل کرنا اور ومن یعص اللہ ورسولہ
سے بچنا جو کہ ایمان کی شرط ہے واجب تھا ۔ ایمان والے سمجھتے ہین کہ یہ افعال ثلاثہ کا ایمان کا
نشان دیتے ہین یا کفر کا ذالک عبرۃ لاولی الابصار وما علینا الا البلاغ ۳۵ منٹ
ختم ہوئے اور مولانا صاحب کرسی پر رونق افروز ہوئے ۔ پھر فریق ثانی کا مقرر کھڑا ہوا ۔
اور اصل مقدمات مفصل بیان کردہ مولوی صاحب کا تو کوئی جواب نہین دیا اور یہ کہا کہ
مولوی صاحب نے ثلاثہ کا کفر ظاہر کیا حالانکہ انکی شان مین بہت سی آیات آچکی ہین اور
آیت والسابقون الاولون الخ کو پڑھا اور ایسا ویسا بیان کرکے بیٹھ گئے پھر اسکے معین نے
جوش قلبی سے اٹھکر باواز بلند کہا کہ ثلاثہ کا رسولخدا کو بے کفن و دفن چھوڑنا اور رسولخدا کی
دختر فاطمہ زہرا کے گھر پر عمر کا آگ اور لکڑیان جلانیکے واسطے لیجانا کتاب تحفہ اثنا عشریہ شاہ
عبد العزیز مین درج نہین ہے جسپر مولوی صاحب نے فوراً افسران پولیس کو کہا کہ اس پر نوٹ
کر لیوین ہم ثابت دیوینگے ۔ اور فریق ثانی کو مذہب اثنا عشریہ اختیار کرنا پڑیگا ۔ چنانچہ افسران
موجودہ نے کہا کہ اس پر فریقین دستخط کرین چنانچہ مولانا نے لکھدیا کہ ہم نعش رسولخدا کو بے
گور و کفن چھوڑ جانا ثلاثہ کا اور دختر رسولخدا کے گھر پر آگ اور لکڑیان لیجانا عمر بن خطاب کا
تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز سے اور اصحاب کا رسولخدا کو خطبہ یا نماز مین چھوڑ کر چلا جانا
کتب اہلسنت سے ثابت کر دینگے پھر علماء اہلسنت کو مذہب اثنا عشریہ کا اختیار کرنا ضروری
اور لازم ہوگا دستخط کرکے افسران پولیس کو دیدیا اور افسران پولیس نے فریق ثانی کو
دستخط کرنے کیلئے کہا تو اونہون نے آگ اور لکڑیان کے لیجانے والے مسئلہ پر زبانی تو اقرار
کیا اور تحریر باوصف اصرار پولیس کے انکار کرکے باقی دو مسئلون پر دستخط کر دیئے ۔
چونکہ چھ بج چلے تھے اور اہلکاران پولیس واپس جانیکو طیار تھے لہذا ہو گئے ۔ صاحب
سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس نے اپنی خوشنودی مولوی صاحب کیساتھ ظاہر فرماکر

ہا کہ یہ کاغذات مین لیجاتا ہون آپ اسکے ثبوت مین دلائل تحریر کرکے میرے پاس بھیجدیوین۔
صاحب بہادر مع اہلکاران مولوی صاحب کو فتح یابی کی مبارکباد کہکر رخصت ہوے۔
چونکہ محل مناظرہ مین مومنین کے چہرون پر آثار بشاشت و فرحت کامل ہویدا اور نمایان
ہوئے تہے شوق سے مومنین نے بکمال احترام جناب مولانا صاحب کو پالکی مین سوار کیا۔
اور صداے یا علی و نعرہ حیدری کرکے درود پڑہتے ہوئے پالکی کے ساتھ شامل ہوئے اور
اسی ہئیت چہ بجے شام کے وقت شادان و فرحان داخل موضع فنڈر ہوئے۔

المعارض سید اسمعیل شاہ ساکن فنڈر ریاست

جمون

اصلاح۔ جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب دامت معالیہ نے یہ خاص قسم کا احسان قوم پر کیا۔ کیونکہ ہمارے علما اس طرح کے مناظرہ کو اپنی ہتک اور موجب ذلت سمجھتے ہین کہ ایسے اشخاص سے ہمکلام ہون حالانکہ جس مناظرہ مین کسی شیعہ عالم نے قدم رکہا فوراً فریق مخالف نے فرار کیا۔ اس سوا اور بھی علماے شیعہ اس قسم کی درخواستونکو کوزشتر سمجھتے ہین۔ بہرحال ہم تمام قوم کی طرف سے جناب مولوی سید باقر علیشاہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ اونہون نے نہایت جرأت و ہمت سے اس مہم کو انجام دیا خدا کرے دیگر حضرات اہل علم بھی اسکا خیال کرین کہ جہان فریق مخالف کی صدا اس قسم سے بلند ہو فوراً پہونچ جائین کہ صرف انکی تشریف آوری سے اہل بطالت فرار کرجائینگے۔
سنی مولوی اسکو بہی ذریعہ معاش سمجھتے ہین کہ ہر جگہ پہونچکر کچہ نذرانہ پیشکش وصول کرلیتے ہین۔ اور علماے شیعہ اس قسم کے منافع کو ناجائز سمجھتے ہین۔ اسلئے اور بہی عوام اہلسنت مناظرہ پر طیار ہوجاتے ہین کہ دو چار روپیہ مین کسی مولوی کو بلالینگے۔ اور شیعہ جنکی تعداد کم ہے علما بہی گنتی محدود ہین۔ اسلئے انکو دقتین ہوتی ہین۔
ہان اگر علماے شیعہ بہی اسی طرح مناظرہ زبانی پر ہر وقت آمادہ ہوجائیں تو جسطرح تحریری مناظرہ سے لوگ گہبراتے ہین تقریری کا بہی نام نہ لینگے۔

(اڈیٹر)

کیا صحابہ بھی بدعتی تھے؟

الحمد للہ کہ حق روز بروز واضح ہو رہا ہے صحابہ پرستی کا پھندا ٹوٹ رہا ہے بڑے بڑے ناحق کوش امر حق کا اقرار کر رہے ہیں جن باتوں کو چھپا رہے تھے وہ اب ظاہر ہو رہے ہیں۔ دیکھو اڈیٹر اہلحدیث نئے سال میں قدم رکھتے ہی اپنے پہلے نمبر میں لکھتے ہیں "واقعات نبویہ اور واردات صحابہ پر غور کریں تو ہم اوس طبقے میں بھی سب کو ایک رائے نہیں پاتے یہانتک کہ بعض انمیں ایسے خیالات کے بھی معتقد تھے جنکو آج ظاہر کرنے پر یقیناً اہل بدعت کا فتوی لگتا ہے"

کہو پھر کیوں اسکے خلاف کہتے ہو۔ صحابہ سب ایکدل ایک زبان باہم شیر و شکر تھے۔ ایک رائے بھی اونکو نہ کہو اور پھر اتفاق کا بھی دعوی کرو۔ یہ کونسی منطق ہے۔

کیوں صاحب جب صحابہ مین ایسے بھی لوگ تھے جو ایسے خیالات کے معتقد تھے کہ یقیناً اہل بدعت ہونیکا اونپر فتوی لگتا ہے۔ تو پھر سب صحابہ اہلسنت کہاں رہے۔ سب مومن کیونکر ہوئے یہی تو قرآن بھی کہتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ یہی تو شیعوں کا بھی عقیدہ ہے کہ صحابہ مین مومن و منافق سب شامل تھے۔ منافق کی شناخت احادیث متواترہ اہلسنت سے بغض علی ابن ابیطالب ہے زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

یہ بھی عجب اتفاق ہے کہ انلوگونکو جب کبھی "اتفاق" پر لکھنا پڑا ہے تو ایسے اسرار ظاہر ہوئے چنانچہ سب سے پہلے جو اہلحدیث مین اتفاق پر تحریر شروع ہوئی تو ۲۷ رمضان ۱۳۲۶ھ مین مولوی ابو النعیم محمد عبد العظیم صاحب نے "مسلمانون مین اتفاق کی ضرورت ہے" عنوان قائم کرکے لکھنا شروع کیا جسمین یہ بھی لکھتے ہین "مجھے خوب طرح سے یہ بھی خبر ہے کہ مابین صحابہ کے کسی نہ کسی قسم کا اختلاف رہا جسطرح حضرت عمر کا تیمم سے انکار۔ اور حضرت عمار بن یاسر کا اقبال۔ مگر یہ اختلاف انکے نفوس مین ایسا اثر نہین کرتا تھا کہ اخوت اور برادری سے ایک دوسرے کو علیحدہ کرے (اخوت سے علیحدگی کیسی مارتے مارتے ادھ موا کر دیتے تھے دیکھو حضرت عثمان کیکہ انہین عمار کو اسقدر مارا کہ عارضہ فتق ہو گیا) اور ادنہین مرض نفاق کو جو باعث اسلام اللہ (؟) وجود مرض نفاق کا اقرار ہے اگرچہ پڑھانے سے انکار ہو حالانکہ خدا فرماتا ہے فزادھم اللہ مرضا

ٹھیک طور پر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مابین صحابہ کے گفتگو اور جھگڑا بھی ہوا جیسے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہم کی خلافت پر باہمی ناراضی اور کشاکشی لیکن یہ اختلافات ایسے نتھے کہ ان مین عداوت و بغض کی آگ کو بھڑکائے "۔

اس تقریر نے اوس زمانہ کا پورا فوٹو کھینچ دیا ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اون صحابہ مین کیسی باہم خود بازکشش عداوت تھی کہ ہزارون جانین تلف ہوین۔ حضرت ابوذر سا جلیل القدر صحابی کیون شہر بدر ہوا عمار کی پسلی کیون توڑی گئی۔ عبد اللہ بن مسعود جامع قرآن پر کیا گذری جنگ جمل و صفین و معرکہ کربلا کسکا نتیجہ تھا اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔

پھر ہی مولوی ابو النعیم صاحب لکھتے ہین "ولیکن بسبعت صحابہ کے قلوب مین بھی دنیاوی محبت والفت کا کیسقدر لگاؤ پایا گیا (مگر خدا تو واقعہ جنگ احد مین فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ آپ خلاف قرآن اوس زمانہ کے لوگونکو محبت دنیا سے خالی اور بعد والونکو اوس سے ملوث کیون کہتے ہین) تو پھر انمین بھی (زہ اتفاق کا مضمون) انکے اسی دنیاوی لگاؤ کے مطابق علحدہ ہوتا چلا حضرت عثمان غنی کی شہادت کا وہ شخصی جھگڑا جو مروان (صحابی ہے) کی بدطینتی کیوجہ سے پیش آیا تھا کسی پر مخفی نہین۔ اور نیز ہمارے دلوسے حضرت علیؓ اور حضرت معویہ کا باہمی جھگڑا اور جنگ و فساد کا قصہ نہین بھولا گیا اور حضرت امام حسینؑ اور یزید پلید کا مقابلہ۔ یہ جملہ مقابلے حکومت و ریاست کی غرض سے ہوئے۔ لیکن پھر بھی مین دعوی سے یہ کہہ سکتا ہون کہ یہ جھگڑے صرف ریاست و حکومت کے لحاظ سے ہوئے مگر بال برابر بھی فرق اسلامی مسائل اور اسلامی باتونمین نہین آیا۔ اب ہم ہرگز یہ نہین کہینگے کہ ان جھگڑون مین کون حق پر تھا اور کون ناحق پر کیونکہ صحابہ کرام کی شان مین ہم الصاف کسطرح کر سکتے ہین "۔

ابتو آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ انکا بھی وہی عقیدہ ہے جو شیعونکا عقیدہ ہے کہ انمین جو کچھ جھگڑا ٹکرار ہوا سب حکومت و ریاست کے لئے۔ پھر بتائیے ایسے لوگ دین کے پیشوا کیونکر ہو سکتے ہین۔

فیصلہ کرنا تو ہر عاقل کا کام ہے کہ جب دو قضیہ اوسکے سامنے پیش ہو تو وہ ہو ہمین فیصلہ کرے

کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ مگر مولوی صاحب فیصلہ سے انکار کرتے ہیں کیونکہ فرماتے ہیں "ہم ہرگز نہ کہینگے" جس سے معلوم ہوا کہ انکو معلوم ہے مگر کہنا نہیں چاہتے تو ہم بھی زیادہ مجبور نہیں کرتے کیونکہ قوت تمیزہ ہر شخص کی سلب نہیں ہوئی ہے۔ ہزاروں بندگان خدا ایسے ہیں جو اسکی قوت رکھتے ہیں کہ ہر بات میں فیصلہ کر لیں کیونکہ ہر شخص کو خدا نے عقل اسی لئے دی ہے کہ وہ تمیز کرے ورنہ وہ تو حیوان سے بھی بدتر ہے جو سب فیصلہ کر لیتا ہے کہ یہ ہمارے مضر ہے یا نافع۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ انسان نہ فیصلہ کرے جو اشرف المخلوقات ہے۔

اس ابتدائی تحریر سے مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کی اس تحریر کو ملائیے تو آپکو اچھی طرح معلوم ہو کہ صحابہ میں بھی بدعتی لوگ تھے۔ تو کیا اسکے بعد آپ صحابہ کو قابل اقتدا و تقلید جان سکتے ہیں کہ احکام دین میں اونکی پیروی کریں حاشا وکلا کوئی مسلمان کیونکر ایسا خیال کر سکتا ہے یہی تو وجہ ہے کہ اڈیٹر النجم ایسا شخص جسکی صحابہ پرستی آپکو بعنوان صلح مندرجہ اصلاح [illegible] سے معلوم ہو چکی وہ بھی صاف صاف لکھتے ہیں "اہلسنت کے نزدیک انبیاء کے سوا جسقدر افراد بشر ہیں سب جائز الخطا ہیں سب سے خطا اور سہو و نسیان ممکن ہے بلکہ واقع بھی ہوا خواہ صحابہ کرام ہوں خواہ ائمہ اہلبیت خواہ اور ائمہ مجتہدین سب کا یہی حال ہے۔ تقرب عند اللہ اور چیز ہے معصوم عن الخطا والنسیان ہونا اور چیز۔ سب سے زیادہ اس امت مرحومہ میں حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق کا مرتبہ ہے بلکہ جبسے دنیا قائم ہوئی ہے سوائے انبیاء کے کوئی ان سے بڑھکر کیا معنی انکے مثل بھی نہیں ہوا مگر اہلسنت کی کتابیں انکو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ وہ ان دونوں مقدس بزرگ کے اقوال کے بھی پابند نہیں" دیکھو مناظرہ مورخہ [illegible] شوال

اس تحریر میں جسقدر خلیفہ اول و دوم کی مدح سرائی میں مبالغہ کیا گیا ہے اوس سے ہمکو مطلب نہیں کیونکہ اب خود اونکے اہل مذہب اس خیال [illegible] نفرت کرتے ہیں۔ مگر تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ خود اہلسنت کے نزدیک بھی خلفائے ثلثہ اس قابل نہیں ہیں کہ [illegible] تقلید کریں یا اونکے اقوال کے پابند ہوں۔ پھر بتاؤ ایسے صحابہ کس مصرف کے ہیں۔ دین یا شریعت کو ان سے کیا واسطہ۔

[illegible] دنیاداری میں اعلی درجہ ہوں۔ [illegible] انتظام [illegible] کیا۔ [illegible] کیا۔ اس کو

مذہبی حیثیت سے وہ کب قائل اقتدا و محبت ہوئے۔

آپ جانتے ہین یہ اونکی تعریف کیون کی جاتی ہے اتفاق پر کیون زور دیا جاتا ہے صرف اس غرض سے کہ مسلمان پھر اتفاق کر کے گئی ہوئی سلطنت حاصل کرین۔ یعنی گورنمنٹ انگلیشیہ کو جسطرح آریہ۔ ہندو۔ ملک بدر کرنا چاہتے ہین۔ اوسی طرح یہ لوگ بھی اصلی مطلب اتفاق کا یہی قرار دیتے ہین۔ چنانچہ وہی مولوی ابو النعیم صاحب صحابہ کے اتفاق با وصف اختلاف کا نتیجہ لکھتے ہین " اونکے اتفاق کی بدولت فتوحات روز افزون ہوئے غرض کوئی ترقی کا دقیقہ باقی نہ رہا " پھر بتائیے اس زمانہ کے اتفاق سے اونکا کیا مطلب ہے۔ یہی نہ کہ جسطرح اوس زمانہ مین فتوحات ہوئے اب بھی ہون۔ تو یہ فتوحات کس پر ہونگے نصاریٰ پر کیونکہ کابل۔ روم ایران۔ مصر۔ مراکو تو اسلامی ملک ہے۔ اب کہان فتوحات ہونگے اسی ہندوستان مین۔

مولوی صاحب لکھتے ہین کہ اس جملہ معترضہ کے بعد اصل مطلب پر عود کرتا ہون کہ صحابہ میں روز اول ایسے جھگڑے نہ ہوئے اگر کسی زمانہ مین ہے تو وہ ایک بال برابر بھی اسلامی باتون مین تفرقہ ڈالنے والے نہ تھے سب کے سب ملکر کہتے تھے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ "

اب ان سے کوئی پوچھے کہ اگر اتفاق کی غرض صرف یہی ہے کہ سب ملکر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ کہین تو یہ بات تو اب بھی اوسی طرح حاصل ہے جسطرح پہلے تھے کوئی نہ اسکا مخالف ہے نہ اسکے سوا کوئی کلمہ کہتا ہے۔ ہان اہلحدیث مین کچھ لوگ اب ایسے ضرور ہوئے ہین جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہین۔ مگر انکا درجہ اون صحابہ سے زائد نہین جو مسیلمہ کذاب کی نبوت کے قائل تھے۔ دوسرا فرقہ وہ پیدا ہوا ہے جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ شرک کہتا ہے یہی فرقہ پر خطر ہے۔ مگر خدا بہت جلد انہین نیست و نابود کریگا جیسا کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کو نیست و نابود کیا۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔

حسین اب بھی بے کس ہے

اس عنوان سے ایک تازہ مضمون نظام المشائخ دہلی مین نکلا ہے جسکا نام ہی شہید نمبر رکھا گیا ہے

نظام المشائخ کا یہ فرقہ صوفیہ کا قومی اور مستند ارگن جو خواجہ حسن نظامی صاحب کی اڈیٹری سے دو سال سے شایع ہو رہا ہے ترتیب مضامین نہایت دلچسپ چھپائی لکھائی بہت اعلی قسم دوم کی سالانہ قیمت عا ۔

فرقہ صوفیہ کا دعوی ہے کہ خرقہ و طریقہ اسکا جناب امیر المومنین سے ماخوذ ہے جسکے صدق و کذب سے ہمکو بحث نہین ہم سب سے پہلے اس رسالہ کا خیر مقدم کرتے ہین اور بجائے ریویو کے یہ مضمون اوس سے نقل کرتے ہین جس سے انصاف پسندی اسکی ظاہر ہو۔ **وھو ھذا**

"تیرہ سو برس سے مظلوم امام حسین علیہ السلام کو دنیا کی آنکھین روتی ہین شیعہ سنی ہندو مسلمان یہود و نصاری۔ کوئی قوم اور فرقہ ایسا نہین جسکا دل واقعہ کربلا سے غمناک نہ ہو جاتا ہو۔ بلکہ بعض سنیون خاصکر تمام شیعون نے غم حسین کو اپنی زندگی کے ساتھ ایسا وابستہ کر لیا ہے کہ بغیر ماتم داری کے وہ اسطرح بے چین رہتے ہین جسطرح انسان روٹی اور پانی کا حاجتمند ہوتا ہے اور بغیر کھائے پیئے قرار نہین پا سکتا۔

پس جس شخص کے اتنے رونیوالے ہون جسکی محبت کا کروڑون آدمیون کو دعوا ہو جسکے نام پر بیشمار انسان فدا اور قربان ہونا چاہتے ہون۔ اُس کو بے یار و مددگار و۔ اگر کہین سمجھنا غلطی ہے لیکن نہین غلطی نہین ہے۔ بالکل سچ اور درست ہے کہ مظلوم کا ساتھی کوئی نہین۔ یہ سب آہ و بکا بے سود ہے۔ اگر عملی ثبوت محبت نہ دکھایا جائے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اب بھی حضرت حسین اور اُسکے خاندان کو علانیہ گالیان دیجاتی ہین۔ اِس تشنہ لب سید پر شرمناک بہتان اُٹھائے جاتے ہین۔ اور مدعیان محبت اسکی کچھ پروا نہین کرتے۔

لاکھون آدمی ہین جو واقعات کربلا سنکر اور دشمنان اہل بیت کی سفاکیان معلوم کرکے حسرت سے کہتے ہین کاش ہم بھی اسوقت ہوتے اور اپنے امام و آقا پر قربان ہوجاتے اُن کو غلامان حسین کی حالت پر رشک آتا ہے کہ وہ کیسے خوش قسمت تھے جنکو ایسے نازک وقت مین اپنے رسول کے نواسے پر صدقے ہونیکا موقع مل گیا۔

اِن حسرت کے آنسو بہانے والے لوگون سے کہدو۔ کہ اگر تم اوس زمانہ مین ہوتے تو تم اسی طرح گھر مین بیٹھکر عورتون کی طرح سر پٹیا کرتے۔ میدان مین تمھارا ایک قدم بھی آگے

رہتا۔ کیا انکو خبر نہیں کہ آج بھی حسینؑ کے ساتھ کربلا کا واقعہ پیش آرہا ہے۔ چار برس سے مظلوم حسینؑ اور اُسکے برگزیدہ خاندان کو ملامت و دشنام دہی کے تیرون کا ہدف بنایا جارہا ہے تمنے اپنے آقا کی کیا حمایت کی؟ کچھہ نہیں! بلکہ جیب سے دام خرچ کرکے اُن گالیون کو خریدا۔ اور پڑھا۔

ہم کو صاف کہنے مین کچھہ باک نہین کہ میرزا حیرت نے عمر سعد اور شمر ذی الجوشن سے زیادہ زخمی حسینؑ کو تکلیفین دین سلمہ زن گرشتہ نے ہزارون عیب خاندان نبوت پر لگائے امام المشارق والمغارب امیر المومنین مولی علیؑ کو نعوذ باللہ ایسی شرمناک گالیان دین جن کا نقل کرنا بالکل ناممکن۔ نامرد۔ بزدل۔ بخیل۔ بیغیرت تو ایسے الفاظ ہین جنکو بارہا اُس شیر خدا کی شان مین بے تکان استعمال کیا گیا۔

الغرض بنا اور پرانا کوئی حربہ باقی نہین رہا جو حیرت نے رسول خدا صلعم کی اولاد پر بیباکی سے نہ چلایا ہو۔ مگر یہ سب محبان اہل بیت اپنے گھرون مین بیٹھے رہے۔ کسی نے بے کس و بے بس حسینؑ کی پاسداری مین زبان و قلم کو جنبش نہ دی۔

مین دل سوختہ ہون۔ اور آزادی سے ہز ہائنس آغاخان۔ سید امیر علی۔ سید حسین بلگرامی پر الزام لگاتا ہون کہ باوجودیکہ انکو گورنمنٹ مین اعتبار رسوخ حاصل ہے مگر انھون نے کبھی ایک لفظ اپنے آقا کی حمایت مین منہ سے نہ نکالا۔ انگریزی گورنمنٹ نے اگرچہ پریس کو اور عوام کو ہر طرح کی آزادی دی ہے لیکن ایسی آزادی ہرگز نہین دی کہ دوسرون کی دل آزاری کی جائے۔ کیا چھہ کروڑ مسلمانان ہند مین ایک بھی مسلمان ایسا نکل سکتا ہے جو آل رسولؐ کو گالیان سنتے دیکھے۔ اور اُسکے دلکو تکلیف نہو۔ جب تکلیف ہوتی ہے تو کیون اپنے حاکم انگریزون سے داد خواہی نہین کرتے جس طرح تم دنیاوی حقوق کیلئے مسلم لیگ بناکر رات دن حقوق طلبی کی کوشش کرتے ہو۔ دین کی حفاظت اور مقتدایان دین کی حمایت کیلئے بھی زبان کھولو۔ انگریز عادل ہین۔ انہی سے کہو انگریز محقق ہین انہی پہ انصاف کا مدار رکھو۔

بمبی مین ہز ہائنس آغاخان سے التماس ہے۔ کلکتہ مین میرزا شجاعت علیخان معہ الالقاب

سفیر ایران سے درخواست ہی۔ ممالک متحدہ مین نواب صاحب رام پور اور راجہ علی محمد خان مع الالقاب سے التجا ہے۔ پنجاب مین نواب فتح علی خان قزلباش سے خواہش ہی۔ لندن مین سید امیر علی مع الالقاب سی گذارش ہے۔ کہ وہ سب ملکر انگریزی سرکار کو اپنے دل کے زخم دکھائین کہ جیرت نے خاندان رسالتمآب صلعم کو گالیان دیکر ہمارے کلیجے چھلنی کر دیئے۔ اور اے تمام ہندوستان کے شیعون اور سنیون! تم بہی ایک عام آواز فریاد کی بلند کرو اور کرزن گزٹ کے گذشتہ پرچے گورنمنٹ کو دکھاؤ۔ اور انصاف کی خواہش کرو۔ بس یہی ضابطہ کی اعانت ہی۔ اس سے زیادہ کوئی حرکت نہ کرنا۔ کیونکہ تمہارے امام نے بہی قانونی حد سے قدم باہر نہین نکالا تھا۔

اگر تم ایسا نہین کر سکتے یعنی اس ظلم و ستم کی فریاد گورنمنٹ تک نہین لیجانی چاہتے تو آج سے حسینؑ شہید کربلا کی الفت کا دعوی چھوڑ دو۔ یہ جھوٹے آنسو نہ بہاؤ جنکا اثر تمہارے دل مین نہین ہے اور ہمین یہ کہنے دو کہ

حسینؑ اب بھی بیکس ہی!

اے شہیدون کے سردار۔ اے بھوک پیاس سے سر کٹانیوالے۔ اے وہ جسکی آنکھون کے سامنے بیٹون کی جوان لاشین خاک و خون مین تڑپین جسکے بے زبان معصوم بچہ کو تیر کا نشانہ بنایا گیا۔ جسکی بیٹی معصوم لڑکی کو طمانچے مارے گئے۔ اور وہ بیچاری اپنے حمایتون کی طلبگاری مین چارون طرف دیکھنے لگی۔ مگر کوئی نہ آیا جو اسکو اپنی گود مین لیتا۔ جسکی بہن کو برہنہ سر اونٹ پر بٹھا کر تشہیر کیا گیا جسکے بیمار لڑکے کے ہاتھون کو موٹی رسی سے باندھا گیا اور جانورون کیطرح گھسیٹا گیا۔

جو کربلا کے میدان مین اکیلا رہ گیا جسکو خدا کے سوا زمین پر کوئی سہارا نہ رہا۔ اور جسنے سر کو سجدہ مین کٹوا دیا۔ آج بہی دنیا مین تیرا کوئی نہین۔ تیرے قاتلون اور دشمنون کی تعریف مین قصیدے لکھے جاتے ہین۔ اور تجھکو کربلا سے بھاگ جانے والا بے حمیت ثابت کیا جاتا ہی۔ مگر ایک شخص بہی تجھ بیگناہ کی جانب داری مین نہین بولتا۔ سب ڈرتے ہین اور قلم کی نوک سے سہمے جاتے ہین۔ بس خدا ہی تیری بیکسی۔ بے بسی۔ مظلومیت۔ بیگناہی کا بدلا لیگا۔ اور کوئی نہین۔

راقم۔ اسد بن مسلم طباطبائی۔ سلہ دکن

اصلاح۔ اگرچہ بلحاظ اہل تحقیق جیرت کا قول اندر جو صلے تھا۔ اور بلحاظ حدیث بھی درجو نہین

لوگون سے ہیں جنکے مسئلۂ نبوت یزید کے قائل تھے مگر سب سے زیادہ قابل فریاد وکیل امرتسری ہے جو پچھے رستم کی طرح کام کر رہا ہے۔ النجم۔ اہلحدیث کی حالت سب پر ظاہر ہو چکی کہ یہ ہفتہ وار ہمراز بھیج کے تباہ کرنیوالے تعصب کے مجسم پتلے ہین۔ مگر وکیل کی رفتار بالکل منافقانہ ہے مدعی صلح کل پالیسی کا اور قومی اخبار ہونیکا کہ شیعہ سنی کو ایک نظر سے دیکھتا ہے مگر جب سے عبید اللہ غازی صاحب اسکے اڈیٹر ہوئے عبید اللہ زیادی کا جلوہ دکھا رہا ہے قوم کو اس سے باخبر رہنا چاہیئے۔ دو برس سے اسکا انداز بدل گیا خارجیت کا پورا اثر ہے۔ (اڈیٹر)

ایک تازہ مناظر

اہلحدیث مورخہ ۸ ربیع الاول مین ابویحیی حشمت العلی صاحب۔ واعظ دہلوی لکھتے ہین اڈیٹر اصلاح اسکا جواب دین فقیر نے آپکی خدمت مین رسالہ "ہو سمکم المسلمین"(۱) اور رسالہ "خیر خواہ دارین" روانہ کرکے دریافت کیا تھا کہ آپنے جو خلافت بلافصل علی رض کو جزو ایمان قرار دیا ہے آیا اسکی سند قرآن مجید سے کیا ہے؟ اور وہ اسلام جو زمانہ نبوت اور خلافت مین دشمنون کو دوست اور غیرون کو مثل عینی بھائی کے بناتا تھا وہ اسلام کیا ہے اور ہمارے زمانہ کا اسلام جو اسلامی فرقون نے اختیار کیا ہے یہ اسلام تو عینی بھائیونکو بھی دشمن بناتا ہے تو آپنے اوس کے جواب مین ایک رسالہ اصلاح اور ایک پرچہ روانہ فرمایا جسکا مضمون یہ تھا کہ "آپ حضرات خود بھی تفریق امت کے کوشان ہین اگر خلیفہ دوم رسول اللہ ائتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہی کی تکذیب نہ کرتے اور حسبنا کتاب اللہ نہ کہتے تو کوئی آفت نہ آتی۔ اگر آپ کو مناظرہ کا شوق ہے تو آپ کسی آریہ کو چیلنج دیجیئے اور اگر خاص شیعون سے شوق مجادلہ ہے تو رسالہ رجوع فرماکر آمادہ ہو جائین"۔ فقیر اڈیٹر صاحب کی تحریر سے بغایت درجہ خوش ہوا کہ سوال کیا گیا اور جناب نے جواب کیا دیا۔ سبحان اللہ مصلحان قوم جو بذریعہ رسالہ اصلاح الخ کی اصلاح کرین اُن کا یہ نمونہ کہ سوال کیا تھا اور جواب مین مجادلہ پیش کر دیا۔ اڈیٹر صاحب خدا تعالی کی خشیۃ اور اوس کی حضوری مین آؤ اور مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ(۲) پر غور فرماکر انصاف سے فرماؤ کہ فقیر آریہ اور عیسائی مخالفین اسلام کو رسالہ خیر خواہ دارین مین تو چیلنج دیچکا ہے شاید آپنے اوسے ملاحظہ نہین فرمایا اور آپ سے فقیر نے مجادلہ کے طریق سے کوئی مسئلہ پیش نہین کیا بلکہ محض ہمدردی اور اسلامی اخوۃ قائم کرنے کی غرض سے تکلیف دی تھی آپنے فقیر کے سوالون اور ہر دو رسالون کے

مضامین کو مجادلہ پر کس طرح محمول فرما کر فقیر کو ملزم ٹھیرایا۔ حقیر تو محض آپ سے اسقدر دریافت کرتا ہے
کہ آپنے خلافت (۴) بلافصل علیؑ کو جزو ایمان کن دلائل سے قرار دیا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون بالبینٰت والزبر اسکا شاہد ہے اور دوسرا سوال (۵) یہ ہے کہ ۷۳ فرقون مین سے جب آپ اپنے
آپکو ہی ناجی فرماتے ہین تو آپکے پاس ناجی ہونے کا معیار قرآن حدیث مین کیا ہے اور جب آپ دیگر
اسلامی فرقون کو ناجی نہین مانتے اور اُن کے پیچھے نماز پڑہنے سے بھی منکر ہین تو آپ پھر جب (۶) اتفاق
کا مضمون تحریر فرماتے ہین تو پھر ۷ کروڑ مسلمان ہندوستان کے کس خیال سے شمار کرتے ہین اور آپنے جو
رسالہ اصلاح جاری کیا ہے اور اسکا نام برعکس (۷) نہند نام زنگی کافور۔ اصلاح نام رکھا ہے۔ اس سے تو
اور فساد مین المسلمین پیدا ہوگیا سوا ایک فرقے شیعہ کے اور کوئی مومن نہین (۸) یہ دعوی بلا دلیل
آپنے کیون تحریر کر دیا۔ آپ مہربانی فرما کر حقیقت مین آپ مصلح قوم ہین تو اپنے رسالہ اصلاح مین ایسے ہی
مضامین تحریر فرماؤ کہ جس سے وہ اسلام ظاہر ہو کہ جو مخالفون کو دوست بنا تا تھا نہ وہ اسلام کہ جسنے
(۱۰) اس قدر اسلام مین فرقے پیدا کر کے پھر نئے سرے سے ہر ایک فرقہ مین کئی کئی فرقے پیدا کر کے عینی بھائیون کو
بھی دشمن بنا کر مخالفین اسلام کی نظرون مین حقیر و ذلیل کر دیا۔ آپ (۱۱) دیکھ رہے ہو کہ عیسائی
اور آریہ کس کس قدر ترقی کر رہے ہین اور آپ ابھی خلافت (۱۲) اور باغ فدک کے غم مین ہی
گھلے جا رہے ہین اور مخالفین آپکے مسلمانون کی جماعت کی تعداد کم کرتے جا رہے (۱۳) ہین۔ نیک
نیتی سے فقیر کے رسالون (۱۴) اور سوالون کا جواب تحریر فرماوین اور رنجش اور نیز ہمارے ہی سے
توبہ کرین۔ اور لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ اور لا تسبوا الاموات مین غور کرتے
رہا کرین "

الجواب (۱) اس تحریر کی پہلے فقرہ کا جواب خود اسکا فقرہ ۱۱ ہے کیونکہ جب مسلمانون سے
اسکے خواہان ہین کہ متفق ہو کر عیسائی اور آریہ کا جواب دین تو پھر پہلا فقرہ بر انداز ہے کیونکہ
آپ یہان خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی نسبت سوال کرتے ہین تو آپ ہی فرمایئے پہلے آپکا جواب
دیا جائے یا آریون کا جو صرف آپکی حرکات ہی پر اسقدر گالی گلوچ کر رہا ہے اور آپ رو رہے ہین۔
(۲) اسکا جواب خود آپکی تحریر ہے کہ اگر مجادلہ نہین منظور تھا تو ایسا سوال کیون کیا گیا۔ کیا
کسی بدیہی امر پر بھی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) خود آپکا رسالہ جواب ہے کیونکہ اسمین سماع موتے کا بطلان کیا ہے۔ اس سے عیسائیون اور آریونکو کیا چیلنج ہوا۔ کیا مسلمین وغیر مسلمین مین یہی مسئلہ متنازع فیہ ہے اور کیا ایک مسئلہ کے حل ہو جانے سے بفرض تسلیم کل نزاعات طے ہو جاینگی (۴) قرآن اور صحاح ستہ اور تمامی کتب احادیث وسیر و تواریخ مسلمہ اہلسنت سے (۵) وہی حدیث ستفرق امتی علی ثلثہ و سبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ کہ ۷۳ فرقے سے ۷۲ ناری ہونگے ایک ناجی (۶) اتفاق سے میرا منشا صرف اسقدر ہے کہ شیعہ سے سنی نہ متعرض ہون نہ حنفی سے وہابی ہر فرقہ اپنے اپنے فرقہ سے بحث رکھے نزاع موقوف کرکے سب مخالفین اسلام پر توجہ کرین۔ اتفاق سے صرف میرا یہی مقصد ہے کہ جو قوتین بلا خود ہاکی خانہ جنگی مین صرف ہوتی ہین وہ سب مخالفین اسلام پر صرف کیجائین (۷) کہئے یہ مجادلانہ معاندانہ فقرہ ہے یا اتحاد و اتفاق کا بڑھانیوالا اس جملہ سے آپکا کونسا مطلب ثابت ہوا۔ (۸) حدیث ستفرق کو میں لکھ چکا لفظ رسول سے بڑھکر کونسی دلیل چاہتے ہین کہ سب ناری ہین۔ (۹) وہی اسلام تھا جسکی بنیاد رسول اللہ نے بعد نزول آیہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ رکھی کہ مسلمانون کا فرسکو بتا دیا کہ ہم رسول ہین اور علی اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوا ملاحظہ ہو اصلاح ۱۲ جلد ۱۲ اور ۲ جلد ۱۳ (۱۰) یہی آپکا اسلام ہے جسمین ابوبکر خلاف حکم رسول خلیفہ بنائے گئے جس سے تمامی عرب نے مخالفت کی اور نہایت بے رحمی شقاوت سے وہ قتل کئے گئے زندہ آگ مین جلائے گئے جنکو آپلوگون نے مرتد کا خطاب دیا ہے حالانکہ وہ سب صحابی تھے جنکی شان مین کلھم عدول ہے آپکے خلفا سے وہ زیادہ عالم اور دیندار تھے دیکھو تنقید بخاری حصہ دوم۔ جبسے جو تفریق قائم ہوئی ہو آجتک چلی جاتی ہے کہ آریہ۔ وہابی۔ قادیانی۔ چکڑالوی۔ بٹالوی۔ ثنائی سب برساتی مینڈکو نکی طرح پیدا ہوگئے ہین (۱۲) یہ محض غلط خیال ہے کہ ہمکو خلافت یا باغ فدک کا خیال ہو۔ کیونکہ وہ سب تو ہو چکا۔ ہمکو صرف آپ حضرات کی ضلالت و گمراہی کا خیال ہے جسکے لئے حضرت نے فرمایا تھا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی کہ اب بھی کسی طرح سمجھئے اور ایمان لائیے تو نجات ملے۔

(۱۳) اسکی وجہ یہی ہے کہ جب عمر کی خلافت ماننا جزو اسلام ہے تو پھر دیانند جی کو کیون ضامن جو آپکے خلیفہ عمر سے کہیں افضل ہے علم و عقل مین ان سے زیادہ کیونکہ عمر صاحب تو خود کہتے تھے۔ کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال (۱۴) اگر مین آپکے رسالونکو قابل جواب

سمجھتا تو ضرور جواب دیتا۔ مگر افسوس وہ سب تو کسی اہل علم کے دیکھنے کے لائق بھی نہیں جسنی اپنا ھو ثو "ان فرعون علا فی الارض بنا یا ہے (۱۵) اگر آپلوگ آیہ لاتسبوا الذین پر عمل کرتے تو آریون سے گالی گلوج کیون کرتے جو آپ پورا ابدلے رہے ہین اور آپ رو رہے ہین ۔ اور اگر حدیث پر عمل ہوتا تو فرقہ وہابی کیون پیدا ہوتا جسکی گندگی نے تمام عالم کو گندہ کر دیا ہمارا عمل قرآن کے آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ پر ہے اور صحاح ستہ کی حدیث الحب للہ والبغض للہ پر کہ اولیا خدا سے محبت اور اعدائے دین پر لعنت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین ۔

اڈیٹر

اسلامی اخبارون مین مذہبی چھیڑچھاڑ

اس عنوان سے وکیل مورخہ ۱۲ر مارچ حسب ذیل مضمون شایع کرتا ہے ۔

مذہبی چھیڑچھاڑ اور مذہبی فرقون کے متعلق میرا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح دنیوی جھگڑے کسی نہ کسی رنگ مین اٹھتے ہی رہتے ہین ۔ اور اختلاف خیالات سے مختلف ٹولیان بنتی رہتی ہین ۔ اسیطرح مذہب مین بھی فرقون اور اختلافات کا ہونا لازمی اور لابدی ہے ۔ اختلاف برا نہین لیکن اختلاف کی وجہ سے آپس مین عداوت اور ذاتی کاوش کا پیدا ہونا یا پیدا کرنا برا ہے ۔

اسوقت اسلام اور اسلامیون کی جو حالت ہے ۔ اگرچہ وہ ہندوستان مین بفضل خدای ذوالجلال اور بتائید گورنمنٹ انگلشیہ دن بدن بہت کچھ سنبھلتی جاتی ہے ۔ مگر پھر بھی یہ کہنا ہی پڑیگا کہ ابھی بہت کچھ کرنا کرانا ہے ۔ دوسری قومون مین بھی ہر قسم کے اختلافات ہین لیکن نہ اس قسم کے یا اس زہریلے اثر کے جو اسلامی جماعتون مین پائے جاتے ہین مسلمانون کے اخبارات اور رسالے دو قسم کے ہین ۔ محض مذہبی ۔ محض دنیوی ۔

محض مذہبی اخبارات اور رسائل مین اگر چھیڑچھاڑ ہو ۔ بشرطیکہ تہذیب کے رنگ مین ہو تو کچھ قباحت نہیں ۔ لیکن دنیوی اخبارات مین مذہبی چھیڑچھاڑ کوئی معنی نہین رکھتی ۔ میرے خیال مین اسکا اثر بہت ہی خراب پڑتا ہے ۔ کسی پچھلے پرچہ روزانہ پیسہ اخبار لاہور مین اڈیٹر اخبار کی جانب سے یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ

آیندہ شیعہ اور سنی فرقون کے متعلق مذہبی رنگ مین کوئی مراسلت درج نہین کرنی چاہیئے۔

پیسہ اخبار نے یہ بہت اچھی پالیسی اختیار کی ہے۔

جتنے مسلمان دنیوی اخبارات ہین اُن کا یہ فرض ہو کہ وہ بھی اسی قسم کا التزام کرین ان اختلافی مضامین کی بجائے ایسے زور دین کہ اغراض مشترکہ کی خاطر سب اہل اسلام خواہ کسی فرقہ سے ہون ایک ہی راہ لین خدا نبی۔ اور قرآن مجید کی شرکت سے ایک ہی مسلک اختیار کرین۔

کیونکہ اس روز کی تو تو مین مین سے اسلام کی عظمت اور وقعت مین دن بدن فرق آرہا ہے اور بعض بات اور وہ کام جو اس زمانہ مین کرنے ضروری ہین۔ اس خانہ جنگی سے رُکے جاتے ہین۔ اور باوجود اس زمانہ امن و امان کے کوئی نجات کی صورت نہین نکلتی ؎

جستے نہین وہ سوار مین ہوتا ہون جان بلب ‖ پھانسی مرے گلے مین ہین تسمے رکاب کے

جتنا زور اس مذہبی مناقشت اور اندرونی جنگ پر دیا جاتا ہو اگر سب فرقون کے پرستار صلاحیت پر آئین تو دائرہ کا کیا ٹھکانا ہے کیا اسلام ایسی حالت اور ایسے درجہ مین ہو کہ اُسکے پیروکاران کیلئے بجز اس دھینگا مشتی کے اور کوئی کام باقی نہین رہا۔

ابھی صدہا کام باقی ہین۔ اور تو اُنہین ہاتھ تک نہین لگایا گیا ہے خدا لگتی بات تو یہ ہو کہ ابتک زمانہ کی رفتار کے مطابق ہم سے کوئی کام نہین بن پڑا محض اللہ ہین ؎

بازار عشق مین کوئی سودا نہ بن پڑا ‖ ہم اُسکے ہاتھ بک گئے جسکی خرید کی

کیا ابتک مسلمانون کے ضروری کامون کیواسطے اسقدر سرمایہ ہو گیا ہو کہ یہ مشقی جنگین بھلی معلوم ہون۔ جان جوکھون کر کرا کے جو ایک دو کالج جاری کئے ہین۔ اُن کا پیٹ ہی نہین بھرتا اگر مذہبی جنگ آور دس سال بھی ادھر توجہ کرین تو بہت کچھ ہو جائے۔ انتہی

اس مضمون کے لکھنے والے جناب سلطان احمد صاحب ہین جالندہری مگر کاش اس مصلحت پر وکیل عمل کرتا جسکو اصلاح دو برس سے سمجھا رہا ہو کہ ایک قومی اخبار کو جسکا مسلک صلح کل ہو ایسی چھیڑ چھاڑ مناسب نہین مگر معلوم نہ کونسا آتشی عنصر اسمین مل گیا ہو جس نے وکیل کی سیزدہ سالہ پالیسی کو ایکدم تبدیل دیا۔ گورنمنٹ ممالک متوسطہ نے جب بسلسلہ لکھنؤ کے چاولیری جھنڈی کی نئی بدعت کو موقوف کیا اُسوقت سے وکیل کے تیور بدل گئے۔ اور روزانہ شعلہ انگیز مضامین شایع کرتا رہتا ہو۔ ابھی محرم مین جو

بدعات محرم کے عنوان سے تین نمبر شایع کیا وہ ایسا گندہ مضمون ہے کہ سال بہر تک اوسکے جواب سے شیعہ اخبار و رسائل کو فرصت نہ ملے۔

قرآن نے فتنہ کو اشد من القتل بتایا ہے مگر پیروان حسبنا کتاب اللہ کو (قائل) قرآن سے ایسا بیر ہے کہ کسی طرح قرآن کے احکام کو نہین مانتے جبتک ہندوستان کے تمامی اہلسنت آریہ نہو جائینگے جسکا کل سامان ہو چکا ہے اوسوقت تک ان اخبار نویسونکا جی نہ بہریگا پیسہ اخبار نے اگرچہ یہ پالیسی اختیار کی ہے تو اسکے بعد کہ شیعونکو دل بھر کے گالیان دیچکا۔ اصلاح نے مکرر سمجھایا کہ خانہ جنگی کو موقوف کرکے دفع مخالفین اسلام مین کوشش کرو۔ مگر سنی اخبار نویسون کی غرض صرف اسیقدر معلوم ہوتی ہے کہ قوم شیعہ کو نیست و نابود کر ڈالین حالانکہ وہ خوب جانتے ہین اسلام اگر کسی طرح قائم ہے تو صرف شیعون سے جو مذہب رسول و آل رسول کے پیرو ہین ورنہ سنی مذہب تو صرف عمر ابوبکر کے نام لیوا ہین۔ خدا کرے اس تحریر سے وکیل بھی متاثر ہو اور اپنی پالیسی بدلے ورنہ وہ روز بہت قریب ہے جبکہ کل سنی آریہ ہو جائین۔ کیونکہ جو مذہب بہ اصول سلطنت و دنیاداری قائم ہوگا اوسکی غرض دنیا ہوگی جسکا سامان آریون نے پورا کرلیا ہے۔

ہمکو چاہیے کہ جسطرح رسول اللہ ص نے اسلام کی دعوت کی خاطر سے مدارات سے تالیف قلب سے اتمام حجت سے نہ کہ جسطرح جہادی فرقہ کہانے کے وقت تو آیہ انما المشرکون نجس کو ہندوی کر دیتا ہے اور قربانی کے وقت گائے پر ہزارون قربانیان ہو جاتی ہین حالانکہ گائے کا گوشت کہانا نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ مباح و حلال ہے بلکہ بہ اعتبار طب مضر ہوتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ہندو بہائیون کی خاطر سے نہ ترک کرین اگر سنی لوگ اسکی پابندی کرلین تو ہم ابھی آریونسے اون آٹھ نو مسلم سنیون کو واپس لیتے ہین جو محض اسی ضد مین آریہ بنائے گئے ہین اور سنی دنیا مین ہلچل مچی ہے مسلمانو جبتک تم اہل اسلام کو جسکی بنا داول روز سے توحید رسالت امامت و خلافت علی بن ابیطالب پر قائم ہوئی۔ ویسے نہ قبول کروگے اسی قسم کے عذاب مین رہوگے ان الانسان لفی خسر

اخبار امام مظلوم۔ چہلم کے متعلق جہانتک خبرین آئی ہین اطمینان بخش ہین۔ لکھنؤ کا چہلم بڑے جوش و خروش سے ہوا تمامی مومنین مع علماء کرام سر و پا برہنہ روتے پیٹتے تا الکوثرہ کی کربلا مین تعزیہ دفن کرنیکو لے گئے مجلسین نہایت ملال خیز ہوئین نماز جماعت بھی کربلا مین نہایت مجمع کیساتھ ہوئی

۲۔۔۔۸ ربیع الاول کے تعزیہ داری حسن انتظام سے اوٹھایا گیا جسمین ہزارون کا مجمع تہا جناب نواب اغن صاحب کا چپ تعزیہ ۸ کو نہایت رقت خیز ہوتا ہے۔

مگر اخبار تفریح لکھنؤ سے معلوم ہوا کہ ناواں محل کے تعزیہ بہ نواب علی وجیہ علی صاحب مین اہلسنت خلل انداز ہوئے ۲۲ صفر کو سنیون نے جشن شہادت پڑھنے کا ارادہ کیا جسپر پولیس نے ۷ سنیون اور ۲ شیعون کو بغرض حفظ امن چالان کیا اور مجسٹریٹ نے چہ روز کیلئے حفظ امن کیواسطے ہر دو جماعت سے دو دو سو روپیہ مچلکہ لینے کا حکم دیا اور ۱۸ مارچ تک مجلسین اور مولود دونوں کو موقوف رکہنے کا حکم دیا۔

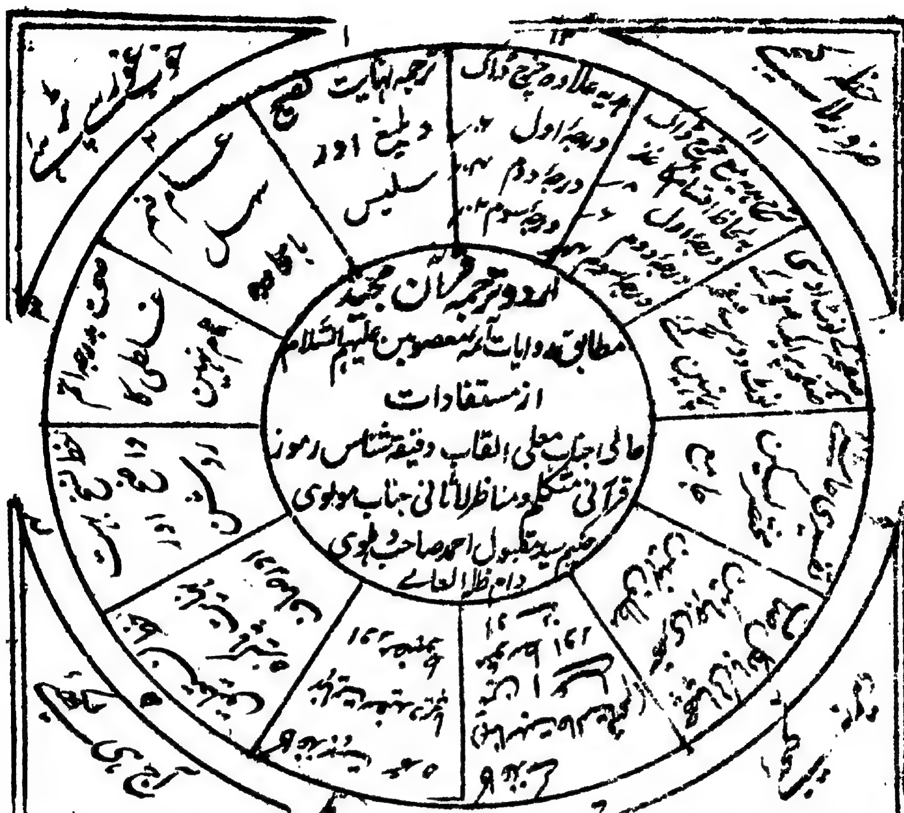
اڈیٹر اخبار وکیل اس خبر سے نہایت خوش ہونگے کہ اونکے مضمون بدعات محرم نے اپنا اثر دکہا دیا۔ اگر گورنمنٹ کا حسن انتظام نہ ہوتا تو بخارا کی طرح یہان بھی ہزارون شیعہ کی قربانی ہوجاتی !!

حسین آباد پرگنہ چیلا مین بحسن اہتمام جناب حاجی نواب اسحاق علیخانصاحب ۲۰ صفر سے ۸ ربیع الاول تک ایک عشرہ قائم کیا گیا جسمین مجلسین بڑے شان سے ہوئین۔ اب ممدوح ہجرت فرما کر کربلائے معلی جا رہے ہین۔ خداوند عالم اونکی نیت وہمت مین برکت عطا فرمائے۔

لکھنؤ کی خبرین۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ جہان لوگ مغربی علوم حاصل کرنیکے لئے یورپ جاتے ہین وہان ماشاء اللہ عربی کی بہی ترقی ہو رہی ہے وہ طلبہ جو لکھنؤ مین عربی کی تکمیل فرما لیتے ہین وہ عراق جا کر اس مین اور ترقی دیتے اور ملکہ حاصل کرتے ہین چنانچہ لکھنؤ سے ہر سال طلاب عراق جایا کرتے ہین امسال بہی جناب مولوی سید شبیر حسن صاحب صدر الافاضل مدرسہ حسین آباد لکھنؤ جونپوری تشریف لیگئے ہین اور جناب مولوی سید ابن حسن صاحب لکھنوی (خاندان اجتہاد سے) خدا کرے یہ حضرات اپنے ارادہ مین کامیاب ہون اور ہندوستان آکر اپنے سرچشمہ علم سے سیراب کرین۔

مدرسہ حسین آباد کا بورڈنگ۔ یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی کہ مدرسہ سلطان المدارس کا بورڈنگ نوے ہزار روپیہ (۹۰۰۰۰) مین بننے والا ہے جسکی سنگ بنیاد عنقریب سرجان ہیوٹ لفٹنٹ گورنر صاحب صوبہ متحدہ واودہ رکہنے والے ہین۔ یہ سب جناب نواب آغا ابو صاحب و مولوی سید سخاوت حسین صاحب کی کوششون کا نتیجہ ہے خدا انکو جزائے خیر دے اور وہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہون راحت حسین سکریٹری

آل انڈیا شیعہ کانفرنس گزٹ۔ الحمد للہ کہ پہلا نمبر اسکا نکلا جو بروز نوروز ۲۱ مارچ کو لکھنؤ سے شائع ہوا ہے ممبری چندہ ۲ روپیہ ہے۔ اور سالانہ چندہ ہے مگر عنقریب اسی چندہ مین ہفتہ وار ہو جائیگا۔



مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا با محاورہ اُردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضوں پر بصرف زر کثیر بڑی محنت - جانکاہی سعی - اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے - (پہلا اور دوسرا پارہ طبع شدہ موجود ہے - تیسرا پارہ بھی چھپ گیا) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمائش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ ۲ کو فوراً منگا لیجیے مفت ارسال خدمت ہوگا -

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی - دفتر شفاخانہ ہندوستانی دہلی -

حل طلب انعامی معمے

ذیل کے معمول کے حل ... انعام ... [illegible]

... جو شخص ... [illegible] ... دو کو حل کرے ... [illegible] ... انعامات ... ہیں جن کی ... [illegible]

ی دو سیپے آپ اور ایک خریدار کا ... جس نے پہلے بھی دوائی ہو تصدیق کرے ... اس کے سامنے حل کرے

معمہ (۱)

وہ تین حرفی لفظ بتلاؤ۔ اس اشتہار میں کہاں ہے جس کو غریب امیر تمام ... [illegible] ... دیسی ... پیش ... [illegible] ... اس کو ... [illegible] ... معنی ... نہیں [illegible]

معمہ (۲)

وہ کونسا لفظ ہے ... [illegible] ... ہے جس کے ... [illegible] ... اور اس ... [illegible] ... اگر اصل پر غور کریں تو ... [illegible]

معمہ (۳)

ایسا لفظ بتاؤ جو اس اشتہار ... [illegible] ... اگر اس کو تشدید کا ... [illegible] ... اصل معنی ... [illegible]

جوہر عشبہ مغربی چوب چینی

یورپ کے ... [illegible] ... موافق ...

... [illegible] ... جو گرم مزاج ... [illegible] ... باشندوں کو ... اس کے گرم خون کو ... [illegible] ... اس جوہر میں ... [illegible] ... چوب چینی وغیرہ ... [illegible] ... خون ... [illegible] ... طاقت ... [illegible] ... سوزاک کے بعد جو لوگ ... [illegible] ... بیماریاں لاحق ہوں ... [illegible] ... دوائی جو ... [illegible] ... آتشبازی کے اجزا کو ... [illegible] ... آتشبازی ... [illegible]

قیمت ... [illegible]

تحریک مقوی الاعصاب

... [illegible] ... طاقت ... [illegible]

طلائے ... [illegible]

حب دافع آتشک

حب ... بواسیر ... [illegible]

حب اطفال [illegible]

سرار الساعۃ

حب خوش الحان

حب دافع ذیابیطس

حب دافع ضیق النفس

خارش خشک و تر

روغن اعجاز ... [illegible]

روغن ... [illegible]

حبوب ہاضم طعام

دوائی بہرہ پن

... [illegible] ... سوزش ... [illegible]

سرخ رو

... [illegible]

اسرائیل ... [illegible]

حب قبض کشا

حب دافع جریان

سنون مستحکم دندان

مرہم ... [illegible]

سرمہ ... [illegible]

تریاق السعال

سیلان الرحم

... [illegible]

حب ... [illegible]

حب ... [illegible]

دوائی ... [illegible]

... [illegible] ... شفاخانہ ... [illegible] ... لاہور

اختصار تقریر بالغ ہے کہ ہم کچھ زیادہ بسط دیکھیں۔ مگر
چوتھا فوری نتیجہ اس خلافت اجماعی کا یہ ہوا کہ اس مخالفت حکم رسول کا نتیجہ اسلام کو اچھا نہیں ملا کیونکہ عام خانہ جنگی اسکے بعد شروع ہوگئی وارتدت العرب بعد استخلافہ بعشرۃ ایام۔ مروج الذہب صد۱ بر حاشیہ کامل جلد ۵
کہ خلافت کے دسوین ہی روز عرب مین بغاوت یا ارتداد پھیل گیا۔ جس نے اسلام کو اسقدر نقصان پہونچایا جسکی کوئی حد نہین کامل مین ہے ولو یلق المسلمون حربا مثلہا قط وانہزم المسلمون ص۱۳۰
یعنی حرب بنو حنیفہ مین مسلمانون کو ایسی حرب کا سامنا پڑا کہ آجتک کبھی ایسی جنگ نہین ہوئی تھی۔ اور مسلمانون نے ہزیمت پائی وقد قتل من المہاجرین والانصار من المدینۃ ثلثمأۃ وستون ومن المہاجرین من غیر المدینۃ ثلثمأۃ رجل ص۱۳۱
یعنی مدینہ کے رہنے والے مہاجرین و انصار سے ۳۶۰ مارے گئے اور غیر مدینہ کے مہاجرین سے تین سو مارے گئے۔ اور بنو حنیفہ سے جو سب مسلمان تھے مقام عقربا مین سات ہزار۔ مقام حدیقہ پر ۷ ہزار اور پکڑ و بکڑ مین ۷ ہزار یعنی صرف جنگ یمامہ مین بنو حنیفہ سے ۲۱ ہزار مارے گئے جو سب مسلمان تھے جنکا قصور صرف یہی تھا کہ کہتے تھے لانبایع ابا الفصیل
ہان یہ لڑائی سر ہوئی اور ایسی سر ہوئی کہ پھر کسیکو مخالفت کی طاقت نہ رہی۔ مگر کس طرح کہ قواعد اسلام بالکل اوٹھا دئے گئے احکام شرع باطل کر دئے گئے۔ ایسے وحشیانہ احکام صادر ہوئے کہ افریقہ کے وحشیون نے بھی کبھی اس طرح کی وحشت نہ دکھائی ہو۔
کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین سورہ بقرہ
یعنی لڑو تم لوگ خدا کی راہ مین اون سے جو تمسے لڑتے ہین مگر زیادتی نہ کرو کہ خدا زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔
اور رسول اللہ کا حکم جہاد مین یہ تھا۔ بانہ لا یجہز علی جریح ولا یتبع مدبر ولا یقتل اسیر ص۲ زاد المعاد جلد ۲
زخمی کو اور اسیر کو قتل نہ کرو اور بہاگے ہوے کا تعاقب کرو۔

وکان ینہی فی مغازیہ عن النہبۃ والمثلۃ وقال من انتہب نہبۃ فلیس منا وامر بالقدور التی طبخت من النہبی فاکفیت ص۳۳۲ زاد المعاد ابن القیم

وکان اذا بعث سریۃ یوصیہم بتقوی اللہ ویقول سیروا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وقاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا ولیدا ص۳۳۰

یعنی ہمیشہ آنحضرت لوٹ مار سے منع کرتے اور فرماتے کہ جو مال کسی کا لوٹے گا وہ ہم سے نہین اور فرماتے تھے کہ مثلہ نہ کرو (یعنی ہاتھ پیر کان ناک نہ کاٹو) غدر نہ کرو۔ لڑکون کو نہ مارو۔

یہی سیرت جناب امیر تھی تاریخ کامل مین ہے وکان مذہبہ انہ لا یقتل مدبرا ولا یذفف علی جریح ولا یکشف سترا ولا یاخذ مالا ص۱۰۰ جلد۳

یعنی جناب امیر کا یہ حکم تھا کہ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جاے۔ زخمی کو جان سے نہ مارین کسی مکان کا پردہ نہ کھولو کسی کا مال نہ لوٹو۔

یہ احکام شریعت تھے کہ رسول اللہ نے اہل مکہ کی نسبت عام حکم دیا جو سبکے سب کافر تھے اور جناب امیر کی یہ سیرت تھی اپنے باغیون کے ساتھ۔

مگر ابوبکر صاحب کا طرز عمل اسکے بالکل خلاف تھا۔ خالد بن ولید کو اس طرح فہمایش کی فلیقتلھم بالسلاح ولیحرقھم بالنار ولا یستبق منہم احد اقدر علی ان یستبقیہ ص۲۰۲ تاریخ خمیس جلد۲

یعنی ہتھیارون سے اونکو قتل کرو۔ آگ مین جلادو۔ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔

ان اظفرک اللہ باہل الیمامۃ فلیاک والابقاء علیہم اجہز علی جریحہم واطلب مدبرھم واحمل اسیرھم علی السیف وھول فیھم القتل واحرقھم بالنار وایاک ان تخالف امری ص۲۳۳

یعنی اے خالد اگر تو اہل یمامہ پر ظفریاب ہو تو ہرگز ہرگز کسیکو زندہ نہ چھوڑنا۔ جو زخمی ہو جاے اوسکو قتل کر جو بھاگے اوسکا پیچھا کر قیدیونکو تلوار کی باڑہ پر رکھ۔ قتل تمام کر سبکو آگ سے جلادے ہرگز میرے حکم کے خلاف نہ کرنا۔

کہئے یہ حکم کیسا تھا؟ خلاف شریعت یا موافق شریعت پھر کیون نہ وہ قوم سر ہوجو رسول اللہ

کی جہادون کی عادت تھی کہ نہ بھاگنے والے کا پیچھا کیا جائے نہ اسیر قتل کئے جائین نہ زخمی سے کوئی بازپرس ہو۔

یہ حکم ہے رحم دل خلیفہ کا اور تعمیل اسکی متعلق ہے خالد سے جسکو خلیفہ نے سیف اللہ کا خطاب دیا ہے جس سے آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ اوسنے کسطرح اسکو انجام دیا ہوگا کیونکہ

آدمی کے سر کا چولھا	زند لشکر یا نش ہزار ترغ بسیخ	بیم بہ بیضہ چو سلطان ستم روا دارد

دیکھئے تاریخ خمیس مین ہے فقتلوا واسروا وصاح خالد لا یطبخن رجل قدرا ولا یسخن ماء الا فی رأس رجل وامر خالد بالحظائر ان تبنی ثم اوقد فیہا النار ثم امر بالاسری فالقیت فیہا والقی یومئذ حامیہ بن سبیع بن الخشخاش الاسدی وھو الذی کان رسول اللہ استعملہ علی صدقات قومہ فارتد عن الاسلام واخذت ام طلیحہ احد نساء بنی اسد فعرض علیہا الاسلام فابت ووثبت فی النار وھی تقول یا موت عم صباحا مکافحۃ کفاحا۔ اذ لم اجد براحا صفحہ ۲۳۱ جلد ۲

انگیٹھی کٹہرا	یعنی قوم بنی اسد قتل کی گئی۔ اور اسیر کی گئی۔ خالد نے پکار کر کہا کہ جس کو

کھانا پکانا ہو یا پانی گرم کرنا ہو۔ وہ اپنی دیگچی کا چولہا کسی کے سر کا بنائے۔ اسکے بعد خالد نے حکم دیا کہ لکڑیون کے بڑے بڑے کٹہرے بنائے جائین اور آگ روشن کی جائے۔ اوسمین قیدی زندہ ڈالے جائین۔ چنانچہ حامیہ بن سبیع بھی جو صحابی رسول تھا اور حضرت کی طرف سے صدقات قوم کا عامل تھا وہ بھی ان قیدیونکے ساتھہ جلا یا گیا۔ کیونکہ اس نے ابوبکر کو صدقہ دینے سے انکار کیا تھا۔ ایک عورت ام طلیحہ نامے گرفتار ہوئی اوس نے خود اپنے کو آگ مین ڈالدیا اور یہ اشعار پڑہتی تھی کہ اے موت تو کسقدر خوشگوار ہے۔

یہ ہین وہ وحشیانہ حرکات جس نے خلافت کا سکہ تمام عرب مین جما دیا جسکے بعد انکی قوت وشجاعت ایسی سلب ہوئی کہ تمام ملک مین خلافت نے دورہ کیا۔ ہر جگہ کچھہ کچھہ لوگ مدعی خلافت وسلطنت ہوئے مگر عربون کی ہمت ایسی جاتی رہی کہ پھر کوئی خلیفہ بھی ان مین نہوا حالانکہ آجتک کوشش ہو رہی ہے کہ عربون مین خاص طور پر خلافت قائم کی جائے۔ مگر وہ تیرہ ۱۳ سو برس کی وحشیانہ سزا اونکو اسطرح یاد ہے کہ ابہی تک جرأت ہی نہین ہوتی۔

اللہ اللہ یہ وحشیانہ سزا تھی کہ خود وہی صحابہ جو خالد کے ساتھ ہر ظلم و بدعت میں شریک تھے
آتشی کدھے
اس وحشت سے سراسیمہ ہوگئے ان خالد امر بالاحذ ودخھم فقیل لہ ماذا ترید بھذہ الاخذ ودقال احرقھم بالنار فکلموفی ذلک فقال ھذا عھد ابی بکر الصدیق الی اقروہ فی کل مجمع ان اظفرک اللہ بھم فاحرقھم بالنار ص۲۳
چنانچہ جب خالد نے بڑے بڑے گڈھے کھودنے کا حکم دیا تو لوگون نے پوچھا کیا کروگے کہا سبکو آگ میں جلا دینگے اسپر لوگون نے کلام کیا تو خالد نے پروانہ نکالکر سنایا کہ اس حکمنامہ ابوبکر صدیق کو ہر مجمع مین سنادو کہ ہمکو حکم دیا ہے کہ جب ظفریاب ہو تو سبکو آگ سے جلا دینا۔

اب کہان ہین وہ غیرت مندان اہل اسلام جو لارڈ کچنر بہادر کی اوس کارروائی پر معترض ہوتے تھے جنہون نے مہدی سوڈانی کے مردونکا سر کٹوا کر لندن بھیجا تھا۔ وہ غور کرین کہ ابوبکر اور خالد کی تہذیب زیادہ ہے یا لارڈ کچنر بہادر کی۔

آپ یہان کہینگے کہ ابوبکر صاحب کا یہ حکم سختی بغرض حمیت اسلام تھا۔ مگر اسکا کیا جواب ہے کہ جو حقیقۃً مرتد ہے اور مدعی نبوت اوسپر کوئی سختی نہین ہوتی نہ جلایا جاتا ہے نہ بھونا جاتا ہے اور جو صرف خلافت نہ جانتے ہیں باغی ہین اونپر مقرح کا تشدد ہے۔

کیونکہ حضرت کے آخر ایام زندگی مین چار آدمی مدعی نبوت ہوئے جن مین سے اسود عنسی کو دو عجمیون نے حضرت کی حیات ہی مین قتل کیا جسکی بشارت آپ خود دیگئے کہ اسود عنسی مارا گیا۔ مسیلمہ کے اغوا کا باعث ایک بزرگ صحابی ہے جو مثل ابوبکر مہاجری تھا۔ یہ مسیلمہ جنگ مین مارا گیا مگر نہ اسکی لاش پھونکی گئی۔ نہ اسکی قوم جلائی گئی۔ بلکہ خالد نے اس خاندان مین عقد کرکے اسکی قدر عزت افزائی کی کہ اسلام کی اس عظیم الشان فتح کو اپنی معشوقہ پر قربان کیا۔

تیسرا مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد اور سجاح بنت منذر بالکل چھوڑ دئے گئے بلکہ طلیحہ بن خویلد کو روز بروز اعتدار قوت دی گئی۔ کہ جب جناب امیر خلیفہ ہوئے تو اسی طلیحہ نے حضرت علی ؑ کے عامل کو داخلہ کوفہ سے روک دیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ کامل ص۳ جلد۳
جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کیسے ایماندار تھے اور کس قدر صبا اسلام کے شیدائی کہ جو

لوگ نبوت کے مدعی ہوتے ہین اون سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

برخلاف اسکے جو لوگ محض یہ کہتے تھے کہ خاندان رسالت کے رہتے ہوئے یہ لوگ کیونکر خلیفہ ہو سکتے ہین۔ جس سے زکوۃ روکی گئی تھی انکے ساتھہ کیا سلوک ہوا تاریخ کامل مین ہے ولم یقبل من احد من اسد وغطفان وسلیم وعامر الا ان یاتوہ بالذین حرقوا ومثلوا وعدوا علی الاسلام فی حال ردتھم فاتوہ بہم فقتل بعضہم وحرقہم ورضخہم بالحجارۃ ورمی بہم من الجبال ونکسہم فی الابیار ص۱۳۲ جلد ۲

یعنی ابوبکر نے نہین قبول کیا کسی سے نہ بنی اسد سے نہ بنی غطفان سے نہ بنی سلیم سے نہ بنی عامر سے مگر یہ کہ حاضر کرین اون لوگون کو جنہون نے جلایا تہا۔ اور مثلہ کیا تہا اور زیادتی کی تھی مسلمانون پر حالت ردہ مین۔ پس حاضر کیا اون لوگون نے اور ابوبکر نے اون کا مثلہ کرایا۔ وہ سب جلائے گئے۔ پتہرون سے سر اونکے کچلے گئے۔ پہاڑون سے گرائے گئے۔ کوون مین ڈالے گئے۔

یہ ہے حضرت ابوبکر سے رحم دل نرم دل بوڑہے خلیفہ کا جوش انتقام کہ اپنے باغیون کی اسطرح سرکوبی کی کہ کوئی دقیقہ اوٹہا نہین رکہا۔ حالانکہ خدا نے اپنے رسول کو اس ارادہ سے کن لفظون مین ممانعت کی ہے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین۔

مگر زیادہ حیرانی تو اسپر ہے کہ انہین مرتدون مین اشعث بن قیس بہی تہا جو گرفتار کرکے خلیفہ کے پاس لایا گیا تو خلیفہ نے اپنی بہن ام فروہ کا اوس سے عقد کر دیا جس سے محمد بن اشعث پیدا ہوا جو قاتلان امام حسین سے ہے اور خود اشعث وہ ہے جس نے جنگ صفین مین جناب امیر کو تحکیم پر مجبور کیا۔ اور اسی اشعث کی بیٹی جعدہ نے جناب امام حسن کو زہر دیا۔

[illegible]

ایک نکتہ خالد کا اور سن لیجئے کہ مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنی حنیفہ سے جب لڑائی ہوئی تو وہان انکی قوت شہوانیہ نے یہ تیزی دکہائی کہ خطب الی مجاعۃ ابنتہ وکانت اجمل اہل الیمامۃ فقال لہ مجاعۃ مہلا انک قاطع ظہری وظہرک

عنه صاحبك ان القالة عليك كثيرة وما اقول هذا ارغبة عنك ص ۲۴۳

کہ مجاعہ سے کہا اپنی بیٹی کی شادی مجھسے کردے۔ یہ لڑکی تمامی اہل یمامہ مین بے انتہا حسین وجمیل تھی مجاعہ نے کہا اسپر بہت اعتراض ہوگا خالد نے کہا یہ کوئی بڑی بات نہین ہے تو کردے عقد ہوگیا اوسکے بعد کی کارروائیان بہی ہوچکین۔ فلما بلغ ابوبکر غضب ابوبکر کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت غضہ ہوئے اور عمر سے کہا کہ خالد عورتونپر بڑا حریص ہے اور ایک خط عتاب آمیز لکھا فلما نظر خالد فی الکتاب قال هذا عمل عمر۔ خالد نے جب وہ خط پایا تو کہا یہ سب فساد عمر کا ہے۔

ہماری غرض اس واقعہ سے نہین ہے۔ بلکہ یہ کہ جس مجاعہ کی بیٹی سے خالد نے عقد کیا وہ اہل یمامہ مین نہایت ہی تیز وچالاک شخص تہا جس نے ایسے فقرے دئے کہ باوصفیکہ یہ جنگ سر ہوچکی تہی مگر خالد نے اوس معشوقہ کی خاطر سے صلح کرلی۔ اور مجاعہ سے کہا۔ ويلك يا مجاعة خدعتنی فی يوم مرتين قال مجاعة قومی ثما اصنع کہ اے مجاعہ تونے ایک روز مین دو دفعہ ہمکو دہوکہا دیا اوس نے کہا کیا کرین ہماری قوم تہے اسکے سوا کوئی چارہ نہ تہا۔

دیکھیئے یہ ہے غیرت اسلامی کہ خالد نے ایک عورت کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوکر اسلامی فتح کو کسطرح غارت کیا۔

فہمایش صحابہ آپ یہ نہ سمجھیئے گا کہ صحابہ نے سمجھایا نہین فہمایش نہین کی تاریخ خمیس مین ہے کہ اسید بن حضیر وابونائلہ نے کہا کہ خالد خدا سے ڈر صلح نہ کر۔ خالد نے کہا تلوار نے تمکو انکو فنا کردیا۔ اسید نے کہا وہ لوگ بہی تو آخر تباہ ہوئے۔ خالد نے کہا تم مین لوگ زخمی بہت ہین۔ اسید نے کہا ہمسے زیادہ اونکے لوگ زخمی ہین ہرگز صلح نہ کرنا چاہیئے کلہ صبح کو حملہ کردیا تو فتح پائینگے یا ہم سب ہلاک ہوجائینگے۔ ابوبکر نے کتاب پر عمل کرو کہ اونہون نے لکہ دیا ہے اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو پہر کسیکو زندہ نہ چھوڑنا خدا نے ہمکو ظفر دی اب حملہ کرکے

خط خاص ابوبکر انکا خاتمہ کرنا چاہیئے اسی گفتگو مین تھے کہ ابوبکر کا خط آیا اذا جاءک کتابی هذا فانظر فان ظفرك الله ببنی حنيفة فلا تستبق منهم رجلا جرت

علیہ الموسی فتکلمت الانصار وقالوا امر ابی بکر فوق امرک فلا تبقین منہم کہ جب میرا خط پہونچے تو دیکھ اگر تجھے ظفر ملے ہو تو ہرگز بنی حنیفہ سے ایک شخص کو بھی زندہ نہ رکھنا جو حد بلوغ کو پہونچا ہو۔ انصار نے خالد سے کہا کہ ابوبکر کا حکم زیادہ قابل تعمیل ہے ہرگز ان میں سے ایک کو نہ چھوڑ۔ خالد نے کہا قسم خدا کی اب صلح ہو چکی ممکن نہیں اسکے خلاف ہو سکے۔ کیونکہ وہ سب اسلام لا چکے ہیں قال اسید بن حضیر قد قتلت مالک بن نویرۃ وھو مسلم فسکت عنہ خالد فلم یجبہ ص۲۴۳

قول اسید صحابی کہ مالک مسلمان تھا

یعنی اسید بن حضیر نے کہا کہ تو مالک کو قتل کر چکا ہے حالانکہ وہ مسلمان تھا۔ خالد چپ رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔

مطلب یہ کہ اسلام کا کیوں بہانہ کرتا ہے مالک بن نویرہ بھی تو مسلمان تھا جسکو تو نے قتل کیا پھر یہ لوگ اگر اسلام لائے تو ان کے قتل میں کیا عذر ہے۔

اب کہئے یہ خالد بن ولید جسکو سیف اللہ کا خطاب دیا جاتا ہے کیسا مسلمان تہا اور کیسا خیرہ خواہ اسلام کہ بوجہ مالک پر جو نہایت حسین وجمیل بھی تصرف کرنیکے لئے تو مالک پر ارتداد کا الزام لگایا اور یہاں چونکہ مجاعہ کی بیٹی سے عقد کیا تہا اوسکی قوم کو آزاد کر دیا حالانکہ اب اون میں کوئی ایسا نہ تہا جو جنگ کرتا اور یہ فتح مسلم اسلام کو حاصل ہوتی آپ تو اس سے ضرور خوش ہونگے کہ ابوبکر نے اس جنگ میں پوری کالی حاصل کی کہ اس طرح اون مسلمانوں کو سر کیا کہ زندہ جلوا دیا ہے مگر نتیجہ پر غور کیجئے کہ کیا نتیجہ ملا عام طور سے اسلام داغدار ہو گیا کہ اسکی اشاعت بزور شمشیر ہوئی جسپر آجتک مخالفین اسلام معترض ہیں۔

رحم دلی خالد و ابوبکر کا فیصلہ

اب ہم یہ نہیں کہ سکتا کہ خالد اور ابوبکر میں کون صاحب زیادہ رحم دل تھے کیونکہ خالد نے کسی وجہ سے ہو اون اہل یمامہ کو بالکل نیست ونابود کرنے سے تو بچا لیا قتل عام نہیں کیا۔ مگر حضرت ابوبکر کی رحم دلی اسی واقعہ سے ظاہر ہے کہ فرماتے ہیں ولیت خالد الو یصالحہم وانہ حملہم علی السیف فما یسبہ ھولاء المقتولین یستبقی اھل الیمامۃ ولن یزالوا من کذا ابہم

فی یدیہ الی یوم القیامۃ مشکوٰۃ
کہ کاش خالد ان سے صلح نہ کئے ہوتا اور سبکو تلوار کے گھاٹ پار لگائے ہوتا کیونکہ ہمیشہ اسمیں کذاب پیدا ہونگے تا روز قیامت جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صاحب کو اسکا افسوس رہا کہ کیوں کوئی زندہ بچا جس سے کسقدر تصدیق ہوتی ہے اس آیہ قرآنی کی واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لایحب الفساد کہ جب وہ بادشاہ ہوگا تو کوشش کریگا فساد مین اور چاہیگا کہ ہلاک کرے کھیتی اور نسل کو حالانکہ خدا نہین دوست رکھتا فساد کو۔

اب آئیے اس جنگ کے نتائج کو ملاحظہ فرمائیے کہ پہلا نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ جو قاعدہ اجماع کا بنایا گیا تھا اوسکی بالکل خلاف ورزی ہوئی کیونکہ تاریخ خمیس مین ہے قال انس ابن مالک کرہت الصحابۃ قتال مانعی الزکوٰۃ وقالوا اہل القبلۃ ۲۲۴ یعنی تمامی صحابہ نے اس قتال اہل ردہ سے کراہت کی اور کہا کہ اہل قبلہ ہین ان سے جہاد نہین قال ابن مسعود کرہنا ذلک فی الابتداء وحمدنا فی الانتہاء یعنی ابتدا مین ہم سب نے کراہت کی اور آخر مین حمد خدا بجا لائے۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا اجماع صحابہ ترک قتال پر تھا مگر ابوبکر صاحب نے اوسکی مخالفت کی۔ تو اب دو ہی صورت ہے کہ یا اجماع کی صحت کے قائل ہوں تو کفر ابوبکر لازم آتا ہے کیونکہ اہلسنت مخالف اجماع کو کافر کہتے ہین۔ یا اجماع کے بطلان کے قائل ہوں تو ابطال اجماع لازم آیا پھر خلافت ابوبکر کیونکر صحیح ہوگی۔

بلکہ یہی اوسی تاریخ خمیس مین ہے وکان من اشدہم علیہ عمر بن الخطاب وابو عبیدۃ بن الجراح وسالم مولی ابی حذیفہ یعنی سب سے زیادہ اس بارے مین مخالف قتال عمر بن الخطاب تھے اور ابو عبیدہ اور سالم غلام ابو حذیفہ۔

عمر وابو عبیدہ وہی دو بزرگ ہین جنکی بیعت نے ابوبکر کو خلیفہ بنوایا اور انکی سازش کو اجماع کا لقب دیا گیا۔ اب اون سب کا اجماع ترک قتال پر ہے جس مین سالم بھی شریک ہین مگر ابوبکر صاحب اس اجماع کو باطل کر رہے ہین۔ پھر بتائیے

اجماع سے صحت کسی امر کی کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔

دوسرا نتیجہ اسکا پہلے مذکور ہوا کہ ہزاروں مسلمان ناحق قتل ہوئے کیونکہ فریقین مسلمان تھے چنانچہ اجماع صحابہ سے معلوم ہوا کہ یہ اہل قبلہ ہیں۔ تو کیا کوئی مسلمان مسلمانوں کی خونریزی ناحق سے خوش ہو سکتا ہے مگر اہلسنت کو مطلقاً اسکی فکر ہی نہیں کہ ابو بکر صاحب نے ہزاروں صحابہ کو نہ صرف قتل کیا بلکہ آگ میں جلا کر بھون ڈالا۔

تیسرا نتیجہ یہ ہوا کہ تمامی صحابہ نے اس واقعہ میں خالد کو مجرم اور قابل قتل قرار دیا مگر ابو بکر صاحب نے صحابہ کے اس اجماع کو بھی باطل کیا تاریخ خمیس میں ہے فاشار عمر علی ابی بکر بقتل خالد قصاصاً فقال ابو بکر لا اغمد سیفا اشتہرہ اللہ علی الکفار وقال عمر لخالد لئن ولیت الامر لاقیدنک بہ صـ۲۳۳

یعنی عمر نے ابو بکر سے کہا کہ خالد کو اس قصاص میں قتل کرنا چاہیے۔ ابو بکر نے کہا ہم کبھی نہ میان میں کرینگے اوس تلوار کو جسے خدا نے کافروں پر کھینچا ہے۔ عمر نے کہا جب ہم خلیفہ ہونگے تو ہم ضرور انتقام لینگے۔

کہیے اجماع صحابہ باطل ہے جو خالد کو واجب القتل سمجھ رہے ہیں؟ یا ابو بکر صاحب کی ذاتی رائے جو اسکے خلاف کر رہے ہیں؟ یا عمر صاحب کا قول وطرز عمل کہ خلافت پاتے ہی خالد کو معزول کیا حالانکہ دمشق کی کیسی اہم جنگ ہو رہی تھی؟ اور اون سب قیدیوں کو آزاد کر دیا جو اس جنگ میں بحکم ابو بکر قید ہوئے تھے۔

پھر عین معرکہ جنگ یمامہ میں آپ دیکھ چکے کہ اجماع صحابہ ایک طرف ہو کہ بنی حنیفہ کو نیست ونابود کر دینا چاہیے۔ اور ابو بکر صاحب کا حکم اوسپر موکد ہے کہ ایک بھی نہ بچنے پائے مگر خالد کی ذاتی رائے جو محض خود غرضی پر مبنی تھی وہ ایک طرف جس نے سب اجماع وغیرہ کو باطل کر چھوڑا اور ابو بکر صاحب نے بھی اوسکو قبول کر لیا۔

پھر بتایئے اجماع کہاں رہا۔؟

چوتھا نتیجہ جسے بدترین نتائج سمجھنا چاہیے یہ ہوا کہ تاریخ کامل میں ہے وفی ہذہ السنۃ بعد وقعۃ الیمامہ امر ابو بکر بجمع القرآن لما رای کثرۃ من قتل من الصحابۃ

کتاب مذہب القرآن ص۱۷۰

یعنی جنگ یمامہ کے بعد ابوبکر نے حکم دیا کہ قرآن جمع کیا جائے جب دیکھا کثرت قتل صحابہ کو تاکہ نہ ضایع ہوجائے قرآن۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کیسا نقصان عظیم حاصل ہوا اسلام کو کیونکہ یہ کلام صاف کہ رہاہے ابوبکر کو کثرت قتل صحابہ سے اسکا خوف ہوا کہ قرآن بالکل جاتا ہے۔

پورا قرآن پھر نہ ملا صاحب کامل نے تو مبہم لفظون مین اسکو لکھا جس سے اسکی توضیح نہین ہوتی کہ کسقدر قرآن ضایع ہوا اور کسقدر باقی رہا مگر روایت کنز العمال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن جو مرتب تھا بالکل جاتا رہا کیونکہ جو لوگ اوسکے حافظ تھے وہ سب مارے گئے عن ابن شہاب قال بلغنا انہ کان انزل قران کثیر فقتل علماءہ یوم الیمامۃ الذین کانوا قد وعوہ ولو یعلم بعدھم ولو یکتب فلما جمع ابوبکر و عمر و عثمان القران ولو یوجد مع احد بعدھم ذلک فیما بلغنا حملھم علی ان یتبعوا القران فجمعوہ فی الصحف فی خلافۃ ابی بکر خشیۃ ان یقتل رجال من المسلمین فی المواطن معھم کثیر من القران فیذھبوا بما معھم من القران فلا یوجد عند احد بعدھم فوفق اللہ عثمان فنسخ ذلک المصحف فی المصاحف فبعث بہا الی الامصار وبعثہا فی المسلمین ابن ابی داؤد ص۳۲ جلد ۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن

یعنی ابن شہاب سے روایت ہے کہ جہانتک ہمکو معلوم ہوا قرآن بہت نازل ہوا تھا سبکے کل علما جنگ یمامہ مین مارے یہ لوگ وہ تھے جنہون نے پوری طرح سے یاد کیا تھا۔ اور اونکے بعد پھر وہ ابتک نہ معلوم ہوا اور جہانتک ہمکو معلوم ہوا یہی اسکا باعث ہوا کہ تمام سے تتبع کیا قرآن کو جسکو اون لوگون نے جمع کیا مصحف مین بزمانہ خلافت ابوبکر اس خوف سے کہ مسلمانون کے بہت سے لوگ مارے جائین۔ تو اونکے ساتھ وہ قرآن بھی جاتا رہے جو اونکے پاس ہے پھر کسی کے پاس وہ قرآن نہ پایا جائے۔ پس خدا نے اسکی توفیق دی عثمان کو کہ اونہون نے جمع کیا مصحف کو مصاحف مین اور تمام ملکون مین اوسکو بھیجا۔

جس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو پورا قرآن یاد تھا وہ سب مارے گئے۔ پھر وہ مجموعہ و مرتب قرآن کہیں نہیں ملا جس سے اسکی ضرورت ہوئی کہ ہر جگہ سے ڈہونڈھ کر قرآن جمع کیا جائے۔

تو اب بتائیے یہ کتنا بڑا نقصان حاصل ہوا اسلام کو کہ پورا قرآن پھر کہیں نہیں ملا۔

ایک آیہ ایک صحابی کے پاس تھا جو یمامہ مین مارا گیا

اوسی کنز العمال مین یہ روایت بھی ہے عن الحسن ان عمر بن الخطاب سال عن ایۃ من کتاب اللہ فقیل کانت مع فلان وقتل یوم الیمامۃ فقال انا للہ وامر بالقران فجمع فکان اول من جمعہ فی المصحف صد ۲

یعنی حسن بصری سے روایت ہے کہ عمر نے قرآن کی ایک آیہ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آیہ فلان کے پاس تھا جو جنگ یمامہ مین مارا گیا جسپر عمر نے کہا انا للہ اور حکم دیا جمع قرآن کا پس یہی پہلا جمع کرنا ہے قرآن کا۔

چونکہ ابتدائے مباحث تنقید بخاری حصہ دوم اور جمع قرآن کے حالات رسالہ الشمس مین نہایت شرح و بسط سے لکھے جا چکے ہین لہذا اس سے زیادہ یہان مناسب نہین کیونکہ مقصود اصلی صرف اسقدر ہے کہ اسلام جو اول روز سے مرکب تھا توحید و رسالت و امامت سے۔ اوسکو ناقص کرنے۔ اور معاہدہ رسول توڑ کر اجماع قایم کرنے اور خلیفہ باختیار خود بنانے سے مسلمانون کو کوئی نفع نہین ملا دین و دنیا دونون برباد ہوئے۔ بغاوتین پیدا ہوئین فسادات پیدا ہوئے منافقون کافرون کو اسلام مین مداخلت کا موقع ملا جو آگے چلکر اسلام کے مالک اور قابض بنے جس نے جس طرح کا چاہا فساد کیا۔

جس سے آخر مین اجماع سے بھی دست برداری کرنی پڑی۔ کیونکہ واقعات نے آپکو بتا دیا نہ کہین اجماع ہوا نہ کہین اتفاق۔ صرف ایک سازش کی گئی جس سے خلیفہ و وصی رسول محروم کیا گیا ورنہ آپ دیکھ رہے ہین کہ لاکھہ اجماع ہو رہا ہے جو صاحب اختیار و قدرت ہے وہ سبکو باطل کرکے اپنے حکم خود غرضانہ کو شایع کرتا ہے۔

پانچوان نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام مین وہ شقاوت و فسادت بے دردی داخل ہوئی جسکا خاتمہ معرکہ کربلا مین ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ نے جناب امیر سے جو طریقہ جہاد تعلیم کیا تھا خلیفہ

اول کی تعلیم نے اون سبکو محو کرکے ایک ایسا وحشیانہ طریقہ تعلیم دیا تہا جسکا نتیجہ یہی ہوتا کہ فریق مخالف جسقدر کمزور ہو وہ پیسا جائے۔

خلافت دوم یہی سبب ہے کہ جب خلیفہ دوم کی خلافت کا وقت آیا تو چونکہ وہ اپنی ان کارروائیون کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف تھے لہذا اس معاملہ کو نہ بیعت پر رکھا نہ اجماع پر بلکہ اوسی قاعدہ پر لائے جس قاعدہ سے رسول اللہؐ نے اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا مگر وہ قاعدہ وہ معاہدہ توڑا گیا۔ اور یہ قاعدہ ایسا مستحکم و قوی قرار پایا کہ اسلام کی ساری ترقیوں کا مدار اسی پر رکہا جاتا ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر رسول اللہؐ کے معاہدہ کو باقی رکہتے اور اوسی قاعدہ سے خلافت مانتے تو اسلام کو کیسی ترقی ہوتی۔

اب اوس شان اور اہتمام کو ملاحظہ فرمائیے جو خلیفہ دوم نے اپنی خلافت مین بندوبست کیا ہے کیونکہ یہ تو سبکو معلوم ہے کہ خلافت کا دارومدار عمر پر تہا۔ چنانچہ خود عمر نے خالد سے کہا کہ جب ہم خلیفہ ہونگے تو مزہ بدلہ لینگے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابوبکر صاحب صرف نام نہاد تھے۔

تاریخ خمیس مین ہے لما استعز بابی بکر وجعہ وثقل ارسل الی عثمان وعلی ورجال من اہل السابقة والفضل من المہاجرین والانصار فقال قد حضر ما ترون و لابد من قائم بامرکم یجمع فیئکم ویمنع ظالمکم من الظلم ویرد علی الضعیف حقہ فان شئتم اخترتم لانفسکم وان شئتم جعلتم ذلک الیّ فواللہ لا الو کم ونفسی خیرا مثلہ یعنی جب ابوبکر کی بیماری نے طول پکڑا اور وہ ثقیل ہوے تو حضرت علیؑ و عثمان اور دیگر وجوہ مہاجرین و انصار کو طلب کیا اور کہا تم دیکہتے ہو کیا ہو رہا ہے ضرور ہے ایک خلیفہ سے جو تمہارے امور کے ساتھ قائم ہو ظالم کو ظلم سے روکے ضعیف کا حق دلوا اگر چاہو تو تم خود کسی کو اختیار کرو اور چاہو تو ہمکو اختیار دو کہ جسکو چاہین خلیفہ بنائین مگر قسم بخدا ہم خیر خواہی سے باز نہ آئینگے۔

یہان سوال یہ ہے کہ ابوبکر زیادہ خیر خواہ امت تھے یا رسول اللہ حالانکہ رسول اللہ نے اپنے وفات کی خبر ایک سال قبل بہہ نہایت اعلان سے حجۃ الوداع مین دیدی تہی۔

مگر کیا آپکو ابوبکر کے برابر بھی امت کا خیال نہ تھا جو اس قسم کی تقریر صحابہ سے فرماتے اور کم سے کم پوچھ تو لیتے کہ تم ہمارے بعد کیا کروگے۔

ہم جہانتک سمجھتے ہیں دنیا مین کوئی ایسا شخص نہوگا اگرچہ کافر ہو کہ وہ یہ کہے کہ رسول اللہ سے بڑھکر ابوبکر کو امت کا خیال تھا یا رسول اللہ سے بڑھکر ابوبکر دانا تھے جنھین یہ سب ضرورتین معلوم ہوئین کہ ایک شخص کا ہونا ضروری ہے جو سب کا سرپرست وحاکم ہو۔

اب حضرات اہلسنت اسکے ذمہ وار ہین کہ وہ کوئی ایسی حدیث دکھائین جس مین حضرت نے اس قسم کی تقریر کی ہو اور صحابہ کو اختیار دیا ہو۔ کیونکہ ہم دکھا چکے ہین جس روز اسلام کی ابتدا ہوئی جس روز توحید خدا کا اعلان دیا گیا ہے اوسی روز رسول اللہ نے اپنی رسالت اور حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان دیا ہے اور آخری وقت وفات تک جبکہ وصیت نامہ لکھنا چاہا اس معاہدہ کو نباہا۔

جواب صحابہ اب سنئے کہ صحابہ نے ابوبکر کو جواب کیا دیا۔ وفی رواية قال لهم اترضون بخلافة خليفة اعينه لكم والله ما اعين لكم احدا من اقربائی قالوا قد رضينا من اخترت لنا فقال قد اخترت عمر فقال طلحه والزبير ما كنت قائلا لربك اذا وليته مع غلظته وفی رواية فقال طلحه اتولی علينا فظا غليظا ماذا تقول لربك اذا لقيته ص۲۲۹ تاریخ خمیس

یعنی صحابہ سے ابوبکر نے کہا تم راضی ہو اوس خلیفہ پر جسے ہم معین کرین کہ وہ ہمارے اہل قرابت سے نہین ہے صحابہ نے کہا ہم راضی ہین بتائیے کسکو خلیفہ مقرر کیا۔ کہا عمر کو۔ طلحہ زبیر نے کہا پھر خدا کو کیا جواب دوگے جو اس غلیظ شخص کو خلیفہ بناتے ہو۔ ایک روایت مین ہے کہ طلحہ نے کہا ایسے افظ و اغلظ کو خلیفہ مقرر کرکے خدا کو کیا جواب دوگے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ اسپر راضی نہین ہوئے کیونکہ طلحہ زبیر دونون معترض ہین یا بروایتے طلحہ معترض ہین اور لوگ ساکت ہین۔

بلکہ تاریخ کامل سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن بن عوف بھی معترض ہین فقال

لہ انہ افضل من رایک الا انہ فیہ غلظۃ ص۱۶۳ جلد۲

یعنی عبدالرحمن نے کہا عمر ہر طرح افضل ہیں۔ مگر اون میں غلظت ہے۔ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ وہ بھی راضی نہیں ہیں۔ جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے۔

کتابت وصیت نامہ تاریخ کامل میں ہے ثم ان ابا بکر احضر عثمان خالیا لیکتب عهد عمر فقال له اکتب بسم الله الرحمن الرحیم هذا ما عهد ابوبکر بن ابی قحافه الی المسلمین اما بعد ثم اغمی علیه فکتب عثمان اما بعد فانی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب ولم آلکم خیراً ثم افاق ابوبکر فقال اقرء علی فقرء علیه فکبر ابوبکر وقال اراك خفت ان یختلف الناس ان مت فی غشیتی قال نعم قال جزاك الله خیرا عن الاسلام واهله ص۱۶۳

یعنی ابوبکر نے تنہائی میں عثمان کو بلا بھیجا کہ عہدنامہ عمر لکھیں اور کہا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہد ابوبکر بن ابی قحافہ ہے طرف مسلمین کے۔ اسکے بعد ابوبکر کو غش آگیا اور عثمان نے یہ لکھدیا کہ ہمنے عمر کو خلیفہ کیا اور تمہاری خیرخواہی سے باز نہیں رہے۔ جب ابوبکر کو افاقہ ہوا تو کہا ہان کیا لکھا ہے۔ عثمان نے پڑھکر سنایا تو ابوبکر نے تکبیر کہی اور کہا کہ تمکو اس کا خوف ہوا کہ لوگون مین اختلاف پیدا ہوا گر ہم اسی غشی مین مرجائین عثمان نے کہا ہان۔ ابوبکر نے کہا خدا تمکو جزائے خیر دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ خلافت عمر پر راضی نہ تھے تب ہی نہ عثمان کو تنہائی مین بلواکر وصیت نامہ لکھوانا شروع کیا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوبکر نے ابھی نام نہین لکھوایا تھا کہ اونکو غش آگیا۔ عثمان نے جلدی سے عمر کا نام لکھدیا کہ شاید ابوبکر اسی غشی مین مرجائین تو ممکن ہے لوگ اختلاف کرین۔ اسلئے عمر کا نام لکھدیا جسپر ابوبکر نے اللہ اکبر کہا اگرچہ کسی وجہ سے ہو۔

تو کیا رسول اللہ کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپنے غلطی کی جو تمامی صحابہ کے روبرو قلم دوات طلب کیا۔ اگر تنہائی مین منگا کر لکھوائے ہوتے تو یہ خرابی نہ پڑتی؟ یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ کا کوئی ایسا خیرخواہ اور دلی دوست نہ تھا کہ جسطرح عثمان نے تنہائی مین آ کے لکھدیا اوسی طرح رسول اللہ کا بھی وصیت نامہ لکھدیتا کہ حضرت یہ

حسرت تو دل مین نہ رہے جاتے کہ ہمارا وصیت نامہ بھی نہ لکھا گیا۔

مگر بہرحال یہ پوری طور سے معلوم ہوا کہ صحابہ اس خلافت عمری پر راضی نہ تھے اور بلا رضامندی اونکے عمر خلیفہ بنائے گئے کیونکہ تاریخ خمیس مین ہے فلما کتب ختم الصحیفۃ واخرجہا الی الناس وامرھوان یبایعوالمن فی الصحیفۃ حتی مرت بعلیؓ فقال بایعت لمن فیہا وان کان عمر فوقع الاتفاق علی خلافۃ ص۲۶۶

جب وہ وصیت نامہ ختم ہوا تو اوس پر مہر دی گئی اور نکالا گیا وہ وصیت نامہ طرف آدمیون کے اور حکم دیا گیا کہ بیعت کرو اوس شخص کی جسکا نام اس تحریر مین ہے۔جب یہ حضرت علیؓ پاس وہ سربمہر لفافہ پہونچا تو حضرت نے کہدیا کہ ہمنے بیعت کی اوسکی جسکا نام اسمین ہے اگرچہ عمر ہون اسطرح سے حاصل ہوا اتفاق۔

ہمکو اس مورخ کے اس نتیجہ سے یہان بحث نہین ہے کہ وہ اسطرح کے اقرار بیعت سے اتفاق و اجماع کا نتیجہ نکالتا ہے کیونکہ اگر اسکا نام اجماع رکھا جائے تو اس سے بمراتب بڑہکر اجماع یزید کے لئے ہوا جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا۔

مگر یہ تو بہرطور ثابت ہوا کہ قبل اسکے عمر صاحب کی خلافت پر اجماع نہین ہوا تہا بلکہ بمخالفت اجماع یہ حکم نافذ ہوا پہر بتایئے اجماع کہان رہا کیونکہ طلحہ زبیر عبدالرحمان سب مخالف ہین۔

کتاب الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ مین ہے فقال لہ رجل ما فی الکتاب یا ابا الحفص قال لا ادری ما فی الکتاب ولکنی اول من اسمع واطاع قال ولکنی واللہ ادری ما فیہ امرتہ عاما اول وامرک العام ص۲۳

یعنی عمر صاحب جب اپنا خلافت نامہ لیچلے تو راہ مین کسی نے پوچھا اسمین کیا ہے تو عمر صاحب نے جواب دیا کہ ہمکو معلوم تو نہین ہے۔مگر جو کچھ اسمین لکھا ہے اوسکے سب سے زیادہ مطیع ہم ہین جسپر سائل نے کہا کہ اگر تم نہین جانتے تو ہم جانتے ہین کہ سال گذشتہ تمنے انکو خلیفہ بنایا تھا اور اس سال اونہون نے تمکو خلیفہ بنایا۔

شیعونکے تقیہ پر تو اسطرح کے اعتراضات ہوتے ہین کہ تقیہ ہی سے اونکا کفر و نفاق نکالا جاتا ہے۔مگر حضرت عمر کی اس صریح دروغگوئی کے نسبت کیا ارشاد ہوگا جو فرما رہے ہین

ما ادری کہ ہم نہین جانتے - کیونکہ اہلسنت تقیہ کے توکسی طرح قائل نہین ہین بجز اسکے کیا کہہ سکتے ہین - کہ عمر صاحب نے صریحی دروغ کا ارتکاب کیا جسکی ضرورت بھی کسی طرح نہ تھی کیونکہ دو ہی تین منٹ مین یہ راز فاش ہونیوالا تہا - پھر نہ معلوم کیون ایسے دروغ صریح کا ارتکاب کیا گیا -

حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون - کہ جو لوگ چھپاتے ہین ہماری آیات بینات کو اونپر لعنت کرتا ہے خدا اور لعنت کرینوالے - توکیا اس آیت سے کسی طرح خلیفہ دوم مستثنیٰ نکل سکتے ہین اور وہ لاعنون بجز شیعہ کون ہین جو بمعیت خداوند عالم لعنت کرتے ہین -

لطف تو یہ ہے کہ عمر صاحب نے اوس امر کو چھپانا چاہا جس سے سب واقف تھے کہ ابوبکر کی خلافت ہی اس غرض سے ہوئی - چنانچہ اوسی سائل نے کہدیا کہ اگر تم نہین جانتے تو ہم جانتے ہین کہ اوس سال تمنے انکو خلیفہ بنایا - اور اس سال تمنے اپنا بدلا وصول کرلیا -

افسوس ہے کہ حضرت عمر ایسا شخص جو ابتدا سے خلیفہ گر رہا اور اب خود خلیفہ ہورہا ہے محض للہ فی اللہ یہ جھوٹھ بول رہا ہے کہ ما ادری - حالانکہ یہ وہ امر تہا کہ نہ صرف وہی صحابہ اس سے واقف تھے جو مدینہ منورہ مین تھے بلکہ شام مین جو صحابہ فتوحات مین مشغول تھے - وہ بھی جانتے تھے کہ ابوبکر کے بعد عمر ہی خلیفہ ہونگے -

چنانچہ کتاب الامامۃ مین ہے وکان اھل الشام قد بلغھم مرض ابی بکر واستبطئوا الخبر فقالوا انا لنخاف ان یکون خلیفۃ رسول اللہ قد مات وولی بعدہ عمر فان کان عمر ھو الوالی فلیس لنا بصاحب وانا نری خلعہ ص۱۳ یعنی اہل شام کو مرض ابوبکر کا حال معلوم ہوا تہا - پھر کچھ خبر نہ معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ خلیفہ رسول نے انتقال کیا ہو اور اونکی جگہ عمر خلیفہ ہوئے ہون - اگر ایسا ہے تو وہ نہ ہمارے خلیفہ ہین نہ ہم اونکو خلیفہ جانتے ہین بلکہ ہم خلع کرتے ہین !!

عن امر قد اھمنی فافرجیہ عنی کو مدۃ
تشتاق المراءۃ الی زوجھا فخفضت
راسھا واستحیت قال فان اللہ
لا یستحیی من الحق فاشار بیدھا
ثلثۃ اشھر والا فاربعۃ اشھر)

اپنی بیٹی ام المومنین حفصہ کے پاس گئے اور کہا اے بیٹی مین تجھ سے ایک بات پوچھتا ہون جس نے مجھے غم مین ڈال رکھا ہے تو بیان کر کے رفع غم کر دے (وہ یہ کہ) کتنی دنون مین عورت مرد کی مشتاق جماع ہو جاتی ہے یہ پوچھنا [illegible] حضرت حفصہ نے شرما کر سر جھکا لیا حضرت فاروق نے فرمایا کہ بیشک اللہ حق بات سے نہین شرماتا ہے (اس کہنے پر) حضرت حفصہ نے انگلیون سے اشارہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ عورت تین ماہ یا صدرجہ چار ماہ کے بعد مشتاق جماع ہو جاتی ہے انتہی محصلاً اگرچہ اس مدت کی تحقیق ازواج سے یا کنیزون وغیرہا سے ممکن تھی لیکن یہ نہ پوچھنے کی بات جوان رانڈ بیٹی سے پوچھ بیٹھے اور کچھ پروا نہ کی -!

رسوخ فی الایمان حضرت فاروق کا لکھنا کامل طور پر تو علما و محققین سے بھی ممکن نہین مگر ہان بطور اشارات بعض قصص مشہورہ کے حوالے دئیے جاتے ہین اور صرف ایک قصہ کو چند اسناد کے ساتھ پیش کر دیا جاتا ہے -

نزول وحی خدا پر پیغمبر خدا نے حضرت ابو ہریرہ کو من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کی منادی کیلئے اپنی نعلین مبارک دیکر بھیجا اور بغیر رعایت اہانت مولی حضرت فاروق نے حضرت ابو ہریرہ سے دھول دھپا کیا اور آنحضرت سے عرض کیا کہ لوگ عبادت خدا ترک کر دینگے اس حدیث صحیحین مین سوچنے کی بات یہہ ہے کہ آیا اس منادی کے قبل لوگون کی ترک عبادات کا علم خدا و رسول کو بھی تھا یا نہ تھا اگر تھا تو حضرت فاروق کا رسوخ فی الایمان معلوم اور جو نہ تھا تو اسلامی ہنڈورہ ہی مہمل ہے اسکا ترک اولی والنسب ہے -

ابی بن سلول منافق کے جنازہ کی نماز کا قصہ کہ آنحضرت کو حضرت فاروق نے گھسیٹا اور نماز نہ پڑھنے دی اور پھر پیغمبر کے خلاف حضرت عمر کی رائے مطابق

وحی نازل ہوئی یعنی منافق کے جنازہ کے نماز کی ممانعت ہوگئی اور ایسی ہی مخالف وحی کا نزول کتب صحاح سے کئی مقام پر ہوا ہے چنانچہ قصہ اسیران بدر مین اور پردہ کے باب مین پس ان قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ پیغمبر خدا کو کچھ فہم نہ تھا بلکہ حضرت فاروق ان واقعات سے شریک فی النبوۃ ثابت ہوتے ہین اور اگر نفس الامر مین پیغمبر خدا کا فہم درست تھا اور حضرت فاروق شریک فی النبوۃ نہ تھے تو رسوخ فی الایمان غائب بلکہ اوس کے برعکس نتیجہ پیدا۔

ان قصص کے علاوہ صلح حدیبیہ مین الست نبی اللہ حقا کا شور وغل تورت کے قراءت پر پیغمبر خدا کی حضرت فاروق پر غضبناکی اقرع بن حابس کی امارت کا جھگڑا اور آیت لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کا بحق شیخین نزول انحراف جیش اسامہ ان الرجل لیہجر کا شور وشغب غرض بکثرت قصص ان بزرگ کے فسادات اور مخالفت رسول کے ہین جنکی تفصیل اس مختصر مین نہین ہوسکتی

خصائص نسائی صفحہ ۱۲ ذکر صلح حدیبیہ مین ہے کہ قبل ترتیب صلحنامہ کچھ لوگ آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپکے ہمسایہ اور حلیف یعنی ہم عہد ہین آپ ہمارے غلامون کو واپس دیجیے جو آپکی طرف بھاگ کر آگئے ہین انکو اسلام اور فقہ اسلام سے رغبت نہین ہے پس آنحضرت نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ تو اس باب مین کیا کہتا ہے اونہون نے عرض کیا کہ یہ مشرک سچ کہتے ہین کہ آپکے پڑوسی اور حلیف ہین پس آنحضرت

فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم لجیرانك وحلفاؤك فتغیر وجه النبی ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا لجیرانك وحلفاؤك فتغیر وجه النبی ثم قال یا معشر قریش والله لیبعثن الله علیکم رجلا منکم قد امتحن الله قلبه بالایمان فلیضربنکم علی الدین

غضبناک ہوئے پھر عمر سے فرمایا کہ تیری کیا رائے ہے اونہون نے بھی یہی کہا کہ مشرک سچے ہین پس آنحضرت اور بھی غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ قریشیو خدا کی قسم ضرور اللہ ایک ایسے شخص کو مقرر کریگا جسکے دل کا امتحان خدانے ایمان کے ساتھ کیا ہے پس وہ

قال ابوبکر انا هو یا رسول الله قال لا قال عمر انا هو یا رسول الله قال لا هو الذی یخصف النعل

دین کے بارے مین تمہاری گردن مارینگا ابوبکر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا نہین عمر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا نہین وہ وہ شخص ہے جو نعلین ٹانک رہا ہے انتہی محصلاً

اسی مضمون کی دوسری حدیث ہے جسکی بقدر ضرورت یہ عبارت اور حاصل ہے کہ جب آنحضرت نے شیخین سے مسلمانون مین آجانے والون کی نسبت

قال رسول الله لتنتهن یا بنو ولیعة او لابعثن الیهم رجلا کنفسی ینفذ فیهم امری فیقتل المقاتلة ویسبی الذریة فقال عمر فما راعنی الا وکف عمر فی حجزتی من خلفی قال ما تعنی قال ما ایاک و ولا صاحبک قال فمن تعنی قال خاصف النعل

رائے لی اور ان دونون صاحبون نے صدقوا الجیران انک وحلفاءک کہا تو آنحضرت نے فرمایا کہ (یہ بالزادی کے بچے) ہرگز باز نہ آئینگے جب تک مین اپنے ایسے شخص کو نہ مقرر کرون جو میرا جیسا ہو جو میرے حکم کو ان مین جاری کرے اور قتال کرے (راوی کہتا ہے) آنحضرت نے فرمایا کیا دیکھتا ہون کہ یکایک عمر نے میری کمر مین آکر ہاتھ ڈالدے اور کہا کہ سچ بتاؤ کہ اوس سے آپ کی کون شخص مراد ہے آنحضرت نے فرمایا نہ تو نہ تیرا دوست یعنی ابوبکر حضرت عمر نے کہا اور کون آنحضرت نے فرمایا نعلین ٹانک نے والا انتہی محصلاً۔

یہ حدیث مختلف طرق اور الفاظ سے مستدرک حاکم مصابیح بغوی مشکوۃ ولی الدین خطیب صحیح ترمذی ابو عیسی باب مناقب علی مین ربیع بن حراش سے بھی مروی ہے لیکن اون کتب مین قصہ کی صراحت ہے شیخین کے نامون کی صراحت اسطرح پر نہین اسوجہ سے طوالت کو ترک کیا گیا۔ اگرچہ رسوخ فی الایمان کی حالت تو معلوم ہو گئی لیکن علماء اسلام نے جو اس حدیث

کی شروح فرمائی ہین گو وہ شروح حدیث خصائص نسائی کی نہین ہین مگر نفس مطلب ایک ہی
اس بنا پر صرف ایک شرح کی عبارت لکھہ دیتے ہین ۔

علامہ خلخالی نے شرح مصابیح حدیث ابوداؤد مین لکھا ہے لفظ رُدھم الیہم

قولہ ردھم الیہم امر مخاطب فغضب رسول اللہ علیہ السلام لانہم عارضوا حکم الشرع فیہم بالظن والتخمین وشھدوا لاولیائھم المشرکین بما ادعوہ لانہم خرجوا ھرباً من الرق لا رغبۃ فی الاسلام وکان حکم الشرع فیہم انہم صاروا بخروجہم من دار الحرب مستعصمین بعروۃ الاسلام احراراً فکان معاونتہم لاولیائھم تعاونا علی العدوان قولہ ما اراکم تنتہون النفی وان دخل علی اراکم ظاہرا لکنہ بالحقیقۃ ینفی الانتہا ای اراکم ما تنتہون من تعصب اھل مکۃ حتی یبعث اللہ علیکم من یضرب رقابکم علی ھذا ای علی ھذا الحکم وابی ان یردھم ای وابی النبی صلعم ان یرد العبدان ۔

جو صیغہ امر حاضر ہے تو اون صحابہ نے ردھم الیہم کہکر رسول خدا کو مامور (اور خود آمر بنے) بنایا کہ انکو واپس کردو پس اسی سبب سے رسول خدا غضبناک ہوئے کیونکہ اون صحابہ یعنی شیخین نے معارضہ کیا حکم شرع کا اپنے ظن وتخمین سے اور اپنے اون دوستون کی تصدیق کی جو مشرک تھے اور اسکے مدعی تھے کہ بوجہ خوف غلامی فرار ہو کر آئے ہین نہ رغبت اسلام سے ۔ حالانکہ شرع کا حکم اون کے بارے مین یہ تھا کہ جب لوگ دار الحرب سے خارج اور رریسمان اسلام سے متمسک ہون تو وہ سب آزاد ہوگئے تو اب جو اون صحابہ یعنی شیخین نے مدد کی تو یہ تعاون علی العدوان یعنی اسلام کے دشمنون کی اعانت ہے اور یہ جو آنحضرت نے فرمایا ما اراکم تنتہون میں اگرچہ حرف نفی لفظ اراکم پر داخل ہے مگر مراد یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ تم باز نہ آوگے کفار مکہ کی حمایت سے جبتک کہ تم پر خدا مبعوث نہ کرے ایسے شخص کو جو اس حکم کی مخالفت پر قتل کرے اسکے بعد آنحضرت صلعم نے اونکے سوال کو رد کیا اور غلامون کو اونکے حوالہ نہ کیا انتہی محصلاً حدیث مذکور کی شرح کے ایسے ہی الفاظ اور انکے ہم معانی وہ رتبہ ملا علی قاری نے اپنی شرح مشکوۃ مین اور علامہ طیبی نے کاشف

شرح مشکوۃ مین اور توارپشتی نے میسر شرح مشکوۃ مین لکھے ہین جنکے مطالب طحاوی کے مطابق بلکہ کچھ زیادہ ہی ہین پس جن جن علما اور اونکے مقلدین نے جہات پیغمبر خدا مین جناب اسامہ کے مفضول اور شیخین کے فاضل ہونیکا دعوی کیا ہے اونہین لازم ہے کہ وہ شیخین کی مفضولیت مذکورہ سے نصف ہی اسناد جناب اسامہ کی پیش کردین تو ہم مان لینگے کہ اونکا دعوی حق بجانب ہر ورنہ حق غیرت اسلام اور حمیت ایمانداری یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کی گود کے پلے ہوئے خانہ زاد کو مشرک زادون سے مفضول نہ بنایا جائے۔

ناظرین یقین جانین کہ اگر پیغمبر خدا یہ نہ فرماتے کہ ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور اون سے بغض کفر ہے تو پھر ہم بھی شیعون سے بڑھکر قلعی کھولدیتے مگر اس حدیث صحیح کا موہنہ ہے جو کچھ نہین کہ سکتے۔

روی عن ابن عدی عن انس عن النبی صلعم انہ قال حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضھا کفر (از تحفہ اثنا عشریہ)

جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار اور دوست شریف تھے ویسے ہی حضرت فاروق کے تھے اسلئے تبرکاً باجمال اونکا بھی ذکر خیر کردیا جاتا ہے۔

تفسیر فخر رازی تحت آیہ تعصموا الکوافر مین ہے کہ عقبہ بن معیط کلال کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت فاروق نے بعد ہجرت نکاح کیا تھا تاریخ کامل ابن اثیر بیان سنہ ۲۴ ہجری حصہ الحاق زیاد سے معلوم ہوتا ہے کہ کلالون کی خدمہ قرم ساقی ہی تھی کیونکہ ابا مریم کلال سے ابوسفیان نے رنڈی بلوائی تھی جیساکہ آیندہ معلوم ہوگا اور انکی پہلی زوجہ ام کلثوم جرول خزاعی کی بیٹی وہ ان ام کلثوم کے علاوہ تھین اور تفسیر مذکور سے پایا جاتا ہے کہ ایک ام کلثوم زوجہ عمرو عاص جو اپنے بھائیون کے ساتھ بھاگ کر قبل فتح مکہ مدینہ آئی تھین اونسے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا تھا ان ہی التباس اسماء ازواج کے سبب سے بعض بیوقوف یہہ سمجھے کہ ام کلثوم بنت علی سے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا جو محض لغو ہے کیونکہ یہ تمام ازواج فاروق شہادت امام حسین علیہ السلام کے قبل مرچکی تھین اور زید بن عمر کی مان ام کلثوم یہ دونون مان بیٹے ایک تاریخ مین حسن مجتبی علیہ السلام کے زمانہ مین مرچکے تھے جنکے جنازون کی نماز جناب امام

نے پڑھائی تھی اور خواہر شہید کربلا یہ لاولد اور وقت شہادت سید الشہداء ہمراہ
اخی علیہ السلام موجود تھیں اس بنا پر حضرت فاروق کا داماد علی ہونا محض لغو ہے
زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ حضرت فاروق کے حقیقی عم زاد بھائی یہ
اپنی دادی کے بطن سے تھے اور بغلبہ فاروق عشرہ مبشرہ سے ہوگئے تھے (ازالامامۃ
والسیاسۃ وفتح الباری وغیرہ)

قدامہ بن مظعون عدوی حضرت حفصہ کے ماموں حضرت فاروق کے سالے تھے
اور انکے باپ بدری تھے حضرت فاروق نے انکو امیر بحرین کردیا تھا وہان انہوں نے
شغل شرب خمر جاری کیا حضرت جارود نے مخبری کی اور حضرت ابوہریرہ نے گواہی
دی اس بنا پر انکو بلا کر پوچھا تو یہ ایسے مفسر اور ماہر قرآن نکلے کہ واہ جی واہ یعنی انہون
نے جواب مین یہ آیت پیش کی جسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک
لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات عمل کئے اونہوں نے جو کچھ کھایا اوپیر
جناح فیما طعموا الخ کوئی ہرج یعنی گناہ نہین - مراد یہ کہ
معاذاللہ گویا خدا نے شرب خمر کی اجازت دی تھی اس مضمون کی حدیث ازالۃ
الخفا مقصد دوم صفحہ ۵۲ مطبوعہ دہلی مین موجود ہے -

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بروے حیواۃ الحیوان دمیری ابوجہل کے
ہم پیشہ یعنی لوہار تھے یہ حضرت تیر بنا کر بیچتے تھے اسی تناسب کے سبب سے آپکو عشرہ مبشرہ مین داخل
کیا گیا ہو تو عجب نہین۔ شرب خمر کے معزز جلسوں مین شیخین کے علاوہ یہ بھی شریک ہوتے
تھے چنانچہ ایک انصار کے جلسہ مین جہان مغرب کی نماز مین یہ قراءت پڑھی گئی تھی قل
یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ عَبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا عْبُدُ ۝
وَاَنَا عَبِدٌ مَا عَبَدْتُّمْ وَ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝
اوس جلسہ مین جناب موصوف بھی موجود تھے اور جب ایک انصار نے ہجو مہاجرین مین
ایک قصیدہ پڑھا تو جناب موصوف ہی نے اونٹ کی ہڈی سے اوس پاجی کی خبر لی
جس سے اوسکے ضرب شدید آئی اور یہ حقہ آنحضرت تک پہنچا اور پھر شراب کی حرمت

نازل ہوئی مقدمہ سنن ابی حنیفہ مرویہ خصفکی کے صفحہ ۱۲ ترجمہ سعد موصوف میں ہے
وکان قصیراً غلیظاً عظیم الراس صلب — کہ یہ پستہ اندام بدمزاج یا بھدے بڑا
الاصابع (الی ان قال) قال القاری — سر اور موٹی انگلیوں والے تھے اور
ولاہ عمر وعثمان — قاری نے کہا کہ یہ عمر و عثمان کے دوست
تھے اس دوستی کا ثبوت تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی میں ہے وہ یہ کہ امام
قال الزهری والعجب ان عبد اللہ — زہری اوستاد امام مالک نے کہا کہ ابن
بن عمر وسعد بن ابی وقاص لم یبایعا — عمر اور سعد بن ابی وقاص پر حیرت ہے
علیاً وبایعا یزید بن معویہ — کہ ان دونوں نے علی سے بیعت نہیں
کی اور یزید بن معویہ سے کی۔

مغیرہ بن شعبہ یہ حضرت فاروق کے اخص الخاص اور لنگوٹیے ہیں شرح
نہج البلاغہ جز ثانی قصہ مغیرہ میں طبری و واقدی اور مالک بن اوس ابن الحدثان
سے روایت ہے کہ جناب مغیرہ بصرہ سے مدینہ حسب الطلب فاروق جا رہے
عن مالک بن اوس ابن الحدثان قال قدم — تھے رستہ میں بنی مرہ کی ایک
المغیرۃ علی عمر فتزوج فی طریقہ امراۃ من بنی — لڑکی پسند آگئی اوس سے نکاح
مرہ فقال لہ عمر انک لفارغ القلب — کیا (جب حضرت فاروق نے سنا
شدید الشبق طویل الغرمول۔ — تو فرمایا) کہ بیشک تو بڑا بیفکرا
کثرت جماع کا حریص اور بڑے خرا ہے انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ ایسے مخفی و منزوی اعضا اور خلوتی افعال کا علم بغیر کوشش
یا اخلاص کامل کے نہیں ہوا کرتا اور حضرت فاروق کے اس کہنے کی وجہ موجبہ یہ تھی
کہ حضرت فاروق نے ان مہاجر صاحب کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور وہاں انہوں
نے ام جمیل بنت افقم زوجہ حجاج بن عتیک سے زنا کیا ابھی یہ صاحب اپنے کام
میں مصروف تھے کہ حضرت ابوبکرہ صحابی غلام پیغمبر خدا نے خود دیکھا اور اونکے
برادر اخیافی زیاد اور نافع اور شبل بن معبد موجود تھے ان سبکو بھی وہ سین

دکھایا کیونکہ جس مقام پر جناب مغیرہ مصروف کار تھے وہ مکان حضرت ابوبکرہ کے مکان کے
سامنے تھا اور ہوا کے زور سے سامنے کی کھڑکی کھل گئی تھی۔ الغرض ابوبکرہ اور اہل بصرہ
اس حرکت سے جناب مغیرہ سے برہم ہوے اور خلافت مین فریاد کی وہان سے جناب
مغیرہ کی طلبی ہوئی جسپر عدالت فاروق سے توقع مشہور تھی کہ انکا رجم ہوجائیگا لیکن
اوس سفر مغم مین بھی یہ بغیر عورت کے نرہ سکے اور بنی مرہ کی لڑکی سے نکاح کیا وفیات
الاعیان ابن خلکان تاریخ طبری کنز العمال وغیرہ مین یہ قصہ بشرح وبسط موجود
ہے پھر جس عدالتی طور پر جناب مغیرہ کو رجم سے بچایا گیا اور جس بیدادی سے عینی
شہادتون کو رد اور صحابیون پر حد قذف جاری کی گئی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے۔

ان مہاجر صحابی نے جو اسلام پر احسان کیا ہے شاید کسی اور نے نہین کیا ہوگا
وہ یہ کہ زمانہ خلافت اولی کی بیعت کے بعد بنی ہاشم اور جناب امیرؑ کی مخالفت کرانے
مین جو کچھ یہ جوڑ چلے ہین اوسکی گواہ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ہے اوسکے صفحہ ۲۶
مین حضرت عباس کو فقرہ دینے کا ذکر ہے دوسرے بعض کتب سے واضح ہے کہ یزید کی
ولیعہدی کی بیعت کا خیال اور اوسکی تکمیل انہی کے دم قدم سے ہوئی ہے ورنہ
معاویہ کے فرشتون سے بھی نہوسکتا ان صفات کے علاوہ اور بھی ان بزرگ کے
صفات کتب علمار اہلسنت مین درج ہین۔

عمرو بن العاص بن وائل۔ یہ صاحب امرار فاروق سے ہین۔
حیوٰۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ یہ صاحب ذات کے قصائی تھے اور انکی والدہ
کی تعریف مین کسی عرب نے یہ شعر لکھا ہے۔ رجلہا مرفوعۃ للفاعلین ربابہا
مفتوحۃ للداخلین تنزیہ الانساب عن شیوخ الاصحاب کے باب پنجم مین مستطرف
زین الدین محمد المعروف بہ ابن الخطیب الاشہی اور النسان العیون حلبی کے
حوالسے یہ عبارت نقل کی گئی ہے جس سے شعر مذکور کی تصدیق ہوتی ہے جسکا
وقیل انہ امہ ای ام عمرو بن العاص کانت ماحصل بہت فاحشہ ہے جس سے
بغیا عند عبد اللہ بن جدعان فوطئہا ہم اپنی کتاب کو گندہ کرنا نہین چاہتے

کیا آپ اسکو معمولی بات سمجھتے ہین

کہ دفتر اصلاح کس طرح آپکے قوم ومذہب کی خدمت مین سرگرم ہے۔ یہ دفتر تیرہ برس سے قائم ہے جسنے جو خدمتین کین ہین بزرگان
قوم اس سے بخوبی آگاہ ہین۔
اصلاح پرنٹنگ ورکس چھپنی صرف ہزار کے سرمایہ سے قائم کی گئی۔ مگر قوم کی ناتوجہی سے سرمایہ نہ فراہم ہوا تاہم چار کتابین
اس سے شایع ہو چکین۔ ایک مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جو ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر صفحہ ۳۲۲ پر ختم ہے قیمت ۶
دوسری تاریخ الاذان تیسری۔ تصحیح تاریخ حصہ اول۔ چوتھے عقل و تہذیب
الحدیث۔ ان کتابون کے نسخی حلقہ مین ایک کھلبلی پیدا کردی ہے
اگر آپنے جلد نہ منگایا تو پھر انکا ملنا محال ہوگا کیونکہ
بہت کم نسخے چھپے ہین علاوہ ان کے
حسب ذیل کتابین بھی آپکو
دفتر اصلاح سے مل سکتی ہین مناظرہ
امجدیہ حصہ اول ۱۲ار رفیع الوثوق عن
نحل الفاروق رسالہ وضو۔ الجمرہ
جسمین کلوخ لینا بدعت قرار دیا گیا ہے۔ البسملہ
تنقید بخاری حصہ اول۔ جواب شعر جسمین حضرت سکینہ
کے کانون کا محققانہ جواب ہے۔ مقدمہ شرح نہج البلاغہ ۱۲ار

الشمس۔ ایک دوسرا ماہوار رسالہ سی
دفتر اصلاح سے شایع ہوتا ہے۔ جسمین صرف تحریف قرآن کی
بحث ہوتی ہے اسنے سنیونکو ایسا شرمندہ کیا کہ غیرت دار تو اب اسکا نام
بھی نہین لیتا کہ کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل ہے
چار جلدین اسکی مکمل ہو چکین جسکی اصلی قیمت عہ ہے مگر تخفیفی قیمت صر
علاوہ محصول ڈاک۔
الشمس جلد پنجم کے ساتھ آیات بینات بحث فدک کا جواب بھی شایع
ہو رہا ہے اور نیز مرزائیون کی خلافت راشدہ کا جواب نمبر
بہ رد ملاحدہ سالانہ قیمت ۶

تا نہ خریداران اصلاح کو خبر ہو اگر صرف مہ محصولڈاک آپ چندہ اصلاح کے ساتھ منظور فرمائین
تو اصلاح جلد ۱۷ مفت مل سکتا ہے۔
صرف مہ محصولڈاک زیادہ دینا ہوگا۔ مگر یہ رعایت صرف ۳۰ ربیع الثانی تک ہوگی اور وہی لوگ
مستفید ہو سکتے ہین جو اس ایک ماہ کے اندر خریدار اصلاح ہون۔

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

جسٹرڈ سی ۳۷۸

عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

رسالہ

اصلاح

فرقۂ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

مراسلات بنام منیجر اصلاح ہونا چاہیئے

نمبر ۴ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

مظفری تیمخانہ فنڈ جناب سید مقبول حسین صاحب آنرری سکریٹری سلمہ اللہ تعالیٰ الہ آباد [illegible]

بقایت جولائی [illegible] میزان [illegible] میزان کل [illegible]

شکریہ مخصوص جناب منشی سید سجاد حسین صاحب سررشتہ دار ہندیل کھنڈ [illegible] برائے نادار غریب [illegible]

٥ ابھی بہت سے پرچے نادار و نکو مفت دیے جاتے ہیں۔ ہمدردان قوم سے امید توجہ ہے

شکریہ معاونین

حق یہ ہے کہ جس ہمدردی سے ہمارے برادران ایمانی اس سال اشاعت صلاح میں سرگرم رہے ہیں ہم انکا شکریہ ادا نہیں کر سکتے خصوصًا اس سال میں کہ ہنوز اشاعت صلاح باقاعدہ نہیں ہوتی مگر فضل خدا سے امید ہے کہ آیندہ نمبر سے کچھ اصلاح ہو سکے حسب ذیل حضرات کا بالخصوص شکر گذار ہوں جنھوں نے اشاعت صلاح میں خاص طور پر کوشش فرمائی لغایت ۳ ربیع الثانی جزاہم اللہ خیرا

- جناب حکیم قمر الدین صاحب علاوہ سابق [illegible] — ۱
- جناب منشی بدر الدین صاحب [illegible] علاوہ سابق — ۲
- جناب سید ابو القاسم صاحب الاولیہ ضلع سلطانپور — ۲
- جناب سید منیر حسن صاحب [illegible] علاوہ سابق — ۲
- جناب نواب مرزا مہدی خانصاحب [illegible] — ۱
- جناب مولوی سید علمدار حسین صاحب [illegible] — ۱
- جناب سید زین حسن صاحب طالب العلم [illegible] — ۲
- جناب ملا عنایت علی صاحب بمبئی علاوہ سابق — ۱
- جناب ڈاکٹر اکبر علیشاہ صاحب ۳۵۳ — ۱
- جناب منشی سید نثار عباس صاحب فیروزپور — ۱
- جناب نثار علیخانصاحب ۱۷۱ — ۱
- جناب مولوی ظہیر احمد صاحب وکیل سیتاپور علاوہ سابق — ۴
- جناب سید عباس علیصاحب ۳۶۶ — ۱
- جناب سید سہل شاہ صاحب ترمذی — ۳
- جناب سید مرتضیٰ شاہ صاحب ڈپٹی [illegible] — [illegible]
- جناب آغا سید احمد باقر صاحب [illegible] — [illegible]

- جناب سردار [illegible] علیخان صاحب ۱۸۳۵ علاوہ سابق — ۲
- جناب سید الفت حسین صاحب [illegible] — ۳
- جناب سید طالب حسین صاحب ۱۷۹ — ۱
- جناب منشی محمد حسین صاحب انسپکٹر [illegible] — ۱
- جناب سید اشرف علی صاحب تاجر بمبئی — ۱
- جناب سردار فتح خانصاحب ۲۷۷ — ۱
- جناب حق نواز خانصاحب کربلائی — ۱
- جناب شیخ غلام قادر صاحب — ۱
- جناب ابن الحسن صاحب [illegible] — ۱
- جناب سید [illegible] حسن صاحب نقوی [illegible] — ۳
- جناب حکیم سید محمد صاحب [illegible] — ۱
- جناب منشی محسن محمد صاحب [illegible] — ۱
- جناب سید جعفر حسین صاحب [illegible] — ۳
- جناب خواجہ [illegible] حسین صاحب — ۱
- جناب مولوی سید [illegible] علیشاہ صاحب — ۱
- جناب [illegible] — ۱
- جناب [illegible] — ۱

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ	نمبر ۴

ماہ گذشتہ

کچھ ایسا خراب ہوا کہ طاعون کے بیجا حملوں نے سب آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا۔ ہمنے وعدہ کیا تھا کہ نمبر ۳ بابت ماہ ربیع الاول۔ نہم تک شائع ہوگا مگر کیا معلوم تھا کہ طاعون کا ایسا حملہ ہوگا کہ ایک پریسمین جو بستی کا رہنے والا تھا اور مومنین سے ہیں کا تعلیمیافتہ دفعتہً جاں بحق ہوا۔ دوسرا پریسمین جو لکھنؤ کا باشندہ تھا اور نہایت مستعد و کارگذار تھا وجع المفاصل میں مبتلا ہو کر لکھنؤ چلا گیا۔ صرف ایک پریسمین رہ گیا جو پہلے ہی سے ضعیف تھا۔ ان وجوہ سے نمبر ۳ بتاریخ ... ربیع الاول شائع ہوا جسکی روانگی کا سلسلہ ۹ ربیع الثانی تک جاری رہا کیونکہ اکثر حضرات سے اسی نمبر کے وی پی جانیکا وعدہ تھا۔

اس خرابی سے قدرتی طور پر نمبر ۴ کی تاخیر لازمی تھی اس پر یہ مستزاد ہوا کہ دفتر کے منشی جو کاپی لکھتے تھے بخوف طاعون اپنے وطن جونپور کو بتاریخ ۲۲ ربیع الاول روانہ ہوئے اور وعدہ کر گئے کہ وہاں سے کاپی جلد روانہ کرینگے۔ کچھ مسودات ساتھ لیگئے کچھ عقب سے روانہ ہوئے۔ مگر نہ معلوم کیا باعث ہوا کہ ۱۲ ربیع الثانی تک خطوط کا جواب آیا نہ کوئی کاپی آئی۔ نہ مسودہ یہاں تھا جو لکھنؤ وغیرہ بھیجکر لکھوایا جاتا۔ لہذا از سرِ نو مضامین ترتیب دیے گئے اور پرانے رفیق منشی ہجوری صاحب کے پاس بھیجا گیا کہ پٹنہ سے لکھکر کاپی بھیجیں۔

پریسمینوں کے لئے خود ایڈیٹر نے لکھنؤ کا سفر کیا مگر افسوس کہ اس خبر طاعون نے کسیکو آنے نہ دیا جس سے اسقدر تاخیر ہوئی کہ معذرت کرتے شرم آتی ہے۔

دعویٰ ہے کہ خدا اب بھی [illegible] گمراہ کا شگفتا ناچیز نہ باہر کانہ خطوط کی تعمیل ہو
طور پر [illegible] کسی فرمائش کی بیچک ضروری مضامین بھی ایسے تھے جو نہ شائع ہو
اخبارات میں مشتہر تھا بعض مضامین ایسے بھی تھے جو اخبار اثنا عشری وغیرہ میں
شائع ہو چکے تھے لہٰذا انکی اشاعت فضول تھی

اس نمبر میں چند مضامین نہایت دلچسپ ہیں خصوصاً آیۂ استخلاف کی بحث جو جواب
المحدیث لکھی گئی ہے اگرچہ رسالہ الحق المبین مولوی ابو الصفا احمد علی صاحب امرتسری
نے انکا جواب لکھا ہے یا نہیں جسپر ہمکو امید ہوگی ایڈیٹر اہلحدیث نے پورے طور پر غور کیا ہوگا اور
اپنی غلطی محسوس کی ہوگی مگر انشاء اللہ تفصیلی جواب انکا آیندہ نمبر میں شائع ہوگا
جن حضرات کیطرف قیمت ہنوز وصول نہیں ہوئی انسے امید ہے کہ وہ حساب جلد صاف کریں گے
تاکہ بار بار تقاضا کی نوبت نہ آئے۔

ہم کسیطرح ان حضرات کا شکریہ نہیں ادا کرسکتے جو اشاعت اصلاح میں کوشاں ہیں
کیونکہ بفضلہ قوم نے اصلاح کی ضرورت کو اچھی طرح محسوس کیا ہے اور جسقدر قومی
اخبارات ہمارے زیادہ ہونگے اُسیقدر ضرورت اصلاح زیادہ محسوس ہوگی۔ اسلئے
ہم بکمال ادب اپنے برادران ایمانی سے ملتمس ہیں کہ جہانتک ہوسکے اصلاح کو قوم کے ہر
فرد کے ہاتھ تک پہونچائیں گے۔

اور سب سے زیادہ ضرورت اسکی ہے کہ غیروں کی نظر تک اصلاح پہونچے خصوصاً آریہ۔
وہابی۔ مرزائی چکڑالوی تک کہ حقیقت مذہب حق اُنپر بھی ہویدا ہو اور وہ سمجھیں کہ دنیا میں
اگر کوئی مذہب حق ہے تو شیعہ جسے نہ کسیسے فساد کرنے کی ضرورت ہے نہ جنگ کرنیکی بلکہ
اسکی حقانیت اور روحانیت ہی اسکے ترویج و اشاعت کی ضامن ہے۔

ہاں شیعوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے طرز عمل سے اخلاق محمدی کے مجسم نمونہ بنیں۔ جنکی
بہترا [illegible] زبان مخالف سے کہلوا سکیں یہی لوگ سنت رسول کے پیرو ہیں۔ انکو
[illegible] اسطرح چلنا چاہیے کہ دوست ہو جائیں [illegible] اسطرح جسپر [illegible]
[illegible] ہوجائیں مگر نہ اسطرح کہ ہم اپنے خصوصیات سے [illegible]

ہو جائیں۔ بلکہ ایسے اعمال اور اقوال میں وہ اپنی حمایت بیجا حمایت دکھلائیں گے شخص
بھی ہماری حقیقت کا اقرار کر رہا ہے کہ ان کے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ جو تعلیم شرکت
اپنے پائیگا تو نسے ظاہر ہوں انسے ہم اسطرح کھنچا اور دلی نفرت دکھائیں کہ لوگ
سمجھ لیں تبرا کا یہی فلسفہ ہے کہ لوگوں پر وہ قبائح سے علحدہ ہیں کہ جو شخص اعمال
قبیحہ کا مرتکب ہوتا ہے اُس سے ہم بھی تبرا کرتے ہیں نہ یہ کہ چند اشخاص سے تو تبرا کریں
اور خود انھیں افعال قبیحہ کے مرتکب ہوں جنکو سب سے زیادہ مذموم بتلائیں۔ نفاق
سب سے زیادہ ہم میں ہو بغض و حسد ہم میں پایا جاوے۔ حاشا و کلا یہ افعال شیعوں کے
نہیں ہوسکتے انکو تو امیر المومنین کا حکم ہے کہ انکی پیروی کریں انکو
ادائے امانت کا حکم ہے انکو واعتصموا بحبل اللہ کا حکم ہے انکو انما المومنون
اخوۃ کی تعلیم دی گئی ہے۔ پھر حیف ہے جو کوئی اسکے خلاف کرے

اخلاق عثمانی ہم سنیوں کے انتخاب القاب کی بیحد قدر کرتے ہیں کہ جسنے
پانچسو حدیثوں کا مجموعہ خود ترتیب دیا اور اپنی زندگی ہی میں جلوا دیا۔ وہ صرف اس جرم پر
خلافت پر کہ قرآن و رسول اللہ کی تکذیب کیلئے حدیث نحن معاشر الانبیاء گڑھ لی
صدیق اکبر کا لقب پایا اور جسنے حق کو باطل سے اسطرح ممزوج کیا کہ جناب امیر
فرماتے ہیں فترکہم فی طرق متشبہۃ لا یستبین فیہا الہدی
ولا یہتدی فیہا الضلال۔ اُسکو فاروق اعظم بنایا۔
اور جسنے حیا کی مٹی اسطرح پلید کی کہ حیا کا نام لیتے ہوئے آدمی شرمائے اُسکو
باحیا کا خطاب دیا۔ ملاحظہ کیجئے عثمان کے نسبت تاریخ صغیر بخاری میں ہے
ثنا حماد عن ثابت عن انس قال لما ماتت رقیۃ قال النبی لا یدخل القبر
رجل قارف اهله الليلة فلم يدخل عثمان القبر [illegible]
ثنا فلیح بن سلیمان ثنا ہلال بن علی عن انس [illegible] بنت رسول
اللہ [illegible] والنبی جالس علی القبر [illegible]
[illegible] احد لم یقارف اللیلۃ فقال ابو طلحۃ انا [illegible]

فتنزل فی قبرھا ص ۱۱ مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد۔

یعنی جب حضرت رقیہ دختر رسول (بنابر روایت اہل سنت) نے انتقال کیا تو رسول اللہ نے فرمایا اسکو وہ شخص قبر میں اتارے جسنے آجکی رات اپنی زوجہ سے تعلق نہ کیا ہو۔ عثمان وہاں سے ہٹ گئے اور قبر میں نہ داخل ہوئے۔ دوسری روایت انس سے ہے کہ جب دختر رسول اللہ نے انتقال کیا تو حضرت قبر پر بیٹھے تھے اور دونو آنکھ سے آنسو جاری تھا۔ بعد اسکے فرمایا ہے کوئی تمسے جسنے آج کی رات اپنی زوجہ سے صحبت نہ کی ہو تو ابو طلحہ نے کہا ہاں یا حضرت میں ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو ہی قبر میں اتار۔ یہی روایت بجنسہ صحیح بخاری صفحہ ۲۸ ۱ جلد اول مطبوعہ مصر میں موجود ہے۔

کہئے اس سے بڑھکر حیا عثمانی کی کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ ایک طرف تو گھر میں زوجہ وہ بھی وہ زوجہ جو دختر رسول کہی جاتی ہے۔ مردہ پڑی ہوئی ہے اور عثمان صاحب دوسری لونڈی یا زوجہ سے عیش اڑا رہے ہیں۔

اللہ اللہ یہ کیسے حیادار تھے اور کس دل کے آدمی تھے جو اس وقت میں ایسی خواہش ان میں پیدا ہوئی حالانکہ حکما نے لکھا ہے کہ یہ خواہش اسوقت ہوتی ہے جبکہ نفس مطمئن اور فارغ البال ہوتا ہے نہ اسوقت کہ گھر میں کوئی بیمار پڑا کراہ رہا ہو یا کوئی مردہ پڑا ہو تو ممکن نہیں کسی انسان کے دل میں اسوقت ایسا جوشش پیدا ہو۔

قربان جائیے فہم علماے اہل سنت کے جو اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں وحکی عن ابن حبیب ان السر فی ایثار ابی طلحہ علی عثمان ان عثمان کان قد جامع بعض جواریہ فی تلک اللیلۃ فتلطف ﷺ فی منعہ من النزول فی قبر زوجتہ بغیر تصریح فتح الباری ص ۶۲۳ جلد اول۔

یعنی ابن حبیب نے کہا ہے کہ اس حدیث کا راز یہ ہے کہ حضرت نے ابو طلحہ کو قبر میں اتارنے کے لئے اسوجہ سے اختیار کیا کہ عثمان نے اس شب کو اپنی لونڈی کے ساتھ

جماع کیا تھا۔ اسلئے حضرت نے اسمیں تعریض فرمایا کہ وہ قبر میں نہ اتاریں اپنی وجہ کو اور حضرت نے اسکی تصریح نہیں کی۔

یہ ہے فہم اہل سنت کہ حضرت کے اس جملہ کو جو غیرت دار کیلئے سو جوتے سے بھی بڑھکر ہے متلطف کہتے ہیں کہ حضرت نے تصریح نہیں کی۔ حالانکہ یہ ایسی تصریح تھی کہ عثمان فوراً وہاں سے علحدہ ہوگئے۔

اللہ اللہ کیسی محبت تھی ان صحابہ کو خود رسول اللہؐ سے اور انکی اولاد سے کہ باوصفیکہ حضرت رقیہ زوجیت عثمان میں ہیں گھر میں ایک مدت سے علیل ہیں جاں بحق تسلیم ہو چکی ہیں۔ مگر عثمان صاحب پر خواہش نفسانی کا یہ غلبہ ہے کہ مردہ یا بیمار گھر میں پڑا ہوا ہے اور وہ لونڈی کے ساتھ مصروف عیش ہیں۔

ابن حجر لکھتے ہیں وکانما استبعد ان یقع لعثمان ذالک لحرصہ علی مراعاۃ الخاطر الشریف ویجاب عنہ باحتمال انیکون مرض المرءۃ طال واحتاج عثمان فی الوقاع ولم یظن عثمان انہا تموت تلک اللیلۃ ولیس فی الخبر ما یقتضی انہ واقع بعد موتہا ولا حین احتضارہا والعلم عند اللہ ص ۶۶۷

یعنی گویا کہ حضرت نے مستبعد سمجھا اسکو کہ عثمان سے ایسی حرکت ہو حالانکہ وہ کسقدر حریص تھے حضرت کی خاطر داری پر (اسکا حال تو اسی واقعہ سے معلوم ہوا) اور اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے مرض نے طول پکڑا ہو اسلئے عثمان کو جماع کی حاجت ہوئی ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عثمان کو اسکا گمان نہ ہوا ہو کہ آج ہی رات کو مر جائیگی۔ اور حدیث میں کوئی دلیل اسپر نہیں ہے کہ عثمان نے یہ کام بعد موت کیا ہو یا وقت احتضار حق یہ ہے کہ صحابہ نے جو کام کیا وہ تو اپنی خاص خاص غرض سے۔ مگر زیادہ حیرت ہے ان سنگدل علماء پر جو پھر ایسی تاویل کرتے ہیں کہ خواہی نخواہی غصہ آئے کیونکہ دو ہی صورت ہو سکتی ہے یا عثمان کو اپنی زوجہ سے محبت تھی یا نہیں اگر محبت تھی تو پھر نا ممکن تھا کہ دوسرے کیطرف رغبت ہو خصوصاً ایسی حالت

میں کہ وہ محبوب مشرف بہ موت ہوا۔ اور اگر محبت نہ تھی جیسا کہ ظاہر ہے تو پھر سب باتیں آسان ہیں۔

جواب اہل حدیث

اصلاح نمبر۱۰ جلد ۱۲ صفحہ ۳ میں بعد نقل عبارت زاد المعاد ابن القیم سوال کیا گیا تھا کہ مردہ کے عزیزوں کو کھانا کھلانا سنت ہے تو رسول اللہ کی وفات کے بعد کن کن صحابہ نے جناب سیدہ اور حسنین یا ازواج نبی کو کھانا کھلایا تھا جواب اسکا حدیث سے دیا جاوے۔

اِس سوال کے جواب میں اڈیٹر اہلحدیث لکھتے ہیں "حدیث شریف میں جناب رسالتمآب صلعم نے اپنے انتقال پرملال میں سب امت کو شریک فرمایا ہے ایکدفعہ حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا تھا کہ جسکا کوئی بچہ نہ مرا ہوگا اُسکو کیا اجر ملیگا اسکے جواب میں حضور نے فرمایا میری موت اور جدائی کا صدمہ جو انکو ہوگا اسکا اجر ان کو ملیگا کیونکہ ان یصاب احد بمثلی میری موت جیسی مصیبت آمیز کبھی نہ پہونچیگی پس جب اصحاب اس غم والم میں شریک تھے چنانچہ سید الشہدا حضرت فاروق اعظم تو انتقال پرملال کیوقت ایسے کچھ مبہوت ہورہے تھے گویا کوئی دیوانہ ہے۔ اسی دیوانگی میں کہتے تھے جو کوئی کہیگا کہ آنحضرت کا انتقال ہوگیا میں اُسکو قتل کردونگا سبحان اللہ عشق محمدی میں کیسے سرشار اور متوالے تھے کہ قرآن مجید کا فرمان موت نبوی کا سنکر صحابہ نے سمجھا ایسا سمجھا کہ گویا یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے۔ کہئے دعوت اہل میت کی علت میں جو فرمایا فانھم فی شغل بمصابھم یہ وجہ سب صحابہ پر صادق تھی یا نہیں پھر دعوت کرے تو کون اور کھاوے تو کون کیا ایک ہی گھر والے ایک دوسرے کی دعوت کیا کرتے ہیں (صفحہ ۱۵) جس سے اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ اہل بیت نبی کو کسی نے مطابق سنت رسول کھانا نہیں کھلایا۔ وہ سنت رسول برہم ہوئی جسکی کسند بقول حضرت ابن القیم ذکی تھی رہا یہ امر کہ سب صحابہ اس غم میں شریک تھے وہ ایسا واضح امر ہے کہ بیان کی کچھ ضرورت

نہیں کیونکہ اگر اونکو غم ہوتا تو جنازہ چھوڑ کر کیوں جاتے۔

اب میں حیران ہوں کہ آپکے کلام کی تصدیق کروں یا مولوی شبلی صاحب کے الفاروق کی جو فرماتے ہیں "یہ سچ ہو کہ حضرت عمر و ابوبکر وغیرہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر بنی ساعدہ کو چلے گئے۔ یہ بھی سچ ہو کہ انھوں نے سقیفہ میں پہونچکر خلافت کے باب میں انصار سے معرکہ آرائی کی اور اسطرح ان کوششوں میں مصروف رہے کہ گویا **ان پر کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا**۔ یہ بھی سچ ہو کہ انھوں نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علی سے بزور منوانا چاہا گو بنو ہاشم نے آسانی سے آپکی خلافت تسلیم نہیں کی صـ۶۶ حصہ اول۔

اب آپ ہی فرمائے اتنی سچی باتوں کے مقابلہ میں آپکی یہ بات کیونکر مانی جاے۔ کیونکہ **انجمن صادقین کی ابھی رجسٹری بھی نہیں ہوئی ہو**۔

آپ حدیث رسول اللہ سے چاہتے ہیں کہ اونکو مصیبت زدہ بنائیں مگر اُس حدیث میں تو مومنین مراد ہیں نہ منافقین۔ اور جب عمر صاحب حسبنا کتاب اللہ کے قائل تھے تو حدیث سے اونکو کیا غرض۔ کیا قرآن کی آیت **افئن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** کو وہ اپنی سند میں پیش نہیں کر سکتے "تھے کہ خدا نے انکے انقلاب کی پیشین گوئی کی ہو۔ پھر انکو غم چاندوہ سے کیا واسطہ لاتحزن انھی صریح حزن سے وارد ہے

ہاں یہ تو فرماے کہ رسول اللہ جعفر طیار کی شہادت کو مصیبت اپنی سمجھتے تھے یا نہیں جو حقیقی ابن عم تھے پھر آپنے کیوں فرزندان جعفر کو کھانا بھجوایا۔ اور یہ کیوں نکہا "دعوت کرے تو کون اور کھاوے تو کون؟ کیا ایک ہی گھر والے ایک دوسرے کی دعوت کیا کرتے ہیں"

ہاں صاحب اگر کل صحابہ شریک غم تھے تو اس جملہ کے کیا معنی ہونگے **فوقفت فاطمۃ علیٰ بابہا فقالت لا عہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا و قطعتم امرکم بینکم و لم تستامرونا و لم تروا النا حقا** کتاب الامامہ صـ۲۱

یعنی حضرت فاطمہ اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور فرمایا ہم جہانتک جانتے ہیں تمسے بدتر کوئی قوم ایسے مقام پر نہیں حاضر ہوئی جس جگہ تم آئے ہو کہ رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ کر چلے گئے اور باخود ہا جا کر فیصلہ کر لیا جسمیں ہمارے حق کا کوئی خیال نہیں کیا۔

رہا عمر صاحب کا اُسوقت دیوانہ بن جانا تو اتنی دیر تک یہ ہو سکتا ہے کہ ابوبکر صاحب آجائیں

مگر اس میں بھی وہی مضمون تھا "دیوانہ بکار خویش ہوشیار" کیونکہ ابھی چند ہی روز ہوئے الرجل لیہجر کہہ چکے ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ کا دماغ صحیح نہیں ہے اور اب یہ غرض ہے کہ جناب امیرؑ کو قتل کریں کیونکہ سب سے زیادہ مصیبت تو آپ ہی پر تھی کہ روتے نکلے تھے۔

ابن تیمیہ نے تو خلیفہ دوم کی نسبت چند مسائل کے بارے میں کہا تھا کہ یہ حکم کسی دیوانہ کا ہو سکتا ہے مگر شکر خدا کا آپنے بھی ایک جگہ دیوانہ پن قبول کیا۔ اب اطبا سے پوچھئے جنون جس ساعت جس ...بدا صحیح ہے یا نہیں۔

اڈیٹر اہلحدیث کے نام کھلی چٹھی

تو کار زمیں را نکو ساختی که بر آسمان نیز پرداختی

ناظرین کو تو یہ بخوبی معلوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث سال گذشتہ میرے پاس مناظرہ کے واسطے اپنے کچھ حوارین کے ساتھ تشریف لائے تھے اور مجھ سے اُنسے جو باتیں ہوئی تھیں وہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں اسکے بعد مولوی صاحب نے لکھیا نے ہو کر ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ کے پرچہ اہلحدیث میں میرے نام سے کھلی چٹھی لکھی تھا اور تحریری مناظرہ کے شوق و شغف کا اظہار کیا تھا چنانچہ آپنے لکھا تھا (بسم اللہ اہلحدیث کے صفحات حاضر ہیں اپنا مضمون اسمیں بھیجئے بلا کم و کاست مع جواب شائع ہوگا اور آپکی خدمت

میں برابر ہو سکیگا مولانا واللہ میں بھرے دل سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اپنے عالمانہ جوہر سے کام لیکر اس مسئلہ کو قرآنی استدلالات سے مزین فرمائیں میں آپکی تحریر ونکو مذاکرہ علمیہ کے عنوان سے لکھا کرونگا)

یہ ہے وعدہ اہلحدیث جسپر میں نے آیہ انما ولیکم اللہ سے اثبات خلافت بلا فصل حضرت علی شروع کیا اور برابر اپنا مضمون بھیجتا رہا جسمیں میں نے دو مقدمے لکھے تھے ایک میں انما کا بمعنی حصر ہونا اس تحریر کو تو اسیطرح شائع کیا جسمیں اسکو بھی تسلیم کیا کہ انما بمعنی حصر ہے۔ دوسرے مقدمہ میں میں نے ولی کا بمعنی اولے بالتصرف ہونا ثابت کیا تھا جسکو انھوں نے اسطرح ذبح کیا کہ سر سر چھوڑ بتدا اُس تحریر کا الگ کر ڈالا۔ مگران سب چالوں کے ساتھ میرے دعوے اور دلیل کو تسلیم بھی کیا چنانچہ اہلحدیث مورخہ ۱۰ شعبان صفحہ ۷ کالم ۱ سطر ۴ میں تحریر فرماتے ہیں "آپ کی تمہید ختم ہو آگے ہم مانتے ہیں کہ انما حصر کے لئے ہے آگے چلئے،، پھر آپ $\frac{۲۴}{۲۹}$ رمضان صفحہ ۱۰ کالم ۲ سطر ۱۲ میں لکھتے ہیں "میں مان لیتا ہوں کہ ولی کے معنی حکمران اور متصرف کے ہیں پھر آپ اہلحدیث مورخہ ۳ ذیحجہ صفحہ ۳ سطر ۱۳ میں دوبارہ تحریر فرماتے ہیں "جبکہ میں مان لیتا ہوں کہ ولایت مندرجہ آیت ہذا کے معنی حکومت کے ہیں بس آپ آگے چلئے،، اسکے بعد میں نے پھر اپنا مضمون بھیجا جو ۲ جمادی الاخر ۱۳۵۵ بابت ذیحجہ میں شائع بھی ہوا مگر اڈیٹر اہلحدیث نے معلوم نہیں میرا مضمون شائع کرنا چھوڑ دیا۔

اڈیٹر صاحب نے ایک یہ چالاکی مزید کی کہ امام فخرالدین رازی اور صلاح کی سرخی سے ایک مضمون مولوی معشوق علی صاحب پھلواروی کیطرف سے شائع کرنا شروع کیا جس سے شاید مقصد یہ ہو کہ میں مولوی صاحب کیطرف سے عنان توجہ چھوڑ کر انکی طرف متوجہ ہوں اور ان میں الجھا رہوں اور مولوی صاحب کو اپنی لن ترانی کا موقع ملے۔ حالانکہ اسکی خبر نہیں کہ بد راہیں امام پر منع گرنہ

کہ عنقارا بعید ست آشیانہ - اگرچہ میں جانتا ہوں کہ مولوی معشوق صاحب پھلواروی کی بذات خاص یہ نازو انداز نہیں بلکہ یہ سلیمانی نعمت انکو کہیں اور سے ملی ہے۔ ؎ کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں ٭ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں - مگر باوجود اسکے مجھے ہنسی تو اسپر آئی کہ شروع بحث میں آپ لکھتے ہیں "مقصود سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جناب مولوی فرمان علی صاحب کی تمام تحریر و تقریر کا ماخذ جناب مولوی حامد حسین صاحب کی عبقات ہے اور اس بحث میں اب تک جو مضامین انھوں نے شائع فرمائے ہیں وہ گویا اس کتاب عبقات کا ترجمہ اور ماحصل ہے۔ اسلئے میرا اصلی مخاطب اس تحریر میں صاحب عبقات ہی کے ساتھ ہوگا اور میری تحریر کے جواب دہ حقیقت میں جناب مولوی ناصر حسین صاحب ہونگے نہ فقط مولوی فرمان علی صاحب یا اڈیٹر صاحب اصلاح - انتہی واللہ کیا بات کہی ہے ؎ یہ بات کی خدا کی قسم لاجواب کی ٭ پابوس میں لگا کی کرن آفتاب کی ۔ مولوی معشوق صاحب کو یہ خبر ہی نہیں کہ یہ آپکے ناز معشوقانہ کوئی اور اٹھائیگا آپ بیچارے تو کس شمار و قطار میں ہیں آپکے بڑے بڑے تو اس حسرت میں پیوند خاک ہو گئے اور عبقات کے ایک حرف کا بھی جواب نہ دے سکے اور قیامت تک اس حسرت میں عدم آباد کو ہزاروں چلتے ہونگے - ولا یاتون بمثلہ - ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا حالانکہ اگر میں عبقات سے مضامین لیتا بھی تو میرے واسطے کوئی عیب کی بات نہ تھی بلکہ میرا فخر تھا مگر اس سفید جھوٹ کی داد دے بغیر تو نہیں رہ سکتا کیونکہ آپکے واسطے تو یہ شعر نہایت ہی موزوں ہے ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا - اصل یہ ہے کہ جب جواب نہ بن پڑا تو چڑچڑا کے کھٹے انگور کون کھائے کہنے لگے - میں لکھتا ہوں کہ مولوی معشوق صاحب آپ دس روپیہ پھلواری کے پھلواری مڈل اسکول میں اردو کے مدرس ہیں - اگر آپ اس آیت کے بحث کو عبقات کی کسی جلد میں نہیں نہیں بلکہ اس عنوان سے کسی کتاب میں دکھلا دیجے

یا پتہ ہی بتا دیجئے تو آپکو کم از کم آپکے ایک سال کی تنخواہ ایک سو بیس روپے انعام
دیتا ہوں بس آپ اس بات پر ڈبل انعام لیجئے اور سال بھر تک گھر میں بیٹھ کے چین
کیجئے اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کے دماغ چاٹنے سے بچئے ورنہ چھوٹوں
کی شان میں جو آیت ہے وہ تو شاید آپکو بھی یاد ہو گی۔ یہ تو **جملہ معترضہ تھا**۔ اب
اصل مطلب سنئے مولوی صاحب نے میرا مضمون شائع کرنا چھوڑا اور چھوڑا
میں نے انتظار کر کے صفر مہینے میں ایک خط لکھا کہ آپنے میرا مضمون ابتک کیوں شائع
نہیں کیا اگر آپکے پاس شاید مضمون نہ پہونچا ہو تو پھر دوبارہ بھیجدوں یا اصلاح
سے نقل کر لیجئے تو آپ نے تحریر فرمایا کہ میرے پاس مضمون پہونچا ہی نہیں اگر آپکو تو
اصلاح سے نقل کر لوں" میں نے دوبارہ لکھا کہ آپ اصلاح سے نقل کر لیجئے مگر
باوجود اسکے مولوی صاحب نے آجتک شائع نہ کیا میں نے اسمیں غور کیا کہ مولوی
صاحب نے یہ کیا کیا اور خلاف وعدہ یہ کیا حرکت کی جس سے وعید علامات النفاق
ثلث اذا وعد تخلف میں داخل ہوئے آخر میرے کانوں تک انکے ہم مذہب اہل
پٹنہ کی یہ آواز پہونچی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے سخت غلطی کی کہ ان دونوں
مطلبوں کو مان لیا اب اس آیت میں رہ ہی کیا گیا خلافت
بلا فصل حضرت علی تو ان دونوں باتوں کے ماننے سے ثابت
ہو گئی کیا عجب ہے کہ ان حضرات نے یا اور لوگوں نے مولوی صاحب کی تحریر اسپر منتشی
کی ہو اسی بنا پر مولوی صاحب نے اس سے گریز کیا ورنہ یا بایں **زور الشوری**
یا بایں بے نمکی کہاں تو ہر شیعہ عالم سے مناظرہ کی التجا تھی اور کہاں یہ سکوت۔
بایں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ مگر اب ناظرین کو اسپر ہنسی آئیگی کہ ایک طرف
تو مولوی صاحب نے میرے مقابلہ میں یوں **بیک بینی و دو گوش گریز کیا**
اور ایکطرف ۲۰؍۲۸ صفر کے پرچے اہلحدیث میں اصلاح کی اصلاح کی سرخی سے اڈیٹر
اصلاح پر حملہ آتے ہوئے جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ اور جناب مولانا
السید نجم الحسن صاحب قبلہ اور جناب مولانا السید علی جواد صاحب قبلہ اور جناب

مولوی سید علی صاحب حائری کو دعوت مناظرہ دی ہے۔ یا للعجب نازم بایں ریش وفش۔
مولوی صاحب آپکو یہ لکھتے ہوے شرم کبھی نہیں آتی اور آتی تو کیونکر الحیاء من الایمان۔
مولوی صاحب آپکو کم از کم اتنا تو خیال کرنا تھا کہ ایک سے منہ لگا کے پیچھا نہیں چھوٹتا دوسرے کو کس برتے پر دعوت دے رہے ہیں۔
مولوی صاحب اگر آپکو اپنے مولوی فاضل ہونے پر ناز تھا تو پہلے استدلال کا حسب وعادہ جواب دے لیتے تو دوسری طرف توجہ کرتے حالانکہ مولوی صاحب خود اسکا اقرار کر چکے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا محض قرآن ہی سے لکھا تھا چنانچہ اہلحدیث مورخہ ۱۲ ذیقعدہ صفحہ ۳ کالم ۱ سطر ۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں "اتنے حصہ میں تو ہم مولوی صاحب موصوف کے مشکور ہیں کہ وہ لکھتے تو قرآن ہی سے ہیں اور اپنے بھائی اڈیٹر اصلاح کیطرح قرآن کا نام رکھکر ادھر ادھر کی کہنے نہیں لگ جاتے ہیں"
مولوی صاحب آپ تو سر صحبت میں لوگوں سے جھوٹ نہ بولنے کی بیعت لیتے پھرتے ہیں اور آپنے ماشاء اللہ سے اپنی کنیت بھی خواہ مخواہ ابو الوفا رکھ لی ہے اسپر بھی آپکو شرم نہیں آتی کہ آپ پھر علمائے شیعہ کو قرآن مجید سے اثبات خلافت کی دعوت دیتے ہیں۔ اور مصداق چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ایسی جسارت کر بیٹھے اور معلوم نہیں کس عالم میں یہ لکھ مارا کہ "شیعوں کو یہ کام مذکرنا تھا نہ گیا"
دروغ گورا حافظہ نباشد۔ شاید آپ ہی کے واسطے موضوع ہوا ہے۔
مولوی صاحب کبھی تو شرمائیے اور اگر مرد میدان ہیں تو ان بڑے بڑے علما کو چھوڑیے میں انحضرات کا خوشہ چیں ہوں مجھی سے دو دو باتیں کر لیجیے اور میرے مضمون کو شائع کیجیے پھر آگے بڑھنے کا منصوبہ کیجیے گا اور اگر آپ واقعی بھاگ گئے اور آپسے اب کچھ بن نہیں پڑتا تو ان لن تراینوں

کو چھوڑے ۔ میں تو نہیں آپکے مرید آخر آپکو کیا کہتے ہونگے ۔
سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا ؛ کہتی ہے تجکو خلق خدا غائبانہ کیا
آپ شاید یہ سمجھتے ہونگے کہ ساری دنیا کے آپکے اخبار کے سوا کوئی دوسرا اخبار دیکھتے ہی نہیں شرم شرم ۔ بس آپ یا تو گریز کا اقرار کیجئے اور آیندہ کسی شیعہ عالم سے مناظرہ کی ہوس نہ کیجئے ۔ یا میرے مضمون کو حسب وعدہ شائع کیجئے مگر آپکی ٹکڑے ٹکڑے کی سہی نہیں ۔ اور جب تک مجھ سے نمٹ نہ لیجئے ان یاوہ سرائیوں کو چھوڑیے ۔ دورنگی چھوڑ دے اک رنگ ہو جا ؛ سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا ۔
جواب کا منتظر فرمان علی ممتاز الافاضل مدرس اول مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ
اصلاح ۔ ہیچ جا نیم کسے از کوئے تو دلشاد می آید ؛ فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آید ۔ اڈیٹر اہلحدیث نے اپنے صدیق اکبر کی قسم کھائی ہے کہ کبھی سچ نہ بولینگے ۔ اور روح فاروق اعظم سے معاہدہ کر چکے ہیں کہ کبھی ثابت قدم نہ رہینگے ۔ بلکہ ہمیشہ جنگ احد کا نقشہ دکھائینگے بزکوہی کیطرح اُچھلتے پھرینگے ۔ عثمان با حیا سے کبھی تو عالم برزخ میں معاہدہ ہوگا کہ حیا کا نام نہ لینگے کیونکہ حدیث الحیاء من الایمان میں حیا جزو ایمان قرار دیا گیا ہے ۔ لہذا جناب مولوی فرمان علی صاحب کو انسے کسطرح امید وفا خلاف تجربہ ہے من جرب المجرب حلت بہ الندامہ ۔
جس اصول پر انکے خلفائے ثلثہ نے اسلام ظاہری کا اقرار کیا تھا اس سے ایک انچ کیسا ۔ سر مو بھی ہٹ نہیں سکتے ۔ وہی کذب وہی زور ۔ وہی مکر وہی غرور انکا شیوہ ہے پھر ذرھم فی غمرتھم یلعبون کے سوا چارہ نہیں الا انھم المفسدون ولکن لا یشعرون ۔

بارہ وفات پر فساد

اخبار وطن سے یہ معلوم کرکے نہایت حیرت ہوئی کہ پشاور میں ہندو مسلمان

میں بارہ دکانات اور ہولی پر فساد ہوا جسمیں بتاریخ ۲۴ مارچ دو مسلمان مارے گئے اور دس ہندو زخمی ہوئے پھر ۲۴ مارچ کو دو ہندو اور ایک مسلمان مارا گیا چار مسلمان اور ۲۰ ہندو زخمی ہوئے۔

ہندو تو ہمیشہ ہولی جلوس نکالتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں وہانکے مسلمانوں نے کیا سوانگ بھرا تھا جسپر اسقدر فساد ہوا۔ کیونکہ مسلمانونکا دستور اس روز تو صرف مولود کرنا ہے۔ اس خوشی میں کہ آج رسول اللہ سے دنیا خالی ہوئی خلافت ابوبکر کو ملی۔ پھر انکو ہندوؤں سے فساد کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

کیا اڈیٹر صاحب اہلحدیث یہاں بھی وہی کہینگے جو بخارا کے فساد پر لکھا تھا "کیا اب بھی تعزیوں کی برائی کے مسلمان قائل نہونگے" کیونکہ وہاں اگر تعزیہ تھا۔ تو کیا یہاں عائشہ کا ڈولا نکلا تھا۔ افسوس کہ یہاں اڈیٹر وکیل خوب زور لگا رہے ہیں کہ سارا فساد ہندوونکا تھا۔ حالانکہ دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک جب دیکھا جائے تو فساد کے بانی سنی ہی نکلینگے جنھوں نے آل رسول کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ کفن و دفن رسول سے تو فارغ ہوجائیں۔ پھر کوئی تجویز پیش ہو۔ بلکہ اس موقع کو غنیمت سمجھکر بلا انتظار دفن و کفن رسول خلافت پر قبضہ کیا۔

الحکم قادیان مورخہ ۲۱ مارچ نے یہ جملہ خوب لکھا ہے "یہ لوگ جو اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے اور کہلاتے ہیں جس حال میں کوئی امام مفترض الطاعۃ نہیں رکھتے تو جماعت بدون امام کیونکر بناتے ہیں" کیونکہ یہ صفت تو اُن لوگوں سے اُسیوقت مسلوب ہوئی جبکہ حکم رسول انی تارک فیکم الثقلین کی مخالفت کرکے حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ بلند کیا جس سے گو چند روز تک تو کامیاب رہے مگر آخر نتیجہ وہی ہوا جو خدا نے کہا تھا ولا تفشلوا فتذھب ریحکم۔ جس سے آج مذہب اہل سنت والجماعت ایسا ذلیل ہو رہا ہے کہ ہر طرف سے

آریوں کا نیر تسلط ہو رہا ہے۔

قادیانیو۔ تم بھی اگر مذہب حق کیطرف رجوع کرو تو نجات پاؤ۔ وما علینا الا البلاغ

آریہ اور راجہ دھولپور الحکم قادیان سے یہ خبر سنکر تعجب ہوا کہ ریاست دھولپور نے عام حکم جاری کیا ہے کہ جس شخص کے پاس آریہ سماج کی کتابیں پائی جائیں وہ گرفتار کیا جائے جس سے آریہ اپنی کتابیں چھوڑ کر آگرہ چلے گئے اور مندر انکا بند ہو گیا،، کیونکہ وہی الحکم اسکا بھی راوی ہے کہ پروفیسر رام دیو جی نے ۴ مارچ کو یہ منصوبہ ظاہر کیا تھا ،، اب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ تمام مسجدیں آریہ مندر بنائی جائینگی اور انمیں ہون ہوا کرینگے۔ جب دہلی کی جامع مسجد ہمارے ہاتھ آجاویگی تو تمام دنیا کے آریہ جمع ہو کر ایک کانفرنس کرینگے،، اسکو شیخ چلی کا خیالی منصوبہ سمجھو۔ وکیل۔ اہلحدیث۔ النجم۔ کرزن گزٹ کے اعمال کا یقینی نتیجہ سمجھو کیونکہ جس قسم کی قومی تفریق میں یہ لوگ کوشاں ہیں اسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ اب بھی سنی اخبار مذہبی چھیڑ چھاڑ چھوڑیں اور اتحاد و اتفاق میں کوشاں ہوں۔ کیونکہ آپ لوگ ایکطرف مذہب اہل سنت کو باطل کر رہے ہیں جسکا اصول صرف اسیقدر رہ گیا ،، کف لسان ،، کہ شیعوں کی طرح خلفا پر تبرا نہیں کرتے زبان بند رکھتے ہیں۔ اور اب تو یہ ہو رہا ہے کہ خلفا کا درجہ خدا و رسول سے بڑھایا جاتا ہے۔ اور مذہب خوارج رواج پا رہا ہے کہ ائمہ اہلبیت اطہار کی شان میں عام طور پر سب و شتم کیا جاتا ہے جس سے پھر بنی امیہ کا زمانہ یاد پڑ رہا ہے۔

گائے خوری شکر خدا کا اب سنیوں میں بھی اسکی تحریک ہو رہی ہے کہ ہندو دوستوں کی خاطر سے گائے کی قربانی موقوف کیجائے۔

الحکم لکھتا ہے ہندوستان میں ،، بھارت کا پیغام صلح ،، ایک نظم شایع ہوئی ہے جسمیں ہندو و مسلمان کے سوال پر خیالات ظاہر کئے گئے ہیں آخر میں بتایا ہے

گاؤکشی وہ چھوڑیں تم چھوت چھات چھوڑ دو ملکی بلٹ چھوڑیں تم ایک بات چھوڑ دو ۵

اگر ہمارے ہندو دوست فیصلہ کی یہی صورت یقینی سمجھتے ہیں تو مسلمان اسپر بھی طیار ہونگے اور ملکر بکری ہی کے کباب کھالو اور عملی ثبوت دو"

یہ خیال تو مرزائیوں کا ہے جو ہندوں کے خاطر گائی کی قربانی موقوف کرنے پر طیار ہیں مگر اسکے برعکس جو سنی قصائی صحابہ کے پیرو ہیں وہ لکھتے ہیں "ذبیحہ گاؤ کی ترویج اس غرض سے کہ ہندوؤں کی اس سے دل آزاری ہو ہرگز کوئی پسندیدہ امر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اصلی وجہ اسکے ترویج کی یہ ہے کہ وہ شعار اسلام ہوگیا ہے۔ اسی سبب سے گورنمنٹ بھی رسم میں مداخلت نہیں کرتی یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی اسلامی چیز خواہ وہ فی نفسہ مباح کی حد میں ہو۔ مگر جب اسپر اغیار کیطرف سے مزاحمت ہو تو وہ واجب ہوجاتی ہے" النجم ۱۳ ذیقعدہ

دیکھئے یہ خیالات ہیں اس جہادی فرقہ کے جو آیہ انما المتعہ کی ... مخالفت کرکے ہندوں کے پانی۔ گھی۔ دودھ۔ دہی۔ پوری۔ کچوری کو تو حلال و مباح طیب و طاہر جانتے ہیں۔ اور گائے کی قربانی کو واجب اور ضروری سمجھتے مگر کوئی ان سے پوچھے قران میں کہاں یہ حکم ہے اور حدیث میں کہاں یہ حکم آیا ہے اور یہاں مزاحم کون ہے۔ یہ تو سنی اخباروں کی رائے ہے جسمیں اڈیٹر البشیر اٹاوہ کی تحریر کو خود آپنے نقل کیا ہے۔ پھر نہ معلوم اس تجویز اور اس رائے کی کیوں مخالفت کی جاتی ہے۔ بجز اسکے کہ عناد کی نیت دلمیں رکھتے ہیں جس سے لکھنؤ کے شیعہ سنیوں کو لڑا رہے ہیں دیکھئے اہلحدیث اسپر کیا فتوے دیتے ہیں۔؟

ہاں اڈیٹر النجم اگر غور کرتے تو معلوم ہوتا شیعوں کو جو اثبات حلت متعہ میں بمقابلہ آپکے اسقدر کد ہے وہ اسی فلسفہ پر کہ چونکہ عمر صاحب نے خلاف حکم خدا و رسول اسکو حرام کیا لہذا شیعہ اسکی حلت قران و حدیث سے ثابت کرتے ہیں کیونکہ یہ آپ ہی کا سکھایا ہوا سبق ہے "کہ جب اسپر اغیار کیطرف سے مزاحمت ہو تو واجب ہوجاتی ہے" مگر اسکو بھی آپ نہ سمجھے کہ کیا واجب ہوتی ہے محض دلیل و حجت سے اسکے جواز و حقیت کا ثابت کرنا نہ یہ کہ ہندوؤں کے چڑانے کو گائے کا گوشت کھانا بھی ضروری ہو

ہم اپنے معزز قوم سے ملتمس ہیں کہ اُنسے جہانتک ہو سکے اپنے ہندو دوستونکی خاطر گاے کی قربانی اور اسکے گوشت کھانے کو محض قربۃً الی اللہ ترک کریں کیونکہ شریعت نے نہ اسکو واجب کیا ہے نہ مسنون بلکہ ایک شے مباح ہے جسطرح بکری خصی مرغ کا گوشت حلال ہے۔ اور طبی اصول سے تو نہایت مضر ہے۔ اور رسول اللہ نے تازہ مسلمانونکی خاطر مدارات بعض اوقات زکوٰۃ لینا بھی معاف کردیا ہے پھر کیوں نہ ہم محض اسلئے کہ آٹھ نو سو سنی محض اسی کدمیں آریہ بنالئے گئے ہیں۔ دوبارہ مسلمان کئے جائیں گائے کا گوشت کھانا موقوف کریں۔

اسی اصول پر ہم اہل سنت سے بھی صلح کرسکتے ہیں کہ ہم محض انکی خاطر سے انکی عورتوں سے متعہ کرنا چھوڑ سکتے ہیں اگر اہل سنت راضی ہوں۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہنود کسیطرح راضی ہونگے تو یہہ ہمارے قتل ہی پر تیار رہینگے

فیصلہ عدالت بحق مرزا حیرت

ہم گذشتہ نمبر میں مختصر طور پر اسکی خبر دے چکے ہیں کہ مرزا حیرت کو تین سال کی قید با مشقت کی سزا ہوئی۔ مگر اسپر کوئی خوشی نہیں کرتے کیونکہ یہ سزا بجرم انکار شہادت نہیں ہوئی۔ نہ اُن جرائم کے معاوضہ میں جو اس دریدہ دہن نے گندہ الفاظ سے تمام دنیا کو بھر دیا جس سے ہم یہ سمجھتے کہ مسلمانوں میں بھی احساس ہے اور وہ اپنے بزرگ و پیشوا کا اسطرح ادب کرتے ہیں۔

ہاں اگر مسرت ہوتی ہے تو اسپر کہ خدا نے کسطرح انتقام لیا۔ کیونکہ منشی سجاد حسین صاحب کیف چشتی اڈیٹر دہلی گزٹ خود سنی ہیں انکو خدا نے اسپر آمادہ کیا کہ وہ اسطرح انتقام لیں۔ یہی ہے وہ مثل "خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی" اگر یہی مقدمہ کسی شیعہ کیطرف سے دائر ہوتا تو پھر دیکھ لیتے کہ تمام سنی اخبار و نہیں کیا شور و غوغا قائم ہوتا۔ مگر چونکہ خود ایک سنی اڈیٹر نے یہ مقدمہ چلایا تمام سنی اخبار خاموش ہیں۔ یہانتک کہ وکیل ایسے متعصب اخبار نے بھی اہل

خبر کو شائع ہی کر دیا۔ مگر مرزا حیرت کا پروردہ خوان نعمت الحجہ بالکل خاموش
ہے کہ نہیں چاہتا اپنے مریدوں کو یہ خبر فرحت افزا سنائے۔

بہر حال فیصلہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر دہلی کا آخری حصہ حسب ذیل ہے
جو دہلی گزٹ سے لیا گیا۔

۱۲۔ تمام واقعات بحث اور نتائج پر غور کرنے کے بعد میری یہ تجویز ہے
کہ یہ امر کما حقہ ثابت ہو گیا کہ رجسٹر آئی یادداشت اے اور رجسٹر
یو میں یادداشت بی اور چٹھی کیو سجاد حسین گواہ کی خط کی روش پر
جعلی تیار کی گئی ہیں اور یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ مرزا حیرت ملزم کو اس وقت
یہ علم تھا کہ یادداشت اے و بی جعلی ہیں جبکہ اُسنے انکو بتاریخ ۲۰ رجب
۶ھ سجاد حسین کے خلاف مقدمہ فوجداری میں پیش کیا تھا
کیونکہ مرزا حیرت بیان کرتا ہے کہ سجاد حسین نے اسکی موجودگی میں انکو لکھا
حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ مرزا حیرت کو علم تھا
یا اسکو باور کرنے کی معقول وجہ تھی کہ چٹھی کیو جعلی ہے۔ اسکی مجرمانہ نیت
صرف اُس جھوٹے بیان سے ہی ثابت ہے جو اُسنے اُس طریقہ کی نسبت بیان
کیا ہے جس سے وہ چٹھی کیو کو حاصل کر سکا۔ ان تجاویز کی بنا پر میں مرزا حیرت
کو اُس جرم کا مجرم قرار دیتا ہوں جسکا اُسکے اوپر الزام عائد کیا گیا ہے۔

۱۳۔ اب سزا کے سوال پر غور کرنا باقی رہتا ہے جرم زیر دفعہ ۱۷۴ تعزیرات
ہند ہے اور اسکے ساتھ دفعہ ۴۷۲ مشترک ہے۔ سزا کی حد انتہائی حبس دوام
بعبور۔۔۔۔۔ دریائے شور یا دس برس کی قید ہے۔ اسلئے یہ جرم نہایت
سنگین ہے۔ ملزم نے ارادتاً خوب سوچکر کوشش اس امر کی کی تھی کہ ان جعلی
دستاویزوں کے ذریعہ سے سجاد حسین (جسپر اُسنے دفعہ ۱۸۲ تعزیرات
ہند کا مقدمہ چلایا تھا) اُس جرم کی پاداش میں سزا یاب ہو جائے جسکی
سزا سات برس کی قید ہے ایسے مقدمات میں ثبوت مشکل سے ملتا ہے اور

جب ایک صاف مقدمہ ثابت ہوجاوے تو عبرت انگیز سزا دینی ضروری ہے۔ ان جعلی دستاویزوں کے استعمال کے ساتھ قصداً حلف دروغی بھی ہے۔ اور حلف دروغی اور جعلسازی ہماری عدالتوں میں روزمرہ کے جرم ہو رہے ہیں۔
یہ امر کہ مرزا حیرت کچھ باحیثیت آدمی ہے اور کچھ عرصہ سے وہ ایک اخبار کا مالک بھی ہے اور اس حیثیت سے ایک صاحب الرائے بنگیا ہے اور اپنے ذمہ پبلک کمپنیوں کا چلانا بھی اسنے لے لیا ہے جسکے لئے سخت دیانتداری کی ضرورت ہے ورنہ دغابازی سے عام نقصان کا باعث ہوگا۔ اس سے صورت معاملات اور زیادہ خراب ہوتی ہے۔ ان وجوہات سے سزا کا اثر بھی ایسے مقدمات میں معمول سے زیادہ سخت ہوگا۔ کامل غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اگر تین برس قید باشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائے جرمانہ ایک سال مزید قید سخت کی سزا سے کم سزا دیجاوے تو اس مقدمہ کے اندر انصاف نہ ہوگا۔ چنانچہ یہی سزا میں مرزا حیرت ملزم کے لئے تجویز کرتا ہوں۔ اس میعاد سزا میں وہ تین ماہ تک قید تنہائی میں رہے۔ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء دہلی دستخط) سی۔ اے۔ بیرن صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ باختیارات دفعہ ۳۰
تفریح لکھنؤ کا یہ نوٹ بھی اسپر مستزاد ہو۔
اس فیصلے پر مرزا حیرت کے مخالف لوگوں نے شاید بہت خوشیاں منائی ہیں جسکے جواب میں مرزا حیرت کیا خوب فرماتے ہیں۔ کہ کوئی شخص خواہ کسی مرتبہ کا ہو یہ دستاویز آسمان سے اپنے ساتھ نہیں لایا کہ دنیا میں ہمیشہ اس کی زندگی آرام سے گزرے گی اور کبھی اسے مصیبتوں اور آفتوں کا سامنا ہی نہیں پڑیگا۔ لہٰذا ان نادان دشمنوں کو جنہوں نے میری اس مصیبت پر خوشیوں کے شادیانے بجائے عبرت حاصل کرنا چاہئے اور خدا سے ڈرنا چاہئے۔ کیا یہ نہیں ہوتا کہ بعض اوقات ناکردہ گناہ بھی پھنس جاتا ہے۔ اگرچہ میں اپنی گناہگاری اور بیگناہی کی نسبت کچھ نہیں کہسکتا کیونکہ ایک ماتحت عدالت اپنی تجویز میں گنہگار ٹھیرا چکی ہے۔

مگر کیا انسانیت ہے کہ دشمن کی ذلت ہو مصیبت پر ہم جلیبیاں تقسیم کریں۔ ٹی پارٹیاں دیں اور لوگونکو جمع کرکے کہیں دیکھا آج ہمارے دشمن کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔

اصلاح مگر یہ سب کارروائیاں آپکے انھیں سنی دوستونکی ہیں جنکو آپنے اسقدر دہلی میں ستایا تھا شیعونکو اس سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ وہ اپنا سارا حوصلہ عید الشجاع نویں ربیع الاول کو پورا کر لیتے ہیں جسکے ابوت کا مرزا حیرت کو فخر تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

لکھنؤ کے شیعہ سنی کا ملاپ

اس عنوان سے اڈیٹر وکیل مورخہ ۹ اپریل لکھتا ہے۔

ہمعصر انڈین ڈیلی ٹیلیگراف لکھنؤ کو معلوم ہوا ہے کہ آخر کار لکھنؤ کی شیعہ و سنی جماعتوں کے دیرینہ جھگڑے کا تصفیہ ہو جانے کی امید بندھی ہے اور دونوں فرقوں کے مصلحت اندیش سربرآوردہ اصحاب سرگرمی سے ملاپ کی کوشش کر رہے ہیں جسکے آثار ایسے پر امید ہیں کہ جو زائد پولیس ان دونوں گروہوں میں بہ زمانہ محرم امن و امان قائم رکھنے کے لئے بلانی پڑتی ہے وہ امسال کسی قدر پہلے ہٹائی گئی ہے۔ یہ بات قابل مبارکباد ہوگی اگر لکھنؤ کے شیعہ و سنی اپنے اختلافات بھلا دیں اور صلح و امن کے ساتھ رہنا اختیار کریں اور ایک دوسرے کی ترقی میں مانع ہونے کے بدلے قوم کی ترقی کو اپنی متفقہ کوششوں سے مدد دیں خدا کرے ہمارے معاصر کی یہ خوشگوار امید پوری ہو اور شیعہ و سنی لیڈروں کی کوشش صلح کے متعلق بار آور نکلے لیکن مستقل صلح و صفائی اسی حالت میں ہو سکتی ہے کہ جو گندہ و دل آزار لٹریچر فریقین کیطرف سے نکل رہا ہے اور نہ صرف لکھنؤ و اودھ بلکہ ہر گوشہ ملک میں اپنا زہریلا اثر پھیلاتا ہے وہ بند کر دیا جائے اور اگر ساڑھے تیرہ سو برس گزرنے کے بعد بھی

خلافت بالفصل و بلا فصل اور ملکیت فدک کے طے ہونے کی ضرورت باقی ہے۔ اور قبر یا حشر میں بندوں سے ان مسائل پر کوئی پرسش ہونیوالی ہے تو کم از کم بحث کا مہذب و متین طریقہ اختیار کیا جائے۔

اصلاح مگر ہمارے اسکو نہ لکھا اس گندہ طریقہ کا موجد کون ہے کیونکہ تمام دنیا کو معلوم ہے جب تک لکھنؤ سے النجم نامی اخبار نہ نکلا تھا جو ازدحال میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اُسوقت تک لکھنؤ میں کوئی فساد تھا نہ نزاع چار یاری جھنڈا اسی کی ایجاد سے ہے جس سے فساد کی بنیاد قائم ہوئی۔ اور محض اسی غرض سے کہ علمائے فرنگی محل کہیں اسکے ناجوازی کا فتوے نہ دیدیں خاص ترکیبوں سے اپنا نام کمیشن تحقیقات میں لکھوایا۔ مگر خدا نے ہر آنر لفٹننٹ گورنر بہادر کے دلکو اسطرح انصاف پر مائل کیا کہ اُنھوں نے وہی کیا جو حق تھا۔ اس فیصلہ پر تمام سنی اخباروں نے اپنی رضامندی ظاہر کی مگر یہی وکیل تھا جسنے رائے جمہور کی مخالفت کی اور اجماع اہل سنت کو توڑ کر ناراضی دکھایا جسکے بعد سے پھر وہی نقص امن پیدا ہوا جسکے لئے گورنمنٹ نے یہ کوشش کی تھی۔ اڈیٹر صاحب جب تک البیان کے اڈیٹر تھے تو بقول النسیم فرخ کہنے تک آدمی تھے۔ پھر تو وہ بکاولی بری تھی۔ امرتسر پہونچتے ہی یزید کے ٹھیکہ داری میں حصہ دار ہو گئے۔

اڈیٹر صاحب اگر خلافت کے فیصلہ اور فدک کے طے کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو کیا اسکی ضرورت ہے کہ سلطان معزول کی خلافت کا فیصلہ کیا جائے جسمیں آپ میں اور اڈیٹر وطن میں کیا چوٹ چل رہی ہے۔ افسوس صد افسوس کہ جب سے اس نئے اڈیٹر کا قدم دفتر وکیل میں آیا ہے اسوقت سے وکیل کا بھی وہی رنگ ہو گیا جو کرزن گزٹ۔ النجم۔ اہلحدیث کا تھا کہ بجز تعصب اور قومی تفریق کے اسکو کوئی کام نہیں خدا کیلئے اب بھی امت محمدیہ پر رحم کیجئے بہت کچھ تباہی آچکی اب تو آپ اپنا زہر سمیٹئے یہ نیم سے زیادہ تیز اور زہریلا ہے۔

اڈیٹر صاحب آپ تو قوم کے وکیل ہیں پھر کیوں نہیں شیعوں کی خاطر سے تبرا کی عام اجازت دیدیتے کیونکہ جب آپ اُن مسائل کو غیر ضروری سمجھتے ہیں جنسے قبر و حشر میں سوال نہ ہوگا۔ تو کیا آپکے خیال میں تبرا ایسی چیز ہے جس سے قبر میں سوال ہوگا۔ اب وہ زمانہ گیا جسپر آپ فخر کرتے ہیں نہ خلیفہ کا نہ سلطنت ویزید بلکہ گورنمنٹ انگلشیہ کا ظل عاطفت سایہ گستر رہیگا جس سے تمام اقوام کو حقوق مساوی حاصل ہیں۔ پھر آپ کیونکر معزز قوم شیعہ کو ہضم کرسکتے ہیں آپ اپنا گندہ لٹریچر بند کیجئے اور اپنی قوم کو ہدایت کیجئے کہ وہ اس ناجائز طریقہ سے باز آئیں شیعہ تو کبھی غیر مہذب غیر متین ہو نہیں سکتا محال ہے کیونکہ انکا عمل تو قرآن پر ہے جسمیں لاتسبوا الذین کا حکم ہے اور سنیوں کے پیشوا خلیفہ اول جنکی شان میں کان سبابا موجود ہے ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء سیوطی ص۔ یعنی ابوبکر بڑے گالی بکنے والے تھے۔ پھر کیونکر کوئی سنی لٹریچر اس گندہ دہانی سے خالی ہوسکتی ہے۔

اڈیٹر

وہابیوں کا نیا خانہ کعبہ وہابیوں کی ترقیاں تو آپکو معلوم ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی انھیں سے تھے جو مدعی نبوت ہوئے۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی انھیں سے تھے جو مذہب اہل قرآن کے بانی ہوئے جسکی تصدیق اہلحدیث بھی کرتا ہے "مرزا قادیانی اور چکڑالوی تو اہلحدیث (غیر مقلدین) کے مذہب کو چھوڑ کر ایسے ہوئے" مورخہ ۲ ربیع الاول۔

جس سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ یہ دونوں پہلے اہلحدیث تھے اور اب ترقی پاکر مدعی نبوت و رسالت اور صاحب مذہب جدید ہوئے۔ اب تازہ ترقی سنئے کہ انھوں نے ایک نیا کعبہ بھی بنالیا جسکا خوب دھوم دھام سے طواف ہورہا ہے چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۲ ربیع الاول مولوی حشمت اللہ صاحب دہلوی کا یہ مضمون شائع کرتے ہیں۔

فقیر بطریق اشاعت اسلام ملتان گیا تھا وہاں مولوی عبدالرحیم عزلوی اور مولوی عبدالغفار اور مولوی عبدالتواب اور مولوی عبدالحق صاحبان سے ملاقات ہوئی۔ مولوی عبدالرحیم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ضلع مظفرگڈھ کے علاقہ میں ایک شخص نے اہلحدیث میں سے جو نابینا ہے الکعبہ بنایا ہے۔ اُسکے جا سمت نماز پڑھی جاتی ہے اور طواف بھی ہوتا ہے۔ اور بہت سی باتیں خلاف شریعت اُسنے جاری کر کے ایک جماعت اپنے ساتھ بنائی ہے اُسنے جو رسالہ اپنے اس خرافات میں لکھا ہے اُسکو مولوی ثناءاللہ نے اپنے مطبع میں طبع کراکر اوسکو مدد دی ہے اور تعاونوا علی البر والتقویٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان پر پانی پھیر کر یہ سمجھ رہا ہونگے کی ترقی کہ نبی بھی بنایا اور کعبہ بھی بنایا اور انکے بڑے بھائی آریہ نے قرآن جدید بھی بنادیا ان سب کے اشاعت کے ٹھیکہ دار مولوی ثناءاللہ امرتسری ہیں۔ اگر تواریخ میں غور کیجئے تو ایک خلافت اعرابینے کیا کیا اثر دکھایا مسیلمہ کذاب اسیوجہ سے مدعی نبوت ہوا کہ اہل سنت کے ایک صحابی جو مہاجرین سے تھے اُسکے طرفدار ہوے۔ پھر مرزا صاحب کی نبوت کیوں چلی اکثر وہابیوں کی سازش سے جسمیں بقول محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی ثناءاللہ صاحب بھی داخل ہیں ان سب باتوں پر بھی جو لوگ انکو مسلمان مانتے ہیں تعجب ہے۔

فساد پشاور کے بنسبت اخبار وطن کا یہ مضمون نہایت حیرت انگیز ہے روسے سب سے پہلے اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ حضرت کے انتقال سے ایام مسلمانوں میں نہایت رنجیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ پیغمبر کی وفات حسرت آیات کا غم والم مسلمانوں کے دلو نپر چھایا جاتا ہے۔ بالخصوص پشاور کے اہل اسلام بارہ وفات کی مذہبی نوعیت واثر سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور وہ اسے ہمیشہ سے ایک نہایت مقدس تقرب تصور کرتے چلے آئے ہیں بجائے اسکے ہولی کسی ایسی مذہبی تقدیس سے معرا و مبرا ہے جسمیں عنا نگ وغیرہ نکالے جاتے ہیں مورخہ ۲۲ اپریل۔

ہماری حیرت اسوجہ سے ہی کہ نہین معلوم کب سے سنیون نے ان ایام کو ایام غم سمجھا ہی کیونکہ زمانہ صدر کا حال تو آپکو اصلاح نمبر ۳۲ سے معلوم ہو چکا کہ وفات رسول کو کسی طرح کی اہمیت نہین دیگئی یہانتک کہ خلفاء ثلثہ سے کوئی شخص شریک دفن و کفن رسول بھی نہوا بلکہ سب خلافت کا دنگل منا رہے تھے۔ اور آجتک تو کسیکو یہ بھی نہین معلوم کہ حضرت نے کس روز ربیع الاول سے انتقال کیا پھر بارہ وفات ایام غم کب سے ہوا ہمیشہ تو اسمین جشن مولود منایا جاتا ہے پھر بجز اسکے کیا کہا جاسکتا ہی کہ امسال محض ہندوؤنکی دل آزاری کیلئے جو بتقریب ہولی جشن کرتے تھے سنیون نے یہ سوانگ نکالا کہ بارہ وفات کو ایام غم قرار دیا تاکہ اس ذریعہ سے ہندون سے جنگ کرین۔

اڈیٹر صاحب تقریب ہولی کو مذہبی تقدس سے معرا کہتے ہین مگر اسپر نہ خیال کیا کہ ہندو تقدس کے تو مدعی نہین ہین بلکہ انکا دعوی یہ ہے کہ یہ تقریب تمام ہندوؤنکی مشترک ہی بخلاف بارہ وفات کی تقریب کے کہ خود تمامی اہل سنت بھی اسمین شریک نہین۔ وہابی ان سبکو بدعت جانتے ہین۔ حنفی اہل علم بھی خوش نہین پھر شاید بجز نشاء و برادو رکھین اسکا رواج بھی نہو پھر وہ تقریب جو چند مخصوص آدمیون مین ہو کیونکر اس تقریب سے مقابلہ کر سکتی ہی جو کہ تمامی قوم مین مشترک ہو۔

اڈیٹر صاحب کو خوب معلوم ہی مسلمانونمین غم دائمی کی تقریب صرف ایک ہی روز عاشورہ جسمین سنی شیعہ بلکہ ہندو عیسائی سب شریک ہین اسکو تو آپ حضرات ملکر مٹایا چاہتے ہین اور ایک ایسی تقریب کو رواج دینا چاہتے ہین جو مذہب اہل سنت مین کبھی بھی ایام غم نہین مانا گیا۔ بلکہ ہمیشہ اسمین **جشن مولود** ہوتا رہا اور نہ ہرگز رسول اللہ صلعم نے اس روز انتقال کیا بلکہ اس روز تو آپ مکہ سے ہجرت فرما کر وارد مدینہ منورہ ہوئے جسکی خوشی ہر شخص پر لازم ہی پھر اسمین ہندوؤنکے ساتھ جنگ کرنا بجز شرارت کس بات پر مبنی ہو سکتا ہی مسلمانونکو عموماً اور مسلمان اڈیٹرونکو بالخصوص اسپر توجہ کرنا چاہئیے کہ جہانتک ہو سکے نزاع کو کم کرین اور ہر فریق جنگ خود ہی ... فریق کو ... دیگا اور ... طرح کا ... دیگا اصلاح ناممکن ہے

ہم عام طور سے دیکھ رہے ہین کہ سنی ... تو شیعون کو ستانے ... عادت انکو روز و ... صلعم

رسول اللہ صلعم سے بڑی ہے بلکہ ہر فریق کے ساتھ خواہ عیسائی ہو یا ہندو یا آریہ سب کے ساتھ یہی برتاؤ ہے۔

اڈیٹر اہلحدیث سے ایک خاص سوال

چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل پاس ہیں لہذا صنعت الاکتفا کی تعریف بتلائیں اور یہ بھی لکھیں کہ صحیح بخاری میں اس صنعت کا کس کس مقام پر استعمال ہوا ہے۔

اس سوال کو مذہبی تنازعوں سے تعلق نہیں ہے بلکہ علم ادب کا ایک معمولی مسئلہ ہے لہذا ادیٹر اخبار اہلحدیث اسکا جواب دین بلکہ اپنے شمس العلما مولوی شبلی صاحب سے بھی امداد لیں۔ اور تمامی اہلحدیث سے کہ سب ملکر بتائیں صحیح بخاری میں اس صنعت کا کس موقع پر استعمال ہوا ہے۔

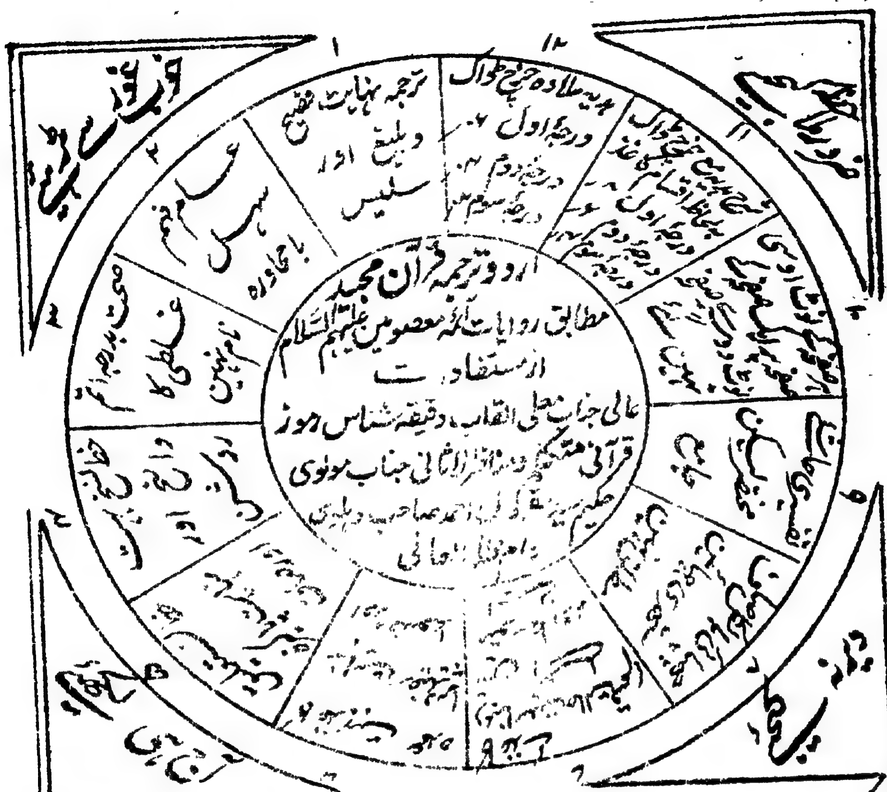
فتح مبین

تمام قوم کو مژدہ ہو کہ مسمی علم دین امام مسجد اہل سنت والجماعت واقعہ ملع توجدار گڈہ تحصیل وضلع سیالکوٹ نے بمعہ ہمراہی مولوی نور اللہ شاہ ساکن سیالکوٹ بمقام توجدار گڈہ مذکور خود ہی بلوا کر ... تاریخ ۱۷ مئی ۱۹۱۰ء مقرر کی ... پھر خود ہی ۱۶ اپریل ۱۹۱۰ء کو بمقام ... ہمارے ... مضمون حسب ذیل لکھ دیا ہے۔ میں مسمی علم دین ... ساکن توجدار گڈہ تحصیل سیالکوٹ جو کہ اپنے اقرار کیا ہے مجھکو مناظرے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسواسطے یہ ... دیا ہے ... کا دعوی کوئی نہیں ہے تاریخ ماہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۰ء بقلم علم دین ساکن توجدار گڈہ ... جو کاغذ میاں علم دین مذکور کو لکھ کر دیا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے۔ کہ میاں علم دین نے ردید سے طور پر مناظرہ سے انکار کر دیا ہے۔ علم دین مذکور کے بھاگ جانے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ گرد ونواح میں ہمارے مذہب حقہ کا حق پر ہونا ثابت ہو گیا ہے سا اہل خلاف نے یہ تاریخ مناظرہ بہت زور شور سے مقرر کی تھی۔ اور بڑے بڑے علما اہل خلاف کے آنے کی خبر تھی۔ مگر دروغ کو کبھی فروغ نہیں ہوتا ہے۔ ہماری طرف فضل مولا مذہب حقہ کا زور شور ہو رہا ہے۔ اور خداوند عالم جناب فیض الکتاب حضور نواب فتح علیخان صاحب مدظلہ العالی کو تا ابد محفوظ رکھے جنکی ذات بابرکات پر غریب شیعیان کو بڑا بھروسہ ہے جناب مولوی سید بادشاہ علیشاہ صاحب مد اقبالہ کے ہم نہایت ہی شکر گذار ہیں جو ہماری مناظرہ کی شرائط پورا اور صحیح طور پر رقم ہونگی بابت جناب لاح کرم مہتری علیہ اللہ صاحب سیالکوٹی جنات خود تشریف نہیں لاسکے رہے ہیں جزاہم اللہ خیرا۔ محمد حسین فراق خریدار اصلاح اصلاح اگر ہمارے گاؤں کا نمبرہ یہاں ایسے ایسے موقع پر اقامت فرمائیں تو پھر کبھی کسی سنی یا وہابی یا مرزائی

حادثہ عظمیٰ افسوس کہ نہایت ہی دردانگیز یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہندوستان کے شہنشاہ **ایڈورڈ ہفتم** نے بہت خفیف بیماری سے بتاریخ ۶ مئی اپنا سایۂ عاطفت تمام وفادار رعایا کے سرون سے اوٹھالیا۔
ولادت آپکی ۹ نومبر ۱۸۴۱ء مین ہوئی اور ۲۴ دسمبر ۱۹۰۱ء مین سریر آرائے سلطنت ہوئے اور ۶ مئی مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ انتقال مدت عمر ۶۹ سال مدت سلطنت ۱۰ سال۔ رحم دلی خلق مین آپ بےعدیل تھے جنگ وخونریزی سے طبعاً متنفر۔ اس غم نے نہ صرف ہندوستان وانگلستان کو سیاہ پوش بنایا بلکہ تمامی ممالک مین آپکا غم منایا جارہا ہے۔
اب تمام ہندوستان کے شاہنشاہ **جارج پنجم** ہین جو ۶ مئی کو تخت نشین ہوئے اور بفضل خدا امید ہے کہ آپکے زیر عاطفت مدتون خلق اللہ کو آرام ملیگا۔
آپنے اس موقع تخت نشینی پر جو تقریر کی وہ حسب ذیل ہے "میری زندگی کا اصلی مقصد یہ رہیگا کہ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم کی پیروی کرون اور اپنی حکومت کا حامی رہون مین اپنی وسیع ذمہ واریون سے بخوبی آگاہ ہون۔ مجھے کل جزائر کے باشندگان کی پارلیمنٹ اور برٹش مقبوضات پر کامل طور پر اعتماد ہے انسے استدعا ہے کہ وہ اس کار عظیم کے خوش اسلوبی سے انجام دینے کیلئے خدا سے دعاگو ہون"

ہم بحیثیت وفادار رعایا ہونیکے تمام شاہی خاندان سے اپنی اور قوم کی دلی ہمدردی ظاہر کرتے ہین اور اپنے نئے شاہنشاہ کو دعاگوئی کے ساتھہ مبارکباد دیتے ہین۔
حالات ایران افسوس کہ ابھی تک کوئی خوش آیند خبر نہین سنی گئی بجز اسکے کہ پارلیمنٹ نے آقا مرزا سید حسین صاحب مدیر روزنامہ حبل المتین طہران کو۔ جو موید الاسلام آقا سید جلال الدین صاحب مدیر حبل المتین کلکتہ کے بھائی ہین۔ اوس حکم سخت سابق سے بکمال عزت واحترام بری کیا۔ اور روزنامہ حبل المتین طہران کو اجازت ملی کہ بدستور سابق جاری ہو۔
قرض جو روس وانگریز سے لیا جاتا تھا بوجہ سختی شرائط موقوف کیا گیا۔ اب تمام ایرانی قوم اپنے ذاتی اعانتون اور کوششون سے روپیہ فراہم کررہی ہے۔ کیا ہندوستانی شیعہ بھی اس کار خیر مین شرکت کرسکتے ہین؟
لکھنؤ کے شیعہ وسنی کے اتحاد پر انجمن جوب زہر اوگل رہا ہے۔ مگر نہ معلوم اونسے اسکی کیا ضرورت

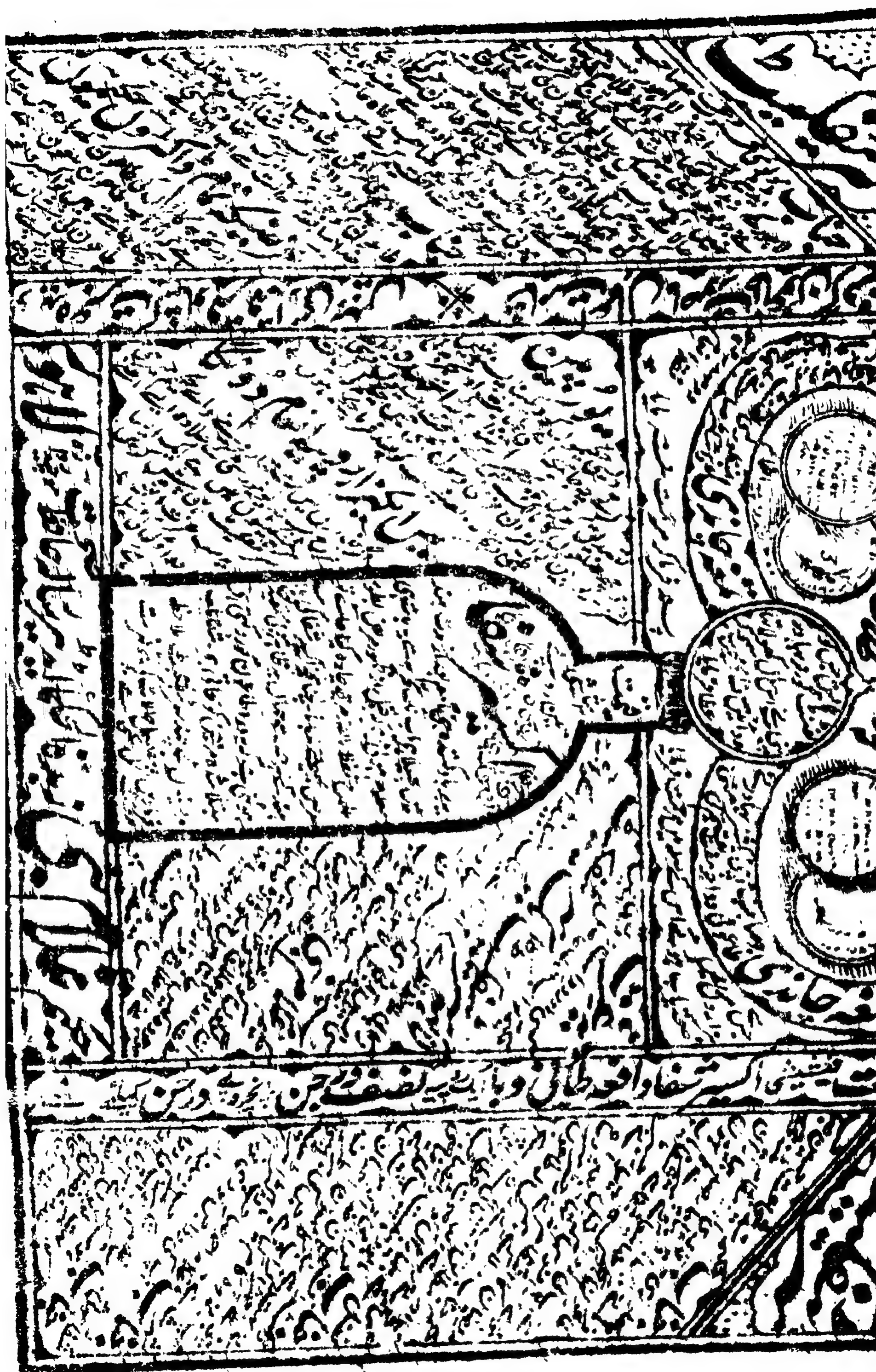
پرچہ ۲۰ ... [illegible] ... سے شائع ہوا



مذکورۂ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقۂ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زر کثیر بڑی محنت جانکاہی سعی اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہی (چار پارے بفضلہ چھپ گئے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجئے مفت ارسال خدمت ہوگا۔

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی۔ دہلی



فی طھر واحد ابولھب وامیہ من خلف وابوسفیان بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمر وفادعی کلھم فحکمت فیہ امہ فقالت ھو للعاص لان العاص ھو الذی کان ینفق علیہما

مگر اتنا کہہ دیتے ہین کہ جناب نابغہ ام عمرو عاص بیدفاحشہ تہین اور جناب موصوف کا ابن عاص ہونا مشتبہ بلکہ غیر صحیح ہے۔

تاریخ ابوالفدا کے صفحہ ۱۹۹ مین بھی جناب ام عمرو عاص کی نسبت ایسا ہی لکھا ہے اور تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی سے بھی عبارت مذکورہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

شرح نہج البلاغہ ..ثانی بیان فاروق سے پایا جاتا ہے کہ یہ بھی بنی قبیلہ عنز کی باندی تہین القصہ ان بزرگ کے صفات ..ہین اور اسلام پر جو کچھ انہون نے احسانات کئے ہین وہ جنگ .. .. سے واضح ہو جاتے ہین اور انکی شجاعت .. .. کے غزوہ سے فراری کہ جسمین بقول صاحب حبیب السیر شیخین بھی تھے ظاہر ہو جاتی ہے اور سب سے بڑہ کر جنگ صفین سے کہ انہون نے اپنے بے .. دکھا کر جناب امیر سے جان بچائی تھی اور دیانت انکی ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۸۲ سے ظاہر ہے کہ انہون نے بیت المال سے کثیر رقم غبن کی تھی جسکی نصف رقم حضرت فاروق نے چھین لی تھی۔

الغرض حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم کے محبان خالص و معینان صادق کو جہانتک تلاش کیا جائیگا اون مین کم و بیش ایسے ہی صفات و قوم کے ملینگے جنہیر نفسی شرافت ہوگی نہ عرفی اور جناب اسامہ کے اور اونکے احباب کے ایسے صفات کسی کتاب مین نہین۔

پس اون بزرگون پر حیرت ہے کہ جنہون نے جناب اسامہ کو حیات پیغمبر خدا مین بھی شیخین سے مفضول سمجھا ہے اونکو چاہیئے کہ وہ اس گستاخی کی درگاہ رب العزۃ سے معافی چاہین اور ہمکو اس دعا سے خیر مین شریک کرین۔

افضلیت معاویہ و مفضولیت جناب امیر علیہ السلام

بعض عقل کے دشمنون نے جناب معاویہ پر بھی اولٹی چھری پھیری ہے یعنی ان بزرگ کو بھی جناب امیرؑ سے مفضول بتایا ہے چنانچہ عزۃ الراشدین و ذلۃ الضالین مولوی رشید الدین خان شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مین ہے کہ بادشاہ

ثم یجوز التقلید من السلطان الجائر | جائر کی تقلید جائز ہے جیسے سلطان
کما یجوز من العادل لان الصحابۃ | عادل کی کیونکہ صحابہ رضوان اللہ
رضی اللہ عنہم تقلدوا معاویۃ و | علیہم اجمعین نے معاویہ کی تقلید کی حالانکہ
الحق بید علی فی نوبتہ | وہ حق علی کی طرف سمجھے ہوئے تھے

انتہی محصلاً اس عبارت مین گو فاضل و مفضول کا لفظ نہیں ہے مگر صاف معلوم ہوتا ہے کہ مفضول کی سرداری کا جواز ہے۔

اول تو ان بزرگ نے یہ غضب ڈھایا ہے کہ تمام اصحاب باایمان معاویہ کو فعل حرام کا مرتکب قرار دیا ہے کیونکہ جب صحابہ علی کی طرف حق سمجھے ہوئے تھے اور بیعت معاویہ کی کرکے اون کی تقلید کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ اونہون نے حفظ جان و مال و آبرو و عیال سے یہ تقیہ کیا ہوگا اور عمداً جناب امیرؑ کی بیعت نہ کی ہوگی اور کتب کثیرہ سے معلوم ہے کہ تقیہ بعد فتح مکہ حرام ہو چکا تھا پس تمام صحابہ عبارت مذکورہ کی بنا پر فعل حرام کے مرتکب ہوئے معاذ اللہ۔

دوسری خطا ان بزرگ نے یہ کی ہے کہ بادشاہ وقت اور شاہ غالب کو مفضول اور شاہ مغلوب کو فاضل بتایا ہے جو عقلاً معیوب ہے۔

تیسری خطا یہ کہ قرآن کے خلاف مولوی صاحب موصوف نے اجتہاد کیا کیا یعنی کہ ابن تیمیہ کی وصیت کبری سے حصہ اول مین معلوم ہو چکا ہے کہ بعض مسلمانون کے نزدیک یزید ابن معاویہ انبیاء سے تھا اور جناب معاویہ یزید کے باپ تھے اور مرسلین و انبیاء کے باپون کی نسبت سورہ انعام مین ہے وکلا فضلنا علی العالمین

ومن اباہ نصوا اور یہ رتبہ جناب امیر کے والد حضرت ابو طالبؑ کو میسر نہین ہوا غالباً بعض کتب اہلسنت مین یزید کی نسبت علیہ السّلام کا لفظ جو دیکھا گیا ہے تو اوسکا یہی سبب ہوگا خود مذکورہ سے ظاہر ہے پس ان صریح خطبات سے ظاہر ہو کہ انکا یہ اجتہاد غلط تھا اور جناب معاویہ کسی سے معزول نہ تھے ۔

ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ پانی پتی شاگرد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صفحہ ۲۶ الغبار الذی دخل انف فرس معاویہ مین ہو کہ معاویہ کے گھوڑے کے نتھنوں کی خاک خیر من اویس القرنی وعمر والمروانی حضرت اویس قرنی تابعی اور عمر بن عبد العزیز مروانی سے بہتر یعنی افضل ہو انتہی محصلاً یہ معلوم ہو کہ حضرت اویس قرنی وہ متبع رسول ہین کہ جنہون نے دندان پیغمبر کی جدائی کی خبر سنتے ہی اپنے سارے دانت توڑ ڈالے اس خیال سے کہ جانے کون سا دانت پیغمبر خدا کا رہا اور کون سا نہ رہا دوم یہ وہ بزرگ ہین کہ جنکو رسالتمآب مستجاب الدعوۃ مانتے تھے اسی وجہ سے آنحضرت نے وصیت فرمائی تھی کہ جب وہ ملین تو اونکو میرا سلام کہنا اور اون سے بخشش امت کی دعا کرانا چنانچہ زمانہ فاروق مین ان بزرگ سے دعا کرائی گئی اور یہ بزرگ جنگ صفین مین جناب امیر علیہ السّلام کی اعانت مین شہید ہوئے اسیطرح جناب عمرو بن عبد العزیز مروانی جن کو تاریخ الخلفا سیوطی مین عمر ثانی لکھا ہو اور انکی رشد سے تمام فرق اسلام اقراری ہین اور سب وشتم اہلبیت رسول کو انہون نے ہی موقوف کرایا اور فدک میراث پیغمبر کا اہلبیتؑ کو انہون نے ہی دیا تھا اور انہی اعتقادات کے معاوضہ مین انکو زہر سے شہید کیا گیا پس جبکہ یہ دو شخص رکن رکین اسلام معاویہ کے گھوڑے کے نتھنون کی خاک سے کمتر ہون تو جناب معاویہ مرد میدان احد وخندق وصفین کیونکر افضل نہونگے ۔

شجاعت معاویہ تو اوسکا جواب کہان ہو سکتا ہو کیونکہ رسول خدا اور جناب امیر جو مشہور زمانہ ہوئے اشجع الناس تھے اون سے برسون مقاتلہ اور مقابلہ کیا اور آخر تک مقابلہ کیا

سخاوت معاویہ تو سبحان اللہ جسکی شہرت سے بکثرت صحابی طرفدار معاویہ بن گئے اور اسیطرح حضرت عائشہ معاویہ کی طرفدار رہین اور جناب امیرؑ اپنے زمانہ خلافت مین کسی

اتنا نہ دیتے جو اوسکے حق یا حق خدمت سے زیادہ ہو اس وجہ سے سب بیزار تھے بلکہ خود خلیفہ
ہوکر جو کے آٹے مین نمک ملاکر نوش فرماتے تھے۔ اسی کمی سخاوت کے سبب جناب عقیل حضرت
امیر کے برادر حقیقی معاویہ کے پاس چلے گئے تھے۔

ثروت معاویہ تو اسکا عالم گواہ ہے کہ معاویہ کے باپ مالدار اور جاگیردار تھے چنانچہ
ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے اپنی سیرت مین لکھا ہے کہ جناب معاویہ کی ایک
واما حمامة فهی من جدات معاویة وكان لها دادی مسماۃ حمامہ صاحب رایات زنا تھین
رایة بالمجاز من ذا البغایات فی الزناء۔ جو بسیوا اون سے تھین انتہی محصلاً۔
اہل حجاز اون بسیوا کو جھنڈا بطور اعزاز دیتے تھے جو ممتاز ہوا کرتی تھی بس جسکی دادی کو ایسا
قومی اعزاز حاصل ہو اوسکے پوتے کے مالدار ہونے مین کیا کلام ہو سکتا ہے ابن السمان نے اپنی
کتاب مثالب مین ثروت ابوسفیان کی نسبت لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بیشک مسافر
ان المسافر بن عمرو بن امیه بن عبد الشمس بن عمرو بن امیہ بن عبد الشمس خوبصورت
كان ذا جمال وسخاء عشق هند وجامعها مرد سخی تھا اوسکا عشق اور قرب ہند
سفاحا فاشتهر ذلك فی قریش وحملت هند سے قوم قریش مین مشہور ہو گئی اور
فهرب مسافر من ابیها عتبة وطلب عتبة ہند کو اوسکا حمل رہ گیا اور مسافر
اباسفیان بوعدة مال كثیر وزوجته بن عمرو ہند کے باپ عتبہ بن ربیعہ کے
ابنته هند فوضعت معاویة بعد ثلاثة اشهر خوف سے بھاگ گیا پس عتبہ نے
ابوسفیان کو بلایا ہند سے نکاح پر راضی ہونیکے معاوضہ پر بوعدہ مال کثیر نکاح کردیا اور تین
ماہ بعد جناب معاویہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے انتہی محصلاً اس ثروت کا ذکر انساب مین
ابوسعید اسمعیل نے بہجۃ المستفید مین شیخ ابو الفتوح جعفر بن محمد ہمدانی نے تذکرہ خواص الامۃ
مین سبط ابن جوزی نے بعینہا انہین الفاظ سے لکھا ہے۔

ان ثروتون سے جناب معاویہ کے ابن امیہ ہونیکا یہ ثبوت ہے کہ ابوسفیان مشہور بدی
باز تھے چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر بیان سنہ ۴۴ھ صفحہ (۲۲۱) مین ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ
سنه رای معاویة ان یستلحق زیادا واستلحقه معاویہ کو یہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ

مودته باستلحاقه فاتفقا على ذلك و
احضر الناس من يشهد لزياد وكان في
من حضر ابو مريم فقال له معاويه بم
تشهد يا ابا مريم فقال انا اشهد ان
ابا سفيان حضر عندي وطلب مني بغيا
فقلت له ليس عندي الا سميه فقال
ائتني بها على قذرها ووضرها فاتيته
بها فخلا معها ثم خرجت من عنده وان
اسكتيها ليقطران منيا فقال له
زياد مهلا يا ابا مريم انما بعثت شاهدا
ولم تبعث شاتما فاستلحقه معاويه

زیاد بن عبید کو اپنی طرف مائل کرے اور
اوسکے نسب کو اپنے باپ سے ملحق کرے پس
دونوں الحاق نسب پر راضی ہوگئے اور کوفہ
مین لوگ جمع کئے گئے جو اس بات پر گواہی دین
کہ زیاد بیشک ابوسفیان کا نطفہ ہے ان
مین ایک شخص ابو مریم تہا پس معاویہ نے
اوس سے کہا کہ اے ابا مریم تم کس بات کی
گواہی دیتے ہو وہ بیان کرو - ابو مریم نے کہا
مین گواہی دیتا ہون کہ ایک دفعہ ابوسفیا
میرے پاس آئے اور اونہون نے رنڈی
طلب کی مینے کہا کہ میرے پاس بجز سمیہ کے
اور کوئی نہیں ابوسفیان نے کہا اگرچہ وہ غلیظ و کثیف ہے مگر کیا کیا جائے خیر اوسیکو لاؤ
پس مینے ابوسفیان کیلئے سمیہ ام زیاد بن عبید کو حاضر کیا اور ابوسفیان نے اوس سے
مقاربت کی اور جب سمیہ وہاں سے چلی تو اوسکے جسم سے منی ٹپکتی تھی یہ سنکر زیاد نے کہا اے
ابا مریم تم گواہی دینے پر مامور ہو گالیاں دینے پر مامور نہیں ہو پس معاویہ نے زیاد کو ابن
ابوسفیان قرار دیدیا انتہی ملخصاً تاریخ وفیات الاعیان ابن خلکان مین ابو مفرغ
حمیری شاعر کے کلام سے بھی جو جناب معاویہ کے ابن امیہ ہونیکا پتا لگتا ہے چنانچہ شاعر مذکور کی نظم
کا حاصل یہ ہے -

الا ابلغ معاويه بن صخر مغلغلة عن الرجل
اليماني اتغضب ان يقال ابوك عف
وترضى ان يقال ابوك زان فاشهد
ان رحمك من زياد كرحم الفيل من ولد
الاتان واشهد انها ولدت زيادا وصخر

ان معاویہ بن صخر کو ابوسفیان کو مرد
یمنی کا پیغام پہنچادو کہ اگر تیرے باپ کو
کوئی پاکدامن کہتا ہے تو تو ناراض ہوتا ہے اور
زانی کہا جاتا ہے تو اوس سے خوش ہوتا ہے
پس مین گواہی دیتا ہون کہ معاویہ کے

من سمية غير دان

زیاد سے تیری نسبی قرابت ایسی ہے جیسے گدھے کی ہاتھی سے - اور مین گواہی دیتا ہون کہ زیاد اونہی ایام مین پیدا ہوا کہ جن مین ابو سفیان کی سمیہ سے آشنائی تھی انتہی محصلاً -

یہ زیاد بن عبید وہ شخص ہے کہ اسکے بیٹے عبیداللہ نے جناب امام حسین علیہ الصلوٰۃ و السّلام کو شہید کیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ

اسکے علاوہ صعبہ بنت الحضرمی والدہ ماجدہ حضرت ابو طلحہ کا تعلق ابو سفیان سے ہم لکھ چکے ہیں ایسے اعمال بغیر دولت کے نہین میسر آسکتے اس سے معلوم ہوا کہ جناب معاویہ ابن امیر تھے اس وجہ سے بھی مفضول نہین تھے -

تبصرہ

بعض علماء اہلسنت نے جناب معاویہ کے نسب مین بہت کچھ کلام کیا ہے اور اس وجہ سے بھی مفضول سمجھا ہے جسکی تردید ضرور ہے چنانچہ وہ اسناد یہ ہین سیرت ہشام مین ہے کہ جناب

کان معاویہ لاربعۃ لعمارۃ بن الولید بن المغیرۃ بن المخزومی وللمسافر بن عمرو ولابی سفیان والرجل اخر سماہ قال و کانت امہ من المغلمات وکان احب الرجل الیہا سودان وکان اذا ولدت اسود قتلتہ -

معاویہ کے چار باپ تھے عمارہ بن ولید بن مغیرہ بن مخزومی اور مسافر بن عمرو بن امیہ بن عبد الشمس اور ابی سفیان اور ایک دوسرا شخص جسکا نام آئینہ آتا ہے اور معاویہ کی مان ہندہ بدکار عورتون مین سے تھی اور سودان بہت عاشق تھی جب اوسکے بطن سے کالا بچہ ہوتا تو اوسکو مار ڈالتی تھی انتہی محصلاً ربیع الابرار مین علامہ زمخشری نے

ان اسم الرابع من الجماعۃ التی ینسب الیہم معاویہ کان ابی صباح مغنیا اسود کان لعمارۃ عسیفا شابا وسیما وکان ابو سفیان دمیما قصیرا فذ عنہ ہند

لکھا ہے کہ بیشک جماعت آبا مین سے معاویہ کے چوتھے باپ کا نام ابی صباح ہے جو حبشی قوال تھا پس معاویہ اوسیکا نطفہ ہے اور ابی صباح جسیم و معتدل القوی جوان

الی نفسہا وقالوا ان عتبۃ ابن ابی سفیان ایضا کان من ابی صباح
تھا اور ابی سفیان بے ڈول بدقطع پستہ قد تھا پس ہند نے اوسکو زنا کیلئے طلب کیا
اور لوگ کہتے ہین کہ عتبہ برادر معاویہ بھی اوسیکا نطفہ ہے انتہی محصلاً تذکرہ خواص الامہ
سبط بن جوزی ذکر ماجری لہ بعد وفات امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صفحہ ۱۱۶ مین
بھی یہی روایات ہین لیکن یہ سب مہمل اور غلط اور تفکہات روافض ہین دوم
ان اسناد مین یہ غلطی ہے کہ جناب معاویہ کو چار باپ کا لکھا ہی اور دنیا مین اور فقہا
نزدیک دو کا تو ممکن ہی لیکن چار کا کسی کتاب سے ثابت نہین بحث چار یاری منزہ
تنزیہ الانساب مین صاحب کتاب نے اسکی پوری تردید حدیث و فقہ سے کی ہی ملاحظہ ہو۔
تاریخ الخلفا سیوطی بیان معاویہ سے یہ بات پائی جاتی ہی کہ غالباً ہند کی شادی فاکہ
ابن مغیرہ سے ہوئی ہو گی لیکن ایک غیر مرد کو ہند کے پاس سے فاکہہ نے جو بہاگتے دیکھا تو
اوسکو ہند کی بدکاری کا شبہہ ہوا اور ہند کو لات مار کر گھر سے نکالدیا اسپر ہند کے باپ
عتبہ بن ربیعہ نے ہند اور چند عورتون اور فاکہہ کو ساتھ لیا اور یمن مین ایک کاہن
سے اون سب عورتون کی بدکاری و نکوکاری کا زائچہ دکھلایا کاہن نے کہا
کہ تو نے کوئی بدی نہین کی اور تو ایک بچہ جنے گی جسکا نام معاویہ ہوگا اور وہ
بادشاہ ہوگا اسپر فاکہہ نے ہند کا ہاتہہ پکڑا گویا یہ ہاتہہ پکڑنا عذر تقصیر تھا لیکن ہند نے
ہاتہہ کو جھٹکا دیا اور کہا کہ اب مین اور ہی خصم کرونگی پس اس بنا پر واپس آکر
ابو سفیان سے ہند کا نکاح کردیا اب رہا تین ماہ بعد جناب معاویہ کا پیدا ہونا جس سے
نسب کی خرابی پائی جاتی ہے تو اسکی پوری بحث صاحب تنزیہ الانساب نے
اپنی کتاب مذکور مین شرح و بسط سے لکھی بلکہ بطرق مختلفہ ہند ام معاویہ کی پارسائی
ثابت کی ہے خوف طوالت سے حوالہ پر حصر کیا جاتا ہی اور جو بفرض محال جناب معاویہ
کو ولد الزنا ہی خدانخواستہ تسلیم کیا جائے تو نیابت رسول کے واسطے ہمارے علما نے
ولد الزنا ہی کو ولد الحلال سے افضل مانا ہے چنانچہ تلویح شرح توضیح ذکر مصاہرت
وحدیث ولد الزنا شر الثلاثۃ کی بحث مین مرقوم ہے قال النبی علیہ السلام

ولد الزنا شر الثلاثة ولا قرينة على
تخصيصه بمولود معين لانا نقول
لا معنى لاتصاف امتزاج المائين و
اختلاف الولد يكون حراماً باطلاً
وغير مشروع ليشاهد ولد الزنا
اصلح من ولد الرشيدة في امور الدين
والدنيا فيكون دليلاً على ان الحديث
ليس على عمومه وبهذا استحق ولد
الزنا جميع الكرامات التي يستحقها
ولد الرشيدة من قبول عبادته و
شهادته وصحة قضائه وامامته
وغير ذلك ـ

کہ آنحضرت نے جو فرمایا کہ ولد الزنا تینوں
مین بدتر ہے تو ایسا قرینہ کسی مولود معین کی
تخصیص کا نہین پایا جاتا بیشک ہم کہینگے
کہ دو پانیون کے ملنے سے متصف ہوسینگے کچھ
معنی نہین ہین ایسا ہی جو اپنے باپ کا
جانشین ولد الزنا کو کہا جاتا ہے تو یہ مہمل
بات ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ حرام باطل
وغیر مشروع ہے یعنی ایسا باطل کہ اوسکا
اثر بطنون مین متعدی ہوتا ہے تو یہ
بھی غلط ہے کیا معنی کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ
کہ بعض ولد الزنا ولد الحلال سے زیادہ
دین و دنیا کے کامون مین پرہیزگار ہوتے
ہین پس اس بنا پر یہہ دلیل قائم ہوئی کہ حدیث ولد الزنا لا یدخل الجنۃ اپنے تمام افراد
پر ثابت نہین یعنی ہر ولد الزنا بدکار یا دوزخی نہین ہوتا اسی سبب سے ولد الزنا اون
تمام کرامات وفضائل کا مستحق ہوا کرتا ہے کہ جنکا ولد الحلال مستحق ہوا کرتا ہے پس
ان ہی وجوہ سے ولد الزنا کی عبادت وشہادت وقضا وامامۃ یعنی جانشینی رسالت
وغیرہ جائز ہے انتہی محصلاً پس اگر جناب معاویہ کو ولد الزنا بھی تھوڑی دیر کیلئے
تسلیم کیا جائے تو وہ اپنے زمانہ کے تمام ولد الحلال سے یقینی افضل تھے اور عبارت
مذکورہ کے آخر مین جو لفظ وغیر ذلک کا لکھا ہے اسنے ولد الزنا کے فضائل مین اور بھی
وسعت پیدا کر دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب تلویح کی نیت وغیر ذلک لکھنے
سے ولد الزنا کی نبوت ورسالت کے جواز کا اشارہ ہو تو عجب نہین کیونکہ امامۃ کے بعد
اسلام مین نبوت ورسالت ہی کے درجے باقی ہین ۔ اور ہمارا یہ شبہہ اس بنا پر اور
بھی قوی ہوتا ہے کہ بعض علماء اہلسنت نے ولد الزنا کو اکمل واتم مانا ہے چنانچہ

نزہتہ القلوب میں علامہ قطب الدین شیرازی نے اور محاضرات میں
امام ابوالقاسم راغب اصفہانی نے لکھا ہی کہ ولد الزنا شریف تر ہوتا ہی بیشک
اولاد الزناء فقد انجب ان الرجل مرد خواہش و نشاط سے زنا کرتا ہی
یزنی لشہوتہ و نشاطہ فیخرج پس اس وجہ سے بچہ کامل تر پیدا ہوتا ہی
الولد کاملاً و ما یکون من الحلال اور مولود حلال میں یہ بات میسر نہیں
فمن تصنع الرجل الی المراءہ کیونکہ انسان اپنی منکوحہ سے یہ تصنع
رغبت کرتا ہی انتہے محصلاً

افضلیت ولد الزنا کی پوری بحث تو صاحب تنزیہ الانساب نے لکھی ہی
جسکو فقہ و اصول فقہ و احادیث سے ثابت کیا ہی لیکن جناب معاویہ
کی افضلیت ثابت کرنے کیواسطے یہ ہی چند کلمات کافی ہیں پس ثابت
ہوگیا کہ جناب معاویہ کسی صورت سے بھی اپنے زمانہ خلافت میں کسی سے
مفضول نہ تھے و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و آلہ الطیبین

براہ کرم اس صحت نامہ کے مطابق قبل ملاحظہ الامامۃ کو درست فرمایئے

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح	شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۱	۲	پیریانون	پیریانواں	۵	۱۹	سنو	سوا
۲	۵	احادیث ہونا	احادیث میں ہوئے	″	۲۱	اخباریوں	احباروں
″	۲۳	دوسرا	اور	۶	۹	تو تفصیلی نام و علم و امامتہ کو	تو لعاتیر کو
۳	۱۴	شیخین سے ہو	شیخین سے بھی ہو				
۳	۲۲	بگیرند	نہ گیرند	″	۱۴	انہدام صنم و استیصال صنم	انہدام صنم خانہ و استیصال
۴	۱۷	عقاید	عقیدہ				
۵	۷	برتے عقیدہ	برتے رعقیدہ	″	۱۷	غنیمت کی	غنیمت کا

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح	شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۸	۱۳	یہ دونوں سطریں زائد سہوا لکھی گئی		۳۶	۷	گناہگار ہے	گناہ ہے
۹	۱۸	فضیلت و سلطنت	فضیلت اور سلطنت	۳۷	۳	[illegible]	[illegible]
۱۱	۴	اسلام تو	اسلام میں بھی تو	۳۹	۱۳	یزید نے	یزیدی لشکر نے
۱۲	۲۳		جن کو مسلموں	۴۷	۴	ابوبکر ہے اور	ابوبکر اور
۱۳	۱۴	ہر قسم طلائی حرامی	ہر قسم کا طلائی حرامی	〃	۵	ابوبکر کا لیاں	ابوبکر بہت گالیاں
۱۵	۱۰	اور بعض نے	یعنے بعض نے	۴۸	۲۲	پیش برآورد	پیش آورد
۱۶	۱۹	اور معصوم ہوتی تھے	جو معصوم ہوتے تھے وہ	۴۹	۱۹	لغت جزر	لغت جزور
۱۹	۱	ثابت ہے	ثابت ہیں	۵۰	۴	ایسے نادار یا بخیل نہ تھے	ایسے بخیل تھے
〃	〃	اخبار کثیرہ و مشہورہ کر	اخبار احاد سے				
〃	۳	شریعت	شرائع	〃	۵	طلاق دیدی تھی	طلاق بھی دیدی تھی
۲۱	۱۸	صرف دو مثالیں	صرف دو دو مثالیں	۵۱	۱۸	کہ صیل ترشی سے	[illegible]
〃	۲۰	اوروں نے احکام	اوروں نے بھی احکام	۵۲	۶	جیسے فردوسی	جیسے فردوسی
〃	〃	تبدل وغیرہ میں ان کے	تبدل سابقہ کے علاوہ بھی	۵۳	۱۶	مراد کچھ کم نہیں	مراد یہ کہ کم کچھ نہیں
				۵۴	۵	بہن بنت عفان	بہن آمنہ بنت عفان
〃	〃	وغیرہ کیا	وغیرہ کئے	〃	۱۸	مالداری کیا	مالداری کی کیا
〃	۲۱	اہل سنت سب کو	اہل سنت ان سب کو	۵۵	۸	پر تو عثمان	پر عثمان
۲۲	۱۱	اور انکے اتباع یعنی اہل سنت	اسکے علاوہ اہل سنت	〃	۲۱	الغیب عند اللہ	العلم عند اللہ
				۵۸	۲۲	جو ہے کہ	جو یہ ہے کہ
〃	۱۲	ہے لہذا نص	ہے اور شخص بھی [illegible] ہے لہذا نص	۵۹	۳	انسے بہت زیادہ	ان سے کچھ زیادہ
				۶۱	۱۹	نہ آسکتے ہاں	نہ آسکتی تھی ہاں
〃	۱۳	نصیب شمشیر نجات	نصیب اُسکے لئے شمشیر نجات	۶۲	۱	خدا وجود	خدا کا وجود
				۶۳	۱۱	فی کشف الدار	فی کشف ما فی الدار
〃	۱۷	جم	حجم	۶۵	۲۱	اسلامی [illegible]	اسلامی [illegible]
〃	۲۳	تو اے عمر نے	تو اے عمر تم نے	〃	۲۳	عمر کی رائے مطابق	عمر کی رائے کے مطابق
۲۴	۱۷	اور خود نے	بلکہ خود نے	۶۷	۸	ان دو صاحب	ان دونوں صاحبوں
۲۶	۹	صحابہ ہمراہ	صحابہ کو ہمراہ	۷۰	۱۹	عبد ما تعبد و	اعبد ما تعبدونا
〃	۱۷	یعنی مشرکین	یعنی ان مشرکین	۷۳	۸	عنتر کی	عنترہ کی
۲۸	۲۱	تحفہ	تحفہ	〃	۱۲	شیخین ہی تھے	شیخین ہی یا تھے
۲۹	۲	کون گانوں	کون سا گانوں	۷۵	۱۳	دعا کرنا	دعا کرتا
〃	۷	زمانہ با حق ملنے	زمانہ نہ ملنے	۷۷	۱۱	بجہ حمیہ	بجہ تسمیہ کے
〃	۱۸	لوگوں دوستی	لوگوں کی دوستی	۷۸	۴	عبید اللہ نے	عبد اللہ نے
۳۴	۳	نہ ہو تو تو یہ	نہ ہو تو یہ				

مطبوعہ مطبع [illegible]

پھر فرمائیے اجماع اُنکے عدم جواز خلافت پر ہوا یا خلافت پر کیونکہ اہل مدینہ تو سب مخالف ہی تھے اب اہل شام بھی مخالف ہیں اور کسی طرح اس خلافت پر راضی نہیں بلکہ خلع کرتے ہیں۔

اس خلع کو بھی آپ ویسا ہی سمجھے جیسا کہ یزید کو اہل مدینہ نے خلع کیا تھا مگر ابن عمر صاحب بگڑ بیٹھے کہ ہم تو کسیطرح یزید کو خلع نہ ہونے دینگے۔ مگر یہاں کوئی ایسا بھی طرفدار نہیں نظر آتا جو یہ کہے کہ ہم عمر کو خلع نہ ہونے دینگے۔ پھر نہ معلوم عمر صاحب نے کیوں ایسے صریحی جھوٹ کا ارتکاب کیا جسکا جواب سائل نے یہ دیا کہ اگر تم نہ جانتے ہو تو ہم جانتے ہیں کہ پارسال تم نے خلیفہ بنایا تھا اس سال اُن شخصوں نے تمکو خلیفہ کیا۔

اسی سے آپ کو اسکی وجہ بھی معلوم ہوگی کہ خلیفہ دوم نے جو خالد کو سپہ سالاری سے معزول کیا تو اسکی کیا وجہ تھی کیونکہ عمر صاحب کو اپنے وہ سب کارنامے یاد تھے جو بمخالفت خالد یہ کرتے رہے۔ اسی خوف سے خالد کو معزول کیا کہ اگر اس کی سپہ سالاری کو ہم قائم رکھتے ہیں تو کسیطرح ہماری خلافت نہیں رہ سکتی کیونکہ صحابہ میں اگر کوئی شخص عمر صاحب کی تدبیر کی کاٹ جانتا تھا تو وہ خالد جیسے کسقدر رجلے کئے عمر صاحب نے مگر اُسنے ایک بھی نہ سنی اور اپنا کام کرتا رہا

اہتمام خلیفہ دوم اب اسکو دیکھئے کہ حضرت عمر نے اس حکم محکم کی تبلیغ میں اہتمام کیسا کیا ہے تاریخ کامل میں ہے وارسل الکتاب مع مولی له ومعه عمر و

کان عمر یقول للناس انصتوا واسمعوا لخلیفه ص۱۶۳

یعنی اسکے بعد مسلمان لوگ جمع کئے گئے اور ابوبکر نے وہ حکمنامہ ایک غلام کے ہاتھ بھیجا جسکے ساتھ عمر بھی تھے اور وہ کہتے تھے خاموش ہوکر حکم خلیفہ سنو۔

اللہ اکبر یہاں یہ اہتمام ہو کہ ابوبکر صاحب کا حکمنامہ اسطرح سنایا جاتا ہو اور یہیں یہ اہتمام کیا جاتا ہو اور رسول اللہ کے وصیتنامہ کیساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ صحیح بخاری میں ہے لما اشتد بالنبی وجعه قال ائتونی بکتاب اکتب لکم

کتابا لا تضلوا بعدی قال عمر ان النبی قد غلب علیہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا صفحہ ۲۱ جلد ۲
ہوا تو فرمایا لاؤ کاغذ کہ ہم ایک ایسی کتاب لکھ دیں جسکے بعد پھر گمراہ نہ ہو۔ عمر نے کہا نبی پر درد کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس تو کتاب خدا ہے جو کافی ہے۔
دیکھئے دو جگہ عمر ہی ہیں جو ایک تحریر کے نسبت تو یہ فرما رہے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت کے حواس بجا نہیں ہیں درد کا غلبہ ہے اور دوسری جگہ یہ ہے کہ انصتوا واسمعوا الخلیفۃ کہ چپ ہوکر سنو خلیفہ کیا فرماتے ہیں۔
اگر مسلمانوں میں کچھ بھی مادہ فہم باقی ہے تو وہ سمجھینگے کہ رسول اللہ کیا لکھوانا چاہتے تھے جسپر خلیفہ نے حضرت کو ہذیانی بنایا۔ اور خلیفہ نے کیا لکھوایا تھا جسکے لئے یہ اہتمام ہو رہا ہے کہ عمر مع غلام ابوبکر کے ساتھ ہیں اور لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ خلیفہ کا فرمان سنو۔
زیادہ تر افسوس یہ ہوسکتا ہے کہ اسوقت جتنی تاریخیں اسلام کی دنیا میں موجود ہیں وہ سب سنیوں کی لکھی و بنائی ہوئی ہیں جو ان خلفا کے نمک پروردہ تھے جس سے کسیطرح اصلی واقعات کا پورا پتہ نہیں ملتا کیونکہ ابھی آپنے دیکھا اس ہی ایک واقعہ کو کامل میں کسطرح لکھا اور طبری نے کسطرح لکھا جس سے دونوں کے مطلب میں فرق ہوگیا کیونکہ جب عمر صاحب شدید نامی غلام ابوبکر کے ساتھ تھے اور ہاتھ میں ایک ڈنڈا لئے ہوئے تو پھر کسکی مجال تھی جو مخالفت کرتا۔
اب آگے چلئے تو معلوم ہو کہ صحابہ کی مخالفت اس خلافت سے کس درجہ پر تھی کہ خلیفہ اول کو اسکی جرأت نہیں ہوتی کہ مسجد میں جاکر یہ حکم سنائیں نہ اسکی مجال ہو کہ مجمع عام میں یہ فرمان سنائیں بلکہ اسکے لئے پاخانہ تجویز ہوا چنانچہ تاریخ طبری میں ہے اشرف ابوبکر علی الناس من کنیفۃ واسماء بنت عمیس ممسکتہ موشومۃ الیدین وهو یقول اترضون بمن استخلف علیکم صفحہ ۶۱۸ جلد ۴ مطبوعہ مصر یعنی ابوبکر نے پاخانہ سے سر نکالا اور اسماء کنیز دبائے تھی

اسماء بنت عمیس جنکے دونوں ہاتھ رنگین تھے انکو پکڑے ہوئے تھیں اور دہ کہتے تھے کہ کیا تم اسپر راضی ہو کہ ہم تیرا خلیفہ کریں۔

اس مضمون کو کامل میں بھی لکھا ہے مگر اسقدر عبارت کان ابوبکر اشرف علی الناس۔ مگر اس عبارت کو بغرض حیا شاید نہ لکھ سکے من کنیفہ و اسماء بنت عمیس ممسکتہ موشومہ الیدین جس سے اگر یہ تحریف کا الزام ضرور آتا ہے مگر انکو قدر کرنا چاہیئے کہ اتنی حیا باقی تھی جس چیز کو نکالدیا کہ ابوبکر نے پایخانہ سے سر نکالکر صحابہ سے پوچھا۔

ابتو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ اجماع یا پارلیمنٹ یا بیعت کا نام محض ازرہِ فریب رکھا گیا ہے اسکی غرض صرف اسقدر تھی کہ اُس معاہدہ رسول اللہ کو باطل کریں جو اول روز اظہار اسلام کیا گیا تھا۔ ورنہ نہ کہیں اجماع تھا نہ بیعت بلکہ جو کارروائی تھی اپنی خواہش کے تابع جسکو جسطرح چاہا کیا جسکو نہ چاہا اُسکو باطل کردیا نہ کسی قانون کی پابندی تھی نہ قاعدہ کا خودسر بادشاہوں کیطرح جو چاہتے کرگذرتے۔

چنانچہ آپکو وہ واقعہ بھی معلوم ہوگا کہ ابوبکر صاحب نے عیینہ بن حصن کو ایک زمین بطور جاگیر دی تھی جسپر تمامی صحابہ حاضرین جلسہ کا اجماع ہوچکا تھا جب عمر کے پاس گواہی کیلئے گیا تو چونکہ عمر اُسوقت اونٹ کے تیل مل رہے تھے اسلئے اس کاغذ کے لانے پر اسوقت اُنکو غصہ آیا اور اُس نوشتہ پر تھوک دیا اور اُسکو چاک کردیا ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹

پھر بتائیے اجماع کہاں رہا

خلافت سوم یہ بہت نازک وقت تھا کیونکہ ابھی تک تو جو کچھ تھا خلیفہ دوم کی کارستانی تھی کہ رسول اللہ کے خلیفہ کے محروم کرنے کو تو اجماع قائم کیا گیا کہ نص کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اپنے نام خلافت کو منتقل کرنا چاہا تو اجماع کالعدم کیا گیا اور نص کا جال پھیلایا کہ خلیفہ اول نے نص کیا ہے

خود تو چاہ رہے ہیں۔ زمانہ کی ہوا دیکھ رہے ہیں کہ خلافت مقصود ہے وہ وقت آگیا ہے کہ خلیفہ رسول کی خلافت قائم ہو کیونکہ جب عمرؓ آخر حج کو گئے تھے اُسوقت لوگوں نے کہدیا تھا کہ عمر کے بعد ہم علیؓ کی بیعت کرینگے جس پر خلیفہ نے چاہا کہ وہیں مکہ ہی میں خطبہ کہیں۔ مگر عبدالرحمٰن بن عوف کے سمجھانے سے رک گئے اور مدینہ میں ہی خطبہ کا وعدہ ٹھہرا جسکو آخر انجام بھی دیا جو صحیح بخاری وغیرہ میں بتصریح تمام مرقوم ہے

اب فکر ہے تو یہ تھی کہ کسطرح حضرت علیؓ کو خلافت سے محروم کر گئیں۔ کیونکہ اگر کسی دوسرے کو نامزد کر دیتے ہیں تو ممکن ہے سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے کیونکہ بنی ہاشم کے قبیلہ میں اکثر زیادہ جوان ایسے ہو گئے ہیں جو تلوار پکڑ کر ڈٹ جائیں۔ اور تمام مسلمانوں کا رخ بھی سفر حج میں پہچان چکے ہیں۔ اور اگر حضرت علیؓ کو خلیفہ کرتے ہیں تو کسطرح دل گوارا نہیں کرتا کہ رسولؐ اللہ کے خلیفہ کو خلیفہ کریں حالانکہ خود کہہ رہے ہیں ان ولوھا الاجلح سلک بھم الطریق الاجلح المستقیم یعنی علیا و قوله فی عثمان وغیرہ فقال له ابن عمر ما یمنعك ان تقدم علیا قال اکره ان احملها حیا و میتا استیعاب جلد ثانی ص۴۳۳

کہ اگر علیؓ کو خلیفہ بنائیں تو ضرور ضرور صراط مستقیم پر انکو لیچلیں جس پر ابن عمر نے کہا پھر کیوں نہیں آپ انکو خلیفہ کرتے تو عمر نے کہا ہمکو اس سے کراہت ہے کہ زندگی میں بھی اور بعد موت بھی اسکے ہم ہی ذمہ دار قرار پائیں۔ حالانکہ سامان وہ کر رہے ہیں کہ تا قیامت اسکا مواخذہ انکے ذمہ رہے۔

لہذا پہلے اُن گذشتگان کو یاد کیا جنکی عقل و تدبیر پر کچھ بھروسہ تھا کہ اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو اسی کو خلیفہ کرتے۔ اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو انکو خلیفہ کرتے جو قبیلۂ انصار سے تھے اور اس خوف پر اُنسے خلافت چھینا تھا کہ ہم رسول کے قوم قبیلے سے ہیں۔ پھر یہ بھی کہا کہ اگر سالم غلام ابو

حذیفہ زندہ ہوتا تو اُسکو خلیفہ کر جاتے حالانکہ نہ وہ مہاجرین سے تھا نہ انصار سے بلکہ غلام تھا۔ جو الائمہ من قریش کے بالکل خلاف تھا۔

یہ سب نام اسی عالم اضطراب میں لئے گئے کہ کسیطرح ایسی تدبیر ہو کہ حضرت علی نہ خلیفہ ہوں آخر وہ تدبیر نکالی کہ سارے عرب کو لڑوا دیں نہ انہیں کبھی فرصت ہو۔ نہ حضرت علی کامیاب ہوسکیں۔ کیونکہ چھ قبیلہ کو مساوی درجہ پر حقدار خلافت بتائے ہیں جس سے اگر حضرت علی کسیوقت میں کامیاب بھی ہوں تو محروم ہی رہیں۔ چنانچہ خود معٰویہ اسکی توضیح کر رہا ہے۔

عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ میں ہے۔

معٰویہ نے ابن حصین سے کہا کہ میں نے سنا ہے تو بڑا ذہین و عقلمند ہے۔ بتا مسلمانوں میں اختلاف کیوں پیدا جس سے اسطرح کی تفریق ہو رہی ہے۔ ابن حصین چونکہ عثمان کو لوگوں نے ملکر قتل کیا اس وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا۔ معٰویہ۔ اس سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ ابن حصین دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت علی تجھ سے لڑنے کو نکلا اور تو اُنسے لڑنے کو گیا۔ معٰویہ۔ اس سے بھی اختلاف نہیں ہوا۔ ابن حصین۔ تو طلحہ و زبیر اور عائشہ کی جنگ سے یہ اختلاف پیدا کیا۔ معٰویہ۔ اس سے بھی کچھ نہیں ہوا۔ ابن حصین۔ تو اسکے سوا اور کوئی وجہ تو ہمکو نہیں معلوم ہوتی۔ معٰویہ۔ تو ہم سے سُن یہ سارا فساد صرف عمر کے شوریٰ مقرر کرنے سے ہوا جو انھوں نے چھ ممبروں کا شوریٰ قائم کیا کیونکہ رسول اللہ کو خدا نے مبعوث برسالت کیا وہ مطابق حکم خدا عمل کرتے تھے۔ پھر ابوبکر خلیفہ ہوے جبکہ حضرت نے نماز کیلئے امام کیا پھر ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا آخر جعلہا شوریٰ بین ستۃ نفر فلم یکن رجل منہم الا رجاہا لنفسہ ورجاہا لہ قومہ وتطلعت الی ذالک نفسہ ولو ان عمر استخلف علیہم کما استخلف ابوبکر ماکان فی ذالک اختلاف صفحہ ۲۰۳

یعنی عمر نے مرتے وقت شوریٰ قائم کیا کہ چھ آدمیوں کو اسکے لئے نامزد کیا جس سے ہر شخص کو آرزو پیدا ہوئی اور اُنکے قبیلہ والوں کو اگر عمر بھی مثل ابوبکر کسی کو خلیفہ کر جاتے تو پھر کسیکو اختلاف نہ ہوتا"

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ ساری آفت لائی ہوئی ہے عمر کی کہ پہلے تو نص رسول اللہ کے باطل کرنے کو اجماع کی ترکیب نکالی جس سے عرب میں خونریزی ہوئی کہ تمام عرب میں آگ لگ گئی خلیفہ دوم اُسکو نرمی سے بجھانا چاہتے تھے ابوبکر نے خلاف اجماع صحابہ آگ سے آگ کو بجھایا باغیان ختم کیطرح جسکو باغی پایا آگ میں بھون دیا۔ پھر قاعدہ اجماع کو توڑ کر عمر کو بذریعہ نص خلیفہ بنایا۔ اور عمر نے اجماع و نص دونوں کو توڑ کر شوریٰ قائم کیا جس سے وہ آگ پیدا ہوئی جو نہ صرف معرکہ کربلا میں تمام ہوئی بلکہ آجتک مشتعل ہے جو لوگ عقل و حسن تدبیر معاویہ کے قائل ہیں۔ وہ کیا اُس الزام کو جسے معاویہ نے عمر کے سر دیا ہے رسول اللہ تک نہ لیجائینگے کیونکہ اگر معاذ اللہ رسول اللہ نے کسیکو خلیفہ نہیں مقرر کیا تو جسطرح عمر صاحب نے چھ آدمی کو مستحق خلافت بنا کر ان قبائل کو فتنہ میں مبتلا کیا۔ اُس سے بڑھکر الزام رسول اللہ پر آتا ہے جنھوں نے نہ صرف عرب کو خونریزی کا مرکز بنایا بلکہ تمامی مسلمین کو فتنہ و فساد پر آمادہ کیا۔

اب ہم سمجھتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب وکیل اسکو بخوبی سمجھے ہونگے کہ تیسری صدی میں جو جو خرابیاں ہوئیں یہ سب شاخ ہے اسی اصلی فساد کی جسکی بنیاد عمر نے رکھی کہ معاہدہ رسول کو باطل کر کے سازش کا طریقہ ایجاد کیا جس سے قیامت تک آتش فشاں پہاڑ کی طرح اسلامی دنیا میں فتنہ و فساد کے تودے نکلتے رہینگے کیونکہ تدبیر عمری نے نہ صرف خاندان رسالت کو تباہ کیا بلکہ تمامی عرب کو نیست و نابود کر دیا جس سے ہمیشہ کیلئے انکی جرأت۔ ہمت۔ شجاعت سب جاتی رہی کیونکہ اتحاد کا مادہ بالکل سلب کر دیا گیا تھا

یعنی ع

ضمیمہ الشمس جلد ۴

جب الشمس جلد چہارم کا ضمیمہ بھی چھپ کر شائع ہو گیا جسمین صرف اسکے وجوہات تفصیل بیان کئے ہوئے ہیں کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت میں اوس قرآن کو کیون نہ شائع کیا جسکو حضرت نے بحکم رسول اللہ وقت نزول لکھا تہا۔ اور بعد وفات رسول سب سے پہلے آپ نے یہی کام کیا کہ اوس قرآن کو مرتب کیا اہلسنت کا اس مسئلہ پر قدیم الایام سے بہت زور تہا مگر اس ضمیمہ نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام اپنے اوس قرآن کو شائع فرماتے تو صفحۂ دنیا سے یہ قرآن بھی مٹا دیا جاتا۔ اور پیروان صحابہ کہتے کہ حضرت پر قرآن نازل ہوا تہا نہ اوسکا وجود تہا۔

اب بفضل خدا سے الشمس کی ہر چہار جلد مرتب موجود ہے جسمین صرف تحریف قرآن کی بحث ہے اور کسی مسئلہ سے گفتگو نہین کی گئی ہے۔

ہر جلد کی قیمت عہ ہے چار جلد کی عہ چونکہ اب کل آٹھ نو جلدین پوری مجموعہ کی رہ گئی ہین لہذا اب تخفیف ناممکن ہے۔

الشمس جلد ۵ کا ابتدائی ۳ نمبر ایک ساتھ شائع ہو گا جسمین تین کتابین شامل ہین ایک حد السارق جسمین صرف تحریف قرآن کی بحث ہے اور روایات شیعہ کی تحقیقات کی جاتی ہے۔

دوسری کشف الظلمات جسمین آیات بینات جلد فدک کا مسلسل جواب ہے اور حاشیہ پر مولوی شبلی کی الفاروق کی بحث فدک کا بھی جواب ہے۔

تیسری کتاب رد الملاحدہ بجواب خلافت راشدہ اسکے ساتھ شامل ہے جو مرزائیون کی طرف سے خلافت کے متعلق شائع ہوئی تھی۔

تنقید بخاری حصہ ثانیہ الحمد للہ کہ یہ کتاب بھی چھپ کر شائع ہو گئی جو ۳۲۰ پر تمام ہے قیمت عہ اس کتاب کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہین کیونکہ اصل عبارت صحیح بخاری پہلے مع ترجمہ لکھی جاتی ہے پھر اوسکی شرح خود علمای اہلسنت کی کتابون سے بعدہ ہر حدیث کی غلطی یا صحت دکہائی گئی ہے اصلاح جلد ۲ تک صفحہ ۱۹۰ اسکا شائع ہو چکا ہے صفحہ ۱۹۱ سے لغایت ۳۲۰ علیحدہ بھی طیار کیا گیا ہے جسکی قیمت ۸ ہے۔ کامل جلد حصہ ثانیہ کی صرف ۹۰ طیار رہ گئی ہے اور صفحہ ۱۹۱ سے لغایت ۳۲۰ (۲۵۰) اگر جلد نہ طلب کیا تو پھر ملنا محال ہے چونکہ اکثر حضرات شائقین و قدردان اصلاح نے تنقید بخاری حصہ ثانیہ کے اوراق علیحدہ کر دئیے ہین جلد طلب فرمائین۔

تنقید بخاری حصہ ثالثہ کا سلسلہ اصلاح سے انشاء اللہ شروع ہو گا جس سے وہ اسرار سربستہ کھلینگے کہ قدرت خدا یاد آئے اور دنیا کو معلوم ہو صحیح بخاری سے زیادہ بیہودہ کوئی کتاب لکھی نہین گئی۔

سید ظہیر حسین پروپرائٹر

رجسٹرڈ نمبر ۳۷۸

رسالہ

عام مسلمانوں کی مذہبی اصلاح

ترقی تعلیم اصلاح اخلاق شیعیان

اصلاح

مراسلات بنام منیجر اصلاح ہونا چاہیے

جلد ۱۳	بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ	نمبر ۴

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

قیمت سالانہ ۲ روپیہ

مظفری [illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

شکریہ مخصوص جناب منشی سید [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] ہمدردان قوم سے امید قوی ہے

شکریہ معاونین

حق یہ ہے کہ جس ہمدردی سے ہمارے برادران ایمانی اس سال اشاعت صلاح میں سرگرم رہے ہیں ہم اُن کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے خصوصاً اس سال میں کہ ہنوز اشاعت صلاح باقاعدہ نہیں ہوئی مگر فضل خدا سے امید ہے کہ آیندہ نمبر سے ٹھیک اصلاح ہو سکے

حسب ذیل حضرات کا بالخصوص شکرگذار ہوں جنھوں نے اشاعت صلاح میں خاص طور پر کوشش فرمائی لغایت ۳۰ ربیع الثانی جزاہم اللہ خیرا

جناب حکیم قمر الدین صاحب علاوہ سابق نمبر ۱۲۲۱	۱
جناب منشی عبد الامین صاحب [illegible] علاوہ سابق	۲
جناب سید ابو القاسم صاحب [illegible] ضلع سلطانپور	۲
جناب سید منیر حسین صاحب [illegible] علاوہ سابق	۲
جناب نواب مرزا مہدی خانصاحب [illegible]	۱
جناب مولوی سید ظہور حسین صاحب [illegible]	۱
جناب سید [illegible] حسن صاحب طالب العلم ۱۳۲۴	۲
جناب [illegible] علی صاحب [illegible] علاوہ سابق	۱
جناب [illegible] علیشاہ صاحب ۳۵۲۳	[illegible]
جناب منشی سید نثار عباس صاحب فیروزپور	[illegible]
جناب [illegible] علیخانصاحب ۱۷۱۴	[illegible]
جناب [illegible] صاحب وکیل سیتاپور علاوہ سابق	۳
جناب سید عباس [illegible] صاحب ۳۶۶	[illegible]
جناب سید [illegible] صاحب [illegible]	۳
جناب سید مرتضیٰ شاہ صاحب [illegible]	[illegible]
جناب [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]

جناب سردار راحت علیخانصاحب ۱۰۳۳۵ علاوہ سابق	۲
جناب سید الفت حسین صاحب انسپکٹر	[illegible]
جناب سید طالب حسین صاحب ۱۷۹۴	۱
جناب منشی محمد حسین صاحب انسپکٹر [illegible]	۱
جناب سید اشرف علی صاحب تاجر بمبئی	۱
جناب سردار فتح خانصاحب ۲۷۷	۱
جناب حق نواز خانصاحب کربلائی	۱
جناب شیخ غلام قادر صاحب	۱
جناب [illegible] الحسن صاحب [illegible]	[illegible]
جناب سید [illegible] صاحب نقوی [illegible]	۳
جناب حکیم سید محمد صاحب [illegible]	[illegible]
جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]
جناب سید [illegible] حسین صاحب [illegible]	[illegible]
جناب خواجہ [illegible] حسین صاحب	[illegible]
جناب مولوی سید [illegible]	[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۳	بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۸ھ	نمبر ۴

ماہ گذشتہ

کچھ ایسا خراب رہا کہ طاعون کے بیجا حملوں نے سب آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا۔
جتنے وعدہ کیا تھا کہ سنہ بابت ماہ ربیع الاول۔ نہم تک شائع ہو گا مگر کیا معلوم تھا کہ طاعون
کا ایسا حملہ ہوگا کہ ایک پریسمین جو اسی بستی کا رہنے والا تھا اور مہینوں سے ہمیں کا تعلیم یافتہ
دفعۃً جاں بحق ہوا۔ دوسرا پریسمین جو لکھنؤ کا باشندہ تھا اور نہایت مستعد کارکن تھا
وجع المفاصل میں مبتلا ہو کر لکھنؤ چلا گیا۔ صرف ایک پریسمین رہ گیا جو پہلے ہی سے ضعیف تھا
ان وجوہ سے نمبر ۳ بتاریخ [illegible] ربیع الاول شائع ہوا جسکی روانگی کا سلسلہ ربیع الثانی
تک قائم رہا کیونکہ اکثر حضرات سے اسی نمبر کے وی پی جانیکا وعدہ تھا۔

اس خرابی سے قدرتی طور پر نمبر ۴ کی تاخیر لازمی تھی اس پر یہ مستزاد ہوا کہ دفتر کے
منشی جو کاپی لکھتے تھے بخوف طاعون اپنے وطن جونپور کو بتاریخ ۲۲ ربیع الاول
روانہ ہوئے اور وعدہ بھی کر گئے کہ وہاں سے کاپی جلد روانہ کرینگے۔ کچھ مسودات
ساتھ لے گئے کچھ عقب سے روانہ ہوئے۔ مگر نہ معلوم کیا باعث ہوا کہ ۲۲ ربیع الثانی
تک نہ خطوط کا جواب آیا نہ کوئی کاپی آئی۔ نہ مسودہ یہاں تھا جو لکھنؤ وغیرہ بھیجکر
لکھوا لیا جاتا۔ لہذا از سر نو مضامین ترتیب دیے گئے اور پرانے رفیق منشی [illegible] صاحب
کے پاس بھیجا گیا کہ پٹنہ سے لکھکر کاپی بھیجیں۔

پریسمین کے لئے خود اڈیٹر نے لکھنؤ کا سفر کیا مگر افسوس کہ اس خبر طاعون نے کسی کو آنے نہ دیا
جس سے اس قدر تاخیر ہوئی کہ معذرت کرتے شرم آتی ہے

دعا فرمائیے کہ خدا اب بھی رحم کرے نہ گھر کا ٹھکانا ہے نہ باہر کا نہ خطوط کی تعمیل پورے طور پر ہو سکتی ہے نہ کسی فرمایش کی۔ بہت سے ضروری مضامین بھی اسی وجہ سے نہ شایع ہو سکے کہ جا بجا منتشر تھا پھر اکثر مضامین ایسے بھی تھے جو اخبار اثنا عشری وغیرہ میں شایع ہو چکے تھے لہذا انکی اشاعت فضول تھی۔

سابق ترتیب میں چند مضامین نہایت دلچسپ تھے خصوصاً آیۂ استخلاف کی بحث جو بجواب اہلحدیث لکھی گئی۔ اگرچہ رسالہ الحق لاہور میں مولوی ابو الصفا احمد علی صاحب امرتسری نے کافی جواب اُسکا دیدیا ہے جسپر ہمکو امید ہے کہ اڈیٹر اہلحدیث نے پورے طور پر غور کیا ہوگا اور اپنی غلطی محسوس کی ہو گی مگر انشاء اللہ تفصیلی جواب اُنکا آیندہ نمبر میں شایع ہو گا۔

جن حضرات کیخدمت میں مدت سے ویلو نہیں گیا انسے امید ہے کہ وہ حساب جلد صاف کریں گے تاکہ بار بار تقاضا کی نوبت نہ آئے۔

ہم کسطرح اُن حضرات کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے جو اشاعت اصلاح میں کوشاں ہیں کیونکہ بفضلہ قوم نے اصلاح کی ضرورت کو اچھی طرح محسوس کیا ہے۔ اور جسقدر قومی اخبارات ہمارے زیادہ ہونگے۔ اُسیقدر ضرورت اصلاح زیادہ محسوس ہو گی۔ اسلئے ہم بکمال ادب اپنے برادران ایمانی سے ملتمس ہیں کہ جہانتک ہو سکے اصلاح کو قوم کے ہر فرد کے ہاتھ تک پہونچائیں گے۔

اور سب سے زیادہ ضرورت اسکی ہے کہ غیروں کی نظر تک اصلاح پہونچے خصوصاً آریہ۔ وہابی۔ مرزائی۔ چکڑالوی وغیرہ کہ حقیت مذہب حق اُنپر بھی ہویدا ہو اور وہ سمجھیں کہ دنیا میں اگر کوئی مذہب حق ہے تو شیعہ جسے نہ کسی سے فساد کرنے کی ضرورت ہے نہ جنگ کرنے کی بلکہ اسکی حقانیت و روحانیت ہی اسکے ترویج و اشاعت کی ضامن ہے۔

ہاں شیعوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے طرز عمل سے اخلاق محمدیؐ کے مجسم نمود بنیں۔ انکی ہر ادا زبان مخالف سے کہلوا دے کہ یہی لوگ سنت رسول کے پیرو ہیں۔ انکو دشمنوں سے اسطرح ملنا چاہیے کہ وہ دوست ہو جائیں غیروں سے اسطرح بسر کرنا چاہیے کہ وہ اپنے ہو جائیں مگر نہ اسطرح کہ ہم اپنے خصوصیات مذہبی کو چھوڑ کر انمیں [illegible]

ہو جائیں۔ بلکہ اپنے افعال و اقوال میں وہ اصلی حقانیت و روحانیت دکھلائیں کہ دشمن بھی ہماری حقیقت کا اقرار کریں جسکے لئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ جو قبائح و منکرات اپنے یا بیگانوں سے ظاہر ہوں اُن سے ہم اسطرح قلبی و دلی نفرت دکھائیں کہ لوگ سمجھ لیں تبرّا کا یہی فلسفہ ہے کہ ہم اس درجہ قبائح سے علحدہ ہیں کہ جو شخص افعال قبیحہ کا مرتکب ہوتا ہے اُس سے بھی تبرّا کرتے ہیں نہ یہ کہ چند اشخاص سے تو تبرّا کریں اور خود اُنھیں افعال قبیحہ کے مرتکب ہوں۔ جنکو سب سے زیادہ ہم بولیں۔ نفاق سب سے زیادہ ہم میں ہو بغض و حسد ہم میں پایا جاے۔ حاشا و کلّا یہ افعال شیعوں کے نہیں ہو سکتے اُنکو کونوا مع الصادقین کا حکم ہے کہ سچوں کی پیروی کریں۔ اُنکو اداے امانت کا حکم ہے اُنکو واعتصموا بحبل اللہ کا حکم ہے اُنکو انما المومنون اخوۃ کی تعلیم دی گئی ہے۔ پھر حیف ہے جو کوئی اسکے خلاف کرے

اخلاق عثمانی ہم سنیوں کے انتخاب القاب کی بیحد قدر کرتے ہیں کہ جس نے پانچسو حدیث کا مجموعہ خود ترتیب دیا اور اپنی زندگی ہی میں جلا دیا۔ وہ صرف اس جرم بے بہا خدمت پر کہ قرآن و رسول اللہ کی تکذیب کیلئے حدیث نحن معاشر الانبیاء گڑھی صدیق اکبر کا لقب دیا اور جس نے حق کو باطل سے اسطرح ممزوج کیا کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں فترکہم فی طرق متشعبۃ لا یستیقن فیہا المہتدی ولا یہتدی فیہا الضال۔ اُسکو فاروق اعظم بنایا۔

اور جس نے حیا کی مٹی اسطرح پلید کی کہ حیا کا نام لیتے ہوئے آدمی شرماے اُسکو باحیا کا خطاب دیا حالانکہ حیاء عثمانی کے نسبت تاریخ صغیر بخاری میں ہے

ثنا حماد عن ثابت عن انس قال لما ماتت رقیہ قال النبی لا یدخل القبر رجل قارف اہلہ اللیلہ فلم یدخل عثمان القبر حدثنی محمد بن سنان ثنا فلیح بن سلیمان ثنا ہلال بن علی عن انس شہدنا ابنۃ رسول اللہ ص و النبی ص جالس علی القبر فرأیت عینیہ تدمعان فقال ہل منکم من احد لم یقارف اللیلہ فقال ابو طلحہ انا قال انزل فی قبرہا

فنزل فی قبرها صفحہ ۱۱ مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد۔

یعنی جب حضرت رقیہ دختر رسول (بنا بر روایت اہل سنت) نے انتقال کیا تو رسول اللہ نے فرمایا اسکو وہ شخص قبر میں اتارے جسنے آجکی رات اپنی زوجہ سے تعلق نہ کیا ہو۔ عثمان وہاں سے ہٹ گئے اور قبر میں نہ داخل ہوئے۔ دوسری روایت انس سے ہے کہ جب دختر رسول اللہ نے انتقال کیا تو حضرت قبر پر بیٹھے تھے اور دونو آنکھ سے آنسو جاری تھا۔ بعد اسکے فرمایا ہے کوئی تم میں جسنے آج کی رات اپنی زوجہ سے صحبت نہ کی ہو تو ابو طلحہ نے کہا ہاں یا حضرت میں ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تو ہی قبر میں اتار۔ یہی روایت بجنسہ صحیح بخاری صفحہ ۱۷۸ جلد اول کی مطبوعہ مصر میں موجود ہے۔

کہئے اس سے بڑھکر حیاء عثمانی کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک طرف تو گھر میں زوجہ وہ بھی وہ زوجہ جو دختر رسول کہی جاتی ہے۔ مردہ پڑی ہوئی ہے اور عثمان صاحب دوسری لونڈی یا زوجہ سے عیش اڑا رہے ہیں۔

اللہ اللہ یہ کیسے حیادار تھے اور کس دل کے آدمی تھے جو اسوقت میں ایسی خواہش ان میں پیدا ہوئی حالانکہ حکما نے لکھا ہے کہ یہ خواہش اسوقت ہوتی ہے جبکہ نفس مطمئن اور فارغ البال ہوتا ہے نہ اسوقت کہ گھر میں کوئی بیمار پڑا کراہ رہا ہو یا کوئی مردہ پڑا ہو تو ممکن نہیں کسی انسان کے دل میں اسوقت ایسا جوشش پیدا ہو۔

قربان جائے فہم علمائے اہل سنت کے جو اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

وحکی عن ابن حبیب ان السر فی ایثار ابی طلحۃ علی عثمان ان عثمان کان قد جامع بعض جواریہ فی تلک اللیلۃ فتلطف صلی اللہ علیہ وسلم فی منعہ من النزول فی قبر زوجتہ بغیر تصریح فتح الباری صفحہ ۱۶۲ جلد اول۔

یعنی ابن حبیب نے کہا ہے کہ اس حدیث کا راز یہ ہے کہ حضرت نے ابو طلحہ کو قبر میں اتارنے کے لئے اسوجہ سے اختیار کیا کہ عثمان نے اس شب کو اپنی لونڈی کے ساتھ

جماع کیا تھا۔ اسلئے حضرت نے اسمیں تعریض فرمایا کہ وہ قبر میں نہ اُتاریں اپنی زوجہ کو اور حضرت نے اسکی تصریح نہیں کی۔

یہ ہے فہم اہل سنت کہ حضرت کے اس جملہ کو جو غیرت دار کیلئے سوختہ سے بھی بڑھکر ہے تلطف کہتے ہیں کہ حضرت نے تصریح نہیں کی۔ حالانکہ یہ ایسی تصریح تھی کہ عثمان فوراً وہاں سے علیحدہ ہو گئے۔

اللہ اللہ کیسی محبت تھی ان صحابہ کو خود رسول اللہ صلعم سے اور اُنکی اولاد سے کہ باوصفیکہ حضرت رقیہ زوجیت عثمان میں ہیں گھر میں ایک مدت سے علیل ہیں جان بھی تسلیم ہو چکی ہیں۔ مگر عثمان صاحب پر خواہش نفسانی کا یہ غلبہ ہے کہ مردہ یا بیمار گھر میں پڑا ہوا ہے اور وہ لونڈی کے ساتھ مصروف عیش ہیں۔

ابن حجر لکھتے ہیں وکان استبعد ان یقع لعثمان ذالک لحرصہ علی مراعاۃ الخاطر الشریف ویجاب عنہ باحتمال انیکون مرض المرءۃ طال واحتاج عثمان فی للوقاع ولم یظن عثمان انہا تموت تلک اللیلۃ ولیس فی الخبر ما یقتضی انہ واقع بعد موتہا ولا حین احتضارہا والعلم عند اللہ صہ ۶۶۷

یعنی گویا کہ حضرت نے مستبعد سمجھا اسکو کہ عثمان سے ایسی حرکت ہو حالانکہ وہ کسقدر حریص تھے حضرت کی خاطر داری پر (اسکا حال تو اسی واقعہ سے معلوم ہوا) اور اسکا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے مرض نے طول پکڑا ہو اسلئے عثمان کو جماع کی حاجت ہوئی ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عثمان کو اسکا گمان نہوا ہو کہ آج ہی رات کو مر جائینگی۔ اور حدیث میں کوئی دلیل ایسی نہیں ہے کہ عثمان نے یہ کام بعد موت کیا ہو یا وقت جان کنی۔ حق یہ ہے کہ صحابہ نے جو کام کیا وہ تو اپنی خاص غرض سے۔ مگر زیادہ حیرت ہے ان سنگدل علما پر جو پھر ایسی تاویل کرتے ہیں کہ خواہی نخواہی غصہ آ ئے کیونکہ دو ہی صورت ہو سکتی ہے یا عثمان کو اپنی زوجہ سے محبت تھی یا نہیں اگر محبت تھی تو پھر ناممکن تھا کہ دوسرے کیطرف رغبت ہو خصوصاً ایسی حالت

میں کہ وہ مجبور مشرف بہ موت ہو اور اگر محبت نہ تھی جیساکہ ظاہر ہے تو پھر سب باتیں آسان ہیں۔

جواب اہل حدیث

۱ اصلاح نمبر ۱۱ جلد ۱۲ صفحہ ۳ میں بعد نقل عبارت زاد المعاد ابن القیم سوال کیا گیا تھا کہ مردہ کے عزیزوں کو کھانا کھلانا سنت ہے تو رسول اللہ کی وفات کے بعد کن کن صحابہ نے جناب سیدہ اور حسنین یا ازواج نبی کو کھانا کھلایا تھا جواب اسکا حدیث سے دیا جاوے۔

اس سوال کے جواب میں اڈیٹر الحدیث لکھتے ہیں "حدیث شریف میں جناب رسالتمآب نے اپنے انتقال پرملال میں سب امت کو شریک فرمایا ہے ایکدفعہ حضرت عائشہ صدیقہ نے سوال کیا تھا کہ جسکا کوئی بچہ نہ مرا ہوگا اُسکو کیا اجر ملیگا اسکے جواب میں حضور نے فرمایا میری موت اور جدائی کا صدمہ جو اُنکو ہوگا اسکا اجر ان کو ملیگا کیونکہ ان یصابوا بمثلی میری موت جیسی مصیبت آمیز کبھی نہ پہونچیگی پس جب اصحاب اس غم والم میں شریک تھے چنانچہ سید الشہدا حضرت فاروق اعظم تو انتقال پرملال کیوقت ایسے کچھہ مبہوت ہورہے تھے گویا کہ دیوانہ ہے۔ اسی دیوانگی میں کہتے تھے جو کوئی کہیگا کہ آنحضرت کا انتقال ہوگیا میں اُسکو قتل کردونگا سبحان اللہ عشق محمدی میں کیسے سرشار ہونیوالے تھے کہ قرآن مجید کا فرمان میت نبوی کا سنکر صحابہ نے سمجھا کہ گویا یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے۔ کہئے دعوت اہل میت کی علت میں جو فرمایا فانھم فی شغل بمصابھم یہ وجہ سب صحابہ پر صادق تھی یا نہیں پھر دعوت کرے تو کون اور کھاوے تو کون کیا ایک ہی گھر والے ایکدوسرے کی دعوت کیا کرتی ہیں (صحت) جس سے اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ اہل بیت نبی کو کسی نے مطابق سنت رسول کھانا نہیں کھلایا۔ وہ سنت رسول بر ہم ہوئی جسکی کسر یہ تعریف ابن القیم ڈالی تھی رہا یہ امر کہ سب صحابہ اس غم میں شریک تھے وہ ایسا واضح امر ہے کہ بیان کی بھی (ضرورت)

نہیں کیونکہ اگر انکو غم ہوتا تو جنازہ چھوڑ کر کیوں جاتے۔

اب میں حیران ہوں کہ آپکے کلام کی تصدیق کروں یا مولوی شبلی صاحب کے الفاروق کی جو فرماتے ہیں "یہ سچ ہے کہ حضرت عمرو ابوبکر وغیرہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر بنی ساعدہ کو چلے گئے۔ یہ بھی سچ ہے کہ انھوں نے سقیفہ میں پہونچکر خلافت کے باب میں انصار سے معرکہ آرائی کی اور اسطرح ان کوششوں میں مصروف رہے کہ گویا ان پر **کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا**۔ یہ بھی سچ ہے کہ انھوں نے اپنی خلافت کو صرف انصار بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علی سے بزور منوانا چاہا گو بنو ہاشم نے آسانی سے آپکی خلافت تسلیم نہیں کی صفحہ ۶۶ حصہ اول۔

اب آپ ہی فرمائیے انکی سچی باتوں کے مقابلہ میں آپکی یہ بات کیونکر مانی جاوے۔ کیونکہ **انجمن صادقین** کی ابھی رجسٹری بھی نہیں ہوئی ہے۔

آپ حدیث رسول اللہ سے چاہتے ہیں کہ اونکو مصیبت زدہ بنائیں مگر اُس حدیث میں تو مومنین مراد ہیں نہ منافقین۔ اور جب عمر صاحب حسبنا کتاب اللہ کے قائل تھے تو حدیث سے اونکو کیا غرض۔ کیا قران کی آیت افئن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کو وہ اپنی سند میں پیش نہیں کرسکتے تھے کہ خدا نے انکے انقلاب کی پیشین گوئی کی ہے۔ پھر انکو غم جانے دو سے کیا واسطہ لا تحزن بھی صریح حزن سے وارد ہے

ہاں یہ تو فرمایئے کہ رسول اللہ جعفر طیار کی شہادت کو مصیبت اپنی سمجھتے تھے یا نہیں جو حقیقی ابن عم تھے پھر آپنے کیوں فرزندان جعفر کو کھانا بھجوایا۔ اور یہ کیوں نکہا "دعوت کرے تو کون اور کھاوے تو کون؟ کیا ایک ہی گھر والے ایک دوسرے کی دعوت کیا کرتے ہیں"

ہاں صاحب اگر کل صحابہ شریک غم تھے تو اس جملہ کے کیا معنی ہونگے فوقفت فاطمۃ علی بابہا فقالت لا عہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ صلعم جنازۃ بین ایدینا و قطعتم امرکم بینکم ولم تستأمرونا ولم تردوا لنا حقا کتاب الامامۃ صفحہ ۲

یعنی حضرت فاطمہ اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑی ہوئیں اور فرمایا ہم جہاں تک جانتے ہیں تم سے بدتر کوئی قوم ایسے مقام پر نہیں حاضر ہوئی جیسی جگہ تم آئے ہو کہ رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ کر چلے گئے اور باخود باخود فیصلہ کر لیا جسمیں ہمارے حق کا کوئی خیال نہیں کیا۔

رہا عمر صاحب کا اسوقت دیوانہ بن جانا تو اتنی دیر تک ہو سکتا ہے کہ ابوبکر صاحب آجائیں

مگر اس میں بھی وہی مضمون تھا "دیوانہ بکار خویش ہوشیار" کیونکہ ابھی چند ہی روز ہوئے الرحمن الیہ ہجر کہہ چکے ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ کا دماغ صحیح نہیں ہے اور اب یہ غرض ہے کہ جناب امیر کو قتل کریں کیونکہ سب سے زیادہ مصیبت تو آپ ہی پر تھی کہ روتے نکلے تھے۔

ابن تیمیہ نے تو خلیفہ دوم کی نسبت چند مسائل کے بارے میں کہا تھا کہ یہ حکم کسی دیوانہ کا ہو سکتا ہے مگر شکر خدا کہ آپنے بھی ایک جگہ دیوانہ پن قبول کیا۔ اب اطبا سے پوچھئے جن جن صاعہ جن ابدا صحیح ہے یا نہیں۔

اڈیٹر اہلحدیث کے نام کھلی چٹھی

توکار زمیں را نکو ساختی ۔ کہ بر آسماں نیز پرداختی

ناظرین کو تو یہ بخوبی معلوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث سال گذشتہ میرے پاس مناظرہ کے واسطے اپنے کچھ حوارین کے ساتھ تشریف لائے تھے اور مجھ سے اُنسے جو باتیں ہوئی تھیں وہ بھی بخوبی اچھی طرح جانتے ہیں اسکے بعد مولوی صاحب نے کھسیانے ہو کر ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ کے پرچہ اہلحدیث میں میرے نام سے کھلی چٹھی لکھی تھی اور تحریری مناظرہ کے شوق و شغف کا اظہار کیا تھا چنانچہ آپ نے لکھا تھا (بسم اللہ اہلحدیث کے صفحات حاضر ہیں اپنا مضمون اس میں بھیجئے بلا کم و کاست مع جواب شائع ہو گا اور آپکی خدمت

میں برابر ہو سکیگا مولانا واللہ میں بھرے دل سے التجا کرتا ہوں کہ آپ اپنے عالمانہ جوہر سے کام لیکر اس مسئلہ کو قرآنی استدلالات سے مزین فرمائیں تین آپکی تحریر و نیز مذاکرہ علمیہ کے عنوان سے لکھا کرونگا)

یہ ہے وعدہ اہلحدیث جسپر میں نے آیہ انما ولیکم اللہ سے اثبات خلافت بلا فصل حضرت علی شروع کیا اور برابر اپنا مضمون بھیجتا رہا جسمیں میں نے دو مقدمے لکھے تھے ایک میں انما کا بمعنی حصر ہونا اس تحریر کو تو اسیطرح شائع کیا جسمیں اسکو بھی تسلیم کیا کہ انما بمعنی حصر ہے۔ دوسرے مقدمہ میں میں نے ولی کا بمعنی اولے بالتصرف ہونا ثابت کیا تھا جسکو انھوں نے اسطرح ذبح کیا کہ سر جوڑ بند اس تحریر کا الگ کر ڈالا۔ مگر ان سب چالوں کے ساتھ میرے دعوے اور دلیل کو تسلیم بھی کیا چنانچہ اہلحدیث مورخہ ۱۰ ار شعبان صفحہ ۷ کالم ۱ سطر ۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں "آپ کی تمہید ختم ہی مطلب پر آئے ہم مانتے ہیں کہ انما حصر کے لئے ہے آگے چلیے،، پھر آپ ۲۳ رمضان صفحہ ۱۰ کالم ۲ سطر ۱۲ میں لکھتے ہیں "میں مانے لیتا ہوں کہ ولی کے معنی حکمران اور متصرف کے ہیں پھر آپ اہلحدیث مورخہ ۳ ذیحجہ صفحہ ۳ سطر ۱۳ میں دوبارہ تحریر فرماتے ہیں "لیجئے میں مانے لیتا ہوں کہ ولایت مندرجہ آیت ہذا کے معنی حکومت کے ہیں بس آپ آگے چلیئے،، اسکے بعد میں نے پھر اپنا مضمون بھیجا جو اصلاح نمبر ۱۲ بابت ذیحجہ میں شائع بھی ہوا مگر اڈیٹر اہلحدیث نہ معلوم کیوں میرا مضمون شائع کرنا چھوڑ دیا۔

اڈیٹر صاحب نے ایک یہ چالاکی ضرور کی کہ امام فخرالدین رازی اور صلاح کی سرخی سے ایک مضمون مولوی معشوق علیصاحب پھلواروی کیطرف سے شائع کرنا شروع کیا جس سے شاید یہ مقصود ہو کہ میں مولوی صاحب کیطرف سے عنان توجہ چھوڑ کر انکی طرف موڑوں اور اسی میں الجھا رہوں اور مولویصاحب کو اپنی لن ترانی کا موقع ملے۔ حالانکہ اسکی خبر نہیں ہے بدایں دام بر مرغ دگر نہ

کہ عنقارا بلند است آشیانہ۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ مولوی معشوق صاحب
پھلواروی کی بذات خاص یہ ناز و انداز نہیں بلکہ یہ سلیمانی نعمت انکو کہیں
اور سے ملی ہے۔ ؎ کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں ٭ کوئی معشوق ہے
اس پردۂ زنگاری میں۔ مگر باوجود اسکے مجھے ہنسی تو اسپر آئی کہ شروع بحث
میں آپ لکھتے ہیں "مقصود سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ جناب مولوی فرمان
علیصاحب کی تمام تحریر و تقریر کا ماخذ جناب مولوی حامد حسین صاحب کی عبقات
ہے اور اس بحث میں اب تک جو مضامین انھوں نے شائع فرمائے ہیں وہ گویا اس
کتاب عبقات کا ترجمہ اور ماحصل ہے۔ اسلئے میرا اصلی مخاطب اس تحریر میں صاحب
عبقات ہی کے ساتھ ہوگا اور میری تحریر کے جواب دہ حقیقت میں جناب مولوی
ناصر حسین صاحب ہونگے نہ فقط مولوی فرمان علی صاحب یا اڈیٹر صاحب اصلاح۔
انتہےٰ واللہ کیا بات کہی ؎ چہ بات کی خدا کی قسم لاجواب کی ٭ بابوش میں لگا دی
کرن آفتاب کی۔ مولوی معشوق صاحب کو یہ خبر ہی نہیں کہ یہ آپکے ناز معشوقانہ
کون اور اٹھائیگا آپ بیچارے تو کس شمار و قطار میں ہیں آپکے بڑے بڑے
تو اس حسرت میں پیوند خاک ہو گئے اور عبقات کے ایک حرف کا بھی جواب
نہ دے سکے اور قیامت تک اس حسرت میں عدم آباد کو ہزاروں چلتے ہونگے۔ ولا
یاتون بمثلہ۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا حالانکہ اگر میں عبقات
سے مضامین لیتا بھی تو میرے واسطے کوئی عیب کی بات نہ تھی بلکہ میرا فخر تھا
مگر اس سفید جھوٹ کی داد دیے بغیر تو نہیں رہ سکتا کیونکہ آپکے واسطے تو یہ
شعر نہایت ہی موزوں ہے ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی
ادر کاسا و ناولہا۔ اصل یہ ہے کہ جب جواب نہ بن پڑا تو جھڑ جھڑا کے کھٹے انگور کون کھائے
کہنے لگے۔ میں کہتا ہوں کہ مولوی معشوق صاحب آپ دس روپیہ ماہواری کے
پھلواری مڈل اسکول میں اردو کے مدرس ہیں۔ اگر آپ اس آیت کے بحث کو
عبقات کی کسی جلد میں نہیں بلکہ اس عنوان سے کسی کتاب میں دکھلا دیجئے

یا پتہ ہی بتا دیجئے تو آپکو کم از کم آپکے ایک سال کی تنخواہ ایک سو بیس روپے انعام دیتا ہوں بس آپ اس بات پر ڈبل انعام لیجئے اور سال بھر تک گھر میں بیٹھ کے چین کیجئے اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کے دماغ چاٹنے سے بچیئے ورنہ جھوٹوں کی شان میں جو آیت ہے وہ تو شاید آپکو بھی یاد ہوگی۔ یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب اصل مطلب سنئے مولوی صاحب نے میرا مضمون شائع کرنا چھوڑ دیا اور چھوڑا میں نے انتظار کر کے صفر مہینے میں ایک خط لکھا کہ آپنے میرا مضمون اب تک کیوں شائع نہیں کیا اگر آپکے پاس بشائیہ مضمون نہ پہونچا ہو تو پھر دوبارہ بھیجدوں یا اصلاح سے نقل کر لیجئے تو آپ نے تحریر فرمایا کہ میرے پاس مضمون پہونچا ہی نہیں اگر کہو تو اصلاح سے نقل کر لوں" میں نے دوبارہ لکھا کہ آپ اصلاح سے نقل کر لیجئے مگر باوجود اسکے مولوی صاحب نے آجتک شائع نہ کیا میں نے اسمیں غور کیا کہ مولوی صاحب نے یہ کیا کیا اور خلاف وعدہ یہ کیا حرکت کی جس سے وعید علامات المنافق ثلث اذا وعد تخلف میں داخل ہوئے آخر میرے کانوں تک انکے ہم مذہب اہل پٹنہ کی یہ آواز پہونچی کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے سخت غلطی کی کہ ان دونوں مطلبونکو مان لیا اب اس آیت میں رہ ہی کیا گیا خلافت بلا فصل حضرت علی تو ان دونوں باتونکے ماننے سے ثابت ہو گئی کیا عجب ہے کہ ان حضرات نے یا اور لوگوں نے مولوی صاحب کی تحریر اسی شائع کی ہو اسی بنا پر مولوی صاحب نے اس سے گریز کیا ورنہ یا ایں زور اشور می یا ایں بے نمکی کہاں تو شیعہ عالم سے مناظرہ کی التجا تھی اور کہاں یہ سکوت۔ بایں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ مگر اب ناظرین کو اس پر ہنسی آئیگی کہ ایک طرف تو مولوی صاحب نے میرے مقابلہ میں یوں بیک بینی و دو گوش گریز کیا اور ایکطرف ۲۸ صفر کے پرچے اہلحدیث میں اصلاح کی اصلاح کی سرخی سے اڈیٹر اصلاح پر منہ آتے ہوئے جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ اور جناب مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ اور جناب مولانا السید علی حیدر صاحب قبلہ اور جناب

مولوی سید علی صاحب حائری کو دعوت مناظرہ دی ہے۔ یا للعجب ناز م بایں ریش وفش۔

مولوی صاحب آپکو یہ لکھتے ہوئے شرم کبھی نہیں آئی اور آتی تو کیونکر الحیاء من الایمان

مولوی صاحب آپکو کم از کم اتنا تو خیال کرنا تھا کہ ایک سے منہ لگا کے پیچھا نہیں چھوٹا دوسرے لوگوں کس برتے پر دعوت دے رہے ہیں۔

مولوی صاحب اگر آپکو اپنے مولوی فاضل ہونے پر ناز تھا تو پہلے استدلال کا حسب و عادہ جواب دے لیتے تو دوسری طرف توجہ کرتے حالانکہ مولوی صاحب خود اسکا اقرار کر چکے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا تھا محض قرآن ہی سے لکھا تھا چنانچہ اہلحدیث مورخہ ۱۲ ذیقعدہ صفحہ ۳ کالم ۱ سطر ۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں "اتنے حصہ میں تو ہم مولوی صاحب موصوف کے مشکور ہیں کہ وہ لکھتے تو قرآن ہی سے ہیں اور اپنے بھائی اڈیٹر اصلاح کیطرح قرآن کا نام رکھکر انکے ہم کی کہنے نہیں لگ جاتے ہیں"

مولوی صاحب آپ تو سر صحبت میں لوگوں سے جھوٹ نہ بولنے کی بیعت لیتے پھرتے ہیں اور آپنے ماشاءاللہ سے اپنی کنیت بھی خواہ مخواہ ابوالوفا رکھ لی ہے اسپر بھی آپکو شرم نہیں آتی کہ آپ پھر علمائے شیعہ کو قرآن مجید سے اثبات خلافت کی دعوت دیتے ہیں۔ اور مصداق چہ دلاور ہست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ایسی جسارت کر بیٹھے اور معلوم نہیں کس عالم میں یہ لکھ مارا کہ "شیعوں کو یہ کام نہ کرنا تھا نہ کیا"

دروغ گو را حافظہ نباشد۔ شاید آپ ہی کے واسطے موضوع ہوا ہے۔

مولوی صاحب کبھی تو شرمائیے اور اگر مرد میدان ہی تو ان بڑے بڑے علما کو چھوڑیئے میں انحضرات کا خوشہ چیں ہوں مجھی سے دو دو باتیں کر لیجئے اور میرے مضمون کو شائع کیجئے پھر آگے بڑھنے کا منصوبہ کیجئے گا اور اگر آپ واقعی بھاگ گئے اور آپسے اب کچھ بن نہیں پڑتا تو ان لن ترانیوں

تو چھوڑ دے۔ میں تو میں آپکے مرید آخر آپکو کیا کہتے ہونگے۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا! کہتی ہے تجکو خلق خدا غائبانہ کیا

آپ شاید یہ سمجھتے ہونگے کہ ساری دنیا کے آپکے اخبار کے سوا کوئی دوسرا اخبار دیکھتے ہی نہیں شرم شرم شرم۔ بس آپ یا تو گریز کا اقرار کیجیے اور آیندہ کسی شیعہ عالم سے مناظرہ کی ہوس نہ کیجئے۔ یا میرے مضمون کو حسب وعدہ شائع کیجئے مگر انکی ٹکڑے ٹکڑے کی سہی نہیں۔ اور جب تک مجھ سے نمٹ نہ لیجیے ان یا وہ سرائیوں کو چھوڑ دے ۵ دورنگی چھوڑ دے اک رنگ ہو جا۔ سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا۔

جواب کا منتظر فرمان علی ممتاز الافاضل مدرس اول مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ

۱ صالح ۵ چوبی تیغم کسے از کوئے تو دلشاد می آید ؛ فریبے کز تو اول خوردہ بودم یاد می آید۔ اڈیٹر اہلحدیث نے اپنے صدیق اکبر کی قسم کھائی ہے کہ کبھی سچ نہ بولینگے۔ اور روح فاروق اعظم سے معاہدہ کر چکے ہیں کہ کبھی ثابت قدم نہ رہینگے۔ بلکہ ہمیشہ جنگ احد کا نقشہ دکھائینگے بزکوہی کیطرح اچکتے پھرینگے۔ عثمان باحیا سے کبھی تو عالم برزخ میں معاہدہ ہوگا کہ حیا کا نام نہ لینگے کیونکہ حدیث الحیاء من الایمان میں حیا جزو ایمان قرار دیا گیا ہے۔ لہذا جناب مولوی فرمان علی صاحب کو انسے کسطرح امید وفا خلاف تجربہ ہے۔ حب المجرب حلت بہ الندامہ۔

جس اصول پر انکے خلفائے ثلثہ نے اسلام ظاہری کا اقرار کیا تھا اس سے ایک انچ کیسا۔ سر مو کبھی ہٹ نہیں سکتے۔ وہی کذب وہی زور۔ وہی مکر وہی غدر انکا شیوہ ہے پھر ذرہم فی غمرہم یعمھون کے سوا چارہ نہیں الا انہم المفسدون ولکن لا یشعرون۔

بارہ وفات پر فساد

اخبار وطن سے یہ معلوم کرکے نہایت حیرت ہوئی کہ پشاور میں ہندو مسلمان

میں بارہ وفات اور ہولی پر فساد ہوا جسمیں بتاریخ ۲۲ مارچ دو مسلمان مارے گئے اور دس ہندو زخمی ہوئے پھر ۲۴ مارچ کو دو ہندو اور ایک مسلمان مارا گیا چار مسلمان اور ۲۰ ہندو زخمی ہوئے۔

ہندو تو ہر روز ہولی جلوس نکالتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں وہانکے مسلمانوں نے کیا سوانگ بھرا تھا جسپر اسقدر فساد ہوا۔ کیونکہ مسلمانوں کا دستور اس روز تو صرف مولود کرنا ہے۔ اس خوشی میں کہ آج رسول اللہ سے دنیا خالی ہوئی خلافت ابو بکر کو ملی۔ پھر انکو ہندوں سے فساد کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

کیا اڈیٹر صاحب اہلحدیث یہاں بھی وہی کہینگے جو بخارا کے فساد پر لکھا تھا "کیا اب بھی تعزیوں کی برائی کے مسلمان قائل نہونگے" کیونکہ وہاں اگر تعزیہ تھا۔ تو کیا یہاں عائشہ کا ڈولا نکلا تھا۔ افسوس کہ یہاں اڈیٹر وکیل خوب زور لگا رہے ہیں کہ سارا فساد ہندوونکا تھا۔ حالانکہ دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک جب دیکھا گیا تو فساد کے بانی سنی ہی نکلینگے جنھوں نے آل رسول کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ کفن و دفن رسول سے تو فارغ ہو جائیں۔ پھر کوئی تجویز پیش ہو۔ بلکہ اس موقع کو غنیمت سمجھکر بلا انتظار دفن و کفن رسول خلافت پر قبضہ کیا۔

الحکم قادیان مورخہ ۲۱ مارچ نے یہ جملہ خوب لکھا ہے " یہ لوگ جو اپنے آپکے اہل سنت والجماعت کہتے اور کہلاتے ہیں جس حال میں کوئی امام مفترض الطاعۃ نہیں رکھتے تو جماعت بدون امام کیونکر بناتے ہیں" کیونکہ یہ صفت تو اُن لوگوں سے اُسیوقت مسلوب ہوئی جبکہ حکم رسول انی تارک فیکم الثقلین کی مخالفت کرکے حسبنا کتاب اللہ کا نعرہ بلند کیا جس سے گو چند روز تک تو کامیاب رہے مگر آخر نتیجہ وہی ہوا جو خدا نے کہا تھا ولا تفشلوا فتذھب ریحکم۔ جس سے آج مذہب اہل سنت والجماعت ایسا ذلیل ہو رہا ہے کہ ہر طرف سے

آریوں کا اُنپر تسلط ہو رہا ہے۔

قادیانیو - تم بھی اگر مذہب حق کیطرف رجوع کرو تو نجات پاؤ - وما علینا الا البلاغ

آریہ اور راجہ دھولپور الحکم قادیان سے یہ خبر سنکر تعجب ہوا کہ ریاست دھولپور نے عام حکم جاری کیا ہے کہ جس شخص کے پاس آریہ سماج کی کتابیں پائی جائیں وہ گرفتار کیا جاے جس سے آریہ اپنی کتابیں چھوڑ کر آگرہ چلے گئے اور مندر انکا بند ہو گیا،، کیونکہ وہی الحکم اسکا بھی راوی ہے کہ پروفیسر رام دیو جی نے ۶ مارچ کو یہ منصوبہ ظاہر کیا تھا "اب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ تمام مسجدیں آریہ مندر بنائی جائینگی اور انمیں ہون ہوا کرینگے - جب دہلی کی جامع مسجد ہمارے ہاتھ آجاویگی تو تمام دنیا کے آریہ جمع ہو کر ایک کانفرنس کرینگے،، اسکو شیخ چلی کا خیالی منصوبہ نہ سمجھو - وکیل - اہلحدیث - [illegible] گزٹ کے اعمال کا یقینی نتیجہ سمجھو کیونکہ جس قسم کی قومی تفریق میں یہ لوگ کوشاں ہیں اسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے - اب بھی سنی اخبار مذہبی چھیڑ چھاڑ چھوڑ [illegible] و نفاق میں کوشاں ہوں - کیونکہ آپ لوگ ایک طرف مذہب اہل سنت کو باطل کر رہے ہیں جسکا اصول صرف اسیقدر ہے "کف لسان" کہ شیعوں کی طرح خلفا پر تبرا نہیں کرتے زبان بند رکھتے ہیں - اور اب تو یہ ہو رہا ہے کہ خلفا کا درجہ خدا اور رسول سے بڑھایا جاتا ہے - اور مذہب خوارج رواج پا رہا ہے کہ ائمہ اہلبیت اطہار کی شان میں عام طور پر سب و شتم کیا جاتا ہے جس سے عہد بنی امیہ کا زمانہ یاد پڑ رہا ہے -

گاے خوری شکر خدا کہ اب سینہ [illegible] میں بھی اسکی تحریک ہو رہی ہے کہ ہندوؤں کی خاطر سے گاے کی قربانی موقوف کیجاے -

الحکم لکھتا ہے ہندوستان میں "بھارت کا پیام صلح" ایک نظم شائع ہوئی ہے جسمیں ہندو و مسلمان کے سوال پر خیالات ظاہر کئے گئے ہیں آخر میں بتایا ہے

گاو کشی وہ چھوڑیں تم چھوت چھات چھوڑ دو + وہ ایک بات چھوڑیں تم ایک بات چھوڑو

اگر ہمارے ہندو دوست فیصلہ کی یہی صورت یقینی سمجھتے ہیں تو مسلمان اسپر بھی طیار ہونگے اور ملکر بکری ہی کے کباب کھالو اور عملی ثبوت دو"

یہ خیال تو مرزائیوں کا ہے جو ہندوؤں کے خاطر گائی کی قربانی موقوف کرنے پر طیار ہیں مگر اسکے برعکس جو سنی قصائی صحابہ کے پیرو ہیں وہ لکھتے ہیں "ذبیحہ گاؤ کی ترویج اس غرض سے کہ ہندوؤں کی اس سے دل آزاری ہو ہرگز کوئی پسندیدہ امر نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اصلی وجہ اسکے ترویج کی یہ ہے کہ وہ شعار اسلام ہوگیا ہے۔ اسی سبب سے گورنمنٹ بھی رسم میں مداخلت نہیں کرتی یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی اسلامی چیز خواہ وہ فی نفسہ مباح کی حد میں ہو۔ مگر جب اسپر اغیار کیطرف سے مزاحمت ہو تو وہ واجب ہوجاتی ہے" النجم ۱۹ ذلیقعدہ

دیکھئے یہ خیالات ہیں اوس جہادی فرقہ کے جو آیہ انما المشرکون نجس کی مخالفت کرکے ہندوؤں کے پانی۔ گھی۔ دودھ۔ دہی۔ پوری کچوری کو تو حلال و مباح طیب وطاہر جانتے ہیں۔ اور گائے کی قربانی کو واجب اور ضروری سمجھتے مگر کوئی ان سے پوچھے قرآن میں کہاں یہ حکم ہے اور حدیث میں کہاں یہ حکم آیا ہے اور یہاں مزاحم کون ہے؟ یہ تو سنی اخبارونکی رائے ہے جسمیں اڈیٹر البشیر اٹاوہ کی تحریر کو خود آپنے نقل کیا ہے۔ پھر نہ معلوم اس تجویز اور اس رائے کی کیوں مخالفت کی جاتی ہے۔ بجز اسکے کہ فساد کی نیت دلمیں رکھتے ہیں جس سے لکھنؤ کے شیعہ سنیونکو لڑا رہے ہیں دیکھئے اہلحدیث اسپر کیا فتوے دیتے ہیں؟

ہاں اڈیٹر النجم اگر غور کرتے تو معلوم ہوتا شیعونکو جو اثبات حلت متعہ میں بمقابلہ آپکے اسقدر کدہے وہ اسی فلسفہ پر کہ چونکہ عمر صاحب نے خلاف حکم خدا و رسول اسکو حرام کیا لہذا شیعہ اسکی حلت قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہیں کیونکہ یہ آپ ہی کا سکھایا ہوا سبق ہے "کہ جب اسپر اغیار کیطرف سے مزاحمت ہو تو واجب ہوجاتی ہے" مگر اسکو بھی آپ نے سمجھے کہ کہ واجب ہوتی ہے محض دلیل و حجت سے اُسکے جواز و حقیقت کا ثابت کرنا نہ یہ کہ ہندوؤں کے چڑانے کو گائے کا گوشت کھانا بھی ضروری ہو

ہم اپنی معزز قوم سے ملتمس ہیں کہ اُنسے جہانتک ہوسکے اپنے ہندو دوستونکی خاطر گائے کی قربانی اور اسکے گوشت کھانے کو محض قربۃً الی اللہ ترک کریں کیونکہ شریعت نے نہ اسکو واجب کیا ہے نہ مسنون بلکہ ایک شی مباح ہے جسطرح بکری خصی مرغ کا گوشت حلال ہے۔ اور طبی اصول سے تو نہایت مضر ہے۔ اور رسول اللہ نے تازہ مسلمانونکی خاطر مدارات بعض اوقات ذکوٰۃ لینا بھی معاف کر دیا ہے پھر کیوں نہ ہم محض اسلئے کہ آٹھہ نو سو سنی محض اسی کد میں آریہ بنالئے گئے ہیں۔ دوبارہ مسلمان کئے جائیں گائے کا گوشت کھانا موقوف کریں۔

اسی اصول پر ہم اہل سنت سے بھی صلح کرسکتے ہیں کہ ہم محض انکی خاطر سے انکی عورتوں سے متعہ کرنا چھوڑ سکتے ہیں اگر اہل سنت راضی ہوں۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہنود کسطرح راضی ہونگے تو یہہ ہمارے قتل ہی پر تیار رہینگے

فیصلہ عدالت بحق مرزا حیرت

ہم گذشتہ نمبر میں مختصر طور پر اسکی خبر دے چکے ہیں کہ مرزا حیرت کو تین سال کی قید با مشقت کی سزا ہوئی۔ مگر اسپر کوئی خوشی نہیں کرتے کیونکہ یہ سزا بجرم انکار شہادت نہیں ہوئی۔ نہ اُن جرائم کے معاوضہ میں جو اس دریدہ دہن نے گندہ الفاظ سے تمام دنیا کو بھر دیا جیسے ہم یہ سمجھتے کہ مسلمانوں میں بھی احساس ہے اور وہ اپنے بزرگ و پیشوا کا اسطرح ادب کرتے ہیں۔

ہاں اگر مسرت ہوتی ہے تو اسپر کہ خدا نے کسطرح انتقام لیا۔ کیونکہ منشی سجاد حسین صاحب کیفی جینی اڈیٹر دہلی گزٹ خود سنی ہیں انکو خدا نے اسپر آمادہ کیا کہ وہ اسطرح انتقام لیں۔ یہی ہے وہ مثل "خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی" اگر یہی مقدمہ کسی شیعہ کیطرف سے دائر ہوتا تو پھر دیکھ لیتے کہ تمام سنی اخبار و نمیں کیا شور و غوغا قائم ہوتا۔ مگر چونکہ خود ایک سنی اڈیٹر نے یہ مقدمہ چلایا تمام سنی اخبار نوسیں خموش ہیں۔ یہانتک کہ وکیل ایسے متعصب اخبار نے بھی اہل

خبر کو شائع ہی کر دیا۔ مگر مرزا حیرت کا پروردہ خوان نعمت النجم بالفعل خاموش ہے کہ نہیں چاہتا اپنے مریدوں کو یہ خبر فرحت فزا سنائے۔

بہرحال فیصلہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر دہلی کا آخری حصہ حسب ذیل ہے جو دہلی گزٹ سے لیا گیا۔

۱۲۔ تمام واقعات بحث اور نتائج پر غور کرنے کے بعد میری یہ تجویز ہے کہ یہ امر کما حقہ ثابت ہو گیا کہ رجسٹر آر میں یادداشت اے اور رجسٹر یو میں یادداشت بی اور چٹھی کیو سجاد حسین گواہ کی خط کی روش پر جعلی تیار کی گئی ہیں اور یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ مرزا حیرت ملزم کو اس وقت یہ علم تھا کہ یادداشت اے و بی جعلی ہیں جبکہ اُسنے انکو بتاریخ ۲۰ رجب سنہ ۶ سجاد حسین کے خلاف مقدمہ فوجداری میں پیش کیا تھا کیونکہ مرزا حیرت بیان کرتا ہے کہ سجاد حسین نے اسکی موجودگی میں انکو لکھا حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ مرزا حیرت کو علم تھا یا اسکو باور کرنے کی معقول وجہ تھی کہ چٹھی کیو جعلی ہے۔ اسکی مجرمانہ نیت صرف اُس جھوٹے بیان سے ہی ثابت ہے جو اُسنے اُس طریقہ کی نسبت بیان کیا ہے جس سے وہ چٹھی کیو کو حاصل کر سکا۔ اِن تجاویز کی بنا پر میں مرزا حیرت کو اُس جرم کا مجرم قرار دیتا ہوں جسکا اُسکے اوپر الزام عائد کیا گیا ہے۔

۱۳۔ اب سزا کے سوال پر غور کرنا باقی رہتا ہے جرم زیر دفعہ ۴۷۱ تعزیرات ہند ہے اور اسکے ساتھ دفعہ ۴۶۴ مشترک ہے۔ سزا کی حد انتہائی حبس دوام معبور ..... دریائے شور یا دس برس کی قید ہے۔ اسلئے یہ جرم نہایت سنگین ہے۔ ملزم نے ارادتاً خوب سوچکر کوشش اس امر کی کی تھی کہ ان جعلی دستاویزوں کے ذریعہ سے سجاد حسین (جسپر اُسنے دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند کا مقدمہ چلایا تھا) اُس جرم کی پاداش میں سزایاب ہو جائے جسکی سزا سات برس کی قید ہے ایسے مقدمات میں ثبوت مشکل سے ملتا ہے۔ اول

جب ایک صاف مقدمہ ثابت ہو جائے تو عبرت انگیز سزا دینی ضرور ہے۔ ان جعلی دستاویزوں کے استعمال کے ساتھ قصداً حلف دروغی بھی ہے۔ اور حلف دروغی اور جعلسازی ہماری عدالتوں میں روزمرہ کے جرم ہو رہے ہیں۔

یہ امر کہ مرزا حیرت کچھ باحیثیت آدمی ہے اور کچھ عرصہ سے وہ ایک اخبار کا مالک بھی ہے اور اس حیثیت سے ایک صاحب الرائے بنگیا ہے اور اپنے ذمہ پبلک کمپنیوں کا چلانا بھی اسنے لے لیا ہے جسکے لئے سخت دیانتداری کی ضرورت ہے ورنہ دغابازی سے عام نقصان کا باعث ہوگا۔ اس سے صورت معاملات اور زیادہ خراب ہوتی ہے۔ ان وجوہات سے سزا کا اثر بھی ایسے مقدمات میں معمول سے زیادہ سخت ہوگا۔ کامل غور کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اگر تین برس قید با مشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائے جرمانہ ایک سال مزید قید سخت کی سزا سے کم سزا دیجاے تو اس مقدمہ کے اندر انصاف نہ ہوگا۔ چنانچہ یہی سزا میں مرزا حیرت ملزم کے لئے تجویز کرتا ہوں۔ اس میعاد سزا میں وہ تین ماہ تک قید تنہائی میں رہے۔ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء دہلی

(دستخط) سی۔ اے۔ بیرن صاحب بہادر، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ باختیارات دفعہ ۳۰

تفریح لکھنؤ کا یہ نوٹ بھی اسپر مستزاد ہے۔

اس فیصلے پر مرزا حیرت کے مخالف لوگوں نے شاید بہت خوشیاں منائی ہیں جسکے جواب میں مرزا حیرت کیا خوب فرماتے ہیں۔ کہ کوئی شخص خواہ کسی فرقہ کا ہو یہ دستاویز آسمان سے اپنے ساتھ نہیں لایا کہ دنیا میں ہمیشہ اس کی زندگی آرام سے گزرے گی اور کبھی اسے مصیبتوں اور آفتوں کا سامنا ہی نہیں پڑنے کا۔ لہذا ان نادان دوستوں کو جنہوں نے میری اس مصیبت پر خوشیوں کے شادیانے بجائے عبرت حاصل کرنا چاہیے اور خدا سے ڈرنا چاہیئے۔ کیا یہ نہیں ہوتا کہ بعض اوقات ناکردہ گناہ بھی پھنس جاتا ہے۔ انھیں اپنی گناہگاری اور بیگناہی کی نسبت کچھ نہیں کہسکتا کیونکہ ایک ماتحت عدالت نے اپنی تجویز میں گنہگار ٹھیرا دیا ہے۔

مگر کیا انسانیت ہے کہ دشمن کی ذلت ہو مصیبت پر ہم علیبیاں تقسیم کریں۔ تی پارٹیاں دیں اور لوگونکو جمع کرکے کہیں دیکھا آج ہمارے دشمن کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔

اصلاح مگر یہ سب کارروائیاں آپکے انھیں سنی دوستونکی ہیں جنکو آپنے اسقدر دہلی میں ستایا تھا شیعونکو اس سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ وہ اپنا سارا حوصلہ عید الشجاع نویں ربیع الاول کو پورا کرلیتے ہیں جسکے ابوت کا مزا حیرت کو فخر تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

لکھنو کے شیعہ سنی کا ملاپ

اس عنوان سے اڈیٹر وکیل مورخہ ۹ اپریل لکھتا ہے۔

ہمعصر انڈین ڈیلی ٹیلیگراف لکھنو کو معلوم ہوا ہے کہ آخرکار لکھنو کی شیعہ و سنی جماعتوں کے دیرینہ جھگڑے کا تصفیہ ہوجانے کی امید بندھی ہے اور دونوں فرقوں کے مصلحت اندیش سربرآوردہ اصحاب سرگرمی سے ملاپ کی کوشش کر رہے ہیں جسکے آثار ایسے پرامید ہیں کہ جو زاید پولیس ان دونوں گروہوں میں بزمانہ محرم امن و امان قائم رکھنے کے لئے بلانی پڑتی ہے وہ امسال کسیقدر پہلے ہٹالی گئی ہے۔ یہ بات قابل مبارکباد ہو گی اگر لکھنو کے شیعہ و سنی اپنے اختلافات کو طے کریں اور صلح و امن کے ساتھ رہنا اختیار کریں اور ایک دوسرے کی تسخ میں الجھے ہوے کے بدلے قوم کی ترقی کو اپنی متفقہ کوششوں سے مدد دیں خدا کرے ہمارے ہمعصر کی یہ خوشگوار امید پوری ہو اور شیعہ و سنی لیڈروں کی کوشش صلح کے متعلق بارآور نکلے۔ لیکن مستقل صلح و صفائی اسی حالت میں ہو سکتی ہے کہ جو گندہ و دل آزار لٹریچر فریقین کیطرف سے نکل رہا ہے اور نہ صرف لکھنو اودھ بلکہ ہر گوشہ ملک میں اپنا زہر ملا اثر پھیلاتا ہے وہ بند کردیا جاوے اور اگر سوا تیرہ سو برس گزرنے کے بعد بھی

خلافت بالفصل و بلافصل اور ملکیت فدک کے طے ہونے کی ضرورت باقی ہے۔ اور قبر یا حشر میں بندوں سے ان مسائل پر کوئی پرسش ہونیوالی ہے تو کم از کم بحث کا مہذب و متین طریقہ اختیار کیا جائے۔

۲ اصلاح مگر ہم نے اسکو نہ لکھا اس گندہ طریقہ کا موجد کون ہے کیونکہ تمام دنیا کو معلوم ہے جب تک لکھنؤ سے النجم نامی اخبار نہ نکلا تھا جو اردنیا میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اُس وقت تک نہ لکھنؤ میں کوئی فساد تھا نہ نزاع چار یاری جھنڈا اسی کی ایجاد سے ہے جس سے فساد کی بنیاد قائم ہوئی۔ اور محض اسی غرض سے کہ علماے فرنگی محل کہیں اسکے ناجوازی کا فتویٰ نہ دیدیں خاص ترکیبوں سے اپنا نام کمیشن تحقیقات میں لکھوایا۔ مگر خدا نے ہز آنر لفٹننٹ گورنر بہادر کے دلکو اسطرح انصاف پر مائل کیا کہ اُنھوں نے وہی کیا جو حق تھا۔ اس فیصلہ پر تمام سنی اخبارون نے اپنی رضامندی ظاہر کی مگر یہی وکیل تھا جسنے رائے جمہور کی مخالفت کی اور اجماع امت کو توڑ کر ناراضی دکھایا جسکے بعد سے پھر وہی نقص امن پیدا ہوا جسکے لئے گورنمنٹ نے یہ کوشش کی تھی۔ اڈیٹر صاحب جب تک البیان کے اڈیٹر تھے تو بقول نسیم قرخ کہنے تک آدمی تھے۔ پھر تو وہ بکاولی پری تھی۔ امرتسر پہونچتے ہی یزید کے ٹھیکہ داری میں حصہ دار ہو گئے۔

اڈیٹر صاحب اگر خلافت کے فیصلہ اور فدک کے طے کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو کیا اسکی ضرورت ہے کہ سلطان معزول کی خلافت کا فیصلہ کیا جاے جسمیں آپ ہیں اور اڈیٹر وطن میں کیا چوٹ چل رہی ہے۔ افسوس صد افسوس کہ جب سے اس نئے اڈیٹر کا قدم دفتر وکیل میں آیا ہے اُسوقت سے وکیل کا بھی وہی رنگ ہو گیا جو کرزن گزٹ۔ النجم۔ اہلحدیث کا تھا کہ بجز تعصب اور قومی تفرقہ کے اسکو کوئی کام نہیں۔ خدا کیلئے اب بھی امت محمدیہ پر رحم کیجئے بہت کچھ تباہی آپکی بابت آپ اپنا زہر سیلی نسیم سے زیادہ تیز ادھر اُدھر بھر رہا ہے۔

اڈیٹر صاحب آپ تو قوم کے وکیل ہیں پھر کیوں نہیں شیعوں کی خاطر سے تبرا کی عام اجازت دیدیتے کیونکہ جب آپ اُن مسائل کو غیر ضروری سمجھتے ہیں جیسے قبر و حشر میں سوال نہ ہوگا۔ تو کیا آپکے خیال میں تبرا ایسی چیز ہو جس سے قبر میں سوال ہوگا۔ اب وہ زمانہ گیا جسپر آپ فخر کرتے ہیں نہ خلیفہ کا نہ معاویہ و یزید بلکہ گورنمنٹ انگلشیہ کا ظل عاطفت سایہ گستر رہیگا جس سے تمام اقوام کو حقوق مساوی حاصل ہیں۔ پھر آپ کیونکر معزز قوم شیعہ کو ہضم کر سکتے ہیں آپ اپنا گندہ لٹریچر بند کیجئے اور اپنی قوم کو ہدایت کیجئے کہ وہ اس ناجائز طریقہ سے باز آئیں شیعہ تو کبھی غیر مہذب غیر متین ہو نہیں سکتا محال ہو کیونکہ انکا عمل تو قرآن پر ہے جسمیں لاتسبوا الھتھم کا حکم ہے اور سنیوں کے پیشوا خلیفۂ اول جنکی شان میں ثانی اثنین آیا موجود ہے ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء سیوطی صد عینی ابوبکر بڑے گالی بکنے والے تھے۔ پھر کیونکر کوئی سنی لٹریچر اس گندہ ثانی سے خالی ہو سکتی ہے۔

اڈیٹر

وہابیوں کا نیا خانہ کعبہ وہابیوں کی ترقیاں تو آپکو معلوم ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی انھیں سے تھے جو مدعی نبوت ہوئے۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی انھیں میں سے تھے جو مذہب اہل قرآن کے بانی ہوئے جسکی تصدیق اہلحدیث بھی کرتا ہے "مرزا قادیانی اور چکڑالوی تو اہلحدیث (غیر مقلدین) کے مذہب کو چھوڑ کر ایسے ہوئے" مورخہ ۲ ربیع الاول۔

جس سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ یہ دونوں پہلے اہلحدیث تھے اور اب ترقی پاکر مدعی نبوت و رسالت اور صاحب مذہب جدید ہوئے ابتک انکی ترقیاں سننے کہ انھوں نے ایک نیا کعبہ بھی بنا لیا جسکا خوب دھوم دھام سے طواف ہو رہا ہے چنانچہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۲ ربیع الاول مولوی حشمت اللہ صاحب دہلوی کا یہ مضمون شائع کرتے ہیں۔

فقیر بطریق اشاعت اسلام ملتان گیا تھا وہاں مولوی عبد الرحیم غزنوی اور
مولوی عبد الغفار اور مولوی عبد التواب اور مولوی عبد الحق صاحبان سے
ملاقات ہوئی۔ مولوی عبد الرحیم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ ضلع مظفر گڈھ کے
علاقہ میں ایک شخص نے اہلحدیث میں سے جو نامینا ہے کعبہ بنایا ہے۔ اُسکے جا
سمت نماز پڑھی جاتی ہے اور طواف بھی ہوتا ہے۔ اور بہت سی باتیں خلاف شریعت
اُسنے جاری کر کے ایک جماعت اپنے ساتھ بنائی ہے اُسنے جو رسالہ اپنے لسن خرافات
میں لکھا ہے اُسکو مولوی ثناء اللہ نے اپنے مطبع میں طبع کرا کر اوسکو مدد دی ہے اور
تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان پر پانی پھیر دیا ہے
یہ ہے وہابیونکی ترقی کہ نبی بھی بنایا اور کعبہ بھی بنایا اور انکے بڑے صحابی آریہ نے قرآن
جدید بھی بنا دیا ان سب کے اشاعت کے ٹھیکہ دار مولوی ثناء اللہ امرتسری ہیں۔
اگر تواریخ میں غور کیجئے تو ایک خلافت ناحق نے کیا کیا اثر دکھایا مسیلمہ کذاب
اسیوجہ سے مدعی نبوت ہوا کہ اہل سنت کے ایک صحابی جو مہاجرین سے تھے اُسکے
طرفدار ہوے۔ پھر مرزا صاحب کی نبوت کیوں چلی انھیں وہابیوں کی سازش سے
جسمیں بقول محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب بھی داخل ہیں
ان سب باتوں پر بھی جو لوگ انکو مسلمان جانتے ہیں تعجب ہے۔
فساد پشاور کے نسبت اخبار وطن کا یہ مضمون نہایت حیرت انگیز ہے
دوست سب سے پہلے اس امر کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ حضرت کے انتقال کے ایام مسلمانوں
میں نہایت رنجیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ پیغمبر کی وفات حسرت آیات کا غم
والم مسلمانوں کے دلوں پر چھا جاتا ہے۔ بالخصوص پشاور کے اہل اسلام
یادہ وفات کی مذہبی نوعیت واثر سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور وہ
اسے ہمیشہ سے ایک نہایت مقدس تقریب تصور کرتے چلے آئے ہیں بخلاف
اسکے ہولی کسی ایسی مذہبی تقدیس سے معلوم ہے جسمیں سوانگ وغیرہ
نکالے جاتے ہیں مورخہ ۲۲ اپریل۔

ہماری حیرت اسوجہ سے ہی کہ نہیں معلوم کب سے سنیون نے ان ایام کو ایام غم سمجھا ہی کیونکہ زمانہ صدر کا حال تو آپکو اصلاح ۳۲ سے معلوم ہو چکا کہ وفات رسول کو کسی طرح کی اہمیت نہیں دیگئی یہانتک کہ خلفاء ثلثہ سے کوئی شخص شریک دفن و کفن رسول بھی نہوا بلکہ سب خلافت کا دنگل منا رہے تھے۔ اور آجتک تو کسیکو یہ بھی نہیں معلوم کہ حضرت نے کس روز دنیا سے انتقال کیا پھر بارہ وفات ایام غم کب سے ہوا ہمیشہ تو اسمین جشن مولود منایا جاتا ہے پھر بجز اسکے کیا کہا جا سکتا ہی کہ امسال محض ہندوؤنکی دل آزاری کیلئے جو تقریب ہو، جشن کرتے تھے سنیون نے یہ سوانگ نکالا کہ بارہ وفات کو ایام غم قرار دیا تاکہ اس ذریعہ سے ہندوؤن سے جنگ کرین۔

اڈیٹر صاحب تقریب ہولی کو مذہبی تقدس سے معرا کہتے ہین مگر اسپر نہ خیال کیا کہ ہندو تقدس کے تو مدعی نہیں ہین بلکہ انکا دعوی یہ ہے کہ یہ تقریب تمام ہندوؤنکی مشترک ہی بخلاف بارہ وفات کی تقریب کے کہ خود تمامی اہل سنت بھی اسمین شریک نہیں۔ وہابی ان سبکو بدعت جانتے ہین۔ حنفی اہل علم بھی خوش نہیں پھر شاید بجز شاذ و نادر رہین اسکا رواج بھی نہ ہو پھر وہ تقریب جو چند مخصوص آدمیون مین ہو کیونکر اس تقریب سے مقابلہ کر سکتی ہی جو کہ تمامی قوم مین مشترک ہو۔

اڈیٹر صاحب کو خوب معلوم ہی مسلمانون مین غم و ماتم کی تقریب صرف ایک ہی روز عاشورہ ہے جسمین سنی شیعہ بلکہ ہندو و عیسائی سب شریک ہین اسکو تو آپ حضرات مٹایا چاہتے ہین اور ایک ایسی تقریب کو رواج دینا چاہتے ہین جو مذہب اہل سنت مین کبھی بھی ایام غم نہیں مانا گیا۔ بلکہ ہمیشہ اسمین **جشن مولود** ہوتا رہا اور نہ ہرگز رسول اللہ صلعم نے اس روز انتقال کیا بلکہ اس روز تو آپ مکہ سے ہجرت فرما کر وارد مدینہ منورہ ہوئے جسکی خوشی ہر شخص پر لازم ہی پھر اسمین ہندوؤنکے ساتھ جنگ کرنا بجز شرارت کس بات پر مبنی ہو سکتا ہی مسلمانونکو عموماً اور مسلمان اڈیٹرونکو بالخصوص اسپر توجہ کرنا چاہیئے کہ جہانتک ہو سکے نزاع کو کم کرین اور ہر فریق جبتک خود اپنی ترقی کو نہ دیکھیگا اور ہر طرح کا ایثار و ہمسری نہ دیگا اصلاح ناممکن ہے ہم عام طور سے دیکھ رہی ہین کہ سنی ہر بات مین ہندوؤنکو ستانے کی عادت اختیار کر رہے ہین

اڈیٹر اہلحدیث سے ایک خاص سوال چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل پاس ہین لہذا صنعت الشفا کی تعریف بتائین اور یہ بہی لکہین کہ صحیح بخاری مین اس صنعت کا کس مقام پر استعمال ہوا ہے۔

اس سوال کو مذہبی تنازعون سے تعلق نہین ہے۔ بلکہ علم ادب کا ایک معمولی مسئلہ ہے لہذا نہ صرف اڈیٹر اہلحدیث اسکا جواب دین بلکہ اپنے شمس العلما مولوی شبلی صاحب سے بہی امداد لین۔ اور تمامی اہلحدیث سے کہ سب ملکر بتائین صحیح بخاری مین اس صنعت کا کس موقع پر استعمال ہوا ہے۔

فتح مبین تمام قوم کو مژدہ ہو کہ مسمی علم دین امام مسجد اہل سنت والجماعت واقعہ موضع فوجدار گڈہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ نے بہمراہی مولوی نور اللہ شاہ ساکن سیالکوٹ بمقام فوجدار گڈہ مذکور خود ہی ہملوگون سے مناظرہ کرنیکی تاریخ ۱۲ مئی ۱۹۱۶ء مقرر کی۔ اور پہر خود ہی ۱۶ اپریل ۱۹۱۶ء کو بمقام ڈھولو جہان ہے جو ہمارے گانو کے بالکل قریب ہی ہے بیٹھکر مضمون حسب ذیل لکھدیا ہے۔ مین مسمی علم دین قوم علما ساکن فوجدار گڈہ تحصیل سیالکوٹ۔ جو کہ ہمنے اقرار کیا ہے مجھکو مناظرے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ اسواسطے یہ مینے چہوڑ دیا ہے۔ سب کا دعوی کوئی نہین ہے تاریخ ماہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۶ء بقلم علم دین ساکن فوجدار گڈہ۔ اور ہملوگون نے جو کاغذ میان علم دین مذکور کو لکہہ کر دیا ہے۔ اس مین یہ لکھا ہے۔ کہ میان علم دین نے دیدہ دانستہ طور پر مناظرہ سے انکار کر دیا ہے۔ علم دین مذکور کے بھاگ جانے کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ گرد و نواح مین ہمارے مذہب حقہ کا حق پر ہونا ثابت ہو گیا ہے۔ اہل خلاف نے یہ تاریخ مناظرہ بہت زور شور سے مقرر کی تہی۔ اور بڑے بڑے علما اہل خلاف کے آنے کی خبر تہی۔ مگر دروغ کو کبھی فروغ نہین ہوتا ہے۔ ہماری طرف بفضل مولا مذہب حقہ کا زور شور ہو رہا ہے۔ اور خداوند عالم جناب فیض اکتساب حضور نواب فتح علیخان صاحب مدظلہ العالی کو تا ابد محفوظ رکھے جنکی ذات بابرکات ہم غریب شیعیان کو بڑا بہروسہ ہے جناب مولوی سید باقر علیشاہ صاحب مد اقبالہ کے ہم نہایت ہی شکر گذار ہین جو ہماری مناظرہ کی شرائط پوراپورا صحیح طور پر رقم ہونیکی بابت جناب برادر مکرم مستری حیداللہ صاحب سیالکوٹی نے بذات خود تشریف بہی لاتے رہے ہین جزاہم اللہ خیرا۔ محمد حسین عزاق خیدار اصلاح اصلاح اگر ہمارے علما کو دین ایسے ایسے موقع پر اقامت فرمائین تو پہر کبہی کسی سنی یا وہابی یا مرزائی

حادثہ عظمیٰ افسوس کہ نہایت ہی دردانگیز یہ خبر معلوم ہوئی کہ ہندوستان کے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے بہت خفیف بیماری سے بتاریخ ۶ مئی اپنا سایہ عاطفت تمام وفادار رعایا کے سرون سے اوٹھالیا۔
ولادت آپکی ۹ نومبر ۱۸۴۱ء مین ہوئی اور ۲۲ دسمبر ۱۹۰۱ء مین سریرآرا سلطنت ہوئے اور ۶ مئی مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ انتقال مدت عمر ۶۹ سال مدت سلطنت ۱۰ سال۔ رحم دلی۔ خلق مین آپ بے عدیل تھے جنگ و خونریزی سے طبعاً متنفر۔ اس غم نے نہ صرف ہندوستان و انگلستان کو سیاہ پوش بنایا بلکہ تمامی ممالک مین آپکا غم منایا جارہا ہے۔

اب تمام ہندوستان کے شاہنشاہ جارج پنجم ہین جو ۶ مئی کو تخت نشین ہوئے اور فضل خدا سے امید ہے کہ آپکے زیر عاطفت مدتون خلق اللہ کو آرام ملیگا۔

آپنے اس موقع تخت نشینی پر جو تقریر کی وہ حسب ذیل ہے "میری زندگی کا اصلی مقصد یہ رہیگا کہ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم کی پیروی کرون اور اپنی حکومت کا حامی رہون مین اپنی وسیع ذمہ واریونسے بخوبی آگاہ ہون۔ مجھے کل جزائر کے باشندگان کی پارلیمنٹ اور برٹش مقبوضات پر کامل طور پر اعتماد ہے انسے استدعا ہے کہ وہ اس کار عظیم کے خوش اسلوبی سے انجام دینے کیلئے خدا سے دعاگو ہون"

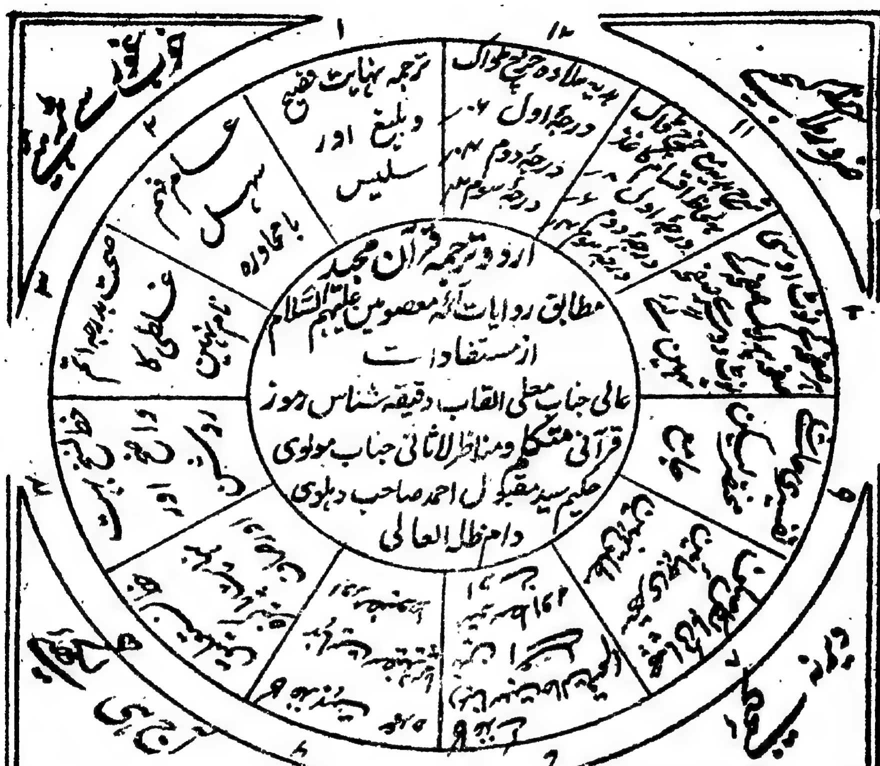
ہم بحیثیت وفادار رعایا ہونیکے تمام شاہی خاندان سے اپنی اور قوم کی دلی ہمدردی ظاہر کرتے ہین اور اپنے نئے شاہنشاہ کو دعاگوئی کے ساتھ مبارکباد دیتے ہین۔

حالات ایران افسوس کہ ابھی تک کوئی خوش آیند خبر نہین سنی گئی بجز اسکے کہ پارلیمنٹ نے آقا مرزا سید حسین صاحب مدیر روزنامہ حبل المتین طہران کو۔ جو موید الاسلام آقا سید جلال الدین صاحب مدیر حبل المتین کلکتہ کے بھائی ہین۔ اوس حکم سخت سابق سے بکمال عزت و احترام بری کیا۔ اور روزنامہ حبل المتین طہران کو اجازت ملی کہ بدستور سابق جاری ہو۔

قرض جو روس و انگریز سے لیا جاتا تھا بوجہ سختی شرائط موقوف کیا گیا۔ اب تمام ایرانی قوم اپنی ذاتی اعانتون اور کوششون سے روپیہ فراہم کر رہی ہے۔ کیا ہندوستانی شیعہ بھی اس کار خیر مین شرکت کرسکتے ہین؟

لکھنؤ کے شیعہ و سنی کے اتحاد پر انجمن خوب زہر اوگل رہا ہے۔ مگر نہ معلوم اوسنے اسکی کیا ضرورت

[illegible]


اردو ترجمہ قرآن مجید
مطابق روایات آئمہ معصومین علیہم السلام
از مستفادات
عالی جناب معلی القاب دقیقہ شناس رموز
قرآنی متکلم و مناظر لاثانی جناب مولوی
حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی
دام ظلہ العالی
ترجمہ نہایت فصیح و بلیغ اور سلیس
سہل عام فہم با محاورہ


تمغہ چاندی
پسند فرماکر مرحمت فرمایا
قیمت فی شیشی تین روپے
اکسیر شفا
حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت موچی دروازہ لاہور

فی طہر واحد ابولہب وامیہ بن خلف وابوسفیان بن حرب والعاص بن وائل فولدت عمرو فادعی کلھم فحکمت فیہ امہ فقالت ھو للعاص لان العاص ھو الذی کان ینفق علیھا؟

مگر اتنا کہہ دیتے ہین کہ جناب نابغہ ام عمرو عاص بجید فاحشہ تھین اور جناب موصوف کا ابن عاص ہونا مشتبہ بلکہ غیر صحیح ہے۔

تاریخ ابو الفدا کے صفحہ ۱۹۹ مین بھی جناب ام عمرو عاص کی نسبت ایسا ہی لکھا ہے اور تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی سے بھی عبارت مذکورہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

شرح نہج البلاغہ جزو ثانی بیان فاروق سے پایا جاتا ہے کہ یہ نیک بخت بی بی قبیلہ عنز کی باندی تھین القصہ ان بزرگ کے صفات بکثرت ہین اور اسلام پر جو کچھ انہون نے احسانات کئے ہین وہ جنگ صفین کے واقعات سے واضح ہو جاتے ہین اونکی شجاعت وادی الرمل کے غزوہ سے فرار کی کہ جسمین بقول صاحب حبیب السیر شیخین بھی تھے ظاہر ہو جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر جنگ صفین سے کہ انہون نے اپنے بے حجاب سرین دکھا کر جناب امیر سے جان بچالی تھی اور دیانت اونکی ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۸۳ سے ظاہر ہے کہ انہون نے بیت المال سے کثیر رقم غبن کی تھی جسکی نصف رقم حضرت فاروق نے چھین لی تھی۔

الغرض حضرات شیخین رضوان اللہ علیہم کے محبان خالص و معتقدان صادق کو جہانتک تلاش کیا جائیگا اون مین کم و بیش انکے ہی صفات [illegible] نہ نفسی شرافت ہوگی نہ عزت اور جناب اسامہ کے اور اونکے احباب کے ایسے صفات کسی کتاب مین نہین۔

پس اون بزرگون پر حیرت ہے کہ جنہون نے جناب اسامہ کو حیات پیغمبر خدا مین بھی شیخین سے مفضول سمجھا ہے اونکو چاہیے کہ وہ اس گستاخی کی درگاہ رب العزۃ سے معافی چاہین اور ہمکو اس دعاے خیر مین شریک کرین۔

افضلیت معاویہ و مفضولیت جناب امیرؑ

بعض عقل کے دشمنوں نے جناب معاویہ پر بھی الٹی چھری پھیری ہے یعنی ان بزرگ کو بھی جناب امیرؑ سے مفضول بتایا ہے چنانچہ معزۃ الراشدین و ذلۃ الضالین مولوی رشید الدین خان شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی میں ہے کہ بادشاہ

ثم یجوز التقلید من السلطان الجائر کما یجوز من العادل لان الصحابة رضی اللہ عنہم تقلدوا من معاویة و الحق بید علی فی نوبتہ

جائر کی تقلید جائز ہے جیسے سلطان عادل کی کیونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے معاویہ کی تقلید کی حالانکہ وہ حق کو علی کی طرف سمجھے ہوئے تھے

انتہی محصلاً اس عبارت میں گو فاضل و مفضول کا لفظ نہیں ہے مگر منشاء مولف کا مفضول کی سرداری کا جواز ہے۔

اول تو ان بزرگ نے یہ غضب ڈھایا ہے کہ تمام اصحاب بادیان معاویہ کو فعل حرام کا مرتکب قرار دیا ہے کیونکہ جب صحابہ علی کی طرف حق سمجھے ہوئے تھے اور بیعت معاویہ کی کرکے اون کی تقلید کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ اونہوں نے حفظ جان و مال و آبرو کے خیال سے یہ تقیہ کیا ہوگا اور عمداً جناب امیرؑ کی بیعت نہ کی ہوگی اور کتب کثیرہ سے ظاہر ہے کہ تقیہ بعد فتح مکہ حرام ہو چکا تھا پس تمام صحابہ عبارت مذکورہ کی بنا پر حرام کے مرتکب ہوئے معاذ اللہ۔

دوسری خطا ان بزرگ نے یہ کی ہے کہ بادشاہ وقت اور شاہ غالب کو مفضول اور شاہ مغلوب کو فاضل بتایا ہے جو عقلاً معیوب ہے۔

تیسری خطا یہ کہ قرآن کے خلاف مولوی صاحب موصوف نے اجتہاد کیا کیا معنی کہ ابن تیمیہ کی وصیت کبری سے حصہ اول میں معلوم ہو چکا ہے کہ بعض مسلمانوں کے نزدیک یزید ابن معاویہ انبیاء سے تھا اور جناب معاویہ یزید کے باپ تھے اور مرسلین وانبیاء کے باپوں کی نسبت سورہ انعام میں ہے وکلا فضلنا علی العالمین

و من آبائہم اور یہ رتبہ جناب امیرؑ کے والد حضرت ابو طالبؑ کو میسر نہین ہوا غالباً بعض کتب اہلسنت مین یزید کی نسبت علیہ السلام کا لفظ جو دیکھا گیا ہے تو اوسکا یہی سبب ہوگا جو وصیت مذکورہ سے ظاہر ہے بس ان صریحی خطیات سے ظاہر ہے کہ انکا اجتہاد غلط ہے اور جناب معاویہ کسی سے مفضول نہ تھے ۔

ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ پانی پتی شاگرد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صفحہ ۲۴ العبار الذی دخل انف فرس معاویہ مین ہے کہ معاویہ کے گھوڑے کے نتھنونکی خاک خیر من اویس القرنی وعمر المروانی حضرت اویس قرنی تابعی اور عمر بن عبد العزیز مروانی سے بہتر یعنی افضل ہے انتہی مجملاً یہ معلوم ہے کہ حضرت اویس قرنی وہ متبع رسول ہین کہ جنہون نے دندان پیغمبر کی جدائی کی خبر سنتے ہی اپنے سارے دانت توڑ ڈالے اس خیال پر کہ جانے کون ساو انت پیغمبر خدا کا رہا اور کون سا نہ رہا دوم یہ وہ بزرگ ہین کہ جنکو رسالتمآبؐ مستجاب الدعوۃ مانتے تھے اسی وجہ سے آنحضرت نے وصیت فرمائی تھی کہ جب وہ ملین تو اونکو میرا سلام کہنا اور اون سے بخشش امت کی دعا کرا لینا چنانچہ زمانہ فاروق مین ان بزرگ سے دعا کرائی گئی اور یہ بزرگ جنگ صفین مین جناب امیر علیہ السلام کی اعانت مین شہید ہوئی اسیطرح جناب عمرو بن عبد العزیز مروانی جن کو تاریخ الخلفا سیوطی مین عمر ثانی لکھا ہے اور انکی رشدیت سے تمام فرق اسلام اقراری ہین اور سب وشتم اہلبیت رسولؐ انہون نے ہی موقوف کرایا تھا اور فدک میراث پیغمبر کا اہلبیتؑ کو انہون نے ہی دیا تھا اور انہی اعتقادات کے معاوضہ مین انکو زہر سے شہید کیا گیا پس جب ایسے دو شخص رکن رکین اسلام معاویہ کے گھوڑے کے نتھنون کی خاک سے کمتر ہون تو جناب معاویہ مرد میدان احد وخندق وصفین کیونکر افضل نہو نگے ۔

شجاعت معاویہ تو اوسکا جواب کہان ہو سکتا ہے کیونکہ رسول خدا اور جناب امیرؑ جو مشہور او رمانے ہوئے اشجع الناس تھے اون سے برسون مقاتلہ اور مقابلہ کیا اور آخر غالب رہا

سخاوت معاویہ تو سبحان اللہ جسکی شہرت سے بکثرت صحابی طرفدار معاویہ بن گئے اور اسیطرح حضرت عائشہ معاویہ کی طرفدار رہین اور جناب امیرؑ اپنے زمانہ خلافت مین کسی کو

اتنا نہ دیتے جو اوسکے حق یا حق خدمت سے زیادہ ہو اس وجہ سے سب بیزار تھے بلکہ خود خلیفہ ہوکر جو کے آٹے مین نمک ملا کر نوش فرماتے تھے۔ اسی کمی سخاوت کے سبب جناب عقیل حضرت امیر کے برادر حقیقی معاویہ کے پاس چلے گئے تھے۔

ثروت معاویہ تو اسکا عالم گواہ ہی کہ معاویہ کے باپ مالدار اور جاگیردار تھے چنانچہ ابو المنذر ہشام بن محمد بن السائب کلبی نے اپنی سیرت مین لکھا ہی کہ جناب معاویہ کی ایک دادی سماۃ حمامہ صاحب رایات زنا تھین واما حمامۃ فھی من جدات معاویۃ وکان لھا رایۃ بالحجاز من ذوات الرایات فی الزنا۔ جو بیسواؤن سے تھین انتہی محصلاً۔ اہل حجاز اون بیسواؤ کو جھنڈے امتیاز دیتے تھے جو ممتاز ہوا کرتی تھی پس جسکی دادی کو ایسا قومی اعزاز حاصل ہوا اوسکے پوتے کے مالدار ہونے مین کیا کلام ہو سکتا ہی ابن السائب نے اپنی کتاب مثالب مین ثروت ابو سفیان کی نسبت لکھا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بیشک مسافر

ان المسافر بن عمرو بن امیۃ بن عبد الشمس بن عمرو بن امیہ بن عبد الشمس خوبصورت
کان ذا جمال وسخاء عشق ھند وجامعھا مرد سخی تھا اوسکا عشق اور قربت ہند
سفاحاً فاشتھر ذلک فی قریش وحملت ھند سے تو قریش مین مشہور ہو گئی اور
فھرب مسافر من ابیھا عتبۃ وطلب عتبۃ ہند کو اوسکا حمل رہ گیا اور مسافر
اباسفیان بوعدۃ مال کثیر وزوجتہ بن عمرو ہند کے باپ عتبہ بن ربیعہ کے
ابنتہ ھند فوضعت معاویۃ بعد ثلاثۃ اشھر خوف سے بھاگ گیا پس عتبہ نے

ابو سفیان کو بلایا ہند سے نکاح پر راضی ہونیکے معاوضہ بوعدہ مال کثیر نکاح کر دیا اور تین ماہ بعد جناب معاویہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے انتہی محصلاً اس ثروت کا ذکر انساب مین ابو سعید اسمٰعیل نے بہجۃ المستفید مین شیخ ابو الفتح جعفر بن محمد ہمدانی نے تذکرہ خواص الامۃ مین سبط ابن جوزی نے بعینہا انہین الفاظ سے لکھا ہے۔

ان ثروتون سے جناب معاویہ کے ابن امیہ ہونیکا یہ ثبوت ہی کہ ابو سفیان مشہور رنڈی باز تھے چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر بیان ۴۴ھ صفحہ (۱۷۳) مین ہی جسکا حاصل یہ ہے کہ بہای معاویۃ ان یستلحق زیاداً واستلحقہ معاویہ کو یہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ

مودته باستلحاقه فاستلحقه [illegible] ذلك [illegible]
احضر الناس [illegible]
من حضر ابو مريم فقال له معاوية بم
تشهد يا ابا مريم فقال انا اشهد ان
ابا سفيان حضر عندي وطلب مني بغيا
فقلت له ليس عندي الا سمية فقال
ائتني بها على قذرها [illegible] فاتيته
بها فخلا معها ثم خرجت [illegible]
[illegible] تقطر منيا فقال له
زياد [illegible] يا ابا مريم انما بعثت شاهدا
[illegible] فاستلحقه معاوية

زیاد بن عبید کو اپنی طرف مائل کرے اور
اوسکے نسب کو اپنے باپ سے ملحق کرے پس
دونوں الحاق نسب پر راضی ہوگئے اور کوفہ
میں لوگ جمع کئے گئے جو اس بات پر گواہی دیں
کہ زیاد بیشک ابوسفیان کا نطفہ ہے پس اون
میں ایک شخص ابومریم تھا پس معاویہ نے
اوس سے کہا کہ اے ابا مریم تم کس بات کی
گواہی دیتے ہو وہ بیان کرو۔ ابومریم نے کہا
میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک دفعہ ابوسفیان
میرے پاس آئے اور انہوں نے رنڈی
طلب کی میں نے کہا کہ میرے پاس بجز سمیہ کے
اور کوئی نہیں ابوسفیان نے کہا اگرچہ وہ غلیظ و کثیف ہے مگر کیا کیا جائے خیر اوسی کو لاؤ
میں ابوسفیان کیلئے سمیہ ام زیاد بن عبید کو حاضر کیا اور ابوسفیان نے اوس سے
مقاربت کی اور جب سمیہ وہاں سے چلی تو اوسکے جسم سے منی ٹپکتی تھی یہ سنکر زیاد نے کہا اے
ابا مریم تم گواہی دینے پر مامور ہو گالیاں دینے پر مامور نہیں ہو پس معاویہ نے زیاد کو ابن
ابوسفیان قرار دیدیا انتہی محصلاً تاریخ وفیات الاعیان ابن خلکان میں ابن مفرغ
حمیری شاعر کے کلام سے بھی جناب معاویہ کے ابن امیہ ہونے کا پتا لگتا ہے چنانچہ شاعر مذکور کی نظم
کا حاصل یہ ہے۔

الا ابلغ معاوية بن حرب مغلغلة من الرجل
اليماني اتغضب ان يقال ابوك عف
وترضى ان يقال ابوك زان فاشهد
ان رحمك من زياد كرحم الفيل من ولد
الاتان [illegible]

ہاں معاویہ بن صخر یعنی ابوسفیان کو مرد
یمنی کا پیغام پہنچا دو کہ اگر تمہارے باپ کو
کوئی پارسا کہتا ہے تو تو ناخوش ہوتا ہے اور
[illegible]
پس میں کہ ابھی [illegible] معاویہ [illegible]

من سمیۃ غیر دان زیاد سے تیری نسبی قرابت ایسی ہے جیسے گدھے کی ہاتھی سے ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ زیاد انہی ایام میں پیدا ہوا کہ جن میں ابو سفیان کی سمیہ سے آشنائی تھی انتہی محصلاً ۔

یہ زیاد بن عبید وہ شخص ہے کہ اسکے بیٹے عبید اللہ نے جناب امام حسین علیہ الصلوۃ و السّلام کو شہید کیا لعنۃ اللہ علیہ وعلی اعوانہ وانصارہ ۔

اسکے علاوہ صعبہ بنت الحضرمی والدہ ماجدہ حضرت ابو طلحہ کا تعلق ابو سفیان سے ہم لکھ چکے پس ایسے اعمال بغیر دولت کے نہیں میسر آسکتے اس سے معلوم ہوا کہ جناب معاویہ بن امیہ تھے اس وجہ سے بھی مفضول نہیں تھے ۔

تبصرہ

بعض علماء اہلسنت نے جناب معاویہ کے نسب میں بہت کچھ کلام کیا ہے اور اس وجہ سے بھی مفضول سمجھا ہے جسکی تردید ضرور ہے چنانچہ وہ اسنادیہ ہیں سیرت ہشام میں ہے کہ جناب

کان معاویۃ لاربعۃ لعمارۃ بن الولید بن المغیرۃ بن المخزومی والمسافر بن عمرو ولابی سفیان والرجل اخر سماہ قال و کانت امہ من المغلمات وکان احب الرجل الیہا سودان وکان اذا ولدت اسود قتلتہ ۔

معاویہ کے چار باپ تھے عمارہ بن ولید بن مغیرہ بن مخزومی اور مسافر بن عمرو بن امیہ بن عبد الشمس اور ابی سفیان اور ایک دوسرا شخص جسکا نام آئندہ آتا ہے اور معاویہ کی ماں ہندہ بدکار عورتوں میں سے تھی اور سودان پر عاشق تھی جب اسکے بطن سے کالا بچہ ہوتا تو اسکو مار ڈالتی تھی انتہی محصلاً ربیع الابرار میں علامہ زمخشری نے

انہ اسم الرابع من الجماعۃ التی ینسب الیہم معاویۃ کان ابی صباح مغنی اسود کان لعمارۃ عسیفا شابا وسیما وکان ابو سفیان دمیما قصیرا فذ عنہ ھند

لکھا ہے کہ بیشک جماعۃ آباء میں سے معاویہ کے چوتھے باپ کا نام ابی صباح ہے جو حبشی قوال تھا پس معاویہ اوسیکا نطفہ ہے اور ابی صباح جسیم و معتدل القوی جوان

الی نفسہا وقالوا ان عتبۃ ابن ابی تھا اور ابی سفیان بے ڈول بدقطع پستہ سفیان ایضا کان من ابی صباح قد تھا پس ہندنے اوسکو زنا کیلئے طلب کیا اور لوگ کہتے ہین کہ عتبہ اور معاویہ بھی اوسیکا نطفہ ہے انتہی محصلاً تذکرہ خواص الامہ سبط بن جوزی ذکر ماجری لہ بعد وفات امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صفحہ ۱۱۷ مین بھی یہی روایات ہین لیکن یہ سب مہمل اور غلط اور تفکہات روافض ہین دوم ان اسناد مین یہ غلطی ہے کہ جناب معاویہ کو چار باپ کا لکھا ہے اور دنیا مین اور فقہاء نزدیک دو کا تو ممکن ہے لیکن چار کا کسی کتاب سے ثابت نہین بحث چار ایلدی خلاصہ تنزیہ الانساب مین صاحب کتاب نے اسکی پوری تردید حدیث وفقہ سے کی ہے ملاحظہ ہو۔

تاریخ الخلفا سیوطی بیان معاویہ سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ غالباً ہند کی شادی فاکہ ابن مغیرہ سے ہوئی ہوگی لیکن ایک غیر مرد کو ہند کے پاس سے فاکہہ نے جو ہاگتے دیکھا تو اوسکو ہند کی بدکاری کا شبہہ ہوا اور ہند کو لات مار کر گھر سے نکالدیا اسپر ہند کے باپ عتبہ بن ربیعہ نے ہند اور چند عورتون اور فاکھ کو ساتھہ لیا اور یمن مین ایک کاہن سے اون سب عورتون کی بدکاری ونکوکاری کا زائچہ دکھلایا کاہن نے کہا کہ تونے کوئی بدی نہین کی اور تو ایک بچہ جنے گی جسکا نام معاویہ ہوگا اور وہ بادشاہ ہوگا اسپر فاکھہ نے ہند کا ہاتہہ پکڑا گویا یہ ہاتہہ پکڑنا عذر تقصیر تھا لیکن ہندنے ہاتہہ کو جہٹکا دیا اور کہا کہ اب مین اور ہی خصم کرونگی پس اس بنا پر واپس آکر ابو سفیان سے ہند کا نکاح کردیا اب رہا تین ماہ بعد جناب معاویہ کا پیدا ہونا جس سے نسب کی خرابی پائی جاتی ہے تو اسکی پوری بحث صاحب تنزیہ الانساب نے اپنی کتاب مذکور مین شرح وبسط سے لکھی بلکہ بطرق مختلفہ ہندام معاویہ کی پارسائی ثابت کی ہے خوف طوالت سے حوالہ پر حصر کیا جاتا ہے اور جو بفرض محال جناب معاویہ کو ولد الزنا ہی خدانخواستہ تسلیم کیا جائے تو نیابت رسول کے واسطے ہمارے علماء نے ولد الزنا ہی کو ولد الحلال سے افضل مانا ہے چنانچہ تلویح شرح توضیح ذکر مصاہرت وحدیث ولد الزناء شر الثلاثۃ کی بحث مین مرقوم ہے قال النبی علیہ السلام

ولد الزنا شر الثلاثة ولا قرينة على
تخصيصه بمولود معين لانا نقول
لا معنى لاتصاف امتزاج الماءين و
انعقاد الولد بكون حراما باطلا
او غير مشروع بينا هذا ولد الزنا
اصلح من ولد الرشيدة في امر الدين
والدنيا فيكون دليلا على ان الحديث
ليس على عمومه وبهذا يستحق ولد
الزنا جميع الكرامات التي يستحقها
ولد الرشيدة [illegible] و
[illegible]
[illegible]

کہ آنحضرت نے جو فرمایا کہ ولد الزنا تینوں
میں بدتر ہے تو ایسا قرینہ کسی مولود معین کی
تخصیص کا نہیں پایا جاتا بیشک ہم کہتے
کہ دو پانیوں کے ملنے سے متصف ہونے کے
معنی نہیں ہیں ایسا ہی جو اپنے باپ کا
جانشین ولد الزنا کو کہا جاتا ہے تو یہ مہمل
بات ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ حرام باطل
و غیر مشروع ہے یعنی ایسا باطل کہ اوسکا
اثر [illegible] میں [illegible]
بھی غلط ہے [illegible]
[illegible] ولد الحلال سے زیادہ
[illegible] ہوئے

جس [illegible] قائم ہوئی کہ حدیث [illegible] تمام افراد [illegible] ولد الزنا [illegible] سبب سے ولد الزنا ان تمام کرامات و فضائل کا مستحق ہوا کرتا ہے کہ جنکا ولد الحلال مستحق ہوا کرتا ہے پس ان ہی وجوہ سے ولد الزنا کی عبارت شہادت [illegible] امامت یعنی جانشینی رسالت وغیرہ جائز ہے انتہی [illegible] الرجاب [illegible] ولد الزنا [illegible] تسلیم کیا جائے [illegible] ولد [illegible] فضل [illegible] اور عبارت [illegible] ولد الزنا کے فضائل [illegible] اور بھی وسعت پیدا کر دی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب [illegible] کی نیت وغیر ذلک انتہی سے ولد الزنا کی نبوت و رسالت کے جواز کا اشارہ ہو تو عجب نہیں کیونکہ امامت کے بعد اسلام میں نبوت و رسالت ہی کے درجے باقی ہیں۔ اور ہمارا یہ شبہ اس بنا پر اور بھی قوی ہوتا ہے کہ بعض علماء اہلسنت نے ولد الزنا کو اکمل و اتم مانا ہے چنانچہ

...ۃ القلوب میں علامہ قطب الدین شیرازی نے اور محاضرات میں
امام ابو القاسم راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ ولد الزنا شریف تر ہوتا ہے بیشک
ولاد الزنا فقد انجب ان الرجل مرد خواہش نشاط سے زنا کرتا ہے
زنی بشہوۃ ونشاطہ فیخرج پس اس وجہ سے بچہ کامل تر پیدا ہوتا ہے
الولد کاملاً ومایکون من الحلال اور مولود حلال میں یہ بات میسر نہیں
فمن تصنع الرجل الی المراءۃ کیونکہ انسان اپنی منکوحہ سے بہ تصنع
رغبت کرتا ہے انتہی محصلاً

افضلیت ولد الزنا کی پوری بحث تو صاحب تنزیہ الانساب نے لکھی ہے
جسکو فقہ واصول فقہ واحادیث سے ثابت کیا ہے لیکن جناب معاویہ
کی افضلیت ثابت کرنے کیواسطے یہ ہی چند کلمات کافی ہیں پس ثابت
ہوگیا کہ جناب معاویہ کو ہر صورت سے [illegible] خلافت میں کسی سے
مفضول نہ تھے واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین

براہ کرم حسب صحت نامہ مطابق ذیل ملاحظ الامامۃ کو درست فرمالیجے

شمارہ صفحہ	شمارہ سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	پیدا ہوں ان	پیدا ہوں اس	۵	۱۶	سو	سوا
۲	۵	احادیث ہونا	احادیث میں جو ہوئے	//	۲۱	اخباروں	احباروں
//	۲۳	دوسرا	اور	۶	۹	تو تفصیل نام و امامۃ کو	تو امامۃ کو
۳	۱۴	شیخین ہو	شیخین سے بھی ہو				
۳	۲۱	نگیرند	نہ گیرند	//	۱۴	انہدام صنم و استیصال صنم	انہدام صنم خانہ و استیصال
۴	۱۷	عقاید	عقیدہ				
۵	۴	برتے عقیدہ	برتے عقیدہ	//	۱۷	غنیمت کی	غنیمت کو

شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح	شمار صفحہ	شمار سطر	غلط	صحیح
۸	۱۳،۱۴	یہ دونوں سطریں زائد سہواً لکھی گئی ہیں		۳۶	۷	گناہگار ہے	گناہ ہے
۹	۱۸	فضیلت سلطنت	فضیلت اور سلطنت	۳۷	۳	سے بواسطہ غیر مغلظ	سے بجواب پیغام خط
۱۱	۴	اسلام تو	اسلام میں بھی تو	۳۹	۱۳	یزید نے	یزیدیہ لشکر نے
۱۲	۲۳		جن تو مسلموں	۴۷	۴	ابوبکر نے اور	ابوبکر اور
۱۳	۱۴	ہر قسم طلائی حرامی	ہر قسم کا طلائی حرامی	〃	۵	ابوبکر گالیاں	ابوبکر بہت گالیاں
۱۵	۱۰	اور بعض نے	یعنے بعض نے	۴۸	۲۲	پیش بر آورد	پیش آورد
۱۶	۱۹	اور معصوم ہوئی	جو معصوم ہوئے وہی	۴۹	۱۹	لغت جزر	لغت جزور
۱۹	۱	ثابت ہے	ثابت ہیں	۵۰	۴	ایسے نادار یا بخیل نہ تھے	ایسے بخیل تھے
〃	〃	اخبار کثیرہ و مشہورہ	اخبار احاد سے				
〃	۳	شریعت	شرائع	〃	۵	طلاق دیدی تھی	طلاق ہی دیدی تھی
۲۱	۱۸	صرف دو مثالیں	صرف دو دو مثالیں	۵۱	۱۸	کہ اصل قریش سے	کہ اسکا اصل قریش میں
〃	۲۰	اوہنوں نے احکام	اوروں نے بھی احکام	۵۲	۶	جیسے فردوسی	جیسے فردوسی
〃	〃	تبدل وغیرہ میں ان کے	تبدل سابقہ کے علاوہ بھی	۵۳	۱۶	مراد کچھ کم نہیں	مراد یہ کہ کم کیا ہیں
				۵۴	۵	بہن بنت عفان	بہن امنہ بنت عفان
〃	〃	وغیرہ کیا	وغیرہ کئے	〃	۱۸	مالداری کیا	مالداری کی کیا
〃	۲۱	اہل سنت سب کو	اہل سنت ان سبکو	۵۵	۸	پر تو عثمان	پر عثمان
۲۲	۱۱	اور انکے اتباع یعنی اہل سنت	اسکے علاوہ اہل سنت	〃	۲۱	الغیب عند اللہ	العلم عند اللہ
				۵۸	۲۲	جو ہے کہ	جو کہتے ہے کہ
〃	۱۲	ہے لہٰذا نص	ہے اور تعین بھی کچھ ہے لہٰذا نص	۵۹	۳	ان سے بہت زیادہ	ان سے کچھ زیادہ
				۶۱	۱۹	نہ آسکے ہاں	نہ آسکی بھی ہاں
〃	۱۳	نصیب تشبیہات	نصیب اسکے لئے مشتبہ بجات	۶۲	۱	خدا وجود	خدا کا وجود
				۶۳	۱۱	فی کشف الدار	فی کشف ما فی الدار
〃	۱۷	حجم	حجم	۶۵	۲۱	اسلامی ہندورہ	اسلامی ہو وحدہ
〃	۲۳	تو اے عمر	تو ای عمر	〃	۲۳	عمر کی رائے مطابق	عمر کی رائے کی مطابق
۲۳	۱۷	اور خود نے	بلکہ خود نے	۶۶	۸	ان دو صاحب	ان دونوں صاحب
۲۴	۶	صحابہ ہمراہ	صحابہ کو ہمراہ	۷۰	۱۹	عبد ما تعبدون	اعبد ما تعبدون
〃	۱۷	یعنی مشرکین	یعنی ان مشرکین	۷۳	۸	عنبر کی	عنبرہ کی
۲۶	۲۱	فوق	تحتہ	〃	۱۲	شیخین بھی تھے	شیخین ہی تحت تھے
۲۸	۲	کون سے قوف	کون سا گانوف	۷۵	۱۳	دعا کرنا	دعا کرانا
〃	۷	زمانہ با حق ملنے	زمانہ نہ ملنے	۷۷	۱۱	بجز حمیہ	بجز سمیہ کے
〃	۱۸	تو کی دوستی	تو کوئی دوستی	۷۸	۴	عبید اللہ نے	عبد اللہ نے
۳۰	۳	نہ ہو تو تو بچہ	نہ ہو تو یہ				

مطبوعہ مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن

پھر فرمائیے اجماع انکے عدم جواز خلافت پر ہوا یا خلافت پر کیونکہ اہل مدینہ تو سب مخالف ہی تھے اب اہل شام بھی مخالف ہیں اور کسی طرح بھی خلافت پر راضی نہیں بلکہ خلع کرتے ہیں۔

اس خلع کو بھی آپ ویسا ہی سمجھے جیسا کہ یزید کو اہل مدینہ نے خلع کیا مگر ابن عمر صاحب بگڑ بیٹھے کہ ہم تو کسیطرح یزید کو خلیفہ ہونے دینگے۔ مگر یہاں کوئی ایسا بھی طرفدار نہیں نظر آتا جو یہ کہے کہ ہم عمر کو خلیفہ ہونے دینگے۔ پھر نہ معلوم عمر صاحب نے کیوں ایسی صریح مجبوری کا ارتکاب کیا جسکا جواب سائل نے یہ دیا کہ اگر تم نہ جانتے ہو تو ہم جانتے ہیں کہ پار سال تمنے خلیفہ بنایا اس سال انھوں نے تمکو خلیفہ کیا۔

اسی سے آپکو اسکی وجہ بھی معلوم ہوگی کہ خلیفہ دوم نے جو خالد کو سپہ سالاری سے معزول کیا تو اسکی کیا وجہ تھی کیونکہ عمر صاحب کو اپنے وہ سب کارنامے یاد تھے جو بمخالفت خالد یہ کرتے رہے۔ اسی خوف سے خالد کو معزول کیا کہ اگر اس کی سپہ سالاری کو ہم قائم رکھتے ہیں تو کسیطرح ہماری خلافت نہیں رہ سکتی کیونکہ صحابہ میں اگر کوئی شخص عمر صاحب کی تدبیر کی کاٹ جانتا تھا تو وہ خالد جسپر کسقدر رہے کہ عمر صاحب نے مگر انہوں نے ایک بھی نہ سنی اور اپنا کام کرتا رہا

اہتمام خلیفہ دوم اب اسکو دیکھئے کہ حضرت عمر نے اس حکم محکم کی تبلیغ میں کیسا کیسا کیاہے تاریخ کامل میں ہے واوصی بالکتاب مع مولی لہ ومعہ عمر و کان عمر یقول للناس انصتوا واسمعوا لخلیفہ صـ۱۹۳

یعنی اسکے بعد مسلمان لوگ جمع کئے گئے اور ابوبکر نے وہ حکمنامہ ایک غلام کے ہاتھ بھیجا جسکے ساتھ عمر بھی تھے اور وہ کہتے تھے خاموش ہو کر حکم خلیفہ سنو

انصاف شیعیان یہ اہتمام ہے کہ ابوبکر صاحب کا حکمنامہ مسلمانوں کو سنایا جاتا ہے مگر یہ اہتمام کیا جاتا ہے اور رسول اللہ کے وصیتنامہ کیساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ بخاری میں ہے لما اشتد بالنبی وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم

کتابا لا تضلوا بعدی قال عمر ان النبی غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا صـ۲ جلد اول۔ یعنی حضرت کا مرض شدید ہوا تو فرمایا لاؤ کاغذ کہ ہم ایک ایسی کتاب لکھدیں جسکے بعد پھر گمراہ نہ ہو تو عمر نے کہا نبی پر درد کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس تو کتاب خدا ہی جو کافی ہے۔

دیکھئے دونوں جگہ عمر ہی ہیں جو ایک تحریر کے نسبت تو یہ فرما رہے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت کے حواس بجا نہیں ہیں درد کا غلبہ ہے اور دوسری جگہ یہ ہے کہ انصتو واسمعوا الخلیفہ کہ چپ ہو کر سنو خلیفہ کیا فرماتے ہیں۔

اگر مسلمانوں میں کچھ بھی مادہ فہم باقی ہے تو وہ سمجھینگے کہ رسول اللہ کیا لکھوانا چاہتے تھے جسپر خلیفہ نے حضرت کو ہذیانی بنایا۔ اور خلیفہ نے کیا لکھوایا تھا جسکے لئے یہ اہتمام ہو رہا ہے کہ عمر صاحب غلام ابوبکر کے ساتھ ہیں اور لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ خلیفہ کا فرمان سنو۔

زیادہ تر افسوس سکا ہے کہ اسوقت جتنی تاریخیں اسلام کی دنیا میں موجود ہیں وہ سب انہیں کی لکھی ہوئی اور بنائی ہوئی ہیں جو ان خلفا کے نمک پروردہ تھے جس کسیطرح اصلی واقعات کا پورا پتہ نہیں ملتا کیونکہ ابھی آپنے دیکھا اس ہی ایک واقعہ کو کامل میں کسطرح لکھا اور طبری نے کسطرح لکھا جس سے دونو کے مفہوم و مطلب میں کس قدر فرق ہو گیا کیونکہ جب عمر صاحب شدید نامی غلام ابوبکر کے ساتھ تھے اور ہاتھ میں ایک ڈنڈا لئے ہوئے تو پھر کسکی مجال تھی جو مخالفت کرتا۔

اب آگے چلئے تو معلوم ہو کہ صحابہ کی مخالفت اس خلافت سے کس درجہ پر تھی کہ خلیفہ اول کو اسکی جرأت نہیں ہوئی کہ مسجد میں جاکر یہ حکم سنائیں نہ اسکی مجال ہے کہ مجمع عام میں یہ فرمان سنائیں بلکہ اسکے لئے پاخانہ تجویز ہوا چنانچہ تاریخ طبری میں ہے اشرف ابوبکر علی الناس من کنیفہ واسماء بنت عمیس ممسکتہ موشومہ الیدین وھو یقول اترضون بمن استخلف علیکم صـ۶۱ جلد ۴ مطبوعہ مصر یعنی ابوبکر نے پاخانہ سے سر نکالا حالیکہ زوجہ انکی

اسماء بنت عمیس جنکے دونو ہاتھ رنگین تھے انگو پکڑے ہوئے تھیں اور وہ کہتے تھے کہ کیا تم اسپر راضی ہو کہ ہم تمپر خلیفہ کریں۔

اس مضمون کو کامل میں بھی لکھا ہے مگر اسقدر دو کلمات ابوبکر اشرف علی الناس۔ مگر اس عبارت کو بفرط حیا شاید لکھ سکے من کنیفہ وا سماء بنت عمیس ممسکۃ موشومۃ الیدین بس ہے اگر چہ تحریف کا الزام ضرور آتا ہے مگر انکو قدر کرنا چاہیے کہ اتنی حیا باقی تھی جو اس جملہ کو نکالدیا کہ ابوبکر نے پایخانہ سے سر نکالکر صحابہ سے پوچھا۔

اب تو اچھیطرح معلوم ہوا کہ اجماع یا پارلیمنٹ یا بیعت کا نام محض سازش پر رکھا گیا ہے اُسکی غرض صرف اسقدر تھی کہ اُس معاہدہ رسول اللہ کو باطل کریں جو اول روز اظہار اسلام کیا گیا تھا۔ ورنہ نہ کہیں اجماع تھا نہ بیعت بلکہ جو کارروائی تھی اپنی خواہش کے تابع جسکو جسطرح چاہا کیا جسکو نہ چاہا اُسکو باطل کر دیا نہ کسی قانون کی پابندی تھی نہ قاعدہ کی خودسر بادشاہوں کیطرح جو چاہتے کر گذرتے۔

چنانچہ آپکو وہ واقعہ بھی معلوم ہوگا کہ ابوبکر صاحب نے عیینہ بن حصن کو ایک زمین بطور جاگیر دی تھی جسپر تمامی صحابہ حاضرین جلسہ کا اجماع ہو چکا تھا جب عمر کے پاس گواہی کیلئے گیا تو چونکہ عمر اُسوقت اونٹ کے تیل مل رہے تھے اسلئے اس کاغذ کے لانے پر اسوقت اُنکو غصہ آیا اور اُس نوشتہ ابوبکر پر تھوک دیا اور اُسکو چاک کر دیا ازالۃ الخفا صفحہ ۱۹۵

پھر بتائیے اجماع کہاں رہا

خلافت سوم یہ بیعت نازک وقت تھا کیونکہ ابھی تک تو جو کچھ تھا خلیفہ دوم کی کارستانی تھی کہ رسول اللہ کے خلیفہ کے محروم کرنے کو تو اجماع قائم کیا گیا کہ نص کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اپنے نام حب خلافت کو مستقل کرنا چاہا تو اجماع کالعدم کیا گیا اور نص کا جال پھیلایا کہ خلیفہ اول نے نص کیا ہے

خود تو جا رہے ہیں۔ زمانہ کی ہوا دیکھ رہے ہیں کہ خلافِ مقصود ہو وہ وقت آگیا ہے کہ خلیفہ رسول کی خلافت قائم ہو کیونکہ جب عمر حج کو گئے تھے اسی وقت لوگوں نے کہدیا تھا کہ عمر کے بعد ہم علی کی بیعت کرینگے جسپر خلیفہ نے چاہا کہ وہیں مکہ ہی میں خطبہ کہیں۔ مگر عبدالرحمن بن عوف کے سمجھانے سے رک گئے اور مدینہ میں آکر خطبہ کا وعدہ ٹھہرا جسکو آخر انجام بھی دیا جیسے صحیح بخاری وغیرہ میں بتصریح تمام مرقوم ہے

اب فکر یہ ہو تو اسکی کہ کسطرح حضرت علی کو خلافت سے محروم کر رکھیں۔ کیونکہ اگر کسی دوسرے کو نامزد کر دیتے ہیں تو ممکن ہے سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے کیونکہ اب بنی ہاشم کے قبیلہ میں تئیس بارہ جوان ایسے ہو گئے ہیں جو تلوار پکڑ کر ڈٹ جائیں۔ اور تمام مسلمانوں کا رخ بھی سفر حج میں پہچان چکے ہیں۔ اور اگر حضرت علی کو خلیفہ کرتے ہیں تو کیسطرح دل گوارا نہیں کرتا کہ رسول اللہ کے خلیفہ کو خلیفہ کریں حالانکہ خود کہہ رہے ہیں ان ولوھا الاجلح سلک بھم الطریق الاجلح المستقیم یعنی علیا وقولہ فی عثمان وغیرہ فقال لہ ابن عمر ما یمنعک ان تقدم علیا قال اکرہ ان احملھا حیا و میتا استیعاب جلد ثانی صفحہ

کہ اگر علی کو خلیفہ بنائیں تو ضرور ضرور صراط مستقیم پر انکو لیچلیں جسپر ابن عمر نے کہا پھر کیوں نہیں آپ انکو خلیفہ کرتے تو عمر نے کہا ہمکو اس سے کراہت ہے کہ زندگی میں بھی اور بعد موت بھی اسکے ہم ہی ذمہ دار قرار پائیں۔ حالانکہ سامان وہ کر رہے ہیں کہ تا قیامت اسکا مواخذہ انکے ذمہ رہے۔

لہذا چلتے چلاتے گذشتگان کو یاد کیا جنکی عقل و تدبیر پر کچھ بھروسہ تھا کہ اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو اسی کو خلیفہ کرتے۔ اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو انکو خلیفہ کرتے جو قبیلہ انصار سے تھے اور اس خوف پر انسے خلافت چھینا تھا کہ ہم رسول کے قوم و قبیلہ سے ہیں۔ پھر یہ بھی کہا کہ اگر سالم غلام ابو

حذیفہ زندہ ہوتا تو اُسکو خلیفہ کر جاتے حالانکہ نہ وہ مہاجرین سے تھا نہ انصار
سے بلکہ غلام تھا۔ جو الائمہ من قریش کے بالکل خلاف تھا۔

یہ سب نام اسی عالم اضطراب میں لئے گئے کہ کسیطرح ایسی تدبیر ہو جائے کہ حضرت
علی نہ خلیفہ ہوں آخر وہ تدبیر نکالی کہ اسکے عوض کو ڈبو دیا نہ انہیں کبھی اتفاق
ہو نہ حضرت علی کامیاب ہو سکیں۔ کیونکہ چھ قبیلہ کو مساوی درجہ پر حقدار
خلافت بنائے تھا جس سے اگر حضرت علی کسیوقت میں کامیاب بھی ہوں تو
محدوم ہی رہیں۔ چنانچہ خود معویہ اسکی توضیح کرتا ہے۔

عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ میں ہے۔

معویہ نے ابن حصین سے کہا کہ ہمنے سنا ہے تو تو ذہین و عقلمند ہے۔ بتا مسلمانوں
میں اختلاف کیوں پیدا ہوا ہے اسطرح کا تفرق ہو رہا ہے۔ ابن حصین
چونکہ عثمان کو لوگوں نے ملکر قتل کیا اس وجہ سے یہ اختلاف پیدا ہوا۔
معویہ۔ اس سے کچھ بھی نہیں ہوا۔ ابن حصین دوسری وجہ یہ ہے کہ
حضرت علی تجھ سے لڑنے کو نکلا اور تو انسے لڑنے کو گیا۔ معویہ۔ اس سے بھی
اختلاف نہیں ہوا۔ ابن حصین۔ تو طلحہ و زبیر اور عائشہ کی جنگ نے یہ اختلاف
پیدا کیا۔ معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہیں ہوا۔ ابن حصین۔ تو اسکے سوا
اور کوئی وجہ تو مجھکو نہیں معلوم ہوتی۔ معویہ۔ تو مجھ سے سن یہ سارا فساد
صرف عمر کے شوریٰ مقرر کرنے سے ہوا جو انھوں نے چھ ممبروں کا شوریٰ
قائم کیا۔ کیونکہ رسول اللہ کو خدا نے مبعوث برسالت کیا وہ مطابق حکم
خدا عمل کرتے تھے۔ پھر ابوبکر خلیفہ ہوئے جنکو حضرت نے نماز کیلئے امام بنایا
پھر ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا ثم جعلہا شوریٰ بین ستۃ افضی من کل
رجل منہم الامر بانفسہ ودعا علالہ قومہ وتطلعت الیٰ
ذلک نفسہ ولو ان عمر استخلف علیہم کما استخلف ابوبکر ما کان
فی ذلک اختلاف صـ۳

یعنی عمر نے مرتے وقت شوریٰ قائم کیا کہ چھ آدمیوں کو اسکے لئے نامزد کیا جس سے ہر شخص کو آرزو پیدا ہوئی اور اسکے قبیلہ والوں کو اگر عمر بھی مثل ابوبکر کسی کو خلیفہ کر جاتے تو پھر کسیکو اختلاف نہ ہوتا''

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ ساری آفت لائی ہوئی ہے عمر کی کہ پہلے تو نص رسول اللہ کے باطل کرنے کو اجماع کی ترکیب نکالی جس سے عرب میں وہ خونریزی ہوئی کہ تمام عرب میں آگ لگ گئی خلیفۂ دوم اسکو نرمی سے بجھانا چاہتے تھے ابوبکر نے خلاف اجماع صحابہ آگ سے آگ کو بجھایا باغیان ۂ شہ کیطرح جسکو باغی پایا آگ میں بھون دیا۔ پھر قاعدہ اجماع کو توڑ کر عمر کو بذریعہ نص خلیفہ بنایا۔ اور عمر نے اجماع و نص دونوں کو توڑ کر شوریٰ قائم کیا جس سے وہ آگ پیدا ہوئی جو نہ صرف معرکہ کربلا میں تمام ہوئی بلکہ آج تک مشتعل ہے جو لوگ عقل و حسن تدبیر معٰویہ کے قائل ہیں۔ وہ کیا اُس الزام کو جب معٰویہ نے عمر کے سر دیا ہے رسول اللہ تک نہ لیجا ئینگے کیونکہ اگر معاذ اللہ رسول اللہ نے کسیکو خلیفہ نہیں مقرر کیا تو جسطرح عمر صاحب نے چھ آدمی کو مستحق خلافت بنا کر ان قبائل کو فتنہ میں مبتلا کیا۔ اُس سے بڑھکر الزام رسول اللہ پر آتا ہے جنھوں نے نہ صرف عرب کو خونریزی کا مرکز بنایا بلکہ تمام مسلمین کو فتنہ و فساد پر آمادہ کیا۔

اب ہم سمجھتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب وکیل اسکو بخوبی سمجھے ہونگے کہ تیسری چوتھی صدی میں جو جو خرابیاں ہوئیں یہ سب شاخ ہے اسی اصلی فساد کی جسکی بنیاد عمر نے رکھی کہ معاہدہ رسول کو باطل کر کے سازش کا طریقہ ایجاد کیا جس سے قیامت تک آتش فشاں پہاڑ کی طرح اسلامی دنیا میں فتنہ و فساد کے شرارے نکلتے رہینگے کیونکہ تدبیر عمری نے نہ صرف خاندان رسالت کو تباہ کیا۔ بلکہ تمامی عرب کو نیست و نابود کر دیا جس سے ہمیشہ کیلئے انکی جرأت ہمت شجاعت سب جاتی رہی کیونکہ اتحاد کا مادہ بالکل سلب کر دیا گیا تھا

[illegible] اور دست [illegible] جناب [illegible] حضرت [illegible] معالج حکیم [illegible]

[illegible] ضعف جماع [illegible] ضعف معاشرت کے لئے جام شہوار کی دعائیں [illegible] سے
[illegible] التاثیر اور تمام نفع کے باعث [illegible] قدر کی نظر سے دیکھی
جاتی ہیں۔ مرحبا انھیں دواؤں نے مقبولیت حاصل کرکے کارخانہ کی اور کارخانوں کی بھی
[illegible] مصنوعات خوش معاملگی پوری طرح ثابت کردی۔ انھیں دواؤں کی وجہ سے
تجربہ بہت ہوا کہ اور مختلف امراض کی دوائیں طلب کریں۔ اور کامیاب ہوئے
اسکے علاوہ کیسے کیسے معززین اور علماء دین اور شہزادگان اور متعلق داران یا اڈیٹر
اخبارات و رسائل نے بے وجہ اسناد نہیں عنایت فرمائی ہیں۔ قیمت عرق کمونی [illegible]
عہ فی شیشی ۶ / برائے ثلاثین فی شیشی عہ

عرق مرکب۔ تپ ولرزہ۔ ورم جگر خصوصاً طحال کیواسطے بے مثل ہے قیمت فی بوتل
فی شیشی ۶ / **روغن الفروح** جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً جس میں ترحہ پڑگئی ہو خصوصاً
لاثانی ہے قیمت فی شیشی ۶ / سرمہ زرد تمام امراض چشم کیلئے گویا کیمیا قیمت فی شیشی عہ
سلاجیت [illegible] **معجون المبوب** مقوی اعضاء رئیسہ ہے چند دنوں ۶ ماشہ کھانے سے کل اعضا
میں قوت پیدا ہوجاتی ہے قیمت فی تولہ ۲ / ۴ تولہ ۶

المشتہر منیجر کارخانہ حکیم ایس۔ ایم۔ سجاد۔ پتہ [illegible] ٹیلیگرافک پتہ حکیم سجاد پٹنہ

اشتہار گوہر بار

جن حضرات شیعیان صاحبان والاشان کو قرآن مجید مترجم شیعہ مجتہد قبلہ و کعبہ جناب مولوی
سید علی صاحب لکھنوی کی [illegible] مع ترجمہ جناب [illegible] اللہ [illegible] اعلی اللہ مقامہ کی تفسیر
[illegible] اپنے بندہ خاص جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کی تعریف فرمائی [illegible] جناب [illegible] صاحب [illegible] شرح لکھا ہے [illegible] منظور
[illegible]

ضمیمہ الشمس جلد ۴

الحمد للہ کہ الشمس جلد چہارم کا ضمیمہ بھی چھپ کر شایع ہو گیا جسمین صرف اسکے وجوہات بتفصیل بیان کئے گئے ہین کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت مین اوس قرآن کو کیون نہ شایع کیا جسکو حضرت نے بحکم رسول اللہ وقت نزول لکھا تہا۔ اور بعد وفات رسول سب سے پہلے آپ نے یہی کام کیا کہ اوس قرآن کو مرتب کیا اہلسنت کا اس مسئلہ پر قدیم الایام سے بہت زور تھا۔ مگر اس ضمیمہ نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام اپنے اوس قرآن کو شایع فرماتے تو صفحہ دنیا سے یہ قرآن بھی مٹا دیا جاتا۔ اور پیروان صحابہ کہتے کہ حضرت پر قرآن نازل ہوا تہا نہ اوسکا وجود تھا۔

اب بفضل خدا سے الشمس کی ہر چہار جلد مرتب موجود ہین جسمین صرف تحریف قرآن کی بحث ہے اور کسی مسئلہ سے گفتگو نہین کی گئی ہے۔

ہر جلد کی قیمت عہ ہے چار جلد کی عہ چونکہ اب کل آٹھ نو جلدین پوری مجموعہ کی رہ گئی ہین لہذا اب تخفیف ناممکن ہے۔

الشمس جلد ۵ کا ابتدائی سو نمبر ایک ساتھ شایع ہوگا جسمین تین کتابین شامل ہین ایک جلد ۵ ارق جسمین صرف تحریف قرآن کی بحث ہے اور روایات شیعہ کی تحقیقات کی جاتی ہے۔

دوسری کشف الظلمات جسمین ایات بینات جلد فدک کا مسلسل جواب ہے اور حاشیہ پر مولوی شبلی کی الفاروق کی بحث فدک کا بھی جواب ہے۔

تیسری کتاب رد الملاحدہ بجواب خلافت راشدہ اسکے ساتھ شامل ہے جو مرزائیون کی طرف سے خلافت کے متعلق شایع ہوئی تھی۔

تنقید بخاری حصہ ثانیہ الحمد للہ کہ یہ کتاب بھی چھپ کر شایع ہو گئی جو ۲۰۰ صفحہ پر تمام ہوئی ہے قیمت ۱۲ اس کتاب کے متعلق کچھہ کہنے کی ضرورت نہین کیونکہ اصل عبارت صحیح بخاری پہلے مع ترجمہ لکھی جاتی ہے پہر اوسکی شرح خود علمای کرام اہلسنت کی کتابون سے بعدہ ہے حدیث کی غلطی یا صحت دکہائی گئی اصل پہلی جلد کے ملنے تک ۱۹۰ صفحہ اسکا شایع ہو چکا ہے صفحہ ۱۹۱ سے لغایت ۲۰۰ علیحدہ بھی طیار کیا گیا ہے جسکی قیمت ۴ ہے۔ کامل جلد حصہ ثانیہ کی صرف ۹۰ طیار ہوئی ہے اور صفحہ ۱۹۱ سے لغایت ۲۰۰ (۲۵۰) اگر جلد نہ طلب کیا تو پہر ملنا محال ہے چونکہ اکثر حضرات شائقین و قدردان اصلاح نے تنقید بخاری حصہ ثانیہ کے اوراق علیحدہ کر رکھے ہین جلد طلب فرمائین۔

تنقید بخاری حصہ ثالثہ کا سلسلہ اصلاح سے انشاء اللہ شروع ہوگا جس سے وہ ستار رشتہ کہلینگے کہ قدرت خدا یاد آئے اور دنیا کو معلوم ہو صحیح بخاری سے زیادہ بودی کوئی کتاب لکھی نہین گئی۔

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ سی ۳۶۳

رسالہ

اصلاح

نمبر ۵ | بابت ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۲۸ | جلد ۱۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	عرض حال	اڈیٹر	۱
۲	صنعۃ الکفا وطی فی الدبر	"	۳
۳	لف حریر	"	۸
۴	کلمۃ الانصاف فی آیۃ الاستخلاف	"	۹
۵	تحقیق شراب	جناب سید ابو العلا صاحب طالب العلم	۲۹
۶	غم حسینؑ کی نسبت اڈیٹر وکیل کا منشا	جناب سید غلام اصغر صاحب مترجم عدالت ججی مظفرپور	۳۷
۷	انجمن امامیہ مچھلی بندر	جناب سید امید علی صاحب سکریٹری	۴۵
۸	شیعیان دہلی مین قومی ماتم	جناب مرزا مراد شاہ صاحب دہلی	۵۰
۹	گاؤ خوری	جناب سید نظیر احمد صاحب وکیل سیتاپور	۵۲
۱۰	مسافر آگرہ	اڈیٹر	۵۴
۱۱	قبول حق	"	۵۴

مراسلات بنام منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن ہونا چاہیے۔

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ ۵

التماس ضروری۔ خط ہو یا منی آڈر نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے

مظفری منجانہ ...... میزان کل تعداد اصلاح سے ۲ بابت

التقریظات مشورہ — یہ ایک پندرہ روزہ اخبار ہے جو جبلپور سے شایع ہوتا ہے اڈیٹر اسکے جناب سید محمد الحسن صاحب داعی پوری ہیں مضامین بہت اعلی ہوتے ہیں پولیٹکل سوشل مضامین بہت ہی دلچسپ پیرایہ میں لکھے جاتے ہیں کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلی درجہ کی ہے کو حیرت ہوتی ہے کہ جبلپور ایسے شہر سے اس خوبی کا پرچہ شایع ہو جسکی ہماداد لغریب انداز نہایت دلکش ہے قوم کی ادنی توجہ کا محتاج سالانہ عہ۔ مراسلات بنام منیجر مشورہ کوٹھی صدر اعلی جبلپور ہونا چاہیے۔

استبصار — راے بریلی سے زیر اڈیٹری جناب سید محمد رضا حسن صاحب کنتوری شایع ہوتا ہے علمی اخلاقی مضامین کا اسکو مخزن سمجھنا چاہیے۔ کاغذ چھپائی لکھائی اسکی بھی اعلی درجہ کی ہے ۴۸ صفحہ پر یہ رسالہ شایع ہوتا ہے سالانہ (عہ) مراسلات بنام منیجر استبصار ضلع راے بریلی ہونا چاہیے۔

سواء السبیل — عربی میں نہایت خوبی سے یہ کتاب لکھی گئی ہے جسمین تاج العلما مولانا السید علی محمد صاحب طاب ثراہ کی زاد قلیل کی شرح کی گئی ہے مصنف اسکے جناب مولانا السید ابو الحسن صاحب کشمیری دامت برکاتہ جنہوں نے تحقیقات کا دریا بہا دیا ہے اسکے ساتھ عربیت کا لطف مزید ہے میر عابد علی صاحب مالک مطبع امامیہ لکھنؤ سے طلب فرمائے۔

شکریہ معاونین اصلاح — یہ بھی عجب شان خداوند عالم ہے کہ ایک طرف تو قوم اصلاح کی ہمدردی کہلاتی ہے کہ ۲۸۸ دیلیو ون سے ۱۹۲ ویلیو واپس آچکے اور ۵، ۱۷ ویلیو ہنوز غیر وصول ہیں۔ دوسری طرف بہی خواہان قوم ہمت افزائی فرما کر جدید خریدار فراہم کر رہے ہیں جس سے درمیان خوف و رجا شدت درخانہ کارخانہ چل رہا ہے میں نہیں کہہ سکتا نتیجہ کیا ہوگا۔

بہر حال اب ساری امیدیں اونہیں معاونین سے وابستہ ہیں جو نئے خریدار عنایت فرما رہے ہیں لہذا امید ہے کہ اب وہ کچھ زیادہ توجہ سے کام لینگے کہ کسی طرح اصلاح باقی تو رہے۔ شکریہ مع اسماے گرامی حسب ذیل ہے۔

جناب فتح علی شاہ صاحب پٹواری ۳۰۷، ۳۰۷	لہ	جناب میر علی غضنفر صاحب تحصیلدار ۳۰۱۱، ۳۰۲	لہ
جناب حکیم شیخ طیب علی آدم جی صاحب اندور	لہ	جناب حکیم غلام علی شاہ صاحب ۳۰۴، ۳۰۴	لہ
جناب سید محب الحسن صاحب پوسٹماسٹر ۳۰۳، ۳۰۳	لہ	جناب منشی احسان حسین صاحب سب انسپکٹر [illegible]	لہ
جناب سید [illegible] حسین صاحب تحصیلدار ۲۹۹	لہ	جناب منشی عباس علی صاحب سرویر ۲۱۶	لہ
جناب میر صادق علی صاحب [illegible] ۲۹۶	لہ	جناب داروغہ لطیف حسین صاحب [illegible] ۲۱۲	لہ
جناب سید مرتضی [illegible] صاحب [illegible]	لہ	جناب میر جعفر حسین صاحب [illegible]	لہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۵ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

اطلاع ضروری - جملہ مراسلات میں خواہ شکایت ہو یا منی آڈر - خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے - رجسٹرڈ سی ۲۷۰ نہ لکھا جاے یہ کسیکا نمبر نہین ہے -

دوسری اطلاع ملا عام طور سے باقی حضرات کے نام ۵ جمادی الثانی تک ویلو جائیگا لہذا جہانتک جلد ممکن ہو چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت ہو کہ ویلو کی زحمت سے نجات ملے - اڈیٹر

عرض حال - ابہی آپ اصلاح ملا میں وہ حالات پڑھ چکے ہین جس سے اشاعت میں اسقدر دیر ہوئی اور یہ طرہ یہ ہوا کہ بہت سے مراسلات کے بعد منشی صاحب نے ۲۲ ربیع الثانی کو تشریف لانیکا وعدہ کیا جس سے پہر انتظار کرنا پڑا کہ آجائین تو بقیہ کارروائی ختم کیجائے - بعد انتظار شدید ۳ جمادی الاول کو بقیہ مضامین پٹنہ بہیجے گئے روانگی ڈاک کے دو گہنٹہ بعد منشی صاحب ہی تشریف لائے نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ دس روز کی اور تاخیر ہوئی کہ جب پٹنہ سے کاپی لکھکر آئے تو پرچہ طیار ہو -

۔ جمادی الاول کو عزیزم سید عباس علی صاحب سلمہ اللہ خلف الصدق نواب ناصر حسن صاحب کی بارات بمقام پٹنہ روانہ ہوئی جو نہایت مہتم بالشان بارات تھی کیونکہ کھجوہ کے تاریخی حالات مین یہ اضافہ سب سے نیا اور نہایت عظیم الشان تہا کہ حاج الحرمین نواب سید الطاف حسین خانصاحب دام اقبالہ بانی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ و رئیس پٹنہ کی صاحبزادی سے اس نونہال باغ ریاست دیوان ناصر علی صاحب مرحوم کا وصل و پیوند ہوا - اللّٰہم بارک فی عمرہما ونسلہما -

اسلئے اس بستی کا ہر خرد و کلان شریک بارات ہوا جس سے اور بہی چار روز کی تاخیر ہوئی اور ۲۳ جمادی الاول کو ملا کی روانگی سے فرصت ہوئی -

اسپر طرہ یہ ہوا کہ ہماری چچازاد عمہ محترمہ نے بتاریخ ۱۶ ربیع الثانی طاعون سے انتقال کیا جو نہ صرف ہماری بزرگ تہین بلکہ علم۔ زہد۔ عبادت۔ تقوی۔ عفاف وصلاح مین کل اہل خاندان کی زیب و زینت تہین اور اسکی تعلیم دینے والی حضرت۔ ایسی برکت سلب ہوئی کہ جہانتک ہم اسپر افسوس کرین کم ہے۔

۱۴ جمادی الاول شنبہ کو جبکہ ۱۲ کی روانگی کا سامان ہو رہا تہا اوس تازہ مہمان نے داغ جدائی دیا جسکو آئے ہوئے ابہی پورے دس مہینہ بہی نہ ہوے تھے یعنی ہماری چہوٹی بہن امر روز علی الاتصال تپ مین مبتلا رہی جس سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ والدین و اعزہ و اقربا پر کیا اثر ہوگا کہ طحال درم جگر ذات الریہ سبکا ہجوم تہا جس سے اتنی قوت بہی نہ رہی کہ گریہ وبکا کر سکے مینے یہ حالات اسلئے عرض کئے کہ بعض حضرات بے انتہا شوق وقدردانی سے ایسے کلمات بھی لکھ جاتے ہین جس سے قلب پاش پاش ہو۔ کیونکہ آپ جانتے ہین جسنے اپنی زندگی کو تمام آسائشون سے محروم کرکے اصلاح کی خدمت پر وقف کر دیا ہو۔ اور جسنے آجتک ہزارون روپیہ خسارہ اوٹھایا ہوا اور ہزارون زحمتون مین مبتلا ہو وہ کب گوارہ کرسکتا ہے کہ اصلاح کی اشاعت مین کسی طرح کا فتور پڑے مگر مقدرات سے کیا چارہ ہے۔

۸ بجے اوس پارہ جگر کو دفن کرکے واپس آیا اور ۱۲ اصلاح کی روانگی مین مصروف ہوا۔ ابہی سال بہر بہی نہین ہوا ہے کہ تین مرتبہ یہ جانکاہ موقع پیش آیا۔ ایکدفعہ ماہ رمضان مین دوسری ماہ شوال مین تیسری مرتبہ جمادی الاول مین یہ ہے میری خدمت۔ اور قوم نے اسکا یہ معاوضہ دیا کہ ۱۲ ۵۷ ویلو وسے ۲۸ جمادی الاول تک ۱۹۱ ویلو واپس آچکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگرچہ اصلاح سراپا جرم ہے۔ مگر آپ تو اہل کرم ہین بجائے ویلو واپس کرنیکے ایک بیرنگ ہی کارڈ سے مطلع کرتے کہ اب پرچہ نہ بہیجیے تو اسقدر نقصان تو دفتر کو نہ ہوتا۔ فالی اللہ المشتکی اگر وہ حضرات ۱۹۱ واپس فرمائین تو دفتر نہایت شکرگذار ہوگا کیونکہ اب جتنی جلدین رہنگی ناقص ہو نگی۔

جن حضرات کے نام ابتک ویلو نہین گیا یا اونہون نے چندہ نہین عنایت فرمایا اونکے نام آیندہ

نمبر ویلو جائیگا کہ اونسے بہی تصفیہ ہوجاے۔

خریداران تیرہ رجب بھی مطلع رہین کہ اون حضرات سے میرا معاہدہ ۱۲ تک ختم ہوجائیگا اگر اس ۱۳۲۳ کی بقیہ ششماہی کا عم عنایت فرمائینگے تو پرچہ جاری رہیگا ورنہ ۱۲ کے بعد سے پرچہ کی روانگی موقوف ہوجائیگی۔ ویلو کیسلئے نام نہ جائیگا۔

ہان جو حضرات ۱۲ یا ۱۳ سے خریدار ہین وہ مطلئن رہین کہ اونکا معاملہ اوسی نمبر تک ہوگا۔

ہمدردان اصلاح سی امید ہے کہ وہ اسوقت نہایت مستعدی سے امداد اصلاح پر آمادہ ہونگے کیونکہ بخدا ابھی تک سابق دیون نہین ادا ہوی ہین جو آیندہ کچہہ کام چل سکے لہذا اصلاح پر بڑا نازک وقت آگیا ہے۔

چونکہ مخالفین پر اشاعت اصلاح کا بھی ایک خاص اثر قائم ہے اسلئے ہم اشاعت کی حقیقت کا اظہار تو نہین مناسب سمجھتے۔ مگر اسقدر ضرور عرض کرینگے کہ ۱۳۲۳ھ کی نسبت اب اشاعت نصف رہ گئی ہے جس سی کسیطرح ممکن نہین کہ اسکا وجود باقی رہ سکے زیادہ اس سے کہنا بخوف شماتت مخالفین جائز نہین۔

انتظام اشاعت اصلاح مین ہمنے کبہی قصور نہین کیا۔ مگر اتفاقات سے چارہ نہین لہذا مومنین کو بدل ہونا چاہیے کہ ہمارے مخالفین کے ہفتہ وار اخبار نہینون رکے رہتے ہین اور نہ کوئی شکایت کرتا ہے نہ اونپر کوئی عتاب بلکہ اور ہمت بڑہاتے ہین دس دس بیس بیس خریدار پیدا کرتے ہین پہر کیا مناسب ہے کہ ہماری معزز قوم اس طرف نہ متوجہ ہوگی حالانکہ فضل خدا سے کبھی اشاعت مین ایسی تاخیر بہی نہین ہوئی جو اسدفعہ اتفاقاً پیش آئی۔

صنعۃ الکتفا یا وطی فی الدبر۔ نہایت معمولی سوال تہا جو اصلاح ۱۱ مین درج ہوا۔ مگر اڈیٹر صاحب اہلحدیث کب اسکو پسند کرسکتے ہین کہ ایک کلمہ حق بہی اونکی زبان یا قلم پر آئے۔ اونکی مشین تو صرف دروغ گوئی۔ افترا پردازی کیلئے بنائی گئی ہے تاکہ جاہل مریدونسے خوب روپیہ اینٹھین کہ کسی طرح عثمان غنی کے ہمسر ہوجائین۔

ملاحظہ ہو صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۶۷ مطبوعہ مصر کہ اوسمین وہ یہ حدیث لکہتے ہین باب قولہ تعالی نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم وقدموا لانفسکم حدثنا اسحق

قال اخبرنا النضر بن شمیل قال اخبرنا ابن عون عن قال کان ابن عمر اذا قرء القران لم یتکلم حتی یفرغ منہ فاخذت علیہ یوماً فقرء سورۃ البقرۃ حتی انتہی الی مکان قال تدری فیما انزلت قلت لا قال نزلت فی کذا وکذا امضی ـ وعن عبد الصمد حدثنی ابی قال حدثنی ایوب عن نافع عن ابن عمر فاتوا حرثکم انی شئتم قال یاتیہا فی ...... رواہ محمد بن یحیی بن سعید عن ابیہ عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر صـ ۱۲۵ فتح الباری

خلاصہ یہ ہو کہ ابن عمر صاحب نے بیان کیا کہ آیہ نساء کم حرث لکم اس بارہ مین نازل ہوئی کہ عورتون کی دبر مین دخول کیا جائے۔

مگر بخاری نے چونکہ اس کتاب کو زمانہ خلافت بنی عباس مین لکھا تھا جو اگرچہ اس سی بڑہ کر اعمال قبیحہ مین مبتلا تھے مگر اسکے روادار نہ تھے کہ ایسی بیہودگیان اسلام مین داخل ہون۔ اسلئے بخاری نے لفظ دبر یا ادبار کو نکالکر ایک روایت مین تو لفظ کذا وکذا لکھدیا حسب سے قانونی شکنجہ سے محفوظ رہین۔ اور دوسری روایت مین خالی جگہ چھوڑدی۔ جیسا کہ آپ اکثر اخبار اہلحدیث مین دیکھتے ہین کہ ایسے مواقع پر وہ یا نقطے دیدیا کرتے ہین یا اسطرح کا نشان بنادیتے ہین × ×۔ جیسا کہ اسی نمبر مین آپ اونکی ترکیب ملاحظہ کرینگے۔

بخاری کی اسی ترکیب کو کہ الفاظ خلاف مطلب کو حدیث شریف سی نکال ڈالا وہ صنعۃ اکتفا کا خطاب دیا گیا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین۔

فاما الروایۃ الاولی وھی روایۃ ابن عون فقد اخرجہا اسحق بن راھویہ فی مسندہ وفی تفسیرہ بالاسناد المذکور وقال بدل قولہ حتی انتہی الی مکان حتی انتہی الی قولہ نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم فقال اتدرون فیما انزلت

یعنی پہلی روایت جو ابن عون سے ہے ابن راہویہ نے بھی اپنے مسند و تفسیر مین اسی اسناد سے لکھا ہو اور بخاری نے جو حتی انتہی الی مکان لکھا اوسکی عوض ابن راہویہ نے حتی انتہی الی قولہ نساء کم حرث لکم لکھا (گویا یہ پہلی ترکیب ہے بخاری کی جو صنعت اکتفا کو صرف کیا) جسکے بعد ابن عمر نے

هذه الاية قلت لا قال نزلت فی ایتان النساء فی ادبارهن وهكذا اورده ابن جرير من طريق اسمعيل بن علية عن ابن عون مثله ومن طريق اسمعيل بن ابراهيم الكرابيسي عن ابن عون نحوه - واخرجه ابو عبيد فی فضائل القران عن معاذ عن ابن عون فابهم فقال فی كذا وكذا واما رواية عبد الصمد فاخرجها ابن جرير فی تفسيره عن ابی قلابة الرقاشي عن عبد الصمد بن عبد الوارث حدثنی ابی فذكره بلفظ يأتيها فی الدبر وهو يؤيد قول ابن العربي ويرد قول الحميدی وهذا الذی استعمله البخاری نوع من انواع البديع يسمى الاكتفاء ولا بد له من نكتة يحسن بسببها استعماله ص ۱۲۶ جزو ۱۸ جلد ۴ مطبوعه انصاری دہلی

پوچھا کہ جانتے ہو یہ آیہ کس بارہ میں نازل ہوا راوی نے کہا نہیں۔ تو ابن عمر نے کہا یہ آیہ اس بارہ میں نازل ہوا کہ عورتوں کی دبر میں جماع کریں۔ ابن جریر (امام طبری) نے اس روایت کو اسمعیل بن علیہ کے طریق سے بھی روایت کیا ہے اور نیز بطریق اسمعیل بن ابراہیم کرابیسی بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ابو عبید نے فضائل القرآن میں بہ طریق ابہام روایت کیا کہ کذا و کذا الخ رہی دوسری روایت عبد الصمد کی او سکو ابن جریر نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے یاتیہا فی الدبر یعنے عورت کی دبر میں جماع کرے اور یہ موید ہے قول ابن عربی کی اور رد کرتی ہے قول حمیدی کو۔

اور اس ترکیب کو جو بخاری نے یہاں استعمال کیا ہے فن بدیع کی ایک قسم ہے جسکا نام اکتفا ہے اور ضرور ہے اسکے لئے کوئی نکتہ کہ استعمال اسکا خوب ہو۔

وہابی مسٹر! اب تو تمکو معلوم ہوا کہ حدیث سے کسی لفظ کا نکال ڈالنا اسی کا نام صنعت اکتفا ہے جو خاص خاص نکتوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس سے تمکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ آخری وصیت رسول اللہ میں بھی جو راوی نے کہا کہ حضرت نے تین وصیت کی تھی ایک کو میں بھول گیا۔ اسی صنعت اکتفا کی ایک شاخ ہے آپنے حدیث پر غور کیا ہوگا کہ ابن عمر کا قاعدہ تہا کہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو کسی سے

کچھ کلام نہ کرتے تھے۔ مگر یہ ایسا ضروری مسئلہ تھا کہ جب تلاوت کرتے ہوے یہاں پہونچے تو از خود راوی سے پوچھا تم جانتے ہو یہ آیہ کس بارہ مین نازل ہوا۔ وہ بیچارہ اس خاندانی اسرار سے کہاں واقف تھا صاف صاف کہدیا کہ ہم تو نہین جانتے۔ ابن عمر صاحب نے بتایا کہ یہ آیہ اس بارہ مین نازل ہوا۔ مگر افسوس بخاری نے بخوف سلطنت اوسپر پانی پہیرا کہین تو مکان بنایا کہین کذا و کذا۔ کہین خالی جگہ چھوڑا۔

اب اسکو بھی سن لیجیے کہ ابن عمر کو یہ علم خاندانی طور پر کیونکر ملا اوسی فتح الباری مین ہے واخرجہ احمد والترمذی من وجہ اخر صحیح عن ابن عباس قال جاء عمر فقال یا رسول اللہ ھلکت حولت رحلی البارحۃ فانزلت ھذہ الایۃ نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم اقبل وادبر واتق الدبر والحیضۃ ص۱۲۸

یعنی امام احمد و ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا ہے ابن عباسؓ سے کہ عمر ایک روز رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا مین ہلاک ہوا کہ کل اپنی زوجہ کو اولٹ دیا۔ پس یہ آیہ نازل ہوا نساءکم حرث لکم حضرت نے فرمایا آگے سے آو یا پیچھے۔ مگر دبر اور حیض سے بچانا۔

تو اب اچھی طرح معلوم ہوا کہ ابن عمر نے جو یہ مسئلہ بتایا تھا تو بتقلید اپنے پدر بزرگوار کے جو خود اسکی عامل تھے جسکو آکر رسول اللہ صلعم سے بیان بھی کیا اور حضرت نے منع بھی فرمایا مگر وہ کب ماننے والے تھے خصوصاً ایسی حالت مین کہ قرآن بھی اونکی تائید مین نازل ہوا جو اکثر نازل ہوتا تھا

چونکہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث کی عادت ہے کہ ایکدفعہ ضرور کچھ بول جاتے ہین۔ اسلئے باقی مضامین اسکے متعلق باقی رکھتے ہین کہ اوسوقت ظاہر کیا جائیگا۔

ہان اسقدر عرض کرنا اور ضروری ہے کہ قرآن و حدیث کو جسطرح یہ لوگ تباہ کر رہے ہین اوس سے تو ایک زمانہ واقف ہے مگر ابن حجر نے تو یہی غضب کیا کہ فن بدیع کو بھی غارت کردیا جو بخاری کی اس حرکت کو کہ الفاظ حدیث کو نکال ڈالا صنعت اکتفا کا خطاب دیا کشاف اصطلاحات الفنون مین ہے الاکتفاء بالفاء وھو عند اھل المعانی نوع من انواع الحذف وھو ان یقتضی المقام ذکر شیئین بینھما تلازم وارتباط فیکتفی

سـ۵ دفی حدیث عمر حولت رحلی البارحۃ کنی بہ عن زوجتہ ص۲۷۳ مجمع البحار

باحدهما عن الاخر لنكتة ويختص غالباً بالارتباط العطفي كقوله تع سرابيل تقيكم الحر اى والبرد وخصص الحر بالذكر لان الخطاب للعرب وبلادهم حارة والوقاية عندهم من الحر اهم لانه اشد من البرد عندهم ص۱۲۸۳ مطبوعہ کلکتہ

اکتفا اہل معانی کے نزدیک حذف کی ایک قسم ہے کہ سیاق کلام دو چیزونکے ذکر کو چاہتا ہے جسمین تلازم وارتباط ہے۔ تو ایک کو ذکر کرین دوسرے کو حذف کرین۔ اسیکا نام اکتفا ہے اور زیادہ تر اس قسم کا حذف اوس مقام پر ہوتا ہے جہان عطفی ربط ہو جیسا کہ خدا نے فرمایا ایسا لباس دیا جو تمکو گرمی کے سے حفاظت کرتا ہے مقصود گرمی و سردی دونو ہے مگر صرف گرمی کو ذکر کیا اسوجہ سے کہ اہل عرب کا ملک گرم ہے اونکو گرمی سے حفاظت کی ضرورت زیادہ ہے بہ نسبت سردی کے اسلئے گرمی کو ذکر کیا اور سردی کو حذف کیا۔

اب میان ابن حجر یا اونکے چیلے مولوی ثناءاللہ بتائین کہ مکان۔ اور کنسا اکم حرث لکم مین کونسا تلازم ہے اور کہان عطفی ربط ہے جو کنسا اکم حرث لکم کو حذف کرکے بخاری نے مکان لکھدیا اسیطرح کذا وکذا کو۔ کونسا ربط ہے فی ادبارھن سے۔ یا کاغذ کے خالی جگہ کو کونسا ربط عطفی ہے فی الدبر سے۔

آپنے تنقید بخاری حصہ اول ص۲۴ مین زبان ہلانے والی حدیث کو دیکھا ہوگا جسمین بخاری نے اپنی عقلمندی کا پورا جوہر دکھایا تہا اوسکو بھی ابن حجر نے مسلسل بتحریک الشفۃ کا خطاب دیا تہا۔ یہ دوسرا خطاب آپکے پیش نظر ہے کہ بخاری حدیث کے الفاظ کو نکال رہے ہین بعد خلفای ثلثہ تحریف کر رہے ہین۔ مگر اہلحدیث کو کچھہ غیرت نہین آتی اور اوسکو صنعت اکتفا کا خطاب دے رہے ہین۔ پہر بتائے اس سے بڑہکر دنیا مین کونسی ایمانداری ہوسکتی ہے اور جن لوگون نے اس کتاب کو اپنا راہ نما بنایا وہ کب ہدایت پاسکتے ہین۔

آریون مین جو نیوگ کا مسئلہ کسیطرح جائز مانا گیا ہے اوسکے معلم بلکہ بانی بہی بخاری صاحب ہین جنہون نے عائشہ کی ایک روایت اس مضمون کی لکھی ہے جسکو دیکھکر آریون نے بہی اس اس اصول پر اخذ کیا کہ جو کرامتین پیشوایان اہلسنت بزرگان صحابہ سے ظاہر ہوین شاید وہ اسی نیوگ کی برکت سے ہو۔ پہر جب مخالفین اسلام کا یہی طریقہ تہا تو آریہ کیون نہ اوسکو اخذ کر

مسئلہ لف حریر کتاب ظفر المبین صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور مین ہے جو مولوی شیخ محی الدین صاحب یکے از علماے اہلحدیث کی تصنیف سے ہے مسئلہ بست و دوم اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والونکے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاواے برہنہ مین لکھا ہے اگر حرقۂ حریر ذکر بجید در آورد و دگر برزم باشد قضا است و کفارت واگر در شب بود قضا و غسل لازم نہ مافی المجموعہ

نوٹ اس مسئلہ لف حریر کی نسبت اکثر سوال کیا جاتا ہے لہذا ناظرین اصلاح کو اس کے شواہد زیادہ مل سکین تو اصل کتاب سے عبارت نقل کرکے مع نام کتاب و صفحہ و مطبع دفتر اصلاح مین روانہ کرین کہ شایع کیا جائیگا۔ مخالفین عوام سے یہ کہکر زیادہ بہکاتے ہین کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ شیعہ کی کتابون مین ہے۔ حالانکہ اصلاح مین اور بہی اسکی حقیقت دکہائی گئی ہے مگر اوس سے زیادہ شواہد درکار ہین۔

اہلحدیث اور رسالہ مسافر آگرہ۔ اڈیٹر اہلحدیث ہمیشہ یہی لکہا کرتے ہین کہ پنڈت بہوجدت صاحب اڈیٹر مسافر ہمیشہ انکے مقابلہ سے فرار کرتے ہین۔ مگر افسوس مسافر مورخہ ۲۲ اپریل سے معلوم ہوا کہ بمقام سنبہل ضلع مراد آباد پنڈت صاحب نے بہت کوشش کی کہ کسیطرح مناظرہ ہو۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرار ہی کیا۔ مین کسیکو ڈگری نہین دیسکتا کیونکہ فیصلہ قرآنی اذا جاءکم فاسق بنباء روکتا ہے۔ مگر انجمن صادقین قائم کرکے جسکی فیس ۲ روپے ہی گمان ہوتا ہے کہ جو مصنوعی ذریعہ سے اپنی صدق بیانی ثابت کرے وہ کاذب ہے خصوصاً جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لاٹ مولوی کی شہادت اسپر موجود ہو کہ یہ منافق ہے تو کیونکر تصدیق ممکن ہے کیونکہ قرآن مین ہے واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون۔
پہر جو تجربے آجتک اصلاح کو آپکی ذات سے حاصل ہوے وہ کافی شہادت ہے آپکی صدق بیانی کا کہ اصلاح مین دو دو جز کا مضمون آپکے جواب مین شایع ہوتا ہے اور آپ اوسکے جواب مین لکھتے ہین "اصلاح کیون خاموش ہے" کیا صدیق اکبر کے بعد کوئی اور بہی آپکا ایسا راست گو پیدا ہوا ہے۔
جناب مولوی فقیر اللہ صاحب مدرس اعلیٰ کیساتھ جو آپنے سلوک کیا اوس سے تو ایک عالم باخبر ہے کہ خود مناظرہ کرنے گئے اشاعت مضامین کا وعدہ کیا کسیطرح دو مضمون شایع ہی کیا تو اب الٹے فریاد کیجاتی ہے۔ مگر شنوائی ہی نہین ہوتی۔ یہ سب قرائن تو صاف کہہ رہے ہین کہ اڈیٹر صاحب مسافر کا بیان صح

کلمۃ الانصاف فی آیۃ الاستخلاف

جسطرح عثمان غنی نے اپنے خلیفہ ساز عبدالرحمن بن عوف کو منافق کہکر عشرہ مبشرہ کے نورتن کا منافق ہونا ظاہر کیا تہا۔ اوسی طرح جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جو اہلحدیث کے یہان الاٹ مولوی کہے جاتے ہین۔ اڈیٹر اہلحدیث کو منافق ٹہراکے نفاق کو ایسا کہولا کہ آخر انکو بھی صادقین قائم کرنیکی کہ یہ بھی سچے قرار پائین۔ مگر خداوند عالم فرماتا ہے واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون۔ پھر کیونکر ممکن ہے شہادت قرآنی کے برخلاف اس انجمن کی بدولت فی کس فیکر یہ صادق ہو سکین ؏

اڈیٹر اہلحدیث نے اب اوس کذب بیانی پر کمر ہمت چست باندہی ہے کہ اونکے صدیق اکبر کی روح کو بھی صدمہ ہوتا ہو گا کیونکہ صدیق اہلسنت نے اگر پانچ سو حدیثون کا مجموعہ طیار کیا تہا جسکو مرتے وقت جلوا دیا تو انکے اڈیٹر لاکھون سے بھی متجاوز ہونگے پہر صدیقہ سی بیٹی بھی نہین رہتے ہو انکے مرض الموت مین اوس مجموعہ کو جلادے۔

شوال ۱۳۲۵ھ سے خلافت کے فیصلہ کا قرآن سے وہ اشتہار دیے ہیے ہین جسپر متعدد آیات قرآنی اصلاح مین لکھی گئی جنمین سے ہر آیہ فیصلہ کیلئے کافی ووافی تھا۔ مگر بمصداق ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ایسا اثر پردہ پڑا رہا کہ آجتک انکو نہ معلوم ہو اصلاح نے کیا لکھا اور کس طرح حق کو واضح کیا۔

اصلاح ۲۲ جلد ۱۲ مین ایک بہت بسیط تحریر اسکے متعلق شایع ہوئی جسمین اول سب تحریرونکا خلاصہ تہا۔ مگر وہ تحریر انکو نہ دکھائی دی۔ اور دکھائی دی تو وہ تحریر جسمین مدعی قادیانی کا جواب دیا گیا تھا جس سے اور بھی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے کلام کی تصدیق ہوتی جو انکو مرزائی کہتے ہین کیونکہ

اوس تحریر سے چشم پوشی کرنا جو بمقابلہ اڈیٹر اہلحدیث ہو۔ اور اوس تحریر پر معترض ہونا جو خاص بحاظہ مرزائی ہو بدیہی دلیل انکی ہے کہ یہ بھی ویسے مرزائی ہین یا مرزا کی طرح دعوی نبوت کرنیوالے ہین جس سے تازہ حماقت بھی انکی نمایان ہے کہ مرزائیون نے تو تحریر کو معقول پاکر سکوت اختیار کیا اور آپنے بتصدیق عقل و تہذیب اہلحدیث اپنی عقلمندی دکہانی شروع کی کہ جس امر کا جواب محال در محال ہے اوسکے جواب کا ارادہ کیا۔

بہرحال اڈیٹر اہلحدیث اخبار نمبر ۶ مورخہ ۲۰ صفر مین عنوان ''اصلاح کی اصلاح'' سے اوس تحریر کا جواب دینا چاہتے ہین جو اصلاح ۲۷ جلد ۱۲ مین بعنوان ''بدر قادیانی اور شیعہ'' شایع ہوئی تھی۔ مگر افسوس نقل عبارت مین وہ خیانت کی کہ یقینی طور پر مصداق لعنۃ اللہ علی الخائنین ہوئے۔ کیونکہ خود فرماتے ہین ''اس تمہید کے بعد ہم اپنے عنوان کے مطابق اصلاح کی اصلاح کرتے ہین'' مگر آپنے سمجھا کہ اونہون نے کیا اصلاح کی اصلاح کی۔

یہ وہی اصلاح ہے جسپر شاعر کہتا ہے ؎

اصلاح میدہی خط پروردگار را ... حجام ہر دو دست ترا قطع لازم است

کیونکہ اپنے دنیا مین ہزارون قسم کی بے ایمانی و بددیانتی دیکھی ہوگی۔ مگر یہ بددیانتی بالکل نرالی ہے کہ قول خصم مین جو دلیل ہو اوسکو بالکل اوڑادے اور × × نشان دیکر اپنی چالاکی بھی بتادے ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

اب اس سے بڑھکر بطلان مذہب اہلحدیث کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اڈیٹر صاحب اپنے خصم کی تقریر مدلل کو بالکل بہضم کر جاتے ہین اور ڈکار تک نہین لیتے۔ ملاحظہ ہو اڈیٹر صاحب کی یہ چالاکی کہ لکھتے ہین اڈیٹر موصوف لکھتے ہین

چونکہ یہ مسلمات اہلسنت سے ہے کہ خلافت خلفائے ثلثہ بدلیۂ اجماع ہے نہ بذریعہ نص لہذا وہ نہ کسی آیت سے استدلال کرسکتے ہین نہ حدیث سے خواہ وہ کیسی ہی آیت ہو یا کیسی ہی حدیث کیونکہ پھر وہ زمرۂ اہل سنت سے خارج ہو جائینگے اور رافضی بمر غدا و۔

رسول کا الزام علیہ قائم ہوگا جس سے مسلمانون کو پرہیز لازم ہے۔

آیت وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ۔ ایک ایسی صحیح اور واضح آیت ہے بطلان مذہب اہلسنت پر کہ اگر اسپر ذرہ برابر بھی غور کرین تو معلوم ہو کہ مذہب اہل سنت بالکل باطل ہے کیونکہ اسمین خدا وعدہ استخلاف کرتا ہے اور استخلاف سے مراد بقول اہل سنت خلافت رسول ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ جتنے لوگ صحابہ سے خلیفہ ہونگے وہی تو مومن ہین اور اُن کے سوا جتنے صحابہ ہین سب ایمان سے محروم ہین کیونکہ خدا کہتا ہے وعدہ کیا ہے خدا نے تم لوگون مین ایمان لانیوالون اور عمل صالح کرنیوالون سے کہ ضرور ضرور اُن کو خلیفہ کریگا زمین مین جیسا کہ پہلے لوگون کو خلیفہ کیا۔ جس سے ہر شخص بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ اگر خلافت رسول اس سے مراد ہے تو مومن و عمل صالح کرنے والے ان لوگون سے وہی لوگ ہین جو خلیفہ ہوے کیونکہ امنوا کے بعد منکم ہے جس سے دو باتین سمجھی گئین۔ ایک یہ کہ مومن و صالح الاعمال تم سب نہین ہو کیونکہ من تبعیض کیلئے ہے۔ دوسرے یہ کہ وعدہ تمہین لوگون کے مومنون سے ہے اس سے موعود لہم کی تعیین ہوئی۔ اور جس امر یعنے استخلاف کا وعدہ کیا ہے اسپر لام تاکید ہے اور آخر مین نون تاکید جسکے معنی یہ ہوے کہ ضرور ضرور ہم اُن لوگون کو خلیفہ کرینگے جسکا مفہوم یہ ہوا کہ جو لوگ خلافت سے محروم رہے وہ ایمان اور عمل صالح سے بھی خارج ہوئے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے اور عمل صالح کئے ہوتے تو ضرور خلیفہ بھی ہوتے لہذا خلیفہ نہ ہونا دلیل ہے اُن کے عدم ایمان کی ع ۔ × × اہل سنت اس نتیجہ کو خوب غور سے سمجھین کہ اگر ہفت اقلیم کے اہلسنت بھی جمع

یہ نوٹ ضرور ملاحظہ ہو

ع اڈیٹر صاحب نے یہان وہ تحریف کی کہ حضرت عثمان کو بھی شرمندہ کردیا کیونکہ عثمانی تصرف قرآن غیر مرتب و منظم کی نسبت تھا اور اڈیٹر صاحب کی تحریف اوس اصلاح کی نسبت جسکے ہزارون نسخے ملک مین شایع ہوچکے اور لاکھون اہلحدیث نے دیکھا ہوگا ملاحظہ ہو اصلاح ۱۳ جلد ۱۲ صفحہ ۱ کہ دونون جملون کے درمیان سلے اس سلسلہ عبارت کو اڈیٹر صاحب نے نکال دیا۔

ہو کر اسکا جواب دینا چاہیں تو محال ہے کیونکہ آیت سے ایمان کا مدار خلافت پر ہے جسنے خلافت پائی وہی تو مومن ہوا اور جسنے نہیں پائی وہ مومن نہیں ہے۔ اصلاح ذی الحجہ

جواب نجفیہ۔ سب سے پہلے غور طلب بات یہ ہے کہ آیت میں بصیغہ ﴿کُم﴾ خطاب کن کو ہے اسبات کی تحقیق کے لئے ہم پوری آیت نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔ قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین ٥ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون ٥ (پ ۱۸ ع ۱۳)

شروع اس آیت میں خطاب عام انسانوں سے ہے اور اس خطاب کو آخر تک نبا ہا گیا

بقیہ نوٹ ص ۱۱ ''اسکو یوں سمجھو کہ بادشاہ نے وعدہ کیا کہ جو ہماری فوج سے فلان کام کریگا اس کو ہم جاگیر دینگے اب بادشاہ نے ساری فوج سے ایک شخص کو جاگیر دی تو ہر شخص یہی سمجھیگا کہ اس شخص نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی جس سے جاگیر پائی اور سب محروم رہے۔ اہلسنت اگر اس نتیجہ پر راضی ہیں کہ اتنے صحابہ میں وہی لوگ مومن تھے جو خلیفہ ہوئے تو ہمکو بھی تسلیم میں کوئی عذر نہیں۔ کیونکہ جناب امیر اور امام حسنؑ اور امام حسین علیہم السلام بھی وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات منکم لیستخلفنہم فی الارض میں داخل ہیں اب اہلسنت بعض صحابہ کا ایمان ثابت کریں جو خلافت سے محروم رہے اور انکے اجماع سے خلافت بلکہ قرآن مانا گیا کہ وہ کس قاعدہ سے مومن ہو سکتے ہیں اسلئے کہ یہ آیت نص ہے اسپر کہ وہی لوگ مومن ہیں جو صحابی بھی ہیں۔ اور خلیفہ بھی ہوئے۔ تو اس امر سے صرف ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ حضرت علیؓ۔ امام حسنؑ معاویہ امام حسینؑ۔ مروان۔ عبداللہ بن زبیر مومن نکلے طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد بن ابی وقاص وغیرہ وغیرہ جو عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں سب ایمان سے خارج ہیں'' دیکھو اصلاح صفحہ ۱۱ ، ۱۲ جلد ۱۳۔

چنانچہ توکنتم۔ اور وعملوا کے صیغے بھی اسی طرف راہ نما ہیں۔ سیاق عبارت سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ منکم میں خطاب بھی عام انسانوں سے ہے پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ۔ اے انسانو! تم میں سے جو ایماندار اور نیک عمل ہیں ہم نے ان سے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ ہاں یہ سوال کہ خلفاء کے سوا باقی مسلمان بھی ایماندار تھے یا نہیں جو ایڈیٹر صاحب نے نہایت ہی شوخی سے پیش کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ع سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا است "

آج ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت مانی جاتی ہے اور عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں (برٹش امپائر) انگریزی سلطنت ہے کیا تمام انگریز بادشاہ ہیں؟ کیا یہ سب سربر آرا سلطنت ہیں کیا یہ سب تخت انگلستان کے وارث ہیں؟ غالباً اس کا جواب یہی ہوگا کہ سب تو بادشاہ نہیں لیکن چونکہ انگریزوں کی سلطنت قومی ہے اسلئے حکومت قوم کی طرف منسوب ہوکر انگریزی حکومت کہنا صحیح ہے ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب بحقیقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ خلفاء کی خلافت کے زمانے میں تمام مسلمانوں کی حکومت تھی۔ کیونکہ انگریزی حکومت گو قومی ہے تاہم اس میں بادشاہ کی شخصیت کو دخل ہے۔ باوجود قومی حکومت کے دعوے کے شاہی خاندان قائم ہے اور اسکی ہستی کے ماتحت حکومت کے پرزے چل رہے ہیں لیکن خلافت راشدہ کے زمانہ میں شاہی خاندان کا وجود نہیں تھا بلکہ جس کو قوم منتخب کرتی تھی وہی خلیفہ ہوتا تھا جو مسلمانوں کا ایک وکیل تھا جس کے تمام اختیارات قوم کے ہاتھ میں تھے پھر کون کہہ سکتا ہے کہ تمام مسلمانوں کی خلافت نہ تھی۔ الامین سیف نفسہ

شیعہ دوستو! ہم نے تمہارے اس بڑے مشکل اور کٹھن سوال کو باتوں باتوں میں حل کر دیا۔ مگر آپ لوگ ہمارا سوال حل کریں تو جانیں غور سے سنئے:۔

"سئلت ابا عبد الله عن قول الله وعد الله الذين امنوا منكم ×

قال هم الائمة" اصول کلینی ص۱۱۵

یعنے سنیوں اور شیعوں کے مسلم پیشوا حضرت ابو عبد اللہ جعفر صادق رضی اللہ عنہ (بقول شیعہ) کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد ائمہ اہل بیت ہیں (بہت خوب چشم ما روشن دل ما شاد) مگر یہ تو بتلائے کہ ان ائمہ کے سوا اور کوئی بھی مسلمان تھا یا نہیں؟ غالباً جو ہمارے جواب کی صحت تو

اپنے سوال کی قدر عافیت معلوم ہو سکیگی بس اسے یاد رکھئے اور آگے چلئے:-

جواب الجواب۔ ہمنے آپپر احسان کیا تھا جو خطاب کو خاص کیا تھا کیونکہ عام صیغے میں تمام اہل اسلام میں اسوقت تک وہی لوگ باایمان ہو سکتے ہین جو خلیفہ ہوے کیونکہ آپ بھی تسلیم کرتے ہین معاے انسا نو تم مین سے جو ایماندار اور نیک عمل ہین ہمنے اون سے خلافت کا وعدہ کیا ہے الخ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جسکو خلافت نہین ملی وہ ایماندار او رنیک عمل نہین ہے۔ اور یہی ہمارا مطلب تھا خواہ خطاب لسان سے ہو یا خاص صحابہ سے کیونکہ جب خدانے ایماندار او رنیک عمل سے خلافت کا وعدہ کیا تو اوسکا پورا ہونا ضروری ہے تو جسکو خلافت نہین ملی اوسکا ایماندار اور نیک عمل نہونا بدیہی طور پر ثابت ہوا و ہو المطلوب۔

اڈیٹر صاحب خدا کیلئے وعدہ خدا مین اور اپنے غلط العام مقولہ مین فرق کیجئے کہان خدا کا وہ اٹل وعدہ کہ ہم ایماندار او رنیک عمل کو ضرور خلیفہ کرینگے اور کہان ہمارا یہ کہنا کہ انگریزی سلطنت ہے۔ دونون مین آسمان زمین کا فرق ہے۔ کیونکہ انگریز تو قوم کا نام جسطرح عرب یا عجم قوم ہے۔ پس اگر خدا کا وعدہ قوم عرب کے بعض افراد سے ہوتا تو وعدہ سچا ہوتا اور اگر پوری قوم سے وعدہ ہوا اور ایفا اوسکا ایک سے ہو تو گو وعدہ وفائی نہوگی

یہان تو وعدہ خدا نہ کسی قوم سے ہے نہ کسی صنف سے بلکہ "ایماندار اور نیک عمل سے" جسکے لئے ضرور ہے کہ جو ایماندار او رنیک عمل ہو وہ خلیفہ ہو ورنہ خلف وعدہ لازم آتا ہے۔ تو اب بتائیے جو لوگ خلیفہ نہین ہوے اونکے ایمان کو کیونکر ثابت کر سکتے ہین۔

آپنے اگر شل عثمان تحریف کرکے میری وہ تقریر حذف کی ہوتی جس مین مینے سمجھایا تھا۔ "اسکو یون سمجھو تا بہ آخر تو ہرگز آپکو بہکانے کا موقع نہ ملتا۔ اب سے یہی سمجھئے کہ مثلاً گورنمنٹ اگر یہ وعدہ کرے کہ جو بی اے پاس ہوگا اوسکو نوکری ضرور ملیگی تو جسکو ہم نوکر دیکھینگے اوسکے نسبت ضرور یہ خیال ہوگا کہ یہ بی اے پاس ہے اگرچہ وہ چپراسی ہی کیون نہو اور جس کو دیکھینگے وہ نوکر نہین ہے تو اوسکے نسبت یہی سمجھا جائیگا کہ وہ بی اے پاس نہین ہے —

ہندوستان کا کوئی احمق بھی یہ نہیں سمجھتا کہ جتنے انگریز ہیں وہ سب ہمارے بادشاہ ہیں بلکہ ہر شخص یہی جانتا ہے کہ ہمارا بادشاہ قوم انگریز سے ہے نہ یہ کہ جتنے انگریز ہیں وہ سب بادشاہ ہیں۔

مگر یہاں تو نہ کسی قوم سے وعدہ ہے نہ کسی ذات سے بلکہ ایماندار اور نیک عمل والے کا وعدہ ہے۔ تو اگر ایک ایماندار بھی اس وعدہ سے محروم رہا تو وعدہ خداوندی غلط ہوگا لہذا جو شخص خلیفہ نہیں ہوا اوسکا ایمان کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔

تفسیر ابو سعود میں ہے والمراد بالذین امنوا کل من اتصف بالایمان بعد الکفر علی الاطلاق من ای طائفۃ کان وفی ای وقت کان لامن امن من طائفۃ المنافقین فقط ولا من امن بعد نزول الایۃ الکریمۃ فحسب ضرورۃ عموم الوعد الکریم للکل فالخطاب فی منکم لعامۃ الکفرۃ لا للمنافقین خاصۃ ومن تبعیضیۃ ص ۱۳۲

یعنی مراد مومنین سے آیہ وعد اللہ الذین امنوا منکم میں کل وہ لوگ ہیں جو متصف ہوے ایمان سے بعد کفر کے علی الاطلاق یعنی جس طائفہ سے ہو اور جس وقت میں ہوں نہ یہ کہ فقط وہی لوگوں سے وعدہ ہو جو طائفہ منافقین سے ایمان لائے نہ وہی لوگ جو بعد نزول آیہ کریمہ ایمان لائے۔ پس چونکہ وعدہ خدا کو عام ہونا ضروری ہے کہ کل سے متعلق ہو لہذا جو کافر ایمان لایا اوس سے یہ وعدہ ہے نہ یہ کہ خاص منافقین سے ہو اس بنیاد پر کہ من تبعیضیہ ہے۔

پھر لکھتے ہیں ومن جعل الخطاب للنبی ؐ ولمن معہ عموما علی ان من تبعیضیۃ او لہ ولمن معہ من المومنین خصوصا علی انہا بیانیۃ فقد نا عما یقتضیہ سیاق النظم الکریم وسباقہ بمنازل وابعد عما یلیق بشانہ علیہ السلام بمراحل ص ۱۳۲

یعنی جس شخص نے اس خطاب کو خاص کیا نبی ؐ کے ساتھ یا امت کے ساتھ اس بنیاد پر کہ من تبعیضیہ ہے۔ یا اس خطاب کو رسول اللہ و مومنین سے مخصوص کیا۔ اس بنیاد پر کہ من

بیان ہے۔ تو وہ بہت دور ہوا سیاق نظم کریمہ سے اور اوسکے سباق سے اور ان باتوں سے جو مقتضائے شان رسول کریم ہے۔

اب اڈیٹر صاحب غور کریں کہ جب اس آیہ کی تخصیص صرف صحابہ سے یا مومنین خالصین صحابہ سے ناجائز ہے تو پھر خلفاء ثلٰثہ کی تخصیص کیونکر جائز ہوگی اور ان کی خلافت اس سے کیونکر ثابت ہوگی کیونکہ وعدہ تو تمامی مومنین سے ہے پھر سب کی خلافت بھی ثابت کرنی چاہیئے اور نہیں تو اونکے ایمان سے دست برداری کرنی لازم ہے۔

اڈیٹر صاحب یہ مغالطہ ہے کہ خلفا کے زمانے مین تمام مسلمانون کی حکومت تھی" کیونکہ یہان اسکی بحث ہی نہین وہ اسکی بحث ہے کہ خلیفہ مسلمانون کا وکیل تھا یا سایہ اسکی تفصیل قول متین میں ملاحظہ ہو کہ حکومت صرف حاکم وقت کی تھی۔ بلکہ بحث اسقدر ہے کہ خدا نے ایماندار و نیک عمل سے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ تو جو خلیفہ نہیں ہوا وہ ایماندار و نیک عمل نہین ہے جس سے جہان غیر خلیفہ مسلمانون کا صفت ایمان سے بری ہونا معلوم ہوا وہان آپکے شیخین کا ایمان بھی ہمسر ایمان مروان و یزید و ولید ہونا بھی ثابت ہوا کیونکہ وہ بھی خلیفہ ہوئے۔ تو ہر طرح مذہب اہلسنت باطل ہوا۔ کیونکہ اگر کل صحابہ یا کل مسلمین بہ استثناء خلفا خارج از ایمان ہوئے تو بھی مذہب اہلسنت باطل ہوا کیونکہ خلافت بھی بہ اجماع صحابہ ہے۔ قرآن بھی بہ اجماع صحابہ ہے تو جب کوئی مسلمان ہی نہین رہا تو خلافت یا قرآن کیونکر ثابت ہوگا۔

اور اگر آپکے خلفا کا ایمان بہمسری مروان و یزید وغیرہ خلفا ثابت ہی ہوا تو بھی مذہب اہلسنت باطل ہوا کیونکہ جن خلفا کا ایمان مروان و یزید کا سا تھا۔ وہ جس مذہب کے پیشوا ہون تو اوس سے بدتر کون مذہب ہو سکتا ہے۔

اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں خلافت راشدہ کے زمانہ مین شاہی خاندان کا وجود کہیں نہ تھا، مگر یہ ایسا جملہ ہے کہ اس سے بتلقیل لازم آتا ہے کیونکہ قدیم الایام سے شاہی خاندان بنی ہاشم کا تھا اور بابتداے رسالت سے شاہی خاندان یہی خاندان رسا تھا جسکی طرف قرآن کریم میں قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودة فی القربی میں بھی

اشارہ ہے اور نیز آیہ تطہیر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت مین اور نیز آیہ انفسنا وانفسکم وابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم مین۔ تو اب یہ کہنا کہ زمانہ خلافت مین کوئی شاہی خاندان نہ تھا محض تکذیب کلام الٰہی ہے۔ جسکے بعد پھر کوئی شخص مسلمان نہین رہ سکتا۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ قوم جسکو منتخب کرتی تھی وہی خلیفہ ہوتا تھا۔ کیونکہ ایسا تو کبھی بھی نہین ہوا۔ ابوبکر صرف عمر وابوعبیدہ کی سازش سے خلیفہ ہوئے قوم بالکل ناراض تھی۔ عمر صرف ابوبکر کے زور سے خلیفہ ہوئے عہدنامہ لکھدیا تھا۔ عثمان صرف عبدالرحمن بن عوف کی عیاری سے خلیفہ ہوئے حضرت مقداد وعمار کہتے ہی رہے کہ اگر مسلمانون کا اتفاق چاہتے ہو تو حضرت علیؑ کو خلیفہ مقرر کرو۔ مگر عبدالرحمن بن عوف نے شرط سیرۃ شیخین ایسی لگائی کہ کہ جناب امیرؑ کو انکار کرنا پڑا۔ اور بالفرض اگر یہی ہو تو کون احمق کہہ سکتا ہے کہ سب قوم خلیفہ ہوئی کیونکہ خلیفہ تو ایک ہی ہوتا تھا۔

اڈیٹر صاحب یہ کلام خدا ہے اسمین تحریف نہ کیجئے خدا کہتا ہے جو تمسے ایمان لایا اور نیک عمل کیا اسکو ضرور بالضرور خلیفہ کرینگے جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جو خلیفہ نہین ہوا وہ ایمان سے محروم ہے۔ پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ جسوقت ابوبکر خلیفہ تھے اسوقت مسیلمہ وغیرہ جو مارے گئے وہ بھی خلیفہ تھے۔ اگر تمام مسلمانون کی خلافت تھی تو کیا حضرت علیؑ مسلمان نہ تھے جنکے گھر جلانے کو آگ لکڑی لیگئے تھے۔

شیعہ تو کسی طرح خوارج کو اپنا دوست نہین سمجھ سکتے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ مگر یہ ایسا لاینحل مسئلہ ہے کہ آپ تو کیا اگر ہفت اقلیم کے اہلسنت بھی جمع ہون تو اسکو حل نہین کرسکتے۔ کیونکہ اگر اس آیہ مین استخلاف کے معنی خلافت لئے جائین تو لازم آتا ہے بجز خلفا کوئی مومن نہ ہو۔ اور خلفا کا ایمان بھی اگر ثابت ہوگا تو بدرجہ مساوی۔

اب اپنے لاینحل مسئلہ کا جواب سنئے کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہے کہ جناب امام جعفر صادق

نے فرمایا مراد اس سے ائمہ ہین مگر اس سے آپکا کون سا مطلب حاصل ہوگا کیونکہ یہ تو اصول مقررہ شیعہ سے ہے کہ ائمہ اطہار جملہ صفات کمالیہ مین سب سے افضل ہوتے ہین جو درجہ ایمان اونکو حاصل ہوتا ہے رعایا کو بلکہ خود انکی اولاد کو بھی وہ نہین حاصل ہوتا پھر ہم پر کیا الزام آتا ہے جو آپ پوچھتے ہین ان ائمہ کے سوا اور بھی کوئی مسلمان تھا یا نہین؟ کیونکہ یہ تو یقینیات سے ہے کہ جو ایمان ائمہ کو تھا وہ کسیکو نہ تھا۔

آپکو یا تو بوجہ ناواقفیت مغالطہ ہوا یا قصداً مغالطہ دیتے ہین۔ کیونکہ اعتقاد شیعہ مطابق قرآن یہ ہے کہ اسلام و ایمان مین فرق ہے خدا فرماتا ہے واذ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم جس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور ہے اسلام اور ہے۔ شیعہ قائل ہین ایمان آئمہ بعد رسول اللہ سب سے افضل و اکمل ہے جنکا کوئی مقابل نہین اور اہلسنت کی احادیث سے بھی یہی ثابت ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین ہے کہ قرآن مین جہان یا ایہا الذین اٰمنوا آیا ہے حضرت علی اوسکے امیر ہین۔ اور ماورائے ائمہ اطہار سب جتنے لوگ تھے مسلمان تھے۔ جنمین بعض مومنین تھے اور اکثر منافقین پھر آپ کیا پوچھتے ہین ائمہ کے سوا اور کوئی مسلمان بھی تہا یا نہین؟ کیونکہ ایمان اور عمل صالح کے فرد کامل یہی حضرات تھے۔ اور ماورا ان حضرات کے بقیہ صحابہ مسلمان تھے جنمین بعض مومنین بھی تھے جنکی تعداد بہت قلیل تھی قلیل من عبادی الشکور بخلاف عقیدہ اہلحدیث کہ وہ مطابق صحیح بخاری ایمان و اسلام کو مترادف لیتے ہین کہ جب اسلام پایا جائیگا تو ایمان بھی پایا جائیگا اور اگر ایمان نہ پایا جائیگا تو اسلام بھی نہ پایا جائیگا۔

اب جب آیہ استخلاف سے صرف ایمان خلفا ثابت ہوا تو ایمان و اسلام غیر خلفا باطل ہو جس سے تمامی صحابہ کا کفر لازم آیا جو بدیہی البطلان ہے لہذا آیہ استخلاف سے خلافت خلفا کا مراد ہونا بھی باطل ہوا

اتبو اچھی طرح آپکو معلوم ہوا کہ اگر آپ آیہ استخلاف سے خلافت خلفا ثابت کرینگے تو تمامی صحابہ کے ایمان سے دست برداری لازم آئیگی۔ کیونکہ خدا نے مومنین و عاملان عمل

صلاح سے حتمی وعدہ استخلاف کیا ہے جسمیں تخلف محال ہے لہذا معلوم ہوا کہ جو لوگ خلیفہ نہیں ہوئے وہ ایمان و عمل صالح سے محروم تھے۔ جب وہ مومن بھی نہ رہے تو اجماع بھی باطل ہوا کیونکہ ومن یتبع غیر سبیل المومنین مین داخل ہوئے۔

انتہا ڈاکٹر صاحب کو بخوبی معلوم ہوگا کہ ہمارے اشکال سے وہ کسی طرح رہائی نہیں پا سکتے کیونکہ ایمان و اسلام کو وہ مرادف جانتے ہین۔ اور خلفائے ثلثہ وسائر صحابہ مین تفاوت مدارج ایمان کے نہیں قائل ہین۔ لہذا اگر آیہ استخلاف سے خلافت خلفا ثابت کرینگے تو بقیہ صحابہ کے ایمان و اسلام سے انکار لازم ہوگا بخلاف ہمارے کہ ہمپر کوئی الزام نہیں آسکتا۔ ہم ایمان و اسلام مین عام و خاص مطلق کے قائل ہین اور ایمان ائمہ و رعایا کے تفاوت کے قائل ہین تو آیہ استخلاف سے اگر عدم ایمان بقیہ صحابہ لازم آیا تو کوئی ایراد نہیں کیونکہ یہ تو عین ہمارا مذہب ہے کہ جو ایمان ائمہ کو حاصل تہا وہ غیر کو نہ تھا کسے باشد۔

اثبات خلافت ائمہ اطہار ڈاکٹر صاحب احادیث ائمہ اطہار سے بھی ثابت ہے کہ یہ آیہ انھیں حضرات کے استخلاف کے بارہ مین ہے کہ خدا نے انکو حضرات کو اپنا خلیفہ زمین مین مقرر کیا جسکا اقرار اہلسنت کو بھی ہے۔ گو آپکو نہو کیونکہ آپنے اپنے قبلہ و کعبہ جناب مولوی وحید الزمان صاحب نواب وقار نواز جنگ کی ہدیۃ المہدی دیکھی ہوگی جسکا اشتہار بھی آپ مکرر دے چکے ہین اور اوسپر اپنا اعتماد و وثوق پورا ظاہر کر چکے ہین وہ لکھتے ہین بعد ذکر اسماء مطہرہ ائمہ اثنی عشر ہؤلاء الائمۃ الاثنا عشر ھم الامراء فی الحقیقۃ انتہت الیھم **خلافۃ** سید المرسلین و ریاسۃ الدین ص ۱۰۲ یعنی یہی ائمہ اثنی عشر علیہم السلام امیر المومنین ہین حقیقت مین جن تک منتہی ہوئی خلافت سید المرسلین اور ریاست دین۔

اب آپ ہی بتائے ان حضرات کون سی خلافت حاصل ہوئی کیا خلافت بمعنی سلطنت؟ پھر وہ خلافت کیونکر حاصل ہوئی بنص یا بہ اجماع؟ پھر انکے مصداق لیستخلفنھم فی الارض مین کیا عذر ہے۔ فصدق الامام۔

اگر اسپر بھی تسکین نہو تو شاہ ولی اللہ کا مقالہ وفیہ ملاحظہ ہو ائمہ اثنا عشر اقطاب نسبتی بودند از نسبتہا و درواج تصوف مقارن انقراض ایشان پیدا شد۔ اما عقیدہ و شرع بجز از حدیث پیغمبر نتوان گرفت قطبیت ایشان امر است باطنی بتکلیف شرعی کار ندارد و نص و اشارت ہر یکے بہ تاخر بہ اعتبار ہمان قطبیت است و امور امامت کہ یکقندر راجع بہمانست کہ بعض خلص یاران خود را بران مطلع می ساختند

ہمکو شاہ صاحب کی کل تقریر سے غرض نہین بلکہ انہین فقرات سے مطلب ہے جنپر خط دیدیا گیا کہ ائمہ اثنا عشر اقطاب نسبتی تھے اور ہر ایک ان مین سے مدعی امامت تھا اور ایک پر دوسرا نص کرتا۔

اسکی شرح مین مولوی صدیق حسن خان صاحب جو اہلحدیث کے امیر المومنین ہین لکھتے ہین حاصل آنکہ این ائمہ اہل عبادت و زہد و مراقبت بودند و احسان را کہ قسیم اسلام و ایمان است و حدیث جبرئیل ع بر آن مشتمل بوجہ نیکتر ورزیدند و چون تدریس علوم ظاہریہ مستدعی اجتماع احزاب متحزبہ و جموع متکثرہ است و ملوک و سلاطین بنی امیہ و خلفائے عباسیہ با این حضرات بابرکات بخوف زوال ملک خود بد بودند اشتغال ایشان باین مصالح اتفاق نیفتاد تا گمان باطن اہنا بایقین ظاہر بملاحظہ این اسباب متبدل نگردد و منجر بفساد دیگر نشود معہذا آنچہ از دست بنی امیہ و بنی عباس بایشان و ذریت ایشان رسید برا حدی از سیر شناسان و تاریخ دانان مخفی نیست صد۳ مقالہ فصیحہ

ابتو اچھی طرح آپکو حقیقت کلام امام معلوم ہوئی کہ حقیقۃً وہی حضرات اس آیہ استخلاف سے مراد ہین اور غیر انکا مصداق کامل ایمان و عمل صالح کا نہین ہو سکتا جس سے خود مولوی وحید الزمان صاحب نے ان حضرات کو خلفاے رسول اللہ قبول کیا۔ اور شاہ ولی اللہ نے انکی قطبیت و امامت اور نص و اشارت کو یکے بعد دیگرے تسلیم کیا۔

اور شاہ صاحب نے جو از راہ خبث باطنی چاہا تھا کہ ان حضرات کو مثل صوفیہ کے

سجادہ نشین بنائیں جس سے کو بچارا کوئی ضرر نہ تھا مگر مولوی صدیق حسن خان صاحب نے اونکی نہایت معقول طور پر توجیہ کر دی کہ چونکہ سلاطین بنی امیہ و بنی عباس بخوف زوال ملک و سلطنت اون حضرات کے پاس آمد و رفت کسیکی پسند نہیں کرتے تھے لہذا وہ حضرات مجبور تھے نہ یہ کہ احکام شریعت مین اون کا حکم قابل قبول نہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا مطلب ہے۔

وجہ عدول مفسرین اہلسنت از تفسیر آیہ استخلاف

اڈیٹر صاحب یہی تو وجہ ہے کہ چونکہ ائمہ اطہار ع اس سے وہ خلافت مراد لیتے تھے جسکے لئے نص ہونا ضروری ہے جس سے آپکے تمامی خلفا کی خلافت باطل ہوتی ہے۔ اسلئے آپکے کل مفسرین نے باجماع استخلاف سے بمعنی خلافت مراد لینے سے انکار کیا اور معنی اسکے وراثت ارضی کئے لکو نہ خلافت بمعنی نیابت رسول (۱) ملاحظہ ہو تفسیر امام طبری لیستخلفنھم فی الارض یقول لیورثنھم اللہ ارض المشرکین من العرب والعجم فیجعلھم ملوکھا وساستھا کما استخلف الذین من قبلھم یقول کما فعل من قبلھم ذلک ببنی اسرائیل اذا اھلک الجبابرۃ بالشام وجعلھم ملوکا وسکانھا صفحہ ۱ جلد ۱۸

یعنی لیستخلفنھم سے مراد وارث زمین بنانا ہے (نہ خلیفہ بنانا) کہ مسلمانونکو مشرکین عرب و عجم کی زمین کا وارث بنائینگے کہ اوسکے بادشاہ اور امرا ہونگے جیسا کہ قبل انکے بنی اسرائیل کو جبابرہ شام وغیرہ زمین کا وارث و مالک بنایا۔

لیجئے خلافت کلی جسمین بحث ہے یا زمین کا وارث و مالک ہونا کہ کفار و مشرکین کا قائم مقام کرینگے۔

(۲) پھر اوسی تفسیر مین ہے قال مکث النبی عشر سنین خائفا یدعوا الی اللہ سرا وعلانیۃ قال ثم امر بالھجرۃ الی المدینۃ قال فمکث بھا ھو واصحابہ خائفون یصبحون فی السلاح ویمسون فیہ فقال رجل ما یاتی علینا یوم نامن فیہ ونضع عنا السلاح فقال النبی لا تغبرون الا یسیرا حتی یجلس الرجل منکم فی الملاء العظیم محتبیا لیس فیہ حدیدۃ فانزل اللہ

هذه الآية وعد الله الذين صلا

یعنی آنحضرت دس برس تک مکہ میں قیام فرمارہے حالت خوف میں کہ خدا کی طرف دعوت کرتے تھے ظاہر و پوشیدہ پھر بحکم ہجرت ہو طرف مدینہ کے اور یہاں بھی حضرت کی اور آپکے اصحاب کی یہی حالت رہی کہ ہر وقت لباس جنگی میں بسر کرتے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے کہا کیا کوئی ایسا وقت بھی آئیگا کہ ہم لوگ بے ہتھیار رکھے رہ سکیں تو حضرت نے فرمایا بہت قریب زمانہ ہے کہ تم لوگ بڑے بڑے مجمعوں میں بیٹھو گے وہاں کسی آلہ حرب کی ضرورت نہوا اور پھر خدا نے یہ آیت نازل کیا۔

تو بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ ان مفسرین نے استخلاف سے مراد خلافت کو نہیں لیا۔ بلکہ مسلمانوں کے امن و امان و اطمینان کو مراد لیا۔

(۳) تفسیر ابو سعود میں ہے جو حاشیہ تاریخ کبیر پر چھپی ہے ای لیجعلنهم خلفاء متصرفين فيها تصرف الملوك في ممالكهم وخلفا من الذين لم يكونوا على حالهم من الايمان والاعمال الصالحة كما استخلف الذين من قبلهم هم بنوا اسرائيل استخلفهم الله عز وجل في مصر والشام بعد اهلاك فرعون والجبابرة اوهم ومن قبلهم من الامم المومنة التي اشير اليهم في قوله تعالى الم يأتكم نبأ الذين من قبلكم قوم نوح وعاد وثمود صـ۱۳ جلد ۱

یعنی ہم تمکو خلفاء ارض بنائینگے کہ ہر طرح کا تصرف کرو اوس میں جسطرح بادشاہ اپنے ملک میں تصرف کرتے ہیں۔ اور تمکو خلف قرار دینگے انکا جو ایمان و عمل صالح سے محروم تھے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو مصر و شام کا باشندہ بنایا بعد ہلاک فرعون و جبابرہ۔ یا مراد قبل سے اسکے ماقبل کے لوگ بھی ہیں جنکی طرف خدا نے آیہ الم یاتکم میں اشارہ کیا قوم نوح و عاد و ثمود سے۔

(۴) تفسیر کشاف میں ہے صـ۱۳۶ جلد ۲ وعدهم الله ان ينصر الاسلام على الكفر ويورثهم الارض ويجعلهم فيها خلفاء كما فعل ببني اسرائيل حين اورثهم مصر والشام بعد اهلاك الجبابرة

(۵) تفسیر خازن صـ۳۳ جلد ۵ و معنی لیستخلفنهم اللہ لیورثنهم ارض الکفار من العرب والعجم فیجعلهم ملوکها و ساستها و سکانها۔

(۶) تفسیر مدارک مین ہے بحاشیہ خازن لیستخلفنهم فی الارض ای ارض الکفار و قیل ارض المدینة والصحیح انه عام لقوله علیه السلام ہذا الدین علی ما دخل علیہ اللیل

(۷) تفسیر جلالین مین ہے برحاشیہ بیضاوی صـ۹۵ جلد ۲ لیستخلفنهم فی الارض بدلا عن الکفار

(۸) اور تفسیر بیضاوی مین ہی لیجعلنهم خلفاء متصرفین فی الارض تصرف الملوک فی ممالیکهم صـ۹۵

ان اقوال مفسرین کو ملاحظہ فرمایئے کہ کسطرح انہون نے اوس خلافت سے انکار کیا ہے جو متنازع فیہ ہے یعنی نیابت رسول ۔ اور مراد لیا ہے ارضی وراثت و سکونت کو جسکی صرف یہی غرض ہے کہ اگر وہ خلافت مراد لی جائے جسمین نزاع ہے تو پھر مذہب اہلسنت بالکل باطل ہو تا ہے۔

کیونکہ خدا نے تمامی مومنین و صالح الاعمال سے خلافت کا وعدہ کیا ہے تو معلوم ہوا ہی لوگ مومن اور نیک عمل تھے جو خلیفہ ہوئے جسمین ایک طرف آپکے خلیفہ ابوبکر ہین تو دوسری طرف مروان ابن الحکم جسپر لعنت کرنے کو شاہ عبد العزیز صاحب لوازم سنت سے قرار دیتے ہین یہی تو وجہ ہے کہ آپکے امام فخر الدین رازی نے بھی اسکو لکھدیا فان قیل الآیۃ الظاهر انها صـ۲۸ تقتضی حصول الخلافة لکل من امن و من عمل صالحا و لم یکن الامر کذلک

یعنی اسپر یہ اعتراض ہوتا ہی کہ آیہ سے تو کہ الظاہر ہو کہ معنی ظاہری ترک کر دیا جائے کیونکہ مقتضائے آیہ یہ ہے کہ ہر شخص جو ایمان لایا وہ خلیفہ ہو حالانکہ ایسا نہین ہوتا۔

تو اب تو میری تقریر کی حقیت بخوبی ظاہر ہو گئی کہ اگر اس آیہ استخلاف سے خلافت مطلق لیجائے تو یا سکی خلافت ثابت کرنی ہو گیا سکے ایمان سے بہ استثنائے خلفا دست بہ داری لازم آتی وہو المطلوب

فخر الدین رازی نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ استخلاف بمعنی وراثت ارض تو

سبکو حاصل ہو لہذا معرض بشارت مین اوسکو مغائر ہونا چاہئیے۔ مگر یہ ایسا مہمل جواب ہیکہ قابل توجہ بھی نہین۔ کیونکہ اسکی رد تو ابو سعود وغیرہ مفسرین نے کی ہے کہ اگر تخصیص کی جائے تو وعدہ خدا بالکل لغو ہوتا ہے جو عام وتام ہے۔ لہذا بجز اسکے چارہ نہین ہیکہ یا تمامی مومنین کی خلافت مخصوص عہد ثابت کیجائے یا سکے ایمان سے دست برداری کی جائے بااستثنائے خلفا جس سے پھر بھی ایمان خلفا ثابت نہو کیونکہ اگر ایمان ثابت ہوگا تو پھر مروان ویزید وغیرہ جو خلیفہ ہوئے اب ہم پھر وہی کہتے ہین جو پہلے لکھ چکے کہ اگر ہفت اقلیم کے اہلسنت جمع ہون جنمین خوارج وہابی۔ مرزائی چکڑالوی۔ آریہ سب داخل ہین تو اس عقدہ لاینحل کو نہین حل کر سکتے۔ کیونکہ فخر الدین رازی لکھتے ہین منکم یدل علی ان ھذ الخطاب کان مع الحاضرین کہ لفظ منکم دلالت کرتا ہے اسپر کہ خطاب اونہین لوگون سے ہے جو اوسوقت حاضر تھے۔ تو اب بتائے اون حاضرین سے کتنے آدمی خلیفہ ہوئے وہی سات ابوبکر۔ عمر۔ عثمان حضرت علی۔ امام حسن معویہ۔ مروان۔ عبداللہ بن زبیر۔ تو بقیہ صحابہ کا ایمان کیونکر ثابت ہوگا اور جب اونکا ایمان کسی طرح نہین ثابت ہو سکتا تو پھر ان خلفا کی خلافت کیونکر ثابت ہوگی جسکے لئے اجماع مومنین ضروری ہے۔ کہیئے اب اس سے بڑھکر کونسی آیت بطلان مذہب اہلسنت کی دلیل ہوگی پھر اسکے بعد اڈیٹر صاحب اصلاح کی یہ عبارت لکھتے ہین "دوسرا نتیجہ اہل سنت کو یہ بھی ملیگا کہ بوقت خلافت اول خلیفہ دوم وسوم ایمان سے محروم ہونگے کیونکہ اگر وہ ایمان لائے ہوتے تو وہ بھی ضرور اسی وقت خلیفہ ہوتے لہذا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اُس وقت ایمان سے محروم تھے ورنہ خدا پر خلف وعدہ کا الزام عائد ہوگا" (اصلاح ذی الحجہ صلہ)

جواب اہلحدیث۔ اس سوال کا جواب ہماری طرف سے وہی ہے جو ابھی دے آئے ہین اور پھر بھی وہی سوال وارد ہے جو پہلے وارد کر آئے ہین۔ آگے چلئے۔

جواب الجواب۔ آگے چل کیونکر سکتے ہین پہلے اس مشکل کو تو حل کر لیجئے۔ کیونکہ وعدہ خدا خلافت رسول دینے کا ہے مومنین صالحین سے تو ضرور ہے کہ جو مومن ہو وہ خلافت پائے۔ اور خلافت پاتے ہین تو صرف ابوبکر پھر عمر اوسوقت کیونکر مومن ہو سکتے ہین جو خلافت سے محروم تھے۔ لہذا انکو ضرور ماننا پڑیگا کہ اوسوقت وہ مومن نہ تھے ورنہ ضرور خلافت پاتے۔ اور جب اوسوقت

مومن نہ تھے تو خطاب آیہ سے بھی خارج ہوئے۔ پھر با وصف خروج عن الخطاب خلافت بانا خلاف وعدہ خدا ہوا اور ابوبکر کی بھی خلافت گئی کیونکہ خلافت اونکی بنص تو تھی نہین بلکہ بہ سازش عمر تھی جسکا نام اجماع رکہا گیا اور خلافت بھی باطل ہوئی وقس علیہ الباقی

اڈیٹر صاحب یہ کلام خدا ہے۔ کیا اس سے استہزا! سمجھ بوجھ کر قدم رکھئے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپکے حق مین فرمایا ہے یقرئن القران ولا یجاوز حناجرھم قران پڑھینگے مگر نہ سمجھینگے۔

رہا یہ امر کہ ہم پر بھی وہی ایراد وارد ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ ہم تو استخلاف بنص خدا و رسول کے قائل ہین کہ رسول اللہ ﷺ نے بتصریح تمام خلافت پر نص کیا کہ پہلے حضرت علیؑ خلیفہ ہونگے پھر امام حسنؑ پھر امام حسینؑ اسی طرح باقی آئمہ پھر ہمپر کونسا ایراد ہو سکتا ہے۔ فھل یستوی الذین یعلمون والذی لا یعلمون او ھل یستوی الظلمات والنور۔

پھر عبارت اصلاح لکھتے ہین " تیسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان سب مراحل کے بعد اگر خلفائے ثلثہ کا ایمان ثابت ہوگا تو معاویہ و مروان پر جن پر خدا اور رسول کا لعنت کرنا آیت والشجرۃ الملعونہ فی القران واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا اور احادیث متواترہ بین الفریقین سے ثابت ہے تو جب ایمان خلفائے ثلثہ مساوی ہوا ایمان معاویہ و مروان کے کیونکہ خلافت بھی سب نے برابر پائی تو لعنت کے بھی بدرجہ مساوی حصہ دار ٹھیرے کیونکہ مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے۔" (ایضاً ص ۱۹)

جواب اہلحدیث اس کے جواب مین اور تو نہین مگر احادیث متواترہ بین الفریقین کا ضرور پوچھتا ہون جن مین ان لوگون پر لعنت آئی ہو اگر نہ بتلا سکیں تو ہم آپکو بتلا وینگے کہ قرآن مجید مین دروغ گوئی پر لعنت آئی ہے۔ اگر آپ اس قرآن کو عثمانی قرآن کہکر قابل ترک نہین جانتے تو اس سزا سے ڈر کر ہمین اس متواتر بین الفریقین حدیث کا نشان دیجئے بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا۔

حدیث مذکور کا نشان دیکھکر آپکو منطق کی کلی مشکک بتلاؤنگا۔ آگے چلئے۔

جواب الجواب - آپ ہر جگہ آگے چلنے کو کہتے ہین اور پیچھے کی خبر نہین رہتی۔ خدا آپکو اسکی توفیق دے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پر ایمان لائے اور اوسکی تلاوت فرمائے کہ اللّٰھم العن اول ظالم ظلم حق ال محمد و اٰخر تابع لہ کی تصدیق ہو پہلے آپ یہ تو فرمائے کہ متواتر کہتے ہین کسکو تاکہ آپکو معلوم ہو معویہ و مروان پر لعنت احادیث متواترہ سے ثابت ہے کیونکہ مینے کسی حدیث خاص کی نسبت نہین کہا ہے کہ فلان حدیث متواتر ہے۔ بلکہ احادیث متواترہ بین الفریقین کہا ہے۔

اگر آپ اون احادیث متواترہ بین الفریقین کی تفصیل دیکھنا چاہتے ہین تو مناظرہ امجدیہ حصہ اول صفحہ ۹۴ لغایت ۱۰۱ ملاحظہ فرمائیے جسمین احادیث رسول اللہؐ۔ وجناب امیرؑ۔ وامام حسنؑ و امام حسینؑ۔ وکلام عائشہ۔ وعقیل بن ابی طالب۔ وابن عباس۔ واروی بنت حارث۔ ووائل ابن حجر صحابی۔ وابوموسی اشعری۔ وقیس بن سعد۔ وسمرہ بن جندب وسلیمان بن صرد خزاعی۔ وکلام شریک بن اعور تابعی وانصاری تابعی و جاریہ بن قدامہ و زرقا بنت عدی تابعیہ ومحمد بن ابی بکر صحابی۔ وخطبہ یزید بن معویہ ومعویہ بن یزید۔ وخلیفہ ہادی باللہ۔ ومامون رشید۔ وکتاب معتضد باللہ عباسی۔ درج ہی اور اگر اسکی تصریح منظور ہے کہ شجرہ ملعونہ سے مراد ہونا معویہ وغیرہ کا ثابت کرون تو مناظرہ امجدیہ حصہ ثانیہ صفحہ ۳۰ لغایت ۳۱ ملاحظہ فرمائیے جسمین تفسیر کبیر۔ تفسیر نیشاپوری۔ تفسیر بیضاوی تفسیر خازن۔ تفسیر درمنثور سیوطی سکی تصریحین موجود ہین۔

اور اگر مناظرہ امجدیہ اسوجہ سے نہ دیکھ سکتے ہون کہ وہ جناب فخر الحکما دام ظلہ کی تصانیف منیفہ سے ہی۔ تو آپ النصائح الکافیہ تصنیفات جدید علامہ محمد بن عقیل سنگاپوری کو ملاحظہ فرمائیے جو حال کے اعلم علمائے اہلحدیث سے ہین ملاحظہ ہو صفحہ ۷ لغایت ۳۷

اور اگر بوجہ نازک مزاجی اتنا تحمل نہ ہو کہ ان طولانی کتابون کو دیکھکر مصداق کمثل الحمار یحمل اسفارا بنین تو تاریخ روض الناظر علامہ ابوالولید محمد بن شحنہ کو ملاحظہ فرمائیے جو تاریخ کامل جلد ۱۱ و ۱۲ کے حاشیہ پر چھپی ہے اور نہایت مختصر ہے صفحہ ۱۵۰ جلد ۱۱ کامل کے حاشیہ پر ہے فی سنۃ ثلاث وثمانین ومائتین ۲۸۳ امر المعتضد بتوریث

ذوی الارحام وابطل دیوان المواریث واظہر سب معویہ وابیہ و
ابنہ وصحح ان المفسرین اتفقوا علی ان المراد بالشجرۃ الملعونۃ فی
القرآن بنو امیہ -

یعنی ۲۸۳ھ مین معتضد باللہ نے حکم دیا کہ قرابت مندون کو میراث دی جائے (خلفائے
سابق نے اسکی ممانعت کی تہی) اور دیوان میراث باطل کیا جائے (اللہ اللہ یہ عبارت
خلفائے اہلسنت کو ملی تھی کہ قرآن کا حکم میراث باطل کرکے دیوان میراث قائم کیا تھا)
اور اسی سنہ مین معتضد نے ظاہر کیا لعنت کو معویہ پر اور اوسکے باپ ابوسفیان پر اور
اوسکے بیٹے یزید پر۔ اور بطور صحیح ثابت کیا کہ **مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کہ قرآن
مین جو لفظ شجر ملعونہ آیا ہے اوس سے مراد بنی امیہ ہین**"

کہئے اڈیٹر صاحب۔ بس ایک نگاہ پر ٹھیراہے فیصلہ دل کا۔ کیسا سچا مقولہ ہے کیونکہ۔
معتضد باللہ بھی ویسے ہی خلیفہ بحق ہین جیسا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بمدارج اولی افضل تھے
اونکے اس فیصلہ پر کیون نہین ایمان لاتے کہ باجماع مفسرین شجرہ ملعونہ سے مراد بنی امیہ
ہین جنمین عثمان غنی بھی داخل ہین۔

کہئے اب بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین پر ایمان لائیگا یا نہین کیونکہ اوسی
قرآن مین تو یہ بھی ہے الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اگر لفظ تواتر پر آپکی بحث ہے تو نصائح کافیہ لمن یتولی معاویہ ملاحظہ فرمائے جو تالیفات
جدیدہ سے ہے آپکے علامہ جلیل سید محمد بن عقیل نے جو لکھتے ہین ولتقدم منہا امور بقائہ
واعظمہا شئما علی المسلمین فی الدنیا واکثرہا وبالا علیہ وعلی اشیاعہ فی الاخرۃ و
ھی لعنہ علی الامام الحق ومناصبتہ العداوۃ والبغضاء لمن عداوتہ عداوۃ
اللہ ورسولہ وبغضہ نفاق کما دلت علیہ الاحادیث الصحیحۃ المتعددۃ التی
لم یبق معہا ریبۃ للمنصف فی سوء حال معویہ وفساد دینہ واستخفافہ
بالدین وجرءتہ علی اللہ وعلی رسولہ ثم نتبعہا بما ثبت بالتواتر او النقل

الصحیح من موبقاتہ العظیمۃ وفظائعہ الجسیمۃ ص۵۱

کہیئے آپکے معویہ کے موبقات عظیمہ وفظائع جسیمہ کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہوا یا نہیں کیونکہ مصنف فرماتے ہین ماثبت بالتواتر والنقل الصحیح یعنی یہ چیزین بطور تواتر او نقل صحیح ثابت ہین۔

ہان یہ لطیفہ خوب ہی ارشاد ہوا "حدیث مذکور کا نشان دکھلا کر آپکو منطق کی کلی مشکک بتلاؤنگا" جس سے معلوم ہوا کہ آپ حدیث پر کسی طرح ایمان لائینگے پہلے سند۔ وغیرہ کی بحث کرینگے۔ عیب اوس سے بھی عاجز ہونگے تو کلی جزئی کی بحث نکالینگے آخر مین کلی مشکک قرار دینگے کیون نہو فخر الدین رازی کو آپ ہی لوگ امام المشککین کہتے ہین اور عمر صاحب کا مقولہ تو سبکو معلوم ہے ماشککت فی نبوتہ منذ اسلمت کیومئذ۔ یعنی صلح حدیبیہ مین ہمکو جیسا حضرت کی نبوت مین شک ہوا کبھی نہوا تہا حالانکہ معویہ وہ ہے کہ آپکے قبلہ وکعبہ مولوی وحید الزمان صاحب ہدیۃ المہدی مین فرماتے ہین معاویۃ ومن بعدہ ملوک لاخلفاء وخالف فیہ شیخنا عبد القادر الجیلانی فقال خلافۃ معویہ صحیحۃ ثابتۃ بعد موت علی وبعد خلع الحسن بن علی ولعلہ اراد بالخلافۃ الحکومۃ لان الذی یظہر من نص الحدیث ھو ان بعد الحسن بن علی ملک عضوض ولماحزن النبی من رویۃ بنی امیہ وقال عمر نزلت الایۃ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ فی الجہاد علی بنی امیہ وبنی المغیرہ وقال ھما افجر ان من قریش بنو امیہ وبنو المغیرہ فلیکف تصیر حکومتھم خلافۃ شرعیۃ ص۱۰۹ جلد اول

یعنی معویہ وغیرہ بادشاہ ہین نہ خلیفہ۔ اسمین شیخ عبد القادر جیلانی نے مخالفت کی ہے کہ خلافۃ معویہ صحیح ہے بعد امام حسنؑ کے مگر شاید مقصود اونکا خلافت سے حکومت ہو کیونکہ نص حدیث سے ظاہر ہے کہ بعد امام حسنؑ ملک عضوض ہے اور نیز اسوجہ سے کہ رسول اللہ محزون ہوے تھے رویت بنی امیہ سے اشارہ ہے اوسی خواب کی طرف جسپر شجرہ ملعونہ نازل ہوا۔ اور نیز اسوجہ سے کہ کہا عمر نے آیہ جاھدوا فی اللہ حق جہادہ اسی بارہ مین نازل ہوا کہ بنو امیہ وبنو مغیرہ سے حکم جہاد تہا۔ یہ دونو فاجر ترین قریش ہین یعنی بنو امیہ وبنو المغیرہ پہر انکی حکومت خلافت شرعیہ کیونکر ہو سکتی ہے کہیئے اڈیٹر صاحب آپکا کلی مشکک کیا ہوا

لفظ شراب کی تحقیق

مے نوشی بمذہبے کہ جائز باشد
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

رسالہ اصلاح جلد ۱۲ نمبر ۳ سے "حرمۃ الخمر" کی سرخی سے ایک مسلسل مضمون نکلنا شروع ہوا ہے جسکی اصلی غرض یہ ہے کہ ہندوستان کے سینون مین بہ تقلید خلفائے اہلسنت جو شرابخواری کی عادت بڑہتی جارہی ہے اوسکی روک تہام کیجائے اور اسکی دنیوی و دینی مضرتون سے ناواقف سنی بہائیونکو مطلع کیا جائے۔ اسی ذیل مین منجملہ اور خلفائے اہلسنت کے حضرت عمر کی شرابخواری کے بہی متعدد واقعات مستند کتب اہلسنت مثل مستطرف (ص۲۱۱) کتاب ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب (ص۲۱۱) الفاروق مولوی شبلی صاحب (ص۲۰۳) سے ضمناً درج ہوگئے۔ اسپر ہندوستان کے سنی علما مین ایک آگ سی لگ گئی اور مخالفت کا طوفان بلند ہوگیا (مگر افسوس واقعات ہی ایسے ہین اور روایات ہی اس قسم کی ہین جن سے کسی طرح چھٹکارہ نہین ہوسکتا) چنانچہ لکھنؤ کا نالہ والا اخبار متعدد تحریرین اون روایات کی تاویل مین شایع کرچکا۔ مین نے اون سب کو پڑھا اور ناقابل التفات سمجھکر چھوڑدیا کیونکہ خود سنی حضرات کہتے ہین اونکو عربی زبان کا علم ادب نہین حاصل ہوتا۔ اور یہ مسئلہ ٹہرا علم ادب کا پہر بے ادبون کی سمجھ مین آئے تو کیونکر۔ مگر آج ایک وہابی نگری اخبار مین بہی اسکی مخالفت مین تحریر دیکہکر مناسب معلوم ہوا کہ ان حضرات کو سمجھا دیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ان لوگون کا اعتراض یہ ہی کہ حضرت عمر کی شرابخواری کی روایات مین ایک مقام پر بجائے لفظ خمر کے لفظ شراب درج ہے اور عربی مین لفظ شراب خمر کو نہین کہتے بلکہ عام پینے کی چیز مقصود ہوتی ہے لہذا استدلال مین تعصب کی جہلک آگئی ہی جو رسالہ اصلاح کی شان سے بعید ہے۔

مین عرض کرتا ہون کہ زبان عربی مین لفظ شراب عام طور پر معنی پینے کی چیز کے بہی مستعمل ہی اور خاصکر خمر کو بہی کہتے ہین یعنی یہ لفظ شراب پانی اور خمر وغیرہ مین

مشترک ہے جسطرح عین کے معنی آفتاب اور چشمہ دونون ہین اوسی طرح یہ بھی۔ اسی طرح مصدر شرب اور اسکے مشتقات کے معنی عام چیز پینا بھی ہے اور خاص شراب پینے مین بھی مستعمل ہے۔ چنانچہ ذیل کے شواہد سے یہ لفظ شب اپر کی تاریکی سے نکلکر آفتاب کیطرح روشن ہوجائیگا۔ نائے والے مولوی صاحب اور روہابی اڈیٹر صاحب نے شاید سبعہ معلقہ اور دیوان حماسہ کا نام سنا ہو جو ایام جاہلیت کے خالص عربون کے اشعار کا مجموعہ ہین اور جن سے زیادہ مستند حوالہ کلام عربی کا دوسرا نہین ہوسکتا۔ اب ملاحظہ ہو۔

(۱) سبعہ معلقہ کے قصیدہ ثانیہ مین "طرفہ" مشہور شاعر عرب کہتا ہے۔

فلولا ثلث هن من لذة الفتى وجدك لم احفل متى قام عودی

فمنهن سبقی العاذلات بشربة كميت متى تعل بالماء تزبد

اس کتاب کی مشہور شرح از مولوی عبدالرحیم صاحب سنی حنفی صفی پوری مطبع فخر المطابع لکھنؤ مین چھپ گئی ہے مولوی صاحب لفظ "شربہ" کے نیچے اسکا فارسی ترجمہ "شراب کہنہ" کرتے ہین اور دونون شعرون کا اردو ترجمہ بھی ملاحظہ ہو جو موصوف ہی کا ہے "اگر تین چیزون سے مرد کو لذت نہوتی تو مجھکو کچھ پروا نہوتی کہ کب عبادت کرنیوالے میری زندگی سے مایوس ہوکر اوٹھ گئے۔ یعنی موت کا اصلا غم نہوتا۔ جملہ لذتون سے ایک شراب خواری ہے اسواسطے ملامت کرنے والون کی ملامت سے پہلے ہی شراب کمیت رنگ پیتا ہون کہ غایت تندی سے جب پانی ملایا جاوے تو جھاگ لاتی ہے" ملاحظہ ہو شربہ کا ترجمہ شراب کیا گیا

(۲) پھر یہی طرفہ کہتا ہے:۔

وقال الاماذا ترون بشارب شدید علینا بغیه متعمد

ترجمہ مولوی عبدالرحیم صفی پوری "اور پوچھا تم ایسے شرابخوار کے باب مین کیا رای دیتے ہو کہ جسکی سرکشی ہمپر حد سے بڑھ گئی اور جس نے قصداً ہمپر یہ ظلم فاحش کیا" یہان بھی لفظ شارب کا ترجمہ "پینے والا" نہین کیا بلکہ وہی "شرابخوار" جو خاص صفت حضرت عمر کی ہے جس سے سنی علما اسقدر سر پٹک رہے ہین۔ اچھا آگے چلیے۔

(۳) اوسی سبعہ معلقہ کے معلقہ رابعہ مین لبید بن ربیعہ عامری کہتا ہے۔

وصبوح صافية وجذب كرينة بموتّر تاتاله ابهامها

مولوی عبدالرحیم صاحب "صبوح" کا ترجمہ عربی مین "الشراب بالغداة" لکھتے ہین اگر شراب عربی مین خمر کو نہ کہتے تو مولوی صاحب اسکی عوض مین "شرب الخمر بالغداة" کہتے پھر اردو ترجمہ مین بھی شراب ہی لکھتے ہین "یعنی بہت سی صبح کی صاف شرابین اور گانے والیان کہ رباب اوٹھا کر بجاتی ہین" عربی شراح نے بھی الشراب بالغداۃ لکھا ہے اور مطلب وہی ہے یعنی صبح کو شراب پینا - اگر زبان عربی مین لفظ شراب بمعنی خمر مستعمل نہوتا تو وہ خمر ہی لکھتے

(۴) اوسی سبعہ معلقہ کے معلقہ سادسہ مین عنترہ مشہور شاعر جاہلیۃ کہتا ہے -

وخلا الذباب بها فليس ببارح غردًا كفعل الشارب المترنم

ترجمہ مولوی عبدالرحیم صفی پوری "اوس روضہ مین ہمیشہ مکھیان شرابی کی طرح گاتی بجاتی اور مستانہ زمزمہ سرائی کرتی ہین" یہان بھی شارب کے معنی شرابی لکھا اور "پینے والا" نہین کہا - وہابی دوستو! گھبرانا نہین - ابھی بہت ہے -

(۵) پھر یہی شاعر کہتا ہے -

فاذا شربت فانني مستهلك مالي وعرضي وافر لم يكلم

ترجمہ مولوی عبدالرحیم "یعنی شراب کے نشہ مین بھی مجھ سے کوئی فعل خلاف عقل نہین صادر ہوتا کہ آبروے مین فرق آئے" اب کون پوچھے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب نے شراب کے نشہ کی حالت "شربت" کا ترجمہ کیا ہے یا سنیون کے مسلمہ عقیدہ تحریف قرآن کی طرح اس مین بھی کوئی صاحب تحریف کا دعوی کر بیٹھینگے ؟

(۶) اب دیوان حماسہ ملاحظہ ہو سبرۃ بن عمرو الفقعسی کا کلام ہے -

نحابي بها اكفائنا ونهينها ونشرب في اثمانها ونقامر

مولوی ذوالفقار علی صاحب سنی مدرس مدرسہ دیوبند نے دیوان حماسہ کی اردو شرح کی ہے جو دہلی مین چھپی ہے وہ اس شعر کا اردو ترجمہ یون لکھتے ہین "ہم اونکو اپنے ہمسرون کو بخشتے ہین اور اونکو ذبح کرتے ہین اور اونکی قیمتون کے ذریعہ سے شراب اوڑاتے اور جوا کھیلتے ہین" بخاری پرست اڈیٹر صاحب بتائین آپکے مولانا اور پیر و مرشد نے نحن

"ملتشرب" کا ترجمہ "شراب اوڑاتے" کیا ہے یا بخاری صاحب کی تحریف حدیث رسول اللہ کی طرح انہوں نے بھی کوئی تحریف کی ہے۔

(۷) یہی مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی ادہم بن ابی الزعراء کے کلام کی شرح مین لکھتے ہین فاجتمع الیہ شبان من بنی بدر و طی و شربوا حتی اذا اخذ منھم السکر وقع بینھم کلام غلیظ" یعنی وہان چند جوان بنی بدر او طی سے اگے جنہون نے شراب پی یہانتک کہ جب نشہ تیز ہوا تو گالی گلوج کرنے لگے"

فرمایئے یہان محض "شربوا" ہے یا "شربوا الخمر" جس سے سکر پیدا ہو گیا؟ ملاحظہ ہو تسہیل الدراسہ شرح حماسہ مطبوعہ دہلی صلا۱۸۶

(۸) اسی حماسہ باب الاضیاف والمدیح مین خراز بن عمر مشہور شاعر جاہلیۃ کہتا ہے۔

ونطعن عنہا انحور العدی ویشرب منا بہا الشارب

ترجمہ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی "اور ہم اونکی طرف سے دشمنون کی گردنین بذریعہ نیزہ بازی کے پھیر دیتے ہین اور ہم مین کا میکش اونکی قیمت سے مے نوشی کرتا ہے"

دیکھیئے یہان بھی محض "یشرب منا بہا الشارب" ہے جسکا ترجمہ آپکے علامہ دہر مولوی صاحب نے "مے نوشی" کیا ہے۔ کہیئے اب بھی سمجھے؟

(۹) اسی دیوان حماسہ مین مسلم بن عمرو التنوخی کہتا ہے۔

یمنعنی لذۃ الشراب وان کان قطا با کانۃ العسل

ترجمہ مولوی ذوالفقار علی صاحب "ایسا غم کہ وہ مجھکو لذۃ شراب سے متلذذ ہونے دے اگرچہ وہ شراب آب آمیختہ او رمثل شہد شیرین ہو" دیکھیئے یہان بھی عربی لفظ شراب ہے خمر نہیں جسکا اردو ترجمہ شراب کیا گیا۔ ابھی چلے چلئے۔

(۱۰) اسی دیوان حماسہ مین ہے۔

ھلا خلیلۃ والغوایۃ قد تصبی ھلم یخبی المنتشین من الشراب

یہان بھی مولوی صاحب ممدوح شرب کا ترجمہ مے "یعنی شراب کرتے ہین صلا۴۰۶

(۱۱) تقلقل حیث لو یبلغ شراب ولا حزن ولو یبلغ سرور

یہان بھی مولوی شارح صاحب شراب کا ترجمہ شراب کرتے ہین۔ نہ پینے کی چیز" غرض اسی طرح دیوان حماسہ مین سیکڑون شعر ہین جنمین تصریحاً لفظ شراب استعمال کیا گیا ہے اور وہی حضرت عمر کی مونہہ کی لگی ہوئی" مراد ہے۔

اب ذرہ دیوان متنبی ملاحظہ ہو جو متاخرین مین اشعر الشعراء گذرا ہے وہ کہتا ہے (ملاحظہ ہو دیوان متنبی مطبوعہ دہلی

(۱۲) ابا المسک هل فی الکاس فضل انا له فانی اغنی منه حین وتشرب ص ۹۷

ترجمہ مولوی ذو الفقار علی صاحب دیوبندی "اے ابو المسک کیا پیالہ مین کوئی جرعہ باقی ہے جسکو مین پیلون کیونکہ مین عرصہ سے گا رہا ہون اور تو اس سے مسرور ہوکر شراب پی رہا ہے" دیکھئے "تشرب" کا ترجمہ "شراب پیا" کیا ہے۔

(۱۳) وللسر منی موضع لا ینا له ندیم ولا یفضی الیه شراب ص ۱۰۱

ترجمہ مولوی مذکور "اور بھید کی حفاظت کیلئے میرے جسم مین ایسی جگہ ہے جسکو میرا ہمنشین دریافت نہین کرسکتا اور وہان تک شراب کا اثر بھی نہین پہونچ سکتا" دیکھئے یہان بھی شراب بمعنی شراب ہے۔ ابھی کان دبائے سنتے جائے۔

(۱۴) مال علی الشراب جد لا وانت بالمکرمات اهدی ص ۱۸۵

ترجمہ مولوی صاحب مذکور "جبکہ شراب جھک پڑی اور غالب آ گئی" الخ یہان بھی شراب کو شراب ہی کیا

(۱۵) شربت علی استحسان ضوء جبینه وزهر تری للماء فیه خریرا ص ۲۵۵

ترجمہ مولوی صاحب مذکور "مینے شراب پی اور حسن نور اسکی پیشانی کے" الخ دیکھئے یہان بھی شربت کا ترجمہ "شراب پی" ہے۔

(۱۶) یا منزل الظلام عنی وروحی یوم شربی ومعقلی فی البراز ص ۲۸۴

یہان بھی "یوم شربی" کا ترجمہ مولوی صاحب نے "میری مئخواری کے روز" کیا ہے۔

(۱۷) اسی متنبی ص ۲۹۱ مین مولوی ذو الفقار علی صاحب کووس کی لغت مین لکھتے ہین۔
"والکووس جمع کاس ولا یسمی کاسا حتی یکون فیه شراب۔

(۱۸) پھر مولوی صاحب ص ۳۵۵ لفظ "قطربلی" کی تحقیق مین ذیل کی عبارت عربی مین لکھتے

ہین "القطربلی شراب معروف منسوب الی قطربل صنیعة من اعمال بغداد"، یعنی قطربلی ایک مشہور شراب ہے جو قطربل (ایک موضع علاقہ بغداد مین) کی طرف منسوب ہے۔ ناظرین ملاحظہ کرین اس صدی کے سنی عالم بھی لفظ شراب کو عربی زبان مین بمعنی خمر استعمال کرتے ہین مگر ہمارے بخاری پرست حضرات حضرت عمر کو جرم شرابخواری سے بری کرنیکے لئے اجلی بدیہیات تک سے انکار کر رہے ہین۔

(۱۹) پھر صـ۳۹۲ مین متنبی خود کہتا ہے "وقد کان تاب بدر بن عمار من الشراب مرة بعد اخری فراٰه یشرب فقال"۔ اب اس عبارت کا ترجمہ خود ہمارے وہابی دوست بتائین کیا بدر بن عمار نے پانی پینے سے توبہ کیا تھا یا شراب پینے سے ؟

(۲۰) پھر متنبی کہتا ہے۔

بابی ریحك لا نرجس ناذا | واحادیثك لا ھذا الشراب

ترجمہ مولوی صاحب مذکور "اپنے باپ کی قسم کہتا ہون کہ عمدہ تیری بو ہے نہ اس ہمارے نرگس کی اور تیری باتین لذیذ ہین نہ یہ شراب" یہان بھی شراب بمعنی شراب ہے۔

(۲۱) ابن الفارض مشہور عربی شاعر کہتا ہے۔

سقتنی حمیا الحب راحة مقلتی | وکاسی محیا من عن الحسن جلت

فاوھمت صحبی ان شرب شرابھم | به سرّ سری فی انتشائی بنظرة

بتایئے یہان شرب شراب سے کون بھی شراب مراد ہے۔؟

ہمنے اس کثرت سے شواہد شراب کے پیش کر دئے کہ ہمین خوف ہے شرابی خلیفہ کی امت وہابی حضرات باولے نہ ہوجائین لہذا اپنے کلام کو دو تین حدیثون کے شواہد پر ختم کرتے ہین۔

(۲۲) سنیون کی حدیث مین ایک مشہور کتاب مشکوة شریف ہے جسکو وہ قرآن سے بھی زیادہ صحیح اور قابل احترام سمجھتے ہین اوسکے باب الرکوع مین یہ حدیث ہے وعن النعمان بن مرہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ما ترون فی الشارب و الزانی والسارق الخ۔ اسکا ترجمہ سنیون کے مشہور اور حق پسند عالم مولوی وقار نواز جنگ بہادر یہ لکھتے ہین مروایت ہے نعمان بن مرہ سے کہ تحقیق رسول اللہ

نے فرمایا کہ کیا اعتقاد کرتے ہو بیچ حق شراب پینے والے اور زنا کرنیوالے اور چوری کرنے والے کے" دیکھئے یہاں کلام رسول ہے (جو چاہے سنیون کے یہاں کیسا ہی ہو مگر مسلمانونکے یہاں تو یقیناً معصوم عن الخطاء اللفظی والمعنوی ہے) جو شراب پینے والے کے لئے لفظ شارب فرمارہے ہین کہئیے اب بھی کچھ کسر ہے۔ اور اگر ہمارے رسول کے کلام پر یہان بھی ایمان نہ لائیگا تو لیجئے اپنے پیشوایان مذہب کا کلام ملاحظہ فرمائیے۔

(۲۳) اسی مشکوۃ باب حد الخمر مین آپکے امام ابو ہریرہ کہتے ہین "عن ابی هریرة قال ان رسول الله صلے الله علیه وسلم اُتی برجل قد شرب فقال اضربوه"
یہان بھی لفظ شرب کا ترجمہ مولوی وقار نواز جنگ صاحب یہ کرتے ہین "پی تھی شراب" حالانکہ ابو ہریرہ صاحب نے خمر وغیرہ کا نام تک نہین لیا۔

(۲۴) اسی کے بعد لکھا ہے "وعن ابن عباس قال شرب رجل فسکر" یعنی روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا پی شراب ایک شخص نے پس مست ہوا۔

(۲۵) پھر اسی کے بعد ہے "وکان النبی صلی الله علیه وسلم قد جلده فی الشراب فاتی به یوماً فامر به" یہان بھی بجائے خمر کے شراب موجود ہے اور یہ روایت انہین حضرت عمر صاحب کی ہے جنکی شرابخواری کی کرتوت مین یہ زحمت ہو رہی ہے۔

یہ دو تین روایتین مشکوۃ مترجم ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب نواب وقار نواز جنگ بہادر مطبوعہ لاہور سے لیگئی ہین جو چھپکر تمام شایع و ذایع ہے۔

چونکہ مضمون بہت طویل ہوگیا اسلئے اب ہم اپنے قلم کو مجبوراً روکتے ہین اگر انکے علاوہ اور محض حدیثونکے ہی شواہد دیکھنا منظور ہون تو صحاح ستہ کے باب حد الخمر کو ملاحظہ فرمائین جنمین ہزارہان شواہد لینگے اور وہ اسپر دال ہونگے کہ محض لفظ شراب خاصکر خمر کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے اور اسکے مشتقات بھی یہی معنی رکھتے ہین۔

بخاری پرستو! دیکھتے ہو تمہاری حدیثون نے بھی عمر صاحب کی شرابخواری کو اور واضح کردیا اور تمہارے لئے ذرہ بھی تاویل کرنیکی جگہ نہ چھوڑی۔ کیا یہ سچ ہے ؎

الجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین   لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا۔

یہانتک ہوچکا ممکن ہی ناظرین مضمون ہذا قرآن مجید سے بھی کچھہ شواہد ڈہونڈہین مگر مینے عمداً اونکو یہان درج نہین کیا۔ کیون ؟ اس خوف سی کہ کہین بخاری پرست حضرات مجھے یہ الزام نہ دے بیٹھین کہ "تم نے اپنے (یعنی مسلمانون کی) کتاب سی کیون استدلال پیش کیا درحالیکہ وہ ہمارے نزدیک مستند نہین" کیونکہ سنیون کا قرآن تو دنیا مین موجود نہین وہ تو حضرت عائشہ کے پلنگ مبارک پر تکیہ کے نیچے رکہا ہوا تہا اور آپکی غفلت مین ایک بکری کا بچہ آکر اوسکو نوش جان کرگیا۔ فقط راقم ابو العلاء کہجوی طالب العلم لکھنؤ

اصلاح - اصل یہ ہی کہ حرمۃ الخمر کی تحریر محض بغرض خیر خواہی مسلمین تھی جسپر کبھی الحدیث کو مخالفت ہوئی نہ وکیل کو نہ کرزن گزٹ کو جو سب ٹھیکہ داران یزید سے ہین۔ مگر چار یاری جھنڈے کا بانی اس سے ایسا جلا کہ ہوش جاتا رہا۔

چونکہ وہ حنفی ہی اور اوسکے یہان نبیذ اسدرجہ مباح ہی کہ اوس سے وضو تک درست ہے لہذا ہمنے اون تحریرونکو قابل التفات سمجھکر کبھی اوسپر توجہ نہ کی۔ اسیوجہ سے یہ تحریر جو مدت سے دفتر مین موصول ہوئی تھی آجتک نہ شایع کی گئی کہ جہال سے تخاطب مناسب نہین مگر الحدیث مورخہ ۲۵ مارچ دیکھکر حیرت ہوئی کہ جس مضمون کو النجم نے ۱۳۲۱ء ۲ ذیقعدہ ۳۲۷ھ مین شایع کیا تہا۔ اوسی مضمون کو بجنسہ وبلفظہ وبحرفہ ۲۵ مارچ کو کیون شایع کیا کیا پس خوردہ

بہرحال چونکہ ایک مولوی فاضل اڈیٹر اخبار نے اپنے ایک بڑے وہابی کے بچے کی تحریر کو یہ عزت دی ہی۔ اسلئے مینے اس تحریر کا شایع ہونا مناسب سمجھا جو ایک طالب العلم کی تحریر ہے تاکہ وہابیونکو معلوم ہو شیعہ طالب العلم کس لیاقت اور علم کے ہوتے ہین ۔

الحدیث نے جو تحریر شایع کی تہی اسکے لکھنے والے وہی ابو القاسم ہین جنکا تذکرہ اصلاح مین بہی آچکا ہی کہ انہون نے بہی اسکی گواہی دی ہے کہ اب الحدیث اشہد ان محمد ارسول اللہ کو بہی کلمۂ شرک کہ رہے ہین

نامہ نگار مذکور یا اڈیٹر الحدیث اس فقرہ کے ذمہ وار ہین "حضرت عمر کے شرب نبیذ پر بوجہ وارد ہونے لفظ شراب کے اوسکو خمر سے تعبیر کر رہے" کہ ثابت کرین ہمنے کہان

یہ لکھا ہے بوجہ لفظ شراب وارد ہونے کے عمر کو شارب الخمر لکھا ہے خدا کیلئے عمر شراب پیتے ہون یا نبیذ آپ جھوٹ نہ بولین کیونکہ آپ بھی انجمن صادقین کے غالباً ممبر ہونگے اور قرآن کی آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین پر آپکا ضرور ایمان ہوگا۔

شکر خدا کہ آپنے بھی یہان اسکو قبول کرلیا کہ عمر صاحب نبیذ پیتے تھے جو یہ معمولی شراب نہین ہوتی بلکہ پست درجہ کی ہوتی ہے جیسے ہندوستان مین مہوے کی شراب ہوتی ہے۔ حالانکہ زاد المعاد ابن القیم مین ہے ومن قال باحکام احادیث النھی وانکاد غیر منسوخۃ قال ھی احادیث تبلغ حد التواتر فی تعددھا وکثرۃ طرقھا واحادیث الاباحۃ فرد فلا تبلغ مقاومتھا ص۲ جلد ۲ یعنی جن حدیثون سے نبیذ کی حرمت ثابت ہے وہ حد تواتر کے قریب پہونچی ہین۔ بخلاف حدیث حلت نبیذ کے کہ وہ صرف ایک حدیث ہے جس سے کسی طرح اون حدیثون کا مقابلہ نہین ہوسکتا پہر تائیے آپکے حضرت عمر نے اگر بالفرض نبیذ ہی پی تو کون سا کام مطابق شریعت کیا۔ شراب۔ تاڑی۔ بھنگ چرس سب ہی تو حرام ہے یہ کونسی شیخی ہے کہ شراب نہین پیتا تاڑی پیتے ہین۔

بہرحال اڈیٹر اہلحدیث کے اصرار سے یہ حرمۃ الخمر کا سلسلہ شروع ہوگا جسمین صرف حضرت عمر ابوبکر کا شراب پینا بیان ہوگا بلکہ انکے کل آئمہ اہلحدیث کی شرابخواری بھی دکہائی جائیگی تب انکو مزہ آئیگا کہ یہ کیسا مذہب مقدس ہے جسمین شرابخواری زناکاری لواطہ سب ہی کچھہ رائج ہے۔

غم حسین کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

ناظرین اصلاح نے تو مضمون عاشورا ماہ ذیقعدہ کے اصلاح ۱۱ جلد ۱۲ مین ملاحظہ فرمایا ہوگا ایڈیٹر الفتح بانکی پور نے بھی اپنے اخبار مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مین اونلوگون کو جو علم و تعزیہ کے نکلنے پر آمادہ فساد ہوتے ہین نصیحت کی ہے پیسہ اخبار مورخہ ۹ محرم نے بھی اس جانب توجہ کی ہے لیکن واقعات مین کچھہ غلطی کی تہی جسکا دفیعہ اصلاح ۱۱ جلد ۱۳ مین فوراً ہوگیا۔ خدا کرے کہ ہمارے اہل اسلام خصوصاً اڈیٹران اخبار اور زیادہ متوجہ ہوکر اسکی اشاعت مین کوشش

کرین کیا تعجب ہی کہ اکثر بندگان خدا جو بوجہ عدم واقفیت راہ ضلالت پر ہین اور مخالف اسلام ہو رہے ہین تو ہدایت پاکر صراط مستقیم پر آجائین اور صاحب انصاف ضرور ایسا ہی کرینگے۔

ہمارے مہربان امرتسری بہی جو اخبار **وکیل** کے ایڈیٹر ہین اپنے اخبار مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۱ء مین "اس مقدس یادگار" سے اپنے عدم **اختلاف** کا اعلان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ "ہمارا ہرگز یہ منشا نہین ہی کہ یہ غم بہلا دیا جائے یا اسکی **یادگار** قائم نہو۔ ہماری راے مین دنیا کا یہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے جسکی ایک ایک ادا اشارہ ہی کہ جس تمدن (اسلام) کیلئے ایک ایسا گروہ جو تین تین دن کا بہوکا پیاسا ہو مرجانا گوارا کرے مگر اوس تمدن کے پاک لوازم کا ترک کرنا گوارا نہ کرے وہ کوئی معمولی تمدن نہین ہوسکتا" اور حضرت امام حسینؑ کے فضائل مین لکھتے ہین کہ "وہ حسین بن علی (علیہ السلام) جنکو ہم سردار جوانان بہشت مانتے ہین جنکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے ہین جنکے ساتھہ عقیدت رکہنا فرض جانتے ہین" پہر لکھتے ہین "وہ استقلال کا فرشتہ جسنے مذہب کیلئے جان دی" کہین تحریر فرماتے ہین کہ "رسول اللہ کے وہ مقدس اہلبیت جن پر ہر مسلمان نماز مین درود بہیجتا ہی اور تشہد کے بعد اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کی دعائین مانگتا ہی" لیکن حیف صد حیف جن **اہلبیت** کا یہ مرتبہ ہو اونہین کو خود ایڈیٹر صاحب موصوف اپنے اسی مضمون مین **باغی** قرار دیتے ہین چنانچہ لکھتے ہین "سنہ ۲۵۰ھ مین جب خاندان اہلبیت کے ایک ممبر نے بنی عباس کے خلاف طبرستان مین بغاوت کی ہی تو اونکی مدافعت کیلئے خلافت کیطرف سے سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر ذوالیمینین مامور ہوئے جو اون دنون طبرستان کے گورنر تھے طاہر کے خاندان پر شیعیت کا اثر بہت غالب تھا اسلئے گورنر صاحب نے مقابلہ ہی نہین کیا اور بہاگ کھڑے ہوئے" ہمکو حیرت ہوتی ہی کہ واقعی یہ عبارت اوسی شخص کی ہے جسنے اوپر لکھا ہے کہ "رسول اللہ کے وہ مقدس اہلبیت" یا کسی نے کچھہ تحریف کی ہے کیونکہ مابعد والی عبارت لکھنے والے کی دلی تمنا صاف بہی پائی جاتی ہے کہ طبرستان کے گورنر کو بہی کوئی لحاظ خاندان اہلبیت کا کرنا مناسب نتہا بلکہ ویسا ہی کرنا تہا جیسا کہ کوفہ کے گورنر **ابن زیاد** نے کیا کیونکہ خاندان

اہلبیت سے مقابلہ نہ کرنا تو خاص اون لوگونکا کام ہے جن پر شیعیت کا اثر بہت غالب ہے۔ کیا کوئی مسلمان جو اہلبیت پر نماز مین درود بھیجتا ہو اور تشہد کے بعد اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کی دعائین مانگتا ہو یہ تمنا اور اس تمنا کے پوری نہ ہونے پر ایسا افسوس کر سکتا ہے !!! کیونکہ اسکا ظاہری مطلب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر رسول اللہ صلعم کے مقابلہ مین بھی کوئی گورنمنٹ ہوتی تو ان لوگونکو حضرت سے مقابلہ کرنے مین بہی تامل نہ ہوتا اور اگر تامل ہوتا تو شیعیت کا اثر بتایا جاتا کیونکہ رسول اللہ صلعم نے تو خود حضرت عمر سے کہدیا تہا کہ جبتک کوئی ہمارے اہلبیت سے محبت نہ کریگا وہ مومن نہین ہو سکتا ! یہہ صفت تو ایڈیٹر صاحب اپنی تمہید مین اون دراندازونکی بتاتے آتے ہین جو ظاہر امسلمان اور اہلبیت کی فرضی حمایت کرنیوالے اور باطناً بخیلین اسلام اور دشمن اہلبیت تھے ایسی تمنائے دلی کے نہ برآنے پر افسوس کرتے ہوئے یہہ بہی تحریر فرماتے ہین کہ ”ان کمزوریون کا (یعنی جو طبرستان کے گورنر سے بمقابل خاندان اہلبیت کے ایک ممبر کے ظاہر ہوئی) لازمی اثر تہا کہ اسلام مین رخنے پڑ گئے اور اسلام کی وہ فاتحانہ طاقت جو اب تک یورپ و افریقہ کے فتوحات مین مصروف تھی اب آپس کی خانہ جنگیون مین صرف ہونے لگی لیکن ابہی تک اتنی کمی رہگئی تھی کہ سنیت و شیعیت کی حدین الگ نہیں ہوئی تہین“ بے شک فتوحات کا سبز باغ نہایت دلفریب ہے لیکن جناب باری نے قرآن شریف مین مودت قربی کو آنحضرت کی اجر رسالت قرار دیا ہے خاندان اہلبیت کو مٹا کر فتوحات حاصل کرنا اجر رسالت نہین قرار پا سکتا ہے۔ ہان اگر جناب ایڈیٹر کے مقابل مین علم بغاوت بلند نہ ہوتا اور اوس جناب کو موقع فتوحات کا دیا گیا ہوتا اور جو طاقتین اون حضرت کی مخالفت مین صرف ہوئین اگر اونکی اعانت و ماتحتی مین صرف ہوتین تو آیہ مودت قربی کی بہی تعمیل ہوتی فتوحات بھی ہوتین نہ خاندان رسالت تباہ و برباد ہوتا نہ حضرت امام حسین ع جو بموجب قول مبارک رسول خدا حسین منی و انا من حسین داخل کلمہ شہادتین ہین شہید ہوتے اور نہ یہہ تیسری اور چوتھی صدی کی خانہ جنگیان واقع ہو کر آیندہ فتوحات مین ہارج ہوتین جسپر آپ افسوس فرما رہے ہین کیونکہ آپکو تواریخ سے معلوم ہے کہ جتنے فتوحات ہوے وہ سب اسلامی منشاء کے خلاف تہا۔ اسلئے کہ اسلام صرف اون فتوحات کو جائز سمجہتا ہے

جو مطابق حکم خدا و رسول ہون اون فتوحات کو جنمین اسلامی احکام باطل کئے جائین اور ایک نئی غدارانہ شریعت قائم کی جائے جسکے بانی جنمین ہوئے اور اب اوسی کا نام اسلام رکھا گیا ہے
اسکے بعد حضرت علیؑ کی تفضیل کے متعلق خفیف اختلاف کا ذکر کرکے ایڈیٹر صاحب نے اوسکی تمثیل مولوی شبلی کے موازنہ دبیر و انیس اور مرزا غالب و اُستاد ذوق کے شاگردون کے مذاق سے دی ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ھل یستوی الظلمات والنور اور خود جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ زمانہ نے ہمکو ایسا گھٹا دیا کہ لوگ کہنے لگے معاویہ اور علیؑ۔

بہرکیف ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ "اوسوقت تک عبادات مین معاملات مین ۔ ارکان مین ۔ اصول مین ۔ اسلام مین ۔ ایمان مین غرض کسی بات مین اختلاف کا پرتو نہین پڑا تھا" اختلاف کی ابتدا ایڈیٹر صاحب ۳۵۱ھ سے اس بنا پر لکھتے ہین کہ "معز الدولہ دیلمی کے حکم سے بغداد کی مسجدون پر صحابہ رسول اللہ صلعم کی شان مین گالیان اور تبرے کے الفاظ لکھے گئے (کامل جلد ۸) اس نئے طرز عمل سے ابتک سنی و شیعہ کوئی بھی آشنا نہ تھے اور گو ظاہری طور پر بہت سی فرقہ بندیان ہوچکی تھین لیکن رسول اللہ صلعم کی پاک تعلیم (المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ۔ مسلمان وہی ہے جس کے دست و زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہین) سے کوئی فرقہ باہر نہ تھا اور دشنام بدہی کی طاعت باشدگی گندگی سے کسی کا دامن آلودہ نہین پایا تھا۔" تعجب ہے کیا اوسی تاریخ کامل کے صفحہ ۱۰ مین ایڈیٹر صاحب نے یہ مضمون نہین ملاحظہ فرمایا ہے کہ "جہال و عوام کی اطاعت معاویہ نے اتنی ترقی کی کہ لعن جناب امیرؑ کو ایسی سنت بنایا جسپر نشو و نما پائے صغیر اور ایسی خیال مین مرین کبیر" اور تاریخ ابو الفدا جلد ۱ صفحہ ۹۶ مین ہے کہ "معاویہ اور اوسکے عامل جمعہ کے خطبہ مین لعنت کرتے تھے حضرت علیؑ پر اور مغیرہ حاکم کوفہ بسبب اطاعت معاویہ کی بسبب خوشنودی معاویہ کے ایسا ہی کرتا تھا اور جب حاکم ہوا زیاد تو اوس نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا" اور پھر اسی جلد اول تاریخ ابو الفدا صفحہ ۲۱۲ مین ہے کہ ابتداء خلع خلافت امام حسنؑ از ۴۱ھ تا ۹۹ھ خلفائے بنی امیہ ہر جمعہ کے خطبہ کے آخر مین ممبرون پر بیٹھکر حضرت علیؑ پر لعنت کیا کرتے تھے ۹۹ھ مین عمر ابن عبد العزیز نے اسکو موقوف کیا" تب اسکی ابتدا ۳۵۱ھ

سے کیونکر قرار دیسکتے ہین۔ حالانکہ اسکی ابتدا تو وقت مرض رسول اللہ سے ہوئی تھی کہ صحابہ نے
قول رسول کو غیر واجب العمل بتلایا۔ اور اہلبیت اطہار نے ہر حکم رسول کو واجب التعمیل جیساکہ
خدا فرماتا ہے ما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ صحابہ نے رسول اللہ کو وقت
رحلت فاقد الحواس بتایا۔ اور اہلبیت تے تا وقت وفات صحیح الحواس۔ صحابہ نے دفن وکفن
رسول کو غیر ضروری سمجھا اور اہلبیت نے ایسا ضروری سمجھا کہ خلافت کو بھی اوسکے مقابلہ مین ہیچ
سمجھا۔ صحابہ نے دنیا کو ہر طرح مقدم سمجھا۔ اور اہلبیت نے دین کو سب سے زیادہ ضروری جانا۔ صحابہ
نے اسکو بھی نہ جائز کہا کہ بعد رحلت رسول کوئی اہلبیت کی تعزیت کرتا یا سنت رسول کے
مطابق ایکوقت کہانا کہلاتا۔ اور اہلبیت نے احکام اسلام کی تعمیل کو سب پر زیادہ ضروری
سمجھا غرض ہزارون اختلافات ہوگئے تھے جس سے اوسی وقت شیعہ وسنی کی وہ تفریق قائم
ہوئی جو آجتک موجود ہے۔

اسمین شک نہین کہ بہت سے لوگ گو ظاہرا اسلامی کشش کے اندر چار وناچار جذب
ہوگئے تھے اور آپکا یہ فرمانا بہت صحیح ہے کہ "اسلام کا غلبہ طبعاً اونکو ناگوار تہا اور اونکی کانفیڈنشل
سوسائٹیون مین اس بات کی کوششین زور سے جاری تہین کہ مسلمانون کے غلبہ کا راز
صرف اسلام کی زبردست طاقت ہے اگر کوئی ترکیب اس طاقت کو کمزور بنانے مین کامیاب
ہوسکی تو فاتحانہ جوش وخروش مین خود ضعف آجائیگا اسی غرض کیلئے جن جن طریقون
سے بڑے بڑے موبدون اور مغون نے مسلمان ہوکر اہل اسلام کو لطائف الحیل کے ساتھ
گمراہ کرنا شروع کیا تہا اُسکے نتائج آج ہم سب بہگت رہے ہین" لیکن ایسے لوگون کے زمانہ کی
ابتدا تیسری یا چوتہی صدی سے قرار دینا قول خدا ورسول کی تکذیب کرنا ہے کیونکہ آیہ کریمہ
ولو نشاء لاریناکہم الخ (سورہ محمد ع) سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے لوگ خود آنحضرت کے زمانہ مین
موجود تھے اور آنحضرتؐ اونکو اونکی صورتون اور لحن قول سے پہچانتے تھے اور آنحضرتؐ نے
اپنے وفات کے صرف چند ماہ قبل اپنے خطبہ مین بہی فرمادیا تہا کہ یہ لوگ پہلے ہی سے اسپر آمادہ ہین اور
یہ باتین اون سے اوسوقت مین ظاہر ہونگی جبکہ میرا دم حلق مین پہونچیگا یعنی عین بوقت
وفات (توضیح الدلائل شہاب الدین احمد) یہہ بہی فرمایا تہا کہ جسوقت ایران اور روم فتح

ہوگا اسوقت تملوگ بوالہوس جسدی ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے والے عداوت کرنیوالے بغض رکھنے والے ہوگے اور بعض مہاجرین کو بعض کی گردن پر سوار کروگے (تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار حسن صغانی صفحہ ۲۸ آسمین صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی اصح حدیثین جمع کیگئی ہین اور ظاہر ہے کہ تیسری یا چوتھی صدی مین مہاجرین نہ تھے اسلئے اگراس پیشین گوئی کا بوقت فتح ایران وروم مہاجرین کے زمانہ مین پورا ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو معاذ اللہ آنحضرت کی تکذیب لازم آتی ہے جسکو کوئی مسلمان نہین مان سکتا ہے۔

بہرکیف یہان ان باتون کی چھیڑ چھاڑ سے آخر آپکی غرض کیا ہے اور جبکہ آپ خود تحریر فرماتے ہین کہ "جو اختلافات اوسوقت سے پیدا ہونا شروع ہوئے اور جسطرح پران کا نشوو نما ہوتا رہا ہمارے موضوع بیان کو نہ ان باتون سے تعلق ہے اور نہ ہم سنیت اور شیعیت کی تاریخ لکھنا چاہتے ہین۔ ہمکو اتنی بات گذارش کر دینا ہے کہ عزاداری کا آغاز اور شہدائے کربلا کے سوگ رکھنے اور ماتمی یادگار قائم کرنیکی ابتدا بھی اسی عہد مین ہوئی" اور یہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ "ہمارا ہرگز یہ منشا نہین کہ اس غم کو بھلا دیا جائے یا اسکی یادگار قائم نہ ہو بلکہ ہماری رائے مین دنیا کا یہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے جسکی ایک ایک ادا بتارہی ہے کہ حسن تمدن (اسلام) کیلئے ایک ایسا گروہ جو تین تین دن کا بھوکا پیاسا مرجانا گوارا کرے مگر اوس ملت محمدی کے پاک لوازم کا ترک کرنا گوارا نہ کرے وہ کوئی معمولی تمدن نہین ہوسکتا" تو پھر اس مضمون مین سنیت و شیعیت کے اختلاف و حد بندی کا تذکرہ چھیڑنے سے آپکا کیا مطلب ہے؟ اسوقت تک تو خدا کے فضل سے تمامی مسلمان بالحاظ فرقہ بندی باخود اسطرح کلمہ کے شریک ہین اوسی طرح اس عزاداری مین بھی شریک ہین کیونکہ سب جانتے ہین کہ پیغمبر اسلام کا یہ پیارا نواسہ اسی اسلام کے قائم رکھنے کیلئے مع اپنے عزیز و رفقا جیسا کہ آپ خود تحریر فرماتے ہین تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوگیا۔ مسلمانون کا کیا ذکر غیر مذہب والے بھی اس بات کے قائل ہوگئے ہین چنانچہ مسٹر مسیو ماربین جو نہایت مشہور و معروف حکیم اور روشن خیال فلاسفر

---

۵ یہ پوری تحریر حبل المتین اور اثنا عشری مین شائع ہوچکی ہے اور اصلاح کے کسی آیندہ نمبر مین یہ پوری تحریر مع شرح شائع ہوگی انشاء اللہ ۱۲ اڈیٹر

جرمن کا ہے اور اہل یورپ میں مورخ جلیل الشان ہی لکھتا ہے کہ بہت بڑی دلیل اس بات کی کہ حسینؑ خود قتل گاہ تک گئے اور ہرگز اونکا قصد سلطنت و ریاست حاصل کرنیکا نہ تہا یہ ہے کہ حسینؑ اپنے اوس علم و سیاست اور تجربہ سے جو اونہین اپنے پدر (بزرگوار) اور برادر (عالیمقدار) کے زمانہ سے بنی امیہ کے ساتہہ جنگ و جدل کرنیکے متعلق حاصل تہا خوب جانتے تھے کہ بحالت نہ مہیا ہونے اپنے اسباب کے اور بہ سبب اوس اقتدار و عظمت یزید کے اوسکے ساتھ مقابلہ کسی طرح ممکن نہین ہی۔ دوسرے یہ کہ حسینؑ اپنے پدر (بزرگوار) کے مقتول ہونیکے بعد اپنے مقتول ہونیکی ہمیشہ پیشین گوئی کیا کرتے تھے اور جسوقت سے کہ مدینہ سے آپنے حرکت کی صاف صاف اور باواز بلند کہتے تھے کہ مین مقتول ہونیکے لئے جارہا ہون اور اپنے سب ہمراہیون سے بہی محض اتمام حجت کیلئے یہی بیان کرتے تھے تاکہ جو کوئی جاہ و جلال کی حرص و طمع مین ہمراہی چاہتا ہو جدا ہوجائے اور یہی بات اونکے ورد زبان تھی کہ قتل گاہ کا راستہ میرے سامنے ہی۔ اور یہ بہی ہی کہ حسینؑ کا اگر یہ ارادہ نہ ہوتا یعنی غور و فکر اور علم و ارادہ کے ساتہہ مقتول ہوجانے پر آمادہ نہ ہوتے تو اسطرح اپنا قتل گوارہ نہ کرتے اور لشکر کے جمع کرنے مین کوشش عمل مین لاتے نہ یہ کہ جو ہمراہ تھے اونہین بہی متفرق و پراگندہ کر دیتے۔ چونکہ کوئی قصہ سوائے مقتول ہوجانیکے کہ جو اون خیالات عالی اور اوس مقدس ریوولیوشن کا مقدمہ تہا مد نظر اونکے نہ تہا اسلئے اونہون نے یہی سمجھکر کہ بہت بڑا ذریعہ اسکا بیکسی اور مظلومی ہی اسیکو اختیار کیا تاکہ اونکی مصیبت دلون مین زیادہ موثر ہوجائے ظاہر ہی کہ وہ محبوبیت کا مرتبہ جو اوس زمانہ مین حسینؑ کو مسلمانون مین حاصل تہا اگر اوسکی ساتہہ اپنی قوت بڑہانا چاہتے تو لشکر فراہم کرسکتے تھے مگر اس صورت مین اگر وہ مقتول بہی ہوتے تو یہی کہا جاتا کہ سلطنت و بادشاہی کی خواہش مین مقتول ہوے اور وہ مظلومیت جسکا نتیجہ عظیم الشان ریوولیوشن تہا حاصل نہ ہوتا۔ اسلئے اپنے پاس سوائے اون لوگون کے جنکی جدائی امکان سے باہر تہی کسیکو اپنے ساتہہ نہ رکہا مثل فرزند۔ برادر۔ اور بہتیجون۔ بہانجون اور بنی اعمام اور چند مخصوص اصحاب باوفا کے۔ یہانتک کہ اونسے بہی فرمایا کہ تم بہی جدا ہوجاؤ مگر اونہون نے منظور نہ کیا۔ اور وہ بہی ایسے حضرات تھے

کہ مسلمانوں کے نزدیک تقدس اور جلالت قدر کے اوصاف رکھتے تھے اور اونکا حسینؑ کے ساتھ قتل ہوجانا اوس واقعہ کی زیادہ عظمت و تاثیر کا سبب ہوا۔ حسینؑ نے اپنے علم و سیاست کی قوت کے ساتھ بنی امیہ کے ظلم و ستم کے افشا مین اور اون خیالات کے اظہار مین جو بنی ہاشم اور آل محمدؐ کی عداوت مین اون لوگون کے دلون مین تھے کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اون مین سے ایک بات یہ ہے کہ چونکہ بنی امیہ کی عداوت کو آپ اپنے اور اپنے خاندان کے ساتھ جان چکے تھے سمجھتے تھے کہ میرے قتل کے بعد بنی ہاشم کی عورتین اور بچے (جو کہ آل محمدؐ تھے) اسیر و مقید ہوجاینگے اور یہ واقعہ مسلمانون مین علی الخصوص عرب مین اوس درجہ پر پرتاثیر ہوگا جسکا تصور بھی نہین ہوسکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بنی امیہ کی ظالمانہ حرکت اور اونکی بے رحمانہ سلوک جو اونہون نے اپنے نبی کے اہل حرم اور اطفال کے ساتھ کیا اسقدر مسلمانون کے دلمین تاثیر کر گیا جو کسی طرح حسینؑ اور اونکے ہمراہیون کے قتل ہوجانے سے کم نہ تھا جسنے خاندان محمدؐ کے ساتھ بنی امیہ کی دشمنی کو اور اسلام کے ساتھ اونکے عقائد کو اور مسلمانونکے ساتھ اونکے برتاؤ کو واضح کر دیا۔ یہی سبب تھا کہ حسینؑ اپنے اون دوستون سے جو اونہیں اس سفر سے مانع ہوتے تھے صاف طور پر کہدیتے تھے کہ مین تو مقتول ہوجانیکے لئے جا رہا ہون چونکہ اون لوگون کے خیالات محدود تھے اور حسینؑ کے مقاصد عالیہ پر اونہین اطلاع نہ تھی اس سفر سے ممانعت مین اصرار کرتے تھے جسکا آخری جواب حسینؑ کی طرف سے یہ تھا کہ خدا کی مشیت یہی ہے اور میرے نانا نے مجھے یہی حکم فرمایا ہے۔ اور جب وہ یہ اصرار کرتے تھے کہ جب آپ مقتول ہوجانیکی غرض سے جاتے ہین تو عورتون اور بچون کو ہمراہ نہ لیجائے۔ تو جواب دیتے تھے کہ مشیت خدا کی یہی ہے کہ میرے عیال اسیر و مقید ہون۔ اور حسینؑ کے یہ کلمات فقط چونکہ روحانی ریاست کی حیثیت سے تھے لاجواب تھے یعنی کسیکو مجال دم زدن نہ ہوتی تھی اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حسینؑ سوا اون عالی خیالات کے جو اونکے سر مین تھے کوئی دوسری غرض خیال مین لاتے ہی نہ تھے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مصائب اونہون نے سلطنت و بادشاہی کیلئے برداشت نہین کئے اور نہ بغیر سمجھے ہوئے اس مہلکۂ عظیم مین اونہون نے قدم رکھا جیسا کہ بعض مورخین نے خیال کیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے کہ وہ اپنے اون مخصوص

اصحاب ہو جنکا دماغ روشن اور عقل سلیم تھی اس واقعہ سے سالہا سال پیشتر اپنی مصیبتون پر تسلی دینے کی غرض سے کہا کرتے تھے کہ میرے قتل ہو جانیکے بعد اور ان جانکاہ مصائب گذر جانیکے بعد خداوند عالم ایک جماعت آمادہ کریگا جو حق کو باطل سے جدا کرینگے اور ہماری قبرون کی زیارت کرینگے اور ہماری مصیبتون پر روئینگے اور دشمنان آل محمد کو اچھی طرح ہلاک کرینگے۔ یہ لوگ خدا کے دین اور میرے نانا کی شریعت کی ترویج کرینگے۔ اور دین اور میرے جد (بزرگوار) اونھین دوست رکھین گے اور وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہونگے۔ اگر حسینؑ کے کلمات اور حرکات مین باریک بین نگاہ سے غور کیا جاے تو معلوم ہو جائیگا کہ بحیثیت سیاست اونھون نے بنی امیہ کے قبائح اور شنایع اور بنی ہاشم کے ساتھ اونکی قلبی عداوت اور نیز اپنی مظلومی ظاہر کر دینے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا۔ اور یہ بات اونکے لئے حد درجہ کی سیاست اور قوت قلب اور اپنے مقصد عالی کے پورا کرنے مین خود رفتگی کو ثابت کر رہی ہے۔ باقی آیندہ غلام اصغر

انجمن امامیہ مچھلی بندر

مچھلی بندر ملک دکن کا ایک قدیم شہر ہے جسکی قدامت یہ دلیل نہایت قوی ہو کہ صحائف قدیمہ مین دیکھا گیا ہے کہ نوشیروان عادل کا خیمہ قلمکار (نام اوسکا چھینٹ) مچھلی بندر کا بنا ہوا تھا۔ کتب تواریخ متداولہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی ہندوستان مین سکونت کا پہلا شہر مچھلی بندر ہی تھا چنانچہ اونھون نے یہان پر ایک قلعہ بنا رکھا تھا جو کوٹھی کے نام سے مشہور تھا۔ اور اب بھی شکستہ حالت مین اپنی قدیمی عظمت کے آثار دکھا رہا ہے یہ شہر ساحل خلیج بنگالہ مدراس کے شمال واقع ہے اور کشنا ڈسٹرکٹ کا صدر مقام ہو جہان کلکٹر جج صاحب کے محکمجات ہین۔ اگلے بحری راستہ تھے بڑے بڑے شہرون کا سفر تھا مگر اب ریل جو بجواڑہ پر گذرتی ہے اوس نے بحری راستہ کو کمزور کر دیا۔ رقبہ شہر ۳ میل مربع ہے یہان کی مردم شماری تخمیناً چالیس ہزار کی ہے جس مین ۳۳ ہزار ہنود سات ہزار اہل اسلام بقیہ دیگر اقوام مشمول صاحبان انگریز ہین۔ منجملہ سات ہزار مسلمان کے حضرات

شیعہ قریب تین ہزار کے ہین۔ تجارت یہان کی اگرچہ سب طرح کی تھی مگر خاص کر قالین کا
وناس مچھلی بندر تمام دنیا مین مشہور ہے جو مسلمانون کا ذریعہ معاش تھا خصوصاً اہل تشیع
اس مین بڑے نامی و بالدار تھے افسوس زمانہ نے پلٹا کھایا نہ وہ تجارت باقی رہی نہ دو لت
بلکہ اون سے ہٹکر ہنود کے زیر دست ہو گئی۔
شیعہ یہان کے قریب قریب سب عجمی النسل ہین بعضے عرب اور ترک کی اولاد بھی ہین
وجہ یہ کہ یہان کے قدیم باشندے عجم تھے۔ بزرگون سے سنا گیا ہی کہ ایک عہد مین بارہ سو مکانات
اہل عجم تھے۔ قدیم حاکم یہان کے عجمی تھے اونکا سلسلہ خاندان اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ یکی از
شہزادگان ایران شاہان مغلیہ کے عہد مین ہندوستان آکر کسی عہدہ جلیلہ پر مامور ہوے۔
اونکی اولاد کو ترقی ہوکر ہندوستان مین کہپا یت۔ بنگن پلی۔ مچھلی بندر کی حکومتون پر نوابو
کے لقب سے قابض ہو گئے۔ اس لحاظ سے ان تینون خانوادون مین رشتہ داری ہے۔ اول
نواب مچھلی بندر نواب قطب الدولہ رستم جاہ حسین علی خان بہادر تھے انہین کے ایام
مین گورنمنٹ انگریزی نے اپنا قدم جمایا تھا اور آخر زندگی مین تمام ممالک نارون سرکارس (شمالی
سرکارس) جسکے وہ حاکم تھے سرکار انگریزی کا علاقہ ہو گیا مگر سرکار نے اون کے اعزاز خاندانی
کا لحاظ کیے اور چونکہ سرکار کا ابتدائی زمانہ تھا جس سے حکومت مین اقتدار کامل نہ تھا اونہی
قطب الدولہ کو مذکورہ ممالک پر ویسرائے مقرر کر رکھا تھا بعد اونکی رحلت کے اون کی اولاد
کو وظیفے مقرر کر دیے گئے جو ابتک جاری ہین مگر اونکی اکبر اولاد کو ایک معقول وظیفہ مقرر کرکے
خطاب نواب کا بحال رکھا گیا۔ اس خاندان کی اب پانچوین پشت ہے۔ یہان پر خاص شیعہ
کی دو مسجدین اور ایک جو جامع مسجد کہلاتی ہی کہلاتی ہے شیعہ و سنی مین مشترک ہی
سابق مین ان دونو اسلامی فرق مین پورا اتفاق تہا مگر چند سال قبل اسی مسجد کی اذان
کے متعلق فیما بین جہگڑا ہو گیا تہا جسکا تصفیہ گو سرکار انگریزی نے کر دیا اور اب صلح ہی مگر اوسی
زمانہ سے اہل سنت مین تعصب کا مادہ پیدا ہو گیا ہے مگر چونکہ یہان کے اکثر سادات و عمائد شیعہ
مذہب رکھتے تھے اہل سنت ہمیشہ سے اونکے زیر اثر رہے ہین اور نیز اسوجہ سے کہ اون مین
سر برآوردہ لوگ بجز قلیل کوئی بہی نہین اور قریب سب کے سب چھوٹی قوم والے ہین اسلئے

غلبہ اہل تشیع کو رہتا ہو - اس شہر میں کل ائمہ علیہم السّلام کے مشاہد مقدسہ کی شبیہیں ہیں
جو آستانہ کہلائی جاتی ہیں - یہان کا محرم اس نواح مین یادگار زمانہ ہے گو اب سابق
سی عظمت نہین تاہم ان ایام مین بھی دیدنی ہے - پہلی تاریخ سے عاشورہ تک گھر گھر علم
ایستادہ ہوتے ہین اور ان ایام مین ہر ایسا گھر عاشورخانہ کہلاتا ہے سابق مین سات
سئے عاشورخانہ تھے مگر اب بھی تین سنو سے زائد ہین - عاشورہ تک ہر روز بیس
پچیس مجلسین ہوا کرتی ہین علاوہ اسکے ہر ماہ کی دہم و بست یکم و ہر پنجشنبہ کو مجلس ہوتی ہے
ہر روز پانچ سات مجلسین ہوتی ہین علاوہ اسکے ہر ماہ کی دہم و بست یکم و ہر پنجشنبہ کو
مجلسین ہوا کرتی ہین اور نذر کی مجلسین اسکے ماسوا ہین جو ہر وقت ہوتی رہتی ہین
ایام عاشورہ مین بتاریخ ۸ محرم ضریح جناب حضرت ابوالفضل العباس بڑے دھوم دھام
سے اوٹھتی ہے جسکے ساتھ کی نوحہ گری و ماتم اس زور و شور سے ہوتی ہے کہ کربلا کا
سمان آنکھون مین پھر جاتا ہے - عشرہ مین ہر روز متعدد علم ہر شہید کے نام کے اوٹھتے ہین
بخصوص ۹ محرم کو حضرت قاسم کے نام کے علم جس کا شمار قریب پانچسو ہوگا صبح سے
شام تک اوٹھتے ہین اور ایسے علم پھول ہی کہند لیتے ہین - پھول کہند لینے سے مراد یہ ہے کہ ہر
عاشورخانہ کے روبرو ایک گو دال کیا جاتا ہے جسکو یہان الاو کہتے ہین جس مین صدہا
من لکڑیان بھر کر آگ لگا دی جاتی ہے جب تمام آگ ہو جاتی ہے تو علم بردار مع دو تین
ہمراہیون کے جو مورچل اور عود دان لئے ہوئے رہتے ہین اوس مین کود پڑتا ہے اور پا پیادہ
ادہر سے اودہر نکل جاتا ہے جس سے وہ آگ تمام راکھ ہو جاتی ہے بعض اوقات
علمبردار کے پاؤن گھٹنے تک آگ مین اوتر جاتے ہین اسطرح اوسکی آمد و رفت نصف گھنٹہ
تک رہتی ہے مگر اوسکے پاؤن پر آگ کا اثر تو کجا نشان تک باقی نہین رہتا سبحان اللہ
معجزہ اسکا نام ہے - بابی انت و امی یا ابا عبداللہ شہادت سے اربعین تک وقتاً
فوقتاً یعنی دہم و بستم و چہلم کو اکثر ضریحین اوٹھتی ہین جس سے محرم کا سامان غم تازہ
ہو جاتا ہے - اول محرم سے تا اواخر ماہ صفر اکثرون کے ہان اور مشہور آستانون
مین تمام شب مجلسین ہو کر اطعام بھی ہوتا ہے اس کا صرفہ قریب دو ہزار روپیون کے

ہے۔ اکثر مجلسوں میں چائے و شربت تقسیم ہوتا ہے یہ اور دیگر اخراجات قریب ایک
ہزار روپیوں کے ہیں اس حساب سے یہاں کے حضرات شیعہ ہر سال محرم و صفر میں
تین ہزار روپیہ نذر حسینی شہید روحی و ارواح العالمین لہم الفدا کرتے ہیں۔ یہاں مرثیہ
خوانی و سوزخوانی و ذاکر خوانی ہمہ رنگ کی ہوتی ہے اور کہیں کہیں کے حضرات پڑھ لیا
کرتے ہیں۔ یہاں کی معمولی ہوتی ہے جسکا مقصد گریہ و بکا ہے۔ مگر حجۃ الاسلام شریعت
مدار سرکار حاجی السید عبدالکریم صاحب قبلہ و کعبہ جو کربلائی عالم ہیں اور جن کو یہاں سے
رشتہ داری بھی ہے کبھی کبھی وارد ہند ہوکر یہاں پر تشریف لاتے ہیں۔ اور گاہے گاہے
صمد العلما سرکار السید غلام حسنین صاحب قبلہ و کعبہ حیدرآباد سے تشریف لاتے ہیں اوس
وقت کی مجلسوں کا رنگ بھی دیدنی ہوتا ہے۔ یہاں کے اہل خاندان جو وظیفہ یاب
ہیں قلیل معاش رکھتے ہیں ماسوائے اسکے سرکار روز بروز انکی تنخواہیں رہی ہے اور
تجاروں سے بھی کوئی مالدار نہیں ہر چند کہ وہ بھی قلیل سرمایہ سے کام چلا رہے ہیں۔
اب رہی جاگیردار زمینداروں کا بھی وسطی درجہ کا گذارہ ہے مگر جمیع شیعہ چشم بدور
ٹھیرے ہی باہمت و اولوالعزم اور سخی ہیں ہر کار خیر میں اپنے حوصلہ سے زیادہ حصہ لیتے ہیں
اور خرچ کرتے ہیں چنانچہ ضرورت زمانہ کو محسوس کرکے اہل تشیع نے ۷ ربیع الاول سنہ
رواں کو ایک شاندار جلسہ منعقد کرکے بماتحتی آل انڈیا شیعہ کانفرنس ایک انجمن قائم
کی ہے جو انجمن امامیہ مچھلی بندر کے نام سے موسوم ہے اوسکے اغراض و دستور العمل منسلکہ
سے ظاہر ہونگے افسوس اب یہاں کوئی دینی مدرسہ باقی نہیں ہے مومنین کے بچے [illegible]
انگریزی اسکولوں میں بھیجے جاتے ہیں عجب نہیں کہ انجمن اس ضروری کمی کو پورا کرے
اسکے اراکین اور عہدہ داروں کی تفصیل نیچے دیگئی ہے اونکی عالی ہمتی سے امید
کامل ہے کہ یہ انجمن ضرور ترقی کریگی۔ اس [illegible] زمانہ میں ہی اس کے آثار نیک پائے
جاتے ہیں کیونکہ بہت سے اغراض کو ملحوظ رکھکر انجمن امامیہ کلب کا افتتاح کر دیا گیا ہے
انشاءاللہ تعالیٰ آیندہ مزید حالات کی وقتاً فوقتاً اطلاع دیجائیگی۔ والسلام علی خیر الانام
و آلہ الکرام۔

مربیان انجمن (۱) سرکار شریعت مدار جناب حاجی السید عبدالکریم صاحب قبلہ و کعبہ کربلائی۔
(۲) سرکار شریعتمدار جناب السید غلام حسنین صاحب قبلہ و کعبہ صدر العلماء حیدرآباد

ممبران انجمن (۱) جناب نواب رضا علیخان بہادر خلف رئیس مچھلی بندر۔ ۲۔ جناب نواب احمد حسین مرزا خان بہادر فرزند برادر نواب۔ ۳۔ جناب نواب رضا علیخان بہادر خلف نواب ضامن علیخان بہادر ۴۔ جناب نواب حسن علیخان بہادر رئیس چندول۔ ۵۔ جناب آقا ابوتراب صاحب قزوینی تاجر و کنٹراکٹر ۶۔ جناب نواب میر غلام رضا خان بہادر زمیندار ۷۔ جناب نواب مرزا غلام محمد خان صاحب زمیندار ۸۔ جناب آقا حاجی محمد خلیل صاحب قزوینی تاجر و کنٹراکٹر۔ ۹۔ جناب میر نثار علیصاحب تاجر و کنٹراکٹر ۱۰۔ جناب میر حسین علیخان بہادر جاگیردار۔ ۱۱۔ جناب مرتضیٰ حسین صاحب مجاور آستانہ ابو الفضل العباس ۱۲۔ جناب منشی سکندر علی صاحب مدرس۔ ۱۳۔ جناب منشی میر زین العابدین صاحب ملازم سرکار انگریزی۔ ۱۴۔ جناب حکیم محمد واہب علی صاحب ۱۵۔ جناب حکیم باجی صاحب۔ ۱۶۔ جناب سید مصطفی صاحب کنٹراکٹر۔ ۱۷۔ جناب میر اسمعیل صاحب جاگیردار۔ ۱۸۔ جناب میر حیدر صاحب الحسینی سرگروہ۔ ۱۹۔ جناب میر محب علیصاحب جاگیردار و سرگروہ۔ ۲۰۔ جناب مولوی رضا حسین صاحب پنشن خوار و زمیندار۔ ۲۱۔ جناب غلام عباس صاحب میونسپل انسپکٹر ۲۲۔ جناب میر محمد رضا صاحب طباطبائی ڈرائنگ ماسٹر۔

اراکین سفیر ۱۔ عالیجناب نواب حسنین علیخان بہادر خلف اکبر رئیس مچھلی بندر و نواسہ رئیس بیگن پلی ۲۔ جناب آقا غلام عباس صاحب قزوینی جنرل مرچنٹ و کنٹراکٹر۔ ۳۔ جناب مولوی محمد عبدالکریم صاحب پولیس انسپکٹر۔ ۴۔ جناب آقا محمد حسنین صاحب قزوینی بی۔ اے۔ ۵۔ جناب مولوی میر افضل علیصاحب ملازم سرکار نظام۔ ۶۔ جناب منشی میر قاسم علی صاحب امین منصفی سرکار انگریزی۔ ۷۔ جناب منشی نثار علیصاحب اردو مدرس مشن اسکول۔

عہدہ داران ۔ صدر نشین ۔ جناب مولوی آقا میر اعظم علیصاحب سابق میونسپل منیجر و جاگیردار نائب صدر نشین ۔ جناب آقا مولوی مرزا محمد ہادی صاحب شیرازی تاجر و کنٹراکٹر ۔ معتمد ۔ جناب مولوی آصف علی مرزا خانصاحب ۔ نائب معتمد ۔ جناب مولوی میر نظام علیخانصاحب کنٹراکٹر ۔ امین ۔ جناب صابان صاحب سوداگر ۔ نائب انجمن ۔ جناب نائب قربان حسین صاحب۔

اسید علی سکرٹری

شیعیان دہلی میں قومی ماتم

۲۰ مئی بروز جمعہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے دفن کا دن تھا شہر میں عالم ماتم نظر آتا تھا کہ یکایک ۲۱ مئی کی صبح کو ایک سنسنی خیز خبر شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہوا کی طرح پھیل گئی یعنی نواب سید سلطان مرزا صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر سے شیعیان دہلی کے گھر گھر ماتم پڑ گیا مرحوم خاندانی رئیس بلکہ شیعیان دہلی کے اکیلے رئیس - آنریری مجسٹریٹ میونسپل کمشنر - اینگلو عربک ہائی سکول دہلی کی منیجنگ کمیٹی کے ممبر - انجمن شیعۃ الصفا دہلی کے پریسیڈنٹ تھے - اہل شہر میں ہر دلعزیز مانے جاتے تھے - قومی خدمات اور خیر خواہی اسلام کی وجہ سے ہر فرد اسلامی کے نزدیک قابل احترام تھے - شیعیان دہلی کے مسلمہ لیڈر تھے جیسا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دہلی کے تعزیت نامہ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے "زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ اس وفادار اور قومی لیڈر کے مرنے کے بعد شیعوں میں دوسرا آدمی نظر نہیں آتا جو اس کمی کو پورا کر سکے" یہ کیسے عبرتناک الفاظ ہیں جس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے - ہمارے حکام کو ہم سے زیادہ ہمارے قومی نقصان کی تلافی کی فکر ہو جاتی ہے - ہماری تمام قوم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اظہار ہمدردی کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہے - خوش اقبال ہے وہ گورنمنٹ جس کے ایسے عالی دماغ افسران ہم پر حکومت کرنے آتے ہیں - آجکل درحقیقت دہلی کے ہر شیعہ کا دل ماتم کدہ بن گیا ہے ہر متنفس کے ہونٹوں پر یہی اندیشہ بن رہا ہے کہ الہی دہلی کے شیعوں کا آیندہ کیا حشر ہوگا - انکا کوئی سرگروہ نہ رہا - انکی طرف سے بولنے والا نہ رہا - گورنمنٹ میں انکا کوئی ریپریزنٹیٹو نہ رہا - جو حکام تک انکے خیالات کو پہنچا سکے -

۲۴ مئی روز سہ شنبہ فاتحہ خوانی کا دن تھا - یہ رسم اسلامی مرحوم و مغفور کے حویلی واقع کشمیری دروازہ میں منعقد ہوئی جس میں اسلام کے ہر فرقہ کے اشخاص شریک تھے جو مرحوم کے ہر دلعزیز ہونے کا بدیہی ثبوت ہے - شہر کے کل رؤسا جمع تھے - جن میں حاذق الملک جناب حکیم اجمل خان صاحب رئیس - جناب ڈاکٹر کرنل نور احمد صاحب رئیس - جناب شہزادہ مرزا اشجا جاہ صاحب دام اقبالہ رئیس خاندان تیموریہ دہلی کے فرزند دلپسند - جناب خواجہ محمد حسین صاحب جج عدالت خفیفہ - جناب خان بہادر غلام محمد حسن خان صاحب سب رجسٹرار وغیرہ

جناب سید احمد صاحب امام جامع مسجد۔ جناب حاجی شیخ عبد الغنی صاحب رئیس قوم پنجابیان جناب محمد فضل الدین صاحب ہیڈ ماسٹر اینگلو عربک ہائی سکول وغیرہ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بعد قرآن خوانی جناب مولانا مولوی عباس حسین صاحب قبلہ عربک پروفیسر محمڈن علیگڑھ کالج کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اور نواب صاحب مرحوم کے ذکر خیر و اظہار تاسف کے بعد قرآن خوانی کے ساتھ ذکر اہلبیت علیہم السلام کا ہونا حدیث انی تارک فیکم الثقلین۔ سے لازمی ثابت فرمایا۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل الانبیا۔ قرآن کے زندہ معجزہ ہونے اور امام حسین علیہ الصلوۃ والسلام کی شہادت کے وجوہ اس خوبی اور دلائل کے ساتھ بیان فرمائے کہ تمام مکان نعرہ صلوۃ سے گونج رہا تھا اور ہر فرد بشر کی زبان پر تعریفی کلم جاری تھے گویا اس گھر میں خاص رحمت برس رہی تھی۔

بعد اختتام مجلس جناب مولانا ممدوح نے حسب ایمائے قوم شیعہ اپنے دست مبارک سے رسم دست بندی پوری کی۔ یعنی قوم کی جانب سے خاص دستار جانشینی نواب امراؤ مرزا صاحب خلف ا نواب صاحب مرحوم کے سر پر باندھی۔ اور سید سلطان رضا صاحب عقیل آنریری سکریٹری انجمن شیعۃ الصفا دہلی نے اعلان کیا کہ تمام شیعیان دہلی بالاتفاق آج سے نواب امراؤ مرزا صاحب کو قومی سردار اور نواب صاحب مرحوم کا جائز وارث تسلیم کرتے ہیں۔ اور دس روپیہ بطور تعزیت قوم کی طرف سے نذر رکھے۔ نواب صاحب نے قبول فرما کر بتائید ریزولیوشن آل انڈیا شیعہ کانف بابت مرمت اوقاف مقامی نصف رقم برائے مرمت درگاہ پنجہ شریف اور نصف رقم برائے مرمت شاہ مردان وقف کی۔ اور قوم کا شکریہ فرما کر اظہار کیا کہ والد مرحوم کے نقش قدم چلکر حتی الامکان خدمت قومی سے دریغ نہ کرونگا۔ آپ ہونہار جوان اور انگریزی تعلیم ہیں ہمیشہ قومی کاموں میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ خداوند کریم آپکی عمر دراز کرے اور قومی کاموں میں حصہ لینے کی توفیق عطا کرے اور نواب صاحب مرحوم کے کل اعزاز آپکو نصیب

آخر میں جناب حاذق الملک صاحب نے مختصر لیکن پر اثر تقریر فرمائی۔ کہ نواب سلطان مرزا صا مرحوم ہمیشہ قومی کاموں میں حصہ لیتے رہے اور حکام اعلی سے منفس نفیس ملکر بہت سے قا قدر کام کئے ہیں۔ ایسے لائق فرد کے اٹھ جانے سے تمام مسلمانان دہلی کو صدمہ پہنچا ہے۔ بعد م

نواب امراؤ مرزا صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ایسی حالتمین مسلمانون سے جس قسم کی خدمت کی آپکو ضرورت ہوگی مین اس خدمت کیلئے حاضر ہون ۔ مین اس موقعہ پر تمام قوم کیطرف سے جناب حاذق الملک صاحب کا بھی شکریہ ادا کئے بغیر نہین رہ سکتا۔ آپنے گرمی کی شدت اور مطب کے کام سے عدیم الفرصتی کا لحاظ نہ کرکے قومی رسم مین شرکت کو مقدم رکھا۔ آپکا خلق اور منکسر المزاجی اس حدتک بڑھگئی ہے کہ ہر قومی کام مین بنفس نفیس شریک ہوکر مسلمانون کی ہمت افزائی فرماتے ہین اور اپنی تکلیف کی مطلق پروا نہین کرتے۔ مسلمانون کی ترقی و بہبودی اور انمین اتحاد پیدا کرنیکی بے حد کوشش فرماتے ہین۔ خدا ان لوگونکو نیک ہدایت دے جو وقتاً فوقتاً حکیم صاحب پر اخبارات مین ناجائز حملہ کرکے اتحاد اسلامی کو صدمہ پہنچاتے ہین اور حکیم صاحب کی اس اولوالعزمی اور قومی خدمت کی قدر نہین کرتے آخر مین مین تمام مومنین سے استدعا کرتا ہون کہ وہ دعا فرمائین کہ خداوند کریم جناب نواب امراؤ مرزا صاحب کو مدت درازتک زندہ و سلامت رکھے۔ اور انکے والد مرحوم کو جسقدر اعزاز گورنمنٹ سے حاصل تھے وہ سب انکو ملجائین۔ کیونکہ قوم کی امیدین اب آپسے وابستہ ہین۔ اور سبکی نظر آپکی طرف لگی ہوئی ہے۔

خدا کرے ہم جلد اس خوشخبری کو سنین کہ آپ دہلی مین انریری مجسٹریٹ ہوگئے ؎

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

رقیمہ نیازمند مرزا امراد شاہ دہلی

اصلاح حق یہ ہے کہ ایسے وجود باعظمت کا ہمسے اوٹھہ جانا نہایت ہی جانکاہ ہے مگر اوسکے فضل و کرم سے امید ہے کہ جناب نواب امراؤ مرزا صاحب پورے جانشین اپنے والد مرحوم کے قرار پائینگے۔ مومنین مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرین اور جناب نواب امراؤ مرزا صاحب کے طول عمر و اقبال کے لئے دعا فرمائین کہ قومی خدمتین بحسن وخوبی انجام دے سکین۔

اڈیٹر۔

گاوخوری۔ طبی اصول سے لحم البقر کے جو نقصانات ہین انکو حکما و اطبا نے نہایت صحت صفائی وصراحت کے ساتھ ظاہر کردیا ہے تجربہ سے بھی یہ گوشت مضر صحت انسانی ثابت ہوا ہے شریعت مصطفوی نے اسکے گوشت کو حلال ضرور کیا ہے مگر اسکے یہ معنی نہین ہین کہ گائی بیل کا گوشت

کہانا واجب یا سنت ہے۔ ہندوستان میں یہ جانور ایک نعمت عظمی ہے اس جانور پر زراعت
مدار ہے اس جانور کی ضرورت باربرداری میں بہی ہے۔ اس سے ہمکو دودھ اور گہی
جو صحت انسانی کے واسطے مفید ہیں حاصل ہوتے ہیں خالق عالم نے اس جانور کی
مثال اسوقت تک خلق نہیں کی ہے جس سے یہ نتیجہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ اسکی حفاظت ملکی
فوائد کیواسطے پر ضرور ہے اسکے گوشت کا استعمال ہندی مسلمانوں میں بکثرت ہے اسی کی
وجہ سے ہنود کو مسلمانوں سے طبعی نفرت ہے۔ یہ نفرت دینی اختلاف کے مقابلہ میں شدید
ہے اور اسی نفرت کیوجہ سے ہندو مسلمانوں کے خیالات میں بہت سنگینیت ہو گئی ہے میرا
خیال یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں استعمال لحم البقر متروک ہو جائے تو تعداد ذبح میں بہت
کمی ہو جائیگی جسکا صحیح نتیجہ ترقی نسل بقر ہوگا اور اہل ہند پر بڑے گروہ پر مسلمانوں کا
احسان ہوگا اور مسلمان اخلاق نبوی اور تعلیم اسلام کا پورا ثبوت دینگے علاوہ اسکے
وہ فوائد جو کثرت ذبح سے عنقریب مفقود ہو جانیوالے ہیں پہر عود کرینگے میری رائے ہوئی
تھی کہ تمام مسلمانوں میں چہ شیعہ چہ سنی اسکی کوشش کروں لیکن مزید غور کرنے پر معلوم
ہوا کہ دونوں گروہوں میں ایک ساتھ سعی کرنے سے عمدہ نتیجہ برآمد نہ ہوگا طلب الکل
فوت الکل ہو جائیگا زینہ بزینہ کارروائی ہونا چاہئے اسلئے مینے تجویز کیا کہ اولاً اپنے گروہ شیعہ
سے درخواست کروں کہ مصالح زمانہ پر غور کرکے استعمال لحم البقر ترک کردیں مجھے امید قوی
ہے کہ میرے برادر ایمانی میری گذارش کو قبول فرماکر مجھکو عزت بخشیں گے لحم البقر کے ترک میں
کوئی معصیت نہیں ہے کوئی نقصان نہیں ہے کوئی ہرج نہیں ہے۔ برخلاف اسکے فوائد بہ
کثرت ہیں جب اپنی گروہ سے مجھکو تاج کامیابی حاصل ہولیگا تو میں جماعت حضرات اہلسنت
سے بہی اسی قسم کی درخواست کرونگا ابہی اس جماعت میں ایسی کوشش کرنا زیادہ محنت
طلب ہے۔ میرے ان خیالات کی اشاعت کئی اخبارات انگریزی اور اردو میں ہو چکی ہے
میری خاص بستی میں مجھکو نمایاں کامیابی ہوئی سر دہجات میں بہی امید کامیابی ہے چند
خطوط شیعہ و سنی و ہنود حضرات کے تائید میں آچکے ہیں چونکہ اصلاح نیک ہے ترک میں کوئی
قباحت نہیں ہے لہذا مخالفت کا اندیشہ کم ہے۔ لطیف احمد رضوی وکیل و میونسپل کمشنر سیتاپور (اودہ)

اصلاح - اصل یہ ہے کہ گو عموماً گوشت کو سید الطعام کا خطاب ملا ہے مگر اکثار کی ممانعت ہے کہ زیادہ گوشت نہ کھانا چاہیئے کہ اپنے پیٹ کو مقبرہ حیوانات نہ بناؤ اور گائے کا گوشت تو طبی اصول سے اکثر مضر ہوتا ہے خصوصاً اس گرم ملک ہندوستان میں لہذا بغرض حفظ صحت بھی اس سے اجتناب انسب ہے - اور مصالح ملکی سے تو اور بھی اسکی ضرورت بڑھ رہی ہے -

ہمکو کامل امید ہے کہ اگر اہل اسلام عموماً نہیں تو فرقہ حقہ شیعہ خصوصاً اگر گائے خوری کو ترک کرے تو یہ عداوت و نفرت جو ہندوں کو ہمسے ہے ضرور کم ہو جائیگی -

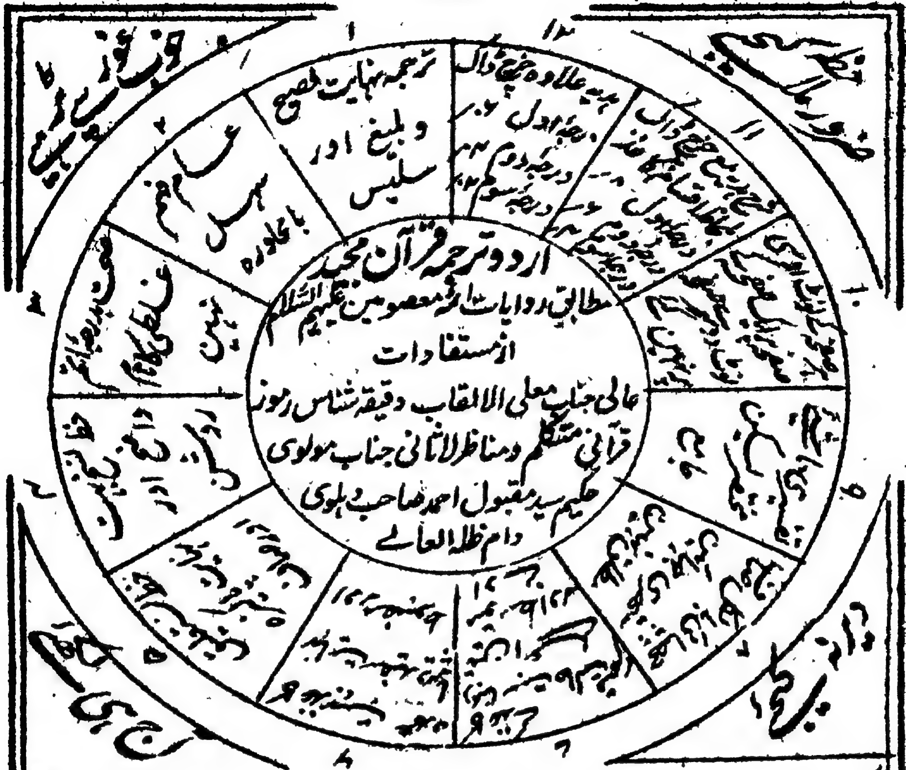
اور جبکہ ہندو ہمارے رسوم عزاداری محرم میں اصطلاح ہماری شرکت کرتے ہین اور ہمارا روپیہ اس کار خیر میں صرف کرتے ہین تو پھر بالکل نا انصافی ہوگی اگر ہم اونکا اتنا بھی خیال نکرین ایک ایسی چیز کو ترک کرین جس سے ہمکو خود ضرر پہونچ رہا ہے -

ہندو میں جتنی معزز قومیں ہین وہ ہم سادات و شیعہ کو اوسی نظر عزت سے دیکھتے ہیں جس نظر عزت سے برہمن راجپوت کو دیکھتے ہین - اگر گاؤ خوری کو ہم قصداً بلا کسی جبر و اکراہ کے ترک کرین تو اور بھی اونکے خیالات ہماری نسبت اچھے ہون اور جبکہ تمامی مدعیان اسلام نے ہماری عداوت پر کمر باندہی ہے تو ہمکو بھی ضرور ہے کہ ایسی قوم سے عقد موانست پیدا کرین جس سے ان مخالفون کی مخالفت سے فی الجملہ امان ملے - **اڈیٹر**

مسافر آگرہ - کیا یہ بینا صحیح ہے کہ مسلمانونکو سو پرچہ وہ مفت دیتا ہے اہلحدیث کی غیرت پر کسقدر اثر کر سکتا ہے کہ ایک پرچہ بھی آپ خود اپنے ہم مذہب کو بھی مفت نہیں دیتے جبتک فتوی پر رشوت نہ لین حالانکہ الراشی والمرتشی کلاہما فی النار - ہای اے اسلام تو کن لوگونکے ہاتہ پڑگیا جو تیری کشتی ڈبانے کی فکر مین ہیں ہزارون مسلمان آریہ ہو چلے مگر ان ناشدنی مسلمانونکو کوئی فکر نہیں - اگر کچھہ نہ ہو سکتا تو دو چار اخبار تو مفت تقسیم کرتا مگر اسکو اپنی حقیقت پر کب اعتماد ہے اور سوحانیت کا اثر کہان اسکے لیئے ہے اب سے بھی اخبار اہلحدیث اپنی بدزبانی کو کم کرے آریونسے اوجھنا موقوف کرے تو ہم اسکے ذمہ وار ہین کہ جتنے سنی آریہ ہوئے ہین اونکو ہم آریون سے واپس کر سکتے ہین -

قبول حق حسب التحریر جناب اشرف حسین صاحب قائم مقام پٹواری منڈرانوالہ معلوم ہوا کہ جناب سید شاہ سوار صاحب نمبردار ساکنہ کربلا سیدان تحصیل و ضلع سیالکوٹ نے بترغیب تحریک [illegible] جو ہم [illegible]

رحمت علیخان صاحب - مذہب حق قبول کیا جزاہ اللہ خیرا حسب التحریر جناب سید زمان علی شاہ صاحب کربلائی معلوم ہوا کہ وعظ جناب مولوی احمد علی شاہ صاحب ساکن ہنڈا کرہ موہرہ سے سات آدمیون نے مذہب حق قبول کیا جناب راجہ سردار خان مع زوجہ - راجہ کرم داد خان - راجہ فضل داد خان - راجہ اکبر خان - راجہ فتح خان نمبردار - میان محمد خیاط - جزاہم اللہ خیرا



مذکورۂ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا با محاورہ اُردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زر کثیر بڑی محنت۔ جانکاہی سعی۔ اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہے (چار پارے بفضلہ چھپ گئے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمائش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجیے مفت ارسال خدمت ہوگا

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی۔ دہلی



جن کی تصدیق تمام انڈیا میں ہر قوم ہر عمر کے لوگ کرتے ہیں

فائدہ (۱) جس کی تصدیق ایک سو دس مریضوں نے آپ استعمال کر کے سرٹیفکیٹ دیئے ہیں وہ یہ ہیں جب کبھی آتشک یا سوزاک ہو چکا ہو اور کچھ عرصہ بعد جلد پر سیاہی آ جائے جسم پر بد نما داغ پڑ جائیں یا جوڑوں اور ہڈیوں میں درد ہو تو اس مرکب سے تمام دکھ دور ہو جاتے ہیں

فائدہ (۲) جس کی تصدیق پینتالیس مختلف ملکوں اور مختلف عمر کے لوگوں نے کی ہر دو بوجہ ایسے معدہ خراب کے جگر بھوک بند ہو جانے سے دن بدن لاغر ہوتے جاتے تھے چہرے پر بے رونقی اور مردہ پن پیدا ہو جاتا تھا۔ ہاتھ پاؤں جلتے تھے معدہ کی وجہ سے کبھی دست کبھی قبض ہو جاتی تھی۔ وہ سب اس مرکب کے استعمال سے دور ہو گئے۔

فائدہ (۳) جس کی تصدیق دو سو مریض اکثر کرتے ہیں۔ خون گندہ ہونے سے چہرے پر چھائیاں جسم پر دانے پھوڑے پھنسیاں کثرت سے مختلف جگہ میں پیدا ہو کر ان سے بیماریاں پیدا ہوتی تھیں

فائدہ (۴) جس کی تصدیق چالیس آدمی کرتے ہیں انکی پاؤں کا چمڑا سیاہ اور موٹا ہو گیا تھا پسینہ آنے سے سخت خارش ہوتی تھی ہر وقت ہاتھ پاؤں میں رہتا تھا

فائدہ (۵) جس کی تصدیق گیارہ مریض کرتے ہیں بغل اور گردن میں گلٹیاں پڑ جاتی تھیں اسکے استعمال سے گلٹیاں بیٹھ گئیں

فائدہ (۶) جس کی تصدیق ۲۷ مریض کرتے ہیں ان کو ہر وقت درد اور بند کی شکایت رہتی تھی جس سے دن بدن سوکھتی جاتی تھی۔ اسکے استعمال سے تمام تکالیف دور ہو گئیں

فائدہ (۷) جس کی تصدیق ۳۰ مریض کرتے ہیں عرصہ سے ناسور اور بھگندر سے پیپ جاری رہتی تھی اس مرکب کے استعمال سے ناسور سوکھ گیا اور زخم بھر گئے۔

فائدہ (۸) جس کی تصدیق ۴۰۰ عورتیں استعمال کرنے کے بعد کرتی ہیں کہ ان کے اندر درد اور رحم سے بد بودار پانی جاری رہتا تھا۔ اور ایام حیض میں درد سخت ہوا کرتی تھی اسکے استعمال سے ایام ماہواری باقاعدہ ہو گئے ۔ اور چہرہ سرخ ہو گیا

الغرض یہ چوب چینی عشبہ کا مرکب سب سے اعلیٰ مصفی خون ہے جہاں تک نفع اور نقصان کا تعلق ہے ۔۔۔ ہر جس کو خون خراب ہو ۔۔۔ استعمال کریں

پتہ: حکیم ڈاکٹر غلام نبی (زبدۃ الحکماء) موچی دروازہ لاہور

بنگال اور اودھ کو عموماً بہار اور پنجاب کو خصوصاً خصوصیت کے ساتھ معلوم ہو گیا

کہ عرق کمونی اور ملح ثلثین ۔ دونون دوائین امراض معدہ یا شرکی معدہ کیلئے عام اشتہاری

دواؤن سے بالکل الگ اثر رکھتی ہین اور اپنے سریع التاثیر اور تمام نفع کے باعث از حد عزت

کی نظر سے دیکھی جاتی ہین ۔ صرف انہین دواؤن نے مقبولیت حاصل کرکے کارخانہ کی اور

کارندون کی بھی سچائی اور دیانت و خوش معاملگی پوری طرح ثابت کر دی ۔ انہین دواؤن

کی وجہ سے لوگون کو ہمت ہوئی اور مختلف امراض کی دوائین طلب کرین اور کامیاب

ہوئے ۔ اسکے علاوہ کیسے کیسے معززین اور علماء دین اور شہزادگان اور تعلقہ داران

یا اڈیٹران اخبارات و رسائل نے بے وجہ اسناد نہین عنایت فرمائی ہین ۔ قیمت

عرق کمونی فی بوتل عہ ، فی شیشی ١ر ملح ثلاثین فی شیشی عہ ،

عرق مرکب ۔ تپ و لرزہ ۔ ورم جگر خصوصاً طحال کے واسطے بے مثل ہے ۔ قیمت فی بوتل عہ فی شیشی ٦ر

مدمل القروح جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً جس مین قرحہ پڑ گیا ہو خصوصاً لاثانی ہے قیمت فی شیشی ٦ر

سرمہ زرد ۔ تمام امراض چشم کے لئے گویا کیمیا قیمت فی شیشی مع سلائی عہ ،

معجون لبوب ۔ مقوی اعضاء رئیسہ جو چند دنون ۶ ماشہ کھانے سے کل اعضا مین قوت بڑھاتی

ہے قیمت فی تولہ ٢ر ۔ ۴۰ تولہ عا

المشتہر

مینجر کارخانہ حکیم ایس ۔ ایم سجاد پٹنہ سٹی ٹیلیگراف کا پتہ

عید میلاد امیر المومنین علیہ السلام

اعلان کہ زمانہ قریب ہے کہ ۱۳ رجب کو عید میلاد جناب امیر المومنین علیہ السلام کی مسرت میں مومنین کے دل مسرور اور آنکھیں منور ہوں چونکہ اس تقریب مبارک میں عام طور سے دفتر اصلاح میں خاص طور پر رعایت کیجاتی ہے لہذا اس سال میں بہترین تحفہ اصلاح کو پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ پھر ان جلدوں کا ملنا اگر ناممکن نہ ہوگا تو مشکل ضرور ہوگا۔ اصلی قیمت فی جلد ۶عہ ہے تخفیفی اصلاح جلد ۷۔ اصلاح جلد ۸۔ اصلاح جلد ۹۔ اصلاح جلد ۱۱۔ تصحیح تاریخ۔ تاریخ الاذان یہ پرانی جلدیں اصلاح کی بہت کم رہ گئی ہیں اور ان میں مذہبی تحقیقات کے وہ خزانے مجتمع ہیں کہ پھر انکا ملنا دشوار ہوگا محصول ڈاک اسکے علاوہ ہوگا اور جو نمبر کم ہوگا دفتر اوسکا ذمہ دار نہیں۔
بہتر یہ ہے کہ سب کا منی آڈر روانہ فرمائیے کہ بعوض محصول ڈاک ویلو روانہ کیا جاسے یہ رعایت صرف ۱۳ رجب تک ہے

الشمس جلد ۵ کے

تین نمبر جاری شایع ہوئے جو تین حصوں پر تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں حد السارق ہے جسمیں تحریف قرآن کی بحث ہے دوسرے حصہ میں شذرات الظلمات جواب آیات بینات تیسرے حصہ میں رد الملاحدہ جواب خلافت راشدہ شائقین ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے کہ وہ اس رسالہ کی خاص طور پر قدر کرینگے کیونکہ یہ رسالے وہ ہیں جن سے قدرت معلوم ہوتی ہے کہ [illegible] مذہب حق شیعہ اثنا عشریہ کو کیسے دلائل قاہرہ اور براہین ظاہرہ عنایت فرمائے ہیں جو نمبر طلب ہو سکیں آپ کے پاس روانہ ہوگا۔

سابق مجلدات اربعہ

کے صفحات نسخے رہ گئے ہیں انکی قیمت بحساب فی جلد ۶عہ مقرر ہے۔ اگر آپنے جلد نہ طلب کیا تو پھر تعمیل ناممکن ہوگی

تنقید بخاری حصہ دوم

بھی بفضلہ طبع ہو کر موجود ہے جو صفحہ ۲۰۳ پر تمام ہے قیمت ۸عہ ہاں چونکہ صفحہ ۱۹ تک اصلاح کے ساتھ شایع ہو چکا ہے لہذا جو حضرات صرف صفحہ ۱۹ سے لغایت ۲۰۳ طلب فرمائینگے اونسے صرف ۸ر لیا جائیگا۔ مگر بہتر ہے کہ اوسکے ساتھ رسالہ عقل و تہذیب الحدیث بھی طلب کیا جاسے کہ ۸عہ کا ویلو روانہ ہو۔

دفتر اصلاح کی موجودہ کتابیں

جواب شبہہ۔ مناظرہ امجدیہ حصہ اول حصہ دوم۔ رفع الوثوق۔ مقدمہ شرح نہج البلاغہ۔ کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم ۔ ذو الفقار حیدر جلد اول۔ و دوم۔ رسالہ وضوء الحمرہ۔ مگر کل نسخے بہت کم رہ گئے ہیں۔

اطلاع عام جن حضرات سے چندہ اصلاح ۱۳۳۰ھ اب تک نہیں وصول ہوا مئی میں سبکے نام ویلو جائیگا

منیجر

سید ظفر حسن ... پرنٹر

رجسٹرڈ سی ۳۴۸

رسالہ

اصلاح

عام مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح

زیادہ تر مذہب شیعہ کی حمایت و ترقی

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

[illegible]

[illegible]

مراسلات بنام منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن ہونا چاہیے

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ ۵

[illegible]

وفیات ... حضرت علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ... جناب مولوی شیخ مرزا ... صاحب [illegible]

[illegible] اس وقت میرے پیش نظر ہے ... ۱۲ ... ہے قیمت [illegible]

... رسالہ جن جناب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے حالات ... تفصیل سے لکھے گئے ہیں ... کی ... حالات ... بڑی محنت اٹھائی ہے ... مومنین پر اسکی قدردانی لازم ہے کیونکہ علامہ مجلسی کے بار احسان سے کوئی شیعہ سبکدوش نہیں ہو سکتا قیمت زیادہ ہے کچھ تخفیف لازم ہے۔

قاصد حیرت۔ اس نام کا رسالہ عجیب انداز سے لکھا گیا ہے جسکا لطف مطالعہ پر منحصر ہے تحقیقات کی ... بھی ... اور ... کے ساتھ ظرافت بھی ... جناب مرزا احمد سلطان صاحب مصطفوی ... قیم نگر حیدر آباد دکن سے طلب فرمائے ویلیو کی فرمائش نہ کیجئے کہ نہ وہاں سے ویلیو آسکتا ہے نہ جا سکتا ہے۔

افسوس بتحریر جناب سید نظیر الحسن صاحب معلوم ہوا کہ جناب سید علی تقی صاحب مرحوم سپرنٹنڈنٹ صفائی گورکھپور نے بتاریخ ۱۸ جون شب جمعہ انتقال کیا نہایت خلیق اور قومی خدمتوں میں سرگرم تھے مرحوم الہ آباد کے رہنے والے تھے نماز جمعہ ... ہوئی ... دعائے مغفرت کی سب سے امید ہے۔

ضرورت جناب میرداور حسین صاحب سیاہ پوش ... جہانسی کو جناب مرزا فصیح صاحب کے مرثیہ جبکہ شبدیز قلم کرنے لگا جولانی ... کی ضرورت ہے اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو بقیمت یا بلا قیمت عنایت فرمائیں۔

شکریہ معاونین۔ دو سو ویلیوؤں کی واپسی کا ... بالکل ... ہو ... صرف حضرات ذیل کی توجہ سے ... بھی وجود باقی ہے۔

جناب منشی محمد حسین صاحب فراق ...	۲	جناب سید افضل حسین صاحب ...	ا ر
جناب سید محمد شاہ صاحب ریاست ...	۲	جناب ملا عنایت علی بمبئی ۲۲۰۲	۲
جناب منشی احمد حسن صاحب ...	ا ر	جناب سید علمدار حسین صاحب ... ۱۲	ا ر
... پور ...		جناب بابو الٰہی بخش صاحب گارڈ ...	۲
جناب منشی ... حسین صاحب ...	ا ر	جناب سید علی جان صاحب ...	ا ر
جناب ... صاحب ... سابق	ا ر	جناب ... محمد علی صاحب ...	۵
جناب منشی ... صاحب علاوہ سابق	ا ر	جناب سید منشی ... صاحب ...	ا م
جناب ... حسین صاحب منشی فاضل ...		... [illegible]	
[illegible]	ا م	[illegible]	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ | جلد ۱۳

ضروری اطلاعات

(۱) جملہ مراسلات میں خواہ خط شکایت ہو یا تبدیل پتہ کے متعلق یا منی آڈر نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے نمبر ۲۷۳ کوئی صاحب نہ لکھیں اس سے خریداروں کو کسی قسم کا تعلق نہیں۔

(۲) جو حضرات کہ ۱۲ رجب کو خریدار ہوے اونکا حساب اس نمبر کے پہونچتے ہی تمام ہوا لہذا بقیہ شش ماہی کیلئے اگر عصہ بذریعہ منی آڈر عنایت ہوگا تو پرچہ جاری رہیگا ورنہ اس نمبر کے بعد کوئی نمبر نہ جائیگا۔

(۳) تنقید بخاری حصہ دوم طیار ہے جو صفحہ ۳۲۰ پر تمام ہوا قیمت عہ اگر آپنے فوراً طلب نہ کیا تو پھر ملنا محال ہے کیونکہ کل ۹۰ نسخے طیار ہوے ہیں۔

(۴) اصلاح نمبر ۶ جلد ۱۲ تک تنقید بخاری کے ۱۹۰ صفحے شایع ہوے صفحہ ۱۹۱ لغایت صفحہ ۳۲۰ علیحدہ طیار ہے قیمت ۸ جنکو انکو اپنی کتاب کامل کرنا منظور ہے وہ جلد طلب فرمائیں بعد ان اوراق کا ملنا دشوار ہوگا کل ۵۰ جلدیں اسکی طیار ہوئی ہیں۔

(۵) الشمس جلد ۵ کا پہلا اور ۲ و ۳ شایع ہوچکا جسمیں تین کتابیں شامل ہیں (۱) حل السابق تحریف قرآن کے متعلق (۲) کشف الظلمات جواب آیات بینات (۳) رد الملاحدہ بہ ابطال خلافت راشدہ۔ چونکہ ۳ نمبر یکجائی شایع ہوتے ہیں لہذا ۳ کا ٹکٹ آنے پر پرچہ نمبر جاسکتے ہیں بلا قیمت کسی کے نام بھی نمونہ نہیں جاسکتا۔

(۶) بعض حضرات نامہ نگار مضمون بھیجتے ہیں مگر نہ اپنا نام صاف لکھتے ہیں نہ نمبر خریداری

جس سے نہایت افسوس کیساتھ وہ تحریرین ردیون مین ڈالدی جاتی ہین -

(۶) کتب فروشان مذہب شیعہ کی خدمت مین التماس ہے - کہ کتب فروشی بہی قوم کی ایک بہت بڑی عظیم خدمت ہے جس سے نہ صرف قوم کو فائدہ پہونچتا ہے بلکہ خود بھی مستفید ہوتا ہے - اور قوم کو بہی فائدہ پہونچاتا ہے جسکا دو قاعدہ ہے - ایک یہ ہے کہ جو لوگ تاجر کتاب فروش ہین وہ صاحبان مطبع سے یکجائی کتابین خرید لیتے ہین جس سے صاحب مطبع کو یہ نفع ہوتا ہے کہ کچھہ روپیہ یکجائی آجاتا ہے جس سے وہ دوسرا کام کرتا ہے یا دوسری کتاب نکالتا ہے - اور تاجرونکو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ یکجائی لینے سے اونکو مال بکفایت ملتا ہے اور بتدریج بیچنے سے پورا انتفاع ہوتا ہے -

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ صاحبان مطبع اپنی اپنی کتابون کا باخود ہا تبادلہ کرتے ہین کہ اس مطبع کی کتابین اوس مطبع مین ملتی ہین اور اس مطبع کی اوس مطبع جس سے دونون کو فائدہ بھی ہوتا ہے اور کتابین بھی زیادہ مشتہر ہوتی ہین -

مگر ہمارے قومی اتفاق کا یہ حال ہے کہ نہ کتاب فروش کتابین لیتے ہین نہ صاحبان مطبع باخود ہا تبادلہ کرتے ہین جس سے نہ کتابون کی بخوبی اشاعت ہوتی ہے نہ کسی طرح کا نفع ہوتا ہے بلکہ اور نقصان ہوتا ہے -

جس سے ہمت پست ہوجاتی ہے کیونکہ جو سرمایہ پہلی کتابون مین لگاچکا ہے جبتک وہ وصول نہ ہو دوسرا کام کیونکر اور کہان سے کیا جاے اور جب متفرق طور پر ایک ایک دو دو کتاب نکلیگی تو کیا سرمایہ فراہم ہوسکتا ہے -

دفتر اصلاح کو بدقسمتی سے آجتک دس کتب فروشون کا بھی نام نہ معلوم ہوسکا جن سے اس قسم کا معاملہ کیا جاے - کیونکہ یہ تو یقینی ہے کہ شیعہ مذہب کی کتابین کبھی مخالفین بغرض فروخت بھی نہین لے سکتے - پھر اگر ہم باخود ہا بھی اسمین نہ کوشش کرین تو کیونکر کام چل سکتا ہے

آپ جس مطبع کی کتاب چاہین - اہلسنت کے اخبار و رسائل والے مطبع سے منگا سکتے ہین - مگر نہ مطبع یوسفی کی کتابین آپکو دفتر اصلاح سے ملسکتی ہین نہ مطبع اصلاح

کی کتابین کسی دوسرے مطبع سے پھر بنائے ہم کیونکر ترقی کرسکتے ہین۔

ولادت ووفات جناب سیدہ نساء العالمین

یہ بھی عجب اتفاق ہے کہ صدیقہ کبریٰ بضعۃ الرسول فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی ولادت اور شہادت دونوں اسی مہینہ مین ہوئی تاریخ ولادت بستم ماہ جمادی الاخری ہے جس سے بڑھکر مبترک کونسی تاریخ ہوسکتی ہے۔ تاریخ وفات یاشہادت ۳ جمادی الاخری ہے۔

مگر افسوس کہ جو لوگ مدعی اسلام ہین اور عہد معاویہ سے اپنا لقب اہلسنت والجماعۃ رکھا۔ اونکو یہ بھی نہین معلوم وہ معصومہ کب پیدا ہوئین نہ کب دنیا سے اوٹھین اور کب اور کہان دفن ہوئین۔

جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا نے محض احیائے شریعت مصطفوی کے لئے مطالبۂ فدک کیا کیا کہ اہلسنت اوس معصومہ سے ایسا ناراض ہوے کہ آپکے حالات کو بھی نسیا منسیا کردیا جس سے یہ بھی نہین معلوم ہوسکتا کہ آپکے ولادت باسعادت کی تحقیقات کی بھی اونکو ضرورت ہے کہ نہین۔

استیعاب ابن عبدالبر کی المتوفی ۴۶۳ھ نے جو مشہور علمائے اہلسنت سے ہین صحابہ کے حالات مین ایک ایسی لاجواب کتاب لکھی ہے کہ اونکے امام باجرح لکھتے ہین لیس لاحد مثلہ۔ اوس کتاب مین کچھ مختصر حالات حضرت کے لکھے ہین جسکا کچھ اقتباس ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے لکھتے ہین وقد اضطرب مصعب والزبیر فی بنات النبیؐ ایتھن اکبر واصغر اضطرابا یوجب ان لایلتفت الیہ فی ذلک والذی تسکن الیہ النفس علی ما تواترت بہ الاخبار فی ترتیب بنات رسول اللہؐ ان زینب الاولیٰ ثم الثانیۃ رقیۃ ثم الثالثۃ ام کلثوم ثم

کہ مصعب وزبیر (علمائے علم نسب مین اہلسنۃ کے یہان انکا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہے) نے دختران نبی کے بارے مین کہ کون بڑی ہین کون چھوٹی اسقدر اضطراب کیا ہے کہ اون لوگون کا کلام اس قابل نہین رہا کہ اوسپر التفات کیا جائے (یہ ہے تحقیقات علمائے اہلسنت کا حال) مگر جس بات سے نفس کو تسکین ہوتی ہے

الرابعة فاطمة الزهراء قال ابن السراج
سمعت محمد بن سليمان بن جعفر الهاشمي
تقول ولدت فاطمة في سنة احدى
واربعين من مولد النبي وانكح رسول
الله فاطمة على بن ابي طالب بعد وقعة
احد وقيل انه تزوجها بعد ان ابتنى
رسول الله بعائشة باربعة اشهر ونصف
وبنى بها بعد تزويجه اياها بسبعة اشهر
ونصف وكان سنها يوم تزويجها خمس
عشرة سنة وخمسة اشهر ونصف وكان
سن علي احدى وعشرين سنة وخمسة
اشهر ص ۷۵۱ جلد ۲ مطبوعہ حیدر آباد دکن

وہ یہ ہے کہ سب سے بڑی زینب تھیں۔ پھر رقیہ
پھر ام کلثوم (مگر یہ سب خلاف تحقیق ہے کیونکہ
یہ رسول اللہ کی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ یا حضرت
خدیجہ کی بہن کی بیٹیاں تھیں جنکا نام ہالہ تھا
یا حضرت خدیجہ کے شوہر اول کی بیٹیاں تھیں
جیسا کہ ہم کسی موقع پر لکھینگے) چوتھی حضرت
فاطمہ کہا ابن السراج نے کہ حضرت فاطمہ کی
ولادت رسول اللہ کے اکتالیسویں سال
ہوئی ولادت سے (یعنی بعثت کے ایک
سال بعد کیونکہ چالیسویں برس حضرت مبعوث
برسالت ہوئے) اور رسول اللہ نے جناب سیدہ
کا عقد کیا حضرت علی سے بعد جنگ احد کے

اور کہا گیا ہے کہ ہم بستری عائشہ کے ساڑھے چار مہینہ بعد یہ عقد کیا گیا۔ جناب سیدہ کا سن بوقت تزویج ۱۵ سال کا تھا اور جناب امیر کا سن اوسوقت میں اکیس برس کا تھا اور پانچ مہینے"

اس تحریر سے آپکو معلوم ہوا کہ ولادت جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا میں علمائے اہلسنت کو اسقدر اختلاف ہے کہ بقول ابو عمرو اقوال قابل توجہ و التفات بھی نہیں ہیں پھر بتائیے کہ سنیوں کو کسقدر عقیدت ہے خاندان رسالت سے۔

وفات اب وفات معصومہ کی نسبت اختلافات اہلسنت ملاحظہ ہو اوسی استیعاب سے

وتوفيت بعد رسول الله بيسير قال
محمد بن علي بستة اشهر وعنه روي عن
ابن شهاب مثل وروي عنه بثلاثة
اشهر وقال عمرو بن دينار توفيت
فاطمة بعد رسول الله بثمانية اشهر

(۱) کہ جناب سیدہ بعد وفات رسول
اللہ بہت کم زمانہ تک زندہ رہیں (۲) محمد
بن علی کہتے ہیں چھ مہینہ زندہ رہیں۔
(۳) ابن شہاب سے ایک روایت چھ
مہینہ کی ہے اور ایک روایت تین مہینہ

اشہر وقال ابن بریدہ عاشت فاطمہؑ بعد ابیہا سبعین یوماً ماٹ کی (۴) عمرابن دینار کہتے ہین کہ آٹھ مہینہ تک حضرت زندہ رہین (۵) ابن بریدہ کہتے ہین کہ جناب سیدہ بعد رسول اللہ ستر روز زندہ رہین۔

یہ ہے تحقیقات اہلسنت کہ یہ بھی نہ معلوم ہوا اوس معصومہ نے کب انتقال کیا اور کہان دفن ہوین۔

سن وسال استیعاب مین ہے واختلف فی سنہا وقت وفاتہا فذکر الزبیر بن بکار ان عبد اللہ بن حسن بن حسین دخل علی ہشام بن عبد الملک وعندہ الکلبی فقال ہشام لعبد اللہ بن حسن یا ابا محمد کم بلغت فاطمۃ بنت رسول اللہ من السن فقال ثلاثین سنۃ فقال ہشام للکلبی کم بلغت من السن فقال خمسا وثلاثین سنۃ فقال لعبد اللہ بن الحسن یا ابا محمد اسمع الکلبی یقول ما تسمع وقد اعتنی بعلم النسان فقال عبد اللہ بن الحسن یا امیر المومنین سلنی عن امی وسل الکلبی عن امہ

یعنی حضرت کے سن وسال مین علماے اہلسنت کو اختلاف ہے زبیر بن بکار راوی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسین ایک روز خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے یہان تشریف لائے وہان کلبی بھی بیٹھا ہوا تھا (جو اہلسنت کا بڑا عالم تھا) تو ہشام نے عبد اللہ بن حسن سے پوچھا جناب سیدہ کا سن بوقت وفات کیا تھا۔ عبد اللہ نے کہا ۳۰ برس تب ہشام نے کلبی سے پوچھا اوسنے کہا ۳۵ پینتیس برس۔ ہشام نے عبد اللہ سے کہا دیکھو اسکو کسقدر یہ حالات معلوم ہین۔ عبد اللہ نے کہا ہماری مان کا حال مجھسے پوچھو اور کلبی کے مان کا حال کلبی سے ۔

ص۳۶۷ جلد ۲

اس روایت سے آپکو معلوم ہوگا کہ خلفاے بنی امیہ کسطرح چاہتے تھے کہ علمی حیثیت سے بھی خاندان رسالت کو ذلیل کرین کہ عبد اللہ بن حسن سے پوچھکر کلبی سے پوچھا اور جب اوسنے بیان عبد اللہ کے خلاف کہا تو عبد اللہ پر طنز کیا کہ دیکھو کلبی کی کسقدر معلومات ہین جسپر عبد اللہ نے بھی وہ دندان شکن جواب دیا کہ ہشام و کلبی دانت تنگ گئے کیونکہ کہا اوسکو اپنی مان کا حال معلوم ہوگا یا ہماری مان کا جنکا حال ہے

پڑہکر کون جان سکتا ہے۔

چونکہ یہ روایت اہلسنت ہے لہذا ہم نہین کہہ سکتے کہ آیا واقعاً عبداللہ نے تیس برس کہا تھا کہ نہین مگر خود ابو عمر صاحب استیعاب کی حساب دانی کا حال تو آپکو معلوم ہوا کہ اس روایت پر اونسے اعتراض نہ کیا حالانکہ خود لکھ چکا ہے جناب سیدہ کا سن بوقت تزویج سنہ ۲ ہجری مین ۱۵ برس کا تھا اور رسول اللہ نے سنہ ۱۱ ہجری کی ابتدا مین انتقال کیا تو جناب سیدہ کا سن بوقت وفات ۲۴ برس ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت سنہ ۲ کے بعد ۹ برس کچھ اوپر زندہ رہے اور جناب سیدہ اونکے بعد ۳ ماہ یا ۴ ماہ یا ۷ ماہ یا ۸ ماہ زندہ رہین تو ۹ اور ۱۵ چوبیس ہوتے ہین۔

اسکو بھی جانے دیجیے حضرت کی نبوت کا زمانہ کل ۲۳ برس ہے جناب سیدہ بعثت کے ایک سال بعد پیدا ہوئین تو حضرت کا سن ۲۲ برس ہوتا ہے ۳۰ یا ۳۵ تو کسی حساب سے نہین درست ہوتا پھر ایسے بیانات پر کون عاقل اعتماد کر سکتا ہے۔

اب روایات شیعہ بھی سنئے فرمایئے جس سے معلوم ہو کہ احوال جناب سیدہ سے کسقدر وہ باخبر ہین۔ علامہ شہر ابن آشوب علیہ الرحمہ مناقب میں لکھتے ہین ولدت فاطمة بمكة بعد النبوة بخمس سنين وبعد الاسراء بثلث سنين فى العشرين من جمادى الاخرة واقامت مع ابيها بمكة ثمانى سنين ثم هاجرت معه الى المدينة فزوجها من على بعد مقدمها المدينة بسنتين اول يوم من ذى الحجة ۔۔ وقبض النبى ولها يومئذ ثمانى عشرة سنة وسبعة اشهر

کہ جناب سیدہ کی ولادت بمقام مکہ ہوئی حضرت کی بعثت کے پانچوین سال اور معراج کے تیسرے برس۔ بتاریخ بستم جمادی الثانیہ اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ آٹھ برس مکہ مین قیام فرمایا پھر ہجرت کر کے مدینہ آئین حضرت نے مدینہ آنیکے دو برس بعد جناب سیدہ کا عقد کیا جناب امیر کیساتھ پہلی ذیحجہ کو اور وفات پائی رسول اللہ نے اوسوقت حضرت فاطمہؑ کا سن ۱۸ برس سات مہینہ تہا۔

اب آپ ہی انصاف فرمایئے کہ اہلسنت کو خاندان رسالت سے کسقدر تعلق ہے

قبول حق جناب سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور سے لکھتے ہین۔ الحمد للہ کہ سید عمہ چھن ولد حافظ العیقوب علی بعد تحقیقات کے معہ اپنی زوجہ کے مذہب عمری چھوڑ کر زیر

سائیہ عاطفت ائمہ معصومین آئے اب دیکھئے ہمارے برادران یوسف اس عرصہ مین کیا کیا الزام بیچارہ پر لگاتے ہین جیسا کہ مولوی عبد الغفور صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج گوجرانوالہ تھے مگر جیسے ہی وہ دہریہ مشہور بنے تو انکو جھٹ پٹ جولاہہ قرار دیدیا گیا جس سے معلوم ہوتا کہ جولاہہ انکے نزدیک مسلمان نہین ہے افسوس ابو حنیفہ کی حالت پر لہذا ہم بہت خوشی سے منتظر ہین کہ اس نئے شیعہ پر کیا کیا الزام وارد ہونگے براہ مہربانی اس خبر کو بھی مشتہر کردیجئے۔

انجمن مرتضوی امرتسر کے حالات جہانتک معلوم ہوئے ہین نہایت ہی مسرت افزا ہین۔ اگرچہ ہنوز ابھی طفل دہ روزہ بھی نہین کہہ سکتے مگر امید ہے کہ اسیطرح اگر مومنین متوجہ رہے تو چند روز مین یہ انجمن پوری قوت و توانائی سے بار آور ہوگی۔ مومنین کو کمی تعداد سے پس پا نہونا چاہیئے خدا فرماتا ہے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة۔ ہان ہمت استقلال اتفاق ضروری ہے۔ دو دل یک شود بشکند کوہ را۔

مومنین جھانسی۔ اگرچہ بمفاد قليل من عبادي الشكور مومنین کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے۔ مگر جھانسی مین یہ کمی بیرونی حضرات ملازمت کے قیام سے اکثر مبدل بفراوانی ہوجاتی ہے مگر افسوس ہے کہ مومنین کے اجتماع سے بھی منافقین ہی زیادہ فائدہ اوٹھاتے ہین۔ ابھی مولوی سلیمان شاہ صاحب پھلواروی وہان تشریف لیگئے تھے اور مدرسہ اسلامیہ کے نام سے شیعون سے بھی خوب چندہ وصول کیا۔

کسقدر جائے افسوس ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور کالج علیگڈہ کے حالات معلوم ہونے پر بھی مومنین اس قسم کی شرکتون سے باز نہین آتے حالانکہ اونکو معلوم ہے کہ انجمن حمایت اسلام اور کالج علیگڈہ مین کسقدر روپیہ شیعون کا ہے مگر کسطرح شیعون کی حق تلفی وہان ہوتی ہے اور یہ مدرسہ اسلامیہ تو ضرور خوارج کا مرکز ہوگا جس سے ایسے ہی لڑکے پیدا ہونگے جو سب و شتم ائمہ اطہار مین مرزا حیرت اڈیٹر النجم کے استاد ہونگے

التصوف۔ ہمنے اصلاح کے گذشتہ نمبر مین وعدہ کیا تھا کہ تصوف پر کچھ لکھینگے۔ مگر زمانہ نے ایفا کی مہلت نہ دی۔ مومنین کے متواتر خطوط نے اسقدر تقاضا کیا کہ مین مجبور ہوا۔ سردست ایک کرشمہ سے ابتدا کیجاتی ہے جو اہلحدیث کے بے تاج و تخت خلیفہ ہین یعنی مولوی ثناء اللہ امرتسری ہے کی ہے مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے اپنا ایک رپورٹ روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲ جون مین شائع کیا ہے جسکے فقرات ذیل اڈیٹر اہلحدیث نے نقل کئے ہین ”باقی رہے خشک ملا ان سے ہمیں کچھ

امید بھی اور زیادہ ہے کہ وہ کافی طرح سے اس کام کو انجام دینگے۔ اور اشاعت اسلام کا کام تو ہمیشہ زیادہ تر صوفیوں ہی نے کیا ہے۔ اور اب بھی انشاء اللہ یہ اہم کام اسی جماعت کی ہمت سے انجام پائیگا۔ علماء کو کاغذی گھوڑے دوڑانے اور کفر و شرک کے جھگڑے اور باہمی فرقہ بندی کے الجھاؤ سے کب فرصت ہے۔

اس عبارت کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۱ میں لکھتے ہیں۔ مگر صوفیوں سے اسلام کی اشاعت ہماری سمجھ میں نہیں آئی اسلئے کہ اسلام کی تبلیغ کرنا تو علم پر مبنی ہے آپ بھی باوجود صوفی ہونے کے جب وعظ و نصیحت کرتے ہیں تو اوس وقت صوفیانہ حیثیت سے نہیں بلکہ عالمانہ حیثیت سے کرتے ہیں۔ اسلئے کہ تبلیغ اسلام بغیر علم کے ممکن نہیں۔ پس اگر آپکی مراد صوفیوں سے یہ ہے کہ عالم باعمل ہی سے اشاعت اسلام ہو سکتی ہے تو ہمارا بھی صاد ہے اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ محض نام کے صوفی علم سے کورے صرف ڈھولک پیٹنے ہو کے نعرے مارنیوالے اسلام کی اشاعت کرتے ہیں تو معاف فرمائیے ایسا اسلام ہمکو ہی نہ درکار ہے (خلفائے ثلثہ بھی تو ایسے ہی علم سے کورے درہ مارنیوالے منافق تھے۔ پھر اونکا اسلام کسی شمار میں آسکتا ہے جو آپ اوس پر فخر کرتے ہیں اصلاح) آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے صوفیوں نے اسلام کو اسقدر نقصان پہونچایا ہے کہ دیانند اور لیکھرام اور پادری فنڈر اور پادری عماد الدین نے بھی نہیں پہونچایا۔ ان مخالفین کی کوشش سے تو صرف اتنا ہوا ہو گا کہ تتے چند اسلام سے برگشتہ ہوئے مگر ان جاہل صوفیوں نے لاکھوں بلکہ کروڑوں بندگان خدا کو غیر خدا کے آگے جھکا دیا پیران کلیر کو معبد اور پیر صابر کو معبود کسنے بنایا لاہور میں حضرت علی ہجویری کو گنج بخش کس نے بنایا بغداد کی سلطنت کا سکہ دنیا میں کسنے جمایا اجمیر کے بزرگ کو معبودوں میں کس نے نمبر اول دلوایا۔ اور وظائف مندرجہ ذیل کسنے سکھائے شیئاً للہ چون گدائے بے نوا + المدد خواہم زخواجہ دوسرا + شیئاً للہ چون گدائے مستمند + المدد خواہم زخواجہ نقشبند + غندی یا شاہ جیلان غندی + شیئاً للہ انت نور احمد برہان تصور شیخ سکھلا کر نعبد اللہ کانک تراہ کی تفسیر کیسی غلط سکھائی۔ قبروں پر بلکہ اپنے قدموں پر سجدے کسنے کرائے وغیرہ ذالک یہ سب واقعات صحیح لطیفہ نمونہ کے پیش ہیں ؎ مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ورنہ در مجلس رندان خبرے نیست کہ نیست۔ دراصل بات یہ ہے کہ عالم اور صوفی میں نسبت

سوال از جمیع علماے اہل حدیث

صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ مین ہے باب کثرۃ النساء حدثنا علی بن الحکم الانصاری حدثنا ابو عوانہ عن رقبہ عن طلحۃ الیامی عن سعید بن جبیر قال قال لی ابن عباس ہل تزوجت قلت لا قال فتزوج فان خیر ھذہ الامۃ اکثرھا نساء

یعنی سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ پوچھا تمنے نکاح کیا ہے کہا نہین۔ ابن عباس نے کہا نکاح کرو کہ بہترین شخص اس امت کا وہ ہوگا جسکے بی بیان زیادہ ہونگی۔

اب سوال یہ ہے کہ اس حدیث پر عمل بغیر متعہ کیونکر ممکن ہو کیونکہ چار عقد سے اکیوقت زیادہ جائز نہین۔ زیادہ طلاق بدعت موجود ہے۔ موت اختیاری نہین۔ تو بہر بغیر متعہ کیونکر اکثار نسا ممکن ہے۔ اڈیٹر

متعہ اور اوسکی اصلیت

جو حضرات کہ "تبرا" اور "تقیہ" پر میرے وہ مضامین جو عرصہ ہوا کہ "اصلاح" مین شایع ہو چکے پڑھ چکے ہونگے اونکو یقیناً انتظار ہوگا کہ مینے ابتک متعہ اور اوسکی اصلیت پر قلم فرسائی کیون نہ کی۔ مگر مین عدیم الفرصتی کا معمولی مگر اصلی عذر پیش کرتے ہوے اپنے نفس مضمون پر یون آتا ہون کہ شیعونکا فرقہ خوش اعتقادی سے "تبرا" کے جرم مین ایک گالیان بکنے والی قوم اور "تقیہ" کے الزام مین ایک دیدہ و دانستہ جھوٹھ بولنے والی جماعت مشہور کر دئے گئے اور جس خوش اعتقادی کی گتھیان اصلاح کے پچھلے پرچون مین اسطرح کھولی گئین کہ اگر انسان تعصب اور زمانہ کے پیدا کئے ہوئے نقوش دماغی سے اپنے کو تھوڑی دیر کے لئے الگ کرے تو وہ بہ آسانی سمجھ لیگا کہ صرف شیعون ہی کو "تبرا" اور "تقیہ" کے فطرتی قانون سے تعلق نہین ہے بلکہ ہر وہ شخص جو دیوانہ نہین کہا جاسکتا اونپر فطرتاً عامل ہے گو خواہ مخواہ کی بحث کو وہ باعث نفرت ہی کیون نہ سمجھتا ہو۔ مین سچ عرض کرتا ہون کہ کسی شخص کو امر حق کا سمجھانا آسان کام نہین ہے لیکن امر حق کا خود سمجھنا نہایت آسان ہے۔ کیونکہ اسلئے کہ سمجھنے والے کے دماغ زاد سے گہرے نقوش سے پاک و صاف کرکے سمجھانا سمجھانے

والے کیلئے سخت دشوار ہے لیکن جو شخص کسی امر حق کو سمجھنا چاہتا ہے، وسکے لئے آسان ہے کہ وہ اپنے دماغ کو اوس امر کے موافق یا مخالف خیالات سے خالی کرکے کسی مسئلہ کو اٹھائے اور اوسپر تحقیقی نظر ڈالے۔

ایسے تحقیقی نظر ڈالنے والونکو مخاطب کرکے ہم "متعہ" کے جست اور مزید الزام کو جو شیعون پر لگایا گیا ہے تحقیقی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ہین۔ کہا گیا ہے کہ اہل تشیع "متعہ" کے خوشگوار مسئلہ کو جائز قرار دیکر بظاہر شرعی دائرہ کے اندر رہکر بکار شہوت پرستی اور حرام کاری کے مرتکب ہوتے ہین۔

جسطرح ہمنے "تبرا" اور "تقیہ" والے مضامین مین صرف اہل اسلام ہی کو نہین بلکہ تمام دنیا کے ہر اوس شخص کو مخاطب کیا تھا جو حواس خمسہ سے صحیح و درست ہے اسی طرح ہم متعہ کے مسئلہ کی جانچ پڑتال کرنیکے لئے ہر اوس شخص کو مخاطب کرتے ہین جو دیوانہ نہونیکا ڈاکٹری سرٹیفکٹ حاصل کر سکتا ہے "متعہ" کے مسئلہ پر غور کرتے وقت اپنے دماغ سے یہ امر نکال دو کہ چونکہ شیعہ کسی فعل کو جائز قرار دیتے ہین لہذا وہ ناجائز اور حرام ہے شیعون کے حرام وحلال سے قطع نظر کرکے اگر غیر مسلم ہو تو یہ غور کرو کہ آیا قانون "متعہ" قانون عقلی کے مطابق ہے یا نہین اور اگر مسلمان ہو تو قانون عقلی کی تصدیق کیلئے یہ بھی دیکھو کہ احکام خدا و رسول کے مطابق ہے یا مخالف اور کسی خاص زمانہ کیلئے تھا یا ہر زمانہ کیلئے۔ اور کسی خاص صورت مین جائز یا ناجائز ہے یا عام حالت مین۔ محض اعتراض کی غرض سے اعتراض کرو غور اور عقل سلیم سے کام لو۔ اگر مطابق عقل اور شرع ہو تو مان لو اگر اسکے خلاف ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ متعہ کرنیوالونکو بدکار کہنے کیلئے تیار ہین۔

"متعہ" کا مسئلہ اوسوقت تک سمجھا جا نہین سکتا جبتک نکاح اور اوسکی ضرورت اور اصلیت سمجھ مین نہ آجاوے۔ لیکن نکاح کا مسئلہ بجاے خود ایک علحدہ اور طویل مضمون کا محتاج ہے۔ مگر چونکہ "متعہ" پر بحث کرنیوالے کیلئے ناگزیر ہے کہ وہ اوسپر گہری نظر ڈالے لہذا مین کوشش کرونگا کہ نکاح اور اوسکی متفرق راہون اور صورتون پر ہلکی روشنی ڈالتا ہوا اپنے نفس مضمون پر پہونچ جاؤن۔

تواریخ پارینہ کی ورق گردانی کرنے سے جانتے ہیں کہ زمانہ ابتدائی میں لوگ وحشی حیوانات کیطرح مطلق العنان تھے انلوگوں میں نکاح کا رواج نہ تہا اور نہ یہ لوگ کسی قانون معاشرت کے پابند تھے۔ ہر مرد ہر عورت کیلئے جائز اور ہر عورت ہر مرد کیلئے مباح تھی جس جسطرح زمانہ نے ترقی کی یہ حیوانیت کم ہوتی گئی۔ اور رفتہ رفتہ "ہمارا" اور "تمہارا" والا فطری قانون جسپر حیوانیت غالب آگئی تہی مناسب انقلابات اور عقلی ترقیوں کے باعث خود بخود ظاہر ہونے لگا۔ یہ وحشی مطلق العنانی کی زنجیریں کچھ ڈھیلی نظر آنے اور کچھ ہی دنوں بعد جماعت۔ قبائل۔ اور فرق کی صورتوں میں دکھائی دینے لگی۔ اور اون روز روز کی خانہ جنگیوں میں جو مطلق العنانی کی وجہ سے پیدا ہوتی تہیں فی الجملہ کمی محسوس ہونے لگی تاہم مہابھارت کے زمانہ تک یہ دستور جاری تہا۔ کہ ایک ہی وقت میں ایک مرد کے آٹھ دس بی بیان اور ایک ہی عورت کے ایک ہی وقت میں آٹھ دس شوہر ہوا کرتے تھے جیسا کہ "پانچوں پانڈوا" کے حالات سے بخوبی ظاہر ہے چونکہ یہ ترقی بھی سوسائٹی کو امن وامان کے ساتھ قائم رکھنے کیلئے کافی نہ ثابت ہوئی لازم ہوا کہ یہ خانہ جنگیاں اسطور پر دور کردی جائیں کہ ایک مرد کیلئے ایک خاص عورت اور ایک خاص عورت کیلئے ایک خاص مرد تجویز کرکے مخصوص کردیا جاوے اور اس طور پر وہ بدمزگیاں جو قوت حیوانی کے باعث سوسائٹی کو درہم وبرہم کردینے والی ہیں دور ہو جائیں اور ہر شخص بلا شرکت غیرے وبے مداخلت احدے اپنی ملکیت پر مالکانہ قابض ودخیل ومتصرف ہو خدا ہو یا نیچر اوسکا سکہایا ہوا یہی آخر الذکر قانون تھا جسنے مرد اور عورت میں خصوصیت پیدا کردی۔ انبیا یا ہادیان گذشتہ اس قانون معاشرت کے مرتب کرنے اور اوسپر عمل درآمد کرانیکے لئے پیدا ہوئے یا (اہل کتاب کی زبانوں میں) بہیجے گئے۔ توریت انجیل اور خصوصاً تعلیم حواریان حضرت عیسی قانون معاشرت سے مملو ہیں۔ خدا کے اوس پاک کلام نے جو ہملوگوں تک حضرت ختمی مرتبت نے پہونچایا قانون معاشرت کی ہر گتھیونکو بطریق اکمل سلجھا دیا اور "لا تفسدوا فی الارض" فرماکر ایک حتمی اعلان کردیا۔ میرا یہ لکھنا محض دعوی ہی دعوی نہیں ہے بلکہ انشاءاللہ دلیل بھی ذیل میں عرض کرونگا۔ بہرحال

ہر نبی نے اپنے اپنے زمانے - اپنی اپنی قوم کی قوت ضرورت . اور آب دہوا کو مدنظر رکھکر اصول
ایک ہی لیکن فروعاً مختلف احکام شایع اور نافذ فرمائے - ان حضرات کے احکام سے ظاہر ہوتا
ہے کہ نکاح وہ شرعی اور تمدنی معاہدہ ہے جو سلسلہ معاشرت کو کچھ ایسی حدبندیون کے ساتھ
قائم اور جاری رکھتا ہے جس سے سلسلہ نسل امن وامان کے ساتھ قائم و برقرار رہتا ہے -
اور اوسکا اصلی مقصد یہ ہے کہ قوت شہویہ مطلق العنانی سے باز رہے اور خلقت خدا
اپنی زندگانی امن و آسائش سے بسر کر سکے -

ڈوب کر غور نہ کرنیوالا تو کہدیگا کہ نکاح اور حرام کاری مین کچھ بھی فرق نہین ہے اسلئے
کہ ماحصل دونون کا ایک ہی ہے - اور صرف ایک شخص کا دوسرے کو مخصوص کر لینا نفس
معاملہ مین کوئی فرق پیدا نہین کرتا - لیکن سمجھدار ان دونون مین بہت فرق سمجھتے ہین
اور جانتے ہین کہ یہی فرق دنیا کے مہذب سوسائٹی کے پیدا کرنے اور اونکے آیندہ قائم رکھنے کا
باعث ہوا ہے دیکھو شادی نہ کرنیوالے اگر برداشت کرنیکی قوت نہین رکھتے تو سوسائٹی
مین مخدوش سمجھے جاتے ہین اور اگر برداشت کرنیکی قوت رکھتے ہین تو وہ قطع نسل کے
باعث ہوکر قانون فطرت کے مجرم قرار پاتے ہین عقلا اونکو بے حمیت - بزدل اور خود
غرض جانتے ہین - اسلئے کہ ایسے لوگ سوسائٹی کے رنج و راحت مین شریک نہ ہوکر اوسکے
اصلی اغراض کو فوت کر دیتے ہین - اپنی راحت مین دوسرونکو شریک نہین کرتے اور بڑہتی
ہوئی گرانباریون سے مرعوب ہوکر اپنے تنہا رنج و راحت پر قناعت کر بیٹھتے ہین -

گو مین جانتا ہون کہ نکاح اور حرام کاری کے فرق کو دنیا مانے ہوے بیٹھی ہے اور موجودہ
زمانہ کا ہر مذہب نکاح کی ضرورتون کو تسلیم کئے ہوے ہے تاہم میری مندرجہ بالا تحریر تحصیل
حاصل نہین ہے اسلئے کہ میرے مخاطب وہ بھی ہین جو قانون معاشرت کو قانون عقلی نہین سمجھتے
اور نہ زنا کے مرتکب ہوکر اپنے کو خدا کا کیسا قوم کا بھی گنہگار نہین جانتے - شادی نہ کرنیوالے
یا قانون معاشرت کے پابند نہ ہوکر زنا کرنیوالے غور کرین کہ اگر خدا کی خدائی اونہین لوگون
کے ایسی ہوجائے تو آیا قطع نسل کے باعث دنیا ایک صدی سے زیادہ قائم رہ سکتی ہے یا سوسائٹی
کا بدچلنیون اور فساد کے باعث ایک ہفتہ سے زیادہ قیام ہو سکتا ہے - میرے نزدیک اگر اونکی

حواس خمسہ درست ہین تو وہ اسکا جواب نفی مین دینگے۔

یہان تک عرض کرکے مین اب ضرورت نکاح کو چھوڑے دیتا ہون اور نکاح کے فروعات پر ایک مختصر مگر گہری نظر ڈالنا چاہتا ہون۔ اسی مقام پر ایک سوال یہ بہی پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہر شخص کے لئے نکاح کرنا ضروری ہے یا نہین۔ جواب یہ ہی کہ نہین صرف وہی شخص نکاح کرسکتا ہے جسمین قابلیت موجود ہو۔ ناقابل شخص کے لئے ایک نکاح بھی عقلاً حرام ہی۔ دوسرا سوال یہ ہی کہ آیا مرد یا عورت ایک ہی وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کرسکتے ہین یا نہیں جسکو زبان انگریزی مین "پالی گیمی" اور "پالی اینڈری" کہتے ہین۔ اس سوال کے جواب دینے کے پہلے ہمکو یہ دیکھنا ہوگا کہ نکاح کا عام اصول کیا ہے اور جب ہم اوس عام اصول کو سمجھ لینگے تو ہمکو اس سوال کے جواب دینے مین آسانی ہوگی۔ تجربہ انسانی شاہد ہی کہ عام حالتون مین اور عام طور پر ایک مرد کی حیوانیت کے دفع کرنیکے لئے ایک ہی وقت مین ایک اور صرف ایک عورت کافی ہی۔ ہر اہل مذہب جو اپنے کو اہل کتاب کہتا ہی اسی پر عامل ہی کیونکہ اونکے ہادیون نے ایک اور صرف ایک نکاح کا حکم دیا ہی چنانچہ ہادی عرب نے بھی ایک وقت مین ایک صرف ایک نکاح جائز قرار دیا ہی۔ وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ حضرت ختمی مرتبت نے ہر حالت و ہر صورت مین ایک ہی وقت مین چار شادیان تک کرنکی اجازت دی ہے وہ مذہب اسلام سے ناواقف ہی اور رسول عربی پر تہمت لگاتا ہی جیسا کہ آگے ظاہر ہوگا۔

عام اصول تو معلوم ہوا کہ ایک ہی وقت مین مرد کے لئے صرف ایک نکاح جائز ہے اب دیکھنا یہ ہی کہ "پالی گیمی" (یعنی مرد کا ایک ہی وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کرنا) بھی کسی حالت مین جائز ہے یا نہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہر ملت و ہر مذہب نے خاص خاص صورتون مین اوسے جائز قرار دیا ہی۔ مثلاً کسی شخص کی زوجہ مفلوج یا مجنون ہوگئی ہے یا کسی دوامی اور متعدی مرض مین مبتلا ہے تو ایسے مرد کے لئے نور۔ توریت۔ انجیل۔ قرآن۔ شاستر اور خود قانون فطرت کے رو سے کیا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ کیا یہ مرد اپنی بیماری بی بی کو بلا دیگر دوسری شادی کرے اور اسطرح نان نفقہ کے لئے اوسے محتاج کردے اور دیگر حق زوجیت پانے سے محروم کردے۔ یا اوسے یہ لازم ہوگا کہ زوجہ اولی کو اپنی جگہ پر قائم رہنے دیکر

اور اپنی ضرورتون کے رفع کرنیکے لئے دوسرا عقد کرلے۔ ہر لت اور سرمنہ سبب اسی آخر الذکر صورت تو جائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ اسلئے کہ اگر اوسکی حیوانیت دفع کرنیکے لیئے دوسرا عقد جائز نہ قرار دیا جاویگا تو یہ نام کابیاہ کنوارے سے کم مخدوش نہ ثابت ہوگا لہذا یہ دعوی کہ پالیگیمی ہر صورت اور ہر حالت مین ناجائز ہے غلط اور خلاف عقل ٹہرا۔

معلوم ہوا کہ ایسی صورتین بہی ہین جنمین ملہؔ تو ہین مرد ایک سے زیادہ نکاح کرسکتا ہے اور عقلاً وہ جائز ہے

اب اس امر کے سمجھنے کیلئے کہ ہادی عرب نے نکاح اور اوسکے فروعات۔ پالیگیمی اور ریالی اینڈری کے متعلق کیا فرمایا ہے اور وہ کہانتک موافق عقل ہے ہمکو پہلے عرب اور اہل عرب کو سمجہنا ہوگا۔ ہم جانتے ہین کہ ہر صوبہ کا قانون وہان کی ضرورتون کو مدنظر رکھکر مرتب کیا جاتا ہے۔ مغربی وشمالی کے قانون لگان کو بنگال کا قانون لگان سمجھنا سخت غلطی ہے اور پھر یہ اعتراض کرنا کہ دونون صوبجات کا قانون ایک ہی کیون نہین ہے صوبہ اور صوبہ کی ضرورتون سے ناواقفیت ظاہر کرتا ہے لیکن ضابطہ دیوانی اور تعزیرات ہند تمام ہندوستان کیلئے ایک ہی ہے۔ اسلئے کہ یہ کتابین تمام ہندوستان کی ضرورتونکو مدنظر رکھکر مرتب کی گئی ہین۔ چونکہ حضرت ختمی مرتبت کو تمام دنیا کیلئے قانون معاشرت مرتب کرنا تھا اسلئے اونپر لازم تھا کہ وہ ایسے قانون مرتب کرین جو ہر ملک اور ہر آدمی کیلئے یکسان مفید ہون اہل علم جانتے ہین کہ سرد۔ گرم اور معتدل مقامات کے قانون معاشرت پر وہان کی غذا۔ نمو۔ اور آب وہوا کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ مثلاً ملک عرب اور ممالک یورپ کی غذا۔ نمو اور آب وہوا مین زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ عرب کا باشندہ اگر ایک ماہ مین دوبار فصد لینے کی زحمت گوارہ نہ کرے تو اوسکی خون کی طغیانی اوسے تندرست رہنے نہ دیگی۔ اون مین سے اکثرون کا نشو ونما کچھ ایسا ہوتا ہے کہ خود ملک عرب کی ایک عورت اون کی خواہشات حیوانی کے دفع کرنیکے لئے کافی نہین ہوتی۔ اسکی خاص وجہ یہی ہے کہ اونکی غذا اور اونکے ملک کی آب وہو تمام دنیا کی غذا اور آب وہوا سے جداگانہ ہے۔ تواریخ عرب کی سیر کرنیوالے جانتے ہین کہ حضرت ختمی مرتبت کے مبعوث ہونے سے پہلے یہ جنگلی اور وحشی

قوم اپنی قوت شہوانی کے ہاتھون کن کن خانہ جنگیون اور خرابیون مین مبتلا تھی۔ ایک نکاح والا بے اعتراض قانون اس قوم کے حیوانی مادہ کو دفع کرنے اور اوسکی ایک مہذب سوسائیٹی بنانے کیلئے کافی ثابت نہ ہوا۔ عقلاً ضروری تہا کہ نکاح کے قانون مین کچہ ایسے مستثنیات بڑہادئے جائین جو ملک عرب اور دیگر ایسے ہی مقامات کے لوگون اور کل اون اشخاص کیلئے جو اتفاقاً عرب والی قوتون کے ساتھ پیدا ہوجائین اونکی ضرورتون کو دفع کرنے والی ہون۔ اور یہ قانون نکاح کا ہر ایسے شخص کے لئے مفید ہو جسکو ایسے اتفاقات اور ایسی صورتون کا سامنا ہو جسمین اوسے ایک سے زیادہ عقد کرنے سے مفر نہ ہو سکے۔

مجھے افسوس ہے کہ اکثرون نے ابتک یہ نہ سمجھا کہ عرب کے ہادی نے جو قوانین نکاح مرتب فرمائے وہ کیا ہین اور اونکا مطلب کیا ہے۔ تمام دنیا مین ایک عام مگر غلط خیال پہیلا ہے کہ مسلمانون کے یہان ایک ہی وقت مین چار بیبیان جائز ہین۔ یہ جہوٹہ اور سخت جہوٹہ ہے جسطرح ہر مہذب ملتنے ایک اور صرف ایک نکاح جائز قرار دیا ہے اوسی طرح ہادی عرب نے بھی ایک اور صرف ایک نکاح جائز فرمایا ہے۔ جسطرح اور مذاہب نے خاص صورتون مین پالیگیمی کو جائز جانا ہے اوسیطرح ہادی عرب نے بھی خاص خاص حالتون مین اوسکی اجازت دی ہے البتہ عرب و دیگر مقامات کی ضرورتونکو محسوس کرکے مستثنیات مین اضافہ فرمایا ہے جو عقلاً ضروری تہا اگر تمہین ہادی عرب کے قوانین نکاح کو سمجھنا ہے تو اون آیات قرآنی اور اون احادیث نبوی کو اوٹھالو جو قانون نکاح پر روشنی ڈالتی ہین اور غور سے پڑہو۔ تم دیکھو گے کہ حضرت ختمی مرتبت نے اوس شخص کو ایک نکاح کرنے سے بھی منع فرمایا جسمین ایک نکاح کرنیکی بھی قابلیت نہین ہے۔ تعداد نکاح مین ایک اور صرف ایک نکاح کو جائز قرار دیا ہے۔ مگر چونکہ ہادی عالم اور خاتم المرسلین کا لقب اسکا مقتضی تھا کہ ہر مقام کی ضرورتون کو مدنظر رکھکر قانون معاشرت مرتب کیا جاوے اسلئے حضرت ممدوح نے خاص خاص صورتون اور خاص حالتون مین "پالیگیمی" کو جائز قرار دیا۔ احکام الٰہی اور احادیث نبوی سے ظاہر ہے کہ وہ شخص جسمین ایک بھی نکاح کرنیکی قابلیت نہین ہے اوسکے لئے ایک نکاح بھی حرام مطلق ہے مگر وہ شخص جسمین ایک نکاح کرنیکی قابلیت موجود ہے اور وہ نکاح نہین کرتا بلکہ حرامکاری

کرتا ہی وہ قابل تعزیر اور جہنمی ہی اور اگر وہ حرام کاری نہین کرتا اور برداشت کرتا ہے تو وہ قطع نسل کا باعث ہوکر قانون قدرت اور مذہب کا مجرم ٹہرتاہے۔ اور جائز طریقہ کو چھوڑکر فطری قوتون کے ناجائز مصرف سے اخلاقی اور معاشرتی فساد اور کمزوری پیدا کرنیکا باعث ہوتاہے۔ اسیطرح وہ شخص جو ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی قابلیت نہین رکھتا اوسکے لئے ایک سے زیادہ نکاح حرام ہی۔ مگر وہ شخص جو ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی قابلیت رکھتا ہی لیکن اوسمین تحمل کی قوت بھی موجود ہے تو ایسے شخص کے لئے بھی ایک سے زیادہ نکاح ممنوع ہے اسلئے کہ دو عورتون کے درمیان انصاف قائم رکھکر زندگی کو آرام کے ساتھ بسر کرنا اگر محال نہین تو قریب ناممکن ہی۔ لیکن وہ شخص جسمین قابلیت موجود ہے مگر برداشت کرنیکی قوت نہین رکھتا وہ اپنی قابلیت کے مطابق ایک ہی وقت مین دو تین چار تک جس سے زیادہ قابلیت نہین ہوتی نکاح کرسکتا ہی مگر اوسکو لازم ہے کہ اون عورتون کے درمیان انصاف کو اپنے اصلی اور وسیع معنون مین قائم رکھے گو خدا کو علم ہی کہ یہ انصاف قائم رکھنا آسان نہین ہی۔ مجھے یقین ہی کہ اس مضمون مین مجھپر طوالت کا الزام نہ لگایا جائیگا کیونکہ نکاح کے متعلق اب اس سے بھی زیادہ مختصر لکھنا جسقدر کہ مین لکھ گیا میرے امکان سے باہر تھا۔ لیکن نکاح کا مضمون اوسوقت تک چھوڑا نہین جاسکتا جبتک کہ مین "پالی انیڈری" کا جواب بھی نہ دے لون یعنی اس اعتراض کا بھی اسی مقام پر جواب دیدینا ضروری ہی کہ غریب عورتون نے کیا گناہ کیا یا کیا ڈھانگاڑا ہے کہ اونکو ایک ہی وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کرنیوالے قانون سے مستفید ہونیکا موقع نہ دیا جاوے درانحالیکہ اونکی قوت مرد کی قوت سے کہین زیادہ ہی۔ اعتراض بجائے خود مزیدار اور نازک ہے اور "پالیگیمی" کیطرح یہ بھی ایک بڑے مضمون کی ضرورت رکھتا ہی۔ مگر چونکہ مجکو "متعہ" پر مضمون لکھنا ہی مین مجبور ہون کہ "پالیگیمی" کیطرح "پالی انیڈری" کے مسئلہ کو بھی چند سطرون مین اڑا پھیکون اور جواب مین معقول لیکن مجمل اشارے کرتا ہوا اپنے نفس مضمون پر آجاؤن۔

"پالی انیڈری" کا موٹا ٹھوس۔ پرمعنی بہترین۔ آسان اور عام فہم جواب تو اوس سے بہتر نہین ہوسکتا جو ہادی عرب کے ایک قابل شاگرد مولانا علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے

برجستہ دیدیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر عورتون کو ایک ہی وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی اجازت دیجاے تو سوسائٹی کا شیرازہ بکھر جاویگا اور یہ نہ معلوم ہو سکے گا کہ زید فی الحقیقت کسکا بیٹا اور ہندہ فی الحقیقت کس مرد کی لڑکی ہے۔ اور اس لاعلمی سے نہ صرف تقسیم ترکہ محال ہو جاتی ہے بلکہ تمام جہان کی وہ خرابیان پیدا ہو جاتی ہین جن کی وجہ سے سوسائٹی قائم نہین رہ سکتی۔ اور اسطرح نکاح کا مقصد اصلی فوت ہو جاتا ہے۔

اس قابلانہ جواب کے علاوہ معترض کا یہ کہنا کہ عورتین مرد سے زیادہ قوت رکھتی ہین بجاے خود محتاج دلیل ہے۔ علم "سایکالوجی" کا جاننے والا جانتا ہے کہ خداوند عالم خواہ "نیچر" نے مردون اور عورتون کی قوتون مین بھی زمین اور آسمان کا فرق رکھا ہے۔ عورتون کی قوت وہ کتنی ہی زیادہ کیون نہ مان لیجاے تاہم وہ Passive یعنی "متعدی" ہے لیکن خالق مطلق نے مردون کی قوت کو Active یعنی "لازمی" خلق فرمایا ہے مین نے اپنے نزدیک تو سمجھدارون کے سمجھنے کیلئے بہت کچھ کہدیا لیکن بخیال عوام یون ہی عرض کیے دیتا ہون کہ فطرتاً مرد خود ابھرتا ہے اور عورت ابھارنے سے برافروختہ ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے عورتونکو ضبط اور برداشت کرنیکی بھی قوت مرد سے بدرجہا زیادہ عطا کی گئی ہے اور اس امر مین اوسکا شرمیلاپن مددگار ہے ایکہی وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی اجازت عورتون کو دینے مین جسقدر خرابیان متصور ہین بمقابلہ اسکے ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت نہ ملنے سے عورتون کی تکلیف بہت ہی کم ہے۔ مثال کیلئے وہی پارینہ خانہ جنگیان جنکو مین ابتدا مین بیان کر آیا ہون کافی ہین۔

نکاح کے بابت مجھے جو کچھ کہنا تھا مین کہہ چکا۔ اوسکی مزید بحث اور جواز کیلئے دیکھو تمدن عرب مترجمہ قابل فرد قوم سید حسن بلگرامی۔ مین دکھا چکا ہون کہ ایسی بھی صورتین ہین جنمین ایک ہی وقت مین ایک سے زیادہ نکاح جائز ہے۔ اب مین یہ دیکھنا اور دکھانا چاہتا ہون کہ آیا ایسی بھی صورتین ہین یا نہین جنمین "انگلیسی" والا قانون بھی ہمارے لئے ناکافی ہو۔ اگر کوئی ایسی صورت ہے اور اوسکے لئے قانون معاشرت مین کوئی دفعہ نہین ہے تو وہ صورت نکاح کے شیرازہ کو پراگندہ کر دیگی۔ مثال لیکر یون سمجھئے کہ ایک فوجی ملازم کو فوجی حکم یا ضرورتون کا جو

سے کسی غیر ملک مین تین سال کیلئے رہنا ضروری ہو دار الحرب کے مصالح اور مواقع اجازت نہین دیتے کہ وہ اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ لیتا جاے۔ قوت برداشت کرنیکی نہین رکھتا۔ اپنی پیاری اور فرمانبردار بی بی کو طلاق دینا نہ صرف غیر مناسب بلکہ گناہ سمجھتا ہی۔ صورت یہ ہو کہ اگر وہ اپنے ملک مین رہتا تو اوسکے لئے ایک نکاح بہت کافی تھا۔ اگر ایسا شخص آپ سے یہ سوال کرے کہ کیون مولانا اب میرے واسطے کیا حکم ہوتا ہو تو آپ اوسے کیا جواب دینگے۔ اگر آپ یہ ارشاد فرمائین کہ گو اپنے ملک مین رہکر تمہارے لئے دوسرا نکاح کرنا بے ضرورت تھا لیکن ضرورت مجبور کرتی ہے کہ تم جہان دوسرا نکاح کرلو۔ تو مین نہایت ادب کے ساتھ گذارش کرونگا کہ تین سال کے بعد وہ غریب اس عورت کو کیا کریگا اور کس کے گلے مین باندہیگا۔ کیونکہ مکان پہونچکر اوسکے لئے یہ عورت نہ صرف بے ضرورت اور ناجائز بلکہ عذاب جان و عذاب خانمان ہوجاویگی علاوہ اسکے غریب سپاہی کے محدود ذرایع کفالت کے متحمل نہ ہوسکینگے۔ اگر جناب کا یہ ارشاد ہوگا کہ تین برس کے بعد طلاق دیدو تو مین پھر ادب سے عرض کرونگا کہ ایسا نکاح جسمین پہلے ہی سے یہ سوچ لیا جاے کہ کچھ دنون بعد ہم طلاق دیدینگے تو خود آپکے اصول کے بموجب وہ نکاح نکاح نہین ہی کیونکہ نکاح کے لئے دائمی نیت لازمی ہی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آپکی پالکی اس مقام پر رکھدی گئی اور بجز اسکے کہ آپ اوسے کہیل کھیلنے کی اجازت دین آپکے اصول کے بموجب کوئی دوسرا چارہ باقی نہین رہتا۔

ذرہ خدا کے واسطے غور کرو۔ سوچو اور سمجھو کہ قانون کا مقصد اخلاق کا درست کرنا ہی نہ کہ درست کئے ہوے اخلاق کو خراب کردینا۔ اور یہ بھی دیکھو کہ صرف فوج ہی کی ملازمت پر موقوف نہین ہی غور کرنیکے بعد تم بہت سی ایسی صورتین پاؤگے جنمین کوئی سمجھدار عقد ثانی کو جائز اور اپنے حق مین مفید نہ سمجھیگا۔ تمکو بہت سے ایسے لوگ ملینگے جو بہ سلسلہ تجارت یا ملازمت غیر ممالک مین یا ایسے مقامات پر رہا کرتے ہین جو اونکے وطن سے بہت دور ہین اور وہ برسون گھربار چھوڑ کر اوس مقام پر رہنے کیلئے مجبور رہین۔ اون مین سے بعض ایسے بھی ملینگے جنکا مختلف مقامات پر قیام رہا کرتا ہے۔ تو کیا تم اونکے لئے ہر ملک مین ایک ایک نکاح کرنا جائز قرار دیتے ہو حالانکہ تم خود اپنے اصول کے بموجب لعض مین سے ایک جگہ بھی عقد ثانی کرنا جائز نہ قرار دوگے۔ غیر ملک کو چھوڑ دو۔ ہم تمکو ایسی مثالین بھی دینگے جنمین یہ مصیبت گھر بیٹھے پیدا ہوجاتی ہی اور سمجھدار

عقد ثانی نہین کرسکتا۔ اگر ہمارا قانون اوسکے واسطے کوئی دفعہ نہین رکھتا تو وہ کہل کہیلے گا اور اخلاقی گناہ کا مرتکب ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی زوجہ بیمار ہے۔ عارضہ یا تو متعدی ہے یا بیمار یا تعلق پیدا کرنیوالے کیلئے تعلقات پیدا کرنا مضر ہے۔ حکما کا حکم ہے کہ ایک مدت تک کوئی تعلق نہ رکہو۔ چونکہ بیماری دوامی نہین بلکہ عارضی ہے یہہ غریب دوسرا نکاح بہی شرعاً بمصلحت مندرجہ بالا نہین کرسکتا۔ اب آپکے اصول کے بموجب اگر یہہ غریب دوسرے کی بہو بیٹیون پر نگاہ نہ ڈالے تو کیا کرے۔

یہی صورتین ہین اور ایسے ہی مواقع ہین جنکو مدنظر رکہکر حضرت ختمی مرتبت نے عارضی نکاح یا دوسرے الفاظ مین "متعہ" کو جائز و نافذ فرمایا جس سے فریقین کو انکار نہین ہے۔ قانون اسلام نے ان صورتون کو لاینحل اور ان بیماریون کو لاعلاج نہین چہوڑا ہے اور سوسائٹی کو امن کے ساتھ قائم رکہنے کیلئے کوئی دقیقہ اٹہا نہین رکہا ہے۔ خاص خاص مواقع پر خود ہادی قوم نے "متعہ" کرنیکی اجازت فرمائی ہے جس سے اسلام کا کوئی فرقہ منکر نہین ہے۔ حضرت عمر نے قانون "متعہ" کو ناجائز و کالعدم کردیا ہم مباحثہ کی غرض سے مان لیتے ہین کہ اونکے متبرک زمانے مین "متعہ" کا بیجا استعمال کرنیکے باعث حرام کاریان بڑہ گئی تہین۔ تاہم کسی اچہے اور ضروری قانون کا بیجا مصرف ملزمون کو قابل سزا ٹہراتا ہے نہ کہ وہ ضروری قانون مسدود و منسوخ کردیا جاتا ہے۔ جو جو صورتین اور حالتین کہ مینے اوپر عرض کی ہین اونکو رسول کے زمانہ سے کوئی خصوصیت نہ ہے بلکہ وہ ہر زمانہ مین موجود ہوتی ہین اور جن سے خود حضرت خلیفہ ثانی کا بہی زمانہ خالی نہین رہ سکتا۔ لازم تہا اور ہے کہ "متعہ" اور "نکاح ثانی" کا بیجا مصرف سختی کیساتہہ رد کا جاے۔ مگر سختی کے ساتہہ روکنے کے یہہ معنی نہین ہین کہ اونکو منسوخ و کالعدم کرکے لوگ مطلق العنان بنا دئے جائین اور حرام کاری کا بازار گرم کردیا جانے جسکی خالد ابن ولید ایک اچہی مثال ہے "متعہ" کے کلیتاً حرام کردینے سے جو جو حرامکاریان ابتک ہوچکین یا جو آیندہ ہوتی رہینگی اونکا ذمہ دار کون ہے۔

جسطرح عقد ثانی کرنیکے لئے خاص خاص صورتین ہین اوسیطرح "متعہ" بہی بہت ہی خاص خاص حالتون مین جائز ہے۔ اگر "متعہ" کہا رنڈی بازی ہے تو عقد ثانی کرنا اوس سے کم

حرام کاری نہین ہے۔ اگر خاص صورتون مین عقد ثانی جائز ہے تو خاص حالتون مین متعہ بھی مباح ہے۔ نکاح اور متعہ مین اگر فرق ہے تو صرف اسقدر کہ نکاح ذو دامی ہوتا ہی اور "متعہ" عارضی یعنی ایک محدود زمانہ کے لئے اور چونکہ وہ دوامی معاہدہ نہین ہوتا اسلئے اوسکو بذریعہ طلاق درمیان ہی مین فسخ کرنیکی ضرورت نہین ہو جیسا کہ دوامی معاہدہ کیلئے بعقد ضروری ہو۔ ہر معاہدہ میعاد معینہ اوسوقت خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے جبکہ مقررہ میعاد گذر جاتی ہے۔ زن منکوحہ ہو یا ممتوعہ دونون کی اولاد ترکہ پانیکی مستحق ہوتی ہے جسکے بابتہ میرے نزدیک دلیل کی حاجت نہین ہی۔ لیکن دوسرا فرق یہ ہے کہ زن ممتوعہ حق زوجیت یعنی لہ ہو یا لہ پانیکی مستحق نہین ہے کیونکہ۔ اسلئے کہ دوامی اور عارضی بی بی مین انصافاً کچھ فرق ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر زن ممتوعہ کو بھی وارث قرار دین تو اوسی ۱/۴ مین سے اوسکو بھی دینا ہوگا اور اسوجہ سے اوسکا اثر زن منکوحہ پر پڑیگا۔ زن ممتوعہ کی اولاد کا اثر زن منکوحہ کی ذات پر نہین پڑتا کیونکہ وہ زن منکوحہ کے حصہ مین شریک وسہیم نہین ہوتی۔

پس اب ہمنے نکاح اور اوسکے متفرق شاخون اور صورتون کو دکہا دیا۔ متعہ اور نکاح کے فرق کو بھی بتادیا اب ہمارا آخری سوال یہ ہی کہ اگر اون خاص صورتون مین جنکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہو آپ دوامی نکاح کی اجازت نہین دیتے تو آپکو مجبوراً کوئی ایسی صورت عقلاً نکالنی ہوگی جسمین وہ لوگ جو مصیبت مین گرفتار ہین حرام کاری سے بچکر شرعی حدبندیون کے اندر آجادین۔ مین سچ عرض کرتا ہون کہ آپ اوس سے بہتر صورت نہین نکال سکتے جو خود حضرت ختمی مرتبت نے آپکے لئے نکالدی ہی۔ آپ اونسے زیادہ قابل اور سمجہدار نہین ہین اور نہ آپکو اوسکے منسوخ کرنیکا کوئی حق حاصل ہے۔

اگر کوئی صاحب یہ فرمادین کہ ان دو چار مواقع پر رسول اللہ نے متعہ کرنیکی اجازت دی تھی مگر چونکہ وہ صورتین حضرت خلیفہ ثانی کے وقت مین مفقود ہوگئین اور لوگون نے متعہ کا بیجا مصرف نکالنا شروع کر دیا اسوجہ سے خلیفہ موصوف کا فرض تھا کہ وہ اوسکو سختی کے ساتھ منسوخ کر دیتے۔ مینے پہلے بھی ادب کے ساتھ عرض کیا اور اب بھی کہتا ہون کہ جو صورتین کہ رسول اللہ کے وقت مین پیدا ہوئین یا جو صورتین مین نے عرض کین اونکے واقع ہونیکے لئے کوئی خاص زمانہ معین نہین ہی ہر زمانہ مین ویسی ہی یا اوسکے مثل صورتین پیدا ہوتی رہی ہین اور پیدا ہوتی رہینگی ہم مان بھی لین

کہ حضرت خلیفہ ثانی کی خوش نصیبی سے انکے زمانہ میں اون صورتوں میں سے کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی تھیں کہ اصول عرب نے متعہ کو جائز قرار دیا۔ یا وہ صورتیں جنکو مینے عرض کیا تاہم مین گذارش کرونگا کہ حضرت خلیفہ ممدوح کو کوئی حق حاصل نہتہا اور نہ عقل اسکو قبول کرتی ہے کہ ہر زمانہ ہر وقت اور ہر موقع کیلئے "متعہ" حرام فرمایا جاوے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت موصوف کے وقت مین لوگون نے "متعہ" کا بیجا مصرف شروع کردیا تھا اسوجہ سے خلافت مآب نے اوسکو کلیتاً حرام کردیا۔ اسکا جواب بھی مین اوپر لکھ چکا ہون اور اب بھی عرض کرتا ہون کہ کسی جائز فعل کے بیجا مصرف نکالنے سے اوس جائز اور ضروری فعل کو حرام مطلق قرار دینا کس عقلی منطقی۔ یا فلسفیانہ دلیل پر مبنی ہے۔ جسطرح چار یا چار سے زیادہ نکاح کا بیجا مصرف چار نکاح والے قانون کو مسترد و منسوخ نہیں کرسکتا اوسیطرح بیموقع متعہ کرنے سے "متعہ" والا قانون کالعدم قرار نہین دیا جاسکتا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اہل تشیع متعہ کرتے وقت موقع اور بیموقعگی کو فراموش کرجاتے ہین یا کوئی یہ اعتراض کرے کہ اہل اسلام عقد ثانی کرتے وقت نکاح کے اصول کو یاد رکھنا مناسب نہین سمجھتے تو مین آپ ہی سے پوچھتا ہون کہ یہ نکاح ثانی یا "متعہ" کے حرام ہونیکی دلیل ہوسکتی ہے یا نہین۔ کسی شخص کے فعل یا ترک فعل سے معقولات عقلی پر کوئی اثر نہین پڑتا۔ اصول قانونی اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں اور اوسپر عمل نکرنیوالا خود اپنے افعال کا ذمہ دار ہوتا ہے اگر کوئی مسلمان نکاح ثانی یا "متعہ" کا بیجا مصرف نکالکر شہوت پرستی کرتا ہے تو مذہب اسلام جسنے ہر حسن و قبح کو ظاہر کردیا ہے ہرگز اوس شخص کے بیجا مصرف افعال کا ذمہ وار نہین ہے۔ مین اس مضمون کو اس امید کے ساتھ تمام کرتا ہون کہ میرے وہ اسلامی بھائی جو اتبک "متعہ" کو حرام سمجھتے ہین اس مسئلہ پر تحقیقی نگاہ ڈالینگے۔ کسی مذہب کے کسی اصول پر ہنس دینا اور چیز ہے اور اوسکو سمجھ بوجھکر عالمانہ اعتراض کرنا اور۔ کسی مذہب پر بیجا حملے کرکے ناقابلون کے سامنے مولوی بن بیٹھنا اور شئی ہے اور اخلاق کے قانون کو پیش نظر رکھکر تحقیقات کی دوسری گوارہ کرنا اور چیز۔ والسلام۔

احقر (خواجہ) غلام محمود اقبال بی۔ اے۔ وکیل بنارس

تنقید بخاری سے مذہب اہل سنت مین ہل چل

خوشی کا مقام ہے کہ اہلسنت کے بعض اہل علم کے دردناک استغاثہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر

اخبار اہلحدیث نے مولوی عبدالشکور مدیر النجم لکھنؤ سے مدد لیکر فضل الباری فی تنقید صحیح بخاری کے جواب لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔

عرصہ ہوا کہ اہلحدیث کانفرنس نے بھی "کوہ کندن وکاہ برآوردن" کی توقع پر اس مہمّ دینی کا بیڑا اوٹھایا تھا اور ایک حد تک خوش کن امید دلائی تھی مگر افسوس ہے کہ اس بار عظیم کا تحمل اوسکے قابو سے باہر تھا۔ آخر کار کانفرنس سے یہ بھاری مہم سر نہو سکا اور عالم مایوسی مین اوسنے بخاری کے مرض الموت مین بخار کو آخری ڈگری پر بڑھتا ہوا دیکھکر اوسکے حال پر چھوڑ دیا۔

اب دونون مولوی صاحبونکی اجتماعی توجہ اور کوشش سے امید ہوتی ہے کہ وہ مذہبی تحفظ کیلئے جہانتک جلد ممکن ہوگا بخاری شریف کو اس آسمانی گولہ باری سے بچا کر صحیح وسلامت رکھنے کی سعی فرمائینگے ورنہ قوی اندیشہ ہے کہ اگر ذرا بھی اور تساہل کیا گیا یا اہلحدیث کانفرنس کیطرح ہر دو مولوی صاحبونکی طرف سے بھی وہی امر ظہور مین آیا تو وہ وقت قریب ہے جبکہ بخاری شریف کا وہ اچھوتا اور دلفریب لقب "اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح البخاری" ہمارے ہندوستان سے نہین بلکہ کل صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹکر ہمیشہ کیلئے نیست ونابود ہوجاویگا۔

لہذا مین بخاری کے طرفدارون کو باقتضاے محبت وہمدردی اہلحدیث ایک بڑے آنیوالے خطرہ سے مطلع کرتا ہون۔ مولوی صاحبان یہ خوب یاد رکھین کہ اب وقت بالکل نہین رہا کہ وہ اس خطرہ سے بےفکر ہوکر آرام کی نیند مین سو رہین اور ایک ایسی بنیاد کو جسپر کہ اونکے پیارے مذہب کا ردّہ رکھا گیا ہے اُکھڑتا ہوا دیکھکر اوسکی حفاظت اور مرمت سے غافل ہوجاوین۔

وہ اسبات کو اچھی طرح سمجھ لین کہ تنقید بخاری کے ذریعہ سے تنہا بخاری شریف ہی عدم آباد کو نہین جاویگی بلکہ وہ "ہم تو ڈوبینگے مگر یار کو لے ڈوبینگے" کا مصداق ہوکر اپنے ہوا خواہونکو ساتھ لیکر ڈوبیگی اور اون بڑے بڑے ذوی الوجوہ مذہبی لیڈرز کی ظاہری عزت اور عظمت وجلالت کو خاک مین ملادیگی جنہون نے مذہب اہل سنت کے تصنیف کرنے مین اپنی تمام عمرین صرف کر دین اور کیا جو کچھ کیا۔

پس اے امرتسریو، فرنگی محلیو، اکلکوریو، دہلویو، دیوبندیو، لکھنؤیو، سہارنپوریو، دوڑو دوڑو بڑی گھبراہٹ سے لپکو اور اپنی تمام متفقہ طاقت کو صرف کرکے تنقید بخاری کا

جواب لکھو اور نہ صرف بخاری شریف کو بلکہ اپنے عزیز مذہب کو تنقید بخاری کے زبردست حملوں سے بچاؤ۔ تنقید بخاری درحقیقت ایک پہاڑ ہے جو اچانک آپکے سروں پر ٹوٹ پڑا ہے اب اسکا علاج کیا ہو سکتا ہے سوا اسکے کہ "سر پر گرا پہاڑ تو فریاد کیا کریں" تاہم اپنے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رکھو۔ جہانتک ہم سے ہو سکتا ہے اس عظیم الشان طاقت کا مقابلہ کرکے قدرت خداوندی کا تماشہ دیکھلو۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی عبد الشکور صاحب اپنی قوم اور مذہب پر بہت بڑا احسان کرینگے اگر وہ تنقید بخاری کے جواب میں طبع آزمائی کرکے اپنے وعدہ پورا کریں۔ ہاں یہ اونہیں جتلا دینا ہے کہ اس کام کی انجام دہی کیلئے وہ اپنی گروہ کے جسقدر بڑے اور چھوٹے مولویوں کو (جنکی قابلیت اور علمیت پر اونہیں پورا وثوق ہو) اگر چاہیں اپنے ساتھ لے لیں بلکہ یہ صورت غالباً زیادہ انسب اور مفید ہوگی کہ اس مقصد کیلئے کسی بڑے شہر میں جہاں سہولت ہو ہر فرقہ اہل سنت کے چند ایسے مسلم الثبوت اور مشاہیر علما کا جو بخاری کے طرفدار اور اوسکے واجب التعظیم اور اصح الکتب ہونے پر متحد العقیدہ اور ہمزبان ہوں ایک باقاعدہ کمیشن بٹھایا جاوے۔ اس طریقہ سے علاوہ بہت سے فائدوں کے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اس کمیشن کیطرف سے جو جوابات دئے جاوینگے اونپر اونکے تمام مختلف فرق کو خواہ وہ اہلحدیث ہوں یا مقلد ہوں یا مرزائی قادیانی کے مرید ہوں کامل طور پر بھروسہ اور اعتماد ہوگا اور ہر فرقہ والا جوابات کی قوت یا کمزوری کو دیکھکر بجائے خود فیصلہ کرنے یا کسی محقق شدہ خیال پر آزادی کے ساتھ قائم رہ سکتے ہیں کسیطرح پس و پیش نہ کرسکیگا۔

میں امید کرتا ہوں کہ تنقید بخاری کے جواب کی بحث کیساتھ ضرورت محسوس کرنیوالے حضرات اہل سنت میری اس رائے سے اتفاق کرکے اس عمدہ تجویز کو جلد عمل میں لائے جانیکے لئے کمیشن کی فکر ابھی سے کرینگے۔

اس موقع پر مجھے ہر دو مولوی صاحبوں کی خدمت میں بطور ہمدردی ایک دوسری مذہبی خدمت کیطرف توجہ دلانا ہے جو اپنی اہمیت اور اشد ضرورت کے لحاظ سے کسی طرح تنقید بخاری سے کم نہیں ہے۔ میرے خیال میں خود اراکین مذہب اہلسنت کا یہی ایک کام نہیں ہے کہ وہ صرف تنقید بخاری کے جواب لکھنے کا ارادہ کرکے مطمئن ہو جاویں بلکہ اونکا یہ بھی ایک اہم فرض سمجھنا چاہیئے کہ وہ قرآن مجید کی حمایت اور اوسکی عزت کا بھی کسیقدر خیال کریں جو آنکا الہیہ وہ اسبات کے مدعی ہیں کہ ہم قرآن و سنت پر اپنے دین و ایمان کا

عار رکھتے ہین اور گو کسی مصلحت سے ہو مگر ظاہر بظاہر حسبنا کتاب اللہ کا دعویٰ فرد رہے۔

پس ایسی حالت مین یہ کسقدر شرمناک بات ہے کہ الشمس کی چار جلدین جو اہلسنت کے مسلمات اور عقائد کی بنا پر قرآن مجید مین تحریف اور تبدیل و تغیر کے لازم آنیکا محققانہ طور پر اثبات کیا گیا ہے اوسپر آج تک کسی عالم اہلسنت کو کسی قسم کا ڈیفینس پیش کرنیکی جرأت نہین ہوئی۔ آپ غور فرمائے کیا آپ صاحبون کا یہ مجبورانہ سکوت مذہب اہل سنت کے زوال کی روشن دلیل نہین ہے؟ کیا خدا کی پاک کتاب کی نسبت ایسے تحقیر او ربے عزتی کے عقائد رکھتے ہوے (جیسے کہ الشمس مین آپکے مسلم بزرگان دین کی زبانی ضرورت سے زیادہ دکھائے گئے ہین) آپ یہ امید رکھ سکتے ہین کہ دار السنن عیسائیون اور آریہ سماجیونکے حملون سے بچکر زیادہ عرصہ تک زندہ رہ سکیگا؟۔

اے معزز لولوی صاحبان! آگاہ ہو کہ تنقید بخاری کی آمد سے بخاری شریف ہی تمہارے لئے بلائے بے درمان ثابت نہین ہوئی بلکہ الشمس کے اجرا سے ایک دوسری آفاقی مصیبت اور ایک سخت ترین آفت تمپر نازل ہوئی ہے اور یقیناً وہ تمہارے بزرگ صحابہ کی عنایتون کا نتیجہ ہے۔

پیارو تنقید بخاری نے تمہاری مقبولہ سنت کو توڑا ہی تھا اب دیکھو وہ قرآن عظیم جسکے انہے حافظون پر تم ناز کرتے تھے اجسکو یداللہی ضربتون کے خوف سے گھبرا گھبرا کر اپنے سینون پر بلند کرتے تھے تمہارے ہاتھون سے نکل گیا۔ افسوس سب کچھ ہو گیا مگر تم خواب غفلت سے نہ چونکنا تھا نہ چونکے۔

ہان اے عزیزو! اب بھی تمہین اگر اپنے ایمان و اسلام کا کچھ پاس ہے یا ذوالنورینی حیا سے تمہین کچھ حصہ ملا ہے تو اپنے پیارے مذہب پر رحم کرکے۔ اپنے معتقدون کی حالت زار پر ترس کھا کر الشمس کے جواب کیلئے بھی طیار ہو جاؤ۔ اور اگر تمہارے بس کی بات نہین ہے تو اسی کمیشن کے ذریعہ جو تنقید بخاری کے جواب کیلئے بٹھایا جاوے الشمس کو پیش کرو اور جواب لکھاؤ مگر یاد رکھو فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین

راقم خیر خواہ اہل اسلام ابوالفاروق الواسطی امروہوی۔ مراد آباد

اصلاح۔ الشمس جلد ۵ کے ۳ نمبر بھی یکجائی شایع ہو چکے جسنے اور بھی رہی سہی عزت مذہب اہلسنت کو خاک مین ملا دیا کیونکہ اب جو الشارق کیساتہ کشف المغالطات و ردالملاحدہ بھی شامل ہے تنقید بخاری حصہ ثانی بھی انشاءاللہ عنقریب شایع ہوگا جس سے صحیح بخاری کی ہر ہر حدیث کا تار تار علحدہ ہوگا۔ ایڈیٹر

کیا حسین ؑ اب بھی بیکس ہے

بالضرور اسلام میں ایک وہ وقت بھی گزرا ہے کہ جب خاتم النبیین سید المرسلین حبیب خدا محمد مصطفےٰ کا عزیز بلکہ پارہ جگر نواسا روحی و روح العالمین لہ الفدا ایسی حالت زار میں تھا کہ کبھی اپنے نانا کی امت کے لوگوں سے کہتا تھا ھل من ناصر ینصرنا اور کبھی ھل من مغیث یغیثنا اور کبھی ھل من ذاب یذب عن حرم رسول اللہ مگر کوئی شخص گوش توجہ اُسکی آواز پر نہ دیتا تھا اور بجائے کسی ترحم آمیز زبانی جواب کے نہایت الم خیز و درد انگیز دستی جوابوں سے اُسکو جسمانی و روحانی ایذا پہونچائی جاتی تھی مگر وہ دریائے فرات کے کنارے پر خدا کی راہ میں قربانی ہونے والا بزہ نہایت استقلال سے ثابت قدم رہا۔ یہانتک کہ اپنی اس قربانی کو بارگاہ رحمانی میں قبول کر کے امت کے ڈوبتے ہوے بیڑے کو تھام لیا اور اپنے نانا کے کلمہ گویوں کی کشتی کو جو ضلالت کے دریا میں ماری ماری پھر رہی تھی کہ کوئی موج گمراہی کی کسیطرف لے بہا لیجاتی اور کبھی کسیطرف ناخدا بنکر کنارے تک پہونچا دیا۔

ای حسین تجھ پر قربان جائیں ہم یاد کرنیوالوں کی جنکے دل تیری دل شکن مصیبتوں کے تصور سے بے چین ہو جاتے ہیں۔ لیکن ای حسین ای ابو عبد اللہ ای سبط رسول جسوقت تونے اپنا گلا خدا کی خوشی کے لیے اُسکی راہ میں کٹا دیا۔ تو کیا پھر بھی تو ویسا ہی بیکس رہا جیسا چند گھنٹہ پہلے اس سے تھا۔ نہیں واللہ نہیں واللہ بلکہ ع چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت۔ جب تو خدا کا ہورہا تو عالم کی تمام چیزیں بھی تیری ہی ہو رہیں بلکہ خود خلاق عالم عز اسمہ بھی تیرا ہی طرفدار غالب بن گیا۔ یہ تو تیری چند گھنٹوں کی بیکسی تھی جو متحانات تیری آنکھوں کے سامنے لائے گئے تھے ورنہ اُسکے بعد تو عرش و فرش و جن و انس حور و ملک و وحش و طیر سب ہی تیرے ساتھی ہو گئے۔ اُس چند ساعت کی

بلیسی نے اب تو تجھے ایسا قوی بنا دیا ہے کہ ہرگز دست تعدی کسیکا تیری بارگاہ تک بلند ہو ہی نہیں سکتا۔ تو شہید ہوتے ہی اتنا قوی سلطان بن گیا کہ دنیا بے تنخواہ تیری فوج ہو گئی۔ کہ چند دنوں میں تیرے دشمنوں کو نیست و نابود کرکے کوفہ اور بصرہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور اُس سرکش ناخداترس ظالم بادشاہ کو جو سمجھے ہوئے تھا کہ تیرے بعد پورے عرب و عجم کی سلطنت بہت ہی اطمینان و فراغبالی سے کریگا اوج تخت سے اُتار کر ایسا حضیض خواری میں ڈالا کہ آج تک بچارے کی قبر کا نشان صحیح بتانا بھی اُسکے ٹھیک دارونکو دشوار بلکہ محال ہے۔ پھر چن چن کے تیرے بدخواہوں کو وہی وہی سزائیں دلوائیں جو اُنکے مناسب حال تھیں یہانتک کہ تیری ایک جان کے عوض میں ایک ایک وقت میں ستر ستر ہزار آدمی تیری خدائی فوج کے ہاتھوں سے مارے گئے۔ اور دنیا ایک مدت کے لیئے اُس گندگی سے پاک ہو گئی۔ رہا اُس صدی سے بعد والا زمانہ اُس میں بھی اتنا قوی شوکت اور رفیع شان سلطان رہا اور ہے کہ جسنے تیری طرف آنکھ اُٹھائی آنکھ اُسکی نکالی گئی۔ جسنے ہاتھ بڑھایا ہاتھ قلم ہو گئے جس نے پاؤں بڑھائے پاؤں کاٹے گئے ؎ با آلِ نبی ہر کہ در افتاد برافتاد۔

ہزاروں واقعات لاکھوں حادثات اسوقت سے اسوقت تک پیش آئے ہیں جو میرے اس بیان پر گواہی دے سکتے ہیں۔ اب بھی جسکا جی چاہے اے میرے مولے تجھپر ظلم کرکے دیکھ لے۔ ہم بھی تو دیکھیں کسطرح وہ اپنی سزا کو نہیں پہنچتا جسنے ایک ذرا بے ادبی کی اور فوراً اُسکی کافی گوشمالی کر دی گئی۔ جسنے بیہودہ اور بے اندازہ جرأت کو تیرے معاملے میں دخل دیا اُسیوقت ایسا مارا گیا کہ کوئی اُسکی حمایت نہ کر سکا۔ کیا اسی دس برس کے اندر ہر سال محرم میں دس بیس واقعات اس قسم کے پیش نہیں آتے ہیں انھیں واقعات میں سے ایک واقعہ مرزا حیرت دہلوی کا بھی ہے جسنے تیرے مقابلے میں سر اُٹھایا تھا اور بخدا میں کہہ رہا تھا کہ یہ شخص عنقریب اپنی سزا کو پہونچے گا

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک نہ دو بلکہ تین سال کی قید سخت اور ایکہزار جرمانہ کے پھیر میں ستره ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو آہی لیا۔ رہی تاخیر کہ اتنی مدت تک وہ کیوں بچا رہا۔ وہ ہرگز بچا نہیں رہا بلکہ جب سے اُسنے سر اُٹھایا تھا اُسیوقت سے مصیبتوں میں مبتلا ہونے لگا۔ آہستہ آہستہ اُسکی تمام عزت کی چیزیں چھینی گئیں پہلے تو ملعون زبان یک عالم بنا اُسکے بعد لوگوں کے دلونکو اُس سے عداوت شروع ہوئی۔ پھر مال اُسکا ضائع ہونے لگا۔ ان تین برسوں میں کتنے ہی ہزار روپیے اُسکے نذر وکلاء و بیرسٹر وغیرہ ہوچکے۔ جب بالکل تہیدست ہو لیا تو اب صرف اُسکی جان رہ گئی تھی اُسکے لئے تین سال کی قید مقرر ہوئی اور جو کچھ گھر میں اثاثہ باقی تھا وہ فروخت کر کے ایک ہزار روپیہ جرمانہ میں حاضر کیا گیا اب اگر خدا نخواستہ یہ صاحب زندہ بھی قیدخانہ سے نکلے تو دیکھ لیجئے گا کہ کس طرح دانے دانے کو محتاج ہو کر اور تڑپ کر مرتے ہیں۔ کیونکہ انکے گھر کا سرمایہ تو نذر عدالت انگریزی ہو ہی چکا۔

پس اے ابوعبداللہ الحسین علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اب ہرگز تو بیکس نہیں ہو بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ آج دنیا میں تجھ سے زیادہ کسی قوی کا وجود ہی سوا ذات احدیت کے نہیں ہو تیری خدائی فوج تیری شان و شوکت تیری عزت کی آج دنیا میں کوئی انتہا نہیں۔ خدا تیرا اور خدائی تیری اُحکم فیہم حیث ما شئت

میں جناب شاہ حسن نظامی صاحب سے معافی مانگتا ہوں کہ یہ مضمون آپ کے مضمون کی رد میں نہیں لکھا گیا ہو آپ ملال نہ کیجئے گا۔ بلکہ ایک واقعی حالت دکھلائی گئی ہو۔ ورنہ فی الحقیقت جس درد اور سوز دل سے آپنے مضمون لکھا ہو وہ قابل داد ہو۔ میں کیا بلکہ تمام فرقہ شیعہ ایسے مضمون کے آپکے قلم سے نکلنے کا شکرگزار ہو۔ جزاک اللہ خیرا

راقم محمد ہارون زنگی پوری
از حسین آباد ضلع مونگیر۔

دروغگو را حافظہ نباشد

یہ مثل ہم بچپن سے سنتے تھے لیکن اسکی تصدیق کی طرف التفات نہ تھا اب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ازالۃ الخفاء سے اسکی تصدیق ہو گئی کہ یہ مثل بالکل سچ ہے۔ کتاب مذکور کے ملاحظہ فرمانے والوں کو معلوم ہوگا کہ وہ خلفائے ثلاثہ اور اُنکے اعوان کی مدح میں کتاب لکھی گئی ہے اور بالخصوص شیخین کی وہ تعریفات اُس میں درج ہیں جو اُنکو تو کیا بنی امیہ و بنی مروانیہ تک کو احادیث کسیکو نہ معلوم ہوئی اور تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی عباس کے آخر دور میں وضع کی گئیں ہیں الغرض شیخین کی نسبت تشبہ با مسارکت کا خطاب ہی نہیں بلکہ ایک طویل بحث سے ثابت کیا گیا ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مجالست و رفاقت ہر دم کی ثابت کی گئی ہے لیکن کتاب مذکور کے مقصد دوم صفحہ ۲۷۴ میں ابن عمر سے مروی ہے کہ عن ابن عمران الیہود جاء وا الی ابی بکر فقالوا صف لنا صاحبک فقال معشر الیہود لقد کنت معہ فی الغار کاصبعی ہاتین ولقد صعدت معہ جبل حرا وان خنصری لفی خنصرہ ولکن الحدیث عنہ صلعم شدید وھذا علی بن ابیطالب فاتوا علیا فقالوا یا ابا الحسن صف لنا ابن عمک فقال لم یکن رسول اللہ صلعم بالطویل الذاھب ولا بالقصیر المتردد کان فوق الربعۃ ابیض اللون

یہود حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہا ہم سے اپنے صاحب کا حلیہ بیان کرو حضرت ابوبکر نے کہا اے گروہ یہود میں انکے ساتھ غار میں تھا اسطرح جیسے کہ یہ دونوں انگلیاں ہیں اور میں اُن کے ساتھ کوہ حرا پر چڑھا میری کمر اُن کی کمر سے بالکل ملی ہوئی تھی لیکن اُنکا وصف بیان کرنا بالکل دشوار ہے اسکے کام کے علی ابن ابی طالب ہیں اُنکے پاس جاؤ وہ یہود جناب علی کے پاس آئے اور کہا اے ابوالحسن اپنے چچا کے بیٹے کا حلیہ

(اور اوصاف) بیان کرو۔ جناب
موصوف نے فرمایا کہ رسول خدا نہ حد
سے زیادہ لمبے تھے اور نہ پستہ قد
بلکہ میانہ قامت سرخ و سفید تھے
آپکے بال گھونگر والے تھے مگر زیادہ
پیچیلے دار نہ تھے آپ بالوں کو کانوں کی
طرف چھوڑتے تھے کشادہ پیشانی سے
اور بڑی آنکھ والے تھے سینہ پر باریک
خط دندان مبارک چمکدار ناک بلند۔
گردن گویا چاندی کی صراحی تھی آپکے
سینہ سے ناف تک مثل سیاہ مشک
کی لکیر کے سیاہ بال تھے اور انکے
سوا آپکے جسم و سینہ پر کہیں بال
نہ تھے آپکی ہتھیلیوں اور قدموں پر
گوشت تھا آپ چلتے تو جھک کر گویا
بلندی سے اتر رہے ہیں اور جب
دیکھتے کسی طرف تو پورے بدن سے
پھر کر دیکھتے گوشہ چشم سے نہ دیکھتے تھے
جب کھڑے ہوتے تو سب سے بڑھ
جاتے اور جب بیٹھتے تو سب سے
اونچے رہتے جب بات فرماتے تو لوگو
کے دم بند کر دیتے اور جب تقریر
فرماتے تو رلا دیتے ۔ لوگوں پر سب سے

لفظ
مشربا بحمرة جعد ليس با
يفرق شعره الى اذنيه اصلت
الجبين اعج العينين دقيق
المسربة براق الثنايا اقنى الانف
كان عنقه ابريق فضة له شعرات
من لبته الى سرته كانهن
قضيب مسك اسود ليس
في جسده ولا في صدره
شعرات غيرهن وكان شثن
الكف والقدم واذا مشى كان
يتقلع من صخر واذا التفت
التفت بمجامع بدنه واذا قام
غمر الناس واذا قعد علا الناس
واذا تكلم انصت الناس
واذا خطب ابكى الناس
وكان ارحم الناس بالناس
لليتيم كالاب الرحيم
وللارملة كالزوج الكريم
اشجع الناس ابذلهم
كفا واصبحهم وجها لباسه
العباء وطعامه خبز الشعير
ووسادة الادم محشوا
بليف النخيل سريره ام

زیادہ رحمدل تھے یتیم کے لئے
مہربان باپ کے مانند اور رانڈوں
کیلئے مثل بزرگ شوہر کے سب سے
زیادہ سخی و شجاع اور خوش رو تھے
آپکا لباس کمل اور کھانا جو کی روٹی
اور تکیہ چرمی کھجور کے چھلکوں سے
بھرا ہوا۔ چارپائی ببول۔ کھجور کے
بان سے بنی ہوئی تھی۔ آپکے دو عمامہ
تھے ایک کا نام سحاب دوسرے کا نام
عقاب تھا آپکی ملوار ذوالفقار اور
نشان کا عزا۔ اونٹنی کا عضباء۔ خچر
کا دلدل۔ حمار کا یعفور۔ گھوڑے کا بحر۔ بکری کا برکہ۔ چھڑی کا ممشوق
لوار کا حمد تھا۔ آپ اونٹونکو باندھتے اور پانی والے اونٹونکو چارہ
دیتے اور پیوند لگاتے اور اپنی جوتی ٹانک لیتے تھے انتہٰی محصلاً اس حدیث
شریف میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ سوال حلیہ کے جواب میں حضرت
ابوبکر نے اپنی معیت کا صرف اظہار کیا یہ سوال از آسمان و رجواب از ریسمان
کا سا نقشہ ہے جبکہ فضل و علم کے بکثرت علماء و فضلا بالخصوص شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی قائل ہوں اور وہ ایسے عقلمند ہوں کہ حلیہ کے جواب
میں اپنی معیت بیان کریں۔ اگر ایسی ہی باتیں بھی صفات علم میں داخل
اور لوازم علم و فضل ہیں تو میں اپنے جہل کا اقرار کرتا ہوں کہ مجھے اہل علم
کے یہ صفات نہ معلوم تھے کہ اہل علم ایسے ہی ہوتے ہیں اور جو یہ جواب دیا ہے
کا ہے تو شاہ صاحب تقیہ باز معلوم ہوتے ہیں اہل سنت نہیں۔
دوسری بات یہ غور طلب ہے کہ بھلا رسول خدا کو حضرت ابوبکر نے کیا کبھی

غیلان امر ملی بالشر یطکا
لہ عمامتان احد ایھما تدعی
السحاب والاخری العقاب
وکان سیفہ ذوالفقار
ورایتہ الغراء وناقتہ العضباء
وبغلتہ دلدل وحمارہ یعفور
وفرسہ بحر وشاتہ برکہ و
قضیبہ الممشوق ولواءہ
الحمد وکان یعقل البعیر و
یعلف الناضح ویرقع الثوب
ویخصف النعل۔

نہ دیکھا تھا بھلا کچھ تو رنگ قد چشم بال رفتار و گفتار کا تو حال بیہودے
بیان فرماتے بھلا اور کچھ نہیں تو رسول خدا کی ہتھیلیوں کا حال کہتے
کہ وہ پرگوشت تھیں کیونکہ حضرت ابوبکر اکثر مال رسول خدا کو دیتے رہتے تھے
جیسا کہ صحاح وغیرہ سے ثابت ہے تو لیتے وقت رسول خدا کا کھلا ہوا ہاتھ
حضرت ابوبکر کے سامنے ہوتا ہوگا۔ حضرت ابوبکر کی اس ناواقفیت سے معلوم
ہوا کہ حضرت ابوبکر نے رسول خدا کو بہت کم دیکھا اور صحبت میں نہیں رہے اور
نہ کچھ مال دیا اور آیہ غار میں جو معیت حضرت ابوبکر کی قرار داد ہے وہ بالکل یہ
بہ صراحت نہیں جسکو موافقین نے پہلے بمجاز جاد مشہور کیا اور پھر وہ عام
ہوگئی۔ اور جو اس حدیث میں یہ عذر کیا جائے کہ حضرت ابوبکر کی ایسی لیاقت
نہ تھی جو حلیہ و صفات پیغمبر بیان کرتے تو اس سے جناب علی کی فضیلت ثابت
ہوتی ہے اور افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر الصدیق کا کلیہ مہمل
اس فقرہ کو خطبوں اور عقیدوں سے خارج کرنا چاہیئے والسلام علےٰ
من اتبع الہدے۔ راقم خاور گورگانی۔

خلفاء کا کمال ایمان

اسلام کا بہتر فرقہ جس ایمان کا طالب ہے اور جس روشنی پر چلنے کو اپنا فخر
سمجھتا ہے وہ جسقدر ایسے ایمان پر فخر و ناز کرے بجا ہے جو ان فرقوں کے
خلفاء میں پایا جاتا تھا۔

اس پختہ ایمان کی جڑ اگر کوئی شخص دریافت کرنا چاہے تو انتہای نظر
وہاں تک ہرگز نہیں پہونچ سکتی اسکے شاہد میں وہ قصہ جو اسحاق بن ابراہیم
ملقب بہ کب الجن کو خلیفہ متوکل اور رشید عباسی سے پیش آیا ہے بدیہ
ناظرین کیا جاتا ہے۔

کشکول بحرانی جلد دو کے صفحہ ایک سو بارہ (۱۱۲) اور ایکسو اٹھائیس (۱۲۸) میں

دو نو خلیفوں کے سامنے دیک الجن کا بیان لطیف مذکور ہے جنہیں سے صرف ایک کا ترجمہ اس موقع پر پیش کرتا ہوں۔

چونکہ یہ قصہ نہایت عبرت خیز ہے اسوجہ سے دل نے گوارا نہ کیا کہ اپنے تک ہی محدود رکھوں بلکہ خیال یہ گذرا کہ اپنے برادران ایمانی کو بھی اس لطیف قصہ سے مطلع کرنا چاہیئے تاکہ وہ بھی میری طرح اسے دیکھکر تھوڑی دیر کیلئے اپنے دلکو خوش کرلیں

صاحب کتاب مناقب فاخرہ نے لکھا ہے کہ دیک الجن ایک مرد فاضل شاعر فقیہ و عالم تھے اور باوجود ان اوصاف کے مذہب شیعہ رکھتے تھے ایک روز لوگوں نے رشید عباسی کے سامنے انکی شکایت کی کہ دیک الجن وجود صانع عالم اور قیامت و نبوت کا انکار اور اسلام و اہل اسلام پر اعتراضات وارد کرتے ہیں اگر امیر انکو قتل کردے تو اسلام اور اہل اسلام انکے شر سے محفوظ ہو جائینگے یہ سنکر رشید عباسی نے انکے حاضر کئے جانیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوے اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین رشید نے جواب اسکا لا اھلا ولا سھلا دیا اور کہا کہ وای ہو تیرے میں نے سنا ہے کہ تم وجود صانع عالم اور قیامت و نبوت کا انکار اور اسلام و اہل اسلام پر اعتراض کرتے ہو اگر میں تمکو قتل کر دوں تو اسلام اور مسلمان تمھارے شر سے بچ جائینگے دیک الجن نے جواب دیا اے امیر معاذ اللہ بھلا یہ میرا قول و مذہب ہو سکتا ہے کیا ثبوت ہے کہ میں وجود صانع عالم کا انکار کرتا ہوں باوجود اسکے کہ شواہد اور دلیلیں اسکے وجود پر موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ موت کی مثال نیند کی ہے اور قیامت کے روز اٹھنے کی مثال خواب سے اٹھنے کی ہے نیز میں سمجھتا ہوں کہ خداوند عالم نے زمین کو ایسا پیدا نہیں کیا ہے کہ مکلفین خدا کے کرم و لطف سے خالی رہیں بلکہ ساتھ ہی انکے نبی یا وصی نبی کو مقرر کر دیا ہے تاکہ لوگ انکے ذریعہ سے صلاح سے قریب ہوں اور فساد سے دوری اختیار کریں۔

پھر خدا نے واجب کیا کہ ایک قطب (وصی نبی) دنیا سے نہ جانے مگر یہ

کہ ایک دوسرا قطب ویسا ہی اُسکا قائم مقام ہوتا کہ وہ اُس پہلے قطب کے کام کو بخوبی انجام دے۔

قسم خدا کی اے امیر یہی میرا مذہب ہے اور یہی میرا اعتقاد ہے پس میرے بارے میں اُن لوگوں کے کلام کیطرف التفات نہ کر جو دین میں بدعت اور اس انحراف کرنے والے قرآن میں تحریف وتغیر اور جو پاؤں کے کانوں میں چیرا دینے والے ہیں (کفار کا یہ دستور تھا کہ جو چوپایہ پانچ مرتبہ بچے دے لیتا اور پانچویں دفعہ کا بچہ نر ہوتا تھا تو اُسکے دونو کانوں کو کاٹ کر آزاد کر دیتے اور پھر اُس سے منتفع نہ ہوتے تھے) جو ہر ہوا کے ساتھ اُڑتے ہیں اور ہر کوے اور گدھے کی آواز کے پیچھے دوڑنے والے ہیں نہ اُن لوگوں کی بات میرے بابت سماعت میں لا جنکی وجہ سے کفر و زندقہ شاخ در شاخ ہوا اور جنھوں نے اپنے دین میں قیاس سے کام لیا اور تمسے اور تمھارے جد عباس سے فدک چھینی محض اُس جھوٹی روایت کی بنا پر جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف منسوب کیا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا ہ صدقہ (ہملوگ گروہ انبیا ہیں نہ تو کسیکو اپنا وارث کرتے اور نہ کسیکے وارث ہوتے بلکہ جو کچھ ہملوگ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے) بھلا رسول اللہ صلعم ایسا کہسکتے ہیں حالانکہ خدا تعالی نے فرمایا ہے ورث سلیمان داؤد (حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوے) اور حضرت زکریا نے فرمایا کہ خدایا مجھکو ایک ایسا فرزند دے جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

رشید۔ (دیک الجن سے مخاطب ہوکر) واے ہو تیرے کیا تمنے یہ اشعار نہیں کہے ہیں

اصبحت جم بلابل الصدر	میں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ میرا سینہ غم سے بھرا ہوا تھا اور ایسی حالت
وَابِیتُ مطوِیًا علی الجمر	میں رات بسر کی گویا میں چنگاریوں پر
ان بحت طل دمی وان اکتم	لوٹ رہا تھا۔

سرّی یضیق لدیکم صدری اگر میں اپنے راز کو ظاہر کروں تو لوگ مجھکو قتل کریں اور اگر چھپائے رہوں تو میرا سینہ تنگی کرتا ہے۔

دیک الجن۔ ہاں یہ میرے ہی اشعار ہیں پس اسکے اور شعر بھی تمکو معلوم ہیں؟

رشید۔ وائے ہو تم پر کیا اسکے اور بھی شعر ہیں؟

دیک الجن۔ ہاں۔

رشید۔ اگر اسکے اور بھی اشعار ہیں تو اُنکو پڑھو؟

دیک الجن۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

مما اتاہ الی ابی حسن
عمرو صاحبہ ابوبکر
فعلی الذی یرضی بفعلہما
مثل الذی احتقبا من الوزر
جعلوک رابعہم ابا حسن
کذبوا ورب الشفع والوتر
وقتلت فی بدر سراتہم
لاعزوان طلبوک بالوتر

(یہ مری سوزش و بیقراری) اس امر کی وجہ سے ہے جسکو عمر اور اُسکے ساتھی ابوبکر نے حضرت علی کے ساتھ کیا۔ پس اُن دونو کے فعل کے پسند کرنیوالے پر بھی ویسا ہی گناہ ہوگا جسکے مرتکب وہ دونوں صاحبان ہوئے اے ابوالحسن لوگوں نے آپ کو چوتھا خلیفہ قرار دیا قسم رب شفع و وتر کی کہ وہ لوگ اس امر میں جھوٹے ہیں آپ نے جنگ بدر میں اُنکے سرداروں کو قتل کیا تھا (اس وجہ سے آپ کو چوتھا خلیفہ بنا کر) آپ سے اگر اُسکا عوض لیا تو کوئی تعجب نہیں ہے۔

رشید۔ وائے ہو تم پر میں نے تمکو زندقہ سے توبہ کرنے کو بلایا تھا اب تم رافضی ہو گئے اور ایک کفر پر دوسرا کفر اور زیادہ کر دیا۔

دیک الجن۔ اے امیر جو شخص تمھاری محبت و ولایت کا قائل ہو اور اس بات کا معتقد ہو کہ تم قرابت داران رسول صلعم میں سے ہو اور اُن لوگوں میں سے ہو جنکی محبت اس قول خدا کے بنا پر واجب ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ وہ کافر ہے تو میں بھی کافر ہوں۔

رشید۔ کیا تمنے یہ اشعار نہیں کہے ہیں۔

باح لمثلی بمضمر الصدر	مجھ سے اُسنے اپنے راز دلکو ظاہر کیا اور وہ
ما ذاک الا المعظم الامر	راز دل ایک بہت بڑا امر ہے۔
فلیس بعد الممات مرتجع	(وہ راز دل یہ ہے) کہ بعد موت کے پھر اُٹھنا
وانما الموت بیضة العقر	نہیں ہے پھر ایسی موت (جسکے بعد اُٹھنا نہو)

ایک نادر و غریب چیز ہے۔

دیک الجن۔ معاذ اللہ اے امیر یہ میرا قول نہیں اور نہ میں نے اسکو نظم کیا ہے بلکہ میں اپنے بزرگوں سے سنتا آتا ہوں کہ ان شعروں کا قائل ولید بن یزید عبد الملک ہے کیونکہ وہ زندیق تھا صانع عالم اور قیامت و نبوت کا قائل نہ تھا اور آدمی سے یہ بات بھی مروی ہے کہ ایک روز اُسنے تفاؤل کیواسطے قرآن مجید کھولا اُسکے فال میں یہ آیت نکلی۔ واستفتحوا وخاب کل جبار عنید من ورائه جهنم ویسقی من ماء صدید فوراً اُسنے قرآن مجید کو زمین پر دے مارا اور اُسپر اسقدر تیر مارے کہ وہ پارہ پارہ ہوگیا اور یہ اشعار پڑھے۔

تهددنی بجبار عنید	اے قرآن تو مجھکو جبار ہونے سے ڈراتا ہے
فها انا ذاك جبار عنید	آگاہ ہو کہ میں وہی جبار و عنید ہوں۔
اذا ما جئت ربك یوم حشر	(اے قرآن) جب تو حشر کے روز اپنے پروردگار کے
فقل یا رب مزقنی الولید	سامنے آنا تو کہنا کہ اے رب مجھکو ولید نے پارہ پارہ کر ڈالا

رشید۔ تو کیا یہ دونوں شعر تیرے نہیں ہیں؟

دیک الجن۔ قسم خدا کی وہ دونوں شعر میرے نہیں ہیں؟

رشید۔ خدا لعنت کرے ولید پر کہ وہ صانع عالم کے وجود اور قیامت و نبوت کا اقرار نہیں کرتا تھا اے دیک الجن تم جانتے ہو کہ اس لعین نے کہانسے یہ مضمون لیا

دیک الجن۔ اے امیر اگر تو مجھکو میری جان بخشنے سے اہل و مال کیطرف سے مطمئن کردے نیز انعام کا بھی ضامن ہو تو میں بتلادوں کہ کہاں سے ولید

نے یہ مضمون لیا ہے

رشید۔ میں نے سب تمکو دیا اور اپنی انگلی سے ایک انگوٹھی نکالکر دیک الجن کیطرف پھینکدی۔

دیک الجن۔ ای امیر ولید نے یہ مضمون عمر سعد کے اُن شعروں سے لیا ہے جنکو اُسنے حسین ع سے لڑائی کے وقت نظم کیا تھا اور وہ اشعار یہ ہیں۔

فواللہ ما ادری وانی لحائر
افکر فی امری علی خطرین
اأترک ملک الری والری منیتی
ام ارجع ماثوما بقتل حسین ع
حسین بن عمی والحوادث جمة
وما عاقل باع الوجود بدین
یقولون ان اللہ خالق جنة
ونار وتعذیب وغل یدین
فان صدقوا فیما یقولون اننی
اتوب الی الرحمن من سنتین
وان کذبوا فزنا بدنیا هنیئة
وملک عظیم دائم الحجلین

خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا اور حیران ہوں اور اپنے معاملے میں دو بڑی باتوں پر غور کرتا ہوں کہ میں ملک ری کو چھوڑ دوں حالانکہ اس سے میری امید بستہ ہے یا میں حسین ع کو قتل کرکے گنہگار ہوں۔ حسین ع میرے بھائی ہیں اور حوادث دنیا بیشمار ہیں اور کوئی عاقل موجود چیز کو قرضے پر نہیں بیچتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ خدا جنت و نار و عذاب و غل و زنجیر کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر وہ لوگ اس کہنے میں سچے ہیں تو دو برس کے بعد خدا رحمن کے سامنے توبہ کر لونگا۔ اور اگر وہ لوگ جھوٹے ہیں تو ہم ایک پورا دنیا کے ساتھ کامیاب ہو جائینگے اور ایک ایسے ملک عظیم پر فائز ہو جائینگے جو دائم الزینت ہے۔

رشید۔ خدا عمر سعد پر لعنت کرے کہ وہ صانع عالم اور نبوت و قیامت کا قائل نہ تھا ای دیک الجن تم جانتے ہو کہ اس ملعون نے یہ مضمون کہاں سے لیا ہے۔

دیک الجن۔ ہاں ای امیر میں جانتا ہوں اُس نے یزید بن معویہ کے اشعار سے یہ مضمون لیا ہے

رشید۔ اسنے کیا کہا ہے۔

علیة هاتی ناولینی واعلنی ۔ ای علیہ لا اور جام شراب مجھکو دے اور اپنے قصہ کو

حدیثك انی لا احب التناجیا
حدیث ابی سفیان لما سمی به
الی احد حتی اقام البواکیا
فرام به عمرو علیا ففاته
وادرکه الشیخ الکبیر معویا
فان مت یا ام الاحیم فانکحی
ولا تاملی بعد الممات تلاقیا
فان الذی حدثت فی یوم بعثنا
احادیث زور تترك القلب ساهیا
ولولا فضول الناس زرت محمداً
بمشمولة صرف تروی عظامیا
ولا خلف بین الناس ان محمداً
تبوأ قبراً بالمدینة ثاویا
فقد نبتت المرعی علی دمن الثری
له غصن من تحته السر بادیا
ونفنی ولا تبقی علی الارض دمنة
وتبقی حزازة النفوس کما هیا

کو بلند آواز سے بیان کروں میں سرگوشی کو پسند نہیں کرتا
بیان کرتا تھا کہ ابو سفیان جبکہ وہ نکلا تھا جنگ احد کیطرف
یہانتک کہ اُسنے عورتونکو رولا دیا (یعنی اُن کے
شوہرونکو قتل کیا اور اُنکو رونے کو چھوڑ دیا)
اُسوقت عمرو بن ود نے حضرت علیؑ کے ہلاک کرنیکا
قصد کیا تھا لیکن وہ اُسکے ہاتھ سے نکل گئے مگر
(جس امر کا عمرو نے قصد کیا تھا اُسکو شیخ کبیر معاویہ نے پالیا)
اے ام احیم اگر میں مر جاؤں تو تو کسی دوسرے سے
نکاح کر لینا اور ہرگز بعد مرنیکے پھر ملاقات کی امید نکرنا
کیونکہ جو کچھ پہلو کونکی قبر سے اٹھائے جانیکے بابت
تجھسے بیان کیا گیا ہے وہ جھوٹی اور قلب کو سہو میں
ڈالنے والی باتیں ہیں؟
اگر لوگونکی بک بک کا خیال نہوتا تو میں محمدؐ سے
ملاقات کرتا ایسی شراب خالص کے ساتھ جو میری ہڈیونکو
سیراب کرتی ہے (مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر لوگوں کا
خوف نہوتا تو میں روضۂ رسول صلعم میں شراب
پیتا)

کوئی اختلاف اس میں نہیں ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت کی اور مدینہ میں قبر کے اندر انھوں نے قیام کیا اور زمین کے ٹیلوں پر ایسی گھانسیں اُگ آئیں جنکی شاخوں کے نیچے راز کھلا ہوا ہے۔

ہم بھی فنا ہو جائینگے اور ہم کیا بلکہ زمین پر کوئی سبزہ اوگنے کی جگہ باقی نہ رہیگی لیکن نفوس کی سوزشیں اُسیطرح اپنی حالت پر باقی رہ جائینگے (مطلب یہ ہے کہ ہم سب فنا ہو جائینگے لیکن رسول اللہ صلعم کیوجہ سے جو کچھ ہمارے دلوں میں سوزشیں

ہیں وہ جب بھی باقی رہ جائیں گی۔م

رشید۔ خدا لعنت کرے یزید بن معویہ پر کہ وہ صانع عالم اور قیامت و نبوت کا قائل نہ تھا اے دیک الجن تم جانتے ہو کہ اس ملعون نے اس مضمون کو کہاں سے لیا ہے۔

دیک الجن۔ ہاں میں جانتا ہوں اُسنے یہ مضمون اپنے باپ معویہ کے شعر سے لیا ہے

رشید۔ معویہ نے کیا کہا ہے۔

دیک الجن۔

سماتی الدیر من بصری صبابات	مجھکو نفس کی سوزشیں شہر بصرے کے دیر
فلا تلمنی فما تغنی الملامات	کیطرف لے گئیں پس تو ملامت نہ کر کیونکہ ملامت
قم کی بجلی فی الظلماء شمس ضحی	کچھ فائدہ نہ دیگی ؟
نجومھا الزھر طاسات وکاسات	کھڑا ہو تا کہ ہم ایسی تاریکی میں جسکے روشن
لعل ان بد عاداعی الفراق بنا	ستارے طشت اور پیالے میں دوپہر کے آفتاب
نمضی وانفسنا منھا رویات	کا جلوہ دکھلائیں۔ (اس مقام پر شمس ضحے
خذ ما تعجل واترک ما وعدت بہ	سے مراد شراب ہے)
فعل اللبیب فللتاخیر آفات	شاید ہمکو داعی فراق (موت) بلالے تو خیر
قبل ارتجاع اللیالی کل عاریۃ	ہم اسکے ہمراہ ایسی حالت میں چلے جائیں کہ ہمارے
فانما خلع الدنیا استعارات ۱۲	نفوس شراب سے سیراب ہوں۔

لے اُس چیز کو جو تجھکو جلد حاصل ہوتی ہے اور چھوڑ اُسکو جسکا تجھکو وعدہ کیا گیا ہے لے اُن چیزوں کو

قبل اسکے کہ راتیں اپنی عاریتوں کو تجھسے واپس لیلیں کیونکہ دنیا کی خلعتیں سب عاریت ہیں۔

رشید۔ خدا لعنت کرے معویہ بن ابی سفیان پر کہ وہ وجود صانع عالم اور نبوت و قیامت کا منکر تھا اے دیک الجن کیا تم جانتے ہو کہ اس ملعون نے یہ مضمون کہاں سے لیا ہے۔

دیک الجن۔ ہاں میں جانتا ہوں اس نے عمر بن الخطاب کے اُن اشعار سے یہ مضمون لیا ہی جنکو اُسنے معٰویہ کو شام کا حاکم بنانے کے وقت کہا تھا۔

رشید۔ اُسنے کیا کہا ہی

دیک الجن۔

معاوی ان القوم قد ضلّت حلومهم
بدعوة من عمّ العشیرة بالوتر
صبوت الی دین به باد اسرتی
فابعد به دینا قصمت به ظهری
فأن انس لا انس الولید و عتبه
وشیبة والعاص الصریع لدی بدر
توصل الی التخلیص فی اللیلة التی
اتانا بها الماضی المموه بالسحر
لهذا و قد ملکت الشام راجیا
وانت جدیر ان تعود الی صخر

ای معاویہ قوم کی عقلیں اُس دعوۃ کیوجہ سے گمراہی میں پڑگئی ہیں جسنے تمام قبیلونکو عوض خون کے ساتھ احاطہ کرلیا ہی (یعنی رسول اللہ صلعم نے جو دعوت الی الاسلام کی اور اُسکی وجہ سے جو بت پرست لڑے اور قتل کئے گئے اُسکا عوض لینا تمام قبیلونپر لازم ہوگیا) میں مائل ہوا اس دین کیطرف جنکی وجہ سے میرے سرداران قوم ہلاک ہوے تباہ ہو ایسا دین جسکی وجہ سے میں نے اپنی پشت کو آپ شکستہ کیا۔

میں سب کو بھول جاؤنگا لیکن ہرگز نہ بھولونگا ولید اور عتبہ اور شیبہ و عاص کو جو جنگ بدر میں مارے گئے۔

اُسنے مالی کی تدبیر کر ایسی مصیبت سے جسکو ہمارے اوپر وہ شخص لایا جو مرگیا اور لوگو کو سحر سے فریب دینے والا تھا (مراد اس سے رسول اللہ صلعم ہیں)

میں نے تجھکو شام کا حاکم اس امید پر بنایا ہی کہ تو صخر کے دین کیطرف واپس جائے گا اور تو اسی لایق بھی ہے۔

رشید۔ ای ابو اسحٰق کیا عمر اُن چیزوں کا جو حضرت محمد صلعم پر نازل ہوئیں منکر تھا۔

دیک الجن۔ ہاں۔

رشید۔ تم جانتے ہو کہ اس نے یہ مضمون کہاں سے لیا ہے؟

دیک الجن۔ ہاں میں جانتا ہوں اسنے ابوبکر بن ابی قحافہ کے اشعار سے لیا ہے؟

رشید۔ اُسنے کیا کہا ہے؟

دیک الجن۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

اتوعد فی المعاد بشرب خمر	کیا تو شراب پینے کے معاملے میں مجھکو قیامت سے
ونہیی آن عن ماء و تمر	ڈراتا ہے اور آج پانی و خرمے (نبیذ) سے منع
کما قال الغراب لسہم رام	کرتا ہے؟ (یہ تمھارا ڈرانا ویسا ہی ہے)
لقد جمعت من ریشی بظہری	جیسا ایک کوے نے تیر انداز کے تیر سے کہا
حدید صیقل و قضیب نبع	تو ہمارے ہی پروں سے تو بنائی گئی ہے اور ہمارے ہی
ومن عصب البعیر و ریش نسر	ضرر کے درپے ہے۔ تلواریں صیقل ہو چکی ہیں
اتطمع فی حیوۃ بعد موت	اور بانس کے نیزے تیار ہیں بھلا اونٹ اور
حدیث خرافۃ یا ام عمر	گدھ کے پر کو کسنے باندھا ہے؟

ای ام عمر کیا تو مرنے کے بعد حیوۃ کی طمع کرتی ہے یہ سب بیہودہ اور بعقلی کی باتیں ہیں؟

رشید۔ ای ابو اسحٰق کیا صدر اول کی لوگ بھی اُن باتوں کے منکر تھے جنھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے تھے۔

دیک الجن۔ ہاں۔

رشید۔ تم جانتے ہو کہ اس نے یہ مضمون کہاں سے لیا ہے؟

دیک الجن۔ ہاں میں جانتا ہوں اُسنے اپنے اُن شعروں سے لیا ہے جنکو اس سے پہلے نظم کیا تھا اور وہ اشعار یہ ہیں۔

ذرینا اصطبح یا ام بکر	ای ام بکر چھوڑ دے مجھکو کہ میں خوب شراب
فان الموت نقب عن ہشام	پیلوں کیونکہ موت نے ہشام کو ہلاک کر دیا
ونقب عن ابیک وکان قرما	اور تیرے باپ کو بھی ہلاک کر دیا جو لائیوں میں
من الابطال شریب المدام	ممتاز اور بہادر و بجید شراب پینے والا تھا۔

کانی بالقلیب قلیب بدر
من الاقوام والشرف الکرام

گویا کہ میں اسوقت بدر کے کنوئیں پر کھڑا ہوں اور بزرگان قوم کو دیکھ رہا ہوں۔

کانی بالطوی طوی بدر
من الشیزی المکلل بالسنام

گویا کہ میں بدر کے کنوئیں پر اُن اونٹوں کو دیکھ رہا ہوں جن پر کوہان کے تاج رکھے ہوئے ہیں۔

ایوعدنا ابن کبشۃ ان سنحیا
وکیف حیوۃ اصداءٍ وھام

ہم کو ابن کبشہ (اس سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں) ڈراتا ہے کہ ہم لوگ پھر زندہ کئے جائینگے حالانکہ صدا و ہام کا زندہ ہونا کیونکر ہو سکتا ہے؟

ویعجز ان یکف الموت عنا
ویحیینا اذا بلیت عظامی

خدا موت کے روک دینے سے تو عاجز ہے اور زندہ کریگا جبکہ ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہونگی؟

خلا ان الحکیم رای حمیرا
فالجمھا فتاھت فی اللجام

سوا اسکے نہیں کہ حکیم نے گدہوں کو دیکھا تو انھیں لگام دیدی پس وہ اُسی لگام ہی میں اوچھل کود کرنے لگے

ولم یکفیہ جمع المال حتی
بلانا بالصلوۃ وبالصیام

ابن کبشہ کو مال کا جمع کرنا کافی نہ ہوا کہ اُسنے ہمکو نماز اور روزے میں مبتلا کر دیا۔

فھل من مبلغ الرحمن عنی
بانی تارک شہر الصیام

پس ہے کوئی خبر پہونچانیوالا کہ وہ میری طرف سے خدا کو پہنچا دے کہ میں ماہ صیام کے روزے کو ترک کرتا ہوں

فقل للہ یمنعنی شرابی
وقل للہ یمنعنی طعامی

اللہ سے کہدے کہ وہ میرے پانی کو تو بند کر دے اور اللہ سے کہدے کہ وہ میرے کھانے کو تو بند کر دے

رشید۔ کیا صدر اول خدا اور اُس نے کا جسکو خدا نے رسول محمد صلعم پر نازل کیا ہے کافر تھا اور آیات خدا کا جھوٹھلانے والا اور خدا کی قدرت میں شک کرنے والا تھا؟

دیک الجن۔ ہاں۔

رشید۔ قسم خدا کی یہ تو ایسا کافر ہوا کہ فرعون ذی الاوتاد بھی ایسا کافر نہ ہوا تھا کیا تم جانتے ہو کہ اس نے یہ کہاں سے لیا ہے؟

دیک الجن۔ ہاں میں جانتا ہوں اسنے عبد اللات بن الزبعری کے شعروں سے یہ مضمون لیا ہے اور اُسکے اشعار یہ ہیں۔

لست من خندف ان لم انتقم
من بنی احمد ما کان فعل
لعبت ہاشم بالملک فلا
خبر جاء ولا وحی نزل
ولعبنا نحن فی دولتنا
ھکذا الایام والدنیا دول

اگر میں احمد کی اولاد سے اس امر کا جو کہ اسنے ہمارے ساتھ کیا ہے عوض نہ لوں تو میں خندف کی اولاد سے نہیں بنی ہاشم نے ملک کے ساتھ کھیل کھیلا حالانکہ نہ تو کوئی خبر آئی تھی نہ تو کوئی وحی آئی تھی (اور کچھ پروا نہیں) ہمنے بھی اپنی دولت میں خوب کھیل کھیلے ہیں زمانہ اور دنیا اسی طرح دست بدست پھرا کرتی ہے۔

رشید۔ واللہ اِس قوم نے ایسا کفر کیا ہے کہ اُسکی طرف نہ تو اول والے گئے نہ تو آخر والے ای دیک الجن گواہ رہنا کہ مَیں خدا کے سامنے اِن سب سے برات چاہتا ہوں اِس جلسہ کی کیفیت کسی نے بیان نہ کرنا پھر اُنکو خلعت اور انعام دیا اور با اکرام رخصت کیا یہ ہے کمال ایمان کی روشنی جسپر آجکل کے مسلمان جان دئے ہوئے ہیں جو حقیقت کو اُن لوگوں کی جو صحابۂ کرام کہے جاتے ہیں اچھی طرح واضح کرتی ہے؟ یہ ایک نمونہ ہے اُن لوگوں کی ایمانی قوت کا جو اِسوقت پیش کیا گیا اگر زمانے نے فرصت دی تو انشاء اللہ ایسے اور بھی دلکش مضامین ہدیہ ناظرین کئے جائینگے؟

راقم سید محمد رضی زنگی پوری
از حسین آباد

رسالہ کشف الحجاب بنجاب پر ریویو

جناب ناصر الحق والملۃ والدین سرکار مولینا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کے فتوی پر جو در باب علم قرأت وکتابت حضرت رسالت وشاہ ولایت کے بدین مضمون صادر ہوا تھا کہ یہ علم آنحضرت کو بعد بعثت من اللہ عطا ہوا ہے اور جناب امیرؑ کو ممکن ہے کہ اکتساباً حاصل ہوا ہو اور ممکن ہے کہ من اللہ عطا ہوا ہو کما ہو فی الحق فضلائے ناظم الہند نے اعتراض کی ابتداء اشاعت و اذاعت سے فرمائی اور انکی رد میں علماء اثنا عشری و حکماء ہفاقت العلاسفہ و

اصلاح واد بار العوارف تایید فتوی مین آیات قرآنی سے جواب دیدیا مگر حضرات معترضین نے آیات مستدلہ کو تائید فتوی مین تسلی بخش نہ سمجھا اور مسلسل اعتراضات پرچہ الحق مین ابتک شایع فرماتے رہے آخر ۳۱ مارچ سنہ مذکور کو یہ رسالہ کشف الحجاب ازنام مولوی فاضل سید محمد سبطین طال عمرہ وزاد علمہ کے اسلامیہ سٹیم پریس لاہور سے زینت اشاعت سے مشرف ہوا صفحہ ۱ مین وجہ تسوید جواب مین یہہ افادہ فرمایا ہے کہ اس آیہ ماکنت تدری ماالکتاب ولاالایمان کے استدلال لانے سے پنجاب مین سخت بےچینی پھیل گئی کہ یہان تو بحث اسی پر بحث تھی کہ قبل بعثت حضرت ختمی مرتبت کا علم قرارت وکتابت سے جاہل ہونا درست نہین ہے اور اوسطرف سے قبل بعثت کتاب وایمان دونون کی نفی ہو رہی ہے الی قولہ ان لوگون نے سخت اصرار کیا بلکہ بعض حضرات نے سخت لعنت ملامت کی کہ دین کے معاملہ مین ایسی لاپروائی (یہ لفظ غلط ہے) کیون کی جاتی ہے لہذا جواب دینا فرض سمجھا گیا الخ صفحہ ۱ بس مصنف رسالہ نے اپنی طاقت علمی کے جواہر یہ ظاہر فرمائے کہ ۱۹ وجہین قدح کی ممتاز الافاضل کے کلام پر افادہ فرماکر اپنے دعوی کے ثبوت مین کتب اخبار سے مثل اصول کافی واکمال الدین ومعانی الاخبار وامالی وعیون الرضا وبصائر الدرجات کے وقول ابن شہر آشوب وعلامہ مجلسی وتفسیر علی بن ابراہیم قمی و عبقات الانوار وامام غزالی سے احتجاج واستدلال فرمائی ہے مگر افسوس صد افسوس کہ مصنف رسالہ نے بجائے افادہ صحیح معانی آیات مستدلہ کے اون احادیث سے استدلال فرمایا ہے جو مخبر فضائل مابعد البعثۃ کے ہین اون مین ایک حدیث بھی اسکی تائید مین پیش نہین فرمائی جس سے بےچینی مسلمان لوگونکی برطرف ہو جاتی اور الفاظ حدیث سے معلوم ہو جاتا کہ رسالتمآب قبل بعثت کے مادر مین تلاوت قرآن فرماتے تھے کماھو فی الحق جلد ۳ نمبر ۱۳ صفحہ ۴۔ اس افسوس کے بعد ہم محصل نزاع باہمی کو دکھلاتے ہین جو صاحب رسالہ زاد علمہ نے صفحہ ۹ پر رقم فرماتے ہین وہو ہذا بحث کیا ہے کہ مجتہد صاحب یہہ فرماتے ہین کہ جناب امیر المومنین سید الوصیین نے لکھنا پڑھنا مثل عوام الناس غیر خدا ورسول بطور اکتساب حاصل کیا ہے اور اڈیٹر ناظم الہند یا مولوی محسن علی صاحب دام مجدہ یہ

لکھتے ہین کہ نہین مذہب حقہ (یہہ لفظ حقہ صفت مذہب کی صحیح نہین) اثنا عشری کا یہ عقیدہ نہین ہے ائمہ علیہ السّلام (مکرر افسوس ہے کہ صاحب رسالہ نے مجتہد صاحب قبلہ جو صفحہ ۵ پر نقل فرماتی ہے وہ اس بحث اور مجتہد صاحب کے اس فرمانے کی [illegible] گنایہ نہین کرتے بلکہ تحریف و تصحیف فاش بعد مقابلہ ہر دو عبارت کے صاحب رسالہ کے ظاہر ہوئی ہے اسی پر اگر دیگر عبارات رد کردہ مولف کو قیاس کیا جاوے تو امر مستبعد نہوگا مگر نہین اونہون نے حاصل مطالب لکھنے مین برائے خود بالالتزام معنی کو بھی نفس کلام مجتہد انام قرار دیدیا ہے جسکے سبب سخت مغالطہ واقع ہوا ہے اب ہم متصل نزاع کو لکھتے ہین کہ جناب مجتہد الزمان نے علی ما نقلہ ملکہ قرأت و کتابت حضرت رسالت کو بعد بعثت من اللہ عطا ہونا اور جناب امیرؑ کے ملکہ کو ... بیان فرمایا ہے بدین الفاظ کہ ممکن ہے اکتساباً حاصل ہوا ہے اور ممکن ہے کہ من اللہ عطا ہوا ہو اور احتمال اول اظہر ہے الخ اور حضرات معترضین فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا اور ائمہ ہدیٰ شکم ہاے مادر سے پیدا ہوے اونکو علم لدنی قبل از بعثت کیا قبل از پیدایش حاصل تھا بدین اعتقاد ولہذا حضرت قبل از بعثت عاری تھے تو جاہل محض تھے وہو قبیح اغلط انتہی ملخصاً۔

خیال ناقص مین یہ طوالت نزاع لفظی کی سبب ہوگی جو استنباط معانی غیر مراد متکلم اخذ لئے گئے اسلئے کہ اصل اصول مابہ النزاع کے دو لفظ ہین ایک ملکہ قرأت و کتابت کا عطا ہونا بعد بعثت جس سے قبل بعثت جاہل ہونا معترضین نے مستخرج فرمالیا بدین خیال کہ اگر عالم نہین تھے تو لامحالہ جاہل ہونے چاہئین دوسرے لفظ اکتساب کی ہے جس سے متعلم ہونا جناب جناب امیرؑ کا مثل عوام الناس کے عامہ خلق اللہ سے سمجھ لیا گیا حالانکہ فریقین ماشاء اللہ متحد العقیدہ ہین مگر حل معانی الفاظ نہونے کے سبب قلم فرسائی ہو رہی ہے اور مختصر حل مطلب غالباً ضرور قابل قبول ہوگا کیونکہ یہہ مسلمہ معترضین ہے اور وہ یہ کہ ملکہ ایسی استعداد کا نام ہے جس پر بالقدر علیہ صادق آئے اور امر وجودی فی الاعیان ہی سے ملکہ متعلق ہوتا ہے (اسکو حضرات معترضین نے بھی پرچہ الحق جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۴ مین تسلیم فرمالیا ہے) اور مراد قرأت سے بنا بر عرف شرع تلاوت قرآن ہے (اسکو پرچہ مذکور صفحہ ۴ مین افادۃً استدلالاً تسلیم کرلیا ہے پس اب یہ امر ثابت ہونا چاہیے کہ قبل از بعثت کے کل یا جزو قرآن بالواسطہ یا بلا واسطہ

آنحضرت پر نازل ہوا اور آپنے شکم مادر مین یا بعد از ولادت وقبل از بعثت کبھی تلاوت فرمایا وعلی سبیل التنزل آپکو اوسکی قراءت کا بلالحاظ نزول یا غیر نزول کے قبل از بعثت ملکہ تھا یا کیا حالانکہ اسوقت تک باوصف اس طول طویل بحث کے کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہوا اور بجاے اثبات نزول وقراءت فرمانے کے یہ استحالہ عقلی بلکہ اعتقادی وہ بھی انفرادی بہت طول طویل ارشادات وافادات مین خوف دلاکر دکھلایا جاتا ہے کہ اگر عالم نہین تھے تو معاذ اللہ کیا جاہل تھے اور اسپر ذمہ دانی عبارتین عربی کے [illegible] ترجمہ انکا بھی فرمائی جاتی ہین مگر نفس دلیل وحجت جلیل یہ [illegible] ہیں یہ معاملہ ہے جو علم وجہل کو باہم مرتفع جان لیا حالانکہ یہ دو تو ہمتنع وہین جو جمع نہ ہو سکتے اور مرتفع ہوسکتے ہین دیکھو جسطرح قدرت وعجز جمع نہین ہوسکتی اور مرتفع ہوسکتی ہین کہ قدرت باری تعالی امکان ذاتیہ سے متعلق نہین ہوتی تو قادر مطلق کو نہ قادر علی ایجاد النظیر کہین گے نہ عاجز عن خلقہ کہین گے اسی طرح آنحضرت صلعم کو نہ عالم قراءت قبل نزول کہنا صحیح ہے کیونکہ حدوث قرآن معتقدات شیعہ سے ہے اور قبل حدوث علم معدوم کا غیر معقول ہے نہ جاہل قراءت کہین گے اسلئے کہ تعلق علم وجہل کا امر وجودی فی الاعیان سے مسلم معترضین ہوچکا ہے اور اگر از سر نو بحث ہے تو معنی علم الشی وجہل الشی قرار دین اور یہ بھی سنداً ارشاد کرین کہ شی معدوم کے نہ جاننے والے بھی جاہل کہین کے جس سے یہ استحالہ معترضین صادق آجاوے خداوند تعالی نے اپنے نبی کو لاتعلم فرمایا ہے تو بنابر فہم معنی معترضین لازم آیا کہ آنحضرت بعض قرآن جاہل تھے نعوذ باللہ یہ مغالطہ محض ہے من لا یعلم اور جاہل مین نسبت عموم خصوص مطلق کی ہے جاہل الشی اوسکو کہین گے جسکا اوسکو جاننا چاہیے اور وہ نہ جانے اور من لا یعلم عام ہے شی معدوم اور غیر ضروری العلم کے نہ جاننے والے کو اور نیز اوسکو بھی جاہل کہین گے کہ جسکا جاننا لازم ہے اور وہ اوسکو نہ جانتا ہو یہی سبب ہے کہ خدا تعالی نے لا تعلم فرمایا اور کہین جاہل نہین کہا فتمیزوا یا اصحاب النہی اور اکتساب کے معنی لغت مین حاصل کردن چیزے بسعی خود کے ہین اور قاموس اکتسب تصرف واجتہد لکھا ہے اس سے یہ نہین متوہم ہوتا کہ

اسکے معنے اکتساب باعانت غیر کے ہیں پس نزاع برخاست ہوگیا اسلئے کہ ممکن ہے کہ جناب امیر بقوت قدسیہ وحدس وحذاقت ملکیہ فن کتابت کو درایت فرماکر اپنی ذاتی مشق فرمانے سے حاصل فرمایا ہووے گر تو میخواہی کہ باشم خوشنویس مینویس ومینویس ومینویس آسمین لزوم حصول من عند الغیر کا نہین عائد ہوتا ہے گر قبول افتد فمرحبا بالوفاق ورنہ بجواب استدلال بالقرآن کے آپکے اخبار مستدلہ سے طمانیت حاصل نہین ہوسکتی نہ قول کسی عالم متبحر وجید کا مقابلہ نص قرآن کی بچینی کو دفع کرسکتا ہے کہ حدیث مین آیا ہے فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف لکتاب اللہ فذروہ اور جو ضمیمہ مین متعلق پارلیمنٹ ایران کے فتاوے مجتہدین عراق دام ظلالہم نقل کی ہین مقصود اوسکا محسوس نہیں ہوا آیا اسوجہ سے دکھلائے گئے ہین کہ مخالفت پارلیمنٹ کو علما نے الہین موصوفین نے بمنزلہ محاربت امام العصر والزمان کی اور بمنزلہ اعانت یزید پلید کی رقم فرمایا ہے جو منزلت پارلیمنٹ بمنزل امام زمان کے اور بمنزلہ امام حسینؑ کے سمجھ لیجاوے اور جبکہ ادنےٰ ادنے امت اپنے عمل مین ہم شل سیرت ائمہ ظاہر کئے گئے تو آپکی یہ طمطراق فضائل خاصہ اور نورانیت مختصہ حضرات ائمہ کی کہان ثابت ہوگی اوسمین تو دلیل خلاف مدعا ثابت ہوگئی اور اگر اس نقل فتاوے سے یہ مقصود ہے کہ خط مولینا علامہ کنتوری مخالف فتاوے مذکورہ کے ہے سو یہ بحیز اسلئے کہ مفاد ہر دو واحد متحد ہے اور وہ تحفظ نفوس واموال مومنین ہے خواہ دفاع سے حاصل ہو یا سکوت وصموت سے اب یہ اختلاف کہ تحفظ دفاع ہوگا یا سکوت سے سو یہ امور جزئیہ سے ہے جو محض آراء اصحاب تجربہ پر موقوف ہے اور اختلاف رائے فی الامور الجزئیات جرم شرعی عائد نہین ہوتی اسمین خطا وصواب سلف سے واقع ہوتا آیا ہے کوئی مجتہد اپنی رائے زنی امور متعلقہ اصلاح سے عاصی اور منحرف نہین کہا جاسکتا ہے عام اس سے کہ علماء عراق ہون یا مجتہدین لکھنؤ ہون۔

والسلام وہو خیر ختام۔ خادم الشریعت سید شریعت حسن امروہوی

اصلاح۔ خدا علیم ہے کہ مجھے ان نزاعات خانہ جنگی سے سخت نفرت ہے نہایت شدید ضرورت سے ایک دفعہ ۱۳۳ میں کچھ لکھا تھا جسپر الحق نے تاحق دو تین نمبرون میں کچھ

تعرض بھی کیا۔ کیونکہ یہ لوگ ابتدا سے اپنی علحدگی اس مسئلہ سے ظاہر کرتے تھے۔ مگر یہ معلوم کیا باعث ہوا کہ اسطرح صریح مخالف بن گئے۔ لیکن ہمنے انکے جواب باوصف اصرار مومنین عمداً سکوت کیا کہ کسیطرح یہ قصہ فرو ہو۔ مگر خدا النفسانیت سے پناہ دے کہ کیجاب عام طور سے دین جدید کا مرکز ہی پھر کیون وہان نہ ایسی حدت ہو

کاش مخالفین جناب ناصر الملۃ والدین دام ظلہ ایک آیت یا ایک حدیث ایسی لاتے جو اونکے مدعا کے موافق ہوتی۔ یا دو تین عالم کا قول ہی لاتے جس سے معلوم ہوتا کہ وہ لوگ قبل اظہار نبوت ملکہ قرات وکتابت کے مدعی ہین تو اس نزاع کو طول ہوتا مگر فریق ثانی نے نہ آجتک کوئی آیت پیش کی نہ حدیث نہ قول کسی عالم کا علماے شیعہ سے پھر ناحق تضییع اوقات سے کیا فائدہ۔

کشف الحجاب بصورت رسالہ نکلا تھا جسکا فرض تہا کہ فریقین کی تحریرین جسقدر اس مادہ مین شایع ہوئی ہین اون سبکو بلفظہ شایع کرتا تاکہ ناظرین کو فیصلہ کا موقع ملے۔ مگر ایسا نہین کیا گیا بلکہ ممتاز الافاضل کے وہی اقوال منتخب کئے جنپر اونکو اعتراض کرنیکا ارادہ تھا۔ حالانکہ جو تحریرین منجانب ممتاز الافاضل اخبار اثنا عشری مین شایع ہوئی ہین اونمین آخر مین علماے شیعہ کا اجماع بھی اسپر دکہایا گیا ہے کہ حضرت قبل اظہار رسالت کتابت نہین فرماتے تھے مگر یہ معلوم اوس حصہ کو بالکل نسیاً منسیاً کیون کردیا حالانکہ انکا فرض تہا کہ بمقابلہ اجماع علماے شیعہ کم سے کم دو عالم کا قول بھی ایسا ضرور رکھتے کہ وہ اسکے قائل ہون کہ حضرت قبل اظہار رسالت کتابت فرماتے تھے جس سے یہ مسئلہ اختلافی قرار پاتا۔

مگر افسوس ان لوگونکو ایک آیت ایک حدیث ایک قول ہی کسی عالم کا ایسا نہین ملا جس سے اثبات کتابت قبل اظہار رسالت ثابت ہوسکے اسکے ساتھ بہی یہ مخالفت یہ معاندت عجائب روزگار سے ہے۔ والسّلام علی من اتبع الہدیٰ۔ اڈیٹر

تکذیب الکذاب۔ اڈیٹر اہلحدیث کو جو خصومت مسلمانون سے ہے اوس سے کون نہین واقف ہے ندوۃ العلما نے حال مین جو بمقام دہلی نہایت شان وشوکت سے

اجلاس کیا اوسکا اڈیٹر صاحب پر خاص طور سے پڑا اور خوب دل کہول کر اسکو برا بہلا کہا محمڈن کانفرنس علیگڈہ پر بھی منہ آگئے جسمین لکہتے ہین امرتسر کے اجلاس کانفرنس مین ایک رزولیوشن پیش کیا تہا۔ اسکو سب نے منظور کیا اور پاس کردیا مگر نہ تو اڈیٹر الہمشیر نے اسکا ذکر کیا نہ کانفرنس کی روئداد مین اسکو جگہہ ملی۔ اسکے جواب مین آفتاب احمد خان صاحب سکرٹری کانفرنس لکہتے ہین جس کی نظر سے مذکورہ بالا تحریر گذری ہوگی اوسنے عہدہ داران کانفرنس پر کیا رائے قائم کی ہوگی۔ میرے علم مین مولانا موصوف کا کوئی رزولیوشن دفتر کانفرنس مین آخر وقت تک نہین پہنچا اور نہ میرے علم مین مولانا کا کوئی رزولیوشن اجلاس کانفرنس مین پیش ہوا۔ احتیاطاً مینے اخبار وکیل کے اون پرچون کو بھی بغور دیکھا جس مین امرتسر کی کانفرنس کی مفصل کارروائی طبع ہوئی ہے اوسمین بھی مولینا موصوف کے کسی رزولیوشن کا پتہ نہین چلتا۔۔۔ غالباً مولانا اچھی طرح سمجھتے ہونگے کہ کسی بیگناہ پر الزام لگانا اور وہ بھی بیباک طور پر اور اخبار کے ذریعہ سے حق العباد کو نہایت معیوب طور پر نظر انداز کرنا ہے"

(اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۹)

اب نہین معلوم آیہ کریمہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق کون ہوگا کیونکہ جناب آفتاب احمد خانصاحب کی تقریر تو مع گواہ دینہ ہے جسکے نسبت خود اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکہتے ہین "تعجب ہے آپنے صدر جلسہ سے تو دریافت نہ کیا شیخ عبد اللہ صاحب بھی نہ پوچھا اخبار اہلحدیث مین نہ دیکھا۔ دیکھا تو وکیل مین دیکھا جسنے شاید اپنے مذاق کے مطابق اس کو نہ پاکر نہ درج کیا ہو یا بوجہ عدم حاضری کے اسکو علم نہ ہوا ہو"

سچ کہا ہے سب جھوٹے مرگئے انکو بخار بھی نہ آیا۔ سکرٹری کو تو علم نہو جو جلسہ اور دفتر کی کارروائی کا ذمہ وار ہوتا ہے اور علم ہو تو صدر انجمن کو نہایت عجب ہے۔ شیخ عبد اللہ صاحب کی گواہی تو اب جواب پر پچاس گواہون سمیت ہو چکی کیا پھر وہی گواہی پیش کرنا چاہتے ہین۔ یہ فرمائش بھی نہایت لطیف ہے کہ اخبار اہلحدیث مین دیکھا جا لانکہ یا طلب ایجہ مدعی گوید ہمیشہ کا مسلمہ اصول ہے۔ اڈیٹر صاحب نے کیا ہر شخص فرقہ مظلومہ شیعہ کا مماثل سمجھا ہے کہ آپکے ظلمو نکو سہ لینگے۔ یہ محمڈن کانفرنس کے سکرٹری ہین جنہونے آپکی کذابیت کو تمام عالم پر آفتابی کر دیا۔ آپہ معلومہ کو یاد کرکے آیندہ سے بھی چتا

کلمۃ الانصاف فی آیۃ الاستخلاف

گذشتہ سے پیوستہ

اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہیں "آگے چلئے (عبارت اصلاح)

آگے چلکر یہ بھی بتانا ہوگا کہ ان کے قبل جو بنی اسرائیل مین خلیفہ ہوے وہ بنص خدا و رسول ہوئے تھے؟ یا باجماع امت اگر بنص ہوئے تو تمثیل غلط ہوئی اور اگر باجماع ہوئے تو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا چاہیئے کہ خلفاے بنی اسرائیل بھی باجماع ہوے حالانکہ قرآن پکار کر کہہ رہا ہے کہ بنی اسرائیل مین خلفا بنص ہوے واذقال موسی لاخیہ ھارون اخلفنی یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض (یعنی موسیٰ نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ تم ہمارے خلیفہ ہو خدا نے کہا اے داؤد ہم نے تمکو خلیفہ بنایا زمین مین۔ تو پھر اسکے خلاف امت محمدیہ مین خلیفہ باجماع کیونکر ہوسکتا ہے اور کما استخلف الذین من قبلھم کہان صادق آسکتا ہے حالانکہ خود آپ لکھ رہے ہین انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا۔ جس سے معلوم ہوا کہ محمد صلعم بھی ویسے ہی رسول تھے جیسے کہ حضرت موسیٰ۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ کا خلیفہ تو بنص موسی ہو اور رسول اللہ صلعم کا خلیفہ باجماع" (ایضاً ص۱)

جواب اہلحدیث اس بات کا اظہار تو ایک دیرینہ ہو کہ علماء شیعہ کو عموماً اور اڈیٹر صاحب اصلاح کو خصوصاً قرآن دانی مین خاص ملکہ ہے کیونکہ ان کے بزرگ اجداد نے قرآن مجید سے عجیب عجیب نکتے نکالے ہین جو مین نے سلسلہ مضامین "شیعہ تفسیر" مین نمونے کے طور پر دکھائے تھے اور آیندہ بھی دکھاؤنگا انشاء اللہ۔ اے کاش آپکو معلوم ہوتا کہ ان آیات مین جن معنی سے خلافت کا ذکر ہے ان معنی سے نص ہی کی ضرورت ہے حضرت ہارون حضرت موسیٰؑ کی زندگی مین خلیفہ ہوئے ہین جبتک اعلیٰ افسر کسی کو نامزد (انچارج) نہ کرے وہ قائم مقام کیونکر ہو ایسا ہی حضرت داؤد کی خلافت بمعنے نبوت ہے اس کے لئے جبتک نص نہو یہ منصب کیونکر ملے۔

الجواب شکر خدا کہ کسی طرح ہو آپنے اسکا اقرار کیا کہ علماے شیعہ کو عموماً اور اڈیٹر صاحب

اصلاح کو خصوصاً قرآن دانی مین ملکہ ہے، جو مصداق کلمۃ حق ارید بہا الباطل ہے۔ اور ہم احادیث سے ثابت کر چکے ہین کہ اہلسنت کو عموماً اور اہلحدیث کو خصوصاً قرآن سے بیرہے کیونکہ حضرت رسول نے تصریح صریح فرمایا ہے یہ کلاب النار ہین جنکی حلق کے نیچے قرآن نہین اوترتا یعنے اوسکے مطلب و مفہوم کو نہین سمجھ سکتے۔

اڈیٹر صاحب شیعون کے قرآن دانی کی یہ دلیل دیتے ہین " کیونکہ انکے بزرگ اجداد نے قرآن مجید سے عجیب عجیب نکتے نکالے ہین جو مینے سلسلہ مضامین شیعہ تفسیر مین نمونہ کے طور پر دکھائے تھے،، جو کیسی سچی اور صاف دلیل ہے کیونکہ آپنے اسکا بھی اقرار کیا وہ ہمارے اجداد عظام آئمہ سے تھے عہ اولئك ابائی فجئنی بمثلھم + اذا جمعت بك یا جریر المجامع۔

پھر نہین معلوم وہ شخص کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے جو ان حضرات کی تفسیر پر اعتراض کرے کیونکہ قرآن تو اونہین کے جد امجد پر نازل ہوا آپکو قرآن سے کیا واسطہ۔ سلسلہ مضمون تفسیر اہل التطہیر مین آپکے کلام کی حقیقت دکہا چکا ہون اور اگر حیات مستعار باقی ہے تو پہر آپکی سرکوبی کو طیار رہون۔

قرآن تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے وفی ذلك آیات لقوم یتفکرون مگر آپکو نکات قرآنی سے انکار ہے قرآن تو صاف صاف کہہ رہا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اور آپکو اوس سے انکار ہے۔

ہان یہ جملہ نرالا ہے " کاش آپکو معلوم ہوتا کہ ان آیات مین جن معنی سے خلافت کا ذکر ہے اون معنی سے نص ہی کی ضرورت ہے "

کیونکہ یہی تو میرا دعوی ہے اور یہی مطلب کہ خلافت مین نص ہونا ضروری ہے جسکا آپ بھی اقرار کر رہے ہین کہ ان آیات مین جن معنی سے خلافت کا ذکر ہے اون معنی سی نص ہی کی ضرورت ہے "پہر جب نص کی ضرورت ہے تو آپ خلافت ابوبکر پر کونسا نص لا سکتے ہین۔ کیا خلافت کے معنی کو بدلئے گا یا قرآن مین تحریف کرکے ابوبکر کی خلافت کو کہین گہسائیگا۔ حالانکہ خود آپ لکھ رہے ہین " اسکی بابت اہلسنت کا مذہب ہے کہ ایسے خلیفہ کا منصوص بالشخصیت ہونا ضروری نہین ہے " تو جب یہی آپکا مذہب ہے تو

پھر ابوبکر کی خلافت کو قرآن سے کیونکر ثابت کر سکتے ہین۔ اور وہ آیہ استخلاف مین کیونکر مراد ہو سکتی ہین۔ اسلئے کہ آیات قرآنی کے متعلق تو آپ اقرار کر چکے ہین" ان آیات مین جن معنی سے خلافت کا ذکر ہے اون معنی سے نص ہی کی ضرورت ہے"۔

پھر یہ عقدہ کیونکر حل ہو سکتا ہو کہ آیات مین جو خلافت کا ذکر ہے تو اونمین نص کی ضرورت ہے" اور مذہب اہلسنت یہ ہے کہ" ایسے خلیفہ کا منصوص بالتشخیص ہونا ضروری نہین ہے"۔ جسپر کم سے کم آپکو ایک آیت ایسی لانا چاہیئے کہ امم سابقہ مین نص خلیفہ کی ضرورت تھی اور اس خاتم الادیان مین اوسکی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ قرآن تو ہمکو یہی بتا رہا ہے کہ زمانہ سابق مین خلیفہ منصوص ہوتا تھا اور اس آیہ مین اوسی کی تمثیل دیرہا ہے کما استخلف الذین من قبلھم کہ جیسا پہلے لوگون کو خلیفہ کیا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے امم سابقہ مین ضرورت نص ہو اور اس امت مین نہو۔ پھر تمثیل کیسے صحیح رہ سکتی ہے اور کیسے قرآن کا دعوی سچ مانا جا سکتا ہے تلك قسمۃ ضیزی افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔

آپ لکھتے ہین" حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی زندگی مین خلیفہ ہوے ہین جبتک افسر اعلی کسی کو نامزد (انجارج) نہ کرے وہ قائم مقام کیونکر ہو سکتا ہے"۔

اے جزاک اللہ خیرا ہداک اللہ الی صراط مستقیم۔ پھر غور کرو کہ جبتک افسر اعلی کسی کو نامزد انجارج نہ کرے تو وہ قائم مقام کیونکر ہو سکتا ہے"۔ تمہارا ہی مقولہ ہے تو پھر ابوبکر کیونکر خلیفہ بن گئے۔ کیا رسول اللہ ؐ نے اونکو نامزد کیا تہا۔ انجارج کیا تھا۔ اگر کہو کیا تھا تو پھر یہ قول تمہارا غلط ہوتا ہے" اہلسنت کا مذہب ہے کہ ایسے خلیفہ کا منصوص بالتشخیص ضروری نہین"۔ اور اگر کہو کہ نامزد نہین کیا تھا تو پھر اون کی خلافت کا دعوے قرآن کے خلاف ہوا یا نہین۔

آپ کہتے ہین کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی زندگی مین خلیفہ ہوے" بہت صحیح ہے تو جناب امیرؑ بھی تو حضرت کی زندگی ہی مین خلیفہ ہوے۔ بلکہ اوسی روز جس روز حضرتؐ رسول خدا مقرر ہوے اوسی روز جناب امیرؑ خلیفہ رسول

اللہ بھی مقرر ہوے جسکا ثبوت پہلے ہی تحریر مین مذکور ہوچکا اور آیندہ بھی لکھا جائے گا۔

افسوس کہ ذرہ برابر بھی آپکو خشیۃ اللہ ہوتا تو آپ سمجھتے کہ اس آیہ استخلاف نے اس طرح مذہب اہل سنت والجماعت کو خاک مین ملایا ہے کہ اہل عقل تو پھر ایک منٹ کے لئے بھی نہین قبول کر سکتے کہ اس مذہب مین کچھ بھی بوے حقیقت ہے کیونکہ خداوند عالم بصراحت تمام فرمارہا ہے ہم مومنین وصالحین کو اوسی طرح خلیفہ بنا ئینگے جس طرح انکے پہلے لوگون کو خلیفہ بنایا۔ تو اگر خلافت سے مراد خلافت اصطلاحی ہے کہ نبی کی خلافت تو ضرور ہے کہ جس طرح پہلے لوگ خلیفہ ہوئے اوسی طرح اس امت مین بھی خلیفہ ہون جنکی نسبت آپنے بھی قبول کیا" ان آیات مین جن معنی سے خلافت کا ذکر ہے اون معنی سے نص ہی کی ضرورت ہے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کی زندگی مین خلیفہ ہوے ہین جبتک افسر اعلی کسی کو نامزد (الخ) نہ کرے وہ قائم مقام کیونکر ہو"

پس اب دیکھئے کہ اس آیہ نے آپکے مذہب کا خاتمہ کیا یا نہین کیونکہ افسر اعلی بجز رسولؐ کون تھا؟ اور خلیفہ آپکا بنص رسولؐ بجز جناب امیرؑ کون تھا؟ جس کی نسبت اتفاقی حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ موجود ہے۔ کہ ایک اندہے کو بھی اس مین شک نہین ہو سکتا کہ جسطرح حضرت ہارونؑ خلیفہ حضرت موسیٰؑ تھے۔ اوسی طرح جناب امیرؑ خلیفہ رسول اللہؐ تھے۔

یہی وجہ ہے کہ تمامی اہل حدیث کے مسلمہ لیڈر مولوی محمد اسمٰعیل جنکو شہید کہتے ہین اپنی کتاب منصب امامت مین فرماتے ہین کہ درمیان او و درمیان نبی ہیچ فرقے نیست الا بمنصب نبوت چنانچہ در حق حضرت علیؑ رض فرمودہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی۔

جس سی معلوم ہوا کہ درمیان رسولخدا اور حضرت علیؑ کوئی فرق ہی نہ تھا بجز نبوت کے پھر بتائیے خلافت ابوبکر کا کیا حشر ہوا اور آیہ استخلاف نے کیا فیصلہ دیا۔ (باقی آیندہ)

اتحاد خلیفہ دوم نے کی تھی اوسکا سبب بڑھکر عیاں ہے جو اوٹھانا پڑا تو اسی خلافت کو کہ جسطرح خلیفہ کا تقرر ایک ناجائز اجماع سے ہوا تھا۔ اوسی طرح اجماعی خلیفہ بھی خود اجماع کے ذریعہ سے قتل ہوا تاریخ کامل میں ہے دفی ھذہ السنۃ تکاتب نفر من اصحاب رسول اللہ وغیرھم بعضھم الی بعض ان اقدموا فان الجھاد عندنا وعظم الناس علی عثمان ونالوا منہ ولیس احد من الصحابۃ ینھی ولا یذب الا نفر منھم زید بن ثابت وابو اسید الساعدی وکعب بن مالک وحسان بن ثابت ص۲۸ جلد ۳

یعنی ۳۴ھ میں صحابہ وغیرہ نے باہم خطوط لکھے کہ مدینہ میں چلے آؤ یہیں جہاد ہے اور سب نے عثمان پر چڑہائی کی اور گالیاں دیں اونکو صحابہ سے کوئی ایسا نہ تھا جو ان باتوں سے منع کرتا یا روکتا مگر چار آدمی زید بن ثابت۔ ابو اسید ساعدی۔ کعب بن مالک حسان بن مالک "

یہ سب قبیلہ انصار سے تھے اور متوسلین خلیفہ سے جس سے کوئی اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ جتنے اکابر صحابہ تھے مہاجرین وانصار سے وہ سب اجماع کر چکے تھے۔

جناب امیرؑ کو اس مرحلہ میں سخت دقتیں پیش آئیں اور بہت کچھ فریقین کو سمجھایا مگر حضرت کی پہلے کب سنی گئی تھی جو اب سنی جاتی کیونکہ جن لوگوں نے بعد وفات رسول اجماع کو ذریعہ عہد شکنی رسول قرار دیا تھا وہی لوگ تو اجماع سے خلیفہ کو قتل کر کے خلیفہ بننا چاہتے ہیں خود کردہ را چہ علاج۔

اس مقام چند فقرے جناب امیرؑ کے قابل سماعت ہیں فقال علی انی قد کلمتک مرۃ بعد اخری فکل ذلک نخرج ونقول ثم ترجع عنہ وھذا من فعل مروان وابن عامر ومعاویہ وعبد اللہ بن سعد فانک اطعتھم وعصیتنی قال عثمان فانی اعصیتھم واطلیلک فامر الناس ص۳۳ کامل جلد ۳

یعنی جناب امیرؑ نے کہا کہ ہم ہر دفعہ تیرے پاس سے جاتے ہیں اور کہتے ہیں پھر تم اپنے قول وقرار سے پھر جاتے ہو۔ یہ سب شرارت مروان کی ہے۔ اور معویہ۔ عبد اللہ بن سعد ابن عامر کی۔ کہ انکا کہنا کرتے ہو اور ہماری بات نہیں سنتے عثمان نے کہا اب ہم آپکا کہنا

مانیگے اور انلوگون کا کہنا نہ مانیئگے جائے لوگونکو ہٹا دیجیے۔

حضرت گئے اور سب کو سمجھا بوجھا کر علیحدہ کیا فمکث عثمان ذلک الیوم وجاءہ مروان بکرۃ الغد فقال لہ تکلم فلما خطب الناس قال لہ عمرو بن العاص اتق اللہ یا عثمان فانک قد کبت امورا ورکبنا ھا معک فتب الی اللہ۔

یعنی جب عثمان نے خطبہ دیا تو عمرو عاص نے کہا اے عثمان بہت سے فسادات تمنے کئے اور ہمنے بھی ایسا ہی کیا اب خدا کی طرف توبہ کرو۔

دیکھیے کہاں توجناب امیرؑ نے اصلاح کرکے عثمان کو راضی کیا تہا اودہر مروان نے اکر بہکایا۔ ادہر عمرو عاص نے عین خطبہ مین ٹوکا جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہہ مجمع مین کیسا اشتعال پیدا ہوا ہوگا۔

اسکے بعد پھر جناب امیرؑ آئے اور سمجھایا اور ہر طرح کی نصیحت کرکے تشریف لے گئے فلما خرج علی دخلت علیہ امرأتہ نائلۃ ابنۃ الفرافصۃ فقالت قد سمعت قول علی لک ولیس یعاودک وقد اطعت مروان یقودک حیث شاء قال فما اصنع قالت تتق اللہ وتتبع سنۃ صاحبیک فانک متی اطعت مروان قتلک ومروان لیس لہ عند الناس قدر ولا ھیبۃ ولا محبۃ وانما ترکک الناس لمکانہ ۔۔۔

اوسکے بعد عثمان کی زوجہ نائلہ بنت فرافصہ آئی اور اوسنے کہا کہ حضرت علیؑ کا کلام مینے سنا اب وہ تیرے پاس کبھی نہ آئینگے۔ کیونکہ تو مروان کی اطاعت کرتا ہے جو جہا چاہتا ہے لیجاتا ہے۔ عثمان نے کہا پھر کیا کرین۔ نائلہ نے کہا خدا سے خوف کر اور اپنے دونون ساتھیون کی (عمر و ابوبکر) پیروی کر۔ کیونکہ اگر مروان کا کہنا مانیگا تو وہ ضرور تجھے قتل کرائیگا کیونکہ مروان کو نہ قدر ومنزلت ہے نہ ہیبت نہ محبت اسیوجہ سے لوگ تیرے خلاف ہوے ہین کہ تو مروان کی اطاعت کرتا ہے۔

ہمنے یہان زوجہ عثمان کا کلام اسلئے نقل کیا ہے کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے زوجہ سے بڑہکر شوہر کا خیرخواہ کون ہوسکتا ہے۔ کسطرح وہ سمجھا رہی ہے کہ مروان کی متابعت اب بھی ترک کرو کہ ضرور قتل کرائیگا۔

مگر مروان کا جادو عثمان پر ایسا نہین چلا تھا کہ کسیطرح اوسمین کمی ہوتی وہی سب باتین شرارت کی ہوتی رہین آخر نتیجہ یہ ہوا کتب جمع من الصحابۃ وغیرھوا الی من بالآفاق منہم ان اردتم الجھاد فھلموا الیہ فات دین محمدؐ قد افسدہ خلیفتکم فاقیموہ صـ۶۵

یعنی جو صحابہ مدینہ مین تھے اونھون نے باہر والے صحابہ کو لکھا کہ اگر تملوگ جہاد چاہتے ہو تو جلد چلے آو دین محمدؐ کو خلیفہ نے ہمارے فاسد کر دیا آکر درست کرو۔

اس اجماع کا نتیجہ سبکو معلوم ہے کہ عثمان مارے گئے اور بے غسل وکفن بلکہ بلا نماز حس کوکب مین دفن کئے گئے جو یہودیون کا اکھانا تھا۔

ان واقعات سے اب یقینی طور پر نتیجہ نکال سکتے ہین کہ یہ سب نتیجہ ہے اوسی مخالفت نص رسول کا کہ جب حضرت کا معاہدہ اول روز اسلام کا توڑا گیا اور خلافت بہ اختیار خود قائم ہوئی تو اوسی اجماع سے خلیفہ واجب القتل بھی قرار پایا۔ پھر ایک اجماع کو سراہنا دوسرے کو برا کہنا کونسی دانشمندی ہو سکتی ہے۔

خلافت جناب امیرؑ اگرچہ جو اصول خلافت قائم کیا گیا تھا اوس سے محال تھا کہ خلافت جناب امیرؑ تک آسکے کیونکہ جو کارروائی ہو رہی ہے سازش سے۔ جو تدبیرے حیلہ کی نہ نص رسول مانا جاتا ہے نہ اجماع اصول انتخاب پر ہو رہا ہے کیونکہ نص کا حال تو دیکھ چکے ہین کہ حضرت نے جس روز بنیاد اسلام قائم کی اوسی روز نص کیا انتخاب کو بھی

آپ پہلے دیکھ چکے ہین کہ مسلمانون کو جب کبھی انتخاب کا موقع دیا گیا ہے تو اونھون بھی اوسی شخص کو منتخب کیا جس سے رسول اللہؐ نے اول روز اشاعت اسلام مین خلافت کا معاہدہ کیا تھا۔ کیونکہ انتخابی کارروائی دو ہی دفعہ ہوئی پہلے خلافت ابوبکر مین جسمین انصار نے صاف کہہ دیا لانبایع الا علیاً تاریخ کامل صـ۱۲۳ جلد۲

دوسری خلافت عثمان مین مسلمانون کو کچھ موقع دیا گیا وہ اپنی راے دین سب نے بالاتفاق یہی راے دی کہ حضرت علیؑ خلیفہ مقرر ہون۔ جسکو خود عبدالرحمان بن

عوف بیان کرتے ہین۔ ایہا الناس انی سالتکو سرا وجہرا عن امامکو فلو اجد کم تعدلون باحد ھذین الرجلین اما علی واما عثمان تاریخ خمیس جلد ۲ ص۱۳۳
کہ ایہا الناس ہمنے تملوگون سے ظاہر و پوشیدہ دریافت کیا کہ کسکو امام مقرر کرین۔ تو تم علی اور عثمان کے سوا کسیکو نہین پسند کرتے جس سے یہ تو یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت علی پر سبکا اتفاق ہے۔

عبدالرحمان بن عوف نے اتفاق رائے مین دو آدمی کا نام لیا ایک عثمان دوسرے حضرت علی علیہ السلام۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون لوگ تھے جنھون نے حضرت علیؑ کو منتخب کیا اور وہ کون تھے جنھون نے عثمان کو پسند کیا۔ تاریخ کامل مین ہے جلد ۳

فقال عمار ان اردت ان لا یختلف المسلمون فبایع علیا فقال المقداد بن الاسود صدق عمار ان بایعت علیا قلنا سمعنا واطعنا وقال بن ابی سرح ان لا یختلف قریش فبایع عثمان فقال عبداللہ بن ربیعہ صدقت ان بایعت عثمان قلنا سمعنا واطعنا فتبسم ابن ابی سرح فقال عمار متی کنت تنصح المسلمین فتکلم بنوھاشم وبنی امیہ فقال عمار ایہا الناس ان اللہ اکرمنا بنبیہ واعزنا بدینہ فانی تصرفون ھذا الامر عن اھل بیت نبیکم ص۲۷

یعنی جب عبدالرحمان نے کہا کہ مشورہ دو۔ تو عمار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ مسلمانون مین کسی طرح کا اختلاف نہو تو علیؑ کی بیعت کرو۔ مقداد نے کہا سچ کہا عمار نے اگر علیؑ کی بیعت کروگے تو ہم سب مطیع و منقاد رہینگے۔ اسپر ابن ابی سرح (برادر مادری یا رضاعی عثمان) نے کہا۔ اگر چاہتے ہو کہ قریش مین اختلاف نہ ہو تو عثمان کی بیعت کرو عبداللہ بن ربیعہ نے اسکی تائید کی جسپر ابن ابی سرح نے تبسم کیا۔ تو عمار نے کہا تو کس زمانہ مین مسلمانون کا خیرخواہ تھا۔ اس تقریر سے بنی ہاشم و بنی امیہ مین گفتگو ہونے لگی کہانتک تملوگ اس امر خلافت کو خاندان رسالت سے پہراتے رہوگے۔

اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ مسلمانون کی عام رائے جناب امیرؑ کی طرف تھی۔ اور صرف قریش کی رائے عثمان کی طرف۔ جس سے ہر شخص بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ

بنگال اور اودھ کو عموماً بہار و پنجاب کو خصوصیت کے ساتھ معلوم ہو گیا ہی
کہ عرق کھونی اور ملح ثلاثین - دونون دوائین امراض معدہ یا شرکی معدہ کیلئے تمام
اشتہاری دواؤن سے بالکل الگ اثر رکھتی ہین اور اپنے سریع التاثیر اور تمام نفع کے باعث
از حد عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہین صرف انہین دواؤن نے مقبولیت حاصل کرکے کارخانے
کی اور کارندون کی بھی سچائی اور دیانت و خوش معاملگی پوری طرح ثابت کر دی - انہین
دواؤن کی وجہ سے لوگون کو ہمت ہوئی اور مختلف امراض کی دوائین طلب کرین - اور
کامیاب ہوے - اسکے علاوہ کیسے کیسے معززین اور علماء دین اور شہزادگان او رتعلقہ داران
یا اڈیٹران اخبارات و رسائل نے بے وجہ اسناد نہین عنایت فرمائی ہین - قیمت
عرق کھونی فی بوتل عہ فی شیشی ۳ ملح ثلثین فی شیشی عہ

عرق مرکب - تپ و لرزہ - ورم جگر خصوصاً طحال کے واسطے بے مثل ہے - قیمت فی بوتل عہ فی شیشی ۳

مدمل القروح - جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً جس مین قرحہ پڑ گیا ہو خصوصاً لاثانی ہی قیمت فی شیشی ۲

سرمہ زرد - تمام امراض چشم کے لئے گویا کیمیا - قیمت فی شیشی مع سلائی عہ

معجون لبوب - مقوی اعضاء رئیسہ جو چند دنون ۲ ماشہ کھانے سے کل اعضا مین قوت بڑھاتی ہی
قیمت فی تولہ ۲ر - ۱۰ تولہ ۶

المشتہر

منیجر کارخانہ حکیم ایس - ایم سجاد پٹنہ سٹی ٹیلیگرافک پٹنہ

تیرہوین رجب

الحمد للہ کہ وہ روز مبارک آگیا جسکا عرصہ سے شیعونکو انتظار رہتا کہ جشن عید میلاد میلاد مبارک جناب اس تاریخ کو انجام دین۔ اس تاریخ مبارک کی خصوصیات سے ہے کہ دفتر اصلاح سے مومنین کو کچھ رعایت ملتی ہے لہذا یکم رجب سے ۱۳ رجب تک موجودہ کتب دفتر اصلاح نصف قیمت پر ملیگی۔ مومنین شوق سے طلب فرمائین اصلی قیمت ہر کتاب کی حسب تفصیل ذیل ہے۔

مناظرہ امجدیہ حصہ اول ۱۲ / حصہ دوم ۶	
جواب شر ر	عہ
کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم	عہ
دفع الوثوق عن نکاح الفاروق	۱۰ /
رسالہ وضو	۸ /
رسالہ کلوخ	۳ /
مقدمہ شرح نہج البلاغہ	۱۲ /
تصحیح تاریخ	۱۲ /
تاریخ الاذان حصہ اول	۶ /
عقل و تہذیب اہلحدیث	۸ /
ارسال الیدین	۸ /

اصلاح جلد ۷ / جلد ۸ / جلد ۹ / جلد ۱۱ / علاوہ محصول ڈاک۔

یہ رعایت صرف ۱۳ رجب المرجب تک ہے پھر وہی اصلی قیمت

الشمس جلد پنجم کے

سو نمبر یکجائی شائع ہو چکے ہر نمبر بجائے خود علحدہ کتاب ہے ۔۔۔ الشارق ہے جسمین صرف تحریف قرآن کی بحث ہے ۔۔۔ کا نام کشف الظلمات عن الایات البینات ہے جسمین آیات بینات حصہ فدک کا مسلسل جواب ہے۔ اور اسکے ساتھ مولوی شبلی صاحب کے الفاروق کا بھی جواب ہے۔

۳ رد الملاحدہ بہ ابطال الخلافۃ الراشدہ ہے جس مین قادیانی سلسلہ کا جواب محققانہ دیا جاتا ہے۔ اسکا مسلسل اجرا قوم کی توجہ پر موقوف جواب انشاء اللہ باقاعدہ جاری رہے گا۔

تنقید بخاری حصہ دوم

بھی طیار ہو چکا جو صفحہ ۳۲۰ پر تمام ہے قیمت عہ جو لوگ صفحہ ۱۹۱ لغایت ۳۲۰ کے خواہان ہون اون سے صرف ۸ / لیا جائیگا اگر آپنے جلد نہ طلب کیا تو پھر مشکل ہوگا۔ اس رعایت سے فائدہ اوٹھانا آپکا کام ہے ہم اپنا حق ادا کر چکے۔

(۱) اعلان ضروری۔ اصلاح بابت ماہ رجب [illegible]

المشتہر

علی حیدر دفتر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن

مطبع ... حسن پرنٹنگ

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

باہتمام جناب مولانا محمد علی صاحب

بانی و مالک مولانا سید علی اظہر صاحب

نمبر ۷	بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ	جلد ۱۳

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

عید میلاد امیر المومنین مبارکباد

دنیا مین کون قوم ہے جو ایسی مبارک تقریبون مین اپنے دوستونکو تحفہ نہ دیتی ہو؟ ہماری معزز قوم ہمکو یہ تحفہ دیرہی ہے کہ **اصلاح ملے** کا وہ پرچہ خاص خاص احباب کے نام بغرض وصول بھیجا گیا تھا واپس **کر رہے مین !!!**
جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کیا گذرتی ہوگی کہ پانچ پیسہ لیکر وہ واپس کرتے ہین۔ واہ رے اخوت ایمانی۔ واہ رے اسلامی ہمدردی۔

ہان چونکہ اصلاح ہمیشہ قوم کی رہنمائی کی اور اصلاح ہی سب سے پہلا پرچہ ہے جو اس معزز قوم مین جاری ہوا اور جبتک صدہا مصائب [illegible] قوم سے دست بردار نہین ہوا لہذا قوم کی خدمت مین یہ تحفہ پیش کر رہا ہے۔ اور [illegible] خدا سے امید ہے کہ محروم نہ [illegible]

ہان آج ہم نہایت گرانقدر تحفہ مجلدات اصلاح کا دیتے ہین کیونکہ کتابین [illegible] کیونکہ وہ کتابین جو مکرر [illegible] ملتی ہین مگر اصلاح جو ایک ماہوار رسالہ ہے اوسکا پرچہ دوبارہ محال ہے کیونکہ جب وہ ایک مرتبہ ختم ہو گئے [illegible] پورے بارہ نمبر کہان چھپ سکتے ہین۔

دوسری خصوصیت ان مجلدات مین یہ ہے کہ جو مضامین مالا یتفق ہون [illegible] ان جلدون مین درج ہین وہ آپکو کسی بڑی کتاب مین بھی نہین مل سکتے۔ اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ [illegible] جلد [illegible] قیمت قطعی کون لیے [illegible] مگر اصلاح [illegible] مضامین ملسکتا [illegible] مجلدات کی [illegible] قوم کے فائدہ کیلئے [illegible] تخفیف کی گئی ہے۔

اصلاح جلد [illegible] جلد [illegible] جلد [illegible] جو [illegible] دینا ہوگا۔

حسب ذیل کتابین آپکو ماہ شعبان تک نصف قیمت پر ملسکتی ہین۔

[illegible] جواب شرعیہ [illegible] الوثوق ۱۰ رسالہ [illegible] رسالہ کلو [illegible] مقدمہ [illegible] تاریخ ۱۲ تاریخ الاذان [illegible] متعلق مثالب المحدث ۸ ارسال الیدین ۸

خریدارون کو مژدہ

اگر آپ اس ماہ رجب پورے سال [illegible] خریدار ہون تو حسب ذیل کتابین آپکو بلا قیمت ملسکتی ہین تذکرہ فرزدق۔ نمونہ تفسیر۔ فتح مبین تفسیر [illegible] التطہیر۔ [illegible] بذریعہ [illegible] عنایت ہو کیونکہ [illegible] اکثر واپس آتے ہین جس سے دفتر کا سخت نقصان ہوتا ہے۔

جدید۔ جن حضرات کے نام بلا قیمت پرچہ روانہ ہوتا ہے اون سے امید ہے کہ منظوری خریداری سے جلد اطلاع فرمائینگے
المشتہر

منیجر اصلاح۔ کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

الکرار (زیر طبع)

یعنی جناب امیر علیہ السلام کی سوانح عمری

تاریخ اور ضروریات سے زمانہ ناواقف نہیں ہے اور یہ بھی کہ تاریخ کے خاص افراد اور اُنکے واقعات گویا تاریخ کی جان ہین۔ ہمین اسکا کم افسوس نہیں ہے کہ ہماری قوم کے پاس کوئی مرتب تاریخ نہیں ہے لیکن ہمارے تاسف نے بہت کچھ خوشی کی صورت اختیار کی جب ہمین ایسی تاریخ کے ایک خاص اور معتدد فرد کی مرتب سوانح عمری ملگئی۔ یہ جناب امیر (علی بن ابیطالب) علیہ السلام کی سوانح عمری ہے اس سوانح عمری کا تیار کرنا ایک دن کا کام نہ تھا۔ مصنف سے پوچھیے جسنے سات برس اسمین صرف کئے اور بقول اُنکے رات کو الکرار کے خیال مین سوتا تھا اور صبح کو الکرار کے خیال سے اُٹھتا تھا۔ مین جانتا ہون کہ میری قوم اسوقت علمی قدر دانی مین بہت ممتاز نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ الکرار اُسکے دماغ مین بڑی جگہ لینی والی ہے اور بہت کم زمانہ ہے کہ ہر پڑہے لکھے کی زبان پر الکرار کا نام ہوگا۔ نجاننے والا جانیگا اور جاننے والا اُن بڑے مسائل پر غور کریگا جو یا تو زمانہ گذشتہ کے مورخین کی نگاہ سے بلا توجہ گذر گئے یا جو اونکا قابل فہم وجوہات سے زیر قلم نہیں آئے۔ حضرت علیؑ کے جن تاریخی اور فطری بنیادون پر تصویر کھینچی گئی ہے مجھے علم نہیں ہے کہ الکرار کے مولف سے زیادہ تیز نظری سے کسی نے مصوری کی ہو۔ علیؑ کی طبیعت۔ تربیت۔ رسول کی صحبت اور اثر کو ابتدا سے انتہا تک جس ترقی کے ساتھ دکھایا ہے وہ پڑھتے ہوے غور کرنے کو زیادہ لطف دیتا جائیگا۔ تاریخ فلسفہ تاریخ اور اخذ نتائج مین کیا کوشش کیگئی ہے اسکا اس مختصر اشتہار مین سمجھانا ہوا سے باتین کرنا ہوگا مجھے خوف ہے کہ میرا زیادہ کہنا کسی کتب فروش کا مبالغہ نہ سمجھا جائے لیکن مجھے اُمید ہے کہ قوم کے اکثر افراد دوسرے اڈیشن کا انتظار نہ کرینگے۔ سینتالیس عربی۔ فارسی۔ اردو اور انگریزی کتابون سے حوالہ دیا گیا ہے۔ مولف نے اختصار کی سخت کوشش کی پھر بھی کتاب کا حجم تخمیناً ۰۰۰ صفحے ہونگے۔ اگرچہ زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے کہ جناب امیرؑ کی سوانح عمریان قابل افراد قوم نے مرتب کی لیکن یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ لحن۔ الفاظ ترتیب اور موجودہ کے تعلیمی اثر اور ضروریات کے لحاظ سے یہ کتاب بقول ایک کے متقدمین اور متاخرین۔ دونوں کے طرز تحریر سے علحدہ اور تسکین بخش ہے خصوصاً وہ مقامات قابل دید ہین جہان مولف نے حضرت کی قابلیت انتظامی سے بحث کی ہے اور معزولی کا مشکل مسئلہ کا حال کی حکمت عملی سے موازنہ کرکے عام تسکین قابل جواب دیا ہے یا جہان قدیم اور جدید مورخین کے اعتراض پر نظر ڈالی ہے اور نہایت مہذب الفاظ مین جواب دیا ہے اور نے اسوقت تک کتاب کا چھپنا پسند نہ کیا جبتک کہ نئی اور پرانی روشن تعلیم کے قابل لوگونکی نگاہ سے کتاب کا کل یا جزو نہیں گذرا قوم کے لائق لوگ تصفیہ کرینگے کہ الکرار موجودہ زمانہ کی سوانح عمری کے موافق سوانح عمری لکھی جاسکتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کتاب کا پڑھنے والا اسے ایک مقدس فرض سمجھکر کی کوشش کریگا۔ اس کتاب کا اپنے پاس رکھنا گویا اُن کل کتابون اپنے پاس رکھنا ہوگا جنکے انتخاب سے مولف نے الکرار کو مختلف پھولونکا گلدستہ بنا دیا ہے۔ اس کتاب کے مولف سید ریاض صاحب ریاض ساکن محلہ چاہ مہمان شہر بنارس ہین جنکی اور تصنیفات مثل حضرت امام حسینؑ کی سوانح عمری ”ذبح عظیم“ وغیرہ کے بعد شایع ہونیوالی ہین۔ قوم کا جوش قدردانی مولف کی محنت و کوشش کیلئے باعث تسکین اور ہمت افزا ہوگا۔ شایقین کتاب کو زر مکلف سے جلد طلب کرین۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف دو روپیہ رکھی گئی ہے۔ کتاب تیسرا حصہ طبع ہو گئی ہے بقیہ دو حصے زیادہ تین ماہ مین تیار ہو جاوینگے۔ قدردان جلد درخواست بھیجدیں

المکلف

خواجہ غلام محمود وکیل بی۔ اے محلہ گذر گاہ ٹولہ شہر بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ	نمبر ۷

اصول تخفیف قیمت

ناظرین اصلاح کو بخوبی معلوم ہے کہ بہ لحاظ تقریب مبارکہ ولادت ائمہ معصومین علیہم السلام کتب موجودہ دفتر اصلاح اور خود اصلاح کی قیمت مین اکثر تخفیف کی جاتی ہے جس سے مومنین اسکے منتظر رہتے ہین کہ وہ وقت سعید آئے کہ مژدہ تخفیف سنا جاے۔

اصل یہ ہے کہ قیمت یا رسالہ بنظر مصارف رسالہ و کتاب مقرر ہوتی ہے جسمین باصول تجارت کچھ حق نفع بھی رکھا جاتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ مقدار بہت کم ہوتی ہے۔

دفتر اصلاح کی کتابون کا نرخ اس اصول پر ارزان تر مقرر ہے جس سے کمی مین خسارہ ہوتا ہے مگر آپ اکثر دیکھتے ہین کہ کبھی نصف قیمت کی تخفیف کی جاتی ہے کبھی اس سے بھی زیادہ تو کیا اس سے دفتر کو کوئی نفع ہوتا ہے؟

حاشا و کلا مین بقسم شرعی عرض کرتا ہون کہ اس سے کوئی نفع مالی نہین ہوتا بلکہ یقینی نقصان ہوتا ہے اور نقصان بھی عظیم۔

مگر چونکہ ہماری معزز قوم ہنوز ان مضامین سے بہت ہی کم آشنا ہے اور ضرورت ہو اسکی قوت احساس مین ترقی دی جاے اسلئے اس قسم کے اعلانات دیے جاتے ہین کہ اس طمع سے وہ ان چیزون کو دیکھین اور پڑھین اور اس سے مستفید ہون۔

مثال کی طور پر اصلاح سال گذشتہ کا حال ملاحظہ ہو۔ کہ بخیال تقریب میلاد جناب امیر اعلان دیا گیا کہ جو شخص ۱۳ رجب کو خریدار ہو گا اسکو نصف چندہ پر سال بھر تک

پرچہ دیا جائیگا۔ اس اعلان سے ۹۰ خریدار بڑھے جن مین بہت سے حضرات یقینی مالدار ہین۔ نواب ہین رئیس ہین حکیم ہین۔

چونکہ یہ میعاد اصلاح نمبر جلد ۱۲ بابت جمادی الاخری مین تمام ہوئی اسلئے اعلان دیا گیا کہ وہ مدت رعایت ختم ہوئی۔ اب جو صاحب خریدار ہونگے اون سے پورا چندہ لیا جائیگا اس اعلان پر بجز دو تین آدمیون کے جنمین سے بعض نے پورا چندہ دیا بعض نے پھر اوسی تخفیف کی استدعا کی۔ اور کسیکو خیال بھی نہوا۔

جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جو حضرات خریدار ہوسے وہ محض اس خیال سے کہ کا مال ہکو عصمین ملتا ہے نہ بغرض مطالعہ یا شوق استفادہ۔ کیونکہ وہ اگر اصلاح کو دیکھنے کے لئے منگاتے یا خریدتے ہوتے۔ تو اس اعلان ثانی پر کم سے کم ایک خط تو لکھتے کہ ہمی پورا چندہ نہین دلاسکتا وہی رعایت باقی رکھی جاے۔

اسی اصول پر دو ماہ سے تخفیف قیمت کا اعلان دیا جاتا ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ کتابین مومنین کے گھرون مین داخل ہوجائین کہ کوئی بندہ خدا تو ان کتابونکو دیکھیگا اور اس سے مستفید ہوگا۔

ہمارا نفع اسمین صرف اسقدر ہے کہ جو کتابین صرف غذاے دیمک ہوتین وہ کسی مومن کے گھر پہنچ جائینگی۔ اور وہ منتفع ہوگا اگرچہ ہمارا کسیقدر نقصان ہو۔

افسوس کہ اسیوجہ سے نئی کتابون کی اشاعت ملتوی ہے نہ تاریخ الاذان حصہ دوم چھپ سکتا ہے۔ نہ ذوالفقار حیدر جلد رابع جسکے مسودات طیار ہین صرف اسکا انتظار ہے کہ یہ کتابین صرف ہوجائین تو دوسری کتابون کا سلسلہ قائم کیا جاے۔

ہماری غرض اس اصلاح و الشمس سے یا اور کتابون سے جو اس دفتر سے شایع ہوتی ہین صرف اسقدر ہے کہ ہر شخص بجاے خود مذہبی معلومات سے اسقدر واقف و باخبر ہو کہ کسی مخالف کے مقابلہ مین وہ عاجز و درماندہ نہ رہے اس لئے ہر قسم کی تخفیف بھی کیجاتی ہے اور ترغیب دی جاتی ہے کہ اصلاح و الشمس کی خریداری پر رغبت کرین کہ ان رسالونمین وہ ذخیرے جمع کئے جاتے ہین جو کسی دوسری کتاب مین مل نہین سکتے۔ اڈیٹر

علم الهدایه لرفع الغوایه

اگرچہ عام حکم خداوند عالم یہی ہے کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون جس سے جاہلونکو حکم ہے کہ جو باتین نہ معلوم ہون۔ اونکو علما سے دریافت کرین۔
اور علما کو یہ حکم ہے ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ کہ حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ تم چھپاتے ہو۔
مگر افسوس اڈیٹر صاحب اہلحدیث کا عمل بالکل اسکے خلاف ہے کیونکہ ایک سائل نے اون سے یہ سوال کیا تھا۔ ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳ ربیع الاول
س نمبر ۱۲۲۳۔ اعجاز التنزیل مصنفہ خلیفہ محمد حسن صاحب مرحوم وزیر اعظم پٹیالہ مشہ ۱ کے صفحات ذیل پر احادیث مرقوم صحیح ہین یا کیا اور کس کتاب مین ہین (۱) صفحہ ۴۰ لحمک لحمی ودمک دمی دربارہ حضرت علی رضہ (۲) صفحہ ۴۵ یا بنی عبد المطلب قد جئتکم بخیر الدنیا والاخرۃ وقد امرنی اللہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی امری ھذا ویکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم
(۳) ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا۔ آخر کی دونون حدیثین اس موقع کی ہین جبکہ حضور انور نے بنی ہاشم کو بلا کر دعوت دی اور صرف حضرت علی نے قبول کی۔ ابراہیم از اور
اڈیٹر صاحب اہل حدیث اسکے جواب مین لکھتے ہین ج نمبر ۱۲۲۳۔ اس قسم کی روائتین شیعہ کی ہین اہلسنت کی کتابون مین نہین لحمک لحمی تو ہے۔ اس مضمون پر کسیقدر بحث اخبار ۱۱ مارچ مین ملیگی انشاء اللہ شیعہ عموماً ایسی بے سر و پا روائتین بیان کیا کرتے ہین خلیفہ صاحب بھی چونکہ شیعہ تھے اسلئے وہ بھی اس قسم کی روایات سے نہ بچ سکے۔
اب داخل غریب فقد۔

اس جواب مین اڈیٹر صاحب نے اخبار مورخہ ۱۱ مارچ کا حوالہ دیا ہے اوسکو بھی دیکھ لیجئے۔ کیونکہ پہلے اصلاح کی یہ عبارت اونہون نے نقل کی ہے "تمامی کتب تفاسیر

وسیر و تواریخ مین بصراحت موجود ہے کہ جس روز آیت وانذر عشیرتک الاقربین
نازل ہوئی اور حضرت نے اس حکم کی تعمیل کی تو اوسی روز جناب امیر کو خلیفہ اور وزیر
بھی کیا جسپر تمامی کفار نے مضحکہ بھی اوڑایا اور حضرت ابوطالبؑ سے کہا تو تمھارا بیٹا تمپر
حاکم بنا دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲ -
اڈیٹر صاحب اس فقرہ کے جواب مین لکھتے ہین -
تاریخ کامل کا حوالہ جو آپنے دیا ہے مہربانی کرکے یہ تو بتلا دین کہ اس کا نسخہ بھی کہین امام
وقت کے پاس تو نہین جا پہونچا - ورنہ موجودہ کامل مین تو یہ حوالہ ملتا نہین براہ عنایت
عنایت عبارت بالفاظہا مع نشان جلد و صفحہ لفظون مین لکھنے بذریعہ خط بھی ایسی تصحیح کا
تقاضا کیا گیا مگر آپنے جواب نہ دیا - افسوس - ایسی دروغ گوئی - صفحہ ۵ کالم اسطرہ موزخہ
۱۱ ملیح
اس سوال و جواب اور اس تحریر پر تو اگرچہ تعجب تہا ہی - مگر جب اڈیٹر کا یہ اعلان
ہر اخبار مین دیکھتے ہین " اطلاع - فتوون کی غلطی پر ہر ایک صاحب مطلع فرماسکتے ہین "
تو اب تمامی فرقہ اہلحدیث پر افسوس ہوتا ہے کہ یا تو اب انمین کوئی عالم نہین رہا یا اب
تقیہ باز رافضی ہوگئے کہ اظہار امر حق کی کسیکو قدرت نہین رہی - کیونکہ یہ تو یقینی ہے کہ
اڈیٹر صاحب کا فتوی غلط ہے -
سوال ۱۱۲۳ مین دو حدیثون کی نسبت سوال تھا جسمین سے اڈیٹر صاحب
حدیث لحمک لحمی کو تو قبول کرتے ہین مگر اوسی منافقانہ انداز سے " لحمک لحمی تو ہے "
جس سے نہ یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ حدیث ہے یا آیہ یا مقولہ عرب ہے یا کیا - اگر حدیث ہے تو متواتر
ہے یا آحاد سے صحیح ہے یا ضعیف - کیونکہ ہے کا لفظ وجود سے خبر دیتا ہے خواہ وجود با لصحت
ہو یا بالبطلان - مگر ہم اس زمانہ انکار مین اسی کو غنیمت سمجھتے ہین جو اڈیٹر صاحب نے
فرمایا " لحمک لحمی تو ہے "
لہذا دوسری حدیث کو لیتے ہین جس سے بالکل انکاری کیونکہ اڈیٹر صاحب فرماتے ہین کہ اہل سنت
کی کتابون مین نہین - جس سے معلوم ہوا کہ کتب اہلسنت مین اسکا کسی طرح وجود ہی

نہین نہ بطور صحیح نہ ضعیف۔
افسوس دنیا مین اب کوئی عالم فرقہ اہلحدیث مین نہین رہا نہ اہلسنت مین کوئی عالم رہا جو انکو بتاتا کہ یہ جواب کیسا جاہلانہ ہے جس سے یہ بھی مرزا حیرت کے ہمسر ہوگئے جو منکر شہادت مظلوم کربلا ہے۔

اڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار مورخہ ۱۱ مارچ مین تو اور بھی غضب کیا کیونکہ فرماتے ہین "تاریخ کامل کا حوالہ جو آپنے دیا ہے مہربانی کرکے یہ بتلاوین کہ اسکا نسخہ بھی کہین امام وقت کے پاس تو نہین جا پہونچا" جس سے معلوم ہوا کہ وجود تاریخ کامل سے آپکو انکار ہے کہ کہین دنیا مین اوسکا وجود ہی نہین۔ جو ایک معنی سے درست ہوسکتا ہے کیونکہ الناس اعداء لما جھلوا جس چیز کو نہین جانتا اوس سے انکار ہے۔

اس فقرہ سے چونکہ اڈیٹر صاحب کا جہل بسیط تمام عالم پر ظاہر ہوتا ہے کہ جس تاریخ کامل سے آج ادنے ادنے لونڈے استدلال کرتے ہین اوس تاریخ کامل کی نسبت آپ فرماتے ہین "کہ اسکا نسخہ امام وقت کے پاس جا پہونچا" لہذا عجب منافقانہ انداز سے آپنے اس جہالت کو چھپا کر فرماتے ہین "ورنہ موجودہ کامل مین تو یہ حوالہ ملتا نہین" جس سے یہ نہ معلوم ہوسکا کہ موجودہ کامل سے کیا مراد ہے کیونکہ "کامل" کئی کتاب کا نام ہے۔

کامل الادلہ۔ کامل التعبیر۔ کامل الصناعہ۔ کامل الصاعتین۔ کامل الفتاوی۔ کامل فی الانساب۔ کامل فی الجبر والمقابلہ۔ کامل فی الحساب للاحدب۔ کامل فی الحساب الهوائی۔ کامل فی الخلاف بین الشافعیہ والحنفیہ۔ کامل فی فروع الشافعیہ۔ کامل فی القراءات الخمس۔ کامل فی اللغۃ للمبرد۔ کامل فی معرفۃ الضعفا والمتروکین من الرواۃ لابی احمد الجرجانی المتوفی ۳۶۵ھ

ان سب کتابون کا نام کامل ہے۔ اب معلوم نہین "موجودہ کامل" کس طرف اشارہ ہے کونسی کامل اونکے پاس موجود ہے غالباً کامل التعبیر ہوجو جو فارسی مین ہے تعبیر خواب کے متعلق۔ کیونکہ بقول اہلسنت ابوبکر صاحب بڑے تعبیر دان تھے جنہون نے رسول اللہ کے خواب کی تعبیر دی تھی کہ آپ ڈھائی برس پہلے مرجائینگے اور ہم آپکے بعد ڈھائی برس

تک عیش کرینگے تو اس مناسبت سے کامل التعبیر اونکے پاس ہوگی جسکی طرف "موجودہ کامل" کا اشارہ کیا گیا ورنہ یہ علمی کتابین ہین اون سے اونکو کیا واسطہ۔
بہرحال چونکہ اس فقرہ مین کسی کامل کی موجودگی کا اقرار کیا ہی لہذا ممکن تہا کہ اونکو کتاب کامل بذریعہ ڈاک بہیجدیجاتی مگر اوسپر یہ خیال ہوتا ہے کہ کہین حضرت عائشہ کی قبر مین نہ ڈالدین اور رسید بھی نہ دین دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ شیر آریہ پنڈت بھوجدت صاحب اڈیٹر مسافر آگرہ کی خدمت مین بہیجتے کہ وہ جاکر صفحہ ۲۲ اوس کتاب کا دکھاتے ۔مگر پنڈت جی کے نام سے اونکی روح فنا ہوتی ہے اسلئے یہ بھی نامناسب سمجھا گیا۔
تو اب آخری صورت یہی اختیار مین ہی جسکی خود فرمایش کرتے ہین "براہ غایت عنایت عبارت بالفاظہا مع نشان صفحہ و جلد لفظون مین لکھیئے" جس سے معلوم ہوا کہ اگر ایسا ہوگا تو شاید آپ ایمان لائینگے ۔ مگر افسوس اسکی تعمیل بھی بہت قبل ہوچکی ہی کیونکہ اصلاح ۱۲ جلد ۱۲ ۔ بابت صفر کے مضمون قول جمیل صفحہ ۲ مین پوری عبارت تاریخ ابو الفدا کی بحوالہ صفحہ ۱۱۶ جلد اول لکھدی گئی تھی اور پھر تاریخ کامل جلد ۲ کے صفحہ ۲۲ کا حوالہ بھی دیا گیا تھا ۔ اور تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ اور معالم التنزیل کے صفحہ ۶۸۲ کا حوالہ مرقوم تھا اور نیز ازالۃ الخفا کا حوالہ بھی دیا گیا تھا ۔ مگر اس حدیث نے اونپر دنیا کو اسطرح تاریک کیا کہ کچھ نظر نہ آیا۔
ہان چونکہ وہ یہ عذر کر سکتے ہین کہ تاریخ کامل کی عبارت بلفظہا نہین ہی اور نشان صفحہ و جلد لفظون مین نہین ہی (بلکہ ہندسون مین ہی) لہذا تماماً للحجۃ اونکے حکم کی تعمیل کی جاتی ہی مگر قبل اسکے کچھ ذکر اوصاف تاریخ کامل ضروری ہی ملاحظہ ہو کشف الظنون صفحہ ۲۵۶ جلد ۲
کامل التواریخ فی ثلاثۃ عشر مجلد للشیخ عز الدین علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری ابتدا فیہ من اول الزمان و انتھی الی سنۃ ۶۳۰ سبع وثلاثین وستمائۃ و توفی فی سنۃ ۶۳۰ ثمان وثلاثین وستمائۃ و علق علیہ جمال الدین محمد بن ابراھیم الوطواط الکتبی حواشی مفیدۃ و توفی سنۃ ۷۱۸ ثمان عشرۃ وسبعمائۃ

وذیلہ ابوطالب علی بن انجب بن الساعی المتوفی سنہ ۶۷۶ ست وسبعین وستمائۃ فی خمسۃ مجلدات الی ستہ وترجمہ بالفارسیۃ مولانا نجم الدین الطاری المتوفی سنۃ من اعیان دولۃ مرزا شاہ بن تیمور بإشارتہ ترجمۃ بلیغۃ وکان ماہرا فی الانشاء کذا فی حبیب السیر۔

یعنی کامل التواریخ کے مصنف شیخ عزالدین علی بن محمد معروف بہ ابن اثیر جزری ہین جنہون نے ابتداے زمانہ سے تاریخ لکھی اور سنہ ۶۲۳ تک کے حالات لکھے تھے کہ سنہ ۶۳۰ مین انتقال کیا۔ اس تاریخ پر جمال الدین نے مفید حاشیے لکھے ہین اور ابوطالب متوفی سنہ ۶۷۶ نے اسکا ذیل لکھا جو پانچ جلدون مین ہے اور مولانا نجم الدین نے فارسی مین اوسکا ترجمہ کیا۔

ایسی مشہور و معروف کتاب کی نسبت اڈیٹر صاحب کا یہ جملہ "اسکا نسخہ بھی کہین امام وقت کے پاس تو نہین جاپہونچا" نہایت ہی قابل قدر ہے کہ جو کتاب ایسی مشہور ہو اوسکے وجود سے آپکو اسطرح انکار ہو۔

تاریخ کامل مصر مین دو مرتبہ چھپی ہے ایک نسخہ کے حاشیہ پر مروج الذہب مسعودی بھی ہے جو سنہ ۱۳۱۱ھ سے دفتر اصلاح مین موجود ہے۔ اوسکی دوسری جلد باب "ذکر امر اللہ تعالیٰ نبیہ باظہار دعوتہ" کے صفحہ بائیس ۲۲ سطر ۱۶ سے یہ عبارت شروع ہے۔

قال علی بن ابیطالب لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین دعانی النبیؐ فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت ذرعا وعلمت انی متی ابادرہم بھذا الامر اری منھم ما اکرہ فصمت علیہ حتی جاءنی جبرئیل فقال یا محمد الا تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع

یعنی حضرت علیؑ نے کہا کہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو حضرت نے فرمایا اے علیؑ خدا نے مجھے حکم انذار دیا ہے کہ اپنے عشیرہ قریب کو انذار کرون۔ اس سے مین دلتنگ ہوا کہ اگر ایسا کرونگا تو قوم سے ناگوار باتین دیکھونگا اس لئے سکوت کیا یہانتک جبرئیل نے آکر کہا اے محمدؐ تمنے اگر ایسا نہ کیا تو خدا تمپر

لنا صاعا من طعام واجعل عليه
رجل شاة واملأ لنا عسا من لبن
واجمع لي بني عبد المطلب حتى اكلمهم
وابلغهم ما امرت به ففعلت ما امرني
به ثم دعوتهم وهم يومئذ اربعون
رجلا يزيدون رجلا او ينقصونه
فيهم اعمامه ابو طالب وحمزة والعباس
وابو لهب فلما اجتمعوا اليه دعاني
بالطعام الذي صنعت لهم فلما
وضعته تناول رسول الله صلى
الله عليه وسلم خزة من اللحم فنتفها
باسنانه ثم القاها في نواحي الصحفة
ثم قال خذوا باسم الله فاكل القوم
حتى ما لهم بشئ من حاجة وما ارى
الا موضع ايديهم وايم الله الذي
نفس علي بيده ان كان الرجل
الواحد منهم ليأكل ما قدمت لجميعهم ثم
قال اسق القوم فجئتهم بذلك
العس فشربوا منه حتى رووا جميعا
وايم الله ان كان الرجل الواحد
ليشرب مثله فلما اراد رسول الله
صلى الله عليه وسلم ان يكلمهم
بدره ابو لهب الى الكلام فقال

عذاب کریگا لہذا (اے علیؑ) تم ہمارے
لئے ایک صاع طعام تیار کرو اور ایک
ران بکری کا گوشت اور ایک کاسہ
دودھ مہیا کرو۔ پھر فرزندان عبدالمطلب
کو بلا لاؤ کہ ہم اونکو کہلائین اور جو کچھ
حکم خدا ہے اوسکی تبلیغ کرین حضرت علیؑ
کہتے ہین کہ ہمنے مطابق حکم رسول اسکو انجام
دیا اور سبکو بلالائے جو اوس روز چالیس
آدمی تھے ایک کم یا ایک زیادہ جن مین
حضرت کے چچا لوگ ابو طالب حمزہ عباس
ابولہب سب جمع تھے۔ جب سب جمع ہوئے
تو حضرت نے ہمسے کھانا منگوایا حضرت نے
ایک ریزہ گوشت اپنے دندان مبارک
سے پارہ پارہ کیا اور سینی مین ڈالدیا
اور فرمایا کھاؤ بسم اللہ۔ تمام قوم نے کہایا
اور سب سیر ہوگئے کہ اب کسی چیز کی حاجت
اونکو نہ رہی۔ اور ہم اونکے ہاتھون کا
نشان دیکھ رہے ہین قسم اوس خدا کی
جسکے ہاتھ مین علیؑ کی جان ہے ایک ایک
آدمی اون مین اسقدر کہا جاتا تھا جو
ہمنے اونکے لئے رکھا تھا۔ پھر حضرت نے فرمایا
کاسہ دودھ کا لاؤ اوسکو بھی سب نے پیا
اور سیر ہوئے حالانکہ قسم بخدا ایک ایک

لقد سحركم بہ صاحبكم فتفرق القوم ولم
يكلمهم صلى الله عليه وسلم فلما كان
الغد قال يا علي ان هذا الرجل سبقني
الى ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل
ان اكلمهم فعد لنا من الطعام مثل
ما صنعت ثم اجمعهم الي ففعل مثل
ما فعل بالامس فاكلوا وسقيتهم ذلك
العس فشربوا حتى رووا جميعا وشبعوا
ثم تكلم رسول الله صلى الله عليه و
سلم فقال يا بني عبد المطلب اني
والله ما اعلم شابا في العرب جاء قومه
بافضل مما قد جئتكم به قد جئتكم بخير
الدنيا والآخرة وقد امرني الله تعالى
ان ادعوكم اليه فايكم يوازرني على
هذا الامر على ان يكون اخي ووصي
وخليفتي فيكم فاحجم القوم عنها
جميعا وقلت واني لاحدثهم سنا و
ارمصهم عينا واعظمهم بطنا واحمشهم
ساقا انا يا نبي الله اكون وزيرك
عليه فاخذ برقبتي ثم قال ان هذا
اخي ووصي وخليفتي فيكم فاسمعوا
له واطيعوا قال فقام القوم يضحكون
فيقولون لابي طالب قد امرك ان

شخص اون مین سے اسقدر پی جاتا تھا۔
جب حضرت نے کلام کرنا چاہا تو ابو لہب نے
تیزی کر کے حضرت کی بات کو کاٹ کر کہا شاید تمہارے
صاحب نے تم پر سحر کیا (لفظ صحابہ کی ابتدا ہی
کلام ابو لہب سے معلوم ہوتی ہی) جس سے
سب متفرق ہو گئے اور حضرت نے کچھ کلام
نہ فرمایا۔

دوسرے روز حضرت نے فرمایا اے علیؑ اس
مرد (ابو لہب) نے سبقت کی جیسا کہ تم نے
سنا جس سے سب متفرق ہو گئے قبل اسکے
کہ ہم کچھ کلام کرین۔ تو آج بھی ویسا ہی طیار
کرو جیسا کہ کل طیار کیا تھا اور کل ہی کیطرح
سبکو بلا لاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے سب باتین
اوسی طرح انجام دین جب سب کھا پی چکے
تو حضرت نے کلام کیا اور فرمایا اے فرزندان
عبد المطلب ہم جہانتک جانتے ہین عرب مین
کوئی جوان اوس سے بہتر کوئی چیز نہین
لایا جو ہم تمہارے پاس لائے ہین کہ وہ خیر
دنیا و آخرت ہے۔ خدا نے ہمکو حکم دیا ہے
کہ تمہاری دعوت کرین اوسکی طرف۔ تو
کون تم سے جلدی مدد کرتا ہے اس بار مین
اس شرط پر کہ وہ ہمارا بھائی ہو اور
وصی ہو اور خلیفہ ہو تم لوگون مین۔

تسمع لابنك وتطيع وامر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصدع بما جاءه من عند الله وان يبادي الناس بامره ويدعوهم الى الله فكان يدعو في اول ما نزلت عليه النبوة ثلاث سنين مستخفيا الى ان امر بالظهور للدعاء ثم صدع بامر الله وبادى قومه بالاسلام فلم يبعد وا منه ولم يردوا عليه الا بعض الرد حتى ذكر آلهتهم وعيبها فلما فعل ذلك اجمعوا على خلافه الا من عصمه الله منهم بالاسلام وهم قليل مستخفون وحدب عليه عمه ابو طالب ومنعه وقام دونه ومضى رسول الله صلى الله عليه وسلم على امر الله مظهرا لامره لا يرده شيء

تمام قوم خاموش ہو رہی اسکے جواب سے اور رہنے اسکے جواب مین کہا حالانکہ سب سے چھوٹے تھے سن مین - اور آنکھین چوکی آلود تھین - اور بطن عظیم تھا اور ساقین باریک تھین - کہ یا نبی اللہ مین آپکا وزیر ہونگا اس امر مین - پس حضرت نے میری گردن پکڑی - اور فرمایا یہ ہے میرا بھائی - وصی اور خلیفہ تملوگون مین اسکا حکم سنو اسکی اطاعت کرو - پس قوم یہ کلام سنکر ہنستی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور ابو طالب سے کہا کہ تمکو حکم دیا ہے کہ اپنے فرزند کی اطاعت کرو اور حضرت کو حکم ہوا کہ مستعدی کے ساتھ احکام خدا کی تعمیل کرین - حضرت قبل اسکے اسلام کیطرف دعوت کرتے تھے مخفی طور سے جس سے وہ لوگ حضرت سے نہ زیادہ دوری کرتے تھے نہ زیادہ رد کرتے تھے - یہانتک کہ حضرت نے انکے بتون کا ذکر کرنا شروع کیا اور عیب لگانے لگے جب حضرت نے ایسا کیا تو سب نے حضرت کی مخالفت پر اجماع کیا (یہی اجماع سقیفہ مین جاکر بارور ہوا) مگر ان لوگون نے جنہین خدانے بوجہ اسلام اس سے محفوظ رکھا اور وہ قلیل تھے - اور آپکے چچا ابو طالب آمادہ ہوئے آپکی حمایت پر اور رسول اللہ صلعم نے احکام خدا کو پہونچایا کہ کوئی چیز اس سے روک نہین سکتی تھی،،

یہ ہے عبارت تاریخ کامل جسکی عبارت بلفظہا اور نشان صفحہ و جلد نقل ہم نے کیا ہے جلد ۲ صفحہ ۲۲ سطر ۱۵ سے شروع ہے دیکھئے اب کیا عذر تراشا جاتا ہے -

(۲) یہی عبارت بجنسہ بمطابقت تاریخ ابوالفدا جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ایکسو سولہ ۱۱۶ میں ہے جسکا آخری حصہ یہ ہے فاخذ رسول اللہ برقبۃ علیؑ وقال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع ابنک وتطیع

(۳) یہی عبارت بجنسہ تاریخ طبری جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۶ میں بھی ہے

طبری نے حضرت کا حال اپنی تاریخ جلد ۲ کے صفحہ ایکسو چورانوے ۱۹۴ سے شروع کیا ہے صفحہ ۲۱۲ میں اول اسلام کا اصلاح خاتمہ کیا ہے قال آخرون اسلم قبل ابی بکر جماعۃ ذکر من قال ذالک حدثنا ابن حمید قال حدثنا کنانۃ بن جبلہ عن ابراھیم بن طھمان عن الحجاج بن الحجاج عن قتادہ عن سالم بن ابی الجعد عن محمد بن سعد قال قلت لابی اکان ابوبکر ابوبکر اولکم اسلاما فقال لا وقد اسلم قبلہ اکثر من خمسین ولکن کان افضلنا اسلاما صفحہ ۲۱۵

یعنی بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ ابوبکر کے پہلے بہت سے لوگ اسلام لائے چنانچہ رواۃ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن سعد (برادر عمر بن سعد) اپنے باپ (سعد) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا۔ کیا ابوبکر سب کے پہلے اسلام لائے۔ سعد نے کہا نہیں۔ کیونکہ ابوبکر سے پہلے پچاس آدمی سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر ابوبکر ہم میں سب سے افضل تھے از راہ اسلام۔

اسی کے بعد صفحہ ۲۱۶ میں اس روایت کو لکھتے ہیں جو ابھی تاریخ کامل وابوالفدا سے مذکور ہوئی جسکا آخری حصہ یہ ہے فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنہا جمیعا وقلت وانی لاحدثھم سنا وارمصھم عینا واعظمھم بطنا واحمشھم ساقا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم قال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا قال فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک وتطیع صفحہ ۲۱۷

ترجمہ انکا بھی وہی ہے جو تاریخ کامل کی عبارت کا ترجمہ تھا کہ حضرت نے مسلمین وکافرین سب سے فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ اور وصی ہے۔ اور خلیفہ میرا ہے تملوگون مین۔ اسکا حکم سنو اسکی اطاعت کرو۔ ساری قوم یہ کہتی ہنستی اوٹھ گئی کہ اے ابوطالب تمکو حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کے احکام کو سنو اور اوسکی اطاعت کرو۔

(۴) یہی حدیث بعینہ تفسیر طبری جلد ۱۹ ص ۷۴ مطبوعہ مصر مین بھی موجود ہے فرق یہ ہے کہ تفسیر مین طبری صاحب نے بتقلید بخاری صنعۃ الکتفا کو خرچ کرکے لفظ خلیفتی و وصی کو نکال دیا ہے چنانچہ عبارت بلفظہا حسب ذیل ہے فایکم یوازرنی علی ہذا الامر علی ان یکون اخی وکذا وکذا قال فاحجم القوم عنہا جمیعاً وقلت وانی لاحدثہم سناً وارمصہم عیناً واعظمہم بطناً واحمشہم ساقاً انا یا نبی اللہ اکون وزیرک فاخذ برقبتی ثم قال ان ہذا اخی وکذا وکذا فاسمعوا لہ واطیعوا قال فقام القوم یضحکون و یقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک وتطیع۔

ترجمہ وہی ہے جو پہلے لکھا گیا صرف اضافہ صنعت الکتفا کا ہے کہ لفظ وصی وخلیفتی نکالدیا گیا محشی نے اور بھی لطف کو دوبالا کر دیا۔ کیونکہ حنابلہ یعنی اہلحدیث نے تو اس غریب پر وہ ظلم کیا ہے کہ اتنا بھی لکھا اوسکا عجائب روزگار سے ہے کیونکہ جب اصل آیہ وانذر عشیرتک الاقربین سے آیہ ورہطک المخلصین نکالدیا گیا ہے تو حدیث سے لفظ خلیفتی کے نکالنے پر کیا تعجب ہے۔ چنانچہ اوسی تفسیر طبری مین ہے حدثنا ابن حمید قال ثنا جریر
جلد ۱۹ صفحہ ۷۴
عن عمرو انہ کان یقرء وانذر عشیرتک الاقربین ورہطک المخلصین

(۵) اس ترکیب سے آپکو اوسکی حقیقت بھی معلوم ہوگی کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس روایت کو تو ان الفاظ سے لکھا وازانجملہ آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت با او معاملہ منتظر الخلافت نمود کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ بجا آورد ہذا اخرج النسائی الخ صفحہ ۲۵۲ ازالۃ الخفا روایت وہی ہے مگر لفظ خلیفتی نکلا ہوا جس سے اور بھی انلوگون کی دیانت داری ظاہر ہوئی اور اوسکے ساتھ اصلی واقعہ بھی کہ حضرت نے کس طرح جناب امیر کو اول روز اسلام خلیفہ کیا تھا۔ مگر جہان خلفانے خلافت کو غصب کیا وہان اونکے ہواخواہون

نے لفظ خلیفتی کو اصل روایت سے نکالنا چاہا مگر اس سے کیا نتیجہ ملا جب اونکو اقرار کرنا پڑا
کہ یہ معاملہ منتظر الخلافۃ تھا۔ جسکی کوئی نظیر وہ غیر ذمہ کے لئے نہین لاسکتے

ہان تفسیر طبری مین جو بجاے لفظ وصی و خلیفتی آنکو لفظ کذا وکذا نظر آتا ہے تو اوسکا الزام خود
امام طبری پر نہین آسکتا۔ بلکہ یہ تحریف ملازمین مطبع مصر معلوم ہوتی ہے جہان یہ کتاب چھپی ہے کیونکہ
تاریخ طبری مین یہ لفظ بجنسہ موجود ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ چونکہ تاریخ طبری پہلے لیدن
ملک جرمن مین طبع ہوئی تھی جسکی نقل مصر والون نے دوبارہ چھاپی۔ اسلئے اس تحریف
کا اوسمین موقع نہ ملا بخلاف تفسیر کے جو صرف مصر ہی مین چھپی ہے اسلئے مہتممین مطبع کو اس کا
موقع ملا کہ وہ ایسی تحریف کرین جسکی دلیل یہ ہے کہ تہذیب الآثار طبری مین بھی یہ روایت بجنسہ
بلا تحریف موجود ہے

(۶) تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۶۲۳ مطبوعہ بمبئی مین بھی یہ روایت بجنسہ موجود ہے جسکا آخری حصہ
یہ ہے فایکم یوازرنی علی امری ہذا ویکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم
عنہا جمیعاً فقلت وانا احدثہم سنا انا یا نبی اللہ انا وزیرک علیہ قال فاخذ برقبتی
ثم قال ان ہذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوہ فقام القوم یضحکون
ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لعلی وتطیع۔

ترجمہ وہی ہے کہ حضرت نے فرمایا کون میری وزارت اس شرط پر قبول کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی اور
وصی اور خلیفہ ہو حضرت علیؑ نے عرض کیا مین ہون یا رسول اللہ حضرت نے آپکی گردن پکڑ کر
تمام حاضرین جلسہ سے فرمایا کہ یہ میرا بھائی۔ وصی۔ خلیفہ ہے تملوگون مین اسکی فرمانبرداری
کرو جسپر کفار نے حضرت ابوطالب سے کہا کہ لو تمکو حکم ہوا ہے کہ علیؑ کی متابعت کرو۔
اس تفسیر معالم التنزیل کو اصح التفاسیر کا خطاب دیا گیا اور اس سے تمامی اہلسنت نے استدلال کیا
ہے یہانتک کہ خود اڈیٹر اہلحدیث اپنے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۲۴-۲۵ مین اوس سے استدلال کیا ہے

(۷) اب ہم اس بحث کو تفسیر درمنثور سیوطی کی عبارت پر ختم کرتے ہین ملاحظہ ہو جلد ۵ صفحہ ۹۷
مطبوعہ مصر تفسیر سورہ شعرا

اخرج ابن اسحق وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم والبیہقی فی

الدلائل من طرق عن علی رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ھذہ الآیۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت بذلک ذرعا وعرفت انی مھما باداتھم بھذا الامر اری منھم ما اکرہ فصمت علیھا حتی جاء جبرئیل فقال یا یا محمد انک ان لم تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع لی صاعا من طعام واجعل علیہ رجل شاۃ واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب حتی اکلمھم وابلغ ما امرت بہ ففعلت ما امرنی بہ ثم دعوتھم لہ وھم یومئذ اربعون رجلا یزیدون رجلا او ینقصونہ فیھم اعمامہ ابو طالب وحمزہ والعباس وابو لھب فلما اجتمعوا الیہ دعانی بالطعام الذی صنعت لھم فجئت بہ فلما وضعتہ تناول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بضعۃ من اللحم فشقھا باسنانہ ثم القاھا فی نواحی الصحفۃ ثم قال کلوا بسم اللہ فاکل القوم حتی نھلوا عنہ ما نری الا آثار اصابعھم واللہ ان کان الرجل الواحد لیاکل ما قدمت لجمیعھم ثم قال اسق القوم یا علی فجئتھم بذلک العس فشربوا منہ حتی رووا جمیعا وایم اللہ ان کان الرجل منھم لیشرب مثلہ فلما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکلمھم بدرہ ابو لھب الی الکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم فتفرق القوم ولم یکلمھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان الغد قال یا علی ان ھذا الرجل قد سبقنی الی ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمھم فعد لنا بمثل الذی صنعت بالامس من الطعام والشراب ثم اجمعھم لی ففعلت ثم جمعتھم ثم دعانی بالطعام فقربتہ ففعل کما فعل بالامس فاکلوا وشربوا حتی نھلوا ثم تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بنی عبد المطلب انی واللہ ما اعلم احدا فی العرب جاء قومہ بافضل مما جئتکم بہ انی قد جئتکم بخیر الدنیا والآخرۃ وقد امرنی اللہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی امری ھذا فقلت وانا احدثھم سنا انہ انا فقام القوم یضحکون ۔

اس عبارت سے جہاں آپکو یہ معلوم ہوا کہ اس روایت کے راوی ایسے ایسے محدثین والا شان ہیں جنکا نام ابن اسحق ۔ ابن جریر ۔ ابن ابی حاتم ۔ ابن مردویہ ۔ ابو نعیم ۔ بیہقی ہے وہاں

یہ بھی معلوم ہوا کہ دیانت و امانت میں انکا کیا پایہ ہے کیونکہ خود طبری نے اپنی تاریخ میں الفاظ خلیفتی و وصی کو بتصریح لکھا۔ مگر تفسیر میں انکو بخاری والی صنعت اکتفا سے کام لینا پڑا کہ وصی و خلیفتی کو نکالکر کذا وکذا لکھا۔ اور سیوطی نے تو اور بھی کمال کیا کہ آخری حصہ روایت کا بالکل نکال دیا صرف اسقدر لکھا فقلت وانا احدثہم سنا انہ انا عقام القوم یضحکون کہ حضرت علی نے کہا وہ وزیر آپکا میں ہوں۔ پس قوم کھڑی ہوگئی جس سے پوری دیانت انکی ظاہر ہے۔

سیوطی نے اس عبارت میں ابونعیم کا نام بھی لکھا ہے کہ اونہوں نے بھی اس روایت کو دلائل النبوۃ میں لکھا ہے۔ مگر اوسکے دیکھنے سے اور ہی گل کھلا کہ وہ اس روایت کے ابتدائی حصہ کو اس عبارت پر تمام کرتے ہیں ثم تکلم رسول اللّٰہ کہ حضرت نے پھر کلام کیا۔ مگر اوس کلام کو نہ لکھا جو حضرت نے فرمایا تھا ملاحظہ ہو صفحہ ۵۲ سطر ۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

اس روایت کو دلائل النبوۃ میں دیکھکر مینے ایک خط جناب مولوی وحید الزمان خانصاحب نواب وقار نواز جنگ بہادر کو لکھا جو حیدرآباد میں تشریف رکھتے ہیں کہ یہ کیسی تحریف ہوئی ہے تو جناب ممدوح نے لکھا کہ مینے مہتمم مطبع سے دریافت کیا تو معلوم ہوا اصل نسخہ لائبریری خدابخش خان بہادر پٹنہ کا تھا جس سے نقل کرکے یہ کتاب طبع ہوئی اب نہیں معلوم کہاں تحریف ہوئی حالانکہ خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب رئیس پریانوان ضلع پرتابگڈھ نے اس پوری روایت کو دلائل النبوۃ ابونعیم اصفہانی سے نقل کیا ہے جسمیں وہ فقرات بھی موجود ہیں جو اس نسخہ مطبوعہ حیدرآباد سے نکال دئے گئے۔

چونکہ میرے پاس کوئی دوسرا نسخہ دلائل النبوہ کا موجود نہیں ہے لہذا میں نہیں کہ سکتا کہ اصلیت کیا ہے لیکن اسقدر تو یقینی ہے کہ تحریف ہوئی۔ کیونکہ پوری روایت وہی ہے جو تاریخ کامل و تاریخ طبری وغیرہ سے منقول ہوئی۔

اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے فتوی میں کہانتک سچے ہیں جو فرماتے ہیں "اس قسم کی روایتیں شیعہ کی ہیں۔ اہلسنت کی کتابوں میں نہیں" کیونکہ

تاریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ تاریخ ابوالفدا جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ تفسیر طبری جلد

ص۳۲۶ تفسیر معالم التنزیل ص۳۴۲ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۵ ص۹۷ کی عبارتین بہ اختصار دکہا دی گئین۔ تو یہ سب کتابین شیعون کی ہین۔ ان مین کوئی کتاب بھی اہلسنت کی نہین ہے؟

اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے بڑے بہائی آریونسے اکثر پوچھتے ہین "دیانندیو دروغ گوئی کی سزا کس جون مین ہے" دیکھو اہلحدیث مورخہ ۵ ربیع الثانی۔

تو کیا یہی سوال ہم وہابیون سے نہین کرسکتے جب اونکے تسلیم کردہ قرآن مین لعنۃ اللہ علی الکاذبین موجود ہے۔ نہ معلوم انکے مصنوعی صدیق نے کس ساعت منحوس مین محض معاشر الانبیاء کا اتہام رسول اللہ پر لگایا کہ روز بروز دروغ گوئی کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ مرزا حیرت تو صرف منکر شہادت تھے یا جنگ جمل و صفین سے انکار رہا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اصل بنیاد اسلام ہی کے منکر ہین کہ نہ حضرت نے اپنی قوم کی دعوت کی نہ اونکو کہانا کہلایا نہ اسطرح تبلیغ حکم کیا نہ وسرور جناب امیر کو اپنا خلیفہ اور وصی واخ فرمایا۔

پھر بتائیے انکا درجہ بڑہا ہے یا مرزا حیرت کا۔ کیونکہ واقعہ شہادت اندرون اسلام کا واقعہ ہے اور یہ واقعہ تو ایسا ہے کہ مسلمان کافر سب ہی اسکے چشم دید گواہ ہین جنہون نے ازراہ طعن حضرت ابوطالبؑ سے کہا کہ لو اب تمکو حکم ہوا کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔

کیون مولوی صاحب آپ آریونکے مقابلہ مین کہتے ہین "جہوٹون پر خدا کی لعنت" تو کیا اپنے سفید جہوٹ "اہلسنت کی کتابونمین نہین" کی نسبت اس جملہ کو نہ قبول کرینگے "جہوٹونپر خدا کی لعنت"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے شاید سنا ہو کہ فارسی مین بہی چند تاریخین ہین جنمین روضۃ الصفا بہت مشہور تاریخ ہے جسکو عرصہ ہوا بمبئی مین چہپ گئی اوسکی دوسری جلد صفحہ پچاسی مین بہی یہ حدیث موجود ہے "رسول مرا نوازش نمودہ فرمود کہ این برادر من است و وصی من و سخن او بشنوید و از فرمان او تجاوز جائز مدارید امیر المومنین علیؑ فرمود کہ چون سخن بدینجا رسانید قوم برخاستند و خندہ زنان با ابوطالب گفتند کہ دیدی محمد پسر ترا مہتر ساخت و ترا مامور گردانید" ص۱۵

اب دیکہنا یہ ہے کہ اہلحدیث مین کوئی بہی حق پسند ہے جو اڈیٹر اہلحدیث سے یہ سوال کرے

"وہابیو دروغ گوئی کی سزا کس جون مین ہے"

معشوقان پہلواری سے بالخصوص امید ہے کہ جسطرح مرزا حیرت کے مقابلہ مین کہڑے ہوے تھے

القول بالجزم فی اختبار النجم

اجماع وخلافت کے متعلق ایک ناچیز مراسلہ خاکسار کا اصلاح ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ میں اس ہیڈنگ سے چھپا تھا "شبہات عشرہ پر نظر تحقیق"

یہ مضمون بہ استصواب اوس تحریر مولوی عبدالشکور اڈیٹر النجم لکھنؤ کے تھا جسمیں انہوں نے میرے اون دس سوالات کا جو خود انہیں کی ایک پر زور تحدی اور دعوٰے رفع شکوک پر کئے گئے تھے جواب دینے کی خواہش کی تھی۔

اڈیٹر ممدوح نے ایک طولانی مدت کے بعد جبکہ چند مرتبہ یاددہانی کی گئی یہ ارادہ کیا کہ وہ اوس میرے دوسرے مضمون کی تردید کرنے سے اپنے سخن کی تائید کریں اور میں ضرور اونکی اس حق پسندی کی تعریف کرونگا کہ انہوں نے میرے مطبوعہ مضمون کو قبل اس کے کہ وہ اوسکا جواب شروع کریں اپنے زرین کالموں میں کسی نہ کسی طرح درج کر دیا گو یہ فعل اونکا فلتتاً نہ فعل ہو۔ اور یہ کہ اگرچہ اس نقل میں انہوں نے مصلحتاً بعض بعض جگہ تصرف سے بھی کام لیا مگر ایسا محرفانہ تصرف اونکی عادت سے بعید نہ تھا۔

تاہم ہوشیار اڈیٹر کی اس عاملانہ کارروائی سے ضرور امید تھی کہ جس قدر حصہ اوس مضمون کا النجم میں اُنہوں نے شایع کیا تھا کم سے کم ادس کے مقابلہ کیلئے وہ مفصل نہیں تو مجمل اپنی خداداد قابلیت اور فراست کے نمونہ کا کسی نہ کسی شان سے انکشاف کئے بغیر نہ رہینگے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ اپنے ارادہ میں کامیابی کی روح افزا خوشی حاصل نہ کر سکے اور اون کی وہ موہومہ انبساط جسکا احساس ایک حریف کے بالمقابل مظفر ومنصور ہونے پر لازمۂ فطرتِ انسانی ہے مبدل بہ رنج وحرمان و یاس ہو گئی۔

انہوں نے شبہات عشرہ کے صرف دو نمبروں تک اپنی زور علمیت اور طریقۂ سوفسطائی کو ختم کر چکنے کے بعد ناگزیر یہ مناسب سمجھا کہ نمبر ۲ کی بحث کو بھی ناتمام اور نامکمل چھوڑ کر اور "اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی" کا مصداق ہونے سے "باقی آئندہ" لکھکر کسی طرح وہ اپنا پیچھا چھوڑا لیں۔

میرا ہرگز یہ ارادہ نہین تھا کہ مولوی صاحب کی ادہوری اور ناقص تحریر کا کوئی جواب دیا جاوے اوسوقت تک کہ وہ اپنے سلسلۂ کلام کو پورا نہ کرلین۔ اسی خیال سے سال بھر سے زیادہ کا اُنہین موقع بھی دیا گیا مگر اب مدت کے تجربہ نے بتلا دیا کہ حقیقۃً مولوی صاحب کو تحقیق حق کسی طرح منظور نہین۔ وہ صرف اپنے اخبار کی اشاعت کیلئے عوام الناس کی نگاہون مین اپنے آپکو ایک باوقعت مولوی مناظر جتلانے کیلئے مذہب شیعہ پر بزدلانہ حملے کرنے مین اپنا مطلوبہ فائدہ سمجھتے ہین۔

بہرکیف۔ اس خیال سے کہ مولوی صاحب کی کوئی حسرت باقی نہ رہ جاوے ایک مدت کے انتظار کے بعد آج مین اونکے اوسی نامکمل مضمون پر قناعت کرکے اونکے دلائل کی جانچ پرتال کرتا ہون۔ مین افسوس کرتا ہون کہ مولوی صاحب کی سچی وعدہ وفائی اور نیز اپنی طولانی علالت کی وجہ سے مین اونکی خدمت سے ابتک قاصر رہا لیکن اگر اب بھی مولوی صاحب اسبات پر آمادہ ہون کہ اجماع وخلافت کی بحث (جو سوالات عشرہ اور مضمون مندرجہ اصلاح اور نیز اس مضمون مین کی جاتی ہے) کا کافی اور وافی جواب دیکر حقیت مذہب اہل سنت کو دکہلا دین تو مین ضرور قائل ہوجاؤنگا کہ مولوی صاحب ایک حق پسند اور خداترس اور باغیرت آدمی ہین ورنہ "الحق یعلوا ولا یعلی" کی بنا پر کسی باتمیز انسان کو اس امر کے تسلیم کرنے مین پس وپیش نہوگا کہ مذہب اہل سنت کی صداقت اور حقیت کا کوئی ثبوت اوس کے ماننے والون کے پاس نہین ہے اور اسلئے وہ حق نہین ہوسکتا۔ وباللہ التوفیق

وھو خیر الرفیق

قبل اس سے کہ مولوی صاحب کی کسی بات کا جواب دیا جاوے مین اون سوالات عشرہ کو جو اخبار النجم مین سابقاً شایع ہوچکے ہین اس موقع پر نقل کردینا ضروری سمجھتا ہون کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اصلاح کے ناظرین نے اون سوالات کو النجم مین نہین دیکھا ہے وہ اس تحریر سے دلچسپی نہ لے سکینگے اور نہ وہ اس بات کا فیصلہ کرسکین گے کہ مولوی صاحب نے جو جوابات کہ تحریر فرمائے ہین وہ کہانتک تشفی بخش اور معقول سمجھ

جا سکتے ہین۔ پیشتر جو مضمون اسی مبحث کے متعلق اصلاح مین دیا گیا تہا اون مین تفصیل اون سوالات کی نہین تھی جسپر ذی علم اڈیٹر اصلاح نے اعتراض کیا تہا کہ بغیر ابتدائی مضمون کے پورا لطف بحث کا اون لوگون کو حاصل نہین ہو سکتا جنہون نے کہ اوسکا ابتدائی سلسلہ نہین دیکھا۔ مین اعتراف کرتا ہون کہ یہ ایک نقص تہا جو اوس مضمون مین رہگیا۔ بہرحال اب مین اُس نقص کی تلافی کے لئے اول وہین شبہات کو ذیل مین درج کئے دیتا ہون اسکے بعد مولوی صاحب کی اس آخری تحریر پر جسکو دم واپسین کی تحریر کہنا زیبا ہوگا نظر کرونگا۔

وھو ھذا

تفصیل شبہات

(۱) حدیث ستفترق امتی علےٰ ثلاثۃ وسبعین فرقۃ الخ سے تمام فرق اسلام کا امت محمدی ہونا محقق ہے اور حدیث لا یجتمع امتی علی خطاءٍ اسکے معارض معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ ہر فرقہ کا ایک ملت معینہ پر اتفاق کرلینا لا یجتمع امتی علی خطاءٍ کے حد مین صاف ظاہر کرتا ہے کہ باہم دونون کے تعارض ہے کیونکہ حدیث صدر مین بہتر فرقہ فی النار بتلائے گئے ہین۔ پس اونکا اجماع ضرور علی الخطا تسلیم کرنا ہوگا۔

(۲) حضرات صحابہ نے شہادت عثمان غنی مین ہر دو قسم کا اجماع فعلی وسکوتی فرمایا کہ صحابہ مصر و عراق مرتکب قتل ہوئے۔ اکثر اصحاب مدنی خود اسکے محرک اور بانی تھے اور بعض اپنے گھرون مین ساکت وصامت رہے۔ یہ ارتکاب اور یہ سکوت جو مروان بن الحکم کے نہ دینے پر ہوا، یا اصلی سبب محمد بن ابی بکر کے قتل نامہ کے بدل مین ہوا، حجت شرعی ہوسکتا ہے یا نہین ہو۔

(۳) زمانۂ رسالت مین صحابہ کا اجماع فدیہ اُساری کے لینے پر ہوا تہا۔ اگر ہر فعل اجماعی پر لا یجتمع امتی علی خطاءٍ صادق آسکتا ہے تو یہان پر عتاب نازل نہوتا اور اسی مثل تخلف جیش اُسامہ مین اور نیز قصہ قرطاس مین ذوی الوجوہ صحابہ نے تکرار اپنی قائم کرلی تھی چونکہ وہ واقعہ خاص زمانۂ رسالت مین پیش آیا تو اسکا نسخ بھی بتہدید حتمی بنوت ظاہر ہوگیا۔ پس بعد کے اجماع انہین ذوی الوجوہ صحابہ جنکے حق مین

پیغمبر خود بمقدمہ تخلف جیش اسامہ کے لعنت فرما چکے تھے اور قصہ قرطاس میں قوموا عنی فرما کر خارج از بیت الشرف کا حکم دیچکے تھے۔ کس طرح حجت شرعی ہو سکتے ہیں ؟

(۴) اگر معنی لا یجتمع امتی کے کل امت کا اجماع مراد رکھتے ہیں تو شارح مواقف کا یہ فرمانا کہ ان الصحابة مع صلابتهم اكتفوا فی عقد الامامة بذلك من الواحد والاثنين كعقد عمر لابی بكر وعقد عبد الرحمان لعثمان ولم يشترطوا فی عقدها اجتماع من فی المدينة من اهل الحل والعقد فضلا من اجماع الامة (" بہر آئینہ صحابہ نے باوجود اپنی صلابت دینی کے عقد امامت میں ایک اور دو شخصوں کے متفق ہونے پر اکتفا کیا مثل عقد بیعت عمر کے ابوبکر کے لئے اور عقد بیعت عبد الرحمن کے خلافت عثمان کے لئے اور معاہدہ بیعت میں اجماع اون لوگوں کا جو مدینہ میں تھے شرط قرار نہیں دیا چہ جائیکہ اجماع امت کو شرط قرار دیتے ") کسطرح صحیح خلافت ہو سکتا ہے ؟۔

(۵) جمل وصفین میں جو خلیفۂ عصر کے مقابل اجماع صحابہ نے کیا وہ اجماع اگر علی الخطا واقع ہوا تو یہ اجماع منافی لا یجتمع امتی علی خطاء کے ثابت ہوا یا نہیں اور اگر اُن کا اجماع علی الخطا نہیں ہوا بلکہ اصحاب جمل وصفین قاتلان حضرت عثمان کو طلب کرتے تھے اور امیر جنگ واقع ہو گئی تو واقعہ عثمان غنی میں بھی مروان کاتب قتلنامہ ابن ابی بکر کو بلوائی طلب کرتے تھے اور جس طرح عثمان غنی نے مروان کو حوالہ نہ کیا اسی طرح علی مرتضیٰ نے بھی اگر قاتلان عثمان غنی کو نہ دیا تو جس طرح اصحاب جمل وصفین اپنے دعوی طلب میں مصیب تھے اسی طرح بلوائی قاتلین حضرت عثمان بھی مصیب ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟۔

اور اگر اصحاب جمل وصفین کو مجتہد مخطی قرار دیا جاوے (حالانکہ کوئی حجت شرعی نہیں پائی جاتی جس سے اونکو مجتہد سمجھا جاوے) تو بھی مجتہد مخطی کا قرار دینا مخالف حدیث لا یجتمع کے ہے۔ پھر وہ بلوائی بھی مجتہد مخطی ہو سکتے ہیں یا نہیں کیونکہ سردار بلوائیان عبد الرحمن بن عدیس صاحب بیعت رضوانی تھے۔

(۶) شرح مواقف صفحہ ۔۔۔ مطبوعہ نولکشور میں طولانی عبارت میں لکھا ہے کہ خلافت

الاجماع مطلقاً لیس بکفر" پس معلوم ہوا کہ کسی اجماع فرقہ واحدہ سے اگر دوسرا فرقہ مخالفت کرے تو وہ کافر نہین کہا جا سکتا اور نہ وہ مطعون ہو سکتا ہے۔

(۷) نور الانوار صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ مطبع مصطفائی مین مذکور ہے "ان الصحابۃ اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا الی الحدیث" الخ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ کے احکام وافعال خود رائی پر مبنی ہوتے تھے۔ پس ایسے صحابیون کی رائے اور اجماع سے جو خلافت منعقد کیجاوے وہ کیونکر قابل قبول ارباب عقول ہو سکتی ہے؟

(۸) امام احمد ابن حنبل اور تمامی علمائے اہلحدیث نے اجماع سے قاطبۃً انکار کیا ہے اور اس بات کے قائل ہو گئے ہین کہ اجماع کا کہین وجود نہین ہوا اور جو کوئی اسکا مدعی ہے وہ کاذب ہے اور یہ کہ اجماع حجت نہین ہے۔ پس ایسی حالت مین حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا بروئے اجماع قائم ہونا کیونکر صحیح قبول کیا جا سکتا ہے؟

(۹) اگر اس اجماع کی صحت کو مانا جاوے تو قول حضرت عمر "ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ ولکن وقی اللہ شرہا" کہ بیعت ابوبکر ناگہانی تھی مگر خدا نے اوسکے شر سے بچا لیا" کے کیا معنی ہونگے؟

(۱۰) اگر مدار حقیت خلافت صدیقیہ کا اجماع پر تسلیم کیا جاوے تو خلافت حضرت عمر فاروق مین یہ قاعدہ کیون اختیار نہین کیا گیا اور اسی طرح خلافت عثمان رضہ بمخالفت اس قاعدہ مقررہ کے دوسرے نہج پر کیون منعقد کی گئی۔ بینوا و توجروا۔

ان سوالات کے جواب مین جو کچھ جناب مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنے اخبار مین لکھا تھا اوسکے متعلق جیسا کہ مین اوپر لکھ چکا ہون خاکسار کا ایک مفصل مضمون جسمین اونکی ہر ایک استدلال پر کافی بحث کی گئی ہے رسالہ اصلاح ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ مین شائع ہو چکا ہے اسلئے یہان پر اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے لیکن مین ناظرین کی توجہ اوسکی طرف پھر منعطف کرنا چاہتا ہون تاکہ اس سلسلہ مین جو کچھ بحثین ہوئی ہین اون سکے یکجائی ملاحظہ سے موازنہ سوال وجواب کا باسانی ہو سکے۔

مذکورہ بالا مضمون مولوی صاحب کی خدمت مین بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا تھا اگر وہان سے

اول تو ایک مدت طویل تک صدائے برنخواست کا مضمون ظہور مین آیا۔ بالآخر جب ہمنے مجبور ہوکر اوس تحریر کو اصلاح مین شایع کرادیا تب مولوی صاحب کی آنکھین کہلین کیونکہ اوس سے مولوی صاحب کی عالمانہ کارروائیون اور اونکے علم و تبحر اور دعوی حق پسندی پر پوری روشنی پڑتی تھی۔ اُنہون نے بے سوچے سمجھے اپنے اخبار مین بتقلید امام بخاری جن باتون کو اپنے مدعا کے لئے زیادہ مضر یا ناقابل تاویل سمجھا اون مین قطع و برید کرکے اوس تحریر کو چھاپ دیا مگر افسوس ہے کہ بجز دو نمبرون کے کہ جنکی بحث بھی تمام نہوئی تھی مولوی صاحب نے بقیہ نمبر اور نیز اوسکے بعد کے آٹھ سوالات کی بحث کے متعلق ابتک کوئی رائے ظاہر نہین فرمائی حالانکہ "باقی آیندہ" کے دل خوش کن وعدہ نے ضرور یہ امید دلا رکھی تھی کہ مولوی صاحب کا صدیقی طرز عمل ہرگز اون سے وعدہ خلافی کا ناجذبانہ ارتکاب نہ کرنے دیگا اور یہ کہ وہ ضرور شبہات عشرہ کو زائل کرکے عشرہ مبشرہ کے مشن کی صداقت کا ثبوت دینگے مگر ہنوز روز اول ہے۔

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کرین گے کیا وعدہ اُنہین کرکے مکرنا نہین آتا

آمدم بر سر مطلب۔ اس تحریر مین مولوی صاحب نے جیسا کہ اونکی عادت ہے تمہیدین بہت ہی طول دیا ہے اور اپنی پہلی تحریر کے ایک تمہیدی حصہ کا پھر اعادہ کرتے ہوے لکھتے ہین "سب سے پہلی بات تحقیق کرنیکی یہ تھی کہ جس چیز پر ایمان و اسلام کا مدار ہے اور نجات آخرت اوسی پر موقوف اور محول ہے یعنی قرآن عظیم اسکے ساتھ فریقین مین سے کسکو کسقدر تعلق ہے (حسین النجم کا مبحث تحریف آپکو پوری مدد دیتا) اور آپ پر منکشف ہوجاتا کہ قرآن پر ایمان رکھنا اہل سنت ہی کا حصہ ہے شیعون کو نہ کبھی قرآن پر ایمان نصیب ہوا نہ ہوسکتا ہے اسلئے آپکو روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہوجاتی کہ اسلام کے حقیقی وارث اہل سنت ہین نہ شیعہ"

اس عبارت سے ناظرین اندازہ کرسکتے ہین کہ مولوی صاحب کا منشاء دلی اس اشتعال آمیز فقرہ سے کیا ہے؟ کیا یہ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مضمون نہین ہے؟ پیشتر جو مولوی صاحب سے خط و کتابت ہوئی تھی اوسمین اُنہون نے صاف یہ لکھا تھا

کہ جس مسئلہ اہل سنت پر آپکو شک و شبہہ ہو اوسکو آپ مجھسے پوچھ لین مین آپکی تشفی کردونگا چنانچہ اسی نظر سے مینے استفادۃً اپنے شبہات پیش کئے تھے جنکا جواب دینا اونپر بہرحال فرض تھا۔ کیا ایک مدعی اظہار حق کی یہی شان ہونا چاہیے کہ مسائل جو مسئلہ پوچھے اور جسمین کہ وہ اپنی تشفی چاہے اوسکو تو نہ بتلایا جاوے اور دوسرے مسائل مین جنمین کہ اوسکو پہلے سے اطمینان ہے اوسکو الجھا کر اصل مطلب کو گاؤ خورد کردیا جاوے۔

مولوی صاحب جو تحریف قرآن کی بحث کو درمیان مین لاکر خلط مبحث کیا چاہتے ہین مین اسکو صریح ناحق کوشی کہونگا۔ مینے جو شبہات پیش کئے ہین وہ ایسے ہین کہ محض انہین کے فیصلہ پر احد المذہبین کی حقیت یا عدم حقیت کا فیصلہ موقوف ہے۔ کون نہین جانتا کہ باہم سنی و شیعہ کے اصل مابہ النزاع مسئلہ خلافت ہے خود علما سے اہل سنت نے قبول کیا ہے کہ اصل اختلاف اور راس النزاعات دونو گروہون مین خلافت یا امامت کا مسئلہ ہے علامہ شہرستانی ملل و نحل مین صاف لکھتے ہین کہ "و اعظم خلافٍ بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃٍ دینیۃ مثل ما سل علی الامامۃ فی کل زمانٍ یعنی بہت بڑا اختلاف درمیان امت کے اختلاف امامت کا ہے کہ اسلام مین اندر وے قاعدہ دینیہ کے کبھی تلوار نہین کھچی مثل اسکے کہ جو ہر زمانہ مین بوجہ نزاع امامت کے کھچتی رہتی ہے"

پہر اگر مینے اسی اہم اختلاف کی تحقیقات اول کرنا چاہی تو کیا بیجا کیا۔ کیا یہ سب سے پہلی بات تحقیق کرنے کی نہ تھی؟ رہا یہ کہ مولوی صاحب تحریف قرآن کا معتقد شیعون کو بتلاتے ہین مینے اپنے دوسرے مضمون مین مولوی صاحب کو جتلا دیا تھا کہ تحریف قرآن کی بحث کا یہ موقع نہین ہے اسوقت صرف مسئلہ خلافت زیر بحث ہے جبتک کہ اوسکا فیصلہ نہو کسی دوسری بحث کو چھیڑ دینا حماقت ہے۔ یہ بھی لکھا تھا کہ جو آیات فضائل صحابہ کے متعلق اہل سنت کی طرف سے پیش کی جاتی ہین اون مین لفظی تحریف کا کوئی شیعہ قائل نہین ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ مولوی صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے اور بار بار خارج از بحث باتون کو اشتعال آمیز پیرایہ مین لاکر اصل بحث پر پردہ

ڈالنا چاہتے ہین۔ لہذا مین متنبہ کرتا ہون کہ تحریف قرآن کے مسئلہ کا شیعون کے سامنے دلیری کے ساتھ نام لینا مولوی صاحب ہی ایسے ایک باغیرت اور حیادار آدمی کا کام ہے جنکو اچھی طرح معلوم ہے کہ رسالہ الشمس کی چار جلدون مین النجم کے مبحث تحریف کا تار تار الگ کر دیا گیا ہے۔ جن لوگون نے کہ الشمس کو دیکھا ہے وہ جان سکتے ہین کہ حقیقتاً اس عظیم الشان تصنیف نے قدرت خدا کا تماشہ دکھلا دیا دس بیس نہین سیکڑون ہزارون بلکہ بے شمار شواہد صحابہ کرام اور امہات المومنین اور خلفائے راشدین اور ائمہ معتمدین کی زبانی بڑے بڑے جید اور مسلم الثبوت عالمون کی مستند کتابون حتی کہ صحاح ستہ سے نکالکر رکھدیے جن سے واضح ہوتا ہے کہ معمولی ملانون کا تو کیا ذکر خود اصحاب کرام اور خلفائے عظام قرآن مجید کی ایسی قابل نفرین بلکہ لعنتی ہتک و حرمت کے مرتکب ہوے کہ پناہ بخدا۔ کفار و مشرکین سے بھی اس الٰہی دین اسلام کو ایسا نقصان نہین پہونچا جیسا کہ اس معزز پارٹی نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر کتاب اللہ کے ساتھ سلوک کیا۔ سورتون کی سورتین آیتون کی آیتین غائب کر دی گئین۔ کچھ مضائقہ نہین۔ بیشمار غلطیان (معاذ اللہ) قرآن مین رہ گئین۔ کچھ پرواہ نہین۔ عرب کے کندہ ناتراش خود درست کر لینگے وہ آیات قرآنی جو مسلمانون کے لئے نور ایمان ہین بکریون کے چارے کیواسطے کام مین لائی گئین کہ اب اونکا کہین وجود بھی نہین۔ وہ قرآن پاک "لا یمسہ الا المطہرون"

جسکی شان ہے پیشاب اور خون سے اوسکے لکھنے کا حکم دیا گیا۔ حامل قرآن کے مرتے ہی کلام پاک کے بیسون پارے ہندون کی ستی کی طرح آگ مین بھسم کر دیئے گئے اور اسپر یہ دعوی کہ ہم اسلام کے حقیقی وارث ہین۔ ہم قرآن کی عزت کرتے ہین!! اُف ہے ایسی مسلمانی پر!! سچ کہا ہے جس نے کہا ہے "یہی کافر نہ کنند آنچہ مسلمان کردند"

باقی آئندہ

العبد القاصر ابو الفاروق سید محمد عسکری نقوی علی الواسطی امروہوی

غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

(سلسلہ کیلئے ۔۔ ملاحظہ ہو)

حسینؑ نے اپنی زندگی کے آخری وقت مین اپنے طفل شیر خوار کے باب مین وہ کام کیا کہ زمانہ کے فلاسفہ کی عقول کو متحیر کردیا۔ یعنی اس وقت آخر مین۔ ان جانکاہ مصائب کے ہجوم مین ان افکار کثیرہ کے تراکم مین اس تشنگی مین اس کثرت جراحات مین بھی اپنے مقصد عالی سے چشم پوشی نہ کی اور باوجودیکہ جانتے تھے کہ انکے فرزند صغیر پر بنی امیہ رحم نہ کرینگے محض اس غرض سے کہ اپنی مصیبتون کی عظمت بڑھا دین اور یہہ مصائب زیادہ عظیم الشان ہوجائین اس بچے کو اپنے ہاتھ پر بلند کرکے سب سے اوسکے لئے پانی کی خواہش کی اور زبان تیر سے اوسکا جواب سنا۔ گویا اس عمل سے حسینؑ کی غرض یہ تھی کہ تمام اہل عالم واقف ہوجائین کہ بنی امیہ کی عداوت بنی ہاشم کے ساتھ کس حد تک تھی اور تصور کرلین کہ یزید دفاع کیلئے ایسے ظلم وستم کرنے پر مجبور نہ تھا اسلئے کہ شیر خوار بچہ کا ایسی حالت مین اوس وحشت ناک طریقہ سے قتل کردینا سوائے وحشیت اور بہیمانہ عداوت کا جوہر دین ومذہب وقانون وقاعدہ کے منافی ہے اور کچھ ظاہر کرنا تھا اور یہی ایک نکتہ قبایح اعمال اور نیات فاسدہ اور عناد بنی امیہ کا پردہ فاش اچھی طرح کرسکتا ہے۔ اور تمام اہل عالم علی الخصوص مسلمانون پر ظاہر کردیتا کہ بنی امیہ فقط احکام اسلامی کی مخالفت مین ایسی حرکات نہین کرتے بلکہ جاہلانہ تعصب کیوجہ سے کوشان ہین کہ ایک متنفس بھی بنی ہاشم کا خصوصاً عترت محمدؐ کا باقی نہ چھوڑین۔ ان خیالات عالیہ کے ساتھ جو حسین کے مدنظر تھے بوجہ اوس عقل عالی اور سیاست کے کہ جو اونکے لئے مسلم تھی جبتک مقتول ہون کوئی کام ایسا نہ کیا جس سے یہ ظاہر ہوسکے کہ بنی امیہ اوسکے دور کرنے پر مجبور تھے یہانتک کہ باوجود اوس اقتدار کے جو مسلم تھا اور باوجود کمال یا اثر ہونیکے حسینؑ نے کسی ایک شہر پر بھی بلاد اسلامیہ مین سے قبضہ نہین کیا اور نہ کسی حکومت پر مملکت یزید سے حملہ کیا اور انجام مین قبل

اسکے کہ حسین سے کوئی مخالفانہ یا غیرمطیعانہ حرکت یا شورش و بلوہ ظاہر ہوا اونہین ایک بیابان بے آب وگیاہ مین محاصرہ کرلیا حسین نے ہرگزنہ کہا تہا کہ مین بادشاہ ہونگا یا مین بادشاہی کا طالب ہون فقط بنی امیہ کے اعمال قبیحہ کا اظہار کیا تہا کہ اونکی وضع وطرز سلوک باعث اضمحلال اسلام ہے اور اپنے مقتول ہونے کی خبردی اور اپنی مظلومیت پر خوش ومسرور رہتے اور جب اونہین جنگل مین گھیر لیا تہا اوسوقت بھی کہتے تھے کہ اگر مجھے چہوڑدو تو مین آمادہ ہون کہ مین اپنے عیال واطفال کولیکر سلطنت یزید یعنی مملکت اسلامیہ سے باہر چلا جاؤن - اسی ایک نکتہ نے جس سے حسین کی سلامت نفسی واضح ہے مسلمانون کے دلون مین برخلاف بنی امیہ کے انتہا درجہ کا اثر کیا - حسین سے پہلے بھی بہت سے رؤساے روحانی اور ارباب دین مظلومی سے قتل کئے گئے ہین اور اونکے قتل بعد ہی خلفشار رہا ہے اور اونکے تابعین نے اونکے دشمنون پر تلوارین کہینچی ہین چنانچہ بنی اسرائیل مین ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور بڑے بڑے تاریخی واقعات ہین تحریر (حضرت یحیی کا قصہ ایک بڑا واقعہ ہے اور علی ہذا جو سلوک یہودیون نے مسیح کے ساتھ کیا اس زمانہ تک اوسکی نظیر واقع نہ ہوئی تہی - لیکن حسین کا واقعہ تمامی واقعا پر فوقیت لیگیا - تاریخ سے ایسا نہین معلوم ہوتا کہ روحانیین وارباب دین مین سے کسی شخص نے بھی خیالات عالیہ آخرالذکر کیوجہ سے اپنی ذات کو بہ علم وارادہ قتل کرا دیا ہو یعنی ارباب دین سے جو شخص قتل ہوا اوسکے دشمنون نے دفعتاً اس پر حملہ کرکے مظلومیت سے اوسے قتل کر ڈالا اور موافق اوسکی مظلومیت کے خلفشار بھی اوسکے بعد پیدا ہوا - مگر حسین کا واقعہ عالمانہ حکیمانہ اور سیاستی حیثیت کا تہا اور دنیا کی تاریخ مین اوسکی نظیر نہین ہے - کتنے برس تک حسین اپنے مقتول ہونے کا انتظام اور تہیہ کرتے رہے اور نہایت بلند اور عالی مقصد اونکے پیش نظر تہا - تاریخ مین کہلتی پتہ نہین ہے کہ بجز حسین کسی نے بھی آیندہ زمانہ مین اپنے دین کی ترویج کے لئے بہ علم وقصد اپنی جان دی ہو جو مصیبتین کہ حسین نے اپنے جد (امجد) کے دین کے زندہ کرنے مین برداشت کین اسلاف ارباب دین پر فوق لیگئی ہین

اور سابقین مین سے کسی پر بھی واقع نہین ہوئین۔ اور بالفرض اگر کہا جائے کہ اور لوگون نے بھی دین کے لئے اور راہ دین مین جانین دی ہین تاہم حسینؑ کے طرز و انداز پر ایسا نہین ہوا حسینؑ نے اپنی جان شیرین دی۔ اپنے عزیز فرزند دئے۔ اپنے بھائی اپنے بھانجے بھتیجے اپنے دوست و اقربا سب دیدیے۔ مال دیا۔ اہل و عیال کی اسیری گوارہ کی۔ اور یہ مصیبتین دفعتاً ناگہان اور نادانستہ نہین واقع ہوئین کہ مجموعی حیثیت سے کل ایک سمجھی جائین بلکہ بہ فصل یکے بعد دیگرے یہ مصیبتین پیش آتی گئین اور وارد ہوئین۔ دنیا کی تاریخ مین ایسے مصائب کا پے در پے ہجوم کرنا حسینؑ ہی کے ساتھ مخصوص ہوا یہی باعث تھا کہ حسینؑ کے قتل ہوتے ہی اور ان درد انگیز واقعات کے پیش آتے ہی اور اونکی عورتون اور بیٹیون کے اسیر ہوتے ہی بنی امیہ کے باطن کا حال طشت ازبام ہوگیا اور اونکے اعمال ناشائستہ کی برائیان عالم پر روشن ہوگئین سیاسی احساس اور خلفشار کا مادہ مسلمانون مین پیدا ہوگیا اور سلطنت یزیدی اور بنی امیہ کے برخلاف خلفشار شروع ہوگیا اور بنی امیہ کو مخرب اسلام جانکر لوگ اونکی بدعتون اور اختراعی امور کو رد کرنے لگے اور اونہین ظالم و غاصب کہنے لگے اور اسکے برعکس بنی ہاشم کو مظلوم اور مستحق ریاست سمجھنے لگے اور حقیقی روحانیت اسلام انہین مین سمجھی گئی گویا مسلمانون نے حیات تازہ اور نئی زندگی حاصل کی اور اسلام کی روحانیت کے لئے ایک نئی رونق پیدا ہوگئی اسلام کی ریاست روحانی جو دفعتاً زائل ہوگئی تھی اور مسلمان اسلام کے جس جذبہ روحانیت کو فراموش کر بیٹھے تھے ایک خاص نورانیت اور شان کے ساتھ اوسکی تجدید ہوگئی (مضمون بہت طولانی ہے سب کو چھوڑ کر خاص تعزیہ داری کی نسبت اس عیسائی یوروپین فلاسفر اور مورخ نے جو لکھا ہے اب ہم اوسکو گذارش کرتے ہین۔ فلاسفر موصوف لکھتے ہین کہ) "جو شخص پیروان علی کی جنہون نے عزاداری اپنا شعار قرار دیا ہے صدہا ترقیون کو ہندوستان مین غور کرے ضرور تصدیق کریگا کہ وہ لوگ ترقی کے بہت بڑے نکتہ کی پیروی کر رہے ہین۔ سو برس پہلے علیؑ و حسینؑ کے پیرو ہندوستان مین

انگلیون پر شمار کرنیکے قابل تھے اور آج ہندوستان مین بحیثیت عدد کے تیسری قوم
قرار پاگئے اور یہی حال اونکا دیگر بلاد مین بھی ہے ہم جسوقت اپنے مشنری لوگون کا
(یعنی دین مسیحی کی جانب دعوت کرنیوالونکا) پروگرام دیکھتے ہین اور اوسکا موازنہ
کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ باوجود اوس تمام صرف قوت کے اس فرقہ کی ترقی کا دسوان
حصہ بھی حاصل نہین کرسکے۔ اگرچہ ہمارے مذہبی علما بھی مسیح کے مصائب کا ذکر کرکے
لوگونکو بہت متاثر کرتے ہین مگر یہ ذکر اوس وضع و اسلوب اور اوس شکل پر نہین
ہوتا جیسا کہ پیروان حسینؑ مین رواج ہے اور گویا سبب اسکا یہ ہے کہ مسیح کے مصائب
حسینؑ کے مصائب کے مقابلہ مین اوسقدر موثر اور دلگداز نہین ہین" پھر لکھتے ہین
"راقم کے نزدیک قانون محمدؐ کی حفاظت اور مسلمانون کی ترقی اور اسلام کی ترقی
سب کچھہ حسینؑ ہی کے قتل ہو جانے سے اور اون واقعات کے پیدا ہو جانے سے ہے
اسی طرح ملکی دماغ اور خلفشار کا احساس جس سے مراد ظلم و ستم کی طاعت نہ کرنا ہے
جو حکماے سیاست کے نزدیک نہایت عمدہ طریقہ اور نہایت مبارک سعادت ہے
اور ہر انسان کے لئے صفات ممدوحہ سے محسوب ہے اس قوم مین حسینؑ کی عزاداری
کی بدولت پیدا ہو گیا ہے اور جبتک وہ اس عمل کو اپنا ملکہ قرار دئے رہینگے پستی اور
زیر دستی قبول نہ کرینگے۔ ذرا غور سے دیکھنا چاہیئے اون مجالس کو جو حسین کی عزاداری
مین منعقد ہوتی ہین کہ کیسے کیسے دقیق اور حیات بخش نکتے ایک دوسرے کے کان
تک پہنچاتے ہین اور باطنی تعلیم دیتے ہین۔

راقم (یعنی مسٹر مسیوماربین) چندمرتبہ جہان ذکر مصائب حسینؑ ہوتا تھا اسلامبول مین
ایک مترجم مخصوص کے ساتھ گیا اور یہ سنا کہ وہ کہتے ہین کہ حسینؑ جو ہمارے پیشوا اور
امام تھے اور اونکی اطاعت و پیروی ہم پر واجب ہے کہ یزید کی زیادتی اور زبردستی
و ظلم مین مطیع نہ ہوے اور حفظ شرف اور علو حسب اور مقام بزرگ حاصل کرنے کیلئے
اونہون نے اپنا مال دیا اپنی جان دی اپنی اولاد دی اپنے عیال دیدیے اور اسکے
عوض مین نام نیک اور آخرت مین مرتبہ شفاعت اور تقرب بارگاہ خدا حاصل کیا

اور اونکے دشمن خسرالدنیا والآخرہ کے مصداق ہوے۔ اسکے بعد ہمنے خوب جان لیا کہ وہ لوگ درحقیقت ایک دوسرے کو تعلیم دیتے ہین کہ اگر تم حسینؑ کی پیروی رکھتے ہو اگر شرف رکھتے ہو اگر سرداری اور افتخار حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم بھی کسی طرح یزیدیون کی زبردستی اور اطاعت اختیار کرکے جور وظلم پسند نہ کرنا اور عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دینا تا کہ دنیا اور آخرت مین نیک نام اور رستگار ہو۔ یہ بات مسلم ہے کہ جس قوم کو بچپن سے وقت مرگ تک ایسی تعلیم دیجائیگی اوسمین کیسے عمدہ ملکات اور کیسے عالی خصائل حاصل ہوجائینگے ہر طرح کی سعادت وشرافت اون مین حاصل ہوجائے گی آجکل کے ملل مفتخرہ کے تمدن حقیقی کا یہی ایک نکتہ ہے۔ یہ تعلیم ہے حقوق شناسی کی۔ یہ معنی ہین بیش بہا تعلیمات کے۔ ہم اہل یورپ بمجرد اسکے کہ کسی قوم کی ظاہری حرکات کی وضع مذہبی یا ملکی مراسم مین اپنے اصول کے منافی دیکھتے ہین نا عاقلانہ سمجھکر وحشیانہ کہدیتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ جب اونکے اصلی مقصود تک غور کرکے پہونچین تو وہ حرکات عاقلانہ اور سیاسیانہ معلوم ہونگے اور ہمین ایسا ہی سمجھنا اور کہنا ہوگا چنانچہ اس فرقہ اور قوم مین۔ جو کچھہ ہمنے کہا۔ اوسکے نتایج ابھی طرح ظاہر ہین۔ مناسب ہے کہ قوم و مذہب کے رسم و رواج کی حقیقت پر ہم نظر ڈالین ورنہ ایشیائی لوگ بھی ہماری بہت سی رسمین ناپسند کرتے ہین اور بعضی حرکتون کو ہماری اپنے آداب کے خلاف جانتے ہین اور غیر مہذبانہ بلکہ وحشیانہ سمجھتے ہین۔ علاوہ سیاستی منافع کے مسلمان اس عمل مین (یعنی تعزیہ داری حسینؑ مین) آخرت کے بڑے بڑے درجات کا حاصل ہونا اعتقاد رکھتے ہین (اسکے بعد ایشیا والون کی طبیعتون کا مذہبی امور کی جانب زیادہ مائل ہونیکا حال بیان کرکے لکھتے ہین کہ) آج تین سو ملین نفوس اسلامی مین سوائے پچاس ملین کے صاحب استقلال معلوم نہین ہوتے پس اگر مسلمان مذہب سے قطع نظر کرکے اور مذہب کو پس پشت ڈالکر قومیت کے نام سے سیاستی ترقی کرنا چاہین تو بجاے نفع کے اونہین نقصان پہونچیگا۔ کیونکہ پانچ حصے مسلمانون کے دوسری قومون کے فشار مین اور دیگر مذاہب مین مضمحل ہو رہے ہین۔ اور اگر وہ قومیت کے

نام سے ترقی چاہینگے تو پانچ حصے اونکی سیاستی زندگی سے محروم رہینگے۔ ہان اگر وہ اسلام کے رسم جامع کے ذریعہ سے ترقی کرنا چاہینگے تو جمیع افراد اہل اسلام مین سیاستی روح نمودار ہو جائیگی اور روحانی سلسلہ اور رابطہ کے ذریعہ سے وہ تمام ملل اسلامیہ جو دوسری قومونکے فشار مین ہین اضحلال سے محفوظ رہینگے اور روحانی مادّے جو آج مسلمانون مین مروج ہین اون مین سے حسینؑ کی تعزیہ داری کے سوا کوئی چیز بھی سیاستی احساس مسلمانون مین پیدا نہین کر سکتی اور اگر دو قرن تک مسلمانون مین اسی طرح تعزیہ داری کو شیوع رہے اور تمام مقامات مین عمومیت حاصل ہو تو مسلمانون مین تازہ طور پر سیاستی زندگی پیدا ہو جائیگی۔ آج بھی مسلمانون مین جو استقلال باقی رہ گیا ہے اسمین نصف اعلی اسی نکتہ کی پیروی کا نتیجہ ہے (بعدہ اتحاد کے فوائد بیان کرنیکے بعد لکھتے ہین کہ) اسلامی فرقون مین کوئی فرقہ ایسا نظر نہین آتا کہ جواز راہ دیانت ذکر مصائب حسینؑ کرنیکا منکر ہو اور اوس سے نفرت کرتا ہو بلکہ اس رسم مذہبی کے ادا کرنے مین عموماً طبعی رغبت رکھتے ہین اور مختلف العقیدہ مسلمانون مین جو سوائے اس نکتہ اتحادیہ کے اور کوئی چیز ایسی معلوم نہین ہوتی ؎

پس وائے ہے اون لوگون پر جو اس اکلوتے نکتہ اتحادیہ کو بھی مٹا کر مسلمانون مین اختلاف ڈالنا چاہتے ہین اور اسکے بھی بموجب فلسفۂ ایڈیٹر وکیل ہم عدد حسد از راہ حسد بہتر ٹکڑے کرنا چاہتے ہین جو بقول ایڈیٹر صاحب موصوف کام دور انداز و نکاہے او نہین گوارا بھی گوارہ نہین ہو سکتی۔ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور سیوطی نے تاریخ الخلفا مین مستدرک امام حاکم سے بہ صحت ابن مسعود نقل کیا ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسناً یعنی جس چیز کو مسلمانان اچھا سمجھین وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ لہذا جس امر مین مسلمانان متفق ہین اوسمین اختلاف ڈالنا چاہیئے بلکہ جو اختلاف ہے اوسی کے دفع کرنیکی کوشش کرنا چاہیئے۔ بہر کیف مسٹر مسیو ماربین لکھتے ہین کہ حسینؑ تمامی روحانیین مین زیادہ تر مسیح سے مشابہ ہین مگر حسینؑ کے مصائب شدید اور سخت تر تھے اور ابتدائی پیش رفت تابعین حسینؑ کے بھی پیروان مسیح کے

قرن اولیٰ کیطرح تھے۔ اگر مسیحی لوگ بھی پیروان حسینؑ کے اصول اولیہ کی پیروی اختیار کرلیتے یا جو موانع خود مسلمانون مین پیدا ہوگئے پیروان حسینؑ کو اونکے عمل سے نہ روکتے تو انہین دونون مذہب سے ایک مذہب عالم کے قرون عدیدہ تک عالمگیر ہو جاتا۔ چنانچہ پیروان حسین کے روک تھام کے موانع جب اوٹھ گئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب تمام طبقات اسلامی کو اور تمام دیگر مذاہب کو سیل کی طرح لئے لیتا ہے" واضح رہے کہ تمامی اہل یورپ کے عیسائیون مین جرمن والے سب سے زیادہ متعصب ہین اسقدر دنیا مین جسقدر مشنریان پہیلی ہوئی ہین اون مین زیادہ تر جرمنی ہین یہی وجہ ہے کہ گو اوس دیانت داری کی وجہ سے جو ایک مورخ کے لئے لازمی ہے یہ مورخ اصل واقعات کو چھپا نہ سکا اور گو حسینؑ کا واسطے زندہ کرنے دین اسلام کے بعلم وارادہ شہید ہو جانا اور اونکے مصائب کا مسیح کے مصائب سے شدید تر اور سخت تر اور زیادہ باثمر ہونا سب قبول کیا ہے مگر بوجہ تعصب مذہبی خود دین اسلام کی حقیت قبول نہ کیا اوسکو سیاست کی جانب ڈہلکا دیا با اینہمہ اس متعصب نصرانی کی تحریر کے مقابل مین وکیل کے ایڈیٹر صاحب کی (جو مدعی اسلام ہین حسین بن علی علیہ السلام کو سردار جوانان بہشت مانتے ہین اونکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے ہین اونکے ساتھہ عقیدت رکہنا فرض جانتے ہین) تحریر دیکھکر ہمکو شرم آتی ہے اور جب مسلمانون کی اپنے نبی کے نواسہ کے ساتھہ یہ حالت ہو تو کیونکر غیر مذہب والے اسلام کی جانب کیا رغبت کرسکتے ہین اس مقام پر مرزا فصیح صاحب مرحوم کی ہمکو ایک رباعی یاد آگئی مرزا صاحب مرحوم کہتے ہین (رباعی) مین ایک نصارا سے ازرہ نادانی + پوچھا کہ مسلمان ہے + بولا وہ نصرانی + عیسی کے نواسہ کو گر عید کی قربانی + کرتے تو ہمین پھبتا دعوے مسلمانی +

ہمکو اس مقام پر ایڈیٹر صاحب کے منشا تحریر پر سخت افسوس ہو رہا ہے۔ ایک جلبی مخدوم ایڈیٹر صاحب یہ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارا ہرگز یہ منشا نہین ہے کہ اس غم کو پھیلا برس سے یا اسکی یادگار قائم نہ ہو اور ایک طرف سنیت اور شیعیت کے اختلافا

کا ذکر چھیڑ کر اس عزاداری کا آغاز اور اس ماتمی یادگار کے قائم کرنیکی ابتدا ابھی اوسی
زمانہ سے قرار دیتے ہین اور خلاف واقع ایسی ایسی باتین لکھتے ہین جن سے خواہ مخواہ
لوگون کا دل اس عزاداری کی جانب سے پھر جاے اور فریقین مین عداوت بڑھ جاے
اور یہ اکلوتا نکتہ اتحاد بھی جسکے سوا دوسرا کوئی ذریعہ مسلمانون کی ترقی کا نہین ہے
(جیسا کہ مسٹر سیو ماربین ایسے فلاسفر کی تحریر سے ابھی آپکو معلوم ہو چکا) باقی نہ رہے
بقول ایڈیٹر صاحب یہ چال تو دوراندازو نکلی تھی معلوم نہین ایڈیٹر صاحب نے
اسکو کیونکر گوارہ کیا۔ اصلاح بابت ماہ ذیقعدہ مین ناظرین دیکھ چکے ہین کہ توریت
مقدس کے اوس مضمون سے جو ہنوز بائبل مین موجود ہے اور جسکو یہود و نصاری
دونون مانتے ہین صاف دکھا دیا گیا کہ اس عزاداری اور ماتمی یادگار کا قائم رکھنا
دلیل اعظم حقیت اسلام ہے کیونکہ جناب باری نے اپنے کلیم حضرت موسیٰ کی
معرفت بنی اسرائیل کو بایں تہدید حکم دیا تھا کہ "جو کوئی نفس عین اوس دن غمگین نہ
ہو جائیگا وہ خاصتہً اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو کوئی نفس عین اوس روز مین
کوئی کام کریگا خاصتہً اوسی نفس کو مین اوسکی قوم سے فنا کر دونگا" اسلئے تمامی اہل
اسلام کو چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو ایکدل ہو کر اسکی اشاعت مین کوشش کرین اور
بمقابل یہود و نصاری اسکو اپنی حجت مین پیش کرین کیونکہ بجز مظلوم کربلا سبط حبیب
... دریگانہ دریاے مجمع البحرین + بخون طپیدۂ کرب و بلا امام حسینؑ + کوئی دوسرا
... رفقا برو زعاشورا شہید نہین ہوا ہے جسکے غم کو کوئی شخص اس
... ستہ اندیش کا یہ خیال ہو کہ یہ حکم عبادت مین غمزدہ ہونیکا
... خشوع تو ہر عبادت کے لئے لازمی ہے
... کی شام تک غمزدہ ہو جانے اور

... علحدہ بالتصریح مذکور ہین مگر کسی مین
... اس تخصیص کی کیا وجہ ہو اور باقی علامات...

بلکہ جو ا...
ہین کہ حسین...
شدید اور سخت...

تاریخ مسئلہ لف حریر

جناب اڈیٹر صاحب اصلاح زید مجدکم ۔ بتسلیم مع التکریم ۔ اصلاح نمبر جمادی الاول ۲۸ھ سنہ ۱۳۲۸ھ
کے صفحہ میں آپنے نوٹ دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مسئلہ لف حریر کی اسناد بحوالہ کتب بھیجے
جائین چونکہ جناب کا خاندان بفضلہ عالم وفاضل ہے تو جناب کو خود بکثرت
اسناد معلوم ہونگے لیکن بجہت الامر فوق الادب اوسکے اسناد بھی لکھونگا مگر پہلے اس
مسئلہ کی تاریخ لکھتا ہون اگر پسند خاطر عاطر ہو تو زیب رسالہ فرما کر ممنون فرمائے ۔

تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل اسلام اور اوائل اسلام مین چھ وضع کے
جماع تھے (۱) بہ ترکیب متعارف (۲) وطی فی الدبر لنسوان ۔ اکثر عوام عرب اس عمل
کے عادی تھے اور نفیس مزاجون کو بھی اس عمل کی ضرورت ایام حیض مین ہو جایا کرتی تھی
چونکہ کتب طب بیان امراض مقعد فصل علت ابنہ سے ظاہر ہے کہ جن عورتون سے
ایسا فعل کیا جاتا ہے تو اونکے بطن کی اکثر اولاد ذکور مابون ہوا کرتی ہے تو اس عمل
کی بدولت بکثرت مابون ہوا کرتے تھے چنانچہ **مجمع الامثال** مین میدانی نیشاپوری
نے ایک مثل مشہور عرب اخنث من مصفر استہ لکھی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فلان
شخص سرین کو زرد رنگنے والون سے بھی زیادہ مخنث ہے ۔ اس مثل کی تحقیق اور
شرح مین لکھا ہے ۔

ھذا مثل من امثال الانصار کانوا
یلقبون المہاجرین من بنی مخزوم
حکی ذلک ابن جعدۃ وزعم
انھم کانوا یعنون بہذا المثل ابا جہل
بن ہشام الیتہ بالزعفران لبرص
کان ھناک فادعت الانصار ان
انما کان یطلیہا بالزعفران تطیبا للمر

کہ یہ مثل اون صحابہ انصار کی اصطلاح
ہے جو اس مثل سے بنی مخزوم کے مہاجرین
پر طعن کیا کرتے تھے ابن جعدہ نے اونکا
ذکر کیا ہے کہ انصار کے نزدیک اخنث
من مصفر استہ سے مراد ابوجہل بن
ہشام (خال فاروق) ہے جو بنی مخزوم
سے تھا چونکہ اوسکے سرین پر برص کے

کان یعلوہ لانہ کان مشوھا وقد ضرب اھل مکۃ المثل قبل الاسلام فی التخنث برجل اخر من مشرکی مکۃ لا احب ذکرہ وزعموا انہ کان معروفا۔

وہ ہیبے تھے اسلئے وہ اپنے سرین کو زعفران سے رنگتا تھا کہ جو اوسکے سرین کو اونچا کرے تو اوس سے نفرت نہو اہل مکہ نے یہ مثل اسلام سے پہلے مشرکین مکہ سے ایک شخص کے خنثہ ہونے کے بارہ مین لکھی ہے کہ جسکا ذکر مناسب نہین اور اہل مکہ کے نزدیک وہ شخص مشہور تھا انتہی مختصرا (ضربت حیدریہ)

حاشیہ علی القاموس والقانون مین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے وکان المخانیث کثیرا فی الجاھلیۃ منہم سیدنا ...... وان داء الابنۃ کانت فی کثیر من اھل الجاھلیۃ کابی جہل وغیرہ یعنی زمانہ جاہلیت مین مخنث بہت سے تھے جن مین ہمارے سردار ...... صاحب بھی ہین اور بیشک اہل جاہلیۃ مین مرض ابنہ بہت لوگون کو تھا جیسے کہ ابی جہل وغیرہ کو (امام بخاری کی صنعت التقاکے برتنے کی ناظرین سے معافی چاہتا ہون اور یہ خوب جانتا ہون کہ جس اسم مبارک کو حذف کیا ہے اوس سے اکثر ناظرین والاتمکین واقف ہونگے)

ابو المنذر ہشام صاحب سیرۃ نے مثالب بنی امیہ مین لکھا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی کے

وعفان بن العاص ممن کان یتخنث ویلعب

باپ عفان بن العاص سے لوگ مخنث کا کام لیتے تھے اور دل لگی کرتے تھے

اور اسی سیرۃ مین یہی لکھا ہے۔ ممن کان یلعب بہ وینحل عفان ابو عثمان فکان یضرب بالدف (احقاق الحق)

کہ جس شخص سے دل لگی کی جاتی تھی اور جو اپنا نسب غیر شخص سے جوڑتا تھا وہ عفان جناب غنی کا باپ تھا جو دف بجاتا تھا اور اسی سیرۃ مین یہ بھی لکھا ہے کہ جس سے مخنث کا کام لیا جاتا تھا وہ

ممن کان یتخنث عبید اللہ ابو طلحہ۔

جناب طلحہ کے باپ عبید اللہ تھے (احقاق الحق)

ان چند اسناد سے ثابت ہوا کہ وطی فی الدبر نسوان کا بہت رواج تھا جسکے سبب ابنہ بون کی کثرت تھی۔

(۳) جماع میت۔ جیسا کہ باجمال واشارۃ فتح الباری کتاب الجنائز مین حضرت عثمان غنی کی نسبت لکھا ہے (۴) وطی بہائم (۵) وطی بامرد (۶) جلق ومساحقہ پس یہی چھ قسم کے جماع تھے مگر شرفاء عرب اور بالخصوص معززارکین بنی ہاشم ان افعال سے مجتنب اور نافر تھے (تنزیہۃ الانساب فی قبائل الاعراب)

ظاہر ہے کہ قبل اسلام اور اوائل اسلام کے زمانہ مین حجاز کا کوئی فرمانروا نہ تھا اور نہ کسی سلطنت کا وہان قانون جاری تھا ہر ایک قبیلہ مین ایک شخص سردار مانا جاتا تھا اور اوسکی پنچایت سے معاشرت کرتے تھے قیام مکہ تک تو مسلمانون کی وہی حالت رہی جو اونکی ابتدا سے تھی حتی کہ وضو اور غسل کے وجوب مین اختلاف ہے کہ یہ بھی ہجرت کے قبل واجب تھا یا نہ تھا ان نماز کے لئے اتفاق علماء ہے کہ یہ زمانہ قیام مکہ ہی مین فرض ہوچکی تھی اور باقی کوئی حکم نازل نہین ہوا تھا۔ لیکن وہ بھی پنجگانہ نہ تھی اور نہ تعداد رکعات اسقدر تھین ہجرت اور بالخصوص فتح جنگ بدر کے بعد سے معاملات وغذا ولباس ورسومات مین اسلام نے اصلاحین شروع کین اور عبادات مین باصلاح اضافہ فرمایا چونکہ بکثرت قبائل عرب مین مان بہن خالہ پھوپھی وغیرہ ایک وقت پر سب جائز ہوجاتی ہونگی جو عقلاً معیوب اور اخلاقاً مانع کمال انسانی بات تھی اسلئے حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم الخ آیت نازل فرمائی کہ تم پر تمہاری مائین بہنین بیٹیان پھپھیان خالائین اور بھتیجیان بھانجیان اور دودھ پلانیوالیان اور دودھ شریک بہنین بہوین حرام ہین۔

شرفاء عرب اور صالحین صحابہ تو ان افعال سے پہلے ہی مجتنب تھے اگر نہ بھی ہوتے تو آیت بالا اونکے اجتناب کیلئے کافی تھی لیکن حیلہ جو منافقین کو محرمات ابدی سے اجتناب ناگوار گذرا ہوگا جو اونہون نے اس حکم پر یہ اجتہاد کیا کہ جنکے بطن سے تھے اون سے مجتنب ہوے اور باقی اون سے ملوث ہوتے رہے اسیوجہ خدائے علیم کو دوسرا مفصل حکم بھیجنے کی ضرورت ہوئی کہ ولا تنکحوا ما نکح اباءکم یعنی جن عورتون کے تمہارے باپون نے نکاح کیا ہے اون سے تم نکاح نہ کرو چونکہ منافقین بھی

بڑے نکتہ رس دقیقہ سنج تھے اونہون نے نکاح کے معنی صرف عقد شرعی کے لئے پس جن عورتون سے اونکے باپون نے عقد شرعی کیا تھا اون عورتون سے وہ مجتنب ہوے اور باقی ماؤن کو حلال سمجھ لئے اگرچہ اس باب مین تیسری بار بھی ہدایت ہوئی مقتا وساء سبیلا یعنے ماؤن سے نکاح کرنا بُرا راستہ ہے لیکن اس کا تصفیہ نہونے پایا تھا کہ نزول قرآن موقوف اور پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا چنانچہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہونیکا جو مسئلہ علماء اہلسنت مین مشہور ہے وہ آیہ لاتنکحو ما نکح اباءکو کی بنیاد پر ہے اور گروہ کثیر نے نکاح کے معنی اس آیت مین عقد شرعی کے لئے ہین جماع کے نہین لئے کہ جس سے کل مائین اولاد پر حرام ہوجاتین الغرض ایسے ہی احکام کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ

واللذان یاتیانہا منکم فاذوھما وان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما (سورہ نساء)	تم مین سے جو دو مرد آوین تو اُنکو ایذا دو اور جو راستی پر آجائین تو اوسی

چشم پوشی کرو اور اسی طرح شرب خمر و قمار کی ممانعت ہوئی پس ایسے احکام سے منافقین پریشان ہوے اور پیغمبر خدا ان احکام کی تعمیل و اجرا مین کوشش اور نہایت سختی سے حدود جاری فرمانے لگے چنانچہ معالم التنزیل سورہ نساء صفحہ ۲۱۷ مین برا ابن عازب سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے مدینہ مین اپنی مان سے نکاح کیا تو آنحضرت نے اون صحابی کے قتل کا حکم دیا اور مستطرف جلد دوم صفحہ ۲۱۰ مین ہے کہ حضرت فاروق شراب کے نشہ مین مقتولان کفار پر خوب روے جو جنگ بدر مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے اور اوسی مستی مین حضرت عبد الرحمن بن عوف کا سر اونٹ کی ہڈی سے توڑا پس جب اسکی خبر پیغمبر خدا کو ہوئی تو حضرت فاروق کو آنحضرت نے خوب ٹھونکا اور اسی طرح حضرت ابوبکر کے بھانجے اور حسان بن ثابت افک عائشہ مین پٹے اور ماعز و غایدہ کا رجم ہوا اور سارقین کے دست قطع ہوے وغیرہ وغیرہ

قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ان حدبندیون اور اجراے حدود کی سختیون سے

بچنے کی خاطر حیلہ جو منافقین نے ساتواں جماع لف حریر ایجاد کیا ہوگا غالباً اس عمل سے منافقین کے اغراض یہ ہونگے کہ محرمات ابدی کی مقاربت کی رسم قدیم ترک نہو اور مؤمنات مخالفت اسلام کے بہانہ سے اپنی تئیں نہ بچا سکیں حیلہ شرعی بنا رہے اور کام نکلجاے چونکہ قبل اسلام اور زمانہ قیام مکہ میں لف حریر کا وجود نہیں پایا جاتا اسپر قیاس ہوتا ہے کہ لف حریر کا ایجاد بعد ہجرت ہوا اور اموی اور مروانی خلافتوں میں جونکہ تقلید الصحابی واجب یترک به القیاس اصول مذہب قرار پاگیا تھا اسلئے عمل لف حریر مسئلہ بن گیا چونکہ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل کے عامل بکثرت ہونگے اسلئے بنظر حفیظ تمدن اسقاط حدود کے لئے یہ حیلہ نکالا گیا کہ فقہاء نے عمل حریر کو لہو ولعب میں شمار کرکے حد ساقط کردی بلکہ اس ناپاک فعل کی نجاست کو بھی دہو دیا چنانچہ فتاوی عالمگیری جلد اول فصل ثالث میں لکھا ہے ولو لف علی ذکرہ خرقۃ واولج ولم ینزل قال بعضہم یجب الغسل وقال بعضہم لا وھو الاصح انکانت الخرقۃ رقیقۃ بحیث یجد حرارۃ الفرج واللذۃ وجب والا فلا والاحوط وجوب الغسل فی الوجہین انتہی بلفظہ اسی عبارت کے سلسلہ میں خنثی مشکل کی قبل ودبر کی وطی کے احکام میں جس میں حکم دیا گیا ہے فلا غسل علیہما اور لم یجب الغسل جامع الرموز شمس الدین قہستانی کی بحث غسل میں بحوالہ جلالی لکھا ہے لو لف المحشفۃ بثوب او غیرہ لم یجب الغسل اور اسی کتاب کے بحث صوم میں بحوالہ منیۃ المصلی لکھا ہے لو لف ذکرہ من خرقۃ مانعۃ للحرارۃ لم یفطر شرح کنز الدقائق زیلعی کتاب النکاح میں لکھا ہے لو جامعہا بخرقۃ علی ذکرہ لم یثبت الحرمۃ اس آخری اجتہاد میں اتنی وسعت ہے کہ باپ بیٹے دونوں ایک ہی عورت سے مقاربت کرسکتے ہیں اگر صرف کپڑا لپیٹنے کی تکلیف گوارا کرلیں۔ بکثرت کتب فقہ اہلسنت میں لف حریر کا مسئلہ دیکھا گیا اور کتب شیعہ نہ میرے پاس ہیں نہ میں اونکا دیکھنا پسند کرتا ہوں اس وجہ سے معلوم نہیں کہ کتب شیعہ میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ نہیں فقط احمد سلطان خاں رگورگانی مصطفوی چشتی

جناب سید اشرف علی صاحب تاجر بمبئی سے لکھتے ہیں "مسئلہ لف حریر در مذہب سنت جماعت کتاب مظاہر حق جلد سوم مطبع نظامی کانپور صفحہ ۱۳۰ و صفحہ ۱۳۱ ملاحظہ ہو مسئلہ لف حریر کتاب نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اردو مطبع منشی نولکشور باب صحبت صفحہ ۳۰۴ و صفحہ ۳۰۵ خوب خلاصہ درج ہے ضرور ملاحظہ فرما کر درج فرمائیے۔

گاؤ کشی

اسی عنوان سے ہم ایک طویل اور مدلل مضمون اخبار اثنا عشری دہلی میں شائع کرا چکے ہیں جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ملکی اور قومی ترقی منحصر ہے اتفاق پر اور اتفاق بھی ممکن ہے۔ برادران ملک یعنی ہندوؤں سے۔ اور ہندوؤں سے اتفاق ہو نہیں سکتا۔ جبتک کہ اہل الرائے اور با اثر حضرات مل جل کر متفقہ کوشش کے ساتھ گاؤ کشی کے مسئلہ پر نظر کرکے اس کے انسداد کی جانب انتہائی طاقت کے ساتھ متوجہ نہ ہوں۔

اس مقام پر ہمیں ایک اور توضیح و تشریح کی بھی ضرورت ہے وہ یہ کہ آجکل ہندوؤں میں انقلاب پسندی کا مادہ ترقی پر ہے۔ انارکزم اور انڈیا فار انڈین کا مجنونانہ خیال ان کے دماغوں میں جاگزین ہے مگر یہ نہایت ناانصافی کج فہمی اور ہٹ دھرمی ہوگی اگر ہم تمام ہندوؤں کو اس الزام میں ملوث کریں۔ اگر مولوی لیاقت حسین بنگالی اور فضل الحسن موہانی وغیرہم کی بغاوت آمیز تحریریں تقریریں اور سزایابیاں تمام مسلمانوں کو انارکسٹ بنا سکتی ہیں تو ہندوؤں کی تمام جماعت پر بھی یہ گناہ عائد کیا جا سکتا ہے ورنہ حقیقت اور انصاف یہ ہے کہ ہر شخص خواہ ہندو ہو یا مسلمان بجائے خود اپنے خیال اور قول و فعل کا ذمہ دار ہے۔ پس ہمیں ان ہندوؤں سے ملکی فوائد پر نظر کرتے ہوئے میل جول کی ضرورت ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کرتے ہوئے اپنی بہبودی کے خواہاں ہیں۔ اور ان بزرگان قوم ہنود سے اتفاق اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہم اس رسم کو مٹانے کی کوشش کریں جو ان کے لئے سخت ایذا دہ اور انتہا سے زیادہ ملال انگیز ہے۔ یہ بالکل صاف ظاہر اور سامنے کی بات ہے کہ

اس قسم کے صلح پسند۔ اتفاق جو اور مطیع گورنمنٹ ہندوؤن اور موجودہ مسلمانون مین بھی نااتفاقی کا طوفان ترقی پر ہے۔ اسکے وجوہات اگر ہم غور کرین اور ذرا تدبر سے کام لین تو ممکن ہی بہت سے وجوہات نکل آئین مگر ایک زبردست وجہ یہ بھی ہے جسے گاؤکشی کہتے ہین جسکا نام سنکر بھی ہر ایک ہندو کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ وہ اپنی پرستش کی چیز پر چھری چلتے دیکھکر کانپ اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک سخت تنفر اسکے دل مین ہر ایک مسلمان بلکہ اسلام کی جانب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اسلام کے فطری دشمنون یعنی آریون کا تو ذکر نہین مگر ہان اور روشن خیال ہندوؤن کی نسبت ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر ان سے اتحاد کی کوشش کیجائے در ان حالیکہ وہ ہمارے بعض رسم و رواج مین شریک ہین تو ہمین یقیناً اس رسم سے قطعاً علحدگی اختیار کر لینی چاہئے۔

اس مقام پر ہمین ایک اور امر بیان کر دینے کی بھی ضرورت ہے۔ ہم جہانتک نظر دوڑاتے ہین۔ ہمارے فرقہ شیعہ اور اہل ہنود مین کبھی شکر رنجی کی نوبت ہی نہین آئی۔ بلکہ سلاطین لکھنؤ نور اللہ مرقدہم کے طرز حکومت نے تو ہمین اور ہندوؤن کو ایسا شیر و شکر بنا دیا تھا کہ جسکی نظیر کسی زمانہ مین نہین ملسکتی۔ اکبر اعظم نے ہندو مسلمانون کو ضرور ایک کر دیا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اسنے نہ تو مسلمانونکو مسلمان رہنے دیا نہ ہندوؤن کو ہندو۔ اسکا مذہب ہی ایک مکسچر تھا۔ اسکی زبردست پالسی نے ہندوؤنکا مذہب تو مذہب اُن کی عزتین تک لے لی تھین مگر سلاطین لکھنؤ نے کبھی اس قسم کا خیال تک اپنے دماغ مین نہ آنے دیا۔ انکے عہد معدلت مہد مین ہندو ہندو رہے اور مسلمان مسلمان۔ مگر ہان ان بزرگوارون کی ہر دلعزیزی اور انصاف پسندی نے اتنا ضرور اثر کیا۔ ان کے اخلاق حسنہ نے یہ کرشمے ضرور دکھائے کہ ہندو اُٹھتے بیٹھتے یا علی کہنے لگے اور عزاداری مین اسقدر حصہ لیا جو تقریباً شیعون ہی کے برابر تھا۔ اسکے ڈھونڈے ڈھونڈے نشان ابتک موجود ہین اور ہر عاقل خبیر اسی سے بہت سے نتائج نکال سکتا ہے پھر جبکہ شیعون نے اپنی سلطنت کے زمانہ مین ہندوؤن کو کسی قسم کی اذیت نہین پہنچائی اور نہ آجتک ہندو شیعون کے درپے آزار ہوئے۔ پھر اب ضرورت کے زمانہ مین اس اتحاد کو کیون زیادہ

مستحکم اور استوار کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور کیون اس رسم کو ترک نہ کیا جائے جس کے چھوڑتے مین ہمارا کسی قسم کا دینی اور دنیوی نقصان نہین - ہم کیون نہ تالیف قلوب سے کام لین جس کی تعلیم فلسفہ مذہب نہایت زور وشور سے کر رہا ہے - ہم یقین کے ساتھ کہتے ہین کہ جس شخص کے دماغ مین ذرا بھی نفاست کا گذر ہے وہ ہرگز گاے کے گوشت کے قریب جانا پسند نہین کرتا - پہر ہم کیون اپنے دوسرے بھائیون کو اسکی مضرتین سمجھانے کی کوشش نہ کرین - ہماری توجہ سے یہ کام چل سکتا ہے - اس رسم کو ہم نہایت آسانی کے ساتھ ترک کر سکتے ہین - اس کے چھوڑنے مین نہ نقصان ہے نہ مضرت بلکہ اصل تو یہ ہے کہ مفت کرم داشتن والا معاملہ ہے -

ہمارا گمان ہے اور یہ گمان اب یقین سے بدلتا جاتا ہے کہ شیعون مین ہماری آواز توجہ کے ساتھ سنی جائیگی اور سنی جا رہی ہے اور کوئی تعجب نہین جو اور دسیع الخیال اہل اسلام بھی ہماری تائید مین قلم اٹھائین - ہان دیکھنا یہ ہے کہ اور رنگ زیبی مسلمان کیا کہتے ہین -

قاضی سید محمد محسن وفا سیتاپوری
سب رجسٹرار ڈومریاگنج ضلع بستی

تعزیت وتہنیت

شب ہفتم ماہ مئی کو اڈورڈ ہفتم ہندوستان نے دفعۃً اس جہان فانی سے انتقال کی - رعایاے ہند کو عموماً اور فرقہ اثنا عشریہ کو خصوصاً جسقدر صدمہ وملال ہو ابیرون از وہم وخیال ہے جارج پنجم کا تخت نشین ہونا ہر نوع باعث بہ تسکین دل حزین ہے علی الخصوص اس فرقہ امامیہ کے لئے اس مناسبت سے کہ مجموعہ ہفتم و پنجم کا بارہ ہوتا ہے چنانچہ راقم جو اشعار تاریخ وفات حسرت آیات مین نظم کئے بغرض ملاحظہ ناظرین اصلاح لکھی جاتی ہین امید کہ پسند خاطر انصاف پسندان ہون -

حضرت اڈورڈ ہفتم نے قضا کی ناگہان	اوٹھ گیا شاہ رعایا پرور ہندوستان
چھا گئی غم کی گھٹا دلہر رعایا کے تمام	کی سیہ فرط الم سے چادر ہندوستان
کیسی بیداد کی چرخ جفا کار نے	ہو گیا تاریک جس سے منظر ہندوستان

ہین سبھی رنجور و محزون پیر و اطفال و جوان ۔ غم سے ہین نالہ کنان بام و در ہندوستان
ہے دعا ہے خیر بھی یہ مصرع سال وفات ۔ جا گزین قصر جنت قیصر ہندوستان
۱۹۰۱ء
سید محمد ہاشم ڈپٹی کلکٹر بریلی

اہلحدیث کی فرعون پرستی اس عنوان سے ایک مختصر مضمون ۔ اصلاح ۱۲ جلد ۱۳ صفحہ ۱ مین درج ہوا تھا جسمین یہ دکھایا گیا تھا کہ اہلحدیث کے ایک معزز رکن نے ایک رسالہ لکھا ہے بنام ہو سمیکم المسلمین ۔ اسکا موثو اور لائق مصنف نے اس آیہ کو قرار دیا ہان ان فرعون علا فی الارض ۔ جس سے معلوم ہوا کہ کس درجہ کا روحانی تعلق انکو فرعون سے ہے اس مضمون نے فرقہ اہلحدیث سے غلیظہ وقت کو باوصفیکہ اصلاح کے دس دس بارہ صفحہ کے مضامین تو اونکو کبھی نظر ہی نہین آتے ۔ ایسا بیچین کیا کہ بر سر ہی بڑے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۸ ربیع الثانی مین لکھتے ہین ۔

اہلحدیث :۔ اصلاح کی اس حرکت پر ایک حکایت یاد آئی جو بالکل واقعی ہے ایک ماسٹر صاحب سکول سے نکلے تو آپکی نگاہ ایک پری پیکر لیڈی پر پڑ گئی وہ تو اُڑ گئی مگر ماسٹر صاحب کی عقل بھی ساتھ ہی لیگئی اب تو ماسٹر جی کا یہ حال ہوا کہ طالب علم کسی امر کی بابت سوال کرے وہ یہی جواب دین کہ یہ بھی اوسی ملعونہ کا بہکایا ہوا ہے ۔ کوئی طالب علم جوتہ سیدہا نہ کرے تو یہی فرماوین کہ یہ بھی اوسی ملعونہ کا بہکایا ہوا ہے ۔ اسیطرح ہمارے دوست اڈیٹر صاحب اصلاح جو اس بات مین مولوی حشمت العلی صاحب مقیم دہلی مصنف رسالہ سمیکم المسلمین نہ شیعہ ہے نہ سنی ۔ نہ مقلد ہے نہ غیر مقلد ۔ نہ اہل بدعت ہے نہ اہل حدیث بلکہ ان کا تو بجو ہی یہ ہے کہ سب لوگ صرف مسلمان کہلاوین پھر ایسے شخص کے اعمال و افعال کا ذمہ وار جماعت اہل حدیث کو بنانا نہ کور بالا قصہ کی تصدیق نہین تو کیا ہے ۔
یہ تو جواب تھا آپکی بے انصافی کا کہ آپ اہلحدیث سے ایسے کچھ جو اس باختہ ہین کہ بقول سے

جدہر دیکھتا ہون اودہر تو ہی تو ہے ۔

آپ کو ہر رنگ میں اہل حدیث ہی دکھائی دیتے ہیں جو در حقیقت آپ کی محبت
کا اثر ہے۔ گو وہ محبت اوس سے کم نہیں جو کسی بچہ کو آدمی سے تھی۔
اب سنئے اصل جواب مولوی حشمت العلی صاحب کا مذہب تو آپکو معلوم ہو گیا
کہ ان شخصیات سے بالاتر ہے اپنے رسالہ کے سرورق پر جو اونہوں نے آیت لکھی
ہے اوسمین اُن کا مطلب ہے کہ ایک جماعت کو فرقہ فرقہ بنا کر کمزور کرنا تو فرعون کا
کام تھا آج مسلمان خود کیوں ایسا کام کرتے ہیں کہ ایک فرقہ ہو کر متعدد فرقوں
میں تقسیم ہوتے ہیں۔ پس یہ ہے اُنکا مطلب۔ بتلائیے اسپر یہ اعتراض کیسے
آسکتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف بالقول آپکے اہل حدیث کی جماعت
فرعون پرست ہے کیا سچ ہے ؎

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

اصلاح۔ ابھی تک آپکو لال پری بننے کا شوق باقی ہے تو خیر یہی سہی۔ مگر اسکو تو میں نہیں سمجھ سکا کہ مولوی حشمت العلی نہ شیعہ ہے نہ سنی۔ کیونکہ یہ تو غیر ممکن ہے کوئی مسلمان ہو اور پھر وہ نہ سنی ہو نہ شیعہ۔ ہاں یہ دلیل بھی نرالی ہے "بلکہ انکا تو دعوی یہی ہے کہ سب لوگ مسلمان کہلا دیں پھر ایسے شخص کے اعمال و افعال کا ذمہ دار جماعت اہلحدیث کو مذکورہ بالا قصہ کی تصدیق نہیں تو کیا ہے"!

کیونکہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ آپکو صرف مسلمان کہلانے سے انکار ہے۔ خدا آپکے حال پہ رحم کرے حالانکہ جتنے لوگ مدعی اسلام ہیں سبکا دعوی یہی ہے کہ اصلی مسلمان ہم ہیں۔ پھر اس دعوی سے مولوی حشمت العلی صاحب دائرہ اہلحدیث سے کیونکر خارج ہو گئے۔
ہاں اگر آپکو اسکا دعوی ہو کہ آپ اہلحدیث ہیں مسلمان نہیں تو یہ دوسری بات ہے۔
اسپر بھی آپ اگر اونکو فرقہ اہلحدیث سے نہیں مانتے تو براہ کرم اپنے رسالہ اتباع سلف کا صفحہ ک ملاحظہ فرمائے جس میں اونکی تقریظ درج ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے رسالہ پر تقریظ لکھنے والے غیر اہلحدیث سے ہیں ؟

یہ تو جواب تہا آپکی دروغ بیانی کا جو مولوی حشمت العلی کو دائرہ اہلحدیث سے خارج کرکے لا مذہب بنایا تہا کہا ''شیعہ ہین نہ سنی - نہ مقلد ہے نہ غیر مقلد نہ اہل بدعت ہے نہ اہلحدیث'' تو پہر کیا ہے لا مذہب -

اب سنئے اپنی تاویل کا جواب کہ اگر اس آیہ کے لکہنے سے اونکا یہی مقصود تہا کہ مسلمانون کو متفرق نہ ہونا چاہیے قومی تفریق نہ کرنا چاہیئے تو وہ بہت سی آیتین لکہ سکتے تہے جسمین لفظ شیعا بہی موجود ہے - او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض - ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء - من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیہم فرحون - ان کل آیات مین لفظ شیع موجود ہے جس سے اونکی وہ غرض کہ لفظ شیع لاکر شیعونکی توہین کرین - پوری ہوتی تہی - مگر سبکو چہوڑکر اس آیہ کو لانا ان فرعون علا فی الارض وجعل اہلہا شیعا ضرور کسی خاص غرض سے ہے - آیہ ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین - وما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن سے بہی اسیطرح کی فرضی توہین شیعون کی نکال سکتے ہین -

اور اگر اونکو محض اتفاق و اتحاد کیلئے کسی آیۃ کی ضرورت تہی تو آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا سے بہتر کوئی آیہ اس غرض کیلئے نہین ملسکتا - اسکے علاوہ بہت سی آیتین ہین - اور اگر محض اسلام نام رکہنے کی غرض سے وہ کوئی آیہ تلاش کرتے تو آیہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین ایسا عمدہ آیہ تہا کہ آپ ایسے حضرات کے اسکات کیلئے کافی تہا جو اسلام کے نام سے نفرت کرکے اپنا نام اہلحدیث رکہتے ہین - جو نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین نہ صدر اول مین کبہی اس نام کا وجود تہا -

اب آئیے اسکی وجہ سنئے کہ اہلحدیث کو فرعون پرستی کا خطاب کیون دیا گیا - اسمین عمالِ اہلِ [illegible] کا کوئی قصور نہین بلکہ یہ لقب بہی آپکے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا عطیہ ہے کیونکہ وہ مدعا

احجاج بالقدر منو میں لکھتے ہین ویقولون ان فرعون کان صادقا فی قولہ انا ربکم الاعلی یعنی وہ لوگ کہتے ہین کہ فرعون اپنے اس دعوی مین سچا تھا کہ فرعون تم سب کا رب اعلی ہے۔

پھر کتاب الفرقان مین فرماتے ہین جو لاہور مین مع ترجمہ چھپ چکی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۹۴ قالوا فصح قول فرعون انا ربکم الاعلی وکان فرعون عین الحق ترجمہ۔ وہ لوگ کہتے ہین "فرعون کا کہنا "مین تمھارا رب برتر ہون" صحیح ہے اور فرعون خدا تعالے کا عین تھا" ۹۵

اگر اس سے زیادہ تفصیل درکار ہو تو اصلاح ۳ جلد ۱۰ ملاحظہ ہو کہئے اب لال پری کسکو نظر آئی۔ کیونکہ مولوی حشمت العلی صاحب کا مصدق کالا دیو ابن تیمیہ بھی ہے جسنے تصریح کر دی کہ یہ لوگ الوہیت فرعون کے قائل ہین۔

کیا اب بھی اہل حدیث کی فرعون پرستی مین عذر ہو سکتا ہے جو بتصریح ابن تیمیہ خدائی فرعون کے قائل تھے اور بنوت یزید پلید کے کیون نہو ع وزیرے چنان شہریارے چنین

اڈیٹر

واقعہ عقد حضرت شہربانو علیہا السلام

جناب شہربانو کے جناب امام حسین علیہ السّلام کی زوجیت مین آنیکے بارےمین تین مختلف قسم کی روایتین تاریخون مین وارد ہوئی ہین۔

(۱) فتح مدائن کے موقعہ پر جناب خلیفہ ثانی کے عہد مین بندی ہین آنا اور جناب خلیفہ ثانی کا جناب امام حسینؑ کی خدمت مین نذر کر دینا۔

اس روایت کو عوام اہلسنت فخریہ پیش کرتے ہین کہ جناب خلیفہ ثانی کو خاندان نبوت سے کسقدر محبت تھی۔

(۲) فتح مدائن کے موقع پر جناب خلیفہ ثانی کے عہد مین جناب شہربانو کا بندی مین آنا اور جناب امیرؑ کا اُنکو خرید کر امام حسینؑ کی زوجیت مین دینا۔

(۳) جناب شہربانو کا خود جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے عہد خلافت

ظاہری مین بندی مین آنا اور اُن حضرت کا اُنکو اپنے قرۃ العین حسینؑ کی زوجیت مین دینا۔

ہم اہل السنن کی معتمد اور معتبر کتابون سے ان تینون قصّون کی روایتین لکھکر اُنکی تنقید کرتے ہین

روائح المصطفےٰ من آثار المرتضی صفحہ ۲۰ در ترجمہ فتوح عجم للواقدی آمدہ کہ چون شہربانو درمیان سبایا بحضور عمر رسید در آن وقت کبرائے صحابہ از مہاجر و انصار در ان محفل حاضر بودند و شہربانو با حلی و حلل شاہانہ روبروے امیر المومنین عمر ایستاد و آنجناب فرمود کہ زیورہاے وے از وے بازگیرید و اورا در بیع من یزید در آرند۔ شخصے از حاضران مجلس نزد وے رفت تا زیورہا از وے بازگیرد۔ شہربانو مشتے بروے زد کہ آن شخص بزو افتاد امیر المومنین (عمر) در غضب شد و گفت کہ قصاص این ازین دختر باید گرفت امیر المومنین علیؑ کہ از حضار مجلس بود برخاست و گفت کہ من از رسول صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ ام کہ ارحموا ثلاثا۔ عزیز قوم ذل۔ و غنی قوم افتقر۔ و عالما یلعب بہ الجہال۔ (یعنے تین آدمیون پر رحم کرو۔ کسی قوم کے عزت دار پر جو حالت ذلت کو پہونچگیا ہو۔ کسی قوم کے امیر کو جو فقیر ہوگیا ہو۔ اور عالم کو جس سے جاہل کھیلتے ہون یا جسے جاہلون نے کھلونا بنا لیا ہو) و شک نیست کہ این دختر از اعز قوم خود و غنی ایشان است این زمان فقیر و ذلیل گشتہ پس بموجب فرمان نبوی مورد مراحم است۔ امیر المومنین عمر از این تقریر خوش آمد از سر انتقام او درگذشت۔ بعد ازان گفت این دختر را بکہ دہم در آن اثنا نگاہے بجانب دختر نمود دید کہ پوشیدہ نگاہے بحسین ابن علیؑ دارد۔ امیر المومنین بخندید و گفت این دختر صحبت خود خود پسند نمود۔ دیدم کہ پوشیدہ نگاہے بحسینؑ میدارد آرے خوب پسند نمودہ کہ حسینؑ درین محفل نسبت ہمہ کس حسن و ملاحت دارد کہ دیگران ندارند و نسب عالی و سیرت پاکیزہ دارد پس رو بحسین علیہ السلام نمود و گفت این دختر مع زیورات و لباس و مع کنیزگان ہمراہی او از جانب من ہدیہ است بسوے تو حسین علیہ السلام از شرم سر پائین گزاشت امیر المومنین علیؑ برخاست شکرانہ امیر المومنین عمر ادا فرمود و آن دختر را بخانہ خود برد و بحسینؑ سپرد۔ انتہی۔

اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۹۔ قال فی السیرۃ الحلبیۃ لما جیٔ ببنات کسریٰ وکن ثلاثا مع امواله و ذخائرہ الی عمر وقفن بین یدیہ وامر المنادی ان ینادی علیھن وان یزیل نقابھن عن وجوھھن لیزید المسلمون فی ثمنھن فامتنعن من کشف نقابھن ووکزن المنادی فی صدرہ فغضب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واراد ان یعلوھن بالدرۃ وھن یبکین فقال لہ علی کرم اللہ وجھہ مھلا یا امیر المومنین فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ارحموا عزیز قوم ذل۔ وغنی قوم افتقر۔ فسکن غضبہ فقال لہ علی ان بنات الملوک لایعاملن معاملۃ غیرھن من بنات السوقۃ فقال لہ عمر کیف الطریق الی العمل معھن فقال یقومن ومھما بلغ ثمنھن یقوم بہ من یختارھن فقومن واخذھن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فدفع واحدۃ لعبد اللہ بن عمر فجاء منھا بولدہ سالم واخری لمحمد بن ابی بکر فجاء منھا بولدہ القاسم والثالثۃ لولدہ الحسین فجاء منھا بولدہ علی زین العابدین۔

تاریخ الخمیس (مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۹) تاریخ ابن خلکان (مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۲۰) نور الابصار (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۶) مین بھی یہی روایت کسی قدر اختصار کے ساتھ لکھی ہے۔ اور خلاصہ مطلب ان سب روایتون کا وہی ہے جو حبیب السیر (مطبوعہ بمبئی جلد دوم جزو اول صفحہ ۳۶) مین درج ہے اور وہ یہ ہے کہ در زمان عمر بن الخطاب کہ سبایائے فارس در مدینہ رسیدند سہ دختر یزدجرد در آن میان بود و امیر المومنین عمر فرمود کہ آن دختران را مانند سائر اسیران در معرض بیع درآورند۔ امیر المومنین علیؑ فرمود کہ با بنات ملوک آن معاملہ نتوان کرد کہ با دیگران۔ امیر المومنین فاروق اعظم پرسید طریق بیع و شرائے ایشان چگونہ است۔ امیر المومنین علیؑ جواب داد کہ قیمت این ہر سہ دختر مقرر باید کرد تا مردم ثمن ایشان را معلوم نمودہ ہر کس کہ خواہد بہ ادای آن قیام نماید امیر المومنین عمر برین موجب فرمان داد۔ امیر المومنین علیؑ آن ہر سہ دختر را خرید و یکی را بامام حسین و دیگر بمحمد بن ابی بکر و سومے بعبد اللہ بن عمر بخشید۔ و حسین را از بطن او علی بن

الحسین و محمد را از ان مسنو قاسم و عبداللہ را از ان عفیفہ سالم متولد شدند۔

صاحب روایح المصطفےٰ (دیکھو ص ۴۴) نے لکھا ہے کہ یہی روایت تاریخ مرآۃ الجنان یافعی اور فصل الخطاب اور روضۃ الاحباب مین بھی لکھی ہے۔

روضۃ الصفا (مطبوعہ نولکشور جلد سوم ص ۵) مین لکھا ہے کہ امیر المومنین علی حریث بن جابر الحنفی را بحکومت بعضے از بلاد شرق (خراسان) فرستاد حریث دو دختر یزدجرد را بدست آوردہ بخدمت آنحضرت آوردہ حضرت مقدس امیر المومنین علی شہربانو را بقرۃ عین خود حسین داد و دیگر را کہ مسماۃ کیہان بانو بود بہ محمد بن ابی بکر ارزانی داشت تا بخواست۔ از یک خواہر امام زین العابدین متولد شدہ۔ و از خواہر دیگر قاسم ابن محمد۔

واضح ہو کہ کشف الغمہ مین علامہ جلیل و فاضل نبیل علی بن عیسی اربلی نے جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ سے اور اعلام الوری مین علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے یہی روایت درج فرمائی ہے دیکھو کشف الغمہ مطبوعہ ایران صفحہ ۲۰۱ اور اعلام الوری بر حاشیہ اخبار ماتم ص ۲۵۲

جامع التواریخ (مطبوعہ نولکشور ص ۱۴۴) مین لکھا ہے کہ امیر المومنین علی مرتضی حریث بن جابر جعفی را بر حکومت بعضے از بلاد شرق فرستاد و حریث مہربانو۔ ماہ بانو۔ شہربانو سہ دختران یزدجرد بن شہریار بن خسرو را بدست آوردہ بخدمت آن حضرت روانہ ساخت و آنجناب مہربانو را بزوجیت محمد بن ابی بکر صدیق و ماہ بانو را بازدواج عبداللہ بن عمر فاروق و شہربانو را بہ نکاح امام حسین در آورد و از شہربانو امام زین العابدین علیہ السلام تولد یافت۔

عمدۃ الطالب (مطبوعہ بمبئی ص ۱۷۱) وقد اختلف فی امہ فالمشہور انھا شاہ زنان بنت کسری یزدجرد بن شہریار بن پرویز وقیل ان اسمہا شہربانو قیل سبیت فی فتح المدائن فنحلہا عمر بن الخطاب من الحسین۔ وقیل بعث حارث بن جابر الجعفی الی امیر المومنین علی بن ابیطالب ع بنتی یزدجرد

بن شہریار فاخذھما و اعطی واحدۃ لابنہ الحسین فاولدھا علی بن الحسین واعطی الاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدھا القاسم الفقیہ بن محمد بن ابی بکر

یعنی حضرت امام زین العابدینؑ کی والدہ کے نام مین اختلاف ہین۔ پس مشہور تو یہ ہے کہ اُنکا نام شاہ زنان بنت یزدجرد تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ اُنکا نام شہربانو تھا۔ کہتے ہین کہ وہ فتح مدائن کی لوٹ کے وقت بندی مین آئی تھین۔ پس دے ڈالا تھا عمر بن الخطاب نے امام حسینؑ کو۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ حارثؓ بن جابر جعفی نے امیر المومنین علیؑ بن ابیطالب کے پاس دو بیٹیان یزدجرد کی بھیجی تھین پس حضرت نے اُن دو نونکو لیکر ایک اپنے بیٹے حسینؑ کو عطا کر دی تھی اور دوسری محمد بن ابی بکر کو پس ایک مخدرہ سے امام علی بن الحسین علیہ السّلام اور دوسری عفیفہ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر فقیہ پیدا ہوے۔

اردو ترجمہ فتوح العجم واقدی (مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۰ و صفحہ ۱۶۷) مین لکھا ہے کہ جناب شہربانو بنت یزدجرد فتح مدائن کی لوٹ مین مقید ہو کر حضرت عمر کے دربار مین آئی تھین۔ مگر صرف جناب شہربانو۔ یزدجرد کی کسی اور لڑکی کا کچھ ذکر نہین ہے۔

یہ ہین وہ مختلف روایتین جو مورخین نے جناب شہربانو کے زوجیت امام حسینؑ مین آنے کی بابت لکھی ہین ان سب مین یہ تو مشترک اور ثابت ہے کہ ایران کے آخری بادشاہ یزدجرد بن شہریار بن پرویز کی ایک لڑکی بندی مین آئی اُس سے امام حسینؑ علیہ السّلام کا عقد ہوا اور اُس سے امام زین العابدین علیہ السّلام پیدا ہوے۔ مگر اختلاف یہ ہے اور یہ بڑا اختلاف ہے کہ آیا جناب خلیفہ ثانی کے عہد مین آئین اور اُنہون نے اپنی عنایت سے امام حسینؑ کو ہدیہ مین دین یا جناب علی ابن ابیطالبؑ کی عہد خلافت ظاہری مین ایسا ہوا۔ تعجب ہے کہ متقدمین و متاخرین مین سے کسی نے اس معمی کے حل کرنے مین کوشش نہین کی۔ لہذا یہ حقیر اپنے مبلغ علم و بساط کے موافق اصل حقیقت کا انکشاف کئے دیتا ہے۔ اور ثابت کئے دیتا ہے کہ جناب شہربانو ہرگز جناب خلیفہ ثانی کے عہد خلافت مین بندی مین نہین آئین بلکہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ علیہ السّلام کے خلافت ظاہری کے زمانہ مین آئی تھین۔ باین دلائل و وجوہ۔

(۱) واقدی کی روایت اور صاحب عمدۃ الطالب کی پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب شہر بانو فتح مدائن کی لوٹ کے وقت مسلمانون کی بندی مین آئی ہین۔
(۲) مورخین کا اتفاق ہی کہ مدائن ماہ صفر ۱۶ھ مین فتح ہوا ہی دیکھو معجم البلدان مطبوعہ مصر جلد ہفتم صفحہ ۴۱۳۔ اردو ترجمہ فتوح العجم واقدی صفحہ ۱۶۱۔ ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۶۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۱۹۷ تاریخ ابن خلدون بقیہ جلد دوم صفحہ ۱۰۱۔ فتوحات الاسلامیہ سید احمد دحلان جلد اول صفحہ ۹۰۔ تاریخ طبری جلد چہارم صفحہ ۱۶۸۔
(۳) معتبر تاریخون سے ثابت ہی کہ یزدجرد جناب خلیفہ ثانی کی ابتداے خلافت مین جنگ قادسیہ سے کچھ پہلے ۱۴ھ کے شروع مین تخت نشین ہوا ہی کیونکہ جناب خلیفہ اول کا ۱۳ھ کے وسط مین انتقال ہوا ہی اُسوقت ازرمیدخت تخت ایران پر حکمرانی کر رہی تھی و رجناب عمر کے ابتداے عہد حکومت مین ماری گئی ہے۔ ازرمیدخت کے بعد تین بادشاہ یکے بعد دیگرے صرف چند یوم کیلئے بادشاہ بنا بنا کر مار ڈالے گئے آخر فرخ زاد کو بٹھایا گیا مگر ۶ ماہ کے بعد اوسے بھی مار ڈالا گیا۔ اور یزدجرد کو اصطخر سے لاکر تخت پر بٹھایا گیا دیکھو تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۶۹۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد اول صفحہ ۱۷۰ ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۵۶ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۸۰
اور جنگ قادسیہ بقول طبری و ابن اثیر ۱۴ھ مین اور بقول ابو الفدا محمد بن اسحق ۱۵ھ مین ہوئی ہے مگر اکثر مورخین نے ۱۵ھ کو ترجیح دی ہی۔ اور یہی صحیح ہے۔
(۴) تخت نشینی کے وقت (یعنی ۱۴ھ مین) معتبرین مورخین اہل سنت نے یزدجرد کی عمر ۲۱ سال کی لکھی ہی۔ دیکھو تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۸۰ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ تاریخ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۸۹ فتوحات الاسلامیہ سید احمد دحلان جلد اول صفحہ ۶۶ اگرچہ گبن اور واشنگٹن ایرونگ مورخین انگریزی نے اُسکی عمر تخت نشینی کے وقت ۱۵ سال کی اور مولف سیرۃ حضرت عمر مطبوعہ لاہور نے ۱۶ سال کی لکھی ہے۔
(۵) اس حساب سے فتح مدائن کے وقت (یعنی ۱۶ھ کے شروع مین) یزدجرد کی عمر ۱۷ سال سے کم اور ۲۳ سال سے زیادہ ہرگز نہین ہوسکتی۔

(۶) یزدجرد عرب جیسے گرم ملک کا باشندہ نہ تھا کہ ہم پندرہ برس کی عمر میں عورتوں سے مباشرت کرنے کے قابل ہو جاتا۔ بہرکیف جناب شہربانو اگر یزدجرد کی پلوٹھی کی اولاد بھی مان لیجائیں اور اسکے اٹھارہویں انیسویں سال بھی پیدا ہوئی ہوں تو فتح مدائن کے وقت اُنکی عمر ہرگز پانچ چھ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

(۷) صاحب تاریخ الخمیس۔ ابن اثیر۔ ابو الفدا۔ صاحب نور الابصار۔ صاحب اسعاف الراغبین۔ صاحب روضۃ الصفا۔ صاحب روضۃ الاحباب۔ صاحب حبیب السیر۔ صاحب عمدۃ الطالب۔ صاحب مطالب السئول۔ صاحب کشف الغمہ وغیرہ تمام مورخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت شعبان ۴ھ میں ہوئی ہے۔ فتح مدائن صفر ۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ اس سبب سے فتح مدائن کے وقت جناب امام حسینؑ کی عمر پونے بارہ برس کی ہوتی ہے۔

پس حقائق مندرجہ بالا کے مقابلہ میں واقدی کی وہ روایت کیونکر تسلیم ہو سکتی ہے جس میں جناب شہربانو کو ایسا طاقتور اور جوان دکھایا گیا ہے کہ وہ مرد جو زیور اتارنے آیا تھا اُنکے ایک گھونسے سے منہ کے بل گر پڑا۔ اور کب عقل گوارا کر سکتی ہے کہ ایسی شہزور لڑکی جوان عورت جو اپنے ایک گھونسے سے مرد کو اوندھے منہ گرا دے بھرے دربار میں سے جہاں مہاجرین و انصار سب کا جمگھٹا لگا ہوا تھا صرف ایک گیارہ بارہ برس کے بچے کو اپنی شوہری کے واسطے پسند کرے۔ اگرچہ ابھی تک دیگر روایتوں سے اُس مرد کا منہ کے بل گرنا ثابت نہیں ہوتا تاہم اُن تمام روایتوں سے جنمیں جناب عمر کے زمانہ میں جناب شہربانو کے بندی میں آنیکا ذکر ہے۔ اُنکا بلوغ بخوبی ثابت ہے کیونکہ اُنکے گھونسہ مارنے اور جناب خلیفہ کے قصاص لینے کا حکم سب میں موجود ہے۔ اور نہ بچے نادان سے قصاص نہیں لیا جاتا۔ حالانکہ ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت شہربانو کی عمر اُس وقت پانچ چھ برس سے ہرگز زیادہ نہ تھی۔ پس ثابت ہو گیا کہ تمام وہ روایتیں جنمیں جناب شہربانو کا حضرت عمر کے عہد میں آنیکا ذکر ہے بالکل غلط ہیں۔ اور وہی روایت صحیح ہے جس میں جناب امیر علی بن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت ظاہری میں آنا لکھا ہے۔ پس جو بات ہم

لہ عثمان ۱۸ ذیحجہ ۳۵ھ کو قتل ہوئے ہیں پس سوائے چند یوم کے جناب امیرؑ کی خلافت ظاہری ۳۶ھ

ثابت کرنی چاہتے تھے وہ اس طرح ثابت ہوگئی کہ مطلق گنجایش شک وشبہہ کی باقی نہین رہی اور تاریخ کا ایک بڑا مسئلہ جس نے آجتک لوگون شبہہ مین ڈال رکھا تھا بخوبی حل ہوگیا والحمد علی ذلک - احقر ذاکر حسین جعفر - دفتر اتالیق انگریزی دہلی -

مراسلہ انجمن اتحاد لکھنؤ

جناب من - تسلیم - جناب کو معلوم ہوگا کہ بدقسمتی سے لکھنؤ کے سنی وشیعہ مین ۴-۵ برس سے نا اتفاقی پیدا ہوگئی ہے - اسوقت تک رفع نہین ہوئی ہے اور جو قومی وملکی نقصانات اس اختلاف سے پیدا ہوے اور ہو رہے ہین وہ کسی بافہم پر مخفی نہین ہے اور آپ سے بہتر اسکو کون سمجھ سکتا ہے - فی الحال چند ہمدردان قوم نے ایک انجمن اتحاد اس غرض سے قائم کی ہے کہ جہانتک ممکن ہو ان تاشدنی اختلافات ونزاعات کو برطرف کرے اور دونون گروہ اسلام مین اتحاد پیدا ہووے - ہمکو امید ہے کہ جناب بھی بذریعہ اپنے رسالہ کے اس کار خیر مین انجمن کی مدد فرما کر ثواب دارین حاصل کرین گے اور ایسے مضامین وقتاً فوقتاً شایع فرماوینگی جو انجمن کے اغراض کیلئے سودمند ہون - آپکی خدمت مین یہ عرض کرنا کہ اخبارات کا اثر ملک اور قوم پر بہت برا ہوتا ہے فضول ہے - آپ خود جانتے ہین کہ اخبار سے بہت کچھ بھلائی یا برائی قوم کی وابستہ ہے - یہ بات مضامین اور انکے طریقہ تحریر پر منحصر ہے - انجمن کا اسوقت یہ منشا ہرگز نہین ہے کہ کسی قسم کا اعتراض آپکے مضامین پر کرے بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ آپ سے عرض کرے کہ آپ بھی کوشش بلیغ اس طرف فرمائین کہ دو فرقون کے اتحاد مین ترقی ہو جس سے آپکا بڑا احسان تمام قوم پر ہوگا یہ عریضہ از جانب انجمن صرف جناب ہی کی خدمت مین نہین بھیجا گیا ہے بلکہ انجمن نے ایسے عریضے دیگر شیعہ وسنی اخبارات کے اڈیٹر صاحبان کی خدمتمین بھی بھیجے ہین - انجمن آپسے استدعا کرتی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰ کے شروع ہوئی - جناب امام زین العابدینؑ کی ولادت سنہ ۳۸ھ (سوای بعض کے جنہون نے ۳۶ھ لکھی ہی) ۳۸ھ مین لکھی ہے اس سے بھی قرین عقل یہی پایا جاتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ جناب شہربانو مع شوہر جناب امیرؑ کے عہد خلافت ظاہری مین ۳۶ھ یا ۳۷ھ مین آئی ہونگی - ۱۲

ہے کہ آیندہ اگر کسی اخبار مین ایسا مضمون شایع کیا جاوے جس سے باہم سنی و شیعہ کے اختلاف پیدا ہونیکا اندیشہ ہو تو اوس سے انجمن کو براہ عنایت و قومی ہمدردی کے آپ مطلع فرماوینگے والسلام۔ لکھنؤ ۵ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء خاکسار دارین حامد علی سکریٹری انجمن اتحاد

اصلاح - اس انجمن اتحاد کی خبر مدت سے سن رہا ہون جبپر لکھنؤ کے النجم نے ایسے مضامین لکھے تھے کہ یہ انجمن کالعدم سمجھی جاتی ۔ مگر شکر خدا کہ ممبران انجمن کی توجہ سے یہ ایک وجودی شئی معلوم ہوتی ہے۔

اصلاح کا اصلی مقصد اتحاد و اتفاق بین الاسلام بلکہ تمامی نوع بنی آدم مین اتحاد کرانا ہے۔ مگر اسطرح کہ ایک قوم دوسرے مین مستہلک ہو جاے۔

یہ امر مشکل ہے کہ ایسی تحریرون سے اطلاع دی جاے۔ مگر ہان اصلاح جلد ۱۳ سنہ ۱۹۰۸ کے کل نمبر انجمن مین بھیجے جاسکتے ہین جس سے انجمن اسکا فیصلہ کرسکتی ہے کہ اصلاح کی کل تحریریں دفاعی ہین اخبار وکیل۔ وطن پیسہ اخبار۔ الحکم۔ بدر قادیانی۔ اہلحدیث۔ النجم۔ کرزن گزٹ۔ کس بزدلانہ طریقہ پر حملہ کرتے ہین جنکا جواب تنہا اصلاح دے رہا ہے۔ لہذا انجمن کو لازم ہے اسپر غور کرے اتحاد کے منافی کون کام کرتا ہے۔

انجمن اتحاد کا فرض ہے کہ وہ سنی اخبار نویسوںسے اسکی خاص طور پر استدعا کرے کیونکہ جو کچھ فساد ہوتا ہے اونہین سے ورنہ آپ جانتے ہین شیعون مین اخبار ہی کہان ہے ایک اثناعشری ہفتہ وار ہے ورنہ اصلاح۔ شیعہ۔ الشمس۔ العوارف سب ماہوار ہین جنکی آواز ہی کیا اور آواز ہو تو طاقت کہان۔ انکو اگر مجبور نہ کیا جاے تو کسی سے انکو مطلب ہی نہین۔

آپ اگر زیادہ نہین تو صرف اس سنہ کے اصلاح کو ملاحظہ فرمایے کہ اوسکا وقت جو عزیز کسطرح ان سنی اخبار نویسونکی بدولت ضایع کیا گیا نہ کوئی علمی بات تھی نہ کوئی دوسرا امر۔ مگر اسطرح مجبور کیا کہ ہزارون افادات جدیدہ اس سے بند ہوئے۔

پھر بتایے ہم کیا کرسکتے ہین۔ اڈیٹر

شیعہ کانفرنس - افسوس کہ اس سال اصلاح کانفرنس کی بہت سی خدمتون

سے محروم ہے جسکی اصلی وجہ یہی ہے کہ اشاعت اصلاح بہت بیقاعدہ ہو رہی ہے اور سنی اخبارون نے اسطرح ہجوم کیا ہے کہ دوسرے ضروری قومی کامون سے ہم محروم رہے پہر شیعہ کانفرنس کے کاغذات اسقدر موصول ہوئے کہ اگر انکا سب درج کیا جاتا تو شاید اصلاح اسی کام کا ہو جاتا۔

اڈیٹر صاحب آل انڈیا شیعہ گزٹ کا شکریہ ہم نہین ادا کرسکتے جو اس خوش سلوبی سے شیعہ کانفرنس کی خدمتین انجام دے رہے ہین کہ ہملوگ بہت کچھ سبکدوش ہوگئے۔ تاہم یہ اطلاعین کانفرنس کی ضروری ہین۔

(۱) بتاریخ (۷) اگست مرکزی کمیٹی کا ایک ضروری جلسہ ہونیوالا ہے جسمین کل ممبران کی شرکت ضروری ہے بہت سے ضروری امور تصفیہ طلب ہین اگر شرکت نہ ہوسکے تو بذریعہ تحریر سکرٹری صاحب کو اپنی رائے سے مطلع کرنا چاہیئے کیونکہ ممدوح نے اغراض جلسہ سے کل ممبرونکو خبر دیدی ہے۔

(۲) رپوٹ سالانہ اجلاس سوم کانفرنس ۵۲۵ صفحہ پر چھپ کر طیار ہے جسکا وزن ۶۲ تولہ اور ۳۰/ فی کتاب محصولڈاک پڑیگا جسکے نسبت سکرٹری صاحب لکھتے ہین کہ ۹ حضرات نے ابتک محصول بہیجا ہے بقیہ حضرات ٹکٹ روانہ کرین کہ بہیجا جائے۔ اور جو لوگ ریلوے اسٹیشن سے قریب ہون وہ کل ممبرون کیلئے یکجائی طلب کرلین۔

مگر ہماری رائے بلکہ تجربہ مین یہ بھی خطرہ سے خالی نہین کہ محصول ڈاک دیکر روانہ کیا جائے کیونکہ بیڈ کتابین خطوط رسائے اکثر ضایع ہوتے ہین لہذا بہتر یہ ہے کہ کل ممبرونکے نام ۵ یا ۲ رکا ویلو روانہ کیا جائے جسمین من محصول ڈاک ہوگا اور ار فیس منی آڈر اس سے ہر ممبر کو کتاب بھی بالیقینی طور پر ملجائیگی اور دفتر کا نقصان بھی نہوگا بلکہ ار فی کتاب نفع ہوگا جو محرر کے حق اجرت مین دیا جاسکتا ہے۔

انجمن مرتضوی امرتسر جناب سید محمد الیاس صاحب جارچوی نقشہ نویس سکرٹری انجمن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ابتداے ماہ مئی مین انجمن کا پہلا افتتاحی جلسہ ہوا جسکے بانی جناب مولوی مظہر حسین صاحب سہارنپوری تھے مصنف

التہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین علیہ السّلام - مگر افسوس کہ بوجہ بندش سرکاری ملازمت سے جناب
ممدوح قیام نہ کرسکے ۵ رجون کو دوسرا جلسہ ہوا جسمین جناب مولوی سید مرتضیٰ حسین صاحب پروفیسر
خالصہ کالج صدر مقرر ہوے اور جناب مولوی محمد باقر صاحب نائب صدر انجمن قرار پائے اور جناب
مرزا غلام مصطفےٰ صاحب وحاجی غلام علی صاحب تاجر - امین انجمن مقرر ہوے - تیسرا جلسہ ۱۲ جون
کو ہوا اسوقت تک ۷۰ ممبر ہو چکے ہین اور امید ہے کہ دیگر مومنین بھی عنقریب شرکت فرمائین
مقاصد اسکے عزاے امام مظلوم و مراسم دیگر مومنین شیعہ کو ترقی دینا ہے - مومنین کو سمجھ رکھنا چاہئے
کہ جب تک وہ اپنی قومی قوت کو یکجا نہ کرینگے باخود ہاکے اتفاق واتحاد سے کام نہ لینگے کبھی اونکا
کوئی کام درست نہوگا - مخالفین ہماری تعداد مین زیادہ ہین اونکی قوت زیادہ ہے وہ ہمکو
مٹا دینا چاہتے ہین - دنیا بھر کے مذاہب سے اونکو بحث نہین - کوئی سنی آریہ ہو جائے یا عیسائی اونکو
کوئی فکر نہین مگر ادہر شیعہ ہوا اور قیامت آئی -
مومنین کو خدا کا شکر لازم ہے کہ ایک ایسی گورنمنٹ کی ماتحتی مین ہمکو دیا ہے جسنے ہر طرح مذہبی آزادی
ہمکو دی اور حق مساوی عطا کیا ہے - لہذا اسیطرح ہر فرقہ اپنی قوم کی حفاظت مین سرگرم ہے
شیعونکو بھی اپنی حفاظت مین کوشش کرنا چاہیئے - امرتسر ایک تجارتی شہر ہے - انجمن کو
لازم ہے کہ ایک مشترک سرمایہ سے تجارت کا کاروبار شروع کردے کہ روزمرہ کے اخراجات کو اوسی
تجارت کا نفع کافی ہو -
شیعونکو کسی فریق سے مخالفت ومنازعت نہین اپنے مذہبی مراسم کے احیا مین سرگرم
رہین - انکا مزاحم دنیا مین کوئی نہین ہے بجز دشمنان اہلبیت اطہار کے لہذا ہمکو ہر طرح ان سے ہوشیار
رہنا چاہیئے کہ نہ یہ کبھی ہمارے خیرخواہ ہونگے نہ ہماری بھلائی چاہینگے - ہمکو انسے نزاع کی ضرورت
نہین - مگر اپنی حفاظت ضروری ہے کہ جو کچھ خطرہ ہے انہین سے ہے -

التقریظات

نور علی نور - یہ وہ کتاب ہے جس کا ایک زمانہ سے اشتیاق تھا کیونکہ جناب مولوی سید کاظم
علی صاحب بریلوی ڈپٹی انسپکٹر اسکول نے ایک رسالہ لکھا تھا جسکا نام مردۃ الامامۃ تھا -
اوسکا جواب مولوی خلیل احمد صاحب نے مطرقۃ الکرامہ لکھا اپنے فرقہ والونکو ایسا مسرور کیا

کہ وہ جامہ مین نہ سماتے تھے -

نور علی نور نے ایسا اسکا جوڑ بند علحدہ کر دیا کہ اب بنائے کچھ بن نہین آتی - تہذیب متانت تو اسکا خاصہ ہے تحقیقات ایسی ہو کہ ناطقہ بند ہو جائے - اور پہر صاحب عزت تو کچھ کلام نہ کہر سکے چھپائی لکھائی ایسی عمدہ کہ قابل دید صفحہ ۴۴ پر تمام ہے اسپر نہایت ارزان کہ قیمت ۲ر اسی سرمایہ سے دوسرا حصہ بھی شایع ہوگا اب مومنین پر ہمت افزائی مصنف لازم ہے کہ دوسرا حصہ بھی شایع ہو جائے - سید زاہد حسین صاحب نخاس کہنہ الہ آباد سے طلب فرمایئے

اشتہار مناظرہ جناب منشی بہبود علی صاحب بخشی اطلاع دیتے ہین کہ جناب صدر العلما مولانا السید غلام حسین صاحب حیدرآبادی دامت برکاتہ اثبات حقیت مذہب شیعہ کیلئے صرف قرآن سے مناظرہ کرنے پر آمادہ ہین بشرطیکہ منجانب گورمنٹ انتظام معقول ہو اور تاریخ معین سے ایک ماہ قبل اطلاع دین کیونکہ قیام جناب ممدوح بلدہ مین کم رہتا ہے مغلوب کو مذہب غالب قبول کرنا ہوگا اسکا معاہدہ پہلے سے مکمل ہونا چاہیے حنفی - وہابی - مرزائی سبکو عام اجازت ہے

اڈیٹر النجم کو اسپر خاص طور سے توجہ کرنا چاہیے -

خبر غم - جناب حاجی میر صفدر علی صاحب تاجر وایس پریسیڈنٹ انجمن امامیہ پشاور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جناب آقا میر افضل علی شاہ صاحب وایس پریسیڈنٹ انجمن حمایت الاسلام پشاور نے بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۱۰ء انتقال کیا مومنین سے دعاء مغفرت کی امید ہے کہ اس محسن قوم کیلئے دعائے مغفرت و نماز ہدیہ میت پڑہین -

جناب آقا میر افضل علی شاہ صاحب فرقہ شیعہ پشاور کے مسلم لیڈر تھے اور گورمنٹ مین نہایت معزز کرسی نشین تھے ۲۰ سال تک میونسپل کمشنر اور آنریری مجسٹریٹ تھے قومی امور مین آپکو خاص دلچسپی تھی اور ہمیشہ اصلاح قوم مین سرگرم رہے - تین روز قبل از وفات ایک خاص جلسہ مین فضول اخراجات کی موقوفی مین نہایت خلوص سے ایک رسالہ شایع کیا جسمین نہایت ہمدردی سے قوم کو پابندی شریعت پر آمادہ کیا -

جناب آقا صاحب موصوف ہر دلعزیز اور نہایت ہی خیر خواہ قوم تھے - انکا جنازہ جسوقت نکلا ہے تمام مسلمانون پر حسرت و افسوس کا عالم چھایا تھا -

چیف کمشنر بہادر نے بھی تار تعزیت سے قوم کو ممنون کیا اور اکثر دفاتر سرکاری مین ادس روز تعطیل کی گئی جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ گورنمنٹ مین ممدوح کا کیسا اعزاز تھا تمام قوم سے امید دعاے مغفرت ہے۔

افسوس کہ جناب مرزا محمد صادق صاحب شیرازی غزال مرزا رئیس ڈھاکہ نے بھی شب پنجشنبہ ۱۰ مارچ کو انتقال کیا مرحوم کیلئے بھی دعاے مغفرت کی امید ہے مرحوم کے بھائی مرزا محمد جعفر صاحب شیرازی مادہ تاریخ وفات کے خواہان ہین ولادت مرحوم کی پنجشنبہ ۹ ماہ ربیع الثانی کو ہوئی ۱۲۵۹ھ روز وفات ۱۰ ربیع الاول روز پنجشنبہ ۱۳۲۸ھ ہے آپ عہدہ رجسٹراری پر فائز تھے اور گورنمنٹ کو خاص طور پر آپکا اعزاز منظور تھا رحمہ اللہ۔

حالات ایران - ابھی تک وہی انقلاب ہے - وہی اغتشاش - نہ روس کی فوج دفع ہوئی نہ ملک کا انتظام درست ہوا ہر طرف زد و کوب ہے ایک طرف درست ہوتا ہے دوسری طرف رخنہ پیدا ہوتا ہے اور حق یہ ہے کہ جبتک دوسری سلطنتین سکوت نہ کرین یہ کمزور سلطنت کیا کر سکتی ہے۔

تازہ حادثہ ۱۸ رجب کا تار مظہر ہے کہ جناب آقا سید عبد اللہ بہبہانی رحمہ اللہ شہید ہوے جس سے تازہ انقلاب کا سامان ہے حبل المتین مورخہ ۱۷ رجب لکھتا ہے کہ ہمکو اس خبر کی صحت و عدم صحت سے کوئی بحث نہ بیہ وہ حادثہ عظمی ہے کہ جہانتک اسپر افسوس کیا جا کم ہے - کیونکہ آقا سید عبد اللہ بہبہانی مرحوم اور جناب آقا سید محمد طباطبائی ادام اللہ ظلہ وجودہ ہی ابتدا مین مشروطیت کے محرک تھے محمد علی مرزا نے انہدام پارلیمنٹ کے بعد علاوہ اون ایذا و تکالیف کے جو سیدین جلیلین کو پہونچائیں - آقا سید عبد اللہ بہبہانی کو چھ ماہ تک کرمان شاہ مین محبوس رکھا - وہان سے بصد مشکل رہائی پا کر عتبات عالیات کا سفر کیا اور وہین قیام رہا مگر تقدیر جاری ہونیوالی تھی پھر طہران تشریف لاے حالانکہ موید الاسلام اڈیٹر حبل المتین نے مخصوص عرائض بھی اس مادہ مین لکھے کہ ابھی طہران جانا مناسب نہیں ہے مگر اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون مومنین سے امید دعاے مغفرت و نماز ہدیہ میت ہے کہ اعاظم مجتہدین طہران سے تھے طاب ثراہ۔

طہران کا تار ہے کہ مستشار الدولہ صدارت پارلیمنٹ سے مستعفی ہوے اور ذکاء الملک اس عہدہ پر مامور - خدا اس سلطنت کو قائم و برقرار رکھے اور فسادات رفع ہون کہ دنیا مین یہی ایک اسلامی سلطنت

يخرج الحي من الميت

حصہ ثالثہ

فضل الباری فی تنقید صحیح البخاری

من

تالیف محی السنة قامع البدعة سیف الاسلام قاطع اعناق الکفرة اللئام ناصر شریعة جده خیر الانام فخر الحکماء الالہیین ظہیر الملة والدین مولینا السید علی اظہر دام برکاته

جو محض اس غرض سے لکھی گئی کہ تمامی اہل اسلام مین اتفاق ہو اور باخود ہا کا اختلاف رفع ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث صحیحہ غیر صحیحہ سے متمیز ہوں۔ اتفاقی۔ اختلافی مین فرق نمایان ہو تاکہ اتفاقی حدیثون پر تمامی اہل اسلام عامل ہون۔ اور اختلافی کی تحقیقات کریں اور موضوعات وضعاف سے محفوظ رہین اور اختلاف ونزاع کی بیخ کنی ہو۔ واللہ علی کل شیء قدیر

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین اما بعد یہ تیسرا حصہ ہے **فضل الباری فی تنقید البخاری** کا جسکی ابتدا باب الایمان سے کی جاتی ہے۔

چونکہ اس کتاب تنقید بخاری نے اسلامی دنیا مین ایک انقلاب عظیم ڈالا ہے[1] جس سے ہر طرف اسکا غلغلہ شروع ہے کہ صحیح بخاری مین بہت سے اغلاط ہین اور روایات ضعیفہ کے علاوہ وضعی روایتین بھی اس مین داخل ہین۔ لہذا ہمکو فضل خدا سے امید ہے کہ مسلمانون مین اتحاد و اتفاق بہت جلد پیدا ہوگا و ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

[1] یہ بھی تنقید بخاری کے فیوض سے ہے کہ خود علماء اہلسنت مین بہت سے حضرات اب بخاری کی حقیقت کھول رہے ہین چنانچہ مولوی عمر کریم صاحب حنفی ایک تحریر اخبار اہلفقہ مورخہ ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء مین باین عنوان شایع کراتے ہین "کتاب بخاری کا آغاز بغیر حمد وصلوۃ کے ہے"

کتاب بخاری کی آغاز امام بخاری رہ نے جو بطریق مسنون نہین کیا ہے یعنی اسکے شروع مین نہ تو حمد لکھا ہے نہ صلوۃ۔ ہم اسکے متعلق کوئی امر اپنی طرف سے لکھنا نہین چاہتے بلکہ علامہ عینی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری (جلد ا صفحہ ۱۵) مین جو کچھ لکھا ہے صرف اسی کا نقل کردینا کافی سمجھتے ہین اور وہ یہ ہے۔ ذکروا ان من الواجب علی مصنف کتاب او مولف رسالۃ ثلاثۃ

صحیح بخاری باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن شعبہ عن قتادہ عن انس عن النبی وعن حسین المعلم قال ثنا قتادہ عن انس عن النبی قال لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

باب ایمان کی بات یہ ہے کہ جو اپنے لئے چاہے وہی اپنے بھائی مسلمان کیلئے چاہے ہمسے بیان کیا مسدد نے کہا ہمسے بیان کیا یحیی نے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرتؐ سے اور حسین معلم سے کہا ہمسے بیان کیا قتادہ نے اسے روایت کی انس سے انہوں نے آنحضرتؐ سے فرمایا کوئی تم میں سے اسوقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک جو اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے چاہے"

بقیہ نوٹ صـ۲ اشیاء وھی البسملۃ والحمد لہ والصلوۃ ومن الطرائق الجائزۃ اربعۃ اشیاء وھی مدح الفن وذکر الباعث وتسمیۃ الکتاب وبیان کیفیۃ الکتاب من التبویب والتفصیل۔ اما البسملۃ والحمد لہ فلان کتاب اللہ متوج بہما ولقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بذکر اللہ وبسم اللہ الرحمن الرحیم فہو اقطع۔ رواہ الحافظ عبد القادر فی اربعینہ۔ وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام کل کلام لا یبدأ فیہ بحمد اللہ فہو اجذم رواہ ابو داؤد والنسائی۔ وفی روایۃ ابن ماجہ کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بالحمد اقطع ورواہ ابن حبان وابو عوانہ فی صحیحہما وقال ابن صلاح ھذا حدیث حسن بل صحیح واما الصلوۃ فلان ذکرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مقرون بذکرہ تعالی ولقد قالوا فی قولہ تعالی ورفعنا لک ذکرک معناہ ذکرت حیثما ذکرت وفی رسالۃ الشافعی رحمہ اللہ تعالی عن مجاہد فی تفسیر ھذہ الایۃ قال لا اذکر الا ذکرت اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وروی ذلک مرفوعا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی جبرئیل علیہ السلام الی رب العلمین قالہ النووی فی شرح مسلم ثم ان البخاری رحمہ اللہ لم یات من ھذہ الاشیاء الا بالبسملۃ۔

شرح اس حدیث کی صحت مین درایۃً کوئی عذر نہین کہ بیشک یہ کلام رسول اللہؐ ہے اصول کافی مین بھی بذیل حدیث طولانی یہ حدیث موجود ہے عن ابی عبد اللہؑ قال حق المسلم ان لاتشبع ویجوع اخوہ ولایروی ویعطش اخوہ ولایکتسی و یعری اخوہ فما اعظم حق المسلم علی اخیہ المسلم وقال احب لاخیک المسلم ما تحب لنفسک واذا احتجت فسلہ وان سالک فاعطہ الی آخرہ صفحہ ۳۴۵ کتاب الایمان و الکفر

بقیہ نوٹ صفحہ خلاصہ مطلب اس تقریر کا یہ ہے کہ ہر کتاب کے مصنف پر واجب ہے کہ کتاب کا شروع تین چیز سے کرے ایک بسملہ دوسرا حمد اور تیسرا صلوۃ ۔ لیکن بسم اللہ اور حمد ۔ پس اس واسطے کہ ایک تو قرآن شریف کا آغاز بھی پہلے انہیں دونون سے ہین ۔ اور دوسرے یہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو شی کہ بغیر ذکر اللہ اور بغیر بسم اللہ کے شروع کی جائے پس وہ اقطع اور اجذم ہے یعنی ایسی شی مین خیر نہین ہے اور اس حدیث کو حافظ عبد القادر نے اربعین مین اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابو عوانہ نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کیا ہے اور کہا ابن صلاح نے کہ یہ حدیث حسن بلکہ صحیح ہے ۔ اور صلوۃ پس اسکا حکم بھی مثل بسم اللہ اور حمد کے ہے ۔ لیکن بخاری نے کتاب بخاری مین ان تینون مین سے سوائے بسم اللہ کے اور کسی سے نہین کیا ۔ فقط

پس اس تقریر سے علامہ عینی کے یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری نے کتاب بخاری کا آغاز بطریق مسنون نہین کیا ہی کہ جس سے اسکا اقطع اور اجذم ہونا لازم آتا ہے ۔

اس کی چند سطر کے بعد علامہ عینی نے ان عذرات کی بہ نسبت جو لوگون نے بخاری کی طرف سے اس خصوص مین کیا ہے یہ لکھی ہین ۔ ثم انہم اعتذروا عن البخاری باعذار ھی بمعزل عن القبول ۔ یعنی لوگون نے جو عذرات اس حمد وصلوۃ کے نہ لکھنے کے بارہ مین بخاری کی طرف سے پیش کیا ہی وہ کوئی بھی قابل قبول نہین ہی ۔ بعد اسکے علامہ عینی نے ایک ایک عذر کو لکھکر اسکا جواب باصواب دیا ہے کہ جسکو ہم بخوف طوالت یہان نقل نہین کرتے جسکا دل چاہے کتاب مذکور مین دیکھ لین ۔

الغرض علامہ عینی نے امام بخاری پر اعتراض کو قائم رکھا ہی ۔ اور یہ ثابت کیا ہی کہ امام بخاری

یعنی فرمایا جناب امام جعفر صادق ؑ نے کہ حق مسلم مسلم پر یہ ہے کہ خود نہ سیر ہو جب
اوسکا برادر مسلم بھوکھا ہو۔ خود پانی نہ پئے جبتک بھائی پیاسا ہو۔ خود نہ کپڑہ پہنے جب
بھائی اوسکا برہنہ ہو پس کسقدر اعظم ہے حق برادر مسلم کا مسلم پر اور فرمایا اپنے
بھائی کے لئے بھی وہی چاہے اور اونہیں باتوں کو دوست رکھے جو اپنی نفس کے
لئے چاہتا ہو جب خود محتاج ہو اوس سے سوال کرے اور جب وہ سوال کرے
تو اوس کی حاجت برلائے۔

مگر افسوس کہ بخاری نے اس حدیث کو لکھا اس طرح پر کہ بعید اعتراضات ہوتے
ہین چنانچہ پہلا اعتراض یہ ہے کہ بخاری نے باب من الایمان باندھا عمدۃ القاری
مین ہے قال الکرمانی قدم لفظ من الایمان بخلاف اخواتہ حیث یقول
حب الرسول من الایمان ونحو ذلک من الابواب الاتیۃ التی مثلہ اما
للاہتمام بذکرہ و اما للحصر فکانہ قال المحبۃ المذکورۃ لیس الا من الایمان
تعظیما لھذہ المحبۃ وتحریصا علیہا وقال بعضہم ھو توجیہ حسن الا انہ یرد
علیہ ان الذی بعدہ الیق بالاہتمام والحصر معا وھو قولہ باب حب الرسول
من الایمان فالظاہر انہ اراد التنویع فی العبارۃ ویمکن انہ اہتم بذکر حب
الرسول فقدمہ قلت الذی ذکرہ لا یرد علی الکرمانی وانما یرد علی البخاری
حیث لو قیل باب من الایمان حب الرسول ولکن یمکن ان یجاب [illegible] بانہ
انما قدم لفظہ حب الرسول اما اہتماما بذکرہ اولا و اما استلذاذا بہ
مقدما و لان محبتہ ھی عین الایمان ولولا ھو ما عرف الایمان صـ۱۶۲
کہا کرمانی نے کہ بخاری نے اس باب مین لفظ ایمان کو مقدم کیا بخلاف اون بابون
کے جو اوسکے بعد ہین کہ کہا حب الرسول من الایمان۔ اسکی دو وجہ ہوسکتی ہے
ایک یہ کہ اس بارہ مین اہتمام منظور تھا دوسرے یہ کہ حصر منظور تھا۔ تو گویا کہا محبت

بقیہ نوٹ صـ۴ کسی طرح اس الزام سے بری نہین ہوسکتے کہ انہون نے کیون کتاب بخاری کا آغاز بغیر
حمد و صلوۃ کے کیا اور کیون حدیث صحیح کی مخالفت کی۔ فقط (کلیۃ عمر کریم از عظیم آباد پٹنہ محلہ سنگی مسجد)

مذکورہ نہین ہے مگر ایمان سے بغرض تعظیم اس محبت کے اور اس غرض سے کہ اسپر ترغیب وتحریص حاصل ہو۔

کہا بعض نے (اشارہ ہے ابن حجر عسقلانی کی طرف) کہ یہ توجیہ تو خوب ہے مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جو باب اسکے بعد ہے باب حبّ الرسول من الایمان۔ اوسمین اہتمام زیادہ ضروری تھا اور نیز حصر کی اوسکو زیادہ ضرورت تھی لہذا معلوم ہوا کہ مقصود بخاری تنویع عبارت ہے کہ ایک ہی مطلب کو مختلف عنوان سے ادا کیا اور ممکن ہے کہ اونہون نے اہتمام کیا ہو ذکر حب الرسول مین اسی لئے مقدم کیا باب حب الرسول من الایمان مین۔

عینی لکھتے ہین کہ یہ اعتراض کرمانی پر نہین وارد ہوتا۔ بلکہ بخاری پر وارد ہوتا جنہون نے یہ نہین کہا باب من الایمان حب الرسول۔ مگر ہان یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ لفظ حب الرسول کو اسلئے مقدم کیا کہ یا تو اہتمام اس بارہ مین منظور تھا یا لذت لینا حضرت کے نام سے تقدیم مین اور اسلئے کہ محبت حضرت کی عین ایمان ہے اگر وہ نہ ہو تو ایمان کی شناخت ہی نہ ہو۔"

غرض یہ ہے کہ بخاری نے اس باب کو جسمین محبت مسلم کی تاکید ہے اس طریقہ سے بیان کیا کہ اوس سے معلوم ہوتا اگر اس قسم کی محبت نہ ہو تو وہ مسلم ہی نہین رہتا بخلاف محبت رسول اللہ کہ اوس کو اس طرح بیان کیا کہ وہ بھی ایمان سے ہے مگر نہ ایسا کہ اوسپر ایمان کا انحصار ہو۔

ابن حجر عسقلانی نے یہ اعتراض کرمانی کی توجیہ پر کرنا چاہا تھا۔ مگر عینی نے بتادیا کہ اسمین کرمانی کا کیا قصور۔ اصل مجرم تو بخاری ہین جنہون نے اس عنوان سے دونو باب کو لکھا۔

مگر ان سب کے ساتھ پھر یہ تاویل کرتے ہین کہ حب الرسول کو اسوجہ سے لکھا کہ اس مین اون کو کمال اہتمام تہا یا اسوجہ سے کہ حضرت کے نام کی تقدیم مین اونکو لذت ملتی ہے مگر اسپر کسی نے نہ خیال کیا کہ اگر بخاری کو حضرت سے کسی

طرح بھی محبت ہوتی تو اس باب حب الرسول من الایمان کو سب پر مقدم کرتے نہ یہ کہ سب بابوں کے بعد اس کو لاوے وہ بھی اس طرح کہ نہ اوسمین کوئی اہمیت ہے نہ اہتمام بلکہ جسطرح کہانا کھلانا اسلام سے ہے اوسی طرح حضرت کی محبت بھی ایمان سے ہے۔ یعنی دونون باتین محض معمولی ہین۔ اونپر اسلام و ایمان کا مدار نہین ہے۔ اس سے بڑہکر ان کی ایمانداری کی کیا دلیل ہوسکتی ہے۔

سلہ مولوی عمر کریم صاحب حنفی جو علماے احناف مین مشاہیر روزگار سے ہین اپنی ایک تحریر مین جو اخبار اہلفقہ مورخہ ۵ ر نومبر ۱۹۰۹ء مین چھپی ہے لکھتے ہین امام بخاری نے جو حملہ حضرت امام ابو حنیفہ رہ پر اور جو توہین حضرت کی کتاب بخاری مین کی ہے اور بے ادبی سے جو کلمات تحقیر جا بجا آپکی شان مین کثرت سے استعمال کئے ہین مثلاً چوبیس جگہ آپکو بعض الناس جو کلمہ تحقیر کا ہے (لکھا ہے)

پھر لکھتے ہین لیکن افسوس اس دوسرے امر کا ہے اور وہ یہ ہے کہ بخاری مین کلمات توہین کا استعمال صرف امام ابو حنیفہ رہ ہی کی ذات تک محدود نہ رہا بلکہ صحابہ کرام بلکہ خود رسول اللہ م کی ذات اقدس بھی ایسے کلمات سے محفوظ نہ رکھی گئی۔ اور آپ کے مرتبے اور علو شان کی مطلق پروا نہ کی گئی۔ جو کلمات اہانت کے صحابہ کرام کی شان مین کتاب بخاری مین لکھے گئے ہین اُن کا تذکرہ ہم یہان نہین کرتے اس تحریر مین ہم صرف اُن چند مقامات کا ذکر کرتے ہین کہ جنمیں رسول مقبول ع کی شان مین توہین کے کلمات استعمال کئے گئے ہین

اول (باب قول الرجل للرجل اخسأ) بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۱۱ یعنی یہ باب ہے قول کا واسطے رجل کے اخسأ۔ پس یہان رجل اول سے مراد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ اور رجل دوم سے مراد ابن صیاد ہے۔

دوم باب قول الرجل مرحبًا۔ یعنی یہ باب ہے قول رجل کا مرحبا بخاری مطبوعہ ایضاً صفحہ ۹۱۲۔ اس جگہ بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔

سوئم باب ماجاء فی قول الرجل ویلک۔ یعنی باب ہے قول مین رجل کے ویلک۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۱۰ یہان بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ بخاری نے دو روایت کی اسناد کو اسطرح ملایا ہے کہ شراح مین ایک خاصہ اضطراب پیدا ہو کیونکہ سلسلہ روایت مین آپ دیکھ چکے ہین حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن شعبہ عن قتادہ عن انس عن النبی جس سے معلوم ہوا کہ سلسلہ سند تمام ہوا اوسکے بعد لکھتے ہین وعن حسین المعلم جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انس رسول اللہ سے روایت کرتے ہین اور حسین معلم سے جو عطف کا مقتضی ہے مگر مقصود یہ نہین ہے بلکہ دو روایتون کا سلسلہ ایک کر دیا گیا ہے عمدۃ القاری مین ہے۔ قال الکرمانی قولہ عن حسین هو عطف اما علی حدثنا مسدد فتكون تعليقا والطريق بين حسين والبخاری غير طريق مسدد واما علی يحيی فكانه قال حدثنا مسدد حدثنا يحيی عن حسين واما علی قتادة فكانه قال عن شعبة عن حسين عن قتادة ولا يجوز عطفه علی يحيی لان مسددا لم يسمع عن

کہا کرمانی نے کہ قول بخاری عن حسین المعلم یا عطف ہے حدثنا مسدد پر تو اس صورت مین یہ روایت تعلیق ہوگی کیونکہ بخاری کی روایت حسین سے بطریق مسدد نہین ہے (تو حدیث صحیح نہین رہی) یا عطف ہے شعبہ پر جس سے عبارت کی تقدیر یون ہوگی حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن حسین یا عطف ہے قتادہ پر تو گویا تقدیر عبارت یون ہوگی

چہارم۔ قول الرجل للشئ لیس بشئ الخ۔ بخاری مطبوع ایضا صفحہ ۹۱۔ یعنی یہ باب ہے قول رجل واسطے ایک شئی کے لیس بشئ۔ الخ اس مقام مین بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔

پس دیکھئے کہ بخاری کی متعدد جگہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہٹکر بجاے اسکے لفظ رجل کا کہ جو عوام الناس کے حق مین بولا جاتا ہے کس کشادہ پیشانی سے بے دھڑک استعمال کیا گیا ہے کہ جو بہر حال سخت افسوس کے قابل ہے۔

سب بخاری پرست جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثل اپنے ایک آدمی جانتے ہین اسکا ماخذ یہی کتاب بخاری ہی ہو تو عجب نہین۔

(محمد کریم از عظیم آباد پٹنہ سنگی مسجد)

ترجمہ نہایت فصیح وبلیغ اور سلیس

عام فہم سہل بامحاورہ

ہدیہ علاوہ خرچ ڈاک
درجہ اول
درجہ دوم
درجہ سوم

اردو ترجمہ قرآن مجید
مطابق روایات ائمہ معصومین علیہم السلام
از مستفادات
عالی جناب معلی القاب دقیقہ شناس رموز
قرآنی متکلم ومناظر لاثانی جناب مولوی
حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی
دام ظلہ العالی

مذکورۂ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زرکثیر بڑی محنت جانکاہی سعی اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہی (چار پارے بفضلہ چھپ گئے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجیے مفت ارسال خدمت ہوگا۔

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی - دفتر شفاخانہ ہندوستانی - دہلی

وظائف اوراد ادعیہ کی کتابیں رعایتی قیمت پر

چونکہ ماہ مبارک رمضان شیعوں کا خاص متبرک مہینہ ہے اور مومنین کو ان میں اعمال و ادعیہ کا اشتیاق زیادہ ہے
اس وجہ سے حسب ذیل کتابوں کی قیمت میں چہارم تخفیف کر دی گئی ہے تاکہ اخوان ایمانی کو سہولت ہو اور
خاکسار بھی حسنات میں شریک ہو۔ یہ رعایت ۱۵ ماہ شعبان المعظم سے ۱۵ ماہ شوال المکرم تک دو ماہ تک

نمبر	نام کتاب	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	صحیفۂ علویہ (از جناب امیر علیہ السّلام) در ادعیہ۔ کاغذ سفید گندہ۔ مجلد	بمبئی	۴؎	۱۵ر
۲	صحیفۂ کاملہ (از جناب امام زین العابدینؑ)	"	۷ر	۵ر
۳	مفتاح الجنان (دعا و اعمال کی بے نظیر کتاب	"	عہ	۱۲ر
۴	مجتبیٰ۔ در ادعیہ از سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ۔ کاغذ سفید گندہ	"	۵ر	[illegible]
۵	رسالہ سہ۔ ۲ اب منسوب بہ دانیال پیغمبرؑ	"	۳ر	۲
۶	مشکوۃ الانوار۔ مجلسی رحمہ اللہ در صفات قرّاء قرآن و شرائط قرات و خواص آیات و سور	ایران	۱۰ر	۸ر
۷	لمعات الانوار۔ در وعظ از واعظ اصفہانی	"	۱۲ر	۹ر
۸	فقہ مجلسی رح۔ محشی بحواشی آقاے سید کاظم صاحب طباطبائی مدظلہ العالی	"	۴؎	۱۵ر
۹	خلاصہ نجاۃ العباد موافق فتاواے آقاے صدر مدظلہ العالی	"	۸ر	۶ر
۱۰	تبصرۃ المتعلمین از علامہ حلی رح	"	۱۰ر	۷ر

المشتہر

حاجی سید سخاوت حسین تاجر کتب باغ مکہ لکھنؤ

[illegible]

سید ... حسین پرنٹر ...

رجسٹرڈ ہی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت وترقی

عام مسلمانون کی ہر قسم کی اصلاح

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۸ ہجری | جلد ۱۳

علی حیدر اڈیٹر

چندہ سالانہ ۶ — مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا — فی پرچہ ۸ر

نمبر خریداری اگر نہ لکھیے گا تو تعمیل ناممکن ہے۔

مظفری یتیمانہ فنڈ .... جمع سابق لا ؁ لعہ

تذکرہ مجلسی علیہ الرحمہ جسکا ریویو اصلاح ۔۔ مین درج تھا فاضل مصنف نے اب اوسکی قیمت بجاے عصہ ۔ ۸ ر کر دی ہے شائقین طلب کرین کہ پھر ملنا دشوار ہوگا۔ اسکو سوانح عمری علماء شیعہ کی پہلی کتاب سمجھنا چاہیے جناب مولوی غلام عباس صاحب لوہاری منڈی نانک پہلہ لاہور سے طلب فرمایئے ۔

شکریۂ خاص جناب سید اولاد حسین صاحب سجاد ہیڈ کلرک پولیس ٹورک سی پی خریداران اصلاح کو جو نمبر سے خریدار ہون ۔ بشرطیکہ جناب ممدوح کو اپنے تخلص اور اشتیاق سے اطلاع دین تو ممدوح اپنا واسوخت مفت بھیجینگے یہ واسوخت واقعاً عجب طرح کا واسوخت ہے کہ عاشقانہ مضامین کے ساتھ مدح اہلبیت بھی شامل ہے ۔

تعجب بالاے تعجب اصلاح نمبر مین اعلان دیا گیا تھا کہ اصلاح نمبر دس ہزار چھپے گا جو مفت تقسیم ہوگا مگر صرف ۲۰۰ درخواستین اس مضمون کی آئین جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہماری قوم کو کسقدر اس سے دلچسپی ہے چونکہ نمبر بہت سے بیکار پڑے ہین لہذا امید ہے کہ جو حضرات شایق ہونگے مفت طلب فرمائینگے ۔

شکریہ معاونین اصلاح جنکی ادنے توجہ سے اصلاح کا وجود باقی ہے ۔ اگر دیگر حضرات بھی ادھر توجہ فرمائین تو اصلاح کی مصیبت دفع ہو سکتی ہے ۔ خدا کرے اور حضرات کو بھی اسکی ضرورت محسوس ہو شکریہ حسب ذیل ہے ۔

اسماے معاونین علاوہ سابق

۲۲۱۳

جناب سید تیغ علی صاحب ڈرائنگ ماسٹر	۱
جناب منشی میر نثار عباس صاحب شمس آبادی	
ثم محرر ۲۲۳۹ مع سابق	۴
جناب سید حاکم شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ۱۱۴۱	۱
جناب مولوی علی اکبر صاحب پیشنماز ۳۵۲۶	
مع سابق	۲
جناب حکیم قمر الدین صاحب ۱۲۶۱	۱
جناب مولوی سید محمد ذکی صاحب شیدا	
نائب تحصیلدار ۳۰ ۳۵	۱
جناب میر محمد مہدی صاحب الہ آباد	۱
جناب منشی محمد خان صاحب کلرک ۴۱۰۲	۱

جناب منشی غلام حسین خانصاحب سب انسپکٹر ۴۲۵۵	۱
جناب سید وارث علی شاہ صاحب کربلائی	
قدیم معین اصلاح ۳۷۶	۱
جناب منشی سید محمد محسن صاحب منصرم	
کستہ ۲۳۵۵ مع سابق	۴
جناب میر ناصر حسین صاحب گوشلا	۱
جناب منشی شیخ محمد علی صاحب سیالکوٹ	۱
جناب حاجی مولوی سید حسین علی صاحب	
سبزواری پروفسر دینیات مع سابق	۲
جناب تفضل حسین صاحب سہارنپور ۲۴۸۹	
مع سابق	۲
جناب سید آل احمد صاحب سرہوی سردیہ برما	۱
باقی آئندہ از ۴۴۳۸	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۸ھ	نمبر ۸

اطلاعات ضروریہ

(۱) جملہ خریداران اصلاح پر لازم ہے کہ کسی قسم کا خط لکھیں یا منی آڈر بھیجیں تو نمبر خریداری ضرور لکھیں بغیر اسکے تعمیل ناممکن ہے -

(۲) چونکہ اکثر حضرات امسال ۲۷ یا ۲۸ سے خریدار ہوئے ہیں جس سے اونکی جلد ناقص رہتی ہے لہذا اگر ۱ و ۲ بھی مطلوب ہو تو ۲ کا ٹکٹ روانہ کریں کہ دوبارہ ۱ و ۲ چھپوا کر روانہ کیا جاے - کیونکہ دفتر مین ایک نسخہ بھی اوسکا نہین رہا -

(۳) یہ خرابی صرف اسوجہ سے ہوئی کہ امسال ۲۸ کا ویلیو ۲۵۰ واپس آیا اور ۲۷ کا منجملہ ۱۰۰ ویلیو کے ۴۵ ویلیو واپس آچکے حالانکہ یہ وہ حضرات تھے جنپر دفتر کو پورا وثوق اعتماد تھا اور قدیم خریدار تھے

(۴) چونکہ قوم کی اس بے توجہی سے ہمکو نہایت صدمہ ہوا کیونکہ نہ صرف اسقدر چندہ اصلاح ہضم ہوا اور صد یا مہ کا ناحق محصول ڈاک مین ضایع ہوا - بلکہ ۱ و ۲ مکرر چھپوانا پڑا اسلئے آیندہ کے لئے طے کر دیا گیا کہ ہر شخص کے پاس ۱ ویلیو بھیجا جاے

(۵) افسوس کہ ہم جسقدر قوم کی رعایت کرتے ہین کہ اون سے مطالبہ چندہ مین [illegible] نہین کی جاتی دو تین بلکہ چار پانچ نمبر بلا مطالبہ بھیجے جاتے ہین [illegible] قوم [illegible] ویلیو واپس کر دیتے ہین جس سے صد ہا قسم کی زیر باری ہوتی ہے اکثر شخص کے نام [illegible] جاتا ہے اور جواب بھی نہین ملتا - لہذا یہی ضروری ہے کہ ۱ ہر سال ویلیو جاے

(۶) ہان جن حضرات کو کسی نمبر کے نہ پہنچنے کی شکایت ہو وہ اس نمبر کے پہونچنے پر مطلع فرمائین کہ پھر کوئی شکایت نہ مسموع ہوگی -

(۷) مجلدات اصلاح کا ناقص رہنا خود مجھے بھی ناگوار ہے لہذا جو پرچہ جائیگا بلا قیمت - ہان اگر کوئی صاحب قیمت عنایت فرمائینگے تو یہ اونکی عنایت ہے مگر دفتر ہر نمبر کو بلا قیمت روانہ کرنے پر آمادہ ہے -

(۸) جسقدر نقصان امسال دفتر کو ہوا ہے اوسکا اثر ضروری یہ تھا کہ اصلاح بند ہو جاتا مگر الحمد للہ کہ جسقدر پرانے رفیق ملحد ہوتے جاتے ہین اوسیقدر نئے شفیق پیدا ہوتے ہین جنکے مساعی جمیلہ سے اسقدر اصلاح کا وجود باقی رہا - شکریہ خشک تو ہر نمبر مین ادا کر دیا جاتا ہے - مگر حسب ذیل تحفہ بھی اون حضرات کو دیا جا سکتا ہے اگر طلب فرمائین کیونکہ اکثر حضرات ان انعامی کتاب کو خرید بھی چکے ہین لہذا بلا مطالبہ اونکے از خود دفتر بھیج سکتا ہے - مناظرہ احمدیہ ہر دو حصہ - ۱۲ خریدار دینے والونکیلئے انعام ہے - حصہ دوم صرف - ۹ خریدار - حصہ اول صرف ۷ خریدار - تصحیح تاریخ حصہ اول - ۵ خریدار - تاریخ الاذان یا رسالہ وضو - ۴ خریدار - عقل و تہذیب الحدیث - ۳ خریدار - نمونہ تفسیر فتح المبین - ۲ خریدار - الجرہ - یا تذکرہ فرزدق - ۱ خریدار

(۹) شائقین انعام کو مناسب ہے کہ براہ کرم وہ اپنے خریدارونکی تعداد سے بھی مطلع فرمائینگے کہ اگر کسی قسم کی غلطی ہوئی ہو تو اصلاح کر دی جائیگی -

(۱۰) الحمد للہ کہ امسال انتظام الشمس بھی بہ نسبت سابق کچھ درست ہو رہا ہے ۶ نمبر شایع ہو چکے اور خدا چاہا تو ۷ و ۸ و ۹ بھی ماہ مبارک رمضان تک شایع ہو جاوے اور نمبر ۱۰-۱۱-۱۲ ماہ ذیقعدہ تک

مگر افسوس کہ اشاعت مین اسکی مطلق ترقی نہین ہوتی - حالانکہ اگرچہ کل مضامین جدید ہین کہ بڑی بڑی کتابون مین بھی مناظرہ کی انکا وجود نہین پایا جاتا مگر کشف الغطاءات جواب آیات بینات - اور رد الملاحدہ جواب خلافت راشدہ مین تو وہ مضامین ہین جو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے -

ان دونون کتابونکی ضرورت زیادہ تر ملک پنجاب مین ہے جہان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کا اثر پھیلا ہوا ہے جس سے ہزارون مخلوقات الٰہی وادی ضلالت مین گرے جاتے ہین لہذا ہمدردان اسلام پر لازم ہے کہ جہانتک ہو سکے اوس ملک مین اسکی اشاعت مین کوشش کرین کہ نہایت ضروری ہے اور اس سے بہتر کوئی ذریعہ ترقی دین کا نہین ہو سکتا - وما علینا الا البلاغ -

ہاں جدید خریداران الشمس - انعام مین اصلاح جلد ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ سے کوئی ایک جلد مفت پا سکتے ہین - مگر محصول ڈاک کیلئے ۲/ زائد دینا ہوگا - او پانچ خریدار دینے والے اسکے مستحق ہین کہ مناظرہ احمدیہ حصہ دوم قیمتی ۸/ طلب فرمائین بشرطیکہ ان لوگونکا چندہ وصول ہو جاے اور اس استحقاق مین کتاب طلب کی جاے -

نکث عہد القادیانین

من نکث فانما ینکث علی نفسہ۔ یعنی جو عہد کو توڑتا ہے وہ اپنے نفس کے نقصان کے لئے توڑتا ہے۔

اس آیہ کریمہ کی تلاوت اسوجہ سے کرنی پڑی کہ اصلاح کے جلد ۱۳ صفحہ مین بعنوان "قادیانیون نے فیصلہ خلافت" ہمنے ایک پوری عبارت الحکم کی لکھی تھی جسمین اونہون نے نہایت صدق دل سے اقرار کیا تھا کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ وہ لوگ بھی اب شاہ راہ ہدایت پر آرہے ہین اور نہ صرف مذہب اہلسنت کو خیرباد کہتے ہین بلکہ عقیدہ مرزائی سے بھی تائب ہو رہے ہین۔

مگر نہ معلوم جماعت کی طرف سے کیا اونپر دباؤ پڑا جس سے اونکو بہت جلد اس سے عدول کرنا پڑا چنانچہ اس قوی مخالفت کو وہ ان الفاظ سے ظاہر بھی کرتے ہین "یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے ممکن ہی کہ اس سے کسی کو (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) اختلاف بھی ہو" جس سے معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب پر کوئی دباؤ ڈالا گیا جس سے اونکو تحریر سابق سے عدول کرنا پڑا۔

بہرحال وہ اپنے اخبار مورخہ ۱۴-۲۸ اپریل مین اسطرح لکھتے ہین "خلافت اور اصلاح۔ اصلاح شیعہ کمیونٹی کا ایک رسالہ ہی۔ اس مین الحکم کے اس مضمون پر جو مولوی شبلی نعمانی کی تجویز "ملائے اعظم" پر لکھا گیا تھا تنقید کی ہی۔ اور اس کے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہی۔ کہ اب قادیون نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے۔ اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے۔

(۱) اصلاح افسوس کہ پہلے ہی جملہ سے کذب بیانی شروع ہوئی جو لکھتے ہین اس مضمون پر تنقید کی گئی حالانکہ نہ کہین تنقید ہے نہ انتقاد بلکہ آپکی صریحی عبارت نقل کی گئی تھی جسکے نسبت آپ خود لکھتے ہین "اور اسکے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہے"

جس سے بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ نیچے آپکی تحریر کے بہت بڑے حصہ کو یونہی نقل کیا جاتا ہے کہ تعقید کیا
اپنی سابق تحریر کو جو اصلاح ہت ۱۰ مین بجنسہ درج ہو پھر سے بغور ملاحظہ فرمائے اوسمین
یہ فقرات آپکے ہین یا نہین۔

(۱) "لیکن وحدت کبھی قایم نہین ہوسکتی جب تک ایک ہی آواز کے نیچے سب نہون" آواز
کلام مین ہوتا ہی یا غیر کلام مین۔ کیا اس سے نہین معلوم ہوا کہ آپ نفس خداوند عالم کے
قائل ہین۔

(۲) اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہوسکتا ہے کہ آج ایک شخص کو امیر قوم
بنا لیں، تو مبارک۔ مگر مین درد دل سے عرض کرتا ہون کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہوسکتا
نہ ہوا" کیا اس سے کوئی سمجھ سکتا ہے کہ آپکا مطلب اس سے نفس صحیح ہونا نہین مقصود
ہے کہ خدا یا اوسکا رسول نص کرے۔ کیونکہ امیر قوم بنا لینے کو غیر مفید اور انتخابی سسٹم سے
خلیفہ کا قایم ہونا محال سمجھتے ہین۔

(۳) "خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہوسکتا ہو جسکو خدا منتخب کرے خلیفہ بنانا اللہ ہی کا کام
ہے اور اسی کی آواز مین یہ قوت اور طاقت ہے" کیا کوئی صاحب عقل اس سے
یہ سمجھ سکتا ہے کہ خدائی انتخاب بلا حکم ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہین اگر خدا بذریعہ کلام حکم
نہین دیتا تو آواز کیسے پیدا ہوسکتی ہو کیا آواز بلا کلام ہوسکتی ہے۔؟

انہین فقرات نے اور اسکے مثل دیگر فقرات ہین جنہون نے اصلاح کو اسپر مجبور
کیا کہ وہ آپکی طرف سے اعلان دے "اب تا دیانیون نے بھی شیعہ اصول کے سامنے
سر جھکانا شروع کر دیا ہو اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے" مگر نہ
معلوم آپنے اپنے اس فقرہ مین "خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہوسکتا ہو جسکو خدا منتخب کرے"
اور اصلاح کے اس فقرہ مین "بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے" کیا فرق سمجھا
جو بگڑ بیٹھے اور اپنے اقرار سے عدول کرنے لگے۔ ارے صاحب خدا منتخب کرے
اور منجانب اللہ مین تو کوئی فرق نہین؟

الحکم مجھے شیعہ بھائی کے کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید مین بتایا گیا ہو کیسی مخالفت

نہین ہوسکتی۔ اور مجھے کیا کسی بھی مسلمان کو اس سے انکار نہین ہوسکتا بعض شیعی معتقدات جو انہون نے آپ اختراع کر لئے ہین ان سے کسی بیندل مسلمان کو اتفاق نہین ہوسکتا۔ اور مجھے تو تعجب ہے کہ ایک شیعہ جس کے مذہب مین تقیہ کرنا درست ہو تو اس کی کسی بات پر ہم اعتبار کیون کر سکتے ہین "

اصلاح۔ یہ فقرہ عجب سراسیمگی کو ظاہر کر رہا ہے کیونکہ اگر آپ مسلمان ہین تو قرآن کے کسی اصل سے آپ انکار نہین کر سکتے۔ پھر شیعہ کمیونٹی کی کیا تخصیص ہے۔ اگر آپنے بحالیت صحت حواس۔ یہ جملہ لکھا ہے تو براہ کرم اس تخصیص کی وجہ بتائیے اور اگر قوم کی مخالفت مین آپکے حواس گم ہوگئے تو ہم معاف کرتے ہین۔ کیونکہ اگر آپ قرآن پر کبھی ایمان لائے ہوتے تو باوصف تلاوت اس آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما۔ احزاب۔ کبھی کسی کو نبی نہ مانتے خواہ وہ مسیلمہ کذاب ہو۔ یا مرزا غلام احمد قادیانی۔ پھر ایسا مخالف قرآن کیونکر یہ کہ سکتا ہے کہ "کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید مین بتایا گیا ہو کبھی مخالفت نہین ہوسکتی" حالانکہ مرزائی تو مرزائی ہین تمامی مذاہب اہلسنت کی ایجاد بمخالفت قرآن قایم ہوئی کہ سر سے پیر تک خلاف قرآن کارروائی ہوتی ہے جسپر صدہا مرتبہ اڈیٹر المحدیث کو چیلنج دیا گیا کہ ایک مسئلہ بھی اہل سنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن ثابت کر دیجئے تو ہم نذرانہ دینے پر طیار رہین۔

تقیہ پر استہزا کرنا پہلی علامت ہے مخالفت قرآن کی کیونکہ خدا فرماتا ہے لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منہم تقیۃ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر۔ آل عمران

یعنی مومنون کو چاہئے کہ کفار سے دوستی نہ کرین اور جو ایسا کریگا وہ خدا سے کسی امر مین نہین ہے مگر یہ کہ تم اون سے تقیہ کرو اور خدا انکو اپنے غضب سے بچاتا ہے اور اوسی کی طرف بازگشت ہے۔

تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے عن ابی العالیہ فی الایہ قال التقیۃ باللسان

ولیس بالعمل ہو واخرج عبد بن حمید عن الحسن قال التقیۃ جائزۃ الی یوم القیامۃ۔ واخرج عبد عن ابی رجاء انہ کان یقرؤہا الا ان تتقوا منہم تقیۃ واخرج عبد بن حمید عن قتادہ انہ کان یقرؤہا الا ان تتقوا منہم تقیۃ بالیاء ملا جلد۲
اور تفسیر طبری میں ہے فالتقیۃ التی ذکرھا اللہ فی ھذہ الایۃ انما ھی تقیۃ من الکفار لا من غیرھم ملا۱۲ جلد ۳
پڑھیئے قرآن کی آیت کہ کس طرح تقیہ کی اجازت دی ہے۔ پھر اوسکی تفسیر کو ملاحظہ فرمائیے کہ تقیہ تا بہ قیامت جائز ہے اور ابو رجاء اور قتادہ سب اسکو تقیہ پڑھتے تھے۔
اور تفسیر طبری میں ہے کہ جس تقیہ کا ذکر خدا نے کیا ہے یہ کفار سے ہے نہ غیر کفار سے
اب آپ ہی بتائے آپ اصول قرآن کے عامل ہیں۔ جو قرآن پر استہزا کرتے ہیں جسمیں تقیہ کا حکم دیا گیا ہے۔ یا ہم جو مطابق حکم خدا اوسکی تعمیل کرتے ہیں۔
پس اگر آپ مسلمان ہوتے تو ضرور تقیہ پر اعتبار کرتے کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے گرچونکہ آپکی بنا دروغ گوئی پر ہے لہذا التقیہ پر مضحکہ کرنا آپکا مناسب ہے۔
الحکم۔ ان شیعی معتقدات پر مناظرہ کا سلسلہ الحکم میں قائم کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اصلاح کے ایڈیٹر صاحب نے پھیلانی چاہی ہے۔ میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیے ایڈیٹر اصلاح انتخابی سسٹم کو مدنظر رکھکر خلافت راشدہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں معقول کرتا ہوں کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالی ہی کا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت دیتے اور تائید کرتے ہیں۔ مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بے شک الارض میں ایک خلیفہ بنانیوالا ہوں یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض اور ایسا ہی آیت استخلاف ہم انکو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے۔"
اصلاح۔ ہاں آپ جانتے ہیں آپکے طلسم کا توڑنے والا یہی فرقہ حقہ شیعہ ہے کیونکہ سنی آپکی خلافت خلفا میں شریک ہیں [illegible] زیادہ جواب معقول دے نہیں سکتے۔ آر یہ آپکے چھوٹے

بھائی ہین جو لامذہبی مین شریک ہین اسی لئے آپکا جادو ابتک چلتا رہا کہ کوئی شیعہ متوجہ ہوا مذ رھتا عمر تھسو تھسون پر عمل کرتا رہا۔ مگر جب آپنے خود تخاطب شروع کیا تو اب کہان جاتے ہین لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ فھل ینظرون الا سنت الاولین فلن تجد لسنة اللہ تبدیلاً۔

الحمدللہ کہ آپنے ہی اسکا اقرار کیا کہ آپکا یہ اعتقاد ہے" خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے" جس سے خود بخود انتخابی سسٹم کو مد نظر رکھکر خلافت راشدہ پر حملہ ہو گیا بلکہ بیخ و بن سے وجود اسکا غائب ہو گیا۔ کیونکہ جب خلافت کو بھی مثل نبوت مان لیا کہ منجانب اللہ ہے تو پھر انتخابی سسٹم خود بخود غائب ہو گیا۔ اور تحریر سابق مین تو آپنے بتصریح تمام فرمایا ہے" یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہو سکتا اور نہ ہوا" پھر اپنے مقرر کردہ اصول سے ناحق کیون عدول فرماتے ہین کلمہ حق بر زبان جاری کو ہنے دیجئے۔

دیکھئے خوب غور کیجئے جو آپ فرماتے ہین" قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت دیتے اور تائید کرتے ہین مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بیشک مین الارض مین ایک خلیفہ بنانے والا ہون یا داود انا جعلناک خلیفة فی الارض۔ اور ایسا ہی آیہ استخلاف ہم اونکو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے"۔

اس فقرہ کو اپنے بخوبی یاد رکھئے جسپر خط کھینچدیا ہے" ایسا ہی آیہ استخلاف ہم اون کو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے" جس سے معمولی عقل والا انسان بھی یہی سمجھیگا کہ جسطرح پہلی دونون آیتون مین خلیفہ منصوص ہے اوسی طرح اس آیہ استخلاف مین بھی خلیفہ منصوص ہے۔

الحکم غرض یہ بڑی محکم اور مضبوط اصل ہے۔ کہ دنیا مین خلافت حقہ راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالی ہی کا کام ہوتا ہے۔ یہ کسی انسانی اختیار یا طاقت کا کام نہین۔ کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جاوے۔ خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالی ہی کیطرف سے تھی۔ اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا۔ ورنہ اگر منشاء الہی کے ماتحت صدیقی یا فاروقی خلافت نہ تھی۔ تو جناب امیر کیون بلافصل خلیفہ نہ ہو گئے"۔

اصلاح۔ افسوس کہ یہان بھی آپکی تقریر بمخالفت قرآن مجید ہے کیونکہ ابھی تک آپنے اسکو نہین بتایا خلافت راشدہ سے کیا مراد ہے اور غیر راشدہ کسکا نام ہو۔ نہ اسکو لکھا کہ غیر راشدہ خلافت کا قائم کرنیوالا کون ہو۔ بلکہ مجمل فقرہ لکھا کہ خلافت راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہٗ تعٰالے کا ہی کام ہوتا ہے"

جسکا ظاہری مفہوم یہ کہ رہا ہو کہ خلافت غیر راشدہ کا قائم کرنا غیر خدا کا کام ہو اگر آپکا یہی مطلب ہے تو زہے قسمت کیونکہ ہمکو بھی اس سے اتفاق ہو اور اسیوجہ سے مینے لکھا تھا" اب قادیانیون نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سرجھکانا شروع کردیا اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہئے" جس سے آپ عدول کر رہے ہین۔

یہہ امر تو مسلمات عقیدہ اہلسنت سے ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہو خواہ فساد ہو یا صلاح خیر ہو یا شر وہ سب حکم و مشیت خدا سے ہوتا ہو فرق ہو تو اسقدر کہ جو کام مطابق حکم خدا ہوتا ہے وہ خیر ہے اور جو خلاف حکم خدا ہے اگرچہ بحسب مشیت اوسکے ہو تو وہ شر ہو۔ تو اب یہ کہنا کہ خلافت راشدہ کا قائم کرنا خدا ہی کا کام ہو نہ صرف عقائد مسلمہ تمامی اہل سنت ہو جسمین مرزائی بھی داخل ہین۔ بلکہ خلاف نصوص صریحہ قرآن بھی ہے جس نے بہایت تصریح سے بیان کیا کہ جو کچھ دنیا مین ہوتا ہو ہماری مشیت سے اور خلافت وسلطنت جسکو ملتی ہو ہماری مشیت وارادہ سے۔ نہ کہ خلافت راشدہ تو خدا کی مشیت سے ہو اور خلافت باطلہ غیر کی مشیت وارادہ سے۔

(۱) وهو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما اٰتیکم ان ربك سریع العقاب وانه لغفور رحیم۔ انعام

یعنی اوسی خدانے تملوگونکو زمین کا خلیفہ بنایا اور ایک کے ایک پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ خدانے تمہین بخشا ہو اسمین تمہاری آزمایش کرین بیشک تمہارا خدا جلد عذاب دینے والا اور بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) ثم جعلنٰکم خلائف فی الارض من بعدهم لننظر کیف تعملون۔ یونس

پھر ہمنے انکے بعد زمین مین تملوگونکو ان کی جگہ خلیفہ کیا تاکہ دیکھین تم کیسے کام کرتے ہو

(۳) فکذبوہ فنجینہ ومن معہ فی الفلک وجعلنٰھم خلٰئف ۔ یونس

پس اون لوگون نے تکذیب کی (حضرت نوح کی) پس نجات دیا ہمنے اونکو اور اون کے ساتھیونکو کشتی مین اور اونکو زمین مین خلیفہ بنایا۔

(۴) ھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہ ولا یزید الکٰفرین کفرھم عند ربھم الا مقتا ولا یزید الکٰفرین کفرھم الا خسارا ۔ فاطر

وہی خدا ہے جس نے تم کو خلیفہ بنایا زمین مین۔ تو جو کفر کرے۔ اوس کفر کا ضرر اوسپر ہے اور کافرون کے حق مین اونکے کفر سے خدا کے یہان ناخوشی ہی بڑہتی ہے اور کافرونکا کفران نقصان ہی زیادہ کرتا ہے۔

(۵) واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بصطۃ فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون۔ اعراف

یاد کرو اوس وقت کو کہ تمکو خلیفہ بنایا بعد قوم نوح اور زیادہ کیا بدن کی زیادتی کو پس یاد کرو نعمات خدا کو شاید تم فلاح پاؤ۔

(۶) واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبواکم فی الارض ۔ اعراف

اور یاد کرو جبکہ تمکو خلیفہ بنایا بعد عاد کے اور زمین پر آباد کیا۔

(۷) امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون۔ سورہ نمل

کون ہے جو قبول کرتا ہے مضطر کی دعا کو اور تکلیف کو دور کرتا ہے اور تمکو خلیفہ زمین بناتا ہے کیا کوئی خدا ہے خدا کے ساتھ ؟ تم بہت کم یاد کرتے ہو۔

اب یہی سوال جو خدا نے کیا ہے۔ مین آپ سے پوچھتا ہون کہ کیا کوئی دوسرا خدا ہے جسنے خلافت غیر راشدہ کو قایم کیا کیونکہ آپکے کلام "خلافت راشدہ کا قائم کرنا خدا ہی کا کام ہے" کا مفہوم تو یہی کہہ رہا ہے کہ خلافت غیر راشدہ کا قائم کرنے والا دوسرا ہے۔

یہ فقرہ آپکا بالکل مغالطہ آمیز اور خلاف قرآن ہے جو آپ فرماتے ہین "یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہین کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جائے" کیونکہ آپکے کلام کا مفہوم

یہ ہے کہ خلافت باطلہ پر انسانی ہاتھ یا طاقت سے بیٹھ سکتا ہے۔ حالانکہ خدانے تمامی کفار و منافق و فجار کی خلافت اور سکونت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ ہم ہی اونکو خلیفہ بناتے ہین کہ اون کی آزمایش لین۔ جو اون سے کفر کرتا ہے اوسکا نقصان اوسپر ہے جس سے بصراحت تمام کفار و مومنین سب کی خلافت خداہی کی طرف منسوب ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے قل اللّٰھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔ آل عمران جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ ملک دنیا سلطنت دنیا یہ سب تابع مشیت خدا ہے کسی انسان کو اوسمین دست رس نہین ہے تو آپکا یہ کہنا کہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہین ہے کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جائے " بالکل غلط ہے کیونکہ صرف خلافت حقہ ہی کی یہ شان نہین ہے بلکہ خلافت باطلہ اور سلطنت ناجائز پر بھی بلا مشیت خدا کوئی قبضہ نہین پا سکتا۔

اس سے بھی زیادہ واضح سنئے کہ خداوند عالم سورہ قصص مین فرماتا ہے۔ وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار و یوم القیمۃ لا ینصرون واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ و یوم القیامۃ ھم من المقبوحین۔ یعنی ہمنے اونکو امام بنایا کہ دعوت کرتے ہین طرف جہنم کے اور روز قیامت اونکی مدد نہ کی جائیگی اور پیچھے اونکے ہمنے لعنت لگائی اور بروز قیامت اون سے برائی کی جائیگی۔

دیکھئے اس آیہ مین خدا اونکی امامت کو بھی اپنی طرف منسوب کرتا ہے کہ ہمنے اونکو امام اہل النار بنایا یعنی ہماری مشیت سے وہ امام ہوے پھر اونکے پیچھے لعنت لگانیکو بھی اپنا ہی فعل کہہ رہا ہے یعنی ہمارے حکم سے ایسا ہوتا ہے۔

جس سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ بجز خلفاء ثلثہ اور کوئی اس سے مراد نہین ہو سکتا کیونکہ کسی ملت مین کسی مذہب مین کسی پر لعنت کرنا واجب نہین کیا گیا ہے۔ مگر اس امت مرحومہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ائمہ نار پر لعنت کرنا انپر فرض ہے۔

الحکم خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالی ہی کی طرف سے تھی۔ اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا۔ ورنہ اگر منشاء الٰہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ تھی تو جناب امیر

کیون بلا فصل خلیفہ نہ ہو گئے"

اصلاح افسوس کہ آپ اپنے اصرار پر قائم ہین کہ بمخالفت قرآن صرف خلافت راشدہ کو خدا کا کام بتا رہے ہین حالانکہ قرآن پکار کر کہہ رہا ہے کہ خلافت راشدہ و غیر راشدہ سلطنت ملک حکومت سب ہی اللہ کا کام ہے یعنی اوسکی مشیت سے ہے اوس سے کیون عدول کرتے ہین۔

آپ فرماتے ہین "اسمین انسانی تجویز و انتخاب کا دخل نہ تھا" مگر قرآن اسکے خلاف شہادت دے رہا ہے۔

(۱) ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ یعنی بر و بحر مین جو کچھ فساد ہوا وہ بسبب اسکے ہے کہ آدمیون کے ہاتھون نے حاصل کیا۔

پھر آپ اپنی خلافت راشدہ کو کیونکر اسکا مصداق بنا سکتے ہین کہ "اسمین انسانی تجویز و انتخاب کا دخل نہ تھا"

(۲) ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔ یعنی جو کچھ مصیبت تمکو پہونچی وہ اسوجہ سے ہے کہ تمنے حاصل کیا۔

(۳) ان اللہ لا یظلم الناس شیئاً ولکن الناس انفسہم یظلمون۔ یعنی خدا کسی پر ظلم نہین کرتا لیکن آدمی خود اپنی نفسون پر ظلم کرتے ہین۔

(۴) لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت۔ انسان کو جو کچھ نفع پہونچا ہے یا ضرر اپنے فعل کی بدولت پہونچتا ہے۔

ان آیات کریمہ کو دیکھکر کون شخص آپکی تصدیق کر سکتا ہے کہ "اسمین انسانی تجویز و انتخاب کا دخل نہ تھا" کیونکہ خداوند عالم فساد کو تمامتر انسان کی طرف منسوب کرتا ہے جس سے آپکو بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جو خلافت یا سلطنت حکم خدا سے ہو وہ تو حق ہے اور جو خلافت یا حکومت بلا حکم حق ہو وہ سب باطل اور مصداق ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس ہے کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ یہ خلافتین محض انسانی تجویز و انتخاب سے ہوین۔ تو آپ ہی کے قول سے معلوم ہوا یہ خلافتین خلافت راشدہ نہ تھین۔

آپ فرماتے ہین ورنہ اگر منشاء الٰہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ ہوتی

تو جناب امیرؓ کیون بلا فصل خلیفہ نہ ہو گئے" تو بیشک جس منشا الٰہی کے ماتحت خلافت یزید وعبد الملک وتمامی فساق وفجار بنی امیہ وبنی عباس تھی اوسی منشا کے ماتحت خلافت صدیق وفاروق بھی تھی جسکی نسبت خدا نے فرمایا ہے وجعلناهم ائمة یدعون الی النار اب دو ہی صورت ہی یا تو خلافت یزید وغیرہ کو ماتحت منشا الٰہی مانئے یا اسکے قائل ہون کہ خلاف مشیت خدا یہ خلافتین قائم ہوین - ہم دونو صورت پر راضی ہین اور خلافت صدیقی وفاروقی کو اوسی قطار مین لا بیٹھینگے - جسکے بعد خود بخود اسکی وجہ بھی معلوم ہو جائیگی کہ جناب امیرؓ کیون نہ خلیفہ ہوئے کیونکہ حضرت کی خلافت تو مثل اقرار توحید ورسالت حکم خدا سے متعلق ہے نہ مشیت سے -

الحکم ہان یہ امر دیگر ہے کہ منشا الٰہی کے ماتحت قلوب مین ایک جذب اور کشش پیدا ہوکر وہ اسکی وجود کی طرف جھک جاوین - جو امر الٰہی کے ماتحت خلیفہ ہونیوالا ہے -

اصلاح - اس جملہ استدراکیہ کی حقیقت نہین معلوم ہوئی کہ اسکا کیا مطلب ہے کیونکہ منشا کا لفظ مبہم ہی جو حکم پر بھی استعمال ہوتا ہی اور مشیت پر بھی - پس اگر آپکا مقصود اس سے حکم خدا ہے تو غیر مسلم کیونکہ کل احکام خدا کی یہی شان ہی کہ کچھ لوگ اوسکے مطیع ہین اور بہت سے عاصی - اور اگر مقصود آپکا اس سے مشیت الٰہی ہی تو مسلم ہے کیونکہ اوسکی شان یہی ہی اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون - کہ مشیت کے خلاف نہین ہو سکتا مگر اس سے فیصلہ حق وباطل نہین ہو سکتا کیونکہ مشیت مین دونون داخل ہی خواہ حق ہو خواہ باطل -

حالانکہ روزمرہ کا مشاہدہ آپکو بتا رہا ہی کہ جو امر خلاف حکم خدا ہوتا ہے اوسی پر قلوب مین جذب اور کشش پیدا ہوکر اوسی طرف جھکتے ہین جو حکم خدا کے خلاف ہوتا ہی جسکی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے ان النفس لامارة بالسوء

الحکم اور اگر یہ بات نہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ مشیت ایزدی مین منصوص خلافت تو جناب امیرؓ کی تھی - اور اسپر متمکن ہوے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

اصلاح - اگرچہ تفصیلی بحث اسکی تو رد الملاحدہ مین ہی جو الشمس کے ساتھ شائع ہوتا ہی

مگر اختصاراً یہان بھی عرض ہو کہ یہی اصل فساد ہے کہ آپ محض بغرض اغواے عوام مشیت اور حکم کو ایک کرتے ہین حالانکہ دونون مین آسمان وزمین کا فرق ہو حکم خدا اون امور سے متعلق ہوتا ہو جس سے اوسکی رضا ہوتی ہے۔ اور مشیت دونون سے خواہ مطابق مرضی خدا ہو یا خلاف مرضی جسکو خداوند عالم نے اس تصریح سے سمجہایا ہو کہ اگر ذرہ برابر بھی آپکو اسلام سے حصہ ملا ہوتا تو اسکا کبھی نام نہ لیتے۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔

(۱) ولکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فیما اتیکم فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون ٭ وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک فان تولوا فاعلم انما یرید اللہ لیصیبھم ببعض ذنوبھم وان کثیرا من الناس لفاسقون ۔ مائدہ

ہمنے ہر ایک کیلئے تملوگون سے طریقہ اور راہ بنایا اور اگر چاہتا خدا تو تم سبکو ایک امت بنا دیتا مگر وہ تمھاری آزمائش چاہتا ہے اوس چیز مین کہ دیا ہو۔ تو نیک کامون مین جلدی کرو۔ خدا کی طرف تم سبکی رجوع ہے جو خبر دیگا تمکو اون باتون سے جنمین اختلاف کرتے تھے اور تم (اے پیغمبر) حکم کرو اوس چیز کے ساتھ کہ خدا نے نازل کیا ہو اور اون کی پیروی نہ کرو اور ڈرتے رہو اس سے کہ فتنہ مین ڈالین تمکو بعض اون باتون سے کہ خدا نے تیری طرف نازل کیا ہو اگر وہ نہ مانین تو جان لو کہ خدا چاہتا ہے کہ اونکے بعض گناہونکے سبب اونپر مصیبت ڈالے اور اکثر اون کے فاسق ہین۔

اگر آپ غور کیجئے تو اس آیہ نے آپکا پورا جواب دیدیا کہ اگر خدا کی مشیت ہوتی تو یہ اختلاف نہوتا یہ فرقہ بندی نہ ہوتی سب ایک امت ہوتے۔ مگر یہ امر خلاف مشیت الٰہی ہو کیونکہ خدا اونکی آزمایش چاہتا ہو اور اونکے گناہون کی وجہ سے مبتلاے مصیبت کیا چاہتا ہو۔ اکثر اون کے فاسق ہین۔

جس سے آپنے سمجھ لیا ہوگا کہ اسیوجہ سے ابوبکر عمر خلیفہ ہوے کہ آزمایش کرنا مقصود تھا اور اگر جناب امیر خلیفہ ہوتے تو آزمایش نہ ہوتی۔ یہ نہ معلوم ہوتا کون دل سے مطیع حکم خدا و

و رسول ہی کیونکہ جب خلافت حاصل ہوتی تو غلبہ و قوت و اقتدار بھی ہوتا تو وہ اصلی مقصد فوت ہوتا کہ انکی آزمایش لی جائے اور وہ اپنی بدکرداریوں سے عذاب مین مبتلا ہوں اور خدا کا کلام غلط ہوتا کہ اکثر آدمی فاسق ہین۔ کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین جو نسبت شیعونکو سینون سے حاصل ہی کہ تعداد انکی قلیل ہو وہی نسبت ان سینون کو کفار سے ہی کہ تعداد کفار زیادہ اور انکی تعداد اون سے کم۔

(۲) ولو شاء اللہ ما اشرکوا وما جعلنٰک علیہم حفیظا وما انت علیہم بوکیل۔ انعام
اگر خدا چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہمنے تمکو اونپر نگہبان نہین مقرر کیا ہی نہ تم اونکے وکیل ہو

(۳) وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرھم وما یفترون۔ انعام
یعنی اسی طرح ہمنے شیطان انسانون اور جنونکو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا۔ کہ بعض اونمین سے بعض کو ملمع کی باتین چھپا کر پہونچاتے رہین۔ اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس چھوڑدو ان کو اور اوسکو جو افترا کرتے ہین۔

(۴) ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلہم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔ یونس
یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین مین ہین سب ایمان لاتے۔ کیا تم لوگونپر زبردستی کرسکتے ہو کہ سب مومن ہو جائین۔

(۵) ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ ہود
یعنی اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک امت کر دیتا اور ہمیشہ وہ اختلاف کرتے رہینگے۔ مگر وہ جسپر خدا رحم کرے اور اسی لئے انکو پیدا کیا ہی اور تمہارے رب کا قول پورا ہوا کہ مین دوزخ کو جنون اور انسانون سب سے بھر دونگا۔

(۶) ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن یضل من یشاء ویہدی من یشاء ولتسئلن عما کنتم تعملون۔ نحل

اگر چاہتا خدا تو تم سب کو ایک امت کر دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے
ہدایت کرتا ہے اور بیشک تم سوال کئے جاؤگے اون باتوں سے جو عمل کرتے ہو۔

(۷) وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جایر ولو شاء اللہ لھدیکم اجمعین۔ نحل

سیدھی راہ تو خدا تک ہے اور بعض رستے ٹیڑھے ہین اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کی ہدایت کرتا

(۸) ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن یدخل من یشاء فی رحمتہ والظالمون
ما لھم من ولی ولا نصیر۔ شوری

یعنی اگر خدا چاہتا تو سبکو ایک امت بناتا لیکن داخل رحمت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور
ظالمون کے لئے نہ ولی ہے نہ مددگار۔

اسی طرح کی بے شمار آیتین قرآن مجید مین ہین جن سے بدیہی طور پر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے
کہ مشیت خدا مین اور حکم مین فرق بین ہے بمشیت مین ہدایت وضلالت سب داخل ہے
مگر حکم خدا ہدایت کیلئے ہی جسکے ہم محکوم ہین کہ جو حکم خدا ہو اوسکو بجا لائین جس سے خدا نے
منع کیا ہو باز آئین۔ نہ یہ کہ ہر اوس امر کو جو مشیت خدا سے ہوتے ہین اوسکو حق سمجھین
اور اوسکا اتباع کرین۔

بلکہ قرآن مجید کی ہدایتین تو کہہ رہی ہین کہ ایسا اعتقاد کافرون اور مشرکون کا ہے
جو اسی مشیت الٰہی سے اپنی حقیت پر دلیل لاتے تھے۔

(۱) ولو شاء اللہ لانزل ملٰئکۃ ما سمعنا بھذا فی ابائنا الاولین۔

اگر خدا ابنی بھیجنا چاہتا تو فرشتہ نازل کرتا اسکو تو ہمنے کبھی اپنے باپ دادو مین نہین سنا۔

(۲) سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیء
کذلک کذب الذین من قبلھم حتی ذاقوا باسنا قل ھل عندکم من علم
فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون قل فللہ الحجۃ البالغۃ
فلو شاء اللہ لھدیکم اجمعین۔ انعام

اور کہینگے مشرکین کہ اگر چاہتا اللہ تو نہ شرک کرتے ہم نہ ہمارے آبا و اجداد اور نہ ہم کسی چیز کو
حرام کرتے اسی طرح تکذیب کی ہے انکے پہلون نے یہانتک کہ چکھا ہمارا عذاب۔ کہہ تو اونسے

کہ اگر کچھ علم ہے تمھارے پاس تو لاؤ ہمارے لئے۔ نہین پیروی کرتے تم مگر گمان کی اور تم تو سراسر جھوٹھ بولتے ہو۔ کہدو کہ پس حجت خدا تمام ہوئی کہ اگر وہ چاہتا تو تم سب کی ہدایت کرتا۔

(۳) وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیءٍ نحن ولا اٰباؤنا ولا حرمنا من دونہ من شیءٍ کذلک فعل الذین من قبلھم فھل علی الرسل الا البلاغ المبین۔
اور مشرک لوگ کہتے ہین کہ اگر چاہتا اللہ تو ہم یا ہمارے آبا و اجداد غیر خدا کی عبادت نہ کرتے نہ کسیکو حرام کرتے۔ اسیطرح اون لوگون نے بھی کہا تھا جو انکے پہلے مشرکین گذرے ہین۔ پس ہمارے پیغمبر و نپر بجز اسکے کچھ نہین کہ پہونچا دین صاف پہونچانا۔

(۴) قالوا لو شاء الرحمن ما عبدناھم ما لھم بذلک من علم ان ھم الا یخرصون۔ زخرف
کہتے ہین (کفار) اگر چاہتا خدا تو ہم اونلوگونکی پرستش نہ کرتے۔ انکو اسکا علم نہین ہے وہ تو اٹکل دوڑاتے ہین ایسے صدہا آیات ہین جنمین خدا نے اس عقیدہ کو مشرکانہ اور کافرانہ عقیدہ کہا ہے کہ وہ لوگ یہ کہتے تھے اگر خدا چاہتا تو اسطرح ہوتا۔

تو آپکا یہ کہنا "اگر یہ بات نہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ مشیت ایزدی مین منصوص خلافت تو جناب امیرؑ کی تھی اور اسپر متمکن ہوئے حضرت صدیق رضؓ۔" بالکل خلاف قرآن ٹھہرا کیونکہ خداوند عالم نے بتا دیا تمکو حکم ہمارے احکام کی اطاعت کا ہے نہ ہمارے افعال کا جو تابع مشیت ہوتے ہین۔

یہ جملہ آپکا بالکل افترا ہے جو کہتے ہین "مشیت ایزدی مین منصوص خلافت تو جناب امیرؑ کی تھی" کیونکہ اسکا تو کوئی بھی قائل نہین ہے کہ جناب امیرؑ کی خلافت بحیثیت مشیت تھی"، بلکہ دعوی اسکا ہے کہ خدا نے اسکا حکم دیا تھا کہ لوگ انکی خلافت مانین اور انکی اطاعت کرین نہ یہ کہ مشیت بھی اسکی جاری ہوئی تھی کیونکہ اگر مشیت بھی اسکے مطابق ہوتی تو پھر اسکے خلاف کون کرسکتا ہے۔

خدا نے اپنی مشیت کو بھی بتا دیا ہے انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون اور وکان امر اللہ مفعولا
کہ جب خدا کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔ اور خدا کا حکم تو ہوکر رہتا ہے پھر اسکو بھی بتا دیا کہ مشیت ایزدی مین سبکی ہدایت نہین ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر اسکے خلاف ہوتا ہے کہ وہ فرماتا ہے ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین کہ ہماری بات طے شدہ ہے کہ ہم دوزخ کو آدمیوں اور جنوں سے بھرینگے۔ باقی باقی

القول بالجزم فی انتشار النجم

"گذشتہ سے پیوستہ"

یہ جو کچھ مطالب مینے بیان کئے جس کسی کو شک ہو ہر بات کا ثبوت الشمس مین دیکھ لے۔ مولوی صاحب بھول گئے ہون تو مین انہین یاد دلاؤن۔ ابھی چند روز کی بات ہے الشمس کی بعض عبارات پر خامہ فرسائی کرتے ہوے خود اُنہون نے جواب سے عاجز ہو کر منسوخ التلاوۃ کے دامن مین پناہ لی تھی اور یہ عذر پیش کیا تہا کہ قرآن ناقص بیشک ہو گیا ہم اسے مانتے ہین لیکن ہم نقصان تحریفی کے قائل نہین ہین بلکہ نقصان نسخی کے قائل ہین الشمس نے فوراً اونکی اس معذرت کی ایسی قلعی کھولی کہ باید و شاید۔ محققین علماے اہلسنت کا اتفاق اسپر دکھا دیا کہ منسوخ التلاوۃ کوئی چیز نہین ہے یہ محض یارون کا ڈھکوسلہ ہے۔ پھر خود قرآن مجید سے اور دلائل عقلیہ سے منسوخ التلاوۃ کا باطل ہونا باین شد و مد ثابت کیا کہ نہ صرف مولوی صاحب بلکہ تمام علماء اہلسنت عاجز اور مبہوت ہو کر رہ گئے۔ الشمس نے اسی پر بس نہین کیا بلکہ سواد اعظم کے اکابر علما اور مشائخ کا قرآن کریم کو ناکارہ محض اور معاذ اللہ شرک کی تعلیم دینے والا اعتقاد کرنا۔ حدیث اور اجماع کے ذریعہ سے کلام اللہ کو منسوخ کر دینا پیغمبر کا ایک مسلم قرآن کو جو موجودہ قرآن کے علاوہ تھا بھول جانا الفاظ قرآنی کا منزل من اللہ نہونا بلکہ نبیؐ امی کی اپنی تصنیف ہونا وغیرہ وغیرہ ایسی پر زور اور روشن دلیلون سے ثابت کر دکھایا کہ آج تک مولوی صاحب کو اوسپر قلم اوٹھانیکی مجال نہوئی۔ یہ اوسی تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ اڈیٹر صاحب رسالہ "اسلام" جالندہر جو ایک تعلیم یافتہ سنی ہین بلا خوف تردید اپنے مسلمات کی بنا پر تحریف کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے یہ اونہین اولہ قطعیہ کا اثر ہے کہ باندہ کے لائق مولوی عبد الرحیم صاحب حنفی نے (جنکی تحریرین خود النجم مین شایع ہو چکی ہین) نہایت آزاد خیالی اور انصاف پسندی کو کام فرما کر نہ صرف تحریف کا بروے مذہب اہلسنت اقرار کیا بلکہ نہایت متانت کیساتھ

ثابت کردیا کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے قرآن مجید مین نقصان تحریفی کا واقع ہونا کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر و ثابت ہوا اور یہ مولوی صاحب نے جو فرضی دلائل لکھے تھے وہ تار عنکبوت سے زیادہ مضبوط نہین ہین

ایسی حالت مین مولوی صاحب کا پھر اوسی مسئلہ کو خواہ مخواہ پیش کرنیکی جسارت کرنا اونکی انتہائی غیرت اور حیا پر دال ہے

با اینہمہ مولوی صاحب کی کچھ خدمت کرنیکے لئے مین ہی طیار ہون - وہ بار بار کہتے ہین کہ اہل سنت تحریف قرآن کے قائل نہین ہین اور اپنا الزام شیعون کے سر تھوپنا چاہتے ہین - اگر الشمس کے دیکھنے کی اونہون نے قسم کہائی ہے اور اوسکے دلائل سے ہیبت زدہ ہین تو مین بطور مختصر اونکے ایک جلیل القدر بزرگ کی تحریر سے اس بات کو ثابت کرونگا کہ بڑے بڑے علماء اہلسنت برابر تحریف قرآن کا اعتقاد کرتے اور اوسکے مطابق روایتین کرتے چلے آئے ہین - پھر مین دیکھونگا کہ کہانتک وہ واقعیت کے خلاف شیعون کی ضد مین اپنے مسلم علماء کو جھوٹا اور بے دین تبلاتے ہین - بلند پروازی دکھاتے ہین -

مین سردست اونکی توجہ اس زمانہ کے مشہور محقق یعنی نواب محسن الملک بہادر آنجہانی کی راے پر مبذول کرتاہون جنکی بے نظیر قابلیت اور اعلی تحقیق پر مولوی صاحب کو بہت کچھ ناز ہے اور جدید تعلیم یافتہ اونکی راے کو ایک غیر معمولی وقعت اور عزت کے ساتھ دیکھتے ہین - صاحب ممدوح رسالہ تہذیب الاخلاق جلد دوم کے صفحہ ۴۲ پر علماے اہل سنت کی دیانت داری خوش اعتقادی اور حق پسندی کی تعریف کرتے ہوے حسب ذیل رقمطراز ہین -

تحریر نواب محسن الملک "ہان ایک بات تو مین بھول گیا کہ ہمارے زمانہ کے علماء قرآن مجید کے اوس غلطنامہ کی نسبت نعوذ باللہ منہا کیا فرماتے ہین جو بڑے بڑے عالمون نے مرتب کیا ہے اور جس سے تفسیرین اور بڑی بڑی کتابین بھری پڑی ہین کہ اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مسلمان عالمون نے قرآن مجید کسقدر غلط اور محرف اور غیر صحیح

ٹھیرایا ہے۔ نمونہ اوسکا لکھتا ہون۔

نقشہ مرتبہ نواب محسن الملک

صحیح آیت جو قرآن سے رہ گئی	غلط آیت جو قرآن مین ہے	سند غلطی کی
فی قلوبهم الحمية حمية الجاهلية كما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل الله سكينته على رسوله	کما حموا سے اخیر تک قرآن مین لکھنے سے رہ گیا؛	مستدرک حاکم اور درمنثور سیوطی بروایت ابی بن کعب
صلوا عليه وسلموا تسليما وعلى الذين يصلون الصفوف الاول	وعلی الذین اخیر تک قرآن سے نذارد ہوگیا۔	اتقان بروایت حمیدہ
وهو اب لهم وازواجه امهاتهم	وهو اب لهم قرآن مجید سے اوڑ گیا۔	حاکم ابن مردویہ بیہقی عبدالرزاق سعید بن منصور وغیرہ بروایت ابن عباس
فامضوا الى ذكر الله	فاسعوا الى ذكر الله	موطاء امام مالک بروایت عمر بن خطاب
انی انا الرزاق ذو القوة المتين	ان الله هو الرزاق	صحیح ترمذی بروایت عبداللہ بن مسعود رض
ووصى ربك	وقضى ربك	اتقان بروایت ابن عباس
والنهار اذا تجلى والذكر والانثى	والذكر والانثى قرآن مجید سے نذارد ہوگیا۔	صحیح مسلم و صحیح بخاری و ترمذی بروایت ابوداؤد
مثل نور الله عن مشكوة	مثل نوره كمشكوة	درمنثور بروایت ابن عباس

(تہذیب الاخلاق)

آپکو یہ بھی معلوم ہو کہ آپسے خلافت حقہ کی بابت گفتگو ہو رہی ہے اسی کی تحقیقات مطلوب ہے آپکی تحریر صاف کہہ رہی ہو کہ حقیت خلافت اجماع پر مبنی نہین ہے پھر تبلایئے مینے کیا ہوس ملادیا جو کچھ آپ فرما رہے ہین وہی تو مین بھی کہتا ہون -

منصب خلافت کی نسبت یہ امر متفقہ ہو کہ اوسکے انعقاد کا اطلاق اصطلاح شرع مین خلافت حقہ پر ہوتا ہے لیکن آپ اوسکے انعقاد کو حقیت کے مصداق سے الگ کرکے ایک شی جداگانہ تجویز فرماتے ہین - اگر یہی تفریق صحیح مانی جاوے کہ انعقاد خلافت مغایر صحت خلافت کے ہے تو انعقاد استخلاف بھی مغایر صحت خلافت کے ہونا چاہیئے اور اسی اصول پر انعقاد رسالت بھی مغایر صحت رسالت کے ہوگا - لاحول ولاقوہ - مولوی صاحب ذرا سوچ سمجھکر بات کیا کیجئے -

بہرحال آپ کا یہ خیال کہ اجماع امت انعقاد خلافت کیلئے کافی ہے یا یہ کہ اجماع صحت انعقاد کی دلیل ہے خود آپ ہی کی تصریحات سے باطل ہوا کیونکہ محض انعقاد پر بحث کرنا لاحاصل اور فضول ہے اکثر کمٹیون کے اتفاق سے بہت سے امور کا انعقاد ہوجاتا ہو پھر اس سے کیا نتیجہ - بحث تو صرف اوس انعقاد کی صحت اور عدم صحت یا حقیت اور عدم حقیت مین ہی کی جاتی ہے اور آپ صاف قبول کرتے ہین کہ اجماع امت کے ذریعہ سے جو انعقاد ہوا اوسکے لئے یہ لازم نہین ہو کہ وہ حق بھی ہو - پھر محض انعقاد اجماع صحت خلافت کی دلیل کہان ہوا - نہین معلوم یہ کیا معمی ہے کہ مولوی صاحب کی سمجھ مین نہین آتا -

اصل یہ ہو کہ مولوی صاحب اس موقع پر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا مضمون درپیش ہے اور اون کی جان عجب مخمصہ مین مبتلا ہے - اگر حجیت اجماع سے صاف انکار کرتے ہین تو خلافت اجماعی حضرت ابوبکر کی ہوا ہوئی جاتی ہے کیونکہ محض اجماع کے بھروسہ پر اونکی خلافت کو قبول کیا گیا ہے اور اگر اجماع کو مانتے ہین تب مشکل ہے کیونکہ شبہات عشرہ سے اجماع قطعی طور پر باطل اور بے بنیاد ثابت ہوتا ہے اور کوئی جواب نہین بن پڑتا - (باقی دارد)

ابوالفاروق سید محمد عسکری امروہوی

غم حسین کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

(گذشتہ سے پیوستہ)

الغرض اصلاح میں تو بمقابل یہود و نصاریٰ اس غم کی یادگار قائم رکھنے کا حکم بہ نص توریت مقدس عہد جناب موسیٰؑ سے دکھایا گیا - مگر پھر بھی ہمارے مہربان اخبار وکیل کے ایڈیٹر صاحب باوجود دعویٰ اسلام اس عزاداری اور دائمی یادگار کے قائم کرنیکی ابتدا سنیت و شیعیت کی حدبندی کے زمانہ سے قرار دینا پسند کرتے ہین -

آپ اخبار وکیل مورخہ ۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ع مین یزید کی مدح و ثنا کرتے ہین کہ یزید پر کسی مورخ نے جھوٹھ بولنے کا الزام نہین لگایا - حالانکہ اوسکے فسق و فجور کا سارا زمانہ قائل ہے اور سب لعن و طعن کرتے ہین - اور یزید نے جو اپنے لڑکونکو تعلیم و تربیت دلوائی تھی اوسپر ایڈیٹر صاحب ناز کرتے ہین - یہ نہین دیکھتے کہ اوس کمبخت کی نسل کو جناب باری نے ایسا نیست و نابود کر دیا کہ اون کا نام و نشان باقی نہ رہا بلکہ بقول مسٹر میسو ماربن جرمنی خاندان بنی امیہ سے ایک آدمی بھی اگرچہ گم نام ہی ہو نظر نہین آتا اور اگر اتفاقاً کہین نظر ہی آئے تو مارے شرم کے اپنے حسب و نسب کو چھپاتا ہے - افسوس نصرانی مورخ تو ایسا لکھے اور ایڈیٹر صاحب باوجود دعویٰ اسلام و محبت اہلبیت یزید ایسے پلید کی مدح و ثنا کرین فاعتبروا - چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی -

ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "عرب میں کسی ماتمی یادگار قائم کرنیکا پہلے رواج نہ تھا اہل عرب کی رائے مین خداے انسان کی فطرت ہی اس طرح بنائی ہے کہ رنج و غم کے اثر طبیعت روز بروز کم کرتی جاتی ہے اسلئے کسی خارجی کوشش سے اس یادگار کو تازہ رکھنا گویا فطرت کا مقابلہ کرنا ہے" اگرچہ اسکے بعد ہی خود ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ یہ اصول کس حدتک مناسب ہے اور اسمین کسی ترمیم کی گنجایش ہے یا نہین؟ ہم اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے اور نہ ہمکو اس مقدس یادگار سے اختلاف ہے - ہمنے اسکے جواز مین بہت سی تحریرین پڑھی ہین " اس عبارت مین پہلے رواج نہ

تھا" سے غالباً ایڈیٹر صاحب کی مراد ایام جاہلیت مین اس رواج کے نہ ہونے سے ہے
کیونکہ اگر جناب رسولخدا اس اصول کو یعنی رنج وغم کی یادگار کو خلاف فطرت قرار دینا
جائز رکھے ہوتے تو ایڈیٹر صاحب یہہ تحریر نہ فرماتے کہ" اور نہ ہمکو اس مقدس یادگار سے
اختلاف ہے" لیکن ایڈیٹر صاحب کو مناسب تھا کہ بجائے "پہلے رواج نہ تھا" کے صاف
لکھدیتے کہ ایام جاہلیت مین رواج نہ تہا تا کہ عوام الناس کو دہوکہا نہ ہو۔
ایڈیٹر صاحب کی موجودہ عبارت سے تو عوام الناس یہی خیال کرینگے کہ اسلام عرب سے
پھیلا ہے جب پہلے عرب مین رواج نہ تھا اور جب اہل عرب کی راے مین رنج وغم خلاف
فطرت ہے تو ہمکو اونہین کی تقلید کرنا چاہیئے حالانکہ عرب کے ایام جاہلیت کی اس راے
کی تردید (کہ رنج وغم خلاف فطرت ہے) خود جناب باری سورۂ نجم ع مین فرمارہا ہے وانہ
هو اضحك وابكى یعنی یہ تحقیق خداے تعالی نے انسان کو خندان وگریان کیا جس سے
ظاہر ہے کہ خالق حقیقی نے انسان کو فطرۃً ہنسنے والا اور رونے والا بنایا ہے اور ہنسنا
اور رونا فعل طبعی انسان کا ہے بلکہ اہل فلسفہ نے ہنسنے کی صفت صرف انسان مین
ہونا شمار کیا ہے اور رونے کی صفت کو خاصۂ عام قرار دیا ہے بعض جانور بھی ایسے
ہین کہ اونکی آواز ہنسی کی ایسی معلوم ہوتی ہے لیکن اہل فلسفہ کا خیال ہے کہ وہ
ہنستے نہین ہین بلکہ اون کی آواز ہی اس قسم کی ہے۔ لیکن رونا عام ہے انسان
بھی روتا ہے دیگر حیوانات بھی روتے ہین۔ شاہ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ جلد
دوم صفحہ ۵۴۲ مین لکھتے ہین کہ" واز جملہ آیاتے کہ ظاہر شد بعد از موت آنحضرت آن
بود کہ حمارے کہ گاہے آنحضرت بران سوار می شد چندان حزن کرد کہ خود را در چاہے
انداخت وناقہ آنحضرت علف نمی خورد وآب نمی نوشید تا آنکہ مرد"
اور سیوطی تاریخ الخلفا مین اجنّا کا نوحہ کرنا جناب ام المومنین حضرت سلمہ سے اس طرح
روایت کرتے ہین قالت سمعت الجن تبكى على الحسين وتنوح عليه- اور ابن حجر اپنی صواعق
محرقہ مین روایت کرتے ہین کہ شہادت امام حسین پر ارض وسما گریان ہوئے آفتاب
مین گہن لگ گیا تین دن تک دنیا تیرہ وتاریک رہی دن کو تارے نظر آتے تھے

وظن الناس ان القیامۃ قد قامت ولم یرفع حجر من الشام الا رای تحتہ دم عبیط یعنی لوگون نے گمان کیا کہ قیامت قائم ہوگئی اور زمین شام مین جس پتھر کو اوٹھاتے تھے اوسکے نیچے خون تازہ جوش زن نظر آتا تھا اور مترجم صواعق محرقہ نے لکھا ہے کہ ابو سعید گفت در دنیا ہیچ سنگے برنہ داشتند در ایام قتل حسینؑ مگر آنکہ در زیر آن سنگ خون تازہ بود و در آن روز آسمان خون بارید و اثر آن خون در جامہاے باقی ماند مدتے تا انقطاع یافت" اور ابو نعیم سے روایت کیا ہے کہ "چون وقت صبح بیدار شدیم دیدیم کہ جامہاے وظروف تمام پر خون بود و در روایتے آنکہ گفت باراتے بارید بر خانہاے و دیوارہاے در خراسان و شام و کوفہ از خانہ ہاے مانند خون روان" اور ثعلبی سے روایت کی ہے کہ آسمان گریست و گریہ او سرخ بود۔ اسی طرح ابن سیرین اور عثمان بن ابی شیبہ اور ابن سعد سے بھی روایت کی ہے جو لوگ قرآن وحدیث سے بے خبر ہین شاید اون کی عقل مین آسمان و زمین کا رونا نہ آئے لیکن جناب باری اپنے کلام مجید مین قوم فرعون کے غرق ہونے پر فرماتا ہے فما بکت علیہم السماء والارض (دخان ع ۱) یعنی نہین روئے اوپر آسمان و زمین جس سے ظاہر ہے کہ آسمان و زمین بھی روتے ہین ورنہ جو چیزین نہ رو سکتے ہون اونکے نہ رونے پر استدلال کرنا محض لغو اور خلاف عقل ہوگا جو شان جناب باری سے بعید ہے اور اسی آیہ کریمہ کی تفسیر مین محدث جامع الاصول نے بسند صحیح ترمذی انس سے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلعم ما من مومن الا ولہ بابان باب یصعد منہ عملہ و باب ینزل منہ رزقہ فاذا مات بکیا علیہ فذلک قولہ تعالی فما بکت علیہم السماء و الارض یعنی جناب رسولخدا نے فرمایا کہ ہر مومن کے لئے دو دروازے آسمان مین ایک دروازہ سے عمل اوسکا آسمان پر صعود کرتا اور ایک دروازہ سے اوسکا رزق نازل ہوتا ہے اور جب وہ مومن مرجاتا ہے تو وہ دونون دروازہ اوسپر روتے ہین اسلئے جناب باری نے فرمایا فما بکت علیہم السماء والارض۔ پس اگر یہ قول خدا و رسول سچ ہے اور اوس رسول کی شان مین حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک

صحیح ہے تو وہ مظلوم کربلا فدیہ راہ خدا جسکے حق مین آنحضرت کبھی لحمک لحمی ودمک
دمی اور کبھی حسین منی وانا من حسین فرمایا کرتے تھے سب سے زیادہ مستحق اسکا ہے
کہ آسمان وزمین اوسکی مصیبت پر گریان ہون اور کوئی مسلمان جو قرآن ورسول
پر ایمان رکہتا ہے اور آنحضرت کا سرور کائنات فخر موجودات ہونا تسلیم کرتا ہے ہرگز اسمین
شک نہین کرسکتا کیونکہ اگر شک کرے تو لازم آتا ہے کہ وہ شخص قرآن ورسول کو
سچا نہین سمجہتا ہے اور نہ آنحضرت کو سرور کائنات جانتا ہے تب وہ شخص ہرگز مسلمان نہین
ہوسکتا۔ الغرض ثابت ہوچکا کہ رنج وغم اور گریہ وبکا مطابق فطرت اور فعل طبعی جمیع
مخلوقات خدا کا ہے اور رنج اصحاب بکا آیہ یبکون ویزیدہم خشوعاً سے ظاہر ہے۔
اڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ عرب مین کسی ماتمی یادگار کے قایم رکھنے کا پہلے رواج نہ تھا"
لیکن مخصوص یوم عاشورا کا تو حضرت موسیٰ کے وقت سے ابدالاباد کے لئے یوم غم قرار پانا
توریت مقدس سے ثابت ہے۔ ور خانہ کعبہ کو بروز عاشورا سیاہ پوش کرنا یعنی ماتمی لباس پہنانا
عہد حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے جنہون نے بنائے خانہ کعبہ کی تھی جاری ہے۔ تب با وجود
اسکے کہ کسی دوسری ماتمی یادگار کے قائم کرنیکا رواج نہ تھا مخصوص یوم عاشورا کا یوم غم
قرار پانا اور اوسی روز خانہ کعبہ کو ماتمی لباس پہنانا اس غم کی کمال عظمت پر دلالت
کرتا ہے۔ قبل وقوع واقعہ یہ راز مخفی تھا اور عوام الناس نہین سمجتے تھے کہ یوم عاشورا
کیون یوم غم قرار پایا ہے اور خانہ کعبہ کو ماتمی لباس کیون پہناتے ہین لیکن اب یہ راز
منکشف ہوگیا کہ یہ حسین کی ماتمی یادگار ہے جو انبیائے سلف کے وقت سے قائم ہے
اور جناب باری چونکہ خود جسم وجسمانیت سے بری ہے اسلئے مخصوص اوس مکان کو
جسکو بیت اللہ کہتے ہین ماتمی لباس پہنوایا ہے یہ بہی ظاہر ہو کہ دنیا مین بڑے بڑے واقعات
درد انگیز گذرے ہین اور اون کی یادگار قائم رکہنے کی کوششین بہی کی گئی ہین اور
کی جاتی ہین لیکن نہ قائم ہوسکین اور نہ ہونگی یہہ اثر تو صرف غم امام حسین کو جناب
باری نے بخشا ہے جو ہمہ وقت تازہ ہے اور جسکی یادگار قبل از وقوع واقعہ انبیائے
سلف کے وقت سے قائم ہے۔

تب کیا مسلمانون کے لئے یہ کم فخر کی بات ہے کہ جس طرح جناب باری نے اپنے مقابل مین کسی دوسرے کی پرستش پسند نہ فرمایا اوسی طرح پیغمبر اسلام کے نواسہ کے غم کے مقابل کسی دوسرے کی ماتمی یادگار بھی قائم ہونا گوارا نہ فرمایا۔ اور واقعی اگر دوسرے کی ماتمی یادگار بھی اوسی طرح قائم رہتی جیسا کہ حسینؑ کی عزاداری قایم ہے تو ظاہرا کوئی فرق باقی نہ رہتا اور حق واضح نہ ہونے پاتا لیکن واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔

ماتمی یادگار کا خلاف رواج عرب اور ریخ وغم کا اون کی رائے مین خلاف فطرت ہونا (جسکی تردید اوپر ہو چکی) اور باوجود اسکے حسینؑ کی ماتمی یادگار قائم رکھنے کے بارہ مین اپنا عدم اختلاف ظاہر کرنیکے بعد ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "وہ حسینؑ بن علی علیہ السلام جن کو ہم سردار جوانان بہشت مانتے ہین جنکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے ہین جنکے ساتھ عقیدت رکھنا فرض جانتے ہین اون کی یادگار ایسی شکل مین قائم کی جائے جسپر مہذب دنیا اسلام کی ہنسی اوڑائے"!

معلوم نہین مہذب دنیا سے ایڈیٹر صاحب کی کیا مراد ہے فی زماننا تو مہذب دنیا سے عرف مین اہل یورپ سمجھے جاتے ہین اور اہل یورپ نے اس واقعہ کربلا کو اور اوسکی یادگار اسی شکل مروج مین قائم رکھنے کو جس عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور دیکھتے ہین اور اوسپر جیسا غبطہ کرتے ہین (کہ کاش پیروان مسیح بھی ایسا ہی کرتے) اوسکی تواریخ و تحریرات کثیرہ سے ظاہر ہے چنانچہ مسٹر میسو ماربین جرمنی فلاسفر کی تحریر ناظرین ملاحظہ فرما چکے مسٹر گبن جنکا مورخین یورپ مین سب سے اعلی درجہ ہے اور مورخ اعظم کہلاتے ہین وہ بھی حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی نسبت لکھتے ہین کہ "یہ مظلومانہ شہادت وطن سے دور ایک صحراے بے آب و گیاہ مین ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک سرد دل کو بھی رولا دیتی ہے اس شہادت کی نسبت جو کچھ واقعات بیان ہوے ہین وہ ایسے عجیب و غریب ہین کہ ہنین دیکھکر آدمی سناٹے مین آجاتا ہے" (دکلین روبن اسائر جلد ۹ صفحہ ۲۶)

چونکہ مسٹر مسیو اربین کی تحریر سے بخوبی دکھایا جاچکا ہے کہ اہل یورپ اسکو کس وقعت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اسلئے بخیال طوالت ہم دیگر مورخین کی تحریر ونکو نہین لکھتے ہین لیکن بعض بعض فقرات فرانس کے محقق ڈاکٹر جوزف کی کتاب سے ترجمہ کرکے بنظر مزید تشفی لکھدیتے ہین اور یہ تینون یوروپین رائیٹر اہل یورپ کے مایہ فخر و ناز ہین ہم امید کرتے ہین کہ ان تینون سے ایڈیٹر صاحب کی بخوبی تسکین ہو جائیگی۔ ڈاکٹر جوزف لکھتے ہین "یہی تعزیہ داری ہے جس نے اس قوم کے ہر فرد کو اپنے مذہب کا مشنری بنا رکھا ہے" پھر لکھتے ہین "ان لوگون نے اپنے ان مراسم مذہبی کے ادا کرنے مین ایسی ترقی کی ہے کہ بہت سے ہندو اور پارسی اور دیگر مذہب والے بھی انکے شریک ہو گئے ہین" پھر ایک مقام پر لکھتے ہین "اس قوم کا ہر ایک بلا استثنا اپنے مذہب کا مشنری ہے اور یہ نکتہ تمام مسلمانون پر پوشیدہ ہے حتی کہ خود اونکو بھی اپنے اس عمل سے اس فائدے کا خیال نہین۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ جس مذہب مین پچاس ساٹھ ملین مشنری ہون لامحالہ جو ترقی اونکے لئے موزون ہے رفتہ رفتہ کرینگے ... انکے بہت سے عالم کاروبار دنیاوی چھوڑ کر اس عمل مین مشغول ہو گئے ہین اور اس بات کی کوشش کرتے ہین کہ اپنے بزرگان دین کے فضائل اور اون مصائب کا ذکر جو اس خاندان پر گذرے ہین گویائی کی طاقت سے ممبرون پر اور عام مجلسون مین لوگون کے سامنے باحسن وجوہ بیان کرین ..... یہ لوگ محنتین کرکے تمام مسائل اسلامی کو جو اونکے مذہب سے متعلق ہین اسی پیرایہ مین ممبرون پر بیان کرتے ہین اسکا اثر یہان تک ہے کہ ان کے مذہب کے ان پڑھ دوسرے مذہب کے پڑھے لکھے آدمیون سے اپنے مذہبی مسائل مین جو انھون نے بکثرت اپنے علما سے سنے ہین زیادہ واقف ہوتے ہین" چنانچہ اسی بنا پر پادریون نے بھی حضرت عیسیٰ کی عزاداری قائم کرنا چاہی لیکن سچ کے سامنے جھوٹھ کو کب فروغ ہو سکتا ہے۔

اگر ان تینون سے آپکی تسکین نہو تو تین اور حاضر ہین مسٹر جیمس کاکرن کی تاریخ چین دیکھئے مسٹر آرتھر ان ونسن کی کتاب باف آور و ہمو دیکھئے۔ مسٹر جان لونگ

کا مرثیہ جسمین جسمین چارسو اشعار ہین ملاحظہ کیجیے جسمین اُس نے اپنی آخری راے ان الفاظ مین دی ہے "وہ شخص (یعنی حسینؑ) دیندار خدا پرست فروتن خلیق اور بے مثل بہادر تہا۔ وہ سلطنت و حکومت کے واسطے نہین لڑتا تھا بلکہ خدا پرستی کے جوش مین وہ یزید سے اسواسطے بیزار تہا کہ یزید کے افعال اسلام اور دین محمدی کے خلاف تہے۔ ان سب سے قطع نظر کیا عیسائیون کی بائبل مین حضرت عیسیٰؑ کا شب گرفتاری کو قبل گرفتاری شدت خوف و اضطراب سے منہ کے بل زمین پر گر پڑنا اور یہ دعا کرنا کہ پروردگارا اگر ممکن ہو تو اس جام کو مجھسے اوٹہالے اور بعد گرفتاری آپکے کل اصحاب کا بھاگ جانا۔ پطرس کا تین مرتبہ انکار کرنا کہ ہم تو اس شخص کو (یعنی حضرت عیسیٰؑ کو) پہچانتے بھی نہین ہین۔ یہودیونکا (نعوذ باللہ) مسیح کے منہ پر تھوکنا اور ٹھٹھا کرنا اور آنکہون مین پٹی باندہکر چپت لگانا اور پوچھنا کہ اپنے علم نبوت سے بتا کس نے مارا۔ پہر باندہکر صبح کو حاکم کے پاس لیجانا۔ لال کپڑا اور کانٹونکا تاج پہنا کر ہاتہہ مین کنڈے کی چھڑی دیکر تمسخر سے سامنے دو زانو بیٹھکر کہنا کہ یہودیون کے بادشاہ سلامت۔ یہودیون کے بادشاہ سلامت پھر منہ پر تھوکنا اور اوسی کنڈہ سے سر پر مارنا۔ سرکہ مین پت ملا کر پینے کو دینا پیشانی پر لکھنا کہ یہی عیسیٰ یہودیون کا بادشاہ ہے۔ راہ گیرون کا سر ہلا کر طنز سے کہنا کہ اگر خدا کا بیٹا ہے تو اپنے کو بچالے اور سولی سے اوتر آ۔ کبھی کہنا دوسرونکو نجات دیتا تھا اپنے کو نہین بچاتا اگر یہودیون کا بادشاہ اور خدا کا بیٹا ہے تو سولی سے اوتر آوے ہم لوگ مان لینگے۔ دو چور جو ساتھ ہی سولی دیے گئے اونکا بھی یہی طعنہ دینا پھر مسیح کا چلانا الٰہی الٰہی کیون تو نے مجھکو چھوڑ دیا۔ پہر بہت زور سے چیخ کر جان دینا نہین لکھا ہے؟ اور اسکو پادری اور اونکے مشنری والے گلی کوچون مین سڑکون پر۔ بازارون مین میلون مین جہان کہین مجمع دیکھا علی رؤس الاشہاد پڑہتے نہین پھرتے ہین؟ بھلا ان باتون کو شہداے کربلا کی وفاداری۔ تین روز کی بھوک پیاس مین صبر و استقلال سے لاکھون کے مقابل مین داد شجاعت دیکر درجہ شہادت پر فائز ہوے۔ ششماہہ بچہ کے باپ کے ہاتھون پر تیر کھانے۔ سید الشہداؑ

کے زیر خنجر بھی امت کی نجات کے لئے دعا کرتے۔ لاشۂ بیگور وکفن پر طیور کے سایۂ فگن اور شیر کے نگہبان ہوتے۔ یا اسرائے کربلا کے باوجود قید مین ہونیکے یہ گوارہ نکرنے سے کہ نامحرم اونکے گلے سے رسیان کھولین اور ان مصائب اور صبر و استقلال و وفاداری و شجاعت کو جسکی نظیر ابتداء عالم سے آجتک کسی تاریخ مین پائی نہین جاتی ہے امام باڑون یا مکانون مین باحترام مجلس منعقد کرکے ہناسی رسول ممبر پر بیٹھکر بیان کرنے سے کیا نسبت ہوسکتی ہے جو مہذب دنیا والے عیسائی اسلام کی ہنسی اوڑائینگے یہی آپ مسٹر مسیو ماربین کی تحریر مین یہ ریمارک اوس فلاسفر کا پڑھ چکے ہین کہ "ایشیائی لوگ بھی ہماری بہت سی رسمین ناپسند کرتے ہین اور بعض حرکتون کو ہماری اپنے آداب کے خلاف جانتے ہین اور غیر مہذبانہ بلکہ وحشیانہ سمجھتے ہین"۔ آپ سمجھے یہہ فلاسفر کن رسمون کی جانب اشارہ کررہا ہے؟

مثلاً عورتون اور مردون کا باہم مجمع عام مین ناچنا۔ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا وغیرہ تب اہل یورپ مجالس عزا یا تعزیہ داری کو کیا ہنسینگے؟ اور جب وہ نہین ہنس سکتے ہین تو کیا ہنود ہنسین گے جو ہر سال دیپی نکالتے ہین۔ سیتا کو راون کے اوڑا لیجانیکی یادگار مین ہر سال رام لیلہ کرتے ہین؟ جب نہ عیسائی ہنس سکتے ہین نہ ہنود تو کیا وہ مہذب دنیا والے جو اسلام کی ہنسی اوڑاتے ہین خود حضرات مسلمان ہی ہین؟ اگر مسلمان ہین تو قرآن کو دیکھین۔ کیا قرآن مین انبیا کا قتل ہونا طرح طرح کے مصائب مین مبتلا ہونا حضرت یوسف کا کنوے مین گرایا جانا۔ غلام بننا۔ قید ہونا۔ فعل شنیعہ کی اون سے استدعا کیا جانا۔ اونکا بھاگنا حضرت یعقوبؑ کی آنکھون کا اونکی فرقت مین روتے روتے سفید ہوجانا۔ سرور کائنات کو کفار کا ستانا۔ اور (معاذ اللہ) مجنون و ساحر کہنا اور جھٹلانا۔ طعن سے ابتر کہنا گھر سے نکالنا۔ آپکا غار مین پوشیدہ ہونا۔ اور اوسی غار مین ثانی اثنین کا رونا۔ اکثر غزوات مین اصحاب کا فرار کرنا۔ رسولؐ کا اونکے پیچھے پکارنا اور بھاگنے والونکا نہ سننا جہاد مین پہلو تہی اور کوتاہی کرنا حضرت لوط کا اپنے بیٹیونکو اپنی قوم پر پیش کرکے حجت ختم کرنا

اشتہار نمبر ۸

اب اہلسنت نے بقیمت بھی کتابیں دینا دفتر اصلاح کو بند کر دیا ہے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اشاعت السنہ بغرض نصیحت نامہ کیلئے لکھا گیا مگر بقیمت بھی نہ بھیجا غزنویون نے اربعین بھی باوصف طلب نہیں بھیجا۔ مگر اتفاقیہ یہ اشتہار جناب مولوی عمر کریم صاحب حنفی کا ملگیا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔ (اڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ایھا السامعون فاسمعوا ÷ ایھا الغافلون فانتبھوا

کتاب بخاری کے تراجم کی جو پراگندہ حالت ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں کثرت سے اسمین ایسے تراجم پائے جاتے ہین کہ جن کو اُن کی حدیثون سے کوئی تعلق اور مناسبت نہین تراجم کا تو مضمون کچھ ہے اور حدیث کا کچھ لیکن **بخاری پرستون** کی طرف سے بجاے اسکے کہ اس امر کا اعتراف کیا جاے کہ امام بخاری سے ابواب کے باندہنے مین سخت غلطی واقع ہوئی ہے نہ صرف ابواب کے صحت کا دعوی کیا جاتا ہے بلکہ نہایت دلیری سے یہ کہا جاتا ہے کہ امام بخاری کا تفقہ بخاری کے ترجمۃ الابواب مین ہے اور اس امر مین حد سے زیادہ اصرار کیا جاتا ہے اسواسطے ذیل مین ہم دس حدیثین بخاری کی مع اُنکے تراجم کے لکھتے ہین اور ان حدیثون اور تراجم کے عدم تطابق کی کیفیت بھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے لکھے دیتے ہین۔ اور اشتہار دیتے ہین کہ اگر کوئی بخاری پرست ان حدیثون اور اُنکے تراجم مین تطابق تام دیدے تو اسکو فی حدیث مبلغ دو روپیہ انعام دیا جائیگا اور مطلب تطابق تام سے یہ ہے کہ اس امر کو ثابت کر دین کہ جو مضمون تراجم مین باندھا گیا ہے وہ صاف اور کھلے طور پر اُسکے ذیل کی حدیث مین موجود ہے جیساکہ باب اور مبوب کا عام قاعدہ ہے نہ یہ کہ باب اور حدیث مین صرف ایک لغو اور پوچ مناسبت بیان کر دی جاۓ جیسے مثلاً باب اگر آسمان کا باندھا گیا ہے اور حدیث مین بیان زمین کا ہے تو یہ مناسبت دکھلائی

جائے کہ چونکہ آسمان وزمین دونون اللہ کے مخلوق ہین اسواسطے ایک کا باب باندھا
اور دوسرے کا اُسمین ذکر کیا اور یا مثلاً باب اگر نماز کا قایم کیا گیا ہے اور حدیث مین
مسئلہ حج کا ہو تو یون تطابق دیا جائے کہ چونکہ دونون مسلمان پر فرض ہین اسواسطے ایک
فرض کا باب باندھا اور دوسرے فرض کو اُس باب مین بیان کیا کسواسطے کہ اگر اس
قسم کی مناسبت نکالی جائیگی تو پھر دنیا مین تخالف اور تضاد کا مفہوم ہی نہین باقی رہیگا
نمبر ۱ باب فضل صلوۃ الفجر فی الجماعۃ یعنی باب بیچ زیادتی ثواب نماز فجر کے جماعت
مین عن ابی موسی قال النبی صلعم اعظم الناس اجراً فی الصلوٰۃ ابعد ھم
فابعدھم فیمشی والذی ینتظر الصلوۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجرامن
الذی یصلی ثم ینام بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۰ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بہتر ین
آدمیون کے ازروے ثواب کے وہ نمازی ہین جو دور سے چلکر مسجد مین آتے ہین اور وہ شخص
جو انتظار کرتا ہو اس امر کی کہ امام کیساتھ نماز پڑھے وہ بہت زیادہ ثواب مین ہو ایسے شخص
سے کہ جو پڑھتا ہو اور سو رہتا ہے۔ پس دیکھئے کہ باب کو حدیث سے کوئی مناسبت نہین۔
باب تو نماز فجر کی جماعت مین پڑھنے کی فضیلت کا ہو اور حدیث مین نماز فجر کا پتہ تک نہین
ملتا۔ بلکہ ثم ینام کے لفظ سے جو حدیث مین ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث عشا کی نماز کے بارہ
مین ہو۔ نمبر ۲۔ باب ھل علی من لو یشھد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرھم
ترجمہ کیا اُس شخص پر جو نماز جمعہ مین حاضر ہو غسل ہو یعنی عورتون اور لڑکون وغیرہ پر حدیث
عن ابن عمر قال کانت امراۃ لعمر تشھد صلوۃ الصبح والعشاء فی الجماعۃ فی المسجد
فقیل لھا لم تخرجین وقد تعلمین ان عمر یکرہ ذلک ویغار قالت وما یمنعہ ان ینھانی
قال یمنعہ قول رسول اللہ صلعم لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۲۳
ترجمہ۔ ابن عمر رض سے روایت ہو کہ کہا ابن عمر نے کہ حضرت عمر رض کی بیوی صبح اور عشا کی جماعت
مین مسجد مین حاضر ہوتی تھین۔ ان کو لوگون نے کہا کہ تم لوگ کیون نکلتی ہو حالانکہ تم لوگونکو
معلوم ہے کہ حضرت عمر رض اس بات کو ناپسند اور غیرت کرتے ہین تو حضرت عمر رض کی بیوی نے
جواب دیا کہ پھر حضرت عمر رض کو مجھکو باز رکھنے سے کس چیز نے روکا تو ابن عمر رض نے کہا کہ اُنکو

رسول اللہ صلعم کے اس حکم نے روکا کہ مت منع کرو عورتون کو اللہ کی مسجدون سے پس یہ باب اور اُسکی حدیث صریح بے تعلق ہو کسواسطے کہ باب مین عورتون اور لڑکیون وغیرہ کے جمعہ کے دن کے غسل کا بیان ہو اور حدیث مین یہ ذکر ہو کہ حضرت عمرؓ کی بیوی صبح وعشا کے نماز کی جماعت مین شامل ہونیکے واسطے مسجد جایا کرتی تھین نمبر ۳ باب خیر مال المسلم غنم یتبع بہا شغف الجبال ترجمہ بہتر مال مسلمانونکا بکری کی گھیر ہو جسکے ساتھ پہاڑونکی چوٹیون پر لگا رہے۔ حدیث عن ابی ھریرۃؓ ان النبی قال اذا سمعتم صیاح الدیکۃ فاسئلوا اللہ من فضلہ فانہا رأت ملکا واذا سمعتم نھیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان فانہ رای شیطاناً۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۶۶۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب مرغ بانگ دے تو اللہ سے اُسکی مہربانی کے خواستگار ہو کیونکہ اُس مرغ نے فرشتہ کو دیکھا ہو اور جب گدھے کی آواز سنو تو بذریعہ اللہ کے شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اُس گدھے نے شیطان کو دیکھا ہو۔ پس دیکھو کہ باب اور اُسکے ذیل کی حدیث مین کوئی مناسبت نہین اُدھر عنوان باب کچھ اور الاپ رہا ہو اور ادھر حدیث کچھ گا رہی ہو کسواسطے کہ باب تو یہ بتا رہا ہو کہ بہتر مال بکری کی گھیر ہے کہ جسکے ساتھ پہاڑ پر لگا رہو اور حدیث کا یہ مضمون ہو کہ مرغ جب فرشتہ کو دیکھتا ہو تو بولتا ہو اور گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو چیختا ہے۔ ہان البتہ اگر بخاری پرست یہ مناسبت پیدا کرین کہ چونکہ بکری اور مرغ اور گدھا سب جانور ہین اسواسطے ایک جانور کا ذکر باب مین ہو اور دو جانور کا حدیث مین تو شاید باب اور مبوب مین کچھ مناسبت پیدا ہو جائے تو عجب نہین۔ نمبر ۴ باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین وکذلک النساء ومن کان فی البیوت والقری۔ ترجمہ۔ باب اس امر کے بیان مین کہ جب کسی کی نماز عید فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور اسی طرح عورتین اور وہ لوگ جو گھرون اور دیہات مین ہین دو رکعت پڑھین حدیث عن عائشۃ ان ابابکر دخل علیھا و عندھا جاریتان فی ایام منی تدففان وتضربان والنبی متغش بثوبہ فانتھرھما ابوبکر فکشف النبی عن وجہہ فقال دعھما ابابکر فانہا ایام عید وتلک الایام ایام

منی - بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۳۵ ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ عید کے روز حضرت ابوبکر میرے گھر مین آئے اور اُسوقت دو لڑکیان دف بجا رہی تھین اور رسول اللہ اپنے آپکو کپڑے مین لپیٹے ہوئے تھے پس ابوبکر نے ان لڑکیون کو منع کیا اُسپر آنحضرت نے اپنے منہ سے کپڑا اوٹھاکر فرمایا کہ اے ابوبکر ان لڑکیون کو کچھ مت کہو کسواسطے کہ یہ عید کا دن ہے پس حدیث اور باب سے کوئی تعلق نہین باب اس امر کا ہے کہ کسی سے عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور حدیث مین حضرت عائشہ کے گھر مین دو لڑکیون کے دف بجانیکا واقعہ بیان کیا گیا ہے - پس نفل کی نماز گھر پر پڑھنی اور دو لڑکیون کے دف بجانے مین کوئی تعلق اور لگاؤ نہین - نمبر ۵ - باب بیع المدبر یعنی یہ باب ہے مدبر کی بیع کا - حدیث - حدثنی زهیر بن حرب حدثنا یعقوب حدثنا ابی عن صالح قال حدث ابن شهاب ان عبید الله اخبره ان زید بن خالد وابا هریرة اخبراه انهما سمعا رسول الله صلعم یسال عن الامة تزنی ولم تحصن قال اجلدوها ثم ان زنت فاجلدوها ثم بیعوها بعد الثالثة او الرابعة بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۹۷ - ترجمہ - رسول اللہ سے سوال کیا گیا کہ غیر محصنہ لونڈی اگر زنا کرے تو اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے آپنے ارشاد فرمایا کوڑا مارو پھر اگر زنا مین مرتکب ہو تو کوڑا مارو پھر تیسرے یا چوتھے بار اگر زنا مین مرتکب ہوجائے تو اُسے بیچ ڈالو - پس باب اور حدیث محض بے تعلق ہے کسواسطے کہ باب تو مطلق مدبر کے بیع کا باندھا گیا ہے اور حدیث جو اُسمین دیگئی ہے اس مین زانیہ لونڈی کے بیع کا حکم ہے نمبر ۶ باب طول القیام فی صلوة اللیل ترجمہ - یہ باب ہے بیان مین درازی قیام کے رات کی نماز مین حدیث عن حذیفہ ان النبی کان اذا قام للتهجد فی اللیل یشوص فاه بالسواک - بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۵۳ - ترجمہ - حذیفہ سے روایت ہے کہ آنحضرت جب نماز تہجد پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو صاف کر لیتے تھے اپنے منہ کو مسواک سے - پس اس حدیث کو باب سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہین کسواسطے کہ باب مین رات کی نماز کی درازی قیام کا بیان ہے اور حدیث مین رسول اللہ صلعم کے مسواک کرنیکا بیان ہے - نمبر ۷ - باب الصدقة قبل العید یعنی یہ باب ہے صدقہ دینے کا قبل عید کے - حدیث عن ابی سعید الخدری

قال کنا نخرج فی عہد النبیؐ یوم الفطر صاعاً من طعام قال ابو سعید وکان طعامنا الشعیر والذبیب والاقط والتمر۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۰۴۔ یعنی ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ مین عید کے دن ہم ایک صاع طعام سے نکالتے تھے اور طعام ہمارا جو اور انگور اور اقط اور کھجور سے تھا۔ پس باب اور حدیث مین کسی قسم کا تعلق نہین ہے باب تو عید کے قبل صدقہ دینے کا باندھا گیا ہے اور حدیث مین قبل کا بالکل ذکر نہین ہے بلکہ مطلق صدقہ دینے کا بیان ہے خواہ قبل ہو خواہ بعد نمبر۸ باب التعوذ من عذاب القبر یعنی یہ باب ہے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا۔ حدیث عن ایوبؓ قال خرج النبیؐ وقد وجبت الشمس فسمع صوتاً فقال یہود تعذب فی قبرھا بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۸۴ یعنی حضرت ایوب سے روایت ہے کہ نکلے رسول اللہؐ اور حال یہ کہ آفتاب غروب ہو گیا تھا پس سنا آپنے ایک آواز اُسپر فرمایا آپنے کہ یہ ایک یہودی ہے کہ جسپر قبر مین عذاب ہو رہا ہے۔ پس باب اور اُسکی حدیث مین کوئی تعلق نہین باب تو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا اور حدیث مین اُسکا کچھ ذکر نہین بلکہ حدیث مین صرف ایک یہودی پر قبر مین عذاب ہونیکا بیان ہے۔ نمبر۹ باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء یعنی یہ باب ہے نماز کے جائز ہونے مین پیراہن اور سلی ہوئی چادر اور چھوٹی چادر اور قبا مین۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۵۲ اور حدیث جو اسمین دی گئی ہے وہ یہ ہے قال سال رجل عن رسول اللہؐ قال مایلبس المحرم فقال لایلبس القمیص ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ زعفران ولا ورس فمن لم یجد النعلین فیلبس الخفین ولیقطعہما حتی یکونا من الکعبین یعنی کہا ابن عمر نے کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ جس شخص نے احرام باندھا ہو وہ کیا پہنے فرمایا آنحضرت نے کہ نہ پہنے پیراہن اور نہ چادر اور لمبی کلاہ اور نہ زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا اور جو شخص نہ پائے جوتا پس پہنے موزے اور کاٹ ڈالے موزون کو تاکہ وہ ٹخنون سے نیچے ہو جائین۔ پس حدیث اور اُسکے باب مین کوئی مناسبت نہین۔ باب تو اس امر کا باندھا گیا ہے کہ پیراہن اور سلی ہوئی چادر اور چھوٹی چادر اور قبا پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور حدیث کا یہ مضمون ہے کہ جسنے احرام باندھا ہو وہ پیراہن اور سلی ہوئی چادر

اور لمبی کلاہ اور زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے نمبر ۱ باب ما یستخرج من البحر یعنی یہ باب ہو بیان مین حکم اُس شی کے جو دریا سے نکلتی ہو آیا واجب ہے اُسمین زکوٰۃ و یا نہین
عن ابی هریرة عن النبیؐ ان رجلا من بنی اسرائیل ان یسلفه الف دینار فدفعها الیه فخرج فی البحر فلم یجد مرکبا فاخذ خشبة فنقرها فادخل فیها الف دینار فرمی بها فی البحر فخرج الرجل الذی کان اسلفه فاذا بالخشبة فاخذها لاهله حطبا فذکر الحدیث فلما نشرها وجد المال بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۰۳ کتاب الزکوٰۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپنے فرمایا کہ ایک بنی اسرائیل نے دوسری بنی اسرائیل سے ہزار دینار قرض لیا اور قرض لیکر دریا مین نکلا اور بعد ہو جانے کام کے واپس آیا اور یہ چاہا کہ دائن کو اشرفی ادا کر دے مگر اسکو کوئی کشتی نہ ملی کہ دائن کے پاس جاے تب اُس نے ایک لکڑی لیکر اُسمین سوراخ کیا اور وہ اشرفی سب (مع ایک خط کے) اسمین رکھکر اُس لکڑی کو دریا مین ڈالدیا اور اللہ سے یہ دعا کی کہ وہ اس لکڑی کو دائن کے پاس پہنچا دے بعد اُسکے ایک روز دائن دریا کی طرف نکلا اتفاقاً اُسکو ایک لکڑی ملی اور اُسنے اُسکو اُٹھا لیا اور مکان پر واسطے جلاون کے لایا اور اُسکو چیرا تو اُسمین اُسنے وہ ہزار اشرفی (مع خط مدیون کے) پایا بعد اُسکے جب دونون سے ملاقات ہوئی تو مدیون نے کہا کہ ہمنے وہ ہزار اشرفی ایک لکڑی مین رکھکر دریا مین ڈالدیا تھا دائن نے کہا کہ وہ اشرفی مع خط کے ہمکو ملگئی) پس دیکھیے کہ باب کو حدیث سے کوئی تعلق نہین کسواسطے کہ باب تو اس امر کا ہے کہ جو چیز دریا مین ہوتی ہو اُسپر زکوٰۃ ہے یا نہین اور اسیواسطے اس باب کے نیچے عنبر اور لولوئے زکوٰۃ کے متعلق قول حسن اور ابن عباسؓ کا بیان کیا گیا ہو اور حدیث کا یہ مضمون ہو کہ ایک شخص نے ایک لکڑی دریا کے کنارہ پر پایا کہ جسمین اُسکی وہ ہزار اشرفی تھی کہ جسکو اُسنے ایک شخص کو قرض دیا تھا یعنی اپنا زر قرضہ وصول پایا اور ظاہر ہے کہ ایسے واقعہ کو زکوٰۃ کے مسئلہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہین ۔

جب بخاری پرست سب ان سوالات کا جواب دے لینگے تو پھر اور ابواب بھی پیش کئے جائینگے کسواسطے کہ بخاری مین ایسے مہملات اور خرافات ابواب کی کچھ کمی نہین ۔

المشتہر - عمر کریم حنفی - از بانکی پور - محلہ سنگی مسجد - علاقہ ڈاکخانہ ہندرو - ۲۲ ماہ رجب ۱۳۲۲ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم -

مسئلہ لف حریر

عوام اہلسنت کی کچھ ایسی خراب حالت ہوگئی ہو کہ ان بیچارون سے نچلے بیٹھکر روٹی ہضم ہی نہین ہوتی - کلیلین سوجھتی ہین - امن و صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنی بھی نہیں جانتے - شیعون سے چھیڑ کھانی کرکے اپنی پردہ دری کراتے ہین - یہ نہین سمجھتے کہ مولوی عبدالعزیز - مولوی مہدی علی - مولوی جہانگیر خان - اور مولوی حیدر علی فیض آبادی شیعون سے چھیڑ کرکے کیا فیض کو پہنچے جو ہم پہونچین گے - بیچارے اٹاوہ کے کاریگر نے کیا کمایا جو ہم کمائین گے - اور کچھ نہین تو اب مسئلہ لف حریر کو جو خود انکے مذہب کا مسئلہ ہے بیچارے شیعون کے سر تھوپنا شروع کردیا - حالانکہ شیعون کی کتب مین اسکا پتہ بھی نہین - ورنہ سنی صاحب کسی شیعہ مذہب کی کتاب کا پتہ دین کہ فلان کتاب مین فلان صفحہ مین یہ عبارت درج ہو - سنیون کی کتابون سے ہم نقل کئے دیتے ہین مقابلہ کر دیکھیے -

(۱) جامع الرموز مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو جلد اول صـ۲۰ مبحث غسل - لو لف الحشفۃ بثوب او غیرہ لو یجب الغسل کما فی الجلالی - یعنی اگر سر ذکر پر کپڑا یا کوئی اور چیز (جیسے حریر) ملفوف کرکے جماع کرے تو اُسپر غسل واجب نہوگا -

(۲) جامع الرموز جلد اول مبحث صوم صـ۱۵۶ - لو لف ذکرہ بخرقۃ مانعۃ للحرارۃ لو یکفر کما فی المنیۃ - یعنی اگر عضو تناسل پر ایسا کپڑا لپیٹ کر جماع کرے جس سے حرارت مقام مخصوص کی محسوس نہو تو اُسپر کفارہ لازم نہوگا -

(۳) فتاوی برہنہ مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۱۹ - اگر خرقہ بر ذکر پیچیدہ در آورد اگر نرم باشد قضا است و اگر درشت بود قضا و غسل لازم نہ - کما فی المجموعہ -

(۴) در المختار مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۲۱ او لج الحشفۃ او قدرھا ملفوفۃ

بخرقة ان وجد لذة الجماع وجب الغسل والا لا علی الاصح
اگر سر ذکر پہ کپڑا لپیٹ کر دخول کیا جائے تو اصح یہ ہے کہ اگر لذت جماع کی پائے تو غسل واجب ہے ورنہ نہیں۔

(نوٹ) (۵) بحر الرائق شرح کنز الدقائق۔ کتاب النکاح۔ ولو جامعہا بخرقة علی ذکرہ لم یثبت الحرمة کما فی الخلاصة۔ یعنی اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر عورت سے جماع کرے تو حرام نہیں ہے۔

(۶) فتاوی عالمگیری۔ بحث غسل۔ ولو لف علی ذکرہ خرقة واولج ولم ینزل قال بعضہم یجب الغسل وقال بعضہم وھو الاصح ان کانت الخرقة رقیقة بحیث یجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والا فلا۔ یعنی اگر ذکر پر لپیٹ کر دخول کرے اور منزل نہو تو بعضوں نے کہا ہے کہ غسل واجب ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے اور یہی صحیح ہے کہ اگر کپڑا باریک ہے کہ جس سے لذت و حرارت محسوس ہو تو غسل واجب ہوگا اور اگر نہیں تو نہیں بحر الرائق اور فتاوی عالمگیری اسوقت میرے پاس موجود نہیں لہذا صفحہ کا حوالہ نہ دیسکا۔ ان دونوں کی عبارت اپنے ایک مسودہ سے نقل کی ہے۔

مین ہرگز اس قسم کے مضامین تحریر کرنے پسند نہیں کرتا مگر کیا کرون شیعون کے پاک مذہب کی بدنامی تو نہیں دیکھی جاسکتی۔ الزام اور اتہام کی برداشت تو نہیں ہوسکتی آج کو اپنی مستورات کے ساتھ مسئلہ لعت حریر پر شیعون کو عامل بنایا تھا کل کو محرمات سونپ دینگے تو شیعہ کیسے قبول کرلین گے۔ تمہارے ہان جائز ہے ہوا کرے جیسا کہ مین انکی کتب کے حوالہ سے لکھتا ہون۔

(۱) در المختار مطبوعہ نولکشور جلد دوم صـ۵ ولاحد ایضا بشبہة العقد ای عقد النکاح عندہ ای الامام کوطی محرم نکحہا۔ یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک عقد کے شبہہ سے بھی حد جاتی رہتی ہے مثلاً کسی محرم سے نکاح کرکے جماع کرنا دیکھا اسپر حد لازم نہیں ہوتی)

(۲) ہدایہ قلمی کتاب الحدود۔ باب الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ۔ ومن تزوج امرأۃ لا یحل نکاحہا فوطیہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفہ۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنی محرمات کے ساتھ نکاح کرے اور اُنکے ساتھ صحبت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اُسکو حد نہ مارنا چاہیئے۔

(۳) شرح وقایہ فارسی مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۵۵۔ واگر وطی کرد بنکاح مرزنے راکہ نکاح وے او را حلال نبود نزدیک امام بروی حد لازم نشود۔

(۴) ملتقی الابحر بر حاشیہ شرح وقایہ فارسی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۵۵ ولا (یوجب الحد) بوطی محرم تزوجہا۔ یعنی اگر کسی محرم سے نکاح کرکے اُس سے جماع کرے تو حد واجب نہین ہوتی

(۵) کنز فارسی مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۱۱۰ اگر زنے را از محارم نکاح کرد و وطی کرد و یا غیر اجنبیہ در غیر فرج وطی کرد حد واجب نیاید۔

دیکھئیے یہ ہوتا ہے نتیجہ چھیڑ خانی کا۔ کیون ایک کھے جو دو سُنے۔

شیعون مین ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ صلح پسند ہین اور چونکہ الفتنۃ اشد من القتل کو خوب سمجھے ہوئے ہین کبھی اپنی طرف سے فتنہ وفساد کی باتین نہین نکالتے۔ جہانتک ممکن ہوتا ہے تحمل وبردباری سے کام لیتے ہین لیکن جب حریف البادی اظلم بگر سر ہی پر چڑھ آتا ہے اور خواہ مخواہ وار کرنا شروع کر دیتا ہے تو دبنے تو چیونٹی بھی کاٹتی ہے یہ بھی نہین چوکتے۔

مسلمانو! باہمی تعصب کو بنی امیہ اور بنی عباس کے قبرستان مین گاڑدو۔ شیعہ سنی دونوں مسلمان ہین۔ وحدانیت۔ بعث اور معاد کے دونو قائل ہین پھر غور کرو کہ مسلمانون کو ستانے اور قتل کرنیوالے کی نسبت خداتعالی نے کیا فرمایا ہے۔ اب بنی امیہ اور بنی عباس کا زمانہ نہین ہے جنہون نے حطام دنیوی کے لالچ مین دین کو دنیا کی عوض بیچڈالا اور اپنی رعایا کو ایسا کرنے پر مجبور کیا اب گورنمنٹ انگلشیہ کا بے تعصبی اور عدل کا زمانہ ہے۔ مذہبی آزادی حاصل ہے۔ تحقیق کرو اور حق کو اختیار کرو۔ جو بات ثابت ہو سمجھو سمجھاو اُسی طرح جس طرح ہمارے آقا ہمارے مولا ہمارے پیشوا رسول اللہ صلعم اور اُنکے برحق جانشین سمجھایا کرتے تھے۔ نرمی ملائمت۔ شفقت محبت ہمدردی سے۔ مانا مانا نہ مانا پڑے جہنم مین

خود خداتعالی رسول اللہ صلعم کی طرف مخاطب ہو کر فرماتا ہے فان تولوا فانما علیک البلاغ۔ خدا کے کام مین فتنہ وفساد کا کیا کام طعن وطنز سے کیا غرض۔ اپنی کرنی اپنی بھرنی۔ ہمارے پیشواؤن نے کبھی یہ نہین فرمایا کہ مسلمانو ایک دوسرے کا گلا کاٹکر مرجانا۔ تباہ ہوجانا۔ فنا ہوجانا۔ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین منافق بھی تھے وہ نماز بھی پڑھتے تھے مگر آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکے واسطے کوئی جدا مسجد مقرر نہین کی۔ اُنکو شریک جماعت ہونے سے نہین روکا پھر مسلمانون مین آپس مین یہ مغایرت اور یہ نفرت۔ ایک فریق کا آدمی دوسرے فریق والے کو اپنی مسجد مین نہین دیکھ سکتا کیا رسول اللہ صلعم نے یہ فرمایا تھا کہ میرے بعد سب اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدا چن لینا مسلمانو تمہاری اسی آپس کی مخالفت ہی نے یہ روز بد دکھایا ہے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ تمہارا نام سنکر کانپ اُٹھتے تھے سوتے سوتے جاگ اوٹھتے تھے آج تمہاری یہ نوبت ہی کہ بنیئے بقال تمہارا گریبان پکڑنے کو بلکہ گلا گھونٹنے کو تیار ہین اور تم سوا رونے پیٹنے کے جو نالش کرنے کے معنی ہین اور کچھ نہین کرسکتے۔ تمہاری وہی حالت ہی جیسے بوڑھے ضعیف خصم کی نوجوان جورو کچھ اور نہین کرتی۔ خدا کے واسطے مخالفت چھوڑو اور اتفاق پیدا کرو۔ والسّلام علی من اتبع الہدی۔ ذاکر حسین جعفری

جناب سید خادم حسین صاحب ٹھرکی ساز بمبئی سے لکھتے ہین بحر الرائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر کی کتاب النکاح صفحہ ۱۰۲ مین ہی ظلو جامعہا جزیۃ علی ذکرہ لم یثبت الحرمۃ کما فی الخلاصۃ

جناب سید تفضل حسین صاحب ۷۹/۳۲ سہارنپور سے لکھتے ہین جامع الرموز میرے پاس نہین ہی اور فریق ثانی ہم لوگون کو دیتے نہین۔ ہان مدرسہ اہل سنت مین جسوقت طالب علم میز ہو جاتا ہی اوسوقت اوسکو پڑھایا جاتا ہی۔ غسل کا بیان۔ جن صورتون مین غسل فرض نہین وہ کتاب بہشتی گوہر صفحہ ۱۹ مین یہ درج ہی مسئلہ۔ اگر کوئی مرد کسی کم سن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہین بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اسقدر کم سن ہو کہ اوسکی ساتھ جماع کرنے مین خاص حصہ اور مشترکہ حصہ کے ایک ہوجانیکا خوف ہو

دوئم اسی کتاب صفحہ ۴۰ مین یہ مسئلہ بھی نظر سے گذرا مسئلہ۔ کوئی مرد اپنی خاص حشفہ مین
کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہوگا بشرطیکہ کپڑا اسقدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اسکی
وجہ سے نہ محسوس ہو۔ اور کمافی خلاصہ نووی شرح صحیح مسلم یہ مسئلہ بھی درج ہے اگر کوئی ذکر
کپڑا لپیٹ کر کسی عورت سے جماع کرے تو اس سے حرمت ثابت نہین ہوتی اور دیگر مسئلہ
کتاب کمافی المجموعہ مین یہ ہے اگر خرقہ بر ذکر پیچید و درآورد اگر نرم باشد قضا است و کفارت
اگر درشت شود قضا و غسل لازم نہ۔

اور بہشتی گوہر مین یہ مسئلہ بحر الرائق سے نقل کیا گیا ہے جو ان کے یہان بہت بڑی زبردست
کتاب ہے مگر مینے یہ مسئلہ خود اپنی آنکھ سے دیکھکر بہشتی گوہر کے حصہ گیارہ سے نقل کیا ہے۔

اور دیگر مسئلہ بہشتی زیور حصہ سوئم سطر گیارہ مین یہ درج ہے کہ جن چیزون سے روزہ نہین
ٹوٹتا۔ مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا ہاتھ لگانا پیار کرنا درست ہے لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش
ہو کہ ان باتون سے صحبت کرنیکا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیئے اگر کرے تو مکروہ ہے۔

اور بہشتی زیور حصہ چہارم صفحہ ۲۷ مین یہ مسئلہ ہے میان پردیس مین ہے اور مدت ہوگئی
برسین گذر گئین گھر نہین آیا اور یہان لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ لڑکا حرامی نہین بلکہ اُسکے
شوہر کا ہے اگر شوہر خبر پا کر لڑکے سے انکار کرے کہ میرا نہین تو اس حالت مین شوہر پردیسی پر
حکم شرع سے لعان کا ہوگا۔ مسئلہ دوئم نکاح ہو گیا لیکن ابھی لڑکی رخصت نہین ہوئی یعنی
کے گھر کا منہ نہین دیکھا اور لڑکا پیدا ہو گیا تو لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہین اگر انکار کرے
تو اسپر بھی لعان ہوگا۔

اصلاح مینے یہ عبارتین ان خطوط کی اس غرض سے لکھین کہ معلوم ہو ہماری معزز قوم
شیعہ کو کسقدر واقفیت رہتی ہے کہ باوصفیکہ یہ لوگ نہ عالم ہین نہ فاضل مگر ایسی نظر
وسیع رکھتے ہین پھر کیونکر ممکن ہے کہ کوئی شیعہ مذہب حق سے منحرف ہو جبکہ وہ دیکھ
رہا ہے اونکے مخالفین نے کسطرح اسلام کو خراب و برباد کیا ہے کہ جو مسئلہ ایجاد کیا خلاف
حکم خدا و رسول۔

اسپر یہ زبردستی کہ ایسے مسائل کو وہ معاذاللہ شیعون کی طرف منسوب کرتے ہین جسپر

بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھنے کے کیا کر سکتے ہین۔ اڈیٹر۔

لاہور کا ایک نیا معجزہ

اسلامی اخبارون مین یہ خبر نہایت شہرت سے گشت لگا رہی ہے "ریلوے کرکٹ گراونڈ لاہور مین سکھ چین کے درخت پر مندرجہ ذیل الفاظ اُبھرے ہوئے چوبے مین کندہ پائے گئے۔

لا الہ اللہ

محمد رسول

علیؑ ولی وصی

اس واقعہ کی خبر ہمکو بھی تفصیلی طور پر ایک تحریر خاص سے ملی تھی جسکو ہم آگے چلکر لکھینگے۔ مگر اخباری دنیا کا انتظار رہا اور نیز پرچہ مرتب ہو چکا تھا جسمین گنجایش نہ تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رفقائے پیسہ اخبار مین بھی کچھ تحریرین اسکے متعلق نکل چکی ہین جس سے اور بھی اس خبر کی تصدیق ہوئی۔ مگر انجمن صادقین کے صدیق اکبر کا انتظار رہا کہ دیکھین وہ کیا لکھتے ہین شکر خدا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے بھی اسپر عینی شہادت دی ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۵ر اگست صفحہ ۱۳

لاہور مین ایک درخت پر کلمہ شریف پیدا ہوا پایا گیا جس کے الفاظ یون ہین۔ لا الہ محمد رسول۔ علی ولی وصی۔ آریہ کہتے ہین چار سال ہوئے کسی مسلمان نے اس درخت پر یہ کلمہ لکھا تھا درخت کے ساتھ وہ بھی بڑھا اہل سنت بھی بوجہ علی ولی وصی ہونے کے اوسکو مصنوعی کہتے ہین مین نے خود جاکر موقعہ کا ملاحظہ کیا درخت کی چھال بدستور قدرتی ہے صرف حروف مذکورہ ابھرے ہوئے ہین۔ کسی قسم کا چاقو یا کوئی آلہ لگا ہوا معلوم نہین ہوتا ۱۲ جولائی کو لاہور مین میرا وعظ تھا جس مین مین نے شیعہ و سنی کے خیالات مین یون تطبیق دی کہ حضرت علیؑ کو ہم دونون شیعہ سنی ولی بھی مانتے ہین اور وصی بھی۔ اختلاف صرف اتنا ہے کہ شیعہ وصی بالخلافت کہتے ہین اور سنی وصی بالمحبت۔ اگر یہ نقش قدرتی ہے تو کفر و اسلام کا فیصلہ تو ہو ہی گیا ساتھ ہی شیعہ سنی کا فیصلہ بھی ہو چکا کیونکہ قدرت نے

دونون فرقون کا مشترک اعتقاد ظاہر کیا یعنی وصی نہ بالخلافت لکھا نہ بالمحبت بہر اب
دونون فرقون (شیعہ سنی) کو چاہیئے کہ جتنا قدرت نے لکھا ہو اسیقدر تسلیم کر کے کلام کا
مقابلہ کرین۔ دیکھین شیعہ اخبار کیا لکھتے ہین"

اس تحریر کو بغور دیکھئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب عینی شہادت دے رہے ہین "مینے خود جا کر موقع کا ملاحظہ کیا درخت کی چھال بدستور قدرتی ہو صرف حروف مذکورہ ابھرے ہوئے ہین" جس سے واقفیت تو اس واقعہ کی بدیہی طور پر نمایان ہوئی۔ رہا یہ امر کہ آریہ کہتے ہین تو وہ اسلام کو سرے سے باطل کہتے ہین پھر اسمین بھی تصدیق کیجیے پھر اپنا عندیہ بھی ظاہر کر دیا "اہل سنت بھی بوجہ علی ولی وصی ہونے کے اسکو مصنوعی کہتے ہین" جس سے آیہ کریمہ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر × وکذبوا واتبعوا اھواءھم وکل امر مستقر × ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ فما تغنی النذر کی بخوبی تصدیق ہوئی کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہو "اگر کافر کوئی نشانی دیکھین تو منہ پھیر لیتے ہین اور کہین کہ یہ تو ایک پر زور جادو ہے۔ اور اونہون نے جھٹلایا اور اپنی خواہش کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہو اور انکو ایسے حالات (سابقین) پہونچ چکے ہین جن مین عبرت ہو سکتی ہو اور کامل دانائی کی کتاب بھی لیکن ڈرانا انکو کچھ فائدہ نہین دیتا۔ کیونکہ آپنے دیکھ لیا ایسی کھلی نشانی اونکے سامنے موجود ہے مگر آریہ بوجہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہین مانتے اور سنی بوجہ علیؑ ولی وصی مصنوعی کہتے ہین" جس سے الکفر ملۃ واحدۃ کی بھی بخوبی تصدیق ہوئی۔

مگر حیرت ہو تو اسپر کہ مولوی صاحب فرماتے ہین "حضرت علیؑ کو ہم دونون شیعہ سنی ولی بھی مانتے ہین اور وصی بھی" پھر نہ معلوم اس قدرتی اعجاز کو مصنوعی کیون کہتے ہین۔ کیونکہ آپکا انکار بربناء لا الہ محمد رسول نہین ہو بلکہ بربناء علیؑ ولی وصی جس سے معلوم ہوا کہ آپ حقیقت مین دل سے نہین مانتے تو یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم کا مصداق ہوئے اسیوجہ سے تو قبلہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہم بھی آپکو منافق سمجھتے ہین کہ زبان سے تو اسکا اقرار کرتے ہین۔ "حضرت علیؑ کو دونون شیعہ سنی ولی بھی مانتے ہین اور وصی بھی" اور دل بات اور کہ

جو پہلے لکھا "اہلسنت بھی بوجہ علی ولی وصی ہونے کے اسکو مصنوعی کہتے ہین"
بہرحال مولوی صاحب اگر اپنے اقرار پر بھی قایم ہین تو ایک طرح سے ایمان درست ہوسکتا ہے کیونکہ
لکھتے ہین "اگر یہ تشہد قدیمی ہے تو کفر و اسلام کا فیصلہ تو ہو ہی گیا ساتھ ہی شیعہ سنی کا فیصلہ بھی ہوگیا
کیونکہ قدرت نے دونون فرقونکا مشترک اعتقاد ظاہر کیا یعنی وصی نہ بالخلافت لکھا نہ بالمحبت بلکہ
دونون فرقون (شیعہ سنی) کو چاہیئے کہ جتنا قدرت نے لکھا ہے اوسیقدر تسلیم کرکے کفار کا مقابلہ کرین"
کیونکہ اگر یہ کلمہ کفر و اسلام کا فیصلہ کرنیوالا ہے تو تینون کلمہ کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی ولی وصی جس سے معلوم ہوا کہ بغیر اسکے فیصلہ ناممکن ہے۔ پھر آپکا یہ لکھنا "شیعہ سنی کا فیصلہ بھی ہوگیا"
بہت درست ہے۔ مگر یہ جملہ تو بالکل غلط ہے "قدرت نے دونون فرقونکا مشترک اعتقاد ظاہر کردیا" کیونکہ اگر مشترک
اعتقاد ہوتا تو اسکے مصنوعیت کا نہ اعلان دیا جاتا جس سے پورے کلمہ کی مصنوعیت لازم آتی ہے۔
اور یہ جملہ تو بالکل ہی لکھا "یعنی وصی نہ بالخلاف لکھا نہ بالمحبت" کیونکہ اگر اسطرح کی تطبیق کیجائے
تو پھر لا الٰہ محمد رسول نے بھی کوئی امر فیصل نہ کیا۔ کیونکہ مکتوب لا الٰہ ہے جس سے کفر کی اثبات مضبوط
ہوتی ہے۔ محمد رسول کی نسبت بھی عیسائی کہہ سکتے ہین کہ محمد بن عبداللہ تو نہین لکھا ہے۔ اور ہم
اسکو مانتے ہین کہ ایک محمد آنیوالے ہین۔ اسیطرح عیسائی اور آریہ یہ بھی کہہ سکتے ہین محمد رسول کو تو
ہم بھی مانتے ہین مگر عرب کے لئے یا صرف مکہ کیلئے۔ کیونکہ اس تحریر مین نہ محمد رسول اللہ الی العالمین ہے نہ
خاتم الانبیا ہے تو آریہ۔ عیسائی۔ مرزائی۔ کسیکے مقابلہ مین بھی یہ جملہ فیصلہ کن نہ ٹھہرا۔
افسوس عداوت و بغض جناب امیرؑ نے انکو کہان پہونچایا ہے کہ بجز انکار اسلام کوئی چارہ نہین
حالانکہ اگر غور کرتے تو یہ وہی جملہ ہے جس سے اسلام کی بنیاد قایم ہوئی کیونکہ آپنے اصلاح میں
بخوبی ملاحظہ فرمایا ہے کہ جسروز حضرت نے اپنی نبوت کا اعلان دیا ہے اوسی روز خلافت جناب امیرؑ
کا بھی اعلان دیا بمقابلہ مسلمین و کفار سب کے۔
کہ ھذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا جسکو کفار نے تو اس حیثیت سے
مانا کہ خود حضرت ابوطالب سے کہا لو تمکو حکم ہوا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو مگر آپنے اس حیثیت سے
بھی نہ مانا کہ یہ کلام رسول ہے جسپر لکھا کہ یہ روایت سنی کی کتاب مین نہین۔
جس جملہ کو خود رسول اللہ نے اپنی زبان مبارک کے ذریعہ اپنے ثقات رواۃ کے ذریعہ سے صدہا برس کی

زبانی سنکر نہ مانا ورس علم عالم کو مانا جو بہ عذر پر سنایا گیا تھا مکتب مولانا فضلی مولانا۔ پھلا اسکی زبان درخت کے اوبھرے ہوئے حروف آپ کب مان سکتے ہیں۔

بہرحال ہم آپکی آخری نصیحت "دونوں فرقوں (شیعہ سنی) کو چاہئے کہ جتنا قدرت نے لکھا ہو اوسیقدر تسلیم کرکے کفار کا مقابلہ کرین" قبول کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ اب کبھی ابوبکر عمر عثمان کا نام زبان سے بھی نہ لین کیونکہ آپ ہی فرماتے ہین جتنا قدرت نے لکھا ہو اوسیقدر تسلیم کرکے کفار کا مقابلہ کرین" جس سے معلوم ہوا کہ کفار کے مقابلہ کیلئے آپ بھی اسکی ضرورت سمجھتے ہین کہ جتنا قدرت نے لکھا ہو اوسیقدر تسلیم کرنا چاہیئے۔ جسکا مفہوم یہ ہوا کہ اسکے علاوہ اور کسیکا نام لینگے تو نہ کفار سے مقابلہ ہوسکیگا نہ کامیابی ہوگی کیونکہ وہ قدیمی کافر بت پرست تھے اور بعد قبول اسلام منافق رہے جب سے ہمیشہ بمقابلہ کفار فرار کرتے تھے۔ تو فراری کا ساتھی یا فراری کا پیرو کب تاب مقابلہ لاسکتا ہو۔

اڈیٹر صاحب ابسے بھی کچھ نہین گیا ہو ایمان لائے جسقدر قدرت نے لکھا ہو اوسکو مانئے اور ہم شرکاء کو چھوڑیے واشربوا فی قلوبہم العجل سے توبہ کیجئے۔ تو پھر دیکھئے کسطرح اسلام کا بول بالا ہوتا ہو۔

آپنے وصی کے معنی مین تو بیتا دیل کی کہ وصی بالخلافۃ اور وصی بالمحبۃ مگر افسوس ولی ہین کوئی معنی نہ بنا سکے کیونکہ بمقابلہ جناب مولوی فرمان علی صاحب ولی کے معنی سرپرست مان چکے ہین اور انما کو بھی معنی حصر قبول کیا تو بنص خدا جناب امیر آپکے خلفاکے بھی ولی تھے کیونکہ یا ایھا الذین امنوا مین ضرور اونکو بھی داخل مانتے ہین پھر بتائیے اپنے ولی و آقا سے انحراف کرنیوالا محسن کش ہوتا ہو یا ولد کوئی

ہان اڈیٹر صاحب ابتو آپکو ابتدائے اسلام کی دعوت مین نص رسول خلیفتی بھی ماننا ہوگا تو کیا وہان بھی خلیفتی بالخلافۃ یا خلیفتی بالمحبۃ کا جادو چلے گا۔

اب ہم پورا واقعہ اس معجزہ کا اپنے دوست سید وزیر حسن صاحب طالب العلم باہروی کی تحریر سے لکھتے ہین جو اونہوں نے ۵ جولائی کو لکھا تھا اور اس خیال سے ابتک نہ شایع کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہایت برہم ہونگے وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

جناب اڈیٹر صاحب۔ تسلیم مزاج شریف بروز ۵ جولائی سنہ ء کو ایک پٹھان لاہور کے ریلوے چیف انجنیر کے دفتر کے پاس کی ایک کرکٹ گراونڈ مین ایک درخت کے نیچے جسکا نام سنکھ چین پنجاب مین ہو۔ دوپہر کے وقت سو رہا تھا کہ اچانک کسی شخص نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا

دیکھتا ہی میںنے رو گھومکر دیکھا تو اصلا کوئی شخص میرے پاس نہ تھا لیکن اُٹھتے ہی میری نگاہ درخت پر پڑی جسپر کلمہ لا الہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ۔ وصی رسول اللہ چھال مین اوپر کو ابھرا ہوا تھا مین چونکہ صرف حرف شناس ہی تھا مجھکو معلوم تو ہو گیا کہ یہ کلمہ ہے لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ علحدہ علحدہ کسطرح لکھا ہوا ہی مینے پاس سے لڑکون کو جو کہ قریب ہی تھے بلایا اور اُن سے پڑھایا تو معلوم ہوا کہ پورا کلمہ شیعونکا قدرتی درخت کی چھال پر بالکل درخت اور چھال کے رنگ کا ابھرا ہوا تھا پٹھان جسکا مذہب سنی تھے ہوتے ہوتے یہ بات شام تک مشہور ہو گئی ایک انگریز صاحب کو معلوم ہوا وہ بھی دیکھکر مسرور اور حیران ہوے پھر اُنہون نے اس خیال سے کہ ہندو صاحب اسکو خراب نہ کردین رات کو اپنے دو سپاہی پہرے پر مقرر کر دئے دوسرے دن تمام لاہور کے اُن آدمیون کو جو کہ ریلوے ورکس شاپ مین کام کرتے ہین خبر ہوئی انہون نے چار بجے واپس آکر تمام لاہور مین مشہور کر دیا چنانچہ مجھکو بھی ایک شخص نے بتایا مین مع اپنے چند ہم مذہب احباب کے گیا درخت چندان بڑا نہین ہی کلمہ جس جگہ پر لکھا ہوا ہی وہ اتنا اونچا ہی کہ ہاتھ پہنچ سکتا ہی تمام مخلوق اُسکو چومتی تھی ۶ بجے سے شام تک لاہور کے بڑے بڑے امیر اور غریب اور مولوی ہر فرقہ اور ہر گروہ کے اسکے دیکھنے کیلئے آئے کلمہ سارا نہین پڑھا جاتا جس صورت مین لکھا ہے مین نیچے لکھتا ہون -

لا ا له

محمد رسول

علی ولی

وصی

تمام کلمہ سواے محمدؐ کے عربی خط مین لکھا ہوا ہی محمدؐ ایسا خوشخط اردو مین لکھا ہی کہ تعریف کے قابل - لا اله تمام بالکل صاف پڑھا جاتا ہی آگے کچھ ایسے نقطے ابھرے ہوے ہین کہ معلوم تو ہوتا ہی کہ کچھ لکھا ہوا ہے مگر یہ معلوم نہین ہوتا کہ کیا لکھا ہی اور اسطرح محمد رسول کے آگے اور علی ولی اور وصی کے آگے کچھ ابھری ہوئی سی جگہ ہے جو کہ پڑھی نہین جاتی یقیناً آگے پورا کلمہ ہوگا

الغرض لا اله - محمد رسولؐ - علی ولی اور وصی ایسا صاف لکھا ہی کہ کوئی آنکھوں والا آدمی اس سے انکار نہین کر سکتا پہلے پہل تمام سنیون نے جسطرح لکھا تھا تمام پڑھا لیکن جب علی ولی اور وصی

باری آئی تو علی و لی تو پڑہ گئے۔ وصی جو کہ اسطرح لکھا ہوا ہے جسطرح کہ مین نے اب لکھا تو اسکو وصین پڑہنے لگے بہتنے اصرار کیا کہ اسکا یہان کیا مطلب ہے یہ تو صاف کلمہ لکھا ہوا ہے سینون نے ہرچند کچھہ اور راہ ور بنانیکی کوشش کی مگر کچھ بن نہ سکا ہزارہا آدمی سنی مان گئے کہ واقعی قدرتی ہے شہر سے اسٹیشن تک آدمیون کا تار بندھا ہوا تھا اور اب بھی یہی حالت ہے۔ الغرض ہوتے ہوتے آج سینون نے تنگ آکر یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ چونکہ علی ولی اور وصی لکھا ہوا ہے اسلئے یہ کسی شیعہ کی شرارت ہے اور یہ عمل تیزاب سے کیا گیا ہے چنانچہ سکول کے اُستادون اور لڑکون نے بھی یہی کہا کیونکہ انہون نے ابھی تک وہ درخت دیکھا نہین بنیے ہرچند سمجھایا مگر نہ سمجھے پھر بنیے اپنے اوستاد سے کہا کہ اگر یہ بناوٹی ہے تو بناکر دکھا دیجئے اُنہون نے کہا مین ایک سال مین بنا سکتا ہون جو صرف ایک بہانہ ہے مین قسم کھاکر کہنے کو تیار ہون کلمہ درخت پر بالکل ایسا لکھا ہے جیسا کہ انسان کے جسم مین بعض رگین باہر دکھائی دیتی ہین اور اُبھری ہوئی جگہ کا رنگ بالکل درخت کی چھال کی طرح سبز اور ویسا ہی ہے جیسا کہ درخت کا ہوتا ہے اسپر کوئی شک اس قسم کا کہ بناوٹی یا تیزاب وغیرہ کا ہو عاید نہین ہوسکتا بالفرض اگر کوئی شک بھی کرے تو سب سے پہلے دیکھنے والا شخص سنی ہے اُسنے کیون شیعون کا کلمہ لکھا تھا ابتک تو سنی صاحبان جو کہ کم علم اور ایسے بڑے مولوی نہین ہین تمام اُس درخت کو جاکر چومتے اور اس معجزہ کو قدرتی سمجھتے ہین آگے کی خبر معلوم نہین رہی بڑے بڑے کٹھ ملا وہ ابھی سے قائل نہین مذہب شیعہ کے تمام اشخاص نے بغور دیکھا ہے خدا کی قدرت کاملہ کی طرف سے نقش کیا گیا ہے۔

انگریز صاحب ممدوح الصدر نے ابھی تک پہرہ بدستور رکھا ہے۔ لاہور مین آجکل اسکا بہت ہی چرچا ہے اور ہزارہا آدمی روز دیکھنے کو جاتے ہین آج تیرہ دن ہوگیا ہے مگر خلقت کے ہجوم مین روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ سنی صاحبان کئی طریق سے اسکو بناوٹی ثابت کرتے ہین اول یہ کہ تیزاب سے لکھا جسکا جواب یہ ہے کہ اگر تیزاب سے لکھا جاتا تو درخت کا تمام چھلکا جل جاتا اور حروف سبز نہ رہتے دوئم یہ کہ کھود کر چھوڑ دیا گیا اور کچھ عرصے مین جتنے گہرائے کھودا گیا تھا اُتنا ہی اوپر اُبھر آیا جسکا جواب سب سے پہلے یہ ہے کہ کھود کر چھوڑ دینے سے تمام چھال کھودی ہوئی خشک ہوجاتی ہے جیسا کہ آجکل وہ چھال جو کہ سنی صاحبان نے درخت پر لکھکر چھوڑ دیکی تھی خشک ہوگئی اور اُنکا وہ خیال باطل کہ رس نکلکر آپ ہی آپ اوپر اتنا ہی اُبھر جاتا ہے غلط ہوا اگر اعتبار نہ ہو تو اُس درخت کے آس پاس کے اشجار

کا حال دیکھ لو کہ وہ تمام جگہین جہان سنی صاحبان نے کچھ کچھ لکھا تھا بالکل خشک ہوگیا ہی اور کچھ رس وغیرہ نہین نکلا سوئم اگر کسی درخت پر کچھ الفاظ کھود دیے جائین تو وہ بالکل بھرتا نہین بلکہ ویسا کا ویسا ہی رہتا ہی بفرض محال اگر سب باتین مان لی جائین پھر ہم یہ سوال کرتے ہین کہ اُن کلمات کا خط کیون اسطرح چپٹا ہی جیسا کہ قلم سے لکھا ہوا ہوتا ہی اگر کھودا ہوا ہوتا تو رس اس طرح باہر نکل کر اکٹھی ہوئی کہ جسطرح ہمارے بدن پر زخم ہونیکے بعد کھرنڈ جم جاتا ہی یعنی کھردرے اور بالکل ناصاف ہوتین برخلاف ازین کلمات اوپر ابھرے ہوے اور ادہرے بالکل صاف اور اسطرح ہین کہ جسطرح ایک بہت عمدہ خوشنویس لکھتا ہی کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ جتنے دن رس نکل نکل اکٹھا ہوتا رہا کوئی شخص وہان بیٹھا ہوا اوپر سے صاف اور خوبصورت بناتا تھا یہ بالکل ناممکن ہی کیا کوئی کہہ سکتا ہی رس ایک دفعہ نہین نکلا بلکہ قانون قدرت کے مطابق رفتہ رفتہ نکلتا رہتا ہے

سید وزیر حسین از لاہور

لعنتی انکار و اقرار

اگرچہ یہ عام قاعدہ ہی کہ جو شخص دو آدمیون مین لڑاتا ہی وہ ہمیشہ ذلیل وخوار رہتا ہی مگر بڑی ثبوت اسکا لکھنو کے ایک گمنام اخبار سے ملتا ہی اس گمنام کی غرض صرف اسقدر ہی کہ شیعہ سنی لڑتے رہین جسکے لئے تمام دنیا سے نرالی یہ ترکیب نکالی کہ جھگڑے نکالا۔ حالانکہ ہندوستان بھر مین آپ ڈھونڈھ آئیگا تو کہین اس جھگڑے کا وجود نہ ملیگا۔

گورنمنٹ نے جب اس مایہ فساد کو روکا ہی اوسوقت سے یہ اخبار بھی بقول اہلحدیث اسی حکم مین آگیا کہ اسپر بجلی گری۔ مگر چلتے چلاتے جھوٹھ کا پشتارہ باندھے جاتے ہین۔

اصلاح ۲۸ جلد ۱۳ مین آپ منجی مناظرہ فنڈر کا حال پڑھ چکے ہین کہ علاقہ کشمیر مین یہ مناظرہ ہوا تھا جسمین شیعہ غالب سنی مغلوب ہوے۔ اس خبر نے کچھ ایسا بدحواس کیا کہ جھٹ انکار کر بیٹھے چنانچہ مورخہ ۲۰ ربیع الثانی مین لکھتے ہین "اس اعلان پر سمجھ لیا کہ یہ قصہ بالکل گڑھا ہوا ہی" پھر لکھتے ہین مگر اس اعلان پر مولوی صاحب ممدوح مناظرہ کیلئے آگے تو چاہیے کامیاب ہون یا نہون تو تم سمجھ لینا کہ دیانت مضمون کا واقعہ صحیح ہے۔

ان عبارتون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اصل واقعہ ہی ہوا انکار ہو نہ مناظرہ بہانہ بحث و مباحثہ صحیح نکلے

مگر چونکہ خداوند عالم کو اپنے کلام پاک لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تصدیق کرانا منظور تھا لہذا دہی گمنام اخبار مورخہ ۲ جمادی الثانی جو ہکو ۲۰ رجب کو ملا لکھتا ہے کہ مباحثہ موضع فنڈر ریاست جموں میں ۶ محرم ۱۳۳۸ کو ہزارہا مسلمانوں کے مجمع میں ہوا انتظام کیلئے پولیس اور رسالہ کے سپاہی انسپکٹر پولیس تحصیلدار سپرنٹنڈنٹ وکپتان پولیس موجود تھے" آخر میں یہ بیان ہے کہ شیعوں کو شکست ہوئی اور سنیوں کو فتح جسپر ہم اوسی آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتا ہوں کیونکہ ایک دفعہ تو مطلق واقعہ سے انکار تھا - اب اس سے انکار ہے کہ سنی مغلوب نہیں ہوی -

اب فرمائے کونسی صورت مناظرہ نکالی جاے جس سے پبلک کو اصلیت واقعہ معلوم ہو سکے کیونکہ بقول ان لوگوں کے اڈیٹر اصلاح نے غلط چھاپا - تو اب آپ پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے کہ آپنے صحیح خبر چھاپی - کیونکہ ناظرین تو صرف خبر دیکھتے ہیں کہ شیعہ اپنی فتح بیان کرتے ہیں اور سنی اپنی فتح پھر فیصلہ کیونکر ممکن ہے جس طرح اس گمنام اخبار نے پہلے تو اصل واقعہ ہی سے انکار کیا اور مجبور ہو کر اقرار بھی کیا تو خلاف واقع - اوسیطرح اپنے مریدوں کے خوش کرنے کو یہ خبر بھی شایع کیا ہے کہ لکھنؤ میں بھی ایک مناظرہ ہوا جسکو بصورت رسالہ بھی شایع کیا ہے مگر جن لوگوں نے بجواب پرچہ پچاس گواہ مصنوعی بنائے - اور معویہ کے اشارہ پر اونٹ کو اونٹنی بنا دیا وہ جو نہ کریں کم ہے - اسلئے سب سے بہتر مناظرہ یہی تحریری مناظرہ ہے جس سے ناظرین خود اسکا فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس کی تحریر قوی ہے اور کسکی ضعیف کسکے دلائل قابل قبول ہیں کسکے قابل رد - مگر افسوس کہ نہ سنی شیعوں کے رسائل کو دیکھتے ہیں نہ شیعہ زیادہ سنیوں کے رسائل کو - لہذا اسکا آسان طریقہ یہ ہے کہ النجم و اہلحدیث شیعہ ناظرین کو مفت دیا جائے - اور اصلاح و الشمس سنی ناظرین کو مفت دیا جاے - اگر اڈیٹر صاحب کو اس راے سے اتفاق ہو تو وہ بھی اسکا اعلان کریں اور ہم بھی اعلان کریں - اور فریقین اوسکا نام شایع کرتا رہے جسکے نام مفت پرچہ جاری کیا جاسے کیونکہ جو شخص کسی قوم کا ہادی ہوتا ہے اوسکی نظر منافع دنیوی پر نہیں رہتی بلکہ وہ اخروی اجر کا طالب رہتا ہے لہذا ہم منتظر ہیں کہ کون صاحب ان مدعیان اسلام سے اسپر آمادہ ہوتے ہیں اور اگر زبانی ہی مناظرہ کا شوق ہو تو بسم اللہ شرائط مناظرہ طے کر کے اعلان دیں کہ ایک بڑے پیمانہ پر یہ مناظرہ بھی ہو جاے جسکا انتظام بذریعہ حکام گورنمنٹ ضروری ہے - شائقین مناظرہ کو چاہیے جلد اس مرحلہ کو طے کریں - وما علینا الا البلاغ -

اڈیٹر

مستورات قبول حق

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہر گوشہ سے صدائے قبول حق آرہی ہے اور ظلمات ظالمان و مکر مکاران جو دنیا و اقف ہوتی جاتی ہے اب وہ زمانہ نہیں رہا ہے کہ ذرا سے دہمکانے سے کام چل جائے کیونکہ خلفائے ثلٰثہ کی خلافت و ملوکیت کا خراب ہوچکا ہے اسلئے کہ اسلام نے تثلیث کو کفر قرار دیا ہے اور بنی امیہ و بنی عباس کا زور و شور بھی نہیں رہ گیا ہے کہ حدیثیں بنوا کر لوگونکو گمراہ کریں اور لوگ بوجہ سلطنت و خوف یا بوجہ طمع حکام دنیا و غفلت اونکو قبول کرلیں چنانچہ کتاب النصائح الکافیہ لمن یتولی معاویہ تصنیف فاضل معاصر سید محمد بن عقیل سنگاپوری مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۲۱ میں مفصل موجود ہے کہ معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت و خلافت میں خلفائے ثلٰثہ کے فضائل میں بہت حدیثیں بنوائیں اور بھیجکے حاکمون کو مکرر تاکید اس بارہ میں کی کہ کوئی حدیث فضیلت حضرت امیر رہنے نپائے جسکے مقابلہ میں ویسی ہی حدیث ان خلفا کیلئے نہ بنائی گئی ہو اسوجہ سے ہر شہر و قریہ میں یہ طوفان پھیل گیا اور بہر معلمون کو دی گئیں اونھون نے بچونکو تعلیم کیں تیز گھرون میں مستورات کو یاد کرائی گئیں اور مثل اصول عقاید انکی بھی تعلیم دیجانے لگی اور بوجہ شہرت محدثین و فقہانے بھی اونہیں کتابون میں لکھا اور اونکے موافق فتوی دئیے وغیرہ وغیرہ من شاء الاطلاع فلیرجع الیہ۔ بلکہ ابتو سلطنت عالیہ برطانیہ کے علم عدل کا پھریرا ہر جگہ اوڑ رہا ہے جسکے سایہ میں قوی و ضعیف ایک جگہ آرام کررہے ہیں اور کسیکو کسی کی مجال تعرض نہیں ہے اور ہر فرد بشر مذہبی حقوق میں مساوی ہے کثرت افراد و قلت ممبران کا لحاظ و پاس ساقط ہوگیا ہے کیونکہ خلاف عدل و حق مساوات ہے بدینوجہ صحاح ستہ کی دھجیان اوڑ رہی ہیں ۔ اب میں تازہ شیعیان کا نقشہ جو سال گذشتہ سے الی الآن اس مقام پر پوری تحقیقات سے شیعہ ہوئے ہیں خدمت مومنین میں پیش کرتا ہون اور ملتمس دعا ہون ۔ و ہو ہذا

نمبر شمار	نام مع ولدیت	سکونت مع ضلع وغیرہ	مذہب سابق	تاریخ و سنہ	قوم و پیشہ
۱	حامد علی عرف عابد علی بن اچھے صاحب	لکھنؤ محلہ چوک	حنفی المذہب	۲۴ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ [illegible]	حجام
۲	امام الدین محمد بخش	[illegible] ضلع لودہیانہ	حنفی مذہب قادری مشرب	۲ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ	میراثی
۳	[illegible] سابق اور نام فضل [illegible]	لندن	عیسوی پروٹسٹنٹ	۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء	انگریز ملازمت
۴	[illegible] خان بن [illegible] الدین [illegible]	[illegible]	حنفی مذہب	۲۲ ربیع الاول [illegible]	پٹھان ملازمت
۵	[illegible] بخش عرف [illegible] بخش ولد [illegible] خان	[illegible] ضلع [illegible]	حنفی مذہب قادری مشرب	۱۷ صفر ۱۳۲۳ھ [illegible]	پٹھان ملازمت
۶	محمد عبداللہ بن [illegible]	[illegible] عباس علاقہ [illegible]	حنفی	۳ ربیع الآخر [illegible]	مغل [illegible]
۷	سید حاکم علی بن سید [illegible] حسین	[illegible] ضلع [illegible] پنجاب	حنفی مذہب قادری سہروردی مشرب	۷ جمادی الاول ۱۳۲۳	[illegible]
۸	[illegible]	[illegible] محلہ [illegible]	ہندو	[illegible] جمادی الاول [illegible]	[illegible]
۹	منشی نظام الدین ولد [illegible]	[illegible] تحصیل [illegible] ضلع جالندہر	حنفی المذہب قادری مشرب	[illegible] جولائی ۱۹۰۵ء	شیخ ملازمت

الحسین و روایته عنه انما هو من باب التعلیق و علی القلته الاول ذکره علی المتابعة صفحہ ۱۶۵

عن شعبہ عن حسین عن قتادہ اور نہین جائز ہے کہ عطف ہو یحیی پر۔ کیونکہ یحیی نے حسین سے کوئی حدیث نہین سنا۔ اور روا

مسدد کی حسین سے باب تعلیق سے ہے۔ اور پہلی صورت مین ذکر اوسکا از قبیل متابعة ہے۔

یہ تعریف ہے بخاری کے اس سند کی جو اونہون نے دوسندون کو اسطرح ملادیا ہے کہ کرمانی ایسے محدث جلیل الشان کو آجتک نہ معلوم ہوسکا کہ حسین معلم سے کسنے روایت کی۔ تو پھر کسی معمولی علم و لیاقت والے کو کیا معلوم ہوسکتا ہے یہ حسین معلم کہان سے آگئے اور راوون سے کس نے روایت کی۔ کیونکہ ایک روایت تو عن قتادہ عن انس عن النبی پر تمام ہوگئی اور دوسری سند حسین معلم سے شروع ہوئی مگر اوسکے قبل کا راوی مفقود ہے جس سے یا تو حدیث معلق ہوتی ہے یا از قبیل متابعات ہوتی ہے۔

کرمانی کے اس اعتراض پر ابن حجر بہت ہی غصہ ہوے لکھتے ہین واللہ ما الکرمانی

لعادته بحسب التجویز العقلی ان یکون تعلیقا او معطوفا علی قتادہ فیکون شعبہ رواه عن حسین عن قتادہ الی غیر ذلک مما ینفر عنه من مارس شیئا من علم الاسناد صفحہ ۱۱ فتح الباری

یعنی کرمانی نے مطابق اپنی عادت کے بحسب تجویز عقلی بیان یہ بات ظاہر کی ہے کہ یہ حدیث یا تو تعلیق ہے۔ یا معطوف ہے قتادہ پر تو شعبہ اسکا راوی ہوگا حسین سے عن قتادہ وغیرہ اعتراضات جس سے

نفرت کرتا ہے وہ شخص جو کچھ بھی مہارت رکھتا ہو علم الاسناد سے۔

اسکا نام ہے حمایت بیجا اور طرفداری بدنما کہ کرمانی نے کس توضیح سے کل خرابیون کو اس اسناد کی دکھادیا مگر ابن حجر کرمانی ہی پر بگڑ رہے ہین۔ حالانکہ بخاری کی یہ وہ غلطی ہے جس پر معمولی شخص بھی اعتراض کرسکتا ہے کہ اپنے سند کو اسطرح مخلوط کیا کہ کسی طرح حل نہین ہوسکتا۔ کیونکہ خود ابن حجر کو بھی ابھی تک اصلیت اسکی نہ معلوم ہوسکی کیونکہ لکھتے ہین۔

قوله وعن حسین المعلم هو ابن ذکوان وهو معطوف علی شعبه فالتقدیر عن شعبه وحسین کلاهما عن قتادہ وانما لم یجمعهما لان شیخه افرد هما فاورده المصنف

لان شعبہ قال عن قتادہ وقال حسین حدثنا قتادہ وأغرب بعض

من طریق حسین معلقۃ وھو غلط فقد رواہ ابونعیم فی المستخرج

من طریق ابراھیم الحربی عن مسدد شیخ البخاری عن یحیی القطان عن حسین

المعلم

یعنی قول بخاری عن الحسین المعلم جو ابن ذکوان ہے عطف ہے شعبہ پر تو تقدیر عبارت اس طرح ہی ہے حدثنا یحیی عن شعبہ وعن حسین المعلم کہ دونون نے قتادہ سے روایت کی۔ اور دونون کو جمع نہین کیا ہے اس لئے کہ اوستاد نے دونون کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا تھا۔ لہذا مصنف نے بھی اوسی طرح بغرض اختصار وارد کیا یا اسلئے کہ شعبہ نے کہا تھا عن قتادہ اور حسین معلم نے کہا تھا حدثنا قتادہ۔

بعض متاخرین نے قول غریب یہ کہا ہے کہ حسین کے طریقہ والی روایت معلق ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ ابونعیم نے مستخرج مین بطریق ابراہیم حربی مسدد شیخ مصنف سے روایت کیا ہے بذریعہ یحیی قطان عن حسین معلم۔

جس سے معلوم ہوا کہ خود ابن حجر کو بھی اسکی وجہ نہین معلوم ہوئی کہ اسطرح کیون لکھا کیونکہ وہ بھی تین وجہ عقلی اسکی بیان کرتے ہین ایک یہ کہ اوستاد نے یونہی بیان کیا تھا مگر جب بخاری حدیث رسول مین جسطرح کا تصرف چاہتے ہین کرتے ہین۔ تو اوستاد کی اسقدر جو پابندی کہان سے ضروری ہوگئی۔ دوسری وجہ اختصار کو قرار دیتے ہین مگر جو شخص ایک ایک حدیث کو دس دس پانچ پانچ مرتبہ بلا وجہ لکھتا ہے اوسکو ایسے اختصار کی کیا ضرورت تھی کہ اس طرح سند کو مخلوط کرے۔ تیسری وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ نے عن قتادہ کہا تھا۔ اور حسین معلم نے حدثنا قتادہ۔ اسلئے اسطرح لکھا مگر یہ ایسی وجہ ہے کہ اسپر جہانتک مضحکہ کیا جائے کم ہو۔ کیونکہ اگر یہ وجہ ہوتی تو اس طرح لکھتے حدثنا یحیی عن شعبہ عن قتادہ وعن حسین المعلم قال ثنا قتادہ۔ کلاھما عن انس عن النبی۔

غرض اس مجموعی تحقیقات نے آپکو بتا دیا کہ یہ کتاب صحیح بخاری کیسی کتاب ہے جسمین اگر کوئی حدیث صحیح بھی ہے تو اسطرح کہ وہمین ہمارا دل مکمل ہو جس سے یہ معلوم

کون راوی ہے اور کس سے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ حسین معلم سے جو روایت ہے اوسمین لایومن من عبد حتی یحب لاخیہ ولجارہ ہے۔ بخاری نے لفظ جارہ کو روایت حسین معلم سے حذف کر دیا اور جو روایت بطریق روح عن حسین ہے اوسمین حتی یحب لاخیہ المسلم ما یحب لنفسہ من الخیر ملاحظہ ہو فتح الباری صفحہ ۱۳۔ بہرطور بخاری نے روایت مین تحریف کیا۔ کہ سند کو اوس طرح غارت کیا متن کو اس طرح تباہ کیا۔

چوتھا اعتراض اسپر یہ ہے کہ قتادہ مدلس ولو یصرح بالسماع عن انس فی روایۃ شعبۃ (عینی) کہ قتادہ راوی مدلس ہے جو روایت مین تدلیس کرتا ہے (تدلیس کذب سے بدتر ہے) اور روایت شعبہ مین اسکی تصریح نہین ہے کہ اوس نے انس سے بذات خود سنا تھا۔

پھر یہ حدیث صحیح کیسے رہی جسکو متصل ہونا ضروری ہے۔

اسکا جواب عینی یہ دیتے ہین کہ احمد بن حنبل نے اور نسائی نے اپنی روایتون مین اسکی تصریح کی ہے کہ قتادہ نے خود انس سے حدیث سنا ہے لہذا تہمت تدلیس رفع ہوئی۔

مگر اس جواب سے تو سکوت بہتر تھا کیونکہ اسکا نام صحیح رکھا گیا ہے جس سے دوسری کتابون کی تصحیح کی جاتی ہے نہ یہ کہ خود صحیح بخاری اپنی تصحیح مین مسند احمد و سنن نسائی کے تصحیح کی محتاج ہو۔

رواۃ حدیث راوی اول جو بخاری کا استاد ہے مسدد بن مسرہد بن مسربل۔ بن مرعبل۔ بن اندل۔ بن سرندل۔ بن عرندل۔ بن مالک۔ بن مستورد اسدی۔ اہل بصرہ سے ہے وفات ۲۲۸ھ

اس طرح کے نام بھی کمتر سنے گئے ہونگے۔

(۲) یحیی بن سعید قطان متوفی ۱۹۸ھ

۔ یہ شخص اتنا بڑا متکبر تھا کہ کسیکو اپنے سامنے بیٹھنے نہ دیتا تھا ولا یقول لاحد اجلس ولا یجلسون ہیبۃ لہ عینی ص۱۴۴ یعنی سب کھڑے کھڑے حدیث سنا کرتے تھے نہ کسیکو کہتا کہ بیٹھو نہ کوئی اسکے خوف سے بیٹھ سکتا تھا۔ کیا اخلاق محمدی اسی کا نام ہے۔

(۳) شعبہ کا لقب امیر المومنین فی الحدیث تھا۔
(۴) قتادہ بن دعامہ کور مادر زاد تھا کہ آنکھ کا نشان بھی نہ تھا وفات ۱۱۷ھ
(۵) حسین معلم بن ذکوان بصری بصرہ مین میانجی گری کرتے۔ انہین کی روایت مین وہ خرابی ہوئی۔
(۶) انس بن مالک صحابی ۲۲۸۶ حدیث انکی روایت سے ہین جسمین سے ۱۶۸ احادیث متفق علیہ تو بخاری و مسلم دونون متحد ہین اور ۸۳ حدیث خاص بخاری مین ہین اور ۹۱ صحیح مسلم مین خاص ہے دس برس تک رسول اللہ کی خدمت کی۔ صحابہ مین ان سے بڑہکر کوئی صاحب اولاد نہین ہوا بیان کرتے ہین کہ اپنے صلب سے (۹۸) اولاد کو دفن کیا انکا ایک باغ تھا جو سال مین مرتبہ بار در ہوتا جس سے اس آیہ کریمہ کی بخوبی تصدیق ہوئی۔ ومن یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا۔
کہ جو شخص دنیا مین اپنے اعمال کا بدلا چاہیگا ہم ہین دید ینگے۔ کیونکہ آپنے دیکھ لیا صحابہ مین ان سے بڑھکر کوئی صاحب اولاد نہین ہوا۔
بخاری یا مسلم نے جو انکی اسقدر حدیثین صحیحین مین بھرین تو نہ اسوجہ سے کہ یہ بڑے عابد و زاہد تھے یا بڑے عالم یا بڑے سچے اور ر[illegible]ت باز تھے۔ بلکہ صرف اسوجہ سے کہ بغض و عداوت جناب امیر المومنین مین انکا درجہ بھی بہت [illegible] رفیع تہا۔ کیونکہ آپ رسالہ وضوحات مین دیکھ چکے ہین کہ یہ انس بن مالک صحابی ایسے تھے کہ امام ابوحنیفہ انکی تقلید کرنا جائز سمجھتے۔
چنانچہ روضۃ العلماء زندوستی مین قول امام ابوحنیفہ لکھا ہے اترک قولی بجمیع قول الصحابۃ الاثلثۃ منہم ابوھریرۃ وانس بن مالک وسمرۃ بن جندب قال رحمہ اللہ قال ابوجعفر الھند وانی رح انما لم یترک قولہ لقول ھولاء الثلثۃ لانہم مطعونون۔
یعنی کہا ابوحنیفہ نے کہ مین اپنا قول کل صحابہ کے مقابلہ مین چھوڑ سکتا ہون مگر تین صحابی کا قول نہین مانتا۔ ایک ابوہریرہ دوسرے انس بن مالک۔ تیسرے سمرہ بن جندب جسپر ابوجعفر ہندوانی کہتے ہین کہ ابوحنیفہ نے اس وجہ سے انکے قول کو نہین مانا کہ وہ سب مطعون تھے۔

پس جب ابوحنیفہ ایسا شخص جسکی لیاقت علمی تمامی اہلحدیث کو معلوم ہے اس قابل نہ جانے کہ اونکے قول کو قبول کرے۔ تو بخاری کا اونکی حدیثونکو قبول کرنا ضرور اسیوجہ سے تھا کہ وہ عداوت جناب امیر مین کامل تھے۔

چونکہ انکی جرح سے یہان کوئی خاص غرض متعلق نہین ہے لہذا اس سے کوئی خاص تعرض نہین کیا جاتا انشاء اللہ کسی آیندہ موقع پر دکھایا جائیگا کہ یہ کیسے صحابی تھے۔

یہ حدیث چونکہ اتفاقی فریقین ہے کیسکو اسمین شک نہین کہ یہ کلام رسول اللہ ہے لہذا اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس حدیث پر خلفاے ثلثہ نے یا اور صحابہ اہلسنت نے کسقدر عمل کیا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر قبول کرلیا جاے کہ رسول اللہ صنے کسی خاص شخص پر خلافت کا نص نہین کیا تہا جیساکہ اہلسنت کا دعوی ہے بلکہ امت پر چھوڑا تھا کہ جسپر چاہین اجماع کرکے خلیفہ بنائین۔ تو پھر اسکی کونٔی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ انصار نے جب سعد بن عبادہ پر اجماع کیا تو کیون اوسکی مخالفت کی گئی کیونکہ جب نص کی نہ ضرورت ہے نہ ہوا تھا تو سب مساوی تھے۔ پھر اوس اجماع کو توڑنا جسپر راے جمہور قائم ہوچکی تھی کس قاعدہ سے درست ہوسکتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ حدیث الائمۃ من قریش سے قریش کی حقیت ثابت تھی۔ تو یہ بدیہی ہے کہ افضل قریش جناب امیر تھے حضرت کے مقابلہ مین دوسرونکو کیا استحقاق ہوسکتا ہے چہ جائیکہ اس حقیت کے ساتھ وہ حدیثین بھی ملائی جائین جنکے تسلیم مین کسی سنی کو عذر نہین ہوسکتا۔

پھر کون کہہ سکتا ہے کہ خلفائے ثلثہ نے ایک منٹ کیلئے بھی اس حدیث پہ عمل کیا ہے کتاب استیعاب مین ہے بذیل ذکر رفاعہ بن رافع بن مالک صفحہ ۱۵۳ جلد اول

فقال علی انعجب لطلحۃ والزبیران اللہ عز وجل لما قبض رسولہ قلنا نحن اہلہ واولیاءہ لاینازعنا سلطانہ احد فابی علینا قومنا فولوا علینا غیرنا وایم اللہ لوخافۃ الفرقۃ وان یعود الکفر ویبوء الدین لغیرنا فصبرنا علی مضض ثم لم نر بحمد اللہ الا خیرا ثم وثب الناس علی عثمان فقتلوہ ثم بایعونی ولم

استنکرا احدا و بایعنی طلحۃ والزبیر ولم یصبرا شہرا کاملا حتی خرجا الی العراق ناکثین اللہم فخذھما بفتنتھما للمسلمین فقال رفاعۃ بن رافع الزرقی ان اللہ لما قبض رسولہ ظننا انا احق الناس بھذا الامر لنصرتنا الرسول ومکاننا من الدین فقلتم نحن المھاجرون الاولون واولیاء رسول اللہ الاقربون وانا نذکرکم اللہ ان تنازعونا مقامہ فی الناس فخلینا کم والامر فانتم اعلم وما کان بینکم غیر انا لما رأینا الحق معمولا بہ والکتاب متبعا والسنۃ قائمۃ رضینا ولم یکن لنا الا ذلک فلما رأینا الاثرۃ انکرنا رضی اللہ عزوجل ثم بایعناک ولم نأل وقد خالفک من انت فی انفسنا خیر منہ و ارضی فمرنا بامرک۔

یعنی حضرت علیؑ نے کہا تعجب ہے طلحہ و زبیر سے جب حضرتؐ نے انتقال کیا تو ہمنے کہا کہ ہم اہل بیت و اولیاء رسول اللہؐ سے ہین کوئی ہماری مخالفت اسمین نہ کریگا۔ مگر قوم نے انکار کیا اور دوسرون کو خلیفہ بنایا قسم خدا کی اگر خوف فرقت نہوتا اور اسکا خوف نہ ہوتا کہ کفر پھر پلٹ آئے اور دین غیر رائج ہو (تو پھر دیکھتے) پس بحال ناگواری ہمنے صبر کیا اسکے بعد لوگون نے عثمان کو قتل کیا اور سب نے ہماری بیعت کی بغیر اسکے کہ ہمنے کسی پر جبر کیا ہو طلحہ و زبیر نے بھی بیعت کی اور ایک مہینہ بھی صبر نہ کیا کہ خروج کیا نکث بیعت کرکے خداوندا تو انکو اس فتنہ انگیزی کی سزا دے کہ مسلمانون مین فتنہ قائم کیا۔

اسپر رفاعہ نے کہا کہ رسول اللہؐ کے وفات کے بعد ہملوگون نے گمان کیا کہ سب سے زیادہ مستحق اس امر کے ہملوگ ہین کیونکہ ہمنے نصرت رسول اللہؐ کی تھی اور دین مین ہمارا مرتبہ عظیم تھا مگر تملوگ مہاجرین نے کہا کہ ہم مہاجرین اولین اور قرابت مند ان رسول اللہ سے ہین ہمارے آگے نہ کرو۔ ہمنے تملوگونکو چھوڑ دیا اور خلافت کو۔ تو اب تملوگ اوسکو جانو جو با خود با میں تھا۔ ہم صرف یہ دیکھتے تھے کہ حق پر عمل ہورہا ہے اور کتاب وسنت کی پیروی ہورہی ہے لہذا راضی رہے اور اسکے سوا ہملوکچھ مناسب بھی نہ تھا جب ظلم و ستم ہونے لگا تو محض رضائے خدا کے لئے ہمنے انکار کیا پھر آپکی بیعت کی ہمکو کوئی افسوس نہین ہے۔ اب آپ کی

مخالفت وہ شخص کررہا ہے جس سے آپ ہمارے نزدیک بہتر ہین پس جو حکم دیجئے ہم اوسکی تعمیل کرین۔

اس حدیث شریف کی شرح مین اس جملہ کی ضرورت صرف اسقدر ہے کہ جب حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص مومن نہین ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی نہ چاہے جو اپنی نفس کے لئے چاہتا ہو تو پھر فرمائے خلفائے ثلثہ کیونکر مومن رہے۔

کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین جناب امیرؑ کو اپنی حقیت پہ یہ دعوی ہے کہ کوئی اسکا دعوی کر نہین سکتا۔ اور کیا گیا یہ کہ حضرت بالکل محروم کئے گئے۔

رفاعہ صاف صاف کہہ رہے ہین کہ جب مہاجرین نے حضرت کی قرابت کے ذریعہ سے دعوی کیا تو ہم بالکل دست بردار ہوگئے اور بالکل چھوڑ دیا کہ تم جانو اور تمھارا کام۔ تو پھر بتائے انصار مومن ہوئے جنہون نے اس حدیث پر عمل کیا۔ یا مہاجرین جنہون نے زبردستی انصار سے لیا اور اصلی حقدار کو محروم کیا۔

اسی مضمون کو جناب امیرؑ اس طرح ادا فرماتے ہین کتاب الامامہ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے ص۱۱ مطبوعہ مصر۔

ثم ان علیا کرم اللہ وجہہ اتی بہ ابوبکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ فقیل لہ بایع ابابکر فقال انا احق بہذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار واحتججتم علیھم بالقرابۃ من النبی وتاخذونہ منا اھل البیت غصبا الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن اولی برسول اللہ حیا ومیتا فانصفونا ان کنتم تؤمنون والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال لہ عمر انک لست متروکا حتی تبایع فقال لہ علی احلب حلبا لک شطرہ وشد لہ الیوم یردہ علیک غدا الخ

یعنی حضرت علیؑ کو ابوبکر کے پاس لائے اور وہ حضرت کہتے تھے کہ مین بندہ خدا ہون اور برادر رسول کسی نے حضرت سے کہا کہ ابوبکر کی بیعت کرو تو حضرت نے فرمایا ہم زیادہ مستحق ہین

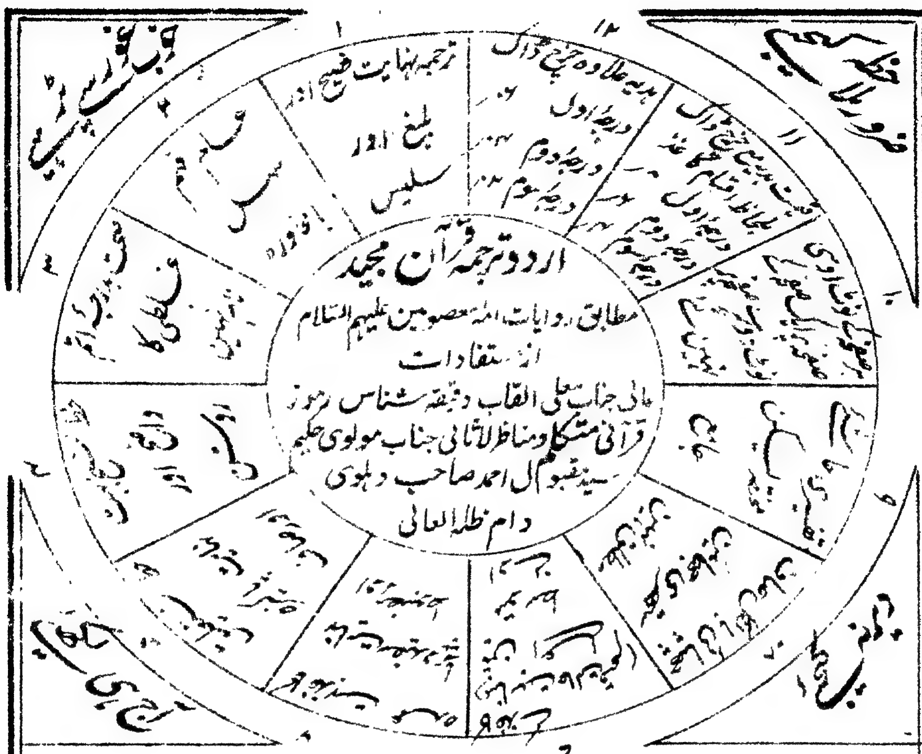
اس امر خلافت کے ساتھ تملوگون سے۔ ہم نہ بیعت کرینگے تم کو ہماری بیعت کرنا چاہیے۔ تمنے اس امر کو انصار سے اسی بنیاد پر لیا ہے کہ دعوی کیا قرابت رسول کا۔ اور ہم اہلبیت سے اس امر کو از راہ غصب لیتے ہو کیا تمنے انصار سے یہ نہین کہا تھا کہ چونکہ محمدؐ تملوگون سے تھے لہذا ہم زیادہ مستحق ہین۔ تو اونھون نے قبول کیا اور امر خلافت کو تمہارے تسلیم کیا۔ پس جب وہی حجت ہم پیش کرتے ہین کہ ہم زیادہ قرابت مند رسول ہین حیاؐ و میتاً تو پھر کیون نہین مانتے۔ انصاف کرو۔ اگر مومن ہو۔ اور نہین تو جو چاہو ظلم کرو حالانکہ تم خوب جانتے ہو۔ عمر نے کہا اس سے آپ چھوٹ نہین سکتے جبتک بیعت نہ کرو۔ حضرت نے کہا ہان دوہ لو کہ تمھارا بھی حصہ اوسمین ہے آج اوسکے لئے مضبوطی کرو۔ کل تو تمکو پھیری دیگا۔"

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب امیرؑ کس طرح استدلال فرماتے ہین کہ جس دلیل سے مہاجرین نے انصار سے خلافت کو لیا تھا۔ وہی دلیل بلکہ اوس سے بدرجہا قوی دلیل آپ پیش کر رہے ہین۔ مگر کون سماعت کرتا ہے۔

کیا ہی کلمہ انصاف فرمایا ہے حضرت نے فانصفونا ان کنتم مومنین کہ اگر ایمان رکھتے ہو گے تو ضرور انصاف کروگے مگر ایمان کہان تھا جو انصاف کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ عینی اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین قال القاضی عیاض المراد من قولہ حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ ان یحب لاخیہ من الطاعات والمباحات و ظاہرہ یقتضی التسویۃ وحقیقتہ التفضیل لان کل احد یحب ان یکون افضل من الناس فاذا احب لاخیہ مثلہ فقد دخل ھو من جملۃ المفضولین وکذلک الانسان یحب ان ینتصف من حقہ ومظلمتہ فاذا کانت لاخیہ عندہ مظلمۃ او بادر الی الانصاف من نفسہ ص۱۶۶ جلد اول

یعنی کہا قاضی عیاض نے مراد اس قول سے کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی چاہے جو اپنی نفس کے لئے چاہتا ہے۔ یہ ہے کہ طاعات و مباحات سے اوسکے لئے دوست رکھے۔ ظاہر اسکا تو مقتضی مساوات ہے اور حقیقت اوسکی تفضیل ہے کیونکہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ وہ افضل ناس ہو پس جب اپنے بھائی کے لئے بھی مثل اوسکے چاہے گا تو وہ داخل ہو گا جملہ مفضولین سے۔ اور اسیطرح



مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زرکثیر بڑی محنت جانکاہی سعی اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہے (چار پارے بفضلہ چھپ گئے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجئے مفت ارسال خدمت ہوگا

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی - دفتر شفاخانہ ہندوستانی دہلی۔

رجسٹرڈ ی ۳۴۶

فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

رسالہ

اصلاح

عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

جلد ۱۳ | بابت ماہ شعبان المعظم ۲۸ سنہ ۱۳ ہجری | نمبر ۸

علی حیدر اڈیٹر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ ۶

نمبر خریداری اگر نہ لکھئے تو تعمیل نا ممکن

فی نسخہ ۸

مظفری مہمانہ فنڈ .... جمع سابق ۸/۵ للعہ

تذکرہ مجلسی علیہ الرحمہ جسکا ریویو اصلاح ۔۔ مین درج ہوا فاضل مصنف نے اب اوسکی قیمت بجائے عصہ - ۸ - ۱۲ کردی ہے شایقین طلب کرین کہ پہر ملنا ۔ نا دشوار ہوگا ۔ اسکو سوانح عمری علماء شیعہ کی پہلی کتاب سمجھنا چاہیے جناب مولوی غلام عباس صاحب لوہاری منڈی نانک پہلہ لاہور سے طلب فرمایئے ۔

شکریہ خاص جناب سید اولاد حسین صاحب سجاد ہیڈکلرک پولیس ٹورک سی پی خریداران اصلاح کو جو نمبر سے خریدار ہون ۔ بشرطیکہ جناب ممدوح کو اپنے تخلص اور اشتیاق سے اطلاع دین تو ممدوح اپنا واسوخت مفت بھیجینگے یہ واسوخت واقعاً عجب طرح کا واسوخت ہے کہ عاشقانہ مضامین کے ساتھ مدح اہلبیت بھی شامل ہے ۔

تعجب بالائے تعجب اصلاح نمبر مین اعلان دیگیا تھا کہ اصلاح نمبر دس ہزار چھپے گا جو مفت تقسیم ہوگا مگر صرف ۲۷ درخواستین اس مضمون کی آئین جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہماری قوم کو کسقدر اس سے دلچسپی ہے چونکہ نمبر بہت سے بیکار پڑے ہین لہذا امید ہے کہ جو حضرات شایق ہونگے مفت طلب فرمائینگے ۔

شکریہ معاونین اصلاح جنکی ادنے توجہ سے اصلاح کا وجود باقی ہے ۔ اگر دیگر حضرات بھی ادھر توجہ فرمائین تو اصلاح کی مصیبت دفع ہو سکتی ہے ۔ خدا کرے اور حضرات کو بھی اسکی ضرورت محسوس ہو شکریہ حسب ذیل ہے ۔

اسمائے معاونین علاوہ سابق

۲۶۳۱

جناب سید تیغ علی صاحب ڈرائنگ ماسٹر ۱

جناب منشی میر نثار عباس صاحب شمس آبادی تدبحر ۲۲۳۹ مع سابق ۴

جناب سید حاکم شاہ صاحب وٹرنری انسپکٹر ۱۴۱۴ ۱

جناب مولوی علی اکبر صاحب پیشنماز ۳۵۲۶ مع سابق ۲

جناب حکیم قمر الدین صاحب ۱۲۶۱ ۱

جناب مولوی سید محمد ذکی صاحب شیدا نائب تحصیلدار ۳۵ ۲۰ ۱

جناب میر محمد مہدی صاحب الہ آباد ۱

جناب منشی محمد خان صاحب کلرک ۱۰۲ ۴ ۱

جناب منشی غلام حسین خانصاحب سب انسپکٹر ۲۲۵۵ ۱

جناب سید وارث علی شاہ صاحب کربلائی قدیم معین اصلاح ۳۷۶ ۱

جناب منشی سید محمد محسن صاحب منصرم کستہ ۲۲۵۲ مع سابق ۴

جناب میر ناصر حسین صاحب گوٹھلا ۱

جناب منشی شیخ محمد علی صاحب سیالکوٹ ۱

جناب حاجی مولوی سید حسین علی صاحب سبزواری پروفسر دینیات مع سابق ۲

جناب شیخ تفضل حسین صاحب سہارنپور ۲۴۸۹ مع سابق ۲

جناب سید آل احمد صاحب سرسوی سرودیہ برما ۱

باقی آئندہ از ۲۴۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ شعبان المعظم ۲۸ سنہ ۱۳ھ	نمبر ۸

اطلاعات ضروریہ

(۱) جملہ خریداران اصلاح پر لازم ہے کہ کسی قسم کا خط لکھیں یا منی آڈر بھیجیں تو نمبر خریداری ضرور لکھیں بغیر اسکے تعمیل ناممکن ہے -

(۲) چونکہ اکثر حضرات امسال نمبر ۴ یا ۵ سے خریدار ہوئے ہیں جس سے اونکی جلد ناقص رہتی ہے لہذا اگر نمبر ۱ و ۲ بھی مطلوب ہو تو ۲ کا ٹکٹ روانہ کریں کہ دوبارہ نمبر ۱ و ۲ چھپوا کر روانہ کیا جاے -
کیونکہ دفتر مین ایک نسخہ بھی اوسکا نہین رہا -

(۳) یہ خرابی صرف اسوجہ سے ہوئی کہ امسال نمبر ۱ کا ویلو ۲۵۰ واپس آیا اور نمبر ۲ کا منجملہ ۱۰۰ ویلو کے ۴۵ ویلو واپس آچکے حالانکہ یہ وہ حضرات تھے جنپر دفتر کو پورا وثوق و اعتماد تھا اور قدیم خریدار تھے

(۴) چونکہ قوم کی اس بے توجہی سے ہمکو نہایت صدمہ ہوا کیونکہ نہ صرف اسقدر چندہ اصلاح ہضم ہوا اور عـــہ یا سہ کا ناحق محصول ڈاک مین ضایع ہوا - بلکہ نمبر ۱ و ۲ مکرر چھپوانا پڑرہا ہے اسلئے
آیندہ کے لئے طے کردیا گیا کہ ہر شخص کے پاس نمبر ۱ ویلو بھیجا جاے

(۵) افسوس کہ ہم جسقدر قوم کی رعایت کرتے ہین کہ اوان سے مطالبہ چندہ مین زیادہ تنگ طلبی نہین کی جاتی دو تین بلکہ چار پانچ چھ نمبر بلا مطالبہ بھیجے جاتے ہین اسپر بھی قوم یہ صلہ دیتی ہے کہ ویلو واپس کردیتے ہین جس سے صدہا قسم کی زیرباری ہوتی ہے کہ پھر ہر شخص کے نام شکایتی کارڈ جاتا ہے اور جواب بھی نہین ملتا - لہذا یہی ضروری ہے کہ نمبر ۱ ہر سال ویلو جاے -

(۶) ہاں جن حضرات کو کسی نمبر کے نہ پہونچنے کی شکایت ہو وہ اس نمبر کے پہونچنے پر مطلع فرمائین کہ پھر کوئی شکایت نہ مسموع ہوگی۔

(۷) مجلدات اصلاح کا ناقص رہنا خود مجھے بھی ناگوار ہے لہذا جو پرچہ جائیگا بلا قیمت۔ ہان اگر کوئی صاحب قیمت عنایت فرمائینگے تو یہ اونکی عنایت ہے مگر دفتر ہر نمبر کو بلا قیمت روانہ کرنے پر آمادہ ہے۔

(۸) جسقدر نقصان امسال دفتر کو ہوا ہے اوسکا اثر ضروری یہ تھا کہ اصلاح بند ہو جاتا مگر الحمدللہ کہ جسقدر پرانے رفیق ملحد ہوتے جاتے ہین اوسیقدر نئے شفیق پیدا ہوتے ہین جنکے مساعی جمیلہ سے اسقدر اصلاح کا وجود باقی رہا۔ شکریہ خشک تو ہر نمبر مین ادا کر دیا جاتا ہے۔ مگر حسب ذیل تحفہ بھی اون حضرات کو دیا جاسکتا ہے اگر طلب فرمائین کیونکہ اکثر حضرات ان انعامی کتاب کو خرید بھی چکے ہین لہذا بلا اطلاع اونکے از خود دفتر بھیج سکتا ہے۔ مناظرہ احمدیہ ہر دو حصہ۔ ۱۲ خریدار دینے والونکیلئے انعام ہے۔ حصہ دوم صرف۔ ۹ خریدار۔ حصہ اول صرف ۷ خریدار۔ تصحیح تاریخ حصہ اول۔ ۵ خریدار۔ تاریخ الاذان یا رسالہ وضو۔ ۴ خریدار۔ عقل و تہذیب الحدیث۔ ۳ خریدار۔ نمونہ تفسیر فتح المبین۔ ۲ خریدار۔ الجرہ۔ یا تذکرہ فرزدق۔ ۱ خریدار

(۹) شائقین انعام کو مناسب ہے کہ براہ کرم وہ اپنے خریدارونکی تعداد سے بھی مطلع فرمائینگے کہ اگر کسی قسم کی غلطی ہوئی ہو تو اصلاح کر دی جائیگی۔

(۱۰) الحمدللہ کہ امسال انتظام الشمس بھی بہ نسبت سابق کچھ درست ہو رہا ہے ۶ نمبر شایع ہو چکے اور خدا نے چاہا تو ۷-۸-۹ وہ بھی ماہ مبارک رمضان تک شایع ہو جاے اور ۱۰-۱۱-۱۲ ماہ ذیقعدہ تک

مگر افسوس کہ اشاعت مین اسکی مطلق ترقی نہین ہوتی۔ حالانکہ اگرچہ کل مضامین جدید ہین کہ بڑی بڑی کتابون مین بھی مناظرہ کی انکا وجود نہین پایا جاتا۔ مگر کشف الظلمات جواب آیات بینات۔ اور رد الملاحدہ جواب خلافت راشدہ مین تو وہ مضامین ہین جو چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے۔

ان دونون کتابونکی ضرورت زیادہ تر ملک پنجاب مین ہے جہان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کا اثر پھیلا ہوا ہے جس سے ہزارون مخلوقات الٰہی وادی ضلالت مین گرے جاتے ہین لہذا ہمدردان اسلام پر لازم ہے کہ جہانتک ہو سکے اوس ملک مین اسکی اشاعت مین کوشش کرین کہ نہایت ضروری ہے اور اس سے بہتر کوئی ذریعہ ترقی دین کا نہین ہو سکتا، وما علینا الا البلاغ۔

نکث عہد القادیانین

فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ۔ یعنی جو عہد کو توڑتا ہے وہ اپنی نفس کے نقصان کے لئے توڑتا ہے۔

اس آیہ کریمہ کی تلاوت اسوجہ سے کرنی پڑی کہ اصلاح ۳ جلد ۱۳ صفحہ مین بعنوان "قادیانیون سے فیصلہ خلافت" ہمنے ایک پوری عبارت الحکم کی لکھی تھی۔ جسمین اونہون نے نہایت صدق دل سے اقرار کیا تھا کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی اب شاہ راہ ہدایت پر آرہے ہین اور نہ صرف مذہب اہلسنت کو خیرباد کھتے ہین بلکہ عقیدہ مرزائی سے بھی تائب ہورہے ہین۔

مگر نہ معلوم جماعت کی طرف سے کیا اونپر دباؤ پڑا جس سے اونکو بہت جلد اس سے عدول کرنا پڑا چنانچہ اس قوی مخالفت کو وہ ان الفاظ سے ظاہر بھی کرتے ہین "یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے ممکن ہے کہ اس سے کسی کو (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) اختلاف بھی ہو" جس سے معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب پر کوئی دباؤ ڈالا گیا جس سے اونکو تحریر سابق سے عدول کرنا پڑا۔

بہرحال وہ اپنے اخبار مورخہ ۱۴-۲۸ اپریل مین اسطرح لکھتے ہین "خلافت اور اصلاح۔ اصلاح شیعہ کمیونٹی کا ایک رسالہ ہے۔ اس مین الحکم کے اس مضمون پر جو مولوی شبلی نعمانی کی تجویز "ملاے اعظم" پر لکھا گیا تھا تنقید کی ہے۔ اور اسکے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہے۔ کہ اب قادیانیون نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سرجھکانا شروع کر دیا ہے۔ اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے۔

(۱) **اصلاح** افسوس کہ پہلے ہی حملہ سے کذب بیانی شروع ہوئی جو لکھتے ہین "اس مضمون تنقید کی گئی" حالانکہ نہ کہین تنقید ہے نہ انتقاد بلکہ آپکی صریحی عبارت نقل کی گئی تھی جسکے نسبت آپ خود لکھتے ہین "اور اوسکے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہے"

جس سے بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ مینے آپکی تحریر کے بہت بڑے حصہ کو یونہی نقل کیا تھا نہ کہ تنقید کیا ہو اپنی سابق تحریر کو جو اصلاح نمبر۳ مین بجنسہ درج ہے پھر سے بغور ملاحظہ فرمائے او سمین یہ فقرات آپکے ہین یا نہین -

(۱) "لیکن وحدت کبھی قایم نہین ہو سکتی جب تک ایک ہی آواز کے نیچے سب نہون" آواز کلام مین ہوتا ہے یا غیر کلام مین - کیا اس سے نہین معلوم ہوا کہ آپ نص خداوند عالم کے قائل ہین -

(۲) اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہو سکتا ہے کہ آج ایک شخص کو امیر قوم بنالین تو مبارک - مگر مین درد دل سے عرض کرتا ہون کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہو سکتا نہ ہوا" کیا اس سے کوئی سمجھ سکتا ہے کہ آپکا مطلب اس سے نص صریح ہونا نہین مقصود ہے کہ خدا یا اوسکا رسول نص کرے - کیونکہ امیر قوم بنالینے کو غیر مفید اور انتخابی سسٹم سے خلیفہ کا قایم ہونا محال سمجھتے ہین -

(۳) "خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے خلیفہ بنانا اللہ ہی کا کام ہے اور اسی کی آواز مین یہ قوت اور طاقت ہے" کیا کوئی صاحب عقل اس سے یہ سمجھ سکتا ہے کہ خدائی انتخاب بلا حکم ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہین اگر خدا بذریعہ کلام حکم نہین دیتا تو آواز کیسے پیدا ہو سکتی ہے کیا آواز بلا کلام ہو سکتی ہے - ؟

انہین فقرات نے اور اسکے مثل دیگر فقرات ہین جنہون نے اصلاح کو اسپر مجبور کیا کہ وہ آپکی طرف سے اعلان دے "اب قادیانیون نے بہی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے" مگر نہ معلوم آپنے اپنے اس فقرہ مین "خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے" اور اصلاح کے اس فقرہ مین "بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے" کیا فرق سمجھا جو بگڑ بیٹھے اور اپنے اقرار سے عدول کرنے لگے - ارے صاحب "خدا منتخب کرے" اور "منجانب اللہ" مین تو کوئی فرق نہین "

الحکم "مجھے شیعہ کمیونٹی کے کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید مین بتایا گیا ہو - کبھی مخالفت

نہین ہوسکتی۔ اور مجھے کیا کسی بھی مسلمان کو اس سے انکار نہین ہوسکتا بعض شیعی معتقدات جو انہون نے آپ اختراع کرلئے ہین ان سے کسی نیکدل مسلمان کو اتفاق نہین ہوسکتا۔ اور مجھے تو تعجب ہے کہ ایک شیعہ جس کے مذہب مین تقیہ کرنا درست ہو تو اس کی کسی بات پر ہم اعتبار کیون کرسکتے ہین "

اصلاح۔ یہ فقرہ عجب سراسیمگی کو ظاہر کررہا ہے کیونکہ اگر آپ مسلمان ہین تو قرآن کے کسی اصل سے آپ انکار نہین کرسکتے۔ پھر شیعہ کمیونٹی کی کیا تخصیص ہے۔ اگر آپنے بحالت صحت حواس۔ یہ جملہ لکھا ہے تو براہ کرم اس تخصیص کی وجہ بتایئے اور اگر قوم کی مخالفت آپکے حواس گم ہوگئے تو ہم معاف کرتے ہین۔ کیونکہ اگر آپ قرآن پر کبھی ایمان لائے ہوتے تو باوصف تلاوت اس آیہ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیماً۔ احزاب۔ کبھی کسی کو نبی نہ مانتے خواہ وہ مسیلمہ کذاب ہو۔ یا مرزا غلام احمد قادیانی۔ پھر ایسا مخالف قرآن کیونکر یہ کہ سکتا ہے کہ "کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید مین بتایا گیا ہو کبھی مخالفت نہین ہوسکتی" حالانکہ مرزائی تو مرزائی ہین تمامی مذاہب اہلسنت کی ایجاد بمخالفت قرآن قایم ہوئی کہ سر سے پیر تک خلاف قرآن کارروائی ہوتی ہے جسپر صدہا مرتبہ اڈیٹر اہلحدیث کو چیلنج دیا گیا کہ ایک مسئلہ بھی اہل سنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن ثابت کردیجئے تو ہم نذرانہ دینے پر طیار رہین۔

تقیہ پر استہزا کرنا پہلی علامت ہے مخالفت قرآن کی کیونکہ خدا فرماتا ہے لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منہم تقیۃ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر۔ آل عمران یعنی مومنون کو چاہیئے کہ کفار سے دوستی نہ کرین اور جو ایسا کریگا وہ خدا سے کسی امر مین نہین ہے مگر یہ کہ تم اون سے تقیہ کرو اور خدا انکو اپنے غضب سے بچاتا ہے اور اوسی کی طرف بازگشت ہے۔

تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے عن ابی العالیہ فی الآیہ قال التقیۃ باللسان

ولیس بالعمل ۔ و اخرج عبد بن حمید عن الحسن قال التقیۃ جائزۃ الی یوم القیامۃ ۔ و اخرج عبد عن ابی رجاء انہ کان یقرء الا ان تتقوا منہم تقیۃ و اخرج عبد بن حمید عن قتادہ انہ کان یقرؤھا الا ان تتقوا منہم تقیۃ بالیاء ص۱۶ جلد ۲
اور تفسیر طبری مین ہی فالتقیۃ التی ذکرھا اللہ فی ھذہ الایۃ انما ھی تقیۃ من الکفار لا من غیرھم ص۱۴۱ جلد ۳

پڑھیے قرآن کی آیت کہ کس طرح تقیہ کی اجازت دی ہی ۔ پہر اوسکی تفسیر کو ملاحظہ فرمائے کہ تقیہ تا بہ قیامت جائز ہے اور ابو رجا ، اور قتادہ سب اسکو تقیہ پڑہتے تھے ۔
اور تفسیر طبری مین ہی کہ جس تقیہ کا ذکر خدا نے کیا ہی یہ کفار سے ہے نہ غیر کفار سے
اب آپ ہی بتائے آپ اصول قرآن کے عامل ہین ۔ جو قرآن پر استہزا کرتے ہین جسمین تقیہ کا حکم دیا گیا ہی ۔ یا ہم جو مطابق حکم خدا اوسکی تعمیل کرتے ہین ۔
پس اگر آپ مسلمان ہوتے تو ضرور تقیہ پر اعتبار کرتے کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے مگر چونکہ آپکی بنا دروغ گوئی پر ہی لہذا تقیہ پر مضحکہ کرنا آپکا مناسب ہے ۔

الحکم ۔ ان شیعی معتقدات پر مناظرہ کا سلسلہ الحکم مین قائم کرنیکی ضرورت نہین سمجھتا البتہ مین اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون جو اصلاح کے ایڈیٹر صاحب نے پھیلانی چاہی ہے ۔ میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیے ایڈیٹر اصلاح انتخابی سسٹم کو مد نظر رکھکر خلافت راشدہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین ۔ اس لئے مین انہین کھول کر بتاتا ہون کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالی ہی کا کام ہی جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت دیتے اور تائید کرتے ہین ۔ مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بے شک الارض مین ایک خلیفہ بنانیوالا ہون یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض اور ایسا ہی آیت استخلاف ہم اونکو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے ۔"

اصلاح ۔ ہان آپ جانتے ہین آپکے طلسم کا توڑنے والا یہی فرقہ حقہ شیعہ ہی کیونکہ سنی آپکی خلافت خلفا مین شریک ہین لہذا وہ جواب معقول دے نہین سکتے ۔ آریہ آپکے چھوٹے

بھائی ہین جو لا مذہبی مین شریک ہین اسی لئے آپکا جادو ابتک چلتا رہا کہ کوئی شیعہ نہ متوجہ ہوا فذرھم فی غمرتھم یعمھون پر عمل کرتا رہا۔ مگر جب آپنے خود تخاطب شروع کیا تو اب کہان جاتے ہین لا یحیق المکر السئی الا باھلہ فھل ینظرون الا سنت الاولین فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً۔

الحمد للہ کہ آپنے ہی اسکا اقرار کیا کہ آپکا یہ اعتقاد ہے "خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے" جس سے خود بخود انتخابی سسٹم کو مدنظر رکھکر خلافت راشدہ پر حملہ ہو گیا بلکہ بیخ و بن سے وجود اسکا غائب ہو گیا۔ کیونکہ جب خلافت کو بھی مثل نبوت مان لیا کہ منجانب اللہ ہے تو پھر انتخابی سسٹم خود بخود غائب ہو گیا۔ اور تحریر سابق مین تو آپنے بتصریح تمام فرمایا ہے "یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہو سکتا اور نہوا" پھر اپنے مقرر کردہ اصول سے ناحق کیون عدول فرماتے ہین کلمہ حق بر زبان جاری کو بہنے دیجیے۔

دیکھیے خوب غور کیجیے جو آپ فرماتے ہین "قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت دیتے اور تائید کرتے ہین مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بیشک مین الارض مین ایک خلیفہ بنانے والا ہون یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ اور ایسا ہی آیہ استخلاف ہم اونکو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے"۔

اس فقرہ کو اپنے بخوبی یاد رکھیے جسپر خط کھینچدیا ہے "ایسا ہی آیہ استخلاف ہم اون کو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے" جس سے معمولی عقل والا انسان بھی یہی سمجھیگا کہ جسطرح پہلی دونون آیتون مین خلیفہ منصوص ہے اوسی طرح اس آیہ استخلاف مین بھی خلیفہ منصوص ہے۔

الحکم غرض یہ بڑی محکم اور مضبوط اصل ہے۔ کہ دنیا مین خلافت حقہ و راشدہ کا قائم کرنا حضرت الحق سبحانہ تعالی ہی کا کام ہوتا ہے۔ یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہین۔ کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جاوے۔ خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالی ہی کیطرف سے تھی۔ اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا۔ ورنہ اگر منشاء الہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ تھی۔ تو جناب امیر کیون بلافصل خلیفہ نہ ہوگئے"۔

اصلاح - افسوس کہ یہان بھی آپکی تقریر بخالفت قرآن مجید ہے کیونکہ ابھی تک آپنے اسکو نہین بتایا خلافت راشدہ سے کیا مراد ہے اور غیر راشدہ کسکا نام ہی - نہ اسیکو لکھا کہ غیر راشدہ خلافت کا قائم کرنیوالا کون ہی - بلکہ مجمل فقرہ لکھا کہ خلافت راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کا ہی کام ہوتا ہے"
جسکا ظاہری مفہوم یہ کہ رہا ہی کہ خلافت غیر راشدہ کا قائم کرنا غیر خدا کا کام ہی اگر آپکا یہی مطلب ہے تو زہے قسمت کیونکہ ہمکو بھی اس سے اتفاق ہی اور اسیوجہ سے مینے لکھا تھا" اب قادیانیون نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیے" جس سے آپ عدول کر رہے ہین -
یہہ امر تو مسلمات عقیدہ اہلسنت سے ہے کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہی خواہ فساد ہو یا صلاح خیر ہو یا شر وہ سب حکم و مشیت خدا سے ہوتا ہی فرق ہی تو اسقدر کہ جو کام مطابق حکم خدا ہوتا ہے وہ خیر ہے اور جو خلاف حکم خدا ہے اگرچہ بحسب مشیت اوسکے ہی تو وہ شر ہی - تو اب یہ کہنا کہ خلافت راشدہ کا قائم کرنا خدا ہی کا کام ہی نہ صرف عقائد مسلمہ تمامی اہل سنت ہی جسمین مرزائی بھی داخل ہین - بلکہ خلاف نصوص صریحہ قرآن بھی ہے جس نے بہایت تصریح سے بیان کیا کہ جو کچھ دنیا مین ہوتا ہی ہماری مشیت سے اور خلافت و سلطنت جسکو ملتی ہی ہماری مشیت و ارادہ سے - نہ کہ خلافت راشدہ تو خدا کی مشیت سے ہو اور خلافت باطلہ غیر کی مشیت و ارادہ سے -
(۱) وھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجت لیبلوکم فی ما اتیکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم - انعام
یعنی اوسی خدا نے تمکو تمکو زمین کا خلیفہ بنایا اور ایک کے ایک پر درجے بلند کیے تاکہ جو کچھ خدا نے تمہین بخشا ہی اسمین تمھاری آزمایش کرین بیشک تمھارا خدا جلد عذاب دینے والا اور بخشنے والا مہربان ہے -
(۲) ثم جعلنا کم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون - یونس
پھر ہمنے انکے بعد زمین مین تمکو تمکو ان کی جگہ خلیفہ کیا تاکہ دیکھین تم کیسے کام کرتے ہو

(۳) فکذبوہ فنجینہ ومن معہ فی الفلک وجعلنٰھم خلٰئف ۔ یونس
پس اون لوگون نے تکذیب کی (حضرت نوح کی) پس نجات دیا ہمنے اونکو اور اون کے ساتھیونکو کشتی مین اور اونکو زمین مین خلیفہ بنایا۔
(۴) ھو الذی جعلکم خلٰئف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہ ولا یزید الکٰفرین کفرھم عند ربھم الا مقتا ولا یزید الکٰفرین کفرھم الا خسارا ۔ فاطر
وہی خدا ہے جس نے تم کو خلیفہ بنایا زمین مین ۔ تو جو کفر کرے ۔ اوس کفر کا ضرر اوسپر ہے اور کافرون کے حق مین اونکے کفر سے خدا کے یہان ناخوشی ہی بڑہتی ہے اور کافرونکا کفران نقصان ہی زیادہ کرتا ہے ۔
(۵) واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بصطۃ فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون ۔ اعراف
یاد کرو اوسوقت کو کہ تمکو خلیفہ بنایا بعد قوم نوح اور زیادہ کیا بدن کی زیادتی کو بس یاد کرو نعمات خدا کو شاید تم فلاح پاؤ ۔
(۶) واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد وبواکم فی الارض ۔ اعراف
اور یاد کرو جبکہ تمکو خلیفہ بنایا بعد عاد کے اور زمین پر آباد کیا ۔
(۷) امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ء الٰہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون ۔ سورہ نمل
کون ہے جو قبول کرتا ہے مضطر کی دعا کو اور تکلیف کو دور کرتا ہے اور تمکو خلیفہ زمین بناتا ہے کیا کوئی خدا ہے خدا کے ساتھ ؟ تم بہت کم یاد کرتے ہو۔
اب یہی سوال جو خدا نے کیا ہے ۔ مین آپسے پوچھتا ہون کہ کیا کوئی دوسرا خدا ہے جسنے خلافت غیر راشدہ کو قایم کیا کیونکہ آپکے کلام "خلافت راشدہ کا قائم کرنا خدا ہی کا کام ہے" کا مفہوم تو یہی کہہ رہا ہے کہ خلافت غیر راشدہ کا قائم کرنے والا دوسرا ہے ۔
یہ فقرہ آپکا بالکل مغالطہ آمیز اور خلاف قرآن ہے جو آپ فرماتے ہین "یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہین کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جائے" کیونکہ آپکے کلام کا مفہوم

یہ ہے کہ خلافت باطلہ پر انسانی ہاتھ یا طاقت سے بیٹھ سکتا ہے۔ حالانکہ خدا نے تمامی کفار و منافق و فجار کی خلافت اور سکونت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ ہم ہی اونکو خلیفہ بناتے ہین کہ اون کی آزمایش لین۔ جو اون سے کفر کرتا ہے اوسکا نقصان اوسپر ہے جس سے بصراحت تمام کفار و مومنین سب کی خلافت خدا ہی کی طرف منسوب ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیئ قدیر۔ آل عمران

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ ملک دنیا سلطنت دنیا یہ سب تابع مشیت خدا ہی کی انسان کو اوسمین دست رس نہین ہے تو آپکا یہ کہنا کہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہین ہے کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جائے" بالکل غلط ہے کیونکہ صرف خلافت حقہ ہی کی یہ شان نہین ہے بلکہ خلافت باطلہ اور سلطنت ناجائز پر بھی بلا مشیت خدا کوئی قبضہ نہین پا سکتا۔

اس سے بھی زیادہ واضح سنئے کہ خداوند عالم سورہ قصص مین فرماتا ہے۔

وجعلنا ھم ائمۃ یدعون الی النار و یوم القیمۃ لا ینصرون واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ و یوم القیامۃ ھم من المقبوحین۔ یعنی ہمنے اونکو امام بنایا کہ دعوت کرتے ہین طرف جہنم کے اور روز قیامت اونکی مدد نہ کی جائیگی اور پیچھے اونکے ہمنے لعنت لگائی اور بروز قیامت اون سے برائی کی جائیگی۔

دیکھئے اس آیہ مین خدا اونکی امامت کو بھی اپنی طرف منسوب کرتا ہے کہ ہمنے اونکو امام اہل النار بنایا یعنی ہماری مشیت سے وہ امام ہوے پھر اونکے پیچھے لعنت لگانیکو بھی اپنا ہی فعل کہہ رہا ہے یعنی ہمارے حکم سے ایسا ہوتا ہے۔

جس سے آپ خیال کر سکتے ہین کہ بجز خلفائے ثلثہ اور کوئی اس سے مراد نہین ہو سکتا کیونکہ کسی ملت مین کسی مذہب مین کسی پر لعنت کرنا واجب نہین کیا گیا ہے۔ مگر اس امت مرحومہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ ائمہ نار پر لعنت کرنا اونپر فرض ہے۔

الحکم خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالی ہی کی طرف سے تھی۔ اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تہا ورنہ اگر منشاء الہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ تھی۔ تو جناب امیر

کیون بلافصل خلیفہ نہ ہو گئے "

اصلاح افسوس کہ آپ اپنے اصرار پر قائم ہین کہ بمخالفت قرآن صرف خلافت راشدہ کو خدا کا کام بنا رہے ہین حالانکہ قرآن پکار کر کہہ رہا ہے کہ خلافت راشدہ و غیر راشدہ سلطنت ملک حکومت سب ہی اللہ کا کام ہے یعنی اوسکی مشیت سے پھر اوس سے کیون عدول کرتے ہین -

آپ فرماتے ہین "اسمین انسانی تجویز و انتخاب کا دخل نہ تھا" مگر قرآن اسکے خلاف شہادت دے رہا ہے -

(۱) ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس - یعنی بر و بحر مین جو کچھ فساد ہوا وہ بسبب اسکے ہے کہ آدمیون کے ہاتھون نے حاصل کیا -

پھر آپ اپنی خلافت راشدہ کو کیونکر اسکا مصداق بنا سکتے ہین کہ "اسمین انسانی تجویز و انتخاب کا دخل نہ تھا "

(۲) ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم - یعنی جو کچھ مصیبت تمکو پہونچی وہ اسوجہ سے ہے کہ تمنے حاصل کیا -

(۳) ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسہم یظلمون - یعنی خدا کسی پر ظلم نہین کرتا لیکن آدمی خود اپنی نفسون پر ظلم کرتے ہین -

(۴) لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت - انسان کو جو کچھ نفع پہونچتا ہے یا ضرر اپنے فعل کی بدولت پہونچتا ہے -

ان آیات کریمہ کو دیکھکر کون شخص آپکی تصدیق کر سکتا ہے کہ "اسمین انسانی تجویز و انتخاب کا دخل نہ تھا" کیونکہ خداوند عالم فساد کو تمامتر انسان کی طرف منسوب کرتا ہے جس سے آپکو بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ جو خلافت یا سلطنت حکم خدا سے ہو وہ تو حق ہے اور جو خلافت یا حکومت بلا حکم حق تعٰ ہو وہ سب باطل اور مصداق ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ یہ خلافتین محض انسانی تجویز و انتخاب سے ہوین - تو آپ ہی کے قول سے معلوم ہوا یہ خلافتین خلافت راشدہ نہ تھین -

آپ فرماتے ہین ورنہ اگر منشاء الٰہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ ہوتی

تو جناب امیرؑ کیون بلا فصل خلیفہ نہ ہوگئے؟ تو بیشک جس منشاء الٰہی کے ماتحت خلافت یزید و عبد الملک
و تمامی فساق و فجار بنی امیہ و بنی عباس تھی اوسی منشاء کے ماتحت خلافت صدیق و فاروق
بھی تھی جسکی نسبت خدا نے فرمایا ہے وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار
اب دو ہی صورت ہی یا تو خلافت یزید وغیرہ کو ماتحت منشاء الٰہی ملنئے یا اسکے قائل ہون
کہ خلاف مشیت خدا یہ خلافتین قائم ہوین۔ ہم دونو صورت پر راضی ہین او ر خلافت صدیقی
و فاروقی کو اوسی قطار مین لائینگے۔ جسکے بعد خود بخود اسکی وجہ بھی معلوم ہوجائیگی کہ جناب
امیرؑ کیون نہ خلیفہ ہوئے کیونکہ حضرت کی خلافت تو مثل اقرار توحید و رسالت حکم خدا سے
متعلق ہے نہ مشیت سے۔

الحکم ہان یہ امر دیگر ہے کہ منشاء الٰہی کے ماتحت قلوب مین ایک جذب اور کشش پیدا ہوکر
وہ اسکی وجود کی طرف جھک جاوین۔ جو امر الٰہی کے ماتحت خلیفہ ہونیوالا ہے۔

اصلاح۔ اس جملہ استدراکیہ کی حقیقت نہین معلوم ہوئی کہ اسکا کیا مطلب ہے کیونکہ منشاء کا لفظ
مبہم ہی جو حکم پر بھی استعمال ہوتا ہو اور مشیت پر بھی۔ پس اگر آپکا مقصود اس سے حکم خدا ہے
تو غیر مسلم کیونکہ کل احکام خدا کی یہی شان ہو کہ کچھ لوگ اوسکے مطیع ہین اور بہت سے عاصی۔
اور اگر مقصود آپکا اس سے مشیت الٰہی ہو تو مسلم ہے کیونکہ اوسکی شان یہی ہو اذا اراد شیئاً ان
یقول لہ کن فیکون۔ کہ مشیت کے خلاف نہین ہوسکتا مگر اس سے فیصلہ حق و باطل نہین ہوسکتا
کیونکہ مشیت مین دونون داخل ہو خواہ حق ہو خواہ باطل۔
حالانکہ روزمرہ کا مشاہدہ آپکو بتا رہا ہو کہ جو امر خلاف حکم خدا ہوتا ہے اوسی پر قلوب مین
جذب اور کشش پیدا ہوکر اوسی طرف جھکتے ہین جو حکم خدا کے خلاف ہوتا ہو جسکی نسبت خداوند
عالم فرماتا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء

الحکم اور اگر یہ بات نہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا تفوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا
کہ مشیت ایزدی مین منصوص خلافت تو جناب امیرؑ کی تھی۔ اور اسپر متمکن ہوے حضرت
صدیق رضی اللہ تعالی عنہ"

اصلاح۔ اگرچہ تفصیلی بحث اسکی تو رد الملاحدہ مین ہو جو الشمس کے ساتھ شایع ہوتا ہی

مگر اختصاراً یہان بھی عرض ہو کہ یہی اصل فساد ہے کہ آپ محض بغرض اغوائے عوام مشیت اور حکم کو ایک کرتے ہین حالانکہ دونون مین آسمان وزمین کا فرق ہے حکم خدا اون امور سے متعلق ہوتا ہے جس سے اوسکی رضا ہوتی ہے۔ اور مشیت دونون سے خواہ مطابق مرضی ہو خدا ہو یا خلاف مرضی جسکو خداوند عالم نے اس تصریح سے سمجھایا ہے کہ اگر ذرہ برابر بھی آپکو اسلام سے حصہ ملا ہوتا تو اسکا کبھی نام نہ لیتے۔ خداوند عالم فرماتا ہے۔

(۱) ولکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فیما اتیکم فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون ۝ وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک فان تولوا فاعلم انما یرید اللہ ان یصیبھم ببعض ذنوبھم وان کثیراً من الناس لفاسقون۔ مائدہ

ہمنے ہر ایک کیلئے تملوگون سے طریقہ اور راہ بنایا اور اگر چاہتا خدا تو تم سبکو ایک امت بنا دیتا مگر وہ تمھاری آزمائش چاہتا ہے اوس چیز مین کہ دیا ہے۔ تو نیک کامون مین جلدی کرو۔ خدا کی طرف تم سبکی رجع ہے جو خبر دیگا تمکو اون باتون سے جنمین اختلاف کرتے تھے اور تم (اے پیغمبر) حکم کرو اوس چیز کے ساتھ کہ خدا نے نازل کیا ہے اور اون کی پیروی نہ کرو اور ڈرتے رہو اس سے کہ فتنہ مین ڈالین تمکو بعض اون باتون سے کہ خدا نے تیری طرف نازل کیا ہے اگر وہ نہ مانین تو جان لو کہ خدا چاہتا ہے کہ اونکے بعض گناہونکے سبب اونپر مصیبت ڈالے اور اکثر اون کے فاسق ہین۔

اگر آپ غور کیجئے تو اس آیہ نے آپکا پورا جواب دیدیا کہ اگر خدا کی مشیت ہوتی تو یہ اختلاف نہوتا یہ فرقہ بندی نہ ہوتی سب ایک امت ہوتے۔ مگر یہ امر خلاف مشیت الٰہی ہے کیونکہ خدا اونکی آزمایش چاہتا ہے اور اونکے گناہون کی وجہ سے مبتلائے مصیبت کیا چاہتا ہے۔ اکثر اون کے فاسق ہین۔

جس سے آپنے سمجھ لیا ہوگا کہ اسیوجہ سے ابوبکر عمر خلیفہ ہوے کہ آزمایش کرنا مقصود تھا اور اگر جناب امیرؑ خلیفہ ہوتے تو آزمایش نہ ہوتی۔ یہ نہ معلوم ہوتا کون دل سے مطیع حکم خدا و

و رسول ہے کیونکہ جب خلافت حاصل ہوتی تو غلبہ و قوت و اقتدار بھی ہوتا تو وہ اصلی مقصد
فوت ہوتا کہ انکی آزمایش لی جائے اور وہ اپنی بدکرداریوں سے عذاب مین مبتلا ہون
اور خدا کا کلام غلط ہوتا کہ اکثر آدمی فاسق ہین ۔ کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین جو نسبت شیعونکو
سینون سے حاصل ہے کہ تعداد انکی قلیل ہے وہی نسبت ان سنیون کو کفار سے ہے کہ تعداد
کفار زیادہ اور انکی تعداد اون سے کم ۔

(۲) ولو شاء الله ما اشرکوا وما جعلناك علیهم حفیظا وما انت علیهم بوکیل انعام
اگر خدا چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہمنے تمکو اونپر نگہبان نہین مقرر کیا ہے نہ تم اونکے وکیل ہو

(۳) وکذلك جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضهم الی
بعض زخرف القول ولو شاء ربك ما فعلوه فذرهم وما یفترون ۔ انعام
یعنی اسی طرح ہمنے شیطان انسانون اور جنونکو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا ۔ کہ بعض اونمین سے
بعض کو ملمع کی باتین چھپا کر پہونچاتے رہین ۔ اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس چھوڑ دو
ان کو اور اوسکو جو افترا کرتے ہین ۔

(۴) ولو شاء ربك لامن من فی الارض کلهم جمیعا افانت تکره الناس حتی یکونوا
مومنین ۔ یونس
یعنی اگر تیرا رب چاہتا تو جتنے لوگ زمین مین ہین سب ایمان لاتے ۔ کیا تم لوگونپر زبردستی کر سکتے ہو
کہ سب مومن ہو جائین ۔

(۵) ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربك
ولذلك خلقهم وتمت کلمة ربك لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین ۔ ہود
یعنی اگر خدا چاہتا تو سب کو ایک امت کر دیتا اور ہمیشہ وہ اختلاف کرتے رہینگے ۔ مگر وہ جنپر خدا رحم
کرے اور اسی لئے انکو پیدا کیا ہے اور تمہارے رب کا قول پورا ہوا کہ مین دوزخ کو جنون اور
انسانون سب سے بھر دونگا ۔

(۶) ولو شاء الله لجعلکم امة واحدة ولکن یضل من یشاء ویهدی من یشاء ولتسئلن
عما کنتم تعملون ۔ نحل

اگر چاہتا خدا تو تم سب کو ایک امت کر دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہی گمراہ کرتا ہی اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہی اور بیشک تم سوال کئے جاؤ گے اون باتون سے جو عمل کرتے ہو۔

(۷) وعلی اللہ قصد السبیل ومنہا جایر ولوشاء اللہ لھدیکم اجمعین۔ نحل

سیدھی راہ تو خدا تک ہی اور بعض رستے ٹیڑھے ہین اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کی ہدایت کرتا

(۸) ولوشاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن یدخل من یشاء فی رحمتہ والظالمون ما لھم من ولی ولا نصیر۔ شوری

یعنی اگر خدا چاہتا تو سبکو ایک امت بناتا لیکن داخل رحمت کرتا ہی جسکو چاہتا ہی اور ظالمون کے لئے نہ ولی ہے نہ مددگار۔

اسی طرح کی بے شمار آیتین قرآن مجید مین ہین جن سے بدیہی طور پر ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ مشیت خدا مین اور حکم مین فرق بین ہے۔ مشیت مین ہدایت وضلالت سب داخل ہے مگر حکم خدا ہدایت کیلئے ہی جسکے ہم محکوم ہین کہ جو حکم خدا ہو اوسکو بجا لائین جس سے خدا نے منع کیا ہو باز آئین۔ نہ یہ کہ ہر اوس امر کو جو مشیت خدا سے ہوتے ہین اوسکو حق سمجھین اور اوسکا اتباع کرین۔

بلکہ قرآن مجید کی ہدایتین تو کہہ رہی ہین کہ ایسا اعتقاد کافرون اور مشرکون کا ہی جو اسی مشیت الٰہی سے اپنی حقیت پر دلیل لاتے تھے۔

(۱) ولوشاء اللہ لانزل ملٰئکۃ ما سمعنا بھذا فی ابائنا الاولین۔

اگر خدا نبی بھیجنا چاہتا تو فرشتہ نازل کرتا اسکو تو ہمنے کبھی اپنے باپ داؤن مین نہین سنا۔

(۲) سیقول الذین اشرکوا لوشاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیٔ کذلک کذب الذین من قبلھم حتی ذاقوا باسنا قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون قل فللہ الحجۃ البالغۃ فلوشاء اللہ لھدیکم اجمعین۔ انعام

اور کہینگے مشرکین کہ اگر چاہتا اللہ تو نہ شرک کرتے ہم نہ ہمارے آبا واجداد اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کرتے اسی طرح تکذیب کی ہی انکے پہلون نے یہانتک کہ چکھا ہمارا عذاب۔ کہہ تو اونسے

که اگر کچھ علم ہے تمھارے پاس تو لاؤ ہمارے لئے نہین پیروی کرتے تم مگر گمان کی اور تم تو سراسر جھوٹھ بولتے ہو۔ کہدو کہ بس حجت خدا تمام ہوئی کہ اگر وہ چاہتا تو تم سب کی ہدایت کرتا۔

(۳) وقال الذین اشرکوا لوشاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شیء نحن ولا اباؤنا ولاحرمنا من دونہ من شیء کذلک فعل الذین من قبلھم فھل علی الرسل الا البلاغ المبین

اور مشرک لوگ کہتے ہین کہ اگر چاہتا اللہ تو ہم یا ہمارے آبا و اجداد غیر خدا کی عبادت نہ کرتے نہ کسیکو حرام کرتے۔ اسیطرح اون لوگون نے بھی کہا تھا جو انکے پہلے مشرکین گذرے ہین۔ پس ہمارے پیغمبرون پر بجز اسکے کچھ نہین کہ پہونچا دین صاف پہونچانا۔

(۴) قالوا لوشاء الرحمن ما عبدناھم مالھم بذلک من علم ان ھم الا یخرصون۔ زخرف

کہتے ہین (کفار) اگر چاہتا خدا تو ہم اونلوگونکی پرستش نہ کرتے۔ انکو اسکا علم نہین ہے وہ تو اٹکل دوڑاتے ہین

ایسے صدہا آیات ہین جنمین خدانے اس عقیدہ کو مشرکانہ اور کافرانہ عقیدہ کہا ہے کہ وہ لوگ یہ کہتے تھے اگر خدا چاہتا تو اسطرح ہوتا۔

تو آپکا یہ کہنا " اگر یہ بات نہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ مشیت ایزدی مین منصوص خلافت تو جناب امیرؑ کی تھی اور اسپر متمکن ہوئے حضرت صدیق رضؓ " بالکل خلاف قرآن تھہرا کیونکہ خداوند عالم نے بتادیا تمکو حکم ہمارے احکام کی اطاعت کا ہے نہ ہمارے افعال کا جو تابع مشیت ہوتے ہین۔

یہ جملہ آپکا بالکل افترا ہے جو کہتے ہین " مشیت ایزدی مین منصوص خلافت تو جناب امیرؑ کی تھی " کیونکہ اسکا تو کوئی بھی قائل نہین ہے کہ جناب امیرؑ کی خلافت بحیثیت مشیت تھی " بلکہ دعوی اسکا ہے کہ خدانے اسکا حکم دیا تھا کہ لوگ انکی خلافت مانین اور انکی اطاعت کرین نہ یہ کہ مشیت بھی اسکی جاری ہوئی تھی کیونکہ اگر مشیت بھی اسکے مطابق ہوتی تو پھر اسکے خلاف کون کرسکتا ہے۔

خدانے اپنی مشیت کو بھی بتادیا ہے انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون اور وکان امر اللہ مفعولا

کہ جب خدا کسی بات کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔ اور خدا کا حکم تو ہو کر رہتا ہے پھر اسکو بھی بتادیا کہ مشیت ایزدی مین سبکی ہدایت نہین ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر اسکے خلاف ہوتا ہے کہ وہ فرماتا ہے ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین کہ ہماری بات طے شدہ ہے

* تم صرف ظن و گمان کی پیروی کرتے ہو اور تم محض اٹکل سے [illegible]

القول بالجزم فی انتشار النجم

"از نمبر گذشتہ سے پیوستہ"

یہ جو کچھ مطالب مینے بیان کئے جس کسی کو شک ہو ہر بات کا ثبوت الشمس مین دیکھ لے ۔ مولوی صاحب بھول گئے ہون تو مین انہین یاد دلاؤن ۔ ابھی چند روز کی بات ہے الشمس کی بعض عبارات پر خامہ فرسائی کرتے ہوے خود اُنہون نے جواب سے عاجز ہو کر منسوخ التلاوۃ کے دامن مین پناہ لی تھی اور یہ عذر پیش کیا تھا کہ قرآن ناقص بیشک ہو گیا ہم اسے مانتے ہین لیکن ہم نقصان تحریفی کے قائل نہین ہین بلکہ نقصان نسخی کے قائل ہین الشمس نے فوراً اونکی اس معذرت کی ایسی قلعی کھولی کہ باید وشاید ۔ محققین علماے اہلسنت کا اتفاق اسپر دکھا دیا کہ منسوخ التلاوۃ کوئی چیز نہین ہے یہ محض یارون کا ڈھکوسلہ ہے ۔ پھر خود قرآن مجید سے اور دلائل عقلیہ سے منسوخ التلاوۃ کا باطل ہونا باین شد و مد ثابت کیا کہ نہ صرف مولوی صاحب بلکہ تمام علماے اہلسنت عاجز اور مبہوت ہو کر رہ گئے ۔ الشمس نے اسی پر بس نہین کیا بلکہ سواد اعظم کے اکابر علما اور مشایخ کا قرآن کریم کو ناکارہ محض اور معاذ اللہ شرک کی تعلیم دینے والا اعتقاد کرنا ۔ حدیث اور اجماع کے ذریعہ سے کلام اللہ کو منسوخ کر دینا پیغمبر کا ایک مسلم قرآن کو جو موجودہ قرآن کے علاوہ تھا بھول جانا الفاظ قرآنی کا منزل من اللہ نہونا بلکہ نبئ امی کی اپنی تصنیف ہونا وغیرہ وغیرہ ایسی پر زور اور روشن دلیلون سے ثابت کر دکھایا کہ آج تک مولوی صاحب کو اوس پر قلم اوٹھانیکی مجال نہوئی ۔ یہ اوسی تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ اڈیٹر صاحب رسالہ "اسلام" جالندہر جو ایک تعلیم یافتہ سنی ہین بلا خوف تردید اپنے مسلمات کی بنا پر تحریف کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکے یہ اونہین ادلہ قطعیہ کا اثر ہے کہ باندہ کے لائق مولوی عبد الرحیم صاحب حنفی نے (جنکی تحریرین خود النجم مین شایع ہو چکی ہین) نہایت آزاد خیالی اور انصاف پسندی کو کام فرما کر نہ صرف تحریف کا بروے مذہب اہلسنت اقرار کیا بلکہ نہایت متانت کیساتھ

ثابت کردیا کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے قرآن مجید مین نقصان تحریفی کا واقع ہونا کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر و ثابت ہے اور یہ مولوی صاحب نے جو فرضی دلائل لکھے تھے وہ تار عنکبوت سے زیادہ مضبوط نہین ہین

ایسی حالت مین مولوی صاحب کا پھر اوسی مسئلہ کو خواہ مخواہ پیش کرنیکی جسارت کرنا اونکی انتہائی غیرت اور حیا پر دال ہے۔

باینہمہ مولوی صاحب کی کچھ خدمت کرنیکے لئے مین ہی طیار ہون - وہ بار بار کہتے ہین کہ اہل سنت تحریف قرآن کے قائل نہین ہین اور اپنا الزام شیعون کے سر تھوپنا چاہتے ہین - اگر الشمس کے دیکھنے کی اونھون نے قسم کھائی ہے اور اوسکے دلائل سے ہیبت زدہ ہین تو مین بطور مختصر اونکے ایک جلیل القدر بزرگ کی تحریر سے اس بات کو ثابت کرونگا کہ بڑے بڑے علماء اہلسنت برابر تحریف قرآن کا اعتقاد کرتے اور اوسکے مطابق روایتین کرتے چلے آئے ہین - پھر مین دیکھونگا کہ کہانتک وہ واقعیت کے خلاف شیعون کی ضد مین اپنے مسلم علماء کو جھوٹا اور بے دین بتلاتے ہین - بلند پروازی دکھاتے ہین -

مین سر دست اونکی توجہ اس زمانہ کے مشہور محقق یعنی نواب محسن الملک بہادر آنجہانی کی رائے پر مبذول کرتا ہون جنکی بے نظیر قابلیت اور اعلی تحقیق پر مولوی صاحب کو بہت کچھ ناز ہے اور جدید تعلیم یافتہ اونکی رائے کو ایک غیر معمولی وقعت اور عزت کے ساتھ دیکھتے ہین - صاحب ممدوح رسالہ تہذیب الاخلاق جلد دوم کے صفحہ ۱۲۷ پر علمائے اہل سنت کی دیانت داری - خوش اعتقادی اور حق پسندی کی داد دیتے ہوئے حسب ذیل رقمطراز ہین -

تحریر نواب محسن الملک "ہان ایک بات تو مین بھول گیا کہ ہمارے زمانہ کے علماء قرآن مجید کے اوس غلطنامہ کی نسبت نعوذ باللہ منہا کیا فرماتے ہین جو بڑے بڑے عالمون نے مرتب کیا ہے اور جس سے تفسیرین اور بڑی بڑی کتابین بھری پڑی ہین کہ اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض مسلمان عالمون نے قرآن مجید کو کسقدر غلط اور محرف اور غیر صحیح

ٹھیرایا ہے - نمونہ اوسکا لکھتا ہون -

نقشہ مرتبہ نواب محسن الملک

صحیح آیت جو قرآن سے رہ گئی	غلط آیت جو قرآن مین ہے	سند غلطی کی
فی قلوبهم الحمية حمية الجاهلية كما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل الله سكينة على رسوله	کما حموا سے اخیر تک قران مین لکھنے سے رہ گیا ؛	مستدرک حاکم اور درمنثور سیوطی بروایت ابی بن کعب
صلوا عليه وسلموا تسليما وعلى الذين يصلون الصفوف الاول	وعلى الذين اخیر تک قرآن سے نذارد ہوگیا -	اتقان بروایت حمیدہ
وهو اب لهم وازوجه امهاتهم	وهو اب لهم قرآن مجید سے اوڑگیا -	حاکم ابن مردویہ بیہقی عبدالرزاق سعید بن منصور وغیرہ بروایت ابن عباس
فامضوا الى ذكر الله	فاسعوا الى ذكر الله	موطاء امام مالک بروایت عمر بن خطاب
انى انا الرزاق ذو القوة المتين	ان الله هو الرزاق	صحیح ترمذی بروایت عبداللہ بن مسعود رض
ووصى ربك والنهار اذا تجلى والذكر والانثى	وقضى ربك والذكر والانثى قرآن مجید سے نذارد ہوگیا -	اتقان بروایت ابن عباس صحیح مسلم و صحیح بخاری و ترمذی بروایت ابوداؤد
مثل نور الله عن مشكوة	مثل نوره كمشكوة (تہذیب الاخلاق)	درمنثور بروایت ابن عباس

جناب مولوی صاحب بتلا دین کہ جن مسلمان عالمون کی نسبت محسن الملک بہادر نے
رائے دی ہے کہ وہ قرآن مجید کو غلط اور محرف اور غیر صحیح ٹھیراتے ہین اور جنھون نے
صحاح ستہ اور دیگر کتب تفاسیر وغیرہ مین اپنے عقاید کے ثبوت دئے ہین۔ اور جنکا
ایک مختصر نقشہ نواب صاحب ممدوح نے مونشہ پیش کیا ہے کیا وہ شیعون کے عالم ہین؟
کیا صحاح ستہ شیعون کی کتابین ہین؟ مولوی صاحب! کب تک آپ امر حق کو چھپا لینگے
آپکی ہٹ دہرمی سے کوئی عقلمند اور منصف مزاج آدمی دھوکہ مین نہین آسکتا۔ کیا اب بھی
آپ نہ سمجھینگے۔ ع مین الزام اونکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا۔

مولوی صاحب نے جابجا اسکا بھی دعوی کیا ہے کہ قرآن پاک کے متعلق شیعون کے
معلومات نہایت ناکافی اور سخت ناکافی ہین اور یہ کہ اہلسنت ہی قرآن کو صحیح طور پر سمجھ
سکتے ہین لہذا مین اس جگہہ مولوی صاحب کی قرآن دانی کا ایک مختصر نمونہ ناظرین
کی خدمت مین پیشکش کرتا ہون جسکا ذکر کرنا اس موقع پر خالی از دلچسپی نہوگا۔

مولوی صاحب کی قرآن دانی

عرصہ ہوا خاکسار نے ایک مضمون مرزای
قادیانی کے دعاوے مہدویت کے متعلق
اصلاح مین شایع کرایا تھا۔ اوسمین ضمناً حدیث من مات ولم یعرف کا ذکر آگیا
تھا۔ چونکہ اکثر اہل سنت جنکو ائمہ اہل بیت سے شیطانی بغض ہے وہ امام زمانہ سے مراد
کتاب اللہ کو لیتے ہین اسلئے تنبیہاً یہ بتلا یا گیا تھا کہ امام زمانہ کہین پر بھی قرآن مجید مین
سوائے انسان کے کتاب اللہ کی نسبت نہین کہا گیا۔ اسپر ہمارے تند مزاج مولوی
کو بہت کچھ طیش آیا اور آپنے "قرآن سے شیعون کی ناواقفیت" کے ہیڈنگ سے ایک
مضمون نہایت تجبتر کے ساتھ لکھکر شایع کیا اور جواب کیا معقول دیتے ہین کہ "قرآن
پاک مین دو جگہ کتاب موسی کو حق تعالی نے امام فرمایا ہے ایک جگہ سورہ ہود مین
قولہ تعالی ومن قبلہ کتاب موسی اماماً ورحمۃ اور دوسری جگہ سورہ احقاف
مین وہان بھی یہی عبارت ہے" حالانکہ میرا استدلال امام زمانہ سے تھا نہ مطلق
لفظ امام سے۔ اس تحریر کا جواب مینے اوسی عرصہ مین رسالہ اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۱ مین

طبع کرا دیا تھا اور مولوی صاحب اوسکا کچھ جواب نہ دیسکے۔ اوس مضمون مین مینے اس بحث کو ایک دوسرے طرز پر لکھا تھا کہ وہ موقع ہی دوسرا تھا لیکن مجکو اس مقام پر مولوی صاحب کی قرآن سے واقفیت کو دکہانا ہے جسکے بہروسہ پر وہ شیعون کی معلومات کو سخت ناقص بتلا کر یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہین کہ شیعون کو نہ کبھی قرآن پر ایمان نصیب ہوا نہ ہوسکتا ہے۔

مولوی صاحب نے دو آیتین اس امر کے ثبوت مین پیش کی تھین کہ امام کا لفظ کتاب موسیٰ کی نسبت استعمال ہوا ہے نہ انسان کے لئے پہلی آیت سورہ ہود کی ہے جو اسطرح ہے "افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماماً ورحمۃ"

دوسری جگہ سورہ احقاف مین ہے "وقال الذین کفروا للذین امنوا لوکان خیرا ماسبقونا الیہ واذلم یہتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ وھذا کتاب مصدق لسانا عربیا لینذر الذین ظلموا وبشریٰ للمحسنین"

مین کہتا ہون کہ ان دونو آیتون مستدلہ مین امام کا لفظ ہرگز کتاب موسیٰ کی نسبت نہین کہا گیا بلکہ امام ورحمت انسان ہی کیلئے مستعمل ہوا ہے۔ کیونکہ دونو آیتون مین اماماً ورحمۃ ضمیر من قبلہ سے حال واقع ہوا ہے۔ پہلی آیت مین مرجع ضمیر شاہد ہے اور دوسری آیت مین قبلہ کی ضمیر خود پیغمبرؐ کی طرف راجع ہے لہذا دونو آیتون مین امام سے مراد سوائے انسان کے دوسری چیز نہین ہوسکتی۔

افسوس کہ ایسی علمیت اور تجربہ پر مولوی صاحب شیعون سے بحث کرنیکا حوصلہ رکھتے ہین۔ کیا یہ امر قابل شرم کے نہین ہے کہ آپ چلے تھے شیعونکی ناواقفیت قرآن کو ثابت کرنے اور بڑے طمطراق کے ساتھ اپنے عالم قرآن ہونیکا دعوی کیا تھا اور ثبوت ایسا دیا کہ خود بدولت ہی اوس الزام کا نشانہ بنگئے۔ افسوس قرآن سے آپکی ایسی ناواقفیت افسوس !۔ افسوس !!

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا — جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نہ نکلا

بہرحال- یہ تذکرہ بطور جملہ معترضہ کے تھا جو باقتضاے مقام کیا گیا- اب مین اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون- مولوی صاحب نے اپنی پچھلی تحریر کے بعض فقرات پھر نقل کئے ہین اور جو نتائج مینے ادس سے اخذ کئے تھے اوسکا جواب دینے کی کوشش کی ہے-

پہلی تحریر مین اونہون نے لکھا تھا کہ "گو اجماع بھی حجت شرعیہ ہے مگر اسکا مرتبہ کتاب اللہ بلکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے ہے"

"حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت اجماع سے منعقد ہوئی مگر اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ انکی خلافت کی حقیت کا مدار صرف اجماع پر ہے-

"اہل سنت انعقاد خلافت صدیقیہ کو اجماع پر مبنی کہتے ہین نہ اُسکی حقیت کو" اسپر مینے عرض کیا تھا کہ "آپکے ان فقرات سے مینے سمجھ لیا کہ صحت انعقاد خلافت کی اجماع پر نہین ہے اور نہ محض اجماع انعقاد خلافت کے لئے کافی ہے- پس حجت اجماع امت کی صحت انعقاد خلافت کیلئے اہلسنت کے نزدیک باقی نہین رہتی البتہ صحت انعقاد خلافت باقی رہتا ہے آیات قرآنی اور سنت رسول پر جسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ خلافت منصوص ہونی چاہیئے"

مولوی صاحب اسکے جواب مین فرماتے ہین "اہل انصاف دیکھین کہ میری کس عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے- کس لفظ کا یہ مفہوم ہے جسکو سید محمد عسکری صاحب بیان کر رہے ہین- دو باتین ان فرضی نتائج مین قابل غور ہین (۱) محض اجماع انعقاد خلافت کے لئے کافی نہین ہے-

(۲) صحت انعقاد خلافت کا مدار آیات و حدیث پر ہے- میری پوری عبارت غور سے دیکھیئے اسکے کسی لفظ سے ایک ناسمجھ بچہ بھی یہ نتیجہ نہین نکال سکتا بلکہ ان نتائج کے خلاف صاف صاف تصریح اسمین موجود ہے"

"مطلب صرف یہ تھا کہ حقیت خلافت صدیقیہ کی دلیل صرف اجماع ہی نہین ہے بلکہ آیات قرآنیہ بھی اسپر دلالت کرتی ہین"

مولوی صاحب غالباً اپنی اس تحریر کو چیستان بنانا چاہتے ہین یا شاید ضلع جگت

قرار دیتے ہین - ظاہری الفاظ سے تو کسی طرح وہ نتیجہ پیدا نہین ہوسکتا جو مولوی صاحب اس لایعنی تقریر سے زبردستی نکالنے کی کوشش کرتے ہین - ہان کوئی ناسمجھ بچہ دہوکے سے اون کی ہان مین ہان ملانیکے لئے طیار ہو جاوے تو عجب نہین - مین نہایت متحیر ہون کہ وہ کس عقل کے اہل انصاف ہونگے جو اونکی عبارت کے کہلے ہوئے مفہوم اور منشاء کے خلاف اوسکے دوسرے معنی لے سکین گے مین تو سمجھتا ہون کہ اوس مطلب کے خلاف جو اونکے لفظون سے ظاہر ہوتا ہے اور جسکو مینے بیان کیا ہے) اگر کوئی شخص اوسکا دوسرا مطلب بیان کرنیوالا ہوسکتا ہے تو یقیناً ایسا ہی شخص ہوسکتا ہے جسکا دماغ قانون قدرت نے مولوی صاحب کا سا ہی وضع کیا ہو اور جو علم و انصاف سے ایسا ہی بہرہ رکھتا ہو جیساکہ مولوی رکھتے ہین اور نیز اونکے اس دور از کار مطلب کو جو درحقیقت ناسمجھی پر مبنی ہو وہی ناسمجھ بچہ سمجھ بھی سکتا ہے جس نے خاص مولوی صاحب کے تربیت آموز اعلی انسٹی ٹیوشن مین تعلیم پائی ہو ورنہ جو شخص کہ ذرا بھی صحیح الدماغ اور سمجھدار ہوگا وہ بے تامل اوسی نتیجہ پر پہونچیگا جسکو کہ مولوی صاحب میرا اختراعی نتیجہ بتلاتے ہین -

مولوی صاحب کی ہٹ دہری اور ناحق کوشی کو ناظرین دیکھین کہ خود ہی تو کہتے جاتے ہین کہ اہلسنت خلافت صدیقیہ کی حقیت کو اجماع پر مبنی نہین کہتے ہین اور پھر مجھسے پوچھتے ہین کہ میری کس عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کس لفظ کا یہ مفہوم ہے کہ محض اجماع انعقاد خلافت کے لئے کافی نہین ہے - حضرت یہ نتیجہ اور یہ مفہوم آپ ہی کی عبارت کا ہے ذرا انصاف کی عینک لگا کر ملاحظہ تو کیجئے کہ آپ فرما کیا رہے ہین - کیا آپ کے یہ فقرات نہین ہین ؟ کہ "حضرت ابوبکر کی خلافت اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی" "اہل سنت انعقاد خلافت صدیقیہ کو اجماع صحابہ پر مبنی کہتے ہین نہ اوسکی حقیت کو" "کیونکہ حقیت اور چیز ہے اور انعقاد اور چیز ہے" "اور کسی شی کے انعقاد سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ شے حق بھی ہو"

کیا اسکا صریح یہ مفہوم نہین ہے کہ انعقاد خلافت اور شی ہے جو اجماع سے حاصل ہو جاتی ہے اور حقیت خلافت اور شی ہے جو انعقاد خلافت سے حاصل نہین ہوتی

آپکو یہ بھی معلوم ہو کہ آپسے خلافت حقہ کی بابت گفتگو ہو رہی ہے اسی کی تحقیقات مطلوب ہے آپکی تحریر صاف کہہ رہی ہو کہ حقیت خلافت اجماع پر مبنی نہین ہے پھر تبلاکے مینے کیا ہوس ملادیا جو کچھ آپ فرما رہے ہین وہی تو مین بھی کہتا ہون ۔

منصب خلافت کی نسبت یہ امر متفقہ ہو کہ اوسکے انعقاد کا اطلاق اصطلاح شرع مین خلافت حقہ پر ہوتا ہے لیکن آپ اوسکے انعقاد کو حقیت کے مصداق سے الگ کرکے ایک شی جداگانہ تجویز فرماتے ہین ۔ اگر یہی تفریق صحیح مانی جاوے کہ انعقاد خلافت مغائر صحت خلافت سکے ہے تو انعقاد استخلاف بھی مغائر صحت خلافت کے ہونا چاہیئے اور اسی اصول پر انعقاد رسالت بھی مغائر صحت رسالت کے ہوگا ۔ لاحول ولا قوہ ۔ مولوی صاحب ذرا سوچ سمجھکر بات کیا کیجئے ۔

بہرحال آپ کا یہ خیال کہ اجماع امت انعقاد خلافت کیلئے کافی ہے یا نہ کہ اجماع صحت انعقاد کی دلیل ہے خود آپ ہی کی تصریحات سے باطل ہوا کیونکہ محض انعقاد پر بحث کرنا لاحاصل اور فضول ہے اکثر کمٹیون کے اتفاق سے بہت سے امور کا انعقاد ہو جاتا ہی پھر اس سے کیا نتیجہ ۔ بحث تو صرف اوس انعقاد کی صحت اور عدم صحت یا حقیت اور عدم حقیت مین ہی کی جاتی ہے اور آپ صاف قبول کرتے ہین کہ اجماع امت کے ذریعہ سے جو انعقاد ہوا اوسکے لئے یہ لازم نہین ہو کہ وہ حق بھی ہو ۔ پھر محض انعقاد اجماع صحت خلافت کی دلیل کہان ہوا ۔ نہین معلوم یہ کیا معمی ہے کہ مولوی صاحب کی سمجھ مین نہین آتا ۔

اصل یہ ہو کہ مولوی صاحب اس موقع پر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا مضمون درپیش ہے اور اون کی جان عجب مخمصہ مین مبتلا ہے ۔ اگر حجیت اجماع سے صاف انکار کرتے ہین تو خلافت اجماعی حضرت ابوبکر کی ہوا ہوئی جاتی ہے کیونکہ محض اجماع کے بھروسہ پر اونکی خلافت کو قبول کیا گیا ہے اور اگر اجماع کو مانتے ہین تب مشکل ہے کیونکہ شبہات عشرہ سے اجماع قطعی طور پر باطل اور بے بنیاد ثابت ہوتا ہے اور کوئی جواب نہین بن پڑتا ۔ (باقی دارد)

ابوالفاروق سید محمد عسکری امروہوی

غم حسین کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

(گذشتہ سے پیوستہ)

الغرض اصلاح مین تو بمقابل یہود و نصاریٰ اس غم کی یادگار قائم رکھنے کا حکم بہ نص توریت مقدس عہد جناب موسیٰ سے دکہایا گیا۔ مگر پھر بھی ہمارے مہربان اخبار وکیل کے ایڈیٹر صاحب باوجود دعویٰ اسلام اس عزاداری اور ماتمی یادگار کے قائم کرنیکی ابتدا سنیت و شیعیت کی حد بندی کے زمانہ سے قرار دینا پسند کرتے ہین۔

آپ اخبار وکیل مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع مین یزید کی مدح و ثنا کرتے ہین کہ یزید پر کسی مورخ نے جھوٹ بولنے کا الزام نہین لگایا۔ حالانکہ اوسکے فسق و فجور کا سارا زمانہ قائل ہے اور سب لعن و طعن کرتے ہین۔ اور یزید نے جو اپنے لڑکونکو تعلیم و تربیت دلوائی تھی اوس پر ایڈیٹر صاحب ناز کرتے ہین۔ یہہ نہین دیکھتے کہ اوس کمبخت کی نسل کو جناب باری نے ایسا نیست و نابود کر دیا کہ اون کا نام و نشان باقی نہ رہا بلکہ بقول مسٹر مسیو ماربن جرمنی خاندان بنی امیہ سے ایک آدمی بھی اگرچہ گمنام ہی ہو نظر نہین آتا اور اگر اتفاقاً کہین نظر بھی آئے تو مارے شرم کے اپنے حسب و نسب کو چھپاتا ہے۔ افسوس نصرانی مورخ تو ایسا لکھے اور ایڈیٹر صاحب باوجود دعوئے اسلام و محبت اہلبیت یزید ایسے پلید کی مدح و ثنا کرین فاعتبروا ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "عرب مین کسی ماتمی یادگار قائم کرنیکا پہلے رواج نہ تھا اہل عرب کی راے مین خدا نے انسان کی فطرت ہی اس طرح بنائی ہے کہ رنج و غم کے اثر کو طبیعت روز بروز کم کرتی جاتی ہے اسلئے کسی خارجی کوشش سے اس یادگار کو تازہ رکھنا گویا فطرت کا مقابلہ کرنا ہے" اگرچہ اسکے بعد ہی خود ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ یہ اصول کس حد تک مناسب ہے اور اسمین کسی ترمیم کی گنجایش ہے یا نہین؟ ہم اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے اور نہ ہمکو اس مقدس یادگار سے اختلاف ہے۔ ہمنے اسکے جواز مین بہت سی تحریرین پڑہی ہین" اس عبارت مین "پہلے رواج نہ

تھا" سے غالباً ایڈیٹر صاحب کی مراد ایام جاہلیت مین اس رواج کے نہ ہونے سے ہے کیونکہ اگر جناب رسولخداؐ اس اصول کو یعنی رنج وغم کی یادگار کو خلاف فطرت قرار دیتا جائز رکھے ہوتے تو ایڈیٹر صاحب یہہ تحریر نہ فرماتے کہ "اور نہ ہمکو اس مقدس یادگار سے اختلاف ہے" لیکن ایڈیٹر صاحب کو مناسب تھا کہ بجائے "پہلے رواج نہ تھا" کے صاف لکھدیتے کہ ایام جاہلیت مین رواج نہ تہا تا کہ عوام الناس کو دہوکہا نہ ہو۔

ایڈیٹر صاحب کی موجودہ عبارت سے تو عوام الناس یہی خیال کرینگے کہ اسلام عرب سے پھیلا ہے جب پہلے عرب مین رواج نہ تھا اور جب اہل عرب کی راے مین رنج وغم خلاف فطرت ہے تو ہمکو اونہین کی تقلید کرنا چاہیئے حالانکہ عرب کے ایام جاہلیت کی اس راے کی تردید (کہ رنج وغم خلاف فطرت ہے) خود جناب باری سورۂ نجم ع ۳ مین فرما رہا ہے وانہ ھو اضحک وابکی یعنی یہ تحقیق خداے تعالی نے انسان کو خندان وگریان کیا جس سے ظاہر ہے کہ خالق حقیقی نے انسان کو فطرۃً ہنسنے والا اور رونے والا بنایا ہے اور ہنسنا اور رونا فعل طبعی انسان کا ہے بلکہ اہل فلسفہ نے ہنسنے کی صفت صرف انسان مین ہونا شمار کیا ہے اور رونے کی صفت کو خاصۂ عام قرار دیا ہے بعض جانور بھی ایسے ہین کہ اونکی آواز ہنسی کی ایسی معلوم ہوتی ہے لیکن اہل فلسفہ کا خیال ہے کہ وہ ہنستے نہین ہین بلکہ اون کی آواز ہی اس قسم کی ہے۔ لیکن رونا عام ہے انسان بھی روتا ہے دیگر حیوانات بھی روتے ہین۔ شاہ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۷۲ مین لکھتے ہین کہ "واز جملہ آیاتے کہ ظاہر شد بعد از موت آنحضرتؐ آن بود کہ حمارے کہ گاہے آنحضرت بران سوار می شد چندان حزن کرد کہ خود را در چاہے انداخت و ناقہ آنحضرتؐ علف نمی خورد و آب نمی نوشید تا آنکہ مرد"

اور سیوطی تاریخ الخلفا مین اجنا کا نوحہ کرنا جناب ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے اس طرح روایت کرتے ہین قالت سمعت الجن تبکی علی الحسین وتنوح علیہ۔ اور ابن حجر اپنی صواعق محرقہ مین روایت کرتے ہین کہ شہادت امام حسینؑ پر ارض وسما گریان ہوئے آفتاب مین گہن لگ گیا تین دن تک دنیا تیرہ وتاریک رہی دن کو تارے نظر آتے تھے

وظن الناس ان القیامۃ قد قامت ولم یرفع حجر من الشام الا رای تحتہ دم عبیط یعنی لوگون نے گمان کیا کہ قیامت قائم ہوگئی اور زمین شام مین جس پتھر کو اوٹھاتے تھے اوسکے نیچے خون تازہ جوش زن نظر آتا تھا اور مترجم صواعق محرقہ نے لکھا ہے کہ ابو سعید گفت در دنیا ہیچ سنگے برنہ داشتند در ایام قتل حسین مگر آنکہ در زیر آن سنگ خون تازہ بود و در آن روز آسمان خون بارید و اثر آن خون در جامہا باقی ماند مدتے تا انقطاع یافت" اور ابونعیم سے روایت کیا ہے کہ "چون وقت صبح بیدار شدیم دیدیم کہ جامہاے وظروف تمام پر خون بود و در روایتے آنکہ گفت باران بارید بر خانہا و دیوارہاے در خراسان و شام و کوفہ از خانہ ہائے مانند خون روان" اور ثعلبی سے روایت کی ہے کہ آسمان گریست وگریہ او سرخ بود۔ اسی طرح ابن سیرین اور عثمان بن ابی شیبہ اور ابن سعد سے بھی روایت کی ہے جو لوگ قرآن وحدیث سے بے خبر ہین شاید اون کی عقل مین آسمان و زمین کا رونا نہ آئے لیکن جناب باری اپنے کلام مجید مین قوم فرعون کے غرق ہونے پر فرماتا ہے فما بکت علیھم السماء والارض (دخان ع) یعنی نہین روئے اوپر آسمان و زمین جس سے ظاہر ہے کہ آسمان و زمین بھی روتے ہین ورنہ تعجب ہے نہ رو سکتے ہون اونکے نہ رونے پر استدلال کرنا محض لغو اور خلاف عقل ہوگا جو شان جناب باری سے بعید ہے اور اسی آیہ کریمہ کی تفسیر مین محدث جامع الاصول نے بسند صحیح ترمذی انس سے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلعم ما من مومن الا ولہ بابان باب یصعد منہ عملہ وباب ینزل منہ رزقہ فاذا مات بکیا علیہ فذلک قولہ تعالیٰ فما بکت علیھم السماء والارض یعنی جناب رسولخدا نے فرمایا کہ ہر مومن کے لئے دو دروازے آسمانی ہین ایک دروازہ سے عمل اوسکا آسمان پر صعود کرتا ہے ایک دروازے سے اوسکا رزق نازل ہوتا ہے اور جب وہ مومن مرجاتا ہے تو وہ دونون دروازہ اوسپر روتے ہین اسلئے جناب باری نے فرمایا فما بکت علیھم السماء والارض۔ پس اگر یہ قول خدا و رسول سچ ہے اور اوس رسول کی شان مین حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک

صحیح ہے تو وہ مظلوم کربلا فدیہ راہ خدا جسکے حق مین آنحضرتؐ کبھی لحمک لحمی ودمک دمی اور کبھی حسین منی وانا من حسین فرمایا کرتے تھے سب سے زیادہ مستحق اسکا ہے کہ آسمان وزمین اوسکی مصیبت پر گریان ہون اور کوئی مسلمان جو قرآن ورسول پر ایمان رکھتا ہے اور آنحضرت کا سرور کائنات فخر موجودات ہونا تسلیم کرتا ہے ہرگز اسمین شک نہین کرسکتا کیونکہ اگر شک کرے تو لازم آتا ہے کہ وہ شخص قرآن ورسول کو سچا نہین سمجھتا ہے اور نہ آنحضرت کو سرور کائنات جانتا ہے تب وہ شخص ہرگز مسلمان نہین ہوسکتا۔ الغرض ثابت ہوچکا کہ رنج وغم اور گریہ وبکا مطابق فطرت اور فعل طبعی جمیع مخلوقات خدا کا ہے اور یہ اصحاب بکا آیہ یبکون ویزیدھم خشوعا سے ظاہر ہے۔

ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ "عرب مین کسی ماتمی یادگار کے قایم رکھنے کا پہلے رواج نہ تھا" لیکن بخصوص یوم عاشورا کا تو حضرت موسیٰ کے وقت سے ابدالاباد کے لئے یوم غم قرار پانا توریت مقدس سے ثابت ہے اور خانہ کعبہ کو بروز عاشورا سیاہ پوش کرنا یعنی ماتمی لباس پہنانا عہد حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے جنہون نے بنائے خانہ کعبہ کی تھی جاری ہے۔ تب باوجود اسکے کہ کسی دوسری ماتمی یادگار کے قائم کرنیکا رواج نہ تھا مخصوص یوم عاشورا کا یوم غم قرار پانا اور اوسی روز خانہ کعبہ کو ماتمی لباس پہنانا اس غم کی کمال عظمت پر دلالت کرتا ہے۔ قبل وقوع واقعہ یہ راز مخفی تھا اور عوام الناس نہین سمجھتے تھے کہ یوم عاشورا کیون یوم غم قرار پایا ہے اور خانہ کعبہ کو ماتمی لباس کیون پہناتے ہین لیکن اب یہ راز منکشف ہوگیا کہ یہ حسینؑ کی ماتمی یادگار ہے جو انبیائے سلف کے وقت سے قائم ہے اور جناب باری چونکہ خود جسم وجسمانیت سے بری ہے اسلئے مخصوص اوس مکان کو جسکو بیت اللہ کہتے ہین ماتمی لباس پہنوایا ہے یہ بھی ظاہر ہو کہ دنیا مین بڑے بڑے واقعات درد انگیز گذرے ہین اور اون کی یادگار قائم رکھنے کی کوششین بھی کی گئی ہین اور کی جاتی ہین لیکن نہ قائم ہوسکین اور نہ ہونگی یہ اثر تو صرف غم امام حسینؑ کو جناب باری نے بخشا ہے جو ہمہ وقت تازہ ہے اور جسکی یادگار قبل از وقوع واقعہ انبیائے سلف کے وقت سے قائم ہے۔

ت کیا مسلمانون کے لئے یہ کم فخر کی بات ہے کہ جس طرح جناب باری نے اپنے مقابل مین کسی دوسرے کی پرستش پسند نہ فرمایا اوسی طرح پیغمبر اسلام کے نواسہ کے غم کے مقابل کسی دوسرے کی ماتمی یادگار بھی قائم ہونا گوارا نہ فرمایا۔ اور واقعی اگر دوسرے کی ماتمی یادگار بھی اوسی طرح قائم رہتی جیسا کہ حسینؑ کی عزاداری قایم ہے تو ظاہرا کوئی فرق باقی نہ رہتا اور حق واضح نہ ہونے پاتا لیکن واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔

ماتمی یادگار کا خلاف رواج عرب اور یخ و عجم کا اون کی راے مین خلاف فطرت ہونا (جسکی تردید اوپر ہو چکی) اور باوجود اسکے حسینؑ کی ماتمی یادگار قائم رکھنے کے بارہ مین اپنا عدم اختلاف ظاہر کرنیکے بعد ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "وہ حسینؑ بن علی علیہ السلام جن کو ہم سردار جوانان بہشت مانتے ہین جنکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے ہین جنکے ساتھ عقیدت رکھنا فرض جانتے ہین اون کی یادگار ایسی شکل مین قائم کی جائے جسپر مہذب دنیا اسلام کی ہنسی اوڑا ئے"!!

معلوم نہین مہذب دنیا سے ایڈیٹر صاحب کی کیا مراد ہے فی زمانا تو مہذب دنیا سے عرف مین اہل یورپ سمجھے جاتے ہین اور اہل یورپ نے اس واقعہ کربلا کو اور اوسکی یادگار اسی شکل مروج مین قائم رکھنے کو جس عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور دیکھتے ہین اور اوسپر جیسا غبطہ کرتے ہین (کہ کاش پیروان مسیح بھی ایسا ہی کرتے) اونکی تواریخ و تحریرات کثیرہ سے ظاہر ہے۔ چنانچہ مسٹر مسیو ماربین جرمنی فلاسفر کی تحریر ناظرین ملاحظہ فرما چکے مسٹر گبن جنکا مورخین یورپ مین سب سے اعلی درجہ ہے اور مورخ اعظم کہلاتے ہین وہ بھی حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی نسبت لکھتے ہین کہ "یہ مظلومانہ شہادت وطن سے دور ایک صحراے بے آب وگیاہ مین ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک سرد دل کو بھی رولا دیتی ہے اس شہادت کی نسبت جو کچھ حالات بیان ہوئے ہین وہ ایسے عجیب و غریب ہین کہ انہین دیکھکر آدمی سناٹے مین آجاتا ہے" (گبن رومن امپائر جلد ۹ صفحہ ۲۶)

چونکہ مسٹر سیو ماربین کی تحریر سے بخوبی دکھایا جا چکا ہے کہ اہل یورپ اسکو کس وقعت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اسلئے بخیال طوالت ہم دیگر مورخین کی تحریروں کو نہیں لکھتے ہیں لیکن بعض بعض فقرات فرانس کے محقق ڈاکٹر جوزف کی کتاب سے ترجمہ کرکے بنظر مزید تشفی لکھدیتے ہیں اور یہ تینوں یوروپین رائیٹر اہل یورپ کے سرمایہ فخر و ناز ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ ان تینوں سے ایڈیٹر صاحب کی بخوبی تسکین ہو جائیگی۔ ڈاکٹر جوزف لکھتے ہیں "وہی تعزیہ داری ہے جس نے اس قوم کے ہر فرد کو اپنے مذہب کا مشنری بنا رکھا ہے" پھر لکھتے ہیں "ان لوگوں نے اپنے ان مراسم مذہبی کے ادا کرنے میں ایسی ترقی کی ہے کہ بہت سے ہندو اور پارسی اور دیگر مذہب والے بھی انکے شریک ہوگئے ہیں" پھر ایک مقام پر لکھتے ہیں "اس قوم کا ہر ایک بلا استثنا اپنے مذہب کا مشنری ہے اور یہ نکتہ تمام مسلمانوں پر پوشیدہ ہے حتی کہ خود اونکو بھی اپنے اس عمل سے اس فائدے کا خیال نہیں۔ یہہ امر مسلمہ ہے کہ جس مذہب میں پچاس ساٹھ میلین مشنری ہوں لامحالہ جو ترقی اونکے لئے موزوں ہے رفتہ رفتہ کرینگے ... انکے بہت سے عالم کاروبار دنیاوی چھوڑ کر اس عمل میں مشغول ہوگئے ہیں اور اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے بزرگان دین کے فضائل اور اون مصائب کا ذکر جو اس خاندان پر گذرے ہیں گویائی کی طاقت سے ممبروں پر اور عام مجلسوں میں لوگوں کے سامنے باحسن وجوہ بیان کریں ---- یہ لوگ مختلف ہوکے تمام مسائل اسلامی کو جو اونکے مذہب سے متعلق ہیں اسی پیرایہ میں ممبروں پر بیان کرتے ہیں اسکا اثر یہاں تک ہے کہ ان کے مذہب کے ان پڑھ دوسرے مذہب کے پڑھے لکھے آدمیوں سے اپنے مذہبی مسائل میں جو انھوں نے بکثرت اپنے علما سے سنے ہیں زیادہ واقف ہوتے ہیں" چنانچہ اسی بنا پر پادریوں نے بھی حضرت عیسیٰ کی عزاداری قائم کرنا چاہی لیکن سچ کے سامنے جھوٹ کب فروغ ہو سکتا ہے۔

اگر ان تینوں سے آپکی تسکین نہو تو تین اور حاضر ہیں۔ مسٹر جیمس کا کرن کی تاریخ چین جلد پہلا مسٹر ادموراں ولسن کی کتاب ہاف آور و مجمد دیکھئے۔ مسٹر جان پیرنٹ

کا مرثیہ حسینؑ جسمین چارسو اشعار ہین ملاحظہ کیجیے جسمین اُس نے اپنی آخری رائے ان الفاظ مین دی ہے "وہ شخص (یعنی حسینؑ) جو یکدا خدا پرست فروتن خلیق اور بے مثل بہادر تہا۔ وہ سلطنت و حکومت کے واسطے نہین لڑتا تھا بلکہ خدا پرستی کے جوش مین وہ یزید سے اسواسطے بیزار تہا کہ یزید کے افعال اسلام اور دین محمدی کے خلاف تہے۔ ان سب کے قطع نظر کیا عیسائیون کی بائبل مین حضرت عیسیٰؑ کا شب گرفتاری کو قبل گرفتاری شدت خوف و اضطراب سے منہ کے بل زمین پر گر پڑنا اور یہ دعا کہنا کہ پروردگارا اگر ممکن ہو تو اس جام کو مجھسے اوٹہالے اور بعد گرفتاری آپ کے کل اصحاب کا بھاگ جانا۔ پطر کا تین مرتبہ انکار کرنا کہ ہم تو اس شخص کو (یعنی حضرت عیسیٰؑ کو) پہچانتے بھی نہین ہین۔ یہود یونکا (نعوذ باللہ) مسیح کے منہ پر تھوکنا اور ٹھٹھا کرنا اور آنکھون مین پٹی باندہکر چپت لگانا اور پوچھنا کہ اپنے علم نبوت سے بتا کس نے مارا۔ پہر باندہکر صبح کو حاکم کے پاس لیجانا۔ لال کپڑا اور کانٹونکا تاج پہنا کر ہاتہہ مین کنڈے کی چہڑی دیکر تمسخر سے سامنے دوزانو بیٹھکر کہنا کہ یہودیون کے بادشاہ سلامت۔ یہودیون کے بادشاہ سلامت پہر منہ پر تھوکنا اور اوسی کنڈہ سے سر پر مارنا۔ سرکہ مین پت ملا کر پینے کو دینا پیشانی پر لکھنا کہ یہی عیسیٰؑ یہودیون کا بادشاہ ہے۔ راہ گیرون کا سر ہلا کر طنزسے کہنا کہ اگر خدا کا بیٹا ہے تو اپنے کو بچالے اور سولی سے اوتر آ۔ کبھی کہنا دوسرونکو نجات دیتا تھا اپنے کو نہین بچاتا اگر یہودیون کا بادشاہ اور خدا کا بیٹا ہے تو سولی سے اوتر آوے ہم لوگ مان لینگے۔ دو چور جو ساتھ ہی سولی دئے گئے اونکا بھی یہی طعنہ دینا پہر مسیح کا چلانا الٰہی الٰہی کیون تو نے مجھکو چھوڑ دیا۔ پہر بہت زور سے چیخ کر جان دینا نہین لکھا ہے؟ اور اسکو پادری اور اونکے مشنری والے گلی کوچون مین سڑکون پر۔ بازارون مین میلون مین جہان کہین مجمع دیکھا علی رؤس الاشہاد پڑھتے نہین پہرتے ہین؟ بھلا ان باتون کو شہداے کربلا کی وفاداری۔ تین روز کی بھوک پیاس مین صبر و استقلال سے لاکہون کے مقابل مین داد شجاعت دیکر درجہ شہادت پر فائز ہونے شش ماہہ بچے کے باپ کے ہاتہون پر تیر کھانے سید الشہداءؑ

کے زیر خنجر بھی امت کی نجات کے لئے دعا کرنے ملائکہ بیکو رو کفن پر طیور کے سایہ فگن اور شیر کے نگہبان ہونے ۔ یا اسرائے کربلا کے باوجود قید مین ہونیکے یہ گوارہ نہ کرنے سے کرنا محرم اونکے گلے سے رسیان کھولین اور ان مصائب اور صبر و استقلال و وفاداری و شجاعت کو جسکی نظیر ابتداء عالم سے آجتک کسی تاریخ مین پائی نہین جاتی ہے امام باڑون یا مکانون مین باحترام مجلس منعقد کرکے بہ تاسی رسولؐ ممبر پر بیٹھکر بیان کرنے سے کیا نسبت ہوسکتی ہے جو مہذب دنیا والے عیسائی اسلام کی ہنسی اوڑائینگے بہی آپ مسٹر مسیو مارین کی تحریر مین یہ ریمارک اوس فلاسفر کا پڑھ چکے ہین کہ "ایشیائی لوگ بھی ہماری بہت سی رسمین ناپسند کرتے ہین اور بعض حرکتون کو ہماری اپنے آداب کے خلاف جانتے ہین اور غیر مہذبانہ بلکہ وحشیانہ سمجھتے ہین"۔ آپ سمجھے یہہ فلاسفر کن رسمون کی جانب اشارہ کر رہا ہے ؟

مثلاً عورتون اور مردون کا باہم مجمع عام مین ناچنا ۔ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا وغیرہ تب اہل یورپ مجالس عزا یا تعزیہ داری کو کیا ہنسینگے ؟ اور جب وہ نہین ہنس سکتے ہین تو کیا ہنود ہنسین گے جو ہر سال دیبی نکالتے ہین ۔ سیتا کو راون کے اوڑا لیجانیکی یادگار مین ہر سال رام لیلہ کرتے ہین ؟ جب نہ عیسائی ہنس سکتے ہین نہ ہنود تو کیا وہ مہذب دنیا والے جو اسلام کی ہنسی اوڑاتے ہین خود حضرات مسلمان ہی ہین ؟ اگر مسلمان ہین تو قرآن کو دیکھین ۔ کیا قرآن مین انبیا کا قتل ہونا طرح طرح کے مصائب مین مبتلا ہونا حضرت یوسف کا کنوے مین گرایا جانا ۔ غلام بننا ۔ قید ہونا ۔ فعل شنیعہ کی اون سے استدعا کیا جانا ۔ اونکا بھاگنا حضرت یعقوبؑ کی آنکھون کا اونکی فرقت مین روتے روتے سفید ہو جانا ۔ سرور کائنات کو کفار کا ستانا ۔ اونہر (معاذ اللہ) مجنون و ساحر کہنا اور جھوٹھلانا ۔ طعن سے ابتر کہنا گھر سے نکالنا ۔ آپکا غار مین پوشیدہ ہونا ۔ اور اوسی غار مین ثانی اثنین کا رونا ۔ اکثر غزوات مین اصحاب کا فرار کرنا ۔ رسولؐ کا اونکے پیچھے پکارنا اور بھاگنے والونکا نہ سننا جہاد مین پہلوتہی اور کوتاہی کرنا ۔ حضرت لوطؑ کا اپنے بیٹیونکو اپنی قوم پر پیش کرکے حجت ختم کرنا ۔

اشتہار نمبر ۴

اب اہلسنت نے بقیمت بھی کتابین دینا دفتر اصلاح کو بند کر دیا ہو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو اشاعت السنہ بنصیحت نامہ کیلئے لکھا گیا مگر بقیمت بھی نہ بھیجا غزنویون نے اربعین بھی باوصف طلب نہین بھیجا۔ مگر اتفاقیہ یہ اشتہار جناب مولوی عمر کریم صاحب حنفی کا ملگیا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے ۔ (اڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

ایّھا السّامِعُونَ فَاسْتَمِعُوا ۔ ایّھا الغافِلُونَ فَانْتَبِھُوا

کتاب بخاری کے تراجم کی جو پراگندہ حالت ہو وہ اہل علم سے پوشیدہ نہین کثرت سے ایسے تراجم پائے جاتے ہین کہ جن کو اُن کی حدیثون سے کوئی تعلق اور مناسبت نہین تراجم کا تو مضمون کچھ ہو اور حدیث کا کچھ لیکن بخاری پرستون کی طرف سے بجاے اسکے کہ اس امر کا اعتراف کیا جاے کہ امام بخاری سے ابواب کے باندہنے مین سخت غلطی واقع ہوئی ہو نہ صرف ابواب کے صحت کا دعوی کیا جاتا ہو بلکہ نہایت دلیری سے یہ کہا جاتا ہو کہ امام بخاری کا تفقہ بخاری کے ترجمۃ الابواب مین ہو اور اس امر مین حد سے زیادہ اصرار کیا جاتا ہے اسواسطے ذیل مین ہم دس حدیثین بخاری کی مع اُنکے تراجم کے لکھتے ہین اور ان حدیثون اور تراجم کے عدم تطابق کی کیفیت بھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے لکھے دیتے ہین۔ اور اشتہار دیتے ہین کہ اگر کوئی بخاری پرست ان حدیثون اور اُنکے تراجم مین تطابق تام دیدے تو اسکو فی حدیث مبلغ دو روپیہ انعام دیا جائیگا اور مطلب تطابق تام سے یہ ہو کہ اس امر کو ثابت کر دین کہ جو مضمون تراجم مین باندھا گیا ہو وہ صاف اور کھلے طور پر اُسکے ذیل کی حدیث مین موجود ہے جیسا کہ باب اور مبوب کا عام قاعدہ ہے نہ یہ کہ باب اور حدیث مین صرف ایک لغو اور پیچ مناسبت بیان کر دی جائے مثلاً باب اگر آسمان کا باندھا گیا ہے اور حدیث مین بیان زمین کا ہے تو یہ مناسبت دکھلائی

جائے کہ چونکہ آسمان وزمین دونون اللہ کے مخلوق ہین اسواسطے ایک کا باب باندھا اوردوسرے کا اُسمین ذکر کیا اور یا مثلاً باب اگر نماز کا قایم کیا گیا ہے اور حدیث مین مسئلہ حج کا ہے تو یون تطابق دیا جائے کہ چونکہ دونون مسلمان پر فرض ہین اسواسطے ایک فرض کا باب باندھا اور دوسرے فرض کو اُس باب مین بیان کیا کسواسطے کہ اگر اس قسم کی مناسبت نکالی جائیگی تو پھر دنیا مین تخالف اور تضاد کا مفہوم ہی نہین باقی رہیگا

نمبر ۱ باب فضل صلوۃ الفجر فی الجماعۃ یعنی بابیچ زیادتی ثواب نماز فجر کے جماعت مین عن ابی موسی قال النبی صلعم اعظم الناس اجراً فی الصلوۃ ابعدھم فابعدھم ممشی والذی ینتظر الصلوۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجراً من الذی یصلی ثم ینام بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۰ یعنی فرمایا رسول اللہ ص نے کہ بہترین آدمیون کے ازروے ثواب کے وہ نمازی ہین جو دور سے چلکر مسجد مین آتے ہین اور وہ شخص جو انتظار کرتا ہے اس امر کی کہ امام کیساتھ نماز پڑھے وہ بہت زیادہ ثواب مین ہے ایسے شخص سے کہ جو پڑھتا ہے اور سو رہتا ہے۔ پس دیکھئے کہ باب کو حدیث سے کوئی مناسبت نہین۔ باب تو نماز فجر کی جماعت مین پڑھنے کی فضلیت کا ہے اور حدیث مین نماز فجر کا پتہ تک نہین لمتا۔ بلکہ ثم ینام کے لفظ سے جو حدیث مین ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث عشا کی نماز کے بارہ مین ہے۔ نمبر ۲۔ باب ھل علی من لویشھد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرھم ترجمہ کیا اُس شخص پر جو نماز جمعہ مین حاضر نہو غسل ہے یعنی عورتون اور لڑکون وغیرہ پر حدیث عن ابن عمر قال کانت امرأۃ لعمر تشھد صلوۃ الصبح والعشاء فی الجماعۃ فی المسجد فقیل لھا لم تخرجین وقد تعلمین ان عمر یکرہ ذلک ویغار قالت ومایمنعہ ان ینھانی قال یمنعہ قول رسول اللہ ص لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۲۳ ترجمہ۔ ابن عمر رض سے روایت ہے کہ کہا ابن عمر نے کہ حضرت عمر رض کی بیوی صبح اور عشا کی جماعت مین مسجد مین حاضر ہوتی تھین۔ ان کو لوگون نے کہا کہ تم لوگ کیون نکلتی ہو حالانکہ تم لوگون کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رض اس بات کو ناپسند اور غیرت کرتے ہین تو حضرت عمر رض کی بیوی نے جواب دیا کہ پھر حضرت عمر رض کو مجھکو باز رکھنے سے کس چیز نے روکا تو ابن عمر رض نے کہا کہ اُنکو

رسول اللہ صلعم کے اس حکم نے روکا کہ مت منع کرو عورتون کو اللہ کی مسجدون سے۔ پس یہ باب اور اُسکی حدیث صریح بے تعلق ہو کسواسطے کہ باب مین عومونون اور لڑکیون وغیرہ کے جمعہ کے دن کے غسل کا بیان ہو اور حدیث مین یہ ذکر ہو کہ حضرت عمرہ کی بیوی صبح وعشأ کی نماز کی جماعت مین شامل ہونیکے واسطے مسجد جایا کرتی تھین نمبر ۳ باب خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شغف الجبال ترجمہ بہتر مال مسلمانونکا بکری کی گھیڑ ہو جسکے ساتھ پہاڑونکی چوٹیون پر لگا رہے۔ حدیث عن ابی ھریرۃ رہ ان النبی قال اذا سمعتم صیاح الدیکۃ فاسئلوا اللہ من فضلہ فانھا رأت ملکا واذا سمعتم نھیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان فانہ رای شیطانا۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۶۶۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب مرغ بانگ دے تو اللہ سے اُسکی مہربانی کے خواستگار ہو کیونکہ اُس مرغ نے فرشتہ کو دیکھا ہو اور جب گدھے کی آواز سنو تو بذریعہ اللہ کے شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اُس گدھے نے شیطان کو دیکھا ہو۔ پس دیکھو کہ باب اور اُسکے ذیل کی حدیث مین کوئی مناسبت نہین اُدھر عنوان باب کچھ اور الاپ رہا ہو اور ادھر حدیث کچھ گا رہی ہو کسواسطے کہ باب تو یہ بتا رہا ہو کہ بہتر مال بکری کی گھیڑ ہے کہ جسکے ساتھ پہاڑ پر لگا رہو اور حدیث کا یہ مضمون ہو کہ مرغ جب فرشتہ کو دیکھتا ہو تو بولتا ہو اور گدھا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو چیختا ہے۔ ہان البتہ اگر بخاری پرست یہ مناسبت پیدا کرین کہ چونکہ بکری اور مرغ اور گدھا سب جانور ہین اسواسطے ایک جانور کا ذکر باب مین ہو اور دو جانور کا حدیث مین تو شاید باب اور مبوب مین کچھ مناسبت پیدا ہو جائے تو عجب نہین۔ نمبر ۴ باب اذا فاتہ العید یصلی رکعتین وکذلک النساء ومن کان فی البیوت والقری۔ ترجمہ۔ باب اس امر کے بیان مین کہ جب کسی کی نماز عید فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور اسی طرح عورتین اور وہ لوگ جو گھرون اور دیہات مین ہین دو رکعت پڑھین حدیث عن عائشۃ ان ابابکر دخل علیھا و عندھا جاریتان فی ایام منی تدففان وتضربان والنبی متغش بثوبہ فانتھرھما ابوبکر فکشف النبی عن وجہہ فقال دعھما ابابکر فانھا ایام عید وتلک الایام ایام

معنی بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۳۵ ترجمہ روایت ہو حضرت عائشہ سے کہ عید کے روز حضرت ابوبکر میرے گھر مین آئے اور اُسوقت دو لڑکیان دف بجا رہی تھین اور رسول اللہ اپنے آپکو کپڑے مین لپیٹے ہوئے تھے پس ابوبکر نے ان لڑکیون کو منع کیا اُسپر آنحضرت نے اپنے منہ سے کپڑا اوٹھاکر فرمایا کہ اے ابوبکر ان لڑکیون کو کچھ مت کہو کسواسطے کہ یہ عید کا دن ہو پس حدیث اور باب سے کوئی تعلق نہین باب اس امر کا ہو کہ کسی سے عید کی نماز فوت ہو جاسے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور حدیث مین حضرت عائشہ کے گھر مین دو لڑکیون کے دف بجانیکا واقعہ بیان کیا گیا ہو۔ پس نفل کی نماز گھر پر پڑھنی اور دو لڑکیون کے دف بجانے مین کوئی تعلق اور لگاؤ نہین۔ نمبر ۵۔ باب بیع المدبر یعنی یہ باب ہو مدبر کے بیع کا۔ حدیث۔ حدثنی زھیر بن حرب حدثنا یعقوب حدثنا ابی عن صالح قال حدث ابن شہاب ان عبید اللہ اخبرہ ان زید بن خالد وابا ہریرۃ اخبراہ انھما سمعا رسول اللہ یسال عن الامۃ تزنی ولم تحصن قال اجلدوھا ثم ان زنت فاجلدوھا ثم بیعوھا بعد الثالثۃ او الرابعۃ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۹۷۔ ترجمہ۔ رسول اللہ سے سوال کیا گیا کہ غیر محصنہ لونڈی اگر زنا کرے تو اُسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے آپنے ارشاد فرمایا کوڑا مارو پھر اگر زنا مین مرتکب ہو تو کوڑا مارو پھر تیسرے یا چوتھے بار اگر زنا مین مرتکب ہو جائے تو اُسے بیچ ڈالو۔ پس باب اور حدیث محض بے تعلق ہو کسواسطے کہ باب تو مطلق مدبر کے بیع کا باندھا گیا ہو اور حدیث جو اُسمین دیگئی ہو اس مین زانیہ لونڈی کے بیع کا حکم ہو نمبر ۶ باب طول القیام فی صلوۃ اللیل ترجمہ۔ یہ باب ہو بیان مین درازی قیام کے رات کی نماز مین حدیث عن حذیفہ ان النبی کان اذا قام للتھجد فی اللیل یشوص فاہ بالسواک۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۵۳۔ ترجمہ۔ حذیفہ سے روایت ہو کہ آنحضرت جب نماز تہجد پڑھنے کا ارادہ کرتے تھے تو صاف کر لیتے تھے اپنے منہ کو مسواک سے۔ پس اس حدیث کو باب سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہین کسواسطے کہ باب مین رات کی نماز کی درازی قیام کا بیان ہو اور حدیث مین رسول اللہ صلعم کے مسواک کرنیکا بیان ہے۔ نمبر ۷۔ باب الصدقۃ قبل العید یعنی یہ باب ہے صدقہ دینے کا قبل عید کے۔ حدیث عن ابی سعید الخدری

قال کنا نخرج فی عہد النبیؐ یوم الفطر صاعاً من طعام قال ابو سعید وکان طعامنا الشعیر والذبیب والاقط والتمر۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۰۴۔ یعنی ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ مین عید کے دن ہم ایک صاع طعام سے نکالتے تھے اور طعام ہمارا جو اور انگور اور اقط اور کھجور سے تھا۔ پس باب اور حدیث مین کسی قسم کا تعلق نہین ہے باب تو عید کے قبل صدقہ دینے کا باندھا گیا ہے اور حدیث مین قبل کا بالکل ذکر نہین ہے بلکہ مطلق صدقہ دینے کا بیان ہے خواہ قبل ہو خواہ بعد نمبر ۸۔ باب التعوذ من عذاب القبر یعنی یہ باب ہے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا۔ حدیث عن ایوبؓ قال خرج النبیؐ وقد وجبت الشمس فسمع صوتاً فقال یہود تعذب فی قبرھا بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۸۴ یعنی حضرت ایوب سے روایت ہے کہ نکلے رسول اللہؐ اور حال یہ کہ آفتاب غروب ہو گیا تھا پس سنا آپنے ایک آواز اُسپر فرمایا آپنے کہ یہ ایک یہودی ہے کہ جسپر قبر مین عذاب ہو رہا ہے۔ پس باب اور اُسکی حدیث مین کوئی تعلق نہین باب تو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا اور حدیث مین اُسکا کچھ ذکر نہین بلکہ حدیث مین صرف ایک یہودی پر قبر مین عذاب ہونیکا بیان ہے۔ نمبر ۹۔ باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء یعنی یہ باب ہے نماز کے جائز ہونے مین پیراہن اور سلی ہوئی چادر اور چھوٹی چادر اور قبا مین۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۵۲ اور حدیث جو اسمین دی گئی ہے وہ یہ ہے قال سال رجل عن رسول اللہؐ قال مایلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا مسہ زعفران ولا ورس فمن لم یجد النعلین فیلبس الخفین ولیقطعہما حتی یکونا من الکعبین یعنی کہا ابن عمر نے کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ جس شخص نے احرام باندھا ہو وہ کیا پہنے فرمایا آنحضرت نے کہ نہ پہنے پیراہن اور نہ چادر اور لمبی کلاہ اور نہ زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا اور جو شخص نہ پائے جوتا پس پہنے موزے اور کاٹ ڈالے موزون کو تا کہ وہ ٹخنون سے نیچے ہو جائین۔ پس حدیث اور اُسکے باب مین کوئی مناسبت نہین۔ باب تو اس امر کا باندھا گیا ہے کہ پیراہن اور سلی ہوئی چادر اور چھوٹی چادر اور قبا پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور حدیث کا یہ مضمون ہے کہ جسنے احرام باندھا ہو وہ پیراہن اور سلی ہوئی چادر

اور لمبی کلاہ اور زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے نمبر ۱ باب ما یستخرج من البحر یعنی یہ باب ہے بیان مین حکم اُس شی کے جو دریا سے نکلتی ہے آیا واجب ہے اُسمین زکوۃ ویا نہین
عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ ان رجلا من بنی اسرائیل ان یسلفہ الف دینار فدفعھا الیہ فخرج فی البحر فلم یجد مرکبا فاخذ خشبۃ فنقرھا فادخل فیھا الف دینار فرمی بھا فی البحر فخرج الرجل الذی کان اسلفہ فاذا بالخشبۃ فاخذھا لاھلہ حطبا فذکر الحدیث فلما نشرھا وجد المال بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۰۳ کتاب الزکوۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ ایک بنی اسرائیل نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار دینار قرض لیا اور قرض لیکر دریا مین نکلا اور بعد ہو جانے کام کے واپس آیا اور یہ چاہا کہ دائن کو اشرفی ادا کر دے مگر اسکو کوئی کشتی نہ ملی کہ دائن کے پاس جاے تب اُس نے ایک لکڑی لیکر اُسمین سوراخ کیا اور وہ اشرفی سب (مع ایک خط کے) اسمین رکھکر اُس لکڑی کو دریا مین ڈالدیا اور اللہ سے یہ دعا کی کہ وہ اس لکڑی کو دائن کے پاس پہونچا دے بعد اُسکے ایک روز دائن دریا کی طرف نکلا اتفاقاً اُسکو ایک لکڑی ملی اور اُسنے اسکو اُٹھا لیا اور مکان پر واسطے جلاون کے لایا اور اُسکو چیرا تو اُسمین اُسنے وہ ہزار اشرفی (مع خط مدیون کے) پایا بعد اُسکے جب دونون سے ملاقات ہوئی تو مدیون نے کہا کہ ہمنے وہ ہزار اشرفی ایک لکڑی مین رکھکر دریا مین ڈالدیا تھا دائن نے کہا کہ وہ اشرفی مع خط کے ہمکو ملگئی) پس دیکھیے کہ باب کو حدیث سے کوئی تعلق نہین کسواسطے کہ باب تو اس امر کا ہے کہ جو چیز دریا مین ہوتی ہے اُسپر زکوۃ ہے یا نہین اور اسیواسطے اس باب کے نیچے عنبر اور لؤلؤ کے زکوۃ کے متعلق قول حسن اور ابن عباسؓ کا بیان کیا گیا ہے اور حدیث کا یہ مضمون ہے کہ ایک شخص نے ایک لکڑی دریا کے کنارہ پر پایا کہ جسمین اُسکی وہ ہزار اشرفی تھی کہ جسکو اُسنے ایک شخص کو قرض دیا تھا یعنی اپنا زر قرضہ وصول پایا اور ظاہر ہے کہ ایسے واقعہ کو زکوۃ کے مسئلہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہین ۔

جب بخاری پرست سب ان سوالات کا جواب دے لینگے تو پھر اور ابواب بھی پیش کیے جائینگے کسواسطے کہ بخاری مین ایسے مہملات اور خرافات ابواب کی کچھ کمی نہین ۔

المشتہر - عمر کریم حنفی - از بانکی پور - محلہ سنگی مسجد - علاقہ ڈاکخانہ مہندرو - ۲۲ ماہ رجب ۱۳۲۲ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم -

مسئلہ لف حریر

عوام اہلسنت کی کچھ ایسی خراب حالت ہو گئی ہی کہ ان بیچارون سے نچلے بیٹھکر روٹی ہضم ہی نہین ہوتی - کلیلین سوجھتی ہین - امن و صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنی بھی نہین جانتے - شیعون سے چھیڑ کھانی کرکے اپنی پردہ دری کراتے ہین - یہ نہین سمجھتے کہ مولوی عبدالعزیز - مولوی مہدی علی - مولوی جہانگیر خان - اور مولوی حیدر علی فیض آبادی شیعون سے چھیڑ کرکے کیا فیض کو پہنچے جو ہم پہونچین گے - بیچارے اٹاوہ کے کاریگر نے کیا کمایا جو ہم کمائین گے - اور کچھ نہین تو اب مسئلہ لف حریر کو جو خود اُنکے مذہب کا مسئلہ ہے بیچارے شیعون کے سر تھوپنا شروع کر دیا - حالانکہ شیعون کی کتب مین اسکا پتہ بھی نہین - ورنہ کوئی سنی صاحب کسی شیعہ مذہب کی کتاب کا پتہ دین کہ فلان کتاب مین فلان صفحہ مین یہ عبارت درج ہی - سنیون کی کتابون سے ہم نقل کئے دیتے ہین مقابلہ کر دیکھیے -

(۱) جامع الرموز مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ جلد اول صفحہ ۳۰ مبحث غسل - لو لفت الحشفۃ بثوب او غیرہ لم یجب الغسل کما فی المجلا لی - یعنی اگر سر ذکر پر کپڑا یا کوئی اور چیز (جیسے حریر) ملفوف کرکے جماع کرے تو اُسپر غسل واجب نہو گا -

(۲) جامع الرموز جلد اول مبحث صوم صفحہ ۱۵۶ - لو لف ذکرہ بخرقۃ مانعۃ للحرارۃ لم یکفر کما فی المنیہ - یعنی اگر عضو تناسل پر ایسا کپڑا لپیٹ کر جماع کرے جس سے حرارت مقام مخصوص کی محسوس نہو تو اُسپر کفارہ لازم نہو گا -

(۳) فتاوی برہنہ مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۱۹ - اگر خرقہ بر ذکر پیچیدہ در آورد اگر نرم باشد قضا است و اگر درشت بود قضا و غسل لازم نہ - کما فی المجموعہ -

(۴) در المختار مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۲۱ و لج الحشفۃ او قدرہا ملفوفۃ

بخرقة ان وجد لذة الجماع وجب الغسل و الّا لا علی الاصح
اگر سر ذکر پہ کپڑا لپیٹ کر دخول کیا جاے تو اصح یہ ہی کہ اگر لذت جماع کی پاے تو غسل واجب ہی ورنہ نہین۔

(نوٹ) (۵) بحر الرائق شرح کنز الدقائق - کتاب النکاح - ولو جامعها بخرقة علی ذکره لم یثبت الحرمة کما فی الخلاصة - یعنی اگر عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر عورت سے جماع کرے تو حرام نہین ہے۔

(۶) فتاوی عالمگیری بحث غسل - ولو لف علی ذکره خرقة و اولج ولم ینزل قال بعضهم یجب الغسل وقال بعضهم و هو الاصح ان کانت الخرقة رقیقة بحیث یجد حرارة الفرج و اللذة وجب الغسل و الا فلا - یعنی اگر ذکر پر لتہ لپیٹکر دخول کرے اور منزل نہو تو بعضون نے کہا ہی کہ غسل واجب ہو گا اور بعضون نے کہا ہی اور یہی صحیح ہی کہ اگر کپڑا باریک ہے کہ جس سے لذت و حرارت محسوس ہو تو غسل واجب ہو گا اور اگر نہین تو نہین بحر الرائق اور فتاوی عالمگیری اسوقت میرے پاس موجود نہین لہذا صفحہ کا حوالہ نہ دیسکا - ان دونون کی عبارت اپنے ایک مسودہ سے نقل کی ہے۔

مین ہرگز اس قسم کے مضامین تحریر کرنے پسند نہین کرتا مگر کیا کرون شیعون کے پاک مذہب کی بدنامی تو نہین دیکھی جاسکتی - الزام اور اتہام کی برداشت تو نہین ہو سکتی آج کو اپنی مستورات کے ساتھ مسئلہ لف حریر پر شیعون کو عامل بنایا تھا کل کو محرمات سونپ دینگے تو شیعہ کیسے قبول کر لین گے - انکے ہان جائز ہی ہوا کرے جیسا کہ مین انکی کتب کے حوالہ سے لکھتا ہون۔

(۱) رد المحتار مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ولا حد ایضاً بشبهة العقد ای عقد النکاح عنده ای الامام کوطی محرم نکحها - یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک عقد کے شبہہ سے بھی حد جاتی رہتی ہی مثلاً کسی محرم سے نکاح کرکے جماع کرنا (کہ اسپر حد لازم نہین ہوتی)

(۲) ہدایہ قلمی کتاب الحدود۔ باب الذی یوجب الحد والذی لایوجبہ۔ ومن تزوج امرأۃ لایحل لہ نکاحھا فوطیھا لایجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنی محرمات کے ساتھ نکاح کرے اور اُنکے ساتھ صحبت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اُسکو حد نہ مارنا چاہیئے۔

(۳) شرح وقایہ فارسی مطبوعہ نولکشور جلد اول ص ۱۵۵۔ واگر وطی کرد بنکاح مرزنے راکہ نکاح وے او را حلال نبود نزدیک امام بروی حد لازم نشود۔

(۴) الملتقی الابحر برحاشیہ شرح وقایہ فارسی مطبوعہ نولکشور ص ۱۵۵ ولا (یوجب الحد) بوطی محرم متزوجھا۔ یعنی اگر کسی محرم سے نکاح کرکے اُس سے جماع کرے تو حد واجب نہین ہوتی

(۵) کنز فارسی مطبوعہ مطبع نولکشور ص ۱۱۰ اگر زنے را از محارم نکاح کرد و وطی کرد و یا غیر اجنبیہ در غیر فرج وطی کرد حد واجب نباید۔

دیکھیئے یہ ہوتا ہے نتیجہ چھیڑ خانی کا۔ کیون ایک کھے جو دو سُنے۔

شیعون مین ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ صلح پسند ہین اور چونکہ الفتنۃ اشد من القتل کو خوب سمجھے ہوئے ہین کبھی اپنی طرف سے فتنہ وفساد کی باتین نہین نکالتے۔ جہانتک ممکن ہوتا ہے تحمل وبردباری سے کام لیتے ہین لیکن جب حریف البادی اظلم بنکر سر ہی پر چڑھ آتا ہے اور خواہ مخواہ وار کرنا شروع کردیتا ہے تو دبتے تو چیونٹی بھی کاٹتی ہے یہ بھی نہین چوکتے۔

مسلمانو! باہمی تعصب کو بنی امیہ اور بنی عباس کے قبرستان مین گاڑدو۔ شیعہ سنی دونو مسلمان ہین۔ وحدانیت۔ بعث اور معاد کے دونو قائل ہین پھر غور کرو کہ مسلمانون کو ستانے اور قتل کرنیوالے کی نسبت خدا تعالی نے کیا فرمایا ہے۔ اب بنی امیہ اور بنی عباس کا زمانہ نہین ہے جنہون نے حطام دنیوی کے لالچ مین دین کو دنیا کی عوض بیچ ڈالا اور اپنی رعایا کو [illegible] کرتے تھے مجبور کیا اب گورنمنٹ انگلشیہ کا بے تعصبی اور عدل کا زمانہ ہے۔ [illegible] مسائل پر تحقیق کرو اور حق کو اختیار کرو۔ جو بات ثابت ہو سمجھو سمجھاؤ اُسی طرح جس طرح ہمارے آقا ہمارے مولا ہمارے پیشوا رسول اللہ صلعم اور اُنکے برحق جانشین سمجھایا کرتے تھے۔ نرمی ملائمت شفقت محبت ہمدردی سے۔ مانا مانا نہ مانا پڑی جہنم مین

خود خدا تعالی رسول اللہ صلعم کی طرف مخاطب ہو کر فرماتا ہے فان تولوا فانما علیک البلاغ - خدا کے کام مین فتنہ و فساد کا کیا کام - طعن و طنز سے کیا غرض - اپنی کرنی اپنی بھرنی - ہمارے پیشواؤن نے کبھی یہ نہین فرمایا کہ مسلمانو ایک دوسرے کا گلا کاٹ کر مرجانا - تباہ ہو جانا - فنا ہو جانا - رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین منافق بھی تھے وہ نماز بھی پڑھتے تھے مگر آنحضرت صلعم نے کبھی اُنکے واسطے کوئی جدا مسجد مقرر نہین کی - اُنکو شریک جماعت ہونے سے نہین روکا پھر مسلمانون مین آپس مین یہ مغایرت اور یہ نفرت - ایک فریق کا آدمی دوسرے فریق والے کو اپنی مسجد مین نہین دیکھ سکتا - کیا رسول اللہ صلعم نے یہ فرمایا تھا کہ میرے بعد سب اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدا چن لینا مسلمانو تمھاری اسی آپس کی مخالفت ہی نے یہ روز بد دکھایا ہے -

ایک وہ زمانہ تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ تمھارا نام سنکر کانپ اُٹھتے تھے سوتے سوتے جاگ اوٹھتے تھے آج تمھاری یہ نوبت ہے کہ بنیئے بقال تمھارا گریبان پکڑنے کو بلکہ گلا گھونٹنے کو تیار ہین اور تم سوا رونے پیٹنے کے جو نالش کرنے کے معنی ہین اور کچھ نہین کر سکتے تمھاری وہی حالت ہے جیسے بوڑھے ضعیف خصم کی نوجوان جورو کچھ اور نہین کرتی - خدا کے واسطے مخالفت چھوڑو اور اتفاق پیدا کرو - والسلام علی من اتبع الہدی - ذاکر حسین جعفری

جناب سید خادم حسین صاحب گھڑی ساز بمبئی سے لکھتے ہین بحر الرائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ مصر کی کتاب النکاح صفحہ ۱۰۳ مین ہے فلو جامع صغیرة علی ذکرہ لم یثبت الحرمة کما فی الخلاصة

جناب سید تفضل حسین صاحب ۱۳۴۰ھ سہارنپور سے لکھتے ہین جامع الرموز میرے پاس نہین ہے اور فریق ثانی ہم لوگون کو دیتے نہین - ہان مدرسہ اہل سنت مین جسوقت طالب علم میز ہو جاتا ہے اوسوقت اوسکو پڑھایا جاتا ہے غسل کا بیان - جن صورتون مین غسل فرض نہین وہ کتاب بہشتی گوہر صفحہ ۱۹ مین یہ درج ہے مسئلہ - اگر کوئی مرد کسی کم سن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہین بشرطیکہ منی نہ گرے اور عورت اسقدر کم سن ہو کہ اوسکی ساتھ جماع کرنے مین خاص حصہ اور مشترکہ حصہ کے ملجانیکا خوف ہو

دویم اُسی کتاب صفحہ ۴۰ مین یہ مسئلہ بھی نظر سے گذرا مسئلہ کوئی مرد اپنی خاص حشفہ مین کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہوگا بشرطیکہ کپڑا اسقدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اسکی وجہ سے نہ محسوس ہو۔ اور کما فی خلاصہ نووی شرح صحیح مسلم یہ مسئلہ بھی درج ہی اگر کوئی ذکر کپڑا لپیٹ کر کسی عورت سے جماع کرے تو اس سے حرمت ثابت نہین ہوتی اور دیگر مسئلہ کتاب کما فی المجموعہ مین یہ ہی اگر خرقہ بر ذکر پیچید و در آورد اگر نرم باشد قضا است و کفارت اگر درشت شود قضا و غسل لازم نہ۔

اور بہشتی گوہر مین یہ مسئلہ بحر الرائق سے نقل کیا گیا ہی جو ان کے یہان بہت بڑی زبردست کتاب ہی مگر مینے یہ مسئلہ خود اپنی آنکھ سے دیکھکر بہشتی گوہر کے حصہ گیارہ سے نقل کیا ہی۔

اور دیگر مسئلہ بہشتی زیور حصہ سویم سطر گیارہ مین یہ درج ہی کہ جن چیزون سے روزہ نہین ٹوٹتا۔ مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا ہاتھ لگانا پیار کرنا درست ہے لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتون سے صحبت کر بیٹھنے کا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہیئے اگر کرے تو مکروہ ہے۔

اور بہشتی زیور حصہ چہارم صفحہ ۱۷ مین یہ مسئلہ ہی میان پردیس مین ہے اور مدت ہوگئی برسین گذر گئیں گھر نہین آیا اور یہان لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ لڑکا حرامی نہین بلکہ اُسکے شوہر کا ہے اگر شوہر خبر پاکر لڑکے سے انکار کرے کہ میرا نہین تو اس حالت مین شوہر پردیسی پر حکم شرع سے لعان کا ہوگا۔ مسئلہ دویم نکاح ہو گیا لیکن ابھی لڑکی رخصت نہین ہوئی تھی شیخ کے گھر کا منہ نہین دیکھا اور لڑکا پیدا ہو گیا تو لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہین اگر انکار کرے تو اسپر بھی لعان ہوگا۔

اصلاح مینے یہ عبارتین ان حضرات کی اس غرض سے لکھین کہ معلوم ہو ہماری معزز قوم شیعہ کو کسقدر واقفیت رہتی ہی کہ باوصفیکہ یہ لوگ نہ عالم ہین نہ فاضل مگر ایسی نظر وسیع رکھتے ہین پہر کیونکر ممکن ہی کہ کوئی شیعہ مذہب حق سے منحرف ہو جبکہ وہ دیکھ رہا ہو اونکے مخالفین نے کسطرح اسلام کو خراب و برباد کیا ہی کہ جو مسئلہ ایجاد کیا خلاف حکم خدا و رسول۔

اسپر سنہ بہشتی کا ایسے مسائل کو وہ معاذ اللہ شیعون کی طرف منسوب کرتے ہین جیسے

بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھنے کے کیا کہ سکتے ہین۔ اڈیٹر

لاہور کا ایک نیا معجزہ

اسلامی اخبارون مین یہ خبر نہایت شہرت سے گشت لگا رہی ہے" ریلوے گرگٹ گراونڈ لاہور مین سکھ چین کے درخت پر مندرجۂ ذیل الفاظ اُبھرے ہوئے چھال مین کندہ پائے گئے۔

لا الہ الا اللہ

محمد رسول

علیؑ ولی وصی

اس واقعہ کی خبر ہمکو بھی تفصیلی طور پر ایک تحریر خاص سے ملی تھی جسکو ہم آگے چلکر لکھینگے۔ مگر اخباری دنیا کا انتظار تھا اور نیز پرچہ مرتب ہو چکا تھا جسمین گنجایش نہ تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ روزانہ پیسہ اخبار مین بھی کچھ تحریرین اسکے متعلق نکل چکی ہین جس سے اور بھی اس خبر کی تصدیق ہوئی۔ مگر انجمن صادقین کے صدیق اکبر کا انتظار رہا کہ دیکھین وہ کیا لکھتے ہین شکر خدا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر الحدیث نے بھی اسپر علینی شہادت دی ملاحظہ ہو اخبار الحدیث مورخہ ۵ اگست صفحہ ۱۴

لاہور مین ایک درخت پر کلمہ شریف پیدا ہوا پایا گیا جس کے الفاظ یون ہین۔

لا الہ محمد رسول۔ علی ولی وصی۔ آریہ کہتے ہین چار سال ہوئے کسی مسلمان نے اس درخت پر یہ کلمہ لکھا تھا درخت کے ساتھ وہ بھی بڑھا اہل سنت بھی بوجہ علی ولی وصی ہونے کے اوسکو مصنوعی کہتے ہین ہین نے خود جاکر موقعہ کا ملاحظہ کیا درخت کی چھال بدستور قدرتی ہے صرف حروف مذکورہ ابھرے ہوئے ہین۔ کسی قسم کا چاقو یا کوئی آلہ لگا ہوا معلوم نہین ہوتا ۲۱ جولائی کو لاہور مین میرا وعظ تھا جس مین مین نے شیعہ و سنی کے خیالات مین یون تطبیق دی کہ حضرت علیؓ کو ہم دونون شیعہ سنی ولی بھی مانتے ہین اور وصی بھی۔ اختلاف صرف اتنا ہے کہ شیعہ وصی بالخلافت کہتے ہین اور سنی وصی بالمحبت۔ اگر یہ نقش قدرتی ہے تو کفر و اسلام کا فیصلہ تو ہو ہی گیا ساتھ ہی شیعہ سنی کا فیصلہ بھی ہو چکا کیونکہ قدرت نے

دونوں فرقوں کا مشترک اعتقاد ظاہر کیا یعنی وصی نہ بالخلافت لکھانہ بالمحبت ہیں اب دونوں فرقوں (شیعہ سنی) کو چاہیئے کہ جتنا قدرت نے لکھا ہے اسیقدر تسلیم کر کے کفار کا مقابلہ کریں۔ دیکھیں شیعہ اخبار کیا لکھتے ہیں۔"

اس تحریر کو بغور دیکھئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب عینی شہادت دے رہے ہیں "میں نے خود جا کر موقع کا ملاحظہ کیا درخت کی چھال بدستور قدرتی ہے صرف حروف مذکورہ ابھرے ہوئے ہیں" جس سے واقعیت تو اس واقعہ کی بدیہی طور پر نمایاں ہوئی۔ رہا یہ امر کہ آریہ کہتے ہیں تو وہ اسلام کو سرے سے باطل کہتے ہیں پھر اسمیں بھی تصدیق کیجیئے پھر اپنا عندیہ بھی ظاہر کر دیا "اہل سنت بھی بوجہ علی ولی وصی ہونے کے اسکو مصنوعی کہتے ہیں" جس سے آیہ کریمہ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ¤ وکذبوا واتبعوا اھوائھم وکل امر مستقر ¤ ولقد جاءھم من الانباء مافیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ فما تغنی النذر ¤ کی بخوبی تصدیق ہوئی کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے "اگر کافر کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیر لیں اور کہیں کہ یہ تو ایک پرزور جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہش کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے اور انکو ایسے حالات (سابقین) پہونچ چکے ہیں جن میں عبرت ہو سکتی ہے اور کامل دانائی کی کتاب بھی لیکن ڈرانا انکو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ کیونکہ آپنے دیکھ لیا ایسی کھلی نشانی انکے سامنے موجود ہے مگر آریہ بوجہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں مانتے اور سنی بوجہ علیؑ ولی وصی مصنوعی کہتے ہیں" جس سے الکفر ملۃ واحدۃ کی بھی بخوبی تصدیق ہوئی۔

مگر حیرت ہے تو اسپر کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں "حضرت علی کو ہم دونوں شیعہ سنی ولی بھی مانتے ہیں اور وصی بھی" پھر نہ معلوم اس قدرتی اعجاز کو مصنوعی کیوں کہتے ہیں۔ کیونکہ آپکا انکار بربنا لا الہ محمد رسول نہیں ہے بلکہ بربنا علیؑ ولی وصی جس سے معلوم ہوا کہ آپ حقیقت میں دل سے نہیں مانتے تو یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم کا مصداق ہوا پس جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہم بھی آپکو منافق سمجھتے ہیں کہ زبان سے تو اسکا اقرار کرتے ہیں۔ "حضرت علیؑ کو دونوں شیعہ سنی ولی بھی مانتے ہیں اور وصی بھی" اور دلی بات وہی کہ

جو پہلے لکھا "اہلسنت بھی بوجہ علی ولی وصی ہونے کے اسکو مصنوعی کہتے ہین"
بہر حال مولوی صاحب اگر اپنے اقرار پر بھی قایم نہین تو ایک طرح سے ایمان درست ہو سکتا ہے کیونکہ
لکھتے ہین اگر یہ نقش قدرتی ہے تو کفر و اسلام کا فیصلہ تو ہو ہی گیا ساتھ ہی شیعہ سنی کا فیصلہ بھی ہو چکا
کیونکہ قدرت نے دونون فرقونکا مشترک اعتقاد ظاہر کیا یعنی وصی نہ بالخلافت لکھا نہ بالمحبت بس اب
دونون فرقون (شیعہ سنی) کو چاہئیے کہ جتنا قدرت نے لکھا ہے اوسیقدر تسلیم کرکے کفار کا مقابلہ کرین"
کیونکہ اگر یہ کلمہ کفر و اسلام کا فیصل کرنیوالا ہے تو تینون کلمہ کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی ولی وصی جس سے معلوم ہوا کہ بغیر اسکے فیصلہ ناممکن ہے۔ پھر آپکا یہ لکھنا " شیعہ سنی کا فیصلہ بھی ہو چکا"
بہت درست ہے۔ مگر یہ جملہ تو بالکل غلط ہے" قدرت نے دونون فرقونکا مشترک اعتقاد ظاہر کر دیا" کیونکہ اگر مشترک
اعتقاد ہوتا تو اسکے مصنوعیت کا نہ اعلان دیا جاتا جس سے پورے کلمہ کی مصنوعیت لازم آتی ہے
اور یہ جملہ تو بالکل ہی لکھا "یعنی وصی نہ بالخلافت لکھا نہ بالمحبت" کیونکہ اگر اسطرح کی تطبیق کیجئے
تو پھر لا الہ محمد رسول نے بھی کوئی امر فیصل نہ کیا۔ کیونکہ مکتوب لا الہ ہے جس سے کفر کی پشت مضبوط
ہوتی ہے۔ محمد رسول کی نسبت بھی عیسائی کہہ سکتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ تو نہین لکھا ہے۔ اور ہم
اسکو مانتے ہین کہ ایک محمد آنیوالے ہین۔ اسیطرح عیسائی اور آریہ یہ بھی کہہ سکتے ہین محمد رسول کو تو
ہم بھی مانتے ہین مگر عرب کیلئے یا صرف مکہ کیلئے۔ کیونکہ اس تحریر مین نہ محمد رسول اللہ الی العالمین ہے نہ
خاتم الانبیا ہے تو آریہ۔ عیسائی۔ مرزائی کسیکے مقابلہ مین بھی یہ جملہ فیصلہ کن نہ ٹھہرا۔
افسوس عداوت و بغض جناب امیرؑ نے انکو کہان پہونچایا ہے کہ بجز انکار اسلام کوئی چارہ نہین
حالانکہ اگر غور کرتے تو یہ وہی جملہ ہے جس سے اسلام کی بنیاد قایم ہوئی کیونکہ آپنے اصلاح کے مین
بخوبی ملاحظہ فرمایا ہے کہ جس روز حضرت نے اپنی نبوت کا اعلان دیا ہے اوسی روز خلافت جناب امیرؑ
کا بھی اعلان دیا بمقابلہ مسلمین و کفار سب کے۔
کہ هذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا له و اطیعوہ جسکو کفار نے تو اس حیثیت سے
مانا کہ خود حضرت ابو طالب سے کہا تمکو حکم ہوا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو مگر آپنے اس حیثیت سے
بھی نہ مانا کہ یہ کلام رسول ہو جسپر لکھا کہ یہ روایت سنی کی کتاب مین نہین۔
جس حیثیت سے آپنے خود رسول اللہ کی زبان مبارک کے بذریعہ اپنے ثقات روات اپنے ائمہ دین کی

ملاحظہ ہو اصلاح عدد ۵ ۱۹۱۲ء

زبانی سنکر نہ مانا نہ اوس حکم عام کو مانا جو بروز غدیر سنایا گیا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ توبھلا اسی زبان درخت کے اوبھرے ہوئے حروف آپ کب مان سکتے ہین۔

بہرحال ہم آپکی آخری نصیحت "دونون فرقون (شیعہ سنی) کو چاہئیے کہ جتنا قدرت نے لکھا ہی اوسیقدر تسلیم کرکے کفار کا مقابلہ کرین" قبول کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ اب کبھی ابوبکر عمر عثمان کا نام زبان سی بھی نہ لین کیونکہ آپ ہی فرماتے ہین جتنا قدرت نے لکھا ہی اوسیقدر تسلیم کرکے کفار کا مقابلہ کرین۔ جس سے معلوم ہوا کہ کفار کے مقابلہ کیلئے آپ بھی اسکی ضرورت سمجھتے ہین کہ جتنا قدرت نے لکھا ہی اوسیقدر تسلیم کرنا چاہیئے جسکا مفہوم یہ ہوا کہ اسکے علاوہ اور کسیکا نام لینگے تو نہ کفار سے مقابلہ ہوسکیگا نہ کامیابی ہوگی کیونکہ وہ قدیمی کافر بت پرست تھے اور بعد قبول اسلام منافق رہے جو سب ہمیشہ بمقابلہ کفار فرار کرتے تھے۔ تو فراری کا ساتھی یا فراری کا پیرو کب تاب مقابلہ لاسکتا ہی۔

اڈیٹر صاحب ابسے بھی کچھ نہین گیا ہی ایمان لائے جسقدر قدرت نے لکھا ہی اوسکو مانئے اور ہم شرکا کو چھوڑیئے واشربوا فی قلوب العجل سے توبہ کیجئے۔ تو پھر دیکھئے کسطرح اسلام کا بول بالا ہوتا ہی۔

آپنے وصی کے معنی ہین تو یہ تاویل کی کہ وصی بالخلافہ اور وصی بالمحبۃ مگر افسوس ولی ہین کوئی معنی نہ بنا سکے کیونکہ بمقابلہ جناب مولوی فرمان علی صاحب ولی کے معنی سرپرست مان چکے ہین اور انما کو بھی بمعنی حصر قبول کیا تو بفضل خدا جناب ایڈیٹر آپکے خلفا کے بھی ولی تھے کیونکہ یا ایہا الذین امنوا مین ضرور اونکو بھی داخل مانتے ہین پھر بتایئے اپنے ولی و آقا سے انحراف کرنیوالا محسن کش ہوتا ہی یا اور کوئی ہان اڈیٹر صاحب اب تو آپکو ابتدائے اسلام کی دعوت مین نص رسول خلیفتی بھی ماننا ہوگا تو کیا وہان بھی خلیفتی بالخلافۃ یا خلیفتی بالمحبۃ کا جادو چلے گا۔

اب ہم پورا واقعہ اس معجزہ کا اپنے دوست سید وزیر حسن صاحب طالب العلم باہروی کی تحریر سے لکھتے ہین جو اونہون نے ۲۵ جولائی کو لکھا تھا اور اس خیال سے ابتک نہ شائع کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نہایت برہم ہونگے وہ تحریر حسب ذیل ہے۔

جناب اڈیٹر صاحب۔ تسلیم مزاج شریف۔ مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ء کو ایک پٹھان لاہور کے ریلوے چیف انجینیر کے دفتر کے پاس کی ایک کرکٹ گراونڈ مین ایک درخت کے نیچے جسکا نام سکھ چین پنجاب مین ہی دوپہر کے وقت سو رہا تھا کہ اچانک کسی شخص نے اسکا ہاتھ پکڑ کر جگا دیا

وہ لکھتا ہے مینے اٹھکر دیکھا تو اصلاً کوئی شخص میرے پاس نہ تھا لیکن اٹھتے ہی میری نگاہ درخت پڑی جسپر کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ۔ وصی رسول اللہ۔ چھال مین اوپر کو ابھرا ہوا تھا مین چونکہ صرف حرف شناس ہی تھا مجھکو معلوم تو ہو گیا کہ یہ کلمہ ہے لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ علحدہ علحدہ کسطرح لکھا ہوا ہے مینے پاس سے لڑکون کو جو کہ قریب ہی تھے بلایا اور اُن سے پڑھایا تو معلوم ہوا کہ پورا کلمہ شیعونکا قدرتی درخت کی چھال پر بالکل درخت اور چھال کے رنگ کا ابھرا ہوا تھا یہانتک حنفی مذہب کے سنی تھے ہونے ہوتے یہ بات شام تک مشہور ہو گئی ایک انگریز صاحب کو معلوم ہوا وہ بھی دیکھکر مسرور اور حیران ہوئے پھر انہون نے اس خیال سے کہ ہندو صاحب اسکو خراب نہ کر دین رات میں اپنے دو سپاہی پہرے پر مقرر کر دئے دوسرے دن تمام لاہور کے ان آدمیون کو جو کہ ریلوے ورکس شاپ مین کام کرتے ہین خبر ہوئی انہون نے جا دیکھے واپس آکر تمام لاہور مین مشہور کر دیا چنانچہ مجھکو بھی ایک شخص نے بتایا مین مع اپنے چند ہم مذہب احباب کے دیکھنے گیا درخت چندان بڑا نہین ہے کلمہ جس جگہ پر لکھا ہوا ہے وہ اتنا اونچا ہے کہ ہاتھ پہنچ سکتا ہے تمام مخلوق اسکو چومتی تھی ۹ بجے سے شام تک لاہور کے چھوٹے بڑے امیر اور غریب اور مولوی ہر فرقہ اور ہر گروہ کے اسکے دیکھنے کیلئے آئے کلمہ سارا نہین پڑھا جاتا جس صورت مین لکھا ہے مین نیچے لکھتا ہون۔

لا ا لہ

محمد رسول ... ...

علی ولی ... ...

وصی

تمام کلمہ سوائے محمدؐ کے عربی خط مین لکھا ہوا ہے محمدؐ ایسا خوشخط اردو مین لکھا ہے کہ تعریف کے قابل۔ لاالہ تمام بالکل صاف پڑھا جاتا ہے آگے کچھ ایسے نقطے ابھرے ہوئے ہین کہ معلوم تو ہوتا ہے کچھ لکھا ہوا ہے مگر یہ معلوم نہین ہوتا کہ کیا لکھا ہے اور اسیطرح محمد رسول کے آگے اور علی ولی اور وصی کے آگے کچھ ابھری ہوئی سی جگہ ہے جو کہ پڑھی نہین جاتی یقیناً آگے پورا کلمہ ہوگا

غرض لاالہ۔ محمد رسولؐ۔ علی ولی اور وصی ایسا صاف لکھا ہے کہ کوئی آنکھ والا آدمی اس سے انکار نہین کر سکتا پہلے پہل تمام سنیون نے جسطرح لکھا تھا تمام پڑھا لیکن جب علی ولی اور وصی

باری آئی تو علی و لی تو پڑھ گئے۔ وصی جو کہ … اسطرح لکھا ہوا ہے جسطرح کہ مین نے اب لکھا تو اسکو وصین پڑھنے لگے ہمنے اصرار کیا کہ اسکا یہان کیا مطلب ہے یہ تو صاف کلمہ لکھا ہوا ہی۔ سنیون نے ہرچند کچھہ اور را اور بنانیکی کوشش کی مگر کچھہ بن نہ سکا ہزارہا آدمی سنی مان گئے کہ واقعی قدرتی ہے شہر سے اسٹیشن تک آدمیون کا تار بندھا ہوا تھا اور اب بھی یہی حالت ہے۔ الغرض ہوتے ہوتے آج سنیون نے تنگ آکر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ چونکہ علی ولی اور وصی لکھا ہوا ہی اسلئے یہ کسی شیعہ کی شرارت ہے اور یہ عمل تیزاب سے کیا گیا ہی چنانچہ سکول کے اُستادون اور لڑکون نے بھی یہی کہا کیونکہ انہون نے ابھی تک وہ درخت دیکھا نہین مینے ہرچند سمجھایا مگر نہ سمجھے پھر مینے اپنے اوستاد سے کہا کہ اگر یہ بناوٹی ہے تو بنا کر دکھا دیجئے اُنہون نے کہا مین ایک سال مین بنا سکتا ہون جو صرف ایک بہانہ ہے مین قسم کھا کر کہنے کو تیار ہون کلمہ درخت پہ بالکل ایسا لکھا ہے جیسا کہ انسان کے جسم مین بعض رگین باہر دکھائی دیتی ہین اور اُبھری ہوئی جگہ کا رنگ بالکل درخت کی چھال کی طرح سبز اور ویسا ہی ہے جیسا کہ درخت کا ہوتا ہی اسپر کوئی شک اس قسم کا کہ بناوٹی یا تیزاب وغیرہ کا ہو عاید نہین ہو سکتا بالفرض اگر کوئی شک بھی کرے تو سب سے پہلے دیکھنے والا شخص سنی ہے اُسنے کیون شیعونکا کلمہ لکھا تھا اب تک تو سنی صاحبان جو کہ کم علم اور ایسے بڑے مولوی نہین ہین تمام اُس درخت کو جا کر چومتے اور اس معجزہ کو قدرتی سمجھتے ہین آگے کی خبر معلوم نہین رہے بڑے بڑے کٹھ ملا وہ ابھی سے قائل نہین مذہب شیعہ کے تمام اشخاص نے بغور دیکھا ہے خدا کی قدرت کاملہ کی طرف سے نقش کیا گیا ہے۔

انگریز صاحب ممدوح الصدر نے ابھی تک پہرہ بدستور رکھا ہے۔ لاہور مین آجکل اسکا بہت ہی چرچا ہے اور ہزارہا آدمی روز دیکھنے کو جاتے ہین آج تیرہ دن ہو گیا ہے مگر خلقت کے ہجوم مین روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ سنی صاحبان کئی طریق سے اسکو بناوٹی ثابت کرتے ہین اول یہ کہ تیزاب سے لکھا تھا جسکا جواب یہ ہے کہ اگر تیزاب سے لکھا جاتا تو درخت کا تمام چھلکا جل جاتا اور حروف سبز نہ رہتے دوئم یہ کہ کھود کر چھوڑ دیا گیا اور کچھ عرصے مین جتنے گہرے نیچے کھودا گیا تھا اتنا ہی اوپر اُبھر آیا جسکا جواب سب سے پہلے یہ ہے کہ کھود کر چھوڑ دینے سے تمام چھال کھودی ہوئی خشک ہو جاتی ہے جیسا کہ آجکل وہ چھال جو کہ سنی صاحبان نے درخت پر لکھکر چھوڑ دیگئی تھی خشک ہو گئی اور اُنکا وہ خیال باطل کہ رس نکلکر آپ ہی آپ اوپر اتنا ہی اُبھر جاتا ہے غلط ہوا اگر اعتبار نہ ہو تو اُس درخت کے آس پاس کے اشجار

کا حال دیکھ لو کہ وہ تمام جگہیں جہاں سنی صاحبان نے کچھ کچھ لکھا تھا بالکل خشک ہوگیا ہو اور کچھ رس وغیرہ نہین نکلا سویم اگرکسی درخت پر کچھ الفاظ کھود دے جائین تو وہ بالکل بھرتا نہین بلکہ ویسا کا۔ ویسا ہی رہتا ہو بفرض محال اگر سب باتین مان بی جائین پھر ہم یہ سوال کرتے ہین کہ ان کلمات کا خط کیون اسطرح چپٹا ہو جیساکہ قلم سے لکھا ہوا ہوتا ہو اگر کھودا ہوا ہوتا تو رس اس طرح باہر نکل کر اُٹھی ہوئی کہ جسطرح ہمارے بدن پر زخم ہونیکے بعد کھرنڈ جم جاتا ہو یعنی کھردرہ اور بالکل ناصاف ہوتین برخلاف ازین کلمات اوپر اُبھرے ہوے اور اوپر سے بالکل صاف اور اسطرح ہین کہ جسطرح ایک بہت عمدہ خوشنویس لکھتا ہو کیا کوئی کہہ سکتا ہو کہ جتنے دن رس نکل نکل اکٹھا ہوتا رہا کوئی شخص وہان بیٹھا ہوا اوپر سے صاف اور خوبصورت بناتا تھا یہ بالکل ناممکن ہو کیا کوئی کہہ سکتا ہو رس ایک دفعہ نہین نکلا بلکہ قانون قدرت کے مطابق رفتہ رفتہ نکلتا رہتا ہے

سید وزیر حسین از لاہور

لعنتی انکار و اقرار

اگرچہ یہ عام قاعدہ ہو کہ جو شخص دو آدمیون مین لڑاتا ہو وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہتا ہو مگر یہی ثبوت اسکا لکھنؤ کے ایک گمنام اخبار سے ملتا ہو اس گمنام کی غرض صرف اسقدر ہو کہ شیعہ سنی لڑتے رہین جسکے لئے تمام دنیا سے نرالی یہ ترکیب نکالی کہ جھنڈا نکالا۔ حالانکہ ہندوستان بھر مین آپ ڈھونڈھ آئیگا تو کہین اس جھنڈے کا وجود نہ ملیگا۔

گورنمنٹ نے جب سے اس مایہ فساد کو روکا ہو اوسوقت سے یہ اخبار بھی بقول اہلحدیث اسی حکم مین آگیا کہ اسپر بجلی گری۔ مگر چلتے چلاتے جھوٹھ کا پشتارہ باندھے جاتے ہین۔

اصلاح ۳؎ جلد ۱۳ مین آپ مذہبی مناظرہ فنڈر کا حال پڑھ چکے ہین کہ علاقہ کشمیر مین یہ مناظرہ ہوا تھا جسمین شیعہ غالب سنی مغلوب ہوے۔ اس خبر نے کچھ ایسا بدحواس کیا کہ جھٹ انکار کر بیٹھے چنانچہ مورخہ ۲۰ ربیع الثانی مین لکھتے ہین " اس اعلان پر سمجھ لیا کہ یہ قصہ یارو نکا گڑھا ہوا ہو " پھر لکھتے ہین "اگر اس اعلان پر مولوی صاحب ممدوح مناظرہ کیلئے آگئے تو چاہے کامیاب ہون یا نہون تو تم سمجھ لینا کہ راست یا جھوٹ کا واقعہ صحیح ہے۔

ان عبارتون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ اصلی واقعہ سے انکار ہو نہ مناظرہ ہوا نہ بحث و مباحثہ نہ مجمع نہ کچھ

مگر چونکہ خداوند عالم کو اپنے کلام پاک لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تصدیق کرانا منظور تھا لہذا وہی گمنام اخبار مورخہ ۲ جمادی الثانی جو ہمکو ۲۰ رجب کو ملا لکھتا ہے "یہ مباحثہ موضع فنڈر ریاست جموں میں ۲۶ محرم ۱۳۳۳ھ کو ہزارہا مسلمانوں کے مجمع میں ہوا انتظام کیلئے پولیس اور رسالہ کے سپاہی انسپکٹر پولیس تحصیلدار سپرنٹنڈنٹ وکپتان پولیس موجود تھے" آخر میں یہ بیان ہے کہ شیعوں کو شکست ہوئی اور سنیوں کو فتح جس پر ہم اوسی آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتا ہوں کیونکہ ایک دفعہ تو مطلق واقعہ سے انکار تھا۔ اب اس سے انکار ہے کہ سنی مغلوب نہیں ہوے۔

اب فرمائے کونسی صورت مناظرہ نکالی جاے جس سے پبلک کو اصلیت واقعہ معلوم ہو سکے کیونکہ بقول ان لوگوں کے اڈیٹر اصلاح نے غلط چھاپا۔ تو اب آپ پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے کہ آپ نے صحیح خبر چھاپی۔ کیونکہ ناظرین تو صرف خبر دیکھتے ہیں کہ شیعہ اپنی فتح بیان کرتے ہیں اور سنی اپنی فتح پھر فیصلہ کیونکر ممکن ہے۔

جس طرح اس گمنام اخبار نے پہلے تو نفس واقعہ ہی سے انکار کیا اور مجبور ہو کر اقرار بھی کیا تو خلاف واقع۔ اوسی طرح اپنے مریدوں کے خوش کرنے کو یہ خبر بھی شایع کیا ہے کہ لکھنؤ میں بھی ایک مناظرہ ہوا جسکو بصورت رسالہ بھی شایع کیا ہے مگر جن لوگوں نے یہ جواب پرچاس کو اہ مصنوعی بنائے۔ اور رمعویہ کے اشارہ پراونٹ کو اونٹنی بنا دیا وہ جو نہ کریں کم ہے۔ اسیلئے سب سے بہتر مناظرہ یہی تحریری مناظرہ ہے جس سے ناظرین خود اسکا فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کس کی تحریر قوی ہے اور کسکی ضعیف کسکے دلائل قابل قبول ہیں کسکے قابل رد۔ مگر افسوس کہ نہ سنی شیعوں کے رسائل کو دیکھتے ہیں نہ شیعہ زیادہ سنیوں کے رسائل کو۔ لہذا اسکا آسان طریقہ یہ ہے کہ النجم و اہلحدیث شیعہ ناظرین کو مفت دیا جائے۔ اور اصلاح و الشمس سنی ناظرین کو مفت دیا جاے۔ اگر اڈیٹر صاحب کو اس راے سے اتفاق ہو تو وہ بھی اسکا اعلان کریں۔ اور ہم بھی اعلان کریں۔ اور فریقین اوسکا نام شایع کرتا رہے جسکے نام مفت پرچہ جاری کیا جاے کیونکہ جو شخص کسی قوم کا ہادی ہوتا ہے اوسکی نظر منافع دنیوی پر نہیں رہتی بلکہ وہ اخروی اجر کا طالب رہتا ہے لہذا ہم منتظر ہیں کہ کون صاحب ان مدعیان اسلام سے اسپر آمادہ ہوتے ہیں اور اگر زبانی مناظرہ کا شوق ہے تو بسم اللہ شرائط مناظرہ طے کر کے اعلان دیں کہ ایک بڑے پیمانہ پر یہ مناظرہ بھی ہو جائے جسکا انتظام بذریعہ حکام گورنمنٹ ضروری ہے۔ شائقین مناظرہ کو چاہیئے جلد اس مرحلہ کو طے کریں۔ وما علینا الا البلاغ

اڈیٹر

متواتر قبول حق

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہر گوشہ سے صدائے قبول حق آرہی ہے اور ظلم ظالمان و کفر مکاران سے دنیا واقف ہوتی جاتی ہے اب وہ زمانہ نہیں رہا ہے کہ ڈرانے دھمکانے سے کام چل جائے کیونکہ خلفائے ثلثہ کی خلافت و حکومت کا خانہ خراب ہو چکا ہے اسلئے کہ اسلام نے تثلیث کو کفر قرار دیا ہے اور بنی امیہ و بنی عباس کا زور و شور بھی نہیں رہ گیا ہے کہ حدیثیں بنوا کر لوگوں کو گمراہ کریں اور لوگ بوجہ سلطنت و خوف یا بوجہ طمع حکام دنیا و غفلت اونکو قبول کر لیں چنانچہ کتاب النصائح الکافیہ لمن یتولی معاویہ تصنیف فاضل معاصر سید محمد بن عقیل سلمہ پوری مطبوعہ بمبئی میں مفصل موجود ہے کہ معاویہ نے اپنے زمانہ حکومت و خلافت میں خلفائے ثلثہ کے فضائل میں بے حد حدیثیں بنوائیں اور ہر جگہ کے حاکموں کو لکھ کر تاکید اس بارہ میں کی کہ کوئی حدیث فضیلت حضرت امیر بے بنائے نہ رہے جسکے مقابلہ میں ویسی ہی حدیث ان خلفا کیلئے نہ بنائی گئی ہو اسوجہ سے ہر شہر و قریہ میں یہ طوفان پھیل گیا اور ہر معلموں کو دی گئیں اونہوں نے بچوں کو تعلیم کیں نیز گھروں میں مستورات کو یاد کرائی گئیں اور مثل اصول عقاید انکی بھی تعلیم دیجانے لگی اور بوجہ شہرت محدثین و فقہائے نے بھی اونہیں کتابوں میں لکھا اور اونکے موافق فتوی دیے وغیرہ وغیرہ میں شاء الاطلاع فلیرجع الیہ - ملکہ اب تو سلطنت عالیہ برطانیہ کے علم عدل کا پھریرا ہر جگہ اڑ رہا ہے جسکے سایہ میں قوی و ضعیف ایک جگہ آرام کر رہے ہیں اور کسیکو کسی سے مجال تعرض نہیں ہے اور ہر فرد بشر مذہبی حقوق میں مساوی ہے کثرت افراد و قلت ممبران کا لحاظ و پاس ساقط ہو گیا ہے کیونکہ خلاف عدل و حق مساوات ہے بدیں وجہ صحاح ستہ کی دھجیاں اوڑ رہی ہیں - اب میں تازہ شیعیان کا نقشہ جو سال گذشتہ سے الی الآن اس مقام پر پوری تحقیقات سے شیعہ ہوئے ہیں خدمت مومنین میں پیش کرتا ہوں اور ملتمس دعا ہوں - وہو ہذا

نمبرشمار	نام مع ولدیت	سکونت مع ضلع وغیرہ	مذہب سابق	تاریخ وسنہ	قوم وپیشہ
۱	عابد علی عرف عابد علی بن اچھے صاحب	لکھنو محلہ چوک	حنفی المذہب	۴ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ ۲۷ دسمبر [illegible]	حجام
۲	امام الدین بن محمد بخش	دھولکوٹ راہتاں ضلع لودہیانہ پنجاب	حنفی مذہب قادری مشرب	۶ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ	میراثی
۳	فاضل نام سابق اور اسم فعلی فضل حسین	لندن	عیسوی پروٹسٹنٹ	۲ اپریل ۱۹۱۳ء	انگریز ملازمت
۴	محمد دین خان بن غلام الدین خان بن رمضانی خان	موضع کسانہ تحصیل کہلوٹی ضلع [illegible]	حنفی مذہب	۲۳ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ	پٹھان ملازمت
۵	مہر بخش عرف میران بخش ولد رحمت خان	موضع پونیر ضلع جالندھر ملک پنجاب	حنفی مذہب قادری مشرب	۱۷ صفر ۱۳۳۲ھ ۲۶ فروری ۱۹۱۴ء	پٹھان ملازمت
۶	محمد عبد اللہ بن محمد تقی صاحب	ہندر عباس علاقہ ایران	حنفی	۳ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء	مغل شیرینی فروش
۷	سید عالم علی بن سید امیر حسین صاحب	دیوال ضلع ہشیار پور پنجاب	حنفی مذہب قادری سہروردی مشرب	۴ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ	سید طالب علمی [illegible]
۸	نام سابق نور داس و حال عبد اللہ بن مرام [illegible]	تھانہ بور زنانہ محلہ نخاس	[illegible]	۸ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ	[illegible]
۹	منشی نظام الدین ولد عبد [illegible]	موضع [illegible] تھانہ شاہکوٹ تحصیل نکودر ضلع جالندھر	[illegible] مشرب	۲۰ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ ۱۱ جولائی ۱۹۱۴ء	شیخ ملازمت [illegible]

الحسين ورواية عنه انما هو من باب التعليق وعلى التقدير الاول ذكره على المتابعة ص۱۶۵

عن شعبہ عن حسین عن قتادہ اور نہین جائز ہے کہ عطف ہو یحیی پر۔ کیونکہ مسدد نے حسین سے کوئی حدیث نہین سنا۔ اور روایت مسدد کی حسین سے باب تعلیق سے ہے۔ اور پہلی صورت مین ذکر اوسکا از قبیل متابعۃ ہے۔

یہ تعریف ہے بخاری کے اس سند کی جو اونہون نے دو سندون کو اسطرح ملادیا ہے کہ کرمانی ایسے محدث جلیل الشان کو آجتک نہ معلوم ہوسکا کہ حسین معلم سے کسنے روایت کی۔ توپھر کسی معمولی علم ولیاقت والے کو کیا معلوم ہوسکتا ہے کہ حسین معلم کہان سے آگئے اور راون سے کس نے روایت کی۔ کیونکہ ایک روایت توعین قتادہ عن انس عن النبیؐ پر تمام ہوگئی اور دوسری سند حسین معلم سے شروع ہوئی مگر اوسکے قبل کا راوی مفقود ہے جس سے یا تو حدیث معلق ہوتی ہے یا از قبیل متابعات ہوتی ہے۔

کرمانی کے اس اعتراض پر ابن حجر بہت ہی غصہ ہوے لکھتے ہین والذی الکرمانی

كعادته بحسب التجويز العقلي ان يكون تعليقا او معطوفا على قتادة فيكون شعبة رواه عن حسين عن قتادة الى غير ذلك مما ينفر عنه من مارس شيئا من علم الاسناد ص۱۳ فتح الباری

یعنی کرمانی نے مطابق اپنی عادت کے بحسب تجویز عقلی یہان یہ بات ظاہر کی ہے کہ یہ حدیث یا تو تعلیق ہے۔ یا معطوف ہے قتادہ پر تو شعبہ اسکا راوی ہوگا حسین سے عن قتادہ وغیرہ اعتراضات جس سے نفرت کرتا ہے وہ شخص جو کچھ بھی مارست رکھتا ہو علم الاسناد سے۔

اسکا نام ہے حمایت بیجا اور طرفداری بدنما کہ کرمانی نے کس توضیح سے کل خرابیون کو اس اسناد کی دکھادیا مگر ابن حجر کرمانی ہی پر بگڑ رہے ہین۔ حالانکہ بخاری کی یہ وہ غلطی ہے جسپر معمولی شخص بھی اعتراض کر سکتا ہے کہ اپنے مسند کو اسطرح مخلوط کیا کہ کسی طرح حل نہین ہوسکتا کیونکہ خود ابن حجر کو بھی ابھی تک اصلیت اسکی نہ معلوم ہوسکی کیونکہ لکھتے ہین۔

قوله وعن حسين المعلم هو ابن ذكوان وهو معطوف على شعبة فالتقدير عن شعبة وحسين كلاهما عن قتادة وانما لم يجمعهما لان شيخه افردهما فاورده المصنف

اختصارا او لأن شعبة قال عن قتادة وقال حسين حدثنا قتادة واغرب بعض المتاخرين فزعم ان طريق حسين معلقة وهو غلط فقد رواه ابونعيم فى المستخرج من طريق ابراهيم الحربى عن مسدد شيخ البخارى عن يحيى القطان عن حسين المعلم

یعنی قول بخاری عن الحسین المعلم جو ابن ذکوان ہے عطف ہے شعبہ پر تو تقدیر عبارت اس طرح ہی ہے حدثنا یحیی عن شعبہ وعن حسین المعلم کہ دونوں نے قتادہ سے روایت کی۔ اور دونوں کو جمع نہیں کیا اس لئے کہ اوستاد نے دونوں کو علحدہ علحدہ بیان کیا تھا۔ لہذا مصنف نے بھی اوسی طرح بغرض اختصار وارد کیا یا اسلئے کہ شعبہ نے کہا تھا عن قتادہ اور حسین معلم نے کہا تھا حدثنا قتادہ۔

بعض متاخرین فی قول غریب یہ کہا ہے کہ حسین کے طریقہ والی روایت معلق ہے حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ ابونعیم نے مستخرج مین بطریق ابراہیم حربی مسدد شیخ مصنف سے بروایت کیا ہے بذریعہ یحیی قطان عن حسین معلم۔

جس سے معلوم ہوا کہ خود ابن حجر کو بھی اسکی وجہ نہیں معلوم ہوئی کہ اسطرح کیون لکھا کیونکہ وہ بھی تین وجہ عقلی اسکی بیان کرتے ہین ایک یہ کہ اوستاد نے یونہی بیان کیا تھا مگر جب بخاری حدیث رسول مین جسطرح کا تصرف چاہتے ہین کرتے ہین۔ تو اوستاد کی اسقدر جو پابندی کہان سے ضروری ہوگئی۔ دوسری وجہ اختصار کو قرار دیتے ہین مگر جو شخص ایک ایک حدیث کو دس دس پانچ پانچ مرتبہ بلا وجہ لکھتا ہے اوسکو ایسے اختصار کی کیا ضرورت تھی کہ اس طرح سند کو مخلوط کرے۔ تیسری وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ شعبہ نے عن قتادہ کہا تھا۔ اور حسین معلم نے حدثنا قتادہ۔ اسلئے اسطرح لکھا مگر یہ ایسی وجہ ہے کہ اسپر جہانتک مضحکہ کیا جائے کم ہے۔

کیونکہ اگر یہ وجہ ہوتی تو اس طرح لکھتے حدثنا یحیی عن شعبہ عن قتادہ وعن حسین المعلم قال ثنا قتادہ۔ کلاهما عن انس عن النبی۔

غرض اس مجموعی تحقیقات نے آپکو بتا دیا کہ کتاب صحیح بخاری کیسی کتاب ہے جس مین اگر کوئی حدیث صحیح لکھی بھی ہے تو اسطرح کہ بعض [illegible]

کون راوی ہے اور کس سے۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ حسین معلم سے جو روایت ہو اوسمین لایومن من عبد حتی یحب لاخیہ ولجارہ ہے۔ بخاری نے لفظ جارہ کو روایت حسین معلم سے حذف کر دیا اور جو روایت بطریق روح عن حسین ہے اوسمین حتی یحب لاخیہ المسلم مایحب لنفسہ من الخیر ملاحظہ ہو فتح الباری صفحہ ۱۳۔ بہر طور بخاری نے روایت مین تحریف کیا۔ کہ سند کو اوس طرح غارت کیا متن کو اس طرح تباہ کیا۔

چوتھا اعتراض اسپر یہ ہو کہ قتادہ مدلس ولو یصرح بالسماع عن انس فی روایۃ شعبۃ (عینی) کہ قتادہ راوی مدلس ہو جو روایت مین تدلیس کرتا ہو (تدلیس کذب سے بدتر ہے) اور روایت شعبہ مین اسکی تصریح نہین ہو کہ اوس نے انس سے بذات خود سنا تھا۔

پھر یہ حدیث صحیح کیسے رہی جسکو متصل ہونا ضروری ہے۔

اسکا جواب عینی یہ دیتے ہین کہ احمد بن حنبل نے اور نسائی نے اپنی روایتون مین اسکی تصریح کی ہے کہ قتادہ نے خود انس سے حدیث سنا ہے لہذا تہمت تدلیس رفع ہو گئی۔

مگر اس جواب سے توسکوت بہتر تھا کیونکہ اسکا نام صحیح رکھا گیا ہے جس سے دوسری کتابون کی تصحیح کی جاتی ہے نہ یہ کہ خود صحیح بخاری اپنی تصحیح مین مسند احمد و سنن نسائی کے تصحیح کی محتاج ہو۔

رواۃ حدیث راوی اول جو بخاری کا استاد ہے مسدد بن مسرہد بن مسربل۔ بن مرعبل۔ بن اندل۔ بن سرندل۔ بن عرندل۔ بن مالک۔ بن مستورد اسدی۔ اہل بصرہ سے ہے وفات ۲۲۸ھ

اس طرح کے نام بھی کثرت سے گھڑے ہونگے۔

(۲) یحیی بن سعید قطان متوفی ۱۹۸ھ

یہ شخص اتنا بڑا متکبر تھا کہ کسیکو اپنے سامنے بیٹھنے نہ دیتا تھا لایقول لاحد اجلس ولا یجلسون ہیبۃ له (عینی صفحہ ۱۴۳) بیس برس تک [illegible] حدیث سناکرتے تھے کھڑے کھڑے [illegible] اسکے خوف سے بیٹھ [illegible]

(۳) شعبہ کا لقب امیر المومنین فی الحدیث تھا۔
(۴) قتادہ بن دعامہ کور مادر زاد تھا کہ آنکھ کا نشان بھی نہ تھا وفات ۱۱۸ھ
(۵) حسین معلم بن ذکوان بصری بصرہ مین میانجگری کرتے۔ انہین کی روایت مین وہ خرابی ہوئی۔
(۶) انس بن مالک صحابی ۲۲۸۶ حدیث انکی روایت سے ہین جسمین سے ۱۶۸ حدیثونمین توبخاری ومسلم دونون متحد ہین اور ۸۳ حدیث خاص بخاری مین ہین اور ۹۱ صحیح مسلم مین خاص ہے دس برس تک رسول اللہ کی خدمت کی۔ صحابہ مین ان سے بڑھکر کوئی صاحب اولاد نہین ہوا بیان کرتے ہین کہ اپنے صلب سے (۹۵) اولاد کو دفن کیا انکا ایک باغ تھا جو سال مین مرتبہ بارو رہوتا جس سے اس آیہ کریمہ کی بخوبی تصدیق ہوئی۔ ومن یرد ثواب الدنیا نوتہ منہا۔
کہ جو شخص دنیا مین اپنے اعمال کا بدلا چاہیگا ہم ہین دیدینگے۔ کیونکہ آپنے دیکھ لیا صحابہ مین ان سے بڑھکر کوئی صاحب اولاد نہین ہوا۔
بخاری یا مسلم نے جو انکی اسقدر حدیثین صحیحین مین بھر دین تو نہ اسوجہ سے کہ یہ بڑے عابد و زاہد تھے یا بڑے عالم یا بڑے سچے اور راست باز تھے۔ بلکہ صرف اسوجہ سے کہ بغض و عداوت جناب امیر المومنین مین انکا درجہ بھی بہت بڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ آپ رسالہ وضو مین دیکھ چکے ہین کہ یہ انس بن مالک صحابی ایسے تھے کہ امام ابو حنیفہ انکی تقلید کو نا جائز سمجھتے۔
چنانچہ روضۃ العلماء زندوستی مین قول امام ابو حنیفہ لکھا ہے اترک قولی لجمیع قول الصحابۃ الا ثلثۃ منہم ابو ہریرۃ وانس بن مالک وسمرۃ بن جندب قال رحمہ اللہ قال ابو جعفر الہند وانی انما لم یترک قولہ لقول ہولاء الثلثۃ لانہم مطعونون۔
یعنی کہا ابو حنیفہ نے کہ مین اپنا قول کل صحابہ کے مقابلہ مین چھوڑ سکتا ہون مگر تین صحابی کا قول نہین مانتا۔ ایک ابو ہریرہ دوسرے انس بن مالک تیسرے سمرہ بن جندب جسپر ابو جعفر ہندوانی کہتے ہین کہ ابو حنیفہ نے اس وجہ سے انکے قول کو نہین مانا کہ وہ سب مطعون تھے۔

پس جب ابوحنیفہ ایسا شخص جسکی لیاقت علمی تمامی اہلحدیث کو معلوم ہے انس کو اس قابل نہ جانے کہ اونکے قول کو قبول کرے۔ تو بخاری کا اونکی حدیثونکو قبول کرنا ضرور اسیوجہ سے تھا کہ وہ عداوت جناب امیرؑ مین کامل تھے۔

چونکہ انکی جرح سے یہان کوئی خاص غرض متعلق نہین ہے لہذا اس سے کوئی خاص تعرض نہین کیا جاتا انشاء اللہ کسی آیندہ موقع پر دکھایا جایگا کہ یہ کیسے صحابی تھے۔

یہ حدیث چونکہ اتفاقی فریقین ہے کسیکو اسمین شک نہین کہ یہ کلام رسول اللہ ہے لہذا اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس حدیث پر خلفاے ثلثہ نے یا اور صحابہ اہلسنت نے کسقدر عمل کیا ہے۔ کیونکہ بفرض محال اگر قبول کرلیا جاے کہ رسول اللہ صنے کسی خاص شخص پر خلافت کا نص نہین کیا تہا جیساکہ اہلسنت کا دعوی ہے بلکہ امت پر چھوڑا تھا کہ جسپر چاہیں اجماع کرکے خلیفہ بنائین۔ تو پھر اسکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ انصار نے جب سعد بن عبادہ پر اجماع کیا تو کیون اوسکی مخالفت کی گئی کیونکہ جب نص کی ضرورت ہے نہ ہوا تہا تو سب مساوی تھے۔ پہر اوس اجماع کو توڑنا جسپر راے جمہور قائم ہوچکی تھی کس قاعدہ سے درست ہوسکتا ہے۔

اگر کہا جائے کہ حدیث الائمۃ من قریش سے قریش کی حقیت ثابت تھی۔ تو یہ بدیہی ہے کہ افضل قریش جناب امیرؑ تھے حضرت کے مقابلہ مین دوسرونکو کیا استحقاق ہوسکتا ہے چہ جائیکہ اس حقیت کے ساتھ وہ حدیثین بھی ملائی جائین جنکے تسلیم مین کسی سنی کو عذر نہین ہوسکتا۔

پھر کون کہہ سکتا ہے کہ خلفائے ثلثہ نے ایک منٹ کیلئے بھی اس حدیث پہ عمل کیا ہے

کتاب استیعاب مین ہے بذیل ذکر رفاعہ بن رافع بن مالک صـ۱۸۲ جلد اول

فقال علی النجب لطلحۃ والزبیر ان اللہ عز وجل لما قبض رسولہ قلنا نحن اھلہ واولیاءہ لاینازعنا سلطانہ احد فابی علینا قومنا فولوا علینا غیرنا وایم اللہ لو مخافۃ الفرقۃ وان یعود الکفر ویبوء الذین نعیرنا ضربنا علی مضض سا لوائم لو من صل اللہ الاخیرا ثم وثب الناس علی عثمان فقتلوہ ثم بایعونی ولم

استبد بالامر دوننا رضیا و لم یکن لنا الا ذالک فلما رأینا الامر ہ احدا و بایعنی طلحہ والزبیر و لم یصبرا شہراً کاملا حتی خرجا الی العراق ناکثین اللھم فخذھما بفتنتہما للمسلمین فقال رفاعہ بن رافع الزرقی ان اللہ لما قبض رسولہ ظننا انا احق الناس بھذا الامر لنصرتنا الرسول و مکاننا من الدین فقلتم نحن المہاجرون الاولون و اولیاء رسول اللہ الاقربون و انا نذکرکم اللہ ان تنازعونا مقامہ فی الناس فخلینا کم والامر فانتم اعلم و ما کان بینکم غیر انا لما رأینا الحق معمولا بہ والکتاب متبعا والسنۃ قائمہ رضینا و لم یکن لنا الا ذالک فلما رأینا الاثرۃ انکرنا رضی اللہ عزوجل ثم بایعناک و لم نال و قد خالفک من انت فی انفسنا خیر منہ و ارضی فمرنا بامرک۔

یعنی حضرت علیؑ نے کہا تعجب ہے طلحہ و زبیر سے جب حضرتؐ نے انتقال کیا تو ہمنے کہا کہ ہم اہل بیت و اولیاء رسول اللہؐ سے ہین کوئی ہماری مخالفت اسمین نہ کریگا۔ مگر قوم نے انکار کیا اور دوسرون کو خلیفہ بنایا قسم خدا کی اگر خوف فرقت نہوتا اور اسکا خوف نہ ہوتا کہ کفر پھر پلٹ آئے اور دین غیر رائج ہو (تو پھر دیکھتے) بس بحال ناگواری ہمنے صبر کیا اسکے بعد لوگون نے عثمان کو قتل کیا اور سبنے ہماری بیعت کی بغیر اسکے کہ ہمنے کسی پر جبر کیا ہو طلحہ و زبیر نے بھی بیعت کی اور ایک مہینہ بھی صبر نہ کیا کہ خروج کیا نکث بیعت کرکے خداوندا تو اونکو اس فتنہ انگیزی کی سزا دے کہ مسلمانون مین فتنہ قائم کیا۔

اسپر رفاعہ نے کہا کہ رسول اللہؐ کے وفات کے بعد ہملوگون نے گمان کیا کہ سب سے زیادہ مستحق اس امر کے ہملوگ ہین کیونکہ ہمنے نصرت رسول اللہؐ کی تھی اور دین مین ہمارا مرتبہ عظیم تھا مگر تملوگ مہاجرین نے کہا کہ ہم مہاجرین اولین اور قرابت مندان رسول اللہ سے ہین ہماری مخالفت نہ کرو۔ ہمنے تملوگونکو چھوڑ دیا اور خلافت کو۔ تو اب تملوگ اوسکو جانو جو باخود ہا مین تھا۔ ہم صرف یہ دیکھتے تھے کہ حق پر عمل ہو رہا ہے اور کتاب و سنت کی پیروی ہو رہی ہے لہذا راضی رہے اور اسکے سوا ہمکو کچھ مناسب بھی نہ تھا جب ظلم و ستم ہونے لگا تو محض رضائے خدا کے لئے ہمنے انکار کیا۔ پھر آپکی بیعت کی ہمکو کوئی افسوس نہین ہے۔ اب آپ کی

مخالفت وہ شخص کر رہا ہے جس سے آپ ہمارے دلون مین بہتر ہین پس جو حکم دیجئے ہم اوسکی تعمیل کرین۔

اس حدیث شریف کی شرح مین اس جملہ کی ضرورت صرف اسقدر ہے کہ جب حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص مومن نہین ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی نہ چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہو تو پھر فرمائے خلفائے ثلثہ کیونکر مومن رہے۔

کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین جناب امیرؑ کو اپنی حقیت پر یہ دعوی ہے کہ کوئی اسکا دعوی کر نہین سکتا۔ اور کیا گیا یہ کہ حضرت بالکل محروم کئے گئے۔

رفاعہ صاف صاف کہہ رہے ہین کہ جب مہاجرین نے حضرت کی قرابت کے ذریعہ سے دعوی کیا تو ہم بالکل دست بردار ہوگئے اور بالکل چھوڑ دیا کہ تم جانو اور تمہارا کام۔ تو پھر بتائیے انصار مومن ہوئے جنہون نے اس حدیث پر عمل کیا۔ یا مہاجرین جنہون نے زبردستی انصار سے لیا اور اصلی حقدار کو محروم کیا۔

اسی مضمون کو جناب امیرؑ اس طرح ادا فرماتے ہین کتاب الامامہ والسیاستہ ابن قتیبہ مین ہے ص۱۸ مطبوعہ مصر۔

ثم ان علیا کرم اللہ وجہہ اتی بہ ابوبکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ فقیل لہ بایع ابا بکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار واحتججتم علیھم بالقرابۃ من النبیؐ وتاخذوہ منا اھل البیت غصبا الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن اولی برسول اللہ حیا ومیتا فانصفونا ان کنتم مومنین والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال لہ عمر انک لست متروکا حتی تبایع فقال لہ علی احلب لک شطرہ وشد لہ الیوم یرد علیک غدا الخ ص۱۹

یعنی حضرت علیؑ کو ابوبکر کے پاس لائے اور وہ حضرت کہتے تھے کہ مین بندہ خدا ہون اور برادر رسول کسی نے حضرت سے کہا کہ ابوبکر کی بیعت کرو تو حضرت نے فرمایا ہم زیادہ مستحق ہین

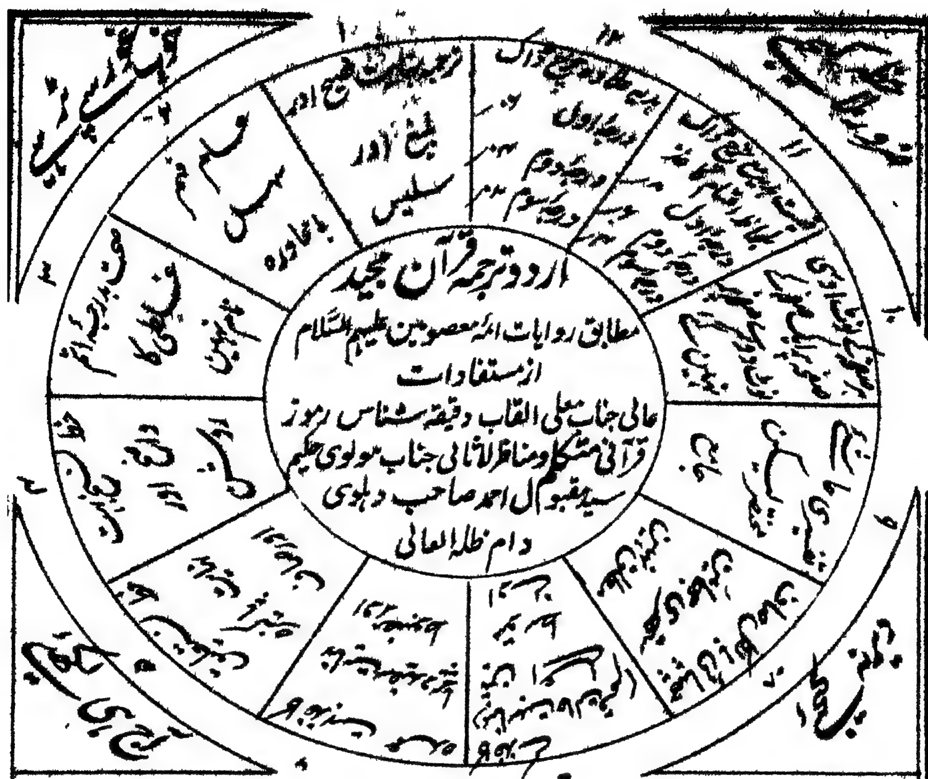
اس امر خلافت کے ساتھ تملوگون سے۔ہم نہ بیعت کرینگے تم کو ہماری بیعت کرنا چاہیئے۔ تمنے اس امر کو انصار سے اسی بنیاد پر لیا ہے کہ دعوی کیا قرابت رسول کا۔اور ہم اہلبیت سے اس امر کو ازراہ غصب لیتے ہو کیا تمنے انصار سے یہ نہین کہا تھا کہ چونکہ محمدؐ ہملوگون سے تھے لہذا ہم زیادہ مستحق ہین۔تو اونہون نے قبول کیا اور امر خلافت کو تمہارے تسلیم کیا۔ پس جب وہی حجت ہم پیش کرتے ہین کہ ہم زیادہ قرابت مند رسول ہین حیاً و میتاً تو پھر کیون نہین مانتے۔انصاف کرو۔اگر مومن ہو۔اور نہین تو جو چاہو ظلم کرو حالانکہ تم خوب جانتے ہو۔عمر نے کہا اس سے آپ چھوٹ نہین سکتے جبتک بیعت نہ کرو۔حضرت نے کہا ہان دودہ لو کہ تمھارا بھی حصہ ہے اور ہمین ہے آج اوسکے لئے مضبوطی کرو۔کل تو تمکو پھیری دیگا۔"

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب امیرؑ کس طرح استدلال فرماتے ہین کہ جس دلیل سے مہاجرین نے انصار سے خلافت کو لیا تھا۔وہی دلیل بلکہ اوس سے بمدارج قوی دلیل آپ پیش کر رہے ہین۔مگر کون سماعت کرتا ہے۔

کیا ہی کلمہ انصاف فرمایا ہے حضرت نے فانصفونا انکنتم مومنین کہ اگر ایمان رکھتے ہوگے تو ضرور انصاف کروگے مگر ایمان کہان تھا جو انصاف کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ عینی اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین قال القاضی عیاض المراد من قولہ حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ ان یحب لاخیہ من الطاعات والمباحات و ظاہرہ یقتضی التسویۃ وحقیقتہ التفضیل لان کل احد یحب ان یکون افضل من الناس فاذا احب لاخیہ مثلہ فقد دخل ھو من جملۃ المفضولین وکذلک الانسان یحب ان ینتصف من حقہ ومظلمتہ فاذا کانت لاخیہ عندہ مظلمۃ او بادر الی الانصاف من نفسہ صلالا جلد اول

یعنی کہا قاضی عیاض نے مراد اس قول سے کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی چاہے جو اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔یہ ہے کہ طاعات ومباحات سے اوسکے لئے دوست رکھے۔ظاہر اسکا تو مقتضی مساوات ہے اور حقیقت اوسکی تفضیل ہے کیونکہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ وہ افضل ناس ہو پس جب اپنے بھائی کے لئے بھی مثل اوسکے چاہے گا تو وہ داخل ہوگا جملہ مفضولین سے۔اور اسیطرح



مذکورۂ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زر کثیر بڑی محنت جانکاہی سعی۔ اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہے (چار پارے بفضلہ چھپ گئے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجئے مفت ارسال خدمت ہوگا

المشتہر

جوہر ہند کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی دہلی۔

وظائف اور ادعیہ کی کتابین عایتی قیمت پر

چونکہ ماہ مبارک رمضان ہونا خاص متبرک مہینہ ہے اور مومنین کو بہت اعمال و ادعیہ کا اشتیاق زیادہ رہتا ہے اس لئے حسب ذیل کتابون کی قیمت مین چہارم تخفیف کر دی گئی ہے تاکہ اخوان ایمانی کو سہولت ہو اور رضا کسار بھی حسنات مین شریک ہو۔ یہ رعایت ۱۵ ماہ شعبان المعظم سے ۱۵ ماہ شوال المکرم تک دو ماہ رہیگی۔

نمبر	نام کتاب	مطبع	قیمت اصلی	قیمت رعایتی
۱	صحیفہ علویہ (از جناب امیر علیہ السّلام) در ادعیہ۔ کاغذ سفید۔ گندہ۔ مجلد	بمبئی	عہر	۱۵ر
۲	صحیفہ کاملہ (از جناب امام زین العابدین علیہ السّلام)	"	۷ر	۵ر
۳	مفتاح الجنان (دعا و اعمال کی بے نظیر کتاب)	"	عہ	۱۲ر
۴	مجتبیٰ۔ در ادعیہ از سید ابن طاوس علیہ الرحمہ۔ کاغذ سفید۔ گندہ	"	۵ر	[illegible]
۵	رسالہ سرخاب۔ منسوب بہ دانیال پیغمبر	"	۳ر	[illegible]
۶	مشکوۃ الانوار۔ از مجلسی رہ در صفات قرا قرآن و شرائط قرأت و خواص آیات وغیرہ	ایران	۱۰ر	۸ر
۷	لمعات الانوار۔ در وعظ از واعظ اصفہانی	"	۱۲ر	۹ر
۸	فقہ مجلسی رہ۔ محشی بحواشی آقا سید کاظم صاحب طباطبائی مدظلہ العالی	"	عہر	۱۵ر
۹	خلاصہ نجاۃ العباد۔ موافق فتاوائے آقائے صدر مدظلہ العالی	"	۸ر	۶ر
۱۰	تبصرۃ المتعلمین۔ از علامہ حلی رہ	"	۱۰ر	[illegible]

المشتہر

حاجی سید سخاوت حسین تاجر کتب باغ مہا لکھنؤ

[illegible]

نور علی نور - واقعاً ایسی کتاب ہو کہ جسنے ا[illegible] [illegible] نہین سکا - تہذیب متانت تحقیق سب ہی لاجواب ہے اس کتاب کے فاضل مصنف [illegible] جسکو[illegible]
خود آبائی سنی تھے مگر ہدایت کا دروازہ انپر [illegible] سے سینو تھے
مشہور عالم مولوی خلیل احمد دیوبندی کی [illegible] نور کے خاک
مین ملادیا - پہلا حصہ طیار ہے جو ۳۲ [illegible] الہ آباد سے طلب فرمائیے

تنبیہ المخالفین
اگرچہ اہانت المؤمنین [illegible] مین کوئی دقیقہ نہ
اٹھا رکھا - اسکا جواب [illegible] تنبیہ المخالفین کا رنگ
سب سے نرالا ہے کیونکہ نہایت ضبط سے پوری تحقیق [illegible] مصنف اسکے جناب مولوی سید
فیض حسین صاحب حیدرآبادی دام ظلہ ہیں جنہوں نے نہایت تحقیق اور متانت سے اس کتاب کو تصنیف کیا
افسوس کہ مومنین ابتک اس ذخیرۂ تحقیق سے محروم ہے قیمت [illegible] ملنے کا مکان مولوی سید مہدی حسن
حسین صاحب زاہد [illegible] حیدرآباد دکن

کتاب [illegible] الابرار
[illegible] سید [illegible] چھپوا کر وقف کردی ہی حسن
صاحب [illegible] مولوی ابو القاسم صاحب مالک مطبع مذکور
سے طلب فرمالین - [illegible]

شکریہ معاونین علاوہ سابق

جناب سید عباس علی صاحب [illegible] | ۱
جناب منشی محمد محسن صاحب [illegible] علاوہ سابق | ۳
جناب سید سلطان حسین صاحب [illegible] | ۱
جناب خواجہ مولوی نواب حسین صاحب وکیل [illegible] | ۱
جناب میر رحمت علی صاحب قصبہ بارسی | ۱
جناب سید سلامت علی صاحب [illegible] | ۱
جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب [illegible] | ۱
جناب حکیم اصغر علی صاحب [illegible] | ۱
جناب [illegible] حسین خانصاحب [illegible] | ۱
جناب [illegible] علی خانصاحب [illegible] | ۱
جناب منشی [illegible] حسین صاحب [illegible] | ۱

جناب میر سخاوت حسین صاحب وکیل [illegible]
جناب منشی محمد حسین صاحب [illegible]
جناب سید ظہور حسین صاحب کورٹ انسپکٹر [illegible]
جناب حکیم سید حافظ علی صاحب [illegible] سررشتہ دار عدالت [illegible] دکن
جناب میر [illegible]
جناب حافظ [illegible] صاحب [illegible]
باقی آیندہ از [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۹	بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۵ ہجری	جلد ۱۳

ضروری عرض

(۱) خطوط ہوں یا منی آڈر نمبر خریداری لکھنا ضروری ہو ورنہ تعمیل ناممکن ہے مگر براہ کرم ۔۔۔ نہ لکھیے کہ یہ ڈاکخانہ کا رجسٹرڈ نمبر ہے۔

(۲) اصلاح کی اصلی غرض تائید دین حق تھی۔ جسکے لئے یہ رسالہ اوسوقت نکالا گیا کہ شیعوں کا نہ کوئی اخبار تھا نہ قومی رسالہ جو انکے قومی حقوق کا محافظ ہو۔ اسلئے اصلی غرض اصلاح کی اشاعت تھی جسکے لئے چندان خیال مطالبہ زرچندہ کا نہیں کیا گیا۔

(۳) اسلئے کبھی ویلو اسکا نمبر نہیں بھیجا گیا کیونکہ وہ زمانہ عشرہ محرم الحرام ہوتا ہو اور ہر شخص اوسکی اخراجات کے لئے پریشان رہتا ہو۔ کیونکہ زیادہ تر خریدار اصلاح غربا ہی ہین۔

(۴) نتیجہ ان سب امور کا یہ ہوا کہ اصلاح کا بقایا قوم کے ذمہ پانچہزار سے زیادہ ہے جسپر نہ قوم کو توجہ ہوتی ہے نہ ادا کرتی ہے حالانکہ اکثر مطالبہ بھی کیا گیا۔

(۵) ۔۔۔ سے یہ خرابی پیدا ہوئی کہ اکثر قدیم خریداران اصلاح ۔۔۔ تو لے لیتے ہین ۔۔۔ جب ویلو جاتا ہے تو واپس کر دیتے ہین جس سے جلد ۱۲ ۔۔۔ کی دوسو سے زیادہ جلدین دفتر مین موجود ہین۔ مگر بالکل بے مصرف ہین کیونکہ جب پہلے ہی نمبر نہین تو اوسکا کون خریدار ہو۔ اسلئے ۸ کی قیمت پر بھی اسکا اشتہار نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اگر درمیانی نمبر کم ہوتا ہے تو پھر بھی کچھ اشاعت ہو جاتی۔

(۶) یہی مصیبت اس سال بھی پیش آئی کہ نمبر ۳ کا ویلو ۳۰۰ کے قریب واپس آیا جس سے دفتر مین ۔۔۔ مطلق نہیں رہا اور ۔۔۔ سے موجود ہے۔

(۷) نظر برین حالات ضروری ہوا کہ اب آیندہ سال نمبر ہر شخص کے نام ویلو جائے کہ خریداری و عدم خریداری کا تصفیہ ہو جائے۔

(۸) ہر سال کے اختتام اور ابتدا مین اعلان دیا جاتا ہو کہ جسکو انکار ہو یا کچھ عذر ہو تو براہ کرم

مطلع فرمائیں مگر افسوس کسی طرح قوم ادہر متوجہ ہوئی نہ کبھی انکاری خط بھیجنے کی [illegible]
عذر ہوتا ہے بلکہ ویلیو واپس کر دیا جاتا ہے جس سے میری جان عجب مصیبت میں گرفتار رہتی ہے

(۹) اس سال تو اور بھی طرہ ہوا کہ [illegible] ویلیو بھی واپس آیا حالانکہ یہ ویلیو ان حضرات کے نام روانہ ہوا تھا جنہوں نے دفتر کو پورا دو [illegible]

(۱۰) جو حضرات نمبر ۸ یا نمبر ۹ سے اس سال خریدار ہوئے ہیں ان کے نام [illegible] متعلق ویلیو پی روانہ ہوا کہ اس سال کا حساب صاف ہو جائے اور جلد ۱۸ کا حساب درست کیا جائے لہذا جن حضرات کے نام ویلیو گیا یا اب جاتا ہے انکو خیال رکھنا چاہیے کہ یہ مطالبہ صرف اسی سال کی ششماہی سے متعلق ہے سال آئندہ سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں جو حضرات نمبر ۱ یا نمبر ۲ سے خریدار ہوئے انکا حساب نمبر ۱۲ یا نمبر ۱۲ پر تمام ہوگا۔

چونکہ اس نمبر پر ششماہی تمام ہوئی اسلئے اطلاعاً عرض کیا گیا
کہ جن حضرات کو آئندہ سے انکار ہو وہ براہ کرم ابھی سے مطلع کریں کہ دفتر زیادہ زیر بار نہو۔

مضامین اصلاح کے متعلق آپ حضرات اس سال شروع سے دیکھ رہے ہیں کہ کل تحریریں [illegible] یزیدی اخبارون سے تھے جس سے اصلاح کو فرصت نہیں ملتی کہ نئے مضامین تحقیقات آگین پر توجہ کر سکے قول حسین کلمۃ الانصاف سب تمام ہیں لہذا انشاء اللہ اب اسی طرف توجہ کیجائیگی کہ بقیہ مضامین طے ہوں۔

تنقید بخاری بھی اس نمبر میں نہ شایع ہو سکی کیونکہ مناظرہ شیعہ و سنی لکھنؤ کا ایک ضروری مضمون ایسا آگیا کہ اوسپر توجہ کرنا نہایت ضروری سمجھا گیا۔ اگرچہ اصلی اور مفصل و مدلل جواب اسکا تو عنقریب لکھنؤ سے شایع ہوگا جو قابل دید ہوگا۔ مگر قدر دانان اصلاح کے اصرار سے مجبوراً ہمکو بھی کچھ لکھنا پڑا جو نہایت مختصر ہے جس سے اور بہت سے ضروری مضامین رہ گئے۔

ہمدردان اصلاح سے کمال التماس ہے کہ دفتر کی حالت ان ویلیو کی واپسی سے نہایت ابتر ہو رہی ہے صرف آپ ہی حضرات کی ہمدردی کی امید ہے۔

الشمس جلد پنجم کے ۴ نمبر شایع ہو چکے ہیں وہ بھی اسی ماہ میں حاضر ہوگا انشاءاللہ چونکہ اسمین مرزائی فرقہ سے رد الملاحدہ میں خاص طور پر بحث ہوتی ہے لہذا اسکی توسیع و اشاعت میں کوشش کرنا خاص حمایت دین میں داخل ہے والسلام۔ منیجر

نکث عہد القادیانین

گذشتہ سے پیوستہ

خداوند عالم نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا کہ اسکو مشرکانہ اور کافرانہ عقیدہ فرمایا بلکہ سورہ زخرف
مین فرماتا ہے وقالوا لولا نزل هذا القران علی رجل من القریتین عظیم۔ اهم
یقسمون رحمة ربك نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا ورفعنا
بعضهم فوق بعض درجت لیتخذ بعضهم بعضا سخریا ورحمت ربك خیر
خیر مما یجمعون ولولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمن
لبیوتهم سقفا من فضة ومعارج علیها یظهرون ولبیوتهم ابوابا وسررا
علیها یتکئون وزخرفا وان کل ذلك لما متاع الحیوة الدنیا والاخرة عند
ربك للمتقین۔

اور کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونون بستیون (مکے وطائف) مین سے کسی بڑے آدمی پر کیون نہ نازل کیا گیا ہر کیا یہ تمھارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہین ہم نے انمین ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی مین تقسیم کیا ہے اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے ہین تا ایک دوسرے سے مسخرا پن کرین۔ اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہین تمھارے پروردگار کی رحمت اس سے کہین بہتر ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی جماعت ہو جاینگے تو جو لوگ خدا سے انکار کرتے ہین ہم انکے گھرون کی چھتین چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیان بھی جنپر وہ چڑھتے ہین اور انکے گھرونکے دروازے بھی اور تخت بھی (چاندی کے بنا دیتے) جنپر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے اور (خوب) تجمل دار آرائش کرتے اور یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اور آخرت تو تمھارے پروردگار کے یہان پرہیزگارون ہی کے لئے ہے۔

دیکھیے اس آیت مین خدا تعالی نے اوس اعتراض کو ذکر کیا ہے جو انکا اعتراض ہو کہ خدا نے کیون نہ بنایا۔ بلکہ اوسپر ترقی فرمایا ہے کہ اگر خیال نہ ہوتا کہ سب ایک امت ہو جاتے تو ہم کافرونکو سونے چاندی کا مکان دیتے کیونکہ یہ سب مال دنیا ہے جسکے نزدیک

حقیر و ذلیل ہے۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اسی لئے خدا نے انبیا اور اوصیا کو ظاہری قوت وشوکت نہین عنایت کی کہ اس سے لوگون کی آزمایش نہوتی سب بطمع دنیا شریک ہوتے۔

تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ خلافت یہ قوت و اقتدار جو ان خلفا کو ملا صرف اسی غرض سے کہ معلوم ہو ان مسلمانون مین سے کتنے ایمان دار ہین کیونکہ یہ تو آپنے دیکھ لیا جسطرح فرعون و نمرود کی پرستش کرنیوالے زیادہ تھے بہ نسبت خداوالون کے اوسی طرح ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معویہ۔ یزید کے طرفدار آجتک زیادہ ہین۔

ہان چونکہ آپ حکم خدا اور مشیت خدا کو ایک سمجھ رہے ہین اسلئے آپکو یہ خیال ہو رہا ہی "کہ مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا" حالانکہ ہم بتا آئے ہین حکم خدا اور چیز ہے اور مشیت خدا اور چیز ہے۔ مشیت مین خیر و شر دونون شامل ہے۔ حکم محض خیر ہے۔

ورنہ بقول آپکے یہ لازم آتا ہے کہ مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا" کیونکہ آپکو خوب معلوم ہے مومنین کی تعداد ہمیشہ کم رہی۔ تو پھر آپ کیا کہ سکتے ہین بجز! اسکے کہ مانئے مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا غلبہ اور فوق لازم آیا۔

ہم کیا تمامی اہل اسلام اسکے قائل ہین کہ خلافت جناب امیرؑ مثل نبوت رسول اللہؐ بحکم خدا تھی یعنی جسطرح خدا نے اپنے اقرار توحید کا تمامی بنی آدم کو حکم دیا اور اقرار رسالت کا سبکو حکم تھا۔ اوسی طرح اقرار بہ امامت و خلافت جناب امیرؑ کا سبکو حکم تھا۔ نہ یہ کہ مشیت باری بھی یونہی ہماری ہوئی تھی ورنہ اگر ایسا ہوتا تو پھر روئے زمین پر نہ ایک بت پرست کا فر رہتا نہ ایک عیسائی و موسائی مخالف رسالت رسول اللہؐ نہ ایک خارجی یا سنی مخالف خلافت جناب امیرؑ اگرچہ خدا نے ہر امت مین اپنے حکم و مشیت کا فرق بدیہی طور پر دکھایا ہے مگر اس امت کو تو اسکا تفرقہ اسطرح دکھایا کہ پھر شبہہ ہی نہین رہ سکتا کہ حکم خدا اور ہے مشیت خدا اور ہے کیونکہ جو لوگ بحکم خدا خلیفہ ہوئے جناب امیرالمومنینؑ سے تا بہ امام حسن عسکریؑ ایک حال مین رہے اور جو لوگ خلاف حکم خدا و رسول خلیفہ ہوے از ابوبکر تا بہ معتصم باللہ خلیفہ عباسی ایک حالت مین رہے جسکے نسبت خدا نے سورہ زخرف مین اشارہ کہ اگر اسکا خیال نہ ہوتا کہ سب

ایک امت ہوجائیں تو ہم منکران خدا کی چھتون کو چاندی کی بناتے ۔کیونکہ آپکو خوب معلوم ہے کیا کیا زمینین اونکو حاصل تھین ۔ اسی طرف تو جناب امام حسن نے بوقت مصالحہ معویہ اشارہ فرمایا ان ادری لعله فتنة لکم و متاع الی حین

الحکم افسوس ہے ہمارے دوست خدا کے قول و فعل کو باہم متحد کرکے نہین دیکھتے بلکہ الگ الگ رکھتے ہین ۔ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے ۔ مگر وہ جسطرح چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے

اصلاح ۔ افسوس کہ جو بات آپکی ہے خلاف قرآن کیونکہ خدا فرماتا ہے لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسوله ولو کان اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم ۔ یعنی اے رسول تم کبھی اوس قوم کو مومن نہ پاوٴگے جو دشمنان خدا و رسول سے دوستی کرتے ہین اگرچہ وہ اونکے آبا و ابنا و اخوان و عشیرہ ہون تو آپکا ہمکو دوست لکھنا با وصفیکہ ہم آپکو یقینا خارج از اسلام سمجھتے ہین ۔ صریحی مخالفت قرآن ہے جسکا ہم کسی طرح اقرار نہین کر سکتے ۔ اڈیٹر اہلحدیث کو بھی چندبار اسکی فہمایش کی گئی ۔ مگر آپلوگون کو مخالفت قرآن مین ایسا مزہ ملتا ہے کہ کسی طرح اوس سے باز نہین آتے ۔ اسی لئے تو خدا نے آپلوگون کی توصیف مین فرمایا یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم ۔

رہا آپکا یہ ارشاد کہ ہم قول و فعل خدا کو متحد کرکے نہین دیکھتے ۔ یہ ایسا مقولہ ہے کہ خود اس تحریر کے ناظرین اسکا فیصلہ کر سکتے ہین کون اسکا عامل ہے کون اسکا تارک کیونکہ آپ محض اس غرض سے کہ خلافت ابوبکر کی حقیت ثابت کرین ۔ قول خدا کو ایکدم ترک کرتے ہین کہ قول خدا کی ضرورت نہین ۔ کیونکہ مینے اصلاح ۳ مین بعد نقل آپکے کلام کے یہی تو عرض کیا تھا ”چونکہ اڈیٹر صاحب ایک با فہم شخص ہین لہذا مین سمجھتا ہون کہ اونکا مفہوم ”خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے“ سے یہی ہوگا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ اپنے رسول کے بنص صریح خلیفہ بنائے نہ یہ کہ کسی حیلہ و تدبیر سے خلیفہ یا حاکم بنجا ہے صفحہ ۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۳

اسی تحریر سے ناراض ہوکر آپنے یہ تحریر لکھا جس سے معلوم ہوا آپ قول خدا پر راضی

نہین ہین - تو اب آپ ہی انصافاً فرمائے "قول و فعل خدا کو متحد کر کے نہین دیکھتے" کسپر صادق آیا - کیونکہ اگر قول خدا پر آپکا ایمان ہوتا تو اس معروضہ کو تسلیم کرتے کہ بیشک خلیفہ بحکم خدا ہوتا ہے - نہ یہ کہ اوس سے ناراض ہوتے -

اب اسکو دیکھئے کہ آپ قول و فعل خدا کو متحد کر کے کیا نتیجہ پاتے ہین کیونکہ آیات صدر هو الذی جعلکم خلائف الارض ، ثم جعلنا کم خلائف فی الارض ، وجعلناهم خلائف مین آپ قول و فعل خدا کا اتحاد دیکھ چکے ہین کہ خدا ہی نے اون کافرون کو بھی خلیفہ کیا - تو ان خلفا مین بھی اسکا اقرار کیجئے کہ وہ بھی اوسی طرح کافر تھے کیونکہ آیہ لیستخلفنهم مین بھی خدا نے کما استخلف الذین من قبلهم فرمایا ہے کہ انکو بھی ہم اوسی خلیفہ بنائینگے جیسا کہ انکے قبل خلیفہ بنایا تھا - تو اتحاد قول و فعل خدا سے کفر ان خلفا کا بدیہی طور پر ظاہر ہوا و ہو المطلوب -

اڈیٹر صاحب - آپ جسطرح چاہین بات بنائین مگر قرآن سے ان خلفا کا صرف کفر ہی ثابت ہوگا کیونکہ آپکی اصلی دلیل یہی تھی کہ چونکہ یہ لوگ خلیفہ ہوے اور خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے - لہذا معلوم ہوا کہ یہ لوگ خدا کے خلیفہ بنائے ہوئے ہین - اس دلیل کو قرآن نے اچھی طرح توڑ دیا کہ صرف یہی خلیفہ ہمارے بنائے ہوے خلیفہ نہین ہین بلکہ جتنے کفار و منافق خلیفہ ہوے وہ سب بھی ہمارے ہی بنائے ہوئے خلیفہ ہین - تو پھر آپکو نتیجہ کیا ملا - اون کفار مین اور ان مین کیا فرق رہا -

یہ ساری خرابی صرف اسوجہ سے ہے کہ آپ قرآن کو اپنا تابعدار بنانا چاہتے ہین اور قرآن کا یہ دعوی ہے کہ تم سب ہمارے محکوم ہو - اگر اوسکی حکومت کو مان لیجئے تو آپکو صاف معلوم ہو جائے وجعلناهم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لاینصرون واتبعناهم فی هذه الدنیا لعنۃ ویوم القیامۃ هم من المقبوحین جس سے جہان آپ کے خلفا کی خلافت و امامت بجعل خدا ہے - اوسی طرح ہمارا اور سبکا لعنت کرنا اونپر بھی فعل خدا ہے واتبعناهم فی هذه الدنیا لعنۃ - جس سے آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ بجز خلفائے ثلثہ اور کوئی اس سے مراد نہین ہو سکتا -

آپ فرماتے ہیں "خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے" مگر افسوس اسکی نہ تشریح کی کہ صرف خلیفہ راشد ہی بنانا خدا کا کام ہے جیسا پہلے دعوی کیا تھا۔ یا ہر قسم کا خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے جیسا کہ قرآن کا دعوی ہے۔ مگر آپکا ظاہر کلام "وہ جسطرح چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے" کہ رہا ہے کہ اب قرآن پر بھی آپ ایمان لائے۔ کیونکہ "جس طرح پر چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے" کہہ رہا ہے کہ خلیفہ راشد و غیر راشد سبکو آپ کلیہ مین داخل کر رہے ہین۔ تو اب آپ ہی بتائے راشد و غیر راشد کا تفرقہ بجز کلام خدا کیونکر ممکن ہے۔ کیونکہ اسکو تو آپ بھی کہہ رہے ہین "خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے مگر وہ جسطرح چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے" جس سے خلیفہ راشد و غیر راشد سب خدا کے بنائے ہوے ٹھہرے۔ حق و باطل۔ شر و خیر سب خدا کا فعل ہوا۔ تو اب تفرقہ دونون مین بغیر فیصلہ خدا کیونکر ممکن ہے۔

الحکم۔ ایک خلافت برنگ رسالت ہوتی ہے اسمین اللہ تعہ کی کامل تجلی ہوتی ہے وہان انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین ہوتا۔ لیکن دوسری خلافت جو اس رسالت کی رداکے نیچے ہوتی ہے اسمین انتخاب کو بھی گو نہ دخل ہوتا ہے مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کردینا یہ ارادہ الہی کی دلیل ہوتی ہے"

اصلاح۔ آپکا دعوی ہمیشہ یہی رہا کہ ہمارا استدلال قرآن سے ہوگا۔ لہذا پہلے آپ پر لازم ہے کہ اس تفرقہ کا پتہ قرآن سے دیجئے کہ کہان قرآن نے خلافت کو دو قسم کا بتایا ہے حالانکہ قرآن مین کل خلافتون کو خواہ حق ہو یا باطل۔ جزئی ہو یا کلی اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ پھر آپکو یہ بتانا ہوگا کہ اس امت مین وہ خلافت جو برنگ رسالت تھی جسمین اللہ تعہ کی کامل تجلی ہوتی ہے وہان انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین ہوتا" کونسی تھی کیونکہ ایسی خلافت تو صرف جناب امیرؑ کی تھی عہد خلفائے ثلثہ مین جو بنص خدا و رسول قائم ہوئی تھی اور انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین تھا۔ بلکہ سب خلاف تھے پس اگر یہی مقصود ہے تو سبحان اللہ ونعم الوفاق اور اگر کوئی دوسرا مقصود ہو تو براہ کرم اوسکی تفصیل فرمائیے۔ کیونکہ یہان بحث صرف خلافت ابوبکر سے ہے کہ آیا وہ خلافت راشدہ تھی یا خلافت باطلہ اوسمین رنگ رسالت پایا جاتا ہے یا نہین۔ انسانی تدبیر کو کچھ بھی اسمین دخل تھا یا نہین۔

ہم سمجھتے ہین کہ اس بحث کا اب خاتمہ ہوا کہ ابوبکر کی خلافت ہرگز ہرگز رسالت نہ تھی جسمین اللہ تعالی کی کامل تجلی ہوتی ہو اور اوسمین انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین ہوتا" کیونکہ سارے عالم کو معلوم ہے یہ خلافت صرف انسانی سازش سے قائم ہوئی کہ جب خلیفہ رسول دفن وکفن رسول اللہ مین مشغول تھا تو اس شیطانی خلافت نے سر نکالا۔

رہی آپکی دوسری خلافت جسکو آپ رسالت کی رداکے نیچے مانتے ہین تو گو حقیقۃً ہمکو اوس سے بحث نہین کیونکہ وہ خلافت خواہ رسالت کی رداکے نیچے ہو یعنی خلیفہ مسلمان ہو یا رداکے باہر ہو یعنی کافر ہو۔ دونون مساوی حالت مین ہین۔ کیونکہ خدا نے سبکو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ تو ہمکو یا آپکو دونون مین فیصلہ کی ضرورت نہین ہے۔ خدائی فیصلہ کافی ہے کیونکہ فرماتا ہے ھوالذی جعلکم خلائف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہ یعنی سبکو خدا ہی نے خلیفہ بنایا زمین مین تو جو کفر کریگا۔ اسکا نقصان اوسپر ہے جس سے سبکا بمشیت خدا خلیفہ ہونا بدیہی اور کفر کا نتیجہ بھگتنا اونکو ضروری ہے۔

رہا یہ امر کہ کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کر دینا یہ ارادہ الہی کی دلیل ہوتی ہے" تو اولاً اسکا اثبات آپکو قرآن سے کرنا چاہیئے کہ کہان خدا نے اسکو دلیل ارادہ الہی فرمایا ہے ثانیاً آپکو رسالت رسول اللہ سے انکار کرنا لازم ہوگا کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے اگر کل نہین تو اکثر بلکہ اکثر کا اکثر اس وجود کا مخالف تھا جس سے ۲۳ برس تک حضرت کو ہمیشہ جہاد ہی کرنا پڑا تو کیا آپکی رسالت ارادہ الہی کے خلاف تھی۔ اسی لئے تو کل اہل آپکو خارج از اسلام سمجھتے ہین کہ ہر جگہ آپ رسالت آنحضرت سے انکار کرتے ہین۔

ثالثاً ان سب کے ماننے پر بھی آپکے ابوبکر کی خلافت نہین ثابت ہو سکتی۔ کیونکہ کل قلوب نہین تو اکثر قلوب اس سے متنفر تھے۔ چنانچہ بنی ہاشم خاندان رسالت کی مخالفت کا حال تو سبکو معلوم ہے۔ پھر اکثر قبائل عرب کی مخالفت سبکو معلوم ہے۔ اب خاص عشرہ مبشرہ بلکہ اون لوگون کی مخالفت بھی دیکھ لیجئے جو بعد کو ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوئے کہ وہ کس طرح ابتدائے خلافت مین مخالف تھے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے ص۱۷

واجتمعت بنو امیہ الی عثمان واجتمعت بنو زھرۃ الی سعد وعبدالرحمان

بن عوف فکانوا فی المسجد الشریف مجتمعین فلما اقبل علیہم ابوبکر و ابو عبیدہ وقد بایع الناس ابا بکر قال لھم عمر مالی اراکم مجتمعین خلقا شتی قوموا ومن معھم من بنی امیہ فبایعوا وقام سعد وعبد الرحمان بن عوف ومن معھما من بنی زھرہ فبایعوا واما علی والعباس بن عبد المطلب ومن معھما من بنی ھاشم انصرفوا الی رحالھم ومعھم الزبیر بن العوام

یعنی بنوامیہ عثمان کے پاس جمع ہوئے۔ اور بنوزہرہ سعد بن ابی وقاص وعبد الرحمان بن عوف کے پاس مسجد شریف میں جمع ہوئے۔ جب ابوبکر وابوعبیدہ سقیفہ سے آئے اس حالت میں کہ ابوبکر کی بیعت ہو چکی تھی تو عمر نے کہا کیا وجہ ہے تم سب حلقہ باندھے الگ الگ بیٹھے ہو۔ اٹھو بیعت کرو۔ تو عثمان کے ساتھ بنی امیہ نے ابوبکر کی بیعت کی پھر سعد وعبد الرحمان نے بشمول بنی زہرہ بیعت کی۔ اور حضرت علیؑ وعباس وزبیر بن العوام اپنے گھرونکو چلے گئے۔ تو آپ ہی فرمائیے خلافت ابوبکر کہاں اسکی مصداق ہوئی۔ مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کردینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے‘‘

کیونکہ اگر اسطرح کی توجہ جو جبر ہو دلیل حقیت ہو تو یہ سب ظالمونکو حاصل ہوتی ہے جو اپنے مخالفونکو بعد حصول قوت ایسا مجبور کرتے ہیں کہ بجز اطاعت وانقیاد کوئی چارہ ہی نہیں رہتا غرض نہ قلوب کی توجہ دلیل حقیت ہے ورنہ رسالت رسول اللہؐ سے انکار کرنا ہوگا۔ نہ ابوبکر کو یہ بات حاصل ہوئی کہ سب قلوب متوجہ ہوئے ہوں۔ کیونکہ جسطرح کی جبری توجہ ابوبکر کو حاصل ہوئی اوس سے بدرجہا بڑھکر یزید وغیرہ کو بلکہ ہر ظالم بادشاہ کو حاصل ہوئی۔

الحکم۔ اسکو خلافت بالسکینہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی تصریح سورہ بقرکے ۳۲ ویں رکوع میں واقعہ طالوت میں ہوتی ہے۔ ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میری دانست میں ہاں میرے اعتقاد میں غلطی ہے بلکہ گناہ ہے‘‘

اصلاح۔ افسوس کہ آپکی مخالفت قرآن سے اب اتنی بڑھگئی کہ قرآن پر افترا کرنے لگے جو سلطنت طالوت کو آپ انسانی انتخاب سے قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن پکار پکار کر تکذیب کررہا ہے کہ طالوت کی سلطنت بانتخاب نہیں ہوئی بلکہ نص ہوئی بلکہ بمخالفت انتخاب کہ تمامی بنی اسرائیل

اوسکے مخالف تھے - مگر خدا نے اونکو بنص بادشاہ بنایا ملاحظہ ہو قرآن سورہ الم جسکو آپ بمخالفت حدیث صحیح بخاری سورہ بقرہ کہتے ہین -

وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا - قالوا انى يكون له الملك علينا - ونحن احق بالملك منه ولم يوت سعة من المال - قال ان الله اصطفه عليكم وزاده بسطة في العلم والجسم والله يوتي ملكه من يشاء والله واسع عليم ٭ وقال لهم نبيهم ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هرون تحمله الملئكة ان في ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين ٭

یعنی اونکے پیغمبر نے کہا کہ خدا نے تمپر طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہو وہ بولے وہ ہمپر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہے ہم زیادہ مستحق ہین بادشاہی کے ساتھ اور اوسکے پاس تو زیادہ مال بھی نہین - کہا نبی اسرائیل نے کہ خدا نے اوسی کو منتخب کیا ہو بادشاہی کیلئے تمپر اور علم بہت دیا ہو اور تن و توش بھی - اور خدا ہی اپنا ملک دیتا ہے جسکو وہ چاہتا ہو وہ واسع وعلیم ہو - اور اونکے پیغمبر نے کہا کہ نشانی اوسکے بادشاہت کی یہ ہو کہ تمھارے پاس ایک تابوت آئیگا جسمین خدا کی طرف سے سکینہ (تسلی) ہوگا اور بقیہ اوس چیز کا کہ آل موسیٰ و آل ہارون چھوڑ گئے تھے اوسکو فرشتے اوٹھائے ہونگے - اسمین ایک نشانی ہو تملوگونکے لئے اگر ہو تم ایمان والے -

کیون صاحب یہی نہ قصہ طالوت ہو جو ۳۲ وین رکوع مین ہو - کیا اسمین اونکی بادشاہت پر نص نہین ہو کہ پیغمبر خدا نے خبر دی کہ خدا نے طالوت کو بادشاہ تمھارا مقرر کیا ہو -

اسی طرح کا نص تو ہم بھی چاہتے ہین کہ رسول اللہ ص نے اپنے خلیفہ پر نص کیا ہو نام لیکر بتایا ہو کہ فلان شخص تمھارا بادشاہ و خلیفہ ہوگا -

اس خلافت یا بادشاہت مین کہان انتخاب ہے - بلکہ انتخاب کے خلاف ہو کہ بنی اسرائیل کہتے ہین وہ ہمپر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہو اوسکے پاس تو دولت بھی نہین ہو - یعنی خدا نے جواب دیا کہ خدا ہی نے اوسکو انتخاب کیا ہے اور علم و قوت دیا ہے -

کیا ابوبکر کی خلافت مین بھی اسیطرح کا نص ہو - کیا وہ بھی صاحب علم و قوت تھے -

پھر معلوم کیون قرآن پہ یہ افترا کیا گیا کہ اوسکی تصریح سورہ بقر کے ۳۲ سودین رکوع مین واقعہ طالوت

مین ہوتی ہو ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میرے دانست مین۔ ہان میرے اعتقاد مین غلطی ہو۔ بلکہ گناہ ہو" کیونکہ آپکو ثابت کرنا چاہیئے یہان کسی قسم کا انتخاب ہوا۔ حالانکہ انتخاب کے خلاف تھا وہ کہتے تھے ہم زیادہ مستحق ہین پیغمبر نے کہا نہین خدا نے اوسکو منتخب کیا ہو اور علم و قوت جسمانی اوسکو عطا کی ہو اور خدا جسے چاہتا ہو اپنا ملک دیتا ہو پھر اس نشانی کو بھی بتایا کہ اونکے ساتھ تابوت سکینہ ہوگا۔

افسوس کہ اڈیٹر صاحب کچھ ایسے مخمصے مین گرفتار ہین کہ اونکو سوجھائی نہین دیتا کیا لکھ رہے ہین اور کیا لکھ رہے ہین۔ خلافت کی تقسیم تو دو قسم پر کردی ایک برنگ رسالت جسمین وہ خلافت آدمؑ و ہارونؑ و داؤدؑ کو داخل کرتے ہین۔ دوسری تحت ردائے رسالت جسکے مثال ہین لاتے سلطنت طالوت کو اور یہ نہ سمجھے کہ نتیجہ کیا ہوا کیونکہ اسمین انتخاب انسانی کو دخیل کیا تھا۔ حالانکہ قرآن ہین بالکل اسکی نفی ہو کہ تمامی بنی اسرائیل اس انتخاب کے خلاف تھے۔ پھر یہ خلافت تحت ردائے رسالت کیونکر ہوئی جبکہ حضرت داؤد نبی اللہ طالوت کی ماتحت تھے کیا ابوبکر کی بھی یہی شان تھی کہ وہ کسی لشکر کے افسر ہوئے ہون بعہد رسول یا رسول اللہؐ اون کی ماتحتی میں کبھی کام کیا ہو۔

پھر طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہی اس شرط پر کہ وہ جالوت کو قتل کرین تو کیا یہان آپ بھی ابوبکر کو بجائے طالوت قرار دینگے۔ اور نکاح عائشہ کو اجر خدمات رسول اللہؐ قرار دینگے۔ مگر مشکل یہ ہو کہ حضرتؐ نے تو کسیکو قتل ہی نکیا بخلاف حضرت داؤد کہ اونہون نے جالوت کو اور ہزارون آدمیونکو اوسکے لشکر سے قتل کیا۔

تو اب اسکی بھی وجہ معلوم ہوئی کہ اڈیٹر صاحب نے جو یہان انتخاب کو گناہ کہا ہو شاید اسیوجہ سے کہ اونہون نے قرآن پاک کا افترا کیا تھا کہ قصہ حضرت طالوت ہین کسی طرح کا انتخاب ہوا۔ حالانکہ بنص قرآن یہان کسی طرح کا انسانی انتخاب ہوا ہی نہین۔ بلکہ صرف خدائی انتخاب تھا بمقابلہ انتخاب بنی اسرائیل جو سراسر اسکے خلاف تھا۔

الحکم ~~~ ذاتی عقیدہ ہے۔ ممکن ہے [illegible] کیونکہ خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی [illegible] اختلاف [illegible] ہو گر مین [illegible] اسلئے خلافت راشدہ میں جو

انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنہم میں بصیغہ جمع ہے اسمیں دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے"

اصلاح - یہ عجب بھی ہے کہ ابھی تک تو آپ انتخاب کے بالکل خلاف تھے کہ خلافت راشدہ میں کسیطرح انتخاب ہوتا ہی نہیں جسکو چند بار ظاہر کیا اور ہمیرے ہی اعتقاد ہے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے۔ (۲) خلافت راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالی ہی کا کام ہے یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہیں" خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالی ہی کی طرف سے تھی اسمیں انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا جس سے تمام عالم یہی سمجھتا ہے کہ خلیفہ محض منجانب اللہ ہوتا ہے انتخاب و تجویز کو اسمیں دخل ہی نہیں۔ پھر کیا ہو گیا جو آپ ارشاد فرماتے ہیں "خلافت راشدہ میں جو انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے لیستخلفنہم"

کیونکہ اگر یہ کلام بصحت حواس کہا گیا ہے تو ہر شخص کہے گا کہ دونوں میں صریح تناقض ہے پہلے انتخاب سے بالکل انکار تھا۔ اور اب اوسکا پورا اقرار ہے۔

ہاں چونکہ آپنے پہلی تقریر میں جو اصلاح ۱۱ میں مندرج ہے انتخابی سسٹم سے بالکل انکار کیا تھا تو ہم نے عرض کیا تھا کہ اب قادیانیوں نے بھی اصول شیعہ کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے" مگر جب احمدی جماعت کے دباؤ سے۔ اپنے اوس راستے سے عدول کیا اور انتخابی سسٹم کے قائل ہوئے کہ خلافت راشدہ میں انتخاب ہوتا ہے" تو اب براہ کرم فرمائے لیستخلفنہم سے آپکا کیا فائدہ ہوا جسکی نسبت فرماتے ہیں بصیغہ جمع ہے۔ اگر یہ تو ارشاد ہو جمع فاعل ہے یا مفعول۔ قرآن میں تو مفعول کے لئے ضمیر جمع آئی ہے کہ خدا اونلوگونکو ضرور خلیفہ کریگا۔ نہ یہ کہ وہ لوگ ملکر کسی کو خلیفہ کرینگے۔ تو پھر آپکا یہ ارشاد اسمیں دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے" کیونکر درست ہوا لیجئے صاحب اب اڈیٹر الحکم کیلئے کھلے مخالف قرآن بنگئے کہ قرآن تو پکار پکار کہہ رہا ہے خدا ہی سبکو خلیفہ کرتا ہے خواہ وہ مومن ہو خواہ کافر۔ اور اڈیٹر صاحب اب یہ فرماتے ہیں کہ خلافت راشدہ میں انتخاب ہوتا ہے اور وہ اس آیہ کے ماتحت میں داخل ہے اوسمیں دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے۔ پھر بتائے آپ مسلمان رہے یا کیا؟

حق یہ ہے کہ آیہ استخلاف ایک ایسی صریح اور واضح الدلالۃ آیہ ہے بطلان مذہب اہلسنت کیلئے

کہ اسکے بعد پھر کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ خلافت سے اس میں خلافت اصطلاحی مراد لی جاسکے تو نہ صرف خلافت ہی باطل ہوتی ۔ بلکہ سرے سے اسلام ہی باطل ہوا جاتا ہے کیونکہ صحابہ کے ایمان بدر اور حنین کے قتل والوں کو بوعدہ الٰہی خلافت کا ملنا ضروری اور خلافت ملی ہے صحابہ سے سات آدمی کو تو باقی سب بے ایمان ہوتے ہیں اور فاسد العمل ۔ پھر ان بے ایمانوں کا اجماع بالاتفاق سب کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہے خلافت یوں گئی ۔ اور اسلام یوں جاتا ہے کہ لازم آتا ہے یہی سات آدمی ایسے ہوں جو حضرت کی تعلیم سے مشرف با اسلام و ایمان ہوئے باقی سب کافر ہے تو بقول اہلسنت ایسا نبی ہی ضائع کب ہو سکتا ہے جسکی تعلیم سے صرف سات آدمی اسلام لائے پھر وہ بھی یکے بعد دیگرے جس سے لازم آتا ہے کہ بوقت خلافت ابوبکر ۔ عمر ایمان سے خارج ہوں بوقت خلافت عمر ۔ عثمان خارج الاسلام ہوں ۔

یہ الزام تو عام سنیوں پر ہے ۔ اور مرزائیوں پر یہ آفت ہے کہ جو انتخابی سسٹم کے اصول پر خلافت کو غیر صحیح کہتے ہیں جس سے خلافت نہ ۔ بلکہ کل خلافت گئی ۔ اور اگر کہیے کہ سسٹم پر اگر وسایط کا وجود مانا جاوے تو قرآن میں تحریف کرنا پڑے کیونکہ یہ صیغہ جمع سے خلیفہ بنائے ہوئے لوگوں کو مراد لیتے ہیں حالانکہ خدا بصیغہ جمع ان لوگوں کو یاد کرتا ہے جو خلیفہ بنائے گئے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

الحکم ۔ اور اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیر کی خلافت بھی معرض شک میں ہوگی ۔

اصلاح ۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست ہم تو نہ انتخاب کو برا کہتے ہیں نہ اچھا نہ اوس سے ہمکو بحث ہے ۔ بلکہ ہماری تقریر تو آپکے اس جملہ پر تھی جو آپنے پہلے فرمایا تھا ۔ مگر میں درد دل سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہوا جس پر میں نے عرض کیا کہ اب قادیانی بھی اصول شیعہ کے سامنے سر جھکانے لگے ۔

جبکہ آپنے اوس سے عدول کیا تو اوسکے نتائج دکھائے گئے کہ پھر خلافت راشدہ و باطلہ میں مابہ الامتیاز کیا رہتا ہے ۔ رہا یہ ارشاد کہ اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیر کی خلافت بھی معرض شک میں ہوگی " تو کیا آپ اوس وقت کہہ سکتے ہیں کہ جب سے حضرت کی خلافت

خلیفہ بھی ماننا پڑیگا بلکہ چنگیز خان، تیمور، نادر سب پر آپکو ایمان لانا پڑیگا۔ اور اوسکے بعد اب گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی خلیفہ رسول ماننا پڑیگا جسنے تمام اسلامی سلطنتوں پر اپنا سکہ بٹھادیا اور وہ خوف جو جہالت فتنہ و فساد جھگڑے کا سبب ہوتا ہے امن سے تبدیل کردیا۔

جس سے جہان آپ اسلام سے خارج ہونگے، وہان اپنے نبی اور اوسکے خلیفہ کی نبوت و خلافت سے بھی محروم رہینگے کیونکہ مرزا کو نہ کسی زمین کی انچ بھر بھی حکومت ملی نہ اوسکے خلیفہ کو ایک آدمی پر حکومت بخلافت نصیب ہوئی۔

افسوس صد افسوس کہ خداوند عالم لفظ اصطفےٰ کو جسکے معنی چن لینے اور انتخاب کے ہین عام طور سے کل انبیا کی نسبت بھی نہین استعمال کرتا۔ بلکہ خاص خاص انبیاء کے حق مین استعمال ہوا۔ مگر آپکا یہ ایمان ہے کہ اوس لفظ کو ہر فاسق فاجر بدکار زناکار شارب الخمر کی شان مین استعمال کر رہے ہین۔ کیون؟ صرف اس غرض سے کہ ابوبکر کی خلافت حق قرار پائے جو بغیر مشارکت یزید وغیرہ محال ہے۔

الحکم۔ افسوس یہ ہے کہ اڈیٹر اصلاح خلافت راشدہ اور ملک گیری مین تفرقہ نہین کرتا تو اتی الملک من تشاء بھی بجائے خود درست ہے۔ اور ہم اسپر ایمان لاتے ہین خدا ہی بادشاہ بناتا ہے اور حکومت عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اسکا انکار اڈیٹر اصلاح کو ہو تو مین قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کر کے اسکے انکار کی جرأت کرنے والے کو مومن بالقرآن نہین کہہ سکتا۔ تعجب ہے اڈیٹر اصلاح اس نص صریح سے انکار کرتا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

اصلاح۔ یہ ہے مرزائی اسلام جسمین اسطرح کی دروغ گوئی کی جاتی ہے۔ اور پھر تقیہ پر مضحکہ کیا جاتا ہے کیونکہ اسی مضمون کو تو ہمنے نمبر۳ مین لکھا تھا" لہذا ہم اڈیٹر صاحب کے فہم و فراست اور عقلمندی سے امید کرتے ہین کہ اونکا مقصود انتخاب خدا سے انتخاب قولی ہوگا کہ خدا آپکی خلافت کو اپنے حکم سے مقرر کرے۔ نہ بقاعدہ تؤتی الملک من تشاء جو بادشاہ یا خلیفہ بجائے وہی من جانب اللہ بھی ہے جسکی طرف خود اڈیٹر صاحب بھی اشارہ کرتے ہین "قبول حکومت ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے مگر ماننے والونکا دل و زبان ایک نہین ہوسکتا" (ملاحظہ ہو صفحہ الم نمبر ۳)

القول بالجزم فی انتشار النجم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب مولوی صاحب اوس اجماع کی حقیت ثابت کرنیکے لئے ایک نئی توجیہ اپنی طبع رسا سے پیدا کرتے ہین - آپ فرماتے ہین کہ چونکہ یہ انعقاد تمام اون شرائط کے ساتھ تھا جو حقیقت مین مشروط ہوتے ہین لہذا یہ طریقہ بھی منجملہ اور دلائل حقیت خلافت صدیقیہ کے ایک دلیل کہا جاتا ہے "

مگر مولوی صاحب نے یہان پر محض بے دلیل ایک دعوی کردیا ہے - منکرین کے مقابلہ مین ایسا بے سروپا دعوی کردینا اور شرائط و مشروط کے رعب دار الفاظ بلا کسی سند کے لکھدینا مین نہین کہہ سکتا کہ مولوی صاحب کیلئے کیا سود مند ہوسکتا ہے ایک منکر بے تامل کہدیگا کہ " باطل است انچہ مدعی گوید "

انکو اس انوکھی تقریر سے پہلے یہ بتلانا واجب تھا کہ وہ شرائط جن سے انعقاد خلافت کی صحت ہوسکتی ہے کیا ہین ؟ اور آیا اون شرائط کی پابندی سقیفہ کی پنچایت مین ہوئی تھی یا نہین - جہانتک مین سمجھتا ہون مولوی صاحب ان باتون کو پایۂ ثبوت پر پہونچانے سے قطعی قاصر ہین - ہان اسمین شک نہین کہ پبلک کے بہکانے اور "الغریق یتشبث بکل حشیش" کے مصداق ہونیکا انہون نے اسکو اچھا خاصہ ڈہکوسلہ سمجھا -

کتب اخبار و سیر مقبولہ اہلسنت خمین کہ واقعات تفصیلی انعقاد خلافت حضرت ابوبکر کے مندرج ہین اون مین تو ایسی شرائط کا کہین پتہ نہین جو حقیت مین مشروط ہوتے ہین مولوی صاحب اپنے دل سے گڑھ کر جو چاہین فرمادین -

ہان البتہ صحیح بخاری مین یہ حدیث حضرت عمر کی انعقاد خلافت صدیقیہ کے بارہ مین ضرور منقول ہوئی ہے کہ "کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ ولکن وقی اللہ شرھا" جسکو شبہ نمبر مین مین نقل کرچکا ہون - اسکو مولوی صاحب حقیت مین مشروط ہونیوالی شرط قرار دین تو ممکن ہے یا ایک دوسری شرط "الائمۃ من قریش" کی ہے جس سے استدلال

حضرت ابو بکر نے کیا ہے اور جسکو حضرت عمر نے اپنے آلہ قدح سے مجروح کئے بغیر نہین چھوڑا اور اپنے اجتہاد سے اوسکو بھی نکما کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہین " لو ادرکنی احد رجلین ثم جعلت ھذا الامر الیہ لوثقت بہ سالم مولی ابی حذیفہ وابو عبیدۃ بن الجراح " (کما فی مسند احمد بن حنبل و تاریخ الخلفا للسیوطی وغیرھا)

یعنی اگر مین (۱) سالم غلام ابو حذیفہ اور (۲) ابو عبیدہ ابن الجراح ان دو شخصون مین سے کسی ایک کو بھی زندہ پاتا تو مین خلیفہ اوسی کو مقرر کرتا کہ مجھے اونپر وثوق تھا۔ اس قول حضرت عمر سے وضعی ہونا حدیث الائمۃ من قریش کا بخوبی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ سالم غلام ابو حذیفہ قریشی نہ تھے بلکہ عجمی تھے اور جب حضرت عمر نے ایک مرد عجمی کے لئے بخالفت " الائمۃ من قریش " منصب خلافت کو تجویز کیا تو صاف ثابت ہو گیا کہ وہ حدیث اونکے نزدیک وضعی تھی یا وہ اوسکو قابل منسوخی کے سمجھتے تھے۔ حضرت عمر کا یہ اجتہاد باعتبار اونکے خصائص اور فضائل کے یا بنظر اسکے کہ اصحاب اصول نے قول اور فعل صحابی کو دلیل نسخ حدیث پیمبر کا قرار دیا ہے (جیسا کہ نور الانوار مین مذکور ہے) اونکے تابعین کے نزدیک واجب التسلیم ہے اور وہ اوسکے صحیح تسلیم کرنے مین کان نہین ہلا سکتے۔

سوا ان دو شرطون کے جو صحیح بخاری سے مذکور ہوئی ہین کسی تیسری شرط کا وجود واقعات خلافت مین تو پایا نہین جاتا جسکو شرائط شرعیہ کا مصداق کہا جا سکے غالباً مولوی صاحب کا زور انہین شرائط پر ہوگا مگر افسوس ہے کہ سب سے بڑی شرط الائمۃ من قریش والی بھی حضرت عمر کے ہاتھون پامال ہو کر خس بخس ہو گئی ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

یہان مجکو موقع ہے کہ مین مولوی صاحب سے یہ سوال کرون کہ اگر یہی طریقہ انعقاد خلافت کا جو آپنے بتلایا منجملہ دلائل حقیت کے ہے تو اونکو خلافت یزید بن معاویہ کے صحیح قبول کرنے مین کیا پس و پیش ہے۔

مولوی صاحب نے جہان یہ کہا ہے کہ اجماع سے صرف فائدہ انعقاد خلافت کا ہوتا ہے حقیت اور عدم حقیت کو اوسمین دخل نہین ہے وہان اوس انعقاد اجماع کی مثال مین یزید

کی خلافت کے انعقاد کا ذکر کیا ہے اور ما بہ الامتیاز خلافت بکری اور خلافت یزیدی کا یہ قرار دیا ہے کہ یزید کی خلافت کا انعقاد چونکہ اون شرائط کے ساتھ نہین ہوا جو حقیت مین مشروط ہوتی ہین لہذا وہ مسلم نہین ہے اور حضرت ابوبکر کی خلافت کا انعقاد اون شرائط کیساتھ ہوا اسلئے وہ مسلم ہے۔

لیکن اب جب کہ یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر وہ شرائط سرے سے معقود الوجود ہین اور یزید کی خلافت مین علاوہ اجماع اہل الحل والعقد کے استخلاف مستخلف بھی پایا جاتا ہے جو ایک عمدہ شرط صحت خلافت کی قبول کی گئی ہے اور یہ دونو شرطین حضرت ابوبکر کو من حیث الجمع نصیب بھی نہین ہوئین تو مولوی صاحب وجہ ظاہر کرین کہ کیون اہل سنت کے نزدیک خلافت یزید بن معاویہ کی بمقابلہ خلافت حضرت ابوبکر کے زیادہ تیقن اور عقیدت واذعان کے ساتھ قبول کئے جانیکا استحقاق نہین رکھتی اور یزید کو اپنا پیشوا اور خلیفہ برحق ماننے مین اونکو کیون عذر ہے؟

لیکن مین دیکھتا ہون کہ مولوی صاحب باوجود اس بات کے کہ وہ انعقاد اجماع امت کی مثال مین یزید کی خلافت کا ذکر کر چکے تھے (ناظرین اونکی تحریرین دیکھ لین) جس سے بداہتہً اعتراف اجماع خلافت یزید کا ظاہر ہے جب اُسپر گرفت کی گئی تو اب اوس اجماع سے انکار فرماتے ہین اور شبہہ اول کے جواب مین ضمناً وہ اس کہنے کی مبادرت کرتے ہین کہ "یزید کی خلافت پر اجماع بھی نہین ہوا"۔

لہذا مین بنظر اختصار صحیح بخاری سے جو اونکے نزدیک بعد کتاب الباری ہے صرف ایک ہی روایت دکھانے پر اکتفا کرتا ہون جسکے بعد خلافت یزید پر اجماع اہل الحل والعقد کے منعقد ہونے مین کوئی شبہہ باقی نہین رہ سکتا۔

وہ روایت یہ ہے "عن نافع قال لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر حشمه وولده فقال اني سمعت رسول الله صلعم يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيامة وانا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله ورسوله واني لا اعلم عذرا اعظم من ان يبايع رجل على بيع الله ورسوله ثم

منصوب لہ القتال الخ" جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع کیا تو ابن عمر نے اپنے حشم اور اولاد کو جمع اور کہا کہ مینے رسولخدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر غادر کا جھنڈا نصب کیا جائیگا۔ حالانکہ ہمنے یزید کی بیعت موافق بیعت خدا و رسولؐ کے کرلی ہے۔ اور البتہ مین اس سے بھاری کوئی غدر نہین دیکھتا ہون کہ اوس شخص کے مقابل مین قتال نصب کیا جاوے کہ جسکے ہاتھ پر بیعت موافق بیعت خدا و رسول کے کی جاچکی ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر و عیان ہے کہ اعیان صحابہ اور اہل مدینہ نے (جنکی بیعت اور جنکے اتفاق کا نام امام مالک کے نزدیک اجماع شرعی ہے) بیعت یزید بن معاویہ کی کرلی تھی کیونکہ اونکا بیعت سے خلع کرلینا اس بات کی دلیل ہے کہ پیشتر وہ لوگ اوسکی خلافت پر بیعت کرچکے تھے اور یہ کہ وہ بیعت مثل بیعت خدا و رسول کے کی گئی تھی نیز وہ بیعت ایسی مہتم بالشان تھی کہ جسکا خلع ابن عمر جیسے صحابی جلیل القدر کے نزدیک موجب غدر کا تھا۔

ایسے باقاعدہ اجماع کے ہوتے ہوئے جو صحابہ کبار نے کیا اور جس سے مخالفت بھی سوا ے خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اور عبداللہ بن الزبیر کے کسی صحابی کی طرف سے مذکور نہین ہوئی مولوی عبدالشکور صاحب کا انکار کرنا اور اجماع سقیفہ کو جسمین کہ سعد بن عبادہ صحابی بدری حتی کہ بنی ہاشم تک شریک نہ تھے بلکہ اوسکے سخت مخالف تھے قبول کرنا مین نہین سمجھتا کونسی عقلمندی کی دلیل ہے

مینے لکھا تھا کہ "آیات قرآنی جو کچھ کہ اہل سنت کی طرف سے پیش کی جاتی ہین وہ فضائل صحابہ کے متعلق پیش کیجاتی ہین نہ اونکے استحقاق خلافت کیلئے۔ ہان اگر آپکے نزدیک کوئی ایسی ہو جس سے استحقاق خلافت حضرات خلفائے ثلثہ کا ظاہر ہوتا ہو تو اوسکو آپ ظاہر فرمادین تاکہ مین اوسپر غور کرسکون اور اگر محض فضائل کی بنا پر آپ استحقاق کسی خلیفہ کا قبول فرماتے ہون تو اوسمین فضائل صحابہ کی بحث پھر پیش آجائیگی اور خلفائے ثلثہ کی نسبت تحقیق حق کا مدار ایسے امور پر ہوگا جو قطعیات یقینیہ مین داخل ہون جسکا اشارہ آپنے شروع اپنی تحریر مین فرمایا ہے" (باقی آیندہ)

ابوالفاروق امروہوی

غمِ حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا انشا

ازواج لوطؑ و نوحؑ کی برائیاں ۔ حضرت مریمؑ پر یہودیوں کا بہتان عظیم لگانا ۔ خود جناب رسولخدا ؐ کی بعض ازواج کا راز نبی کو فاش کرنا اور انکی شان میں صغت قلوبکما کا نازل ہونا اور ام المومنین عائشہ پر تہمت لگایا جانا مذکور نہین ہے ؟ اور یہ قرآن حکیم میں یہ سب باتیں موجود ہین کفار قریش کے سامنے پڑھا نہین جاتا تھا اور آج بھی مسلمان اسکی ہر روز خوش الحانی سے بہ آواز بلند تلاوت نہین کرتے ہین ؟ کیا ہر سال ماہ رمضان مین ہر ہر مسجد مین بڑی بڑی جماعتین قائم کرکے تراویح مین یہی قرآن شروع سے آخر تک ختم نہین کیا جاتا ہے ؟

جب انبیا کے مصائب اور قتل اور اسیری اور انکی ازواج و بنات کا ذکر ۔ رسول ؐ کے اصحاب کے شکست کہانے اور فرار کا ذکر حضرت مریم اور عائشہ کے اتہام کا ذکر قابل ہنسی اوڑانے کے نہین ہے اور ان اذکار سے رسول کی روح کو صدمہ نہین پہونچتا ہے تو حسینؑ کے مصائب اور شہادت اور انکے اہلبیت کی اسیری کے اذکار جو تمامتر حق شناسی وفاداری خداترسی صبر و استقلال شجاعت سخاوت اور جمیع اخلاق و اوصاف حمیدہ کے ساتھ مظلومیت کے بے نظیر دفترہین کون ہنس سکتا ہے ۔ کیا ہر سال بقرعید کے دن خطبون مین حضرت ابراہیم کا حضرت اسمعیل کو ذبح کرنیکے لئے لٹانا نہین پڑھا جاتا ہے اور اوسپر مسلمان بیچین ہوکر نہین رو دیتے ہین ؟ کیا حدیث کی کتابون مین کفار قریش کا آنحضرتؐ کو طرح طرح سے ستانا ۔ ڈھیلا مارنا اوجھڑی پھینکنا ساحر و مجنون کہنا ۔ گلے ردا ڈالکر گھسیٹنا ۔ حضرت بلال کو ریگ گرم پر لٹانا اور انکا احد احد کہنا حضرت ابوبکر کے منہ پر اسقدر جوتیو نکا مارنا کہ انکا سوجکر مثل کلیجہ کے ہو گیا نہین لکھا ہے اور ان حدیث کی کتابونکو لوگ نہین پڑھتے ہین اور واعظین عام مجمعون مین بیان نہین کرتے ہین ؟ ! اگر ذکر شہادت حسینؑ اور اسیری اہلحرم کرنا روح امام حسینؑ کو صدمہ پہونچانا سمجھا جائے تو کیا قرآن کو جو حفاظ جماعت مین اور پڑھے بڑھے مجمع

ہ بن گا گاکر پڑھتے ہیں جنمیں لشکر اسلام کی شکست اصحاب کا بھاگنا اور ام المومنین عا[ئشہ]
کے افک کا ذکر ہے اوس سے رسول کی روح خوش ہوتی ہے ؟
آگے بڑہکر ایڈیٹر صاحب فرماتے ہین کہ " دکھانیکے لئے رونی صورت بنا نا سخت مضحکہ کی بات ہے
اب ہم کیا کہین کہ یہ تضحیک ایڈیٹر صاحب نے کسکی کی ہے۔ کیا ایڈیٹر صاحب نے مدارج النبوت مین
نہین پڑھا ہے کہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا کو دربارہ اسیران بدر روتے دیکھکر کہا تھا کہ " چہ گریہ میکنی
یا رسول اللہ تو و یاران تو من ہم گریہ کنم اگر یابم و اگر نہ تباکی کنم " اور علامہ سیوطی کی تاریخ
الخلفا صفحہ ۷۱ مین یہ روایت نہین دیکھا ہے عن عرفجہ قال قال ابو بکر من استطاع
ان یبکی فلیبک والا فلیتباک (یعنی عرفجہ کہتے ہین کہ ابو بکر نے حکم دیا کہ جسکو رونا آوے
وہ روئے ورنہ صورت رونیوالے کی بنالے)
خیر اس سے ہمکو کچھ مطلب نہین۔ گوش خر و دندان سگ۔ ہم تو ایڈیٹر صاحب سے یہی کہینگے
کہ آپ کا ہمکو مصنوعی اور ریائی طور پر رونے والے کی صورت بنانا[ی]گا حسینؑ کی مظلومیت
تو ایسی ہے کہ دشمن بھی رو دیتے ہین آپ تو دوستدار حسینؑ ہونیکا دعوی کرتے ہین
اوس جناب کو سردار جوانان بہشت مانتے ہین اونکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے
ہین اونکے ساتھ عقیدت رکھنا فرض جانتے ہین قرآن مین جناب باری نے اونکی مودت
کو فرض گردانا ہے۔ رسول نے فرمایا ہے حسین منی وانا من حسین احب اللہ من
احب حسینا رواہ الترمذی۔ پس جو شخص واقعی خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے
وہ کیونکر حسینؑ کو دوست نہ رکھیگا اور جو شخص واقعی اوس جناب کو دل سے دوست
رکھتا ہے کیونکر اوسکا دل اونکے مصائب سنکر درد مین نہ آئیگا اور نہ روئیگا کیونکہ فطرتی
اقتضا محبت کا یہی ہے اسکے خلاف ہو نہین سکتا۔
تعجب ہے گبن صاحب تو غیر مذہب والے آدمی ہوکر کہتے ہین کہ " یہ مظلومانہ شہادت وطن سے
دور ایک صحرائے بے آب و گیاہ مین ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک سرد دل کو بھی رلا دیتی
ہے۔ اس شہادت کے نسبت جو کچھ واقعات بیان ہوئے ہین وہ ایسے عجیب و غریب ہین
کہ گبن ... ہمدردی سنانے مین آجاتا ہے " اور ایڈیٹر صاحب باوجود دعوائے محبت

فرماتے ہین کہ ہمارے دلمین صدمہ ہو یا نہ ہو مجلس مین ہم اپنی شکل سے تو یہی ظاہر کرنیکی کوشش کرینگے کہ سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے۔

آخر آپکا دل جگر کس چیز کا ہے اور یہ کیسی دوستی ہے؟ دیکھیئے صاجزادہ مولوی حسن میان صاحب خلف مولوی حافظ محمد سلیمان شاہ صاحب پھلواروی جو فرقہ حنفی کے عالم جلیل القدر ہین بجواب کرزن گزٹ اپنے رسالہ گریہ و بکا مین جو اصلاح جلد ۱۱ مین شائع ہوا ہے تحریر فرماتے ہین ہمنے غم حسینؑ مین ایک بزرگ کی حکایت جو باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے نقل کی ہے کہ اونکے سامنے واقعہ شہادت کا ذکر ہوا وہ اسقدر روے اور فرط غم مین اسقدر بیقرار ہے کہ زمین پر سر دے مارا سر پھٹ گیا اور انتقال فرماگئے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ یہ خودکشی ہوئی۔ نعوذ باللہ ایک تو اضطرار و بیقراری و بیخودی کی حالت مین اور پھر اہلبیت اطہار علیہم السلام کی محبت مین جان بحق ہونا خودکشی بتائی جاتی ہے۔ خودکشی تو جب ہوتی کہ جب وہ قصداً اپنے کو ہلاک کرتے زہر کھالیتے دریا مین ڈوب مرتے یا اپنا گلا گھونٹ دیتے وغیرہ۔ بیقراری و بیخودی کی بات خودکشی کسطرح ہوئی۔ مع ہذا آؤ مین بتلاؤن کہ یہ خودکشی کا الزام اسی بزرگ پر نہین ہے بلکہ اصحاب رسول اللہ صلعم نے بھی آنحضرت کی محبت مین اور حضور کے غم مین جان دیکر آپکے خیال مین اُلٹا خودکش بنکر معاذ اللہ بہت بڑے مجرم ہوے مدارج النبوت ص۵۹۹ ملاحظہ ہو آوردہ اند کہ صحابہ بعد از فوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراسیمہ وحیران گشتند الی قولہ و بعضے دعا کردند کہ خداوندا مارا کور ساز کہ طاقت نظر بروے دیگران نداریم۔ اور رمانثبت بالسنۃ ص۱۱۹ مین ہے۔ واضحی عبداللہ بن انیس فمات مکدا۔ شاید یہ بھی مضمون نگار کے خیال مین خودکشی ہوگی نعوذ باللہ من ذالک" تمام ہوئی عبارت مولوی حسن میان صاحب کی۔ اور مدارج النبوۃ جلد ۱ ص۱۳۴ مین ہے۔ آمدنے نزد عائشہ والتماس کردند کہ بکشای برائے من قبر شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس بکشاد عائشہ قبر شریف را گریہ کرد آن زن تا جان داد رضی اللہ عنہا۔

ہماری غرض اس عبارت کے یہان نقل کرنے سے صرف اسیقدر ہے کہ واقعی جسکو محبت ہوگی کیونکر نہ رویگا۔

ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "قرآن صریح الفاظ مین اسراف[1] کی ممانعت کر رہا ہے ڈھول دمامے گانے بجانے نقارہ بازی کرنے پرائی عورتونکو لکھو دینے اپنے بچے بانے بجوکے موٹ داہ واہ اور مصنوعی آہ آہ کے لئے مجلسین آراستہ کرنیکو من عمل الشیطان (شیطانی کام) قرار دیتا ہے۔ مگر ہم عزاداری کی مجلسین اسلئے کرتے ہین کہ ابن زیاد سے جو نا کردنی کام اور ناگفتنی بات رہ گئی تھی اب ہم اوسکی تکمیل کر ڈالین اور خاندان رسالت کی اچھی طرح بیحرمتی ہو"۔ اس عبارت مین ایڈیٹر صاحب نے چند غیر واقع باتونکو اکٹھا کر دیا ہے چونکہ ہر بات کی حقیقت علحدہ دکہا دینا بہتر ہوگا اسلئے ہمنے سب پر نمبر لگا دیا ہے۔

(۱) شہادت حضرت امام حسینؑ کا جو بمنشاے قول رسولؐ حسین منی وانا من حسین داخل کلمہ شہادتین ہین محض فی سبیل اللہ واقع ہونا اور اونکی تعزیہ داری کا باعث ترویج و ترقی دین اسلام ہونا ایسا بدیہی امر ہے کہ جسکے عقلاے یورپ بھی قائل ہین جسکی نظیرین جرمنی انگریزی اور فرانسیسی فلاسفرون کی تحریرون سے اوپر دیجا چکی ہے پس حسینؑ کی عزاداری مین صرف کرنا اسراف نہین بلکہ انفاق فی سبیل اللہ ہوا جسکا حکم اور جسکی تعریف اور جسکی عمدہ جزا اوسمین صریح الفاظ مین بکثرت قرآن مین موجود ہین اور اسمین بخل کرنا یا دوسرونکو خرچ کرنے سے منع کرنا سبیل اللہ سے باز رہنا اور باز رکھنا ہے جسکی مذمت اور جسکے عوض مین عذاب الیم کا وعید صریح الفاظ مین بکثرت قرآن مین موجود ہے۔

(۲) ڈھول دمامے گانے بجانے سے حسینؑ کی مجلس عزا کو تو کوئی واسطہ نہین جو لوگ ایسا کرتے ہون اونکو چاہیئے کہ نہ کرین۔ پاک و پاکیزہ مجلسین کیا کرین جسمین بجز ذکر فضائل و مصائب اور وعظ و پند اور رونے رلانے کے دوسرا کوئی شغل نہ ہو۔ ہان مولودون اور عرسون مین البتہ ڈھول دمامہ گانا بجانا سب کچھ ہوتا ہے اوسکے نسبت ہم کچھ نہین کہ سکتے کیونکہ وہ جواب دینگے کہ غنا جائز ہے ابو حنیفہ وغیرہ سنتے تھے (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۵۱۶) صحیح ترمذی مین ہے ایک سیاہ فام لونڈی نے اپنی نذر ادا کرنیکے لئے رسول اللہ کے

ایک منچلا صحابی

شیعہ مصنفین کی توجہ چونکہ شروع سے سینونکے خلفائے ثلثہ ہی کی طرف زیادہ رہی اس سبب سے ان حضرات کے سچے حالات اصلی طرز معاشرۃ اور پرایوٹ معاملات ایک حد تک پبلک مین آچکے ہین اور ہر مسلمان جسکو تھوڑا سا بھی سواد ہو ان تینونکے چپے چپے سے کچھ نہ کچھ واقف ہوگیا ہے لہذا یہہ بحث گویا پامال شدہ زمین ہے۔ البتہ اون اصحاب کے واقعات بالکل تاریکی مین پڑے ہوے ہین جو ان خلفا کے تلامذہ راشدین تھے اور اپنے مقدس اوستادون کے قدم بہ قدم چلتے تھے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ اونکے سوشیل لائف کے سچے نمونہ اور حرکات وسکنات کے ہوبہو فوٹو تھے۔ چونکہ ان مریدون کے حالات معلوم ہونے سے بڑے پیرونکے خفیہ اور صفحۂ اوراق سے مٹائے ہوئے واقعات کا اندازہ ہوسکتا ہے (کیونکہ یہ مسلم ہے اولاد سے والدین۔ پھل سے درخت اور شاگرد سے اوستاد کی حقیقت معلوم ہوتی ہے) اسوجہ سے مناسب ہے کہ ان حضراتکے حالات بھی ڈھونڈھے جائین اور کبھی کبھی تفریح طبع کا ذریعہ قرار دیئے جائین۔

اسی بناپر مین ذیل مین ایک معزز انصاری صحابی کا مستند اور مشہور واقعہ درج کرتا ہون تاکہ معلوم ہو جس دین کی بنا چورھے پر ہوئی ہے اوسکی گلیان کس وضع کی ہین یا جس مذہب کی عمارت کی دیوارین ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور یزید ہین اوسکی اینٹین کیسی تھین راقم کا خیال ہے کہ اصول مذہب اہلسنت کی بناپر اگروہ حدیث صحیح ہو جسمین مدینہ علم کی دیوارین یہ چار حضرات قرار دیئے گئے ہین تو پھر اون دیوارون کی اینٹین بھی ایسی ہی متقی متشرع اور پابند اصول اسلام حضرات ہونگے تاکہ جزو کل کی مناسبت قائم رہ سکے۔

عربی زبان مین ایک نہایت مشہور اور کثرت سے مستعمل ضرب المثل "فلان اشغل من ذات النحيين" ہے یہ ایسے موقع پر استعمال کرتے ہین جہان کوئی شخص کسی ایسے کام مین پھنسا ہوا ہو جس کو وہ چھوڑ نہ سکے اگرچہ اوس کام کی وجہ سے اوسکا کتنا ہی زیادہ

نقصان کیون نہ ہو جائے۔ اب اس ضرب المثل کی اصلیت اور اسکے مبد اور منشا کو ملاحظہ فرمائے۔

عربی علم ادب کے مسلم الثبوت امام علامہ ابو محمد القاسم بن علی الحریری نے جنکی کتاب مقامات حریری مشہور زمانہ اور مستغنی عن التعریف ہو اسی کتاب کے سینتالیسوین مقامہ مین اس ضرب المثل کا استعمال کیا ہے اور پھر بعد ختم مقامہ کے اوسکی تفسیر بھی خود ہی کر دی ہے چنانچہ اس ضرب المثل کی تفسیر مین وہ لکھتے ہین وَ اما ذات النحیین فھی امرءة من تیم اللہ بن ثعلبہ حضرت سوق عکاظ ومعھا نحیا سمن فاستخلی بھا خوات بن جبیر الانصاری لیبتاعھا منھا ففتح احدھما فذاقہ ودفعہ الیھا فاخذتہ باحدی یدیھا ثم فتح الاخر وذاقہ ودفعہ الیھا فامسکتہ بیدھا الاخری ثم غشیھا وھی لاتقدر علی الدفع عن نفسھا لحفظھا فم النحیین وشحھا علی السمن فلما قام عنھا قالت لاھناک فضرب بھا المثل فیمن شغل"۔ ترجمہ۔ ذات النحیین کا واقعہ یہ ہوکہ یہ ایک عورت تھی قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے۔ وہ ایک دفعہ بازار عکاظ مین دو مشک گھی لیکر گئی۔ اتنے مین حضرت خوات بن جبیر صحابی انصاری اوسکے پاس آئے اور اوس جگہہ سے تنہائی مین گھی خریدنے کے لئے اوسکو بلایا (چنانچہ وہ دونون مشکین علحدہ لیگئی) پس صحابی صاحب نے ایک مشک کا دہانہ کھولکر گھی چکھا اور اوسی طرح کھلی ہوئی مشک اوس عورت کو دیدی پھر فوراً ہی دوسری مشک کھولی اور اوسکو بھی چکھکر اوسی طرح اوس عورت کے حوالہ کی اوس نے اوسکو بھی دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا جب اسطرح اوس عورت کے دونون ہاتھ بجھ گئے تو باحیا اور ایماندار صحابی اوس عورت پر چڑھ بیٹھے اور خوب منہ کالا کیا کیونکہ عورت کے دونون ہاتھ بجھے ہوئے تھے وہ مجبور تھی اگر صحابی صاحب کو روکنا چاہتی تو دونون مشک کا گھی بہہ جاتا۔ پھر جب صحابی صاحب اس کرتوت سے فارغ ہوے تو اوس عورت نے ان کو خوب کوسا (اور کر کیا سکتی تھی؟) بس اوسیوقت سے یہ ضرب المثل اس عورت کے نام سے مشہور ہو گئی (دیکھو مقامات حریری مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۸۷)۔

یہ ہے سنیون کے پیشوایان دین کے حالات کا ادنی نمونہ اور یہ ہے بانیان اسلام (بقول سنیان) کے اخلاقی ومذہبی معاشرت کا خاکہ۔

اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد رجال کی کتابون مین ان صحابی صاحب کے حالات تلاش کرنیکا خیال پیدا ہوا چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری کی مشہور تصنیف اسد الغابہ مین (جو صحابہ کے حالات مین مشہور ترین اور سب سے زیادہ مستند کتاب ہے) یہ عبارت ملی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۲۵:

خوات بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس وھو البرک ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی یکنی اباعبد اللہ وکان احد فرسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھد بدرا ... قال ابن الکلبی وھو صاحب ذات النحیین وھی امرأۃ من بنی تیم اللہ کانت تبیع السمن وتضرب العرب المثل بھا فتقول اشغل من ذات النحیین والقصہ مشہورۃ فلا نطول بذکرھا"

یعنی خوات بن جبیر ایک انصاری صحابی تھے جو رسول کے سوارون سے ہین اور جنگ بدر مین شریک تھے۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ یہی ہین ذات النحیین[۱] والے۔ ذات النحیین قبیلہ بنی تیم اللہ کی ایک عورت تھی جو گھی بیچا کرتی تھی۔ اہل عرب اوسی کے

---

[۱] اڈیٹر النجم نے (جنہون نے قرآن مین تحریف ثابت کرنیکا ٹھیکہ لیا اور بیڑا اوٹھایا ہے) لفظ صاحب کا ترجمہ شوہر کرکے اپنے مقتدر صحابی کے فاش عیب کو مثل کتمان حق کے چھپانے ہوئے اپنے علماے متقدمین ومتاخرین کے کمال فن جعل سازی کو یاد دلادیا ہے اگر وہ خوات ابن جبیر کا شوہر ذات النحیین ہونا لغوی یا تاریخی حیثیت سے ثابت کردین تومین بلا پس وپیش مان لون کہ آپ مولوی ثناءاللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کے اوستاد معظم ہین۔ اڈیٹر صاحب النجم ... ترجمہ اسد الغابہ مین ایسی ہی تحریفی کارروایان کی ہین جنکو مین انشاءاللہ ... پبلک مین لاؤنگا ۱۲ منہ

نام سے ضرب المثل اشغل من ذات النحیین کا استعمال کرتے ہین - یہ قصہ مشہور ہے اسلئے ہم اپنا کلام اوسکے ذکر سے طویل کرنا نہین چاہتے - انتہی

کیون نہ ہو جب فضائل اہلبیت مٹائے گئے - احادیث رسول صلعم بھلا دی گئین اور (بقول علماے اہلسنت) قرآن مین تحریف کردی گئی تو پھر صحابہ کے کرتوت پر کیون نہ پردہ ڈالا جاتا مگر ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا -

بیچارے ابن اثیر جزری کے چھپائے بھلا ایسا واقعہ پوشیدہ رہ سکتا ہے جسکو پکار پکار کر بتلانے والی ہزارون کتابین (خصوصاً علم ادب کی) موجود ہون - اگرچہ ایماندار مورخ صاحب نے اس واقعہ فاحشہ کا ذکر تو اپنی کتاب مین نہین کیا لیکن انھین صحابی صاحب کے ترجمہ مین ایک دوسرے واقعہ کا مزہ دار حال یون لکھتے ہین -

" ان خوات بن جبیر قال نزلنا مع رسول اللہ ص مرا الظہران فخرجت من حبائی فاذا انا بنسوة یتحدثن فاعجبننی فرجعت فاستخرجت حلة فلبستها و جئت فجلست معهن وخرج رسول اللہ ص من قبة فلما رایت رسول اللہ هبته و اختلطت وقلت یا رسول اللہ جمل لی شرد فانا ابتغی له قیدا ومضی فاتبعته فالقی الیّ رداءه ودخل الاراك فقضی حاجته وتوضاء فاقبل والماء یسیل علی صدره من لحیته فقال اباعبد اللہ مافعل ذلك الجمل و ارتحلنا فجعل لا یلحقنی فی المسیر الا قال السلام علیك اباعبد اللہ مافعل شراد ذلك الجمل فلما رایت ذلك تعجلت الی المدینة واجتنبت المسجد والمجالسة الی النبی ص فلما طال ذلك علی اتیت المسجد فقمت اصلی فخرج رسول اللہ ص من بعض حجره فجاء فصلی رکعتین فطولت رجاء ان یذهب ویدعنی فقال اباعبد اللہ طول ماشئت ان تطول فلست بمنصرف حتی تنصرف فقلت فی نفسی واللہ لاعتذرن الی رسول اللہ ص ولابرئن صدره فلما انصرفت قال السلام علیك اباعبد اللہ مافعل شراد ذلك الجمل فقلت والذی بعثك بالحق ماشرد ذلك الجمل منذ اسلمت " (ملاحظہ ہو اسد الغابہ جلد ۲ ص ۱۴۶ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ (یہی صحابی) خوات ابن جبیر خود ناقل ہین کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک دفعہ مقام مرالظہران مین اوترا اور جب اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو چند عورتون کو باتین کرتے دیکھا جنھون نے میرے دلکو چھین کر دیا پس مین فوراً ہی پلٹا اور ایک نفیس بھڑکدار جوڑا پہنکر اون عورتون کے جمگھٹے مین آبیٹھا۔ اتنے مین رسول اللہ صلعم اپنے قبہ سے برآمد ہوئے آپکو دیکھکر میری روح فنا ہوگئی اور مین نے آہستہ سے آپکے ہمراہ ہوکر عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے مین اوسیکو پکڑنے نکلا ہون (مگر) حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی راہ چلے گئے مین بھی پیچھے پیچھے رہا (پھر ایک جگھ ٹھہر کر) آپنے اپنی چادر مجھے دیدی اور خود اراک کے درختون مین قضاے حاجت کے لئے تشریف لیگئے۔ بعدہ وضو کرکے میرے جانب متوجہ ہوے اس حالت سے کہ آپکی ریش مبارک سے سینہ اقدس پر پانی ٹپک رہا تھا اور فرمایا اے ابوعبداللہ اوس اونٹ کا کیا حال ہے مین نے کچھ جواب نہ دیا اور ہم دونون آدمی چلتے رہے مگر حالت یہ تھی کہ اثناے راہ مین جب میرے قریب ہوجاتے یہی سوال فرماتے کہ وہ اونٹ بھاگ کر کیا ہوگیا جب مین نے اس (آنحضرت کے بنانے اور چھیڑ خوانی کرنیکو) دیکھا تو (مارے شرم کے) مدینہ مین چھپ رہا اور مسجد کی آمدورفت اور حضرت کی زیارت بالکل ترک کردی (کیونکہ حضرت اصل واقعہ کو سمجھ گئے تھے اور راز فاش ہونے سے مین شرمندہ رہتا تھا) اسی طرح جب ایک مدت گذرگئی تو ایک روز مین مسجد مین آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ ناگاہ آنحضرت اپنے حجرہ سے تشریف لاے اور دو رکعت نماز پڑھی آپکو دیکھکر مینے اپنی نماز کو خوب طول دیا اس امید مین کہ جب تک حضرت تشریف لیجائینگے اور مجھے چھیڑنیکا موقع نہین ملیگا مگر حضرت تاڑ گئے اور فرمایا اے ابوعبداللہ تو اپنی نماز کو چاہے جتنا طول دے مین تو اوسوقت تک نہین جاتا جبتک تو نماز سے فارغ نہین ہوتا جب مینے یہ سنا تو اپنے دل مین کہا اب چھٹکا نہین ہوسکتا بہتر یہی ہوکہ آپ سے معذرت کرلون اور آپکے دل کو اپنی طرف سے صاف کردون۔ یہ قصد کرکے جب مینے نماز ختم کی تو فوراً حضرت نے چھیڑا کہ اے ابوعبداللہ اوس گم شدہ اونٹ کا تو حال بیان کرو۔ اوسوقت مین نے عرض کیا یا حضرت قسم ہے اوس پروردگار کی جس نے آپکو مبعوث بحق کیا جب سے مین اسلام لایا میرا کوئی بھی اونٹ نہین گم ہوا (اوسوقت

صرف حیلہ تھا)"

اس واقعہ سے بھی اس امر کا اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ ان صحابہ اہلسنت پر اسلامی تعلیم کا کسقدر اثر ہوا تھا۔ پھر کیون نہ اس زمانہ مین اسلامی عمارت ضعیف ہو اور کیون نہ آریہ اعتراضات سے اسکی دیوارین ہلجائین۔ جبکے ستون ایسے پاکیزہ اوصاف اور قابل تقلید اخلاق کے بزرگ قرار دئے جائین اور اصلی بانیان اسلام کے حالات صفحہ دنیا سے مٹائے جائین جنکی اشاعت اگر کیجاتی تو اسلام پر ایک اعتراض بھی نہین سنائی دیتا فقط

راقم ابو العلاء کجہوی طالب العلم

صحابہ پرستی کا بطلان

کسقدر سچ فرمایا ہے رسول اللہؐ نے یا ابا بکر لیت انی لقیت اخوانی فقال ابو بکر یا رسول اللہ نحن اخوانک قال لا انتم اصحابی۔ اخوانی الذین لم یرونی وصدقوا بی واحبونی لانی احب الی من ولدہ و والدہ قالوا یا رسول اللہ نحن اخوانک قال لا انتم اصحابی صفحہ ۱۳۸ صواعق محرقہ

کہ اے ابوبکر کاش ہم ملاقات کرتے اپنے بھائیون سے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ آپکے اخوان سے ہین حضرت نے فرمایا نہین تم تو اصحاب ہو ہمارے اخوان تو وہ ہین جو بے دیکھے ہماری تصدیق کرینگے اور وہ ہمکو اپنی اولاد او رباپ سے زیادہ محبوب رکھینگے صحابہ نے کہا یا حضرت ہم ہی تو آپکے اخوان سے ہین حضرت نے فرمایا کہ نہین تم صرف اصحاب ہو۔

اور دوسری حدیثون مین جو صحاح ستہ مین موجود ہین حضرت نے فرمایا من اصحابی لا یرانی ہمارے اصحاب سے کچھ لوگ تو ایسے ہونگے جو پھر ہمکو کبھی نہ دیکھینگے وغیرہ صدہا حدیثین ہین جن سے اصحاب کا مرتد ہونا اور داخل جہنم ہونا ظاہر ہے۔

اب اس حدیث کی اسطرح تصدیق ظاہر ہو رہی ہے کہ خود اہلسنت نہین بلکہ اہلحدیث ان صحابہ کی اسطرح قلعی کھول رہے ہین کہ تمام عالم کو معلوم ہو کہ یہ لوگ کیسے تھے۔

ہم یہان اونکے ظلم و ستم کو لکھنا چاہتے ہین نہ فسق و بدعت کو جس سے کیسکو اوسمین گفتگو کی

نوبت آئے۔ بلکہ اونکے فہم وادراک کی حالت پر ایک روشنی ڈالنا چاہتے ہین وہ بھی صرف اخبار اہلحدیث سے تاکہ معلوم ہو وہ صحابہ جو حامل اسرار شریعت بتائے جاتے ہین کیسے صاحب فہم تھے۔

ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ محرم ۱۱ جلد، صحیح بخاری کتاب الزکوۃ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبة یذرعونہا فکانت سودۃ اطولھن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدھا الصدقة وکانت اسرعنا لحوقا بہ وکانت تحب الصدقة "

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مین سے بعض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ (آپکے بعد عالم برزخ مین) ہم مین سے کون سب سے جلد آپسے ملیگی۔ آپنے فرمایا اطولکن یدا پس وہ سرکنڈہ لیکر ہاتھ ناپنے لگین تو حضرت سودہ سب سے (ظاہری) ہاتھ مین لمبی نکلی (ہم اسی خیال مین رہین حتی کہ حضرت زینب فوت ہوئین) تو پیچھے ہمکو معلوم ہوا کہ اس کے ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ تہا اور وہی یعنی زینب ہم مین سے سب سے جلد آنحضرت صلعم سے جاملین۔ اور وہ صدقہ کو بہت پسند کرتی تھی "

پھر لکھتے ہین " صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت مین حضرت عائشہ کے قول فعلمنا بعد کے بعد حضرت زینب کی وفات کا قصہ محذوف ہے اور اس کے بعد کانت اسرعنا اور کانت تحب الصدقة غائب مونث ضمیرین زینب کی طرف راجع ہین۔

اس کی ایک یہ دلیل ہے کہ اصابہ اور نیز فتح الباری مین حافظ ابن حجر نے مستدرک حاکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسی روایت مین نقل کیا ہے۔ قالت عائشة فکنا اذا اجتمعنا فی بیت احدنا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمد ایدینا فی الجدار نتطاول فلم نزل نفعل ذالک حتی توفیت زینب بنت جحش و کانت امرأۃ قصیرۃ ولم تکن باطولنا فعرفنا حینئذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما اراد طول الید بالصدقة وکانت زینب امرأۃ صناع الیدین فکا

تدبغ وتخرز وتتصدق بہ فی سبیل اللہ (اصابہ ترجمہ ام المومنین زینب رض)"
ان روایتون سے آپکو معلوم ہوگا کہ خود حضرت عائشہ جو علامہ روزگار تھین اور جن کی حدیثوں پر نصف مذہب اہلسنت کا تخمیناً مدار ہے ۔ وہ ایسی خوش فہم تھین کہ حضرت نے جو فرمایا تھا کہ سب سے پہلے ازواج سے وہ بی بی مریگی جسکا ہاتھ سب سے لانبا ہوگا یعنی سب سے زیادہ خیرات کرنیوالی ہوگی ۔ تو اوس سے حضرت عائشہ نے یہ سمجھا کہ لمبے ہاتھ سے ہاتھ کی لمبائی مراد ہے جسکے لئے وہ سرکنڈہ لیکرناپا کرتین حالانکہ حضرت کا مقصود اس سے زیادہ خیرات کرنا تھا پھر جو صحابہ ایسے خوش فہم اور صاحب عقل ہون وہ کیا حامل شریعت ہو سکتے ہین ۔
یہی تو وجہ ہو کہ اب حضرت عائشہ کی روایت عام طور سے ردی ہو رہی ہے چنانچہ اخبار النجم نے متعلق فدک انکی حدیث کو بالکل بے بنیاد قرار دیا ہے ۔
مگر ہم ایک حضرت عائشہ کے نام کیا روئین کہ ۔ این خانہ تمام آفتاب است ۔ کا مضمون ہے کیونکہ دوسرے صحابہ بھی تو ایسے ہی خوش فہم تھے ۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث ۱۲۱ مورخہ ۹ محرم لکھا ہے
سوم یہ کہ مذہب محدثین پر آثار صحابہ حجت نہین ۔ کیونکہ انکا ضابطہ ہے قول الصحابی لیس بحجۃ میرے پاس اس ضابطہ کو توڑنے کی کوئی وجہ نہین پھر معلوم نہین ہوتا کہ اہل حدیث ہوکر انکے متمسکہ ضوابط کو کیون ضعف دیا جاتا ہے ۔ مذہب
مین شرعی حکم قائم کرنیکا مجاز عام صحابہ کو چھوڑکر خلفاء اربعہ کو بھی حاصل نہین ۔ بلکہ کل دنیا اس عہدہ سے قاصر ہے ۔ دیکھیے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ مین اہل حدیث صرف بمنشاء حدیث حضرت عمر کا خلاف کرتے ہین اور اسکو محض سیاسی حکم بتلاتے ہین ۔
امام ابن قیم باوجود اس ضابطہ کو تسلیم کرنیکے کہ قول و فعل صحابی حجت نہین مسلم کو کیسی جواب دیسکتے ہین ان الذین سمعوا القرآن من النبی صلعم وعرفوا تاویلہ مسحوا علی الجوربین ۔ کیا معلوم نہین کہ صحابہ کی سواد اعظم آیت کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب سمجھنے مین غلطی کرگئی تھی اور اس کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کرکے خیط ابیض سے سفید تاگا اور خیط اسود سے سیاہ تاگا مراد لیا تھا ۔ جسپر صبح و شب کا امتیاز کا دارومدار رکھا ۔ کہ جب ان مین فرق معلوم ہونے لگ جائے تو

صبح کا وقت ہو گیا۔ اس سہو کو جملہ من الفجر کے نزول نے رفع کیا۔ اس سے بڑھکر سنئے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جو بڑے بافقاہت صحابی تھے ایک شخص کا نکاح کوفہ مین حقیقی ساس سے کرادیا حالانکہ امہات نساءکم کا ذکر ان کے سینے مین جمع تھا اور روز ہر وقت زبان پر۔ اس خیال سے کہ اس آیت کا مورد ایسی ساس ہے کہ جسکی دختر سے نکح خلوت کر چکا ہو۔ ورنہ بغیر اس صورت کے منکوحہ حرام نہین جب اس کارروائی کو پورا کرکے مدینہ پہونچے تو صحابہ نے انہین اس سہو پر مطلع کیا بمجرد خبر واپسی کا دامن پکڑے کوفہ مین آے اور ان کی باہمی تفریق کرائی (دراسات) اوّلاً آیۃ امہات نساءکم کا مطلب سمجھنے مین غلطی کھائی اور دوم جو تفسیر آنحضرتؐ نے اس آیت کی بیان فرمائی ایما رجل نکح امراۃ فلا یحل له ان ینکح امہا دخل بھا او لم یدخل۔ رواہ الترمذی۔ اس سے بےخبر رہے۔ اور یہ سب باتین بتقاضائے بشریت ہین۔ جن مین کوئی نقص نہین۔

پھر صلوۃ الوسطی کی تفسیر آیت حافظوا علی الصلوٰت والصّلوۃ الوسطی مین آن حضرت نے صلوۃ عصر سے بیان کی جیسے بروایت علی رضؓ صحیح بخاری و مسلم مین وارد ہے کہ آن حضرتؐ نے جنگ خندق کے روز یہ الفاظ ارشاد فرمائے حبسونا عن صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر ملاء اللہ بیوتھم وقبورھم ناراً۔ اور ایسے ہی عبداللہ بن مسعود و سمرہ بن جندبؓ نے سرور کائنات سے نقل کیا صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر۔ رواہ الترمذی اور اسکے خلاف ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ اور زید بن ثابت نے صلوۃ وسطے نماز ظہر کو قرار دیا۔ الصّلوۃ الوسطی صلوۃ الظھر بالھاجرۃ رواہ مالک عن زید التزمذی عنہما۔ بلکہ بروایت احمد و ابوداؤد و زید بن ثابت کے نزول آیت کی یہی وجہ بیان کی کان رسول اللہ صلعم یصلی الظھر بالھاجرۃ ولم یکن یصلی صلوٰتا اشد علی اصحاب رسول اللہ صلعم منہا فنزلت حافظوا علی الصلوٰت والصّلوۃ الوسطی وقال ان قبلہا صلوٰتین وبعدھا صلوٰتین۔ اور حضرت علیؓ و ابن عباسؓ کہا کرتے تھے الصّلوۃ الوسطی صلوۃ الصبح۔ رواہ فی الموطا والترمذی عن ابن عباس و ابن عمر تعلیقا اور آیت ومن اعرض عن ذکری فان له معیشۃ ضنکا کی تفسیر حضرت عبداللہ

بن عباس نے یہ بیان کی کہ اس سے مراد سوء عیشی و تنگی ہے جو انسانوں کو دنیا مین لاحق ہو کر
بدمزہ رکھتی ہے اور جناب علیہ السّلام نے فرمایا۔ اتدرون فیما انزلت ھذہ الایۃ فان لہ
معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی قال اتدرون ما المعیشۃ الضنک قالو
اللہ ورسولہ اعلم قال عذاب الکافر فی قبرہ والذی نفسی بیدہ انہ لیسلط
علیہ تسعۃ وتسعون تنینا۔ رواہ ابو یعلی وابن حبان فی صحیحہ عن ابی ھریرہ

ابن عباس رض نے آیت فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت
واحدۃً فلھا النصف کی تفسیر مین اپنے اجتہاد سے دو دخترون کا وہی حصہ قرار دیا جو ایک
کو حاصل ہے۔ یعنی وہ بھی میراثاً نصف کی مالک ہونگی۔ حالانکہ صریح حدیث مرفوع مین سعد بن
ربیع کی جورو کی فریاد پر آیت میراث نازل ہونیکا ذکر لکھکر یہ الفاظ موجود ہین۔ فبعث رسول
اللہ صلعم الی عمھما فقال اعط لابنتی سعد الثلثین۔

اب کہیئے صحابہ کی کیا قدر و منزلت رہی کہ نہ اون کا کوئی قول و فعل حجت نہ اون کے
فہم و سمجھ پر بھروسہ۔ پھر اون سے دین و ایمان کے متعلق کوئی قول لینا اور اوسپر عمل کرنا
کس درجہ خطرناک ہے۔

ناظرین اصلاح کو ہم اصلاح جلد ۲ کا صفحہ ۵ یاد دلاتے ہین جسمین اس مضمون کی بخوبی
توضیح کی گئی ہے کہ اکثر صحابہ یہی سمجھے تھے کہ جب آیہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض من
الخیط الاسود نازل ہوا۔ تو صحابہ اپنے پیرون مین سیاہ و سفید ڈورہ باندھ کر چین سے
کھایا پیا کرتے کہ جب دونون مین فرق معلوم ہونے لگے گا تو کھانا پینا چھوڑ دینگے۔

جہان حضرت عائشہ کا ہاتھ ناپنا اور سرکنڈے سے پیمایش کرنا معلوم ہوا وہان آپکو ایک دوسری
پیمایش بھی یاد پڑ گئی ہوگی جسکے متعلق لاٹھی محل کا ایک واقعہ شیعہ مین چھپ چکا ہے اور
اصلاح ۱۱ جلد ۱۰ مین بھی اوسکی سند رد المحتار سے دیجا چکی تھی ملاحظہ ہو اصلاح ۱۱ جلد ۱ صفحہ ۲۵

حق یہ ہے کہ حق وہ چیز ہے جو اکثر و بیشتر ظاہر ہوتی ہے کہاں تو ایک وہ زمانہ تھا کہ
جدہر دیکھو صحابہ کا قول ہے صحابہ کا فعل۔ قرآن۔ حدیث سب اسکے سامنے ہیچ یہانتک کہ صرف
اسیوجہ سے حکم رسول اللہ در بارہ خلافت جناب امیر رد کر دیا گیا کہ صحابہ نے سازش کرکے

ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ اور اب یہ زمانہ آیا کہ عام طور سے صحابہ کا قول صحابہ کا فعل بلکہ صحابہ کی رائے یعنی قرآن وحدیث کے مطلب جو کچھ وہ سمجھتے تھے وہ سب رد کیا جاتا ہے۔

اگر آپکو زیادہ شوق ہو تو مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کا رسالہ **اتباع سلف** دیکھئے۔ جسنے سنی دنیا مین ایک ہل چل ڈالدی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۹ لکھتے ہین۔

مناسب ہے کہ ہم اس کے متعلق احکام شرعیہ مین چند مثالین اپنے ناظرین کو سناوین۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری مین ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ عا[بی] پر نقل ہین۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال	کہ رسول خدا نے فرمایا جب امام
اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم	ولا الضالین کہے تم لوگ آمین کہا کرو کہ
ولا الضالین فقولوا امین فانہ من وافق	جسکا قول فرشتون کے قول سے موافق
قولہ قول الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ	ہوگا اُس کے گناہ بخشے جاوینگے"

اس حدیث پر امام ممدوح نے باب تجویز کیا ہے باب جھر الماموم بالتامین یعنی مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا" باب جو محدثین باندھتے ہین۔ اونکا ایک فہم ہوتا ہے جسکو وہ حدیث سے سمجھتے ہین۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ مقتدی کو آمین بالجہر کہنی چاہیئے۔ اسلئے علماء حنفیہ کہتے ہین روایت امام بخاری کی صحیح ہے مگر فہم اور درایت صحیح نہین بلکہ غلط ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے جہر ثابت نہین ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ روایت اور درایت مین فرق ہے۔

نمبر ۲ ترمذی مین روایت ہے کہ حضرت جابر سے کسی نے پوچھا کہ ضبع (بجو) شکار ہے کہا

قلت لجابر الضبع اصید ھی قال نعم قلت	ہان۔ مین نے کہا کھا لیا کرون۔ کہا ہان
أ اکلھا قال نعم قلت اقالہ رسول اللہ صلی	مین نے کہا یہ حکم رسول خدا نے فرمایا ہے
اللہ علیہ وسلم قال نعم (کتاب الاطعمہ)	کہا ہان۔

ضبع چونکہ حنفیہ کے نزدیک حلال نہین اسلئے وہ کہتے ہین کہ رسول خدا نے ضبع کو شکار فرمایا تو حضرت جابر اسکے شکار ہونے سے سمجھے کہ حلال بھی ہے یہ انکا اپنا فہم ہے روایت ٹھیک ہے درایت ٹھیک نہین۔

نمبر ۳۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین۔ کہ خرید و فروخت ہو تو تا مع

البیعان والخیار ما لم یتفرقا او یختار — مشتری جبتک جدا نہون دونون کو واپس

وکان ابن عمر اذا ابتاع بیعا وھو قاعد — کر دینے اور لینے کا اختیار ہے۔ پس ابن عمر (صحابی)

قام لیجب لہ (ترمذی کتاب البیوع) — جب کوئی چیز خریدتے اگر بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہو جاتے تا کہ ان کے حق مین بیع کامل ہو جائے۔

اس حدیث پر حضرت ابن عمر نے عمل کرکے دکھایا کہ مطلب یہ ہے۔ بایع مشتری کی جسمانی علحدگی ہونی چاہیے۔ مگر حنفیہ کا یہ مذہب نہین انکا مذہب ہے کہ بیع ختم ہو کر اور مضمون کی گفتگو شروع ہو جاے جسمانی علحدگی کی ضرورت نہین خواہ اسی مجلس مین بیٹھے رہین۔ اس حدیث کا جواب دیتے ہین کہ ابن عمر کا فعل انکا فہم ہے روایت کے ہم پابند ہین درایت کے پابند نہین۔ (ہدایہ اور نور الانوار)

نمبر ۴۔ امام بخاری نے امام ابو حنیفہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ کہ اگر باکرہ لڑکی سے اجازت نہ

قال بعض الناس ان لم تستاذن البکر — لیجاے اور نہ نکاح کیا ہو۔ تاہم کوئی شخص

ولم تزوج فاحتال رجل فاقام شاھدی — جھوٹا دعوی نکاح کا کرکے دو گواہ جھوٹے گذار دے

زور انہ تزوجھا برضاھا فاثبت القاضی — اور قاضی اوسکے حق مین فیصلہ دیدے حالانکہ

نکاحھا والزوج یعلم ان الشھادۃ — زوج (مدعی) جانتا ہے کہ میرا دعوی بھی غلط ہے

باطل فلا باس ان یطاء ھا و — اور گواہ بھی جھوٹے ہین تو بھی اس سے جماع کرنا

ھو تزویج صحیح — اوسکو حلال ہے۔ اور یہ نکاح صحیح ہے۔

صحیح بخاری — امام ابو حنیفہ رح کا یہ مذہب بیان کرکے امام

کتاب الحیل — بخاری نے اس کے رد مین ایک روایت نقل کی

ان خنساء بنت خذام انکحھا ابوھا وھی — ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ۔ ایک لڑکی کے والد نے باوجود

کارھۃ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم — اس کی کراہت کے نکاح کرادیا تو آنحضرت

ذالک (کتاب الحیل) — صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس نکاح کو رد فرمایا۔

امام بخاری اس حدیث کو امام ابو حنیفہ کے برخلاف لائے ہین حنفیہ کہتے ہین یہ حدیث

تو صحیح ہے مگر امام بخاری نے جو اس سے جو نتیجہ نکال کر امام ابو حنیفہ کا رد کیا ہے یہ امام بخاری کا فہم ہے۔ ورنہ دراصل یہ حدیث ہمارے امام کے برخلاف نہیں۔ *

یہ چند مثالیں بطور نمونہ کافی ہیں ورنہ اس قسم کی سینکڑوں نہیں ہزاروں مثالیں ملتی ہیں کہ روایت اور درایت میں فرق کرکے روایت تو معتبر ہوتی ہے مگر درایت معتبر نہیں۔ اسلئے محدثین کا عام اصول ہے کہ اس قسم کی روایت جو فہم راوی سے تعلق رکھتی ہو شریعت میں دلیل نہیں ہے الموقوف لیس بحجۃ علی الاصح (مقدمہ جرجانی۔ ظفر الامانی شرح نخبہ۔ مقدمہ ابن الصلاح وغیرہ ملاحظہ ہوں) امام شافعی کا قول مشہور ہے کہ لانقلد احد منہم (نور الانوار) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کی بھی تقلید نکیجائے دلیل دیتے ہیں لان الصحابۃ یخالف بعضہم بعضاً ولیس احدہم اولی من الاخر فتعین البطلان (نور الانوار) یعنی اصحاب آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوتے تھے پھر ترجیح کس کو ہوگی لہذا سب کی بابت یہی فتوے ہے کہ کسی کا قول دلیل شرعی نہیں۔ صاحب توضیح فرماتے ہیں عند الشافعی لایجب (تقلید الصحابی) لانہ لما لم یرفعہ لایحمل علی السماع و فی الاجتہاد الصحابۃ وسائر المجتہدین سواء۔ ولان کل مجتہد یخطئ و یصیب عند اہل السنۃ والجماعۃ (توضیح۔ فصل تقلید الصحابی) یعنی امام شافعی کے نزدیک مسائل اختلافیہ اجتہادیہ میں کسی صحابی کی تقلید واجب نہیں کیونکہ صحابی جب اپنے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرتا تو یہ نہ سمجھا جائیگا کہ اُسنے آنحضرت سے سنا اجتہاد میں صحابہ اور دوسرے مجتہد برابر ہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ہر ایک مجتہد سے غلطی اور صحت دونوں ہوتی ہیں پھر تقلید کیسی؟

فائدہ۔ امام شافعی کی اس دلیل سے ثابت ہوا کہ کسی مجتہد کی بھی تقلید واجب نہیں امام شوکانی لکھتے ہیں۔ قد تقرر عند ائمۃ الاصول عدم حجیۃ اقوال الصحابۃ (نیل جلد اول صفحہ ۳۰۳) یعنی علماء اصول حدیث کے ہاں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

* **تنبیہ**۔ اس جگہ ہم کو ان مسائل کی صحت یا عدم صحت سے بحث نہیں بلکہ ہمنے صرف یہ دکھایا ہے کہ معتبر راوی کی روایت کی پابندی ہے مگر درایت اور فہم کی پابندی نہیں۔ منہ

علیہ وآلہ وسلم کے اقوال حجت (دلیل شرعی) نہین۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ اتباع سلف مین بڑے متشدد ہین اور حق یہ ہے کہ ہونا بھی چاہئے حافظ صاحب موصوف نے "اعلام الموقعین مین چھیالیس دلائل اتباع صحابہ پر دیئے ہین جنکو بعض سادہ لوحون نے ہمارے خلاف مدعا سمجھا ہے حق یہ ہے کہ اونکا ایسا سمجھنا اونکی حیثیت کے مطابق ٹھیک بھی ہے سچ ہے ؎

وکم من عائب قولا صحیحا — وآفتہ من الفہم السقیم

حافظ ممدوح نے کتاب "اعلام" مین تو ۴۶ دلیلین وجوب اتباع کی دین مگر زادالمعاد مین حضرت عمر کے فیصلون پر ہنسی اوڑاتے ہین۔

ایک صحابیہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو خاوند نے تین طلاقین دین تو اُسے نان نفقہ کا دعوی کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے کوئی نفقہ نہین یہ مسئلہ معہ اس روایت کے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حضور مین پیش ہوا تو امیر المومنین نے فرمایا ہم خدا کی کتاب اور سنت رسول کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے (حضرت عمر کا فیصلہ تھا کہ مطلقہ ثلاثہ کو نان ونفقہ اور سکونتی مکان ملسکتا ہے) حافظ ابن قیم نے زادالمعاد مین حضرت عمر کے اس فیصلہ کی سخت مخالفت کی ہے اور اپنی تائید مین امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ امام ممدوح حضرت عمر کے اس فیصلہ پر ہنسا کرتے تھے"۔ (مصری جلد ۲ ص ۳۵۵)

ناظرین والاتمکین بالغور ملاحظہ فرمائین کہ جب ایسے ایسے علما جو اہلحدیث کے ائمہ دین سے گذرے ہین صحابہ کے قول کو نہین مانتے حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اوڑاتے ہنسا کرتے۔ تو پھر شیعو پر کیون زبردستی کی جاتی ہے کہ انکو خلیفہ برحق مانو اور لعنت نہ کہو۔ حالانکہ بدیہی بات ہے کہ جس خلیفہ کے اقوال قابل مضحکہ ہون وہ کب خلیفہ رسول ہوسکتا ہے۔

انجمن اتحاد لکھنؤ

اسکے متعلق ایک مراسلہ اصلاح نمبر۸ مین شایع ہوچکا جس سے اسکی ضرورت نمایان ہے اب ہمکو دیکھنا ہے کہ ہماری اغراض اتحاد سے کیا ہین اور کہانتک ممکن ہین۔

اسوقت اتحاد کی خواہان کل قومین ہین اور ہر ایک کے اغراض مختلف ہین کانگریسی یا انارکسٹ جو گورنمنٹ سے بغاوت پر آمادہ ہین اونکی غرض تو اتحاد سے یہ ہے کہ قوم کی قوت مجتمعہ سے بمخالفت گورنمنٹ کام لین کہ انگریزونکو نکالکر ہندوستان کی حکومت ہمارے ہاتھ آئے۔ مگر این خیالست ومحالست وجنون نہ صرف اس لحاظ سے کہ ایسی گورنمنٹ کے مقابلہ کا خیال جنون کے حدمین داخل ہو۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ یہ خیال موجب ہزاران زحمت ومعصیت ہے کہ سایہ رحمت سے نکلکر عذاب دینی و دنیوی مین مبتلا ہون۔

سنیون کی تحریک اتحاد کیلئے قریب قریب اسی غرض سے ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی کا پھریرا لہرائے جسکے لئے کئی دفعہ ایک خلیفہ یا ایک ملائے اعظم کی تحریک بھی کر چکے ہین۔

شیعون کی غرض اس تحریک سے نہ گورنمنٹ کی مخالفت ہے نہ سلطنت ایران کو بلانا نہ کسی ملا یا مجتہد کو حکومت دلوانا کیونکہ یہ سب ناجائز اور خیال محال ہے۔ بلکہ ہماری غرض صرف اسقدر ہے کہ زیر سایہ عطوفت گورنمنٹ انگلشیہ ہم اپنے مراسم مذہبی کو بہ آزادی انجام دیسکین جو آجتک کسی سلطنت مین یہ بات ہمکو نہ مل سکی۔ لہذا ہم چاہتے ہین کہ نہ ہمکو ہندوون سے مخالفت ہو نہ عیسائیون سے نہ وہابیون سے نہ مرزائیون سے نہ آریون سے۔

جسکی سب سے آسان صورت یہ ہے کہ ہم کسی سے مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کرین کسی سے مخاصمت مخالفت نہ کرین بلکہ حلم محکم لکم دینکم ولی دین پر عامل ہون جسکو اہلسنت اگرچہ منسوخ جانتے ہین مگر خدا اور رسول پر یہ افترا ہے۔

ہم نہ اس سے مذہبی مناظرہ کو بند کرتے ہین نہ احقاق حق کو مسدود کرنا چاہتے ہین بلکہ اون بزدلانہ حملونکو روکنا چاہتے ہین جو ایک مذہب والا دوسرے مذہب پر کرتا ہے مثال کے طور پر آپ صرف اہلحدیث نمبر۳۳ مورخہ ۱۶ جمادی الاخری کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے۔

"معصر الحق دہلی نے نعرہ حیدری کے جواب مین چند فقرے دہلوی نمک مرچ سے لکھے تھے جسپر آریہ اخبار پرکاش نے ایک واعظانہ حیثیت سے کچھ کلمات فرمائے ہین جنکی ہم بھی تصدیق کرتے ہین"

اس عبارت نے آپکو بتادیا ہوگا کہ الحق کی تحریر کیسی تھی جسکو اڈیٹر اہلحدیث بھی قبول

کرتے ہین کہ دہلوی نمک مرچ سے لکھی گئی - اور پھر نصیحت پرکاش کی بھی تصدیق کرتے ہین اب فرمائیے اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہیے - کیونکہ یہ تو ظاہر ہے وہ مخالف اسلام ہو اسکے عوض مین وہ کسکو لکھے گا اور بات کہان جائیگی -

مگر یہ شرافت ہے پرکاش کی جس نے بقول اہلحدیث صرف مسلمانون ہی پر اپنے غصہ کو محدود رکھا کہ لکھتا ہے "ہمنے سمجھا تھا کہ مسلمانون کے مذہبی پرچون مین کوئی تو بدتہذیبی سے مستثنے ہوگا لیکن یہان تو سارا آوا ہی بگڑا ہوا ہے"

اس تحریر سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ ہمکو اپنی تحریرون مین وہ متانت رکھنی چاہیے کہ مخالف سے مخالف بھی مان جاے کہ یہ لوگ ہین اخلاق محمدی کے پیرو جو اپنے حریف کیساتھ یہ برتاؤ کرتے ہین اور قولا لهما قولا لينا پر عامل ہین

ہم اسکو مانتے ہین کہ آریون کا برتاؤ بھی مسلمانون کے ساتھ کچھ اچھا نہین ہو شکایت کے قابل ضرور ہین - مگر کیون وہ صرف انہین وہابیون اور مرزائیون کی بدتہذیبی و سخت کلامی سے جس کا اثر تمام مسلمانون پر پڑتا ہے اور سب متاثر ہوتے ہین حالانکہ از ماست کہ بر ماست کا مضمون ہے -

آپکو یاد ہوگا ایک دفعہ اہلحدیث نے ایک مضمون لکھا تھا جسکی سرخی یہ تھی "کیا دیانند حرامزادہ تھا" جسپر اصلاح نے کچھ متنبہ کیا تو بہت کچھ اول فول بک گئے -

غرض ممبران انجمن اتحاد کا فرض ہو کہ پہلے اون اخبارون کی دریدہ دہنی روکین جو آریہ - عیسائیون سے شب و روز جنگ زرگری مین مشغول ہین کیونکہ اونکا جب حملہ ہوگا خدا و رسول پر جنکی تعظیم و تکریم مین تمامی اہل اسلام متفق ہین -

بخلاف اختلافات شیعہ و سنی کہ یہان اختلاف کی حدود خلفائے ثلثہ مین محدود ہین شیعہ انکو برا جانتے ہین اہلسنت اچھا - اس بارے مین اگر بدتہذیبی ہو تو چندان جائے شکایت نہین - مگر اہلسنت کو دیکھیے تو وہ رسول اللہ کی نسبت ہر قسم کے سب و شتم کو جائز رکھتے ہین لیکن خلفائے ثلثہ کی نسبت جامہ سے باہر ہو جاتے ہین

آریہ کی نسبت اگر غور کیجیے تو بجز اختلاف عقائد کے جو لوازم اختلاف مذہب ہے کوئی

فعل اونکا مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہوسکتا بخلاف مسلمانون کے کہ مثلاً گائے خوری انکی ایسی ہے کہ اس سے رنج پہونچنا اونکا ایک فطری امر ہے۔

لہذا ممبران انجمن اتحاد کا پہلا فرض اس شکایت کا دفعیہ ہے جس سے ناحق دوسرونکو ملال ہو اور ہماری صحت جسمانی کو مضر ہو۔ پھر اون اختلافات پر نظر کرنا چاہیے جو شیعہ و سنی مین باعث اختلاف ہے کیونکہ اگر آپ غور کرینگے تو شیعونکو کسی ایسے امر کا مرتکب نہ پائینگے جس سے فریق ثانی کو رنجش ہو بخلاف اہلسنت کہ جو فعل اونکا ہے رنجدہ اور موجب ملال مثال کی طور پر وضو کو لیجئے کہ خلاف حکم خدا و رسول بجائے مسح قدمین وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین صرف تعمیل تعلیم خلیفہ دوم غسل رجلین کرتے ہین یعنی پاؤن دھوتے ہین۔ جس سے ہر اوس مسلمان کا جو خدا اور رسول پر ایمان لایا ہے رنجیدہ ہونا فطری امر ہے کہ جس پر ایمان لائے ہین اوسی کے خلاف کر رہے ہین دیکھو رسالہ وضو۔

اذان سے حی علی خیر العمل صرف اس جرم پر نکال دیا گیا کہ خم غدیر مین جب حضرت نے خلافت جناب امیرؑ کا آخری اعلان فرمایا ہے تو اسی جملہ سے سب بلائے گئے۔ دیکھو تاریخ الاذان

تراویح صرف اس غرض سے رائج ہوئی کہ روزہ رکھنا لوگ کم کر دین اور نماز تہجد کی عادات چھوٹ جائے جسکا وقت آخر شب مین تھا شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہوین اس غرض سے رائج ہوئی کہ عاشور کی عظمت کم ہو جو سال بھر مین صرف ایک بار ہوتا تھا اوسکے عوض ہر مہینہ مین یہ رسم جاری ہوئی۔ اسیطرح صوفیونکے ہزارون عرس اور زیارت گاہین قایم ہوئین کہ مسلمانون کی توجہ ائمہ اہلبیت طاہرین سے کم ہو جائے جو بقول شاہ عبدالعزیز صاحب فیوض باطنی کے مرکز و منبع تھے۔

غرض ایسے ہزارہا مذہبی امور ہین جنکا احصا ان سب مین دشوار ہے۔ انکی جو نیتین ہین عبادت کے متعلق ہو یا غیر عبادت کے وہ سب اسلام کے خلاف ہین جس سے ہر مسلمان کو رنج پہونچنا ایک لازمی امر ہے اور خود بھی علمائے اہلسنت ان سب باتونکے بدعت اور حرام ہونیکا اقرار کرتے ہین کہ کل امور ناجائز اور بدعت ہین مگر صرف مسلمان کی دل آزاری کیلئے خود بھی کرتے ہین اور لوگون سے بھی کراتے ہین تاکہ اونکی دلشکنی ہو اور دل آزاری۔

بخلاف شیعونکے جو ایک سرے سے تبرا ہی تعلیم خدا اور رسول سے ہٹانہین چاہتے نہ خلاف حکم خدا و رسول کلوخ لیتے ہین نہ وضو مین پیر دہوتے ہین نہ اذان سے حی علی خیر العمل کو ساقط کرتے ہین۔ نہ تراویح پڑہتے ہین نہ گیارہوین کرتے ہین نہ کسی کا عرس۔

اہلسنت کو اگر ہمسے اختلاف ہو تو صرف دو امر سے ایک لعنت خلفاے ثلثہ سے جسکے نسبت یہ فرمایش ہو کہ نام لیکر نہ کہو جسکے مطلب یہ ہین کہ احکام خدا و رسول مہمل ہین کیونکہ اسکا تو اقرار ہو کہ منافقین پر لعنت ہو کاذبین غاصبین خائنین پر لعنت ہو مگر وہ چاہتے ہین کہ یہ کسیکو نہ معلوم ہو وہ کونسا منافق یا غاصب یا کاذب تھا جسپر یہ لعنت ہو۔

دوسرا اختلاف انکا تعزیہ داری امام مظلوم سے ہو کہ نہ حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مناقب بیان ہون نہ حالات شہادت کیونکہ اس سے بعض صحابہ مین ہیجان ہوتا ہو اور مسلمانون کے دل اون سے پھرتے ہین۔

حالانکہ اسلام کی عام اور خاص تعلیم اس بارہ مین کہ مظلومون سے ہمدردی اور ظالمون سے نفرت کیسی تاکیدی ہو کہ ظالم کے لئے بجز لعنت کوئی امر نہین۔

ان سب باتون کے ساتھ آپ جب دیکھئے گا تو کسی شیعہ کے دل مین وہ نفرت نہین ہو جو ایک معمولی سنی کو شیعہ سے ہوتی ہو شیعونکو اسی کی تعلیم دی گئی ہو کہ وہ ہر انسان کیساتھ انسانی سلوک کرین جو سب سے زیادہ دشمن ہو اوسکے ساتھ ہمارا لطف و مدارا زیادہ ہو۔ اسیوجہ سے نہ کسی آریہ کو شیعون سے شکایت ہوتی ہو نہ کسی عیسائی کو۔

بخلاف اسکے سنیونکو یہ تعلیم دی گئی ہو کہ وہ اپنی قوت و اقتدار جمعیت و غلبہ سے ہر وقت کام لین اگر چہ وہ نہ ہو تو صرف حاضری کے حلوا روٹی کیلئے تبرا بھی ممنوع نہین۔ غلبہ ہو تو جہانتک بنے گائے حلال کرکے ہندوونکو ستاؤ اور شیعونکو تو نہ اذان کہنے دو۔ نہ تعزیہ داری کرنے دو جسکے لئے ہزارہا اشتہار ہر سال اہلحدیث شایع کرتا ہو مگر نہ مفت بلکہ دام لیکر کہ ادہر شیعونسے شب و روز تکرار رہو کہ انکا فائدہ ہے۔ ادہر اشتہار کا دام دوگنا تگنا ملجاتا ہے۔

انجمن اتحاد نے اگر اتحاد و اتفاق کرانے کا ارادہ کیا ہو تو اوسکے لائق اور ہمدرد ممبرونکا فرض ہو کہ وہ صرف اس امر مین کوشش کرین کہ گورنمنٹ نے جو آزادی کا حق ہر مذہب

والے کو دیا ہی اوس نعمت سے ہر فریق کامیاب ہوسکے۔ نہ آریہ کو مدعیان اسلام ستائین۔ نہ شیعونکو سنی۔ نہ حنفیونکو وہابی ہر شخص اپنے اپنے طریق پر اپنے مذہبی رسوم کو بجا لائین۔ پہر اتحاد ہی اتحاد ہو

خداوند عالم سورہ حج مین فرماتا ہی لکل امة جعلنا منسکا ھو ناسکوہ فلا ینازعنک فی الامر وادع الی ربک انک لعلی ھدی مستقیم وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اللہ یحکم بینکم یوم القیمة فیما کنتم فیہ تختلفون۔

یعنی ہمنے ہر ایک امت کیلئے ایک طریقہ بنایا ہی جسپر وہ عمل کرتے ہین۔ تو چاہیئے کہ وہ لوگ تمسے اس امر مین جھگڑا نہ کرین اور تم اونکو اپنے رب کی طرف بلاتے رہو کہ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو۔ اور اگر یہ تمسے جھگڑا کرین تو کہدو خدا خوب جانتا ہی جو تم کرتے ہو۔ خدا ہی حکم کریگا بروز قیامت اون باتون مین جنمین تم اختلاف کرتے ہو۔

دیکھیئے اس آیہ مین کیا حکم دیا گیا ہی اور اسپر اگر عمل کیا جائے تو کیا پھر کوئی لڑائی جھگڑا باقی رہ سکتا ہی مگر افسوس کہ ہمارا طرز عمل جو کچھ ہی قرآن کے خلاف جس سے اس روز بد کا مشاہدہ کر رہے ہین۔

مباحثہ شیعہ و سنی لکھنؤ

اس نام کا ایک رسالہ ۲۸ صفحہ پر ہمکو ملا جسکو نواب محمد علی خان صاحب قمر لکھنوی نے شایع کیا۔ یہ مناظرہ روبروے پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند بمقام لکھنؤ ہوا تہا بتاریخ ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۱ع

وجہ اسکی یہ قرار دی گئی ہی کہ میر عبد الحسین صاحب نے جو کوئی طالب العلم ہونگے پنڈت صاحب سے کہا تھا ہمکو حیدرآباد لیچلیئے حضور نظام کو ہم شیعہ کر لینگے۔ اس دعوے نے شاید پنڈت صاحب کو زیادہ برافروختہ کیا جسکے لئے اونہون نے کہا کہ پہلے آپ اپنے علم یا مذہب کی طاقت دکھائیے تب مین آپکو حیدرآباد لیچلونگا جسکو میر عبد الحسین صاحب نے منظور کیا اور پہلے ان سے نواب قمر صاحب سے مباحثہ ہوا۔ اور وہ جاکر مولوی عبد الشکور صاحب اڈیٹر النجم کو لائے۔

یہ خلاصہ ہی اوس رسالہ کے ابتدائی حصہ کا جسکو مصنف نے مقدمہ مین لکھا ہی ہمکو چونکہ واقعات سے

بحث کرنا منظور نہین ہے کیونکہ عنقریب لکھنؤ سے جواب شافی اسکا شایع ہو گا لہذا اصل بحث پر آتے ہین جسکو وہ اسطرح لکھتے ہین۔

کارروائی مباحثہ شیعہ و سنی روبروی جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند بموجودگی شیعہ و سنی و اہل ہنود

حسب الطلب جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب اڈیٹر النجم منجانب اہل سنت مع چند احباب و دیگر شائقین تشریف لائے تاکہ جو تحقیقات کہ جناب مولوی عبد الحسین صاحب اثنا عشری نے جناب پنڈت صاحب موصوف کے سامنے شیعہ و سنی کے مذہبی اختلاف کے متعلق پیش کی ہے اُسپر علمی طریقہ سے روشنی ڈالین۔

(۱) جناب پنڈت صاحب نے مولوی محمد عبد الشکور صاحب سے فرمایا کہ مینے آپکو اسلئے تکلیف دی ہے کہ مجھے اس امر کی تحقیقات منظور ہے کہ شیعہ سنی کے درمیان مین مذہبی اختلاف کیا ہے اور حق پر کون ہے اور مین اس تحقیقات کیلئے اس سبب سے آمادہ ہوا کہ میرے خیال مین اس تحقیقات سے بہت سے فائدے ہونے والے ہین اور جناب مولوی عبد الحسین صاحب اور دیگر حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین پہلے جانشین یعنی حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کافر تھے اور ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہو جانے سے فریقین مین ایک کا حق پر اور دوسرے کا باطل پر ہونا ثابت ہو جائیگا۔ ؎۱

(۲) حاضرین جلسہ کی طرف سے جناب پنڈت صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا اور اُنکو اس ارادہ پر مبارکباد دی گئی یہ امر طے ہو گیا ؎۲ کہ مدار بحث قرآن شریف پر رہیگا جو بات ثابت کیجائیگی قرآن شریف

؎۱ اس موقع پر پنڈت صاحب نے فرمایا تھا کہ مولوی عبد الحسین صاحب یہ بات ثابت کرینگے کہ حضرات خلفائے ثلثہ نبی کو چھوڑ کر جنگ سے بھاگ گئے تھے اور جو شخص جنگ سے بھاگ جاے وہ کافر ہے لہذا آپکو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ جنگ سے بھاگ جانیوالا کافر نہیں جناب مولانا مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ گو جنگ سے بھاگ جانیوالے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے مگر مین اسوقت اسکے متعلق کچھ نہین کہنا چاہتا بلکہ یہ دکھلاؤنگا کہ حضرات خلفاء ثلثہ جنگ سے نہین بھاگے اہلسنت کی کسی کتاب سے اُن حضرات کا بھاگنا ثابت نہین چہ جائیکہ قرآن مجید سے ۱۲ ؎۲ اس امر کے طے ہونے مین بڑی بڑی دقتین پیش آئین اور بہت مشکل سے طے ہوا جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآن مجید ایک قطعی چیز ہے جب

سے ہو گی قرآن شریف کی کسی آیت کا مطلب بیان کرنیکے لئے کوئی غیر قطعی چیز نہ ملائی جائیگی ۔
جناب مولوی عبد الحسین صاحب نے اپنے دعوی کے ثبوت مین اسطرح تقریر شروع کی
اللہ تعالی فرماتا ہو لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم
فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اس آیۂ وافی
ہدایہ مین حق سبحانہ تعالی یون ارشاد فرماتا ہو کہ مدد کی تم لوگون کی خدا نے اکثر مقامات مین اور حنین
کے دن جسوقت تعجب مین ڈالا تم لوگون کو تمہاری کثرت نے اور وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی
اور تنگ ہو گئی تم لوگو نپر زمین باوجودیکہ کشادہ تھی پھر بھاگ گئے تم لوگ پیٹھ پھیر کے ۔
اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی ہو کہ جو لوگ جنگ حنین مین شریک تھے جنگ حنین مین
اُنہون نے پیٹھ پھیری اور جہاد نکیا ۔ اور آیت سے کلام اللہ کی یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ جنگ حنین
مین جو لوگ شریک تھے وہ سب بھاگ گئے باستثناء اُن لوگون کے جنکا ایمان اپنے مقام
مین قرآن شریف کی آیات سے ثابت ہو خداوند عالم یہ ارشاد فرماتا ہو کہ انما المومنین الذین
امنوا باللہ و رسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ۔
اسکے معنی یہ ہین کہ جز این نیست کہ مومن یعنی ایمان والے وہی لوگ ہین جو خدا پر ایمان لائے
ہین اور رسول خدا پر اور جسوقت مین کہ وہ لوگ ساتھ ہوتے ہین رسول اللہ صلعم کے امر جامع
یعنی نماز جماعت و جہاد یا وہ چیزین جنمین جمع ہونیکی ضرورت ہو اور نہین جاتے وہی لوگ

اسکے ساتھ کوئی غیر قطعی چیز ملا کر نتیجہ نکالا جائیگا تو وہ نتیجہ ہمیشہ غیر قطعی رہیگا ۔ لہذا یا تو قرآن سے استدلال کا نام نہ لیا جائے
یا آیات قرآنی کیساتھ کوئی دوسری چیز ملائی نہ جائے اور اگر ملائی جاوے تو وہ ایسی چیز ہو کہ قوت ثبوت مین قرآن کی قوت
ثبوت سے کم نہو جیسے وجود مکہ اور بغداد کی خبر یا مالیجاب شاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کی خبر ۔ مولوی عبد الحسین صاحب نے
اسکے جواب مین فرمایا کہ بغیر حدیث سے مدد لئے ہوئے ہم اپنا دعوی قرآن مجید سے ثابت نہیں کر سکتے بجواب اسکے جناب
مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ آپ یہ لکھوا دیجئے کہ ہم اپنا دعوی قرآن مجید سے ثابت نہین کر سکتے بعد اسکے آپکو اجازت
دیجائیگی کہ حدیث سے ثابت کیجئے مگر یاد رکھئے کہ مین اسی شرط کے موافق حضرات خلفاء ثلثہ کا مومن کامل ہونا ثابت کر سکتا ہون
کہ آیات قرآنی کے ساتھ یا تو قطعا کوئی چیز نہ ملاؤنگا تو وہ ایسی ہی ہو گی کہ قوت ثبوت مین قرآن کی قوت سے کم نہو گی
پنڈت صاحب نے بھی اسی کی تائید کی تب بالآخر مولوی عبد الحسین صاحب نے بھی اسکو منظور کیا ۱۲

جب تک پوچھنے لیں انھین رسول اللہؐ سے وما اصابکم یوم التقی الجمعن فباذن اللہ و لیعلم المومنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ وادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعناکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان —
وہ چیز کہ پہونچی تم لوگون کو جسقدر کہ مل گیئن دونون طرف کی جماعتین بس ساتھ اذن خدا کے ہی (مراد اذن سے یہان علم ہی) یعنی علم خدا مین اور تاکہ معلوم کرے وہی خدا مومنین کو اور تاکہ جان لے اُن لوگون کو جنھون نے نفاق کیا اور کہا گیا اُنھین لوگون سے کہ آؤ جہاد کرو راہ خدا مین یا دفع کرو کہا اُنھین لوگون نے کہ اگر جانئین ہم لوگ لڑائی کو ہرآئینہ پیروی کر سکتے ہین تم لوگون کی وہی منافقین واسطے کفر کے اُسدن قریب تر ہین اُن لوگون سے بہ نسبت ایمان کے پہلی آیت سے جنگ حنین سے بھاگنا اور روگردانی کرنا اصحاب ثلثہ کا ثابت ہوتا ہے - اور دو آیتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جو رسالت مآبؐ کے ساتھ نہ لڑے یا روگردانی کی وہ منافق اور قریب کافر ہونیکے ہی مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے بجواب فرمایا کہ مختصراً آپ سے پوچھا جاتا ہی کہ آیت حنین مین جو اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی اسمین خطاب[1] کس سے ہی آیا کافرون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا ایمان والون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا منافقون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا تینون قسم کے لوگون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات پر مدد کی مولوی عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ انھیں منافق لوگون سے خطاب ہی جو بھاگے کہ ہمنے تم لوگون کی مقامات پر مدد کی - مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا - اوّلاً یہ امر بالکل صاف ہے کہ آیت حنین سے کسی خاص شخص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی یا سلمان فارسی یا ابوذر

---

[1] مطلب اس سوال کا یہ تھا کہ اس آیت مین جن لوگون سے خطاب کرکے یہ کہا گیا ہی کہ تمنے پیٹھ پھیری اُنھین لوگون سے خطاب بھی ہی کہ ہمنے تمھاری بہت سے مقامات مین مدد کی اور خیال تھا کہ مولوی عبد الحسین صاحب اس بات کو کبھی زبان سے نہ نکالینگے کہ خدا نے کافرون یا منافقون کی مدد کر نیکا ذکر اس آیت مین کیا ہی کیونکہ بات نہایت قبیح ہوگی مگر مولوی عبد الحسین صاحب نے اپنے جواب مین اسی کو اختیار کیا جسپر تمام حاضرین سمجھ گئے ہونگے کہ مذہب شیعہ مین خدا کی کیا صفت مانی گئی ہی زیادہ توضیح اس مطلب کی اس وقت نہین کی گئی کہ ایک دوسرا بحث چھڑ جاتا اور اصل مطلب رہ جاتا ۱۲

یا مقداد یا عمار - ثانیاً آپکا یہ فرمانا کہ ازروے اس آیت کے جتنے لوگ جنگ حنین مین شریک تھے سب کا
بھاگ جانا ثابت ہوتا ہے باستثناء اُن لوگون کے جنکا ایمان قرآن شریف کی دوسری آیتون سے
ثابت ہے لہذا دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کرکے اُنکو بھاگنے سے
پاک ثابت کرینگے آیا اسی طرح حضرات ثلثہ رضی اللہ عنہم کا ایمان قرآن شریف سے ثابت ہوکر بھاگنے
سے اُنکا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین - جناب مولوی عبدالحسین صاحب نے فرمایا کہ مین اس بات کا
جواب کل[۵] دونگا جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ جناب پنڈت صاحب آپنے اس بات کا
سمجھنا بھی چاہا تھا کہ شیعہ سنی مین اختلاف کیا ہے لہذا مین آپکو یہ بتلانا چاہتا ہون کہ شیعہ اور سنی
کے درمیان کیا اختلاف ہے - اصل اختلاف دو باتون مین ہے - اوّل یہ کہ اہل سنت قرآن مجید کو
مانتے ہین اور رکھتے ہین کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہی
ہے - اُنکے بعد اس قرآن مین نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر تبدل نہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ اور قرآن
شریف پر حضرات شیعہ ایمان نہین رکھتے - اور رکھتے ہین کہ یہ سب خرابیان قرآن شریف مین رسول
اللہ کے بعد ہوئین مین اپنے اس دعوی کی بابت مختصر اور قطعی دلیل پیش کرتا ہون کہ یہ قرآن
شریف جمع کیا ہوا خلفاء ثلثہ کا ہے اور اس امت کو اُنھین کے ہاتھون سے ملا ہے - دوسری بات
یہ ہے کہ حضرات شیعہ خلفاے ثلثہ کو منافق اور کافر اور بے دین اور خدا جانے کیا کیا سمجھتے ہین -
جسکی بابت تقریر کا پہلا سلسلہ چل بھی رہا ہے ان دونون باتون سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ
ایسے ہون اُنکی دی ہوئی اور اُنکی جمع کی ہوئی کتاب پر ہرگز اعتبار نہین ہوسکتا - دوسری
دلیل میرے اس دعوی کی یہ ہے کہ حضرات شیعہ کے ائمہ سے اُنکی اعلی ترین معتبر کتابون مین
قرآن شریف مین مذکورہ بالا خرابیونکا پیدا ہوجانا روایت کیا گیا ہے اور علماے شیعہ کو اقرار ہے
کہ یہ روایتین صحیح ہین اور علماے شیعہ کو اقرار ہے کہ ان روایتون سے مندرجہ بالا خرابیون کا
قرآن مین پیدا ہوجانا ثابت ہے اور ان روایتون کے خلاف کوئی روایت ائمہ شیعہ سے مروی

---

[۵] یہان تو مولوی صاحب کل جواب دینے کا وعدہ کر رہے ہین مگر آگے چلکر جب شیعونکا ایمان قرآن شریف پر ثابت کرنیکا بار پڑا تو جواب کی تاریخ ایک غیر معین وقت تک ٹال دی گئی مولوی عبدالحسین صاحب نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا تھا کہ مین مجتہدین سے مشورہ لونگا بغیر اُنکے مشورہ کے جواب نہین دیسکتا ۱۲

نہین اور علماء شیعہ کو اقرار ہے کہ ان روایتون کے موافق شیخ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی اور علامہ علی بن ابراہیم قمی اور شیخ احمد بن ابیطالب طبرسی جیسے ارکان مذہب شیعہ کا اعتقاد ہے۔ دوسرا اختلاف فیمابین سنی شیعہ یہ ہے کہ اہل سنت حضرت علیؓ مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سچے تھے۔ ایک جان کیا اگر انکی کرورون جانین جاتی رہتین توبھی جھوٹ بولنے والے نہ تھے حضرات شیعہ علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان نہین سمجھتے اور کہتے ہین کہ وہ جھوٹ بھی بولتے تھے۔

اس دعوی کی مختصر دلیل بحالت موجودہ مین یہ پیش کرتا ہون کہ حضرت علی مرتضی خلفائے ثلثہ کے زمانے مین انکے بھلے کے ساتھ رہے اور انسے لڑے جھگڑے نہین بلکہ انکی تعریف کرتے رہے جیسا کہ شیعون کی اعلی ترین کتابون مین بلا اختلاف مذکور ہے۔ حضرات شیعہ اسکے جواب مین یہی فرماتے ہین کہ یہ تعریف حضرت علی مرتضی نے اپنے دل کے خلاف بطور خوشامد کے کردی یعنی حضرت علی انکو دل مین برا سمجھتے تھے اور زبان سے جو انکی تعریف کرتے تھے یہ جھوٹ تھی۔

مولوی سید عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ ہم پرسون بتاریخ ۲۸ ماہ جون ۱۹۱۰ء جواب کے واسطے دن مقرر کرینگے۔ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۱۰ء روز یکشنبہ

محمد عبد الشکور — پرسون مین کوئی دن مقرر کرونگا عبد الحسین

ل؎ دیکھئے اب کل ہی پرسون ہوگیا اور پرسون بھی جواب دینے کا دن نہین بلکہ جواب دینے کی تاریخ مقرر کرنیکا دن ہے اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب کے اس دعوی کو سنکر مولوی عبد الحسین صاحب کو بہت طیش آیا اور انہون نے سخت لہجہ مین یہ فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے جسکا جواب انکو نہایت نرمی کیساتھ ملا اور انسے کہا گیا کہ اگر غلط ہے تو آپ رد کردیجئے گا۔ پھر مولوی عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ میرا مناظرہ تو نواب قمر صاحب سے طے ہوا تھا مین نہین سے مناظرہ کرونگا اور اسی مسالہ پر جو درپیش تھا مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ نواب قمر صاحب کی کوئی تخصیص نہین ہے خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ مذہبی باتون سے بالکل ناواقف ہین اور اگر ایسا ہی تھا تو آپنے پہلے مجھ سے گفتگو کیون منظور کی باقی رہا یہ کہ بحث کس مسئلہ پر ہو یہ مین بھی مناسب سمجھتا ہون کہ پہلے تو اسی مسئلہ پر جو درپیش تھا بحث ہو جب وہ طے ہو جائے تب آپ مجھ سے میرے دعوی کا ثبوت لیجئے اور اسکو رد کیجئے مگر مجتہد صاحب نے فرمایا کہ مین اب دوسرے کسی مسئلہ پر بحث سننا نہین چاہتا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ شیعہ و سنی مین یہ فرق ہے لہذا اب پہلے پہلو

الجواب

اس تحریر کا پہلا نوٹ نہایت ہی قابل قدر ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا "گو جنگ سے بھاگ جانیوالے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے مگر مین اسوقت اسکے متعلق کچھ کہنا نہین چاہتا بلکہ یہ دکھلاؤنگا کہ حضرات خلفائے ثلثہ جنگ سے نہین بھاگے اہل سنت کی کسی کتاب سے ان حضرات کا بھاگنا ثابت نہین چہ جائیکہ قرآن مجید سے"

مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کے سامنے دعوی تو یہ کردیا مگر افسوس کہ انھین ، کا ثبوت نہین دیا نہ اسکو ثابت کیا کہ فرار سے کفر نہین لازم آتا ۔ نہ اسکو ثابت کیا کہ خلفاء ثلثہ نے فرار نہین کیا۔

کفر فراریان اگر پنڈت صاحب کچھ بھی ذی علم ہوتے تو وہ اسے ثبوت طلب کرتے مگر افسوس کہ وہ خود نا واقف اور پالا پڑا شاطر سے جسکا مذہب انکار ہے اگرچہ بدیہی کا ہو۔

آیہ انما المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ اذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذہبوا حتی یستاذنوہ جس سے مدیر عبد الحسین صاحب نے استدلال کیا ہے بجائے خود نص صریح ہے کفر اہل فرار مین کیونکہ خداوند عالم کلمہ انما فرمایا ہے جسکو اڈیٹر اہلحدیث نے بھی بمعنی حصر مانا ہے جس سے صرف وہی لوگ مومن ہوسکتے ہین جو نبی کو تنہا چھوڑ کر نہ چلے جائین ۔ تو جب ایمان انھین مین منحصر ہے تو فراری ضرور کافر ہوئے ۔

خداوند عالم سورہ انفال مین فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین کفروا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰیہ جھنم وبئس المصیر۔

یہ ثابت کرنا ہوگا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ہے اسکے بعد کسی دوسرے مسئلہ پر بحث ہوسکتی ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہوگیا کہ اُنکا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے تو پھر کسی دوسرے مسئلہ پر بحث بالکل فضول ہے اور بیکار ہے ابوبکر صاحب جنگ سے بھاگ گئے یا عمر صاحب بھاگ گئے یا خود نبی صاحب بھاگ گئے آپکو کیا مطلب کیونکہ جب آپ کا ایمان قرآن شریف پر نہین تو آپکو نبی صاحب سے کیا مطلب ۔ اس مضمون کو جناب پنڈت صاحب نے ایسے مدلل اور پرجوش الفاظ مین بیان کیا کہ مولوی عبد الحسین صاحب کو ماننا ہی پڑا کہ پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو ۔ پنڈت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ تمام ہندوستان کے مولویون پر اس بات کا جواب دینا فرض ہے ۱۲

اے ایمان والو جب میدان جنگ میں کفار سے مقابلہ ہو تو انسے پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص اوس روز پیٹھ پھیرے مگر یہ کہ پھرتا ہو قتال کیلئے یا اپنے فوج میں ملنے کیلئے۔ تو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوا اور اوسکی جگہ جہنم میں ہی جو بہت بری جگہ ہے۔

ان آیتوں میں تو خداوند عالم فراریوں کے کفر و نفاق اور اہل جہنم سے ہونے کو اسطرح ظاہر کر رہا ہے مگر مولوی صاحب فرماتے ہیں "انکو جنگ سے بھاگنے والے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے"

جسکے مطلب یہ ہوئے کہ فریقین کے اصول خلاف قرآن قائم ہوئے ہیں ۹ تو اپنے مذہب پر اون کو اختیار ہے مگر وہ شیعوں کو کیوں ناحق شامل کرتے ہیں جس سے اونکو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا موقع ملے۔

ہم نہیں جانتے مولوی صاحب کے عقیدہ میں کفر کس جانور کا نام ہے کہ رسول اللہ کو نرغہ اعدا میں چھوڑ کر بھاگنے سے بھی آدمی نہیں کافر ہوتا تو پھر کس چیز سے کافر ہوتا ہے۔

کیا آپنے جناب امیر کا قول بخدمت رسول اللہ روز احد نہیں سنا ہے کہ جب سب صحابہ بھاگ گئے تو رسول اللہ صنے جناب امیر سے پوچھا کہ تم کیوں نہ بھاگے تو حضرت نے عرض کیا لا الکفر بعد الایمان جیسا کہ مدارج النبوۃ میں ہے۔ در آنحالت نظر کرد علی ابن ابیطالب را کہ بر پہلوے مبارکش ایستادہ است فرمود چون است کہ تو ببرادران خود ملحق نہ گشتی علی گفت لا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستیکہ مرا با تو اقتدا است صفحہ ۱۵۲ جلد ۲

تو کیا مولوی صاحب اس تصریح پر بھی کفر فراریان کے قائل نہ ہونگے کہ وہ لوگ کافر ہوئے

فرار خلفای ثلثہ مولوی صاحب نے اس نوٹ میں دعوی کیا ہے حضرات خلفای ثلثہ جنگ سے نہیں بھاگے اہلسنت کی کسی کتاب سے ان حضرات کا بھاگنا ثابت نہیں چہ جائیکہ قرآن مجید سے۔

الجواب معلوم نہیں مولوی صاحب کی اصطلاح میں کتب اہلسنت سے کیا مراد ہے صرف اوجھنا رالعجم کا نام کتب اہلسنت ہے یا اور بھی کسی کتاب کو وہ کتاب اہلسنت مانتے ہیں۔

(۱) مدارج النبوۃ میں ہے گویند کہ اصحاب در آن حین بر چہار قسم شدند جمعے جنگ کردند و شہید شدند۔ وگروہے گریختند در زوایا و شعاب جبال مختفی گشتند۔ وبعض بشہر رفتند و قرار گرفتند و عثمان بن عفان از انجملہ بود و بعد از اتمام جنگ معاملہ مقابلہ و تسکین نائرہ جنگ بخدمت شریفہ مراجعت نمودند و جماعۃ ثبات قدم نمودہ بر مرکز صدق و قرار قائم و دایم ماندند ص ۱۴۵

جس سے معلوم ہوا کہ بروز احد صحابہ کی چار قسم ہو گئی تھی۔ ایک وہ جو شہید ہوئے دوسرے وہ جو لڑتے رہے ثابت قدم رہے تیسرے وہ جو پہاڑوں میں چھپ رہے چوتھے وہ جو جنگ چھوڑ کر گھر بھاگ گئے اور لڑائی کے ختم ہونے پر تشریف لائے جنمیں حضرت عثمان تھے۔

اب دیکھیے اوڈیٹر صاحب مدارج النبوۃ تصنیف شیخ عبد الحق دہلوی کی کتاب اہلسنت ہونیسے انکار کرتے ہیں یا اس نقل کو غلط بتاتے ہیں۔

اہلسنت جسقدر عمر صاحب کے اوصاف بیان کرتے ہیں اوس سے تو آپ خوب واقف ہیں۔ مگر شیخ عبد الحق صاحب دہلوی مدارج النبوۃ میں اونلوگونکی فہرست لکھکر جو حضرت کے پاس رہ گئے تھے لکھتے ہیں گفت بندہ مسکین ثبتہ اللہ علی طریق الحق والیقین کہ عجب است کہ در ایشان عمر بن الخطاب ر ذکر نکردہ اند۔ و بود رض نزد رسول اللہ ص در وقتیکہ فراہم آمدند اصحاب نزد وی و ندا کرد ابو سفیان ہل فی القوم محمد وہل فی القوم ابن ابی قحافہ وہل فی القوم ابن الخطاب و فرمود آنحضرت جواب ندہید آخر عمر بن الخطاب بیتاب شدہ جواب وے داد۔ اما ہیچ از آن ہیچ ذکر نکردہ اند کہ در میان تیر اندازان بود۔ یا یا بہای کہ ہزیمت خوردند۔ یا میان آنہا کہ متزلزل و مختلط گشتند آن حکایت مشکل و مشتبہ ماند واللہ اعلم نعم در عثمان رض آمدہ است کہ گریخت روز احد چنانکہ در صحیح بخاری آمدہ کہ مردی نزد ابن عمر آمدہ و گفت کہ خبر دہ مرا کہ عثمان روز احد گریخت گفت نعم ص ۱۴۹

(۲) تو کیا مولوی صاحب صحیح بخاری کو بھی کتب اہسنت سے خارج کرینگے جسمیں خود ابن عمر کی روایت موجود ہو کہ عثمان نے فرار کیا تھا۔ ان شیخ عبد الحق دھلوی کی تحریر سے اسقدر تو آپکو معلوم ہوا کہ قبل ندای ابو سفیان عمر صاحب کا حال معلوم نہیں وہ کہاں تھے۔ یعنی یہی نہیں کہ اصل جنگ میں وہ کس عہدہ پر مامور تھے کمانڈر انچیف تھے یا تیر اندازوں میں تھے۔ جنکو رسول اللہ ص نے حفاظت درہ کے لئے مقرر کیا تھا۔

مگر ہمکو بہت افسوس آتا ہے کہ ایسے محقق کو آجتک نہ معلوم ہوسکا کہ عمر صاحب بوقت فرار صحابہ کہاں تھے
(۳) حالانکہ وہ اگر ذرہ برابر بھی تحقیقات کرتے تو اونکو معلوم ہوتا نہ صرف عمر صاحب بلکہ ابوبکر صاحب
بھی فراریون مین تھے کیونکہ تفسیر کبیر مین ہے جلد ۳ تفسیر آیہ وشاورہم فی الامر
المسئلۃ الخامسۃ روی الواحدی فی الوسیط عن عمرو بن دینار عن ابن عباس
انہ قال الذی امر النبیؐ بمشاورتہ فی ہذہ الایۃ ابوبکر وعمرؓ وعندی فیہ
اشکال لان الذین امر اللہ رسولہ بمشاورتہم فی ہذہ الایۃ ہم الذین امرہ
بان یعفو عنہم ویستغفر لہم وہم المنہزمون ھب ان عمر کان من المنہزمین
فدخل تحت الایۃ الا ان ابابکر ما کان منہم فکیف تدخل تحت ہذہ الایۃ صـ۱۲۲
یعنی پانچوان مسئلہ یہ ہے کہ واحدی نے وسیط مین لکھا ہے کہ اس آیہ مین جو حکم مشورہ دیا ہے تو وہ مخصوص
ہے ابوبکر و عمر کے ساتھ کہ انسے مشورہ لین فخر رازی کہتے ہین ہمارے نزدیک اس قول مین اشکال
ہے کیونکہ خدا نے جو مشورہ کا حکم دیا تھا۔ تو اونلوگون سے جنکے بارے مین عفو و استغفار کا حکم تھا جو وہی
لوگ تھے جنہون نے فرار کیا تھا (تو اب وجہ مشورہ خلفاء ثلثہ معلوم ہوئی کہ یہ درجہ صرف بوجہ فرار ملا
تھا) تو بیشک عمر تو بھاگنے والون سے ضرور تھے جس سے وہ داخل آیہ مذکورہ ہوے۔ مگر ابوبکر تو
نہین بھاگے تھے۔ پھر کیونکر وہ اس آیہ مین داخل ہوسکتے ہین۔
تو کیا اڈیٹر صاحب تفسیر کبیر کو بھی کتب اہل سنت سے خارج کرینگے جس مین عمر صاحب کا فرار توضیح
تمام مذکور ہے!!
کیا شیخ عبدالحق صاحب نے اس جملہ کو نہین دیکھا تھا جو فرماتے ہین نہین معلوم عمر صاحب بھی بھاگنے
والون مین تھے یا کیا۔
(۴) اب ہم اس بحث کو تاریخ خمیس کی چند عبارتوں پر ختم کرتے ہین۔ دیکھین اڈیٹر صاحب اسکو بھی
کتب اہلسنت سے قبول کرتے ہین یا نہین۔ وہ اقتباسات حسب ذیل ہین۔
(الف) وقولہ فرقۃ ای بعضہم او اطلق ذلک باعتبار نفر فہو والواقع انہم صاروا
ثلث فرق فرقۃ استمروا فی الہزیمۃ الی قرب المدینۃ وفرقۃ صاروا حیاری لما
سمعوا ان النبیؐ قتل ۲ وفرقۃ بقیت مع النبی صـ۴۲۴ جلد اول

یعنی اصحاب نبی اوس وقت تین فرقہ ہو گئے تھے۔ ایک فرقہ تو قریب مدینہ تک بھاگ گیا تھا۔ دوسرا وہین پہاڑون مین حیران پھرتا تھا کیونکہ حضرت کے شہادت کی خبر سنی تھی تیسرا فرقہ حضرت کے ساتھ تھا جس سے معلوم ہوا دو ثلث صحابہ فراری تھے

(ب) وفی البخاری لم یبق معہ علیہ السلام الا اثنا عشر ص۵۸۹

یعنی صحیح بخاری مین ہے کہ صرف بارہ آدمی حضرت کے پاس رہ گئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ ۷سو لشکر سے کل ۱۲ آدمی رہ گئے ۶۸۸ فراری تھے۔

(ج) وفی الصفوۃ عن ابی بکر الصدیق قال کنت اول من جاء یوم احد ص۸۵

ابو بکر کہتے ہین کہ سب سے پہلے پھر کر ہم آئے۔ کتنا بڑا فخر ہے کہ فراریون کے سردار سب سے پہلے ہی آئے

(د) لما صرخ صارخ وفشا فی الناس ان محمد اقد قتل قال بعض المسلمین لیت لنا رسولا الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا امانا من ابی سفیان۔ وبعضہم جلسوا و القوا باید یھم وقال ناس من المنافقین لوکان نبیا لما قتل ارجعوا اخوانکم والی دینکم الاول فقال انس بن النضر یا قوم ان کان قتل محمد افان رب محمد حی لا یموت ماتصنعون بالحیاۃ بعد رسول اللہ فقاتلوا علی ما قاتل علیہ وموتوا علی ما مات علیہ ثم قال اللھم انی اعتذر الیک مما یقول ھولاء یعنی المسلمین وابرء الیک مما جاء بہ ھولاء یعنی المنافقین ثم قاتل حتی قتل الی اخر ما ذکر

یعنی جب شیطان نے حضرت کے شہادت کی آواز دی تو کچھ مسلمانون نے کہنا شروع کیا۔ کاش کوئی پیغامبر ہوتا جو عبد اللہ بن ابی کے پاس جاتا اور ابو سفیان سے ہمارے لئے امان مانگتا۔ بعض اونمین سے بیٹھے تھے ہاتھ ہاتھ ڈالے اور منافقین کہتے تھے کہ اگر حضرت نبی ہوتے اسطرح نہ قتل کئے جاتے۔ چلو پھر چلو اپنے بھائیون کی طرف اور اپنے پہلے دین کی طرف۔ انس بن نضر نے کہا اے قوم اگر محمد قتل ہوے تو اونکا خدا تو زندہ ہے جو مرتا نہیں۔ بعد حضرت زندہ رہکر کیا کرو گے اوٹھو اور قتال کرو جس بات پر حضرت قتال کرتے تھے اور اوسی بات پر مر جاؤ۔ مگر کوئی نہ اوٹھا اور خود انس لڑنے گئے یہانتک کہ قتل ہوے۔

اس روایت سے تو آپکو صحابہ کی نیت اور طینت کا حال معلوم ہوا کہ حضرت کی خدمت سے

انکار رہتا۔ قاصد ڈھونڈا جاتا کہ ابی سے جاکر سفارش کرائے کہ ابوسفیان سے پناہ لے۔
مگر آپکو شاید یہ نہ معلوم ہو کہ یہ خیالات کس کے تھے اور وہ کونسے بزرگ تھے تو اس عبارت کو دیکھیے
(۵) قال ابن اسحٰق حدثنی القاسم بن عبد الرحمٰن بن رافع اخو بنی عدی بن النجار قال انتھی انس بن النضر عم انس بن مالک الی عمر بن الخطاب وطلحہ بن عبید اللہ فی رجال من المھاجرین والانصار وقد القوا بایدیھم فقال ما یجلسکم قالوا قتل رسول اللہ قال فما تصنعون بالحیاۃ بعدہ قوموا فموتوا علی مثل ما مات علیہ رسول اللہ ثم استقبل القوم فقاتل حتی قتل ص۵۸۲
یعنی انس بن نضر جنکی روایت پہلے مذکور ہوئی کہتے ہیں کہ ہم عمر اور طلحہ کے پاس پہونچے جو بہت سے مہاجرین کے ساتھ بیٹھے تھے اور ہاتھ پر ہاتھ ڈالے تھے۔ انس بن نضر نے کہا یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ کہا کہ رسول اللہ تو مارے گئے۔ انس پھر تم لوگ زندہ رہ کر کیا کروگے چلو اوسی راہ پر مر جاؤ جس راہ پر حضرت نے وفات پائی۔ مگر کوئی نہ اوٹھا آخر انس لڑنے گئے اور مارے گئے۔
اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ وہ پہلے واقعات بھی انھیں کے تھے جو کہیں نبوت میں شک ہو رہا ہے کہیں قاصد کی طیاری ہو رہی ہے کہ جاکر ابی کے ذریعہ سے ابوسفیان سے امان لے۔
(۶) وکان سلمان جعل نفسہ وقایۃ لہ من وراء ظھرہ من سھام الکفار واذا ھم ویقول نفسی فداء لرسول اللہ والعباس بن عبد المطلب ممسک بعنان فرسہ یقودہ وعلی بن ابیطالب مع انہ مجروح مکسور الید حمل علی الکفار فھزمھم فجاء جبرئیل وقال یا محمد من ذا الذی بارز الکفار اتفاقا ان اللہ باھی بہ الملئکۃ قال ھو علی فاعان وانہ الی احد فلو یقدر لن یصعد بالفرس فحول رجلہ الی الجانب الاخر واعتمد علی منکب علی فنزل عن الفرس وصعد الجبل فجلس وجلس اصحابہ حولہ وکان ینظر الی الجوانب فقالوا من ترید یا رسول اللہ فاقبل علی علی وقال ھل عندک خبر من عمک فاخبرہ علی بما وقع فبکی رسول اللہ و الاصحاب ص۴۹۱
یعنی بروز جنگ احد سلمان فارسی نے اپنی نفس کو فدائے رسول کر دیا تھا کہ حضرت کی

پشت پر کھڑے تھے۔ جو تیر کفار کی طرف سے آتا تھا اوسکو اپنی پشت پر لیتے اور کہتے کہ ہماری جان رسول اللہ صلعم پر فدا ہو حضرت عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلعم کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے آگے بڑھا رہے تھے۔ حضرت علیؑ باوصفیکہ زخمی تھے۔ اور ہاتھ آپکا ٹوٹا ہوا تھا۔ مگر ایسا حملہ کیا کہ کفار کو بھگا دیا جسپر جبرئیل نے آکر کہا اے محمدؐ یہ کون شخص ہے جس نے ابھی کفار سے جہاد کیا کہ خدا اس شخص پر فخر و مباہات کرتا ہے۔ حضرت نے کہا یہ علیؑ ہین۔ پھر سب حضرت کو کوہ احد کی طرف لیگئے مگر حضرت گھوڑے سمیت پہاڑ پر نہ چڑھ سکے۔ تب حضرت علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر گھوڑے سے اوترے اور پہاڑ پر چڑھے اور بیٹھے اصحاب بھی حضرت کے گرد بیٹھے۔ اور آپ بار بار ادھر اودھر دیکھ رہے تھے لوگون نے پوچھا کیا جانتے ہین تو حضرت نے حضرت علیؑ سے پوچھا کچھ تمکو اپنے چچا کی خبر معلوم ہے حضرت علیؑ نے اونکے شہادت کا حال بیان کیا تو حضرت بھی روے اور آپکے اصحاب بھی ہمنے اس آخری روایت کو تاریخ خمیس سے اسلئے لکھا ہے کہ اڈیٹر صاحب آگے چلکر بجواب فرار حنین فرمایا ہے "کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضیؑ یا سلمان فارسی یا ابوذر یا مقداد یا عمار" اسلئے ظاہر کردیا گیا کہ اوس روز یہ حضرات کیا خدمت انجام دے رہے تھے۔ ورنہ ہمارا مطلب تو تمام ہوچکا تھا کہ خلفاے ثلثہ کا فرار کرنا بدیہیات سے ہے۔ دیکھئے اڈیٹر صاحب ان سب کتابونکو اہلسنت کی کتابون سے مانتے ہین یا سکو خارج کرتے ہین۔

اس تقریر سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اڈیٹر صاحب تحریری مناظرہ سے کیون بھاگتے ہین اور زبانی مناظرہ پر کیون زور دیتے ہین اسلئے کہ وہان ہربات سے انکار کرنیکا موقع ملیگا کیونکہ مناظرہ جب ہوگا تو کسی خاص بحث مین کتابین اسی بحث کی فراہم کی جائینگی ضمناً ایسی بدیہی باتونکا انکار کردینگے تو فریق مخالف اوسکا ثبوت کہان سے دیگا کیونکہ کتابین تو دوسری بحث کی جمع کی گئی ہین چنانچہ آپنے ملاحظہ کیا کہ پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے جو بالکل اس قسم کی باتون سے ناواقف تھے کس طرح انکار کردیا۔

دوسرے نوٹ کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ آیندہ ساری تقریر اسی کے متعلق ہوگی لہذا وہین انکا صدق و کذب ظاہر ہوگا

تقریر سر میرنا یا مولوی عبد الحسین صاحب سے بھی کوئی بحث نہین کیونکہ وہ تو شیعہ مناظر ہین۔

ہان مولوی عبد الشکور صاحب نے جو تقریر کی ہے وہ کسی قدر ملاحظہ فرمائیے فرماتے ہین اولا یہ امر بالکل صاف ہے جس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآن کو آجتک سمجھے ہی نہین قرآن کیا چیز ہے۔ قرآن میں کیا احکام ہین ایمان لاؤ۔ نماز پڑھو۔ زکوۃ دو۔ اطاعت خدا و رسول و اولی الامر کرو۔ جہاد میں ثابت قدم رہو۔ فرار نہ کرو۔ ثبات قدم کا یہ ثواب ہے فرار کا یہ عذاب۔ نہ یہ کہ خدا نے اسلام لانے کو کہا ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو جس سے اہلحدیث اب اس جملہ کو اذان مین کہنا شرک کہتے ہین۔ نماز کی نہ رکعات بتلائے نہ طریقہ نماز نہ واجبات و مستحباب تو جسطرح ان امور کی تفصیل رسول اللہ پر رکھی گئی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم لعلہم یتفکرون سورہ نحل

یعنی ہمنے اسلئے قرآن کو نازل کیا کہ تو لوگونپر بیان کرے اوسکو جو نازل کیا گیا

پھر فرماتا ہے وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون نحل

کہ ہمنے قرآن کو اسی لئے نازل کیا کہ تو بیان کرے اون باتونکو جسمین وہ اختلاف کرتے ہین اور ہدایت و رحمت ہے اوس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے۔

تو آپکا یہ فرمانا آیت منین سے کسی خاص شخص کا بیان الگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا۔ بالکل ایسا ہی ہے کہ کوئی آپکا نام قرآن مین آپکے نام کو تلاش کرے۔

ہان اگر قرآن مجید جسطرح نازل ہوا تھا اور جسپر نازل ہوا تھا اوسطرح ترتیب دیا جاتا یا جسکے سپرد کیا گیا تھا اوسکا جمع کیا ہوا قرآن لیا جاتا۔ تو شاید یہ آرزو آپکی بھی پوری ہو جاتی کیونکہ آپ خود اپنے اخبار النجم جلد اول کے حصہ مناظرہ مورخہ اسی صفر مین لکھ چکے ہین۔

اگر کوئی کہے یہ کہانسے معلوم ہوا کہ اس سورہ مین منافقون کی مذمت نازل ہوئی تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے معالم التنزیل مین لکھا ہے قال عبد اللہ بن عباس انزل اللہ تعالی ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسمائہم واسماء ابائہم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ للمومنین لئلا یعیر بعضہم بعضا لان اولادہم کانوا مومنین یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ستر منافقون کا تذکرہ ...

تھا صد اونکے اور انکے باپ کے ناموں کے پھر بعض مسلمانوں پر بے ہمایانی کی وجہ سے نام منسوخ کردیئے گئے تاکہ ایک دوسرے طعنہ نہ دے کیونکہ اونکی اولاد مسلمان تھی۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سورت میں منافقون کی مذمت نازل ہوئی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نام منسوخ کردیئے گئے کسی نے نکال نہیں ڈالے"

اڈیٹر صاحب غور فرمائے یہ آپکی عبارت ہے یا نہیں؟ اس سے منافقین کا نام بھی داخل قرآن ہونا معلوم ہوا یا نہیں؟ پس اگر قرآن کی ترتیب اوسیطرح ہوئی ہوتی تو کیا آپکی آرزو نہیں پوری ہوتی؟ ضرور ہوتی۔ کیونکہ اسکو تو آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہین۔ خدا کا کلام کچھ آپکے انجمن کا مسودہ نہیں تھا کہ آج کچھ لکھا کل نظر ثانی کرتے وقت کاٹ دیا جب خدا نے نام کو داخل کیا تھا۔ تو پھر خود خدا ہی اوسکو کیونکر نکال سکتا ہے۔ کیا اوسکو پہلے سے یہ معلوم تہا کہ ان کافرون کی اولاد ایک وقت مین مسلمان ہوگی اگر یہ نام رہینگے تو باخود با طعن و تشنیع کرینگے۔ پھر پہلے کیا سمجھ کر نازل کیا تھا جو بعد کو نظر ثانی کرکے ان ناموں کو نکال ڈالا لہذا آپکو اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ کارروائی جامعین قرآن کی ہے ورنہ خدا کا جہل یا اوسکی سفاہت لازم آتی ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ کیا الولید کی اولاد مسلمان نہ تھی؟

ہان یہ جملہ آپکا نہایت وزنی ہے "کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی یا سلمان فارسی یا ابوذر یا مقداد یا عمار" مگر نہ معلوم کہ رسول اللہ کا نام کیون چھوڑ دیا کیونکہ آپ فرما چکے ہیں "یہ امر بالکل صاف ہے کہ آیت حنین سے کسی شخص خاص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہیں سمجھا جاتا" تو پھر جس دلیل سے آپ رسول اللہ کو فرار ہونے کے حلقہ سے نکالئے گا وہی دلیل تو ہماری بھی ہوگی جناب امیر کیلئے کیونکہ بنص قرآن انفسنا آپ نفس رسول ہین۔

آپنے جوش ناصبیت مین محض بغرض مساوات خلفائے ثلثہ جناب امیر کا نام تو لکھدیا کہ "کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی" مگر اسپر نہ غور کیا کہ اس سے قائل کا کفر لازم آتا ہے کیونکہ حدیث کرار غیر فرار بھی جناب امیر متواتر ہے تو آپ رسول اللہ کی تکذیب کرنیوالے ہوئے۔

افسوس کہ پنڈت جگت پرشاد صاحب ایک ناواقف شخص تھے ورنہ اوسیوقت آپکا ناطقہ بند کردیتے۔ اور اگر آج یہ فرقہ کے ممبر ہوتے تو آپ ہی کے بیان سے رسول اللہ کا فرار اختیار دلی ثابت کرتے۔ اور آپ کوئی جواب اسکا نہین دے سکتے تھے کیونکہ بقول آپکے ہر کسی خاص شخص کا بھاگ

چاہئے الفاظ آیت سے جو ہمین سمجھا جاتا ہے تو ہاتھ کا فروخت ضرور ثابت ہوجاتا ہی جس مین رسول اللہ صلعم کا ...
دیکھئے یہی نتیجہ ہماری بحث کا کہ پھر وہ کسیطرح مسلمان نہین رہ سکتا۔ کیونکہ جسطرح آپ فرماتے ہون جہان
جناب پیغمبر کا نام لینگے ہو سیطرح رسول اللہ کا نام بھی اس صیغہ مین لینا آپکو ضروری ہے کیونکہ دونوںمین
انفکاک محال ہے۔

دوسری تقریر مین آپ لکھتے ہین لہذا دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے
آپ ثابت کرکے انکو بھاگنے سے پاک ثابت کرینگے آیا اسی طرح حضرات ثلثہ کا ایمان قرآن شریف سے ثابت
ہوکر بھاگنے سے انکا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین "
مگر افسوس کہ اس تقریر مین بھی بالکل مغالطے سے کام لیا گیا کیونکہ یہان بحث فراریونکے
نفاق وکفر کی ہے جسکی تصریح خود میر عبدالحسین صاحب کی تقریر مین موجود ہے جسے آپنے نقل کیا ہے۔
"اور روایتونسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو رسالت مآب کے ساتھ نہ لڑے یا روگردانی کی وہ منافق
اور قریب کافر ہونے کے ہے"
تو پھر آپکا یہ کہنا "جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کرکے انکو بھاگنے سے پاک
ثابت کرینگے" کیونکر درست ہوگا کیونکہ آپکی تقریر کا ماحصل اثبات عدم فرار ہے۔ اور میر عبدالحسین
صاحب کا منشا اثبات عدم ایمان اہل فرار ہے وبینہما بون بعید
واہ مولوی صاحب کیا خوب آپکا مناظرہ ہے اور کیا خوب تقریر سوال از آسمان جواب از ریسمان
اسیکو کہتے ہین کیونکہ میر عبدالحسین صاحب نے قرآن سے آپکے خلفا کا فرار جنگ حنین مین ثابت کردیا۔
اور یہ بھی ثابت کردیا کہ جسنے فرار کیا وہ منافق یا قریب کافر ہونیکے ہے جسکا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ آپکے
خلفا منافق تھے۔
ہم نہین سمجھتے میر عبدالحسین صاحب نے کیا سمجھ کر کہا کل جواب دونگا کیونکہ یہ تو بالکل صاف
تھا مگر ممکن ہے آپنے مغالطہ دیا ہو اور وہ دھوکے مین آگئے ہون جیسا کہ اس تقریر سے ظاہر ہے۔
(۳) جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ جناب مجتہد صاحب تا بآخر۔
اس تقریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اڈیٹر صاحب نے پہلی بحث کو ختم کردیا اور اسکا کوئی جواب
نہ دیسکے کہ جناب مجتہدون سے فراریونکا کفر ونفاق ثابت ہے کیونکہ یہ تقریر اڈیٹر صاحب کا ...

[illegible] اور پھر یہ تقریر بھی جداگانہ ہے جو پنڈت صاحب کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔
ان چونکہ [illegible] صاحب [illegible] فرار کو مشتبہ کر کے چلے جاتے ہیں جس سے ایک مخالف اسلام
رسول اللہ پر بھی یہی الزام لگا سکتا ہے کہ جمیع ذو [illegible] مدبرین میں حضرت بھی داخل ہیں۔
لہذا کتب تواریخ سے اسکا پتہ دیتے ہیں کہ فراری کون تھے۔

یہ جنگ ماہ شوال ۸ ہجری میں بعد فتح مکہ ہوئی لشکر اسلام بارہ ہزار تھا جو ایسی تعداد تھی کہ
کبھی اسقدر اسلام میں لشکر نہیں فراہم ہوا تھا۔ تو ابوبکر نے کہا لن نغلب الیوم من قلۃ کہ بوجہ
کمی لشکر تو اب ہم مغلوب نہ ہونگے وفی روایۃ قال ان ابابکر قالہ للنبی او لسلمۃ بن سلامۃ
بن وقش وقیل قالہ سلمۃ فکرہ رسول اللہ کلامہ فوکلوا الی کلمۃ الرجل فالھزیمۃ
لجیش الاسلام فی اول الحال کانت بسببہ تاریخ خمیس ص۱۱۱ جلد ۲

حضرت کو یہ کلمہ بہت مکروہ معلوم ہوا اور لشکر اسلام کو پہلے جو شکست ہوئی اسی کلام سے جس سے
معلوم ہوا کہ پہلی نحوست جو آئی تو اسی کلمہ کی بدولت کہ لشکر کو دیکھکر ابوبکر صاحب بھول گئے۔

اس فرار کی حالت ملاحظہ ہو اوسی تاریخ خمیس میں ہے وفی روایۃ لم یبق معہ الا اربعۃ
ثلاثۃ من بنی ہاشم علیؑ والعباس و ابوسفیان بن حارث وواحد من غیرھم
وھو عبد اللہ بن مسعود فعلیؑ والعباس یحفظانہ من قبل وجہہ وابوسفیان
بن الحارث اخذ بعنان بغلتہ وعبد اللہ بن مسعود یحفظہ من جانبہ الایسر
وکان کل من یصل الیہ یقتل البتۃ ص۱۱۱ جلد ۲

یعنی حضرت کیساتھ صرف چار آدمی رہ گئے تھے تین بنی ہاشم سے حضرت علیؑ۔ عباسؓ۔ ابوسفیانؓ
بن حارث اور ایک غیر بنی ہاشم سے عبد اللہ بن مسعود حضرت علیؑ و عباس تو حضرت کے آگے
آگے رہتے تھے۔ اور ابوسفیان بن حارث حضرت کے بغلہ کی لگام تھامے تھے۔ اور عبد اللہ بن
مسعود جانب چپ سے محافظت کرتے کہ جو شخص حضرت کے پاس آتا وہ قتل ہو جاتا۔

پس تھا اس کلمہ نحوست کا کہ بارہ ہزار سے صرف چار آدمی رہ گئے جنمیں حضرت علی تو [illegible]
[illegible] عباس [illegible] ابوسفیان بن حارث [illegible]
[illegible]

کیا۔ اور عثمان نے اس جرم پر کہ وہ قرآن اپنا جلا نیکو نہیں دیتے اسقدر مارا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

ناظرین کو اب تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اڈیٹر صاحب حدیث و تاریخ سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے کہ یہ سب اسرار تو حدیث و تاریخ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

زاد المعاد ابن القیم میں ہے فلحقت عمر بن الخطاب فقال ما للناس فقلت امر اللہ ثم ان الناس رجعوا وجلس رسول اللہ۔ ص ۵۵۱ جلد اول

یعنی ابو قتادہ کہتے ہیں ہم عمر سے جا کر ملے (جس سے معلوم ہوا وہ بہت دور تھے) تو پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہمنے کہا حکم خدا یوںہی تھا (کیا اچھا مسئلہ تقدیر ہے) اس کے بعد لوگ پھر کر آئے۔ اور رسول اللہ نے نشست فرمائی۔

یہی وہ جنگ حنین ہے جسمیں اڈیٹر صاحب کے پیشواے خاص معویہ کا باپ ابو سفیان کہتا ہے۔

فقال ابو سفیان لا تنتہی ہزیمتہم دون البحر وان الازلام لمعہ فی کنانتہ وصرخ جبلۃ بن الجنید وقال ابن ہشام صوابہ کلدۃ الا بطل السحر الیوم زاد المعاد ص ۴۷۶ جلد اول

یعنی ابو سفیان نے کہا یہ لوگ سمندر کے ادہر تو نہیں ٹھہرتے۔ اور ابو سفیان کا بت اوسکے ترکش میں تھا اور جبلہ بن جنید یا کلدہ نے آواز دی کہ آج کے روز سحر انکا باطل ہوا۔

افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے ورنہ پورے حالات اس واقعہ کے لکھے جاتے جس سے کفر و نفاق خلفاے ثلثہ کا اور بھی بدیہی ہو جاتا۔

اڈیٹر صاحب اگر صاحب علم ہوتے تو معلوم ہوتا کہ جس آیہ کی نسبت وہ یہاں بحث کر رہے ہیں وہ پہلا آیہ ہے سورہ برات کا جو نازل ہوا تھا۔ اور اب وہ چھبیسواں ۲۶ آیہ قرار پایا ہے سورہ برات کا جیسا کہ در منثور علامہ سیوطی میں ہے اخرج الفریابی عن مجاہد رض فی قولہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ قال ہی اول انزل اللہ من سورۃ براءۃ واخرج ابن ابی شیبہ وسعید و ابن حرب وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاہد رض قال اول ما نزل من براءۃ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ یعرفہم نصرہ ویوطنہم بغزوۃ تبوک ص ۲۲۳ جلد ۳ یعنی سورہ برات کا سب سے پہلے آیہ جو نازل ہوا تو آیہ لقد نصرکم اللہ تھا تو گیا اس سے ظاہر

روایت اہلسنت تحریف نہیں ثابت ہوئی ۔

بہرحال مولف رسالہ کہتے ہیں جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا الخ"

اس تقریر سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ یہ کیسے مسلمان ہیں اور کس درجہ ہمدرد اسلام کہ ایک غیر مسلم شخص کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں کہ شیعہ قرآن کو نہیں مانتے جس سے سب سے پہلے خیال اوسکے ذہن میں یہ ہوگا کہ قرآن بھی مثل خلافت و روایات اہل اسلام مختلف فیہ ہے کہ نصف اہل اسلام اوسکو نہیں مانتے۔

افسوس کہ مسٹر اکبر مسیح نے اپنا رسالہ تاویل القرآن اڈیٹر کو بھیجا جسکی رسید بھی چھاپی اور آجتک اوسکا جواب نہ لکھے اخبار آریہ مسافر آگرہ میں قرآن جدید۔ البرہان تنقید القرآن روزمرہ شایع ہو رہا ہے۔ مگر اوسکے جواب کی انکو نہ فکر ہوئی کہ کبھی لکھتے۔ اوسپر طرہ یہ ہے کہ نصف اہل اسلام کو آپ قرآن سے منحرف یا مخالف ثابت کر رہے ہیں اس سے بڑھکر کیا خیر خواہی اسلام ہو سکتی ہے۔

ہاں اڈیٹر صاحب آپ فرماتے ہیں" اصل اختلاف دو باتوں میں ہے" جس سے معلوم ہوا کہ شیعہ و سنی کا اصلی اختلاف یہی ہے۔ حالانکہ آپ اپنے اخبار کے مناظرہ حصہ اول ۱۲ جلد مورخہ ۲۸ رمضان میں لکھ آئے ہیں" اے میرے عزیز بھائیو ہمارے تمہارے درمیان میں جسقدر اختلافات ہیں ان سب کا اصل اصول یہی ہے کہ تم صحابہ کو نہیں مانتے ہم مانتے ہیں اسکے سوا اور کچھ بھی نہیں"

کیوں اڈیٹر صاحب! یہ آپ ہی کی تحریر ہے یا کسی دوسرے کی ہے۔ وہاں تو اصل الاصول اسیکو بنایا تھا کہ تم صحابہ کو نہیں مانتے اور ہم مانتے ہیں پھر یہاں اسکی دو اصل کیوں قرار پائی۔ اب کہیئے لعنة الله علی الکاذبین کی تلاوت کا موقع ہے یا نہیں۔

پھر اوسی صفحہ میں آپ فرماتے ہیں" اے میرے عزیز بھائیو محبت اہلبیت میں ہمارا تمہارا کچھ بھی اختلاف نہیں ہے"

پھر اوسکے خلاف یہاں کیوں ارشاد ہوا کہ دوسرا اختلاف فیما بین سنی و شیعہ یہ ہے کہ اہلسنت حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہیں حضرات شیعہ علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان نہیں سمجھتے"

کیوں صاحب آخر ان کا کونسا قول سچ ہے کہ محبت اہلبیت میں ہمارا تمہارا کچھ بھی اختلاف نہیں یا یہ کہ سنی حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہیں اور شیعہ یکسان نہیں سمجھتے بتلاؤ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیں یا نہ پڑھیں۔
ہاں صاحب یہاں تو آپ کہتے ہیں شیعہ قرآن کو نہیں مانتے پھر اخبار مورخہ ۲۰ شوال میں یہ کیوں لکھا تھا اصول فقہ میں فریقین کے یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ اصول شریعت یہی چار ہیں۔ قرآن مجید قول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اجماع مجتہدین۔ قیاس مجتہدین۔
کیوں صاحب وہاں تو فریقین کے اتفاق کا آپنے دعوی کیا تھا کہ شیعہ وسنی دونوں قرآن کو مانتے ہیں۔ اور یہاں کیوں اسکے خلاف فرماتے ہیں کہ شیعہ قرآن کو نہیں مانتے۔ آخر آپکا کونسا بیان سچ ہے اور کون غلط جسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کیجائے۔

اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔ اہل سنت قرآن مجید کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہی ہے۔ انکے بعد قرآن میں نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر تبدل نہ ترتیب کی الٹ پلٹ۔

الجواب جن لوگوں نے الشمس کی ضخیم چار جلدیں دیکھی ہیں اونکو بخوبی معلوم ہے کہ اڈیٹر صاحب جو کچھ فرماتے ہیں نہ صرف غلط ہے بلکہ سفید جھوٹ۔ کیونکہ اصول اہلسنت پر نہ نزول قرآن ممکن ہے کیونکہ وہ کلام نفسی کے قائل ہیں۔ نہ الفاظ قرآن کو کلام خدا کہتے ہیں۔ بلکہ وہ کلام جبرئیل ہے یا کلام رسول اللہ کیونکہ بتصریح شاہ ولی اللہ حضرت پر تو صرف معانی قرآن کا القا ہوتا تھا اور حضرت اپنے الفاظ سے ادا کرتے۔ کمی وبیشی قرآن کا یہ حال ہے کہ ایک قرآن حضرت پورا بھول گئے شرح اصول بزدوی اور اس قرآن میں اسقدر کمی ہوئی کہ خود حضرت عمر وابن عمر فرماتے ہیں کوئی اسکو پورا قرآن نہ کہے۔ تغیر وتبدل ایسا ہوا کہ کچھ اوپر اسی سورے جو پہلے نازل ہوئی پیچھے کردی گئی اور جو سب سے آخر میں سورہ توبہ نازل ہوا وہ دسویں پارہ میں ڈالا گیا۔
چونکہ یہ مباحث الشمس میں پوری طور سے طے ہو چکے ہیں لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر بات خود مخاطب کے کلام سے ثابت ہو چکی ہے یہانتک کہ انکے امام محی الدین عربی تو فرماتے ہیں بتحقیق گمان کیا ہے بعض اہل کشف نے کہ مصحف عثمان سے بہت کچھ ساقط ہو گیا وہ جو منسوخ تھا۔ اور کہا کہ اگر رسول اللہ خود ہی متولی ہوتے جمع قرآن کے تو ہم لوگ ضرور توقف کرتے اور کہتے یہی ہے وہ جسکی تلاوت کرینگے بروز قیامت اور کہا اگر نہ ہوتا یہ کہ سبقت کریگا واسطے قلوب ضعیفہ کے (یعنی اون کو

شبہہ پیدا ہوگا) اور وضع حکمت نااہلوں مین لازم آئیگا تو ہر آئینہ ہم ضرور بیان کردیتے جمیع اون آیات کو جو مصحف عثمان سے ساقط ہوئی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴۳ اکبریت احمر برحاشیہ یواقیت وجواہر۔ اور الشمس نمبر ۵ و ۶ صفحہ ۲۰ جلد ۲

جس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف تحریف ہی ہوئی بلکہ انکو معلوم ہے کہان کہان پر تحریف ہوئی اگر عوام کا خیال نہ ہوتا تو کل اون آیات کو بیان کردیتے جو مصحف عثمان سے ساقط ہوئی ہیں

کیا غضب خدا ہے کہ جن لوگون نے اسطرح کی خرابیان قرآن مین ڈالین۔ ہزارون نسخے قرآن کے جلاڈالے خون سے پیشاب سے لکھنا قرآن کا جائز جانتے ہین۔ قرآن کو صرف حدیثون سے صحیح بخاری وغیرہ کے منسوخ جانتے ہین بلکہ اجماع سے بلکہ قیاس سے بھی منسوخ مانتے ہین بلکہ نماز مین ہرطرح کی تحریف قرآن مین کرسکین بلکہ بجائے قرآن توراۃ و انجیل پڑھین اسپر تو وہ قرآن کے ماننے والے سمجھے جائین۔ اور جو لوگ قرآن کی اسدرجہ تعظیم کرین کہ کسی حدیث کو مخالف قرآن نہ مانین وہ قرآن کے مخالف قرار دیے جائین خود تو علماے شیعہ کا یہ قول نقل کرین ملاحظہ ہو اخبار النجم مورخہ ۷ محرم ۱۳۲۲ھ

"ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ نے اپنی کتاب اعتقادات مین فرمایا ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو قرآن اللہ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا تھا وہ یہی جو دفتیون کے درمیان مین ہے اور لوگون کے پاس ہے وہ اس سے زیادہ نہ تھا شیخ صدوق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص ہماری طرف اس بات کی نسبت کرے کہ ہم قرآن کو اس سے زیادہ کہتے ہین وہ جھوٹا ہے"

پھر نہ معلوم یہ اتہام شیعون پر کہان سے تماشا۔ کیا وہ پہلا قول اڈیٹر صاحب کا غلط ہے یا شیخ صدوق علیہ الرحمہ پر افترا کیا تھا یا کسی نے علماء شیعہ سے اس قول کو رد کیا ہے جو کہا جائے کہ شیعہ اوس قول کو نہین مانتے۔ پھر ایک مخالف اسلام کے سامنے کیونکر ایسا صریح افترا کیا کہ شیعہ قرآن کو نہین مانتے۔

ہان اڈیٹر صاحب اپنے دعوی کی دلیل یہ دیتے ہین "مین اپنے اس دعوی کی بابت مختصر اور قطعی دلیل یہ پیش کرتا ہون کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفائے ثلثہ کا ہے اور اس امت کو انہین کے ہاتھون سے ملا ہے"

ہم کہتے ہین یہی تو اسکی دلیل ہے کہ قرآن کے ماننے والے صرف شیعہ ہین کیونکہ انکی اصلی غرض جو نکہ

قرآن سے تھی لہذا جسطرح سے ملا انہون نے لیا بخلاف اہلسنت جنہون نے اوسی قرآن کو لیا جو انکے خلفا کے ہاتھ سے ملا ورنہ اگر یہ لوگ اصل قرآن کے خواہان اور طالب ہوتے تو جو قرآن جناب امیر لائے تھے اوسکو قبول کرتے جس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت کو اصل قرآن سے نہین مطلب ہے بلکہ خلفاء ثلثہ سے مطلب ہے کہ اونکا جمع کیا ہوا قرآن لیا گیا اور جناب امیرؑ و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب کا جمع کیا ہوا نہ لیا گیا۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ یہ قرآن ابوبکر عمر کا جمع کیا ہوا ہو کیونکہ شیخین تو ابتدا سے کتابت قرآن ہی کو ناجائز کہتے تھے۔ دیگر مسلمانون کے اصرار سے مجبور ہوئے تو ایک قرآن لکھوایا بھی تو اوسکو چھپائے رہے کسی پر ظاہر نہ کیا یہانتک کہ جب عمر مرنے لگے تو اپنی بیٹی حفصہ کو دے گئے جب حفصہ نے انتقال کیا تو مروان نے بزور حکومت وہ قرآن حفصہ لیکر جلوا ڈالا۔

یہ قرآن جو اسوقت موجود ہے صرف حضرت حذیفہ بن یمان کی کوششوں کا نتیجہ ہے جسکے لئے اونہون نے عثمان پر زور دیا اور اونکے کہنے سننے سے عثمان نے بنی امیہ کے چند لڑکون سے لکھوایا جیسا کہ تصریح تمام الشمس مین مرقوم ہے۔

ازالۃ الخفا مین ہے قال ابو محصن یعنی نقیص قالوا نقمنا علیک انک جعلت الحروف حرفا واحدا قال جاءنی حذیفہ قال ما کنت صانعا اذا قیل قراءۃ فلان وقراءۃ فلان وقراءۃ فلان کما اختلف اہل الکتاب فان یک صوابا فمن اللہ وان یک خطاء فمن حذیفہ صلعم مقصد دوم

یعنی صحابہ نے عثمان سے کہا ہمکو تمہاری یہ حرکت بری معلوم ہوئی کہ قرآن کے بہت سے حرفونکو ایک حرف کر دیا عثمان نے کہا مجھسے آکر حذیفہ نے کہا تم کیا کروگے جو یہ کہا جائے کہ فلان کی قرات فلان کی قرات جیسا کہ اہل کتاب مین اختلاف ہوا پس اگر یہ کام اچھا ہوا تو خدا کی طرف سے اور اگر برا ہوا تو حذیفہ سے۔ پھر کس منہ سے آپ کہتے ہین کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا خلفاء ثلثہ کا ہے حالانکہ خلفاء ثلثہ نے نہ ایک حرف لکھا نہ ایک دفعہ اوس مجمع مین شریک ہوئے عثمان تو اس کارروائی کو حذیفہ کی طرف منسوب کرتے ہین اور آپ لوگ خلاف خلفاء ثلثہ کی طرف منسوب کرتے ہین۔

بالفرض اگر خلفاء ثلثہ کا جمع کیا ہوا بھی مانا جائے تو پھر اس سے کیا فائدہ جو کفار مکہ کا بنایا ہوا ہے

جسکی طرف سب مسلمان سجدہ کرتے ہین اور اوسکا حج کرتے ہین ۔ تو کیا اس سے یہ کہا جائیگا کہ مسلمان خانۂ کعبہ کو نہین مانتے کیونکہ وہ کفار کا بنایا ہوا ہے اور بعد کفار بھی بنایا تو حجاج نے کے کفر و نفاق مین کسی سنی کو بھی شک نہین ہے ۔

بقول اہلسنت باپ مان رسول اللہ کے کافر تھے تو کیا اس سے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان رسول اللہ کو نہین مانتے کیونکہ معاذ اللہ اونکے والدین کافر تھے ۔

ارے صاحب کچھ عقل و فہم سے کام لیجئے ۔ کیا قرآن کو عمر او بکر نے تصنیف کیا تھا ۔ یہ تو خدا کا کلام تھا رسول اللہ کا معجزہ تھا اسکا جامع کافر ہو یا منافق اس سے کلام خدا مین کیا نقص آتا ہے ۔ کیا گلاب سنگہ نولکشور کے قرآن کو چھاپنے سے قرآن کی عظمت مین فرق آسکتا ہے یا کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان قرآن کو نہین مانتے کیونکہ کافرونکا چھاپا ہوا ہے ۔

موتی ۔ یا طلائے خالص اگر کسی چمار کے ہاتھ سے ملے یا کسی مردار سور کے پیٹ سے نکلے تو وہ موتی اور وہ طلا موتی ہی اور طلا ہی رہیگا ۔ اسی کی طرف تو خدا اشارہ کرتا ہے یخرج الحی من المیت ۔

دوسری دلیل یہ دیتے ہین کہ دوسری بات یہ ہے کہ حضرات شیعہ خلفائے ثلثہ کو منافق اور بے دین تا آخر

مین بیشک یہ فرمانا آپکا صحیح ہے فی الحقیقت وہ لوگ ایسے ہی تھے بلکہ اس سے بھی بدتر ۔ مگر اسکا اثر قرآن پر کیا پڑ سکتا ہے جو خدا کا کلام ہے ۔ ہان اگر کلام ابوبکر و عمر ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے ۔ یہ تو خدا کا کلام ہے خواہ کافر سے ملے خواہ منافق سے ۔ کلام خدا تو نہین بدل سکتا کیونکہ خدا نے اسکی توصیف مین فرمایا ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ کہ کوئی اسکا مثل نہین بنا سکتا ۔ پھر منافق پاکافر سے اگر لے تو کیا حرج ہے ۔

کیا اگر کسی مزبلہ (گھورہ) پر قرآن ملے تو آپ اوسکی عظمت نہ سمجھئے گا اوسکو نہ مانئے گا ۔ جن لوگونکو آپ ذریعہ قرآن ملنے کا بتارہے ہین کیا وہ مزبلہ سے بھی بدتر تھے ۔

اڈیٹر صاحب اپنے خلفا کی کارروائیونکو ملاحظہ فرمائے کہ اونھون نے قرآن کو کیا سمجھا تھا مثل حدیث رسول کہ دو گواہ لیکر لکھ لیتے ۔ حالانکہ خدا اوسکی توصیف مین فرماتا ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید

اوس قرآن کو آپکے خلفا نے اسطرح جمع کیا کہ دو دو گواہ لیکر ۔ حالانکہ قرآن کی تعریف مین مفتی علامہ سید احمد دحلان کہتے ہین قال فی المواہب نقلا عن بعضہم ان ہذا القران لو وجد

مكتوبا في فلاة من الارض ولو يعلمون وضعه لشهدت العقول السليمة انه
منزل من عند الله تعم وان البشر وغيره لاقدرة لهم على تاليف ذلك صلا۱۰۱

سیرہ نبویہ برحاشیہ سیرہ حلبیہ جلد ۳
کہ مواہب لدنیہ میں ہے کہ یہ قرآن اگر لکھا ہوا کسی میدان مین بھی ملے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کسنے یہان رکھا ہے تو عقل سلیم حکم لگا ئیگی کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور انسان کو کسی طرح اسکی قدرت نہین ہے کہ ایسا بنا سکے۔ تو جس قرآن کی یہ حالت ہو اوسپر دو دو گواہ لیکر لکھوانا خود بتا رہا ہے اون صحابہ کو کسقدر واقفیت تھی۔

واہ صاحب واہ عبارت کی خوب تھی کیا ابو بکر عثمان کہین لندن مین بیٹھے ہوئے تھے جو وہان سے قرآن بنا کر بھیجتے کہ اعتبار و بے اعتباری کی بحث ہوتی۔ قرآن مرتب جناب امیر کے پاس موجود تھا جو اوسیطرح تھا جسطرح نازل ہوا۔ اسلئے آپکے خلفا و صحابہ نے نہ لیا کہ اوسمین وہ سترنام بھی تھا جو بقول آپکے نکال دیا گیا۔ پھر ابن مسعود کے پاس ابی بن کعب کے پاس تھا نہ لیا گیا۔
بلکہ صحابہ سے پوچھ پوچھ کر لکھا جاتا جو پچیس برس مین جا کر لکھا گیا پھر اوسمین بے اعتباری کس بات کی تھی۔ کیونکہ یہ تو معلوم تھا غیر قرآن داخل ہو نہین سکتا محال ہے اب جو کچھ ہے وہ قرآن ہے خواہ یہان کا سورہ وہان ہو یا یہان کا آیہ وہان ہو جس سے سب واقف تھے اور بتاتے رہے جو آجتک کتب احادیث و تفاسیر مین موجود ہے۔ پھر بے اعتباری کی کیا وجہ۔

پھر لکھتے ہین دوسری دلیل میری اس دعوی کی یہ ہے۔ تا بہ آخر
اگر یہی دلیل ہے قرآن کے نہ ماننے کی تو پھر اہلسنت مین ایک متنفس بھی قرآن کا ماننے والا نہین رہتا کیونکہ صحاح ستہ مین اور تمامی کتب احادیث و تفاسیر مین موجود ہے حضرت ایک قرآن پورا بھول گئے۔ سورہ حفد سورہ خلع قرآن سے نکل گیا۔ سورہ احزاب پہلے سورہ بقر کے برابر تھا اب ۷۲ یا ۷۳ آیتین رہ گئی ہین جنکا ایک مرتبہ نہین صدہا مرتبہ اثبات کیا گیا جسمین چار جلدین الشمس کی شائع ہو چکین اور جلد ۵ بھی قریب طیاری ہے ان سب روایتون کی صحت خود بخاری و مسلم وغیرہ کے ذریعہ دکھائی گئین اور علماے اہلسنت کا اقرار کہ آج بھی ہم چاہین تو اون آیات کو بتا دین کہ مصحف عثمانی مین کہان سے نکل گئین۔

اڈیٹر صاحب جو دعوی بیان کر رہے ہین اوسکا ثبوت تفصیلی مقابلہ الشمس کیون نہین دیتے جسمین آپکے ہر ہر قول کی تکذیب کی گئی ہو اور ہر دفعہ اوسکے جواب مین یہی ارشاد ہوتا ہو کہ الشمس قابل التفات نہین ہے جس سے انکو رٹتے ہین کی تصدیق ہوتی ہو۔

اگر ائمہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہوتے تو پھر اسکا کیون حکم دیتے کہ جو حدیث ہماری مخالف قرآن ہو اوسکو نہ مانو جسکو چند مرتبہ آپ نقل بھی کر چکے۔

ہم یہان کن کن بزرگونکا نام لین کہ اہلسنت کے صحابہ سے اس قرآن کو محرف مانتے ہین۔ عمر۔ ابن عمر۔ عثمان۔ ابن عباس۔ ابی بن کعب۔ ابن مسعود۔ ابو الدردا۔ ابو ہریرہ۔ عائشہ۔ حفصہ ام سلمہ سبکے اقوال تو الشمس مین مع صفحہ کتاب مندرج ہین۔

روایتین بھی صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ صحیح ترمذی۔ سنن ابوداود۔ ابن ماجہ۔ موطا۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر طبری۔ کی لکھی گئین مگر من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور سے مجبوری ہے

پھر اڈیٹر صاحب فرماتے ہین دوسرا اختلاف فیمابین سنی وشیعہ یہ ہے۔

اسکا تصفیہ بہت آسان ہو کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت فرمائے کہ حق خود واضح ہو گا اگر اہلسنت جناب امیر کو حقیقت مین سچا مانتے ہین تو اس قول پر کیون نہین ایمان لاتے جو خود کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے صفحہ ۱ مطبوعہ مصر۔

ثم ان علیا کرم اللہ وجہہ اتی بہ ابی بکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ فقیل لہ بایع ابابکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار واحتججتم علیھم بالقرابۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتاخذونہ منا اھل البیت غصباً الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی

یعنی حضرت علی کو ابوبکر کے پاس لائے۔ حالانکہ حضرت کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا و برادر رسول ہین کہا گیا کہ بیعت کرو ابوبکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہین تمسے اس امر کے لئے۔ ہم نہ بیعت کرینگے تمکو ہماری بیعت کرنی چاہیئے تمنے اس امر کو انصار سے اسی دلیل سے لیا ہو کہ تم قرابت مند رسول ہو۔ تو ہم اہلبیت سے کیون از راہ غصب لیتے ہو۔ کیا تمنے انصار سے یہ نہین کہا تھا کہ چونکہ محمد ہم لوگون سے ہین لہذا ہم تمسے زیادہ مستحق

الانصار نحن اولی برسول اللّٰہ حیاً ومیتاً فانصفونا
ان کنتم تؤمنون والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون
فقال لہ عمر: انك لست متروکاً حتی تبایع
فقال لہ علی احلب حلباً لك شطرہ واشدد لہ الیوم
یرددہ علیك غداً ثم قال واللہ یا عمر لا اقبل
قولك ولا ابایعہ فقال لہ ابوبکر فان لم تبایع
فلا اکرھك فقال ابوعبیدۃ بن الجراح لعلی
کرم اللہ وجھہ یا ابن عم انك حدیث السن
وھؤلاء مشیخۃ قومك لیس لك مثل
تجربتھم ومعرفتھم بالامور ولا اری ابابکر
اقوی علی ھذا الامر منك واشد احتمالا
واستطلاعا فسلم لابی بکر ھذا الامر فانك
ان تعش ویطل بك بقاء فانت لھذا الامر
خلیق وحقیق فی فضلك ودینك وعلمك
وفھمك وسابقتك ونسبك وصھرك فقال
علی کرم اللہ وجھہ اللہ اللہ یا معشر المھاجرین
لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من دارہ و
قعر بیتہ الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون
اھلہ عن مقامہ فی الناس وحقہ فواللہ یا
معشر المھاجرین لنحن احق الناس بہ لانا اھل
البیت ونحن احق بھذا الامر منکم ما کان
فینا القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ
العالم بسنن رسول اللہ المتطلع لامر الرعیۃ

ہین جب انصار نے قبول کرلیا اور خلافت کو
تمھارے حوالہ کردیا جب وہی دلیل ہم پیش
کرتے ہین کہ ہم زیادہ اولی ہین رسول اللہ کے
ساتھ حالت حیات مین بھی بعد موت بھی۔ تو
انصاف کرو اگر ہو تم ایمان والے نہین تو
جو چاہو ظلم کرو اوسکا مزہ چکھوگے۔ اسپر عمر نے
کہا تم چھوٹے نہین جاسکتے جبتک بیعت نہ کروگے
حضرت علیؑ نے کہا دودھ لے کہ تجھکو بھی حصہ ملیگا۔
آج اوسکے لئے مضبوط کر کل تو پھر تجھے لوٹا ہی
دیگا ہرگز ہم تیرا قول نہ مانینگے نہ بیعت کرینگے۔
ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم بھی مجبور
نہین کرتے۔ ابوعبیدہ نے کہا اے پسر عم تم ابھی
کمسن ہو اور یہ تمھاری قوم کے بوڑھے ہین
تمکو ابھی وہ تجربہ نہین ہے جو انکو ہے ابوبکر کو ہم اس
بار مین تمسے زیادہ قوی جانتے ہین اور قوت
تحمل و استطلاع اونکو زیادہ ہے۔ تم قبول کرلو
اونکی خلافت کو کہ اگر زندہ رہوگے تو تم بیشک
اس امر کی لائق اور قابل ہو بسبب اپنے فضل
و دین۔ و فہم سابقہ۔ و قرابت و دامادی رسول
کے

حضرت علیؑ نے کہا اللہ اللہ اے گروہ مہاجرین
محمدؐ کی سلطنت کو عرب مین۔ اونکی خاندان سے
نکال کر اپنے گھرون مین نہ لیجاؤ اور اہلبیت

الفقيه في دين الله العالم بسنن رسول الله المتطلع لامور الرعية المدافع عنهم الامور السيئة القاسم بينهم بالسوية والله انه لفينا فلا تتبعوا الهوى فتضلوا عن سبيل الله فتزدادوا من الحق بعدا وقال بشير بن سعد الانصاري لو كان هذا الكلام سمعته الانصار منك يا علي قبل بيعتها لابي بكر ما اختلفت عليك

محمدؐ کو اونکے حق اور مقام سے نہ نکالو۔ قسم خدا کی اے مہاجرین ہم سب سے زیادہ مستحق ہین اس امر خلافت کے ساتھ جبتک کوئی بھی قرآن کا پڑہنے والا ہم مین رہا اور فقیہ دین خدا کا اور عالم سنت رسول اللہؐ کا جو مطلع ہو امر رعیت پر اور امور سیئہ کو اونسے دفع کر سکے اور قسمت بالسویہ کرے قسم خدا کی یہ باتین صرف ہم ہی مین ہے اپنی خواہشون کی پیروی نہ کرو کہ گمراہ ہوجاؤگے راہ حق سے اور دور ہوتے جاؤگے حق سے۔

بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اگر یہ کلام تمہارا انصار سنے ہوتے قبل بیعت ابوبکر تو ایک شخص بھی تمسے اختلاف نہ کرتا"۔

اڈیٹر صاحب اگر آپ اس دعوی مین سچے ہین "کہ اہلسنت حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سچے تھے ایک جان کیا اگر انکی کرورون جانین جاتی رہتین تو وہ جھوٹھ بولنے والے نہ تھے" تو پھر کیون نہین حضرت علی کے اس قول پر ایمان لاتے جسکے بعد سارا قصہ طے ہے۔

مگر آپ کیا کیجئے خدا تو آپلوگون کی توصیف مین فرماچکا ہے اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك رسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون۔ یعنی منافق لوگ تمھارے سامنے آکر کہتے ہین کہ تم خدا کے رسول ہو اور خدا جانتا ہے کہ تم اوسکے رسول ہو۔ اور خدا گواہی دیتا ہے کہ منافقین کاذب ہین ــــ

دیکھئے اپنے پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے منافقانہ اقرار کا نمونہ دکھایا یا نہین کہ اقرار تو کیا حضرت کے اسطرح کے صدق و راستی کا کہ ایک جان کیا اگر انکی کرورون جانین جاتی رہتین تو بھی جھوٹ بولنے والے نہ تھے" اور عمل اوسکے بالکل خلاف ہے کہ نہ حضرت کو مستحق خلافت جانتے ہین نہ ابوبکر و عمر کو ظالم غاصب کا فرمالانکہ حضرت کس طرح اونکا بلکہ اکثر مہاجرین کا کفر صریح ثابت کر رہے ہین۔

شیعونکی نسبت جتنا آپنے دعوی کیا ہے اسکے جواب مین لعنة الله على الكاذبين کافی ہے

کیون صاحب ظاہر و باطن یکسان نہ ماننے کی یہی دلیل ہے حضرت علی مرتضی خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین انسے صلح کے ساتھ رہے اور انسے لڑے جھگڑے نہین، تو پھر معاذ اللہ رسول اللہ کا بھی ظاہر و باطن یکسان نہ رہا۔ کیونکہ ۱۳ برس تک حضرت کفار مکہ کے ساتھ صلح سے رہے لڑے جھگڑے نہین۔

اڈیٹر صاحب کے نزدیک مخالفت کی صورت صرف یہی ہے کہ تلوار پکڑ کے میدان مین ڈٹ جاوے نہ زبانسے اگر اپنی حقیت دکھائی اور دوسرے کا ابطال تو وہ مخالفت نہین ہے۔ تو کاش اسی پر ایمان لاکر کفر عائشہ طلحہ زبیر معویہ کا فتوی صادر دیجے

اڈیٹر صاحب لکھتے ہین بلا انکی تعریف کرتے رہے جیسا کہ شیعون کی اعلی ترین کتابون مین بلا اختلاف مذکور ہے، جسکے جواب مین ہم لعنت اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہین۔ کیونکہ جب خود کتب معتبرہ اہلسنت مین حضرت کا یہ کلام موجود ہے تو بھلا شیعون کی کتاب مین کہان ممکن ہے کہ حضرت انکی تعریف کر سکین۔ آپکی سمجھ کا جب یہ حال ہے تو آپ حضرت کے لعنت کرنیکو بھی تعریف ہی سمجھتے ہونگے جیسا کہ رسول اللہ کی لعنت کو آپ تعریف سمجھتے ہین۔

پھر لکھتے ہین حضرات شیعہ اسکے جواب مین یہی فرماتے ہین کہ یہ تعریف حضرت علی مرتضی نے اپنے دل کے خلاف بطور خوشامد کر دی،، اسکے جواب مین بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ اگر صحیح النسب ہیگے تو اسکا ثبوت دوگے کہ کسنے یہ لکھا ہے کہ حضرت علی نے بطور خوشامد تعریف کر دی۔ کیونکہ خود کتب اہلسنت سے جہانتک دیکھا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ہر فعل پر ہر بات پر نفرین ہی کرتے تھے۔ ہان بخیال خیر خواہی اسلام حضرت تلوار سے نہین فیصلہ کیا جسطرح رسول اللہ نے بھی تا قیام مکہ اسطرح کا فیصلہ نہین کیا۔

پہلی تاریخ ۲۶ جون کی کارروائی ختم ہوئی جسمین اڈیٹر صاحب نے پنڈت جگت پرشاد صاحب کے دھوکھا دینا چاہا اور بقول خود شاید کامیاب بھی ہوئے۔

۲۹ جون کی کارروائی آئندہ نمبر مین درج ہوگی۔

نوٹ۔ اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسطرح کی حق پوشی کی جاتی ہے اور جو بات مثل آفتاب تابان نمایان ہے اوسکا انکار کیا جاتا ہے پھر اوس تقریری مناظرہ سے کیا حاصل جب اوسکی اسطرح فریب آمیز کارروائی ملک مین شائع کی جائے جسمین صدہا ریم کاغذ بیکار ضائع ہو۔

اڈیٹر صاحب کو مناسب ہے کہ اس آیہ کو ہمیشہ ملحوظ رکھین یسئلونک عن الفواد تمھارے دل سے سوال ہوگا لہذا کبھی وہ بات نہ کہنی چاہیے جسکو دل جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔

کھلی چٹھی بنام خریداران ترجمہ قرآن

(منجانب جناب سید مقبول احمد صاحب دہلوی)

بندہ نواز سلام علیکم - پارہ چہارم تک شایع ہو چکا ہے - ہمکو اس امر کے اظہار کی خوشی ہے کہ یہ پارہ آپکے اپنے پریس یعنی مقبول پریس دہلی مین طبع ہو کر ہدیۂ ناظرین ہو رہا ہے - دعا ہے کہ خداوند عالم بقیہ پارون کو بھی اسیطرح مکمل کرا دے - بحق محمدؐ و آل محمدؐ -

شکریہ

ہم اُن حضرات کے تہ دل سے مشکور ہین جنہون نے ہماری آواز پر لبیک کہی اور پیشگی ہدیہ ارسال فرما دیا - اور اس سے زیادہ اُن بزرگوارونکے ممنون ہین جنہون نے خریداران کے اضافہ مین سعی فرمائی - خداوند عالم اُنکی سعی کو مشکور فرمائے

ہمکو امید ہے

کہ وہ حضرات بھی جنہون نے ابتک کسیوجہ سے اس کار خیر مین ہمارا ہاتھ اسطرح نہین بٹایا ہے وہ بھی نئے خریدار دینے مین کد و کوشش کرینگے اور نہ صرف ہمکو ممنون احسان بنائینگے - بلکہ اپنے قومی کام کی جڑ مضبوط کر دینگے

بجا شکایت

اکثر حضرات جو فی الحقیقت اس ترجمہ قرآن سے پوری دلچسپی رکھتے ہین انکا بار بار ہمکو تاخیر اشاعت کی طرف توجہ دلانا بالکل بجا ہے لیکن ہم بقسم یقین دلاتے ہین کہ کوئی دن مشکل سے ایسا گذرتا ہوگا جس روز اس مسئلہ پر قلبی و دلی عملی سے غور و خوض نہ کیا جاتا ہو - کیونکہ جسقدر آپ حضرات کو اس سے دلچسپی ہے شاید اس سے کچھ زیادہ ہی ہمکو اس ترجمہ سے ہے - اور ہماری کوشش ہر وقت یہی رہتی ہے کہ وہ تدابیر عمل مین لائی جائین جن سے ایکماہ مین ایک پارہ ضرور بالضرور شایع ہونے لگے -

ایک پارے کی تیاری مین

اتنے مرحلے ہین - ملاحظہ ہون

(۱) اصل قرآن مجید کا ترجمہ کرنا (۲) تفسیری نوٹ اور حاشیون کے لکھنے کیلئے احادیث تفسیری کا منتخب کرنا - انکا ترجمہ اردو مین کرنا - اور پھر انہین اختصار کے ساتھ لکھنا (۳) پھر مجتہد صاحب کو سنانا (۴) ترجمہ اور تفسیری نوٹون کے اصل مسودہ کو صاف کرنا تاکہ کاتب اسپر سے نقل کرین (۵) تین تین کاتبون سے عربی اور

ارد و لکھوانا۔ (۶) کاپیون کی صحت کرنا (۷) کاتبون سے غلطیان بنوانا (۸) کاپیان پتھر و نپر جموا کر پروف اترونا اور اُنکی صحت کرنا (۹) مصلح سنگ سے پتھر درست کراکے چھپوانا (۱۰) کئی ہزار کی تعداد مین چھاپنا اب جسقدر ہاتھون سے یہ کام انجام پاتا ہو اُسیقدر زیادہ تاخیر ہوتی ہو اور مرحلے تو جو کچھ ہین وہ ہین لیکن دوم سب سے زیادہ اہم اور دشوار ہین یعنی نمبر ۲ و نمبر ۱۰ گو جو حضرات الطباع کے کام مین تھوڑی بھی دلچسپی رکھتے ہین وہ بخوبی اندازہ کر سکتے ہین کہ زیادہ تعداد مین طبع کرنا کیسا دشوار اور کسقدر دیر طلب کام ہو۔ تاہم ہماری کوشش ہر وقت یہی رہتی ہو کہ جلدی سے جلدی پارہ تیار ہو جاے۔ اور ناظرین تک پہونچ جاے پس جن بزرگوارون کو اس امر کی شکایت ہے وہ براہ کرم ہمکو معذور سمجھینگے۔

پیشگی کا مسئلہ

ہم دیکھتے ہین کہ باوجود نہایت صراحت سے صاف صاف لکھدینے کے بھی اکثر حضرات کو غلط فہمی ہوئی جس کے رفع کرنیکی غرض سے حسب ذیل گذارش ہو۔

(۱) قرآن مجید کے تیس پارے تو ہوتے ہین لیکن ہمارے ہان تو اسوقت تک صرف چار پارے تیار ہوے ہین باقی ۲۶ پارے ابھی باقی ہی ہین یعنی بالکل نہین چھپے بعض بعض حضرات نے خیال فرمالیا کہ تیسون پارے تیار ہوچکے جو ہمنے تیس پارونکی قیمت پیشگی طلب کی نہین نہین۔ ہرگز ایسا نہین ہو بلکہ اصل یہی ہو کہ صرف چار پارے تیار ہین باقی ۲۶ پارے انشاء اللہ ایک ایک کرکے تیار ہوتے رہینگے۔ لہذا جو حضرات یہ فرمایش کر دیا کرتے ہیں کہ بقیہ سب پارے بھیجدیجیے۔ وہ خیال رکھین کہ ہم ایسی فرمایش کی تعمیل سے معذور ہین۔ ورنہ ہمکو کچھ اسکی خوشی نہ تھی کہ شائقین کو ترسا ترسا کر ایک ایک پارہ کئی کئی مہینہ مین بھیجتے اور تیار شدہ سپارے گھر مین چھوڑے رکھتے

(۲) بہت سے حضرات کا خیال ہو کہ پیشگی ہدیہ ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہو حالانکہ ایسا نہین ہو ہمنے صرف خریداران ترجمہ کے نفع کی خاطر یہ تجویز اختیار کی ہو کہ فضول رقم ڈاکخانہ وغیرہ مین ضایع اور برباد نہو اور فریقین کو فائدہ پہنچے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی صاف لفظون مین لکھدیا تھا کہ پیشگی ہدیہ ادا کرنا لازم نہین ہو۔ پس ایسے حضرات حسب معمول ایک ایک پارہ ہی بذریعہ وی۔ پی منگاتے رہین جسے وہ آسان اور سہل تصور فرماتے ہین ہمکو تعمیل ارشاد مین کوئی عذر نہوگا۔ والتسلیم

نیاز مند۔ منیجر جوہر انشد لمیٹڈ، دہلی

الکرار (زیر طبع)

یعنی جناب امیر علیہ السلام کی سوانح عمری

تاریخ اور ضروریات سے زمانہ ناواقف نہیں ہے اور اصطلاح تاریخ کے خاص افراد اور انکے واقعات گویا تاریخ کی جان ہیں ہمیں اسکا کم افسوس نہیں ہے کہ ہماری قوم کے پاس کوئی مرتب تاریخ نہیں ہے لیکن ہمارے تاسف نے بہت کچھ خوشی کی صورت اختیار کی جب ہمیں اپنی تاریخ کے ایک خاص اور مقتدر فرد کی مرتب سوانح عمری ملگئی یعنی جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی سوانح عمری ہے۔ اس سوانح عمری کا تیار کرنا ایک دن کا کام نہ تھا مصنف سے پوچھیے جس نے سات برس اسمیں صرف کئے اور بقول انکے کہ رات کو الکرار کے خیال میں سوتا تھا اور صبح کو الکرار کے خیال سے اوٹھتا تھا میں جانتا ہوں کہ میری قوم اسوقت علمی قدردانی میں بہت ممتاز نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ الکرار اسکے دماغ میں ہمیشہ جلوہ لینے والی ہے اور بہت کم زمانہ ہے کہ ہر پڑھے لکھے کی زبان پر الکرار کا نام ہوگا۔ نجاننے والا جانیگا اور جاننے والا اُن بیشمار مسائل پر غور کریگا جو یا تو زمانہ گذشتہ کے مورخین کی نگاہ سے بلا توجہ گذر گئے یا جو اور ناقابل فہم وجوہات سے زیر قلم نہیں آئے حضرت علی کی جن تاریخی اور فطری بنیادوں پر تصویر کھینچی گئی ہے مجھے علم نہیں ہے کہ الکرار کے مولف سے زیادہ بہتر نقاشی سے کسی نے مصوری کی ہو علی کی طبیعت تربیت رسول کی صحبت اور اثر کو ابتداء سے انتہا تک جس خوبی کیساتھ دکھایا ہے وہ پڑھنے ہی سے غور کو زیادہ لطف دیتا جائیگا۔ تاریخ فلسفہ تاریخ اور ماخذ تاریخ میں کیا کوشش کی گئی ہے اسکا اس مختصر اشتہار میں سمجھانا ہوا سے باتیں کرنا ہوگا مجھے خوف ہے کہ میرا زیادہ کہنا کسی کتب فروش کا مبالغہ نہ سمجھا جائے لیکن مجھے امید ہے کہ قوم کے اکثر افراد دوسرے اڈیشن کا انتظار نہ کرینگے بیشمار تاریخی عربی۔ فارسی اردو۔ اور انگریزی کتابوں سے حوالہ دیا گیا ہے مولف نے اختصار کی سخت کوشش کی ہے مگر پھر بھی کتاب کا حجم تخمیناً ۵۰۰ صفحے ہو گئے۔ اگرچہ زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہے کہ جناب امیر کی سوانح عمریاں قابل افراد قوم نے مرتب کی ہیں لیکن یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ کن الفاظ۔ ترتیب اور موجودہ زمانہ کے تعلیمی اثر اور ضروریات کے لحاظ سے یہ کتاب بقول ایک عالم کے متقدمین اور متاخرین دونوں کے طرز تحریر سے علیحدہ اور تشفی بخش ہے خصوصاً وہ مقامات قابل دید ہیں جہاں مولف نے حضرت کی قابلیت انتظامی سے بحث کی ہے اور معزولی عمال کے مشکل مسئلہ کا حال کی حکمت عملی سے موازنہ کرکے معترضین کے قابل جواب دیا ہے یا جہاں قدیم اور جدید مورخین کے اعتراضات پر نظر ڈالی ہے اور نہایت مہذب الفاظ میں جواب دیا ہے مولف نے اُسوقت تک کتاب کا چھاپنا پسند نہ کیا جبتک کہ نئی اور پرانی روشِ تعلیم کے قابل لوگوں کی نگاہ سے کتاب کا کل یا جزو نہیں گذر گیا قوم کے لائق لوگ تصفیہ کرینگے کہ الکرار موجودہ زمانہ کی سوانح عمری کے موافق سوانح عمری کہی جاسکتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کتاب کا پڑھنے والا اسے ایک مقدس فرض سمجھکر اشاعت کی کوشش کریگا اس ایک کتاب کا اپنے پاس رکھنا گویا اُن سیکڑوں کتابوں کا اپنے پاس رکھنا ہوگا جنکے انتخاب سے مولف نے الکرار کو مختلف رنگ کے پھولوں کا گلدستہ بنایا ہے۔ اس کتاب کے مولف سید [illegible] صاحب [illegible] محلہ [illegible] جہاں شہر بنارس میں [illegible] اور تصنیفات مثل حضرت سلام حسین کی [illegible] قوم کا جوش [illegible] مولف [illegible] کتاب [illegible] طلب کریں قیمت علاوہ محصول [illegible] زیادہ [illegible]

المشتہر

[illegible] محلہ [illegible] شہر بنارس

آخری رعایت

ہماری معزز قوم مومنین بالیقین۔ کچھ ایسے مزاج پر مخلوق ہوئی ہے کہ اسکا انداز سب سے جداگانہ کام کا جب وقت گذر جاتا ہے تو انکو خیال آتا ہے۔ رعایتی قیمت کا اشتہار کتنی دنون تک اصلاح مین شایع ہوتا رہا جب بشہ مین اوسکے منسوخی کا اعلان دیا گیا تو اب ہر طرف سے توسیع اشاعت کی آواز بلند ہو رہی ہے کہ "ہمکو تو خبر ہی نہ تھی"

لہذا صرف مجلدات اصلاح کی نسبت تو اوس رعایت کی مدت وسیع کی جاتی ہے جو سابق مین رعایت کی گئی

جلد ۷ ۔ جلد ۸ جلد ۹ جلد ۱۱

اس رعایت کی غرض صرف اسقدر ہے کہ نادار سے نادار شخص بھی اس دولت عظمی کو بھی حاصل کرے کیونکہ وہ زمانہ قریب ہے اسکا ایک ایک نمبر ایک ایک روپیہ کو خریدا جاے مگر اوسوقت کہ ہم نہ رہینگے لہذا اس موقع کو غنیمت سمجھیے وما علینا الا البلاغ۔

ہان مجلدات اربعہ الشمس تو دو ربھی نایاب ہونگی کیونکہ کامل جلدین ۶ یا ۷ سے زیادہ رہ گئی ہین۔ لہذا فی جلد ۱۰ سے کم نہین ہو سکتا مگر اسقدر رعایت ممکن ہے کہ جو صاحب کل جلدونکو ایکجائی طلب کرین جلد ۱۱ انکو بلا قیمت ملیگی۔ مگر قیمت بذریعہ منی آڈر آنا چاہیئے کیونکہ اکثر حضرات وی پی طلب کرکے واپس کر دیتے ہین جس سے بیجد زیر باری ہوتی ہے۔

اصلاح جلد ۱۰ و ۱۲

ہان اصلاح جلد ۱۰ اپنیدرہ روزہ تھا جس سے ۲۴ نمبر اسکے مرتب ہوے قیمت اسکی ۲ تھی۔ جلد ۱۲ کا حجم بھی جلد ۱۰ سے کم نہ تھا قیمت ۲ تھا۔ مگر برعایت ماہ مبارک رمضان بجاے ۲ کے ۱ سے ہر دو جلد کا لیا جاے گا۔ مگر یہ شرط عام ہے کہ جس جلد مین جو نمبر کم ہوگا دفتر اوسکا ذمہ دار نہین کیونکہ یہ کمی قیمت زیادہ تر اسیوجہ سے ہے ان سب رعایتونکی مدت ۳۰ رمضان المبارک تک ہے۔

مراسلات بنام منیجر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن ہونی چاہیئے۔

رجسٹرڈ سی ۳۰۸

رسالہ

اصلاح

نمبر ۹ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۳

علی حیدر اڈیٹر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

نور علی نور ۔ واقعاً ایسی کتاب ہے کہ جسنے اسکو دیکھا پڑھا تمام کیے بغیر ہمیں چھوڑا [illegible]
تحقیق سب ہی لاجواب ہے اس کتاب کے فاضل مصنف جناب مولوی سید کاظم علی صاحب شیخپوری [illegible]
خود آبائی سنی تھے مگر ہدایت کا دروازہ انپر ایسا کھلا تمام عالم کیلئے نور علی نور تصنیف کیا اسی وجہ سے دیوبند کے
مشہور عالم مولوی خلیل احمد دیوبندی کو ایسی حرقت پیدا ہوئی کہ مطرقۃ الکرامۃ لکھا جسکو نور علی نور نے خاک
مین ملا دیا ۔ پہلا حصہ طیار ہے جو ۴۴ ۵ صفحہ پر تمام ہے قیمت ۳ سید زاہد حسین صاحب نخاس کہنہ الہ آباد سے طلب فرمایئے

تنبیہ المخالفین

اگرچہ امہات المومنین کا دورہ ہوگیا جس نے دل آزاری مسلمین مین کوئی دقیقہ نہ اوٹھا رکھا اسکا جواب شیعہ و سنی دونوں نے لکھا ۔ مگر تنبیہ المخالفین کا رنگ سب سے نرالا ہے کیونکہ نہایت ضبط سے پوری تحقیق سے کام لیا گیا ہے ۔ لائق مصنف اسکے جناب مولوی سید فیض حسین صاحب حیدرآبادی دام عزہ ہیں جنہوں نے نہایت تحقیق اور متانت سے اس کتاب کو تصنیف کیا افسوس کہ مومنین اب تک اس ذخیرہ تحقیق سے محروم تھے قیمت عہ پتہ یہ ہوگا مکان مولوی سید مہدی حسن حسین صاحب زاہد عقب مکان محبوب یار جنگ بہادر منڈی میر عالم حیدرآباد دکن

کتاب نزل الابرار

فقہ حدیث مین سعید المطابع محلہ دار انگر مین سے چھپوا کر وقف کر دی ہے جن صاحبوں کو ضرورت ہو ۲ کا ٹکٹ بھیجکر مولوی ابو القاسم صاحب مالک مطبع مذکور سے طلب فرمالین

العبد وقار نواز جنگ عفی عنہ

شکریہ معاونین علاوہ سابق

جناب سید عباس علی صاحب کتب فروش الہ آباد	۱
جناب منشی محمد محسن صاحب منصرم ۲۳۵۳ علاوہ سابق	۳
جناب سید سلطان حسین صاحب راہون	۱
جناب خواجہ مولوی نواب حسین صاحب وکیل ۲۲۸	۱
جناب میر رحمت علی صاحب قصبہ باڑی	۱
جناب سید سلامت علی صاحب محرر پونڈ ۲۶۹۵	۱
جناب مرزا اکبر علی بیگ صاحب ہڈکنسٹبل ۲۵۳۵	۱
جناب حکیم مظفر علی صاحب ۲۳۶۵	۱
جناب [illegible] حسین صاحب جگراؤن	۱
جناب منشی اشرف علی خان صاحب حافظ [illegible]	۱
جناب منشی [illegible] حسین صاحب ۲۸۵	۱
جناب میر سخاوت حسین صاحب وکیل ۱۹۳۵	۱
جناب منشی محمد حسین صاحب پٹواری ۲۲۳۲	۱
جناب سید ظہور حسین صاحب کورٹ انسپکٹر ۲۹۰	۱
جناب حکیم سید حفاظت علی صاحب بنو موی سررشتہ دار عدالت پربھنی دکن	۱
جناب میر فیض الحسن صاحب مختار ۱۶۳۳	۱
جناب حافظ عبد الباسط صاحب ۲۲۹	۱

باقی آئندہ از ۲۲۶۰

بسم الله الرحمن الرحيم

اصلاح

نمبر ۹	بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ١٣٢٥ ہجری	جلد ۱۳

ضروری عرض

(۱) خطوط ہوں یا منی آڈر نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے مگر براہ کرم سنہ ۳ نہ لکھیے کہ یہ ڈاکخانہ کا رجسٹرڈ نمبر ہے۔

(۲) اصلاح کی اصلی غرض تائید دین حق تھی۔ جسکے لئے یہ رسالہ اوسوقت نکالا گیا کہ شیعوں کا نہ کوئی اخبار تھا نہ قومی رسالہ جو انکے قومی حقوق کا محافظ ہو۔ اسلئے اصلی غرض اصلاح کی اشاعت تھی جسکے لئے چنداں خیال مطالبہ زرچندہ کا نہیں کیا گیا۔

(۳) اسلئے کبھی ویلو اسکا نمبر ا نہیں بھیجا گیا کیونکہ وہ زمانہ عشرہ محرم الحرام ہوتا ہے اور ہر شخص اوسکی اخراجات کے لئے پریشان رہتا ہے۔ کیونکہ زیادہ تر خریدار اصلاح غربا ہی ہیں۔

(۴) نتیجہ ان سب امور کا یہ ہوا کہ اصلاح کا بقایا قوم کے ذمہ پانچہزار سے زیادہ ہے جسپر نہ قوم توجہ ہوتی ہے نہ ادا کرتی ہے حالانکہ اکثر مطالبہ بھی کیا گیا

(۵) سنہ ۲ سے یہ خرابی پیدا ہوئی کہ اکثر قدیم خریداران اصلاح نمبر ۱ و ۲ تو لے لیتے ہیں نمبر ۳ جب ویلو جاتا تو واپس کر دیتے ہیں جس سے جلد ۲ اشاعت کی۔ دو سو سے زیادہ دفتر میں موجود ہیں۔ مگر بالکل بے مصرف ہیں کیونکہ جب پہلے ہی نمبر نہیں تو اوسکو کون خریدا ہو۔ اسلئے ۸ کی قیمت پر بھی اسکا اشتہار نہیں دیا گیا۔ کیونکہ اگر درمیانی نمبر کم ہوتا ہے تو پھر بھی کچھ اشاعت ہو جاتی۔

(۶) یہی مصیبت اس سال بھی پیش آئی کہ نمبر ۳ کا ویلو ۲۰۰ کے قریب واپس آیا جس سے دفتر میں نمبر ۱ و ۲ مطلق نہیں رہا اور نمبر ۳ سے موجود ہے۔

(۷) نظر برین حالات ضروری ہوا کہ اب آیندہ سال نمبر ا ہر شخص کے نام ویلو جائے کہ خریداری و عدم خریداری کا تصفیہ ہو جائے۔

(۸) ہر سال کے اختتام اور ابتدا میں اعلان دیا جاتا ہے کہ جسکو انکار ہو یا کچھ عذر ہو تو براہ کرم

مطلع فرمائین۔ مگر افسوس کسی طرح قوم ادہر نہین متوجہ ہوتی نہ کبھی انکاری خط لکھتی ہو نہ کوئی عذر ہوتا ہو۔ بلکہ ویلیو واپس کردیا جاتا ہو جس سے میری جان عجب مصیبت مین گرفتار رہتی ہو۔
(۹) اس سال تو اور بہی طرہ ہوا کہ ۲۶ کا ویلیو بھی واپس آیا حالانکہ یہ ویلیو اون حضرات کے نام روانہ ہوا تھا جنپر دفتر کو پورا وثوق تھا۔
(۱۰) جو حضرات نمبر ۱ یا نمبر ۲ سے امسال خریدار ہوے اون سب کے نام عصہ کا ویلیو اس خیال سے روانہ ہوا کہ اس سال کا حساب صاف ہوجائے اور جلد ۱۳ کا حساب درست کیا جا لہذا جن حضرات کے نام ویلیو گیا یا اب جاتا ہو اونکو خیال رکھنا چاہئیے کہ یہ مطالبہ صرف اسی سال کی ششماہی سے متعلق ہو سال آئندہ سے کچھ سروکار نہین۔ ہان جو حضرات نمبر ۲ یا نمبر ۹ سے خریدار ہوے اونکا حساب نمبر ۱ یا نمبر ۲ پر تمام ہوگا۔
چونکہ اس نمبر پر تین سہ ماہی تمام ہوئی اسلئے اطلاعاً عرض کیا گیا
کہ جن حضرات کو آئندہ سے انکار ہو وہ براہ کرم ابہی سے مطلع کرین۔ کہ دفتر زیادہ زیر بار نہو۔
مضامین اصلاح کے متعلق آپ حضرات اس سال شروع سے دیکھ رہی ہین کہ کل تحریرونکا تعلق صرف بیرونی اخبارون سے ہو جس سے اصلاح کو فرصت نہین ملتی کہ نئے مضامین تحقیقات آگین پر توجہ کرسکی قول الجمیل بکلمۃ الانصاف سب ناتمام ہین لہذا منا سے اب اسی طرف توجہ کیجائیگی کہ بقیہ مضامین طے ہون۔
تنقید بخاری بھی اس نمبر مین نہ شایع ہوسکی کیونکہ مناظرۂ شیعہ و سنی لکھنؤ کا ایک ضروری مضمون ایسا آگیا کہ اوسپر توجہ کرنا نہایت ضروری سمجھا گیا۔ اگرچہ اصلی اور مفصل و مدلل جواب اسکا تو عنقریب لکھنؤ سے شایع ہوگا جو قابل دید ہوگا۔ مگر قدردانان اصلاح کے اصرار سے مجبوراً ہمکو بھی کچھ لکھنا پڑا جو نہایت مختصر ہے جس سے اور بہت سے ضروری مضامین رہ گئے۔
ہمدردان اصلاح سے بکمال ادب ملتمس ہون کہ دفتر کی حالت ان ویلیو نکی واپسی سے نہایت ابتر ہو رہی ہو صرف آپ ہی حضرات کی ہمدردی کی امید ہے۔
الشمس جلد پنجم کے ۶ نمبر شایع ہوچکے ہئےء و ۹ بھی اسی ماہ مین حاضر ہوگا انشاء اللہ چونکہ آمین مرزائی فرقہ سے رد الملاحدہ مین خاص طور پر بحث ہوتی ہو لہذا اسکی توسیع اشاعت مین کوشش کرنا خاص حمایت دین مین داخل ہے۔ والسلام — اڈیٹر

نکث عہد القادیانیین

گذشتہ سے پیوستہ

خداوند عالم نے صرف اسی پر نہین اکتفا کیا کہ اسکو مشرکانہ اور کافرانہ عقیدہ فرمایا بلکہ سورہ زخرف مین فرماتا ہے وقالوا لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ اھم یقسمون رحمۃ ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجت لیتخذ بعضھم بعضا سخریا ورحمت ربک خیر مما یجمعون ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکئون وزخرفا وان کل ذلک لما متاع الحیوۃ الدنیا والاخرۃ عند ربک للمتقین۔

اور کہنے لگے کہ یہ قرآن ان دونون بستیون (مکے وطائف) مین سے کسی بڑے آدمی پر کیون نہ نازل کیا گیا ہ کیا یہ تمھارے پروردگار کی رحمت کو بانٹتے ہین۔ ہمنے انمین ان کی معیشت کو دنیا کی زندگی مین تقسیم کیا ہے اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے ہین تا ایک دوسرے سے سخرا پن کرین۔ اور جو کچھ یہ جمع کرتے ہین تمھارے پروردگار کی رحمت اس سے کہین بہتر ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی جماعت ہوجاینگے تو جو لوگ خدا سے انکار کرتے ہین ہم انکے گھرون کی چھتین چاندی کی بنادیتے اور سیڑھیان جنپر وہ چڑہتے ہین اور انکے گھرونکے دروازے بھی اور تخت بھی (چاندی کے بنادیتے) جنپر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے اور (خوب) تجمل دار آتش کرنے اور یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اور آخرت تو تمھارے پروردگار کے یہان پرہیزگارون ہی کے لئے ہے۔

دیکھئے اس آیہ مین خدا کفار کے اوس اعتراض کو ذکر کرتا ہے جو انکا اعتراض ہے کہ خدا نے کیون نہ ایسا کیا۔ بلکہ ادسپر ترقی فرمایا ہے کہ اگر یہ خیال ہوتا کہ سب ایک امت ہوجاتے یعنی کافر ہوجاتے تو ہم کافرونکو سونے چاندی کا مکان دیتے کیونکہ یہ سب متاع دنیا ہے جو خدا کے نزدیک

حقیر و ذلیل ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اسی لئے خدا نے انبیا و اوصیا کو ظاہری قوت و شوکت نہین عنایت کی کہ اس سے لوگون کی آزمائش نہوتی سب بطمع دنیا شریک ہوتے۔

تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ خلافت یہ قوت و اقتدار جو ان خلفا کو ملا صرف اسی غرض سے کہ معلوم ہو ان مسلمانون مین کتنے ایمان دار ہین کیونکہ یہ تو آپنے دیکھ لیا جسطرح فرعون و نمرود کی پرستش کرنیوالے زیادہ تھے بہ نسبت خدا والون کے اوسی طرح ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ معویہ۔ یزید کے طرفدار آجتک زیادہ ہین۔

ہان چونکہ آپ حکم خدا و مشیت خدا کو ایک سمجھ رہے ہین اسلئے آپکو یہ خیال ہو رہا ہے "کہ مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا" حالانکہ ہم بتا آئے ہین حکم خدا اور چیز ہے اور مشیت خدا اور چیز ہے۔ مشیت مین خیر و شر دونون شامل ہے حکم محض خیر ہے۔

ورنہ بقول آپکے یہ لازم آتا ہے کہ مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا" کیونکہ آپکو خوب معلوم ہے مومنین کی تعداد ہمیشہ کم رہی۔ تو پھر آپ کیا کہہ سکتے ہین بجز اسکے کہ مانئے مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا غلبہ اور فوق لازم آیا۔

ہم کیا تمامی اہل اسلام اسکے قائل ہین کہ خلافت جناب امیرؑ مثل نبوت رسول اللہؐ بحکم خدا تھی یعنی جسطرح خدا نے اپنے اقرار توحید کا تمامی بنی آدم کو حکم دیا اور اقرار رسالت کا سبکو حکم تھا۔ اوسی طرح اقرار بہ امامت و خلافت جناب امیرؑ کا سبکو حکم تھا۔ نہ یہ کہ مشیت باری بھی یونہی جاری ہوئی تھی ورنہ اگر ایسا ہوتا تو پھر روے زمین پر نہ ایک بت پرست کافر رہتا نہ ایک عیسائی و موسائی مخالف رسالت رسول اللہؐ نہ ایک خارجی یا سنی مخالف خلافت جناب امیرؑ

اگرچہ خدا نے ہر امت مین اپنے حکم و مشیت کا فرق بدیہی طور پر دکھایا ہے مگر اس امت کو تو اسکا تفرقہ اسطرح دکھایا کہ پھر شبہہ ہی نہین رہ سکتا کہ حکم خدا اور ہے مشیت خدا اور ہے کیونکہ جو لوگ بحکم خدا خلیفہ ہوئے جناب امیر المومنینؑ سے تا بہ امام حسن عسکریؑ ایک حال مین رہے اور جو لوگ خلاف حکم خدا و رسول خلیفہ ہوئے از ابو بکر تا بہ معتصم باللہ خلیفہ عباسی ایک حالت مین رہے جیسے نسبت خدا نے سورہ زخرف مین اشارہ کہ اگر اسکا خیال نہ ہوتا کہ سب

ایک امت ہوجائیں توہم منکران خدا کی چھتوں کو چاندی کی بناتے۔ کیونکہ آپکو خوب معلوم ہے کیا کیا زمینیں اونکو حاصل تھیں۔ اسی طرف توجناب امام حسنؑ نے بوقت مصالحہ معویہ اشارہ فرمایا ان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین

الحکم افسوس ہے ہمارے دوست خدا کے قول وفعل کو باہم متحد کرکے نہین دیکھتے بلکہ الگ الگ رکھتے ہین۔ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ مگر وہ جسطرح چاہتا ہو خلیفہ بناتا ہے

اصلاح۔ افسوس کہ جوبات آپکی ہے خلاف قرآن کیونکہ خدا فرماتا ہے لاتجد قوماً یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولوکان اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ یعنی اے رسول تم کبھی اوس قوم کو مومن نہ پاؤگے جو دشمنان خدا ورسول سے دوستی کرتے ہین اگرچہ وہ اونکے آبا وابنا واخوان وعشیرہ ہون تو آپکا ہمکو دوست لکھنا باوصفیکہ ہم آپکو یقیناً خارج از اسلام سمجھتے ہین۔ صریحی مخالفت قرآن ہے جسکا ہم کسی طرح اقرار نہین کرسکتے۔ اڈیٹر اہلحدیث کو بھی چندبار اسکی فہمایش کی گئی۔ مگر آپلوگون کو مخالفت قرآن مین ایسا مزہ ملتا ہے کہ کسی طرح اوس سے باز نہین آتے۔ اسی لئے تو خدا نے آپلوگون کی توصیف مین فرمایا یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم۔

رہا آپکا یہ ارشاد کہ ہم قول وفعل خدا کو متحد کرکے نہین دیکھتے۔ یہ ایسا مقولہ ہے کہ خود اس تحریر کے ناظرین اسکا فیصلہ کرسکتے ہین کون اسکا حامل ہے کون اسکا تارک کیونکہ آپ محض اس غرض سے کہ خلافت ابوبکر کی حقیت ثابت کرین۔ قول خدا کو ایکدم ترک کرتے ہین کہ قول خدا کی ضرورت نہین۔ کیونکہ مینے اصلاح ۳ مین بعد نقل آپکے کلام کے یہی تو عرض کیا تھا "چونکہ اڈیٹر صاحب ایک بافہم شخص ہین لہذا مین سمجھتا ہون کہ اونکا مفہوم "خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہوسکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے" سے یہی ہوگا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ اپنے رسول کے بنص صریح خلیفہ بنائے نہ کہ کسی حیلہ وتدبیر سے خلیفہ یا حاکم بنجای صفحہ ۵ نمبر ۳ جلد ۱۳

اسی تحریر سے ناراض ہوکر آپنے یہ تحریر لکھا جس سے معلوم ہوا آپ قول خدا پر راضی

ہم سمجھتے ہین کہ اس بحث کا اب خاتمہ ہوا کہ ابوبکر کی خلافت ہرگز ہرگز رسالت نہ تھی جسمین ارادہ الٰہی کی کامل تجلی ہوتی ہو اور اوسمین انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین ہوتا" کیونکہ سارے عالم کو معلوم ہے یہ خلافت صرف انسانی سازش سے قائم ہوئی کہ جب خلیفہ رسول دفن وکفن رسول اللہ ؐ مین مشغول تھا تو اس شیطانی خلافت نے سر ذر کیا۔

رہی آپکی دوسری خلافت جسکو آپ رسالت کی ردا کے نیچے مانتے ہین تو گو حقیقتاً ہم کو اوس سے بحث نہین کیونکہ وہ خلافت خواہ رسالت کی ردا کے نیچے ہو یعنی خلیفہ مسلمان ہو یا ردا کے باہر ہو یعنی کافر ہو۔ دونون مساوی حالت مین ہین۔ کیونکہ خدا نے سبکو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ تو ہمکو یا آپکو دونون مین فیصلہ کی ضرورت نہین ہے۔ خدائی فیصلہ کافی ہے کیونکہ فرماتا ہے ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہ یعنی سبکو خدا ہی نے خلیفہ بنایا زمین مین تو جو کفر کریگا۔ اسکا نقصان اوسپر ہے جس سے سبکا بمشیت خدا خلیفہ ہونا بدیہی اور کفر کا نتیجہ بھگتنا اونکو ضروری ہے۔

رہا یہ امر کہ کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کر دینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوئی ہے" تو اولاً اسکا اثبات آپکو قرآن سے کرنا چاہیئے کہ کہان خدا نے اسکو دلیل ارادہ الٰہی فرمایا ہے۔ ثانیاً آپکو رسالت رسول اللہ ؐ سے انکار کرنا لازم ہوگا کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے اگر کل نہین تو اکثر بلکہ اکثر کا اکثر اس وجود کا مخالف تھا جس سے ۲۳ برس تک حضرت کو ہمیشہ جہاد ہی کرنا پڑا تو کیا آپکی رسالت ارادہ الٰہی کے خلاف تھی۔ اسی لئے تو کل اہل آپکو خارج از اسلام سمجھتے ہین کہ ہر جگہ آپ رسالت آنحضرت سے انکار کرتے ہین۔

ثالثاً ان سب کے ماننے پر بھی آپکے ابوبکر کی خلافت نہین ثابت ہو سکتی۔ کیونکہ کل قلوب نہین تو اکثر قلوب اس سے متنفر تھے۔ چنانچہ بنی ہاشم خاندان رسالت کی مخالفت کا حال تو سبکو معلوم ہے۔ پھر اکثر قبائل عرب کی مخالفت سبکو معلوم ہے۔ اب خاص عشرہ مبشرہ بلکہ اون لوگون کی مخالفت بھی دیکھ لیجئے جو بعد کو ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوے کہ وہ کس طرح ابتدا خلافت مین مخالف تھے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے صـ۱ـ

واجتمعت بنو امیہ الی عثمان واجتمعت بنو زہرہ الی سعد وعبد الرحمان

بن عوف فکانوا فی المسجد الشریف مجتمعین فلما اقبل علیہم ابوبکر و ابو عبیدہ وقد بایع الناس ابابکر قال لہم عمر مالی اراکم مجتمعین خلقا شتی قوموا ومن معہ من بنی امیہ فبایعوا وقام سعد وعبد الرحمان بن عوف ومن معہما من بنی زہرہ فبایعوا و اما علی والعباس بن عبد المطلب ومن معہما من بنی ہاشم انصرفوا الی رحالہم ومعہم الزبیر بن العوام

یعنی بنو امیہ عثمان کے پاس جمع ہوئے۔ اور بنو زہرہ سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمان بن عوف کے پاس مسجد شریف مین جمع ہوے جب ابوبکر و ابو عبیدہ سقیفہ سے آئے اس حالت مین کہ ابوبکر کی بیعت ہو چکی تھی تو عمر نے کہا کیا وجہ ہے تم سب حلقہ باندھے الگ الگ بیٹھے ہو۔ اوٹھو بیعت کرو۔ تو عثمان کے ساتھ بنی امیہ نے ابوبکر کی بیعت کی۔ پھر سعد و عبد الرحمان نے مشمول بنی زہرہ بیعت کی۔ اور حضرت علیؑ و عباس و زبیر بن العوام اپنے اپنے گھرونکو چلے گئے۔ تو اب آپ ہی فرمائے خلافت ابوبکر کہان اسکی مصداق ہوئی۔ مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کردینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے "

کیونکہ اگر اسطرح کی توجہ جو جبر ہو دلیل حقیت ہو تو یہ سب ظالمونکو حاصل ہوتی ہے جو اپنے مخالفونکو بعد حصول قوت ایسا مجبور کرتے ہین کہ بجز اطاعت و انقیاد کوئی چارہ ہی نہین رہتا غرض نہ قلوب کی توجہ دلیل حقیت ہے ورنہ رسالت رسول اللہؐ سے انکار کرنا ہوگا۔ نہ ابوبکر کو یہ بات حاصل ہوی کہ سب قلوب متوجہ ہوے ہون۔ کیونکہ جسطرح کی جبری توجہ ابوبکر کو حاصل ہوئی اوس سے بمدارج بڑھکر یزید وغیرہ کو بلکہ ہر ظالم بادشاہ کو حاصل ہوئی۔

الحکم۔ اسکو خلافت بالسکینہ بھی کہتے ہین۔ اسکی تصریح سورہ بقر کے ۳۳ وین رکوع مین واقعہ طالوت مین ہوتی ہے۔ ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میری دانست مین ہان میرے اعتقاد مین غلطی ہے بلکہ گناہ ہے "

اصلاح۔ افسوس کہ آپکی مخالفت قرآن سے اب اتنی بڑھگئی کہ قرآن پر افترا کرنے لگے جو سلطنت طالوت کو آپ انسانی انتخاب سے قرار دیتے ہین۔ حالانکہ قرآن بکمال آپکی تکذیب کر رہا ہے کہ طالوت کی سلطنت ساتھ تسکین ہوئی الکہ [illegible] ہوئی بلکہ بمخالفت انتخاب کہ تمامی بنی اسرائیل

ہو سکے مخالف تھے۔ مگر خدا نے اونکو نص بادشاہ بنایا ملاحظہ ہو قرآن سورہ الم جسکو آپ بمخالفت حدیث صحیح بخاری سورہ بقرہ کہتے ہین ۔

وقال لھم نبیھم ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا۔ قالوا انی یکون لہ الملک علینا۔ ونحن احق بالملک منہ ولم یوت سعۃ من المال۔ قال ان اللہ اصطفیہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ یوتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم ؁ وقال لھم نبیھم ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ واٰل ھرون تحملہ الملٰئکۃ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین ؁

یعنی اونکے پیغمبر نے کہا کہ خدا نے تپر طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہو وہ بولے وہ ہمپر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہے ہم زیادہ مستحق ہین بادشاہی کے ساتھ اور اوسکے پاس تو زیادہ مال بھی نہین۔ کہا نبی اسرائیل نے کہ خدا نے اوسی کو منتخب کیا ہو بادشاہی کیلئے تپر اور علم بہت دیا ہی اور تن و توش بھی۔ اور خدا ہی اپنا ملک دیتا ہے جسکو وہ چاہتا ہی وہ واسع وعلیم ہے۔ اور اونکے پیغمبر نے کہا کہ نشانی اوسکے بادشاہت کی یہ ہو کہ تمھارے پاس ایک تابوت آئیگا جسمین خدا کی طرف سے سکینہ (تسلی) ہوگا اور بقیہ اوس چیز کا کہ آل موسیٰ و آل ہارون چھوڑ گئے تھے اوسکو فرشتے اوٹھائے ہونگے۔ اسمین ایک نشانی ہو تملوگونکے لئے اگر ہو تم ایمان والے ۔

کیون صاحب یہی نہ قصہ طالوت ہو جو ۳۲ وین رکوع مین ہو۔ کیا اسمین اونکی بادشاہت پر نص نہین ہو کہ پیغمبر خدا نے خبر دی کہ خدا نے طالوت کو بادشاہ تمھارا مقرر کیا ہو

اسی طرح کا نص تو ہم بھی چاہتے ہین کہ رسول اللہ ؐ نے اپنے خلیفہ پر نص کیا ہو نام لیکر بتا یا ہو کہ فلان شخص تمھارا بادشاہ و خلیفہ ہوگا ۔

اس خلافت یا بادشاہت مین کہان انتخاب ہے۔ بلکہ انتخاب کے خلاف ہو کہ بنی اسرائیل کہتے ہین وہ ہمپر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہو اوسکے پاس تو دولت بھی نہین ہو۔ بنی خدا نے جواب دیا کہ خدا ہی نے اوسکو انتخاب کیا ہے اور علم و قوت دیا ہے ۔

کیا ابوبکر کی خلافت مین بھی ایسا کا نص ہو۔ کیا وہ بھی صاحب علم و قوت تھے ۔

پھر معلوم کیون قرآن پر یہ افترا کیا گیا کہ اسکی تصریح سورہ بقر کے ۳۳ وین رکوع مین واقعہ طالوت

مین ہوتی ہو ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میرے دانست مین - ہان میرے اعتقاد مین غلطی ہو - بلکہ گناہ ہو،، کیونکہ آپکو ثابت کرنا چاہیئے یہان کسی قسم کا انتخاب ہوا - حالانکہ انتخاب کے خلاف تھا وہ کہتے تھے ہم زیادہ مستحق ہین پیغمبر نے کہا نہین خدا نے اوسکو منتخب کیا ہی اور علم و قوت جسمانی اوسکو عطا کی ہی اور خدا جسے چاہتا ہی اپنا ملک دیتا ہی پھر اس نشانی کو بھی بتایا کہ اونکے ساتھ تابوت سکینہ ہوگا -

افسوس کہ اڈیٹر صاحب کچھ ایسے مخمصے مین گرفتار ہین کہ اونکو سوجھائی نہین دیتا کیا کہہ رہے ہین اور کیا لکھ رہے ہین - خلافت کی تقسیم تو دو قسم پر کر دی ایک برنگ رسالت جسمین وہ خلافت آدمؑ و ہارونؑ و داؤدؑ کو داخل کرتے ہین - دوسری تحت ردائے رسالت جسکے مثالی ہین لاکر سلطنت طالوت کو اور یہ نہ سمجھے کہ نتیجہ کیا ہوا کیونکہ اسمین انتخاب انسانی کو دخیل کیا تھا - حالانکہ قرآن مین بالکل اسکی نفی ہی کہ تمامی بنی اسرائیل اس انتخاب کے خلاف تھے - پھر یہ خلافت تحت ردائے رسالت کیونکر ہوئی جبکہ حضرت داؤد نبی اللہ طالوت کی ماتحت تھے کیا ابوبکر کی بھی یہی شان تھی کہ وہ کسی لشکر کے افسر ہوئے ہون بعہد رسول یا رسول اللہؐ اون کی ماتحتی مین کبھی کام کیا ہو -

پھر طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہی اس شرط پر کہ وہ جالوت کو قتل کرین تو کیا یہان آپ بھی ابوبکر کو بجائے طالوت قرار دینگے - اور نکاح عائشہ کو اجر خدمات رسول اللہؐ قرار دینگے - مگر مشکل یہ ہی کہ حضرت نے تو کسیکو قتل ہی نہ کیا بخلاف حضرت داؤد کہ اونہون نے جالوت کو اور ہزارون آدمیونکو اوسکے لشکر سے قتل کیا -

تو اب اسکی بھی وجہ معلوم ہوئی کہ اڈیٹر صاحب نے جو یہان انتخاب کو گناہ کہا ہی شاید اسیوجہ سے کہ اونہون نے قرآن پاک کا افترا کیا تھا کہ خود حضرت طالوت مین کسی طرح کا انتخاب ہوا - حالانکہ بنص قرآن یہان کسی طرح کا انسانی انتخاب ہوا ہی نہین - بلکہ صرف خدائی انتخاب تھا بمقابلہ انتخاب بنی اسرائیل جو سراسر اسکے خلاف تھا -

الحکم قبلہ ذاتی عقیدہ تو ممکن ہے - کہ اس بات کیلو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی اختلاف بھی ہو مگر مین ایسا ہی یقین کرتا ہون اسلئے خلافت راشدہ میرے

انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنہم میں بصیغہ جمع ہے
اسمین دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے"

اصلاح - یہ عجب معمی ہے کہ ابھی تک تو آپ انتخاب کے بالکل خلاف تھے کہ خلافت راشدہ مین کسیطرح انتخاب ہوتا ہی نہیں جسکو چند بار ظاہر کیا ہو (۱) میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے - (۲) خلافت راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالی ہی کا کام ہے یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہین" خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالی ہی کی طرف سے تھی اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا" جس سے تمام عالم یہی سمجھتا ہے کہ خلیفہ محض منجانب اللہ ہوتا ہے انتخاب و تجویز کو اسمین دخل ہی نہین - پھر کیا ہو گیا جو آپ ارشاد فرماتے ہین " خلافت راشدہ مین جو انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے لیستخلفنہم"
کیونکہ اگر یہ کلام بصحت جو اس کہا گیا ہے تو ہر شخص کہے گا دونون مین صریح تناقض ہے پہلے انتخاب سے بالکل انکار تھا - اور اب اوسکا پورا اقرار ہے -

ہان چونکہ آپنے پہلی تقریر مین جو اصلاح ۳۲ مین مندرج ہے انتخابی سسٹم سے بالکل انکار کیا تھا وسلئے مینے عرض کیا تھا کہ اب قادیانیون نے بھی اصول شیعہ کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے"
مگر جب احمدی جماعت کے دباؤ سے - اپنے اوس راے سے عدول کیا اور انتخابی سسٹم کے قائل ہوے کہ خلافت راشدہ مین انتخاب ہوتا ہے" تو اب براہ کرم فرمائے لیستخلفنہم سے آپکا کیا فائدہ ہوا جسکی نسبت فرماتے ہین بصیغہ جمع ہے - مگر یہ تو ارشاد ہو جمع فاعل ہے یا مفعول - قرآن مین تو مفعول کے لئے ضمیر جمع آئی ہے کہ خدا اونلوگونکو ضرور خلیفہ کریگا - نہ یہ کہ وہ لوگ ملکر کسی کو خلیفہ کرینگے - توپھر آپکا یہ ارشاد " اسمین دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے" کیونکر درست ہوا لیجیئے صاحب اب اڈیٹر الحکم کیلئے کھلے مخالف قرآن بنگئے کہ قرآن تو پکار پکار کہہ رہا ہے خدا ہی سبکو خلیفہ کرتا ہے خواہ وہ مومن ہو خواہ کافر - اور اڈیٹر صاحب اب یہ فرماتے ہین کہ خلافت راشدہ مین انتخاب ہوتا ہے اور وہ اس آیہ کے ماتحت مین داخل ہے اوسمین دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے - پھر بتائے آپ مسلمان رہے یا کیا ؟
حق یہ ہے کہ آیہ استخلاف ایک ایسی صریح اور واضح الدلالۃ آیہ ہے بطلان مذہب اہلسنت کیلئے

کہ اسکے بعد پھر کسی دلیل کی ضرورت ہی نہین رہتی۔ اگر خلافت سے اسمین خلافت اصطلاحی مراد لی جاے تو نہ صرف خلافت ہی باطل ہوتی۔ بلکہ سرے سے اسلام ہی باطل ہوتا ہی۔ کیونکہ صحابہ کے ایمان داروںیک عمل والون کو وعدہ الہی خلافت ملنا ضروری اور خلافت ملتی ہی صحابہ سے سات آدمی کو تو باقی سب بے ایمان ہوتے ہین اور فاسد العمل۔ پھران بے ایمانونکا اجماع یا اتفاق سب کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہی خلافت یون گئی۔ اور اسلام یون جاتا ہے کہ لازم آتا ہی یہی سات آدمی ایسے ہون جو حضرت کی تعلیم سے مشرف باسلام و ایمان ہوے باقی سب کا فر ہے تو بقول اہلسنت ایسا نبی بنی صادق کب ہو سکتا ہی جسکی تعلیم سے صرف سات آدمی اسلام لائے۔ پھر وہ بھی یکے بعد دیگرے جس سے لازم آتا ہی کہ بوقت خلافت ابوبکر۔ عمر ایمان سے خارج ہون بوقت خلافت عمر۔ عثمان خارج الاسلام ہون۔

یہ الزام تو عام سینو نپرہی۔ اور مرزائیو نپر یہ آفت ہی کہ وہ انتخابی سسٹم کے اصول پر خلافت کو غیر صحیح کہتے ہین جس سے خلافت ... بلکہ کل خلافت گئی۔ اور الحکم کے نئے سسٹم پر اگر وسایط کا وجود مانا جاے تو قرآن مین تحریف کرنا پڑے کیونکہ یہ صیغہ جمع سے خلیفہ بنانیوالوںکو مراد لیتے ہین حالانکہ خدا بصیغہ جمع اونلوگون کو یاد کرتا ہی جو خلیفہ بنائے گئے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

الحکم۔ اور اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیرؑ کی خلافت بھی معرض شک مین ہوگی۔

اصلاح۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینست ہم تو نہ انتخاب کو برا کہتے ہین نہ اچھا نہ اوس سے ہمکو بحث ہی۔ بلکہ ہماری تقریر تو آپکے اس جملہ پر تھی جو آپنے پہلے فرمایا تھا "مگر مین درد دل سے عرض کرتا ہون کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہو سکتا اور نہ ہوا" جس پر مینے عرض کیا کہ اب قادیانی بھی اصول شیعہ کے سامنے سر جھکانے لگے۔

جبکہ آپنے اوس سے عدول کیا تو اوسکے نتایج دکھائے گئے کہ پھر خلافت راشدہ و باطلہ مین مابہ الامتیاز کیا رہتا ہی۔ رہا یہ ارشاد کہ "اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہی تو پھر جناب امیرؑ کی خلافت بھی معرض شک مین ہوگی" تو یہ آپ اوسوقت کہہ سکتے ہین کہ جب ہمنے حضرت کی خلافت کو

انتخاب سے ہوا حالانکہ ایک دفعہ نہیں ہزار مرتبہ ظاہر کیا گیا کہ جناب امیر تو اوسی روز خلیفہ ہوے جس روز رسول اللہ ؐ نے توحید و رسالت کا اعلان دیا ملاحظہ ہو علم الہدایہ مندرجہ اصلاح نمبر ۲
اور جو لوگ انتخابی اصول پر حضرت کی خلافت کو مانتے ہین تو وہ تو اونکا ظاہری اقرار ہے جسکو آپ خوب جانتے ہین۔

الحکم - پس اڈیٹر صاحب اصلاح کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بالکل سچ ہے خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور ایسے فتنہ کے وقت جبکہ ایک نبی یا اسکا عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے رخصت ہوتا ہے محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسی کو اسکی قائمقامی پر منتخب نہیں کر سکتی"

اصلاح - یہی وہ مقام ہے جہان قلم مین جوش پیدا ہوتا ہے کہ ایک بات پر تو ثابت قدم رہو۔ ایک دفعہ تو خلیفہ بنانا خدا کا کام بتاتے ہو۔ پھر یہ کہتے ہو "خلافت راشدہ مین جو انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنھم مین بصیغہ جمع ہے اسمین دوسرے وسائط کا ہونا ضروری ہے" پھر بتائیے تو آخر آپکا مذہب کیا ہے عقیدہ کیا ہے جو ایک ہی رنگ مین دو طرح کی تقریر کرتے ہو۔
اگر یہ سچ ہے کہ "خلیفہ بنانا اللہ ہی کا کام ہے" تو پھر وہ لوگ ملعون ہین جنہون نے اسکے خلاف کوشش کی کہ اپنے انتخاب سے خلیفہ بنائین اور وہ لوگ بھی ملعون ہین جنہون خلاف حکم خدا اس خلافت کو قائم کیا۔

خدا کا نبی یا اوسکا خادم یا اوسکا عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے جب اوٹھتا ہے تو اپنے مالک اور مولی کی مرضی و رضا سے۔ نہ کہ خدا کی غفلت اور بیخبری اور ناواقفیت مین اوسکا کوئی بندہ مر جاے۔ پھر اوس خدا کے رہتے ہوے آپ کون ہین جو اوسکے ملک اور اوسکے مخلوقات کا انتظام کرین جسکا یہ نتیجہ ہو کہ آپ اوسکے باغی اور نافرمان و سرکش بندے کہلائین۔
اگر "محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسیکو اوسکے قائم مقامی پر منتخب نہین کر سکتے" تو پھر اسکی کیا کیا ضرورت پڑی کہ اوس نبی یا عظیم الشان نائب اور خادم خدا کا جنازہ یونہی بے غسل و کفن چھوڑ دیا گیا اور سارے صحابہ جو انہی بابی و امی کہتے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون۔

اودھر کیون جھک پڑے کہ خلافت ساتھ لگائین جس سے وہ اشرف المرسلین سید الانبیا
تین روز بعد دفن ہوا۔

دیکھو اوس خلیفہ کو۔ دیکھو اوس وصی رسول کو جسکی خلافت بہ رنگ رسالت تھی جسمین اللہ تعالیٰ ہی کی کامل تجلی تھی جسمین انسانی تدبیر کو کچھ بھی دخل نہ تھا" وہ کسطرح کار خلافت انجام دے رہا ہی جسکے لئے رسول اللہ مبعوث ہوے وہ نور الہی تن تنہا اپنے منیب اپنے آقا کی خدمت مین مصروف ہی اور اوسکو انجام تک پہونچایا یہانتک کہ ابوبکر عمر نہ آسکے اور رسول اللہ دفن ہوگئے۔

یہی خلیفۃ اللہ ہی یہی خلیفۃ الرسول جو رسول اللہ کی اون خدمتونکو انجام دے رہا ہی جسکے لئے رسول اللہ مبعوث ہوے کہ تمام امت کی ہدایت کر رہا ہی۔ امت اوسکے گرفتاری کی فکر مین ہی وہ قرآن جمع کر رہا ہی امت اوسکے گھر مین آگ لگانے جاتے ہین وہ انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ کہہ رہا ہی امت اوسکو نظر بند کر رہی ہی۔ وہ خلق اللہ کو مدعیان خلافت کو بتا رہا ہی اسطرح روم فتح ہوگا اسطرح فارس۔ ادھر سے حملہ کرو اودھر سے فوج لاؤ۔ وہان کا یہ انتظام کرو۔

ایسے ہوتے ہین خلیفۃ اللہ ایسے ہوتے ہین خلیفہ رسول کیونکہ رسول پر اذیتین پہنچی تھین۔ پتھر برسائے جاتے تھے سر زخمی ہوتا تھا۔ وہ یہی کہتا تھا قولوا لا الہ الا اللہ۔ نبی پر سارے مصائب ڈالے جاتے ہین اور وہ کہتا ہے اللھم اہد قومی فانہم لا یعلمون۔

نہ یہ کہ چند نفر و نکا مجمع ہوا اور چلے خود رسول اللہ کے گھر مین آگ لگانے۔

الحکم۔ خدا تعالیٰ خود اوس وجود کو چن لیتا ہے اور لوگون کے قلوب مین اسکے لئے سکینہ نازل کر دیتا ہی اور وہ خوف جو فتنہ و فساد و جھگڑے جدال کا ہوتا ہی امن سے تبدیل کر دیا جاتا ہی یہ سکینت اور یہ امن دلیل ہوتی ہی اس امر کی کہ وہ انتخاب خدائی انتخاب ہے۔

اصلاح۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جو بادشاہ ہوا اور اوسنے اپنے مخالفونپر فتح پائی وہی آپکے نزدیک خلیفہ ہی اور وہی ہے۔ وہ جسے خدا چن لیتا ہے۔ تو بہت اچھا آپ اونہین لوگونکو نمونا بنئے نکو دیکھ کے ولی دین۔ تو پھر نہ صرف معویہ یزید عبد الملک کل خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کو

خلیفہ بھی ماننا پڑیگا بلکہ چنگیز خان - تیمور نادر سب پر آپکو ایمان لانا پڑیگا - اور اوسکے بعد اب گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی خلیفہ رسول ماننا پڑیگا جسنے تمام اسلامی سلطنتوں پر اپنا سکہ بٹھادیا اور وہ خوف جو جدال فتنہ وفساد وجھگڑے کا سبب ہوتا ہے امن سے تبدیل کردیا -

جس سے جہان آپ اسلام سے خارج ہونگے - وہان اپنے نبی اور اوسکے خلیفہ کی نبوت و خلافت سے بھی محروم رہینگے کیونکہ مرزا کو نہ کسی زمین کی انچ بھر بھی حکومت ملی نہ اوسکے خلیفہ کو ایک آدمی پر حکومت بخلافت نصیب ہوئی -

افسوس صد افسوس کہ خداوند عالم لفظ اصطفے کو جسکے معنی چن لینے اور انتخاب کے ہین عام طور سے کل انبیا کی نسبت بھی نہین استعمال کرتا - بلکہ خاص خاص انبیا کے حق مین استعمال ہوا - مگر آپکا یہ ایمان ہے کہ اوس لفظ کو ہر فاسق فاجر بدکار زناکار شارب الخمر کی شان مین استعمال کررہے ہین - کیون ؟ صرف اس غرض سے کہ ابوبکر کی خلافت حق قرار پائے جو بغیر مشارکت یزید وغیرہ محال ہے -

الحکم - افسوس یہ ہے کہ ایڈیٹر اصلاح خلافت راشدہ اور ملک گیری مین تفرقہ نہیں کرتا تواتی الملک من تشاء بھی بجاے خود درست ہے - اور ہم اسپر ایمان لاتے ہین خدا ہی بادشاہ بناتا ہے اور حکومت عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو ہم قرآن مجید کو خدا تعالی کا کلام یقین کرکے اسکے انکار کی جرأت کرنے والے کو مومن بالقرآن نہین کہہ سکتا - تعجب ہے ایڈیٹر اصلاح اس نص صریح سے انکار کرتا ہے افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

اصلاح - یہ ہے مرزائی اسلام جسمین اسطرح کی دروغ گوئی کی جاتی ہے - اور پھر تقیہ پر مضحکہ کیا جاتا ہے کیونکہ اسی مضمون کو تو ہمنے نمبر ۱۳ مین لکھا تھا " لہذا ہم ایڈیٹر صاحب کے فہم و فراست اور عقلمندی سے امید کرتے ہین کہ اونکا مقصود انتخاب خدا سے انتخاب قولی ہوگا کہ خدا اسکی شان کو اپنے علم سے مقرر کرے - نہ بقاعدہ توتی الملک من تشاء جو بادشاہ یا خلیفہ بجائے خود ہی منجانب اللہ بھی ہے جسکی طرف خود ایڈیٹر صاحب بھی اشارہ کرتے ہین " قبول حکومت ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے مگر ماننے والوں کا دل و زبان ایک نہین ہوسکتا " ملاحظہ ہو

القول بالجزم فی انتشار النجم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب مولوی صاحب اوس اجماع کی حقیت ثابت کرنیکے لئے ایک نئی توجیہ اپنی طبع رسا سے پیدا کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ "چونکہ یہ انعقاد تمام اون شرائط کے ساتھ تھا جو حقیقت مین مشروط ہوتے ہین لہذا یہ طریقہ بھی منجملہ اور دلائل حقیت خلافت صدیقیہ کے ایک دلیل کہا جاتا ہے"!!

مگر مولوی صاحب نے یہان پر محض بے دلیل ایک دعوی کردیا ہے۔ منکرین کے مقابلہ مین ایسا بے سر دپا دعوی کردینا اور شرائط و مشروط کے رعب دار الفاظ بلا کسی سند کے لکھدینا مین نہین کہہ سکتا کہ مولوی صاحب کیلئے کیا سود مند ہوسکتا ہے لیکن منکر بے تامل کہدیگا کہ "باطل است انچہ مدعی گوید"

انکو اس انوکھی تقریر سے پہلے یہ بتلانا واجب تھا کہ وہ شرائط جن سے انعقاد خلافت کی صحت ہوسکتی ہے کیا ہین؟ اور آیا اون شرائط کی پابندی سقیفہ کی پنچایت مین ہوئی تھی یا نہین۔ جہانتک مین سمجھتا ہون مولوی صاحب ان باتون کو پایۂ ثبوت پر پہونچانے سے قطعی قاصر ہین۔ ہان اسمین شک نہین کہ پبلک کے بہکانے اور "الغریق یتشبث بکل حشیش" کے مصداق ہونیکا انہون نے اسکو اچھا خاصہ ڈہکوسلہ سمجھا۔

کتب اخبار و سیر مقبولہ اہلسنت جنمین کہ واقعات تفصیلی انعقاد خلافت حضرت ابوبکر کے مندرج ہین اون مین تو ایسی شرائط کا کہین پتہ نہین جو حقیت مین مشروط ہوتے ہین مولوی صاحب اپنے دل سے گڑہ کر جو چاہین فرمادین۔

ہان البتہ صحیح بخاری مین یہ حدیث حضرت عمر کی انعقاد خلافت صدیقیہ کے بارہ مین ضرور منقول ہوئی ہے کہ "کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ ولکن وقی اللہ شرھا" جسکو شبہ نمبر مین مین نقل کرچکا ہون۔ اسکو مولوی صاحب حقیت مین مشروط ہونیوالی شرط قرار دین تو ممکن ہے یا ایک دوسری شرط "الائمۃ من قریش" کی ہے جس سے استدلال

حضرت ابوبکرؓ نے ترک کیا ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے آخری عہد خلافت کے بعض نہیں چھوڑا اور اپنے اجتہاد سے اوسکو بھی ترک کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں "لو ادرکنی احد رجلین ثم جعلت هذا الامر اليه لوثقت به سالم مولى ابي حذيفة وابو عبيدة بن الجراح" (کما فی مسند احمد بن حنبل وتاریخ الخلفا للسیوطی وغیرہما)

یعنی اگر میں (۱) سالم غلام ابوحذیفہ اور (۲) ابوعبیدہ ابن الجراح ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ پاتا تو میں خلیفہ اوسی کو مقرر کرتا کہ مجھے اونپر وثوق تھا۔ اس قول حضرت عمر سے وضعی ہونا حدیث الائمة من قريش کا بخوبی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ سالم غلام ابوحذیفہ قریشی نہ تھے بلکہ عجمی تھے اور جب حضرت عمر نے ایک مرد عجمی کے لئے بمخالفت "الائمة من قريش" منصب خلافت کو تجویز کیا تو صاف ثابت ہو گیا کہ وہ حدیث اونکے نزدیک وضعی تھی یا وہ اوسکو قابل منسوخی کے سمجھتے تھے۔ حضرت عمر کا یہ اجتہاد باعتبار اونکے خصائص اور فضائل کے یا بنظر اسکے کہ اصحاب اصول نے قول اور فعل صحابی کو دلیل نسخ حدیث پیغمبر کا قرار دیا ہے (جیسا کہ نور الانوار میں مذکور ہے) اونکے تابعین کے نزدیک واجب التسلیم ہے اور وہ اوسکے صحیح تسلیم کرنے میں کان نہیں ہلا سکتے۔

سواے ان دو شرطوں کے جو صحیح بخاری سے مذکور ہوئی ہیں کسی تیسری شرط کا وجود واقعات خلافت میں تو پایا نہیں جاتا جسکو شرایط شرعیہ کا مصداق کہا جا سکے غالباً مولوی صاحب کا زور انہیں شرایط پر ہوگا مگر افسوس ہے کہ سب سے بڑی شرط الائمة من قريش والی بھی حضرت عمر کے ہاتھوں پامال ہو کر خس خس ہو گئی ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

یہاں مجکو موقع ہے کہ میں مولوی صاحب سے یہ سوال کروں کہ اگر یہی طریقہ انعقاد خلافت کا جو آپنے بتلایا منجملہ دلائل حقیت کے ہے تو اونکو خلافت یزید بن معاویہ کے صحیح قبول کرنے میں کیا پس و پیش ہے۔

مولوی صاحب نے جو یہاں یہ بتایا ہے کہ اہل [illegible] سے صرف [illegible] انعقاد خلافت کا ہوتا ہے حقیت اور عدم حقیت کو اوس میں دخل نہیں ہے یہاں اوس انعقاد [illegible] کی مثال میں [illegible]

کی خلافت کے انعقاد کا ذکر کیا ہے اور اسی بناء پر الاستیاز خلافت ابوبکری اور خلافت یزیدی کا یہ قرار دیا ہے کہ یزید کی خلافت کا انعقاد چونکہ اون شرائط کے ساتھ نہیں ہوا جو حقیقت میں مشروط ہوتی ہیں لہذا وہ مسلّم نہیں ہے اور حضرت ابوبکر کی خلافت کا انعقاد اون شرائط کیساتھ ہوا اسلئے وہ مسلّم ہے۔

لیکن اب جب کہ یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت پر وہ شرائط سرے سے معدوم الوجود ہیں اور یزید کی خلافت میں علاوہ اجماع اہل الحل والعقد کے استخلاف مستخلف بھی پایا جاتا ہے جو ایک عمدہ شرط صحت خلافت کی قبول کی گئی ہے اور یہ دونو شرطیں حضرت ابوبکر کو من حیث المجموع نصیب بھی نہیں ہوئیں تو مولوی صاحب وجہ ظاہر کریں کہ کیوں اہل سنت کے نزدیک خلافت یزید بن معاویہ کی بمقابلہ خلافت حضرت ابوبکر کے زیادہ تیقن اور عقیدت و اذعان کے ساتھ قبول کئے جانیکا استحقاق نہیں رکھتی اور یزید کو اپنا پیشوا اور خلیفہ برحق ماننے میں اونکو کیوں عذر ہے؟

لیکن میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب باوجود اس بات کے کہ وہ انعقاد اجماع امت کی مثال میں یزید کی خلافت کا ذکر کرچکے تھے (ناظرین اونکی تحریریں دیکھ لیں) جس سے بداہتہً اعتراف اجماع خلافت یزید کا ظاہر ہے جب اسپر گرفت کی گئی تو اب اوس اجماع سے انکار فرماتے ہیں اور شبہ اول کے جواب میں ضمناً وہ اس کہنے کی مبادرت کرتے ہیں کہ "یزید کی خلافت پر اجماع بھی نہیں ہوا"

لہذا میں بنظر اختصار صحیح بخاری سے جو اونکے نزدیک بعد کتاب الباری ہے صرف ایک ہی روایت دکھانے پر اکتفا کرتا ہوں جسکے بعد خلافت یزید پر اجماع اہل الحل والعقد کے منعقد ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔

وہ روایت یہ ہے "عن نافع قال لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر حشمه وولده فقال انى سمعت رسول الله صلعم يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيامة. وانا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله و رسوله وانى لا اعلم غدرا اعظم من ان يبايع رجل على بيع الله ورسوله ثم

ینصب لہ القتال الخ" جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع کیا تو ابن عمرؓ نے اپنے حشم اور اولاد کو جمع اور کہا کہ مینے رسولخدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر غادر کا جھنڈا نصب کیا جائیگا۔ حالانکہ ہمنے یزید کی بیعت موافق بیعت خدا و رسولؐ کے کرلی ہے۔ اور البتہ مین اس سے بھاری کوئی غدر نہین دیکھتا ہون کہ اوس شخص کے مقابل مین قتال نصب کیا جاوے کہ جسکے ہاتھ پر بیعت موافق بیعت خدا و رسول کے کی جاچکی ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر و عیان ہے کہ اعیان صحابہ اور اہل مدینہ نے (جنکی بیعت اور جنکے اتفاق کا نام امام مالک کے نزدیک اجماع شرعی ہے) بیعت یزید بن معاویہ کی کرلی تھی کیونکہ اونکا بیعت سے خلع کرلینا اس بات کی دلیل ہے کہ پیشتر وہ لوگ اوسکی خلافت پر بیعت کرچکے تھے اور یہ کہ وہ بیعت مثل بیعت خدا و رسول کے کی گئی تھی نیز وہ بیعت ایسی مہتم بالشان تھی کہ جسکا خلع ابن عمر جیسے صحابی جلیل القدر کے نزدیک موجب غدر کا تھا۔

ایسے باقاعدہ اجماع کے ہوتے ہوئے جو صحابہ کبار نے کیا اور جس سے مخالفت بھی سوا خاص آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اور عبداللہ بن الزبیر کے کسی صحابی کی طرف سے مذکور نہین ہوئی مولوی عبدالشکور صاحب کا انکار کرنا اور اجماع سقیفہ کو جسمین کہ سعد بن عبادہ صحابی بدری حتی کہ بنی ہاشم تک شریک نہ تھے بلکہ اوسکے سخت مخالف تھے قبول کرنا مین نہین سمجھتا کونسی عقلمندی کی دلیل ہو۔ مینے لکھا تھا کہ "آیات قرآنی جو کچھ کہ اہل سنت کی طرف سے پیش کی جاتی ہین وہ فضائل صحابہ کے متعلق پیش کیجاتی ہین نہ اونکے استحقاق خلافت کیلئے ہان اگر آپکے نزدیک کوئی ایسی ہو جس سے استحقاق خلافت حضرات خلفائے ثلثہ کا ظاہر ہوتا ہو تو اوسکو آپ ظاہر فرما دین تاکہ مین اوسپر غور کرسکون اور اگر محض فضائل کی بنا پر آپ استحقاق کسی خلیفہ کا قبول فرماتے ہون تو اوسمین فضائل صحابہ کی بحث پھر پیش آجائیگی اور خلفائے ثلثہ کی نسبت تحقیق حق کا مدار ایسے امور پر نہو گا جو قطعیات یقینیہ مین داخل ہون جسکا اشارہ آپنے شروع ہی تحریر مین فرمایا ہے"۔ (باقی آئندہ) ابو الفاضل محمد حق احمد جوہری

غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

ازواج لوطؑ و نوحؑ کی برائیان حضرت مریمؑ پر یہودیون کا بہتان عظیم لگانا خود جناب رسولخدا ص کی بعض ازواج کا راز نبی کو فاش کرنا اور اونکی شان مین صفت ظلوماً جہولا کا نازل ہونا اور ام المومنین عائشہ پر تہمت لگایا جانا مذکور نہین ہے؟ اور یہ قرآن جسمین یہ سب باتین موجود ہین کفار قریش کے سامنے پڑھا نہین جاتا تھا اور آج بھی مسلمان اسکی ہر روز خوش الحانی سے بہ آواز بلند تلاوت نہین کرتے ہین؟ کیا ہر سال ماہ رمضان مین ہر ہر مسجد مین بڑی بڑی جماعتین قائم کرکے تراویح مین یہی قرآن شروع سے آخر تک ختم نہین کیا جاتا ہے؟

جب انبیا کے مصائب اور قتل اور اسیری اور اونکی ازواج و بنات کا ذکر۔ رسولؐ کے اصحاب کے شکست کہانے اور فرار کا ذکر حضرت مریم اور عائشہ کے اتہام کا ذکر قابل ہنسی اور ٹھٹھے کے نہین ہے اور ان اذکار سے رسول کی روح کو صدمہ نہین پہونچتا ہے تو حسینؑ کے مصائب اور شہادت اور اونکے اہلبیت کی اسیری کے اذکار جو تمامتر حق شناسی وفاداری خدا ترسی صبر و استقلال شجاعت سخاوت اور جمیع اخلاق و اوصاف حمیدہ کے ساتھ مظلومیت کے بے نظیر دفتر ہین کون ہنس سکتا ہے۔ کیا ہر سال بقرعید کے دن خطبون مین حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسمعیلؑ کو ذبح کرنیکے لیے لٹانا نہین پڑھا جاتا ہے اور اوسپر مسلمان بیچین ہوکر نہین رو دیتے ہین؟ کیا حدیث کی کتابون مین کفار قریش کا آنحضرتؐ کو طرح طرح سے ستانا۔ ڈھیلا مارنا او جھڑی پھینکنا ساحر و مجنون کہنا۔ گلے ردا ڈالکر گھسیٹنا۔ حضرت بلال کو ریگ گرم پر لوٹانا اور اونکا احد احد کہنا حضرت ابوبکر کے منہ پر اسقدر جوتیون لگا مارنا کہ اونکا سوجکر مثل کلے کے ہوگیا نہین لکھا ہے اور ان حدیث کی کتابونکو لوگ نہین پڑھتے ہین اور وعظین عام مجمعون مین بیان نہین کرتے ہین؟ پس اگر ذکر شہادت حسینؑ اور اسیری اہلحرم کرنا روح امام حسینؑ کو صدمہ پہونچانا سمجھا جاسے تو کیا خود یہ کوچہ حفاظ باعث ہیں اور ہرے ہر سنتے ہین

ہین کا ذکر ہے جسمین تنزل اسلام کی شکست مصائب کا حال لکھا ہے جو مومنین ما
کے ملک کا ذکر ہے اور اس سے دل کی بیحد خراش ہوتی ہے ؟

آگے چلکر ایڈیٹر صاحب فرماتے ہین کہ "دکھلانیکے لئے رونیکی صورت بنانا حضرت عمر کی بات
اب ہم کیا کہین کیسے تعجب ایڈیٹر صاحب نے کسکی کی ہے کیا ایڈیٹر صاحب نے مدارج النبوت میں
نہین پڑھا ہے کہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا کو دربارۂ اسیران بدر روتے دیکھکر کہا تھا کہ "بچہ سبب میگریی
یا رسول اللہ تو و یار ان تو من ہم گریہ کنم اگر یابم و اگر نہ تباکی کنم" اور علامہ سیوطی کی تاریخ
الخلفا صفحہ ۷۰ مین یہ روایت نہین دیکھا ہے عن عمر قال قال ابو بکر من استطاع
ان یبکی فلیبک والا فلیتباک (یعنی عمر کہتے ہین کہ ابو بکر نے حکم دیا کہ جسکو رونا آوے
وہ روئے ورنہ صورت رونیوالے کی بنائے)

خیر اس سے ہمکو کچھ مطلب نہین - گوش خر و دندان سگ - ہم تو ایڈیٹر صاحب سے یہی کہینگے
کہ آپ کا ہمکو مصنوعی اور ریائی طور پر رونے والے کی صورت بنانیکا - حسین کی مظلومیت
تو ایسی ہے کہ دشمن بھی رو دیتے ہین آپ تو دوستدار حسین ہونیکا دعوی کرتے ہین
اوس جناب کو سردار جوانان بہشت مانتے ہین اونکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے
ہین اونکے ساتھ عقیدت رکھنا فرض جانتے ہین قرآن مین جناب باری نے اونکی مودت
کو فرض گردانا ہے - رسول نے فرمایا ہے حسین منی وانا من حسین احب اللہ من
احب حسینا رواہ الترمذی - پس جو شخص واقعی خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے
وہ کیونکر حسین کو دوست نہ رکھیگا اور جو شخص واقعی اوس جناب کو دل سے دوست
رکھتا ہے کیونکر اوسکا دل اونکے مصائب سنکر درد مین نہ آئیگا اور نہ روئیگا کیونکہ فطرتی
اقتضا محبت کا یہی ہے اسکے خلاف ہو نہین سکتا -

تعجب ہے گبن صاحب با وجود غیر مذہب والے ہونے کے کہتے ہین کہ "یہ ظالمانہ شہادت دل سے
دور ایک صحرا سے بے آب وگیاہ مین ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک سرد دل کو بھی رلا دیتی
ہے - اس شہادت کے نسبت جو کچھ واقعات بیان ہوتے ہین وہ ایسے عجیب و غریب ہین
کہ وہ یقین - پھر آدمی سنانے مین آتا ہے" اور ایڈیٹر صاحب [illegible] محبت

فرماتے ہیں کہ [illegible] ظاہر کرنی
کوشش کرینگے کیا رسیمان کا ورد ہمارے جگر میں ہے۔

آخر آپکا دل بھی اگر کسی چیز کا ہے اور کسی ہوتی ہے؟ دیکھیے مناظرہ مولوی حسن میان صاحب لکھنوی و مولوی حافظ محمد سلیمان شاہ صاحب پھلواروی جو فرقہ سنی کے عالم جلیل القدر ہیں بجواب کرزن گزٹ اپنے رسالہ گریہ و بکا میں جو اصلاح جلد ۱۸ میں شائع ہوا ہے تحریر فرماتے ہیں "مجمع غم حسین میں ایک بزرگ کی حکایت جو یاد اصحاب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے نقل کی ہے کہ اونکے سامنے واقعہ شہادت کا ذکر ہوا وہ اسقدر روے اور فرط غم میں اسقدر بیقرار ہوے کہ زمین پر سر دے مارا سر پھٹ گیا اور انتقال فرما گئے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ یہ خودکشی ہوئی۔ نعوذ باللہ ایک تو اضطرار و بیقراری و بیخودی کی حالت میں اور پھر اہلبیت اطہار علیہم السلام کی محبت میں جان بحق ہونا خودکشی بتائی جاتی ہے۔ خودکشی تو جب ہوتی کہ جب وہ قصداً اپنے کو ہلاک کرتے زہر کھا لیتے دریا میں ڈوب مرتے یا اپنا گلا گھونٹ دیتے وغیرہ۔ بیقراری و بیخودی کی بات خودکشی کسطرح ہوئی۔ مع ہذا آؤ میں بتلاؤں کہ یہ خودکشی کا الزام اسی بزرگ پر نہیں ہے بلکہ اصحاب رسول اللہ صلعم نے بھی آنحضرت کی محبت میں اور حضور کے غم میں جان دیکر آپکے خیال میں اُلٹا خودکشی کر کے معاذ اللہ بہت بڑے مجرم ہوے۔ مدارج النبوت ص۴۸۹ ملاحظہ ہو آوردہ اند کہ صحابہ بعد از فوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراسیمہ و حیران گشتند الی قولہ و بعضے دعا کردند کہ خداوندا مارا کور ساز کہ طاقت نظر بروے دیگران نداریم۔ اور ماثبت بالسنۃ ص۱۱۹ میں ہے۔ واضحی عبد اللہ بن انیس فمات مکدا۔ شاید یہ بھی مضمون نگار کے خیال میں خودکشی ہوگی نعوذ باللہ من ذالک" تمام ہوئی عبارت مولوی حسن میان صاحب کی۔ اور مدارج النبوۃ جلد ۱ ص۱۳ میں ہے۔ آمد نزد عائشہ والتماس کرد کہ بکشای برمن قبر شریف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پس بکشاد عائشہ قبر شریف را گریہ کرد تا آن کہ جان داد رضی اللہ عنہا۔

ہماری غرض اس عبارت کے یہان نقل کرنے سے صرف اسقدر ہے کہ واقعی جسکو محبت ہوگی کیونکر نہ روئیگا۔

ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "قرآن صریح الفاظ مین اسراف[1] کی ممانعت کر رہا ہے ڈھول دمامے گانے بجانے نعرہ بازی کہنے پرانی عورتوں کو مردونکو رنے اسٹیج پہ بجانے بیجوں کے سوگ کے واہ واہ اور مصنوعی آہ آہ کے لئے مجلسین آراستہ کرنیکو من عمل الشیطان (شیطانی کام) قرار دیتا ہے۔ مگر ہم عزاداری کی مجلسین اسلئے کرتے ہین کہ ابن زیاد سے جو ناکردنی کام اور ناگفتنی بات رہ گئی تھی اب ہم اوسکی تعمیل کر ڈالین اور خاندان رسالت کی اچھی طرح بے حرمتی ہو"۔ اس عبارت مین ایڈیٹر صاحب نے چند غیر واقع باتونکو اکٹھا کر دیا ہے چونکہ ہر بات کی حقیقت علحدہ دکھا دینا بہتر ہوگا۔ اسلئے ہمنے سب پر نمبر لگا دیا ہے۔

(۱) شہادت حضرت امام حسینؑ کا جو بمنشاء قول رسولؐ حسین منی وانا من حسین واخل کلمہ شہادتین ہین محض فی سبیل اللہ واقع ہونا اور اونکی تعزیہ داری کا باعث ترویج و ترقی دین اسلام ہونا ایسا بدیہی امر ہے کہ جسکے عقلاء یورپ بھی قائل ہین جسکی نظیرین جرمنی انگریزی اور فرانسیسی فلاسفرون کی تحریرون سے اوپر دیجا چکی ہے پس حسینؑ کی عزاداری مین صرف کرنا اسراف نہین بلکہ انفاق فی سبیل اللہ ہوا جسکا حکم اور جسکی تعریف اور جسکی عمدہ جزائین صریح الفاظ مین بکثرت قرآن مین موجود ہین اور اسمین بخل کرنا یا دوسرونکو خرچ کرنے سے منع کرنا سبیل اللہ سے باز رہنا اور باز رکھنا ہے جسکی مذمت اور جسکے عوض مین عذاب الیم کا وعید صریح الفاظ مین بکثرت قرآن مین موجود ہے۔

(۲) ڈھول دمامے گانے بجانے سے حسینؑ کی مجلس عزا کو تو کوئی واسطہ نہین جو لوگ ایسا کرتے ہون اونکو چاہیئے کہ نہ کرین۔ پاک و پاکیزہ مجلسین کیا کرین جسمین بجز ذکر فضائل و مصائب اور وعظ و پند اور رونے رولانے کے دوسرا کوئی شغل نہ ہو۔ ہان مولودون اور عرسون مین البتہ ڈھول دمامہ گانا بجانا سب کچھ ہوتا ہے اوسکے نسبت ہم کچھ نہین کہہ سکتے کیونکہ وہ جواب دینگے کہ خدا جانتا ہے ابو حنیفہ وغیرہ سنتے تھے (مدارج النبوۃ جلد اول [illegible]) صحیح ترمذی مین ہے ایک سیاہ فام لونڈی نے اپنی نذر دف کرنیکے لئے رسول اللہ کے

ایک منچلا صحابی

شیعہ مصنفین کی توجہ چونکہ شروع سے تینونکے خلفائے ثلثہ ہی کی طرف زیادہ رہی اس سبب سے ان حضرات کے سچے حالات اصلی طرز معاشرۃ اور پرپوٹ معاملات ایک حد تک پبلک مین آچکے ہین اور ہر مسلمان جسکو تھوڑا سا بھی سواد ہو ان تینونکے کچے چٹھے سے کچھ نہ کچھ واقف ہوگیا ہے لہذا یہہ بحث گویا پامال شدہ زمین ہے - البتہ اون اصحاب کے واقعات بالکل تاریکی مین پڑے ہوے ہین جو ان خلفاء کے تلامذہ راشدین تھے اور اپنے مقدس اوستادون کے قدم بہ قدم چلتے تھے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ اونکے سوشیل لائف کے سچے نمونہ اور حرکات وسکنات کے ہو بہو فوٹو تھے - چونکہ ان مریدون کے حالات معلوم ہونے سے بڑے پیرونکے خفیہ اور صفحہ اوراق سے مٹائے ہوئے واقعات کا اندازہ ہوسکتا ہے (کیونکہ یہ مسلم ہے اولاد سے والدین - پھل سے درخت اور شاگرد سے اوستاد کی حقیقت معلوم ہوتی ہے) اسوجہ سے مناسب ہے کہ ان حضرات کے حالات بھی ڈھونڈھے جائین اور کبھی کبھی تفریح طبع کا ذریعہ قرار دیئے جائین -

اسی بناپر مین ذیل مین ایک معزز انصاری صحابی کا مستند اور مشہور واقعہ درج کرتا ہون تاکہ معلوم ہو جس دین کی بنا چور سے پر ہوئی ہے اوسکی گلیان کس وضع کی ہین یا جس مذہب کی عمارت کی دیوارین ابوبکر - عمر - عثمان اور ریزید ہین اوسکی اینٹین کیسی تھین راقم کا خیال ہے کہ اصول مذہب اہلسنت کی بناپر اگر وہ حدیث صحیح ہو جسمین مدینہ علم کی دیوارین یہ چار حضرات قرار دیئے گئے ہین تو پھر اون دیوارون کی اینٹین بھی ایسی ہی متقی متشرع اور پابند اصول اسلام حضرات ہونگے تاکہ جزو وکل کی مناسبت قائم رہ سکے -

عربی زبان مین ایک نہایت مشہور اور کثرت سے مستعمل ضرب المثل "فلان اشغل من ذات النحیین" ہے یہ ایسے موقع پر استعمال کرتے ہین جہان کوئی شخص کسی ایسے کام مین پھنسا ہوا ہو جس کو وہ چھوڑ نہ سکے اگرچہ اوس کام کی وجہ سے اوسکا کتنا ہی نقصان

نقصان کیون نہ ہو جائے۔ اب اس ضرب المثل کی اصلیت اور اسکے مبدا و منشا کو ملاحظہ فرمائے۔

عربی علم ادب کے مسلم الثبوت امام علامہ ابو محمد القاسم بن علی الحریری نے جنکی کتاب مقامات حریری مشہور زمانہ اور مستغنی عن التعریف ہو اسی کتاب کے سینتالیسوین مقامہ مین اس ضرب المثل کا استعمال کیا ہے اور پھر بعد ختم مقامہ کے اوسکی تفسیر بھی خود ہی کر دی ہے چنانچہ اس ضرب المثل کی تفسیر مین وہ لکھتے ہین "و اما ذات النحیین فھی امرءۃ من تیم اللہ بن ثعلبہ حضرت سوق عکاظ ومعھا نحیا سمن فاستخلی بھا خوات بن جبیر الانصاری یبتاعھا منھا ففتح احدھما فذاقہ ودفعہ الیھا فاخذتہ باحدی یدیھا ثم فتح الاخر وذاقہ ودفعہ الیھا فامسکتہ بیدھا الاخری ثم غشیھا وھی لاتقدر علی الدفع عن نفسھا لحفظھا فم النحیین وشحھا علی السمن فلما قام عنھا قالت لاھنأک فضرب بھا المثل فیمن شغل" ترجمہ۔ ذات النحیین کا واقعہ یہ ہو کہ یہ ایک عورت تھی قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے۔ وہ ایک دفعہ بازار عکاظ مین دو مشک گھی لیکر گئی۔ اتنے مین حضرت خوات بن جبیر صحابی انصاری اوسکے پاس آئے اور اوس جگہہ سے تنہائی مین گھی خریدنے کے لئے اوسکو بلایا (چنانچہ وہ دونون مشکین علحدہ لیگئی) پس صحابی صاحب نے ایک مشک کا دہانہ کھولکر گھی چکھا اور اوسی طرح کھلی ہوئی مشک اوس عورت کو دیدی پھر فوراً ہی دوسری مشک کھولی اور اوسکو بھی چکھکر اوسی طرح اوس عورت کے حوالہ کی اوس نے اوسکو بھی دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا جب اسطرح اوس عورت کے دونون ہاتھ بجھ گئے تو باحیا اور ایماندار صحابی اوس عورت پر چڑھ بیٹھے اور خوب منہ کالا کیا کیونکہ عورت کے دونون ہاتھ بجھے ہوئے تھے وہ مجبور تھی اگر صحابی صاحب کو روکنا چاہتی تو دونون مشک کا گھی بہ جاتا۔ پھر جب صحابی صاحب اس کرتوت سے فارغ ہوئے تو اوس عورت نے ان کو خوب ہی کوسا (اور کر کیا سکتی تھی؟) بس اوسیوقت سے یہ ضرب المثل اس عورت کے نام سے مشہور ہوگئی (دیکھو مقامات حریری مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۷۸)

یہ ہے سنیوں کے پیشوایان دین کے حالات کا ادنی نمونہ اور یہ ہے بانیان اسلام (بقول سنیان) کے اخلاقی و مذہبی معاشرت کا خاکہ۔

اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد رجال کی کتابوں میں ان صحابی صاحب کے حالات تلاش کرنیکا خیال پیدا ہوا چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری کی مشہور تصنیف اسد الغابہ میں (جو صحابہ کے حالات میں مشہور ترین اور سب سے زیادہ مستند کتاب ہے) یہ عبارت ملی مطبوعہ مصر جلد ۲ ص۱۲۵:

"خوات بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس وھو البرك ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالك بن الاوس الانصاری الاوسی یکنی اباعبد اللہ وکان احد فرسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھد بدراً ... قال ابن الکلبی وھو صاحب ذات النحیین وھی امراۃ من بنی تیم اللہ کانت تبیع السمن وتضرب العرب المثل بھا فتقول اشغل من ذات النحیین والقصہ مشہورۃ فلا نطول بذکرھا"

یعنی خوات بن جبیر ایک انصاری صحابی تھے جو رسول اللہ کے سواروں سے ہیں اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ یہی ہیں ذات النحیین والے[1]۔ ذات النحیین قبیلہ بنی تیم اللہ کی ایک عورت تھی جو گھی بیچا کرتی تھی۔ اہل عرب اوسی کے

---

[1] اڈیٹر النجم نے (جنھوں نے قرآن میں تحریف ثابت کرنیکا ٹھیکہ لیا اور بیڑا اٹھایا ہے) لفظ صاحب کا ترجمہ شوہر کرکے اپنے مقتدر صحابی کے فاحش عیب کو مثل کتمان حق کے چھپاتے ہوئے اپنے علماء متقدمین و متاخرین کے کمال فن جعل سازی کو یاد دلا دیا ہے اگر وہ خوات ابن جبیر کا شوہر ذات النحیین ہونا لغوی یا تاریخی حیثیت سے ثابت کردیں تو مبلغ پانسو روپیہ انعام لیں کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کے استاد معظم ہیں۔ اڈیٹر صاحب النجم نے سارے ترجمہ اسد الغابہ میں ایسی ہی تحریفی کارروائیاں کی ہیں جنکو میں انشاء اللہ رفتہ رفتہ پبلک میں لاؤنگا ۱۲ منہ

نام سے ضرب المثل اشغل من ذات النحیین کا استعمال کرتے ہین - یہ قصہ مشہور ہے
اسلئے ہم اپنا کلام اوسکے ذکر سے طویل کرنا نہین چاہتے - انتہی

کیون نہ ہو جب فضائل اہلبیت مٹا ے گئے - احادیث رسول صلعم بھلا دی گئین اور (بقول علماے اہلسنت) قرآن مین تحریف کردی گئی تو پھر صحابہ کے کرتوت پر کیون نہ پردہ ڈالا جاتا مگر ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا +

بیچارے ابن اثیر جزری کے چھپاے بھلا ایسا واقعہ پوشیدہ رہ سکتا ہے جسکو پکار پکار کر بتلانے والی ہزاون کتابین (خصوصاً علم ادب کی) موجود ہون - اگرچہ ایماندار مورخ صاحب نے اس واقعہ فاحشہ کا ذکر تو اپنی کتاب مین نہین کیا لیکن انھین صحابی صاحب کے ترجمہ مین ایک دوسرے واقعہ کا مزہ دار حال یون لکھتے ہین -

"ان خوات بن جبیر قال نزلنا مع رسول اللہ ؐ مرا لظہران فخرجت من خبائی فاذا انا بنسوۃ یتحدثن فاعجبننی فرجعت فاستخرجت حلۃ فلبستہا و جئت فجلست معہن وخرج رسول اللہ ؐ من قبۃ فلما رایت رسول اللہ ھبتہ و اختلطت وقلت یا رسول اللہ جمل لی شرد فانا ابتغی لہ قیدا ومضی - فاتبعتہ فالقی الی رداءہ ودخل الاراک فقضی حاجتہ وتوضاء فاقبل والماء یسیل علی صدرہ من لحیتہ - فقال اباعبداللہ ما فعل ذلک الجمل و ارتحلنا فجعل لایلحقنی فی المسیر الا قال السلام علیک اباعبداللہ ما فعل شراد ذلک الجمل فلما رایت ذلک تعجلت الی المدینۃ واجتنبت المسجد والمجالسۃ الی النبی ؐ فلما طال ذلک علی اتیت المسجد فقمت اصلی فخرج رسول اللہ ؐ من بعض حجرہ فجاء فصلی رکعتین فطولت رجاء ان یذھب ویدعنی فقال اباعبداللہ طول ماشئت ان تطول فلست بمنصرف حتی تنصرف فقلت فی نفسی واللہ لاعتذرن الی رسول اللہ ؐ ولابرئن صدرہ فلما انصرفت قال السلام علیک اباعبداللہ ما فعل شراد ذلک الجمل قلت والذی بعثک بالحق ماشرد ذلک الجمل منذ اسلمت" ملاحظہ ہو اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶ مطبوعہ مصر

ترجمہ۔(یہی صحابی) خوات ابن جبیر خود ناقل ہین کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک دفعہ مقام مرالظہران مین اوترا اور جب اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو چند عورتون کو باتین کرتے دیکھا جنہون نے میرے دلکو چھین کر دیا پس مین فوراً ہی پلٹا اور ایک نفیس بھڑکدار جوڑا پہنکر اون عورتون کے جمگھٹے مین آبیٹھا۔ اتنے مین رسول اللہ صلعم اپنے قبہ سے برآمد ہوئے آپکو دیکھکر میری روح فنا ہوگئی اور مین نے آہستہ سے آپکے ہمراہ ہوکر عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے مین اوسکو پکڑنے نکلا ہون (مگر) حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی راہ چلے گئے مین بھی پیچھے پیچھے رہا (پھر ایک جگہ ٹھہر کر) آپنے اپنی چادر مجھے دیدی اور خود اراک کے درختون مین قضاے حاجت کے لئے تشریف لیگئے۔ بعدہ وضو کرکے میرے جانب متوجہ ہوے اس حالت سے کہ آپکی ریش مبارک سے سینہ اقدس پر پانی ٹپک رہا تھا اور فرمایا اے ابوعبداللہ اوس اونٹ کا کیا حال ہے مین نے کچھ جواب نہ دیا اور ہم دونون آدمی چلتے رہے مگر حالت یہ تھی کہ اثناے راہ مین جب میرے قریب ہوجاتے یہی سوال فرماتے کہ وہ اونٹ بھاگ کر کیا ہوگیا جب مین نے اس (آنحضرت کے بنانے اور چھیڑ خوانی کرنیکو) دیکھا تو (مارے شرم کے) مدینہ مین چھپ رہا اور مسجد کی آمدورفت اور حضرت کی زیارت بالکل ترک کردی (کیونکہ حضرت اصل واقعہ کو سمجھ گئے تھے اور راز فاش ہونے سے مین شرمندہ رہتا تھا) اسی طرح جب ایک مدت گذر گئی تو ایک روز مین مسجد مین آیا اور نماز پڑہنے لگا۔ ناگاہ آنحضرت اپنے حجرہ سے تشریف لاے اور دو رکعت نماز پڑھی آپکو دیکھکر مینے اپنی نماز کو خوب طول دیا اس امید مین کہ جب تک حضرت تشریف لیجائینگے اور مجھے چھیڑنیکا موقع نہین ملیگا مگر حضرت تاڑ گئے اور فرمایا اے ابوعبداللہ تو اپنی نماز کو چاہے جتنا طول دے مین تو اوسوقت تک نہین جاتا جبتک تو نماز سے فارغ نہین ہوتا جب مینے یہ سنا تو اپنے دل مین کہا اب چھٹکارا نہین ہوسکتا بہتر یہی ہے کہ آپ سے معذرت کرلون اور آپکے دل کو اپنی طرف سے صاف کردون۔ یہ قصد کرکے جب مینے نماز ختم کی تو فوراً حضرت نے چھیڑا کہ اے ابوعبداللہ اوس گم شدہ اونٹ کا تو حال بیان کرو۔ اوسوقت مین نے عرض کیا یا حضرت قسم ہے اوس پروردگار کی جس نے آپکو مبعوث بحق کیا جب سے مین اسلام لایا میرا کوئی بھی اونٹ نہین گم ہوا (اوسوقت

صرف حیلہ تھا)"

اس واقعہ سے بھی اس امر کا اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ ان صحابہ اہلسنت پر اسلامی تعلیم کا کسقدر اثر ہوا تھا۔ پھر کیوں نہ اس زمانہ میں اسلامی عمارت ضعیف ہو اور کیوں نہ آریہ اعتراضات سے اسکی دیواریں ہلجائیں۔ جبکے ستون ایسے پاکیزہ اوصاف اور قابل تقلید اخلاق کے بزرگ قرار دے جائیں اور اصلی بانیان اسلام کے حالات صفحہ دنیا سے مٹائے جائیں جنکی اشاعت اگر کیجاتی تو اسلام پر ایک اعتراض بھی نہیں سنائی دیتا فقط

راقم ابو العلاء کھجوی طالب العلم

صحابہ پرستی کا بطلان

کسقدر سچ فرمایا ہے رسول اللہ نے یا ابا بکر لیت انی لقیت اخوانی فقال ابو بکر یا رسول اللہ نحن اخوانک قال لا انتم اصحابی۔ اخوانی الذین لم یرونی وصدقو بی واحبونی لانی احب الی من ولدہ و والدہ قالوا یا رسول اللہ نحن اخوانک قال لا انتم اصحابی ص۱۳۵ صواعق محرقہ

کہ اے ابو بکر کاش ہم ملاقات کرتے اپنے بھائیوں سے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ آپکے اخوان سے ہیں حضرت نے فرمایا نہیں تم تو اصحاب ہو۔ ہمارے اخوان تو وہ ہیں جو بے دیکھے ہماری تصدیق کرینگے اور وہ ہمکو اپنی اولاد اور باپ سے زیادہ محبوب رکھینگے صحابہ نے کہا یا حضرت ہم ہی تو آپکے اخوان سے ہیں حضرت نے فرمایا کہ نہیں تم صرف اصحاب ہو۔

اور دوسری حدیثوں میں جو صحاح ستہ میں موجود ہیں حضرت نے فرمایا من اصحابی من لا یرانی ہمارے اصحاب سے کچھ لوگ تو ایسے ہونگے جو پھر ہمکو کبھی نہ دیکھینگے وغیرہ صدہا حدیثیں ہیں جن سے اصحاب کا مرتد ہونا اور داخل جہنم ہونا ظاہر ہے۔

اب اس حدیث کی اس طرح تصدیق ظاہر ہو رہی ہے کہ خود اہلسنت نہیں بلکہ اہلحدیث ان صحابہ کی اسطرح قلعی کھول رہے ہیں کہ تمام عالم کو معلوم ہو کہ یہ لوگ کیسے تھے۔

ہم یہاں اونکے نہ ظلم وستم کو لکھنا چاہتے ہیں نہ فسق و بدعت کو جن سے کسیکو اوس میں گفتگو کی

نوبت آئے۔ بلکہ اونکے فہم وادراک کی حالت پر ایک روشنی ڈالنا چاہتے ہین وہ بھی صرف اخبار اہلحدیث سے تاکہ معلوم ہو وہ صحابہ جو حامل اسرار شریعت بتائے جاتے ہین کیسے صاحب فہم تھے۔

ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ محرم ملہ جلد، صحیح بخاری کتاب الزکوۃ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع بك لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبة یذرعونها فکانت سودة اطولهن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدها الصدقة وکانت اسرعنا لحوقا به وکانت تحب الصدقة"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مین سے بعض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ (آپکے بعد عالم برزخ مین) ہم مین سے کون سب سے جلد آپسے ملیگی۔ آپنے فرمایا اطولکن یدا یعنی وہ سرکنڈہ لیکر ہاتھ ناپنے لگین تو حضرت سودہ سب سے (ظاہری) ہاتھ مین لمبی نکلی (ہم اسی خیال مین رہین حتی کہ حضرت زینب فوت ہوئین) تو پیچھے ہمکو معلوم ہوا کہ اس کے ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ تھا اور وہی یعنی زینب ہم مین سے سب سے جلد آن حضرت صلعم سے جاملین۔ اور وہ صدقہ کو بہت پسند کرتی تھی"

پھر لکھتے ہین "صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت مین حضرت عائشہ کے قول فعلمنا بعد کے بعد حضرت زینب کی وفات کا قصہ محذوف ہے اور اس کے بعد کانت اسرعنا اور کانت تحب الصدقة غائب مونث ضمیرین زینب کی طرف راجع ہین۔

اس کی ایک یہ دلیل ہے کہ اصابہ اور نیز فتح الباری مین حافظ ابن حجر نے مستدرک حاکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسی روایت مین نقل کیا ہے۔ قالت عائشة فکنا اذا اجتمعنا فی بیت احدنا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمد ایدینا فی الجدار نتطاول فلم نزل نفعل ذلك حتی توفیت زینب بنت جحش و کانت امرأة قصیرة ولم تکن باطولنا فعرفنا حینئذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما اراد طول الید بالصدقة وکانت زینب امرأة صناع الیدین فکا

تذبغ وتغزن وتتصدق بہ فی سبیل اللہ (اصابہ ترجمہ ام المومنین زینب رض)"
ان روایتون سے آپکو معلوم ہوگا کہ خود حضرت عائشہ جو علامہ روزگار تھین اور جن کی حدیثو نپر نصف مذہب اہلسنت کا تخمیناً مدار ہے۔ وہ ایسی خوش فہم تھین کہ حضرت نے جو فرمایا تھا کہ سب سے پہلے ازواج سے وہ بی بی مریگی جسکا ہاتھ سب سے لانبا ہوگا یعنی سب سے زیادہ خیرات کرنیوالی ہوگی۔ تو اوس سے حضرت عائشہ نے یہ سمجھا کہ لمبے ہاتھ سے ہاتھ کی لمبائی مراد ہے جسکے لئے وہ سرکنڈہ لیکرناپا کرتین حالانکہ حضرت کا مقصود اس سے زیادہ خیرات کرنا تھا پھر جو صحابہ ایسے خوش فہم اور صاحب عقل ہون وہ کیا حامل شریعت ہوسکتے ہین۔
یہی تو وجہ ہو کہ اب حضرت عائشہ کی روایت عام طور سے ردی ہو رہی ہے چنانچہ اخبار النجم نے متعلق فدک انکی حدیث کو بالکل بے بنیاد قرار دیا ہے۔
مگر ہم ایک حضرت عائشہ کے نام کیا روئین کہ ؎ این خانہ تمام آفتاب است، کا مضمون ہے کیونکہ دوسرے صحابہ بھی تو ایسے ہی خوش فہم تھے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث ۱۲ مورخہ ۹ محرم ۱۳۳۵ھ سوم یہ کہ مذہب محدثین پر آثار صحابہ حجت نہین۔ کیونکہ انکا ضابطہ ہے قول الصحابی لیس بحجۃ میرے پاس اس ضابطہ کو توڑنے کی کوئی وجہ نہین۔ پھر معلوم نہین ہوتا کہ اہل حدیث ہوکر انکے متمسکہ ضوابط کو کیون ضعف دیا جاتا ہے۔
مذہب مین شرعی حکم قائم کرنیکا مجاز عام صحابہ کو چھوڑکر خلفاء اربعہ کو بھی حاصل نہین۔ بلکہ کل دنیا اس عہدہ سے قاصر ہے۔ دیکھیئے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ مین اہل حدیث صرف بمنشاء حدیث حضرت عمر کا خلاف کرتے ہین اور اسکو محض سیاسی حکم بتلاتے ہین۔
امام ابن قیم باوجود اس ضابطہ کو تسلیم کرنیکے کہ قول وفعل صحابی حجت نہین مسلم کو کیسی جواب دیسکتے ہین ان الذین سمعوا القرآن من النبی صلعم وعرفوا تاویلہ مسخوا علی الجوربین۔ کیا معلوم نہین کہ صحابہ کی سواد اعظم آیت کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب سمجھنے مین غلطی کر گئی تھی اور اوس کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کرکے خیط ابیض سے سفید تاگا اور خیط اسود سے سیاہ تاگا مراد لیا تھا۔ جنپر صبح وشب کا امتیاز کا دارومدار رکھا کہ جب ان مین فرق معلوم ہونے لگ جائے تو

صبح کا وقت ہو گیا۔ اس سہو کو جملہ من الفجر کے نزول نے رفع کیا۔ اس سے بڑھکر سنئے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بڑے بافقاہت صحابی تھے ایک شخص کا نکاح کوفہ مین حقیقی ساس سے کرا دیا حالانکہ امہات نساءکم کا ذکر ان کے سینے مین جمع تھا اور ورد ہر وقت زبان پر۔ اس خیال سے کہ اس آیت کا مورد ایسی ساس ہے کہ جسکی دختر سے نکاح خلوت کر چکا ہو۔ ورنہ بغیر اس صورت کے منکوحہ حرام نہین جب اس کارروائی کو پورا کرکے مدینہ پہونچے تو صحابہ نے انہین اس سہو پر مطلع کیا بمجرد خبر واپسی کا دامن پکڑے کوفہ مین آئے اور ان کی باہمی تفریق کرائی (دراسات) اوّلاً آیۃ امہات نساءکم کا مطلب سمجھنے مین غلطی کھائی اور دوم جو تفسیر آنحضرتؐ نے اس آیت کی بیان فرمائی ایما رجل نکح امرأۃ فلا یحل له ان ینکح امہا دخل بہا او لم یدخل۔ رواہ الترمذی۔ اس سے بے خبر رہے۔ اور یہ سب باتین بتقاضائے بشریت ہین۔ جن مین کوئی نقص نہین۔

پھر صلوۃ الوسطی کی تفسیر آیت حافظوا علی الصلوٰت والصّلوۃ الوسطی مین آنحضرت نے صلوۃ عصر سے بیان کی جیسے بروایت علیؓ صحیح بخاری و مسلم مین وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ خندق کے روز یہ الفاظ ارشاد فرمائے حبسونا عن صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر ملاء اللہ بیوتہم و قبورہم نارا۔ اور ایسے ہی عبد اللہ بن مسعود و سمرہ بن جندبؓ نے سرور کائنات سے نقل کیا صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر۔ رواہ الترمذی اور اسکے خلاف ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور زید بن ثابت نے صلوۃ وسطے نماز ظہر کو قرار دیا۔ الصّلوۃ الوسطی صلوۃ الظہر بالہاجرۃ رواہ مالک عن زید والترمذی عنہما۔ بلکہ بروایت احمد و ابو داؤد و زید بن ثابت کے نزول آیت کی یہی وجہ بیان کی کان رسول اللہ صلعم یصلی الظہر بالہاجرۃ ولم یکن یصلی صلوٰتا اشد علی اصحاب رسول اللہ صلعم منہا فنزلت حافظوا علی الصلوٰت والصّلوۃ الوسطی وقال ان قبلہا صلوٰتین وبعدہا صلوٰتین۔ اور حضرت علیؓ و ابن عباسؓ کہا کرتے تھے الصّلوۃ الوسطی صلوۃ الصبح رواہ فی الموطا والترمذی عن ابن عباس و ابن عمر تعلیقا اور آیت ومن اعرض عن ذکری فان له معیشۃ ضنکا کی تفسیر حضرت عبد اللہ

بن عباس نے یہ بیان کی کہ اس سے مراد سوء عیشی و تنگی ہے جو انسانوں کو دنیا مین لاحق ہو
یا مرتہ رکھتی ہو اور جناب علیہ السلام نے فرمایا۔ اتدرون فیما انزلت ھذہ الایۃ فان لہ
معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی قال اتدرون ما المعیشۃ الضنک قالو
اللہ ورسولہ اعلم قال عذاب الکافر فی قبرہ والذی نفسی بیدہ انہ لیسلط
علیہ تسعۃ وتسعون تنینا۔ رواہ ابو یعلی وابن حبان فی صحیحہ عن ابی ھریرہ

ابن عباس رض نے آیت فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک وان کانت
واحدۃً فلھا النصف کی تفسیر مین اپنے اجتہاد سے دو دخترون کا وہی حصہ قرار دیا جو ایک
کو حاصل ہو یعنی وہ بھی میراثا نصف کی مالک ہونگی۔ حالانکہ صحیح حدیث مرفوع مین سعد بن
ربیع کی جورو کی فریاد پر آیت میراث نازل ہونیکا ذکر لکھکر یہ الفاظ موجود مین۔ فبعث رسول
اللہ صلعم الی عمھما فقال اعط لابنتی سعد الثلثین۔

اب کہیئے صحابہ کی کیا قدر و منزلت رہی کہ نہ اون کا کوئی قول و فعل حجت نہ اون کے
فہم و سمجھ پر بھروسہ۔ پھر اون سے دین و ایمان کے متعلق کوئی قول لینا اور اوسپر عمل کرنا
کسقدر خطرناک ہے۔

ناظرین اصلاح کو ہم اصلاح جلد ۷ کا ۵ صفحہ ۵۵ یاد دلاتے ہین جسمین اس مضمون کی بخوبی
توضیح کی گئی ہے کہ اکثر صحابہ یہی سمجھے تھے کہ جب آیہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض من
الخیط الاسود نازل ہوا۔ تو صحابہ اپنے پیرون مین سیاہ و سفید ڈورہ باندھکر چین سے
کھایا پیا کرتے کہ جب دونون مین فرق معلوم ہونے لگے گا تو کھانا پینا چھوڑ دینگے۔

جہان حضرت عائشہ کا ہاتھ ناپنا اور سرکنڈے سے پیمایش کرنا معلوم ہوا۔ وہان آپکو ایک دوسری
پیمایش بھی یاد پڑ گئی ہوگی جسکے متعلق لاٹھی محل کا ایک واقعہ شیعہ مین چھپ چکا ہے اور
اصلاح نمبر۱ جلد۱ مین بھی اوسکی سند ردالمحتار سے دیگئی تھی ملاحظہ ہو اصلاح نمبر۱ جلد۱ صفحہ ۲۵
حق یہ ہے کہ حق وہ چیز ہے جو اکبر و بزور ظاہر ہوتی ہے کہان تو ایک وہ زمانہ تھا کہ
جدھر دیکھو صحابہ کا قول ہو صحابہ کا فعل۔ قرآن۔ حدیث سب اسکے سامنے ہیچ یہانتک کہ صرف
اسیوجہ سے حکم رسول اللہ دربارہ خلافت جناب امیر رد کر دیا گیا کہ صحابہ نے سازش کرکے

ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ اور اب یہ زمانہ آیا کہ عام طور سے صحابہ کا قول صحابہ کا فعل بلکہ صحابہ کی رائے یعنی قرآن و حدیث کے مطلب جو کچھ وہ سمجھتے تھے وہ سب رد کیا جاتا ہے۔
اگر آپکو زیادہ شوق ہو تو مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کا رسالہ اتباع سلف دیکھئے۔ جسنے سنی دنیا مین ایک ہل چل ڈالدی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۹ لکھتے ہین۔
مناسب ہے کہ ہم اس کے متعلق احکام شرعیہ مین چند مثالین اپنے ناظرین کو سنادین۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری مین ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ عا

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال	پر نقل ہین۔ کہ رسول خدا نے فرمایا جب امام
اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم	ولا الضالین کہے تم لوگ آمین کہا کرو کہ
ولا الضالین فقولوا امین فانہ من وافق	جسکا قول فرشتون کے قول سے موافق
قولہ قول الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ	ہوگا اس کے گناہ بخشے جائینگے"

اس حدیث پر امام ممدوح نے باب تجویز کیا ہے باب جھر الماموم بالتامین یعنی مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا" باب جو محدثین باندھتے ہین۔ اونکا ایک فہم ہوتا ہے جسکو وہ حدیث سے سمجھتے ہین۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ مقتدی کو آمین بالجہر کہنی چاہیئے۔ اسلئے علماء حنفیہ کہتے ہین روایت امام بخاری کی صحیح ہے مگر فہم او درایت صحیح نہین بلکہ غلط ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے جہر ثابت نہین ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ روایت اور درایت مین فرق ہے۔

نمبر ترمذی مین روایت ہے کہ حضرت جابر سے کسی نے پوچھا کہ ضبع (بجو) شکار ہے کہا

قلت لجابر الضبع اصید ھی قال نعم قلت	ہان۔ مین نے کہا کھا لیا کرون۔ کہا ہان
أاکلھا قال نعم قلت اقالہ رسول اللہ صلی	مین نے کہا یہ حکم رسول خدا نے فرمایا ہے
اللہ علیہ وسلم قال نعم (کتاب الاطعمہ)	کہا ہان۔

ضبع چونکہ حنفیہ کے نزدیک حلال نہین اسلئے وہ کہتے ہین کہ رسول خدا نے ضبع کو شکار فرمایا تو حضرت جابر اوسکے شکار ہونے سے سمجھے کہ حلال بھی ہے یہ انکا اپنا فہم ہے روایت ٹھیک ہے درایت ٹھیک نہین۔

نمبر۹ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین۔ کہ خرید و فروخت ہو تو بیع

البیعان والخیار ما لم یتفرقا او یختار وکان ابن عمر اذا ابتاع بیعا وھو قاعد قام لیجب لہ (ترمذی کتاب البیوع)

مشتری جبتک جدا نہون دونون کو واپس کر دینے اور لینے کا اختیار ہے۔ پس ابن عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی جب کوئی چیز خریدتے اگر بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہوجاتے تاکہ ان کے حق مین بیع کامل ہو جائے۔

اس حدیث پر حضرت ابن عمر نے عمل کرکے دکھایا کہ مطلب یہ ہے۔ بائع مشتری کی جسمانی علحدگی ہونی چاہیے۔ مگر حنفیہ کا یہ مذہب نہین انکا مذہب ہے کہ بیع ختم ہوکر اور مضمون کی گفتگو شروع ہو جاوے جسمانی علحدگی کی ضرورت نہین خواہ اسی مجلس مین بیٹھے رہین۔ اس حدیث کا جواب دیتے ہین کہ ابن عمر کا فعل انکا فہم ہے روایت کے ہم پابند ہین درایت کے پابند نہین۔ (ہدایہ اور نور الانوار)

نمبر۱۰۔ امام بخاری نے امام ابوحنیفہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ کہ اگر باکرہ لڑکی سے اجازت نہ

قال بعض الناس ان لم تستاذن البکر ولم تزوج فاحتال رجل فاقام شاہدی زور انہ تزوجہا برضاھا فاثبت القاضی نکاحہا والزوج یعلم ان الشہادۃ باطل فلا باس ان یطاء ھا وھو تزویج صحیح

لیجاے اور نہ نکاح کیا ہو۔ تاہم کوئی شخص جھوٹا دعویٰ نکاح کا کرکے دو گواہ جھوٹے گذار دے اور قاضی اوسکے حق مین فیصلہ دیدے حالانکہ زوج (مدعی) جانتا ہے کہ میرا دعویٰ بھی غلط ہے اور گواہ بھی جھوٹے ہین تو بھی اس سے جماع کرنا اوسکو حلال ہے۔ اور یہ نکاح صحیح ہے۔

صحیح بخاری کتاب الحیل

امام ابوحنیفہ رہ کا یہ مذہب بیان کرکے امام بخاری نے اس کے رد مین ایک روایت نقل کی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ۔ ایک لڑکی کے والد نے باوجود اس کی کراہت کے نکاح کرادیا تو آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کو رد فرمایا۔

ان خنساء بنت خذام انکحہا ابوھا وھی کارھۃ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذالک (کتاب الحیل)

امام بخاری اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کے برخلاف لائے ہین حنفیہ کہتے ہین یہ حدیث

توضیح ہو کر امام بخاری نے جو اس سے جو نتیجہ نکال کر امام ابوحنیفہ کا رد کیا ہے یہ امام بخاری کا فہم ہے۔ ورنہ دراصل یہ حدیث ہمارے امام کے برخلاف نہیں۔ *

یہ چند مثالیں بطور نمونہ کافی ہیں ورنہ اس قسم کی سینکڑوں نہیں ہزاروں مثالیں ملتی ہیں کہ روایت اور درایت میں فرق کر کے روایت تو معتبر ہوتی ہے مگر درایت معتبر نہیں۔

اسلئے محدثین کا عام اصول ہے کہ اس قسم کی روایت جو فہم راوی سے تعلق رکھتی ہو شریعت میں دلیل نہیں ہے الموقوف لیس بحجة علی الاصح (مقدمہ جرجانی۔ ظفر الامانی شرح نخبہ۔ مقدمہ ابن الصلاح وغیرہ ملاحظہ ہوں) امام شافعی کا قول مشہور ہے کہ لا تقلید احد منہم (نور الانوار) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کی بھی تقلید نہ کیجائے دلیل دیتے ہیں لان الصحابۃ یخالف بعضہم بعضا ولیس احدھم اولی من الاخر فتعین البطلان (نور الانوار) یعنی اصحاب آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوتے تھے پھر ترجیح کس کو ہوگی لہذا سب کی بابت یہی فتوے ہے کہ کسی کا قول دلیل شرعی نہیں۔ صاحب توضیح فرماتے ہیں عند الشافعی لا یجب (تقلید الصحابی) لانہ لما لم یرفعہ۔ لا یحمل علی السماع وفی الاجتہاد الصحابۃ وسائر المجتہدین سواء۔ ولان کل مجتہد یخطی و یصیب عند اھل السنۃ والجماعۃ (توضیح۔ فصل تقلید الصحابی) یعنی امام شافعی کے نزدیک مسائل اختلافیہ اجتہادیہ میں کسی صحابی کی تقلید واجب نہیں کیونکہ صحابی جب اپنے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرتا تو یہ نہ سمجھا جائیگا کہ اُسنے آنحضرت سے سنا اجتہاد میں صحابہ اور دوسرے مجتہد برابر ہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ہر ایک مجتہد سے غلطی اور صحت دونوں ہوتی ہیں پھر تقلید کیسی؟

فائدہ۔ امام شافعی کی اس دلیل سے ثابت ہوا کسی مجتہد کی بھی تقلید واجب نہیں امام شوکانی لکھتے ہیں۔ قد تقرر عند ائمۃ الاصول عدم حجیۃ اقوال الصحابۃ (نیل جلد اول ص ۳۰۶) یعنی علماء اصول حدیث کے ہاں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

* تنبیہ۔ اس جگہ ہم کو ان مسائل کی صحت یا عدم صحت سے بحث نہیں بلکہ ہمنے صرف یہ دکھایا ہے کہ معتبر راوی کی روایت کی پابندی ہے مگر درایت اور فہم کی پابندی نہیں۔ منہ

علیہ وآلہ وسلم کے اقوال حجت (دلیل شرعی) نہین
حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ اتباع سلف مین بڑے متشدد ہین اور حق یہ ہے کہ ہونا بھی چاہئے
حافظ صاحب موصوف نے "اعلام الموقعین مین چھیالیس دلائل اتباع صحابہ پر دئیے ہین جنکو
بعض سادہ لوحون نے ہمارے خلاف مدعا سمجھا ہے حق یہ ہے کہ اونکا ایسا سمجھنا اونکی حیثیت
کے مطابق ٹھیک بھی ہے سچ ہے ؎

کومن عائب قولا صحیحا — آفتہ من الفہم السقیم

حافظ ممدوح نے کتاب" اعلام" مین تو ۴۶ دلیلین وجوب اتباع کی دین مگر زاد المعاد
مین حضرت عمر کے فیصلون پر ہنسی اوڑاتے ہین۔
ایک صحابن فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو خاوند نے تین طلاقین دین تو اُسے نان نفقہ
کا دعوی کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے کوئی نفقہ نہین یہ مسئلہ معہ
اس روایت کے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حضور مین پیش ہوا تو امیر المومنین
نے فرمایا ہم خدا کی کتاب اور سنت رسول کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے (حضرت
عمر کا فیصلہ تھا کہ مطلقہ ثلاثہ کو نان ونفقہ اور سکونتی مکان ملسکتا ہے) حافظ ابن قیم نے زاد المعاد
مین حضرت عمر کے اس فیصلہ کی سخت مخالفت کی ہے اور اپنی تائید مین امام احمد کا قول نقل
کیا ہے کہ امام ممدوح حضرت عمر کے اس فیصلہ پر ہنسا کرتے تھے"۔ (مصری جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)
ناظرین والاتمکین! بغور ملاحظہ فرمائین کہ جب ایسے ایسے علما جو اہلحدیث کے ائمہ دین
سے گذرے ہین صحابہ کے قول کو نہین مانتے حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اوڑاتے ہنسا کرتے۔ تو پھر
شیعون پر کیون زبردستی کی جاتی ہے کہ انکو خلیفہ برحق مانو اور لعنت نہ کہو۔ حالانکہ بدیہی بات ہے
کہ جس خلیفہ کے اقوال قابل مضحکہ ہون وہ کب خلیفہ رسول ہو سکتا ہے۔

انجمن اتحاد لکھنؤ

اسکے متعلق ایک مراسلہ اصلاح نمبر ۸ مین شایع ہوچکا جس سے اسکی ضرورت نمایان ہے اب ہمکو دیکھنا
ہے کہ ہماری اغراض اتحاد سے کیا ہین اور کہانتک ممکن ہین۔

اسوقت اتحاد کی خواہان کل قومین ہین اور ہر ایک کے اغراض مختلف ہین کانگریسی یا انارکسٹ جو گورنمنٹ سے بغاوت پر آمادہ ہین اونکی غرض تو اتحاد سے یہ ہے کہ قوم کی قوت مجتمع سے بمخالفت گورنمنٹ کام لین کہ انگریزونکو نکالکر ہندوستان کی حکومت ہمارے ہاتھ آئے۔ مگر این خیالست ومحالست وجنون نہ صرف اس لحاظ سے کہ ایسی گورنمنٹ کے مقابلہ کا خیال جنون کے حد مین داخل ہو۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ یہ خیال موجب ہزاران زحمت ومصیبت ہے کہ سایہ رحمت سے نکلکر عذاب دینی و دنیوی مین مبتلا ہون۔

سنیون کی تحریک اتحاد کیلئے قریب قریب اسی غرض سے ہو کہ گورنمنٹ ٹرکی کا پھریرا لہرائے جسکے لئے کئی دفعہ ایک خلیفہ یا ایک ملائے اعظم کی تحریک بھی کر چکے ہین۔

شیعون کی غرض اس تحریک سے نہ گورنمنٹ کی مخالفت ہو نہ سلطنت ایران کو بلانا نہ کسی ملا یا مجتہد کو حکومت دلوانا کیونکہ یہ سب ناجائز اور خیال محال ہے۔ بلکہ ہماری غرض صرف اسقدر ہے کہ زیر سایہ عطوفت گورنمنٹ انگلشیہ ہم اپنے مراسم مذہبی کو بہ آزادی انجام دیسکین جو آجتک کسی سلطنت مین یہ بات ہمکو نہ مل سکی۔ لہذا ہم چاہتے ہین کہ نہ ہمکو ہندوون سے مخالفت ہو نہ عیسائیون سے نہ وہابیون سے نہ مرزائیون سے نہ آریون سے۔

جسکی سب سے آسان صورت یہ ہے کہ ہم کسی سے مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کرین کسی سے مخاصمت مخالفت نہ کرین بلکہ حکم محکم لکم دینکم ولی دین پر عامل ہون جسکو اہلسنت اگرچہ منسوخ جانتے ہین مگر خدا و رسول پر یہ افترا ہے۔

ہم نہ اس سے مذہبی مناظرہ کو بند کرتے ہین نہ احقاق حق کو مسدود کرنا چاہتے ہین بلکہ اون بزدلانہ حملونکو روکنا چاہتے ہین جو ایک مذہب والا دوسرے مذہب پر کرتا ہے مثال کے طور پر آپ صرف اہلحدیث ۱۹۱۳ء مورخہ ۲ جمادی الاخری کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمائے۔

"ہمعصر الحق دہلی نے نعرہ حیدری کے جواب مین چند فقرے دہلوی نمک مرچ سے لکھے تھے جسپر آریہ اخبار پرکاش نے ایک واعظانہ حیثیت سے کچھ کلمات فرمائے ہین جنکی ہم بھی تصدیق کرتے ہین"

اس عبارت سے آپکو پتا لگا ہوگا کہ الحق کی تحریر کیسی تھی جسکو اڈیٹر اہلحدیث بھی قبول

کرتے ہین کہ جابوی نمک حرام سے لکھی گئی - اور یہ نصیحت پرکاش کی بھی تصدیق کرتے ہین اب فرمائیے اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہیے - کیونکہ یہ تو ظاہر ہے وہ مخالف اسلام ہے اسکے عوض مین وہ کسکو کہے گا اور بات کہان جائیگی -

مگر یہ شرافت ہے پرکاش کی جس نے بقول اہلحدیث صرف مسلمانون ہی پر اپنے غصہ کو محدود رکھا اور لکھتا ہے "ہمنے سمجھا تھا کہ مسلمانون کے مذہبی پرچون مین کوئی تو بدتہذیبی سے مستثنے ہوگا لیکن یہان تو سارا تانا ہی بگڑا ہوا ہے"

اس تحریر سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ ہمکو اپنی تحریرون مین وہ متانت رکھنی چاہیے کہ مخالف سے مخالف بھی مان جائے کہ یہ لوگ ہین اخلاق محمدی کے پیرو جو اپنے حریف کیساتھ یہ برتاؤ کرتے ہین اور وقولا لہما قولا لینا پر عامل ہین -

ہم اسکو مانتے ہین کہ آریون کا برتاؤ بھی مسلمانون کے ساتھ کچھ اچھا نہین ہے شکایت کیے قابل ضرور ہین - مگر کیون صرف انہین وہابیون اور مرزائیون کی بدتہذیبی و سخت کلامی سے جس کا اثر تمام مسلمانو پر پڑتا ہے اور سب متاثر ہوتے ہین حالانکہ از ما است کہ بر ما است کا مضمون ہے -

آپکو یاد ہوگا ایک دفعہ اہلحدیث نے ایک مضمون لکھا تھا جسکی سرخی یہ تھی "کیا دیانند حرامزادہ تھا" جسپر اصلاح نے کچھ متنبہ کیا تو بہت کچھ اول فول بک گئے -

غرض ممبران انجمن اتحاد کا فرض ہے کہ پہلے اون اخبارون کی دریدہ دہنی روکین جو آریہ عیسائیون سے شب و روز جنگ زرگری مین مشغول ہین کیونکہ اونکا جب حملہ ہوگا خدا و رسول پہ جنکی تعظیم و تکریم مین تمامی اہل اسلام متفق ہین -

بخلاف اختلافات شیعہ و سنی کہ یہان اختلاف کے حدود خلفائے ثلثہ مین محدود ہین شیعہ انکو برا جانتے ہین اہلسنت اچھا - اس بارہ مین اگر بدتہذیبی ہو تو چندان جائے شکایت نہین - مگر اہل سنت کو دیکھیے تو وہ رسول اللہ کی نسبت ہر قسم کے سب و شتم کو جائز رکھتے ہین لیکن خلفائے ثلثہ کی نسبت جامہ سے باہر ہو جاتے ہین -

آریہ کی نسبت اگر غور کیجیے تو بجز اختلاف عقائد کے جو لوازم اختلاف مذہب ہے کوئی

فعل اونکا مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہوسکتا بخلاف مسلمانون کے کہ مثلاً گائے خوری انکی ایسی ہو کہ اس سے رنج ہو پہنچنا اونکا ایک فطری امر ہے۔

لہٰذا ممبران انجمن اتحاد کا پہلا فرض اس شکایت کا دفعیہ ہو جس سے ناحق دوسرونکو ملال ہو اور ہماری صحت جسمانی کو مضر ہو۔ پھر اون اختلافات پر نظر کرنا چاہیئے جو شیعہ و سنی مین باعث اختلاف ہے کیونکہ اگر آپ غور کرینگے تو شیعونکو کسی ایسے امر کا مرتکب نہ پائینگے جس سے فریق ثانی کو رنجش ہو بخلاف اہلسنت کہ جو فعل اونکا ہے رنجدہ اور موجب ملال مثال کی طور پر وضو کو لیجئے کہ خلاف حکم خدا اور رسول بجائے مسح قدمین وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین صرف تعمیل تعلیم خلیفہ دوم غسل رجلین کرتے ہین یعنی پاؤن دھوتے ہین جس سے ہر اوس مسلمان کا جو خدا اور رسول پر ایمان لایا ہے رنجیدہ ہونا فطری امر ہے کہ جسپر ایمان لائے ہین اوسی کے خلاف کر رہے ہین دیکھو رسالہ وضو۔

اذان سے حی علی خیر العمل صرف اس جرم پر نکال دیا گیا کہ خم غدیر مین جب حضرت نے خلافت جناب امیرؑ کا آخری اعلان فرمایا ہو تو اسی جملہ سے سب بلائے گئے۔ دیکھو تاریخ الاذان

تراویح صرف اس غرض سے رائج ہوئی کہ روزہ رکھنا لوگ کم کردین اور نماز تہجد کی عادت چھوٹ جائے جسکا وقت آخر شب مین تھا شیخ عبد القادر جیلانی کی گیارہوین اس غرض سے رائج ہوئی کہ عاشور کی عظمت کم ہو جو سال بھر مین صرف ایک بار ہوتا تھا اوسکے عوض ہر مہینہ مین یہ رسم جاری ہوئی۔ اسیطرح صوفیونکے ہزارون عرس اور زیارت گاہین قایم ہوئین کہ مسلمانون کی توجہ ائمہ اہلبیت طاہرین سے کم ہو جائے جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب فیوض الٰہی کے مرکز و منبع تھے۔

غرض ایسے ہزارہا مذہبی امور ہین جنکا احصا اس سب مین دشوار ہو۔ انکی جو جزئیات ہین عبادت کے متعلق ہو یا غیر عبادت کے وہ سب اسلام کے خلاف ہین جس سے ہر مسلمان کو رنج ہو پہنچنا ایک لازمی امر ہو اور خود بھی علمائے اہلسنت ان سب باتونکے بدعت اور حرام ہونیکا اقرار کرتے ہین کہ یہ کل امور ناجائز اور بدعت ہین مگر صرف مسلمان کی دل آزاری کیلئے خود بھی کرتے اور لوگون سے بھی کراتے ہین تاکہ اونکی دلشکنی ہو اور دل آزاری۔

بخلاف شیعونکے جو ایک ایک برابر ہی تعلیم خدا اور رسول سے ہٹا نہیں چاہتے نہ خلاف حکم خدا و رسول کلوخ لیتے ہین نہ وضو مین پیر دھوتے ہین نہ اذان سے حی علی خیر العمل کو ساقط کرتے ہین۔ نہ تراویح پڑھتے ہین نہ گیارھوین کرتے ہین نہ کسی کا عرس۔

اہلسنت کو اگر ہمسے اختلاف ہی تو صرف دو امر سے ایک لعنت خلفاے ثلثہ سے جسکے نسبت یہ فرمایش ہی کہ نام لیکر نہ کہو جسکے مطلب یہ ہین کہ احکام خدا و رسول مہمل ہین کیونکہ اسکا تو اقرار ہی کہ منافقین پر لعنت ہی کاذبین غاصبین خائنین پر لعنت ہی مگر وہ چاہتے ہین کہ کیسیکو نہ معلوم ہو وہ کونسا منافق یا غاصب یا کاذب تھا جسپر یہ لعنت ہو۔

دوسرا اختلاف انکا تعزیہ داری امام مظلوم سے ہی کہ نہ حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مناقب بیان ہون نہ حالات شہادت کیونکہ اس سے بعض صحابہ مین ہیجان ہوتا ہی اور مسلمانون کے دل اون سے پھرتے ہین۔

حالانکہ اسلام کی عام اور خاص تعلیم اس بارہ مین کہ مظلومون سے ہمدردی کیجائے اور ظالمون سے نفرت کیسی تاکیدی ہی کہ ظالم کے لئے بجز لعنت کوئی امر نہین۔

ان سب باتون کے ساتھ آپ جب دیکھئے گا تو کسی شیعہ کے دل مین وہ نفرت نہین ہی جو ایک معمولی سنی کو شیعہ سے ہوتی ہی شیعونکو اسی کی تعلیم دی گئی ہی کہ وہ ہر انسان کیساتھ انسانی سلوک کرین جو سب سے زیادہ دشمن ہی اوسکے ساتھ ہمارا لطف و مدارا زیادہ ہو۔ اسیوجہ سے نہ کسی آریہ کو شیعون سے شکایت ہوتی ہی نہ کسی عیسائی کو۔

بخلاف اسکے سنیونکو یہ تعلیم دی گئی ہی کہ وہ اپنی قوت و اقتدار جمعیت و غلبہ سے ہر وقت کام لین اگر چہ زور نہ ہو تو صرف حاضری کے حلوا روٹی کیلئے تبرا بھی ممنوع نہین۔ غلبہ ہو تو جہانتک بنے گائے حلال کرکے ہندوونکو ستاؤ اور شیعونکو تو نہ اذان کہنے دو۔ نہ تعزیہ داری کرنے دو جسکے لیے ہزارہا اشتہار ہر سال اہلحدیث شایع کرتا ہی۔ مگر نہ مفت بلکہ دام لیکر کہ اودھر شیعونسے شب و روز تکرار رہی کہ انکا فائدہ ہے۔ ادھر اشتہار کا دام دوگنا تگنا ملجائے۔

انجمن اتحاد نے اگر اتحاد و اتفاق کرانے کا ارادہ کیا ہی تو اوسکے لائق اور ہمدرد ممبرونکا فرض ہی کہ وہ صرف اس امر مین کوشش کرین کہ گورمنٹ نے جو آزادی کا حق ہر مذہب

والے کو دیا ہے اوس نعمت سے ہر فریق کامیاب ہو سکے۔ نہ آریہ کو مدعیان اسلام ستائین۔ نہ شیعونکو سنی۔ نہ حنفیونکو وہابی ہر شخص اپنے اپنے طریق پر اپنے مذہبی رسوم کو بجا لائین۔ پہر اتحاد ہی اتحاد ہے
خداوند عالم سورہ حج مین فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ھو ناسکوہ فلا ینازعنک فی الامر وادع الی ربک انک لعلی ھدی مستقیم وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ فیما کنتم فیہ تختلفون ۔
یعنی ہمنے ہر ایک امت کیلئے ایک طریقہ بنایا ہے جسپر وہ عمل کرتے ہین۔ تو چاہیئے کہ وہ لوگ تمسے اس امر مین جھگڑا نہ کرین اور تم اونکو اپنے رب کی طرف بلاتے رہو کہ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو۔ اور اگر یہ تمسے جھگڑا کرین تو کہدو خدا خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ خدا ہی حکم کریگا بروز قیامت اون باتون مین جنمین تم اختلاف کرتے ہو۔
دیکھیئے اس آیہ مین کیا حکم دیا گیا ہے اور اسپر اگر عمل کیا جائے تو کیا پھر کوئی لڑائی جھگڑا باقی رہ سکتا ہے مگر افسوس کہ ہمارا طرز عمل جو کچھ ہے قرآن کے خلاف جس سے اس روز بد کا مشاہدہ کر رہے ہین۔

مباحثہ شیعہ و سنی لکھنو

اس نام کا ایک رسالہ ۲۰ صفحہ پر ہمکو ملا جسکو نواب محمد علی خان صاحب قمر لکھنوی نے شایع کیا۔ یہ مناظرہ روبروے پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند بمقام لکھنو ہوا تھا بتاریخ ۲ / جولائی سنہ ۱۹۱۰ء
وجہ اسکی یہ قرار دی گئی ہے کہ میر عبد الحسین صاحب نے جو کوئی طالب العلم ہونگے پنڈت صاحب سے کہا تھا ہمکو حیدر آباد لیچلیئے حضور نظام کو ہم شیعہ کر لینگے۔ اس دعوے نے شاید پنڈت صاحب کو زیادہ برافروختہ کیا جسکے لئے اونہون نے کہا کہ پہلے آپ اپنے علم یا مذہب کی طاقت دکھائیے تب مین آپکو حیدر آباد لیچلونگا جسکو میر عبد الحسین صاحب نے منظور کیا اور پہلے ان سے نواب قمر صاحب سے مباحثہ ہوا۔ اور وہ جا کر مولوی عبد الشکور صاحب اڈیٹر النجم کو لائے۔
یہ خلاصہ ہے اوس رسالہ کے ابتدائی حصہ کا جسکو ۲ صفحہ مین لکھا ہے ہمکو چونکہ واقعات سے

بحث کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ عنقریب لکھنؤ سے جواب شافی اسکا شائع ہو گا لہذا اصل بحث پر آتے ہیں جسکو وہ اسطرح لکھتے ہیں۔

کارروائی مباحثہ شیعہ وسنی روبروی جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند بموجودگی شیعہ وسنی و اہل ہنود

حسب الطلب جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب اڈیٹر النجم منجانب اہل سنت مع چند احباب و دیگر شائقین تشریف لائے تاکہ جو تحقیقات کہ جناب مولوی عبد الحسین صاحب اثنا عشری نے جناب پنڈت صاحب موصوف کے سامنے شیعہ وسنی کے مذہبی اختلاف کے متعلق پیش کی ہے اسپر علمی طریقہ سے روشنی ڈالیں۔

(۱) جناب پنڈت صاحب نے مولوی محمد عبد الشکور صاحب سے فرمایا کہ مینے آپکو اسلئے تکلیف دی ہے کہ مجھے اس امر کی تحقیقات منظور ہے کہ شیعہ سنی کے درمیان مین مذہبی اختلاف کیا ہے اور حق پر کون ہے اور مین اس تحقیقات کیلئے اس سبب سے آمادہ ہوا کہ میرے خیال مین اس تحقیقات سے بہت سے فائدے ہونیوالے ہین اور جناب مولوی عبد الحسین صاحب اور دیگر حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین پہلے جانشین یعنی حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کافر تھے اور ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہو جانے سے[۱] فریقین مین ایک کا حق پر اور دوسرے کا باطل پر ہونا ثابت ہو جائیگا۔

(۲) حاضرین جلسہ کی طرف سے جناب پنڈت صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا اور انکو اس ارادہ پر مبارکباد دی گئی یہ امر طے[۲] ہو گیا کہ مدار بحث قرآن شریف پر رہیگا جو بات ثابت کیجائیگی قرآن شریف

---

[۱] اس موقع پر پنڈت صاحب نے فرمایا تھا کہ مولوی عبد الحسین صاحب یہ بات ثابت کرینگے کہ حضرات خلفائے ثلثہ نبی کو چھوڑ کر جنگ سے بھاگ گئے تھے اور جو شخص جنگ سے بھاگ جاوے وہ کافر ہے لہذا آپکو یہ ثابت کرنا چاہئے کہ جنگ سے بھاگ جانیوالا کافر نہیں جناب مولانا مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ گو جنگ سے بھاگ جانیوالے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے مگر مین اسوقت اسکے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا بلکہ یہ دکھلاؤنگا کہ حضرات خلفائے ثلثہ جنگ سے نہیں بھاگے اہلسنت کی کسی کتاب سے ان حضرات کا بھاگنا ثابت نہیں چہ جائیکہ قرآن مجید سے ۱۲

[۲] اس امر کے طے ہونے مین بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں اور بہت مشکل سے طے ہوا جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآن مجید ایک قطعی چیز ہے جب

سے ہوگی قرآن شریف کی کسی آیت کا مطلب بیان کرنیکے لئے کوئی غیر قطعی چیز نہ ملائی جائیگی۔

جناب مولوی عبدالحسین صاحب نے اپنے دعوی کے ثبوت مین اصلاح تقریر شروع کی اللہ تعالی فرماتا ہے لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اس آیۂ وافی ہدایہ مین حق سبحانہ تعالی یون ارشاد فرماتا ہے کہ مدد کی تم لوگون کی خدانے اکثر مقامات مین اور حنین کے دن جسوقت تعجب مین ڈالا تم لوگون کو تمہاری کثرت نے اور وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تنگ ہوگئی تم لوگونپر زمین باوجودیکہ کشادہ تھی پھر بھاگ گئے تم لوگ پیٹھ پھیرکے۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو لوگ جنگ حنین مین شریک تھے جنگ حنین مین انہون نے پیٹھ پھیری اور جہاد نکیا۔ اور آیت سے کلام اللہ کی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جنگ حنین مین جو لوگ شریک تھے وہ سب بھاگ گئے باستثناء اُن لوگون کے جنکا ایمان اپنے مقام مین قرآن شریف کی آیات سے ثابت ہے خداوند عالم یہ ارشاد فرماتا ہے کہ انما المومنین الذین امنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ۔ اسکے معنی یہ ہین کہ جز این نیست کہ مومن یعنی ایمان والے وہی لوگ ہین جو خدا پر ایمان لائے ہین اور رسول خدا پر اور جسوقت مین کہ وہ لوگ ساتھ ہوتے ہین رسول اللہ کے امر جامع یعنی نماز جماعت و جہاد یا وہ چیزین جنمین جمع ہونیکی ضرورت ہے اور نہین جاتے وہی لوگ

اسکے ساتھ کوئی غیر قطعی چیز ملا کر نتیجہ نکالا جائیگا تو وہ نتیجہ ہمیشہ غیر قطعی رہیگا۔ لہذا یا تو قرآن سے استدلال کا نام نہ لیا جا یا آیات قرآنی کیساتھ کوئی دوسری چیز ملائی نہ جائے اور اگر ملائی جاے تو وہ ایسی چیز ہو کہ قوت ثبوت مین قرآن کی قوت ثبوت سے کم نہو جیسے وجود مکہ اور بغداد کی خبر یا اعلیحضرت شاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کی خبر۔ مولوی عبدالحسین صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ بغیر حدیث سے مدد لئے ہوے ہم اپنا دعوی قرآن مجید سے ثابت نہین کرسکتے بجواب اسکے جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ آپ یہ لکھوا دیجئے کہ ہم اپنا دعوی قرآن مجید سے ثابت نہین کرسکتے بعد اسکے آپکو اجازت دیجائیگی کہ حدیث سے ثابت کیجئے مگر یاد رکھئے کہ مین اسی شرط کے موافق حضرات خلفائے ثلثہ کا مومن کامل ہونا ثابت کرسکتا ہون کہ آیات قرآنی کے ساتھ یا تو مطلقا کوئی چیز نہ ملاؤنگا تو وہ ایسی ہی ہوگی کہ قوت ثبوت مین قرآن کی قوت سے کم نہوگی پنڈت صاحب نے بھی اسی کی تائید کی تب بالآخر مولوی عبدالحسین صاحب نے بھی اسکو منظور کیا ۱۲

جب تک پوچھ نہ لین انھین رسول اللہ صلعم سے وما اصابکم یوم التقی الجمعن فباذن اللہ ولیعلم المومنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ اوادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعناکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان ۔ وہ چیز کہ پہونچی تم لوگون کو جسقدر کہ مل گئین دونون طرف کی جماعتین پس ساتھ اذن خدا کے ہے (مراد اذن سے یہان علم ہے) یعنی علم خدا مین اور تاکہ معلوم کرے وہی خدا مومنین کو اور تاکہ جانلے اُن لوگون کو جنہون نے نفاق کیا اور کہا گیا اُنھین لوگون سے کہ آؤ جہاد کرو راہ خدا مین یا دفع کرو کہا اُنھین لوگون نے کہ اگر جانئین ہم لوگ لڑائی کو ہر آئینہ پیروی کرسکتے ہین تم لوگون کی وہی منافقین واسطے کفر کے آجکے دن قریب تر ہین اُن لوگون سے بہ نسبت ایمان کے پہلی آیت سے جنگ حنین سے بھاگنا اور روگردانی کرنا اصحاب ثلثہ کا ثابت ہوتا ہے ۔ اور دو آیتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو رسالت مآب کے ساتھ نہ لڑے یا روگردانی کی وہ منافق اور قریب کافر ہونیکے ہے

مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے بجواب فرمایا کہ مختصراً آپ سے پوچھا جاتا ہے کہ آیت حنین مین جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی اسمین خطاب[1] کس سے ہے آیا کافرون سے فرمایا ہے کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا ایمان والون سے فرمایا ہے کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا منافقون سے فرمایا ہے کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا تینون قسم کے لوگون سے فرمایا ہے کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات پر مدد کی ۔ مولوی عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ اُن بھاگنے والے منافق لوگون سے خطاب ہے جو بھاگے کہ ہمنے تم لوگون کی مقامات پر مدد کی ۔ مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا ۔ اوّلاً یہ امر بالکل صاف ہے کہ آیت حنین سے کسی خاص شخص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی یا سلمان فارسی یا ابو ذر

---

[1] مطلب اس سوال کا یہ تھا کہ اس آیت مین جن لوگون سے خطاب کرکے یہ کہا گیا ہے کہ تمنے پیٹھ پھیری انہین لوگون سے یہ خطاب بھی ہے کہ ہمنے تمھاری بہت سے مقامات مین مدد کی اور خیال تھا کہ مولوی عبد الحسین صاحب اس بات کو کبھی زبان سے نہ نکالینگے کہ خدا نے کافرون یا منافقون کی مدد کرنیکا ذکر اس آیت مین کیا ہے کیونکہ بات نہایت قبیح ہوگی گر مولوی عبد الحسین صاحب نے اپنے جواب مین اسی کو اختیار کیا جس سے تمام حاضرین سمجھ گئے ہونگے کہ مذہب شیعہ مین خدا کی کیا صفت مانی گئی ہے زیادہ توضیح اس مطلب کی اس وقت نہین کی گئی کہ ایک دوسرا بحث چھڑ جاتا اور اصل مطلب رہ جاتا ۱۲

یا مقداد یا عمار- ثانیاً آپکا یہ فرمانا کہ از روے اس آیت کے جتنے لوگ جنگ حنین مین شریک تھے سب کا
بھاگ جانا ثابت ہوتا ہی باستثناء اُن لوگون کے جنکا ایمان قرآن شریف کی دوسری آیتون سے
ثابت ہی لہذا دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کر کے اُنکو بھاگنے سے
پاک ثابت کرینگے آیا اسی طرح حضرات ثلثہ رضی اللہ عنہم کا ایمان قرآن شریف سے ثابت ہو کر بھاگنے
سے اُنکا پاک ہونا ثابت ہوتا ہی یا نہین- جناب مولوی عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ مین اس بات کا
جواب کل دونگا[۱] جناب مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ جناب پنڈت صاحب آپنے اس بات کا
سمجھنا بھی چاہا تھا کہ شیعہ سنی مین اختلاف کیا ہی لہذا مین آپکو یہ بتلانا چاہتا ہون کہ شیعہ اور سنی
کے درمیان کیا اختلاف ہی- اصل اختلاف دو باتون مین ہی- اوّل یہ کہ اہل سنت قرآن مجید کو
مانتے ہین اور کہتے ہین کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہی
ہے- اُنکے بعد اس قرآن مین نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر تبدل نہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ اور قرآن
شریف پر حضرات شیعہ ایمان نہین رکھتے- اور کہتے ہین کہ یہ سب خرابیان قرآن شریف مین رسول
اللہ کے بعد ہوئین مین اپنے اس دعوی کی بابت مختصر اور قطعی دلیل پیش کرتا ہون کہ یہ قرآن
شریف جمع کیا ہوا خلفاے ثلثہ کا ہی اور اس امت کو اُنھین کے ہاتھون سے ملا ہی- دوسری بات
یہ ہی کہ حضرات شیعہ خلفاے ثلثہ کو منافق اور کافر اور بے دین اور خدا جانے کیا کیا سمجھتے ہین-
جسکی بابت تقریر کا پہلا سلسلہ چل بھی رہا ہی ان دونون باتون سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ
ایسے ہون اُنکی دی ہوئی اور اُنکی جمع کی ہوئی کتاب پر ہرگز اعتبار نہین ہو سکتا- دوسری
دلیل میرے اس دعوی کی یہ ہی کہ حضرات شیعہ کے ائمہ سے اُنکی اعلی ترین معتبر کتابون مین
قرآن شریف مین مذکورہ بالا خرابیون کا پیدا ہو جانا روایت کیا گیا ہی اور علماے شیعہ کو اقرار ہی
کہ یہ روایتین صحیح ہین اور علماے شیعہ کو اقرار ہی کہ ان روایتون سے مندرجہ بالا خرابیون کا
قرآن مین پیدا ہو جانا ثابت ہی اور ان روایتون کے خلاف کوئی روایت ائمہ شیعہ سے مروی

---

[۱] یہان تو مولوی صاحب کل جواب دینے کا وعدہ کر رہے ہین مگر آگے چلکر جب شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ثابت کرنیکا بار پڑا تو جواب کی تاریخ ایک غیر محدود وقت تک ٹال دیگئی- مولوی عبد الحسین صاحب نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا تھا کہ مین مجتہدین سے مشورہ لونگا بغیر اُنکے مشورہ کے جواب نہین دیسکتا ۱۲

نہین اور علماء شیعہ کو اقرار ہے کہ ان روایتون کے موافق شیخ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی اور ملا علی بن ابراہیم قمی اور شیخ احمد بن ابیطالب طبرسی جیسے ارکان مذہب شیعہ کا اعتقاد ہے۔ دوسرا اختلاف فیمابین سنی شیعہ یہ ہے کہ اہل سنت حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سچے تھے۔ ایک جان کیا اگر انکی کرورون جانین جاتی رہتین تو بھی جھوٹ بولنے والے نہ تھے حضرات شیعہ علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان نہین سمجھتے اور کہتے ہین کہ وہ جھوٹ بھی بولتے تھے۔

اس دعوی کی مختصر دلیل بحالت موجودہ مین یہ پیش کرتا ہون کہ حضرت علی مرتضی خلفاء ثلثہ کے زمانے مین اُنسے صلح کے ساتھ رہے اور اُنسے لڑے بھڑے نہین بلکہ اُنکی تعریف کرتے رہے جیسا کہ شیعون کی اعلی ترین کتابون مین بلا اختلاف مذکور ہے۔ حضرات شیعہ اسکے جواب مین یہی فرماتے ہین کہ یہ تعریف حضرت علی مرتضی نے اپنے دل کے خلاف بطور خوشامد کے کردی یعنی حضرت علی اُنکو دل مین برا سمجھتے تھے اور زبان سے جو اُنکی تعریف کرتے تھے یہ جھوٹ تھی۔

مولوی[1] عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ ہم پرسون تاریخ ۲۰ ماہ جون ۱۹۱۰ء جواب کے واسطے دن مقرر کرینگے۔

مورخہ ۲۶ جون ۱۹۱۰ء روز یکشنبہ

محمد عبد الشکور — پرسون مین کوئی دن مقرر کرونگا عبد الحسین

---

[1] دیکھئے اب کل ہے پرسون ہو گیا اور پرسون ہی جواب دینے کا دن نہین بلکہ جواب دینے کی تاریخ مقرر کرینگا دن ہے اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب کے اس دعوی کو سنکر مولوی عبد الحسین صاحب کو بہت طیش آیا اور اونہون نے سخت لہجہ مین یہ فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے جسکا جواب انکو نہایت نرمی کیساتھ ملا اور انسے کہا گیا کہ اگر غلط ہے تو آپ رد کر دیجئے گا۔ پھر مولوی عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ میرا مناظرہ تو نواب قمر صاحب سے طے ہوا تھا مین نہین سے مناظرہ کرونگا اور اُسی مسالہ پر جو درپیش تھا مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ نواب قمر صاحب کی کوئی تخصیص نہین بخصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ مذہبی باتون سے بالکل ناواقف ہین اور اگر ایسا ہی تھا تو آپنے پہلے مجھسے گفتگو کیون منظور کی باقی رہا یہ کہ بحث کس مسئلہ پر ہو یہ مین بھی مناسب سمجھتا ہون کہ پہلے تو اسی مسئلہ پر جو درپیش تھا بحث ہو جب وہ طے ہو جاے تب آپ مجھسے میرے دعوی کا ثبوت لیجئے اور اُسکو رد کیجئے کہ گر شدت جناب نے فرمایا کہ مین نا بلد و کسی مسئلہ پر بحث سننا نہین چاہتا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ شیعہ و سنی مین یہ فرق ہے ... اب پہلے یہ

الجواب

اس تحریر کا پہلا نوٹ نہایت ہی قابل قدر ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا "گو جنگ سے بھاگ جانیوالے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے مگر مین اسوقت اسکے متعلق کچھ کہنا نہین چاہتا بلکہ یہ دکھلاؤنگا کہ حضرات خلفائے ثلثہ جنگ سے نہین بھاگے اہل سنت کی کسی کتاب سے ان حضرات کا بھاگنا ثابت نہین چہ جائیکہ قرآن مجید سے"

مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کے سامنے دعوی تو یہ کر دیا مگر افسوس کہ نہین اسکا ثبوت نہین دیا نہ اسکو ثابت کیا کہ فرار سے کفر نہین لازم آتا ۔ نہ اسکو ثابت کیا کہ خلفائے ثلثہ نے فرار نہین کیا۔

کفر فراریان اگر پنڈت صاحب کچھ بھی ذی علم ہوتے تو وہ انسے ثبوت طلب کرتے مگر افسوس کہ وہ خود نا واقف اور پالا پڑا شاطر سے جسکا مذہب انکار ہے اگرچہ بدیہی کا ہو۔

آیہ انما المومنون الذین امنوا باللہ و رسولہ اذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ جس سے نظیر عبد الحسین صاحب نے استدلال کیا ہے بجاے خود کفر صریح ہے کفر اہل فرار مین کیونکہ خداوند عالم کلمہ انما فرمایا ہے جسکو اڈیٹر اہلحدیث نے بھی معنی حصر مانا ہے جس سے صرف وہی لوگ مومن ہو سکتے ہین جو نبی کو تنہا چھوڑکر نہ چلے جائین ۔ تو جب ایمان انھین مین منحصر ہے تو فراری ضرور کافر ہوے ۔

خداوند عالم سورہ انفال مین فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰیہ جھنم وبئس المصیر۔

ثابت کرنا ہوگا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ہے اسکے بعد کسی دوسرے مسئلہ پر بحث ہو سکتی ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ انکا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے تو پھر کسی دوسرے مسئلہ پر بحث بالکل فضول ہے اور بیکار ہے ابوبکر صاحب جنگ سے بھاگ گئے یا عمر صاحب بھاگ گئے یا خود نبی صاحب بھاگ گئے اسکو کیا مطلب کیونکہ جب آپ کا ایمان قرآن شریف پر نہین تو آپکو نبی صاحب سے کیا مطلب ۔ اس مضمون کو جناب پنڈت صاحب نے ایسے مدلل اور پرجوش الفاظ مین بیان کیا کہ مولوی عبد الحسین صاحب کو ماننا ہی پڑا کہ پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو ۔ پنڈت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ تمام ہندوستان کے مولویون پر اس بات کا جواب دینا فرض ہے ۱۲

اے ایمان والو جب میدان جنگ میں کفار سے مقابلہ ہو تو انسے پیٹھ نہ پھیرنا۔ اور جو شخص اوس روز پیٹھ پھیرے مگر یہ کہ پھرتا ہو قتال کیلئے یا اپنے فوج میں ملنے کیلئے۔ تو وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوا اور اوسکی جگہ جہنم میں ہے جو بہت بری جگہ ہے۔

ان آیتوں میں تو خداوند عالم فراریوں کے کفر و نفاق اور داخل جہنم سے ہونے کو اسطرح ظاہر کر رہا ہے مگر مولوی صاحب فرماتے ہیں "کہ جنگ سے بھاگنے والے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے"

جسکے مطلب یہ ہوئی کہ فریقین کے اصول خلاف قرآن قائم ہوئے ہیں؟ تو اپنے مذہب پر اون کو اختیار ہے مگر وہ شیعوں کو کیوں ناحق شامل کرتے ہیں جس سے اونکو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا موقع ملے۔

ہم نہیں جانتے مولوی صاحب کے عقیدہ میں کفر کس جانور کا نام ہے کہ رسول اللہ کو نرغہ اعدا میں چھوڑ کر بھاگنے سے بھی آدمی نہیں کافر ہوتا تو پھر کس چیز سے کافر ہوتا ہے۔

کیا آپنے جناب امیر کا قول بخدمت رسول اللہ روز احد نہیں سنا ہے کہ جب سب صحابہ بھاگ گئے تو رسول اللہ صنے جناب امیر سے پوچھا کہ تم کیوں نہ بھاگے تو حضرت نے عرض کیا لا اکفر بعد الایمان جیسا کہ مدارج النبوۃ میں ہے۔ درآنحالت نظر کرد علی ابن ابیطالب را کہ بر پہلوے مبارکش ایستادہ است فرمود چون است کہ تو ببرادران خود ملحق نہ گشتی علی گفت لا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستیکہ مرا با تو اقتدا است صفحہ ۱۵۲ جلد ۲

تو کیا مولوی صاحب اس تصریح پر بھی کفر فراریان کے قائل نہ ہونگے کہ وہ لوگ کافر ہوئے

فرار خلفائے ثلثہ مولوی صاحب نے اس نوٹ میں دعوی کیا ہے حضرات خلفائے ثلثہ جنگ سے نہیں بھاگے اہلسنت کی کسی کتاب سے ان حضرات کا بھاگنا ثابت نہیں چہ جائیکہ قرآن مجید سے۔

الجواب معلوم نہیں مولوی صاحب کی اصطلاح میں کتب اہلسنت سے کیا مراد ہے صرف اجنے راقم کا نام کتب اہلسنت ہے یا اور بھی کسی کتاب کو وہ کتاب اہلسنت مانتے ہیں۔

(۱) مدارج النبوۃ مین ہے گویند کہ اصحاب در آن حین بر چہار قسم شدند جمعی جنگ کردند و شہید شدند۔ وگروہی گریختند و در زوایا و شعاب جبال مختفی گشتند۔ و بعض بشہر رفتند و قرار گرفتند و عثمان بن عفان از انجملہ بود و بعد از اتمام جنگ معاملہ مقاتلہ و تسکین نائرہ جنگ بخدمت شریف مراجعت نمودند و جماعۃ ثبات قدم نمودہ بر مرکز صدق و قرار قائم و دائم ماندند صد ۱۴۲

جس سے معلوم ہوا کہ بروز احد صحابہ کی چار قسم ہو گئی تھی۔ ایک وہ جو شہید ہوے دوسرے وہ جو لڑتے رہے ثابت قدم رہے تیسرے وہ جو پہاڑون مین چھپ رہے چوتھے وہ جو جنگ چھوڑ کر گھر بھاگ گئے اور لڑائی کے ختم ہونے پر تشریف لائے جنمین حضرت عثمان تھے۔

اب دیکھیے اڈیٹر صاحب مدارج النبوۃ تصنیف شیخ عبد الحق دہلوی کی کتاب اہلسنت سے انکار کرتے ہین یا اس نقل کو غلط بتاتے ہین۔

اہلسنت جسقدر عمر صاحب کے اوصاف بیان کرتے ہین اوس سے تو آپ خوب واقف ہین۔ مگر شیخ عبد الحق صاحب دہلوی مدارج النبوۃ مین اونلوگونکی فہرست لکھکر جو حضرت کے پاس رہ گئے تھے لکھتے ہین گفت بندہ مسکین ثبتہ اللہ علی طریق الحق والیقین کہ عجب است کہ در ایشان عمر بن الخطاب را ذکر نکردہ اند۔ و بود نزد رسول اللہ در وقتیکہ فراہم آمدند اصحاب نزد وی وندا کرد ابوسفیان ا فی القوم محمد و ہل فی القوم ابن ابی قحافہ و ہل فی القوم ابن الخطاب و فرمود آنحضرت جواب ندہید آخر عمر بن الخطاب بیتاب شدہ جواب وے داد۔ اما مثل ازان ہیچ ذکر نکردہ اند کہ در میان تیر اندازان بود۔ یا باہای کہ ہزیمت خوردند۔ یا میان آنہا کہ تزلزل و تخلط گشتند آن حکایت مشکل و مشتبہ ماند واللہ اعلم نعم در عثمان رض آمدہ است کہ گریخت روز احد چنانکہ در صحیح بخاری آمدہ کہ مردی نزد ابن عمر آمدہ و گفت کہ خبر دہ مرا کہ عثمان روز احد گریخت گفت نعم صد ۱۴۹

(۲) توکیا مولوی صاحب صحیح بخاری کو بھی کتب اہلسنت سے خارج کر دینگے جسمین خود ابن عمر کی زبانی روایت موجود ہے کہ عثمان نے فرار کیا تھا۔ ان شیخ عبد الحق دہلوی کی تحریر سے اسقدر تو آپکو معلوم ہوا کہ قبل ندای ابوسفیان عمر صاحب کا حال معلوم نہین وہ کہان تھے۔ یعنی یہی نہین کہ اصل جنگ مین وہ کس عہدہ پر مامور تھے کمانڈر انچیف تھے یا تیر اندازون مین تھے جنکو رسول اللہ نے حفاظت درہ کے لئے مقرر کیا تھا۔

مگر ہمکو بہت افسوس آتا ہے کہ ایسے محقق کو آجتک نہ معلوم ہو سکا کہ عمر صاحب بوقت فرار صحابہ کہاں تھے
(۳) حالانکہ وہ اگر ذرہ برابر بھی تحقیقات کرتے تو اونکو معلوم ہوتا نہ صرف عمر صاحب بلکہ ابوبکر صاحب
بھی فراریوں مین تھے کیونکہ تفسیر کبیر مین ہے جلد ۳ تفسیر آیہ وشاورہم فی الامر
المسئلة الخامسة روی الواحدی فی الوسیط عن عمرو بن دینار عن ابن عباس
انه قال الذی امر النبی بمشاورته فی هذه الآیة ابوبکر و عمرؓ وعندی فیه
اشکال لان الذین امر الله رسوله بمشاورتهم فی هذه الآیة هم الذین امره
بان یعفو عنهم ویستغفر لهم وهم المنهزمون هب ان عمر کان من المنهزمین
فدخل تحت الآیة الا ان ابابکر ما کان منهم فکیف تدخل تحت هذه الآیة ص۱۲۳
یعنی پانچوان مسئلہ یہ ہے کہ واحدی نے وسیط مین لکھا ہے کہ اس آیہ مین جو حکم مشورہ دیا ہے تو وہ مخصوص
ہے ابوبکر و عمر کے ساتھ کہ انسے مشورہ لین فخر رازی کہتے ہین ہمارے نزدیک اس قول مین اشکال
ہے کیونکہ خدا نے جو مشورہ کا حکم دیا تھا۔ تو اونلوگون سے جنکے بارے مین عفو و استغفار کا حکم تھا جو وہی
لوگ تھے جنہون نے فرار کیا تھا (تو اب وجہ مشورہ خلفائے ثلثہ معلوم ہوئی کہ یہ درجہ صرف بوجہ فرار ملا
تھا) تو بیشک عمر تو بھاگنے والون سے ضرور تھے جس سے وہ داخل آیہ مذکورہ ہوے۔ مگر ابوبکر تو
نہین بھاگے تھے۔ پھر کیونکر وہ اس آیہ مین داخل ہو سکتے ہین۔
تو کیا اڈیٹر صاحب تفسیر کبیر کو بھی کتب اہل سنت سے خارج کرینگے جس مین عمر صاحب کا فرار تو بتصریح
تمام مذکور ہے!!
کیا شیخ عبدالحق صاحب نے اس جملہ کو نہین دیکھا تھا جو فرماتے ہین نہین معلوم عمر صاحب بھی بھاگنے
والون مین تھے یا کیا۔
(۴) اب ہم اس بحث کو تاریخ خمیس کی چند عبارتوں پر ختم کرتے ہین۔ دیکھین اڈیٹر صاحب اسکو بھی
کتب اہلسنت سے قبول کرتے ہین یا نہین۔ وہ اقتباسات حسب ذیل ہین۔
(الف) وقوله فرقة ای بعضهم اواطلق ذلك باعتبار تفرقهم والواقع انهم صاروا
ثلث فرق فرقة استمروا فی الهزیمة الی قرب المدینة و فرقة صاروا حیاری لما
سمعوا ان النبی قتل ۲ و فرقة ثبتت مع النبی ص۴۳۸ جلد اول

یعنی اصحاب نبیؐ او سرور تین فرقہ ہو گئے تھے۔ ایک فرقہ تو قریب مدینہ تک بھاگ گیا تھا۔ دوسرا وہین پہاڑون مین حیران پھرتا تھا کیونکہ حضرت کے شہادت کی خبر سنی تھی۔ تیسرا فرقہ حضرت کے ساتھ تھا جس سے معلوم ہوا دو ثلث صحابہ فراری تھے

(ب) وفی البخاری لو یبق معہ علیہ السلام الا اثنا عشر ص ۴۸۹

یعنی صحیح بخاری مین ہو کہ صرف بارہ آدمی حضرت کے پاس رہ گئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ ۷سو لشکر سے کل ۱۲ آدمی رہ گئے ۶۸۸ فراری تھے۔

(ج) وفی الصفوۃ عن ابی بکر الصدیق قال کنت اول من جاء یوم احد ص ۴۸۵

ابوبکر کہتے ہین کہ سب سے پہلے پھر کر ہم آئے۔ کتنا بڑا فخر ہو کہ فراریون کے سردار سب سے پہلے ہی آئے

(د) لما صرخ صارخ وفشا فی الناس ان محمدا قد قتل قال بعض المسلمین لیت لنا رسولا الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا امانا من ابی سفیان۔ وبعضہم جلسوا والقوا بایدیہم وقال ناس من المنافقین لو کان نبیا لما قتل ارجعوا الی اخوانکم والی دینکم الاول فقال انس بن النضر یا قوم ان کان قتل محمد فان رب محمد حی لا یموت ما تصنعون بالحیاۃ بعد رسول اللہ فقاتلوا علی ما قاتل علیہ وموتوا علی ما مات علیہ ثم قال اللہم انی اعتذر الیک مما یقول ہولاء یعنی المسلمین وابرء الیک مما جاء بہ ہولاء یعنی المنافقین ثم قاتل حتی قتل الی اخر ما ذکر ص ۴۸۹

یعنی جب شیطان نے حضرت کے شہادت کی آواز دی تو کچھ مسلمانون نے کہنا شروع کیا۔ کاش کوئی پیغامبر ہوتا جو عبد اللہ بن ابی کے پاس جاتا اور ابو سفیان سے ہمارے لئے امان مانگتا بعض او نمین سے بیٹھے تھے ہاتھ ڈالے اور منافقین کہتے تھے کہ اگر حضرت نبی ہوتے اسطرح نہ قتل کئے جاتے۔ چلو پھر چلو اپنے بھائیون کی طرف اور اپنے پہلے دین کی طرف۔ انس بن نضر نے کہا اے قوم اگر محمد قتل ہوے تو اونکا خدا تو زندہ ہے جو مرنیوالا نہین۔ بعد حضرت زندہ رہکر کیا کروگے اوٹھو اور قتال کرو جس بات پر حضرت قتال کرتے تھے اور اوسی بات پر مرجاؤ۔ مگر کوئی نہ اوٹھا اور خود انس لڑنے گئے یہانتک کہ قتل ہوے۔

اس روایت سے تو آپکو صحابہ کی نیت اور طینت کا حال معلوم ہوا کہ حضرت کی نبوت سے

انکار رہتا۔ قاصد ڈھونڈا جاتا کہ ابی سے جاکر سفارش کرائے کہ ابوسفیان سے پناہ لے۔
مگر آپکو شاید یہ نہ معلوم ہو کہ یہ خیالات کس کے تھے اور وہ کونسے بزرگ تھے تو اس عبارت کو دیکھیے
(ک) قال ابن اسحق حد القاسم بن عبد الرحمن بن رافع اخو بنی عدی بن النجار
قال انس بن النضر عم انس بن مالک الی عمر بن الخطاب وطلحہ بن عبید
اللہ فی رجال من المهاجرین والانصار وقد القوا بایدیھم فقال ما یجلسکم
قالوا قتل رسول اللہ قال فما تصنعون بالحیاۃ بعدہ قوموا فموتوا علی مثل
ما مات علیہ رسول اللہ ثم استقبل القوم فقاتل حتی قتل ص۲۸۹
یعنی انس بن نضر جنکی روایت پہلے مذکور ہوئی کہتے ہیں کہ ہم عمر اور طلحہ کے پاس پہونچے جو بہت
سے مہاجرین کے ساتھ بیٹھے تھے اور ہاتھ پر ہاتھ ڈالے تھے۔ انس بن نضر نے کہا یہاں کیوں بیٹھے
ہو کہا کہ رسول اللہ تو مارے گئے۔ انس پھر تم لوگ زندہ رہ کر کیا کروگے چلو اوسی راہ پر مر جائیں
جس راہ پر حضرت نے وفات پائی۔ مگر کوئی نہ اوٹھا آخر انس لڑنے گئے اور مارے گئے۔
اب تو آپ اچھی طرح معلوم ہوا کہ وہ پہلے واقعات بھی انھیں کے تھے جو کہیں نبوت میں شک ہو رہا ہے
کہیں قاصد کی طیاری ہو رہی ہے کہ جا کر ابی کے ذریعہ سے ابوسفیان سے امان لے۔
(ل) وکان سلمان جعل نفسہ وقایۃ لہ من وراء ظہرہ من سہام الکفار واذا ھو
ویقول نفسی فداء لرسول اللہ والعباس بن عبد المطلب ممسک بعنان فرسہ
یقودہ وعلی بن ابی طالب مع انہ مجروح مکسور الید حمل علی الکفار فہزمھم فجاء
جبرئیل وقال یا محمد من ذا الذی بارز الکفار انفا فان اللہ باھی بہ الملئکۃ قال
ھو علی فانحاز وا بہ الی احد فلم یقعد رلکن نصعد بالفرس فحول رجالہ الی الجبل
الاخرو اعمد علی مناکب علی فنزل عن الفرس وصعد الجبل فجلس وجلس صحابتہ
حولہ وکان ۷۲ ھے الی الجوانب فقالوا من ترید یا رسول اللہ فاقبل علی
علی وقال ھل عند لک خبر من عمک فاخبرہ علی بما وقع فبکی رسول اللہ و
الاصحاب ص۱۹۶
یعنی بروز جنگ احد سلمان فارسی نے اپنی نفس کو فدائے رسولؐ کر دیا تھا کہ حضرت کی

پشت پر کھڑے تھے ۔ جو تیر کفار کی طرف سے آتا تھا اوسکو اپنی پشت پر لیتے اور کہتے کہ ہماری جان
رسول اللہ صلعم پر فدا ہو حضرت عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلعم کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے
آگے بڑھا رہے تھے حضرت علیؑ باوصفیکہ زخمی تھے ۔ اور ہاتھ آپکا ٹوٹا ہوا تھا ۔ مگر ایسا حملہ کیا کہ کفار
کو بھگا دیا جسپر جبرئیل نے آکر کہا اے محمدؐ یہ کون شخص ہے جس نے ابھی کفار سے جہاد کیا کہ خدا اس
شخص پر فخر و مباہات کرتا ہے حضرت نے کہا یہ علیؑ ہین ۔ پھر سب حضرت کو کوہ احد کی طرف لیکے
مگر حضرت گھوڑے سمیت پہاڑ پر نہ چڑھ سکے ۔ تب حضرت علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر گھوڑے سے اوترے
اور پہاڑ پر چڑھے اور بیٹھے اصحاب بھی حضرت کے گرد بیٹھے ۔ اور آپ بار بار ادھر ادھر دیکھ رہے
تھے لوگون نے پوچھا کیا جانتے ہین تو حضرت نے حضرت علیؑ سے پوچھا کچھ تمکو اپنے چچا کی خبر معلوم ہے
حضرت علیؑ نے اونکے شہادت کا حال بیان کیا تو حضرت بھی روے اور آپکے اصحاب بھی
ہمنے اس آخری روایت کو تاریخ خمیس سے اسلئے لکھا ہے کہ اڈیٹر صاحب آگے چلکر بجواب فرار حنین
فرمایا ہے ”کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضیٰ یا سلمان فارسی یا ابوذر
یا مقداد یا عمار“ اسلئے ظاہر کر دیا گیا کہ اوس وقت یہ حضرات کیا خدمت انجام دے رہے تھے ۔ ورنہ ہمارا
مطلب تو تمام ہو چکا تھا کہ فرار ثلثہ کا اقرار کرنا بدیہیات سے ہے ۔ دیکھئے اڈیٹر صاحب ان سب کتابونکو
اہلسنت کی کتابون سے مانتے ہین یا اسکو خارج کرتے ہین ۔

اس تقریر سے آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اڈیٹر صاحب تحریری مناظرہ سے کیون بھاگتے ہین اور زبانی
مناظرہ پر کیون زور دیتے ہین اسلئے کہ زبانی بات سے انکار کرنیکا موقع ملیگا کیونکہ مناظرہ جب ہوگا
تو کسی خاص بحث مین کتابین اسی بحث کی فراہم کی جائینگی ضمناً ایسی بحث آ گئی یا تو بیجا انکار کر دینگے
تو فریق مخالف اوسکا ثبوت کہان سے دیگا کیونکہ کتابین تو دوسری بحث کی جمع کی گئی ہین
چنانچہ آپنے ملاحظہ کیا کہ پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے جو بالکل اس قسم کی باتون سے ناواقف
تھے کس طرح انکار کر دیا ۔

دوسرے نوٹ کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ آیندہ ساری تقریر اسی کے متعلق
ہوگی لہذا وہین اوسکا صدق و کذب ظاہر ہوگا

تقریر مرزا یا مولوی عبد الحسین صاحب بھی کوئی بحث نہین کیونکہ وہ تو شیعہ مناظر ہین ۔

ہان مولوی عبد الشکور صاحب نے جو تقریر کی ہے اوسکو عبدہ کا غلط ہے نے فرماتے ہین ... باکل
بالکل منافی ہے جس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآن کو آجتک سمجھے ہی نہین قرآن کیا چیز ہے۔ قرآن میں
کیا احکام ہین ایمان لاؤ۔ نماز پڑھو۔ زکوۃ دو۔ اطاعت خدا و رسول و اولی الامر کرو جہاد مین
ثابت قدم رہو۔ فرار نہ کرو۔ ثبات قدم کا یہ ثواب ہے فرار کا یہ عذاب۔ نہ یہ کہ خدانے اسلام لانے کو کہا
ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہو جس سے اہلحدیث اب اس جملہ کو اذان مین کہنا کفر کی کہتے
ہین۔ نماز کی نہ رکعات بتاے نہ طریقہ نماز نہ واجبات و مستحباب تو جسطرح ان امور کی تفصیل
رسول اللہ پر رکھی گئی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے وانزلنا الیک الذکر لیتبین للناس ما نزل
الیہم لعلہم یتفکرون سورہ نحل

یعنی ہمنے اسلئے قرآن کو نازل کیا کہ تو لوگونپر بیان کرے اوسکو جو نازل کیا گیا۔
پھر فرماتا ہے وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ
لقوم یومنون نحل

کہ ہمنے قرآن کو اسی لئے نازل کیا کہ تو بیان کرے اون باتونکو جسمین وہ اختلاف کرتے ہین اور ہدایت
و رحمت ہے اوس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے۔

تو آپکا یہ فرمانا "آیت حنین سے کسی خاص شخص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا" بالکل
ایسا ہی ہے کہ کوئی آپکا مرید قرآن مین آپکے نام کو تلاش کرے۔

ہان اگر قرآن مجید جسطرح نازل ہوا تھا اور جسپر نازل ہوا تھا اوسیطرح ترتیب دیا جاتا یا جسکے سپرد
کیا گیا تھا اوسکا جمع کیا ہوا قرآن لیا جاتا۔ تو شاید یہ آرزو آپکی بھی پوری ہوجاتی۔ کیونکہ آپ خود
اپنے اخبار النجم جلد اول کے حصہ مناظرہ مورخہ ۱۳ صفر مین لکھ چکے ہین۔

اگر کوئی کہے یہ کہانسے معلوم ہوا کہ اس سورہ مین منافقون کی مذمت نازل ہوئی تھی تو اسکا
جواب یہ ہے کہ امام بغوی علیہ الرحمہ نے معالم التنزیل مین لکھا ہے قال عبد اللہ بن عباس
انزل اللہ تعالی ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسمائھم و اسماء ابائھم
ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ للمومنین لئلا یعیر ون بعضہم بعضا لان اولاذھم کانوا
مومنین یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ستر منافقون کا تذکرہ فرمایا

تھا معہ اونکے اور انکے باپ کے نامون کے پھر محض مسلمانون پر مہربانی کی وجہ سے نام منسوخ کردئے گئے تاکہ ایک دوسرے طعنہ نہ دے کیونکہ اونکی اولاد مسلمان تھی - اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس سورت مین منافقون کی مذمت نازل ہوئی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نام منسوخ کردئے گئے کسی نے نکال نہین ڈالے"

اڈیٹر صاحب غور فرمائے یہ آپکی عبارت ہے یا نہین ؟ اس سے منافقین کا نام بھی داخل قرآن ہونا معلوم ہوا یا نہین ؟ پس اگر قرآن کی ترتیب اوسیطرح ہوئی ہوتی تو کیا آپکی آرزو نہین پوری ہوتی ؟ ضرور ہوتی - کیونکہ اسکو تو آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہین - خدا کا کلام کچھ آپکے النجم کا مسودہ نہین تھا کہ آج کچھ لکھا کل نظر ثانی کرتے وقت کاٹ دیا جب خدا نے نام کو داخل کیا تھا تو پھر خود خدا ہی اوسکو کیونکر نکال سکتا ہے - کیا اوسکو پہلے سے نہ معلوم تھا کہ ان کافرون کی اولاد ایک وقت مین مسلمان ہوگی اگر یہ نام رہینگے تو باخود ہا طعن و تشنیع کرینگے - پھر پہلے کیا سمجھ کر نازل کیا تھا جو بعد کو نظر ثانی کرکے اون نامونکو نکال ڈالا لہذا آپکو اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ کارروائی جامعین قرآن کی ہے ورنہ خدا کا جہل یا اوسکی سفاہت لازم آتی ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا - کیا ابولہب کی اولاد مسلمان نہ تھی ؟

ہان یہ جملہ آپکا نہایت وزنی ہے "کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی یا سلمان فارسی یا ابوذر یا مقداد یا عمار" مگر نہ معلوم کہ رسول اللہ کا نام کیون چھوڑ دیا کیونکہ آپ فرما چکے ہیں "یہ امر بالکل صاف ہے کہ آیت حنین سے کسی شخص خاص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا" تو پھر جس دلیل سے آپ رسول اللہ کو فرار یونکے حلقہ سے نکالئے گا وہی دلیل تو ہماری بھی ہوگی جناب امیر کیلئے کیونکہ بنص قرآن انفسنا آپ نفس رسول ہین -

آپنے جوش ناصبیت مین محض بغرض مساوات خلفائے ثلثہ جناب امیر کا نام تو لکھدیا کہ "کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی" مگر اسپر نہ غور کیا کہ اس سے قائل کا کفر لازم آتا ہے کیونکہ حدیث کرار غیر فرار بحق جناب امیر متواتر ہے تو آپ رسول اللہ کی تکذیب کرنیوالے ہوئے -

افسوس کہ بندت جنگت پرشاد صاحب ایک ناواقف شخص تھے ورنہ اوسیوقت آپکا ناطقہ بند کردیتے - اور اگر آریہ فرقہ کے ممبر ہوتے - تو آپ ہی کے بیان سے رسول اللہ کا فرار اخبارون مین مشتہر کرتے - اور آپ کوئی جواب اسکا نہین دیسکتے تھے کیونکہ بقول آپکے کسی خاص شخص کا بھاگ

جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا" تو عام کا فرار ضرور ثابت ہے جسمین رسول اللہ بھی داخل ہین دیکھیئے یہی نتیجہ ہے خارجیت کا کہ پھر وہ کسیطرح مسلمان نہین رہ سکتا کیونکہ جسطرح آپ فراریون مین جناب پیغمبر کا نام لینگے اوسیطرح رسول اللہ کا نام بھی اس درجہ مین لینا آپکو ضروری ہے کیونکہ دونونمین انفکاک محال ہے۔

دوسری تقریر مین آپ لکھتے ہین "لہذا دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کرکے انکو بھاگنے سے پاک ثابت کرینگے آیا اسی طرح حضرات ثلثہ کا ایمان قرآن شریف سے ثابت ہوکر بھاگنے سے انکا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین"

مگر افسوس کہ اس تقریر مین بھی بالکل مغالطہ سے کام لیا گیا کیونکہ یہان بحث فراریونکے نفاق وکفر کی ہے جسکی تصریح خود میر عبدالحسین صاحب کی تقریر مین موجود ہے جسے آپنے نقل کیا ہے "اور دو آیتونسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو رسالت مآب کے ساتھ نہ لڑے یا روگردانی کی وہ منافق اور قریب کافر ہونے کے ہے"

تو پھر آپکا یہ کہنا "جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کرکے انکو بھاگنے سے پاک ثابت کرینگے" کیونکر درست ہوگا کیونکہ آپکی تقریر کا ماحصل اثبات عدم فرار ہے۔ اور میر عبدالحسین صاحب کا منشا اثبات عدم ایمان اہل فرار ہے وبینہما بون بعید

واہ مولوی صاحب کیا خوب آپکا مناظرہ ہے اور کیا خوب تقریر سوال از آسمان جواب از ریسمان اسکو کہتے ہین کیونکہ میر عبدالحسین صاحب نے قرآن سے آپکے خلفا کا فرار جنگ حنین مین ثابت کردیا۔ اور یہ بھی ثابت کردیا کہ جسنے فرار کیا وہ منافق یا قریب کافر ہونیکے ہے جسکا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ آپکے خلفا منافق تھے۔

ہم نہین سمجھتے میر عبدالحسین صاحب نے کیا سمجھ کر کہا کل جواب دونگا کیونکہ یہ تو بالکل صاف تھا مگر ممکن ہے آپنے مغالطہ دیا ہو اور وہ دھوکے مین آگئے ہون جیسا کہ اس تقریر سے ظاہر ہے۔

(۳) جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ جناب پنڈت صاحب تا بہ آخر۔

اس تقریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اڈیٹر صاحب نے پہلی بحث کو ختم کردیا اور اسکا کوئی جواب نہ دیسکے کہ دو آیتون سے فراریونکا کفر و نفاق ثابت ہے" کیونکہ یہ تقریر انکی جداگانہ ہے جو پہلے لکھا

"لہذا دیکھنا چاہیئے" اور پھر یہ تقریر بھی جداگانہ ہے جو پنڈت صاحب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔
ہاں چونکہ اڈیٹر صاحب مسئلہ فرار کو مشتبہ کر کے چلے جاتے ہیں جس سے ایک مخالف اسلام رسول اللہ پر بھی یہی الزام لگا سکتا ہے کہ جمع دو لیتم مدبرین میں حضرت بھی داخل ہیں۔ لہذا کتب تواریخ سے اسکا پتہ دیدیتے ہیں کہ فراری کون تھے۔

یہ جنگ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں بعد فتح مکہ لشکر اسلام بارہ ہزار تھا جو ایسی تعداد تھی کہ کبھی اسقدر اسلام میں لشکر نہیں فراہم ہوا تھا۔ تو ابوبکر نے کہا لن نغلب الیوم من قلۃ کہ بوجہ کمی لشکر تو اب ہم مغلوب نہونگے وفی روایۃ قال ان ابابکر قالہ للنبی او سلمہ بن سلامہ بن وقش وقیل قالہ سلیم فکرہ رسول اللہ کلامہ فوکلوا الی کلمۃ الرجل فانھزمت الجیش الاسلام فی اول الحال کانت بسببہ تاریخ خمیس ص۱۱۱ جلد ۲

حضرت کو یہ کلمہ بہت مکروہ معلوم ہوا اور لشکر اسلام کو پہلے جو شکست ہوئی اسی کلام سے جس سے معلوم ہوا کہ پہلی نحوست جو آئی تو اسی کلمہ کی بدولت کہ لشکر کو دیکھکر ابوبکر صاحب بھول گئے۔

اس فرار کی حالت ملاحظہ ہو اوسی تاریخ خمیس میں ہے وفی روایۃ لم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ھاشم علیؑ والعباس و ابوسفیان بن حارث و واحد من غیرھم و ھو عبد اللہ بن مسعود فعلیؑ والعباس یحفظانہ من قبل وجھہ و ابوسفیان بن الحارث اخذ بعنان بغلتہ وعبد اللہ بن مسعود یحفظہ من جانبہ الایسر وکان کل من یقبل الیہ یقتل البتۃ ص۱۱۳ جلد ۲

یعنی حضرت کیساتھ صرف چار آدمی رہ گئے تھے تین بنی ہاشم سے حضرت علیؑ۔ عباسؓ۔ ابوسفیانؓ بن حارث اور ایک غیر بنی ہاشم سے عبداللہ بن مسعود حضرت علیؑ و عباس تو حضرت کے آگے آگے رہتے تھے۔ اور ابوسفیان بن حارث حضرت کے بغلہ کی لگام تھامے تھے۔ اور عبداللہ بن مسعود جانب چپ سے محافظت کرتے مگر جو شخص حضرت کے پاس آتا وہ قتل ہو جاتا۔

یہ اثر تھا اوس کلمہ منحوس کا کہ بارہ ہزار سے صرف چار آدمی رہ گئے جنمیں حضرت علی تو ابن عم و داماد ہیں۔ عباس عم رسول اللہ۔ ابوسفیان بن حارث بھی ابن عم رسول ہیں۔ عام مسلمانوں یا صحابہ میں صرف عبداللہ بن مسعود ہیں جنکو رسول اللہ نے تعلیم قرآن کیلئے سعید

گیا۔ اور عثمان نے اس جرم پر کہ وہ قرآن اپنا جلانیکو نہیں دیتے اسقدر مارا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

ناظرین کو اب تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اڈیٹر صاحب حدیث و تاریخ سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اسوجہ سے کہ یہ سب اسرار تو حدیث و تاریخ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

زاد المعاد ابن القیم میں ہے فلحقت عمر بن الخطاب فقال ما للناس فقلت امر اللہ ثم ان الناس رجعوا وجلس رسول اللہ ص ۵۵۴ جلد اول

یعنی ابو قتادہ کہتے ہیں ہم عمر سے جا کر ملے (جس سے معلوم ہوا وہ بہت دور تھے) تو پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہا حکم خدا یونہی تھا (کیا اچھا مسئلہ تقدیر ہے) اس کے بعد لوگ پھر آئے۔ اور رسول اللہ نے نشست فرمائی۔

یہی وہ جنگ حنین ہے جسمیں اڈیٹر صاحب کے پیشوائے خاص معویہ کا باپ ابوسفیان کہتا ہے۔

فقال ابوسفیان لا تنتهی هزیمتهم دون البحر وان الازلام لمعه فی کنانته وصرخ حبلة بن الجنید وقال ابن هشام صوابه کلده الا بطل السحر الیوم زاد المعاد ص ۴۶۲ جلد اول

یعنی ابوسفیان نے کہا یہ لوگ سمندر کے ادہر تو نہیں ٹھہرتے۔ اور ابوسفیان کا بت اوسکے ترکش میں تھا اور حبلہ بن جنید یا کلدہ نے آواز دی کہ آج کے روز سحر انکا باطل ہوا۔

افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے ورنہ پورے حالات اس واقعہ کے لکھے جاتے جس سے کفر و نفاق خلفائے ثلثہ کا اور بھی بدیہی ہو جاتا۔

اڈیٹر صاحب اگر صاحب علم ہوتے تو معلوم ہوتا کہ جس آیہ کی نسبت وہ یہاں بحث کر رہے ہیں وہ پہلا آیہ ہے سورہ برات کا جو نازل ہوا تھا۔ اور اب وہ چوبیسواں آیہ قرار پایا ہے سورہ برات کا جیسا کہ درمنثور علامہ سیوطی میں ہے اخرج الفریابی عن مجاهد رض فی قوله لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة قال هی اول انزل اللہ من سورة براءة واخرج ابن ابی شیبه وسلید و ابن حرب وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاهد رض قال اول ما نزل من براءة لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرة یعرفهم نصره ویوطنهم بغزوة تبوک ص ۲۱۲ جلد ۳

یعنی سورہ برات کا سب سے پہلے آیہ جو نازل ہوا تو آیہ لقد نصرکم اللہ تھا۔ تو کیا اس سے ظاہر

روایت اہلسنت تحریف نہیں ثابت ہوئی۔

بہرحال مولف رسالہ کہتے ہیں جناب مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا الخ"
اس تقریر سے انکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ یہ کیسے مسلمان ہیں اور کس درجہ ہمدرد اسلام کہ ایک غیر مسلم شخص کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں کہ شیعہ قرآن کو نہیں مانتے جس سے سب سے پہلے خیال اوسکے ضمیر یہ ہوگا کہ قرآن بھی مثل خلافت و روایات اہل اسلام مختلف فیہ ہے کہ نصف اہل اسلام اوسکو نہیں مانتے

افسوس کہ مسٹر اکبر مسیح نے اپنا رسالہ تاویل القرآن اڈیٹر کو بھیجا جسکی رسید بھی چھاپی اور آجتک اوسکا جواب نہیں لکھے اخبار آریہ مسافر آگرہ میں قرآن جدید۔ البرہان تنقید القرآن روزمرہ شایع ہو رہا ہے۔ مگر اوسکے جواب کی انکو نہ فکر ہوئی کہ کبھی لکھتے۔ اور سپر طرہ یہ ہے کہ نصف اہل اسلام کو آپ قرآن سے منحرف یا مخالف ثابت کر رہے ہیں اس سے بڑھکر کیا خیر خواہی اسلام ہوسکتی ہے۔

ہاں اڈیٹر صاحب آپ فرماتے ہیں "اصل اختلاف دو باتوں میں ہے" جس سے معلوم ہوا کہ شیعہ و سنی کا اصلی اختلاف یہی ہے حالانکہ آپ اپنے اخبار کے مناظرہ حصہ اول ۱۲ جلد ۵ مورخہ ۱۴ رمضان میں لکھ آئے ہیں "اے میرے عزیز بھائیو ہمارے تمہارے درمیان میں جسقدر اختلافات ہیں ان سب کا اصل اصول یہی ہے کہ تم صحابہ کو نہیں مانتے ہم مانتے ہیں اسکے سوا اور کچھ بھی نہیں"

کیوں اڈیٹر صاحب! یہ آپ ہی کی تحریر ہے یا کسی دوسرے کی۔ وہاں تو اصل الاصول اسکو بنایا تھا کہ تم صحابہ کو نہیں مانتے اور ہم مانتے ہیں یہ یہاں اسکی دو اصل کیوں قرار پائی۔ اب کہیے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کا موقع ہے یا نہیں۔

پھر اوسی صفحہ میں آپ فرماتے ہیں "اے میرے عزیز بھائیو محبت اہلبیت میں ہمارا تمہارا کچھ بھی اختلاف نہیں ہے"

پھر اوسکے خلاف یہاں کیوں ارشاد ہوا "دوسرا اختلاف مابین سنی و شیعہ یہ ہے کہ اہلسنت حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکساں سمجھتے ہیں حضرات شیعہ علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکساں نہیں سمجھتے"

کیوں صاحب آخر آپکا کونسا قول سچ ہے "محبت اہلبیت میں ہمارا تمہارا کچھ بھی اختلاف نہیں" یا یہ کہ سنی حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکساں سمجھتے ہیں اور شیعہ یکساں نہیں سمجھتے ...

لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیں یا نہ پڑھیں۔

ہاں صاحب یہاں تو آپ کہتے ہیں شیعہ قرآن کو نہیں مانتے پھر اخبار مورخہ ۱۲ شوال میں یہ کیوں لکھا اصول فقہ میں فریقین کے یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ اصول شریعت یہی چار ہیں۔ قرآن مجید قول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اجماع مجتہدین۔ قیاس مجتہدین۔

کیوں صاحب وہاں تو فریقین کے اتفاق کا آپنے دعویٰ کیا تھا کہ شیعہ وسنی دونوں قرآن کو مانتے ہیں۔ اور یہاں کیوں اسکے خلاف فرماتے ہیں کہ شیعہ قرآن نہیں مانتے۔ آخر آپکا کونسا بیان سچ ہے اور کون غلط جسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کیجائے۔

اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں اہل سنت قرآن مجید کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہ یہی ہے۔ انکے بعد قرآن میں نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر تبدل نہ ترتیب کی الٹ پلٹ ہوا

الجواب جن لوگوں نے الشمس کی ضخیم چار جلدیں دیکھی ہیں انکو بخوبی معلوم ہے کہ اڈیٹر صاحب جو کچھ فرماتے ہیں نہ صرف غلط ہے بلکہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ اصول اہلسنت پر نہ نزول قرآن ممکن ہے کیونکہ وہ کلام نفسی کے قائل ہیں۔ نہ الفاظ قرآن کو کلام خدا کہتے ہیں۔ بلکہ وہ کلام جبرئیل ہے یا کلام رسول اللہ کیونکہ بتصریح شاہ ولی اللہ حضرت پر تو صرف معانی قرآن کا القا ہوتا تھا اور حضرت اپنے الفاظ سے ادا کرتے۔ کمی وبیشی قرآن کا یہ حال ہے کہ ایک قرآن حضرت پورا ہوا ہے کہ شرح اصول بزدوی) اور اس قرآن میں اسقدر کمی ہوئی کہ خود حضرت عمر و ابن عمر فرماتے ہیں کوئی اسکو پورا قرآن نہ کہے۔ تغیر و تبدل ایسا ہوا کہ کچھ اوپر اسی سورے جو پہلے نازل ہوئے پیچھے کردی گئی اور جو سب آخر میں سورہ توبہ نازل ہوا وہ دسویں پارہ میں ملا دیا گیا۔

چونکہ یہ مباحث الشمس میں پوری طور سے طے ہو چکے ہیں لہذا اعادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر بات خود مخاطب کے کلام سے ثابت ہو چکی ہے یہانتک کہ انکے امام محی الدین عربی تو فرماتے ہیں کہ تحقیق کمان کیا ہے بعض اہل کشف نے کہ مصحف عثمان سے بہت کچھ ساقط ہو گیا وہ جو منسوخ تھا۔ اور کہا کہ اگر رسول اللہ خود ہی متولی ہوتے جمع قرآن کے تو ہم لوگ ضرور توقف کرتے اور کہتے یہی ہے وہ جسکی تلاوت کرینگے ہم روز قیامت اور کہا اگر نہ ہوتا یہ کہ سبقت کریگا واسطے قلوب ضعیفہ کے (یعنی ان کو

حصہ ششم ۔۔۔ جلد ۲ صفحہ ۵۵

شبہہ پیدا ہوگا) اور وضع حکمت نا اہلون مین لازم آئیگا تو ہر آئینہ ہم ضرور بیان کر دیتے تمیع اون آیات کو جو مصحف عثمان سے ساقط ہوئی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴۳ اکبریت احمر بر حاشیہ لوامع وجواہر۔ اور والشمس نمبر ۵ و ۶ صفحہ ۲۰ جلد ۲

جس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف تحریف ہی ہوئی بلکہ انکو معلوم ہے کہان کہان پر تحریف ہوئی اگر عوام کا خیال نہ ہوتا تو کل اون آیات کو بیان کر دیتے جو مصحف عثمان سے ساقط ہوئی ہیں

کیا غضب خدا ہے کہ جن لوگون نے اسطرح کی خرابیان قرآن مین ڈالین۔ ہزارون نسخے قرآن کے جلا ڈالے خون سے پیشاب سے لکھنا قرآن کا جائز جانتے ہین۔ قرآن کو نہ صرف حدیثون سے صحیح بخاری وغیرہ کے منسوخ جانتے ہین بلکہ اجماع سے بلکہ قیاس سے بھی منسوخ مانتے ہین بلکہ نماز مین ہر طرح کی تحریف قرآن مین کر سکین بلکہ بجائے قرآن توراۃ و انجیل پڑھین اسپر تو وہ قرآن کے ماننے والے سمجھے جائین۔ اور جو لوگ قرآن کی اسدرجہ تعظیم کرین کہ کسی حدیث کو بمخالفت قرآن نہ مانین وہ قرآن کے مخالف قرار دئے جائین خود تو علماء شیعہ کا یہ قول نقل کرین ملاحظہ ہو اخبار النجم مورخہ محرم سنہ ۱۳۲۲ء

"ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ نے اپنی کتاب اعتقادات مین فرمایا ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو قرآن اللہ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا تھا وہ یہی جو دفتیون کے درمیان مین ہے اور لوگون کے پاس ہے وہ اس سے زیادہ نہ تھا شیخ صدوق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص ہماری طرف اس بات کی نسبت کرے کہ ہم قرآن کو اس سے زیادہ کہتے ہین وہ جھوٹا ہے"

پھر نہ معلوم یہ اتہام شیعون پر کہان سے تراشا۔ کیا وہ پہلا قول اڈیٹر صاحب کا غلط ہے؟ یا شیخ صدوق علیہ الرحمہ پر افترا کیا تھا؟ یا کسی نے علماء شیعہ سے اس قول کو رد کیا ہے جو کہا جائے کہ شیعہ اوس قول کو نہین مانتے۔ پھر ایک مخالف اسلام کے سامنے کیونکر ایسا صریح افترا کیا کہ شیعہ قرآن کو نہین مانتے۔

ہان اڈیٹر صاحب اپنے دعوی کی دلیل یہ دیتے ہین "مین اپنے اس دعوی کی بابت مختصر اور قطعی دلیل یہ پیش کرتا ہون کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفائے ثلثہ کا ہے اور اس امت کو انہین کے ہاتھون سے ملا ہے"

ہم کہتے ہین یہی تو اسکی دلیل ہے کہ قرآن کے ماننے والے صرف شیعہ ہین کیونکہ انکی اصلی غرض جو نکہ

قرآن سے تھی ہذا صحیح طرح سے ملا انہون نے لیا بخلاف اہلسنت جنہون نے اوسی قرآن کو لیا جو
انکے خلفاء کے ہاتھ سے ملا ورنہ اگر یہ لوگ اصل قرآن کے خواہان اور طالب ہوتے تو جو قرآن جناب
امیر لائے تھے اوسکو قبول کرتے جس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت کو اصل قرآن سے نہیں مطلب ہے
بلکہ خلفاء ثلثہ سے مطلب ہے کہ اونکا جمع کیا ہوا قرآن لیا گیا اور جناب امیر و عبداللہ بن مسعود و ابی
بن کعب کا جمع کیا ہوا نہ لیا گیا۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ یہ قرآن ابوبکر عمر کا جمع کیا ہوا ہے کیونکہ شیخین تو ابتدا سے کتابت قرآن ہی کو
ناجائز کہتے تھے۔ دیگر مسلمانون کے اصرار سے مجبور ہوے تو ایک قرآن لکھوایا بھی تو اوسکو چھپائے ہے
کسی پر ظاہر نہ کیا یہانتک کہ جب عمر مرنے لگے تو اپنی بیٹی حفصہ کو دے گئے جب حفصہ نے انتقال کیا تو
مروان نے بزور حکومت وہ قرآن حفصہ لیکر جلوا ڈالا۔

یہ قرآن جو اسوقت موجود ہے صرف حضرت حذیفہ بن یمان کی کوششون کا نتیجہ ہے جسکے لئے اونہون نے
عثمان پر زور دیا اور اونکے کہنے سننے سے عثمان نے بنی امیہ کے چند لڑکون سے لکھوایا جیسا کہ تصحیح
تمام الشمس مین مرقوم ہے۔

ازالۃ الخفا مین ہے قال ابو محصن یعنی نعیص قالوا انقموا علیک انک جعلت الحروف
حرفا واحدا قال جاء نی حذیفہ قال م. الکنت صانعا اذا قیل قراءۃ فلان وقراءۃ فلان
وقراءۃ فلان کما اختلف اھل الکتاب فان یک صوابا فمن اللہ وان یک خطاء
فمن حذیفہ صفحہ ۲۴۲ مقصد دوم

یعنی صحابہ نے عثمان سے کہا ہمکو تمہاری یہ حرکت بری معلوم ہوئی کہ قرآن کے بہت سے حرفونکو ایک
حرف کردیا۔ عثمان نے کہا میرے آگے حذیفہ نے کہا تم کیا کروگے جو کہا جائے کہ فلان کی قرات فلان کی
قرات جیسا کہ اہل کتاب مین اختلاف ہوا پس اگر یہ کام اچھا ہوا تو خدا کی طرف سے اور اگر برا
ہوا تو حذیفہ سے۔ پھر کس منہ سے آپ کہتے ہین کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا خلفائے ثلثہ کا ہے۔ حالانکہ خلفائے
ثلثہ نے نہ ایک حرف لکھا نہ ایک دفعہ اوس مجمع مین شریک ہوے عثمان تو اس کارروائی کو بلغو
کی طرف منسوب کرین۔ اور آپ اونکے خلاف خلفائے ثلثہ کی طرف منسوب کرتے ہین۔
الغرض اگر خلفائے ثلثہ کا جمع کیا ہوا بھی مانا جائے تو پھر اس سے کیا۔ خانہ کعبہ تو کفار مکہ کا بنایا ہوا ہے

جسکی طرف سب مسلمان سجدہ کرتے ہین اور اوسکا حج کرتے ہین تو کیا اس سے یہ کہا جائیگا کہ مسلمان خانۂ کعبہ کو نہین مانتے کیونکہ وہ کفار کا بنایا ہوا ہے اور بعد کفار بھی بنایا تو حجاج نے کہ منجملہ منافقین کے تھا۔ یہ بات کسی کو بھی شک نہین ہے۔

بقول اہلسنت باپ مان رسول اللہ کے کافر تھے تو کیا اس سے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان رسول اللہ کو نہین مانتے کیونکہ معاذ اللہ اونکے والدین کافر تھے۔

ارے صاحب کچھ عقل وفہم سے کام لیجئے۔ کیا قرآن کو عمر ابوبکر نے تصنیف کیا تھا۔ یہ تو خدا کا کلام تھا رسول اللہ کا معجزہ تھا اسکا جامع کافر ہو یا منافق اس سے کلام خدا مین کیا نقص آتا ہے۔ کیا گلاب سنگہ نولکشور کے قرآن کو چھاپنے سے قرآن کی عظمت مین فرق آسکتا ہے یا کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان قرآن کو نہین مانتے چونکہ کافرونکا چھاپا ہوا ہے۔

خودی۔ یا طلاے خالص۔ ہمکو کسی چمار کے ہاتھ سے ملے یا کسی مردار سور کے پیٹ سے نکلے تو وہ موتی اور وہ طلا موتی ہے اور طلا کہلائیگا۔ اسی کی طرف تو خدا اشارہ کرتا ہے یخرج الحی من المیت۔ تا بآخر

دوسری دلیل یہ دیتے ہین "دوسری بات یہ ہے کہ حضرات شیعہ خلفاے ثلثہ کو منافق اور بے دین مین بیشک یہ فرمانا آپکا صحیح ہے فی الحقیقت وہ لوگ ایسے ہی تھے بلکہ اس سے بھی بدتر مگر اسکا اثر قرآن پر کیا پڑسکتا ہے جو خدا کا کلام ہے۔ ہان اگر کلام ابوبکر عمر ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے۔ یہ تو خدا کا کلام ہے خواہ کافر سے ملے خواہ منافق سے۔ کلام خدا تو نہین بدل سکتا کیونکہ خدا نے اسکی توصیف مین فرمایا ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ کہ کوئی اسکا مثل نہین بنا سکتا۔ پھر منافق یا کافر سے اگر ملے تو کیا حرج ہے۔

کیا اگر کسی مزبلہ (گھورہ) پر قرآن ملے تو آپ اوسکی عظمت نہ سمجھینگے کیا اوسکو نہ مانیئے گا۔ جن لوگون کو آپ ذریعہ قرآن ملنے کا بتا رہے ہین کیا وہ مزبلہ سے بھی بدتر تھے۔

اڈیٹر صاحب اپنے خلفا کی کارروائیونکو ملاحظہ فرمائے کہ اونہون نے قرآن کو کیا سمجھا تھا مثل حدیث رسول کہ دو گواہ لیکر لکھ لیتے۔ حالانکہ خدا اوسکی توصیف مین فرماتا ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔

اوس قرآن کو آپکے خلفا نے اسطرح جمع کیا کہ دو دو گواہ لیکر۔ حالانکہ قرآن کی تعریف مین مفتی علامہ سید احمد دحلان کہتے ہین قال فی المواھب نقلا عن بعضھم ان ھذا القرآن لو وجد

مکتوباً فی فلاۃ من الارض ولو یعلوا من وضعہ لشھدت العقول السلیمۃ انہ منزل من عند اللہ تعالیٰ وان البشر وغیرہ لاقدرۃ لھم علی تالیف ذلک صلا۱۰۱

سیرہ نبویہ برحاشیہ سیرہ حلبیہ جلد ۳

کہ مواہب لدنیہ میں ہے کہ یہ قرآن اگر لکھا ہوا کسی میدان میں بھی ملے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کسنے یہاں رکھا ہے تو عقل سلیم حکم لگائیگی کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور انسان کو کسی طرح اسکی قدرت نہیں ہے کہ ایسا بنا سکے۔ تو جس قرآن کی یہ حالت ہو اور پیرو دو دو گواہ لیکر لکھوانا خود بتا رہا ہے اون صحابہ کو کسقدر واقفیت تھی۔

واہ صاحب واہ عبارکی خوب تھی کیا ابوبکر عثمان کہین لندن مین بیٹھے ہوئے تھے جو وہان سے قرآن بنا کر بھیجتے کہ اعتبار و بے اعتباری کی بحث ہوتی۔ قرآن مرتب جناب امیر کے پاس موجود تھا جو اوسیطرح تھا جسطرح نازل ہوا۔ اسلئے آپکے خلفاء وصحابہ نے نہ لیا کہ اوسمین وہ سترنام بھی تھا جو بقول آپکے نکال دیا گیا۔ پھر ابن مسعود کے پاس ابی بن کعب کے پاس تھا نہ لیا گیا۔ بلکہ صحابہ سے پوچھ پوچھ کر لکھا جاتا جو پچیس برس مین جاکر لکھا گیا پھر اوسمین بے اعتباری کس بات کی تھی۔ کیونکہ یہ تو معلوم تھا غیر قرآن داخل ہو نہین سکتا محال ہے اب جو کچھ ہے وہ قرآن ہے خواہ یہان کا سورہ وہان ہو یا یہان کا آیہ وہان ہو جس سے سب واقف تھے اور بتاتے رہے جو آجتک کتب احادیث و تفاسیر مین موجود ہے۔ پھر بے اعتباری کی کیا وجہ۔

پھر لکھتے ہین دوسری دلیل میری اس دعوی کی یہ ہے۔ تا بہ آخر

اگر یہی دلیل ہے قرآن کے نہ ماننے کی تو پھر اہلسنت مین ایک متنفس بھی قرآن کا ماننے والا نہین رہتا کیونکہ صحاح ستہ مین اور تمامی کتب احادیث و تفاسیر مین موجود ہے حضرت ایک قرآن پورا بھول گئے۔ سورہ حفد سورہ خلع قرآن سے نکل گیا سورہ احزاب پہلے سورہ بقر کے برابر تھا اب ۷۰ یا ۷۳ آیتین رہ گئی ہین جنکا ایک مرتبہ نہین صدہا مرتبہ اثبات کیا گیا جسمین چار جلدین الشمس کی شایع ہو چکین اور جلد ۵ بھی قریب طیاری ہے ان سب روایتون کی صحت خود بخاری ومسلم وغیرہ کے ذریعہ دکھائی گئین اور علماء اہلسنت کا اقرار کہ آج بھی ہم چاہین تو اون آیات کو بتا دین کہ مصحف عثمانی مین کہان کہان سے نکل گئین۔

اڈیٹر صاحب جو دعوی بیان کر رہے ہین اوسکا ثبوت تفضیلی بمقابلہ الشمس کیون نہین دیتے جسمین آپکے ہر ہر قول کی تکذیب کی گئی ہے اور ہر دفعہ اوسکے جواب مین یہی ارشاد ہوتا ہے کہ الشمس قابل التفات نہین ہے جس سے انکو رکھتے ہین کی تصدیق ہوتی ہے۔

اگر ائمہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہوتے تو پھر اسکا کیون حکم دیتے کہ جو حدیث ہماری مخالف قرآن ہو اوسکو نہ مانو جسکو چند مرتبہ آپ نقل بھی کر چکے۔

ہم یہان کن کن بزرگونکا نام لین کہ اہلسنت کے صحابہ سے اس قرآن کو محرف مانتے ہین۔ عمر۔ ابن عمر۔ عثمان۔ ابن عباس۔ ابی بن کعب۔ ابن مسعود۔ ابو الدرداء۔ ابو ہریرہ۔ عائشہ۔ حفصہ۔ ام سلمہ سبکے اقوال تو الشمس مین مع صفحہ کتاب مندرج ہین۔

روایتین بھی صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ صحیح ترمذی۔ سنن ابو داود۔ ابن ماجہ۔ موطا۔ تفسیر کبیر۔ در منثور۔ تفسیر طبری۔ کی لکھی ہین مگر من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور سے مجبوری ہے

پھر اڈیٹر صاحب فرماتے ہین دوسرا اختلاف فیما بین سنی و شیعہ یہ ہے۔

اسکا تصفیہ بہت آسان ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت فرمائے کہ حق خود واضح ہو گا اگر اہلسنت جناب امیرؑ کو حقیقت مین سچا مانتے ہین تو اس قول پر کیون نہین ایمان لاتے جو خود کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے صـ۱۱ مطبوعہ مصر۔

ثم ان علیا کرم اللہ وجہہ اتی بہ ابی بکر و ہو یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ فقیل لہ بایع ابا بکر فقال انا احق بہذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ہذا الامر من الانصار واحتججتم علیہم بالقرابۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتاخذونہ منا اہل البیت غصباً الستم زعمتم للانصار انکم اولی بہذا الامر منہم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی

یعنی حضرت علی کو ابو بکر کے پاس لائے۔ حالانکہ حضرت کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا و برادر رسول ہین کہا گیا کہ بیعت کرو ابو بکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہین تمسے اس امر کے لئے۔ ہم نہ بیعت کرینگے تمکو ہماری بیعت کرنی چاہیئے تمنے اس امر کو انصار سے اسی دلیل سے لیا ہے کہ تم قرابت مند رسول ہو۔ تو ہم اہلبیت سے کیون از راہ غصب لیتے ہو۔ کیا تمنے انصار سے یہ نہین کہا تھا کہ چونکہ محمد ہلوگون سے ہین لہذا ہم تمسے زیادہ مستحق

الانصار نحن اولی برسول اللہ حیاً ومیتاً فانصفونا
ان کنتم تؤمنون والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون
فقال لہ عمر: انک لست متروکا حتی تبایع
فقال لہ علی احلب حلباً لک شطرہ وشد لہ الیوم
یردده علیک غدا ثم قال واللہ یا عمر لا اقبل
قولک ولا ابایعہ فقال لہ ابوبکر فان لم تبایع
فلا اکرھک فقال ابوعبیدۃ بن الجراح لعلی
کرم اللہ وجہہ یا ابن عم انک حدیث السن
وھولاء مشیخۃ قومک لیس لک مثل
تجربتھم ومعرفتھم بالامور ولا اری ابابکر
اقوی علی ھذا الامر منک واشد احتمالا
واستطلاعا فسلم لابی بکر ھذا الامر فانک
ان تعش ویطل بک بقاء فانت لھذا الامر
خلیق وحقیق فی فضلک ودینک وعلمک
وفھمک وسابقتک ونسبک وصھرک فقال
علی کرم اللہ وجہہ اللہ اللہ یا معشر المھاجرین
لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من دارہ و
قعر بیتہ الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون
اھلہ عن مقامہ فی الناس وحقہ فواللہ یا
معشر المھاجرین لنحن احق الناس بہ لانا اھل
البیت ونحن احق بھذا الامر منکم ما کان
فینا القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین اللہ
العالم بسنن رسول اللہ المتطلع لامر الرعیۃ

ہین جسپر انصار نے قبول کرلیا اور خلافت کو
تمھارے حوالہ کردیا جب وہی دلیل ہم پیش
کرتے ہین کہ ہم زیادہ اولی ہین رسول اللہ کے
ساتھ حالت حیات مین بھی بعد موت بھی۔ تو
انصاف کرو اگر ہو تم ایمان والے نہین تو
جو چاہو ظلم کرو اوسکا مزہ چکھوگے۔ اسپر عمر نے
کہا تم چھوٹے نہین جاسکتے جبتک بیعت نہ کروگے
حضرت علی نے کہا دودہ لے کہ تجھکو بھی حصہ ملیگا۔
آج اوسکے لئے مضبوط کر کل تو بھر تجھے لوٹا ہی
دیگا ہرگز ہم تیرا قول نہ مانینگے نہ بیعت کرینگے۔
ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم بھی مجبور
نہین کرتے۔ ابو عبیدہ نے کہا اے پسر عم تم ابھی
کمسن ہو اور یہ تمھاری قوم کے بوڑھے ہین
تمکو ابھی وہ تجربہ نہین ہے جو انکو ہے ابوبکر کو ہم اس
بارہ مین تمسے زیادہ قوی جانتے ہین اور قوت
تحمل واستطلاع اونکو زیادہ ہے۔ تم قبول کرلو
اونکی خلافت کو کہ اگر زندہ رہوگے تو تم بیشک
اس امر کی لائق اور قابل ہو بسبب اپنے فضل
ودین۔ وفہم سابقہ۔ وقرابت ودامادی رسول
کے

حضرت علی نے کہا اللہ اللہ اے گروہ مہاجرین
محمد کی سلطنت کو عرب مین۔ اونکی خاندان سے
نکال کر اپنے گھرون مین نہ لیجاؤ اور اہلبیت

الفقيه في دين الله العالم بسنن رسول الله
المتطلع لامور الرعية المدافع عنهم الامور السيئة
القاسم بينهم بالسوية والله انه لفينا فلا تتبعوا
الهوى فتضلوا عن سبيل الله فتزدادوا من
الحق بعدا وقال بشير بن سعد الانصاري
لو كان هذا الكلام سمعته الانصار منك يا
علي قبل بيعتها لابي بكر ما اختلفت عليك

محمدؐ کو اونکے حق اور مقام سے نہ نکالو۔ قسم خدا
کی اے مہاجرین ہم سے زیادہ مستحق ہین اس
امر خلافت کے ساتھ بیشک کوئی بھی قرآن کا
پڑھنے والا ہم مین رہا اور فقیہ دین خدا کا اور
عالم سنت رسول اللہ کا جو مطلع ہو امر رعیت
پر اور امور سیئہ کو اونسے دفع کر سکے اور قسمت
بالسویہ کرے قسم خدا کی یہ باتین صرف ہم ہی مین ہے

اپنی خواہشون کی پیروی نہ کرو کہ گمراہ ہو جاؤگے راہ حق سے اور دور ہوتے جاؤگے حق سے۔
بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اگر یہ کلام تمہارا انصار سنے ہوتے قبل بیعت ابوبکر تو ایک شخص بھی تم سے اختلاف نہ کرتا۔"

اڈیٹر صاحب اگر آپ اس دعوی مین سچے ہین "کہ اہلسنت حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سچے تھے ایک جان کیا اگر انکی کرورون جانین جاتی رہتین تو وہ جھوٹھ بولنے والے نہ تھے" تو پھر کیون نہین حضرت علی کے اس قول پر ایمان لاتے جسکے بعد سارا قصہ طے ہے۔

مگر آپ کیا کیجئے خدا تو آپ لوگون کی توصیف مین فرما چکا ہے اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكاذبون۔
یعنی منافق لوگ تمہارے سامنے آکر کہتے ہین کہ تم خدا کے رسول ہو اور خدا جانتا ہے کہ تم اوسکے رسول ہو۔ اور خدا گواہی دیتا ہے کہ منافقین کاذب ہین۔

دیکھئے اپنے پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے منافقانہ اقرار کا نمونہ دکھایا یا نہین کہ اقرار تو کیا حضرت کے اسطرح کے صدق و راستی کا کہ ایک جان کیا اگر انکی کرورون جانین جاتی رہتین تو بھی جھوٹ بولنے والے نہ تھے" اور عمل اوسکے بالکل خلاف ہے کہ نہ حضرت کو مستحق خلافت جانتے ہین نہ ابوبکر و عمر کو ظالم غاصب کافر حالانکہ حضرت کس طرح اونکا بلکہ اکثر مہاجرین کا کفر صریح ثابت کر رہے ہین۔

شیعون کی نسبت جتنا آپنے دعوی کیا ہے اسکے جواب مین لعنة الله على الكاذبين کافی ہے

کیوں صاحب ظاہر و باطن یکسان نہ ماننے کی یہی دلیل ہو حضرت علی مرتضی خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین انسے صلح کے ساتھ رہے اور ان سے لڑے بھڑے نہین" تو پھر معاذ اللہ رسول اللہ کا بھی ظاہر و باطن یکسان نہ رہا۔ کیونکہ ۵۲ برس تک حضرت کفار مکہ کے ساتھ صلح سے رہے لڑے بھڑے نہین۔

اڈیٹر صاحب کے نزدیک مخالفت کی صورت صرف یہی ہو کہ تلوار پکڑ کر میدان مین ڈٹ جاؤ اور نہ زبان سے اگر اپنی حقیت دکھاؤ اور دوسرے کا ابطال تو وہ مخالفت نہین ہو۔ تو کاش اسی پر ایمان لاکر کفر عائشہ طلحہ زبیر معویہ کا فتویٰ دیجیے

اڈیٹر صاحب لکھتے ہین بلکہ انکی تعریف کرتے رہے جیسا کہ شیعونکی اعلی ترین کتابو نمین بلا اختلاف مذکور ہو" جسکے جواب مین پھر لعنت اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہین کیونکہ جب خود کتب معتبرہ اہلسنت مین حضرت کا یہ کلام موجود ہو تو بھلا شیعونکی کتاب مین کہان ممکن ہو کہ حضرت انکی تعریف کر سکیں آپکی سمجھ کا جب یہ حال ہو تو آپ حضرت کے لعنت کرنیکو بھی تعریف ہی سمجھتے ہونگے جیسا کہ رسول اللہ کی لعنت کو آپ تعریف سمجھتے ہین۔

پھر لکھتے ہین حضرات شیعہ اسکے جواب مین یہی فرماتے ہین کہ یہ تعریف حضرت علی مرتضی نے اپنے دلکے خلاف بطور خوشامد کردی" اسکے جواب مین بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہو۔ اگر صحیح النسب ہوگے تو اسکا ثبوت دوگے کہ کسنے یہ لکھا ہو کہ حضرت علی نے بطور خوشامد تعریف کردی۔ کیونکہ خود کتب اہلسنت سے جہانتک دیکھا جاتا ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ جناب انکے ہر فعل پر ہر بات پر نفرین ہی کرتے تھے۔ ہان بخیال خیر خواہی اسلام حضرت نے تلوار سے نہین فیصلہ کیا جسطرح رسول اللہ نے بھی تا قیام مکہ اسطرح کا فیصلہ نہین کیا۔

پہلی تاریخ ۲۶ جون کی کارروائی ختم ہوئی جسمین اڈیٹر صاحب نے پنڈت جگت پرشاد صاحب کو دھوکھا دینا چاہا اور بقول خود شاید کامیاب بھی ہوئے۔

۲۹ جون کی کارروائی آیندہ نمبر مین درج ہوگی۔

نوٹ۔ اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ کسطرح کی حق پوشی کی جاتی ہو اور جو بات مثل آفتاب تابان نمایان ہو اوسکا انکار کیا جاتا ہو پھر اوس تقریری مناظرہ سے کیا حاصل جب اوسکی اسطرح فریب آمیز کارروائی ملک مین شایع کی جائے جسمین صدہا رِیم کاغذ بیکار ضایع ہو۔

اڈیٹر صاحب کو مناسب ہے کہ اس آیہ کو ہمیشہ لحوظ رکھین یسئلونک عن الفواد تمھارے دل سے سوال ہوگا لہذا کبھی وہ بات نہ کہنی چاہیے جسکو دل جانتا ہو کہ یہ جھوٹ ہو۔

کھلی چٹھی بنام خریداران ترجمہ قرآن

از جناب مولوی سید مقبول احمد صاحب دہلوی

بندہ نواز سلام علیکم۔ پارہ چہارم تک شایع ہو چکا ہے۔ ہمکو اس امر کے اظہار کی خوشی ہے کہ یہ پارہ آپکے اپنے پریس یعنی مقبول پریس دہلی مین طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہو رہا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند عالم بقیہ پارون کو بھی اسیطرح مکمل کرا دے بحق محمدؐ و آل محمدؐ۔

شکریہ

ہم اُن حضرات کے تہ دل سے مشکور ہین جنہون نے ہماری آواز پر لبیک کہی اور پیشگی ہدیہ ارسال فرما دیا۔ اور اس سے زیادہ اُن بزرگوارونکے ممنون ہین جنہون نے خریداران کے اضافہ مین سعی فرمائی۔ خداوند عالم انکی سعی کو مشکور گردانے

ہمکو امید ہے

کہ وہ حضرات بھی جنہون نے ابتک کسیوجہ سے اس کار خیر مین ہمارا ہاتھ اسطرح نہین بٹایا ہے وہ بھی نئے خریدار دینے مین مدد و کوشش کرینگے اور نہ صرف ہمکو ممنون احسان بنائینگے۔ بلکہ اپنے قومی کام کی جڑ مضبوط کر دینگے

بجا شکایت

اکثر حضرات جو فی الحقیقت اس ترجمہ قرآن سے پوری دلچسپی رکھتے ہین انکا بار بار ہمکو تاخیر اشاعت کی طرف توجہ دلانا بالکل بجا ہے لیکن ہم بقسم یقین دلاتے ہین کہ کوئی دن مشکل سے ایسا گذرتا ہوگا جس روز اس مسئلہ پر قلبی و دلی بیچینی سے غور و خوض نہ کیا جاتا ہو۔ کیونکہ جسقدر آپ حضرات کو اس سے دلچسپی ہے شاید اس سے زیادہ ہی ہمکو اس ترجمہ سے ہے۔ اور ہماری کوشش ہمہ وقت یہی رہتی ہے کہ وہ تدابیر عمل مین لائی جائین جن سے ایکماہ مین ایک پارہ ضرور بالضرور شایع ہونے لگے۔

ایک پارے کی تیاری مین

اتنے مرحلے ہین۔ ملاحظہ ہون

(۱) اصل قرآن مجید کا ترجمہ کرنا (۲) تفسیری نوٹ اور حاشیون کے لکھنے کیلئے احادیث تفسیری کا منتخب کرنا۔ انکا ترجمہ اردو مین کرنا۔ اور پھر اُنہین اختصار کے ساتھ لکھنا (۳) پھر مجتہد صاحب کو سنانا (۴) ترجمہ و تفسیری نوٹون کے اصل مسودہ کو صاف کرنا تاکہ کاتب اسپر سے نقل کرین (۵) تین تین کاتبون سے عربی اور

اردو لکھوانا (۶) کاپیوں کی صحت کرانا (۷) کاتبوں سے غلطیاں بنوانا (۸) کاپیاں پتھر پر جمواکر پروف اتروانا اور انکی صحت کرانا (۹) مصلح سنگ سے پتھر درست کراکے چھپوانا (۱۰) کئی ہزار کی تعداد میں چھاپنا اب جسقدر ہاتھوں سے یہ کام انجام پاتا ہے اُسیقدر زیادہ تاخیر ہوتی ہے اور مرحلے تو جو کچھ ہیں وہ ہیں لیکن دو مرحلے سب سے زیادہ اہم اور دشوار ہیں یعنی نمبر۲ و نمبر۱۰ ان کو جو حضرات الطبع کے کام میں تھوڑی بھی دلچسپی رکھتے ہیں وہ بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں کہ زیادہ تعداد میں طبع کرنا کیسا دشوار اور کسقدر دیر طلب کام ہے۔ تاہم ہماری کوشش ہروقت یہی رہتی ہے کہ جلدی سے جلدی پارہ تیار ہو جاے۔ اور ناظرین تک پہنچ جاے پس جن بزرگواروں کو اس امر کی شکایت ہے وہ براہ کرم ہمکو معذور سمجھینگے۔

پیشگی کا مسئلہ

ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود نہایت صراحت سے صاف صاف لکھدینے کے بھی اکثر حضرات کو غلط فہمی ہوئی جس کے رفع کرنیکی غرض سے حسب ذیل گذارش ہے۔

(۱) قرآن مجید کے تیس پارے تو ہوتے ہیں لیکن ہمارے ہاں تو اسوقت تک صرف چار پارے تیار ہوے ہیں باقی ۲۶ پارے ابھی باقی ہی ہیں یعنی بالکل نہیں چھپے بعض بعض حضرات نے خیال فرمالیا کہ تیسوں پارے تیار ہوگئے جو ہمنے تیس پاروں کی قیمت پیشگی طلب کی نہیں نہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ اصل یہی ہے کہ صرف چار پارے تیار ہیں باقی ۲۶ پارے انشاء اللہ ایک ایک کرکے تیار ہوتے رہینگے۔ لہذا جو حضرات یہ فرمایش کردیا کرتے ہیں کہ بقیہ سب پارے بھیجدیجیے۔ وہ خیال رکھیں کہ ہم آپکی فرمایش کی تعمیل سے معذور ہیں۔ ورنہ ہمکو کچھ اسکی خوشی نہ تھی کہ شائقین کو ترسا ترسا کر ایک ایک پارہ کئی کئی مہینہ میں بھیجتے اور تیار شدہ سب پارے گھر میں رکھ چھوڑتے

(۲) بہت سے حضرات کا خیال ہے کہ پیشگی ہدیہ ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے ہمنے صرف خریداران ترجمہ کے نفع کی خاطر یہ تجویز اختیار کی ہے کہ فضول رقم ڈاکخانہ وغیرہ میں ضایع اور برباد نہو اور فریقین کو فائدہ پہنچے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی صاف لفظوں میں لکھدیا تھا کہ پیشگی ہدیہ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ پس ایسے حضرات حسب معمول ایک ایک پارہ ہی بذریعہ وی۔ پی منگاتے رہیں جسے وہ آسان اور سہل تصور فرماتے ہیں ہمکو تعمیل ارشاد میں کوئی عذر نہوگا۔ والتسلیم

نیازمند۔ منیجر جوہر [illegible] دہلی

الکرار (زیر طبع)

یعنی جناب امیر علیہ السلام کی سوانح عمری

تاریخ اور ضروریات سے زمانہ ناواقف نہیں ہے اور اسیطرح تاریخ کے خاص افراد اور انکے واقعات گویا تاریخ کی جان ہین ہمین اسکا کم افسوس نہین ہے کہ ہماری قوم کے پاس کوئی مرتب تاریخ نہین ہے لیکن ہمارے تاسف نے بہت کچھ خوشی کی صورت اختیار کی جب ہمین اپنی تاریخ کے ایک خاص اور مقتدر فرد کی مرتب سوانح عمری ملگئی - یعنی جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کی سوانح عمری ہے - اس سوانح عمری کا تیار کرنا ایک دن کا کام نہ تھا مصنف سے پوچھیے جس نے سات برس اسمین صرف کیے اور بقول انکے کہ رات کو الکرار کے خیال مین سوتا تھا اور صبح کو الکرار کے خیال سے اوٹھتا تھا مین جانتا ہون کہ میری قوم اسوقت علمی قدردانی مین بہت ممتاز نہین ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ الکرار اسکے دماغ مین ہمیشہ جگہ لینے والی ہے اور بہت کم زمانہ ہے کہ ہر پڑھے لکھے کی زبان پر الکرار کا نام ہوگا - پہچانتے والا جانیگا اور جاننے والا ان بڑے مسائل پر غور کریگا جو یا تو زمانہ گذشتہ کے مورخین کی نگاہ سے بلا توجہ گذر گئے یا جو اور ناقابل فہم وجوہات سے زیر قلم نہین آئے حضرت علی کی جن تاریخی اور فطری بنیادون پر تصویر کھینچی گئی ہے مجھے علم نہین ہے کہ الکرار کے مولف سے زیادہ تیز نظری سے کسی نے مصوری کی ہو - علی کی طبیعت تربیت رسول کی صحبت اور بشر کو ابتدا سے انتہا تک جس ترتیب کیساتھ دکھایا ہے وہ پڑھتے ہوے غور کو زیادہ لطف دیتا جائیگا تاریخ فلسفہ تاریخ اور اخذ نتائج مین کیا کوشش کی گئی ہے اسکا اس مختصر اشتہار مین سمجھانا ہوا سے باتین کرنا ہوگا مجھے خوف ہے کہ میرا زیادہ کہنا کسی کتب فروش کا مبالغہ نہ سمجھا جاے لیکن مجھے امید ہے کہ قوم کے اکثر افراد دوسرے اڈیشن کا انتظار نہ کرینگے بینتالیس عربی - فارسی اردو اور انگریزی کتابونسے حوالہ دیا گیا ہے مولف نے اختصار کی سخت کوشش کی ہے مگر پھر بھی کتاب کا حجم تخمیناً ۵۰۰ صفحے ہوگئے - اگرچہ زیادہ عرصہ نہین گذرا ہے کہ جناب امیر کی سوانح عمریان قابل افراد قوم نے مرتب کی ہین لیکن یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ الکن الفاظ - ترتیب اور موجودہ زمانہ کے تعلیمی انشا و ضروریات کے لحاظ سے یہ کتاب بقول ایک عالم کے متقدمین اور متاخرین دونونکے طرز تحریر سے علحدہ اور تشفی بخش ہے خصوصاً وہ مقامات قابل دید ہین جہان مولف نے حضرت کی قابلیت استقامی سے بحث کی ہے اور معزولی عمال کے مشکل مسئلہ کا حال کی حکمت عملی سے موازنہ کرکے عام متشککین کے قابل جواب دیا ہے یا جہان قدیم اور جدید مورخین کے اعتراضات پر نظر ڈالی ہے اور نہایت مہذب الفاظ مین جواب دیا ہے - مولف نے اسوقت تک کتاب کا چھپنا پسند نہ کیا جبتک کہ نئی اور پرانی روش تعلیم کے قابل لوگونکی نگاہ سے کتاب کا کل یا جزو نہین گذر گیا قوم کے لائق لوگ تصفیہ کرینگے کہ الکرار موجودہ زمانہ کی سوانح عمری کے موافق کسوانح عمری کہی جاسکتی ہے

مجھے یقین ہے کہ کتاب کا پڑھنے والا اسے ایک مقدس فرض سمجھکر اشاعت کی کوشش کریگا اس ایک کتاب کا اپنے پاس رکھنا گویا ان کئی کتابونکا اپنے پاس رکھنا ہوگا جنکے انتخاب سے مولف نے الکرار کو مختلف رنگونکے پھولونکا گلدستہ بنایا ہے - اس کتاب کے مولف سید ریاض علی صاحب ریاض ساکن محلہ جاہ جہان شہید بنارس ہین جنکی اور تصنیفات مثل حضرت سلطان حسین کی سوانح عمری ذبح عظیم وغیرہ کے یکے بعد دیگرے شائع ہونیوالی ہین قوم کا جوش قدردانی مولف کی محنت کش [illegible] کتاب [illegible] مولف یا [illegible] سے طلب کرین قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible] دو روپیہ [illegible]

المشتہر

[illegible] شہر بنارس

آخری رعایت

ہماری معزز قوم مومنین بالیقین۔ کچھ ایسے مزاج پر مخلوق ہوئی ہے کہ اسکا انداز سب سے جداگانہ کام کا جب وقت گذر جاتا ہی تو انکو خیال آتا ہے۔ رعایتی قیمت کا اشتہار کتنی دنون تک اصلاح مین شایع ہوتا رہا جب ۳۰ مئی مین اوسکے منسوخی کا اعلان دیا گیا تو اب ہر طرف سے توسیع اشاعت کی آواز بلند ہو رہی ہے کہ "ہمکو تو خبر ہی نہ تھی"

لہذا صرف مجلدات اصلاح کی نسبت تو اوس رعایت کی مدت وسیع کی جاتی ہے جو سابق مین رعایت کی گئی

جلد ۷۔ جلد ۸ جلد ۹ جلد ۱۱

اس رعایت کی غرض صرف اسقدر ہے کہ نادار سے نادار شخص بھی اس دولت عظمی کو بھی حاصل کرلے کیونکہ وہ زمانہ قریب ہے اسکا ایک ایک نمبر۔ ایک ایک روپیہ کو خریدا جاے مگر اوسوقت کہ ہم نہ رہینگے لہذا اس موقع کو غنیمت سمجھیے وما علینا الا البلاغ۔

ہان مجلدات اربعہ الشمس تو اور بھی نایاب ہونگی کیونکہ کامل جلدین ۶ یا ۷ سے زیادہ نہ ہونگی لہذا فی جلد ۶ سے کم نہین ہوسکتا مگر اسقدر رعایت ممکن ہے کہ جو صاحب کل جلدونکو ایکجائی طلب کرین جلد ۵ اونکو بلا قیمت ملیگی۔ مگر قیمت بذریعہ منی آڈر آنا چاہیئے کیونکہ اکثر حضرات ویلو طلب کرکے واپس کردیتے ہین جس سے بیحد زیر باری ہوتی ہے۔

اصلاح جلد ۱۰ و ۱۲

ہان اصلاح جلد ۱۰ ایندرہ روزہ تھا جس سے ۴۸ نمبر اسکے مرتب ہوے قیمت اسکی ۳ تھی۔ جلد ۱۲ کا حجم بھی جلد ۱۰ سے کم نہ تھا قیمت ۲ تھا۔ مگر برعایت ماہ مبارک رمضان بجاے ۵ کے ۲ ہر دو جلد کا لیا جاے گا۔ مگر یہ شرط عام ہے کہ جس جلد مین جو نمبر کم ہوگا دفتر اوسکا ذمہ وار نہین۔ کیونکہ یہ کمی قیمت زیادہ تر اسیوجہ سے ہے ان سب رعاتونکی مدت ۳۰ رمضان المبارک تک ہے۔

مراسلات بنام منیجر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن ہونی چاہیئے۔

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ ایل ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

نمبر ۹ | بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۳

علی حیدر اڈیٹر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ ہجری	نمبر ۹

ضروری عرض

(۱) مخطوط ہون یا منی آڈر نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے مگر براہ کرم ۳۳ نہ لکھیئے کہ یہ ڈاکخانہ کا رجسٹر نمبر ہے۔

(۲) اصلاح کی اصلی غرض تائید دین حق تھی۔ جسکے لئے یہ رسالہ اوسوقت نکالا گیا کہ شیعونکا نہ کوئی اخبار تھا نہ قومی رسالہ جو انکے قومی حقوق کا محافظ ہو۔ اسلئے اصلی غرض اصلاح کی اشاعت تھی جسکے لئے چندان خیال مطالبہ زر چندہ کا نہین کیا گیا۔

(۳) اسلئے کبھی ویلو اسکا نمبر ۱ نہین بھیجا گیا کیونکہ وہ زمانہ عشرہ محرم الحرام ہوتا ہے اور ہر شخص اوسکی اخراجات کے لئے پریشان رہتا ہے۔ کیونکہ زیادہ تر خریدار اصلاح غربا ہی ہین۔

(۴) نتیجہ ان سب امور کا یہ ہوا کہ اصلاح کا بقایا قوم کے ذمہ پانچ ہزار سے زیادہ ہے جسپر نہ قوم کو توجہ ہوتی ہے نہ ادا کرتی ہے حالانکہ اکثر مطالبہ بھی کیا گیا

(۵) اس سے یہ خرابی پیدا ہوئی کہ اکثر قدیم خریداران اصلاح ۱ و ۲ تو لے لیتے ہین ۳ جب ویلو جاتا ہے تو واپس کردیتے ہین جس سے جلد ۲ است ۲ کی دوسو سے زیادہ جلدین دفتر مین موجود ہین۔ مگر بالکل بے مصرف ہین کیونکہ سب پہلے ہی نمبر نہین تو اوسکا کون خریدار ہو۔ اسلئے ۸ کی قیمت پر بھی اسکا اشتہار نہین دیا گیا۔ کیونکہ اگر درمیانی نمبر کم ہوتا ہے تو پھر بھی کچھ اشاعت ہو جاتی۔

(۶) یہی مصیبت اس سال بھی پیش آئی کہ نمبر ۳ کا ویلو ۳۰۰ کے قریب واپس آیا جس سے دفتر مین ۱ و ۲ مطلق نہین رہا اور ۳ ہے سے موجود ہے۔

(۷) نظر برین حالات ضروری ہوا کہ اب آیندہ سال نمبر اہر شخص کے نام ویلو جائے کہ خریداری و عدم خریداری کا تصفیہ ہوجائے۔

(۸) ہر سال کے اختتام اور ابتدا مین اعلان دیا جاتا ہے کہ جسکو انکار ہو یا کچھ عذر ہو تو براہ کرم

حقیر و ذلیل ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اسی لئے خدا نے انبیا اور ادعیا کو ظاہری قوت و شوکت نہین عنایت کی کہ اس سے لوگون کی آزمایش نہوتی سب بطمع دنیا شریک ہوتے۔

تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ خلافت یہ قوت و اقتدار جو ان خلفا کو ملا صرف اسی غرض سے کہ معلوم ہو ان مسلمانون مین کتنے ایمان دار ہین کیونکہ یہ تو آپنے دیکھ لیا جسطرح فرعون و نمرود کی پرستش کرنیوالے زیادہ تھے بہ نسبت خدا والون کے اوسی طرح ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ معویہ۔ یزید کے طرفدار آجتک زیادہ ہین۔

ہان چونکہ آپ حکم خدا اور مشیت خدا کو ایک سمجھ رہے ہین اسلئے آپکو یہ خیال ہو رہا ہی ”کہ مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا“ حالانکہ ہم بتا آئے ہین حکم خدا اور چیز ہے اور مشیت خدا اور چیز ہے۔ مشیت مین خیر و شر دونون شامل ہے۔ حکم محض خیر ہے۔

ورنہ بقول آپکے یہ لازم آتا ہے کہ مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا“ کیونکہ آپکو خوب معلوم ہے مومنین کی تعداد ہمیشہ کم رہی۔ تو پھر آپ کیا کہہ سکتے ہین بجز اسکے کہ مانئے مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا غلبہ اور فوق لازم آیا۔

ہم کیا تمامی اہل اسلام اسکے قائل ہین کہ خلافت جناب امیرؑ مثل نبوت رسول اللہؐ بحکم خدا تھی یعنی جسطرح خدا نے اپنے اقرار توحید کا تمامی بنی آدم کو حکم دیا اور اقرار رسالت کا سبکو حکم تھا۔ اوسی طرح اقرار بہ امامت و خلافت جناب امیرؑ کا سبکو حکم تھا۔ نہ یہ کہ مشیت باری بھی یونہی جاری ہوئی تھی ورنہ اگر ایسا ہوتا تو پھر روے زمین پر نہ ایک بت پرست کافر رہتا نہ ایک عیسائی و موسائی مخالف رسالت رسول اللہؐ نہ ایک خارجی یا سنی مخالف خلافت جناب امیرؑ اگرچہ خدا نے ہر امت مین اپنے حکم و مشیت کا فرق بدیہی طور پر دکھلایا ہے مگر اس امت کو تو اسکا تفرقہ اسطرح دکھایا کہ پھر شبہہ ہی نہین رہ سکتا کہ حکم خدا اور ہے مشیت خدا اور ہے کیونکہ جو لوگ بحکم خدا خلیفہ ہوئے جناب امیرالمومنینؑ سے تا بہ امام حسن عسکریؑ ایک حال مین رہے اور جو لوگ خلاف حکم خدا و رسول خلیفہ ہوئے از ابوبکر تا بہ معتصم باللہ خلیفہ عباسی ایک حالت مین رہے جسکے نسبت خدا نے سورہ زخرف مین اشارہ کہ اگر اسکا خیال نہ ہوتا کہ سب

ایک امت ہوجائیں تو ہم منکران خدا کی چھتوں کو چاندی کی بناتے - کیونکہ آپکو خوب معلوم ہے کیا کیا زنیں اونکو حاصل تھیں - اسی طرف تو جناب امام حسن نے بوقت مصالحہ معویہ اشارہ فرمایا ان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین

الحکم افسوس ہے ہمارے دوست خدا کے قول وفعل کو باہم متحد کرکے نہیں دیکھتے بلکہ الگ الگ رکھتے ہیں - خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے - مگر وہ جسطرح چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے

اصلاح - افسوس کہ جوبات آپکی ہے خلاف قرآن کیونکہ خدا فرماتا ہے لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولوکان اباءھم اوابناءھم اواخوانھم اوعشیرتھم - یعنی اے رسول تم کبھی اوس قوم کو مومن نہ پاؤگے جو دشمنان خدا اور رسول سے دوستی کرتے ہیں اگرچہ وہ اونکے آبا و ابنا و اخوان وعشیرہ ہوں تو آپکا ہمکو دوست لکھنا باوصفیکہ ہم آپکو یقیناً خارج از اسلام سمجھتے ہیں - صریحی مخالفت قرآن ہے جسکا ہم کسی طرح اقرار نہیں کرسکتے - اڈیٹر اہلحدیث کو بھی چندبار اسکی فہمایش کی گئی - مگر آپلوگوں کو مخالفت قرآن میں ایسا مزہ ملتا ہے کہ کسی طرح اوس سے باز نہیں آتے - اسی لئے تو خدا نے آپلوگوں کی توصیف میں فرمایا یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم -

رہا آپکا یہ ارشاد کہ ہم قول وفعل خدا کو متحد کرکے نہیں دیکھتے - یہ ایسا مقولہ ہے کہ خود اس تحریر کے ناظرین اسکا فیصلہ کرسکتے ہیں کون اسکا حامل ہے کون اسکا تارک کیونکہ آپ محض اس غرض سے کہ خلافت ابوبکر کی حقیت ثابت کریں - قول خدا کو ایکدم ترک کرتے ہیں کہ قول خدا کی ضرورت نہیں - کیونکہ مینے اصلاح ۲۳ میں بعد نقل آپکے کلام کے یہی تو عرض کیا تھا " چونکہ اڈیٹر صاحب ایک بافہم شخص ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اونکا مفہوم " خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہوسکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے " سے یہی ہوگا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ اپنے رسول کے بنص صریح خلیفہ بنائے نہ یہ کہ کسی حیلہ وتدبیر سے خلیفہ یا حاکم بنجای صفحہ ۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۳

اسی تحریر سے نا راض ہو کر آپنے یہ تحریر لکھا جس سے معلوم ہوا آپ قول خدا پر دامنی

نہین ہین۔ تو اب آپ ہی انصافاً فرمائے "قول وفعل خدا کو متحد کرکے نہین دیکھتے" کیسا صادق آیا۔ کیونکہ اگر قول خدا پر آپکا ایمان ہوتا تو اس معروضہ کو تسلیم کرتے کہ بیشک خلیفہ بحکم خدا ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ اوس سے ناراض ہوتے۔

اب اسکو دیکھئے کہ آپ قول وفعل خدا کو متحد کرکے کیا نتیجہ پاتے ہین کیونکہ آیات صدر هو الذی جعلکم خلائف الارض، ثم جعلنا کم خلائف فی الارض، وجعلناهم خلائف مین آپ قول وفعل خدا کا اتحاد دیکھ چکے ہین کہ خدا ہی نے اون کافرون کو بھی خلیفہ کیا۔ تو ان خلفا مین بھی اسکا اقرار کیجئے کہ وہ بھی اوسی طرح کافر تھے کیونکہ آیہ لیستخلفنهم مین بھی خدا نے کما استخلف الذین من قبلهم فرمایا ہے کہ انکو بھی ہم اوسی خلیفہ بنائینگے جیسا کہ انکے قبل خلیفہ بنایا تھا۔ تو اتحاد قول وفعل خدا سے کفران خلفا کا بدیہی طور پر ظاہر ہوا وهو المطلوب۔

اڈیٹر صاحب۔ آپ جسطرح چاہین بات بنائین مگر قرآن سے ان خلفا کا صرف کفر ہی ثابت ہوگا کیونکہ آپکی اصلی دلیل یہی تھی کہ چونکہ یہ لوگ خلیفہ ہوے اور خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ لوگ خدا کے خلیفہ بنائے ہوئے ہین۔ اس دلیل کو قرآن نے اچھی طرح توڑ دیا کہ صرف یہی خلیفہ ہمارے بنائے ہوے خلیفہ نہین ہین بلکہ جتنے کفار وفساق خلیفہ ہوے وہ سب بھی ہمارے ہی بنائے ہوئے خلیفہ ہین۔ تو پھر آپکو نتیجہ کیا ملا۔ اون کفار مین اور ان مین کیا فرق رہا۔

یہ ساری خرابی صرف اسوجہ سے ہے کہ آپ قرآن کو اپنا تابعدار بنانا چاہتے ہین اور قرآن کا یہ دعوی ہے کہ تم سب ہمارے محکوم ہو۔ اگر اوسکی حکومت کو مان لیجئے تو آپکو صاف معلوم ہو جائے وجعلناهم ائمة یدعون الی النار ویوم القیامة لا ینصرون واتبعناهم فی هذه الدنیا لعنة ویوم القیامة هم من المقبوحین جس سے جہان آپ کے خلفا کی خلافت وامامت بجعل خدا ہے۔ اوسی طرح ہمارا اور سبکا لعنت کرنا اونپر بھی فعل خدا ہے واتبعناهم فی هذه الدنیا لعنة۔ جس سے آپکو معلوم ہو سکتا ہی کہ بجز خلفائے ثلثہ اور کوئی اس سے مراد نہین ہو سکتا۔

آپ فرماتے ہین "خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے" مگر افسوس اسکی نہ تشریح کی کہ صرف خلیفہ راشد ہی بنانا خدا کا کام ہے جیسا آپنے پہلے دعوی کیا تھا۔ یا ہر قسم کا خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے جیسا کہ قرآن کا دعوی ہے۔ مگر آپکا ظاہر کلام "وہ جسطرح چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے" کہ رہا ہے کہ اب قرآن پر بھی آپ ایمان لائے۔ کیونکہ "جس طرح پر چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے" کہہ رہا ہے کہ خلیفہ راشد و غیر راشد سبکو آپ کلیہ مین داخل کر رہے ہین۔ تو اب آپ ہی بتائے راشد و غیر راشد کا تفرقہ بجز کلام خدا کیونکر ممکن ہے۔ کیونکہ اسکو تو آپ بھی کہہ رہے ہین "خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے مگر وہ جسطرح چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے" جس سے خلیفہ راشد و غیر راشد سب خدا کے بنائے ہوئے ٹھہرے۔ حق و باطل شر و خیر سب خدا کا فعل ہوا۔ تو اب تفرقہ دونون مین بغیر فیصلہ خدا کیونکر ممکن ہے۔

الحکم۔ ایک خلافت برنگ رسالت ہوتی ہے اسمین اللہ تعالیٰ کی کامل تجلی ہوتی ہے وہان انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین ہوتا۔ لیکن دوسری خلافت جو اس رسالت کی ردا کے نیچے ہوتی ہے اسمین انتخاب کو بھی گونہ دخل ہوتا ہے مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کر دینا یہ ارادہ الہی کی دلیل ہوتی ہے"

اصلاح۔ آپکا دعوی ہمیشہ یہی رہا کہ ہمارا استدلال قرآن سے ہوگا۔ لہذا پہلے آپ پر لازم ہے کہ اس تفرقہ کا پتہ قرآن سے دیجئے کہ کہان قرآن نے خلافت کو دو قسم کا بتایا ہے۔ حالانکہ قرآن مین کل خلافتون کو خواہ حق ہو یا باطل۔ جزئی ہو یا کلی اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ پھر آپکو یہ بتانا ہوگا کہ اس امت مین وہ خلافت جو برنگ رسالت تھی جسمین اللہ تعالیٰ کی کامل تجلی ہوتی ہے وہان انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین ہوتا" کیونکہ ایسی خلافت تو صرف جناب امیرؑ کی تھی عہد خلفائے ثلثہ مین جو بنص خدا و رسول قائم ہوئی تھی اور انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین تھا۔ بلکہ سب خلاف تھے۔ پس اگر یہی مقصود ہے تو سبحان اللہ ونعم الوفاق۔ اور اگر کوئی دوسرا مقصود ہو تو براہ کرم اوسکی تفصیل فرمائے۔ کیونکہ یہان بحث صرف خلافت ابوبکر سے ہے کہ آیا وہ خلافت راشدہ تھی یا خلافت باطلہ اوسمین رنگ رسالت پایا جاتا ہے یا نہین انسانی تدبیر کو کچھ بھی اسمین دخل تھا یا نہین۔

ہم سمجھتے ہین کہ اس بحث کا اب خاتمہ ہوا کہ ابوبکر کی خلافت ہرگز رنگ رسالت نہ تھی جسمین اللہ تعریٰ کی کامل تجلی ہوتی ہو اور اوسمین انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہین ہوتا" کیونکہ سارے عالم کو معلوم ہے یہ خلافت صرف انسانی سازش سے قائم ہوئی کہ جب خلیفہ رسول دفن وکفن رسول اللہ مین مشغول تھا تو اس شیطانی خلافت نے سر زور کیا۔

رہی آپکی دوسری خلافت جسکو آپ رسالت کی رداکے نیچے مانتے ہین تو گو حقیقۃً ہم کو اوس سے بحث نہین کیونکہ وہ خلافت خواہ رسالت کی رداکے نیچے ہو یعنی خلیفہ مسلمان ہو یا رداکے باہر ہو یعنی کافر ہو۔ دونون مساوی حالت مین ہین۔ کیونکہ خدا نے سبکو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ تو ہمکو یا آپکو دونون مین فیصلہ کی ضرورت نہین ہے۔ خدائی فیصلہ کافی ہے کیونکہ فرماتا ہے ھوالذی جعلکم خلائف فی الارض فمن کفر فعلیہ کفرہ یعنی سبکو خدا ہی نے خلیفہ بنایا زمین مین توجو کفر کریگا۔ اسکا نقصان اوسپر ہے جس سے سبکا بحیثیت خدا خلیفہ ہونا بدیہی اور کفر کا نتیجہ بھگتنا اونکو ضروری ہے۔

رہا یہ امر کہ کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کردینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے" تو اولاً اسکا اثبات آپکو قرآن سے کرنا چاہیئے کہ کہان خدا نے اسکو دلیل ارادہ الٰہی فرمایا ہے۔ ثانیاً آپکو رسالت رسول اللہ سے انکار کرنا لازم ہوگا کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے اگر کل نہین تو اکثر بلکہ اکثر کا اکثر اس وجود کا مخالف تھا جس سے ۲۳ برس تک حضرت کو ہمیشہ جہاد ہی کرنا پڑا تو کیا آپکی رسالت ارادہ الٰہی کے خلاف تھی۔ اسی لئے تو کل اہل آپکو خارج از اسلام سمجھتے ہین کہ ہر حیلہ آپ رسالت آنحضرت سے انکار کرتے ہین۔

ثالثاً ان سب کے ماننے پر بھی آپکے ابوبکر کی خلافت نہین ثابت ہوسکتی۔ کیونکہ کل قلوب نہین تو اکثر قلوب اس سے متنفر تھے۔ چنانچہ بنی ہاشم خاندان رسالت کی مخالفت کا حال تو سبکو معلوم ہے۔ پھر اکثر قبائل عرب کی مخالفت سبکو معلوم ہے۔ اب خاص عشرہ مبشرہ بلکہ اون لوگون کی مخالفت بھی دیکھ لیجئے جو بعد کو ہم نوالہ وپیالہ ہوے کہ وہ کس طرح ابتدائے خلافت مین مخالف تھے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے ص۱

واجتمعت بنو امیہ الی عثمان واجتمعت بنو زہرہ الی سعد وعبدالرحمان

بن عوف فکانوا فی المسجد الشریف مجتمعین فلما اقبل علیہم ابوبکر و ابو عبیدۃ وقد بایع الناس ابابکر قال لھم عمر مالی اراکم مجتمعین خلقا شتیٰ قوموا ومن معہم من بنی امیہ فبایعوا وقام سعد وعبد الرحمان بن عوف ومن معہما من بنی زہرہ فبایعوا اما علی والعباس بن عبد المطلب ومن معہما من بنی ہاشم انصرفوا الی رحالہم ومعہم الزبیر بن العوام

یعنی بنو امیہ عثمان کے پاس جمع ہوئے۔ اور بنو زہرہ سعد بن ابی وقاص وعبد الرحمان بن عوف کے پاس مسجد شریف میں جمع ہوئے جب ابوبکر و ابو عبیدہ سقیفہ سے آئے اس حالت میں کہ ابوبکر کی بیعت ہو چکی تھی تو عمر نے کہا کیا وجہ ہے تم سب حلقہ باندھے الگ الگ بیٹھے ہو۔ اوٹھو بیعت کرو۔ تو عثمان کے ساتھ بنی امیہ نے ابوبکر کی بیعت کی۔ پھر سعد وعبد الرحمان نے بشمول بنی زہرہ بیعت کی۔ اور حضرت علیؑ وعباس وزبیر بن العوام اپنے اپنے گھرونکو چلے گئے۔ تو اب آپ ہی فرمائے خلافت ابوبکر کہاں اسکی مصداق ہوئی "مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کردینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے"

کیونکہ اگر اسطرح کی توجہ جو جبر ہو دلیل حقیت ہو تو یہ سب ظالموں کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے مخالفوں کو بعد حصول قوت ایسا مجبور کرتے ہیں کہ بجز اطاعت و انقیاد کوئی چارہ ہی نہیں رہتا غرض قلوب کی توجہ دلیل حقیت ہے ورنہ رسالت رسول اللہ سے انکار کرنا ہوگا۔ نہ ابوبکر کو یہ بات حاصل ہوئی کہ سب قلوب متوجہ ہوئے ہوں۔ کیونکہ جس طرح کی جبری توجہ ابوبکر کو حاصل ہوئی اوس سے بدرجہا بڑھکر یزید وغیرہ کو بلکہ ہر ظالم بادشاہ کو حاصل ہوئی۔

الحکم۔ اسکو خلافت بالسکینہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی تصریح سورہ بقر کے ۲۳ ویں رکوع میں واقعہ طالوت میں ہوتی ہے۔ ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میری دانست میں ان میرے اعتقاد میں غلطی ہے بلکہ گناہ ہے"

اصلاح۔ افسوس کہ آپکی مخالفت قرآن سے اب اتنی بڑھگئی کہ قرآن پر افترا کرنے لگے جو سلطنت طالوت کو آپ انسانی انتخاب سے قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن پکار کر آپکی تکذیب کر رہا ہے کہ طالوت کی سلطنت بہ انتخاب نہیں ہوئی بلکہ بنص ہوئی بلکہ بمخالفت انتخاب کہ تمامی بنی اسرائیل

اوسکے مخالف تھے۔ مگر خدا نے اونکو بنص بادشاہ بنایا ملاحظہ ہو قرآن سورہ الم جسکو آپ بمخالفت حدیث صحیح بخاری سورہ بقرہ کہتے ہین۔

وقال لهم نبيهم ان الله قد بعث لكم طالوت ملكا - قالوا انى يكون له الملك علينا - ونحن احق بالملك منه ولم يوت سعة من المال - قال ان الله اصطفيه عليكم وزاده بسطة فى العلم والجسم والله يوتى ملكه من يشاء والله واسع عليم ۔ وقال لهم نبيهم ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هرون تحمله الملئكة ان فى ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين ۔

یعنی اونکے پیغمبر نے کہا کہ خدا نے تمپر طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے وہ بولے وہ ہمپر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہے ہم زیادہ مستحق ہین بادشاہی کے ساتھ اور اوسکے پاس تو زیادہ مال بھی نہین۔ کہا نبی اسرائیل نے کہ خدا نے اوسی کو منتخب کیا ہے بادشاہی کیلئے تمپر اور علم بہت دیا ہے اور تن و توش بھی۔ اور خدا ہی اپنا ملک دیتا ہے جسکو وہ چاہتا ہے وہ واسع و علیم ہے۔ اور اونکے پیغمبر نے کہا کہ نشانی اوسکے بادشاہت کی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئیگا جسمین خدا کی طرف سے سکینہ (تسلی) ہوگا اور بقیہ اوس چیز کا کہ آل موسیٰ و آل ہارون چھوڑ گئے تھے اوسکو فرشتے اوٹھائے ہونگے۔ اسمین ایک نشانی ہے تملو گونکے لئے اگر ہو تم ایمان والے۔

کیون صاحب یہی نہ قصہ طالوت ہے جو ۳۲ وین رکوع مین ہے۔ کیا اسمین اوکی بادشاہت پر نص نہین ہے کہ پیغمبر خدا نے خبر دی کہ خدا نے طالوت کو بادشاہ تمہارا مقرر کیا ہے۔

اسی طرح کا نص تو ہم بھی چاہتے ہین کہ رسول اللہ ص نے اپنے خلیفہ پر نص کیا ہو نام لیکر بتایا ہو کہ فلان شخص تمہارا بادشاہ و خلیفہ ہوگا۔

اس خلافت یا بادشاہت مین کہان انتخاب ہے۔ بلکہ انتخاب کے خلاف ہے کہ بنی اسرائیل کہتے ہین وہ ہمپر کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہے اوسکے پاس تو دولت بھی نہین ہے۔ تو خدا نے جواب دیا کہ خدا ہی نے اوسکو انتخاب کیا ہے۔ اور علم و قوت دیا ہے۔

کیا ابوبکر کی خلافت مین بھی اصطفیٰ کا نص ہے۔ کیا وہ بھی صاحب علم و قوت تھے

پھر نہ معلوم کیون قرآن پر یہ افترا کیا گیا کہ اسکی تصریح سورہ بقر کے ۳۲ وین رکوع مین واقعہ طالوت

مین ہوتی ہی ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میرے دانست مین - ہان میرے اعتقاد مین غلطی ہی - بلکہ گناہ ہی،، کیونکہ آپکو ثابت کرنا چاہیے یہان کسی قسم کا انتخاب ہوا - حالانکہ انتخاب کے خلاف تھا وہ کہتے تھے ہم زیادہ مستحق ہین پیغمبر نے کہا نہین خدا نے اوسکو منتخب کیا ہی اور علم و قوت جسمانی اوسکو عطا کی ہی اور خدا جسے چاہتا ہی اپنا ملک دیتا ہی پھر اس نشانی کو بھی بتایا کہ اونکے ساتھ تابوت سکینہ ہوگا -

افسوس کہ اڈیٹر صاحب کچھ ایسے مخمصے مین گرفتار ہین کہ اونکو سوجھائی نہین دیتا کیا کہہ رہے ہین اور کیا لکھ رہے ہین - خلافت کی تقسیم تو دو قسم پر کردی ایک برنگ رسالت جسمین وہ خلیفے آدمؑ و ہارونؑ و داؤدؑ کو داخل کرتے ہین - دوسری تحت ردائے رسالت جسکے مثال مین لائے سلطنت طالوت کو اور یہ نہ سمجھے کہ نتیجہ کیا ہوا کیونکہ اسمین انتخاب انسانی کو دخیل کیا تھا - حالانکہ قرآن مین بالکل اسکی نفی ہی کہ تمامی بنی اسرائیل اس انتخاب کے خلاف تھے - پھر یہ خلافت تحت ردائے رسالت کیونکر ہوئی جبکہ حضرت داؤد نبی اللہ طالوت کی ماتحت تھے کیا ابوبکر کی بھی یہی شان تھی کہ وہ کسی لشکر کے افسر ہوئے ہون بعہد رسول یا رسول اللہؐ اون کی ماتحتی مین کبھی کام کیا ہو -

پھر طالوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہی اس شرط پر کہ وہ جالوت کو قتل کرین تو کیا یہان آپ بھی ابوبکر کو بجائے طالوت قرار دینگے - اور نکاح عائشہ کو اجر خدمات رسول اللہؐ قرار دینگے - مگر مشکل یہ ہی کہ حضرت نے تو کسیکو قتل ہی نہ کیا بخلاف حضرت داؤد کہ اونہون نے جالوت کو اور ہزارون آدمیونکو اوسکے لشکر سے قتل کیا -

تو اب اسکی بھی وجہ معلوم ہوئی کہ اڈیٹر صاحب نے جو یہان انتخاب کو گناہ کہا ہی شاید اسیوجہ سے کہ اونہون نے قرآن پر اسکا افترا کیا تھا کہ قصہ حضرت طالوت مین کسی طرح کا انتخاب ہوا - حالانکہ بنص قرآن یہان کسی طرح کا انسانی انتخاب ہوا ہی نہین - بلکہ صرف خدائی انتخاب تھا بمقابلہ انتخاب بنی اسرائیل جو سراسر اسکے خلاف تھے -

الحکم میرا ذاتی عقیدہ ہی - ممکن ہے - کہ اس سے کسیکو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہی اختلاف بھی ہو مگر مین ایسا ہی یقین کرتا ہون اسلئے خلافت راشدہ مین جو

انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنہم میں بصیغہ جمع ہے
اسمین دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے"

اصلاح - یہ عجب معمی ہے کہ ابھی تک تو آپ انتخاب کے بالکل خلاف تھے کہ خلافت راشدہ میں کسیطرح انتخاب ہوتا ہی نہیں جسکو چند بار ظاہر کیا (۱) میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے - (۲) خلافت راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالی ہی کا کام ہے یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہیں" خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالی ہی کی طرف سے تھی اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا، جس سے تمام عالم یہی سمجھتا ہے کہ خلیفہ محض منجانب اللہ ہوتا ہے انتخاب و تجویز کو اسمین دخل ہی نہیں - پھر کیا ہو گیا جو آپ ارشاد فرماتے ہیں " خلافت راشدہ مین جو انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے لیستخلفنہم"

کیونکہ اگر یہ کلام بصحت حواس لکھا گیا ہے تو ہر شخص کہے گا دونون مین صریح تناقض ہے پہلے انتخاب سے بالکل انکار تھا - اور اب اوسکا پورا اقرار ہے -

ہان چونکہ آپنے پہلی تقریر مین جو اصلاح ۲۸ مین مندرج ہے انتخابی سسٹم سے بالکل انکار کیا تھا اسلئے مینے عرض کیا تھا کہ اب قادیانیون نے بھی اصول شیعہ کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے"

مگر جب احمدی جماعت کے دباؤ سے - اپنی اوس راے سے عدول کیا اور انتخابی سسٹم کے قائل ہوے کہ خلافت راشدہ مین انتخاب ہوتا ہے" تو اب براہ کرم فرمائیے لیستخلفنہم سے آپکا کیا فائدہ ہوا جسکی نسبت فرماتے ہین بصیغہ جمع ہے - مگر یہ تو ارشاد ہو جمع فاعل ہے یا مفعول - قرآن مین تو مفعول کے لئے ضمیر جمع آئی ہے کہ خدا اونلوگونکو ضرور خلیفہ کریگا - نہ یہ کہ وہ لوگ ملکر کسی کو خلیفہ کرینگے - تو پھر آپکا یہ ارشاد "اسمین دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے" کیونکر درست ہوا لیجئے صاحب اب اڈیٹر الحکم کھلے کھلے مخالف قرآن بنگئے کہ قرآن تو پکار پکار کہہ رہا ہے خدا ہی جسکو خلیفہ کرتا ہے خواہ وہ مومن ہو خواہ کافر - اور اڈیٹر صاحب اب یہ فرماتے ہین کہ خلافت راشدہ مین انتخاب ہوتا ہے اور وہ اس آیہ کے ماتحت مین داخل ہے اوسمین دوسرے وسایط کا ہونا ضروری ہے - پھر بتائے آپ مسلمان رہے یا کیا ؟

حق یہ ہے کہ آیہ استخلاف ایک ایسی صریح اور واضح الدلالۃ آیہ ہے بطلان مذہب اہلسنت کیلئے

کہ اسکے بعد پھر کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی اگر خلافت سے اسمین خلافت اصطلاحی مراد لی جاے تو نہ صرف خلافت ہی باطل ہوتی ۔ بلکہ سرے سے اسلام ہی باطل ہوتا ہے کیونکہ صحابہ کے ایمان دار و نیک عمل والون کو بوعدہ الٰہی خلافت ملنا ضروری اور خلافت ملتی ہے صحابہ سے سات آدمی کو تو باقی سب بے ایمان ہوتے ہین اور فاسد العمل ۔ پھر ان بے ایمانو نکا اجماع یا اتفاق کب کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہے خلافت یون گئی ۔ اور اسلام یون جاتا ہے کہ لازم آتا ہے یہی سات آدمی ایسے ہون جو حضرت کی تعلیم سے مشرف باسلام و ایمان ہوے باقی سب کافر ہے تو بقول اہلسنت ایسا نبی نبی صادق کب ہو سکتا ہے جسکی تعلیم سے صرف سات آدمی اسلام لائے پھر وہ بھی یکے بعد دیگرے جس سے لازم آتا ہے کہ بوقت خلافت ابوبکر ۔ عمر ایمان سے خارج ہون بوقت خلافت عمر ۔ عثمان خارج الاسلام ہون ۔

یہ الزام تو عام سنیون پر ہے ۔ اور مرزائیون پر یہ آفت ہے کہ وہ انتخابی سسٹم کے اصول پر خلافت کو غیر صحیح کہتے ہین جس سے خلافت بکری بلکہ کل خلافت گئی ۔ اور الحکم کے نئے سسٹم پر اگر وسایط کا وجود مانا جاے تو قرآن مین تحریف کرنا ہے کیونکہ یہ صیغہ جمع سے خلیفہ بنانیوالو نکو مراد لیتے ہین حالانکہ خدا بصیغہ جمع اونلوگون کو یاد کرتا ہے جو خلیفہ بنائے گئے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

الحکم ۔ اور اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیرؑ کی خلافت بھی معرض شک مین ہوگی ۔

اصلاح ۔ سخن شناس نہ دلبرا خطا اینست ہم تو نہ انتخاب کو برا کہتے ہین نہ ہمارا اوس سے ہمکو بحث ہے ۔ بلکہ ہماری تقریر تو آپکے اس جملہ پر تھی جو آپنے پہلے فرمایا تھا "مگر مین درد دل سے عرض کرتا ہون کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہو سکتا اور نہ ہوا" جس پر ہمنے عرض کیا کہ اب قادیانی بھی اصول شیعہ کے سامنے سر جھکانے لگے ۔

جبکہ آپنے اوس سے عدول کیا تو اوسکے نتایج دکھلائے گئے کہ پھر خلافت راشدہ و باطلہ مین مابہ الامتیاز کیا رہتا ہے ۔ رہا یہ ارشاد کہ اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیرؑ کی خلافت بھی معرض شک مین ہوگی " تو جناب اوسوقت کہہ سکتے ہین کہ جب سے حضرت کی خلافت کو

انتخاب سے مانا ہو حالانکہ ایک دفعہ نہیں ہزار مرتبہ ظاہر کیا گیا کہ جناب امیر تو اوسی روز خلیفہ ہوئے جس روز رسول اللہ نے توحید و رسالت کا اعلان دیا ملاحظہ ہو علم الہدایہ مندرجہ اصلاح نمبر ۲ اور جو لوگ انتخابی اصول پر حضرت کی خلافت کو مانتے ہین تو وہ تو اونکا ظاہری اقرار ہے جسکو آپ خوب جانتے ہین۔

الحکم۔ پس اڈیٹر صاحب اصلاح کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بالکل سچ ہے خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور ایسے فتنہ کے وقت جبکہ ایک نبی یا اسکا عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے رخصت ہوتا ہے محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسی کو اسکی قائمقامی پر منتخب نہیں کر سکتی،،

اصلاح۔ یہی وہ مقام ہے جہان قلم مین جوش پیدا ہوتا ہے کہ ایک بات پر تو ثابت قدم رہو۔ ایکدفعہ تو خلیفہ بنانا خدا کا کام بتاتے ہو۔ پھر یہ کہتے ہو ،، خلافت راشدہ مین جو انتخاب ہوتا ہے وہ اس آیت ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنہم مین بصیغہ جمع ہے اسمین دوسرے وسائط کا ہونا ضروری ہے،، ہم بتائے تو آخر آپکا مذہب کیا ہے عقیدہ کیا ہے جو ایک ہی رنگ مین دو طرح کی تقریر کرتے ہو اگر یہ سچ ہے کہ خلیفہ بنانا اللہ ہی کا کام ہے،، تو پھر وہ لوگ ملعون ہین جنہونے اسکے خلاف کوشش کی کہ اپنے انتخاب سے خلیفہ بنائین اور وہ لوگ بھی ملعون ہین جنہون خلاف حکم خدا اس خلافت کو قائم کیا۔

خدا کا نبی یا اوسکا خادم یا اوسکا عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے جب اوٹھتا ہے تو اپنے مالک اور مولی کی مرضی و رضا سے۔ نہ کہ خدا کی غفلت اور بیخبری اور ناواقفیت مین اوسکا کوئی بندہ مرجانے۔ پھر اوس خدا کے رہتے ہوے آپ کون ہین جو اوسکے ملک اور اوسکے مخلوقات کا انتظام کرین جسکا یہ نتیجہ ہو کہ آپ اوسکے باغی اور نافرمان و سرکش بندے کہلائین۔

اگر محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسیکو اوسکے قائم مقامی پر منتخب نہین کر سکتے،، تو پھر اسکی کیا کیا ضرورت پڑی کہ اوس نبی یا عظیم الشان نائب اور خادم خدا کا جنازہ یونہی بے غسل و کفن چھوڑ دیا گیا اور سارے صحابہ جو ہمیشہ بابی و امی کہتے تھے میرے مان باپ آپ پر فدا ہون ـــ

ادھر کیوں جھک پڑے کہ خلافت ساتھ لگائیں جس سے وہ اشرف المرسلین سید الانبیا
تین روز بعد دفن ہوا۔
دیکھو اوس خلیفہ کو۔ دیکھو اوس وصی رسول کو جسکی خلافت برنگ رسالت تھی جسمیں اللہ
تعالیٰ ہی کی کامل تجلی تھی جسمین انسانی تدبیر کو کچھ بھی دخل نہ تھا" وہ کسطرح کار خلافت انجام
دے رہا ہی جسکے لئے رسول اللہ مبعوث ہوے وہ نور الہی تن تنہا اپنے منیب اپنے آقا
کی خدمت مین مصروف ہی اور اوسکو انجام تک پہونچایا یہانتک کہ ابوبکر عمر نہ آسکے اور رسول
اللہ دفن ہوگئے۔
یہی خلیفۃ اللہ ہی یہی خلیفۃ الرسول جو رسول اللہ کی اون خدمتونکو انجام دے رہا ہی جسکے لئے
رسول اللہ مبعوث ہوے کہ تمام امت کی ہدایت کر رہا ہی۔ امت اوسکے گرفتاری کی فکر مین ہین
وہ قرآن جمع کر رہا ہی امت اوسکے گھر مین آگ لگانے جاتے ہین وہ انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ
کہہ رہا ہی امت اوسکو نظر بند کر رہی ہی۔ وہ خلق اللہ کو مدعیان خلافت کو بتا رہا ہی اسطرح روم
فتح ہوگا اسطرح فارس۔ ادھر سے حملہ کرو ادھر سے فوج لاؤ۔ وہان کا یہ انتظام کرو۔
ایسے ہوتے ہین خلیفۃ اللہ ایسے ہوتے ہین خلیفہ رسول کیونکہ رسول پر اینٹین پڑتی تھین۔ پتھر
برسائے جاتے تھے سر زخمی ہوتا تہا۔ وہ یہی کہتا تہا قولوا لا الہ الا اللہ۔ بنی پر سارے مصائب
ڈالے جاتے ہین اور وہ کہتا ہے اللھم اہد قومی فانہم لا یعلمون۔
نہ یہ کہ چند نفروں کا مجمع ہوا اور چلے خود رسول اللہ کے گھر مین آگ لگانے۔
الحکم۔ خدا تعالی خود اوس وجود کو چن لیتا ہے اور لوگون کے قلوب مین اسکے
لئے سکینہ نازل کر دیتا ہی اور وہ خوف جو فتنہ و فساد و جھگڑے جدال کا ہوتا ہی امن
سے تبدیل کر دیا جاتا ہی یہ سکینت اور یہ امن دلیل ہوتی ہی اس امر کی کہ وہ انتخاب
خدائی انتخاب ہے۔
اصلاح۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جو بادشاہ ہوا اور اوسنے اپنے مخالفوں پر فتح پائی وہی آپکے نزدیک
خلیفہ ہی اور وہی ہے وہ جسے خدا چن لیتا ہے۔ تو بہت اچھا آپ اونہین لوگونکو بانٹے
لکر دمنگوا لی دین۔ تو پھر نہ صرف معویہ یزید عبد الملک کل خلفائے بنی امیہ و بنی عباسکو

خلیفہ بھی ماننا پڑیگا بلکہ چنگیز خان - تیمور - نادر سب پر آپکو ایمان لانا پڑیگا - اور اوسکے بعد اب گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی خلیفۃ الرسول ماننا پڑیگا جسنے تمام اسلامی سلطنتوں پر اپنا سکہ بٹھا دیا اور وہ خوف جو جہال فتنہ و فساد و جھگڑے کا سبب ہوتا ہے امن سے تبدیل کر دیا۔

جس سے جہان آپ اسلام سے خارج ہونگے - وہان اپنے نبی اور اوسکے خلیفہ کی نبوت و خلافت سے بھی محروم رہینگے کیونکہ مرزا کو نہ کسی زمین کی انچ بھر بھی حکومت ملی نہ اوسکے خلیفہ کو ایک آدمی پر حکومت بخلافت نصیب ہوئی۔

افسوس صد افسوس کہ خداوند عالم لفظ اصطفےٰ کو جسکے معنی چن لینے اور انتخاب کے ہین عام طور سے کل انبیا کی نسبت بھی نہین استعمال کرتا - بلکہ خاص خاص انبیا کے حق مین استعمال ہوا - مگر آپکا یہ ایمان ہے کہ اوس لفظ کو ہر فاسق فاجر بدکار زناکار شارب الخمر کی شان مین استعمال کر رہے ہین - کیون ؟ صرف اس غرض سے کہ ابوبکر کی خلافت حق قرار پائے جو بغیر مشارکت یزید وغیرہ محال ہے۔

الحکم - افسوس یہ ہے کہ ایڈیٹر اصلاح خلافت راشدہ اور ملک گیری مین تفرقہ نہین کرتا تؤتی الملک من تشاء بھی بجائے خود درست ہے - اور ہم اسپر ایمان لاتے ہین خدا ہی بادشاہ بناتا ہے اور حکومت عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو مین قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرکے اسکے انکار کی جرأت کرنے والے کو مومن بالقرآن نہین کہہ سکتا - تعجب ہے ایڈیٹر اصلاح اس نص صریح سے انکار کرتا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

اصلاح - یہ ہے مرزائی اسلام جسمین اصلاح کی دروغ گوئی کی جاتی ہے - اور پھر تقیہ پر مضحکہ کیا جاتا ہے کیونکہ اسی مضمون کو تو ہمنے نمبر ۱۲ مین لکھا تھا " لہذا ہم ایڈیٹر صاحب کے فہم و فراست اور عقلمندی سے امید کرتے ہین کہ اونکا مقصود انتخاب خدا سے انتخاب قولی ہوگا کہ خدا آپکی خلافت کو اپنے حکم سے مقرر کرے - نہ بقاعدہ تؤتی الملک من تشاء جو بادشاہ یا خلیفہ ہوجائے وہی منجانب اللہ بھی ہو جسکی طرف خود ایڈیٹر صاحب بھی اشارہ کرتے ہین " مقبول حکومت ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے مگر ماننے والونکا دل و زبان ایک نہین ہو سکتا "

القول بالجزم فی اثنا النجم

(گذشتہ سے پیوستہ)

اب مولوی صاحب اوس اجماع کی حقیت ثابت کرنیکے لئے ایک نئی توجیہ اپنی طبع رسا سے پیدا کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہین کہ "چونکہ یہ انعقاد تمام اون شرائط کے ساتھ تھا جو حقیقت مین مشروط ہوتے ہین لہذا یہ طریقہ بھی منجملہ اور دلائل حقیت خلافت صدیقیہ کے ایک دلیل کہا جاتا ہے"

مگر مولوی صاحب نے یہان پر محض بے دلیل ایک دعوی کر دیا ہے۔ منکرین کے مقابلہ مین ایسا بے سرو پا دعوی کر دینا اور شرائط و مشروط کے رعب دار الفاظ بلا کسی سند کے لکھدینا مین نہین کہہ سکتا کہ مولوی صاحب کیلئے کیا سود مند ہو سکتا ہے ایک منکر بے تامل کہدیگا کہ "باطل است انچہ مدعی گوید"

اونکو اس انوکھی تقریر سے پہلے یہ بتلانا واجب تھا کہ وہ شرائط جن سے انعقاد خلافت کی صحت ہو سکتی ہے کیا ہین؟ اور آیا اون شرائط کی پابندی سقیفہ کی پنچایت مین ہوئی تھی یا نہین۔ جہانتک مین سمجھتا ہون مولوی صاحب ان باتون کو پایۂ ثبوت پر پہونچانے سے قطعی قاصر ہین۔ ہان اسمین شک نہین کہ پبلک کے بہکانے اور "الغریق یتشبث بکل حشیش" کے مصداق ہونیکا انہون نے اسکو اچھا خاصہ ڈہکوسلہ سمجھا۔

کتب اخبار و سیر مقبولہ اہلسنت جنمین کہ واقعات تفصیلی انعقاد خلافت حضرت ابو بکر کے مندرج ہین اون مین تو ایسی شرائط کا کہین پتہ نہین جو حقیت مین مشروط ہوتے ہین مولوی صاحب اپنے دل سے گڑہ کر جو چاہین فرماوین۔

ہان البتہ صحیح بخاری مین یہ حدیث حضرت عمر کی انعقاد خلافت صدیقیہ کے بارہ مین ضرور منقول ہوئی ہے کہ "کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ ولکن وقی اللہ شرھا" جسکو شبہ نمبر ۹ مین نقل کر چکا ہون۔ اسکو مولوی صاحب حقیت مین مشروط ہونیوالی شرط قرار دین تو ممکن ہے یا ایک دوسری شرط "الائمۃ من قریش" کی ہے جس سے استدلال

حضرت ابوبکرنے کیاہے اور جسکو حضرت عمرنے اپنے آلہ قوح سے مجروح کئے بغیر نہین چھوڑا اور اپنے
اجتہاد سے اوسکو بھی نکما کردیاہے جیساکہ وہ خود فرماتے ہین "لو ادرکنی احد رجلین ثم
جعلت ہذا الامر الیہ لوثقت بہ سالم مولی ابی حذیفہ وابوعبیدہ بن الجراح"
(کما فی مسند احمد بن حنبل وتاریخ الخلفا للسیوطی وغیرہا)
یعنی اگرمین (۱) سالم غلام ابوحذیفہ اور (۲) ابوعبیدہ ابن الجراح ان دو شخصون مین سے
کسی ایک کو بھی زندہ پاتا تو مین خلیفہ اوسی کو مقرر کرتا کہ مجھے اوسپر وثوق تھا۔ اس قول
حضرت عمر سے وضعی ہونا حدیث الائمۃ من قریش کا بخوبی ظاہر ہوتاہے (کیونکہ سالم غلام ابوحذیفہ
قریشی نہ تھے بلکہ عجمی تھے اور جب حضرت عمرنے ایک مرد عجمی کے لئے بمخالفت "الائمۃ من قریش"
منصب خلافت کو تجویز کیا تو صاف ثابت ہوگیا کہ وہ حدیث اونکے نزدیک وضعی تھی یا وہ
اوسکو قابل منسوخی کے سمجھتے تھے۔ حضرت عمر کا یہ اجتہاد باعتبار اونکے خصائص اور فضائل
کے یا بنظر اسکے کہ اصحاب اصول نے قول اور فعل صحابی کو دلیل نسخ حدیث پیغمبر کا قرار دیا
ہے (جیساکہ نورالانوار مین مذکور ہے) اونکے تابعین کے نزدیک واجب التسلیم ہے اور
وہ اوسکے صحیح تسلیم کرنے مین کان نہین ہلاسکتے۔

سوا ان دو شرطون کے جو صحیح بخاری سے مذکور ہوئی ہین کسی تیسری شرط کا وجود
واقعات خلافت مین تو پایا نہین جاتا جسکو شرایط شرعیہ کا مصداق کہا جاسکے غالباً
مولوی صاحب کا زور انہین شرایط پر ہوگا مگر افسوس ہے کہ سب سے بڑی شرط الائمۃ من
قریش والی بھی حضرت عمر کے ہاتھون پائمال ہوکر بخس بخس ہوگئی ع اے بسا آرزو کہ خاک
شدہ۔

یہان مجکو موقع ہے کہ مین مولوی صاحب سے یہ سوال کرون کہ اگریہی طریقہ انعقاد
خلافت کا جو آپنے بتلایا منجملہ دلائل حقیت کے ہے تو اونکو خلافت یزید بن معاویہ کے صحیح
قبول کرنے مین کیا پس وپیش ہے۔

مولوی صاحب نے جہان یہ بتایا ہے کہ احناف نے صرف فائدہ انعقاد خلافت کا ہونا
حقیت اور عدم حقیت کو اوسمین دخل نہیں ہے وہان اوس انعقاد [illegible] کی مثال مین یزید

کی خلافت کے انعقاد کا ذکر کیا ہے اور ما بہ الامتیاز خلافت ابو بکر اور خلافت یزیدی کا یہ قرار دیا ہے کہ یزید کی خلافت کا انعقاد چونکہ اون شرائط کے ساتھ نہیں ہوا جو حقیت مین شروط ہوتی ہین لہذا وہ مسلم نہیں ہے اور حضرت ابو بکر کی خلافت کا انعقاد اون شرائط کیساتھ ہوا اسلئے وہ مسلم ہے۔

لیکن اب جب کہ یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابو بکر کی خلافت پر وہ شرائط سرے سے معقود الوجود ہین اور یزید کی خلافت مین علاوہ اجماع اہل الحل والعقد کے استخلاف مستخلف بھی پایا جاتا ہے جو ایک عمدہ شرط صحت خلافت کی قبول کی گئی ہے اور یہ دونو شرطین حضرت ابو بکر کو من حیث الجمع نصیب بھی نہین ہوئین تو مولوی صاحب وجہ ظاہر کرین کہ کیون اہل سنت کے نزدیک خلافت یزید بن معاویہ کی بمقابلہ خلافت حضرت ابو بکر کے زیادہ تیقن اور عقیدت واذعان کے ساتھ قبول کئے جانیکا استحقاق نہین رکھتی اور یزید کو اپنا پیشوا اور خلیفہ برحق ماننے مین اونکو کیون عذر ہے؟

لیکن مین دیکھتا ہون کہ مولوی صاحب باوجود اس بات کے کہ وہ انعقاد اجماع امت کی مثال مین یزید کی خلافت کا ذکر کر چکے تھے (ناظرین اونکی تحریرین دیکھ لین) جس سے بداہتہً اعتراف اجماع خلافت یزید کا ظاہر ہے جب اُسپر گرفت کی گئی تو اب وہ اس اجماع سے انکار فرماتے ہین اور شبہہ اول کے جواب مین ضمناً وہ اس کہنے کی مبادرت کرتے ہین کہ "یزید کی خلافت پر اجماع بھی نہین ہوا"

لہذا مین بنظر اختصار صحیح بخاری سے جو اونکے نزدیک بعد کتاب الباری ہے صرف ایک ہی روایت دکھانے پر اکتفا کرتا ہون جسکے بعد خلافت یزید پر اجماع اہل الحل والعقد کے منعقد ہونے مین کوئی شبہہ باقی نہین رہ سکتا۔

وہ روایت یہ ہے " عن نافع قال لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر حشمه و ولده فقال انى سمعت رسول الله صلعم يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيامة وانا قد بايعنا هذا الرجل على بيع الله و رسوله وانى لا اعلم عذرا اعظم من ان يبايع رجل على بيع الله ورسوله ثم

ینصب لہ القتال الخ" جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع کیا تو ابن عمر نے اپنے حشم اور اولاد کو جمع اور کہا کہ مینے رسولخدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر غادر کا جھنڈا نصب کیا جائیگا۔ حالانکہ ہمنے یزید کی بیعت موافق بیعت خدا و رسول کے کرلی ہے۔ اور البتہ مین اس سے بھاری کوئی غدر نہیں دیکھتا ہون کہ اوس شخص کے مقابل مین قتال نصب کیا جاوے کہ جسکے ہاتھ پر بیعت موافق بیعت خدا و رسول کے کی جا چکی ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر وعیان ہے کہ اعیان صحابہ اور اہل مدینہ نے (جنکی بیعت اور جنکے اتفاق کا نام امام مالک کے نزدیک اجماع شرعی ہے) بیعت یزید بن معاویہ کی کرلی تھی کیونکہ اونکا بیعت سے خلع کرلینا اس بات کی دلیل ہے کہ پیشتر وہ لوگ اوسکی خلافت پر بیعت کرچکے تھے اور یہ کہ وہ بیعت مثل بیعت خدا و رسول کے کی گئی تھی نیز وہ بیعت ایسی مہتم بالشان تھی کہ جسکا خلع ابن عمر جیسے صحابی جلیل القدر کے نزدیک موجب غدر کا تھا۔

ایسے باقاعدہ اجماع کے ہوتے ہوئے جو صحابہ کرام نے کیا اور جس سے مخالفت بھی سوائے خامس آل عبا علیہ التحیۃ والثنا اور عبداللہ بن الزبیر کے کسی صحابی کی طرف سے مذکور نہین ہوئی مولوی عبدالشکور صاحب کا انکار کرنا اور اجماع سقیفہ کو جسمین کہ سعد بن عبادہ صحابی بدری حتی کہ بنی ہاشم تک شریک نہ تھے بلکہ اوسکے سخت مخالف تھے قبول کرنا مین نہین سمجھتا کونسی عقلمندی کی دلیل ہے۔ مینے لکھا تھا کہ "آیات قرآنی جو کچھ کہ اہل سنت کی طرف سے پیش کی جاتی ہین وہ فضائل صحابہ کے متعلق پیش کیجاتی ہین نہ اونکے استحقاق خلافت کیلئے۔ ہان اگر آپکے نزدیک کوئی ایسی ہو جس سے استحقاق خلافت حضرات خلفائے ثلثہ کا ظاہر ہوتا ہو تو اوسکو آپ ظاہر فرمادین تاکہ مین اوسپر غور کرسکون اور اگر محض فضائل کی بنا پر آپ استحقاق کسی خلیفہ کا قبول فرماتے ہون تو اوسمین فضائل صحابہ کی بحث پھر پیش آجائیگی اور خلفائے ثلثہ کی نسبت تحقیق حق کا مدار ایسے امور پر ہوگا جو قطعیات سے یقینیہ مین داخل ہون جسکا اشارہ آپنے شرح ۲ اپنی تحریر مین فرمایا ہے" (باقی آئندہ)

ابوالفاروق احمد یوسف

غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

ازواج لوطؑ و نوحؑ کی برائیاں۔ حضرت مریمؑ پر یہودیوں کا بہتان عظیم لگانا۔ خود جناب رسولخداؐ کی بعض ازواج کا راز نبی کو فاش کرنا اور اونکی شان میں صغت قلوبکما کا نازل ہونا اور ام المومنین عائشہ پر تہمت لگایا جانا مذکور نہیں ہے؟ اور یہ قرآن جسمین یہ سب باتیں موجود ہیں کفار قریش کے سامنے پڑھا نہیں جاتا تھا اور آج بھی مسلمان اسکی ہر روز خوش الحانی سے بآواز بلند تلاوت نہیں کرتے ہیں؟ کیا ہر سال ماہ رمضان میں ہر ہر مسجد میں بڑی بڑی جماعتیں قائم کرکے تراویح میں یہی قرآن شروع سے آخر تک ختم نہیں کیا جاتا ہے؟

جب انبیا کے مصائب اور قتل اور اسیری اور اونکی ازواج و بنات کا ذکر۔ رسولؐ کے اصحاب کے شکست کہانے اور فرار کا ذکر حضرت مریمؑ اور عائشہ کے اتہام کا بمقابل ہنسی اڑانے کے نہیں ہے اور ان اذکار سے رسول کی روح کو صدمہ نہیں پہونچتا ہے تو حسینؑ کے مصائب اور شہادت اور اونکے اہلبیت کی اسیری کے اذکار جو تمامتر حق شناسی و وفاداری خدا و صبر و استقلال شجاعت سخاوت اور جمیع اخلاق و اوصاف حمیدہ کے ساتھ مظلومیت کے بے نظیر دفتر ہیں کون ہنس سکتا ہے۔ کیا ہر سال بقرعید کے دن خطبوں میں حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسمعیلؑ کو ذبح کرنیکے لئے لٹانا نہیں پڑھا جاتا ہے اور اوس [illegible] بیچین ہو کر نہیں رو دیتے ہیں؟ کیا حدیث کی کتابوں میں کفار قریش کا آنحضرتؐ کو طرح طرح سے ستانا۔ ڈھیلا مارنا اوجھڑی پھینکنا ساحر و مجنون کہنا۔ گلے میں ردا ڈالکر گھسیٹنا۔ حضرت بلال کو ریگ گرم پر لٹانا اور اونکا احد احد کہنا حضرت ابوبکرؓ کے منہ پر اسقدر جوتوں کا مارنا کہ اونکا منہ سوجکر مثل کلچہ کے ہو گیا نہیں لکھا ہے اور ان حدیث کی کتابوں کو لوگ نہیں پڑھتے ہیں اور واعظین عام مجمعوں میں بیان نہیں کرتے ہیں؟ اگر ذکر شہادت حسینؑ اور اسیری اہلحرم کرنا روح امام حسینؑ کو صدمہ پہونچانا سمجھا جائے تو کیا فرمانکو جو حفاظ جماعت میں زور سے پڑھتے

مین گا گا کر پڑھتے ہین جمین لشکر اسلام کی شکست اصحاب کا بھاگنا اور ام المومنین عائشہ کے اونٹ کا ذکر ہے اوس سے رسول کی روح خوش ہوتی ہے؟

آگے چلکر ایڈیٹر صاحب فرماتے ہین کہ " دکھانے کے لئے رونی صورت بنانا سخت مضحکہ کی بات ہے " اب ہم کیا کہین کہ یہ مضحکہ ایڈیٹر صاحب نے کس کی کی ہے۔ کیا ایڈیٹر صاحب نے مدارج النبوت میں نہین پڑھا ہے کہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا کو دربارۂ اسیران بدر روتے دیکھکر کہا تھا کہ "چہ گریستی یا رسول اللہ تو و یاران تو من ہم گریستم اگر یابم و اگر نہ تباکی کنم" اور علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفا صفحہ ۸۱ مین یہ روایت نہین دیکھا ہے عن عرفجہ قال قال ابو بکر من استطاع ان یبکی فلیبک و الا فلیتباک (یعنی عرفجہ کہتے ہین کہ ابو بکر نے حکم دیا کہ جسکو رونا آوے وہ روئے ورنہ صورت رونیوالے کی بنالے)

خیر اس سے ہکو کچھ مطلب نہین۔ گوش خر و دندان سگ۔ ہم تو ایڈیٹر صاحب سے یہی کہینگے کہ آپ کا ہمکو مصنوعی اور ریائی طور پر رونے والے کی صورت بنانیگا حسین کی مظلومیت تو ایسی ہے کہ دشمن بھی رو دیتے ہین آپ تو دوستدار حسین ہونیکا دعوی کرتے ہین اوس جناب کو سردار جوانان بہشت مانتے ہین اونکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے ہین اونکے ساتھ عقیدت رکھنا فرض جانتے ہین قرآن مین جناب باری نے اونکی مودت کو فرض گردانا ہے۔ رسول نے فرمایا ہے حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا رواہ الترمذی۔ پس جو شخص واقعی خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے وہ کیونکر حسین کو دوست نہ رکھیگا اور جو شخص واقعی اوس جناب کو دل سے دوست رکھتا ہے کیونکر اوسکا دل اونکے مصائب سنکر درد مین نہ آئیگا اور نہ روئیگا کیونکہ فطرتی اقتضا محبت کا یہی ہے اسکے خلاف ہو نہین سکتا۔

تعجب ہے کہ آپ صاحب۔ تو عقیدہ مذہب والے آدمی ہوکر کہتے ہین کہ "یہ مظلومانہ شہادت وطن سے دور ایک صحرائے بے آب و گیاہ مین ایسی واقع ہوئی ہے کہ ایک سرد دل کو بھی رلا دیتی ہے۔ اس شہادت کے نسبت جو کچھ واقعات بیان ہوتے ہین وہ ایسے عجیب و غریب ہین کیا وہ نہین دیکھے؟ رونا یک مشاغلہ مین آجاتا ہے" اور ایڈیٹر صاحب باوجود دعوائے محبت

فرماتے ہین کہ ہمارے دلمین صدمہ ہوا نہ ہو مجلس مین ہم اپنی شکل سے تو یہی ظاہر کرنیکی کوشش کرینگے کہ ہمارے جان کا درد ہمارے جگر مین ہے۔

آخر آپکا دل جگر کس چیز کا ہے اور یہ کیسی دوستی ہے؟ دیکھیے ملاحظہ ہو مولوی حسن میان صاحب خلف مولوی حافظ محمد سلیمان شاہ صاحب پہلواروی جو فرقہ حنفی کے عالم جلیل القدر ہین بجواب کرزن گزٹ اپنے رسالہ گریہ و بکا مین جو اصلاح جلد ۱۱ مین شایع ہوا ہے تحریر فرماتے ہین "ہمنے غم حسین مین ایک بزرگ کی حکایت جو باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے نقل کی ہے کہ اونکے سامنے واقعہ شہادت کا ذکر ہوا وہ اسقدر روے اور فرط غم مین اسقدر بیقرار ہے کہ زمین پر سر دے مارا سر پھٹ گیا اور انتقال فرماگئے۔ مضمون نگار لکھتا ہے کہ یہ خود کشی ہوئی۔ نعوذ باللہ ایک تو اضطرار وبیقراری وبیخودی کی حالت مین اور پھر اہلبیت اطہار علیہم السلام کی محبت مین جان بحق ہونا خود کشی بتائی جاتی ہے۔ خود کشی تو جب ہوتی کہ جب وہ قصداً اپنے کو ہلاک کرتے زہر کھالیتے دریا مین ڈوب مرتے یا اپنا گلا گھونٹ دیتے وغیرہ۔ بیقراری وبیخودی کی بات خود کشی کسطرح ہوئی ۔ مع ہذا آؤ مین تبلاؤن کہ یہ خود کشی کا الزام اسی بزرگ پر نہین ہے بلکہ اصحاب رسول اللہ صلعم نے بھی آنحضرت کی محبت مین اور حضور کے غم مین جان دیکر آپکے خیال مین الٹا خود کشی بنکر معاذ اللہ بہت بڑے مجرم ہوے مدارج النبوت صفحہ ۸۸۹ ملاحظہ ہو آوردہ اندکہ صحابہ بعد از فوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراسیمہ وحیران گشتند الی قولہ و بعضے دعا کردند کہ خداوندا مارا کور ساز کہ طاقت نظر بروے دیگران نداریم۔ او ہمانثبت بالسنۃ صفحہ ۱۱۹ مین ہے۔ واضنی عبد اللہ بن انیس فمات مکدا۔ شاید یہ بھی مضمون نگار کے خیال مین خود کشی ہوگی نعوذ باللہ من ذالک" تمام ہوئی عبارت مولوی حسن میان صاحب کی۔ اور مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ مین ہے۔ آمد زنے نزد عائشہ والتماس کرد کہ بکشای برائے من قبر شریف رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پس بکشاد عائشہ قبر شریف را گریہ کرد آن زن تا جان داد رضی اللہ عنہا۔

ہماری غرض اس عبارت کے یہاں نقل کرنے سے صرف اسیقدر ہے کہ واقعی جسکو محبت ہوگی کیونکر نہ رویگا۔

ایڈیٹر صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "قرآن صریح الفاظ مین اسراف(۱) کی ممانعت کر رہا ہے ڈہول دمامے گانے بجانے نقارہ بازی کرنے برائی عورتوں کو مردون نے اپنے بنانے مجمع کے موقع واہ واہ اور مصنوعی آہ آہ کے لئے مجلسین آراستہ کرنیکو من عمل الشیطان (شیطانی کام) قرار دیتا ہے۔ مگر ہم عزاداری کی مجلسین اسلئے کرتے ہین کہ ابن زیاد سے جو ناکردنی کام اور ناگفتنی بات رہ گئی تھی اب ہم اوسکی تکمیل کروالین اور خاندان رسالت کی اچھی طرح بجوہنی ہو"۔ اس عبارت مین ایڈیٹر صاحب نے چند غیر واقع باتونکو اکٹھا کر دیا ہے چونکہ ہر بات کی حقیقت علحدہ دکہا دینا بہتر ہوگا اسلئے ہمنے سب پر نمبر لگا دیا ہے۔

(۱) شہادت حضرت امام حسینؑ کا جو بمنشاء قول رسولؐ حسین منی وانا من حسین داخل کلمۂ شہادتین ہین محض فی سبیل اللہ وقع ہونا اور اونکی تعزیہ داری کا باعث ترویج و ترقی دین اسلام ہونا ایسا بدیہی امر ہے کہ جسکے عقلاے یورپ بھی قائل ہین جسکی نظیرین جرمنی انگریزی اور فرانسیسی فلاسفرون کی تحریرون سے اوپر دیکھا چکے ہین پس حسینؑ کی عزاداری مین صرف کرنا اسراف نہین بلکہ انفاق فی سبیل اللہ ہوا جسکا حکم اور جسکی تعریف اور جسکی عمدہ جزائین صریح الفاظ مین بکثرت قرآن مین موجود ہین اور اسمین بخل کرنا یا دوسرون خرچ کرنے سے منع کرنا سبیل اللہ سے باز رہنا اور باز رکہنا ہے جسکی مذمت اور جسکے عوض مین عذاب الیم کا وعید صریح الفاظ مین بکثرت قرآن مین موجود ہے۔

(۲) ڈہول دمامے گانے بجانے سے حسینؑ کی مجلس عزا کو تو کوئی واسطہ نہین جو لوگ ایسا کرتے ہون اونکو چاہیئے کہ نہ کرین۔ پاک و پاکیزہ مجلسین کیا کرین جسمین بجز ذکر فضائل و مصائب اور وعظ و پند اور رونے رلانے کے دوسرا کوئی شغل نہ ہو۔ اِن مولودون اور عرسون مین البتہ ڈھول دمامہ گانا بجانا سب کچھ ہوتا ہے اوسکے نسبت ہم کچھ نہین کہہ سکتے کیونکہ وہ جواب دینگے کہ غنا جائز ہے ابوحنیفہ وغیرہ سنتے تھے (مدارج النبوۃ جلد اول ملاء) صحیح ترمذی مین ہے ایک سیاہ فام لونڈی نے اپنی نذر ادا کرنیکے لئے رسولؐ خدا کے

(۱) اسراف (جملہ)

ایک منچلا صحابی

شیعہ مصنفین کی توجہ چونکہ شروع سے سینونکے خلفائے ثلثہ ہی کی طرف زیادہ رہی اس سبب سے ان حضرات کے سچے حالات اصلی طرز معاشرۃ اور پرائیوٹ معاملات ایک حدتک پبلک مین آچکے ہین اور ہر مسلمان جسکو تھوڑا سا بھی سواد ہوان تینونکو کچے چٹھے سے کچھ نہ کچھ واقف ہوگیا ہے لہذا یہہ بحث گویا پامال شدہ زمین ہے - البتہ اون اصحاب کے واقعات بالکل تاریکی مین پڑے ہوے ہین جو ان خلفاء کے تلامذہ راشدین تھے اور اپنے مقدس اوستادون کے قدم بہ قدم چلتے تھے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ اونکے سوشیل لائف کے سچے نمونہ اور حرکات وسکنات کے ہوبہو فوٹو تھے - چونکہ ان مریدون کے حالات معلوم ہونے سے بڑے پیرونکے خفیہ اور صفحہ اوراق سے مٹائے ہوئے واقعات کا اندازہ ہوسکتا ہے (کیونکہ یہ مسلم ہے اولاد سے والدین - پھل سے درخت اور شاگرد سے اوستاد کی حقیقت معلوم ہوتی ہے) اسوجہ سے مناسب ہے کہ ان حضرات کے حالات بھی ڈھونڈھے جائین اور کبھی کبھی تفریح طبع کا ذریعہ قرار دیے جائین -

اسی بنا پر مین ذیل مین ایک معزز انصاری صحابی کا مستند اور مشہور واقعہ درج کرتا ہون تاکہ معلوم ہو جس دین کی بنا چورستے پر ہوئی ہے اوسکی گلیان کس وضع کی ہین یا جس مذہب کی عمارت کی دیوارین ابوبکر - عمر - عثمان اور یزید ہین اوسکی اینٹین کیسی تھین راقم کا خیال ہے کہ اصول مذہب اہلسنت کی بنا پر اگر وہ حدیث صحیح ہو جسمین مدینہ علم کی دیوارین یہ چار حضرات قرار دیے گئے ہین تو پہر اون دیوارون کی اینٹین بھی ایسے ہی متقی متشرع اور پابند اصول اسلام حضرات ہونگے تاکہ جزو کل کی مناسبت قائم رہ سکے -

عربی زبان مین ایک نہایت مشہور اور کثرت سے مستعمل ضرب المثل "فلان اشغل من ذات النحیین" ہے یہ ایسے موقع پر استعمال کرتے ہین جہان کوئی شخص کسی ایسے کام مین پھنسا ہوا ہو جس کو وہ چھوڑ نہ سکے اگرچہ اوس کام کی وجہ سے اوسکا کتنا ہی زیادہ

نقصان کیوں نہ ہو جائے۔ اب اس ضرب المثل کی اصلیت اور اسکے مبدا و منشا کو ملاحظہ فرمائے۔

عربی علم ادب کے مسلم الثبوت امام علامہ ابو محمد القاسم بن علی الحریری نے جنکی کتاب مقامات حریری مشہور زمانہ اور مستغنی عن التعریف ہے اسی کتاب کے سینتالیسوین مقامہ مین اس ضرب المثل کا استعمال کیا ہے اور پھر بعد ختم مقامہ کے اوسکی تفسیر بھی خود ہی کر دی ہے چنانچہ اس ضرب المثل کی تفسیر مین وہ لکھتے ہین و اما ذات النحیین فھی امرءۃ من تیم اللّٰہ بن ثعلبہ حضرت سوق عکاظ ومعہا نحیا سمن فاستخلی بہا خوات بن جبیر الانصاری یبتاعہا منہا ففتح احدھما فذاقہ ودفعہ الیہا فاخذتہ باحدی یدیہا ثم فتح الاخر وذاقہ ودفعہ الیہا فامسکتہ بید ھا الاخری ثم غشیہا وھی لاتقدر علی الدفع عن نفسہا لحفظہا فم النحیین وشحہا علی السمن فلما قام عنہا قالت لاھناک فضرب بہا المثل فیمن شغل" ترجمہ۔ ذات النحیین کا واقعہ یہ ہو کہ یہ ایک عورت تھی قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ سے۔ وہ ایک دفعہ بازار عکاظ مین دو مشک گھی لیکر گئی۔ اتنے مین حضرت خوات بن جبیر صحابی انصاری اوسکے پاس آئے اور اوس جگہہ سے تنہائی مین گھی خریدنے کے لئے اوسکو بلایا (چنانچہ وہ دونون مشکین علحدہ لیگئی) پس صحابی صاحب نے ایک مشک کا دہانہ کھولکر گھی چکھا اور اوسی طرح کھلی ہوئی مشک اوس عورت کو دیدی پھر فوراً ہی دوسری مشک کھولی اور اوسکو بھی چکھکر اوسی طرح اوس عورت کے حوالہ کی اوس نے اوسکو بھی دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا جب اسطرح اوس عورت کے دونون ہاتھ بجھ گئے تو با حیا اور ایماندار صحابی اوس عورت پر چڑھ بیٹھے اور خوب منہ کالا کیا کیونکہ عورت کے دونون ہاتھ پھنسے ہوئے تھے وہ مجبور تھی اگر صحابی صاحب کو روکنا چاہتی تو دونون مشک کا گھی بہ جاتا۔ پھر جب صحابی صاحب اس کرتوت سے فارغ ہوے تو اوس عورت نے ان کو خوب بیا کوسا (اور کر کیا سکتی تھی؟) بس اوسیوقت سے یہ ضرب المثل اس عورت کے نام سے مشہور ہو گئی (دیکھو مقامات حریری مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۹۸)

یہ ہے سنیون کے پیشوایان دین کے حالات کا ادنیٰ نمونہ اور یہ ہے بانیان اسلام (بقول سنیان) کے اخلاقی و مذہبی معاشرت کا خاکہ۔

اس واقعہ کو دیکھنے کے بعد رجال کی کتابون مین ان صحابی صاحب کے حالات تلاش کرنیکا خیال پیدا ہوا چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری کی مشہور تصنیف اسد الغابہ (جو صحابہ کے حالات مین مشہور ترین اور سب سے زیادہ مستند کتاب ہے) یہ عبارت ملی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۵:

خوات بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن امرئ القیس وھو البرك ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالك بن الاوس الانصاری الاویسی یکنی اباعبد اللہ وکان احد فرسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شھد بدراً ... قال ابن الکلبی وھو صاحب ذات النحیین وھی امرأۃ من بنی تیم اللہ کانت تبیع السمن وتضرب العرب المثل بھا فتقول اشغل من ذات النحیین والقصہ مشھورۃ فلا نطول بذکرھا"

یعنی خوات بن جبیر ایک انصاری صحابی تھے جو رسولخدا کے سوارون سے ہین اور جنگ بدر مین شریک تھے۔ ابن کلبی نے بیان کیا ہے کہ یہی ہین ذات النحیین[له] والے۔ ذات النحیین قبیلہ بنی تیم اللہ کی ایک عورت تھی جو گھی بیچا کرتی تھی۔ اہل عرب اوسی

له اڈیٹر النجم نے (جنہون نے قرآن مین تحریف ثابت کرنیکا ٹھیکہ لیا اور بیڑا اوٹھایا ہے) لفظ صاحب کا ترجمہ شوہر کرکے اپنے مقتدر صحابی کے فاش عیب کو مثل کتمان حق کے چھپاتے ہوئے اپنے علماے متقدمین و متاخرین کے کمال فن جعل سازی کو یاد دلادیا ہے اگر وہ خوات ابن جبیر کا شوہر ذات النحیین ہونا لغوی یا تاریخی حیثیت سے ثابت کرین تو مین بلا پس و پیش مان لون کہ آپ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کے اوستاد معظم ہین۔ اڈیٹر صاحب النجم نے سارے ترجمہ اسد الغابہ مین ایسی ہی تحریفی کارروائیان کی ہین جنکو مین انشاء اللہ رفتہ رفتہ پبلک مین لاؤنگا ۱۲ منہ

نام سے ضرب المثل اشغل من ذات النحیین کا استعمال کرتے ہین - یہ قصہ مشہور ہے اسلئے ہم اپنا کلام اوسکے ذکر سے طویل کرنا نہین چاہتے - انتہی

کیون نہ ہو جب فضائل اہلبیت مٹا ے گئے - احادیث رسول صلعم بھلا دی گئین اور (بقول علماے اہلسنت) قرآن مین تحریف کردی گئی تو پھر صحابہ کے کرتوت پر کیون نہ پردہ ڈالا جاتا مگر ع نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔

بیچارے ابن اثیر جزری کے چھپاے بھلا ایسا واقعہ پوشیدہ رہ سکتا ہے جسکو پکار پکار کر بتلانے والی ہزارون کتابین (خصوصاً علم ادب کی) موجود ہون - اگرچہ ایماندار مورخ صاحب نے اس واقعہ فاحشہ کا ذکر تو اپنی کتاب مین نہین کیا لیکن انھین صحابی صاحب کے ترجمہ مین ایک دوسرے واقعہ کا مزہ دار حال یون لکھتے ہین -

"ان خوات بن جبیر قال نزلنا مع رسول اللہ ؐ مرا لظہران فخرجت من خبائی فاذا انا بنسوۃ یتحدثن فاعجبننی فرجعت فاستخرجت حلۃ فلبستہا ثم جئت فجلست معہن وخرج رسول اللہ ؐ من قبۃ فلما رایت رسول اللہ ھبتہ و اختلطت وقلت یا رسول اللہ جمل لی شرد فانا ابتغی لہ قیدا و مضی - فاتبعتہ فالقی الی ردائہ و دخل الاراک فقضی حاجتہ وتوضاء فاقبل والماء یسیل علی صدرہ من لحیتہ فقال اباعبد اللہ ما فعل ذلک الجمل و ارتحلنا فجعل لا یلحقنی فی المسیر الا قال السلام علیک اباعبد اللہ ما فعل شراد ذلک الجمل فلما رایت ذلک تعجلت الی المدینۃ و اجتنبت المسجد والمجالسۃ الی النبی ؐ فلما طال ذلک علی اتیت المسجد فقمت اصلی فخرج رسول اللہ من بعض حجرہ فجاء فصلی رکعتین فطولت رجاء ان یذھب ویدعنی فقال ابا عبد اللہ طول ما شئت ان تطول فلست بمنصرف حتی تنصرف فقلت فی نفسی واللہ لاعتذرن الی رسول اللہ ؐ ولا برئن صدرہ فلما انصرفت قال السلام علیک اباعبد اللہ ما فعل شراد ذلک الجمل قلت والذی بعثک بالحق ما شرد ذلک الجمل منذ اسلمت" ملاحظہ ہو اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۶ مطبوعہ مصر

ترجمہ (یہی صحابی) خوات ابن جبیر خود ناقل ہین کہ مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک دفعہ مقام مرالظہران مین اوترا اور جب اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو چند عورتون کو باتین کرتے دیکھا جنہون نے میرے دلکو چھین کردیا پس مین فوراً ہی پلٹا اور ایک نفیس بھڑکدار جوڑا پہنکر اون عورتون کے جمگھٹے مین آبیٹھا۔ اتنے مین رسول اللہ صلعم اپنے قبہ سے برآمد ہوے آپکو دیکھکر میری روح فنا ہوگئی اور مین نے آہستہ سے آپکے ہمراہ ہوکر عرض کیا کہ یا حضرت میرا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے مین اوسیکو پکڑنے نکلا ہون (مگر) حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی راہ چلے گئے مین بھی پیچھے پیچھے رہا (پھر ایک جگھہ ٹھہر کر) آپنے اپنی چادر مجھے دیدی اور خود اراک کے درختون مین قضاے حاجت کے لئے تشریف لیگئے۔ بعدہ وضو کرکے میرے جانب متوجہ ہوے اس حالت سے کہ آپکی ریش مبارک سے سینہ اقدس پر پانی ٹپک رہا تھا اور فرمایا اے ابوعبداللہ اوس اونٹ کا کیا حال ہے مین نے کچھ جواب نہ دیا اور ہم دونون آدمی چلتے رہے مگر حالت یہ تھی کہ اثناے راہ مین جب میرے قریب ہو جاتے یہی سوال فرماتے کہ وہ اونٹ بھاگ کر کیا ہو گیا جب مین نے اس (آنحضرت کے بنانے اور چھیڑخوانی کرنیکو) دیکھا تو (مارے شرم کے) مدینہ مین چھپ رہا اور مسجد کی آمدورفت اور حضرت کی زیارت بالکل ترک کردی (کیونکہ حضرت اصل واقعہ کو سمجھ گئے تھے اور راز فاش ہونے سے مین شرمندہ رہتا تھا) اسی طرح جب ایک مدت گذر گئی تو ایک روز مین مسجد مین آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ ناگاہ آنحضرت اپنے حجرہ سے تشریف لاے اور دو رکعت نماز پڑھی آپکو دیکھکر مینے اپنی نماز کو خوب طول دیا اس امید مین کہ جب تک حضرت تشریف لیجائینگے اور مجھے چھیڑنیکا موقع نہین ملیگا مگر حضرت تاڑ گئے اور فرمایا اے ابوعبداللہ تو اپنی نماز کو چاہے جتنا طول دے مین تو اوسوقت تک نہین جاتا جبتک تو نماز سے فارغ نہین ہوتا جب مینے یہ سنا تو اپنے دل مین کہا اب چھٹکا نہین ہوسکتا بہتر یہی ہو کہ آپ سے معذرہ کرلون اور آپکے دل کو اپنی طرف سے صاف کردون۔ یہ قصد کرکے جب مینے نماز ختم کی تو فوراً حضرت نے چھیڑا کہ اے ابوعبداللہ اوس گم شدہ اونٹ کا تو حال بیان کرو۔ اوسوقت مین نے عرض کیا یا حضرت قسم ہے اوس پروردگار کی جس نے آپکو مبعوث بحق کیا جب سے مین اسلام لایا میرا کوئی بھی اونٹ نہین گم ہوا (اوسوقت

صرف حیلہ تھا)"

اس واقعہ سے بھی اس امر کا اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ ان صحابہ اہلسنت پر اسلامی تعلیم کا کسقدر اثر ہوا تھا۔ پھر کیوں نہ اس زمانہ میں اسلامی عمارت ضعیف ہو اور کیوں نہ آریہ اعتراضات سے اسکی دیوارین ہلجائین جسکے ستون ایسے پاکیزہ اوصاف اور قابل تقلید اخلاق کے بزرگ قرار دئے جائین اور اصلی بانیان اسلام کے حالات صفحہ دنیا سے مٹائے جائین جنکی اشاعت اگر کیجاتی تو اسلام پر ایک اعتراض بھی نہین سنائی دیتا فقط

راقم ابو العلاء کھجوی طالب العلم

صحابہ پرستی کا بطلان

کسقدر صحیح فرمایا ہے رسول اللہ صلعم نے یا ابا بکر لیت انی لقیت اخوانی فقال ابو بکر یا رسول اللہ نحن اخوانک قال لا انتم اصحابی۔ اخوانی الذین لم یرونی وصدقوا بی واحبونی لانی احب الی من ولدہ ووالدہ قالوا یا رسول اللہ نحن اخوانک قال لا انتم اصحابی صفحہ ۱۲۱ صواعق محرقہ

کہ اے ابوبکر کاش ہم ملاقات کرتے اپنے بھائیون سے۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ آپکے اخوان سے ہین حضرت نے فرمایا نہین تم تو اصحاب ہو۔ ہمارے اخوان تو وہ ہین جو بے دیکھے ہماری تصدیق کرینگے۔ اور وہ ہمکو اپنی اولاد اور باپ سے زیادہ محبوب رکھینگے صحابہ نے کہا یا حضرت ہم ہی تو آپکے اخوان سے ہین حضرت نے فرمایا کہ نہین تم صرف اصحاب ہو۔

اور دوسری حدیثون مین جو صحاح ستہ مین موجود ہین حضرت نے فرمایا من اصحابی من لا یرانی ہمارے اصحاب سے کچھ لوگ تو ایسے ہونگے جو پھر ہمکو کبھی نہ دیکھینگے وغیرہ صدہا حدیثین ہین جن سے اصحاب کا مرتد ہونا اور داخل جہنم ہونا ظاہر ہے۔

اب اس حدیث کی اس طرح تصدیق ظاہر ہو رہی ہے کہ خود اہلسنت نہین بلکہ اہلحدیث ان صحابہ کی اسطرح قلعی کھول رہے ہین کہ تمام عالم کو معلوم ہو کہ یہ لوگ کیسے تھے۔

ہم یہان انکے نہ ظلم وستم کو لکھنا چاہتے ہین نہ فسق وبدعت کو جس سے کسیکو اوسمین گفتگو کی

نوبت آئے۔ بلکہ اونکے فہم وادراک کی حالت پر ایک روشنی ڈالنا چاہتے ہین وہ بھی صرف اخبار اہلحدیث سے تاکہ معلوم ہو وہ صحابہ جو حامل اسرار شریعت بتائے جاتے ہین کیسے صاحب فہم تھے۔

ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۲ محرم ۱۳۳۱ جلد، صحیح بخاری کتاب الزکوۃ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذوا قصبۃ یذرعونہا فکانت سودۃ اطولھن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدھا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقا بہ وکانت تحب الصدقۃ"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مین سے بعض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ (آپکے بعد عالم برزخ مین) ہم مین سے کون سب سے جلد آپسے ملیگی۔ آپنے فرمایا اطولکن یدا۔ پس وہ سرکنڈہ لیکر ہاتھ ناپنے لگین تو حضرت سودہ سب سے (ظاہری) ہاتھ مین لمبی نکلی (ہم اسی خیال مین رہین حتی کہ حضرت زینب فوت ہوئین) تو پیچھے ہمکو معلوم ہوا کہ اس کے ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ تہا اور وہی یعنی زینب ہم مین سے سب سے جلد آنحضرت صلعم سے جاملین۔ اور وہ صدقہ کو بہت پسند کرتی تھی"

پھر لکھتے ہین "صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت مین حضرت عائشہ کے قول فعلمنا بعد کے بعد حضرت زینب کی وفات کا قصہ محذوف ہے اور اس کے بعد کانت اسرعنا اور کانت تحب الصدقۃ غائب مونث ضمیرین زینب کی طرف راجع ہین۔

اس کی ایک یہ دلیل ہے کہ اصابہ اور نیز فتح الباری مین حافظ ابن حجر نے مستدرک حاکم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اسی روایت مین نقل کیا ہے۔ قالت عائشۃ فکنا اذا اجتمعنا فی بیت احدنا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمد ایدینا فی الجدار نتطاول فلم نزل نفعل ذلک حتی توفیت زینب بنت جحش وکانت امرأۃ قصیرۃ ولم تکن باطولنا فعرفنا حینئذ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما اراد طول الید بالصدقۃ وکانت زینب امرأۃ صناع الیدین فکا

متن بہٖ وتغزو وتتصدق بہ فی سبیل اللہ (اصابہ ترجمہ ام المومنین زینب رضؓ)"
ان روایتون سے آپکو معلوم ہوگا کہ خود حضرت عائشہ جو علامہ روزگار تھین اور جن کی حدیثون پر نصف مذہب اہلسنت کا تخمیناً مدار ہے۔ وہ ایسی خوش فہم تھین کہ حضرت نے جو فرمایا تھا کہ سب سے پہلے ازواج سے وہ بی بی مریگی جسکا ہاتھ سب سے لانبا ہوگا یعنی سب سے زیادہ خیرات کرنیوالی ہوگی۔ تو اوس سے حضرت عائشہ نے یہ سمجھا کہ لمبے ہاتھ سے ہاتھ کی لمبائی مراد ہے جسکے لئے وہ سرکنڈہ لیکرنا پا کرتین حالانکہ حضرت کا مقصود اس سے زیادہ خیرات کرنا تھا پھر جو صحابہ ایسے خوش فہم اور صاحب عقل ہون وہ کیا حامل شریعت ہو سکتے ہین۔
یہی تو وجہ ہو کہ اب حضرت عائشہ کی روایت عام طور سے ردی ہو رہی ہے چنانچہ اخبار النجم نے متعلق فدک انکی حدیث کو بالکل بے بنیاد قرار دیا ہے۔
مگر ہم ایک حضرت عائشہ کے نام کیا روئین کہ ع این خانہ تمام آفتاب است، کا مضمون ہے کیونکہ دوسرے صحابہ بھی تو ایسے ہی خوش فہم تھے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث ۱۲۱ مورخہ ۹ محرم لکھتا ہے
سوم یہ کہ مذہب محدثین پر آثار صحابہ حجت نہین۔ کیونکہ انکا ضابطہ ہے قول الصحابی لیس بحجۃ میرے پاس اس ضابطہ کو توڑنے کی کوئی وجہ نہین۔ پھر معلوم نہین ہوتا کہ اہل حدیث ہو کر انکے متمسکہ ضوابط کو کیون ضعف دیا جاتا ہے۔ مذہب
مین شرعی حکم قائم کرنیکا مجاز عام صحابہ کو چھوڑ کر خلفاء اربعہ کو بھی حاصل نہین۔ بلکہ کل دنیا اس عہدہ سے قاصر ہے۔ دیکھیئے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ مین اہل حدیث صرف بمنشاء حدیث حضرت عمر کا خلاف کرتے ہین اور اسکو محض سیاسی حکم بتلاتے ہین۔
امام ابن قیم باوجود اس ضابطہ کو تسلیم کرنیکے کہ قول وفعل صحابی حجت نہین مسلم کو کیسی جواب دیسکتے ہین ان الذین سمعوا القرآن من النبی صلعم وعرفوا تاویلہ صحوا علی الجوہرین۔ کیا معلوم نہین کہ صحابہ کی سواد اعظم آیت کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب سمجھنے مین غلطی کرگئی تھی اور اُس کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کر کے خیط ابیض سے سفید تاگا اور خیط اسود سے سیاہ تاگا مراد لیا تھا۔ اور صبح و شب کا امتیاز کا دارومدار رکھا کہ جب ان مین فرق معلوم ہونے لگ جائے تو

صبح کا وقت ہو گیا۔ اس سہو کو جملہ من الفجر کے نزول نے رفع کیا۔ اس سے بڑھکر سنئے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بڑے بافقاہت صحابی تھے ایک شخص کا نکاح کوفہ میں حقیقی ساس سے کرا دیا حالانکہ امہات نساءکم کا ذکر ان کے سینے میں جمع تھا اور روز مرہ وقت زبان پر۔ اس خیال سے کہ اس آیت کا مورد ایسی ساس ہے کہ جسکی دختر سے نکاح خلوت کر چکا ہو۔ ورنہ بغیر اس صورت کے منکوحہ حرام نہیں جب اس کارروائی کو پورا کر کے مدینہ پہونچے تو صحابہ نے انہیں اس سہو پر مطلع کیا بمجرد حبر واپسی کا دامن پکڑے کوفہ میں آئے اور ان کی باہمی تفریق کرائی (دراسات) اوّلاً آیۃ امہات نساءکم کا مطلب سمجھنے میں غلطی کھائی اور دوم جو تفسیر آنحضرتؐ نے اس آیت کی بیان فرمائی ایما رجل نکح امرأۃ فلا یحل لہ ان ینکح امہا دخل بہا او لم یدخل۔ رواہ الترمذی۔ اس سے بے خبر ہے۔ اور یہ سب باتیں بتقاضائے بشریت ہیں۔ جن میں کوئی نقص نہیں۔

پھر صلوۃ الوسطی کی تفسیر آیت حافظوا علی الصلوٰت والصّلوۃ الوسطی میں آنحضرت نے صلوۃ عصر سے بیان کی جیسے بروایت علی رضؓ صحیح بخاری و مسلم میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ نے جنگ خندق کے روز یہ الفاظ ارشاد فرمائے حبسونا عن صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر ملاء اللہ بیوتہم وقبورہم نارا۔ اور ایسے ہی عبد اللہ بن مسعود و سمرہ بن جندبؓ سرور کائنات سے نقل کیا صلوۃ الوسطی صلوۃ العصر۔ رواہ الترمذی اور اسکے خلاف ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ اور زید بن ثابت نے صلوۃ وسطے نماز ظہر کو قرار دیا۔ الصّلوۃ الوسطی صلوۃ الظہر بالھاجرۃ رواہ مالک عن زید والترمذی عنہما۔ بلکہ بروایت احمد و ابو داؤد و زید بن ثابت کے نزول آیت کی یہی وجہ بیان کی کان رسول اللہ صلعم یصلی الظہر بالھاجرۃ ولم یکن یصلی صلوٰتا اشد علی اصحاب رسول اللہ صلعم منہا فنزلت حافظوا علی الصلوٰت والصّلوۃ الوسطی وقال ان قبلہا صلوتین وبعدہا صلوتین۔ اور حضرت علیؓ و ابن عباسؓ کہا کرتے تھے الصّلوۃ الوسطی صلوۃ الصبح۔ رواہ فی الموطا والترمذی عن ابن عباس و ابن عمر تعلیقا بعد آیت ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا کی تفسیر حضرت عبد اللہ

بن عباس نے بیان کی کہ اس سے مراد سوء معیشتی و تنگی ہے جو انسانون کو دنیا مین لاحق ہو
یا مزہ رکھتی ہو اور جناب علیہ السلام نے فرمایا - اتدرون فیما انزلت ھذہ الایۃ فان لہ
معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ قال اتدرون ما المعیشۃ الضنک قالو
اللہ ورسولہ اعلم قال عذاب الکافر فی قبرہ والذی نفسی بیدہ انہ یسلط
علیہ تسعۃ وتسعون تنینا - رواہ ابو یعلیٰ وابن حبان فی صحیحہ عن ابی ھریرہ

ابن عباس رض نے آیت فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک وان کانت
واحدۃً فلھا النصف کی تفسیر مین اپنے اجتہاد سے دو دخترون کا وہی حصہ قرار دیا جو ایک
کو حاصل ہو یعنی وہ بھی میراثاً نصف کی مالک ہونگی - حالانکہ صحیح حدیث مرفوع مین سعد بن
ربیع کی جورو کی فریاد پر آیت میراث نازل ہونیکا ذکر لکھکر یہ الفاظ موجود ہین - فبعث رسول
اللہ صلعم الیٰ عمہما فقال اعط لابنتی سعد الثلثین -

اب کہیئے صحابہ کی کیا قدر و منزلت رہی کہ نہ اون کا کوئی قول و فعل حجت نہ اون کے
فہم و سمجھ پر بھروسہ - پھر اون سے دین و ایمان کے متعلق کوئی قول لینا اور اوسپر عمل کرنا
کسقدر خطرناک ہے -

ناظرین اصلاح کو ہم اصلاح جلد ۷ کا ۹ صفحہ ۵ یاد دلاتے ہین جسمین اس مضمون کی بخوبی
توضیح کی گئی ہے کہ اکثر صحابہ یہی سمجھے تھے کہ جب آیہ حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من
الخیط الاسود نازل ہوا - تو صحابہ اپنے پیرون مین سیاہ و سفید ڈورہ باندھکر چین سے
کھایا پیا کرتے کہ جب دونون مین فرق معلوم ہونے لگے گا تو کھانا پینا چھوڑ دینگے -

جہان حضرت عائشہ کا ہاتھ پانا اور سرکنڈوں سے پیمایش کرنا معلوم ہوا - وہان آپکو ایک دوسری
پیمایش بھی یاد پڑ گئی ہوگی جسکے متعلق لاٹھی محل کا ایک واقعہ شیعہ مین چھپ چکا ہے اور
اصلاح ۱۲ جلد ۱ مین بھی اوسکی سند رد المحتار سے دیگئی تھی ملاحظہ ہو اصلاح ۱۲ جلد ۱ صفحہ ۳
حق یہ ہے کہ حق وہ چیز ہے جو اکبر و زمرد ظاہر ہوتی ہے کہان تو ایک وہ زمانہ تھا کہ
جدھر دیکھو صحابہ کا قول ہے صحابہ کا فعل قرآن حدیث سب اسکے سامنے ہیچ یہانتک کہ صرف
اپنے جبر سے حکم رسول اللہ دربارہ خلافت جناب امیر رد کردیا گیا کہ صحابہ نے سازش کرکے

ابوبکر کو خلیفہ بنایا۔ اور اب یہ زمانہ آیا کہ عام طور سے صحابہ کا قول صحابہ کا فعل بلکہ صحابہ کی رائے یعنی قرآن و حدیث کے مطلب جو کچھ وہ سمجھتے تھے وہ سب رد کیا جاتا ہے۔

اگر آپکو زیادہ شوق ہو تو مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کا رسالہ اتباع سلف دیکھئے جسے حسنی دنیا مین ایک ہل چل ڈالدی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۹ لکھتے ہین۔

مناسب ہے کہ ہم اس کے متعلق احکام شرعیہ مین چند مثالین اپنے ناظرین کو سناوین۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری مین ایک حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا جب امام ولا الضالین کہے تم لوگ آمین کہا کرو کہ جسکا قول فرشتون کے قول سے موافق ہو گا اُس کے گناہ بخشے جائینگے۔"

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا امین فانہ من وافق قولہ قول الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ

اس حدیث پر امام ممدوح نے باب تجویز کیا ہے باب جھر الماموم بالتامین یعنی مقتدی کا بلند آواز سے آمین کہنا" باب جو محدثین باندھتے ہین۔ اونکا ایک فہم ہوتا ہے جسکو وہ حدیث سے سمجھتے ہین۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ مقتدی کو آمین بالجہر کہنی چاہیئے۔ اسلئے علماء حنفیہ کہتے ہین روایت امام بخاری کی صحیح ہے مگر فہم اور درایت صحیح نہین بلکہ غلط ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے جہر ثابت نہین ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ روایت اور درایت مین فرق ہے۔

نمبر ۲ ترمذی مین روایت ہے کہ حضرت جابر سے کسی نے پوچھا کہ ضبع (بجو) شکار ہے کہا ہان۔ مین نے کہا کھا لیا کرون۔ کہا ہان مین نے کہا یہ حکم رسول خدا نے فرمایا ہے کہا ہان۔

قلت لجابر الضبع اصید ھی قال نعم قلت أاکلھا قال نعم قلت اقالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم (کتاب الاطعمہ)

ضبع چونکہ حنفیہ کے نزدیک حلال نہین اسلئے وہ کہتے ہین کہ رسول خدا نے ضبع کو شکار فرمایا تو حضرت جابر اوسکے شکار ہونے سے سمجھے کہ حلال بھی ہے یہ انکا اپنا فہم ہے روایت ٹھیک ہے درایت ٹھیک نہین۔

نمبر۹ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین۔ کہ خرید و فروخت ہو تو بیع

البیعان بالخیار ما لم یتفرقا او یختار
وکان ابن عمر اذا ابتاع بیعا وھو قاعد
قام لیجب لہ (ترمذی کتاب البیوع)

مشتری جبتک جدا نہون دونون کو واپس کردینے اور رکھنے کا اختیار ہے۔ پس ابن عمرؓ صحابی جب کوئی چیز خریدتے اگر بیٹھے ہوتے تو کھڑے ہوجاتے تاکہ ان کے حق مین بیع کامل ہو جائے۔

اس حدیث پر حضرت ابن عمر نے عمل کرکے دکھایا کہ مطلب یہ ہے بایع مشتری کی جسمانی علحدگی ہونی چاہئے۔ مگر حنفیہ کا یہ مذہب نہین انکا مذہب ہے کہ بیع ختم ہوکر اور مضمون کی گفتگو شروع ہوجاے جسمانی علحدگی کی ضرورت نہین خواہ اسی مجلس مین بیٹھے رہین۔ اس حدیث کا جواب دیتے ہین کہ ابن عمر کا فعل انکا فہم ہے روایت کے ہم پابند ہین درایت کے پابند نہین۔ (ہدایہ اور نورالانوار)

نمبر۱۰۔ امام بخاری نے امام ابوحنیفہ کا مذہب نقل کیا ہے۔ کہ اگر باکرہ لڑکی سے اجازت نہ

قال بعض الناس ان لم تستاذن البکر
ولم تزوج فاحتال رجل فاقام شاھدی
زور انہ تزوجھا برضاھا فاثبت القاضی
نکاحھا والزوج یعلم ان الشھادۃ
باطل فلاباس ان یطاء ھا و
ھو تزویج صحیح
صحیح بخاری
کتاب الحیل

لیجاے اور نہ نکاح کیا ہو۔ تاہم کوئی شخص جھوٹا دعوی نکاح کا کرکے دو گواہ جھوٹے گذار دے اور قاضی اوسکے حق مین فیصلہ دیدے حالانکہ زوج (مدعی) جانتا ہے کہ میرا دعوی بھی غلط ہے اور گواہ بھی جھوٹے ہین تو بھی اس سے جماع کرنا اوسکو حلال ہے۔ اور یہ نکاح صحیح ہے۔

ان خنساء بنت خذام انکحھا ابوھا وھی
کارھۃ فرد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ذالک (کتاب الحیل)

امام ابوحنیفہ رح کا یہ مذہب بیان کرکے امام بخاری نے اس کے رد مین ایک روایت نقل کی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ۔ ایک لڑکی کے والد نے باوجود اس کی کراہت کے نکاح کرادیا تو آنحضرت نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکاح کو رد فرمایا

امام بخاری اس حدیث کو امام ابوحنیفہ کے برخلاف لائے ہین حنفیہ کہتے ہین یہ حدیث

تو صحیح ہو گر امام بخاری نے جو اس سے جو نتیجہ نکالکر امام ابو حنیفہ کا رد کیا ہے یہ امام بخاری کا فہم ہے۔ ورنہ دراصل یہ حدیث ہمارے امام کے برخلاف نہیں۔ *

یہ چند مثالیں بطور نمونہ کافی ہین ورنہ اس قسم کی سینکڑون نہین ہزارون مثالیں ملتی ہیں کہ روایت اور درایت مین فرق کرکے روایت تو معتبر ہوتی ہے مگر درایت معتبر نہین۔

اسلیئے محدثین کا عام اصول ہے کہ اس قسم کی روایت جو فہم راوی سے تعلق رکھتی ہو شریعت مین دلیل نہین ہے الموقوف لیس بحجۃ علی الاصح (مقدمہ جرجانی۔ ظفر الامانی شرح نخبہ۔ مقدمہ ابن الصلاح وغیرہ ملاحظہ ہون) امام شافعی کا قول مشہور ہے کہ لا تقلید احد منھم (نور الانوار) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے کسی کی بھی تقلید نکیجائے دلیل دیتے ہین لان الصحابۃ یخالف بعضھم بعضاً ولیس احدھم اولی من الاخر فتعین البطلان (نور الانوار) یعنی اصحاب آپس مین ایک دوسرے کے مخالف ہوتے تھے پھر ترجیح کس کو ہوگی لہذا سب کی بابت یہی فتوے ہے کہ کسی کا قول دلیل شرعی نہین۔ صاحب توضیح فرماتے ہین عند الشافعی لا یجب (تقلید الصحابی) لانہ لما لم یرفعہ لا یحمل علی السماع و فی الاجتہاد الصحابۃ وسائر المجتہدین سواء ، ولان کل مجتہد یخطی و یصیب عند اھل السنۃ والجماعۃ (توضیح فصل تقلید الصحابی) یعنی امام شافعی کے نزدیک مسائل اختلافیہ اجتہادیہ مین کسی صحابی کی تقلید واجب نہین کیونکہ صحابی جب اپنے قول کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہین کرتا تو یہ نہ سمجھا جائیگا کہ اُسنے آنحضرت سے سنا اجتہاد مین صحابہ اور دوسرے مجتہد برابر ہین دوسری دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک ہر ایک مجتہد سے غلطی اور صحت دونون ہوتی ہین پھر تقلید کیسی؟

فائدہ۔ امام شافعی کی اس دلیل سے ثابت ہوا کہ کسی مجتہد کی بھی تقلید واجب نہین امام شوکانی لکھتے ہین۔ فقد تقرر عند ائمۃ الاصول عدم حجیۃ اقوال الصحابۃ (نیل جلد اول صفحہ ۳۰۸) یعنی علماء اصول حدیث کے ہان یہ بات قرار پاچکی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

* **تنبیہ۔** اس جگہ ہم کو ان مسائل کی صحت یا عدم صحت سے بحث نہین بلکہ ہمنے صرف یہ دکھایا ہے کہ معتبر راوی کی روایت کی پابندی ہے مگر درایت اور فہم کی پابندی نہین۔ منہ

علیہ و آلہ وسلم کے اقوال حجت (دلیل شرعی) نہیں۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ اتباع سلف مین بڑے متشدد ہین اور حق یہ ہے کہ ہونا بھی چاہئے حافظ صاحب موصوف نے اعلام الموقعین مین چھیالیس دلائل اتباع صحابہ پر دئیے ہین جسکو بعض سادہ لوحون نے ہمارے خلاف مدعا سمجھا ہے حق یہ ہے کہ اونکا ایسا سمجھنا اونکی حیثیت کے مطابق ٹھیک بھی ہے سچ ہے ؎

کم من عائب قولاً صحیحا ۔۔۔ و آفتہ من الفہم السقیم

حافظ ممدوح نے کتاب "اعلام" مین تو ۴۶ دلیلین وجوب اتباع کی دین مگر زاد المعاد مین حضرت عمر کے فیصلون پر ہنسی اوڑاتے ہین۔

ایک صحابن فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو خاوند نے تین طلاقین دین تو اُسے نان نفقہ کا دعوی کیا آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے کوئی نفقہ نہین یہ مسئلہ معہ اس روایت کے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حضور مین پیش ہوا تو امیر المومنین نے فرمایا ہم خدا کی کتاب اور سنت رسول کو ایک عورت کے کہنے سے نہین چھوڑ سکتے (حضرت عمر کا فیصلہ تھا کہ مطلقہ ثلاثہ کو نان و نفقہ اور سکونتی مکان ملسکتا ہے) حافظ ابن قیم نے زاد المعاد مین حضرت عمر کے اس فیصلہ کی سخت مخالفت کی ہے اور اپنی تائید مین امام احمد کا قول نقل کیا ہے کہ امام ممدوح حضرت عمر کے اس فیصلہ پر ہنسا کرتے تھے"۔ (مصری جلد ۲ صفحہ ۳۵۵)

ناظرین والاتمکین! بغور ملاحظہ فرمائین کہ جب ایسے ایسے علما جو اہلحدیث کے ائمہ دین سے گذرے ہین صحابہ کے قول کو نہین مانتے حضرت عمر کے فیصلہ پر ہنسی اوڑاتے ہنسا کرتے۔ تو پھر شیعو نپر کیون زبردستی کی جاتی ہے کہ انکو خلیفہ برحق مانو اور لعنت نہ کہو۔ حالانکہ بدیہی بات ہے کہ جس خلیفہ کے اقوال قابل مضحکہ ہون وہ کب خلیفہ رسول ہوسکتا ہے۔

انجمن اتحاد لکھنو

اسکے متعلق ایک مراسلہ اصلاح نمبر ۲۰ مین شایع ہوچکا جس سے اسکی ضرورت نمایان ہے اب جلد دیکھنا ہے کہ ہماری اغراض اتحاد کیا ہین اور کہانتک ممکن ہین۔

اسوقت اتحاد کی خواہان کل قومین ہین اور ہرایک کے اغراض مختلف ہین کانگریسی یا انارکسٹ جو گورنمنٹ سے بغاوت پر آمادہ ہین اونکی غرض تو اتحاد سے یہ ہے کہ قوم کی قوت مجتمع سے بمخالفت گورنمنٹ کام لین کہ انگریزونکو نکالکر ہندوستان کی حکومت ہمارے ہاتھ آئے مگر این خیالست و محالست و جنون نہ صرف اس لحاظ سے کہ ایسی گورنمنٹ کے مقابلہ کا خیال جنون کے حد مین داخل ہو بلکہ اس لحاظ سے کہ یہ خیال موجب ہزاران زحمت و معصیت ہے کہ سایہ رحمت سے نکلکر عذاب دینی و دنیوی مین مبتلا ہون۔

سنیون کی تحریک اتحاد کیلئے قریب قریب اسی غرض سے ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی کا پھریرا لہرائے جسکے لئے کئی دفعہ ایک خلیفہ یا ایک ملائے اعظم کی تحریک بھی کر چکے ہین۔

شیعون کی غرض اس تحریک سے نہ گورنمنٹ کی مخالفت ہو نہ سلطنت ایران کو بلانا نہ کسی ملا یا مجتہد کو حکومت دلوانا کیونکہ یہ سب ناجائز اور خیال محال ہے بلکہ ہماری غرض صرف اسقدر ہے کہ زیر سایہ عطوفت گورنمنٹ انگلشیہ ہم اپنے مراسم مذہبی کو بہ آزادی انجام دیسکین جو آجتک کسی سلطنت مین یہ بات ہمکو نہ ملسکی۔ لہذا ہم چاہتے ہین کہ نہ ہمکو ہندوون سے مخالفت ہو نہ عیسائیون سے نہ وہابیون سے نہ مرزائیون سے نہ آریون سے۔

جسکی سب سے آسان صورت یہ ہے کہ ہم کسی سے مذہبی چھیڑچھاڑ نہ کرین کسی سے مخاصمت مخالفت نہ کرین بلکہ حکم محکم لکم دینکم ولی دین پر عامل ہون جسکو اہلسنت اگرچہ منسوخ جانتے ہین مگر خدا اور رسول پر یہ افترا ہے۔

ہم نہ اس سے مذہبی مناظرہ کو بند کرتے ہین نہ احقاق حق کو مسدود کرنا چاہتے ہین بلکہ اون بزدلانہ حملونکو روکنا چاہتے ہین جو ایک مذہب والا دوسرے مذہب پر کرتا ہے مثال کے طور پر آپ صرف اہلحدیث ۱۳ مورخہ ۲۶ جمادی الاخری کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے۔

"ہمعصر الحق دہلی نے نعرہ حیدری کے جواب مین چند فقرے دہلوی نمک مرچ سے لکھے تھے جسپر آریہ اخبار پرکاش نے ایک واعظانہ حیثیت سے کچھ کلمات فرمائے ہین جنکی ہم بھی تصدیق کرتے ہین"

اس عبارت نے آپکو بتادیا ہوگا کہ الحق کی تحریر کیسی تھی جسکو اڈیٹر اہلحدیث بھی قبول

کرتے ہین کہ دہلوی نمک مرچ سے لکھی گئی - اور یہ نصیحت پرکاش کی بھی تصدیق کرتے ہین اب فرمائیے اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہیئے - کیونکہ یہ تو ظاہر ہے وہ مخالف اسلام ہے اسکے عوض مین وہ کسکو کہے گا اور بات کہان جائیگی.

مگر یہ شرافت ہے پرکاش کی جس نے بقول اہلحدیث صرف مسلمانون ہی پر اپنے غصہ کو محدود رکھا کہ لکھتا ہے "ہمنے سمجھا تھا کہ مسلمانون کے مذہبی پرچون مین کوئی تو بدتہذیبی سے مستثنے ہوگا لیکن یہان تو سارا تانا ہی بگڑا ہوا ہے "

اس تحریر سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ ہمکو اپنی تحریرون مین وہ متانت رکھنی چاہیئے کہ مخالف سے مخالف بھی مان جاے کہ یہ لوگ ہین اخلاق محمدی کے پیرو جو اپنے حریف کیساتھ یہ برتاؤ کرتے ہین اور قولا لهما قولا لينا پر عامل ہین

ہم اسکو مانتے ہین کہ آریون کا برتاؤ بھی مسلمانون کے ساتھ کچھ اچھا نہین ہے شکایت کے قابل ضرور ہین - مگر کیون ؟ صرف انہین وہابیون اور مرزائیون کی بدتہذیبی و سخت کلامی سے جس کا اثر تمام مسلمانون پر پڑتا ہے اور سب متاثر ہوتے ہین حالانکہ از ما است کہ برما است کا مضمون ہے -

آپکو یاد ہوگا ایک دفعہ اہلحدیث نے ایک مضمون لکھا تھا جسکی سرخی یہ تھی "کیا دیانند حرامزادہ تھا" جب اصلاح نے کچھ متنبہ کیا تو بہت کچھ اول فول بک گئے -

غرض ممبران انجمن اتحاد کا فرض ہے کہ پہلے ان اخبارون کی دریدہ دہنی روکین جو آریہ - عیسائیون سے شب و روز جنگ زرگری مین مشغول ہین کیونکہ انکا جب حملہ ہوگا تو خدا و رسول پر جنکی تعظیم و تکریم مین تمامی اہل اسلام متفق ہین -

بخلاف اختلافات شیعہ و سنی کہ یہان اختلاف کی حدود خلفاے ثلثہ مین محدود ہین شیعہ انکو برا جانتے ہین اہلسنت اچھا - اس بارے مین اگر بدتہذیبی ہو تو چندان جاے شکایت نہین - مگر اہل سنت کو دیکھیے تو وہ رسول اللہ کی نسبت ہر قسم کے سب و شتم کو جائز رکھتے ہین لیکن خلفاے ثلثہ کی نسبت جامہ سے باہر ہو جاتے ہین -

آریہ کے نسبت اگر غور کیجیے تو بڑا اختلاف عقاید کے جو لوازم اختلاف مذہب ہے کوئی

فعل اونکا مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہیں ہوسکتا بخلاف مسلمانون کے کہ مثلاً گاے خوری انکی ایسی ہو کہ اس سے رنج پہونچنا اونکا ایک فطری امر ہے۔

لہذا ممبران انجمن اتحاد کا پہلا فرض اس شکایت کا دفعیہ ہو جس سے ناحق دوسرونکو ملال ہو اور ہماری صحت جسمانی کو مضر ہو۔ پھر اون اختلافات پر نظر کرنا چاہیے جو شیعہ و سنی مین باعث اختلاف ہو کیونکہ اگر آپ غور کرینگے تو شیعونکو کسی ایسے امر کا مرتکب نہ پائینگے جس سے فریق ثانی کو رنجش ہو بخلاف اہلسنت کہ جو فعل اونکا ہے رنجدہ اور موجب ملال مثال کی طور پر وضو کو لیجیے کہ خلاف حکم خدا و رسول بجائے مسح قدمین وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین صرف تعمیل تعلیم خلیفہ دوم غسل رجلین کرتے ہین یعنی پاؤن دھوتے ہین جس سے ہر اوس مسلمان کا جو خدا و رسول پر ایمان لایا ہے رنجیدہ ہونا فطری امر ہے کہ جسپر ایمان لائے ہین اوسی کے خلاف کر رہے ہین دیکھو رسالہ وضو۔

اذان سے حی علی خیر العمل صرف اس جرم پر نکال دیا گیا کہ خم غدیر مین جب حضرت نے خلافت جناب امیرؑ کا آخری اعلان فرمایا ہو تو اسی جملہ سے سب بلائے گئے۔ دیکھو تاریخ الاذان

تراویح صرف اس غرض سے رائج ہوئی کہ روزہ رکھنا لوگ کم کر دین اور نماز تہجد کی عادت چھوٹ جای جسکا وقت آخر شب مین تھا شیخ عبد القادر جیلانی کی گیارہوین اس غرض سے رائج ہوئی کہ عاشور کی عظمت کم ہو جو سال بھر مین صرف ایک بار ہوتا تھا اوسکے عوض ہر مہینہ مین یہ رسم جاری ہوئی۔ اسیطرح صوفیونکے ہزارون عرس اور زیارت گاہین قایم ہوئین کہ مسلمانون کی توجہ ائمہ اہلبیت طاہرین سے کم ہو جائے جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب فیوض باطنی کے مرکز و منبع تھے۔

غرض ایسے ہزار ہا مذہبی امور ہین جنکا احصا ان سب مین دشوار ہو۔ انکی جو جرکتین ہین عبادت کے متعلق ہو یا غیر عبادت کے وہ سب اسلام کے خلاف ہین جس سے ہر مسلمان کو رنج ہو پہنچنا ایک لازمی امر ہو اور خود بھی علمائے اہلسنت ان سب باتونکے بدعت اور حرام ہونیکا اقرار کرتے ہین کہ یہ کل امور ناجائز اور بدعت ہین مگر صرف مسلمان کی دل آزاری کیلئے خود بھی کہتے ہین اور لوگون سے بھی کراتے ہین تاکہ اونکی دلشکنی ہو اور دل آزاری۔

بخلاف شیعونکے جو ایک اِنچ برابر بھی تعلیم خدا اور رسول سے ہٹنا نہین چاہتے نہ خلاف حکم خدا و رسول
کلوخ لیتے ہین نہ وضو مین پیر دھوتے ہین نہ اذان سے حی علی خیر العمل کو ساقط کرتے ہین ۔ نہ
تراویح پڑھتے ہین نہ گیارھوین کرتے ہین نہ کسی کا عرس ۔

اہلسنت کو اگر ہمسے اختلاف ہے تو صرف دو امر سے ایک لعنت خلفائے ثلثہ سے جسکے نسبت
یہ فرمایش ہے کہ نام لیکر نہ کہو جسکے مطلب یہ ہین کہ احکام خدا و رسول مہمل ہین کیونکہ اسکا تو اقرار ہے کہ
منافقین پر لعنت ہے کاذبین غاصبین خائنین پر لعنت ہے مگر وہ چاہتے ہین کہ کیسکو نہ معلوم
ہو وہ کونسا منافق یا غاصب یا کاذب تھا جسپر یہ لعنت ہو ۔

دوسرا اختلاف انکا تعزیہ داری امام مظلوم سے ہے کہ نہ حضرت امام حسینؑ کے فضائل و مناقب
بیان ہوں نہ حالات شہادت کیونکہ اس سے بعض صحابہ مین ہیجان ہوتا ہے اور مسلمانون کے
دل اون سے پھرتے ہین ۔

حالانکہ اسلام کی عام اور خاص تعلیم اس بارے مین کہ مظلومون سے ہمدردی اور ظالمو
سے نفرت کیسی تاکیدی ہے کہ ظالم کے لئے بجز لعنت کوئی امر نہین ۔

ان سب باتون کے ساتھ آپ جب دیکھئے گا تو کسی شیعہ کے دشمن وہ نفرت نہین ہے جو ایک
معمولی سنی کو شیعہ سے ہوتی ہے شیعونکو اسی کی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ہر انسان کیساتھ انسانی
سلوک کرین جو سب سے زیادہ دشمن ہے اوسکے ساتھ ہمارا لطف و مدارا زیادہ ہو ۔ اسیوجہ سے
نہ کسی آریہ کو شیعون سے شکایت ہوتی ہے نہ کسی عیسائی کو ۔

بخلاف اسکے سینونکو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی قوت و اقتدار جمعیت و غلبہ سے ہر وقت
کام لین اگرچہ زور نہ ہو تو صرف حاضری کے حلوا روٹی کیلئے تبرا بھی ممنوع نہین ۔ غلبہ ہو تو جہانتک
بنے گائے حلال کرکے ہندوونکو ستاؤ اور شیعونکو تو نہ اذان کہنے دو ۔ نہ تعزیہ داری کرنے دو
جسکے لئے ہزارہا اشتہار ہر سال اہلحدیث شایع کرتا ہے ۔ مگر نہ مفت بلکہ دام لیکر کہ ادھر شیعونسے
شب و روز تکرار رہے کہ انکا فائدہ ہے ۔ ادھر اشتہار کا دام دوگنا تگنا ملجائے ۔

انجمن اتحاد نے اگر اتحاد و اتفاق کرانے کا ارادہ کیا ہے تو اوسکے لائق اور ہمدرد ممبرونکا
فرض ہے کہ وہ صرف اس امر مین کوشش کرین کہ گورنمنٹ نے جو آزادی کا حق ہر مذہب

والے کو دیا ہے اوس نعمت سے ہر فریق کامیاب ہو سکے - نہ آریہ کو مدعیان اسلام ستاتے ہین - نہ شیعونکو سنی - نہ حنفیونکو وہابی ہر شخص اپنے اپنے طریق پر اپنے مذہبی رسوم کو بجا لائین - پہر اتحاد ہی اتحاد ہے خداوند عالم سورہ حج مین فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ فلا ینازعنک فی الامر وادع الی ربک انک لعلی ھدی مستقیم وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اللہ یحکم بینکم یوم القیمۃ فیما کنتم فیہ تختلفون -

یعنی ہمنے ہر ایک امت کیلئے ایک طریقہ بنایا ہے جسپر وہ عمل کرتے ہین - تو چاہیے کہ وہ لوگ تمسے اس امر مین جھگڑا نہ کرین اور تم اونکو اپنے رب کی طرف بلاتے رہو کہ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو - اور اگر یہ تمسے جھگڑا کرین تو کہدو خدا خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو - خدا ہی حکم کریگا بروز قیامت اون باتون مین جنمین تم اختلاف کرتے ہو -

دیکھیے اس آیہ مین کیا حکم دیا گیا ہے اور اسپر اگر عمل کیا جائے تو کیا پھر کوئی لڑائی جھگڑا باقی رہ سکتا ہے مگر افسوس کہ ہمارا طرز عمل جو کچھ ہے قرآن کے خلاف جس سے اس روز بد کا مشاہدہ کر رہے ہین -

مباحثہ شیعہ و سنی لکھنو

اس نام کا ایک رسالہ ۳۲ صفحہ پر ہمکو ملا جسکو نواب محمد علی خان صاحب قمر لکھنوی نے شایع کیا - یہ مناظرہ روبروے پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند بمقام لکھنو ہوا تھا بتاریخ ۲ / جولائی ۱۹۱۰ء

وجہ اسکی یہ قرار دی گئی ہے کہ میر عبد الحسین صاحب نے جو کوئی طالب العلم ہونگے پنڈت صاحب سے کہا تھا ہمکو حیدرآباد لیچلیے حضور نظام کو ہم شیعہ کر لینگے - اس دعوے نے شاید پنڈت صاحب کو زیادہ برافروختہ کیا جسکے لیے اونہون نے کہا کہ پہلے آپ اپنے علم یا مذہب کی طاقت دکھائیے تب مین آپکو حیدرآباد لیچلونگا جسکو میر عبد الحسین صاحب نے منظور کیا اور پہلے ان سے نواب قمر صاحب سے مباحثہ ہوا - اور وہ جا کر مولوی عبد الشکور صاحب اڈیٹر النجم کو لائے -

یہ خلاصہ ہے اوس رسالہ کے ابتدائی حصہ کا جسکو ۵ صفحہ مین لکھا ہے ہمکو چونکہ واقعات سے

بحث کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ عنقریب لکھنؤ سے جواب شافی اسکا شائع ہوگا لہذا اصل بحث پر آتے ہیں جسکو وہ اسطرح لکھتے ہیں۔

کارروائی مباحثہ شیعہ وسنی روبروی جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند بموجودگی شیعہ وسنی واہل ہنود

حسب الطلب جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری انتخاب ہند جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب اڈیٹر النجم منجانب اہل سنت مع چند احباب و دیگر شائقین تشریف لائے تاکہ جو تحقیقات کہ جناب مولوی عبد الحسین صاحب اثنا عشری نے جناب پنڈت صاحب موصوف کے سامنے شیعہ وسنی کے مذہبی اختلاف کے متعلق پیش کی ہے اُسپر علمی طریقہ سے روشنی ڈالیں۔

(۱) جناب پنڈت صاحب نے مولوی محمد عبد الشکور صاحب سے فرمایا کہ میں نے آپکو اسلیئے تکلیف دی ہے کہ مجھے اس امر کی تحقیقات منظور ہے کہ شیعہ سنی کے درمیان میں مذہبی اختلاف کیا ہے اور حق پر کون ہے اور میں اس تحقیقات کیلئے اس سبب سے آمادہ ہوا کہ میرے خیال میں اس تحقیقات سے بہت سے فائدے ہونیوالے ہیں اور جناب مولوی عبد الحسین صاحب اور دیگر حضرات شیعہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین پہلے جانشین یعنی حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کافر تھے اور ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہو جانے سے فریقین میں ایک کا حق پر اور دوسرے کا باطل پر ہونا ثابت ہو جائیگا[1]۔

(۲) حاضرین جلسہ کی طرف سے جناب پنڈت صاحب کا شکریہ ادا کیا گیا اور اُنکو اس ارادہ پر مبارکباد دی گئی یہ امر طے ہو گیا[2] کہ مدار بحث قرآن شریف پر رہیگا جو بات ثابت کیجائیگی قرآن سے مع تفسیر

[1] اس موقع پر پنڈت صاحب نے فرمایا تھا کہ مولوی عبد الحسین صاحب یہ بات ثابت کرینگے کہ حضرات خلفائے ثلثہ نبی کو چھوڑ کر جنگ سے بھاگ گئے تھے اور جو شخص جنگ سے بھاگ جاوے وہ کافر ہے لہذا آپکو یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ جنگ سے بھاگ جانیوالا کافر نہیں جناب مولانا مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ گو جنگ سے بھاگ جانیوالے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے مگر میں اسوقت اسکے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا بلکہ یہ دکھلاؤنگا کہ حضرات خلفائے ثلثہ جنگ سے نہیں بھاگے اہلسنت کی کسی کتاب سے اُن حضرات کا بھاگنا ثابت نہیں چہ جائیکہ قرآن مجید سے ۱۲ [2] اس امر کے طے ہونے میں بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں اور بہت مشکل سے طے ہوا جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ قرآن مجید ایک قطعی چیز ہے جب

سے ہوگی قرآن شریف کی کسی آیت کا مطلب بیان کرنیکے لئے کوئی غیر قطعی چیز نہ ملائی جائیگی -

جناب مولوی عبدالحسین صاحب نے اپنے دعوی کے ثبوت مین اسطرح تقریر شروع کی

اللہ تعالی فرماتا ہے لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین اس آیہ وافی ہدایہ مین حق سبحانہ تعالی یون ارشاد فرماتا ہے کہ مدد کی تم لوگون کی خدانے اکثر مقامات مین اور حنین کے دن جسوقت تعجب مین ڈالا تم لوگون کو تمھاری کثرت نے اور وہ کثرت تمھارے کچھ کام نہ آئی اور تنگ ہوگئی تم لوگونپر زمین باوجودیکہ کشادہ تھی پھر بھاگ گئے تم لوگ پیٹھ پھیر کے -

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو لوگ جنگ حنین مین شریک تھے جنگ حنین مین اُنھون نے پیٹھ پھیری اور جہاد نکیا - اور آیت سے کلام اللہ کی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جنگ حنین مین جو لوگ شریک تھے وہ سب بھاگ گئے باستثناء اُن لوگون کے جنکا ایمان اپنے مقام مین قرآن شریف کی آیات سے ثابت ہے خداوند عالم یہ ارشاد فرماتا ہے کہ انما المومنین الذین امنوا باللہ و رسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ - اسکے معنی یہ ہین کہ جزین نیست کہ مومن یعنی ایمان والے وہی لوگ ہین جو خدا پر ایمان لائے ہین اور رسول خدا پر اور جسوقت مین کہ وہ لوگ ساتھ ہوتے ہین رسول اللہ ؐ کے امر جامع یعنی نماز جماعت و جہاد یا وہ چیزین جنمین جمع ہونیکی ضرورت ہے اور نہین جاتے وہی لوگ

اُنکے ساتھ کوئی غیر قطعی چیز ملاکر نتیجہ نکالا جائیگا تو وہ نتیجہ ہمیشہ غیر قطعی رہیگا - لہذا یا تو قرآن سے استدلال کا نام نہ لیا جائے یا آیات قرآنی کیساتھ کوئی دوسری چیز ملائی نہ جائے اور اگر ملائی جائے تو وہ ایسی چیز ہو کہ قوت ثبوت مین قرآن کی قوت ثبوت سے کم نہو جیسے وجود مکہ اور بغداد کی خبریا اعلیحضرت شاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کی خبر مولوی عبدالحسین صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا کہ بغیر حدیث سے مدد لئے ہوئے ہم اپنا دعوی قرآن مجید سے ثابت نہین کرسکتے بجواب اسکے جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ آپ یہ لکھوا دیجئے کہ ہم اپنا دعوی قرآن مجید سے ثابت نہین کرسکتے بعد اسکے آپکو اجازت دیجائیگی کہ حدیث سے ثابت کیجئے مگر یاد رکھئے کہ مین اسی شرط کے موافق حضرات خلفائے ثلثہ کا مومن کامل ہونا ثابت کرسکتا ہون کہ آیات قرآنی کے ساتھ یا تو قطعاً کوئی چیز نہ ملاؤنگا تو وہ ایسی ہی ہوگی کہ قوت ثبوت مین قرآن کی قوت سے کم نہوگی پنڈت صاحب نے بھی اسی کی تائید کی تب بالآخر مولوی عبدالحسین صاحب نے بھی اسکو منظور کیا ۱۲

جب تک پوچھ نہ لین انھین رسول اللہ صلعم سے وما اصابکم یوم التقی الجمعن فباذن اللہ و لیعلم المومنین ولیعلم الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا فی سبیل اللہ وادفعوا قالوا لو نعلم قتالا لاتبعناکم ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان ۔
وہ چیز کہ پہونچی تم لوگون کو جسقدر کہ مل گئین دونون طرف کی جماعتین پس ساتھ اذن خدا کے ہی (مراد اذن سے یہان علم ہی) یعنی علم خدا مین اور تا کہ معلوم کرے وہی خدا مومنین کو اور تا کہ جانے اُن لوگون کو جنھون نے نفاق کیا اور کہا گیا اُنھین لوگون سے کہ آؤ جہاد کرو راہ خدا مین یا دفع کرو کہا اُنھین لوگون نے کہ اگر جانئین ہم لوگ لڑائی کو ہر آئینہ پیروی کر سکتے ہین تم لوگون کی وہی منافقین واسطے کفر کے آجکے دن قریب تر ہین اُن لوگون سے بہ نسبت ایمان کے پہلی آیت سے جنگ حنین سے بھاگنا اور روگردانی کرنا اصحاب ثلثہ کا ثابت ہوتا ہے ۔ اور دو آیتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ جو رسالت مآب کے ساتھ نہ لڑے یا روگردانی کی وہ منافق اور قریب کافر ہونیکے ہی
مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے بجواب فرمایا کہ مختصراً آپ سے پوچھا جاتا ہی کہ آیت حنین مین جو اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی اسمین خطاب[۱] کس سے ہی آیا کافرون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا ایمان والون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا منافقون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات مین مدد کی یا تینون قسم کے لوگون سے فرمایا ہی کہ ہمنے تمھاری بہت مقامات پر مدد کی مولوی عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ اُن منافق لوگون سے خطاب ہی جو بھاگے کہ ہمنے تم لوگون کی مقامات پر مدد کی ۔ مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا ۔ اوّلاً یہ امر بالکل صاف ہے کہ آیت حنین سے کسی خاص شخص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی یا سلمان فارسی یا ابو ذر

[۱] مطلب اس سوال کا یہ تھا کہ اس آیت میں جن لوگون سے خطاب کرکے یہ کہا گیا ہو کہ تمنے پیٹھ پھیری اُنھین لوگون سے خطاب بھی ہی کہ ہمنے تمھاری بہت سے مقامات مین مدد کی اور خیال تھا کہ مولوی عبد الحسین صاحب اس بات کو کبھی زبان سے نہ نکالینگے کہ خدا نے کافرون یا منافقون کی مدد کرینگا : کر اس آیت مین کیا ہی کیونکہ بات نہایت قبیح ہو گی مگر مولوی عبد الحسین صاحب نے اپنے جواب مین اسی کو اختیار کیا جسپر تمام حاضرین سمجھ گئے ہونگے کہ مذہب شیعہ مین خدا کی کیا صفت مانی گئی ہی زیادہ توضیح اس مطلب کی اس وقت نہین کی گئی کہ ایک دوسرا بحث چھڑ جاتا اور اصل مطلب رہ جاتا ۱۲

یا مقداد یا عمار۔ ثانیاً آپکا یہ فرمانا کہ از روے اس آیت کے جتنے لوگ جنگ حنین مین شریک تھے سب کا بھاگ جانا ثابت ہوتا ہے باستثناء اُن لوگون کے جنکا ایمان قرآن شریف کی دوسری آیتون سے ثابت ہے لہذا دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کرکے اُنکو بھاگنے سے پاک ثابت کرینگے آیا اسی طرح حضرات ثلثہ رضی اللہ عنہم کا ایمان قرآن شریف سے ثابت ہوکر بھاگنے سے اُنکا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین۔ جناب مولوی عبدالحسین صاحب نے فرمایا کہ مین اس بات کا جواب کل دونگا[سلہ] جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ جناب پنڈت صاحب آپنے اس بات کا سمجھنا بھی چاہا تھا کہ شیعہ سنی مین اختلاف کیا ہے لہذا مین آپکو یہ بتلانا چاہتا ہون کہ شیعہ اور سنی کے درمیان کیا اختلاف ہے۔ اصل اختلاف دو باتون مین ہے۔ اوّل یہ کہ اہل سنت قرآن مجید کو مانتے ہین اور کہتے ہین کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہی ہے۔ اُنکے بعد اس قرآن مین نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر تبدل نہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ اور قرآن شریف پر حضرات شیعہ ایمان نہین رکھتے۔ اور کہتے ہین کہ یہ سب خرابیان قرآن شریف مین رسول اللہ صلعم کے بعد ہوئین مین اپنے اس دعوی کی بابت مختصر اور قطعی دلیل پیش کرتا ہون کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفاے ثلثہ کا ہے اور اس امت کو اُنھین کے ہاتھون سے ملا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرات شیعہ خلفاے ثلثہ کو منافق اور کافر اور بے دین اور خدا جانے کیا کیا سمجھتے ہین جسکی بابت تقریر کا پہلا سلسلہ چل بھی رہا ہے ان دونون باتون سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے ہون اُنکی دی ہوئی اور اُنکی جمع کی ہوئی کتاب پر ہرگز اعتبار نہین ہوسکتا۔ دوسری دلیل میرے اس دعوی کی یہ ہے کہ حضرات شیعہ کے ائمہ سے اُنکی اعلی ترین معتبر کتابون مین قرآن شریف مین مذکورہ بالا خرابیون کا پیدا ہوجانا روایت کیا گیا ہے اور علماے شیعہ کو اقرار ہے کہ یہ روایتین صحیح ہین اور علماے شیعہ کو اقرار ہے کہ ان روایتون سے مندرجہ بالا خرابیون کا قرآن مین پیدا ہوجانا ثابت ہے اور ان روایتون کے خلاف کوئی روایت ائمہ شیعہ سے مروی

[سلہ] یہان تو مولوی صاحب کل جواب دینے کا وعدہ کررہے ہین مگر آگے چلکر جب شیعونکا ایمان قرآن شریف پر ثابت کرنیکا بار پڑا تو جواب کی تاریخ ایک غیر محدود وقت تک ٹال دیگئی مولوی عبدالحسین صاحب نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا تھا کہ مین مجتہدین سے مشورہ لونگا بغیر اُنکے مشورہ کے جواب نہین دیسکتا ۱۲

نہین اور علماء شیعہ کو اقرار ہے کہ ان روایتون کے موافق شیخ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی اور علامہ علی بن ابراہیم قمی اور شیخ احمد بن ابیطالب طبرسی جیسے ارکان مذہب شیعہ کا اعتقاد ہے۔ دوسرا اختلاف فیمابین سنی شیعہ یہ ہے کہ اہل سنت حضرت علیؓ مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سچے تھے۔ ایک جان کیا اگر انکی کرورون جانین جاتی رہتین تو بھی جھوٹ بولنے والے نہ تھے حضرات شیعہ علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان نہین سمجھتے اور کہتے ہین کہ وہ جھوٹ بھی بولتے تھے۔

اس دعوی کی مختصر دلیل بحالت موجودہ مین یہ پیش کرتا ہون کہ حضرت علی مرتضی خلفاء ثلثہ کے زمانے مین انسے صلح کے ساتھ رہے اور اُنسے لڑے بھڑے نہین بلکہ اُنکی تعریف کرتے رہے جیسا کہ شیعون کی اعلی ترین کتابون مین بلا اختلاف مذکور ہے حضرات شیعہ اسکے جواب مین یہی فرماتے ہین کہ یہ تعریف حضرت علیؓ مرتضی نے اپنے دل کے خلاف بطور خوشامد کے کردی یعنی حضرت علی اُنکو دل مین بُرا سمجھتے تھے اور زبان سے جو اُنکی تعریف کرتے تھے یہ جھوٹ تھی۔

مولوی[1] عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ ہم پرسون بتاریخ ۲۸ ماہ جون ۱۹۱۰ء جواب کے واسطے دن مقرر کرینگے۔

مورخہ ۲۶ جون ۱۹۱۰ء روز یکشنبہ

محمد عبد الشکور پرسون مین کوئی دن مقرر کرونگا عبد الحسین

---

[1] دیکھیے اب کل سے پرسون ہوگیا اور پرسون بھی جواب دینے کا دن نہین بلکہ جواب دینے کی تاریخ مقرر کرنیکا دن ہے اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب کے اس دعوی کو سنکر مولوی عبد الحسین صاحب کو بہت طیش آیا اور اونہون نے سخت لہجہ مین یہ فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے جسکا جواب انکو نہایت نرمی کیساتھ ملا اور انسے کہا گیا کہ اگر غلط ہے تو آپ رد کر دیجیے گا۔ پھر مولوی عبد الحسین صاحب نے فرمایا کہ میرا مناظرہ تو نواب قمر صاحب سے طے ہوا تھا مین اُنہین سے مناظرہ کرونگا اور اُسی مسالہ پر جو درپیش تھا مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ نواب قمر صاحب کی کوئی تخصیص نہین خصوصًا ایسی حالت مین کہ وہ مذہبی باتون سے بالکل ناواقف ہین اور اگر ایسا ہی تھا تو آپنے پہلے مجھ سے گفتگو کیون منظور کی باقی رہا یہ کہ بحث کس مسئلہ پر ہو مین بھی مناسب سمجھتا ہون کہ پہلے تو اسی مسئلہ پر جو درپیش تھا بحث ہو جب وہ طے ہو جائے تب آپ مجھ سے میرے دعوی کا ثبوت لیجیے اور اُسکو رد کیجیے مگر شیعہ صاحب نے فرمایا کہ مین اب دوسرے کسی مسئلہ پر بحث سننا نہین چاہتا مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ شیعہ و سنی مین یہ فرق ہے لہذا اب پہلے آپکو

الجواب

اس تحریر کا پہلا نوٹ نہایت ہی قابل قدر ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا "گو جنگ سے بھاگ جانیوالے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے مگر مین اسوقت اسکے متعلق کچھ کہنا نہین چاہتا بلکہ یہ دکھلاؤنگا کہ حضرات خلفائے ثلثہ جنگ سے نہین بھاگے اہل سنت کی کسی کتاب سے ان حضرات کا بھاگنا ثابت نہین چہ جائیکہ قرآن مجید سے"

مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کے سامنے دعوی تو یہ کر دیا مگر افسوس کہ مین اسکا ثبوت نہین دیا نہ اسکو ثابت کیا کہ فرار سے کفر نہین لازم آتا۔ نہ اسکو ثابت کیا کہ خلفاء ثلثہ نے فرار نہین کیا۔

کفر فراریان اگر پنڈت صاحب کچھ بھی ذی علم ہوتے تو وہ انسے ثبوت طلب کرتے مگر افسوس کہ وہ خود نا واقف اور پالا پڑا شاطر سے جسکا مذہب انکار ہے اگرچہ بدیہی کا ہو۔

آیہ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ اذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ جس سے مدیر عبد الحسین صاحب نے استدلال کیا ہے بجاے خود نص صریح ہے کفر اہل فرار مین کیونکہ خداوند عالم کلمہ انما فرمایا ہے جسکو اڈیٹر اہلحدیث نے بھی معنی حصر مانا ہے جس سے صرف وہی لوگ مومن ہو سکتے ہین جو نبی کو تنہا چھوڑ کر نہ چلے جائین۔ تو جب ایمان انھین مین منحصر ہے تو فراری ضرور کافر ہوے۔

خداوند عالم سورہ انفال مین فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا فلا تولوھم الادبار ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰیہ جھنم وبئس المصیر۔

یہ ثابت کرنا ہوگا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ہے اُسکے بعد کسی دوسرے مسئلہ پر بحث ہو سکتی ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ آپکا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے تو پھر کسی دوسرے مسئلہ پر بحث بالکل فضول ہے اور بیکار ہے ابوبکر صاحب جنگ سے بھاگ گئے یا عمر صاحب بھاگ گئے یا خود نبی صاحب بھاگ گئے آپکو کیا مطلب کیونکہ جب آپ کا ایمان قرآن شریف پر نہین تو آپکو نبی صاحب سے کیا مطلب۔ اس مضمون کو جناب پنڈت صاحب نے ایسے مدلل اور پرجوش الفاظ مین بیان کیا کہ مولوی عبد الحسیب صاحب کو ماننا ہی پڑا گیا پیشتر اس مسئلہ پہ بحث ہو پنڈت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ تمام ہندوستان کے مولویون پر اس بات کا جواب دینا فرض ہے ۱۲

اے ایمان والو جب میدان جنگ مین کفار سے مقابلہ ہو تو انسے پیٹھ نہ پھیرنا اور جو شخص اوس روز پیٹھ پھیرے مگر یہ کہ پھرتا ہو قتال کیلئے یا اپنے فوج مین ملنے کیلئے۔ تو وہ خدا کے غضب مین گرفتار ہوا اور اوسکی جگہ جہنم مین ہی جو بہت بری جگہ ہے۔

ان آیتون مین تو خداوند عالم فرار ہونکے کفر و نفاق اور داخل جہنم سے ہونے کو اصلح ظاہر کررہا ہی مگر مولوی صاحب فرماتے ہین "گو جنگ سے بھاگنے والے کا کافر ہونا فریقین کے اصول کے خلاف ہے"

جسکے مطلب یہ ہوی کہ فریقین کے اصول خلاف قرآن قائم ہوے ہین ۹ تو اپنے مذہب پر اون کو اختیار ہی مگر وہ شیعونکو کیون ناحق شامل کرتے ہین جس سے اونکو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا موقع ملے۔

ہم نہین جانتے مولوی صاحب کے عقیدہ مین کفر کس جانور کا نام ہی کہ رسول اللہ کو نرغہ اعدا مین چھوڑ کر بھاگنے سے بھی آدمی نہین کافر ہوتا تو پھر کس چیز سے کافر ہوتا ہی۔

کیا آپنے جناب امیرؑ کا قول بخدمت رسول اللہ روز احد نہین سنا ہی کہ جب سب صحابہ بھاگ گئے تو رسول اللہ صنے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ تم کیون نہ بھاگے تو حضرت نے عرض کیا لا اکفر بعد الایمان جیسا کہ مدارج النبوۃ مین ہے۔ درآنحالت نظر کرد علی ابن ابیطالبؑ را کہ بہ پہلوے مبارکش ایستادہ است فرمود چون است کہ تو بہ برادران خود ملحق نہ گشتی علیؑ گفت لا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستیکہ مرا با تو اقتدا است صفحہ ۱۵۲ جلد ۲

تو کیا مولوی صاحب اس تصریح پر بھی کفر فراریان کے قائل نہ ہونگے کہ وہ لوگ کافر ہوی

فرار خلفای ثلثہ

مولوی صاحبؒ اس نوٹ مین دعوی کیا ہی حضرات خلفائے ثلثہ جنگ سے نہین بھاگے اہلسنت کی کسی کتاب سے ان حضرات کا بھاگنا ثابت نہین چہ جائیکہ قرآن مجید سے۔

الجواب معلوم نہین مولوی صاحب کی اصطلاح مین کتب اہلسنت سے کیا مراد ہی صرف اخبار النجم کا نام کتب اہلسنت ہی یا اور بھی کسی کتاب کو وہ کتاب اہلسنت مانتے ہین۔

(۱) مدارج النبوۃ میں ہے گویند کہ اصحاب در آن حین بر چہار قسم شدند جمعے جنگ کردند وشہید شدند۔ وگروہی گریختند در رزوا یاو شعاب جبال مختفی گشتند۔ وبعض بشہر رفتند وقرار گرفتند وعثمان بن عفان از انجملہ بود وبعد از اتمام جنگ معاملہ مقاتلہ وتسکین نائرہ جنگ بخدمت شریف مراجعت نمودند وجماعۃ ثبات قدم نمودہ بر مرکز صدق وقرار قائم ودائم ماندند ص ۱۴۵

جس سے معلوم ہوا کہ بروز احد صحابہ کی چار قسم ہوگئی تھی۔ ایک وہ جو شہید ہوئے دوسرے وہ جو لڑتے رہے ثابت قدم رہے تیسرے وہ جو پہاڑوں میں چھپ رہے چوتھے وہ جو جنگ چھوڑ کر گھر بھاگ گئے اور لڑائی کے ختم ہونے پر تشریف لائے جنمیں حضرت عثمان تھے۔

اب دیکھیئے اڈیٹر صاحب مدارج النبوۃ تصنیف شیخ عبدالحق دہلوی کی کتاب اہلسنت سے انکار کرتے ہین یا اس نقل کو غلط بتاتے ہین۔

اہلسنت جسقدر عمر صاحب کے اوصاف بیان کرتے ہین اوس سے تو آپ خوب واقف ہین۔ مگر شیخ عبدالحق صاحب دہلوی مدارج النبوۃ مین اونلوگونکی فہرست لکھکر جو حضرت کے پاس رہ گئے تھے لکھتے ہین گفت بعد وسلین ثبتہ اللہ علی طریق الحق والیقین کہ عجب است کہ در ایشان عمر بن الخطاب را ذکر نکردہ اند وبودہ نزد رسول اللہ در وقتیکہ فراہم آمدند اصحاب نزد وی وندا کرد ابوسفیان ہل فی القوم محمد وہل فی القوم ابن ابی قحافہ وہل فی القوم ابن الخطاب وفرمود آنحضرت جواب ندہید آخر عمر بن الخطاب بیتاب شدہ جواب وے داد۔ اما میش ازان ہیچ ذکر نکردہ اند کہ در میان تیر اندازان بود۔ یا باہای کہ ہزیمت خوردند۔ یا میان آنہا کہ متزلزل ومختلط گشتند آن حکایت مشکل ومشتبہ ماند واللہ اعلم نعم در عثمان رہ آمدہ است کہ گریخت روز احد چنانکہ در صحیح بخاری آمدہ کہ مردی نزد ابن عمر آمدہ وگفت کہ خبر دہ مرا کہ عثمان روز احد گریخت گفت نعم ص ۱۴۹

(۲) تو کیا مولوی صاحب صحیح بخاری کو بھی کتب اہلسنت سے خارج کرینگے جسمین خود ابن عمر کی روایت موجود ہے کہ عثمان نے فرار کیا تھا۔ ان شیخ عبدالحق دہلوی کی تحریر سے اسقدر تو آپکو معلوم ہوا کہ قبل ندای ابوسفیان عمر صاحب کا حال معلوم نہین وہ کہان تھے۔ یعنی یہی نہین کہ اصل جنگ مین وہ کس عہدہ پر مامور تھے کمانڈر انچیف تھے یا تیر اندازون مین تھے۔ جنکو رسول اللہ نے حفاظت درہ کے لئے مقرر کیا تھا۔

مگر ہمکو بہت افسوس آتا ہے کہ ایسے محقق کو آجتک نہ معلوم ہوسکا کہ عمر صاحب بوقت فرار صحابہ کہاں تھے (۳) حالانکہ وہ اگر ذرہ برابر بھی تحقیقات کرتے تو انکو معلوم ہوتا نہ صرف عمر صاحب بلکہ ابوبکر صاحب بھی فراریوں میں تھے کیونکہ تفسیر کبیر میں ہے جلد ۳ تفسیر آیہ وشاورہم فی الامر

المسئلة الخامسة روی الواحدی فی الوسیط عن عمرو بن دینار عن ابن عباس انه قال الذی امر النبی بمشاورته فی هذه الآیة ابوبکر و عمرؓ و عندی فیه اشکال لان الذین امر الله رسوله بمشاورتهم فی هذه الآیة هم الذین امره بان یعفو عنهم و یستغفر لهم وهم المنهزمون هب ان عمر کان من المنهزمین فدخل تحت الآیة الا ان ابابکر ما کان منهم فکیف تدخل تحت هذه الآیة ص۱۲۳

یعنی پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ واحدی نے وسیط میں لکھا ہے کہ اس آیہ میں جو حکم مشورہ دیا ہے تو وہ مخصوص ہے ابوبکر و عمر کے ساتھ کہ انسے مشورہ لیں فخر رازی کہتے ہیں ہمارے نزدیک اس قول میں اشکال ہے کیونکہ خدا نے جو مشورہ کا حکم دیا تھا۔ تو انلوگوں سے جنکے بارہ میں عفو و استغفار کا حکم تھا جو وہی لوگ تھے جنہوں نے فرار کیا تھا (تو اب وجہ مشورہ خلفاء ثلثہ معلوم ہوئی کہ یہ درجہ صرف بوجہ فرار ملا تھا) تو بیشک عمر تو بھاگنے والوں سے ضرور تھے جس سے وہ داخل آیہ مذکورہ ہوئے۔ مگر ابوبکر تو نہیں بھاگے تھے۔ پھر کیونکر وہ اس آیہ میں داخل ہوسکتے ہیں۔

تو کیا اڈیٹر صاحب تفسیر کبیر کو بھی کتب اہل سنت سے خارج کرینگے جس میں عمر صاحب کا فرار تو بتصریح تمام مذکور ہے!!

کیا شیخ عبدالحق صاحبؒ اس جملہ کو نہیں دیکھا تھا جو فرماتے ہیں نہیں معلوم عمر صاحب بھی بھاگنے والوں میں تھے یا کیا۔

(۴) اب ہم اس بحث کو تاریخ خمیس کی چند عبارتوں پر ختم کرتے ہیں۔ دیکھیں اڈیٹر صاحب اسکو بھی کتب اہلسنت سے قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ وہ اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

(الف) وقوله فرقة ای بعضهم او اطلق ذلک باعتبار تفرقهم و الواقع انهم صاروا ثلث فرق فرقة استمروا فی الهزیمة الی قرب المدینة و فرقة صاروا حیاری لما سمعوا ان النبی قتل و فرقة بقیت مع النبی ص۴۹۵ جلد اول

یعنی اصحاب نبیؐ اوس روز تین فرقہ ہوگئے تھے ۔ ایک فرقہ تو قریب مدینہ تک بھاگ گیا تھا ۔ دوسرا وہین پہاڑون مین حیران پھرتا تھا کیونکہ حضرت کے شہادت کی خبر سنی تھی ۔ تیسرا فرقہ حضرت کے ساتھ تھا جس سے معلوم ہوا دو ثلث صحابہ فراری تھے

(ب) وفی البخاری لم یبق معہ علیہ السّلام الا اثنا عشر ص۴۸۹

یعنی صحیح بخاری مین ہو کہ صرف بارہ آدمی حضرت کے پاس رہ گئے تھے جس سے معلوم ہوا کہ ۷ سو لشکر سے کل ۱۲ آدمی رہ گئے ۶۸۸ فراری تھے ۔

(ج) وفی الصفوۃ عن ابی بکر الصدیق قال کنت اول من جاء یوم احد ص۸۵

ابو بکر کہتے ہین کہ سب سے پہلے پھر کر ہم آئے ۔ کتنا بڑا فخر ہو کہ فراریون کے سردار سب سے پہلے ہی آئے

(د) لما صرخ صارخ وفشا فی الناس ان محمدا قد قتل قال بعض المسلمین لیت لنا رسولا الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا امانا من ابی سفیان ۔ وبعضہم جلسوا و القوا باید یھم وقال ناس من المنافقین لو کان نبیا لما قتل ارجعوا آخوانکم والی دینکم الاول فقال انس بن النضر یا قوم ان کان قتل محمد فان رب محمد حیّ لا یموت ما تصنعون بالحیاۃ بعد رسول اللہ فقاتلوا علی ما قاتل علیہ وموتوا علی ما مات علیہ ثم قال اللّٰھم انی اعتذر الیک مما یقول ھولاء یعنی المسلمین وابرء الیک مما جاء بہ ھولاء یعنی المنافقین ثم قاتل حتی قتل الی اخر ماذکر ص۴۸

یعنی جب شیطان نے حضرت کے شہادت کی آواز دی تو کچھ مسلمانون نے کہنا شروع کیا ۔ کاش کوئی پیغامبر ہوتا جو عبد اللہ بن ابی کے پاس جاتا اور ابو سفیان سے ہمارے لئے امان مانگتا ۔ بعض اونمین سے بیٹھے تھے ہاتھ ہاتھ ڈالے اور منافقین کہتے تھے کہ اگر حضرت نبی ہوتے اسطرح نہ قتل کئے جاتے ۔ چلو پھر چلو اپنے بھائیون کی طرف اور اپنے پہلے دین کی طرف ۔ انس بن نضر نے کہا اے قوم اگر محمد قتل ہوے تو اونکا خدا تو زندہ ہے جو مرنیوالا نہین ۔ بعد حضرت زندہ رہکر کیا کروگے اوٹھو اور قتال کرو جس بات پر حضرت قتال کرتے تھے اور اوسی بات پر مرجاؤ ۔ مگر کوئی نہ اوٹھا اور خود انس لڑنے گئے یہانتک کہ قتل ہوے ۔

اس روایت سے تو آپکو صحابہ کی نیت اور طینت کا حال معلوم ہوا کہ حضرت کی نبوت سے

انکار رہتا قاصد ڈھونڈا جاتا کہ ابی سے جاکر سفارش کرا ے کہ ابوسفیان سے پناہ ملے۔
مگر آپکو شاید یہ معلوم ہو کہ یہ خیالات کس کے تھے اور وہ کونسے بزرگ تھے تو اس عبارت کو دیکھو
(۸) قال ابن اسحق حدثنی القاسم بن عبد الرحمن بن رافع اخو بنی عدی بن النجار
قال انتہی انس بن النضر عم انس بن مالک الی عمر بن الخطاب وطلحہ بن عبید
اللہ فی رجال من المہاجرین والانصار وقد القوا بایدیہم فقال ما یجلسکم
قالوا قتل رسول اللہ قال فما تصنعون بالحیاۃ بعدہ قوموا فموتوا علی مثل
ما مات علیہ رسول اللہ ثم استقبل القوم فقاتل حتی قتل ص۸۵؎
یعنی انس بن نضر جنکی روایت پہلے مذکور ہوئی کہتے ہیں کہ ہم عمر اور طلحہ کے پاس پہونچے جو بہت
سے مہاجرین کے ساتھ بیٹھے تھے اور ہاتھ پر ہاتھ ڈالے تھے۔ انس بن نضر نے کہا یہاں کیوں بیٹھے
ہو۔ [illegible] کہ رسول اللہ تو مارے گئے۔ انس نے کہا پھر تم لوگ زندہ رہ کر کیا کرو گے چلو تم بھی اس راہ پر مر جاؤ جس
راہ پر حضرت نے وفات پائی۔ مگر کوئی نہ اٹھا آخر [illegible] انس [illegible] مارے گئے۔
اب تو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ پہلے واقعات بھی انہیں کے تھے جو کہیں نبوت میں شک ہو رہا
کہیں قاصد کی تیاری ہو رہی ہے کہ جا کر ابی کے ذریعہ سے ابوسفیان سے امان لے۔
(۹) وکان [illegible] جعل نفسہ وقایۃ لہ من وراء ظہرہ من سہام الکفار واذاہم
ویقول نفسی فداء لرسول اللہ والعباس بن عبد المطلب ممسک بعنان فرسہ
یقودہ وعلی بن ابی طالب مع انہ مجروح مکسور الید حمل علی الکفار فہزمہم فجاء
جبرئیل وقال یا محمد من ذا الذی بارز الکفار انفا فان اللہ باھی بہ الملئکۃ قال
ہو علی [illegible] الی احد فلم یقدر لن یصعد بالفرس فحول رجلہ الی الحجارۃ
[illegible] علی فنزل عن الفرس وصعد الجبل فجلس وجلس اصحابہ
[illegible] وکان [illegible] الی الجوانب فقالوا من تریدیا رسول اللہ فاقبل علی
علی وقال ہل [illegible] فاخبرہ علی بما وقع فبکی رسول اللہ و
الاعداء [illegible]
[illegible] سلمان فارسی [illegible] اپنے نفس کو فدائے رسول کر دیا تھا کہ حضرت کی

پشت پر کھڑے تھے۔ جو تیر کفار کی طرف سے آتا تھا اوسکو اپنی پشت پر لیتے اور کہتے کہ ہماری جان رسول اللہ صلعم پر فدا ہو حضرت عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے آگے کھڑے ہوئے تھے حضرت علیؑ باوصفیکہ زخمی تھے۔ اور ہاتھ آپکا ٹوٹا ہوا تھا۔ مگر ایسا حملہ کیا کہ کفار کو بھگا دیا جسپر جبرئیل نے آکر کہا اے محمدؐ یہ کون شخص ہے جس نے ایسی کفار سے جہاد کیا کہ خدا اس شخص پر فخر و مباہات کرتا ہے حضرت نے کہا یہ علیؑ ہین۔ پھر سب حضرت کو کوہ احد کی طرف لیگئے مگر حضرت گھوڑے سمیت پہاڑ پر نہ چڑھ سکے۔ تب حضرت علیؑ کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر گھوڑے سے اوتر کر اور پہاڑ پر چڑھے اور بیٹھے اصحاب بھی حضرت کے گرد بیٹھے۔ اور آپ بار بار ادھر ادھر دیکھ رہے تھے لوگون نے پوچھا کیا چاہتے ہین تو حضرت نے حضرت علیؑ سے پوچھا کچھ تمکو اپنے چچا کی خبر معلوم ہے حضرت علیؑ نے اونکے شہادت کا حال بیان کیا تو حضرت بھی روے اور آپکے اصحاب بھی ہمنے اس آخری روایت کو تاریخ خمیس سے اسلئے لکھا ہے کہ اڈیٹر صاحب آگے چلکر جواب فرار نہین فرمایا ہے "کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلٰثہ تھے یا علی مرتضیٰ یا سلمان فارسی یا ابوذر یا مقداد یا عمار" اسلئے ظاہر کر دیا گیا کہ اوس روز یہ حضرات کیا خدمت انجام دے رہے تھے۔ ورنہ ہمارا مطلب تو تمام ہو چکا تھا کہ خلفائے ثلٰثہ کا فرار کرنا بدیہیات سے ہے۔ دیکھئے اڈیٹر صاحب ان سب کتابونکو اہلسنت کی کتابون سے مانتے ہین یا اسکو خارج کرتے ہین۔

اس تقریر سے آپکو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اڈیٹر صاحب تحریری مناظرہ سے کیون بھاگتے ہین اور زبانی مناظرہ پر کیون زور دیتے ہین اسلئے کہ وہان ہر بات سے انکار کرنیکا موقع ملیگا کیونکہ مناظرہ جب ہوگا تو کسی خاص بحث مین کتابین اسی بحث کی فراہم کی جائینگی ضمناً ایسی بدیہی باتونکا انکار کردینگے تو فریق مخالف اوسکا ثبوت کہان سے دیگا کیونکہ کتابین تو دوسری بحث کی جمع کی گئی ہین چنانچہ آپنے ملاحظہ کیا کہ پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے جو بالکل اس قسم کی باتون سے ناواقف تھے کس طرح انکار کردیا۔

دوسرے نوٹ کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ آیندہ ساری تقریر اسی کے متعلق ہوگی لہذا وہین انکا صدق و کذب ظاہر ہوگا۔

تقریر مناظر مولوی عبدالحسین صاحب سے بھی کوئی بحث نہین کیونکہ وہ تو شیعہ مناظر ہین۔

یہ تمام ہان مولوی عبدالشکور صاحب نے جو تقریر کی ہے اوسکو بغور ملاحظہ فرمائے فرماتے ہین "اولاً یہ امر بالکل صاف ہے" جس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآن کو آجتک سمجھے ہی نہین قرآن کیا چیز ہے۔ قرآن مین کیا احکام ہین ایمان لاؤ۔ نماز پڑھو۔ زکوۃ دو۔ اطاعت خدا و رسول و اولی الامر کرو۔ جہاد مین ثابت قدم رہو۔ فرار نہ کرو۔ ثبات قدم کا یہ ثواب ہے فرار کا یہ عذاب۔ نہ یہ کہ خدا نے اسلام لانے کو کہا ہو لا اله الا الله محمد رسول الله کہو جیسی ہے الحدیث اب اس جملہ کو اذان مین کہنا شرک کہتے ہین۔ نماز کی نہ رکعات بتائے نہ طریقہ نماز نہ واجبات و مستحبات تو جسطرح ان امور کی تفصیل رسول اللہ پر رکھی گئی ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے و انزلنا الیك الذکر لیتبین للناس ما نزل الیہم لعلہم یتفکرون سورہ نحل

یعنی ہمنے اسلئے قرآن کو نازل کیا کہ تو لوگون پر بیان کرے اوسکو جو نازل کیا گیا۔

پھر فرماتا ہے وما انزلنا علیك الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیہ وھدی و رحمۃ لقوم یومنون نحل

کہ ہمنے قرآن کو اسی لئے نازل کیا کہ تو بیان کرے اون باتونکو جسمین وہ اختلاف کرتے ہین اور ہدایت و رحمت ہے اوس قوم کیلئے جو ایمان لاتی ہے۔

تو آپکا یہ فرمانا "آیت مذکور سے کسی خاص شخص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا" بالکل ایسا ہی ہے کہ کوئی آپکا مرید قرآن مین آپکے نام کو تلاش کرے۔

ہان اگر قرآن مجید جسطرح نازل ہوا تھا اور جسپر نازل ہوا تھا اوسطرح ترتیب دیا جاتا یا جسکے سپرد کیا گیا تھا اوسکا جمع کیا ہوا قرآن لیا جاتا۔ تو شاید یہ آرزو آپکی بھی پوری ہو جاتی۔ کیونکہ آپ خود اپنے اخبار النجم جلد اول کے حصہ مناظرہ مورخہ ۱۳ صفر مین لکھ چکے ہین۔

اگر کوئی کہے یہ کہا نسے معلوم ہوا کہ اس سورہ مین منافقون کی مذمت نازل ہوئی تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے معالم التنزیل مین لکھا ہے قال عبداللہ بن عباس انزل اللہ تعالی ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسمائهم و اسماء ابائهم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ للمومنین لئلا یعیر و ن بعضهم بعضا لان اولادهم کانوا مومنین یعنی حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے ستر منافقون کا تذکرہ فرمایا

تھا معہ اونکے اور انکے باپ کے ناموں کے پھر محض مسلمانوں پر مہربانی کی وجہ سے نام منسوخ کردیے گئے
تاکہ ایک دوسرے طعنہ نہ دے کیونکہ اونکی اولاد مسلمان تھی۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس
سورت مین منافقون کی مذمت نازل ہوئی تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نام منسوخ کردیے گئے کسی نے
نکال نہین ڈالے"۔

اڈیٹر صاحب غور فرمائے یہ آپکی عبارت ہے یا نہین؟ اس سے منافقین کا نام بھی داخل قرآن ہونا
معلوم ہوا یا نہین؟ پس اگر قرآن کی ترتیب اوسطرح ہوئی ہوتی تو کیا آپکی آرزو نہین پوری ہوتی؟
ضرور ہوتی۔ کیونکہ اسکو تو آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہین۔ خدا کا کلام کچھ آپکے النجم کا مسودہ نہین تھا کہ آج
کچھ لکھا کل نظر ثانی کرتے وقت کاٹ دیا جب خدا نے نام کو داخل کیا تھا تو پھر خود خدا ہی اوسکو کیونکر
نکال سکتا ہے۔ کیا اوسکو پہلے سے نہ معلوم تھا کہ ان کافرون کی اولاد ایک وقت مین مسلمان ہوگی اگر
یہ نام رہینگے تو باہم خواہ طعن و تشنیع کرینگے۔ پھر پہلے کیا سمجھ کر نازل کیا تھا جو بعد کو نظر ثانی کرکے اون
نامونکو نکال ڈالا لہذا آپکو اقرار کرنا پڑیگا کہ یہ کارروائی جامعین قرآن کی ہے ورنہ خدا کا جہل اور اوسکی
سفاہت لازم آتی ہے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ کیا ابولہب کی اولاد مسلمان نہ تھی؟

ہان یہ جملہ آپکا نہایت وزنی ہے "کچھ نہین معلوم ہوتا کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی یا
سلمان فارسی یا ابوذر یا مقداد یا عمار" اگر نہ معلوم کہ رسول اللہ کا نام کیون چھوڑ دیا کیونکہ آپ فرما چکے ہیں
"یہ امر بالکل صاف ہے کہ آیت جنین سے کسی شخص خاص کا بھاگ جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا"
تو پھر جس دلیل سے آپ رسول اللہ کو فرار یونکے حلقہ سے نکالئےگا وہی دلیل تو ہماری بھی ہوگی جناب
امیر کیلیے کیونکہ بنص قرآن انفسنا آپ نفس رسول ہین۔

آپنے جوش ناصبیت مین محض بغرض مساوات خلفاء ثلثہ جناب امیر کا نام تو لکھدیا کہ "کچھ نہیں معلوم ہوتا
کہ بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی" مگر اسپر نہ غور کیا کہ اس سے قائل کا کفر لازم آتا ہے کیونکہ حدیث
کرار غیر فرار بحق جناب امیر متواتر ہے تو آپ رسول اللہ کی تکذیب کرنیوالے ہوئے۔

افسوس کہ مندرت جنت پر شاد صاحب رکیس اوس وقت نفس تھے ورنہ اوسی وقت آپکا ناطقہ
بند کردیتے۔ اور اگر آریہ نوجوان موجود تھے۔ تو آپ ہی کے بیان سے رسول اللہ کا فرار اجزا روایتین
ثابت ہو جاتے۔ اور آپ کوئی جواب اسکا نہین دیسکتے تھے کیونکہ بقول آپکے وکسی خاص شخص کا بھاگ

جانا الفاظ آیت سے نہین سمجھا جاتا" تو عام کا فرار ضرور ثابت ہے جسمین رسول اللہ بھی داخل ہین دیکھئے یہی نتیجہ ہے خارجیت کا کہ پھر وہ کسیطرح مسلمان نہین رہ سکتا۔ کیونکہ جسطرح آپ فراریون مین جناب امیر کا نام لینگے اوسیطرح رسول اللہ کا نام بھی اس درجہ مین لینا آپکو ضروری ہے کیونکہ دونومین انفکاک محال ہے۔

دوسری تقریر مین آپ لکھتے ہین لہذا دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کرکے انکو بھاگنے سے پاک ثابت کرینگے آیا اسی طرح حضرات ثلثہ کا ایمان قرآن شریف سے ثابت ہوکر بھاگنے سے انکا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین"

مگر افسوس کہ اس تقریر مین بھی بالکل مغالطہ سے کام لیا گیا کیونکہ یہان بحث فراریونکے نفاق وکفر کی ہے جسکی تصریح خود میر عبدالحسین صاحب کی تقریر مین موجود ہے جسے آپنے نقل کیا ہے۔ "اور دو آئتونسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو رسالت مآب کے ساتھ نہ لڑے یا روگردانی کی وہ منافق اور قریب کافر ہونے کے ہے"

تو پھر آپکا یہ کہنا "جن لوگون کا ایمان قرآن شریف سے آپ ثابت کرکے انکو بھاگنے سے پاک ثابت کرینگے" کیونکر درست ہوگا کیونکہ آپکی تقریر کا ماحصل اثبات عدم فرار ہے۔ اور میر عبدالحسین صاحب کا منشا اثبات عدم ایمان اہل فرار ہے وبینہما بون بعید

واہ مولوی صاحب کیا خوب آپکا مناظرہ ہے اور کیا خوب تقریر سوال از آسمان جواب از ریسمان اسکو کہتے ہین کیونکہ میر عبدالحسین صاحب نے قرآن سے آپکے خلفا کا فرار جنگ حنین مین ثابت کردیا۔ اور یہ بھی ثابت کردیا کہ جسنے فرار کیا وہ منافق یا قریب کافر ہونیکے ہے جسکا بدیہی نتیجہ یہی ہے کہ آپکے خلفا منافق تھے۔

ہم نہین کہتے میر عبدالحسین صاحب نے کیا سمجھ کر کہا کل جواب دونگا کیونکہ یہ تو بالکل صاف تھا۔ مگر ممکن ہے آپنے مغالطہ دیا ہو اور وہ دھوکے مین آگئے ہون جیسا کہ اس تقریر سے ظاہر ہے۔

(۳) جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ جناب پنڈت صاحب تا بہ آخر۔

اس تقریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اڈیٹر صاحب نے پہلی بحث کو ختم کردیا اور اسکا کوئی جواب نہ دیسکے کہ دو آیتون سے فراریونکا کفر و نفاق ثابت ہے" کیونکہ یہ تقریر اونکی جداگانہ ہے جیسے پہلے لکھا

"لہذا دیکھنا چاہیئے" اور پھر یہ تقریر بھی جداگانہ ہے جو پنڈت صاحب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔
ہاں چونکہ اڈیٹر صاحب مسئلہ فرار کو مشتبہ کر کے چلے جاتے ہیں جس سے ایک مخالف اسلام رسول اللہؐ پر بھی یہی الزام لگا سکتا ہے کہ جمع دولیتم مدبرین میں حضرت بھی داخل ہیں۔ لہذا کتب تواریخ سے اسکا پتہ دیدیتے ہیں کہ فراری کون تھے۔
یہ جنگ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں بعد فتح مکہ لشکر اسلام بارہ ہزار تھا جو ایسی تعداد تھی کہ کبھی اسقدر اسلام میں لشکر نہیں فراہم ہوا تھا۔ تو ابوبکر نے کہا لن نغلب الیوم من قلۃ کہ بوجہ کمی لشکر تو اب ہم مغلوب نہونگے وفی روایۃ قال ان ابابکر قالہ للنبی او سلمۃ بن سلامہ بن وقش وقیل قائلہ سلمۃ فکرہ رسول اللہ کلامہ فوکلوا الی کلمۃ الرجل فانھزمیۃ لجیش الاسلام فی اول الحال کانت بسببہ تاریخ خمیس ص۱۱۱ جلد۲
حضرت کو یہ کلمہ بہت مکروہ معلوم ہوا اور لشکر اسلام کو پہلے جو شکست ہوئی اسی کلام سے جس سے معلوم ہوا کہ پہلی نحوست جو آئی تو اسی کلمہ کی بدولت کہ لشکر کو دیکھکر ابوبکر صاحب بھول گئے۔
اس فرار کی حالت ملاحظہ ہو اوسی تاریخ خمیس میں ہے وفی روایۃ لم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ھاشم علیؑ والعباس وابوسفیان بن حارث وواحد من غیرھم وھو عبداللہ بن مسعود فعلیؑ والعباس یحفظانہ من قبل وجہہ وابوسفیان بن الحارث اخذ بعنان بغلتہ وعبداللہ بن مسعود یحفظہ من جانبہ الایسر وکان کل من یقبل الیہ یقتل البتۃ ص۱۱۱ جلد۲
یعنی حضرت کیساتھ صرف چار آدمی رہ گئے تھے تین بنی ہاشم سے حضرت علیؑ۔ عباسؓ۔ ابوسفیانؓ بن حارث اور ایک غیر بنی ہاشم سے عبداللہ بن مسعود حضرت علیؑ و عباس۔ تو حضرت کے آگے آگے رہتے تھے۔ اور ابوسفیان بن حارث حضرت کے بغلہ کی لگام تھامے تھے۔ اور عبداللہ بن مسعود جانب چپ سے محافظت کرتے مگر جو شخص حضرت کے پاس آتا وہ قتل ہو جاتا۔
یہ اثر تھا اوس کلمہ منحوس کا کہ بارہ ہزار سے صرف چار آدمی رہ گئے جنمیں حضرت علی تو ابن عم و داماد ہیں۔ عباس عم رسول اللہ۔ ابوسفیان بن حارث بھی ابن عم رسول ہیں۔ عام مسلمانوں یا صحابہ میں صرف عبداللہ بن مسعود ہیں جنکو رسول اللہؐ نے تعلیم قرآن کیلئے معین

گیا۔ اور عثمان نے اس جرم پرکہ وہ قرآن اپنا جلانے کو نہیں دیتے اسقدر مارا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

ناظرین کو اب تو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اڈیٹر صاحب حدیث و تاریخ سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے کہ یہ سب اسرار تو حدیث و تاریخ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں

زاد المعاد ابن القیم میں ہے فلحقت عمر بن الخطاب فقال ماللناس فقلت امر اللہ ثم ان الناس رجعوا وجلس رسول اللہ ص ۲۵۵ جلد اول

یعنی ابو قتادہ کہتے ہیں ہم عمر سے جا کر ملے (جس سے معلوم ہوا وہ بہت دور تھے) تو پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کہا حکم خدا یونہی تھا (کیا اچھا مسئلہ تقدیر ہے) اس کے بعد لوگ پھر آئے۔ اور رسول اللہ نے نشست فرمائی۔

یہی وہ جنگ حنین ہے جس میں اڈیٹر صاحب کے پیشوائے خاص معویہ کا باپ ابوسفیان کہتا ہے۔ فقال ابو سفیان لا تنتہی ھزیمتھم دون البحر وان الازلام لمعہ فی کنانتہ وصرخ جبلۃ بن الجنید وقال ابن ھشام صوابہ کلدہ الا بطل السحر الیوم زاد المعاد ص ۲۴۶ جلد اول

یعنی ابوسفیان نے کہا یہ لوگ سمندر کے ادہر تو نہیں ٹھہرتے اور ابوسفیان کا بت اوسکے ترکش میں تھا اور جبلہ بن جنید یا کلدہ نے آواز دی کہ آج کے روز سحر انکا باطل ہوا۔

افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے ورنہ پورے حالات اس واقعہ کے لکھے جاتے جس سے کفر و نفاق خلفاء ثلثہ کا اور بھی بدیہی ہو جاتا۔

اڈیٹر صاحب اگر صاحب علم ہوتے تو معلوم ہوتا کہ جس آیہ کی نسبت وہ یہاں بحث کر رہے ہیں وہ پہلا آیہ ہے سورہ برات کا جو نازل ہوا تھا۔ اور اب وہ چوبیسواں آیہ قرار پایا ہے سورہ برات کا جیسا کہ در منثور علامہ سیوطی میں ہے اخرج الفریابی عن مجاھد رض فی قولہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ قال ھی اول انزل اللہ من سورۃ براءۃ واخرج ابن ابی شیبہ وسلید و من حرب وابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاھد رض قال اول مانزل من براءۃ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ یعرفھم نصرہ ویوطنھم بغزوہ تبوک ص ۲۱۳ جلد ۳

یعنی سورہ برات کا سب سے پہلے آیہ جو نازل ہوا تو آیہ لقد نصرکم اللہ تھا۔ تو کیا اس سے بنا بر

روایت اہلسنت تحریف نہیں ثابت ہوئی۔

بہرحال مولف رسالہ لکھتے ہیں جناب مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا الخ"
اس تقریر سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ یہ کیسے مسلمان ہیں اور کسقدر بہ ہمدرد اسلام کہ ایک غیر مسلم شخص کے سامنے یہ اقرار کرتے ہیں کہ شیعہ قرآن کو نہیں مانتے جس سے سب سے پہلے خیال اوسکے دل میں یہ ہوگا کہ قرآن بھی مثل خلافت و روایات اہل اسلام مختلف فیہ ہے کہ نصف اہل اسلام اوسکو نہیں مانتے
افسوس کہ مسٹر اکبر مسیح نے اپنا رسالہ تاویل القرآن اڈیٹر کو بھیجا جسکی رسید بھی چھاپی اور آجتک اوسکا جواب نہ دیا بیسیوں اخبار آریہ مسافر آگرہ میں قرآن جدید۔ البرہان تنقید القرآن روزمرہ شایع ہو رہا ہے۔ مگر اوسکے جواب کی انکو نہ فکر ہوئی کہ کبھی لکھتے۔ اوسپر طرہ یہ ہے کہ نصف اہل اسلام کو آپ قرآن سے منحرف یا مخالف ثابت کر رہے ہیں اس سے بڑھکر کیا خیر خواہی اسلام ہو سکتی ہے۔
ہاں اڈیٹر صاحب آپ فرماتے ہیں" اصل اختلاف دو باتوں میں ہے" جس سے معلوم ہوا کہ شیعہ و سنی کا اصلی اختلاف یہی ہے۔ حالانکہ آپ اپنے اخبار کے مناظرہ حصہ اول ۲۲ جلد مورخہ ۲۸ رمضان میں لکھ آئے ہیں" اے میرے عزیز بھائیو ہمارے تمہارے درمیان میں جسقدر اختلافات ہیں ان سب کا اصل اصول یہی ہے کہ تم صحابہ کو نہیں مانتے ہم مانتے ہیں اسکے سوا اور کچھ بھی نہیں"
کیوں اڈیٹر صاحب! یہ آپ ہی کی تحریر ہے یا کسی دوسرے کی؟۔ وہاں تو اصل الاصول اسیکو بنایا تھا کہ تم صحابہ کو نہیں مانتے اور ہم مانتے ہیں یہاں اسکی دو اصل کیوں قرار پائی۔ اب کہیے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کا موقع ہے یا نہیں۔
پھر اوسی صفحہ میں آپ فرماتے ہیں" اے میرے عزیز بھائیو محبت اہلبیت میں ہمارا تمہارا کچھ بھی اختلاف نہیں ہے"
پھر اوسکے خلاف یہاں کیوں ارشاد ہوا" دوسرا اختلاف فیمابین سنی و شیعہ یہ ہے کہ اہلسنت حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکساں سمجھتے ہیں حضرات شیعہ علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکساں نہیں سمجھتے"
کیوں صاحب آخر آپکا کونسا قول سچ ہے کہ" محبت اہلبیت میں ہمارا تمہارا کچھ بھی اختلاف نہیں" یا یہ کہ سنی حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکساں سمجھتے ہیں اور شیعہ یکساں نہیں سمجھتے یا یہ کہ دونو

لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیں یا نہ پڑھیں۔

ہان صاحب یہان تو آپ کہتے ہین شیعہ قرآن کو نہین مانتے پھر اخبار مورخہ ۲ شوال مین یہ کیون لکھا اصول فقہ مین فریقین کے یہ امر مسلم ہو چکا ہو کہ اصول شریعت یہی چار ہین۔ قرآن مجید قول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اجماع مجتہدین۔ قیاس مجتہدین؂

کیون صاحب وہان تو فریقین کے اتفاق کا آپنے دعوی کیا تھا کہ شیعہ و سنی دونون قرآن کو مانتے ہین۔ اور یہان کیون اسکے خلاف فرماتے ہین کہ شیعہ قرآن صحیح نہین مانتے۔ آخر آپکا کونسا بیان سچ ہو اور کون غلط جسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کیجائے۔

اڈیٹر صاحب فرماتے ہین۔ اہل سنت قرآن مجید کو مانتے ہین اور کہتے ہین کہ محمد رسول اللہ نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہ یہی ہو۔ انکے بعد قرآن مین نہ کمی ہوئی نہ بیشی نہ تغیر تبدل نہ ترتیب کی الٹ پلٹ ہوا

الجواب جن لوگون نے الشمس کی ضخیم چار جلدین دیکھی ہین اونکو بخوبی معلوم ہو کہ اڈیٹر صاحب نا جو کچھ فرماتے ہین نہ صرف غلط ہو بلکہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ اصول اہلسنت پر نہ نزول قرآن ممکن ہو کیونکہ وہ کلام نفسی کے قائل ہین۔ نہ الفاظ قرآن کو کلام خدا کہتے ہین۔ بلکہ وہ یا کلام جبرئیل ہو یا کلام رسول اللہ کیونکہ بتصریح شاہ ولی اللہ حضرت پر تو صرف معانی قرآن کا القا ہوتا تھا اور حضرت اپنے الفاظ سے ادا کرتے۔ کمی و بیشی قرآن کا یہ حال ہو کہ ایک قرآن حضرت پورا ہو ل دگئے شرح اصول بزدوی) اور اس قرآن مین اسقدر کمی ہوئی کہ خود حضرت عمر و ابن عمر فرماتے ہین کوئی اسکو پورا قرآن نہ کہے۔ تغیر و تبدل ایسا ہوا کہ کچھ اوپر اسی سورے جو پہلے نازل ہوئے پیچھے کردی گئی اور جو سب آخر مین سورہ توبہ نازل ہوا وہ دسوین پارہ مین ڈالا گیا۔

چونکہ یہ مباحث الشمس مین پوری طور سے طے ہو چکے ہین لہذا اعادہ کی ضرورت نہین کیونکہ ہر بات خود مخاطب کے کلام سے ثابت ہو چکی ہو یہانتک کہ انکے امام محی الدین عربی تو فرماتے ہین بہ تحقیق کمان کیا ہے بعض اہل کشف نے کہ مصحف عثمان سے بہت کچھ ساقط ہو گیا وہ جو منسوخ تھا۔ اور کہا کہ اگر رسول اللہ خود ہی متولی ہوتے جمع قرآن کے تو ہم لوگ ضرور توقف کرتے اور کہتے یہی ہو وہ جسکی تلاوت کرینگے بروز قیامت اور کہا اگر نہ ہوتا یہ کہ سبقت کریگا واسطے قلوب ضعیفہ کے (یعنی اون کو

شبہہ پیدا ہوگا) اور وضع حکمت نا اہلون مین لازم آئیگا تو ہر آئینہ ہم ضرور بیان کر دیتے جمیع اون آیات کو جو مصحف عثمان سے ساقط ہوئی ملاحظہ ہو صفحہ ۴۲ اکبریت احمر برحاشیہ یواقیت وجواہر۔ اور الشمس نمبر ۵۵ و ۶ صفحہ ۲۰ جلد ۲

جس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف تحریف ہی ہوئی بلکہ انکو معلوم ہے کہ کہان کہان پر تحریف ہوئی اگر عوام کا خیال نہ ہوتا تو کل اون آیات کو بیان کر دیتے جو مصحف عثمان سے ساقط ہوئی ہیں

کیا غضب خدا ہے کہ جن لوگون نے اسطرح کی خرابیان قرآن مین ڈالین۔ ہزارون نسخے قرآن کے جلا ڈالے خون سے پیشاب سے لکھنا قرآن کا جائز جانتے ہین۔ قرآن کو نہ صرف حدیثون سے صحیح بخاری وغیرہ کے منسوخ جانتے ہین بلکہ اجماع سے بلکہ قیاس سے بھی منسوخ مانتے ہین بلکہ نماز مین ہطرح کی تحریف قرآن مین کرسکین بلکہ بجائے قرآن توراۃ وانجیل پڑھین اسپر تو وہ قرآن کے ماننے والے سمجھے جائین۔ اور جو لوگ قرآن کی اسدرجہ تعظیم کرین کہ کسی حدیث کو بمخالفت قرآن نہ مانین وہ قرآن کے مخالف قرار دئے جائین خود تو علماے شیعہ کا یہ قول نقل کرین ملاحظہ ہو اخبار النجم مورخہ ۷ محرم ۱۳۲۲ھ

"ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ نے اپنی کتاب اعتقادات مین فرمایا ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو قرآن اللہ نے اپنے نبی ؐ پر نازل فرمایا تھا وہ یہی جو دفتون کے درمیان مین ہے اور لوگون کے پاس ہے وہ اس سے زیادہ نہ تھا شیخ صدوق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص ہماری طرف اس بات کی نسبت کرے کہ ہم قرآن کو اس سے زیادہ کہتے ہین وہ جھوٹا ہے"

پھر نہ معلوم یہ اتہام شیعون پر کہان سے تراشا۔ کیا وہ پہلا قول اڈیٹر صاحب کا غلط ہے؟ یا شیخ صدوق علیہ الرحمہ پر افترا کیا تھا؟ یا کسی نے علماء شیعہ سے اس قول کو رد کیا ہے جو کہا جائے کہ شیعہ اوس قول کو نہین مانتے۔ پھر ایک مخالف اسلام کے سامنے کیونکر ایسا صریح افترا کیا کہ شیعہ قرآن کو نہین مانتے۔

ہان اڈیٹر صاحب اپنے دعوی کی دلیل یہ دیتے ہین "مین اپنے اس دعوی کی بابت مختصر اور قطعی دلیل یہ پیش کرتا ہون کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفائے ثلثہ کا ہے اور راس امت کو انہین کے ہاتھون سے ملا ہے"

ہم کہتے ہین یہی تو اسکی دلیل ہے کہ قرآن کے ماننے والے صرف شیعہ ہین کیونکہ انکی اصلی غرض جو نکہ

قرآن سے بھی لہذا جس طرح سے ملا انہوں نے لیا بخلاف اہلسنت جنہوں نے اوسی قرآن کو لیا جو انکے خلفا کے ہاتھ سے ملا ورنہ اگر یہ لوگ اصل قرآن کے خواہان اور طالب ہوتے تو جو قرآن جناب امیرالمومنین کا تھا اوسکو قبول کرتے جس سے معلوم ہوا کہ اہلسنت کو اصل قرآن سے نہیں مطلب ہے انکو خلفائے ثلثہ سے مطلب ہے کہ اونکا جمع کیا ہوا قرآن لیا گیا اور جناب امیر و عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب کا جمع کیا ہوا نہ لیا گیا۔

پھر یہ بھی غلط ہے کہ یہ قرآن ابوبکر عمر کا جمع کیا ہوا ہو کیونکہ شیخین تو ابتداء سے کتابت قرآن ہی کو ناجائز کہتے تھے۔ دیگر مسلمانون کے اصرار سے مجبور ہوے تو ایک قرآن لکھوایا بھی تو اوسکو چھپائے رہے کسی پر ظاہر نہ کیا یہانتک کہ جب عمر مرنے لگے تو اپنی بیٹی حفصہ کو دے گئے جب حفصہ نے انتقال کیا تو مروان نے بزور حکومت وہ قرآن حفصہ لیکر جلوا ڈالا۔

یہ قرآن جو اسوقت موجود ہے صرف حضرت حذیفہ بن یمان کی کوششوں کا نتیجہ ہے جسکے لئے اونہوں نے عثمان پر زور دیا اور اونکے کہنے سننے سے عثمان نے بنی امیہ کے چند لڑکوں سے لکھوایا جیسا کہ بتصریح تمام الشمس مین مرقوم ہے۔

ازالۃ الخفا مین ہے قال ابو محصن یعنی لقیص قالوا انقموا علیک انک جعلت الحروف فی واحد قال جاءنی حذیفۃ قال ما کنت صانعا اذا قیل قراءۃ فلان وقراءۃ فلان وقراءۃ فلان کما اختلف اهل الکتاب فان یک صوابا فمن اللہ وان یک خطاء فمن حذیفہ [illegible]

یعنی صحابہ نے عثمان سے کہا کہ تمہاری یہ حرکت بری معلوم ہوئی کہ قرآن کے بہت سے حرفونکو ایک حرف کر دیا عثمان نے کہا مجھ سے آکر حذیفہ نے کہا تم کیا کروگے جو یہ کہا جائے کہ فلان کی قرات فلان کی قرات جیسا کہ اہل کتاب میں اختلاف ہوا پس اگر یہ کام اچھا ہوا تو خدا کی طرف سے اور اگر برا ہوا تو حذیفہ سے۔ پھر کس منہ سے آپ کہتے ہین کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا خلفائے ثلثہ کا ہے حالانکہ خلفائے ثلثہ نے نہ ایک حرف لکھا نہ ایک دفعہ اس جمع مین شریک ہوئے عثمان تو اس کارروائی کو حذیفہ کی طرف منسوب کریں۔ اور آپ اونکے خلاف خلفائے ثلثہ کی طرف منسوب کرتے ہین۔

بالفرض اگر خلفائے ثلثہ کا جمع کیا ہوا بھی مانا جائے تو پھر اس سے کیا۔ خانہ کعبہ تو کفار مکہ کا بنایا ہوا ہے

جسکی طرف سب مسلمان سجدہ کرتے ہین اور اوسکا حج کرتے ہین۔ تو کیا اس سے یہ کہا جائیگا کہ مسلمان خانۂ کعبہ کو نہین ملنتے کیونکہ وہ کفار کا بنایا ہوا ہے اور بعد کفار بھی بنایا تو حجاج نے جسکے کفر و نفاق مین کسی سنی کو بھی شک نہین ہے۔

بقول اہلسنت باپ مان رسول اللہ ؐ کے کافر تھے تو کیا اس سے کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان رسول اللہ کو نہین مانتے کیونکہ معاذ اللہ اونکے والدین کافر تھے۔

ارے صاحب کچھ عقل و فہم سے کام لیجئے۔ کیا قرآن کو عمر ابوبکر نے تصنیف کیا تھا۔ یہ تو خدا کا کلام تھا رسول اللہ ؐ کا معجزہ تھا اسکا جامع کافر ہو یا منافق اس سے کلام خدا مین کیا نقص آتا ہے۔ کیا گلاب سنگھ نولکشور کے قرآن کو چھاپنے سے قرآن کی عظمت مین فرق آسکتا ہے یا کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان قرآن کو نہین مانتے کیونکہ کافر و نکا چھاپا ہوا ہے۔

موتی۔ یا طلاے خالص۔ ہمکو کسی چمار کے ہاتھ سے ملے یا کسی مردار سور کے پیٹ سے نکلے تو وہ موتی اور وہ طلا موتی ہی اور طلا کہلائیگا۔ اسی کی طرف تو خدا اشارہ کرتا ہے یخرج الحی من المیت۔

دوسری دلیل یہ دیتے ہین " دوسری بات یہ ہے کہ حضرات شیعہ خلفاے ثلثہ کو منافق اور بے دین تا آخر مین بیشک یہ فرمانا آپکا صحیح ہے فی الحقیقت وہ لوگ ایسے ہی تھے بلکہ اس سے بھی بدتر۔ مگر اسکا اثر قرآن پر کیا پڑسکتا ہے جو خدا کا کلام ہے۔ ہان اگر کلام ابوبکر عمر ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے۔ یہ تو خدا کا کلام ہے خواہ کافر سے ملے خواہ منافق سے۔ کلام خدا تو نہین بدل سکتا کیونکہ خدا نے اسکی توصیف مین فرمایا ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ کہ کوئی اسکا مثل نہین بناسکتا۔ پھر منافق یا کافر سے اگر ملے تو کیا حرج ہے۔

کیا اگر کسی مزبلہ (گھورہ) پر قرآن ملے تو آپ اوسکی عظمت نہ کیجئے گا اوسکو نہ مانئے گا۔ جن لوگونکو آپ ذریعہ قرآن ملنے کا بتارہے ہین کیا وہ مزبلہ سے بھی بدتر تھے "

اڈیٹر صاحب اب آپنے خلفا کی کارروائیونکو ملاحظہ فرمایئے کہ اونہون نے قرآن کو کیا سمجھا تھا مثل حدیث رسول کہ دو گواہ لیکر لکھ لیتے۔ حالانکہ خدا اوسکی توصیف مین فرماتا ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید

اوس قرآن کو آپکے خلفا نے اسطرح جمع کیا کہ دو دو گواہ لیکر۔ حالانکہ قرآن کی تعریف مین مفتی علامہ سید احمد دحلان کہتے ہین قال فی المواھب نقلا عن بعضھم ان ھذا القران لو وجد

سلکوبا فی فلاۃ من الارض ولو یعلمون وضعہ لشہدت العقول السلیمۃ انہ
منزل من عند اللہ تعالیٰ وان البشر وغیرہ لاقدرۃ لھم علی تالیف ذلک صـ۱۰۱
سیرہ نبویہ برحاشیہ سیرہ حلبیہ جلد ۳

کہ مواہب لدنیہ میں ہے کہ قرآن اگر لکھا ہوا کسی میدان میں بھی ملے اور یہ نہ معلوم ہو کہ کسنے یہاں رکھا ہے تو عقل سلیم حکم لگائیگی کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور انسان کو کسی طرح اسکی قدرت نہیں ہے کہ ایسا بنا سکے۔ توجس قرآن کی یہ حالت ہو اور سپرد دو گواہ لیکر لکھوانا خود بتا رہا ہے اون صحابہ کو کسقدر واقفیت تھی۔

واہ صاحب واہ عبارت کی خوب تھی کیا ابوبکر عثمان کہیں لندن میں بیٹھے ہوئے تھے جو وہاں سے قرآن بنا کر بھیجتے کہ اعتبار و بے اعتباری کی بحث ہوتی۔ قرآن مرتب جناب امیر کے پاس موجود تھا جو اوسیطرح تھا جسطرح نازل ہوا۔ اسلئے آپکے خلفاء وصحابہ نے نہ لیا کہ اوسمین وہ ستر نام بھی تھا جو بقول آپکے نکال دیا گیا۔ پھر ابن مسعود کے پاس ابی بن کعب کے پاس تھا نہ لیا گیا بلکہ صحابہ سے پوچھ پوچھ کر لکھا جاتا جو پچیس برس میں جا کر لکھا گیا پھر اوسمین بے اعتباری کس بات کی تھی۔ کیونکہ یہ تو معلوم تھا غیر قرآن داخل ہو نہیں سکتا محال ہے اب جو کچھ ہے وہ قرآن ہے خواہ یہاں کا سورہ وہاں ہو یا یہاں کا آیہ وہاں ہو جس سے سب واقف تھے اور بتاتے رہے جو آجتک کتب احادیث و تفاسیر میں موجود ہے پھر بے اعتباری کی کیا وجہ۔

پھر لکھتے ہیں دوسری دلیل میری اس دعوی کی یہ ہے۔ تا بہ آخر

اگر یہی دلیل ہے قرآن کے نہ ماننے کی تو پھر اہلسنت میں ایک متنفس بھی قرآن کا ماننے والا نہیں رہتا کیونکہ صحاح ستہ میں اور تمامی کتب احادیث و تفاسیر میں موجود ہے حضرت ایک قرآن پورا بھول گئے۔ سورہ حفد سورہ خلع قرآن سے نکل گیا۔ سورہ احزاب پہلے سورہ بقر کے برابر تھا اب ۷۲ یا ۷۳ آیتیں رہ گئی ہیں جنکا ایک مرتبہ نہیں صدہا مرتبہ اثبات کیا گیا جسمین چار جلدیں الشمس کی شائع ہو چکیں اور جلد ۵ بھی قریب طیاری ہے ان سب روایتوں کی صحت خود بخاری ومسلم وغیرہ کے ذریعہ دکھائی گئیں اور علمائے اہلسنت کا اقرار کہ آج بھی ہم چاہیں تو اون آیات کو بتا دیں کہ مصحف عثمانی میں کہاں کہاں سے نکل گئیں۔

اڈیٹر صاحب جو دعوی یہان کرتے ہین اوسکا ثبوت تفضیلی بمقابلہ الشمس کیون نہین دیتے حسمین آپکے ہر ہر قول کی تکذیب کی گئی ہو اور ہر دفعہ اوسکے جواب مین یہی ارشاد ہوتا ہی کہ الشمس قابل التفات نہین ہو جس سے انکو رکھتے ہین کی تصدیق ہوتی ہو۔

اگر ائمہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہوتے تو پھر اسکا کیون حکم دیتے کہ جو حدیث ہماری مخالف قرآن ہو اوسکو نہ مانو جسکو چند مرتبہ آپ نقل بھی کر چکے۔

ہم یہان کن کن بزرگونکا نام لین اہلسنت کے صحابہ سے اس قرآن کو محرف مانتے ہین۔ عمر۔ ابن عمر۔ عثمان۔ ابن عباس۔ ابی بن کعب۔ ابن مسعود۔ ابو الدردا۔ ابوہریرہ۔ عائشہ۔ حفصہ ام سلمہ سب کے اقوال تو الشمس مین مع صفحہ کتاب مندرج ہین۔

روایتین بھی صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ صحیح ترمذی۔ سنن ابوداود۔ ابن ماجہ۔ موطا۔ تفسیر کبیر در منثور۔ تفسیر طبری۔ کی لکھی گئین مگر من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور سے مجبوری ہی

پھر اڈیٹر صاحب فرماتے ہین دوسرا اختلاف فیما بین سنی و شیعہ یہ ہے۔

اسکا تصفیہ بہت آسان ہو کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت فرمائے کہ حق خود واضح ہو گا اگر اہلسنت جناب امیرؑ کو حقیقت مین سچا مانتے ہین تو اس قول پر کیون نہین ایمان لاتے جو خود کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہو ص۱۱ مطبوعہ مصر۔

ثم ان علیا کرم اللہ وجہہ اتی بہ ابی بکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسولہ فقیل لہ بایع ابابکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار و احتججتم علیھم بالقرابۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتاخذوہ منا اھل البیت غصباً الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی

یعنی حضرت علی کو ابوبکر کے پاس لائے حالانکہ حضرت کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا و برادر رسول ہین کہا گیا کہ بیعت کرو ابوبکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہین تمسے اس امر کے لئے ہم بیعت کرینگے تمکو ہماری بیعت کرنی چاہیئے تمنے اس امر کو انصار سے اسی دلیل سے لیا ہو کہ تم قرابت مند رسول ہو۔ تو ہم اہلبیت سے کیون از راہ غصب لیتے ہو۔ کیا تمنے انصار سے یہ نہین کہا تھا کہ چونکہ محمد ہم لوگون سے ہین لہذا ہم تمسے زیادہ مستحق

الانصار نحن اولی برسول اللہ حیاً ومیتاً فانصفونا ان کنتم تؤمنون والا فبوءوا بالظلم وانتم تعلمون فقال له عمر: انک لست متروکا حتی تبایع فقال له علی احلب حلباً لک شطره وشده الیوم یردده علیک غداً ثم قال واللہ یا عمر لا اقبل قولک ولا ابایعه فقال له ابوبکر فان لم تبایع فلا اکرهک فقال ابوعبیدة بن الجراح لعلی کرم اللہ وجہه یا ابن عم انک حدیث السن وهولاء مشیخة قومک لیس لک مثل تجربتهم ومعرفتهم بالامور ولا اری ابابکر اقوی علی هذا الامر منک واشد احتمالا واستطلاعا فسلم لابی بکر هذا الامر فانک ان تعش ویطل بک بقاء فانت لهذا الامر خلیق وحقیق فی فضلک ودینک وعلمک وفهمک وسابقتک ونسبک وصهرک فقال علی کرم اللہ وجہه اللہ اللہ یا معشر المهاجرین لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من داره وقعر بیته الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون اهله عن مقامه فی الناس وحقه فواللہ یا معشر المهاجرین لنحن احق الناس به لانا اهل البیت ونحن احق بهذا الامر منکم ما کان فینا القاری لکتاب اللہ الفقیه فی دین اللہ العالم بسنن رسول اللہ المتطلع لامر الرعیة

ہین جسپر انصار نے قبول کرلیا اور خلافت کو تمھارے حوالہ کردیا جب وہی دلیل ہم پیش کرتے ہین کہ ہم زیادہ اولی ہین رسول اللہ کے ساتھ حالت حیات مین بھی بعد موت بھی۔ تو انصاف کرو اگر ہو تم ایمان والے نہین تو جو چاہو ظلم کرو اوسکا مزہ چکھوگے۔ اسپر عمر نے کہا تم چھوٹے نہین جاسکتے جبتک بیعت نہ کروگے حضرت علیؑ نے کہا دودہ لے کہ تجھکو بھی حصہ ملیگا۔ آج اوسکے لئے مضبوط کرکل تو پھر تجھے لوٹا ہی دیگا ہرگز ہم تیرا قول نہ مانینگے نہ بیعت کرینگے۔ ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم بھی مجبور نہین کرتے۔ ابوعبیدہ نے کہا اے پسر عم تم ابھی کمسن ہو اور یہ تمھاری قوم کے بوڑھے ہین تمکو ابھی وہ تجربہ نہین ہے جو انکو ہے ابوبکر کو ہم اس بار مین تم سے زیادہ قوی جانتے ہین اور قوت تحمل واستطلاع اونکو زیادہ ہے۔ تم قبول کرلو اونکی خلافت کو کہ اگر زندہ رہوگے تو تم بیشک اس امر کی لائق اور قابل ہو بسبب اپنے فضل ودین۔ وفہم سابقہ۔ وقرابت ودامادی رسول کے

حضرت علیؑ نے کہا اللہ اللہ اے گروہ مہاجرین محمدؐ کی سلطنت کو عرب مین۔ اونکی خاندان سے نکال کر اپنے گھرون مین نہ لیجاؤ اور اہلبیت

المعقبة فی دین اللہ العالم بسنن رسول اللہ المتطلع لامر الرعیۃ المدافع عنہم الامور السیئۃ القاسم بینہم بالسویۃ واللہ انہ لفینا فلا تتبعوا الھوی فتضلوا عن سبیل اللہ فتزدادوا من الحق بعدا وقال بشیر بن سعد الانصاری لو کان ھذا الکلام سمعتہ الانصار منک یا علی قبل بیعتہا لابی بکر ما اختلفت علیک

محمدؐ کو اونکے حق اور مقام سے نہ نکالو ۔ قسم خدا کی اے مہاجرین ہم سب سے زیادہ مستحق ہین اس امر خلافت کے ساتھ بیشک کوئی بھی قرآن کا پڑہنے والا ہم مین رہا اور فقیہ دین خدا کا اور عالم سنت رسول اللہ صلعم کا جو مطلع ہو امر رعیت پر اور امور سیئہ کو اونسے دفع کر سکے اور قسمت بالسویہ کرے قسم خدا کی یہ باتین صرف ہم ہی مین ہے اپنی خواہشون کی پیروی نہ کرو کہ گمراہ ہو جاؤگے راہ حق سے اور دور ہوتے جاؤگے حق سے ۔ بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اگر یہ کلام تمھارا انصار سنے ہوتے قبل بعیت ابوبکر تو ایک شخص بھی تمسے اختلاف نہ کرتا "

اڈیٹر صاحب اگر آپ اس دعوی مین سچے ہین "کہ اہلسنت حضرت علی مرتضی کا ظاہر و باطن یکسان سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سچے تھے ایک جان کیا اگر انکی کروڑون جانین جاتی رہتین تو وہ جھوٹھ بولنے والے نہ تھے" تو پھر کیون نہین حضرت علی کے اس قول پر ایمان لاتے جسکے بعد سارا قصہ طے ہے ۔

مگر آپ کیا کیجئے خدا تو آپلوگون کی توصیف مین فرما چکا ہے اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون ۔ یعنی منافق لوگ تمھارے سامنے آکر کہتے ہین کہ تم خدا کے رسول ہو اور خدا جانتا ہے کہ تم اوسکے رسول ہو ۔ اور خدا گواہی دیتا ہے کہ منافقین کاذب ہین ۔۔

دیکھئے اپنے پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے منافقانہ اقرار کا نمونہ دکھایا یا نہین کہ اقرار تو کیا حضرت کے اسطرح کے صدق و راستی کا کہ ایک جان کیا اگر انکی کروڑون جانین جاتی رہتین تو بھی جھوٹ بولنے والے نہ تھے " اور عمل اوسکے بالکل خلاف ہے کہ نہ حضرت کو مستحق خلافت جانتے ہین نہ ابوبکر و عمر کو ظالم غاصب کا فرما لانکہ حضرت کس طرح اونکا بلکہ اکثر مہاجرین کا کفر صریح ثابت کر رہے ہین ۔

شیعون کی نسبت جتنا آپنے دعوی کیا ہے سکے جواب مین لعنۃ اللہ علی الکاذبین کافی ہے

کیون صاحب ظاہر و باطن یکسان نہ ماننے کی یہی دلیل ہے حضرت علی مرتضیٰ خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین انسے صلح کے ساتھ رہے اور انسے لڑے جھگڑے نہیں" تو پھر معاذ اللہ رسول اللہ کا بھی ظاہر و باطن یکسان نہ رہا۔ کیونکہ ۱۳ ۔ ۱۵ برس تک حضرت کفار مکہ کے ساتھ صلح سے رہے لڑے جھگڑے نہیں۔

اڈیٹر صاحب کے نزدیک مخالفت کی صورت صرف یہی ہے کہ تلوار پکڑ کر میدان مین ڈٹ جائے اور نہ زبانسے اگر اپنی حقیت دکھلائے اور دوسرے کا بطلان تو وہ مخالفت نہیں ہے تو کاش اسی پر ایمان لاکر کفر عائشہ طلحہ زبیر معویہ کا فتویٰ صادر ہو۔

اڈیٹر صاحب لکھتے ہین بلاکہ انکی تعریف کرتے رہے جیساکہ شیعونکی اعلیٰ ترین کتابون مین بلا اختلاف مذکور ہے" جسکے جواب مین پھر لعنت اللہ علی الکاذبین کی تلاوت کرتے ہین کیونکہ جب خود کتب معتبرہ اہلسنت مین حضرت کا یہ کلام موجود ہے تو بھلا شیعونکی کتاب مین کہان ممکن ہے کہ حضرت انکی تعریف کر سکین آپکی سمجھ کا جب یہ حال ہے تو آپ حضرت کے لعنت کرنیکو بھی تعریف ہی سمجھتے ہونگے جیساکہ رسول اللہ کی لعنت کو آپ تعریف سمجھتے ہین۔

پھر لکھتے ہین حضرات شیعہ اسکے جواب مین یہی فرماتے ہین کہ یہ تعریف حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے دلکے خلاف بطور خوشامد کر دی" اسکے جواب مین بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے۔ اگر صحیح النسب ہو گے تو اسکا ثبوت دو گے کہ کسنے یہ لکھا ہے کہ حضرت علی نے بطور خوشامد تعریف کر دی کیونکہ خود کتب اہلسنت سے جہانتک دیکھا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ہر فعل پر ہر بات پر نفرین ہی کرتے تھے۔ ہان بخیال خیرخواہی اسلام حضرت نے تلوار سے نہین فیصلہ کیا جسطرح رسول اللہ نے بھی تا قیام مکہ اسطرح کا فیصلہ نہین کیا۔

پہلی تاریخ ۲۶ جون کی کارروائی ختم ہوئی جسمین اڈیٹر صاحب نے پنڈت جگت پرشاد صاحب کو دھوکھا دینا چاہا اور بقول خود شاید کامیاب بھی ہوئے۔

۲۹ جون کی کارروائی آئندہ نمبر مین درج ہوگی۔

نوٹ - اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسطرح کی حق پوشی کی جاتی ہے اور جو بات مثل آفتاب عیان نمایان ہے اوسکا انکار کیا جاتا ہے پھر اوس تقریری مناظرہ سے کیا حاصل جب اوسکی اسطرح فریب آمیز کارروائی ملک مین شائع کی جائے جسمین صدہا رِیم کاغذ بیکار ضائع ہو۔

اڈیٹر صاحب کو مناسب ہے کہ اس آیہ کو ہمیشہ ملحوظ رکھین یسئلونک عن الفواد تمہارے دل سے سوال ہوگا لہذا کبھی وہ بات نہ کہنی چاہیے جسکو دل جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔

کھلی چٹھی بنام خریداران ترجمہ قرآن

ازجناب مولوی سید مقبول احمد صاحب بلوی

بندہ نواز سلام علیکم - پارہ چہارم تک شائع ہو چکا ہے - ہمکو اس امر کے اظہار کی خوشی ہے کہ یہ پارہ آپکے اپنے پریس یعنی مقبول پریس دہلی مین طبع ہوکر پیش ناظرین ہو رہا ہے - دعا ہے کہ خداوند عالم بقیہ پارون کو بھی اسیطرح مکمل کرا دے - بحق محمدؐ و آل محمدؐ -

شکریہ

ہم اُن حضرات کے تہ دل سے مشکور ہین جنہون نے ہماری آواز پر لبیک کہی اور پیشگی ہدیہ ارسال فرمادیا - اور اُس سے زیادہ اُن بزرگوارون کے ممنون ہین جنہون نے خریداران کے اضافہ مین سعی فرمائی - خداوند عالم اُنکی سعی کو مشکور کردے

ہمکو امید ہے

کہ وہ حضرات بھی جنہون نے ابتک کسیوجہ سے اس کار خیر مین ہمارا ہاتھ اسطرح نہین بٹایا ہے وہ بھی نئے خریدار دینے مین کد و کوشش کرینگے اور نہ صرف ہمکو ممنون احسان بنائینگے - بلکہ اپنے قومی کام کی جڑ مضبوط کردینگے

بجا شکایت

اکثر حضرات جو فی الحقیقت اس ترجمہ قرآن سے پوری دلچسپی رکھتے ہین انکا بار بار ہمکو تاخیر اشاعت کی طرف توجہ دلانا بالکل بجا ہے لیکن ہم بقسم یقین دلاتے ہین کہ کوئی دن مشکل سے ایسا گذرتا ہوگا جس روز اس مسئلہ پر قلبی و دلی بیچینی سے غور و خوض نہ کیا جاتا ہو - کیونکہ جسقدر آپ حضرات کو اس سے دلچسپی ہے شاید اس سے کچھ زیادہ ہی ہمکو اس ترجمہ سے ہے - اور ہماری کوشش ہمہ وقت یہی رہتی ہے کہ وہ تدابیر عمل مین لائی جائین جن سے ایکماہ مین ایک پارہ ضرور بالضرور شایع ہونے لگے -

ایک پارے کی تیاری مین

اتنے مرحلے ہین - ملاحظہ ہون

(۱) اصل قرآن مجید کا ترجمہ کرنا (۲) تفسیری نوٹ اور حاشیون کے لکھنے کیلئے احادیث تفسیری کا منتخب کرنا - آنکا ترجمہ اردو مین کرنا - اور پھر اُنہین اختصار کے ساتھ لکھنا (۳) پھر مجتہد صاحب کو سنانا (۴) ترجمہ اور تفسیری نوٹون کے اصل مسودہ کو صاف کرنا - تاکہ کاتب اسپر سے نقل کرین (۵) تین مختلف کاتبون سے عربی اور

اردو لکھوانا (۶) کاپیون کی صحت کرانا (۷) کاتبون سے غلطیان بنوانا (۸) کاپیان پتھر و نبر جمواکر پروف اتروانا اور اُنکی صحت کرانا (۹) مصلح سنگ سے پتھر درست کراکے چھپوانا (۱۰) کئی ہزار کی تعداد مین چھاپنا اب جسقدر ہاتھون سے یہ کام انجام پاتا ہے اُسیقدر زیادہ تاخیر ہوتی ہے اور مرحلے تو جو کچھ ہین وہ ہین لیکن دو مرحلے سب سے زیادہ اہم اور دشوار ہین یعنی نمبر ۳ و نمبر ۱۰ کو رجو حضرات الطباع کے کام مین تھوڑی بھی دلچسپی رکھتے ہین وہ بخوبی اندازہ کرسکتے ہین کہ زیادہ تعداد مین طبع کرنا کیسا دشوار اور کسقدر دیر طلب کام ہے۔ تاہم ہماری کوشش ہر وقت یہی رہتی ہے کہ جلدی سے جلدی پارہ تیار ہو جاے۔ اور ناظرین تک پہنچ جائے پس جن بزرگوارون کو اس امر کی شکایت ہے وہ براہ کرم ہمکو معذور سمجھینگے۔

پیشگی کا مسئلہ

ہم دیکھتے ہین کہ باوجود نہایت صراحت سے صاف صاف لکھدینے کے بھی اکثر حضرات کو غلط فہمی ہوئی جس کے رفع کرنیکی غرض سے حسب ذیل گذارش ہے۔

(۱) قرآن مجید کے تیس پارے ہوتے ہین لیکن ہمارے ہان تو اسوقت تک صرف چار پارے تیار ہوے ہین باقی ۲۶ پارے ابھی باقی ہی ہین یعنی بالکل نہین چھپے بعض بعض حضرات نے خیال فرمالیا کہ تیسوں پارے تیار ہوگئے جو ہمنے تیس پارونکی قیمت پیشگی طلب کی نہین نہین۔ ہرگز ایسا نہین ہے بلکہ اصل یہی ہے کہ صرف چار پارے تیار ہین باقی ۲۶ پارے انشاء اللہ ایک ایک کرکے تیار ہوتے رہینگے۔ لہذا جو حضرات یہ فرمایش کردیا کرتے ہیں کہ بقیہ سب پارے بھیجدیجئے۔ وہ خیال رکھین کہ ہم ایسی فرمایش کی تعمیل سے معذور ہین۔ ورنہ ہمکو کچھ اسکی خوشی نہ تھی کہ شائقین کو ترسا ترسا کر ایک ایک پارہ کئی کئی مہینہ مین بھیجتے اور تیار شدہ سب پارے گھر مین چھوڑتے

(۲) بہت سے حضرات کا خیال ہے کہ پیشگی ہدیہ ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے ہمنے صرف خریداران ترجمہ کے نفع کی خاطر یہ تجویز اختیار کی ہے کہ فضول رقم ڈاکخانہ وغیرہ مین ضائع اور برباد نہو اور فریقین کو فائدہ پہنچے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی صاف لفظون مین لکھدیا تھا کہ پیشگی ہدیہ ادا کرنا لازم نہین ہے۔ پس ایسے حضرات حسب معمول ایک ایک پارہ ہی بذریعہ وی۔ پی منگاتے رہین جسے وہ آسان اور سہل تصور فرماتے ہین ہمکو تعمیل ارشاد مین کوئی عذر نہوگا۔ والتسلیم

نیازمند۔ منیجر جوہر اسٹنڈ کمپنی دہلی

الکرار (زیر طبع)

یعنی جناب امیر علیہ السلام کی سوانح عمری

تاریخ اور ضروریات سے زمانہ ناواقف نہیں ہے اور اسیطرح تاریخ کے خاص افراد اور اُنکے واقعات گویا تاریخ کی جان ہین ہمین اسکا کم افسوس نہین ہے کہ ہماری قوم کے پاس کوئی مرتب تاریخ نہین ہے لیکن ہمارے تاسف نے بہت کچھ خوشی کی صورت اختیار کی جب ہمین اپنی تاریخ کے ایک خاص اور مقتدر فرد کی مرتب سوانح عمری ملگئی۔ یہ جناب امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کی سوانح عمری ہے۔ اس سوانح عمری کا تیار کرنا ایک دن کا کام نہ تھا مصنف سے پوچھیے جس نے سات برس اسمین صرف کئے اور بقول اُنکے کہ رات کو الکرار کے خیال مین سوتا تھا اور صبح کو الکرار کے خیال سے اوٹھتا تھا۔ مین جانتا ہون کہ میری قوم اسوقت علمی قدردانی مین بہت ممتاز نہین ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ الکرار اُسکے دماغ مین بڑی جگہ لینے والی ہے اور بہت کم زمانہ ہے کہ ہر پڑھے لکھے کی زبان پر الکرار کا نام ہوگا۔ بجانتے والا جانیگا اور جاننے والا اُن بڑے بڑے مسائل پر غور کریگا جو یا تو زمانہ گذشتہ کے مورخین کی نگاہ سے بلا توجہ گذر گئے یا جو اور نا قابل فہم وجوہات سے زیر قلم نہین آئے حضرت علی کی جن تاریخی اور فطری بنیادون پر تصویر کھینچی گئی ہے مجھے علم نہین ہے کہ الکرار کے مولف سے زیادہ تیز نظری سے کسی نے مصوری کی ہو۔ علیؑ کی طبیعت۔ تربیت رسول کی صحبت اور اثر کو ابتدا سے انتہا تک جس خوبی کیساتھ دکھایا ہے وہ پڑھنے ہوئے غور کو زیادہ لطف دیتا جائیگا۔ تاریخ فلسفہ تاریخ اور اخذ تاریخ مین کیا کوشش کی گئی ہے اسکا اس مختصر اشتہار مین سمجھانا ہوا سی باتین کرنا ہوگا مجھے خوف ہے کہ میرا زیادہ کہنا کسی کتب فروش کا مبالغہ نہ سمجھا جائے لیکن مجھے امید ہے کہ قوم کے اکثر افراد دوسرے اڈیشن کا انتظار نہ کرینگے۔ سینتالیس عربی۔ فارسی۔ اردو۔ اور انگریزی کتابون سے حوالہ دیا گیا ہے مولف نے اختصار کی سخت کوشش کی ہے مگر پھر بھی کتاب کا حجم تخمیناً ۵۰۰ صفحے ہوگئے۔ اگرچہ زیادہ عرصہ نہین گذرا ہے کہ جناب امیرؑ کی سوانح عمریان قابل افراد قوم نے مرتب کی ہین لیکن یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ الحسن۔ الفاظ۔ ترتیب اور موجودہ زمانہ کے تعلیمی اثر اور ضروریات کے لحاظ سے یہ کتاب بقول ایک عالم کے متقدمین اور متاخرین دونونکے طرز تحریر سے علحدہ اور تشفی بخش ہے خصوصاً وہ مقامات قابل دید ہین جہان مولف نے حضرت کی قابلیت انتظامی سے بحث کی ہے اور معزولی عمال کے مشکل مسئلہ کا حال کی حکمت عملی سے موازنہ کرکے عام تسکین کے قابل جواب دیا ہے یا جہان قدیم اور جدید مورخین کے اعتراضات پر نظر ڈالی ہے اور نہایت مہذب الفاظ مین جواب دیا ہے۔ مولف نے اُسوقت تک کتاب کا چھپنا پسند نہ کیا جبتک کہ نئی اور پرانی روش تعلیم کے قابل لوگونکی نگاہ سے کتاب کا کل یا جزو نہین گذر گیا قوم کے لائق لوگ تصفیہ کرینگے کہ الکرار موجودہ زمانہ کی سوانح عمری کے موافق سوانح عمری کہی جاسکتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کتاب کا پڑھنے والا اسے ایک مقدس فرض سمجھکر اشاعت کی کوشش کریگا اس ایک کتاب کا اپنے پاس رکھنا گویا اُن کتابونکا اپنے پاس رکھنا ہوگا جنکے انتخاب سے مولف نے الکرار کو مختلف رنگونکے پھولونکا گلدستہ بنا دیا ہے۔ اس کتاب کے مولف سید ابن حسن صاحب جارچوی ساکن محلہ جہان شہر بنارس ہین جنکی اور تصنیفات مثل حضرت امام حسینؑ کی سوانح عمری ذبح عظیم وغیرہ کے یکے بعد دیگرے شائع ہونے والی ہین۔ قوم کا جوش قدردانی مولف کے محنت کش دماغ کیلئے باعث تسکین اور ہمت افزا ہوگا شایقین کتاب مذکور مولف یا مکلف سے جلد طلب کرین قیمت علاوہ محصولڈاک صرف دو روپیہ رکھی گئی ہے کتاب کا پہلا حصہ طبع ہوگیا ہے بقیہ دو حصہ زیادہ سے زیادہ دو ماہ مین تمام چھپ جاوینگا۔ قدردان جلد درخواست خریداری بھیجیں۔

المکلف

خواجہ غلام محمود وکیل بی۔ اے۔ محلہ لنگر کا لوٹہ۔ شہر بنارس

آخری رعایت

ہماری معزز قوم مومنین بالیقین کچھ ایسے مزاج پر مخلوق ہوئی ہے کہ اسکا انداز سب سے جداگانہ کام کا جب وقت گذر جاتا ہے تو انکو خیال آتا ہے۔ رعایتی قیمت کا اشتہار کتنی دنون تک اصلاح مین شایع ہوتا رہا جب بند ہین اوسکے منسوخی کا اعلان دیاگیا تو اب ہر طرف سے توسیع اشاعت کی آواز بلند ہو رہی ہے کہ "ہمکو تو خبر ہی نہ تھی"

لہذا صرف مجلدات اصلاح کی نسبت تو اوس رعایت کی مدت وسیع کی جاتی ہے جو سابق مین رعایت کی گئی۔ جلد۷۔ جلد۸ جلد۹ جلد۱۱

اس رعایت کی غرض صرف اسقدر ہے کہ نادار سے نادار شخص بھی اس دولت عظمی کو بھی حاصل کرے کیونکہ وہ زمانہ قریب ہے اسکا ایک ایک نمبر۔ ایک ایک روپیہ کو خریدا جاے مگر اوسوقت کہ ہم نہ رہینگے لہذا اس موقع کو غنیمت سمجھیے دما علینا الا البلاغ۔

ہان مجلدات اربعہ الشمس تو او رھی نایاب ہونگی کیونکہ کامل جلدین ۶ یا ۷ سے زیادہ نہ ہونگی۔ لہذا فی جلد ۶؍ سے کم نہین ہوسکتا مگر اسقدر رعایت ممکن ہے کہ جو صاحب کل جلدونکو ایکجائی طلب کرین جلد۵ اونکو بلا قیمت ملیگی۔ مگر قیمت بذریعہ منی آڈر آنا چاہیئے کیونکہ اکثر حضرات وئیلو طلب کرکے واپس کردیتے ہین جس سے بیحد زیرباری ہوتی ہے۔

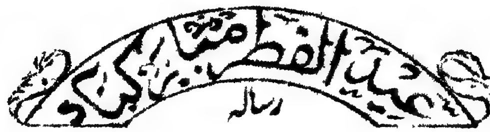
اصلاح جلد۱۰ و ۱۲

ہان اصلاح جلد۱۰ پندرہ روزہ تھا جس سے ۲۴ نمبر اسکے مرتب ہوے قیمت اسکی ۲؍ تھی۔ جلد۱۲ کا حجم بھی جلد۱۰ سے کم نہ تھا قیمت ۶؍ ۔ مگر برعایت ماہ مبارک رمضان بجاے ۸؍ کے ۶؍ ہر دو جلد کا لیا جاے گا۔ مگر یہ شرط عام ہے کہ جس جلد مین جو نمبر کم ہو گا دفتر اوسکا ذمہ وار نہین۔ کیونکہ یہ کمی قیمت زیادہ تر اسیوجہ سے ہے ان سب رعایتونکی مدت ۳۰ رمضان المبارک تک ہے۔

مراسلات بنام منیجر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن ہونی چاہیئے۔

سید ظفر حسن پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ سی ۳۷۷



رسالہ

اصلاح

[illegible]

[illegible]

جلد ۱۳	بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۲۳ ہجری	نمبر ۱۰

علی حیدر اڈیٹر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

[illegible]

[illegible]

مرکزی الاصلاح نقد الہست میں ... [illegible] ... وقت ... [illegible]

الاصلاح ... [illegible] ... سے طلب فرمائیے۔

شکر ... [illegible] ... نہیں ہیں ... [illegible] ... میں ملتے۔ ... [illegible]

انصار امام حسین میں ایک شخص کے لئے ... [illegible] ... ہوئی ہو ... [illegible]

خریدار اصلاح بھی انصار امام حسین میں شامل ہو جس سے ... [illegible] ... حق کی تائید ہوگی ... [illegible] ... اپنے احباب و

اعزا کو انصار دین بنائیے۔

اکثر جناب کے خطوط اس مضمون کے آتے ہیں ... [illegible] ... الحمد للہ ... [illegible]

ہیں مگر افسوس ہماری قوم کے معزز افراد جو ... [illegible] ... اور با اثر بھی ہیں کبھی یہ بھی نہیں لکھتے کہ ...

فلاں وہابی ... [illegible] ... یا مرزائی کو خریداری اصلاح ... [illegible] ... یہ دلیل ہے ہماری ... [illegible]

غفلت شعاری کی۔ حالانکہ سب سے زیادہ ضرورت ہے وہابیوں اور مرزائیوں کے ... [illegible]

بایں ہمہ ان حضرات کے خاص طور پر شکر گذار ہیں جنہے اصلاح کا ... [illegible]

[illegible]	جناب منشی میر جعفر حسین صاحب سجادی رئیس [illegible]	۳	جناب حافظ سید ... باسط صاحب [illegible] سابق
۱	جناب ... طالب حسین صاحب [illegible]	۲	جناب حکیم محمد علی صاحب [illegible]
۱	جناب سید محمد جعفر صاحب کھجوہ	۱	جناب منشی ... الدین صاحب پٹواری [illegible]
۱	جناب سید جعفر حسین صاحب [illegible]	۱	جناب ... علی حسین صاحب قرآن خوان ... آباد

عرق ... [illegible] ... کم ... [illegible] ... اس کی وجہ کیا ہے ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سید محمد سجاد صاحب ... [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱	بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۲۶ہجری	جلد ۱۳

اطلاع ضروری

جملہ اصلاحات مین نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل فرمایشات کی دشوار

افتاد عجیب

یہ بھی عجیب اتفاق کہ بارھوین ماہ صیام روز شنبہ ہم سب دفتر مین بیٹھے ہوے دفتری ضرورتون کو انجام دیرہے تھے کہ دفعۃً چھت اوپر سے آرہی۔ الحمد للہ کہ جناب فخر الحکما دام ظلہ و برادرم محمد حمید سلمہ کو تو خداوند عالم نے بالکل بچالیا۔ خفیف اوسپر تو منون مٹی خس وخاشاک کا انبار تھا اگر کمبیرلی نہ ہوتی یا دو تین منٹ اور بھی اسیطرح دبا رہتا تو پھر نہ معلوم کیا ہوتا۔ مگر یہ بھی قدرت خدا ہے کہ اسطرح ادسنے حفاظت کی کہ کسی قسم کی چوٹ بھی نہ آئی حالانکہ دس منٹ تک اسطرح دبا رہا کہ تنفس مین دشواری ہوتی۔ عمی سید مظہر حسین صاحب منیجر ہنوز اس صدمہ سے اٹھتک اوٹھ نہ سکے اگرچہ بفضلہ اب تخفیف ہے۔ اس آفت سے بہت سے کاغذات اور خطوط ضایع ہوگئے۔ لہذا اگر کسی فرمایش کی تعمیل نہوئی ہو تو براہ کرم مطلع فرمائین کہ تعمیل کیجا
یہ واقعہ اس بستی مین نمونہ قیامت تھا کہ خاندان کا خاندان ایکوقت مین ہلاک ہوجاتا۔ مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے وہ احسان کیا کہ کسیطرح اسکا شکریہ نہین ادا ہوسکتا۔ لہذا اس شکریہ مین ۲۰ پرچہ اصلاح اور ۵ عدد والشمس مفت بلاقیمت اونلوگونکے نام جاری کیا جائیگا جو نادار اور شایق ہین جلد درخواستین آنی چاہیے

عرض ضروری

ملے جلد ۱۴ بابت محرم سب کے نام ویلو جائیگا انعامی رسالہ بھی طیار ہو رہا ہے مومنین کے حکم کا انتظار ہے

دادی حلال ہوگئی

مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کی ترقیان ملاحظہ ہون اخبار مورخہ ۱۴ رمضان ۲۶ھ مین لکھتے ہین

س نمبر ۲۵۱- ایک شخص نے اپنے جد کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے ہمبستر ہوکر مجامعت کیا اور بعد چند روز کے زن منکوحہ کو حمل رہا اوسی حمل سے لڑکا پیدا ہوا اب علماء شریعت اس بارہ مین کیا حکم صادر فرماتے ہین نکاح ہوا یا نہ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جاویگا اوسکے شوہر پر نان نفقہ واجب ہوگا یا نہ ؟

ج نمبر ۲۵۱- بحکم لا تنکحوا ما نکح آباءکم حقیقی والد کی منکوحہ سوتیلی والدہ سے نکاح کرنا تو منع ہے مگر جد (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہین اسلئے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا بچہ بھی صحیح النسب۔ ۶ پانی داخل فنڈ۔

اس فتوی پر ہم کسی مسلمان کو تو مبارکباد نہین دیسکتے مگر آریون کو مبارکباد دیتے ہین کہ وہ انکی خبرلین کیونکہ سنا ہے کہ یہ جو خاص صحیح بخاری کا مسئلہ ہے یہ بہت منہ آیا کرتے تھے۔ اب آریہ انسے پوچھینگے کہو دادی سے نکاح کرنا اچھا ہے یا نیوگ کرنا جیسا بائبل ایچہ جواب کن جس استدلال سے آپ سوتیلی دادی کی حلت کا فتوی دیتے ہین اوسی استدلال سے نانی پر نانی بھی حلال ہے۔ کیونکہ امہاتکم سے خارج ہین۔

اس شخص کا اجتہاد تو بخاری سے بھی بڑھ گیا جو ایک بکری سے دو آدمی دو دھ پینے والے مین رضاعت کے قائل تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کبھی تراویح بھی نہین پڑھتا جو قرآن مین لفظ آباءنا کو سنتا کہ ہزارون جگہ باپ دادا پردادا سبکے لئے استعمال ہوا ہے الفینا علیہ آباءنا۔ وجدنا آباءنا۔ اولو کان آباؤھم سورہ یوسف مین۔ واتبعت ملة آبائی ابراھیم واسحق ویعقوب جسمین حضرت اسحق دادا تھے اور ابراہیم پردادا تھے سبکو آبا کہا ہے۔ تو پہران آیات مین جب آباء کے ساتھ پردادا اور اجداد ہین تو آیہ لا تنکحوا ما نکح آباءکم مین کیون دادا آبا سے نکل گیا جو اوسکی زوجہ حلال ہوگئی مولوی ثناء اللہ کو اپنے اسلاف کی نسبت مجبور کرتی ہو گی کہ پہر اوسی شریعت جاہلیت کو جاری کرین جو آبا واجداد مین انکے جاری تھا۔ جسکے انہدام کیلئے رسول اللہ مبعوث برسالت ہوئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو حدیث اجراکم علی الفتیا اجراکم علی النار بھی نہین یاد رہتی جو ایسی ہی بیباکی اور جرات سے فتوی دیا کرتے ہیں خدا مسلمانون کو اس فتنہ عظیمہ سے محفوظ رکھے جسمین مولوی ثناء اللہ صاحب سبکو مبتلا کیا چاہتے ہین۔ کیونکہ سوتیلی مان سوتیلی دادی سوتیلی نانی سوتیلی بہن۔ باجماع اہل اسلام محرمات ابدی سے ہین جسپر شیعہ سنی سبکا اتفاق ہے خدا لعنت کرے اسپر جو احکام مقررہ شرع کے خلاف کرے یا اوسکے خلاف فتوی دے۔

افسوس ہے اون علماء دین پر جو ایسے ایسے فتاوی دیکھتے ہین اور صرف اس خوف سے کہ یہ شخص دشمن ہوجائیگا اظہار حق نہین کرتے۔ اسلام مین جو کچھ آفت آئی ہے وہ اسی شخص ملاحظات اور خوف بیجا سے حالانکہ لایخافون فی اللہ لومة لائم ہونا چاہیے۔ اس فتوے اور بھی اسکی تصدیق ہوگئی کہ یہ شخص داماد یزید معین یزید ہوگا

[illegible]

نکث عہد القادیانین

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور اس تقریر مین بھی شروع سے یہی سمجھایا جا رہا ہے کہ خدا نے ہر قسم کی حکومت و خلافت کو خواہ وہ کافر کو ملے یا مومن کو فاجر کو ملے یا فاسق کو۔ اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ ہمنے اوسکو خلیفہ بنایا ہمنے اوسکو بادشاہ مقرر کیا۔ پھر نہ معلوم کس جملہ سے آپنے یہ مطلب سمجھا جو فرماتے ہین "اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو ہین قرآن مجید کو خدا کا کلام یقین کر کے اسکے انکار کی جرأت کرنے والے کو مومن بالقرآن نہین کہہ سکتا"۔

حالانکہ آپنے صریح لفظون مین اسکا انکار کیا ہے کیونکہ فرماتے ہین "خلافت حقہ راشدہ کا قائم کرنا حق سبحانہ و تعالی ہی کا کام ہوتا ہے" جس سے ہر شخص یہی سمجھے گا کہ آپ صرف خلافت راشدہ کو خدا کا کام بتا رہے ہین اور خلافت باطلہ کو غیر خدا کا کام۔ پھر فرماتے ہین (۲) خلافت راشدہ بالکل اللہ ہی کی طرف سے تھی اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا" جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ آپ خلافت راشدہ کو غیر خدا کی طرف منسوب کرتے ہین۔ پھر نہ معلوم اس انکار کا الزام غریب اڈیٹر اصلاح کے سر کیون دیا گیا۔

ارے صاحب خدا کیلئے میری تقریر سابق کو بغور بلکہ سرسری طور پر پڑھے کہ مینے صرف آپ ہی کی مسلم تقریر کو لیکر عرض کیا تھا خلافت راشدہ اور غیر خلافت راشدہ مین جسے آپ ملک گیری کہتے ہین۔ صرف یہی فرق ہے کہ خلافت راشدہ حکم خدا سے ہوتی ہے جسکے لئے اوسکا نص ضروری ہے۔ اور راشدہ و غیر راشدہ سب بمشیت خدا ہوتی ہے جسپر عرض کیا تھا کہ خدائی انتخاب سے یہ مراد ہوگا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ رسول کے بنص صریح خلیفہ بنائے نہ یہ کہ کسی حیلہ و تدبیر سے خلیفہ بنجائے"

بہرحال اگر میری سابق اور حال کی تقریر آپکے لئے تفرقہ خلافت راشدہ و ملک گیری کو کافی نہو تو براہ کرم اب آپ ہی ارشاد فرمائین کہ دونون مین کیا فرق ہے کیونکہ خدا ہر قسم کی حکومت و خلافت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے جس سے راشدہ و غیر راشدہ مساوی ہوگئی۔

رعایا پر دونون کی حکومت مساوی ہوتی ہے بلکہ زیادہ لوگون کے دل مساوی طور پر دونون کی طرف مائل ہوتے ہین۔ خوف کو امن سے دونون بدل دیتے ہین جسے آپ خدائی انتخاب فرماتے ہین۔ پہر آپ ہی فرمایئے بجز مطابقت و مخالفت حکم خداوند عالم دونون مین کیا فرق ہے تو اب آپ ہی انصافاً فرمایئے فتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا کون مصداق ہوا کیونکہ بحث قرآن سے دکھا دیا خلافت راشدہ کی شان خداوند عالم بتارہا ہے۔

وجعلناهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون سورہ احزاب

ہمنے اونکو امام ہدایت بنایا جو اپنے علم سے جبکہ صبر کیا اور وہ لوگ اوسکی نشانیون پر یقین لائے اور خلافت باطلہ کی یہ شان بتارہا ہے وجعلناهم ائمة یدعون الی النار ویوم القیامة لا ینصرون واتبعناهم فی هذه الدنیا لعنة ویوم القیامة هم من المقبوحین سورہ قصص کہ ہمنے اونکو امام بنایا جو دعوت کرتے ہین طرف آتش جہنم کے اور بروز قیامت اونکی مدد نہکی جائیگی اور ہمنے اونکے پیچھے اس دنیا مین لعنت لگا یا اور بروز قیامت وہ اون سے ہونگے جن سے برائی کی جائیگی جس سے بجز خلفائے ثلثہ اور کوئی مراد ہی نہین ہوسکتا۔

الحکم۔ خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو یہ جدا امر ہے مگر در اصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا ہے۔

اصلاح۔ اسی لئے تو ہمنے پہلے عرض کیا تھا الحمد للہ اب قادیانیون نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکا دیا ہے اور تسلیم کرتے ہین کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے" پہر آپنے اسقدر خاک اوڑایا اور آخر کو اقرار کیا کہ "خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو۔ یہ جدا امر ہے" یہی مسلک اہل حق شیعہ ہے وہ خلافت راشدہ کیلئے حکومت کی ضرورت کو نہین مانتے۔ وہ خلافت راشدہ کو نص خدا و رسول مانتے ہین کیونکہ رسول نص صریح اوسکو اپنا خلیفہ بتا رہے خواہ رعایا اوسکی اطاعت کرے یا نہ کرے کیونکہ حکومت کا ماننا نہ ماننا تو ہر جگہ دل سکتا ہے ہر کبھی حق کو مانتے ہین کبھی باطل کو جسکی طرف خدا اشارہ کرتا ہے فقلیلاً ما یؤمنون وقلیل من عبادی الشکور وہ اکثرهم الفاسقون یہ بھی سچ ہے "مگر در اصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا ہے" تو اب دیکھنا چاہیئے اس اصلی خدمت کو خلافت راشدہ کی کس نے انجام دیا۔ حضرت علی نے جنکی حکومت کو

نے نہ مانا اور پھر آپ تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس کرتے رہے یا ابوبکر نے جنہون نے صرف اس غرض سے
کہ لوگ انکی خلافت و حکومت مانین ۔ خود رسول اللہ کا حکم جھٹلایا اور یہی وہ لوگ تھے جو مانعین
قرار دیکر جلائے گئے کہ تم کس قاعدہ سے زکوۃ مانگتے ہو حالانکہ خدا فرماتا ہے خذ من اموالہم صدقۃ
تطہرہم و تزکیہم بہا ان صلوتک سکن لہم کہ لو انکے مال سے صدقہ کہ طاہر کرو اور تزکیہ کرو
انکا کہ تمہاری دعا انکے لئے باعث تسکین ہے
مگر ابوبکر نے ایک نہ مانا اور جلا بھون کر انکو خاک سیاہ کیا ۔
ہم امید کرتے ہین کہ اڈیٹر صاحب الحکم بہت جلد اسکا اعلان دینگے وہ خلیفہ راشد کون تھا جسکے ساتھ
حکومت نہ تھی ۔ اور وہ اپنا اصلی کام خلافت راشدہ کا تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس کرتے تھے ۔

الحکم ۔ بہر حال مین ایڈیٹر اصلاح کو یقین دلاتا ہون کہ صدیقی فاروقی خلافت حقہ راشدہ تھی
اور وہ کسی شخص یا بجز کے خلفاء نہ تھے بلکہ خدا نے **خلیفہ بنایا** اور یہی وجہ تھی کہ جناب امیرؑ
نے بھی اتنی مدت سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ ہان یہی خلافت
راشدہ ہے ۔

اصلاح ۔ ہان آپکے اس یقین دلانیکی ضرورت ہوئی خداوند عالم دیکھ چکا ہے یقولون بافواہہم ما لیس
فی قلوبہم کیونکہ اگر یہ سب تحریرین آپ ہی کی ہین اور کچھ سمجھ بوجھکر لکھا ہے تو پھر ممکن نہین کہ ابوبکر و عمر کی
خلافت پر آپ ایمان لا سکین کیونکہ خلافت راشدہ کو آپ من اللہ کہتے ہین جسمین انسانی ہاتھ یا طاقت
کو ذرہ برابر مداخلت نہین ہوتی اوسمین حکومت کو دخل نہین تھا اوسکا کام تطہیر قلوب و نفوس ہے ۔ جو یقیناً
خلافت ثلثہ مین نہین پائی گئی کہ ابوبکر کو صرف سازش عمر و ابو عبیدہ نے خلیفہ بنایا اور قبیلہ اوس خزرج کی
خاندانی مخاصمت نے اوسکو قوت دیا ۔ اور خلافت عمر تو بالکل ساختہ پرداختہ ابوبکر تھی ۔ اور بادیوقت سکے
صحابہ نے کہدیا انہین قابلیت تطہیر و تزکیہ نفوس نہین ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ خلافت ابوبکر و عمر خلافت حقہ ہو
یا امر دیگر ہے کہ آپ بھی ڈنکے کی چوٹ سے قوم کے زور سے اوسکا باقی اقرار کیجئے مگر کانشنس آپکا کہ رہا ہے کہ یہ اقرار محض
زبانی ہے اور بعد اوسکے لشکر کا آپ صاحب فہم و عقل ہون ۔ امید ہے کہ آپ نے تقیہ پر عمل کیا جس سے
اہم بناتا اکثر جماعت انکی مطمئن ہوجاوے ورنہ ذکر کیجئے ۔ اسی کا نام پولیٹیکل چال ہے ۔
جو کہ جناب امیرؑ کی بیعت کا ذکر بھی کیا ہے کہ آپکی بیعت جس خلیفہ سے ہوئی وہ بھی اسی طرح کی ہوئی جسکی صفت ہو

شرح صدر کا اضافہ کیا کیونکہ آپکو صحیح مسلم کی یہ عبارت یاد ہوگی وکانت لعلی وجہ حیات فاطمہ فلما توفیت استنکر وجوہ الناس فاضطر الی مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ کہ جب جناب سیدہ کے وفات سے وہ آبرو جاتی رہی جو جناب امیر کو حاصل تھی تو لوگونکے منہ حضرت سے پھر گئے جس سے مصالحہ ابوبکر پر مجبور ہوئے ۔ پس اگر اسی قسم کی بیعت کو آپ بیعت شرح صدر رکھتے ہین تو اسطرح کی بیعت تو جناب امام زین العابدین نے بھی یزید کی کی تھی تو یزید بھی مثل ابوبکر خلیفہ برحق قرار پایا اور شاید آپکی بیعت بھی اپنے خلیفہ موجود کے ساتھ شاید اسی شرح صدر سے ہوئی ہو۔

الحکم ۔ اسی کا نمونہ آج ہمنے دیکھا ہے اور اسی رنگ مین خدا تعالی نے مہدی خلیفۃ اللہ المہدی امام منتظر کی جانشینی کے وقت قلوب مین ایک جنبش پیدا کردی اور سب نے بالاتفاق نور الدین کو انت صدیقنا کہکر بیعت طاعت وارشاد کی اسوقت فضاء عالم مین ایک متنفس بھی نہ تھا جو اسکو حق اور خدائی فیصلہ نہ مانتا ہو اگرچہ یہ ممکن ہے کہ کئی صدیان گذرنے پر کوئی ایسا وجود بھی خدانہ کرے کہ کبھی ہو جو اسے محض انتخاب سمجھتا ہو ہمارا ایمان یہ ہے کہ وہ خدائی انتخاب ہے ہمنے خلافت حقہ راشدہ کے متعلق اپنے عقیدہ کو صاف کردیا ہے ۔ اب اصلاح اس سے فائدہ اوٹھائے یا برا منائے اسکا اختیار ہے ۔

اصلاح ۔ اس جملہ نے اور بھی مطلب کو صاف کردیا کہ ابوبکر کی خلافت راشدہ نہ تھی کیونکہ یقیناً نور الدین صاحب اسطرح نہین خلیفہ ہوے کہ مرزا صاحب نے کبھی اپنی ناراضی اون سے ظاہر کی ہو ۔ بلکہ وہ اونکے نبوت کے چمکانیوالے تھے ۔ ذی علم تھے مرزا جاہل ۔ اپنی لیاقت علمی سے اونکے مددگار تھے تو کیا ابوبکر کے بھی ایسے ہی حقوق تھے ۔

مرزا صاحب نے کبھی انکو منافق سمجھکر علیحدہ کرنا نہین چاہا بخلاف ابوبکر کہ رسول اللہ نے انکو جیش اسامہ کے ساتھ جانے کا تاکیدی حکم دیا تھا ۔

نور الدین صاحب اسطرح نہین خلیفہ ہوے کہ مرزا کی لاش کو بے غسل وکفن چھوڑکر سقیفہ مین گھسے ہون بلکہ بعد غسل و دفن مرزا یہ غالباً بحکم مرزا جانشین بنائے گئے بخلاف ابوبکر کہ رسول اللہ کو بے غسل و کفن چھوڑکر سقیفہ مین گئے اور خلیفہ بنے یہانتک کہ رسول اللہ دفن بھی ہوگئے اور وہ خلافت ہی کے جھمیلے مین رہے ۔

نورالدین صاحب نہ مرزا صاحب کے گھر مین آگ لگائی نہ اونکی دختر پر ظلم کیا نہ اونکی جائداد و املاک ضبط کی بلکہ آجتک خاندان مرزائی کی پرورش کر رہے ہین بخلاف ابوبکر کہ انہون نے آگ لگانیکی تدبیر کی داماد رسول کو گرفتار کیا فدک اور کل املاک دختر رسول کو ضبط کیا۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ آپکا دل خلافت بکری دمری سے بہرا ہوا ہے صرف جماعت کے دباؤ سے اقرار کر رہے ہین ورنہ کون شخص دنیا مین ہے جو اوس خلافت ناجائز کو پسند کرے۔

جسکی سب سے بڑھکر دلیل یہ ہے کہ مولوی نورالدین کو نہ حکومت ملی نہ کسی قسم کا اقتدار۔ بلکہ یہ بھی صوفیون کی طرح ایک مٹھ کے سجادہ نشین ہین۔

یہ امر دیگر ہے کہ مرزا کے دعاوی خود باطل اور فاسد تھے تو اونکی خلافت و جانشینی بنا فاسد علی الفاسد ہے مگر یہ امر مسلم ہے کہ خلیفہ نورالدین صاحب کی خلافت مدعی نبوت باطلہ بمدارج بہتر ہے ابوبکر کی خلافت باطلہ سے۔

اب ہم امید کرتے ہین کہ مرزائی جماعت اس تحریر کو نہایت ٹھنڈے دل سے پڑھینگے اور اسپر غور کرینگے کہ محض اونکی ہدایت ہمکو مطلوب ہے اور صرف اصول اہلسنت پر یہ تحریر لکھی گئی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ہان بقول اڈیٹر المحدیث الحکم پر اگر بجلی نہین گری ہے اور وہ اسکا جواب دینا چاہے تو اوسے مناسب ہے کہ اسیطرح وہ پوری عبارت اصلاح کی نقل کرے اور جواب دے نہ کہ مثل تحریر سابق وہ عبارت اصلاح نہ لکھین اور جواب دے جائین جو فن مناظرہ مین ناجائز کارروائی ہے حالانکہ ہمنے اپنی تحریر مندرجہ نمبر ۱ اصلاح مین آپکی پوری عبارت نقل کی تھی اور صرف چند فقرات آخر مین لکھو تھو اڈیٹران بدر والحق والمحدیث (جنکو مزو کچھ جوش آئیگا) سے بھی التماس ہے کہ اگر وہ اس تحریر کا جواب لکھنا چاہین تو اسی شرط پر ورنہ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ کے مصداق ہونگے۔

اسلام کی فتح اور فرار احمد مسیح

جناب پادری احمد مسیح صاحب دہلوی جو ایک مشہور مناظر عیسائی فرقہ پروٹسٹنٹ کے ہین اور تقریباً دو ہفتہ سے بمبئی مین آئے ہین اور بڑے زور و شور کے ساتھ اپنے مباحثون مین عام اہل اسلام کو دعوت مناظرہ و بحث دیتے رہے چنانچہ انجمن ضیاء الاسلام الامشن ہال گرانڈ روڈ مین بذریعہ اعلان دیا گیا

کہ ہمیشہ مقابلہ مین مسلمان علماء بحث کیلئے آتے ہین بلکہ بیباکانہ بیان کیا کہ دہلی مین بھی یون ہی پکارا تھا کوئی عالم اہل اسلام کا میرے مقابلہ مین نہ آیا تا آنکہ حشمت صاحب و جناب مولوی فضل الدین صاحب جو مقابلہ مین بھی ہیجے گئے تھے ۔ بروز سہ شنبہ منگل کے دن بعد اختتام جلسہ یہ قرار پایا کہ پنجشنبہ کو مذکور مشن ہال مین جناب پادری صاحب مسطور سے مولوی حاجی محمد باقر صاحب ساکن جلالپور ضلع فیض آباد سے مباحثہ ہووے اور مسئلہ زیر بحث یہ معین ہوا کہ توریت و انجیل کے الہامی و غیر الہامی ہونے پر بحث کیجاوے جو فی الحال موجود ہین اور اسیوقت جناب مولوی عبد الرؤف صاحب سکرٹری انجمن ضیاء الاسلام سیلی نے حاضرین کو سنا دیا اور دونون صاحبان کے نام بھی جلسہ بین ظاہر کر دیئے مگر بروز معین جب جلسہ بصدارت جناب پادری صاحب دمشقی منعقد ہوا اور پادری صاحب احمد مسیح کو ٹھیک ساڑھے چار بجے بیان تمہید کیلئے اسٹیج پر کھڑا کیا گیا تو آپنے مسئلہ مقررہ کو چھوڑ کر یہ بیان کہ مجھکو اختیار دیا گیا ہے کہ مین مسئلہ نبوت محمدؐ و مسیح یا افضلیت کا انکی پیش کرون لہذا مین مسئلہ افضلیت کو آج زیر بحث قرار دیتا ہون اور اسکے بعد مقابل کرتے ہوئے چند آیتین اپنے خیال کے موافق بابت اثبات مفضولیت حضرت محمد مصطفےٰ اور تفضیل حضرت عیسیٰ پڑھین جسمین ایک آیت یہ تھی وما قدروا اللہ حق قدرہٖ اور اسکا ترجمہ یون کیا کہ نہین قدر کیا تمنے اے محمد خدا کی حق قدر کا نیز توریت و انجیل سے چند آیات کی تلاوت کی اور نتیجہ یہ نکالا کہ حضرت محمدؐ قابل متابعت دنیا مین اور لائق شفاعت آخرت مین نہین ہین اور پھر توریت و انجیل کی تعریف و توصیف مین بہت کچھ لاف و گزاف مار ایسانتک کہ فرمایا یہی کتابین ایسی ہین جو خدا تک پہچانے والی اور راہ خدا بتلانیوالی ہین اور حضرت مسیح بھی ایسے ہین جو نجات دلا ئینگے نہ اور انبیا کیونکہ سب پیغمبرون سے لغزشین ہوئی ہین مگر پاک حضرت مسیح ہی ہین اور اسیوجہ سے سب کے کفارہ ہوئے نیز اسی مین یہ بیان کیا کہ مسلمان شفاعت پیغمبر کی قرآن سے ہرگز ثابت نہین کر سکتے مجھکو اسبات کا پورا یقین ہے اسی تقریر مین پندرہ منٹ پورے ہوگئے ۔ اب باری مولوی محمد باقر صاحب کی آئی آپنے ایک مختصر خطبہ حمد و نعت کے بعد بیان کیا ۔ کہ جناب پادری صاحب کا مسئلہ مقررہ سے گریز کرکے ایک نیا مسئلہ زیر بحث لانا اسکی دلیل ہے کہ پادری صاحب اپنی کتب کے الہامی ثابت کرنے مین عاجز ہین چونکہ مجھے اسی مسئلہ معینہ کے اندر بحث کرنی ہے اور سامعین بھی

مباحثہ سنی و شیعہ لکھنؤ

(سلسلہ کیلئے نمبر ۸ ملاحظہ ہو)

پہلے نمبر مین آپنے مرزا عبد الحسین صاحب و مولوی عبد الشکور صاحب کی تقریرونکو بغور دیکھا ہوگا کہ مولوی عبد الشکور صاحب سے واقعاً جواب نہ ہوسکا اور وہ ٹال کر ادھر ادھر چلے گئے اب آئیے ۲۹ جون کی کارروائی ملاحظہ فرمائیے کہ لکھتے ہین -

۲۹ جون سنہ ۱۹۱۰ء تاریخ امروزہ مین مولوی عبد الحسین صاحب نے عاجز آکر اپنی طرف سے مولوی سید محمد سجاد صاحب کو تقریر کرنیکے لئے مقرر کیا -

مولوی سید محمد سجاد صاحب عرف للّن صاحب - جناب مرزا محمد کاظم صاحب بجانب حضرات شیعہ تشریف لائے[1] - جناب مولانا مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنے دعوی کہ حضرات شیعہ قرآن شریف کو نہین مانتے ثبوت یون[2] پیش کیا -

اوّل دلیل جو نہایت مختصر ہے وہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفای ثلثہ یعنی حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا اور امت محمدیہ مین یہ دولت جسکو نصیب ہوئی ہے انھین کی بدولت اور انھین کے ہاتھ سے ملی ہے - اور حضرات شیعہ ان حضرات خلفا کو دشمن دین اسلام اور کافر و منافق و مرتد فرماتے ہین ان دونون باتون کے ملانے سے یہ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ قرآن موجودہ پر حضرات شیعہ کا ایمان ممکن نہین کیونکہ جو شخص ان برائیون کے ساتھ موصوف ہو جنکا ذکر اوپر کیا گیا - اسکی دی ہوئی اور جمع کی ہوئی کتاب بلکہ اسکے کسی کام پر جو متعلق اس دین کے ہو جسکا وہ دشمن ہے ہرگز کسی طرح اعتبار نہین ہوسکتا - یہ بات محتاج دلیل

[1] علاوہ ان حضرات مذکورین کے اور حضرات بھی تھے جنکا نام نہین لکھا گیا ۱۲

[2] سب سے پہلے جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے جناب پنڈت صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرے دعوی کیلئے دو قسم کی دلیلین میرے پاس ہین ایک قسم کی دلیلین وہ ہین جنمین کتابون کے پیش کرنیکی ضرورت نہین دوسری قسم کی دلیلین وہ ہین جنمین کتابون کے پیش کرنیکی حاجت ہوگی جس قسم کی دلیل آپ چاہین پیش کرون پنڈت صاحب نے فرمایا پہلے وہ دلیلین پیش کیجیے جنمین کتابون کے پیش کرنیکی ضرورت نہو چنانچہ جناب مولوی صاحب ممدوح اسی قسم کی دلیل مختصر پیش کی اور شیعہ مذہب کی اعلی ترین کتابین باوجودیکہ ہمراہ تھین مگر کسی کا نام بھی نہین لیا ۱۲

نہین ہو کر تنہا مالک عرش و کرسی کے کلام سے استیناس اسپر اکتفا کیا جاتا ہے قولہ تعالی
یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا (ترجمہ) اے ایمان والو اگر لائے تمہارے
پاس کوئی فاسق (یعنی خلاف شرع کام کرنیوالا) کسی خبر کو تو تحقیق کرو (یعنی بغیر تحقیق نہ مانو)
معلوم ہوا کہ جب فاسق کی خبر کا یہ حکم ہے کہ بغیر تحقیق نہ مانی جائے خواہ کسی درجہ مین اسکا فسق
ہو تو جو کافر ہو اور دشمن دین ہو اسکی لائی ہوئی خبر جمع کی ہوئی کتاب پر یقین لانے کی
ممانعت بدرجۂ اولی ہوگی۔

جواب مولوی سید محمد سجاد صاحب

مین اپنے کلام مین اُس آیت سے ابتدا کرتا ہون کہ جسکو جناب مولوی صاحب مذکور نے اپنی تقریر مین اثبات مدعا کیلئے پیش کیا ہے آیت کا مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فاسق کی خبر بدون تحقیق قابل قبول نہین ہے یہین سے معلوم ہو گیا کہ بعد التحقیق خبر فاسق قابل اعتبار ہو سکتی ہے اب یہ کہنا کہ چونکہ حضرات خلفاء ثلثہ کے متعلق شیعون کا عقیدہ ایسا ایسا ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا ہے یہ صدق خبر مین کچھ نقصان نہین دیتا ہے اور نیز اس مقام سے یہ بات بھی ہمکو معلوم ہوئی کہ نفس خبر باعتبار خبر اگرچہ صدق وکذب دونون کی محتمل ہے عام اس بات سے کہ قائل اسکا کیسا ہی ہو صادق ہو یا کاذب اسلئے کہ صدق خبر عبارت مطابق واقع سے ہے۔ اور کذب خبر عدم مطابقت کا نام ہے جب ہم اپنے کلام مین تعریف خبر پر نظر کرتے ہین اور اقوال علما کو دیکھتے ہین تو اس سے صاف طریقہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صدق خبر مین فاسق وفاجر صادق ومتدین دونون برابر ہین اسلئے امتیاز صدق وکذب کی ضرورت سے صادق وکاذب کی تحقیق کرنیکی ضرورت ہوتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ آیت کلام مجید اس بات پر دال ہے کہ ہم بعد التحقیق خبر فاسق پر اعتماد کرین۔

ملہ اس جواب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد سجاد صاحب کو خارج از بحث اور بے تعلق باتون مین طول دینے کا بہت اچھا سلیقہ ہے لیکن اتنا نقص ضرور ہے کہ بہت سی بے تعلق باتین انکے کلام مین ایسی آ جاتی ہین جنکا بے تعلق ہونا ہر شخص محسوس کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اصل بحث سے عاجز ہوکر وقت گزاری کی جا رہی ہے چنانچہ اسی وجہ سے جناب بحث صاحب نے کہا کہ یہ باتین بالکل فضول ہین انکو کوئی تعلق اصل بحث سے نہ تھا بہت سی باتین انکے کلام مین ایسی بھی ہین جنکا مطلب خود وہ بھی نہ سمجھے ہونگے دوسرا کیا سمجھیگا ۱۲

امر ثانی یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب نے باوجود دعوی کرنے اس بات کے کہ شیعون کا ایمان کلام مجید پر نہیں ہو۔ پھر بھی آیت کو کلام مجید کی ثبوت مدعا مین پیش فرمایا حالانکہ بنابر تقریر جناب مولانا آیت سے بھی حجت نہ کرنا تھی۔ اسلئے کہ جس دعوی کے متعلق اپنے کلام مین مولوی صاحب نے ایمان نہونا شیعون کا قرآن مجید پر ثابت کیا ہو اُسکا اقتضا قرآن کی آیت سے دلیل لانا نہین ہو اسلئے کہ بنابر مقولہ جناب مولانا کلام مجید ہمارے لئے حجت نہین ہو۔ ثالثاً یہ امر ہو کہ نص قرآن مین کہ جسپر ہم ایمان رکھتے ہین کہ جسکو خدا کی کتاب جانتے ہین اور نزول اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تسلیم کرتے ہین اُسکے جمع کرنے سے اُن حضرات ثلثہ کے کوئی خرابی نہین[1] لازم آتی۔ اس لئے کہ یہ جمع کرنا کتاب اللہ کو انکی ذات کی طرف نہین منسوب کرتا یعنی یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ قرآن مجید جو اسوقت ہمارے ہاتھون مین موجود ہے یہ اُن حضرات کا قرآن ہو بلکہ یہ اُن حضرات کا جمع کیا ہوا قرآن ہو اور جمع کرنے مین جو تغیرات جمع کرنیوالے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہین اُس تغیر سے وہ کتاب یا وہ کلام اپنے متکلم یا اپنے مصنف سے نہین خارج ہو جاتی ہے۔ لہذا ان تمام دلیلون سے یہ بات واضح اور روشن ہوگئی کہ یہ کلام مجید کہ جو خدا کی کتاب ہے حضرات شیعہ کا ایمان ہو اور جمع کرنے سے اُن حضرات کے کوئی خرابی لازم نہین آتی ہو تاکہ کلام ہمارا قابل رد و قدح قرار پائے مین مختصر سی تمثیل اس مقام پر پیش کرتا ہون اور وہ یہ ہو کہ مثلاً مین کسی کتاب کی تصنیف کرون اور اُسکو متعدد ورقون مین بدون ترتیب متفرق طریقے سے چھوڑ جاؤن اور بعد میرے کوئی جامع اسکو جمع کرے تو یہ بات ظاہر و واضح ہو کہ وہ کتاب اس جمع کرنیوالے کی کتاب نہوگی حالانکہ اس بات سے کہ وہ جمع کرنیوالا کسی مرتبہ کا کیون نہو اور نہ یہ لکھی ہوئی کتاب جب اہل تحقیق کے سامنے پیش کیجاویگی کہ جو حالات متکلم و مصنف سے واقف ہین تو وہ ہرگز اسکے جواب مین یہ نہ کہینگے کہ یہ تمہاری جمع کی ہوئی کتاب ہو لہذا قابل تسلیم نہین۔ پس معلوم ہوگیا کہ جامع کے جمع کرنے سے نفس شی مین سوائے ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہین ہو سکتی۔ ۱۲

---

[1] ابھی تک [illegible] نہین کہ کوئی خرابی لازم نہین آتی اور [illegible] خود [illegible] اقرار کرتے ہین کہ [illegible] [illegible] جمع کرنیوالا کوئی [illegible] اور [illegible] ہو گا تو وہ لوگ [illegible] جمع کی ہوئی کتاب [illegible] [illegible] مولوی صاحب نے فرمائی ہو [illegible] شیعہ صاحب [illegible] کہ جامع کے [illegible] [illegible] [illegible] سے ثابت ہو۔ ۱۲

نہ یہ خبر بعد اس تحقیق کے قابل رد قرار پاسکیگی - اسوقت مین اپنے کلام کو ختم کرتا ہون

اصلاح

مولوی عبدالشکور صاحب کی اس تقریر کو پڑہ جائے تو آپکو معلوم ہوا اڈیٹر صاحب نے کوئی تقریر جدید نہین پیش کی ہے بلکہ اوسی کلام کو دوہرایا ہے جو پہلے فرما چکے اور جسکا جواب ہو چکا - اور یہ قدیم شیوہ آپکا ہے کہ ایک ہی مضمون کو تین تین چار چار مرتبہ اپنے اخبار مین نقل کرتے ہین - ہان یہان آپنے صرف آیہ یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کو اوسپر اضافہ کیا ہے جسکا ترجمہ بھی کر دیا ہے کہ اگر لائے تمہارے پاس کوئی فاسق کسی خبر کو تو تحقیق کرو

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ کس پایہ کا فہم رکھتے ہین یا تو فہم سلیم ہی ایسا عطا ہوا ہے یا ایک ہندو ناواقف کو دھوکھا دے رہے ہین - کیونکہ خبر دینے اور کتاب جمع کرنے مین کونسی مناسبت ہے خبر کی تعریف تو عام طور سے محتمل الصدق والکذب ہے کہ خبر دینے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں نہ قرآن کے جمع کرنے یا لکھنے مین کسکو سچا جھوٹا کہہ سکتے ہین -

ارے صاحب ایک بڑے بدکار فاسق شرابی نے ہمکو لا کر ایک موتی دیا تو کیا کہینگے ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کہ اگر فاسق کوئی خبر لائے تو اوسکی جانچ کر لو -

موتی تو ہر حال مین موتی ہے چاہے بدکار کے ہاتھ مین ہو یا نیک کردار کے ہاتھ مین نیکی و بدی سے موتی پر کیا اثر پڑ سکتا ہے - اوسی طرح قرآن پر اس بدکار کا کیا اثر پڑیگا - خدا کیلئے کچھ بھی تو سمجھ سے کام لیجئے خبر ایک قول ہے یعنی بات جو محتاج تصدیق ہے - قرآن ایک شی حسی ہے مثل موتی سونے چاندی کے - اسمین کس چیز کی تصدیق کی جا سکتی ہے جو بدکار و نیک کردار کے قول یا فعل کو مداخلت ہو سکے

ہان اگر یہ ہوتا کہ ابو بکر عمر صاحب کوئی آیہ ایسا لائے ہوتے جسکو دوسرا کوئی جانتا نہو تا اور وہ قبول کر لیا جاتا تو البتہ کہہ سکتے تھے کہ آیہ ان جاءکم فاسق کی مخالفت ہوئی - یہان تو ایک حرف بھی شیخین کے ذریعہ سے نہین آیا - ہان ایکدفعہ عمر صاحب آیہ رجم لائے تھے تو وہ فوراً ہی واپس کیا گیا جیسا کہ پچھلے اخبار مورخہ صفر لغایت ۲ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ مین بصحیح مذکور ہے پھر کس قاعدہ سے آپ یہان آیہ ان جاءکم فاسق بنبأ سے استدلال کر سکتے ہین

جب قرآن کے جمع کرنے اور لکھوانے کو کوئی کسی کی لائی ہوئی خبر نہیں کہہ سکتا
افسوس یہ ہو کہ مولوی عبدالشکور صاحب اون ختنوں سے جو لاجواب الشمس سے اونکو تمام قوم کے ہاتھ سے پہونچ رہی ہو ایسا ذلیل وخوار ہو رہے ہیں کہ چاہتے ہین اس حیلہ سے اپنی خفت مٹائین جو ناممکن ہو۔

اڈیٹر صاحب نے اسپر مطلق نہ غور کیا کہ ایک پنڈت مخالف اسلام کے سامنے وہ کیا تقریر کر رہے ہین کیونکہ اگر قرآن کو کسی طرح خبر کہہ سکتے ہین تو لانے والے اسکے رسول اللہ ہین پہر کیا اڈیٹر صاحب اسکو پسند کر سکتے ہین کہ اس آیہ کی تلاوت حضرت کے مقابلہ مین کی جائے۔ کیا اس آیہ کی تلاوت سے وہ مخالف اسلام یہ نہ سمجھے گا کہ پہر اصل قرآن کی کیا حالت ہوئی کیونکہ لانیوالے اسکے تو رسول ہین جسکے لئے ضرور ہو کہ تبین کیا جائے۔ یعنی حضرت کے حالات دریافت کئے جائین۔ تو آپ ہی بتائے اس سے اسلام کا نفع ہو یا نقصان سرو دبستان یاد دہانیدن اسیکا نام ہے۔

اڈیٹر صاحب چونکہ دراصل مخالف اسلام ہین اسلئے آیہ ان جاءکم فاسق سے اپنے پنڈت جی کو یاد دلا رہے ہین کہ اسی آیہ کے ذریعہ سے قرآن پر اور رسول اللہ پر اعتراض کرو کیونکہ مسلمانون کے خوف سے خود تو آنحضرت کی نسبت نہین کچھہ کہہ سکتے لہذا درپردہ تعلیم دے رہے ہین۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہو کہ مولوی صاحب ایسا ذی علم شخص اس آیہ کو یہان لائے جس سے تمام عالم مین اونکی لیاقت علمی ظاہر ہو۔

اڈیٹر صاحب نے یہان ایک نوٹ بھی دیا ہو کہ محمد سجاد صاحب کے اس جملہ پر کہ جامع کے جمع کرنے سے نفس شی مین سوائے ترتیب کی اولٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہین ہوسکتی" اس جملہ پر یہ نوٹ دیتے ہین "یہ ایک عجیب بات مولوی صاحب نے فرمائی براہ عنایت کوئی شیعہ صاحب بتلادین کہ جامع کے جمع کرنے سے سوا ترتیب کے الٹ پلٹ کے اور کسی خرابی کا ناممکن ہونا کس دلیل سے ثابت ہو" مگر افسوس یہ ایسا نوٹ ہو کہ یا تو بدحواسی مین لکھا گیا ہو یا ناسمجھی سے کیونکہ اگر مقصد عام جمع کی نسبت ہو تو ہر شخص جانتا ہو جامع کا مقصود صرف جمع کرنا ہوتا ہو تو اگر اسکے خلاف کوئی کام عمدا کرے تو اوسنے اپنی غرض کے خلاف کام کیا جو محال ہو۔

اور اگر مقصود آپکا نقص قرآن کی نسبت ہو تو اصلی خرابی یہی ہے کہ متکلم یا مصنف کی غرض کے خلاف کوئی جملہ کوئی عبارت داخل کی جائے تو وہ ولایا تون جملہ سے کمال جملہ کوئی شخص ہو سکتا نہیں ہو سکتا ہو نہ بنا سکتا ہے ولا یا تیہ۔ الباطل نہ کوئی امر باطل کسی طرح داخل قرآن ہوسکتا ہو۔

رہا ترتیب کا الٹ پلٹ یہ ہر مجموعہ مین ممکن ہے جسکا جامع غیر شخص ہو مگر اس سے اصل کتاب مین کوئی خرابی نہین لازم آتی جیسا کہ آیندہ مذکور ہو گا۔

جواب مولوی عبد الشکور صاحب

جناب مولوی محمد سجاد صاحب کے کلام مین جہانتک میرے فہم ناقص نے کام کیا ہو صرف ایک جز تمام کلام کی جان معلوم ہوتی ہو وہ یہ کہ فاسق کی خبر بعد تحقیق اگر اسکی سچائی معلوم ہو جاے مانی جاتی ہے۔ لہذا بہت مناسب ہو گا کہ اور زائد باتون کو چھوڑ کر جناب مولوی صاحب اس تحقیق کو بیان کرین جسکے مراتب طے کرنیکے بعد وہ حضرات شیعہ کو قرآن کا ماننے والا بیان فرماتے ہین۔

اسکے علاوہ اور جو امور مولوی صاحب کی تقریر مین ہین انمین سے بعض بعض کی نسبت مختصرا کچھ عرض کرنا نامناسب نہوگا۔ اول یہ کہ مولوی صاحب نے مجھپر اعتراض کیا ہو کہ جب شیعہ قرآن پر ایمان نہین رکھتے تو انپر قرآن سے استدلال کیون جاتا ہے اسکے وجوہ بہت ہین مگر بڑی وجہ یہ ہے کہ سہ من بنا ختیار خود میروم از قفائے او۔ آن دو کمند عنبرین می بردم کشان کشان ہم لوگون کی عادت پڑی ہوئی ہے کہ کلام مجید کی آیت اکثر اپنے کلام مین تبرکاً لاتے ہین۔ چنانچہ سابقاً بھی مین نے تبرکاً کی لفظ لکھوا دی ہے تاکہ معلوم ہو جاے کہ استدلالاً نہین۔ نیز لفظ استیناس بھی میرے مقصد کو ظاہر کر رہی ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہو کہ میرا استدلال اس آیت پر موقوف نہین ہو۔ بلکہ آیتکے ذکر کرنے سے پہلے مین اپنے بیان سابق مین کہہ چکا ہون کہ بات ایسی صاف ہے کہ محتاج دلیل نہین ہے۔

دوسری یہ کہ جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر مین یہ بھی فرمایا ہو کہ خلفاے ثلثہ کے جمع کرنے سے یہ قرآن انکی طرف منسوب نہین ہوسکتا۔ یعنی یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ قرآن حضرت ابوبکر یا حضرت

عمر یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا ہے۔ حالانکہ علوم اسلامیہ کے بہت سے مصنف [illegible]
ہین کہ جمع کرنے سے اصل کتاب کی نسبت جامع کی طرف ملتی ہے اور کتابین بہت سے قطع نظر
کرکے مین خود قرآن ہی کے متعلق دکھاتا ہون کہ اسکو شیعہ و سنی دونون حضرت عثمان کی طرف
منسوب کیا چنانچہ حضرات شیعہ کے امام العلام جناب مولانا سید حامد حسین صاحب اپنی
کتاب استقصاء الافحام مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ جلد اول کے صفحہ ۱۰ مین فرماتے
ہین مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا
ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند۔ ترجمہ قرآن عثمانی جسکو حضرات اہلسنت قرآن کامل
سمجھتے ہین اور جو شخص اسکے ناقص ہونیکا معتقد ہو اسکے ایمان کو ناقص جانتے ہین بلکہ
اسکو اسلام سے علحدہ سمجھتے ہین۔ اس عبارت سے دو باتین ظاہر ہوگئین اوّل یہ کہ اس
قرآن کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کی گئی اور اسکو قرآن عثمانی کہا گیا۔ دوسرے یہ بات
ظاہر ہوئی کہ اس قرآن کو اہل سنت قرآن کامل سمجھتے ہین۔ اور جناب مولانا ممدوح اہل
سنت کو اس عقیدہ مین یہانتک پختہ بیان فرماتے ہین کہ جو شخص قرآن کو ناقص کہے اسکو
اہل سنت مسلمان نہین کہتے۔ تیسرے بات جناب مولوی سید محمد سجاد صاحب کے کلام مین
اس امر کا اقرار موجود ہے کہ اس قرآن مین ترتیب کی اُلٹ پلٹ ضرور ہوئی۔ اور میرے
استفسار پر ارشاد فرمایا ہے کہ سورتون کی ترتیب مین بھی اُلٹ پلٹ ہوگئی ہے اور آیتون
کی ترتیب مین بھی الٹ پلٹ ہوگئی ہے۔ لہذا ایک ضروری سوال اس مقام پر یہ پیدا ہوتا
ہے کہ جب آیتون کی ترتیب مین الٹ پلٹ ہوگئی اور کہین کی آیت کہین جا کر ملا دی گئی
تو آیا ان دونون مقامون کا مطلب خبط ہو سکتا ہے یا نہین۔ یعنی جہان سے وہ آیت
نکالی گئی اور جہان وہ آیت ملائی گئی۔ کسی فصیح اور بلیغ کا کوئی کلام آپ لیجیے
جس ترتیب پر اُسنے اپنے کلام مین اپنے فقرات و جملون کو رکھا ہے آپ اسکی ترتیب بدل
دیجیے اور کہین کا فقرہ کہین ملا دیجیے تو اکثر و بیشتر مطلب خبط ہو جائیگا ورنہ کم از کم اتنا
ضرور ہوگا کہ وہ فصاحت و بلاغت جاتی رہیگی۔ ہان اگر ترتیب کا بدلنے والا بلاغت و
فصاحت مین متکلم کا ہم رتبہ ہو تو شاید ان خرابیون سے حفاظت ہو سکے۔ لیکن یہ کون

کہہ سکتا ہے کہ قرآن جمع کرنیوالے قرآن کے متکلم تعالی شانہ کی بلاغت و فصاحت مین ہم رتبہ تھے یا کچھ بھی نسبت رکھتے تھے بدلنے والا ہم رتبہ بھی ہو تب بھی متکلم کے اصل مقصود کو بدلنے کے بعد بھی باقی رکھنا شاید ممکن نہین ہے - پس کیا یہان یہ دو نتیجے نکلتے ہین کہ معلوم نہین کہ قرآن سے کہان کی آیت نکالی گئی - اور کہان ملائی گئی - اور اسکی وجہ سے متکلم کے اصل مقصود مین کسقدر فرق پیدا ہو گیا اور اس حالت مین قرآن کی کوئی آیت بھی قابل ایمان نہین رہیگی - دوسرے یہ کہ قرآن نے جو تمام دنیا کو اپنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحدی کی ہے یعنی یہ اعلان دیا ہے کہ میرا جیسا بلیغ و فصیح کوئی دوسرا کلام نہین ہو سکتا تمام دنیا کے جن - انس - ملکر اپنی کوشش ختم کر دین کہ میرا جیسا بلیغ و فصیح کلام بنائین تو ہرگز ہرگز وہ اسمین کامیاب نہونگے - قرآن کے اس اعلان کی صدای بازگشت آجتک ہوا کے کرہ مین گونج رہی ہے زور شور کی تحدی اب اس قرآن مین نہین ہے - **خلاصہ** میری اس تقریر کا یہ ہوا کہ آپ وہ تحقیق بیان فرمائین جسکے مراتب طے کرنیکے بعد آپنے باوجودیکہ قرآن کو اُسکے با اختیار اور وسیع سلطنت کے مالک دشمنون کے ہاتھ سے پایا - آپ کو یہ ثابت ہو گیا کہ سوائے ترتیب کے الٹ پلٹ کے دوسری خرابی اس قرآن مین نہین ہے اس تحقیق کے بیان کرنیکے بعد ترتیب کی الٹ پلٹ سے جو خرابیان پیدا ہو سکتی ہین جنکا ذکر بطور نمونہ کے کیا گیا اُسکی طرف بھی آپکی توجہ مائل ہونا چاہیئے -

الجواب

مولوی سید محمد سجاد صاحب کی یہ تقریر بربنائے تسلیم قول مخالف ہے کہ ان جاءکم فاسق بنباء کے تحت مین جمع قرآن داخل ہو سکتا ہے - ورنہ تو ظاہر کر دیا گیا ہے کہ کسی طرح اسکو خبر نہین کہہ سکتے - ہان اگر یہ خبر ہو سکتا ہے تو اسکے مخبر رسول اللہ ہین نہ ابو بکر و عمر جو صرف مثل گلاب سنگھ و نولکشور اسکے لکھوانے والے ہین - کیونکہ اوس زمانہ مین چھاپہ خانہ نہ تھا -

افسوس کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے تقریر اول محمد سجاد صاحب کا نہ جواب دیا نہ تسلیم کیا حالانکہ تقاضائے ایمانداری یہ ہے کہ جو قابل تسلیم ہوتا ہے اوسکا اظہار کر دیا جاتا ہے چونکہ ایڈیٹر صاحب نجم اوسکے مقابلہ مین سکوت کیا جو دلیل رضا ہے لہذا اڈیٹر صاحب کا اعتراض بذریعہ آیہ ان جاءکم

فاسق بنباء باطل ہوگیا۔

میر محمد سجاد صاحب کی دوسری تقریر کا جواب تو ایسا لغو دیا ہے کہ کسی طرح قابل التفات ہی نہیں۔ کیونکہ یہ اعتراض دراصل تعلیم امام فخر رازی سے ہے جو النفس ۹۹۵ جلد دوم ص۳ میں منقول ہے۔

امام فخر رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں المسئلة الرابعة احتج القاضی بقوله انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون علی فساد قول بعض الامامیة فی ان القران قد دخله التغییر والزیادة والنقصان قال لانه لوکان الامر کذلک لما بقی القران محفوظاً وهذا الاستدلال ضعیف لانه یجری اثبات الشئ بنفسه فالامامیة الذین یقولون ان القران قد دخله التغییر والزیادة والنقصان لعلهم یقولون ان هذه الآیة من جملة الزوائد التی الحقت بالقران فثبت ان اثبات هذا المطلوب بهذه الآیة یجری مجری اثبات الشئ بنفسه وانه باطل والله اعلم ص۳۸ جلد ۵

یعنی قاضی نے اس آیہ سے استدلال کیا ہے اسپر کہ بعض امامیہ نے جو دعوی کیا ہے قرآن میں تغیر و زیادتی کا وہ فاسد ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر لازم آتا ہے کہ قرآن محفوظ نہ رہے حالانکہ یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے ثابت کرنا کسی شئ کا اوسی شئ سے کیونکہ جو امامیہ قائل نقص ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے یہ آیہ انھیں آیات سے ہو جسے لوگون نے بڑھا دیا پس اس آیہ سے اس کا ثابت کرنا باطل ہے۔

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے انا نحن نزلنا الذکر سے عدم تحریف قرآن پر استدلال کیا تھا تو فخر رازی نے اسی بنیاد پر اوسکو رد کردیا کہ جب تم شیعہ کو قائل تحریف مانتے ہو تو پھر اس آیہ سے کیون استدلال کرتے ہو۔

مگر غور کیجئے تو استدلال قاضی اور استدلال اڈیٹر النجم میں آسمان و زمین کا فرق ہے کیونکہ یہاں ان جاءکم فاسق بنباء سے اسکو کسی طرح کا تعلق ہی نہیں جیسا کہ مذکور ہوا محمد سجاد صاحب کی تیسری تقریر یہ تھی کہ جمع کرنے سے وہ جامع کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا اسکے جواب میں فرماتے ہین دوم یہ کہ جناب مولوی صاحب نے آیہ آخر۔

مگر ہم نہین سمجھ سکتے کہ اس سے آپکا مطلب کیا ہے کیونکہ محمد سجاد صاحب کا دعوی تو یہ ہے کہ " اسکے جمع کرنے سے ان حضرات ثلثہ کے کوئی خرابی نہین لازم آتی " اسکے جواب مین آپ فرماتے ہین " اور کتابون سے قطع نظر کرکے مین خود قرآن ہی کے متعلق دکھاتا ہون کہ اوسکو شیعہ و سنی دونون نے جامعین کی طرف منسوب کیا ہے "

مگر نہ معلوم اس سے آپنے محمد سجاد کے اس کلام کو کسطرح رد کیا جو وہ کہتے ہین " اسکے جمع کرنے سے ان حضرات ثلثہ کے کوئی خرابی نہین لازم آتی " کیونکہ جواب تو جب ہوتا کہ آپ جمع کرنے سے کوئی خرابی بیان کرتے اور جب صرف اسکو ثابت کیا کہ جامعین کی طرف منسوب ہوتی ہے تو اس اونکے کلام کی رد کیونکر ہوئی - جبکہ وہ صاف صاف کہہ رہے ہین " جامع کے جمع کرنے سے نفس شی مین سواے ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہین ہو سکتی " جس سے جمع کرنا بھی تسلیم ہوا اور جامع کی طرف کسیقدر منسوب ہونا بھی تسلیم ہو پھر ناحق کیون اسقدر کاغذ قلم پر ظلم کیا گیا

اڈیٹر صاحب کو اس جملہ پر بڑا ناز ہے کہ جناب حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہے کہ مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند جسکو چند مرتبہ وہ النجم مین بھی لکھ چکے ہین اور یہان بھی بحوالہ صفحہ لکھتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو نسخہ کیمیا ہاتھ لگ گیا جس سے مذہب شیعہ کو باطل ہی کردیا - حالانکہ یہان فرماتے ہین " اسکو شیعہ و سنی دونون نے جامعین کی طرف منسوب کیا " لیکن دلیل مین صرف عبارت استقصا لاتے ہین اور کچھ بھی نہین - پس اگر اس لفظ مصحف عثمانی سے اونکو کوئی نفع پہونچ سکتا ہے - تو یہ احسان ہے علماے اہلسنت پر جیسا کہ ابھی کلام محی الدین عربی مین آپ دیکھ چکے ہین کہ وہ فرماتے ہین وقد نص عوبعض اهل الکشف سقط من مصحف عثمان کثیر من المنسوخ پھر فرماتے ہین لبینت جمیع ما سقط من مصحف عثمان

صفحہ ۱۲۳ یواقیت وجواہر

جسمین تصریح کیتے ہین کہ مصحف عثمان سے بہت کچھ نکل گیا - اور ہم بیان کرتے کل اون باتون کو جو مصحف عثمان سے ساقط ہوا - دیکھیے تو کس نے مصحف عثمان کا خطاب دیا ہے -

مگر کیا اس سے قرآن اونکی تصنیف ہو جاویگا۔ کیا آپ نہین کہتے نولکشور والا قرآن لا دیا گلاب سنگہ والا قرآن لاؤ یا دہلی والا قرآن لاؤ۔ تو کیا اسکے یہ مطلب ہین کہ وہی لوگ اسکے مصنف ہین۔

رہا یہ امر کہ اس سے اہل سنت کا قرآن کامل سمجھنا معلوم ہوتا ہے تو اس سے بمدارج بڑھکر قرآن سے منافقین کا اقرار رسالت ثابت ہوتا ہے اذا جاء المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله جس سے بصراحت تمام اونکا اقرار اور گواہی دینا رسول اللہ کی رسالت پر ثابت ہے تو کیا اس سے وہ مومن ہوجاینگے اور واللہ یشهد ان المنافقون لکاذبون غلط ہوجائیگا

اڈیٹر صاحب اگر قرآن کو آپ کامل سمجھتے ہین تو اپنے اخبار مورخہ ۱ ربیع الاول مین یہ کیا لکھا "مگر صحابہ کے زمانہ مین چونکہ اس مصحف کی اشاعت پوری طور پر نہ ہوئی تھی لہذا اونمین سے اگر کوئی اس مصحف مین کسی آیت کی کمی کا قائل ہوجاتا تو وہ اس بات کی مخالفت کا مرتکب نہین سمجھا جاسکتا تھا اسلئے کہ اسوقت یہ خیال ہوسکتا تھا کہ اس مصحف کی اشاعت نہوگی اور قرآن کامل کا رواج ہوگا"

کیونکہ ہر ذی حس شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ اس قرآن کو ناقص جانتے ہین اور قرآن کامل کی رواج کو صحابہ کی امید بتاتے ہین۔

افسوس کہ اڈیٹر صاحب کی بدولت کسقدر قوم کا نقصان ہو رہا ہے کہ جن باتونکا صدہا مرتبہ جواب الشمس مین دیا گیا او نکو بار بار دوہراتے ہین اور الشمس کا جواب نہین دیا جاتا۔

اڈیٹر صاحب فرماتے ہین تیسری بات جناب مولوی سید محمد سجاد صاحب کے کلام مین اس امر کا اقرار موجود ہے۔

اس تقریر فضول کے جواب کی ضرورت نہین جب آپ بجواب مولوی عبدالرحیم صاحب یہ لکھ چکے ہین "اسی طرح آپکا یہ کہنا کہ آیات منسوخہ گم ہوجانے سے ہم لوگ ثواب سے محروم ہوگئے فتنہ مین پڑگئے اور اسیقدر معجزات ہمارے ہاتھ سے جاتے رہے" بالکل بے نتیجہ ہے شرایع سابقہ کی نسبت بھی یہی اعتراض ہوسکتا ہے کہ انکے منسوخ ہوجانے سے ہملوگ ثواب سے محروم ہوگئے فتنہ مین پڑگئے۔ چند معجزات کا نہ رہنا کیا مضر ہوسکتا ہے جبکہ موجودہ معجزات کافی سے بدرجہا

زائد ہین ملاحظہ ہو النجم مورخہ

کیا اس سے آپ نقصان قرآن کا اقرار نہین کیا کہ چند معجزات کا نہ رہنا کیا مضر ہوسکتا ہی صاحب آپ محمد سجاد صاحب پر کیا اعتراض کرتے ہین اپنے علما پر اعتراض کیجیے جنہون نے کل باتون کا انبار لگا دیا ہی جیسا کہ ابھی آیہ لقد رضی اللہ مین ملاحظہ کیا کہ بروایت درمنثور وغیرہ سورہ برات کا یہی پہلا آیہ ہی اور اب یہ ۲۲ مین درج ہے۔ پس آپکا یہ اعتراض شیعون پر نہین ہو۔ بلکہ علمائے اہلسنت پر ہی جو اسکے قائل ہین کہ اسی سے زیادہ سورے مکہ مین نازل ہوئی وہ سب موخر کردی گئی اور جو سورے مدینہ مین آئی وہ مقدم کردی گئی۔

آپ ہی کے علما اسکو بھی لکھتے ہین کہ مکہ کی آیتین مدینہ کی سورتون مین ملادی گئیں اور مدینہ کی آیتین مکی سورتون مین ڈال دی گئین۔

ضروری سوال اگر یہ پیدا ہوتا ہی تو علمائے اہلسنت کے بیان پر نہ علمائے شیعہ کی تقریر پر کہ وہ لوگ تو ان سب امور کو آپکے علما و رواۃ کی جہالت سے جانتے ہین ہمکو تو قرآن پر عمل کرنا ہی اوس سے ہدایت لینا ہی وہ بہر طور حاصل ہی کیونکہ قرآن نہ کوئی تاریخ کی کتاب ہے کہ اوسمین تسلسل واقعات ضروری ہو۔ نہ علم نحو کی کتاب ہے کہ مرفوعات مقدم ہو منصوبات پر۔ نہ فقہ کی کتاب ہے کہ اوسمین طہارت، وصلوۃ کے تقدیم کی ضرورت ہو۔ بلکہ قرآن منجانب اللہ معجزہ دائمہ رسول اللہ دیا گیا ہی جو ایک نہین ہزار طرح سے تم تبدیل کرو وہ اپنا کام کریگا ہدایت اوسکا خاصہ ہی

(۱) اگر آپ معجزہ قرآن کے قائل ہین تو اسکو بھی معجزہ سمجھیے کہ اور کتابون کی ترتیب کے الٹ پلٹ سے مطلب خبط ہوتا ہی مگر قرآن وہ معجزہ کاملہ ہی کہ اوسمین کسی طرح یہ خرابی نہین ہوئی۔

(۲) قرآن مین ترتیب کا لحاظ ہی نہین کیا گیا ہی۔ بلکہ جس وقت جس بات کی ضرورت ہوتی تھی اوسکے مطابق قرآن نازل ہوتا تھا۔

اسی سے معلوم ہوا یہ اوس قادر مطلق کا کلام ہی جسمین اسطرح کی بے ترتیبی سے کہین نقص نہین آیا

(۳) ہان انسانی کلام مین ضرور ہوتا ہے۔ مگر خدائی کلام مین ایسا نہین ہوتا۔ دیکھو جہان پھول ہوتا ہی وہان کانٹا بھی ہوتا ہے جہان تریاق ہوتا ہے وہان زہر بھی ہوتا ہے عجیب قدرت کاملہ اوسکی ہے۔

(۴) انسانی ترتیب بدلنے والے مین ایسے خرابی ہو سکتی ہے مگر جو کلام معجزہ ہے اوسمین نہین ہو سکتا۔

(۵) یہ آپکا عقیدہ ہو جواپنے صحابہ کو خدا سے بڑھکر فصیح بلیغ مانتے ہین اور عثمان کے قول ان فی القرآن لحناً سیقیمہ العرب پر ایمان لاتے ہین کہ قرآن مین غلطی ہو جسکو عرب اپنی زبان سے درست کر لینگے۔

(۶) آپکی روایات صحیحہ سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہو مگر چونکہ خدا نے اس قرآن کو ہر طرح معجزہ بنایا ہو لہذا مقصود مین فرق نہین ہوتا اور ہر آیت قابل ایمان ہے۔

(۷) اب اس سے بڑھکر دلیل تحدی کیا ہو سکتی ہو کہ تمام کلام انسانی کے خلاف اسکی ترتیب اور اسکی وضع ہے کہ اسطرح کے تغیرات سے بھی اوسکی غرض مین خرابی نہین لازم آتی۔

اگر قرآن کی یہی حالت ہوتی کہ اوسکی ترتیب کے تغیر سے مثل سائر کلام فصحائے مطلب خبط ہو جاتا تو پھر قرآن مین اور کلام دیگر فصحا مین کیا فرق رہتا اسکو بھی خصوصیات اعجاز قرآن سے سمجھیے نہ ہزارون قسم کے تغیرات و تبدلات سے اسکی اصلی غرض نہ آجتک فوت ہوئی نہ قیامت تک فوت ہوگی۔

آپ تردد نہ فرمائیے مین بہت جلد چند آیتونکو بلکہ چند سورونکو اولٹ پلٹ کر بتا دونگا کہ اوس سے قرآن کے اعجاز مین فرق نہین آیا۔

افسوس ہو کہ آپکو سب باتین معلوم ہین اور الشمس نے بہت اچھی طرح آفتابی کیا۔ مگر آپ صرف محبت شیخین مین آفتاب پر خاک ڈالکر حق کو چھپایا چاہتے ہین حالانکہ قرآن وہ معجزہ ہو کہ بجز ائمہ اطہار کوئی اسکے نکات کو سمجھا ہے نہ قیامت تک سمجھے گا

مولوی عبدالشکور صاحب کی تقریر کا جواب مولوی محمد سجاد صاحب نے بھی لکھا تھا جسکا جواب مولوی عبدالشکور سے نہ ہو سکا لہذا اوس تقریر کی ضرورت نہین کیونکہ خود صاحب رسالہ لکھتے ہین

"اس مضمون کا جواب مولانا عبدالشکور صاحب دینے کے لئے ہر طرح سے تیار و آمادہ تھے مگر مینے خود روک دیا اور لینا نہین چاہا اگر ضرورت ہوگی اور مین ضرورت سمجھونگا تو پھر دریافت کر لونگا"

جس سے معلوم ہوا کہ جواب نہین دیا گیا حالانکہ گر مولوی عبدالشکور صاحب ایمانداری کے ساتھ

اب بھی جواب دیا جاتا ہیں تو قیامت تک ممکن نہیں۔ ہان پنڈت جی نے اگر روک دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم آپکو چھ مہینہ کی مہلت دیتے ہین کہ اس تقریر کا جواب ایمانداری سے لکھیے۔ مگر الشمس کو دیکھکر لکھیے گا کہ ایسا نہ ہو آپکی تقریر کے جواب میں صفحات الشمس کا حوالہ دینا پڑے جسکے نام سے آپ پر غشی طاری ہوتی ہے۔

تقریر تو یہین تمام ہوئی کہ مولوی محمد سجاد صاحب کی آخری تقریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا جس سے شیعوں کی کامیابی بدیہی تھی مگر اسکے بعد لکھتے ہین

جناب پنڈت صاحب کے استفسار پر جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ میں[1] شیعوں کی کتاب سے قرآن میں کمی بیشی تغیر تبدل ترتیب کی الٹ پلٹ کا ثبوت دے سکتا ہوں اور کتاب احتجاج کی عبارت پیش کی۔ مولوی سید[2] محمد سجاد صاحب نے فرمایا جن کتابوں کو آپنے پیش کیا ہے جبتک انکا معتبر ہونا ہم ... احتجاج طبرسی کے جواب دینے کے مستحق نہیں ہیں۔ پھر جواباً فرمایا کہ اصول کافی شیعوں کی معتبر کتاب ہے۔ جناب مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ اسی کتاب اصول کافی میں ہے کہ صحیح آیہ اس طرح اتری تھی وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ قرآن موجودہ میں یہ آیت اس طرح ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ فی ولایۃ علیّ والائمۃ من بعدہ قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔

الجواب یہی اصل جان ہے مولوی عبد الشکور صاحب کی کل کارروائی کی لہذا اس جواب کو نمبروار ملاحظہ کریں

(۱) کمی بیشی کا مضمون تو روایات فریقین میں ہے۔ مگر روایات شیعہ میں کمی بیشی اسطرح ہے کہ ایک سورہ کی آیتیں کم ہوکر دوسری سورتوں میں داخل ہوگئیں یعنی مجموعہ صورت قرآن ہی رہا۔ بخلاف اہلسنت کہ وہ قائل ہیں کہ

عمر صاحب کا کلام قرآن میں ہے۔ الفاظ بدل گئے۔ الفاظ بدل گئے۔ مکی کا یہ حال ہے کہ پورا قرآن حضرت رسول کے پیچھے قرآن کا ہا ہے ... نکل گئے۔ بہت سے سورتوں کی آیتیں کم ہوگئیں جیسا کہ الشمس کی مجلدات تفسیر میں تفصیل تمام مذکور ہے۔

(۲) بہت ٹھیک جواب ہے۔

(۳) اس حدیث سے تو نہ کسی طرح تحریف ثابت ہوتی ہے نہ تغیر و تبدل ۔ بلکہ صرف اسقدر مطلب ہے کہ یہ آیہ اس بارہ میں نازل ہوا ۔ نہ یہ کہ تحریف ہو گئی کیونکہ الفاظ حدیث نہایت واضح ہیں و من یطع اللہ و رسولہ آیہ قرآنی ہے اسکے بعد فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ تک تفسیر ہے ۔ پھر فقد فاز فوزا عظیما قرآن ہے ۔ اسمیں کہاں بیان کیا گیا ہے کہ تحریف ہوئی یا یہ الفاظ نکال ڈالے گئے بلکہ حضرت نے تفسیر اسکی بیان فرمائی ہے جسکا آپکو بھی اقرار ہے مگر یہاں ایک پنڈت ناواقف کے دھوکہ دینے کو آپ اس حدیث کو تحریف میں لاتے ہیں حالانکہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۹ء مضمون تفسیر شیعہ کا نمونہ منقول از النجم لکھنؤ میں ناقل ہیں ۔

"ناظرین ۔ اصول کافی کی دو ایک ان روایتوں پر توجہ فرماویں جو ائمہ کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور وہ قرآن کی تفسیر ہیں بلکہ انکے بابت ہیں ھکذا انزلت یعنی یہ آیت اسی طرح اتری ہے کہا گیا"

اس قول کو ہمنے اہلحدیث سے اسلئے نقل کیا ہے کہ اوس نے النجم سے نقل کیا ہے تو مطابق شرط بخاری یہ حدیث صحیح ہوئی ۔

جس سے معلوم ہوا کہ خود یہ لوگ بھی اس حدیث سے یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت نے باوصفیکہ ھکذا انزلت کہا مگر درحقیقت تفسیر میں فرمایا ہے نہ متعلق تحریف کہ یہاں سے یہ الفاظ نکال دیئے گئے جو آپ ایک ناواقف پنڈت کو باور کرا رہے ہیں ۔

اب اسکے مقابل میں ہم اڈیٹر صاحب کو وہ صریحی روایتیں اہلسنت کی دکھاتے ہیں جس سے قرآن میں تحریف ہونا متعلق اہلبیت طاہرین بدیہی طور پر ثابت ہو ملاحظہ ہو الشمس صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۹ جلد ۳ ۔

در منثور سیوطی میں ہے کہ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں ہم لوگ عہد رسول اللہ میں اسطرح پڑھتے تھے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ۔

حالانکہ اب صرف ما انزل الیک رہگیا ہے ان علیا مولی المومنین نکالدیا گیا ۔

کفی اللہ المومنین القتال سے لعلی بن ابیطالب نکال دیا گیا ۔ غرض منظفون شواہد

جواشمس جلد ۲ و ۳ وہ مین تفصیل تمام مذکور ہے جس سے تمام عالم مطلع ہے۔

پھر لکھتے ہین مولوی سید محمد سجاد صاحب نے فرمایا کہ ہم تمام شیعہ قرآن مین ہر قسم کی تحریف کے قائل ہین یعنی تغیر و تبدل و کمی بیشی سب ہے۔

مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا درمنثور اور کافی کی روایت مین بڑا فرق ہے۔ وہ منثور سنیون کے مذہب مین ایسی معتبر کتاب نہین ہے کہ جسمین دلیل کی ضرورت نہو۔ دوسرا فرق سنیون اور شیعون کی روایت مین یہ ہے کہ منافقون (یعنی تینون خلیفہ) نے قرآن جمع کیا۔

الجواب ہم سمجھتے ہین یہان بھی کچھ تحریف ہوئی ہے کیونکہ سوال وجواب مین ربط نہین معلوم ہوتا بہرحال مولوی عبدالشکور صاحب نے اپنے اس دعوی پر کہ کافی و درمنثور سیوطی مین بڑا فرق ہے کوئی دلیل نہین دیا۔ حالانکہ علامہ عبدالقادر بن سح بن عبداللہ العید اوس نور سافرمین احوال سیوطی مین لکھتے ہین وحکی عنہ انہ قال رایت فی المنام کانی بین یدی النبی صلعم فذکرت لہ کتاباً باشرعت فی تالیفہ فی الحدیث وھو جمع الجوامع فقلت لہ اقرا علیکم شیء منہ فقال لی ھات یا شیخ الحدیث قال ھذہ البشری عندی اعظم من الدنیا بحذافیرھا یہی روایت مقالید الاسانید ثعالبی مین بھی موجود ہے۔

کہ سیوطی کہتے ہین ایکدفعہ مینے خواب دیکھا کہ خدمت رسول مین حاضر ہون تو حضرت سے ایک کتاب کے بارہ مین عرض کیا کہ مینے اوسکا تالیف کرنا شروع کیا ہے جسکا نام جمع الجوامع ہے۔ تو حضرت سے عرض کیا اگر فرمائے تو کچھ مین اوس کتاب سے پڑھون حضرت نے فرمایا ہان لاو اے شیخ الحدیث سیوطی کہتے ہین یہ بشارت ہمارے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے۔

کیا مولوی عبدالشکور صاحب ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہ شخص یا اونکی کتاب معتبر نہین ہے وہ بھی بمقابلہ اصول کافی۔

پھر لکھتے ہین۔ مولوی عبدالحسین صاحب نے فرمایا کہ قاضی حسین دیاربکری نے تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد دوم مین تسلیم کیا کہ خلیفہ ثالث نے قرآن کو جلا دیا۔

مولوی عبدالشکور صاحب نے جواب دیا کہ جو قرآن پہلے دو خلیفہ کے وقت مین جمع ہوچکا تھا اسکو نہین جلایا بلکہ اور دوسرے لوگونکے جمع کئے ہوئے قرآن کہ جنمین تفسیری الفاظ منسوخ آیتین

اسکو نہین جلایا بلکہ اور دوسرے لوگون کے جمع کئے ہوئے قرآن کو نہین تفسیری الفاظ منسوخ آئتین لکھی ہوئی تھین اس خیال سے جلوایا کہ انکی وجہ سے آیندہ کوئی غلطی نہ پڑے۔ اور اس صحیح قرآن کی سات نقلین کراکر اسلامی سلطنت کے تمام اطراف مین روانہ کردین یہ مضمون ہمارے یہان کتاب اتقان مین ہے۔

اصلاح

کسقدر حیرت خیز ہے یہ شخص کہ کبھی سچ کہنے کا نام ہی نہین جانتا مسلمانونکو تو فریب دیتے ہی تھے اب اپنے گرو پنڈت جی کو بھی وہ فقرہ دے رہے ہین کہ ہمیشہ یاد کرین۔

کہتے ہین کہ جو قرآن پہلے دو خلیفہ کے وقت مین جمع ہوچکا تھا اسکو نہین جلایا" کیونکہ یہان تو اسکی بحث ہی نہین کہ کس قرآن کو جلایا کس کو نہین جلایا۔ بلکہ بحث تو اسقدر ہے کہ عثمان نے قرآن کے بہت سے نسخونکو جلایا جسکو صاف صاف آپ نہین مانتے۔ اور یہ فرماتے ہین کہ دو خلیفہ کے وقت مین جو جمع ہوا تہا وہ نہین جلایا گیا۔ مگر اسکو نہین بتاتے کہ وہ قرآن کیون نہ جلایا گیا۔

فتح الباری مین ہے فارسل عثمان فطلبها فابت حتی عاهدها لیردنها الیها فنسخ منها ثم ردها فلم تزل عندها حتی ارسل مروان فاخذها وحرقها۔

عن ابن شهاب قال اخبرنی سالم بن عبد الله بن عمر قال کان مروان یرسل الی حفصة حین کان امیر المدینة من جهة معاویة یسألها الصحف التی کتب منها القرآن فتابی ان تعطیه قال سالم فلما توفیت حفصة ورجعنا من دفنها ارسل مروان بالعزیمة الی عبد الله بن عمر لیرسلن الیه تلک الصحف فارسل بها الیه عبد الله بن عمر فامر بها مروان فشققت صلا ۲۶ جلد ۹

یعنی عثمان نے حفصہ سے اوس قرآن کو مانگا جسے ابوبکر و عمر نے جمع کیا تو حفصہ نے انکار کیا جب عثمان نے اسکا معاہدہ کیا کہ بعد نقل ضرور واپس دینگے تب حفصہ نے وہ قرآن دیا۔ جو بعد نقل واپس کیا گیا تو برابر وہ حفصہ کے پاس رہا یہانتک کہ مروان نے اون سے لیا اور جلا دیا۔

سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ مروان جب حاکم مدینہ ہوا منجانب معاویہ تو ہمیشہ

مطالبہ کرتا تھا مگر حفصہ دینے سے انکار کرتی تھین۔ یہانتک کہ جب حفصہ نے انتقال کیا اور ہم سب دفن سے فارغ ہوکر واپس آے تو مروان نے بزور حکومت اوس قرآن کو عبد اللہ بن عمر سے طلب کیا جسکو عبد اللہ نے بہجدیا تو مروان نے اسکو پہڑوادیا"۔

اب مولوی عبد الشکور صاحب فرمائین کہ اگر حضرت حفصہ عثمان صاحب کو دشمن قرآن اور قرآن کا جلانیوالا نہ جانتی تہین تو پہر کیا وجہ تھی کہ عثمان کے مانگنے پر وہ قرآن نہین دیتی تھین؟ جسپر معاہدہ کی نوبت آئی کہ عثمان نے معاہدہ کیا بعد کتابت ہم واپس کرینگے پہر اڈیٹر صاحب کا یہ ارشاد کہ پہلے دو خلیفہ کے وقت مین جو قرآن جمع ہوچکا تھا اسکو نہین جلایا"۔ کیا وزن رکھتا ہے۔ کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین اگر اوسکے جلانے کی نیت نہ تھی تو حفصہ نے کیون روکا اور عثمان کو معاہدہ کرنے کی نوبت کیون آئی۔

کیا اس قرآن کی نسبت بھی اڈیٹر صاحب یہی کہینگے کہ جسمین تفسیری الفاظ منسوخ آیتین لکھی ہوئی تھین"، حالانکہ خود اڈیٹر صاحب کہہ چکے ہین کہ حضرت عمر کی طولانی خلافت کا زمانہ اسکی تنقیح وتصحیح مین صرف ہوا تہا پہر اسکے جلوانے کی کیا وجہ تھی جسکو مروان نے اس زبردستی سے لیا کہ ابن عمر خواہر محترم کو ابھی دفن کرکے آے ہین شاید کچھ کھانا پایا بھی نہ ہوگا کہ مروان کا پیادہ پہونچا اور بزور حکومت اوس قرآن کو لیا جسکے کتابت وصحت مین ابوبکر۔ عمر کی آخری عمرین صرف ہوئی تہین۔

اڈیٹر صاحب بتائین آخر اوس قرآن مین کیا زہر لگگیا تہا یا کیڑہ پڑگیا تھا جسکو مروان نے اسطرح جلوایا۔

اڈیٹر صاحب بس یہی آپکا مبلغ علم ہے کہ یہ سب صرف اتقان مین ہے کیا صحیح بخاری صحیح مسلم فتح الباری عمدۃ القاری مین نہین ہے۔ پہر ہے کیا

"بجواب سوال جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب"

مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ اہلسنت یہ تو مانتے ہین کہ یہ قرآن جسقدر اترا تھا وہ کل نہین ہے بلکہ جو آیات منسوخ التلاوۃ ہوچکی تھین وہ اس قرآن مین نہین ہین۔ وہ رسول خدا کے وقت مین خود رسول اللہ نے بتلادی تھین۔ اہل سنت یہ کہتے ہین کہ جو کلام مجید رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم دیکئے تھے اسمین پھر آپکے بعد کوئی کمی بیشی نہین - چنانچہ جو روایتین حضرات شیعہ نے ہماری کتابون کی پیش کی ہین اُنمین بھی یہ مضمون موجود ہے -

الجواب واذا المنیۃ انشبت اظفارھا الفیت کل تمیمۃ لا تنفع - الحمد للہ کہ اس مناظرہ نے اونکے بہت سے اسرار کو کھول دیا جس سے وہ گریز کرتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ کھلے مگر اونکے حریف قوی دستنے اقرار کرا ہی چھوڑا - کیونکہ فرماتے ہین (۱) اہلسنت یہ تو مانتے ہین کہ یہ قرآن جسقدر اوترا تہا وہ کل نہین " پہر تحریف کے کیون نہین قائل ہوتے کیونکہ یہ بھی تو آپکی روایات سے ثابت ہو کہ جن لوگون کو پورا قرآن یاد تھا وہ سب مارے گئے اوسکے بعد قرآن جمع ہوا - عمر نے ایک آیہ کو پوچھا تو معلوم ہوا فلان صحابی کے پاس تھا جو جنگ یمامہ مارا گیا جسپر عمر نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا - پس جب آپ اسکو مانتے ہین کہ جسقدر اوترا تہا وہ سب یہ قرآن نہین ہو تو اب اختلاف کس بات کا ہو -

ہان صاحب براہ مہربانی فرمائے پنڈت صاحب جو آپنے تنقیح لکھوائی ہو - اوسکا دفعہ ۲ اسپر عائد ہوگا یا نہین یعنی " اگر قرآن مین حسب تصریح اڈیٹر صاحب کمی ہوئی تو سنیون نے کس دلیل سے یقین کیا کہ آیتون کے نکل جانے سے موجودہ آیتون کے معنی مین کوئی فرق نہین پیدا ہوا اور قرآن حالت موجودہ مین بھی قابل ایمان ہے "

دیکھئے اڈیٹر صاحب اس تنقیح کا کیا جواب دیتے ہین جبکہ اونہون نے مان لیا کہ قرآن جسقدر اوترا تھا وہ کل نہین تو ضرور ہی کمی ہوئی -

(۲) اڈیٹر صاحب اسکا بھی اقرار کرتے ہین بلکہ جو آیات منسوخ التلاوۃ ہو چکی تھین وہ اس قرآن مین "

مگر مجلدات الشمس مین نہایت تصریح سے بتایا گیا ہو کہ منسوخ التلاوۃ کوئی چیز نہین ہو نہ صدر اول مین اسکو کوئی جانتا تھا عمر ابن عمر بھی کہتے تھے قد ذھب قرآن کثیر

ہان جب امام بخاری کی حرفت تبدیل الفاظ کو صنعت اکتفا کا لقب دیا گیا ہو اوسی وقت سے صحابہ کے بھول چوک فروگذاشت کا نام منسوخ التلاوۃ رکھا گیا ہے ورنہ آپ الشمس جلد ۵ مین دیکھ چکے ہین کہ اگر خود رسول اللہ بھول جاتے تھے تو دوسرے صحابی کے یاد کرانے سے

آپکو یاد پڑ جاتا اور آپ اوسکی تلاوت فرماتے۔ مگر صحابی صاحب جو بھول جاتے تو اوس کو منسوخ التلاوۃ کا لقب ملتا کہ اب کوئی اوسکو قرآن ہی نہیں کہہ سکتا کیونکہ جب خود صحابی ہی کو بھول گیا تو اب کہاں سے آئے۔

(۳) اڈیٹر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں "وہ رسول خدا کے وقت میں خود رسول اللہ نے بتلادی تھیں" جسنے رہا سہا وجود مذہب اہلسنت کا اوکھاڑ پھینکا کیونکہ اگر اڈیٹر صاحب سچے ہیں یا دنیا میں کوئی سنی خواہ حنفی ہو یا وہابی اسکو ثابت کردے "کہ رسول اللہ نے کسی آیہ کی نسبت یہ فرمایا ہو کہ یہ منسوخ التلاوۃ ہے یا کسی صحابی نے بھی اس لفظ منسوخ التلاوۃ کو اپنی زبان پر جاری کیا ہو" تو مین آپکو دس روپیہ انعام دیتا ہون۔

جب سے الشمس جاری ہے اوسوقت سے اسکی کوشش ہو رہی ہے کہ آپ کبھی بھی اقرار کرتے کہ جو آیتیں منسوخ التلاوۃ کہی جاتی ہیں اونکو رسول اللہ نے بتا دیا تھا۔ مگر آجتک آپنے اس کا دعوی بہی نہین کیا۔ اس زبانی مناظرہ کی برکت ہے جو آپنے اسکا اقرار کیا لہذا ایک روایت بھی ایسی لائے جسمین حضرت نے کسی آیہ کی نسبت فرمایا ہو کہ یہ منسوخ التلاوۃ ہے۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

حالانکہ خود اڈیٹر صاحب بجواب مولوی عبدالرحیم صاحب اپنے اخبار مورخہ ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۲۵ھ مین لکھ چکے ہین "نسخ تلاوت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ تمام مفسرین کا اسپر اجماع ہے کچھ حصہ آیات قرآنیہ کا منسوخ التلاوۃ ہو گیا ہے یہ مسئلہ کوئی اجتہادی اور عقلی نہین ہے۔ پس ضرور ہے کہ اس مسئلہ کو اونہون نے سلف صالحین سے حاصل کیا ہے"

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ حضرت کی کوئی حدیث اس بارہ مین نہین ہے جس سے مفسرین کے اتفاق سے آپنے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ ضرور سلف صالحین سے حاصل کیا ہوگا۔ اور یہان آپ یہ ترقی فرما رہے ہین کہ ایک ہندو پنڈت کے سامنے کہہ رہے ہین رسول اللہ نے خود بتلادی تھین"۔

(۴) اڈیٹر صاحب لکھتے ہین اہلسنت یہ کہتے ہین کہ جو کلام مجید رسول خدا خود دیگئے تھے۔ اسمین پھر آپکے بعد کوئی کمی بیشی نہین ہوئی"

مگر یہ ایسا دعوی ہے کہ آجتک کسی سنی عالم نے بھی یہ دعوی کیا کیونکہ رسول اللہ نے تو کبھی قرآن کو تنہا دیا ہی نہیں۔ بلکہ جب فرمایا تو انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی تو یہ آپکا پہلا افترا ہے کہ تنہا کلام اللہ دینے کو حضرت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

دوسرے آپ ایک ہندو پنڈت ناواقف شخص کو بالکل دھوکھا دے رہے ہیں کہ اوس سے کہہ رہے ہیں جو کلام مجید رسولخدا دیگئے تھے یہ جس سے ہر شخص یہی سمجھیگا کہ جسطرح عام کتابیں مرتب ہوتی ہیں۔ خواہ مسودہ ہو یا صاف شدہ اوسی طرح قرآن بھی عہد رسول اللہ میں ایک مجموعہ مرتب تھا جسے حضرت امت کو دیگئے۔ حالانکہ یہ ایسا دعوی ہے کہ آجتک کسی ذی علم سنی سے نہو سکا نہ ہو سکتا ہے۔

آپنے محض ایک ہندو ناواقف کو دھوکہا دینے کیلئے ایسا جملہ کہا کہ حضرت کلام اللہ دیگئے جسکا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ قرآن مرتب و مکتوب دیگئے۔ حالانکہ یہ ایسا دروغ بیفروغ ہے جسپر تنبیہ کی بھی ضرورت نہیں۔

لالہ ہنسراج جی پرنسپل آریہ کالج نے ایک مضمون لکھا تھا" اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی" اس مضمون کو مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے بھی ۱۲ جلد ۷ میں نقل کیا ہے۔ اور اوسکا کچھ جواب دیا ہے چنانچہ لالہ صاحب موصوف لکھتے ہیں" قرآن کی ترتیب حضرت محمد جب تک زندہ رہے وہ لکھتے تھے جبکہ وحی نازل ہوتی ہے۔ انکا دستور تھا کہ جو وحی نازل ہوتی اسے کسی تختی یا ہڈی پر لکھکر ایک صندوق میں بند کر دیتے۔ انکے انتقال پر اس صندوق کو کھولا گیا اور ان تختیون اور ہڈیون کی نقل اوتار کر اونہیں کتاب کی شکل میں مرتب کیا گیا۔"

اس تحریر پر اڈیٹر صاحب اہلحدیث نوٹ دیتے ہیں" اسلامی تاریخ میں تو اس صندوق کا کہیں پتہ نہیں۔ ہان پتہ ہے تو یہ ہے کہ اصحاب کے سینون میں وہ قرآن جمع تھا کیونکہ حافظ تھے کیا آریہ سماجی ہمیں اوس صندوق کا پتہ دینگے" مورخہ ۱۲ اگست

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لالہ ہنسراج جی کا اصلی دعوی تو یہ نہیں تھا کہ حقیقت میں کوئی آہنی صندوق تھا یا چوبی بلکہ کوئی ایسا مقام محفوظ تھا جسمیں وہ پرزے اور ہڈیاں جمع رہتیں کیونکہ اڈیٹر صاحب کا اعتراض غالباً لفظ صندوق پر ہو جس سے نزاع

لفظی ہو جائے۔ بلکہ وہ تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ جو کچھ تھا وہ صحابہ کے سینوں میں قرآن جمع تھا کیونکہ حافظ تھے۔ یعنی نوشتہ وغیرہ کچھ نہ تھا بلکہ جو لوگوں کو یاد تہا وہی قرآن تہا"

پھر اڈیٹر صاحب النجم کا یہ دعوی کہ جو کلام مجید رسول اللہ خود دے گئے تھے،، کیا وزن رکھ سکتا ہے جبکہ معلوم ہوا نہ کوئی کتاب مرتب تھی۔ نہ کوئی نوشتہ تھا۔ بلکہ متفرق طور پر صحابہ کو یاد تہا۔

(۵) یہ دعوی تو سب سے زیادہ عجیب ہے کہ "پھر آپکے بعد کمی بیشی نہیں ہوئی" کیونکہ جب حضرتؐ کے عہد مبارک تک وہ نہ مرتب ہوتا تھا نہ لکھا گیا تھا نہ جمع کیا گیا تھا تو اوسمین کمی بیشی تو ممکن ہی نہ تہی کیونکہ بروایات فریقین جو کچھ نازل ہوتا تھا جناب امیرؑ سے حضرت لکھوا دیتے تھے چنانچہ بعد وفات رسول اللہ جناب امیرؑ نے سب سے پہلے یہی کام کیا کہ وہ تین روز میں پورا قرآن لکھ لائے کیونکہ عہد رسول اللہ کا نوشتہ تمام و کمال مرتب موجود تہا صرف نقل کرنا یا ایک ترتیب سے لگا دینا باقی تھا جسکو جناب امیرؑ نے بلا کسی مزید محنت و وقت کے انجام دیا۔ اور بروایات صحیحہ متواترہ اہلسنت وہ بڑی خرمائی چہال ٹھکریوں پر کچھ نوشتہ تھا جسکے جمع کرنیکو زید بن ثابت پہاڑ کی نقل سے بھی مشکل جانتے تہے کچھ اون نوشتوں سے کچھ لوگوں کی یاد سے قرآن جمع کیا گیا۔

اور بتحقیق مولوی ثناء اللہ صاحب صرف صحابہ کی یادداشت سے لکھا گیا نوشتہ وغیرہ کچھ نہ تہا۔

تو یہ دعوی کہ "آپکے بعد کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی،، کس درجہ کا صریح اور سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ عام طور سے کمی بیشی تو اوسیوقت ہوتی ہے جب کوئی چیز جمع کی جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب والی مثال سے سمجھو کہ ایک شاعر نے کوئی غزل کہی یا قصیدہ کہا اوسکو کسی کاغذ پر یا کسی کتاب کی پشت پر لکھدیا اوسوقت تو اوسمین کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ طبیعت کی آمد کا وقت ہے۔ ہاں جب وہ خود جمع کرنے لگا یا اوسکے کسی شاگرد نے جمع کرنا چاہا۔ تو اوسوقت البتہ کچھ اوراق یا اشعار تو ملینگے نہیں کیونکہ متفرق طور پر لکھا گیا تھا۔ کچھ ملینگے تو غیر مسلسل کہ نہ معلوم ہوگا اسمین کون مقدم ہے کون موخر کچھ پر نظر ثانی کرکے خود یا اوسکا شاگرد دردی کرکے اوسکو چھینلدیگا اور باقی کو ترتیب دیگا۔

اب ہم کہانتک آپکے ساتھ دماغ سوزی کریں کیونکہ ہزاروں شواہد و دلائل ہر بات کے اثمسر مین مرقوم ہو چکے ہیں یہان پہر ایک روایت لکھدی جاتی ہے اتقان جلد ۱ صفحہ ۶۰ مین ہے

عن حمیدہ بنت ابی یونس قالت قرء علی ابی وھو ابن ثمانین سنہ فی مصحف عائشہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف یعنی ابی بن کعب نے مصحف عائشہ سے اسطرح تلاوت کی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول (یہ خط کشیدہ عبارت اب قرآن مین نہین ہے) کہا حمیدہ نے کہ یہ واقعہ اوسوقت کا ہے کہ جب تک عثمان نے مصاحف مین تغیر نہین دیا تھا۔

ہمارا مطلب اسی فقرہ سے ہے جو تکذیب مخاطب کیلئے کافی ہے کیونکہ آپکا دعوی ہے بعد رسول اللہ کوئی کمی بیشی نہین ہوئی" حالانکہ یہ روایت باواز بلند کہہ رہی ہے کہ عثمان نے اوسمین پورا تغیر دیا پھر اپنی وہ تحریر ملاحظہ فرمائے جو بجواب مولوی عبدالرحیم صاحب مورخہ ۷ جمادی الاخرہ ۱۳۲۵ھ مین لکھا تھا عہد فاروقی مین جو اہتمام قرآن کے ساتھ کیا گیا۔ وہ اظہر من الشمس ہے خود حضرت فاروق اعظم کا برسون اسکی تصحیح مین مشغول رہنا اور جہان کہین ذرا سا بھی شبہہ ہوا اسمین صحابہ سے مناظرہ کرنا اور جو بات اس بے نظر تحقیق کے بعد ثابت ہوئی ہوا وسکو درج مصحف کرنا"

کیون صاحب اس پنڈت کے سامنے تو آپ یہ کہہ رہے ہین کوئی کمی بیشی نہین ہوئی" اور وہان اپنے ہم مذہب کے سامنے اقرار کر چکے ہین کہ عمر برسون اسکی صحت مین مشغول رہے اور جو بات ایسی بے نظیر تحقیق سے ثابت ہوئی اوسکو درج مصحف کیا"

پھر بتائیے آپ کس مذہب کے آدمی ہین اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت بیجا تو نہین ہے۔ ۲۹ جون کی کارروائی تو تمام ہوئی۔ ۳۰ جون کی کارروائی جو صاحب رسالہ لکھتے ہین حسب ذیل ہے

۳۰ جون ۱۹۱۰ء

تنقیحات جو پنڈت صاحب نے فریقین کی بحث سنکر قایم کین

(۱) جبکہ یہ بات قطعی ہے کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا حضرات خلفائے ثلثہ کا ہے اور انہین کے ہاتھ سے امت محمدیہ کو ملا ہے۔ اور خلفائے ثلثہ شیعون کے نزدیک کافر اور دشمن اسلام تھے۔ پس شیعون کے کس دلیل سے

اس بات کا یقین کیا کہ خلفاء ثلثہ نے جمع کرنے مین کوئی خیانت نہین کی یعنی کچھ کمی بیشی ادل بدل نہین کیا بعد رسول اللہ کے ۔

(۲) قرآن کی ترتیب آیتون اور سورتون کے بدل جانیکا شیعونکا اقرار ہے لہذا شیعون نے کس دلیل سے یقین کیا کہ ترتیب بدل جانے سے قرآن کے اصل مقصد مین کوئی فرق نہین آیا اور فصاحت و بلاغت مین کوئی خرابی نہین ہوئی ۔

(۳) اگر قرآن مین کمی بیشی ہوئی ہے تو شیعون نے کس دلیل سے یقین کیا کہ آیتون کے نکل جانے اور بڑھ جانے سے موجودہ آیتون کے معنون مین کوئی فرق نہین پیدا ہوا اور قرآن حالت موجودہ مین بھی قابل ایمان ہے فقط

ان باتون کا جواب انشاء اللہ ضروری دونگا ۔ یہ تنقیحات میری بحث سے پیدا ہوئین مجھے تسلیم ہے

عبد الحسین محمد عبد الشکور

جناب مولوی صاحب ۔ تسلیم ۔

مین بہت افسوس کرتا ہون کہ باوجود اسکے کہ فریقین کے سامنے میری نکالی ہوئی تنقیحون پر آجکے دن بحث طے ہو گئی تھی ۔ آپ اپنے دستخط اسکی منظوری پر کر گئے تھے اور اپنے قلم سے یہ عبارت لکھ گئے تھے کہ ان تنقیحون کا جواب دینا میرے ذمہ ضروری ہے اور مین تاریخ و وقت مقررہ پر آؤنگا لیکن آپ تشریف نہ لائے ۔ اور صرف ایک تحریر آپنے بھیجدی ۔ مین نے مولوی عبد الشکور صاحب سے جو حسب وعدہ آچکے تھے اُس تحریر کا جواب لے لیا لہذا اب مین اس بحث کو بالکل ختم کرتا ہون

جگت پرشاد شاستری ۲ جولائی ۱۹۱۰ء

اصلاح ۔ اگر یہ شخص مسلمان ہوتا یا کچھ بھی درد اسلام دلمین ہوتا تو ایک غیر مذہب کے سامنے جبکہ تمام آریہ مخالفت قرآن پر تلے ہوئے تنقید القرآن قرآن جدید وغیرہ لکھ رہے ہین ۔ ایسی تقریر نہ کرتا جس سے اوسکو ایسی تنقیحین قایم کرنی پڑین ۔ بلکہ حسب تحریر مرزا عبد الحسین صاحب جو اخبار اثنا عشری مین چھپ چکی ہے معلوم ہوتا ہے کہ خود ایڈیٹر صاحب نے یہ تنقیحین لکھوائی ہین ۔ بلکہ خود اپنے دستخط مین لکھ رہے ہین ۔ یہ تنقیحات مری بحث سے پیدا ہوئین مجھے تسلیم ہے ۔

بہر حال چونکہ پنڈت صاحب تو ایک ناواقف شخص ہین اور یہ ساری کارروائی اڈیٹر

صاحب کی ہو جسکا اقرار بھی کیا لہذا اس جواب کے مخاطب بھی وہی ہین یا پنڈت بھی اگر کچھ صاحب فہم ہونگے جسکے بعد امید ہو کہ جسطرح الشمس سے وہ حرزار کرتے ہین۔ اس مناظرہ سے بھی شرمائینگے۔

تنقیح اول - افسوس کہ یہ تنقیح نہ مرزا عبدالحسین صاحب کی کسی کلام سے پیدا ہوتی ہو نہ محمد سجاد صاحب کی تقریر سے بلکہ سبکا دار و مدار اڈیٹر النجم کی تقریر پر ہو۔ پھر نہ معلوم یہ کیونکر کہا گیا "فریقین کی بحث سنکر قایم کین"، بہرحال یہ امر محض غلط ہو کہ قرآن کو خلفائے ثلثہ نے جمع کیا ہو یا کسی قسم کی مشارکت اسکے کسی امر مین کی ہو۔ کیونکہ ابوبکر عمر تو اولاً مانع کتابت ہی رہے زید کے اصرار پر اجازت بھی ملی تو زید کے ساتھ عمر بھی در مسجد پر آیند و روند سے پوچھا کرتے کہ قرآن کچھ تمھارے پاس بھی ہو یہی نوشتہ عہد ابوبکر و عمر مین رہا جسمین عمر برابر اصلاح دیا کرتے۔ اور اوسی نوشتہ سے بعہد عثمان قرآن جمع کیا گیا۔ مگر مروان نے اوس نوشتہ کو بھی ابن عمر سے لیکر جلوا دیا۔ دیہ کہنا کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا حضرات خلفائے ثلثہ کا ہو محض غلط اور مصداق لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین ہو

ہان جسطرح لارڈ کرزن بہادر جنرل شاگرد خالد بن ولید کے عہد مین بہت سا قرآن چھپا اور لکھا گیا اوسی طرح عہد ابوبکر و عمر مین بھی قرآن لکھا گیا۔ اور اگر کسی طرح کی مداخلت ابوبکر و عمر کو ہے تو صرف حکم کی کیونکہ تمامی اسلامی امور پر انکا قبضہ تھا انکے حکم کے بغیر کوئی کام نہین ہوسکتا تھا۔ لہذا رعایا کی عرضی پر حکم صادر ہوا کہ قرآن جمع کیا جائے۔

ورنہ تمامی عالم کو معلوم ہو قرآن مرتب و مکمل جناب امیر کے پاس تھا جسکو حضرت نے بعد دفن رسول جمع کیا اور خلفا و صحابہ کے پاس لائے مگر ابوبکر و عمر نے نہ لینے دیا۔

پس جبکہ قرآن نہ جمع کردہ ابوبکر و عمر ہے نہ امت محمدیہ کو اونکے ہاتھ سے ملا ہو کیونکہ اصلی قرآن تو جناب امیر کے پاس تہا اور متفرق حصے اوسکے تمامی اہل اسلام کے پاس موجود تھے۔ تو شیخین کو اوسمین کیا عذ دلت ہوئی۔

لہذا جسطرح شیعونکا ایمان قرآن پر قبل رحلت رسول تہا اوسی طرح بعد رحلت رسول بھی رہا کیونکہ حفظ تو اوسوقت سبکو تھا۔

شیعہ - بلکہ سنی کو بھی اسکا یقین ہو کہ ان خائنین نے ہر قسم کی خیانت کرنی چاہی مگر اس خیانت پر کامیاب نہو سکے کہ قرآن مین کچھ بڑھا سکین یا اوسکے الفاظ کو بدل سکین کیونکہ یہ امکان سے

باہر تھا باقی گھٹانا۔ اور مقدم کو موخر کرنا فریقین کی روایات سے ثابت ہی جسکا منکر بدیہیات ہی۔ پس یہ تنقیح ہی لغو ہی کیونکہ بحث خیانت و عدم خیانت کی نہین ہی بلکہ اسکی ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے دعوی کیا ہی شیعونکو قرآن پر ایمان نہین ہی تو اس تنقیح سے اس دعوی کیا لگاؤ ہی کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ خیانت شیخین مین اور ایمان بالقرآن مین لزوم ہے؟

تنقیح دوم۔ قرآن کی ترتیب آیتون اور سورتون کے بدل جانیکا اقرار فریقین کو ہی جس سے کوئی عالم ہمارے اہلسنت انسے انکار نہین کرسکتا (ملاحظہ ہو الشمس کی پانچ جلدین) لہذا صرف شیعونکی طرف اسکی نسبت بالکل غلط ہے۔

رہا یہ سوال کہ پھر قرآن کے مقصد مین کیون فرق نہین آیا۔ اسکا جواب اہلسنت نہین دیسکتے مگر شیعونکا جواب سابقاً مذکور ہوا کہ قرآن فی نفسہ کسی ترتیب خاص پر نازل ہی نہین ہوا اوس کا اسلوب اوسکی ترتیب تمام عالم کے کلام سے مغائر و مخالف ہے۔ لہذا ہم جس ترتیب سے عہد رسول اللہ مین اسکو پاتے تھے کہ بعض آیات باخود ہا مربوط ہین بعض نہین ہین۔ بلکہ اکثر نہین ہی اوسی انداز پر ہم آج بھی پاتے ہین۔ اور بجز اسکے کہ ادہر کی آیتین اودھر موقع ہوئین جو سورہ مقدم تھا وہ موخر ہو گیا یہانتک کہ منسوخ آیتین موخر ہوگئین اور ناسخ آیتین مقدم۔ اور کسی طرح اوسکے معنی مین یا مقصد مین فرق نہین آیا نہ فصاحت و بلاغت مین کوئی خرابی ہوئی۔ کیونکہ وہ تو خدائی قانون ہی۔ رسول اللہ کا معجزہ ترتیب کے اولٹنے پلٹنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس سے صرف خیانت ناقلین و کاتبین کی معلوم ہوتی ہی اور کچھ بھی نہین۔ باانیہمہ اس سے ایمان بالقرآن کیونکر باطل ہوا کیا ترتیب کے تغیر و تبدل کو عدم ایمان لازم ہے خدا رحم کرے۔

تنقیح سوئم۔ اسکا یقین ہم ذیل کی مثالون سے ثابت کرتے ہین کہ جسطرح مولوی وحید الزمان صاحب وقار نواز جنگ نے قرآن کے اون آیات کو جو ایک ایک مطلب سے متعلق ہوسکتی ہین اونکا باب باب علحدہ کرکے چھپوایا ہی۔ اوسیطرح دو ایک سورونمین تغیر و تبدیل دیکر ہم بتاتے ہین کہ اس تغیر سے قرآن کے مطلب مین کیا فرق آیا۔

ہم تمام عالم سنیونکو چیلنج دیتے ہین کہ وہ اس ترکیب پر غور کرین اور بتائین کہ اس تغیر سے قرآن کی فصاحت و بلاغت مین فرق آیا یا اوسکے معنی و مقصود مین؟

ہان پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہین ہے جسکی صحت وسقم کا حال اوسکے اندرونی شہادت سے ہو سکے - بلکہ جب دوسرا نسخہ اوس کتاب کا ہوتا ہے تو اوس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ نسخہ صحیح ہے یا نہین - قرآن کے لئے کوئی دوسرا نسخہ رکھا نہین گیا جس سے مقابلہ و موازنہ کرکے ہم کسی نسخہ کی صحت وسقم کو جانچ سکین - لہذا صرف اندرونی شہادت سے کام لینا پڑیگا جسکے مطلب یہ ہین کہ اگر موجودہ قرآن غائب کردیا جاے اور جسطرح ہم نمونہ دکھا رہے ہین رائج کیا جاے تو پہر مولوی عبدالشکور صاحب کے پدر بزرگوار کو بھی اسمین شک نہوگا کہ یہی اصلی قرآن ہے -

اب ذیل کے سورے بطور نمونہ ملاحظہ ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العالمین - الرحمن الرحیم - مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم - صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

بسم اللہ الرحمن الرحیم - قل ھو اللہ احد - اللہ الصمد - لم یلد ولم یولد - ولم یکن لہ کفوا احد -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - انا انزلناہ فی لیلۃ القدر - وما ادراک ما لیلۃ القدر - لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر -

تحریفی سورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ رب العالمین - مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین -

یا الحمد للہ الرحمن الرحیم - ایاک نعبد وایاک نستعین تا بہ آخر

قل ھو اللہ احد - لم یلد ولم یولد - ولم یکن لہ کفوا احد

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر - ولیلۃ القدر خیر من الف شہر - تنزل الملئکۃ فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر

یہ تین سورے بعد دستبرد خلفاے ثلثہ اسلئے ہمنے لکھے ہین کہ دیکھین ہزارون علماے اہلسنت سے کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جو بقاعدہ نحو وصرف باقاعدہ فصاحت و بلاغت

اس مین نقص نکال سکتا ہی یا اس ترتیب سے کسی سورہ کو مخل مطلب و مقصود باری قرار دیسکتا ہی
ان ہم اسکا دعوی کرتے ہین کہ اگر کوئی صاحب علماء اہلسنت سے اسکا قصد کرین کہ الفاظ موجودہ
قرآن کو بدل سکین تو انشاء اللہ ہر طرح کی غلطی اونکی نکال دینگے کیونکہ یہ انسان کے امکان سے باہر ہے
ان تمثیلون سے اڈیٹر صاحب کو معلوم ہوا ہوگا کہ اگر بالفرض ہم تحریف قرآن کے بھی قائل ہون تو
قرآن کے معنی و مطلب و مقصد و غایت مین فرق نہین آسکتا۔

یہ کارروائی بھی ۳۰ جون کی ختم ہوئی کیونکہ پنڈت جی نے جو خط لکھا ہی ہکو اوس سے کوئی مطلب نہین اسکی
بعد لکھتے ہین۔

۲ جولائی ۱۹۱۰ء کارروائی مناظرہ

مدعی جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری ترک شرومن بدیا بھوشن امتحان ہند

بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۱۰ء مباحثہ کا دوسرا جلسہ قائم ہوا اور فریقین کے علما نے جمع ہوکر ہمارے روبرو بحث کی فریقین
کی بحث سننے سے ہکو یہ معلوم ہوا کہ مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب کے دلیل دعوی کا منجانب حضرات شیعہ
کوئی جواب نہین ہوا۔

پھر تاریخ ۳۰ جون ۱۹۱۰ء فریقین کے علما میرے پاس تشریف لائے۔ مینے شیعونکے عالم سے کہا کہ چونکہ آپکی
طرف سے جہانتک مین نے غور کیا مولانا عبدالشکور صاحب کے دلیل کا کوئی جواب نہین دیا گیا۔ لہذا مین تین
تنقیحات قایم کرتا ہون جسکے جوابات آپکے ذمہ ضروری ہین اور اسکے لئے ۱ جولائی ۱۹۱۰ء وقت ۶ بجے
صبح سے دس تک مقرر کرتا ہون۔ فریقین نے تنقیحات کو سنا اور منظور کیا اور دستخط کردئے جناب مولانا
مولوی عبدالحسین صاحب نے یہ عبارت لکھکر دستخط کئے (ان باتون کا جواب ضروری ہی انشاء اللہ دونگا) اور
جناب مولانا مولوی عبدالشکور صاحب نے یہ عبارت لکھکر دستخط کیے کہ یہ تنقیحات میری بحث سے پیدا ہوئی ہین مجھے
تسلیم ہین۔ چنانچہ آج تاریخ معینہ اور وقت مقررہ پر مولانا عبدالشکور صاحب تشریف لے آئے مگر حضرات شیعہ
کی طرف سے کوئی مولوی صاحب نہ آئے کچھ دیر انتظار کے بعد جناب مولوی فرزند رضا صاحب سالک معتمد انجمن
مولانا عبدالحسین صاحب کی ایک تحریر لیکر تشریف لائے وہ تحریر یہ تھی اور دستخط

جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب دام اقبالہ۔ آپنے جو تنقیحات قائم کئے ہین انکا جواب دیا جاتا ہی۔
تنقیح اول۔ یہ بات کہ قرآن جمع کیا ہوا خلفای ثلثہ کا ہی اور انھین کے ہاتھون سے امت محمدیہ کو ملا ہی

اور بعض اکثر شیعہ کہتے ہیں کہ وہ دشمن اسلام تھے پس شیعوں نے کس دلیل سے اس بات کا یقین کیا کہ خلفائے ثلثہ نے
خیانت نہیں کی جواب سابق کی تحریر سے جو نقل تنقیح آپکے پاس موجود ہے اس کا جواب واضح ہے کہ منع جمع کرنے
والوں نے خیانت کی۔ وہ حدیث جو صحیح بخاری اور تفسیر در منثور میں ہے اُس سے یہ بات ظاہر ہے کہ کچھ لفظیں قرآن
گرا دی گئیں اور ترتیب بھی بدلی ہوئی ہے۔ ان کتابوں کی عبارت بجلد و صفحہ و سطر ہمارے جواب میں مذکور ہے اُسکو
سمجھنا چاہیئے۔

تنقیح دوم۔ قرآن کی ترتیب آیتوں اور سوروں کے بدل جانیکا شیعوں کا اقرار ہے لہذا شیعوں نے کس دلیل
سے یقین کیا کہ قرآن کے اصلی مقصد میں فرق نہیں آیا اور فصاحت و بلاغت میں کوئی خرابی نہیں ہوئی جواب
اول غیر علماء اہل تشیع اکثر علمای اہل سنت معترف ہیں جیسا کہ حوالہ کتب معتبرہ اونہیں حضرات کے ظاہر ہے
اور آپکے پاس موجود ہے۔ جواب الجواب میں کیسا جواب دیا جاتا ہے کہ جو جواب علما کی طرف سے مخالفین
اسلام کو یہ حضرات عنایت کرینگے وہی شیعوں کی طرف سے سمجھا جائیگا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ فصاحت میں فرق
نہیں آیا من حیث انہ کلام اللہ۔

تنقیح سوم۔ قرآن میں کمی بیشی ہوئی تو شیعوں نے کس دلیل سے یقین کر لیا کہ آیتوں کے نکل جانے اور بڑھا جانے
سے موجودہ آیتوں کے معنوں میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا۔ اور قرآن حالت موجودہ میں بھی قابل ایمان ہے
جواب جب تک تحریف قرآن جو موضوع بحث ہے طے نہو جائے اوسوقت تک خارج از بحث تقریر و تحریر فضول و
عبث معلوم ہوتی ہے۔ عبد الحسین بقلم خود

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب اس تحریر کا جو کچھ جواب دینا چاہیں دیں
بعد اُسکے میں نے جناب مولوی مرزا بندہ رضا صاحب سے کہا کہ اگلے دن شیعہ عالم صاحب کو ضرور آنا چاہیئے تھا کیونکہ
یہ بات طے ہو چکی تھی اور اسپر دستخط ہو چکی تھی آج اُنکے نہ آنے سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اخباروں میں کیا چھپیگا اور

لے آپکی پیش کردہ کسی روایت سے الفاظ قرآنی کے گرا دیے جانیکا مضمون نہیں نکلتا ایسی ہی باتوں کی وجہ سے آپ بالمشافہ مناظرہ سے
روپوش ہو گئے تھے سے آپ سے کب پوچھا گیا تھا کہ آپ مخالفین اسلام کو کیا جواب دینگے آپ سے تو یہ پوچھا گیا تھا کہ آپکو کس دلیل سے
یقین حاصل ہوا کہ خلفای ثلثہ نے جمع قرآن میں خیانت نہیں کی جسکے جواب میں آپنے خیانت کا اقرار کیا۔
سے طے تو ہو گیا اور آپنے تحریف کا اقرار کر لیا شاید طے ہونے سے انکا مطلب یہ ہے کہ اہل سنت کو بھی آپ نے ساتھ اس جرم میں شریک
کرنا چاہتے ہیں یہ بھی ہو چکا مگر افسوس آپ تو گھر میں بیٹھے رہے۔

میں کیا کہونگا۔ اور آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ فریقین میں اقرار نامہ ہوجائے تب شیعہ عالم صاحب تشریف لاسکتے ہیں
اسکا جواب یہ ہو کہ شروع ہی میں یہ بات طے ہونی چاہیئے تھی جب اس مناظرہ کی ابتدا آپکی جانب سے ہوئی تھی اور
جناب مولانا عبدالحسین صاحب نے مجھسے درخواست کی تھی کہ ہمکو حیدرآباد بھیجدیجئے ہم اعلی حضرت حضور نظام دکن دام اقبالہ
کو بحث کرکے شیعہ بنالینگے۔ اس بات کو سنکر مجھے نہایت تعجب ہوا کہ اعلی حضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جو ایک
بڑی سلطنت کے مالک ہیں جنکی سلطنت میں ہر قسم کے اہل کمال اور ہر مذہب کے عالم موجود ہیں اور خود انکے مذہب کے
بھی بڑے بڑے عالم وہاں موجود ہیں اور وہ خود بھی تمام مذاہب کے عموماً اور اپنے مذہب کے خصوصاً وہ بہت بڑے عالم ہیں۔
لہذا یہ ایک عجیب بات ہوگی کہ مولانا عبدالحسین صاحب وہاں تشریف لیجاکر اعلی حضرت اور انکے مذہب کے تمام عالموں پر
فتح پائیں اور اعلیحضرت اور نیز دیگر علما کو اپنے مذہب میں لائیں۔ میں نے اپنے اطمینان کے واسطے مناسب سمجھا کہ پہلے
یہاں مولوی عبدالحسین صاحب اور کسی سنی عالم سے بحث کراکر دیکھ لوں جسمیں مجھے اس بات کا موقع ملے کہ آیا مولوی
عبدالحسین صاحب ایک ایسے عالموں کے مجمع میں کس درجہ کے ثابت ہونگے۔ اب میں مولوی عبدالشکور صاحب کو
اجازت دیتا ہوں کہ وہ مولوی عبدالحسین صاحب کی تحریر کے متعلق جو کچھ چاہیں لکھیں چنانچہ مولوی عبدالشکور صاحب نے
حسب ذیل تقریر شروع کی۔

تقریر مولوی عبدالشکور صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں مولانا عبدالحسین صاحب کی تحریر کا جواب ایک ایسے لائق جج کے سامنے جنکا لقب انتخاب بندہ ہو ضروری نہیں
سمجھتا۔ لیکن انھیں کے فرمانے سے مختصراً کچھ عرض کرتا ہوں۔

(۱) نہایت خوشی کی بات ہو کہ پہلی تنقیح کو جناب مولانا عبدالحسین صاحب نے لفظ بلفظ مان لیا لہذا میرا دعوی ثابت
ہوگیا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہ ہو اور نہ ہوسکتا ہو۔ باقی (۲) رہا یہ کہ تنقیح اول کے متعلق جناب مولانا موصوف نے
جو فرمایا جو روایت صحیح بخاری اور تفسیر در منثور میں ہو اس سے بھی یہ بات (۳) ظاہر ہو کہ کچھ لفظیں قرآن سے گرادی گئیں ہیں
اور ترتیب بھی بدلی ہوئی ہو۔ میں لائق جج سے اس بات کا انصاف چاہتا ہوں کہ آیا سنیوں کی کتابوں کا اس موقع
پر پیش کرنا کہانتک زیبا ہو کیا شیعوں (۴) نے اپنا مذہب سنیوں کی ان کتابوں سے بنایا ہو اگر ایسا نہیں ہو اور ضرور
نہیں ہو تو سنیوں کی کتابوں کا پیش کرنا ضرور بے موقع ہوگا (۵) کیونکہ انسے اسکی بابت سوال نہ تھا بلکہ انسے صرف
صرف انکے عقیدہ کی دلیل پوچھی گئی تھی۔ قطع نظر اس سے میں بہت سچائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ صحیح بخاری

تو ایک طرح رتبہ کی کتاب ہے سینون کی کسی نہایت ادنے درجہ کی کتاب مین کمزور کمزور سے روایت بھی اس مضمون کی نہین ہے کہ کچھ لفظین قرآن سے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرا دی گئین اور ترتیب بھی اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب کے خلاف کر دی گئی ہے مین آرزو کرتا ہون کہ کاش علماء حضرات شیعہ بالمشافہہ مناظرہ مین کوئی اس قسم کی روایت اہلسنت کی پیش کرتے اور مجھسے اسکا جواب مانگتے۔ مگر صد ہزار افسوس کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آرزو بھی میرے ساتھ دنیا سے جائیگی ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ سب سے آخر مین ایک نہایت ضروری بات کیطرف لائق جج کو متوجہ کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ اسوقت بحث عقیدہ سے ہو رہی ہے نہ روایت سے۔ روایت اور چیز ہے اور عقیدہ اور چیز ہے۔ بہت سی روایتین اعلی پیمانہ کی صحت پر ہوتی ہین مگر عقیدہ اُنکے موافق نہین ہوتا جسکے وجوہ اصول حدیث کی کتابون مین لکھے ہوئے ہین۔ اس بات کو حضرات شیعہ کے علما بھی مانتے ہین اور وہ بھی فرماتے ہین کہ کچھ ضروری نہین ہے کہ ہر حدیث صحیح کے موافق عقیدہ بھی رکھا جائے بلکہ اُنہون نے تو یہانتک کہدیا کہ اصول کافی کی حدیثون مین بھی جو شیعہ مذہب مین سب سے بڑے پایہ کی کتاب ہے یہ بات موجود ہے چنانچہ حضرات شیعہ کے امام عالیمقام جناب مولانا سید حامد حسین صاحب مرحوم استقصاء الافحام مجلد اول صفحہ ۱۰ مطبوعہ مجمع البحرین لدھیانہ مین فرماتے ہین ہر حدیث صحیح جائز العمل ہم نیست چہ جائیکہ واجب العمل باشد نیز اسی صفحہ مین فرماتے ہین ضرور نیست کہ ہر روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق رضوان اللہ علیہما و مانند ایشان واجب القبول باشد نیز کتاب مذکور مجلد دوم کے صفحہ ۶۰۳ مین تحریر ہے کہ کسی کتاب کے معتبر ہونے سے یہ ضروری نہین کہ اُس کتاب کی سب باتین معتبر ہون الفاظ اُنکے یہ ہین تکذیب احتمال دوم باین عبارت مبنی بر آنست کہ اعتبار و اعتماد کتابے دلالت دارد بر آنکہ جمیع احادیث آن قابل احتجاج و استدلال است و ستر ابی از قبول احتجاج و استدلال بروایتی از روایات کتاب دلالت بر عدم اعتبار و اعتماد آن کتاب می کند ان عبارتون سے ظاہر ہے کہ عقیدہ مین اور روایت مین بڑا فرق ہے روایت اگرچہ کیسی ہی اعلی درجہ کی ہو کچھ ضروری نہین ہے کہ اسکے موافق عقیدہ بھی ہو۔ پس اگر ہم فرض کر لین کہ جسطرح کوئی محال بات فرض کیجاتی ہے کہ سینون کی کسی روایت سے جناب مولانا عبد الحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہے تو بھی یہ بات نہ اُنکے لئے کچھ مفید نہ ہمارے لئے کچھ مضر۔

اصلاح

(۱) یہ تقریر تو ایسی ہے کہ کوئی کہے مولوی عبد الشکور صاحب شیخین پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ اُنہون نے مان لیا شیخین کے آباو اجداد کافر تھے لہذا میرا دعوی ثابت ہو گیا کہ انکا ایمان شیخین پر نہین ہے۔

ارے صاحب خدا کیلئے یہ تو فرمائے کہ شیخین مین اور عدم ایمان قرآن مین کونسا لزوم ہے اور کسوجہ سے لزوم ہے

...رف اعتقاد کرنا چاہیئے کہ منزل من اللہ ہو فقہ اکبر میں ہو والقرآن کلام اللہ غیر مخلوق وھو مکتوب فی مصاحفنا محفوظ فی قلوبنا مقرو بالسنتنا مسموع باذاننا غیر حال فیھا۔

پس جب اصول حنفی پہ اسیقدر اعتقاد ضروری ہو تو اقرار تحریف سے کفر کیونکر لازم آسکتا ہو حالانکہ آپکو معلوم ہو خود مخلوق وغیر مخلوق کی بحث قدیم سے چلی آتی ہو پھر یہ کہاں سے ایجاد ہوا کہ "حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پہ اور نہ ہو سکتا ہو" حالانکہ ہم ظاہر بیان کر آئے ہیں کہ مطابق اصول اہل سنت نزول قرآن ہی محل ہے پھر اسکی آیات پر ایمان لایا جائے۔

(۲) افسوس اس تقریر میں صرف داد و فریاد ہے کہ صحیح بخاری و در منثور کی روایت کیوں لائے حالانکہ لفظ اجمع مستثنی کا ساقط کرنا آیہ فما استمتعتم سے ایسی صحیح اور واضح دلیل تحریف ہو کہ اوسکا کوئی جواب ہی نہیں دیسکتے کیونکہ منسوخ التلاوۃ تو انکی بیان وہ آیات و الفاظ ہیں جو صحابہ کو بھول جائیں اور یہ لفظ تو وہ ہے جو عثمان کے جمع کرنیکے بعد بھی قرآن میں موجود تھا جسکو بجبر تمام عثمان نے ابن مسعود سے لیکر جلا دیا تو اسکا نام غالبا محروق التلاوۃ مناسب ہوگا۔ مگر افسوس اڈیٹر صاحب اسکا کچھ جواب نہ دیسکے۔

(۳) ہاں اگر لائق جج ہوتے تو وہ آپسے پوچھتے کہ خطاب مصحف عثمانی کے بارہ میں تو آپنے دعوی کیا تھا کہ اسکو شیعہ وسنی دونوں نے جامعین کی طرف منسوب کیا" مگر سند میں آپ صرف عبارت استقصاء الافحام لائے "کہ مصحف عثمانی کہ حضرات اہلسنت انرا قرآن کامل اعتقاد کنند"

پس جس قاعدہ سے آپنے وہاں استقصاء الافحام سے تنہا استدلال کیا اوسی قاعدہ سے یہاں صحیح بخاری و در منثور سے استدلال کیا گیا۔

حالانکہ یہاں تو ابتدا سے شیعہ مناظر صرف کتب اہلسنت سے استدلال کر رہا ہو اور ایک حرف بھی اوسنے کبھی شیعہ کتب سے نہیں پیش کیا پھر یہاں آپکا اسقدر رد و بدل کرنا صاف بتا رہا ہو کہ اس روایت صحیح بخاری و در منثور نے آپکو بدحواس کر دیا کہ بجز اسکے کہ اپنے لائق جج سے استغاثہ کیجئے اور کوئی چارہ نہیں۔

(۴) شیعوں نے تو نہ کوئی مذہب بنایا ہو نہ کوئی دین بلکہ خدا و رسول نے جو مذہب و دین انکے لئے بتلایا اسپر وہ قائم ہیں ہاں جتنے اصول و فروع مذہب شیعہ میں وہ تمامتر کتب اہلسنت سے ثابت ہیں اسلئے وہ ہر طرح کتب اہلسنت سے استخراج کر سکتے ہیں اور یہاں تو تمامتر استدلال کا دار و مدار کتب اہل سنت پر ہو۔

(۵) مگر افسوس آپکے کلام میں کہیں اسکا اشارہ بھی نہیں ہو کہ تم صرف کتب شیعہ سے بحث کرو۔ نہ اسکی کبھی تصریح کیگئی

کہ آپ صرف اپنا عقیدہ بیان کیجئے۔ افسوس اسقدر جلد آپ بدحواس ہو جاتے ہیں؟

(۶) یہی دلیل ہے آپکے دروغ گوئی کی کہ آپ فرماتے ہیں بہت سچائی کے ساتھ کہتا ہوں۔ حالانکہ سب دیکھ رہے ہیں کہ بروایت درمنثور آیہ فما استمتعتم سے الی اجل مسمی نکال دیا گیا اور بروایت بخاری سب سے پہلے سورہ اقرا نازل ہوا۔ اسپر بھی آپ یہی کہے جائیگا "سینوں کی کسی نہایت ادنی درجہ کی کتاب میں کمزور سے کمزور بھی روایت اس مضمون کی نہیں ہے کہ کچھ لفظیں قرآن سے بعد رسول اللہ کے گرا دی گئیں تا بہ آخر" تو پھر الی اجل مسمی کیا ہوا سورہ اقرا جب سب کے پہلے نازل ہوا تو پھر اسقدر موخر کیوں کیا گیا کیا یہ بھی رسول اللہ کا کیا ہوا ہے۔

(۷) بڑے افسوس کی بات ہے کہ صدہا مرتبہ آپکی آواز پر لبیک کہی گئی کہ شرائط مناظرہ طے کیجئے۔ اڈیٹر الحدیث نے بھی لکھا مقام تبرضی طرفین مقرر ہونا چاہیئے ملاحظہ ہو مورخہ ۱۲ اگست مگر آپ کبھی عوام الناس کے سامنے کبھی کسی پنڈت دھرمدو کے روبرو کہتے ہیں کہ مناظرہ زبانی ہو تا مگر کبھی پیڑ پر نہیں چڑھتے لہذا اس قسم کی فضول باتیں تو چھوڑئے۔ اور یہ بتائیے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

اڈیٹر صاحب الشمس کی پانچ نہیں ساڑھے چار جلدیں خاص انہیں بحثوں میں مرتب ہو چکی ہیں اونکا جواب کیوں نہیں دیتے جو ایک ناواقف پنڈت کے سامنے ڈینگ مارتے ہیں۔

اڈیٹر صاحب آئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے فیصلہ کیجئے کہ یہ دونو حدیثیں جو یہاں پیش کی گئیں ہیں وہ سقوط الفاظ اور تبدیل ترتیب پر دلالت کرتی ہیں یا نہیں؟

(۸) افسوس کہ ہر جگہہ مغالطہ سے کام لے رہے ہیں خصوصاً اسوجہ سے کہ پنڈت ناواقف ملگیا ہے ورنہ یہ تقریر بھی بھلا اس قابل ہے کہ آپ کسی لائق شخص کے سامنے پیش کر سکتے۔ کیونکہ تقریر میں تو نہ لفظ عقیدہ ہے نہ لفظ روایت۔ بلکہ جب اثبات فرار خلفای ثلثہ سے فرار کرکے آپنے یہ فرمایا تھا "جناب پنڈت صاحب آپنے اس بات کا سمجھنا بھی چاہا تھا کہ شیعہ سنی میں اختلاف کیا ہے لہذا میں آپکو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ شیعہ و سنی کے درمیان اختلاف کیا ہے اصل اختلاف تو دو باتوں میں ہے اول یہ کہ اہلسنت قرآن مجید کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہ یہی ہے اور قرآن شریف پر حضرات شیعہ ایمان نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ سب خرابیاں قرآن شریف میں رسول اللہ کے بعد ہوئیں"

مشتاق اڈیٹر صاحب فرمائیں عقیدہ اور روایت کا فرق کس لفظ سے نکالا ہے مرزا حیرت الحسین صاحب یا محمد سجاد

صاحب کی تقریر مین کہین بھی یہ لفظ آیا ہی جو آپ اس طرح ذرتوع کرتے ہین -

(۶) افسوس اس تقریر مین اس قدر مغالطہ آپنے دیا ہی کہ اگر تفصیل کی جاے تو دو تین جز کا رسالہ خاص اسی بحث مین طیار ہو اور اختصار مین طول مخل ضروری ہے -

آپ لکھتے ہین کہ صاحب استقصا فرماتے ہین حالانکہ یہ اونکا کلام نہین ہی بلکہ مولوی حیدر علی صاحب نے جو کلام صاحب قوانین نقل کیا تھا - اوسکا خلاصہ اسطرح بتایا گیا چنانچہ اصل عبارت یہ ہی صاحب قوانین علی ما فعلہ المخاطب العظین انچہ فرمودہ ماحصلش آنست کہ ہر حدیث صحیح جائز العمل ہم نیست چہ جای آنکہ واجب العمل باشد" کیون صاحب اگر آپکا جج ہندو نہ ہوتا کوئی پڑھا لکھا ایمان دار مسلمان تو آپ ہی بتائے آپکی اس کذب بیانی پر کیا نہ کرتا - کیا آپکے رخسار بھی حضرت ابوبکر کے رخسار سے نہ ہو جاتے ؟

آپ لکھتے ہین نیز اسی صفحہ مین فرماتے ہین ضرور نیست حالانکہ استقصا مین اسطرح ہی بلکہ ملخص کلام قدوۃ المحدثین والفقہا المتبحرین سید نور الدین وغیرہ و از افاضل محققین باین عبارت میرسد کہ ضرور نیست کہ ہر روایت ثقۃ الاسلام تا آخر -

حق یہ ہی کہ اڈیٹر صاحب نے محض ایک ناواقف پنڈت کے دھوکہ دینے کیلئے یہ ظاہر فرمایا "مین آرزو کرتا ہون" جو خاص میری دلی تمنا ہی جسے زبردستی آپنے چھین لیا - ورنہ اگر مین اوسوقت رہتا تو استقصاء الافحام کا ایک ایک حرف کا مطلب اوسکو سمجھاتا اور آپکی کیا دی دکھاتا - مگر بمصداق لاتاسوا ما فاتکم اوسوقت کا منتظر ہون کہ کسی موقع پر ویسی ہی صورت بنے جو حضرت عتیق کی بنی تھی -

اڈیٹر صاحب نے یہ تحریفین محض اس غرض سے کی ہین کہ اپنے پیرو ونکو اپنا تبحر دکھائین کہ ہم کتاب مستطاب استقصاء الافحام کا رد کر رہے ہین یا اس سے حسب خواہ استدلال کرتے ہین حالانکہ وہ اسکے لفظ کو بھی نہین سمجھ سکتے یا سمجھتے ہین تو سمجھ کر مغالطہ دیتے ہین اور قوم کو تباہ کیا چاہتے ہین - کیونکہ اڈیٹر صاحب اس تقریر مین ظاہر کرتے ہین کہ یہ خاص عبارتین صاحب استقصا کی ہین یعنی یہی اونکی تحقیق ہی - حالانکہ صاحب استقصا اس کلام کو نقل حیدر علی سے خلاصہ کے طور پر بیان فرماتے ہین جسمین سے پہلا قول صاحب قوانین ہی دوسرا قول جناب سید نور الدین وغیرہ اعلی اللہ مقامہم -

اصلیت اسکی یہ ہی کہ جناب سبحان علی خان صاحب مرحوم نے وغیرہ مین ضمناً یہ لکھا تھا کہ حنفی اکثر مخالف روایات صحیح بخاری عمل کرتے ہین تو جب وہ کتاب اصح الکتب بعد کتاب الباری ہے کہ ہر حدیث اوسکی بغیر رسول

صحیح ہے تو پھر اوسکی مخالفت کیونکر جائز ہے یا اوسکے دعوی صحت سے دستبردار ہو جاؤ یا اوسپر عمل کرو

اسکا جواب مولوی حیدر علی صاحب نے منتہی الکلام جلد اول مین نووی وغیرہ سے نقل کرکے یہ دیا تہا کہ صحت حدیث و وجوب عمل مین لزوم نہین ہو سکتا ہے کہ حدیث صحیح بھی ہو اور جائز العمل بھی نہو۔ اسکے بعد احادیث صحیح بخاری کی فتح شروع کی حالانکہ صفحہ ۴۲ مین اتفاق صحت کا دعوی کیا تہا۔

اسکے بعد کتب شیعہ سے مثل قوانین وغیرہ سے بھی اپنے دعوی کی تائید کرنی چاہی کہ علماء شیعہ بھی اسکے قائل ہین

اسی تقریر کے جواب مین جناب علامہ صاحب استقصاء الافحام اعلی اللہ مقامہ نے یہ لکھا کہ ہر ایک شخص نے علامہ کلام کو کبھی مطلب سمجھا یا۔ اڈیٹر صاحب نے اون عبارات کو جو محتمل کلام دیگر علماء اعلام تھا تحقیق جناب علامہ قرار دیا ذلک مبلغہم من العلم

اللہ رے بددیانتی اس شخص کی کہ حاشیہ استقصاء الافحام پر کل مراتب طے کر دئے گئے ہین مگر اس شخص نے ایک ناواقف پنڈت کے دھوکھا دینے کو ایسی تقریر کی جس سے بدن مین آگ لگ جائے

کیونکہ اکثر علمای اہلسنت احادیث صحاح کو قطعی الصدور کہتے ہین کہ رسول اللہ نے یقیناً یہ حدیثین فرمائین پھر اوسکے خلاف کیونکر جائز ہے۔

بخلاف روایات شیعہ کہ کوئی بھی کل روایات کافی کو قطعی الصدور نہین جانتا پھر اوس طرح کا معارضہ شیعون پر کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اہلسنت تو عام طور پر اوسکو کلام رسول قطعی طور پر جانتے ہین۔ تو روایات بخاری مثل قرآن قطعی ٹہرین۔ بخلاف روایات کافی۔

اڈیٹر صاحب خدا سے ڈریے ایسا افترا نہ کیجئے جسمین آپکو کہین پناہ نہ ملے کیونکہ خود علامہ نووی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین وتلقی الامۃ بالقبول انما افاد وجوب العمل بما فیہما وھذا متفق علیہ فان اخبار الاحاد التی فی غیرھما یجب العمل بہا اذا صحت اسانیدھا جس سے معلوم ہوا کہ جو حدیث صحیح ہے عمل اوسپر واجب ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین انہم اتفقوا علی وجوب العمل بکل ما صح ولو لم یخرجہ الشیخان کہ اتفاق کیا ہے یعنے جو حدیث صحیح ہے اوسپر عمل واجب اگرچہ شیخین نے اوس حدیث کو لکھا ہو پھر نہ معلوم کس جرأت اور بے باکی سے اڈیٹر صاحب فرماتے ہین بہت سی روایتین اعلی پیمانہ کی صحت پر ہوتی ہین مگر عقیدہ اونکے موافق نہین ہوتا یعنی خلاف ہوتا ہے پھر آخر یہ عقیدہ کسکے مطابق ہوتا ہے قرآن کو مانتے نہین

حدیث کو مانتے نہین - تو پھر یہ عقیدہ کہان سے لائے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔
لعنت ہو اس عقیدہ پر جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔ خواہ اوسکے معتقد سنی ہون یا شیعہ اعاذہم اللہ من ہذہ العقائد۔

رہا یہ کہ اس مسئلہ کو حیدر علی نے دیگر علمای اسلام کی طرف منسوب کیا ہے اور اڈیٹر صاحب نے خاص صاحب استقصاء الافحام اعلی اللہ مقامہ کی طرف پس حقیقت اسکی یہ ہے کہ جو عبارت اڈیٹر صاحب نے حذف کردی ہے اوس سے سب عقدہ حل ہوتا ہے کیونکہ بعد عبارت واجب القبول باشد لکھتے ہین زیرا کہ در جرح و تعدیل بعض از رواۃ و قرائن و امارات اختلاف است ممکن است کہ نزد متاخرین راوی مجروح باشد و نزد ایشان موثق و ہمچنین جائز است کہ قرینہ کہ برای تصحیح احادیث نزد آنہا موجود بود در زمان متاخرین مفقود گردد

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بحث اسقدر ہے کہ جو روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق علیہم الرحمہ روایت کرین وہ واجب القبول ہے یا نہین علما نے فرمایا ہے کہ نہین واجب القبول نہین ہے کیونکہ ممکن ہے جن راویوں سے اونہوں نے روایت کی ہے وہ متاخرین کے نزدیک ضعیف ہو یا جن قرائن سے اونہون نے حکم صحت کیا ہے وہ قرائن اب پائی جائیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ محض روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے حدیث صحیح نہین ہو جاتی بلکہ اور بہی علامات و قرائن ہین جب وہ سب پائے جائینگے تو حدیث صحیح ہوگی اور جب صحت ثابت ہوگی تو عمل بہی اوس پر لازم ہوگا اڈیٹر صاحب نے محض ایک ہندو پنڈت کے دہوکہا دینے کیلئے ایسی تقریر کی جو تمام تر عقائد اہلسنت کے بہی خلاف ہے اور مسلک اہل تشیع کے بہی خلاف کہ حدیث صحیح کے خلاف عقیدہ ہوتا ہے۔ پھر ایسے مذہب سے بہتر تو مذہب آریہ ہے جو ویدکی مخالفت کو جائز نہین رکہتا۔

(۱۰) اللہ اللہ ہم جانتے تھے عمرو عاص مرگیا مگر اڈیٹر النجم اوسکی زندہ تصویر ہین کیونکہ جن عبارت کو یہان نقل کیا ہے اوس سے تو کسی طرح بہی وہ کوئی استدلال نہین لا سکتے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ مولوی حیدر علی نے صحت کتاب عیون اخبار الرضا ثابت کرنیکے لئے یہ دعوی کیا کہ علامہ مجلسی کے جلد اول بحار سے معلوم ہوا کہ وہ کتب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کو جسمین عیون بہی داخل ہے۔ اور کتابونپر مقدم کرتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ وہ کتاب بہی صحاح میں داخل ہے۔ اسکے جواب مین علامہ صاحب استقصاء الافحام فرماتے ہین ادعاء ملکیابت صـ۲۰۳

افسوس لکھنؤ مین کوئی طالب العلم ایسا نہین ہے جو اس عبارت کو مخاطب کے سامنے پڑہے۔ اور سمجہائے کہ اس عبارت کے کس جملہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ عقیدہ مین اور روایت مین بڑا فرق ہے کیونکہ یہان تو اسکی

بحث ہو کہ کتاب عیون الاخبار کی صحت کا دعوی کس جا سے کیا۔ اس کلام کو اس عقیدہ سے کیا تعلق۔ عقیدہ میں اور روایت میں بڑا فرق ہو"

افسوس کہ اب دنیا مین کوئی سنی عالم نہین رہا جو اس شخص سے دریافت کرتا کہ تم کس عقل و نقل سے ایسا دعوی کرتے ہو" روایت اگرچہ کیسی ہی اعلی درجہ مین ہو کچھ ضروری نہین ہو کہ اسکے موافق عقیدہ بھی ہو" تو پھر صاف صاف یہ کیون نہین کہتے کہ ہمارا عقیدہ حدیث کے خلاف ہو۔

(۱۱) اس ساری تقریر کا مغز یہ ہو جو فرماتے ہین" پس اگر ہم فرض کرلین کہ جسطرح کوئی محال بات فرض کیجاتی ہو کہ سنیونکی کسی روایت سے جناب مولانا عبد الحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو تو بھی یہ بات انکے لئے کچھ مفید نہ ہمارے لئے کچھ مضر"

تو پھر صاف صاف یہ کیون نہین کہتے کہ گو روایت درمنثور و صحیح بخاری سے تحریف و تغیر و تبدیل ترتیب قرآن ثابت ہو مگر ہم نہین مانتے۔

ہم نہین سمجھتے کہ خود اڈیٹر صاحب یا اونکے اتباع کو اس مناظرہ پر کیون اسقدر نازش ہو جبکہ واضح طور پر اونھون نے مذہب اہلسنت کا بطلان ظاہر کردیا (۱) کہ عقیدہ کو ضرور نہین مطابق حدیث صحیح ہو۔ (۲) حدیث کیسی ہی اعلی درجہ کی صحیح ہو اوسپر عقیدہ رکھنا ضروری نہین (۳) سنیون کی کسی روایت سے اگر تحریف و تغیر ترتیب قرآن ثابت ہو تو یہ بات نہ انکے لئے مفید ہو نہ ہمارے لئے مضر۔ اس سے بڑھکر کیا جیت ہوسکتی ہو۔ کیون صاحب جب ثبوت تحریف و تغیر ترتیب نہ مرزا عبد الحسین صاحب کے لئے مفید ہو نہ آپکے لئے مضر تو پھر شیعہ پر یہ الزام یہ طوفان یہ پہاڑ کیون اوٹھا لگیا۔

یہی تو ہمارا بھی دعوی ہو کہ تحریف سے قرآن کی عظمت و جلالت مین نہین فرق آتا بلکہ محرف و مغیر یعنی تحریف کرنیوالا اور تغیر دینے والا قعر جہنم مین جاتا ہو۔

اڈیٹر صاحب یہان پر آپنے قلم توڑ دیا النجم مین تو یہ دعوی کیا تھا ادہر کی دنیا ادہر ہو جا تحریف نہین ہوسکتی اور یہان صرف ایک حدیث درمنثور اور ایک حدیث بخاری نے آپسے کہلوا دیا کہ "جناب مولانا عبد الحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو تو بھی یہ بات نہ اونکے لئے کچھ مفید ہو نہ ہمارے لئے کچھ مضر" حالانکہ یہ وضوح ہو کہ جسپر جہانتک مضحکہ کیا جائے کم ہو۔ کیونکہ آپ مارے شرم کے یہ نہین کہتے کہ اگر تحریف ثابت ہو جائے۔ بلکہ یہ فرماتے ہین" مولانا عبد الحسین کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو"

پہر اسکی وجہ بھی نہیں بیان کرتے کہ مضر کیون نہیں ہو حالانکہ ابتداءسے آپکا زور اسی پر ہو کہ شیعہ چونکہ قائل تحریف ہین لہذا قرآن اونکا ایمان نہیں۔ تو جب وہی تحریف آپکی روایات سے ثابت ہو گئی تو آپکا ایمان بھی جاتا رہا۔

آپکا یہ فرمانا کہ ہمارے لئے مضر نہیں۔ اوسی قسم کا ہو کہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین لکہتے ہین ولعنہ صلی اللہ علیہ وسلم للحکم و ابنہ لا تضرھما لانہ تدارک ذالک بقولہ مما بینہ فی الحدیث الاخر انہ بشر یغضب کما تغضب البشر

یعنی آنحضرت کے لعنت کرنے سے حکم اور اسکے بیٹے مروان کو کوئی ضرر نہیں پہونچتا کیونکہ حضرت نے دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ آپ بھی انسان ہے جیسا کہ اور انسان غصہ کرتا ہو۔

پس جب حضرتؐ کے لعنت کرنے سے آپکا کوئی ضرر نہین ہوتا تو اقرار بتحریف قرآن سے کیا ضرر ہو سکتا ہو مگر صفائی سے اقرار تو کیجئے۔

پھر لکھتے ہین دوسری **تنقیح** کے متعلق بھی مین نہایت خوش ہون[1] کہ مولانا صاحب موصوف نے آیتون اور سورتونکی ترتیب کے الٹ پلٹ ہو جانے سے قرآن کے اصل مقصد مین فرق آجانا تسلیم کیا ہو[2] لہذا میرا دعوی ثابت ہو گیا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہ ہو اور نہ ہو سکتا ہو۔ باقی رہا[3] یہ امر کہ بخیال جناب مولانا موصوف اہل سنت بھی ترتیب کے الٹ پلٹ ہونیکے قائل ہین۔ یہ ایک ایسا دعوی ہو کہ جسکے ثابت کرنے مین انکے لئے کوئی کامیابی کی صورت معلوم نہین ہوتی۔ انکے امام[4] جناب مولانا حامد حسین صاحب بھی اتنے بڑے دعوی کی ہمت نہ کر سکے استقصاء الافحام مین انہون نے صرف اس مضمون کی روایت اہل سنت مین موجود ہونیکا دعوی کیا ہو اہلسنت کے قائل ہونیکا کہین انہوں نے دعوی بھی نہین کیا بلکہ اسکے خلاف اس بات کو صاف صاف لکھدیا ہو کہ اہل سنت قرآن مین کسی قسم کی خرابی نہین مانتے بلکہ جو کوئی اس قرآن مین کسی قسم کی خرابی نکالے اسکو کافر سمجھتے ہین چنانچہ استقصاء الافحام مجلد اول کے صفحہ ۱۰ مین فرماتے ہین مصحف عثمانی کہ حضرات اہلسنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند بلکہ امام[1] موصوف نے اس کتاب مین **ایک قصہ** کتب تواریخ سے نقل کیا ہو جو استقصاء الافحام مجلد دوم صفحہ ۹۵ مین موجود ہو جسکا ماحصل یہ ہو کہ اہل سنت کے ایک بڑے عالم ابن شنبوذ نام نے موجودہ قرآن شریف کے خلاف کوئی لفظ پڑھا اُس زمانہ کے تمام سنی برہم ہوت او تمام عالمون نے انکے کفر کا فتوی لکھا بادشاہ وقت نے حکم دیا کہ زور زور سے انکی پشت پہ درے مارے جائین چنانچہ دس درون کے بعد تحمل نکر سکے اور آہ وزاری شروع کی انسے کہا گیا کہ تم اپنی حرکت سے توبہ کرو ورنہ قتل کر دئے جاؤ گے اونہون **توبہ نامہ** لکھا جسکی عبارت یہ ہو قد کنت اقرء حروفا تخالف ما فی مصحف عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ المجمع

علیه والذی اتفق اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ورضی عنهم علی تلاوته ثم بان لی ان ذلک خطاء فانا منه تائب وعنه مقلع والی الله عزوجل بری اذ کان مصحف عثمان هو الحق الذی لا یجوز خلافه ولا ان یقرء بغیر ما فیه نسخة خطاب شنبوذ فی هذا المحضر یقول محمد بن احمد بن ایوب بن شنبوذ ما فی هذه الرقعة صحیح وهو قولی واعتقادی واشهد الله عزوجل وسائر من حضر علی نفسی بذلک وکتب بخطه فمتی خالفت ذلک او کان منی غیره فامیر المومنین اطال الله بقاءه فی حل وسعة من دمی وذلک فی یوم الاحد لسبع خلون من ربیع الآخر سنة ثلث عشرین وثلثمائة

ترجمہ میں چند الفاظ پڑھتا تھا جو خلاف تھے اُن الفاظ کے جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف میں ہیں جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہو گیا ہے اور جسکی تلاوت پر تمام اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم متفق تھے مگر اب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ میری غلطی تھی لہذا میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور اُس سے علیحدہ ہوتا ہوں اور اللہ بزرگ و برتر کے سامنے میں اس سے بیزار ہوتا ہوں کیونکہ حضرت عثمان ہی کا قرآن شریف حق ہے جسکے خلاف پڑھنا جائز نہیں اور جو کچھ اسمیں لکھا ہے اُسکے خلاف پڑھنا درست نہیں۔ اس عبارت کے بعد ابن شنبوذ نے خود اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھے کہ محمد بن احمد بن ایوب بن شنبوذ کہتا ہے کہ جو کچھ اس کاغذ میں لکھا ہے صحیح ہے یہی میرا قول ہے یہی میرا عقیدہ ہے اور میں اللہ بزرگ و برتر کو گواہ کرتا ہوں۔ اور جتنے لوگ حاضر ہیں سب کو گواہ کرتا ہوں۔ اس کتاب پر یہ میں نے اپنے قلم سے لکھ دیا ہے اگر میں کبھی اسکی مخالفت کروں یا اس سے کچھ سرتابی کروں تو امیر المومنین کو اللہ اُنکی عمر دراز کرے میرا خون معاف ہے یہ تحریر اتوار کے دن ساتویں ربیع الآخر ۳۲۳ھ میں لکھی گئی۔ اُس واقعہ سے بھی زیادہ قیمتی وہ نتیجہ ہے جو خود امام صاحب نے اس واقعہ سے نکالا ہے چنانچہ وہ اسی صفحہ میں فرماتے ہیں کہ

ازیں عبارت ظاہر است کہ مخالفت مصحف عثمانی نزد حضرات اہل سنت بحدے قبیح وشنیع است کہ بسبب آن بیچارہ ابن شنبوذ را کہ مردے بود متورع از فضلاء وعلمای سنیان کہ تعظیم وتجلیل شان او از متحتمات اسلام است عقوبت کردند و تازیانہا زدند و ہتک حرمت او نمودند وعلمای اہل سنت بآن فتوی دادند وابوبکر بن مجاہد داد مناظرہ و اظہار فضل خود و مبالغہ فرمود تا آنکہ او طوعاً وکرہاً ازین مخالفت ومعاودت رجوع نمود وندامت نامہ واقرار بخطی متضمن انابت وتوبہ خود داد و

جرم اعتراف بشناعت آن واستحقاق قتل در صورت معاودت باین مخالفت نوشته داد لہذا محض بے دلیل جناب مولانا عبدالحسین صاحب کا یہ فرمادینا کہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ کے اہلسنت بھی معترف ہیں بالکل ایسا ہے جیسا ٹھیک دوپہر کے وقت کوئی شخص کہے کہ اندھیری رات ہے۔ اسکے بعد مولانا صاحب

ممدوح کا یہ فرمانا کہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ سے فصاحت میں فرق نہیں آتا یہ بھی ایک بے دلیل دعوی ہے ہو مان
اسکے بعد ایک بی جملہ بیشک لکھا ہوا ہو شاید عربی نہ جاننے والے خیال کرین کہ فرق نہ آنے کی دلیل اس جملہ مین ہے
حالانکہ اُس جملہ کا لفظی ترجمہ صرف یہ ہو (اس حیثیت سے کہ وہ کلام اللہ کا ہی) مگر مولانا ممدوح یہ تو فرمائین کہ جب
ترتیب اُلٹ پلٹ کردی گئی اور جمع کرنیوالون نے اسکے جمع کرنے مین خیانت کی تو اب وہ حیثیت کہان باقی
رہی - یہ ایک بالکل کھلی ہوئی بات تھی جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہو مین لائق جج سے پوچھتا ہون کہ مقدس وید کا
کوئی ٹکڑا اگر باعتبار ترتیب کے اُلٹ پلٹ کردیا جائے یعنی کہین کا اشلوک کہین اور ایک اشلوک کے الفاظ دوسرے
مین ملادئے جائین تو اسکی فصاحت مین کوئی فرق آسکتا ہو یا نہین -

اصلاح (۱) جب آپکے اسلاف ائت بقرآن غیر ہذا او بدلہ فرماتے تھے کہ دوسرا قرآن لاؤ
یا اسکو بدل دو تو آپکا خوش ہونا ترتیب کے بدلنے سے کوئی جائے تعجب نہین - کیونکہ اگر اس سے خوش نہ ہوتے تو محرفین
کی حمایت کیون کرتے - مگر براہ کرم یہ تو فرمائیے کہ مرزا عبد الحسین صاحب نے کہان کہا ہو کہ آیتون اور سورونکی ترتیب
کے اولٹ پلٹ ہوجانے سے قرآن کے اصل مقصد مین فرق آجاتا ہے "
براہ کرم اونکا اقرار دکھائیے کیا اقرار کہان ہو - وہ تو حسب نقل آپکے کہتے ہین دوسرا جواب یہ ہو کہ فصاحت
مین فرق نہین آیا من حیث انہ کلام اللہ "
پھر اس جملہ کی کونسی لفظ سے آپنے یہ مطلب سمجھا کہ ترتیب کے اولٹ پلٹ سے قرآن کے اصل مقصد مین فرق آگیا "
خدا کیلئے اتنا جھوٹھ نہ بولئے وہ بھی ایک مخالف اسلام کے سامنے کیونکہ صاحب عقل ہو تو آپکی تقریر سے کیا یہ نہ سمجھیگا
کہ یہ دروغ گو کا ذب ہے -
(۲) جب اسطرح کی دروغگوئی سے کام لیجئے گا تو یہ بھی ثابت ہوجائیگا کہ مذہب اسلام باطل ہو کیونکہ تب تو آپ پنڈت جی
کے چیلہ بن رہے ہین -
(۳) افسوس کہ آپکے ساتھ دماغ سوزی کرتے کرتے مغز سر خالی ہوگیا جسقدر کوشش ہمنے آپکی اصلاح مین
کی ہو اگر رسول اللہ ابو جہل کی نسبت فرماتے تو وہ بھی ایمان لاتا - مگر آپ تو مصداق نتوان شست از زنگی سیاہی
ہین کہ الشمس جلد ۵ کے ۸ نمبر خاص اسی بحث مین نکل چکے ہین کہ سورہ انفال وسورہ توبہ کے نسبت
آپنے دعوی کیا کہ اسکی ترتیب خود صحابہ نے دی جسپر اتقان - درمنثور - صحیح بخاری - فتح الباری سے
اسکی حالت دکھائی گئی کہ مکی آیتین مدنی سورون مین داخل کی گئین - اور مدنی آیتین مکی سورون

مین ۔آیات ناسخہ قبل کی گئی ۔ اور آیات منسوخہ بعد ۔ اسپر بھی اگر ترتیب مین اولٹ پلٹ نہین ہوا تو معلوم ہوا آپکی ڈکشنری مین ترتیب کے کوئی معنی ہی اور ہین ۔

(۴) نازم براین ریش قدش کہ آپ فرماتے ہین "انہون نے صرف اس مضمون کی روایت کا کتب اہلسنت مین موجود ہونیکا دعوی کیا ہے ۔ اہلسنت کے قائل ہونیکا لیکن انہون نے دعوی بھی نہین کیا" حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے مذہب کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے ۔ پھر اسکے کیا معنی کہ روایت کے وجود کا اقرار ہے ۔ مگر اہلسنت کے قائل ہونے سے انکار ہے ۔

کیونکہ اس اصول پر یہ ملکتے مین کہ آپکو توحید ورسالت وکل ضروریات دین سے انکار ہے کیونکہ اگرچہ روایتین موجود ہین مگر اونکا اقرار اہل سنت لازم نہین ۔

(۵) افسوس یہ جملہ آپکو اسقدر یاد ہوگیا ہے کہ شاید خواب مین بھی براتے ہونگے ۔ حالانکہ ہم آپکو مکرر سمجھا چلے ہین کہ جناب علامہ کا یہ قول اوسی طرح ہے جسطرح خداوند عالم فرماتا ہے اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون پس جسطرح خدانے منافقین کے قول کو نقل کیا ہے اوسیطرح جناب علامہ نے اہل سنت کے خیالات کو نقل کیا ہے اور جسطرح خدانے اونکی تکذیب فرمائی اوسیطرح علامہ بھی تکذیب فرماتے ہین ۔

(۶) اب تو آپنے بالکل حیا کا خاتمہ کر دیا کہ شیعہ مذہب کی کتاب کی عبارت آپ خود شیعونکے سامنے اس جسارت و دلیری سے نقل کرتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا ۔

اڈیٹر صاحب خدانے فرمایا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض پھر اوسکی مخالفت کر کے کیون ایسی کارروائی کرتے ہین کہ تمام جہان کی لعنت پڑے ۔

کیونکہ جناب حجۃ الاسلام نے استقصاء الافحام جلد ۱ صفحہ ۵۶ مین اقوال سیوطی سے پہلے اسکا اثبات کیا ہے کہ حضرت ابن عباس بھی قائل تھے کہ قرآن مین غلطی ہے وہ مثل نورہ کمشکوۃ کو لکھنے والی کی خطا جانتے تھے (کیونکہ الکاتب حمار مشہور ہے) اور فرماتے تھے کہ درست یہ ہے مثل نور المومن کمشکوۃ

اسی پر یہ تفریع فرمایا مخفی نیست کہ قول بوقوع غلط وخطا در قرآن نزد اہلسنت عین کفر وضلال است جسکا مطلب یہ ہے کہ پھر حضرت ابن عباس کے کفر وضلال کا کیون اقرار نہین کرتے جو اسطرح کی غلطی کے قرآن موجود مین قائل تھے ۔

اسکے بعد علامہ نے حضرت ابن کا منکر معوذتین ہونا ثابت کیا ہے اور پھر عماد الدین سبط کا قول نقل کیا ہے من زعم ان المعوذتین لیستا من القرآن فقد ذکر فی فتاوی ابی اللیث انہ لایکفر فانہ قد روی عن ابن مسعود وابی بن کعب انہما لیستا من القرآن کہ جو شخص معوذتین کو جزو قرآن نہ مانے تو فتاوی ابو اللیث میں ہے کہ وہ کافر نہیں ہے کیونکہ ابن مسعود و ابی بن کعب سے بھی روایت ہے کہ کہتے تھے یہ دونوں سورہ قران نہیں ہے۔

اسی فتوی کی خرافت میں علماء اہلسنت کے اقوال نقل کئے ہیں کہ وہ لوگ ایک حرف کے منکر کو بھی کافر سمجھتے ہیں چنانچہ اسکے ثبوت میں حکایت ابن شنبوذ کو بھی نقل کیا اور شفاء قاضی عیاض وغیرہ سے بھی۔

مگر نہ معلوم اڈیٹر صاحب نے اس سے فائدہ سوچا کیونکہ اہل سنت تو یہی ہیں ابی بن کعب۔ ابن عباس۔ ابن مسعود کو بھی اہل سنت بلکہ اصول اہلسنت سے مانتے ہیں جو قرآن کو محرف متغیر مبدل۔ ناقص بلکہ انقص مانتے تھے۔ پھر اونکے کفر کا فتوی نہیں دیا جاتا۔ ابو اللیث بھی تو اہلسنت ہی سے ہیں جو انکار معوذتین پھر بھی کسیکو کافر نہیں مانتے۔ تو پھر علامہ کے اس قول سے کہ حضرات اہلسنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند" آپکی سمجھ میں یہ نہ آیا کہ جناب ممدوح آپکے مذہب کی خرافت اور سخافت دکھا رہے ہیں کہ ایک طرف آپکا یہ عقیدہ ہے دوسری طرف ایسے ایسے اکابر صحابہ کی عظمت وجلالت کے معتقد ہیں جو قرآن کو سوختنی جانتے تھے۔

(۷) خدا آپکے حال پر رحم کرے جو اس عبارت سے آپ خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس عبارت نے مذہب اہلسنت کا خاتمہ کر دیا کہ یہ کیسا سخیف اور لغو مذہب ہے جسکے لئے نہ اصول ہیں نہ قواعد۔ ابن شنبوذ کو تو اس قاعدہ سے زدوکوب کیا۔ اور عمر۔ ابن عمر۔ عائشہ۔ حفصہ۔ ابن مسعود۔ ابی بن کعب وغیرہ صحابہ پر نہ لعنت ہی کرتے ہیں نہ اونکو اسلام ہی سے خارج کرتے ہیں۔

یہ ہے وہ نتیجہ جو علامہ نے استقصا میں نہایت تفصیل سے لکھا ہے مگر آپ بفحوائے افتومنون ببعض الکتاب لا تقربوا الصلوۃ پر عمل کرتے ہیں۔

اب اگر آپ کچھ صاحب غیرت ہونگے۔ یا آپکے مذہب میں کچھ لوگ اہل فہم ہونگے تو آپسے دریافت کرینگے آپکا یہ جملہ ٹھیک دوپہر کے وقت کو کوئی شخص کہے کہ اندھیری رات ہے کس پر صادق آیا کیونکہ ہزار ہا دلائل وشواہد اسپر مذکور ہو چکے کہ حسب روایات اہلسنت قرآن میں ایسی بے ترتیبی ہوئی کہ جو آیہ ۲۰ برس قبل نازل ہوا تھا غلطی اور جہالت سے وہ اوس سورہ میں داخل کر دیا گیا جو ۲۰ برس بعد نازل ہوا۔

اس سے بڑھکر کونسی بے ترتیبی ہو سکتی۔

(۸) افسوس کہ آپ بالکل قرآن کے تباہ ہی کرنے پر آمادہ ہین جو ایسی تقریر فرماتے ہین کہ ترتیب کے الٹ پلٹ سے فصاحت مین فرق آنیکے مدعی ہین۔ حالانکہ یہ ایسا کلیہ ہے کہ قرآن مجسم ہو کر اسکی تکذیب پر آمادہ ہو کہ دیکھو بحسب روایات اہل سنت ہم مین کسطرح کی بے ترتیبی کی گئی۔ اور پھر ہمارا حسن ہمارا کمال بڑھتا گیا۔ ھو المسك ما کررتہ یتضوع۔

آپ لائق جج سے کیا پوچھتے ہین جو نہ ایک حرف عربی جانین نہ فارسی۔ آپکا سب لائق جج وہی اتقان ہو جسپر آپکو بڑا فخر ہے۔ دیکھئے کیا لکھتا ہو کہ سورہ فاتحہ النصف مکہ مین نازل ہوا النصف مدینہ مین صفحہ ۱۵ کیا آپ اسپر ایمان لا سکتے ہین حالانکہ تمام موجودہ قرآن مین سورہ مکیہ لکھا ہوا ہو۔

اوسی اتقان مین ہو المدنی باتفاق عشرون سورۃ والمختلف فیہ اثنتا عشرۃ سورۃ وما عدا ذلک مکی باتفاق ص۱۱

جس سے معلوم ہوا کہ مدنی سورہ کل ۲۰ ہین جنپر اتفاق ہو بارہ اختلافی باقی کل مکی ہین۔ اب بتائے وہ مکی سورتین مقدم ہین یا موخر اس سے بڑھکر کونسی بے ترتیبی ہو سکتی ہو کہ ایک سو دو سورے جو مکی تھے وہ تو پیچھے کر دئے گئے۔ اور جو مدنی تھے وہ مقدم کر دئے گئے۔

دیکھئے سورہ بقرہ مدنی ہو۔ مگر اسمین دو آیتین وہ ملائی گئین جو مکہ مین نازل ہوئی تھین۔ کیا یہی ترتیب ہو سورہ انعام حالانکہ پورا سورہ ایک دفعہ نازل ہوا مکہ مین۔ مگر (۹) آیتین مدینہ کی اوسمین ملا دی گئین پھر اس اہتمام کا خدا کو کیا نتیجہ ملا۔

سورہ اعراف مکی ہو۔ مگر ایک آیہ مدنی شامل کر دیا گیا۔

انفال۔ مدنی ہو۔ مگر آیہ واذ یمکر بك الذین اسمین ملا دیا گیا جو مکی

سورہ برائت۔ مدنی ہو اور سب سے آخر مین نزول ہوا مگر دو آیتین۔ بلکہ بہت سی آیتین مکہ کی اسمین ملا دی گئین ملاحظہ ہو اتقان ص۱۵

اب آپ اپنے لائق جج سے پوچھئے کہ جس مذہب کا یہ عقیدہ کہ بائیس برس قبل کی آیتین بائیس برس بعد کے سورون مین داخل کر دی گئین تو کیا پھر کہا جا سکتا ہو کہ اوس مذہب والے قرآن پر ایمان رکھتے ہین

پھر لکھتے ہین تیسری تنقیح کے جواب مین جناب مولانا ممدوح نے جو لکھا ہو کہ اس تنقیح پر گفتگو کرنا خارج

از مبحث اور فضول اور عبث ہے(۲) اسکا انصاف لائق جج کی رای پر چھوڑا جاتا ہے ۔ اصلی دعوی یہی تھا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے جب اسی کے متعلق گفتگو خارج از مبحث قرار دیگئی تو اب میرے دعوے کے سچے ہونے مین کیا بات باقی رہ گئی ۔

اب مین لائق جج سے

اس بات کی استدعا کرتا ہون کہ وہ اپنے فیصلہ مین جس فریق کو حق پر ظاہر کرین اسکا اعلان کافی طریقہ سے کر دین نیز لائق جج (۳) پر یہ بات بھی روشن رہنی چاہیئے ۔ کہ اس شہر لکھنؤ مین چند روز سے شیعہ اور سنی کے درمیان کچھ جھگڑے پڑے ہوئے ہین ۔ مین یہ نہ کہونگا کہ یہ جھگڑے کیون ہین اور کسکی طرف سے ہین ۔ لیکن صرف اسقدر عرض کرونگا ۔ کہ بحالت موجودہ صرف اس بات کا جھگڑا ہے کہ حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ اہل سنت قرآن شریف کے جمع کرنیوالون کی یعنی اُن بزرگون کی جنکے ہاتھون سے تمام مسلمانون نے کیا شیعہ کیا سنی کیا خارجی کیا معتزلی قرآن شریف پایا ہے یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تعریف نہ کرین اور یہ تعریف شیعون کیلئے دل آزار ہے ۔ لائق جج کے فیصلہ سے اس جھگڑے پر بھی کچھ روشنی پڑنی چاہیئے ۔ بہت مبارک موقع ہوگا اگر فریقین مین مصالحت کا وقت آگیا ہو ۔ بحث فریقین کی ختم ہوئی ۔

محمد عبدالشکور

مین اس بحث کو ختم کرتا ہون اب فریقین سے کسی مذہبی بحث کو سننا نہین چاہتا ۔

دستخط پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری

हस्ताक्षर पं. जगत्प्रसाद

یہ نقل مطابق اصل کے ہے

دستخط پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری ह: पं. जगत्प्रसाद

۵ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء

اصلاح ۔ اب تو کچھ لکھنے کی ضرورت نہین مگر افسوس اڈیٹر صاحب کی کوئی تحریر خالی از تحریف نہین ہوتی کیونکہ یہان آپ لکھتے ہین ''جناب مولانا ممدوح نے جو لکھا ہے کہ اس تنقیح پر گفتگو کرنا خارج از مبحث اور فضول و عبث ہے'' حالانکہ اصل تحریر اونکی اسی رسالہ کے صفحہ ۳۳ مین اسطرح درج ہے '' جواب جبتک تحریف قرآن جو موضوع بحث ہے طے نہ ہوجاے اوسوقت تک خارج از مبحث تقریر و تحریر فضول و عبث معلوم ہوتی ہے''

کہیئے اب لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا موقع ہے یا نہین ۔ کیونکہ آپکی تحریر سے مطلق انکار نمایان ہے حالانکہ وہ یہ کہہ رہے ہین جبتک بحث تحریف طے نہ ہو یہ تقریر فضول ہے جو نہایت منصفانہ کلمہ ہے ۔

(۴) افسوس ہوکہ جج ایک ناواقف ہندو ہے جسے دینا و مافیہا سے خبر نہیں۔ ورنہ وہ یہیں آپ پر دروغ حلفی اور توہین عدالت کا مقدمہ چلاتا۔ کیونکہ آپ کہہ رہے ہین اصلی دعوی یہی تھا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے"

حالانکہ ابتدائی بحث تو ایمان خلفائے ثلثہ سے شروع ہوئی تھی ملاحظہ ہو صفحہ کہ جناب مرزا عبد الحسین صاحب نے آیہ لقد نصرکم اللہ سے خلفای ثلثہ کا فرار ثابت کیا اور آیہ انما المومنون الذین سے فرار ہونیکا کفر ونفاق۔ پھر تیسری آیہ وما اصابکم یوم التقی الجمعان سے اوسی مضمون کی تائید۔

اس استدلال کا آپنے صرف یہ جواب دیا کہ آیت مین کسی کا نام نہیں لہذا کچھ نہیں معلوم ہوتا بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی۔ یہ تقریر ابھی ناتمام تھی کیونکہ مرزا عبد الحسین صاحب نے وعدہ کیا تھا جواب کل دونگا۔ کہ آپنے مغالطہ دیکر اوس بحث کو تو ناتمام چھوڑا اور تحریف قرآن کی بحث شروع کی چنانچہ فرمایا لہذا مین آپکو بتلانا چاہتا ہون"

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ اگر پنڈت جی کچھ بھی واقف اور سمجھدار ہوتے تو وہین آپکو روکتے کہ یہ خلط مبحث کیسا پہلے ایمان خلفا کی بحث جو شروع ہوئی ہے اوسکو تمام کرلو تو آگے چلو کیونکہ یہان مدعی مرزا عبد الحسین صاحب تھے۔ اور اب مدعی بنگئے شیخ عبد الشکور۔

مرزا عبد الحسین صاحب نے اگرچہ تقریر کل نہایت معقول کی ہے مگر بوجہ ناتجربہ کاری و کم عمری ارزق شامی کا فریب اونپر چل گیا۔ کیونکہ اونکو نہایت ثبات و استقلال سے پہلی تقریر پر جمے رہنا چاہئے تھا کہ اس بحث کو طے کرلو تو آگے چلو۔ چونکہ اڈیٹر صاحب جانتے تھے کہ ایمان خلفای کی بحث میں ایک منٹ بھی وہ نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ لہذا بکمال چالاکی۔ اوسکو مغالطہ مین دیکر بحث تحریف قرآن پر چلے آئے جسے نصیحۃ الشیعہ سے انہون نے خوب یاد کرلیا ہے اور الشمس کی مجلدات خمسہ نے جو اس باختہ کردیا ہے۔ لہذا اس بحث کو نہایت چالاکی سے چھیڑ دیا کہ عوام الناس مین کہنے کا موقع ملے شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہین۔ حالانکہ جو دعلمائے شیعہ کا یہ بھی قول نقل کرتے ہین کہ تحریف نہیں ہوئی۔ کمی زیادتی نہیں ہوئی۔ مگر پھر اسکا دعوی کئے جاتے ہین کہ شیعہ تحریف قرآن کے مدعی ہین۔

حالانکہ اگر شیعون کے یہان دو تین روایت اسطرح کی مبہم و مجمل لیکن اہل سنت کے
ہزارون روایت ہے کہ عثمان نے سات حرف سے چھ حرف گرا دیا اب صرف ایک حرف رہ گیا
ہو۔ نزول قرآن محال ہے۔ رسول اللہ کو ایک قرآن دیا گیا تھا بالکل بھول گئے سورہ احزاب
دوسو آیہ سے زیادہ تھا اب بہتر آیہ رہ گیا ہے سورہ براءۃ سورہ بقرہ کے برابر تھا اب بہت کم رہ گیا۔
کئی سورے نازل ہوئے جو قرآن مین نہین لکھے گئے۔ ایسے ہزارون اعتقادات و روایات اہل
سنت مین یہانتک کہ جائز ہے نماز مین قرآن کو چھوڑکر بجاے اوسکے توراۃ و انجیل پڑھین۔ اور
یہ بھی جائز ہے کہ حالت نماز مین جسطرح کی تحریف چاہین قرآن مین کرین۔ قرآن کو خون سے
پیشاب سے لکھ سکتے ہین۔

ایسے ہی ہزارون عقائد ہین جنکی تفصیل و تشریح مجلدات خمسہ الشمس مین موجود ہین۔

(۳) اس استدعا سے صاف معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے فیصلہ پر راضی نہین ہین پنڈت جی سے
کوئی نیا فیصلہ کرا کر شاید حضور نظام کو آمادہ کرینگے کہ گورنمنٹ سے ہمنوا کے حسب خواہ فیصلہ
کرادین۔ اور نہین تو نظام کو محاربہ گورنمنٹ پر آمادہ کرینگے۔

اس شخص کی تحریرین تمامتر شیخ چلی کے خیالات کے مطابق ہین حالانکہ یہ نہین سمجھتے نظام تو خیر نظام
ہی ہین آپکے سلطان المعظم کی تو طاقت ہی نہین جو گورنمنٹ کا مقابلہ کرسکے۔

بہرحال یہ قرآن شریف آپ حضرات کی شان مین کہہ رہا ہے قال الذین کفروا لا
تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون یعنی کافر لوگ کہتے ہین کہ اس قرآن کو نہ
سنو اور اسمین غل غپاڑہ کرو شاید تم لوگ غلبہ پاؤ۔

دیکھیے کسقدر چسپان ہے آپکے حال سے کہ بلاوجہ بلا سبب آپنے اس بحث کو چھیڑا جس سے آپکو
امید کامیابی تھی۔ مگر وہ ذلت حاصل ہوئی کہ قیامت تک نہ بھولیگی۔

کیونکہ ہم دنیا کے ہر قسم کے سنی کو خواہ وہ آریہ ہون یا مرزائی۔ حنفی ہون یا وہابی
چیلنج دیتے ہین کہ اگر کچھ بھی اونمین حقیت ہمت ہوگی تو اس تحریر کو لفظ بلفظ نقل کر کے
جواب دینگے۔ اور اس آیہ کریمہ پر پوری طور پر عمل کرینگے۔

انا انزلنا علیک الکتاب للناس بالحق فمن اهتدى فلنفسه ومن ضل فانما يضل عليها

وما انت علیہم بوکیل۔

خاتمۃ الکلام

فریقین مین جسقدر مباحثہ ہوا تھا اوسکی حقیقت تو اس تحریر سے ظاہر ہو چکی۔ باقی جو فضول تقریر اس رسالہ کے مولف قمر علی خان نے اپنی لن ترانی اور شیخی مین کی ہے اوسکے جواب کی ضرورت نہین۔ اسی تحریر سے اوسکی حقیقت بھی معلوم ہو گی۔

افسوس کہ اس مباحثہ منحوسہ کی بدولت جو بالکل فضول اور مہمل تھا اصلاح کا دو نمبر خراب ہوا ۱۔۲ تو بجاے ۹۶ صفحہ ۲۰ صفحہ کیا گیا اور اس نمبر مین صرف اسی مناظرہ کی بحث رہی حالانکہ بہت سے ضروری اور مفید مضامین ایسے تھے کہ اونکی اشاعت ضروری تھی۔ مگر چونکہ یہ مناظرہ لکھنؤ مین ہوا تھا جو مرکز مومنین و علوم ہے اور مولوی عبدالشکور کو اسمین خاص ملکہ ہے کہ جہال کو بھڑکاتے رہے۔ اسلیے ہر شہر مین یہ کارروائی چھپوا کر تقسیم کی گئی جس سے تمام مومنین مین ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوا لہذا ہم اس تحریر پر مجبور ہوے ورنہ یہ کل وہی مضامین ہین جو نہایت شرح و لبسط سے مجالس خمسۃ الشمس مین مرقوم ہین اور اسیوجہ سے اس تحریر مین ہمکو مطلق دلچسپی نہ ہوئی کہ جن مضامین کو ہم اس شرح و لبسط سے لکھ چکے ہین اب اوسمین کیا خامہ فرسائی کرین۔ وھذا اخر الکلام والحمد للہ ذی الانعام والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الکرام و لعنۃ اللہ علی اعداٸھم اللئام۔

مرزائی اثر الحکم مورخہ ۲۸ اگست لکھتا ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ مسلمانون مین بہت سی اصلاحیں ہوئی ہین منجملہ ان کے بعض کا بیان ذکر کرنا مجھے مقصود ہے شیعہ سنی اور مقلد غیر مقلد کے جھگڑے جو اس سے پہلے بقسمتی سے پائے جاتے تھے احمدی ہونیکے بعد انلوگون مین قطعاً مٹ گئے ۔۔ پھر بہت سی بدعات مسلمانون مین پیدا ہو گئی تھین مثلاً محرم یا شب برات وغیرہ کی بدعات احمدیون مین کوئی انکو جانتا بھی نہین۔ اس طرح پر بہت سی بیہودہ رسومات شادی اور غمی کی جو فضول خرچی کیوجہ سے اور اخلاقی اور دینی طور پر قابل اعتراض تھین۔ وہ سب کی سب مٹ گئین۔

افسوس کہ جب تک مرزا صاحب زندہ تھے۔ دنیا مین کہین طوفان آتا یا زلزلہ یا کوئی وبٖیں

قومی لیڈر مرجاتا تو وہ علامات نبوت مرزا صاحب میں داخل ہوتا یہان تک کہ ترکی سلطنت کا انقلاب ایرانی سلطنت کا تغیر سب انہین کے سعادت قدم مین داخل سمجھا جاتا۔ اب جو اسقدر شیعہ سنی کی نزاعات مین ترقی ہورہی ہے وہ بھی مرزائیت کا اثر سمجھا جارہا ہے۔

مگر جو خاص اثر اس سلسلہ کا ہے اوسکی کسیکو خبر نہین۔ کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے ہندو مذہب پہلے ایسا تھا کہ گائے کا گوشت کھانا کیسا اگر کسی مسلمان کا جھوٹا بھی وہ کھالیتے۔ تو ہندو دھرم سے خارج ہوجاتے۔ اور اب اوسمین یہ قوت آگئی کہ دن دھارے ڈنکے کی چوٹ مسلمان آریہ بن رہے ہین اور نہایت مسرت سے اوسکا اظہار کیا جاتا ہے۔ اڈیٹران الحکم و بدر وغیرہ اگر اسکو مرزا صاحب کے کرامات خاصہ سے قرار دین تو ایک بات ہے کیونکہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے کبھی ایسا نہین ہوا۔

نہ معلوم مرزائیون نے اس کرامت بلکہ اس اعجاز کو کیون نہین نمایان حرفون مین مرزا صاحب کے آثار نبوت مین داخل کیا جو ایسے ایسے جزئی امور کو منتخب کررہے ہین حالانکہ سب جانتے ہین کہ جب کوئی شخص ایک مذہب کو چھوڑتا تو ابتدائی مذہب کے خصوصیات کو بالکل ترک کردیتا ہے۔ بلکہ سابق مذہب کا دشمن ہوجاتا ہے۔

مرزائی اسکو بھی خصوصیات مرزا صاحب سے قرار دے سکتے ہین کہ دنیا سے مذہب اہلسنت اوٹھ گیا کیونکہ اب دو ہی فرقہ رہ گیا ہے ایک خارجی دوسرا شیعہ۔ تو بڑی بات ہوئی کہ منافقونکی گروہ کا خاتمہ ہوا اب صرف کفر ہے یا اسلام۔

اگر مرزائیون کو اسپر نازش ہے تو آریہ اس سے زیادہ فخر کرسکتے ہین کہ نو آریہ نے صرف شیعہ سنی ہی کا جھگڑا نہین موقوف کیا مقلد و غیر مقلد ہی کا نہین خاتمہ کیا۔ بلکہ اسلام اور اسلام کے جملہ ارکان مذہبی کو خیرباد کہا نہ روزہ ہے نہ نماز نہ حج ہے نہ زکوۃ نہ محرم ہے نہ شبرات۔ بلکہ صرف گیان ہے اور سوسائٹی کی خدمت۔

محمد جعفر

کتاب نور ایمان

مومنین دیار و امصار کو مژدہ ہو کہ کتاب لاجواب نور ایمان مصنفہ خان بہادر مولوی سید خیرات احمد صاحب کیمل گیا تیسری مرتبہ چھپکر ہاتھون ہاتھ بک رہی ہے یہ کتاب مستطاب کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہین جسکے محاسن اور خوبیون کا شہرہ جانگ دانگ عالم مین پھیلا ہوا ہے۔

طبع سویم مین اور بھی بہت سے مفید اور گرانقدر مضامین اضافہ کئے گئے ہین۔ دلائل ساطع و براہین قاطع سے عقد حضرت ام کلثوم کی بیفروغ حکایت کو ایسا مہمل و غلط ثابت کیا ہے کہ اس کتاب کے معاینہ کے بعد کوئی شخص اس فسانہ کو زبان پر نہ لائیگا علی ہذا القیاس آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوانو نکا دعوی ہے کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت کی ابتدا خواہ صحیح ہو یا غلط نتیجہ اسکا اسلام کے حق مین اچھا نکلا اس خیال باطل کو مصنف علام نے آیات قرآنی و احادیث نبوی سے تردید کر کے ثابت کیا ہے کہ نتیجہ خلاف ہے حقیقتاً اسلام کا نکلنا غرضکہ یہ کتاب ابتدا سے انتہا تک قابل ملاحظہ ہے باوجودیکہ تیسری ایڈیشن مین اسکا حجم بہت بڑہ گیا ہے اسپر بھی افادہ مومنین با تمکین کیلیے اسکی قیمت بہت کم یعنی عہ رکھی گئی ہے۔ شایقین مذہب حقہ کو التماس ہے جلد طلب فرماوین کیونکہ بہت کم کتابین باقی رہگئی ہین

آثار حیدری یہ بے بہا قابل قدر کتاب اللہ جو امامیہ سلسلے کے گیارہوین امام حجت اللہ راسخ العلم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی عربی تفسیر کلام اللہ کا اردو ترجمہ ہے جو بکمال محنت و جانفشانی فیض عام کیلیے سلیس اردو مین مرتب کیا گیا ہے۔ تاکہ احقاق حق کے سوا کافہ انام کو علم قرآن حاصل ہو کر درجۂ اکمال دین ملسکے حجم ۵۰۰ صفحہ لکھائی چھپائی عمدہ قیمت عام فائدہ و تشویق دین کے لحاظ سے بہت کم یعنی صرف عہ

زاد العقبی حضرت سید علی ہمدانی کی بے بہا تصانیف و تالیف ہین سب سے زیادہ مشہور کتاب معروف بمودۃ القربی کا اردو ترجمہ مع اصل عبارت عربی کے قیمت صرف ۸ر

کتاب اعجاز المسیح پر ریویو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مسیحیت کا دعوی کر کے ایک کتاب لکھی جسکی عبارت کو وہ معجزہ سمجھتے ہین اسپر ایک ممتاز الافاضل نے ریویو لکھکر بتا دیا کہ جسکو صرف و نحو کے قاعدے معلوم نہون وہ نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اسکی کتاب معجزہ کیونکر بن سکتی ہے۔ قیمت ۲ر

رسالہ عید غدیر پیغمبر خدا کا خم غدیر پر حضرت علی کو خلیفہ مقرر کرنا صحابہ سے بیعت لینا وغیرہ تمامی حالات حضرات اہلسنت کی معتبر کتب سے مفصل درج ہوے ہین نیز اسمین **خطبہ غدیریہ** اور **اعمال غدیریہ** بھی ہین۔ قیمت صرف ۴ر

التطہیر جسمین نہایت شرح و بسط کے ساتھ عقلی و نقلی دلائل سے اس امر کو ثابت کیا گیا ہے کہ آیۂ تطہیر کے مصداق سوائے خمسۂ نجباء آل عبا اور کوئی نہین مصنف نے بڑی محنت سے علاوہ فریقین کی کتب کے دیگر مشہور انگریزون کی تصنیفات سے حوالہ جات دئے ہین جو قابل دید ہین۔ قیمت ۲ر

تمام درخواستین

بنام سید مہدی حسین ترمذی مالک و مہتم **امامیہ کتب خانہ** لاہور آنی چاہئین۔



مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا با محاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زر کثیر بڑی محنت۔ جانکاہی۔ سعی۔ اور کوشش سے تیار ہوکر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہے (چار پارے چھپ چکے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونۃً منگا لیجیے مفت ارسال خدمت ہوگا۔

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفا خانہ ہندوستانی۔ دہلی

سابق رعایتین منسوخ

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

اس دفتر کی خصوصیات سے یہ ہے کہ کتابین جدید التصنیف ہوتی ہین جنکی اس زمانہ مین سخت ضرورت ہے لہذا اس زمانہ کے مناسب ایسی تصنیفین ہین جنکے مضامین نہ آپکو کتب قدیمہ مین مل سکتے ہین نہ علماء متاخرین کی تصنیفات مین کیونکہ وہ زمانہ ان اعتراضات سے خالی تھا -

مناظرہ احمدیہ حصہ اول - جسمین آیات واحادیث رسول اللہ صلعم وصحابہ بلکہ حضرت عائشہ سے لعن کرنا معویہ پر ثابت کیا گیا ہے صفحہ ۱۵۰ ۱۲/

مناظرہ احمدیہ حصہ دوم - جسمین معویہ کے تفصیلی حالات سے بحث لکھی گئی ہے مع مصالحہ جناب امام حسن نہایت ہی جدید اور نادر تصنیف ہے - صفحہ ۳۲۹ ۶/

جواب شرر بجواب ناول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام جو مسٹر شرر نے لکھا اور تمام مسلمانوں کے دل کو زخمی کیا اوسکا محققانہ جواب جسمین علماء اہلسنت کا لاکھون وضعی حدیث بنانا بھی نہایت تفصیل وتحقیق سے درج ہے بہت کم نسخے رہ گئے ہین عمہ

تنقید بخاری حصہ اول ودوم - اس کتاب مین ما بسم اللہ سے صحیح بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے پھر اوسکا ترجمہ پھر اوسکی شرح پھر جسقدر علماء اہلسنت نے اوسپر اعتراضات کئے وہ سب لکھے جاتے ہین اور پھر تحقیقات کی جاتی ہے جس سے حدیث صحیح اور وضعی سب علحدہ ہو جاتی ہے - دو حصہ طیار ہو چکا ہے تیسرا حصہ اصلاح کے ساتھ شائع ہو رہا ہے -

رسالہ وضو ۸/ - **تاریخ الاذان** ۲/ - **الخمرہ** ۸/ - **ارسال الیدین**

ان چار رسالون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ سنت رسول اللہ پر عامل صرف یہی فرقہ حقہ شیعہ ہے کیونکہ باقی کل مذاہب خلاف حکم رسول اللہ عمل کرتے ہین -

مقدمہ شرح نہج البلاغۃ ۱۲/

دفع الوثوق من نکاح الفاروق ۱۰/

تصحیح تاریخ ۱۲/

عقل وتہذیب اہل حدیث ۸/

یہ کتابین وہ ہین جن سے حق اسطرح واضح ہوتا ہے کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے -

اصلاح - کی ابتدائی جلدین تو نہین رہین مگر حسب ذیل جلدین موجود ہین جسمین بعض نمبر کم ہین مگر آیندہ انکا ملنا بھی محال ہوگا -

اصلاح جلد ۷ - جلد ۸ - جلد ۹ - جلد ۱۰ - جلد ۱۱ جلد ۱۲ ۶/

الشمس - جلد اول ۶/ و دوم ۶/ - وسوم ۶/ وچہارم مع ضمیمہ ۶/

اسکے بہت کم نسخے رہ گئے ہین - اگر جلد نہ منگایا تو پھر ملنا مشکل ہوگا

الشمس نے دنیا مین وہ کام کیا جو آجتک کسی سے نہو سکا کیونکہ ایک طرف مسئلہ تحریف قرآن مین مخالفین کو ایسا خاموش کیا کہ زندہ درگور ہو رہے ہین - دوسری طرف آیات بینات کا جواب کشف الظلمات مین اس تحقیقات سے دیا ہے کہ تمام عالم نے مان لیا یہ مضامین نہ آجتک دیکھے تھے نہ سنے تیسری طرف مرزا محمود کی خلافت راشدہ کا جواب رد الاحمدیہ مین اسطرح عمل کر رہا ہے کہ تمام مرزائی باوصف اس جوش وخروش کے

رجسٹرڈ سی ۳۴۸

رسالہ

خادم سلطان زمن کی قوم کی اصلاح

اصلاح

عید غدیر مبارکباد

ترجمان شیعیان اہلبیت و عترت

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری یتیمخانہ فنڈ - جناب سید الطاف حسین صاحب منشی نہر کرنال بابت کہال عقیقہ جناب سید مختار حسین صاحب تحصیلدار قائم گنج ۱۰ آباد عـــہ

میزان کل لغایت عـــہ

ہفت بند جناب مرتضی نواب صاحب خلف جناب حاجی وزیر نواب صاحب رئیس پٹنہ دام عزہ چھپ گیا ہے جو ۱۴ صفحہ پر تمام ہے قیمت ۳ر لطف کلام قابل دید ہے پٹنہ محلہ حمام کا فی پتہ ہے -

شکریہ خاص جناب میر سجاد حسین صاحب میر منشی محکمہ پولیٹیکل ایجنٹ نے شکریہ تحفظ مدیر اصلاح عا عنایت فرمایا کہ کسی نادار کے نام اصلاح جاری کیا جاے - مگر ایک مومن عرصہ سے مجلدات الشمس کا خواہان تھا لہذا بالعوض جلد اول و دوم الشمس کی گئی - جزاہ اللہ خیرا

اعانت ایران - الحمد للہ کہ جناب مرزا احمد رضا صاحب رئیس موضع رامپور مونڈیری ضلع فرخ آباد نے سب سے پہلے عہ کی رقم اس مد مین عنایت فرمائی ۹ ذیحجہ رسید بوصول ہو - جناب سید علی نقی صاحب خلف میر حسین علی صاحب شمسی خریدار ۶۵ لاہور نے بھی للعہ اس مد مین عنایت کیا جزاہم اللہ خیرا

شکریہ معاونین اصلاح - اب چونکہ ۱۳۳۰ھ آج تمام ہو رہا ہے لہذا ہم امید کرتے ہین کہ معاونین اصلاح ایک خاص سرگرمی سے اسطرف متوجہ ہونگے کہ اصلاح و الشمس مین ترقی ہو کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین اتنے مخالفین کا جواب دینے والا صرف اصلاح ہے اگر آپنے ہمت افزائی نہ کی تو مشکل ہے حسب ذیل حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہون جنکی توجہ سے اصلاح بفضلہ ترقی کر رہا ہے -

جناب حکیم اصغر علی صاحب موسوی راولپنڈی	لہ	جناب سید زمان علی شاہ صاحب کربلائی	لہ
جناب مرزا حسن علی صاحب داروغہ لدہیانہ	لہ	جناب محمد حیدر رضا صاحب ٹہوارہ گورکھپور	لہ
جناب حکیم میر مہدی حسین صاحب الم گولکنڈہ	لہ	جناب نواب محمد ذکی علیخان صاحب اڈیٹر تبصرہ لکھنو	۲
جناب منشی محمد علی صاحب سیاہہ نویس	۲	جناب میر ممتاز حسین صاحب ایلچپور	لہ
جناب میر اشتیاق حسین صاحب فارسٹ گارڈ	لہ	جناب شیخ حیدر حسین صاحب پٹنہ	لہ
جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر	لہ	جناب ماسٹر سید فتح حسین صاحب	لہ
جناب سید شبیر حسن صاحب ترمذی	لہ	جناب میر خادم حسین صاحب گڑہی سار مبلی	لہ
جناب مولوی سید علی اکبر صاحب پیشنماز منٹگمری	لہ	جناب مولوی محمد حسین صاحب ماسٹر گرداسپور	لہ
جناب سید خادم علیشاہ صاحب بی اے ال ال بی پلیڈر	لہ	جناب سید محمد رضا صاحب ٹہواری	لہ
جناب سید محمد رضا صاحب مختار رعلم	لہ	جناب لفٹننٹ میر محمد علی صاحب گولکنڈہ	لہ
جناب سید جواد علی صاحب	لہ	جناب منشی افتخار حسین صاحب	لہ

(**نوٹ**) جو حضرات خود خریدار اصلاح نہین ہین اور خریدار عنایت فرماتے ہین وہ بھی انعامی رسالہ کے مستحق ہین بشرطیکہ بعد وصول ولوطلب فرمائین -

ضمیمہ اصلاح ستمبر

التماس ضروری

اسکو پڑھ لیجئے تو آگے چلیئے۔

گذشتہ نمبر میں ہمنے وعدہ کیا تھا کہ **انعامی نمبر** یکم ذیحجہ کو بغرض وصول چندہ اصلاح ۱۳۲۹ھ کا ویلیو روانہ ہوگا۔ مگر باقی تپ و لرزہ۔ کھانسی زکام نے ملازمان دفتر کو ایسا مجبور کیا کہ اسوقت تک نہ تیار ہو سکا۔ لہذا اب اس نمبر کے بعد ویلیو روانہ ہوگا ایک غلط فہمی بھی پیدا ہوئی کہ بعض حضرات نے خیال کیا یہ کوئی نئی چیز یا نیا رسالہ ہے جو مثل اصلاح و الشمس علحدہ جاری ہوگا اور اسکی قیمت لی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں تھا بلکہ **انعامی نمبر** تو کل خریداران اصلاح کو مفت ملیگا اور ویلیو صرف چندہ اصلاح ۱۳۲۹ھ کیلئے جائیگا نہ یہ کہ اس خاص رسالہ کی قیمت ہو۔ یہ تو مفت ہے مگر خریداران اصلاح کیلئے۔

اس سال کے تجربہ نے کہ اکثر حضرات نے کا ویلیو واپس کیا بعض حضرات نے کا بعض حضرات نے کا جس سے نہایت زیرباری ہوئی ہمکو مجبور کیا کہ خریداری کا تصفیہ پہلے ہی کر لیا جائے۔

(۲) مفت پرچوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے جس سے نہایت زیرباری ہوتی ہے اور وہ حضرات نہ کبھی رسید لکھتے ہیں نہ کسی خریدار کو فراہم کرتے ہیں لہذا اس نمبر کے بعد سے اب کسیکے نام سے بلا قیمت اصلاح نہ جائیگا صرف یہ رعایت ہو سکتی ہے کہ عہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں تو پرچہ ایسے لوگوں کے نام جاری رہے۔

(۳) **اعانت ایران** کے متعلق افسوس کہ اصلاح کا مضمون ہمدردان قوم کے نزدیک بالکل ناقابل التفات ٹھہرا حالانکہ اس سے بڑھکر کون موقع اظہار قومی ہمدردی ہو سکتا ہے۔

(۴) آخر میں ہم عام برادران قوم کے سامنے اپیل کرتے ہیں کہ اصلاح کی خبر لیں تحریک ہفتہ وار پر بخوبی غور فرمائیں جو نہایت ضروری ہے۔ اڈیٹر

پانچسو روپیہ کا انعام

فرقہ شیعہ جعفریہ پر قدیم الایام سے اہلسنت کا یہ اعتراض ہے کہ یہ لوگ قائل تحریف قرآن ہیں جسکا جواب ہمیشہ نہایت مدلل و مفصل دیا گیا مگر وہ لوگ اپنے اصرار پر باقی رہے۔

لکھنؤ سے ایک ہفتہ وار اخبار نکلنے لگا جسنے ابتدا سے یہی تقریر شروع کی۔ ہرچند اوسکے ہم مذہب اخباروں نے سمجھایا کہ **آریہ عیسائی** مخالف قرآن پیش ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ کو نہ چھیڑو۔ اصلاح نے بھی وقتاً فوقتاً اسکی فہمائش کی مگر نہ ماننا تھا نہ مانا۔

بالخصوص بحث میں الشمس کی **چار جلدیں** طیار ہوئیں جس نے تمام عالم کو بتا دیا کہ اہلسنت کے اصول پر نہ قرآن کا ضامن ہے۔ نہ جبرئیل ہے۔ حدیث۔ اجماع سب اوسکا ناسخ ہے **خون** سے **پیشاب** سے قرآن لکھ سکتے ہیں۔ بجائے قرآن نماز میں ۱۴

زراہ۔ انجیل پڑھ سکتے ہیں حالت نماز میں الفاظ قرآن کو بدل سکتے ہیں۔ ۱۷

برادروں نے الشمس کی وہ روشنی پھیلائی کہ تمامی اہلسنت اوس اخبار سے متنفر ہو گئے اور وہ بند ہو گیا اور اڈیٹر اس فعل سے

تحریف اہلسنت کا خاتمہ **حد السارق** کو جو جواب **الشمس جلد ۵** تمام کیا گیا۔

حضرات اہلسنت خواہ وہابی ہوں یا حنفی یا چکڑالوی یا مرزائی۔ یا شافعی اس رسالہ کا معقول جواب بغیر ورق چھاپ کر شائع کریں تو ہم **پانچسو روپیہ** کے انعام کا وعدہ کرتے ہیں جسکا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو پانچ مختلف العقائد

برادران اخوت۔ امید ہے اس مضمون کو شائع کر کے ہمیں شکرگذار بنائیں گے۔ اڈیٹر

تخفیف ! تخفیف ! تخفیف !

ابتو کچھ شکایت نہوئی - لیجیے بصرف آپکی خاطر سے اور محض رضاے خدا کیلئے اربعین تک بہ تخفیف بمع قیمت یہ فہرست شایع کی جاتی ہے کہ مومنین بالیقین بہرہ مند ہون - پھر یہ رعایت نہ ملیگی فوری کارڈ لکھیے کہ حاضر کرون - یہ رعایت ۱۵ / ذیحجہ سے لغایت ۱۵ / صفر [illegible]۱۳۲۹ھ ہے -

نمبر شمار	نام کتاب مع زبان	مطبوعہ	[illegible]	[illegible]
۱	مناقب آل ابی طالب از ابن شہر آشوب رہ مازندرانی عربی	بمبئی	بیے	للعہ
۲	اعلام الوری از علامہ طبرسی رہ عربی	ایران	للعہ	۱۴ / عہ
۳	امالی شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی رہ عربی	"	للعہ	سنعہ
۴	خصائص وحی المبین فی مناقب امیر المومنین ابن بطریق رہ عربی	"	عما	عہ / ۸
۵	رواشح سماویہ شرح احادیث امامیہ از میر باقر داماد رہ عربی	"	سے /	عا / ۴
۶	جواہر السنیہ شرح احادیث القدسیہ از شیخ حر عاملی رہ	بمبئی	عہ /	عہ / ۲
۷	شفاء الصدور شرح زیارت عاشور فارسی	"	للعہ	سے
۸	فوائد المشاہد المعروف بہ تقریرات شیخ جعفر مرحوم	"	سے	عا / ۴
۹	ناسخ التواریخ جلد ششم از کتاب دوم در حالات جناب سید الشہداء فارسی	"	للعہ / ۸	سے / ۹
۱۰	مسکن الفواد فی فقد الاحبۃ والاولاد عربی از شہید ثانی رہ	ایران	۱۲ /	۹ /
۱۱	معراج المحبت نظم فارسی - در مرثیہ تمام شہداے کربلا	بمبئی	۶ /	۴ /
۱۲	جواہر زواہر در قصائد و مراثی - فارسی	"	۸ /	۴ /
۱۳	مفرح الفواد و مبکی العباد	"	۸ /	۶ /
۱۴	منار الہدی عربی از شیخ علی بحرانی	"	سعہ	عا / ۴

المشتہر

حاجی سید سخاوت حسین تاجر کتب باغ مہا لکھنؤ

تنقید بخاری حصہ دوم صفحہ ۹۰ تک شمول اصلاح سنہ جلد ۱۴ شایع ہو چکا جو کل خریداران اصلاح تک پہونچا صفحہ ۹۱ لغایت ۱۳۲ علحدہ شایع ہوا ہے جو بقیمت ۳ / خریداران اصلاح کو مل سکتا ہے -

منیجر اصلاح کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۳

عید الضحیٰ عید غدیر عید مباہلہ مبارکباد

اطلاع ضروری مکرر عرض کیا گیا کہ خریداری نمبر لکھنا ضروری ہے جسکے بغیر تعمیل مین بیجد تاخیر ہوتی ہے کیونکہ بہت سے ہمنام ہین کسی نام کا دریافت کرنا نہایت مشکل ہے۔

ویلیو کی روانگی سابقہ مین عرض کر چکا ہون کہ انعامی نمبر ویلیو روانہ ہوگا لہذا تمام ہمدردان اصلاح سے امید ہے کہ الثانیہ لموقدہ کا ویلیو بحساب عہ؍ وصول فرماکر دفتر کی اعانت فرمائین کیونکہ عام طور ویلیو روانہ ہوگا۔ جو بعد وصول اس نمبر کے ملیگا

مجالس عشرہ فی الخصال العشرہ۔ ایک مدت سے مومنین بالیقین کا تقاضا تھا کہ مصائب سید الشہدا روحی لہ الفدا مین ایسی کتاب تصنیف کیجائے جسمین حضرت کی شہادت کے پورے حالات بھی ہون روایات صحیحہ سے اور مواعظ بھی ہون کہ احکام صلوۃ وصوم بھی معلوم ہون۔ اور غلط روایات سے خالی بھی ہو اور سلاست وصفائی تقریر بھی ہو۔

ہمذا بکمال ادب جدی العلام فخر الفقہاء الاعلام سلطان الذاکرین مولانا الحاج السید غلام صادق صاحب دام ظلہ العالی سے عرض کیا کہ آپ سے بہتر کوئی اس فرض کو انجام نہین دیسکتا کہ خود عالم باعمل ہین اور امام جمعہ وجماعت زہد وتقوی مین اپنا مثل نہین رکھتے ذاکری مین آپکو وہ ید طولی ہے کہ چالیس برس سے اسکی مشق ہے۔

چنانچہ جناب ممدوح نے اس عرض کو قبول فرماکر بکمال احتیاط اس کتاب مستطاب کو تالیف فرمایا جسمین موعظہ بھی ہے اور واقعات شہادت بھی از سفر مکہ تا معاودت مدینہ منورہ درج ہین۔

ہمارا قصد تھا کہ اس کتاب کو تمام کرکے مومنین کو اطلاع دین مگر افسوس کچھ ایسے موانع پیش آئے

خاتمہ جلد سیزدہم اصلاح

الحمد للہ کہ اصلاح کا یہ سال بخیر و خوبی تمام ہوا۔ ہمپر کیا گذری اسکو تو خدا ہی جانتا ہے۔ مگر آپنے تو یہ دیکھا ہوگا کہ نہ کسی جدید مسئلہ کی تحقیق ہوئی نہ کوئی کارآمد بات لکھی گئی جس سے تحقیقات جدیدہ کی اشاعت کا موقع ملتا۔ بلکہ برعکس اسکے تمام مخالفین اخباروں سے اوجھن رہی۔ وکیل۔ پیسہ اخبار۔ وطن۔ الحکم۔ بدر۔ اہلحدیث۔ النجم کا ہجوم معرکہ کربلا یاد دلاتا رہا۔ مگر ہزار شکر ان سب مخالفون پر اصلاح نے وہ فتحیابی حاصل کی کہ سمجھداروں نے تو ہر طرح لوہا مان لیا اور جو حق پسند ہیں وہ ایمان بھی لا رہے ہیں افسوس رہا تو اسکا کہ ہمارے مخالفین نے کچھ اس بدتہذیبی اور سخت کلامی سے کام لیا کہ انکے مقابلہ مین تہذیب و متانت کا سنبھالنا نہایت مشکل تھا۔ مگر ہزار شکر کہ ان سب باتوں کے ساتھ۔ اصلاح نے اپنی روش نہین بدلی اور قلم کو روکے رہا۔

مخالفین کے اس ہجوم نے کچھ اسطرح اختلال پیدا کیا کہ جو جو سلسلے مضامین مسلسل کے قایم کئے گئے تھے اوسکا کوئی سلسلہ نہ رہ سکا کیونکہ تازہ شبہات کا دفعیہ نہایت ضروری تھا۔

(۱) الآل والاصحاب کا مضمون نہایت ضروری اور بیحد مفید تھا مگر افسوس صرف ایک ہی نمبر مین نکلکر رہ گیا وہ بھی کل ۴ صفحہ

(۲) قرابۃ الرسول کا سلسلہ ۱۰ جلد ۱۲ سے شروع ہوا تھا۔ مگر صرف ۱۰ ہی مین شایع ہو کر رہ گیا۔

(۳) قول جمیل فی رد بدعات الوکیل ۔ ۱۰ سے شروع ہوا کسقدر ضروری اور مفید مضمون تھا کہ ابتدائے اسلام سے مسلسل حالات شروع کئے گئے تھے مگر افسوس صرف ۲۴ صفحہ تک لغایت ۲ شایع ہوا۔

(۴) غم حسین کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا بھی افسوس کہ ناتمام ہی رہا جسنے اخبار وکیل کی پوری قلعی

(۵) کلمۃ الانصاف فی آیۃ الاستخلاف ۵ سے شروع ہوا جسمین آیہ استخلاف کی بمقابلہ اڈیٹر اہلحدیث اسطرح محققانہ بحث کی جاتی تھی کہ تمام عالم پر حق واضح ہو گیا۔ مگر افسوس یہ مضمون بھی ناتمام رہا۔

(۶) تنقید بخاری حصہ ثالثہ ۸ سے شروع ہوا مگر صرف صفحہ ۶ تک شایع ہو کر رہ گیا۔ اس کتاب سے اور اسکی ضرورت سے قوم کو پوری اطلاع ہے کہ اس کتاب نے وہ کام شروع کیا تھا جو آجتک کسی سے نہ ہوا کہ صحیح بخاری کے ہر ہر لفظ بلکہ ہر ہر حرف سے بحث کی جاتی تھی جسنے فرقہ اہلسنت کی آنکھین کھولدین اور ہزارہا آدمی ایسے نکل آئے جو صحیح بخاری کو اب انگریزی اخباروں کی حد

تصور کرتے ہین۔ یہانتک کہ اخبار المفقہ نے خاص الجرح علی البخاری کا سلسلہ قایم کیا جواب جناب مولوی عمر کریم صاحب حنفی رئیس محلہ سنگی مسجد بانکی پور کے اہتمام سے بصورت کتاب شایع ہوئی ورنہ یہی صحیح بخاری تھی جسکو اصح الکتب بعد کتاب الباری کا لقب دیا گیا تھا بلکہ بعقیدہ اہلسنت اسکا درجہ قرآن مجید سے بھی بڑھا ہوا تھا کیونکہ اسکی حدیثین قرآن کی بھی ناسخ ہین۔

اب وہ بخاری اس درجہ پر پہونچی ہو کہ جبدارسینو نکے سامنے اوسکا نام لیا جاتا ہی تو وہ شرماتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکو تو رہنے دیجیے اور کسی کتاب کا نام لیجیے اگر یہ سلسلہ قایم رہا تو امید ہو کہ بخاری کی ہوا دنیا سے بالکل اوکھڑ جاے اور خدانے چاہا تو جلد آیندہ سے پھر یہ سلسلہ قایم ہو۔

(۷) القول الجزم فی اقتدار النجم یہ بھی ۱۲ سے شروع ہوا مگر افسوس ناتمام رہا حالانکہ اسمین اجماع کی کیسی قابل قدر بحث تھی

یہ فہرست ہو اون مسلسل مضامین کی جو اس جلد ۱۳ مین ناتمام رہے اور خدانے چاہا تو آیندہ جلد مین اکثر مضامین تمام ہو جائینگے ذکر ہر سلسلہ نہایت ضروری اور مفید ہو۔

سلسلہ جلد چہاردہم

انشاء اللہ محرم ۲۹ھ سے جلد ۱۴ کی ابتدا ہوگی جسکی نسبت ابھی تک تو یہی ارادہ ہو کہ جہانتک ہو سکے مضامین مناظرہ کم کئے جائینگے بلکہ مخالفین بھی مہلت دین اور مضامین جدید دلشکن دلخراش نہ پیش کرین کیونکہ یہ تو ہمارے اصول مسلمہ سے ہو کہ ہم کبھی ابتدا بجنگ نہین کرتے یہی تعلیم ہمارے خدا و رسول و ائمہ اطہار علیہم السلام کی ہو۔ اور جب نوبت جنگ آتی ہو تو پہر کبھی فرار نہین کرتے کیونکہ فرار عن الزحف علامات نفاق سے ہو۔ لہذا اگر ہمکو مہلت ملے تو

(۱) فلسفہ اسلام کی اوس تحریر کو شایع کرین جو سالگذشتہ حبل المتین و اثناعشری مین شایع ہوئی تھی یہ شرح آپکو ملا جلد ۱۴ مین ملیگی انشاء اللہ۔

(۲) سلاطین و امراء و علماے شیعہ کی لائف لکھین۔

(۳) اخلاق ائمہ کی تصویر دکھائین۔

(۴) اصلاح رسوم و رواج مین کوشش کرین۔

(۵) تنقید بخاری حصہ ثالثہ کو تمام کرین جسکے بعد پھر کسی کتاب کی ضرورت نہ رہے۔

(۶) وزیر علقمی کی برأت کا سلسلہ جاری کیا جاوے جس پر اہلسنت کا بہت قدیم اعتراض ہے کہ انہیں کی سازش سے خلافت بغداد تباہ ہوئی یہ مضمون فاضل اجل جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب پروفیسر دینیات شیعہ کالج علیگڑھ کا ہے جسکا ایک حصہ البیان مین بھی شایع ہوا تھا مگر جب ایسے محققانہ مضامین سے وہ شہرت حاصل کر چکا جس سے مصر بیروت وغیرہ ممالک مین وہ پرچہ بھی قابل اعتبار قرار پایا تو بوجہ تعصب مذہبی - اسکی اشاعت سے انکار کیا -

یہ مضمون اصل مین عربی مین ہے اور پھر اردو ترجمہ بھی جسمین ایسے نکات تاریخی درج ہین کہ قابل دید ہیں - قدردانون کے شوق پر یہ ضمیمہ علیحدہ بھی شایع ہو سکتا ہے (۷) تصوف کی حقیقت اور فروغ قبول دعوت اہلحدیث - اڈیٹر صاحب کا قاعدہ ہے کہ جب انکی جلد شروع ہوتی ہے یا ختم ہونے لگتی ہے تو دو نو دفعہ - اصلاح پر بھی کچھ منہ زوری کر جاتے ہین تاکہ اونکے ہم قوم سمجھین کہ یہ صرف حنفیون ہی کا دشمن نہین ہے بلکہ شیعون کے بھی خلاف ہے -

اسی اصول پر نمبر ۴۹ مورخہ ۲۴ شوال مین بھی ڈیڑھ کالم اپنا خراب کیا چنانچہ لکھتے ہین "اب ۶ مہینہ کے بعد پہلو بدلکر آپنے ہم پر بوجھ ڈالنے کو شعبان ۲۹ھ کے رسالے مین لکھا ہے کہ مصدر مرقومہ اڈیٹر اہلحدیث کو چیلنج دیا گیا کہ ایک مسئلہ بھی اہلسنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن ثابت کر دیجئے تو ہم نذرانہ دینے کو طیار ہین اصلاح ۸ جلد ۱۲

اس عبارت اصلاح کو لکھکر ایک حکایت مرزا قادیانی کی لکھتے ہین کہ وہ سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا "مگر جب مین قادیان پہونچا تو حضور بیت الخلا سے باہر تشریف نہ لائے" اس کا جواب تو الحکم یا بدر بخوبی دیسکتا ہے ہمکو اوس سے بحث نہین -

اسکے بعد لکھتے ہین "ا بھی یہی خطرہ ہے اسلئے آپ ایک تو فی مسئلہ نذرانہ معین کرین - پھر کم از کم پانچ مسئلون کی مجموعی رقم کسی معتمد کے پاس جمع کرا دین ہمارے نزدیک آپکے ضلع کے معزز رئیس مولوی عبد العزیز صاحب انریری مجسٹریٹ چھپرہ قسم نذرانہ کے معتمد ہر طرح اہل ہین بس آپ اونکے پاس رقم جمع کرا دین اور فیصلہ کیلئے منصف کا تقرر فرما دین بعد ان مراتب کے مسائل خاصہ اہلسنت کی فہرست پیش کرکے ہم سے ثبوت سنتے جاوین جتنے مسائل کا ثبوت منصف مان لے اوتنی ہی ہمکو ملجائے - وہ مذہب ہی کیا جس کی شہادت قرآن مجید نہ دے ایسے مذہب کو تو شام سے پہلے ترک کر دینا چاہیئے ہم بہت خوش

ہونگے اگر آپ ان مسائل کی فہرست مین سب سے پہلے مسئلہ خلافت لکھینگے پھر آپ دیکھینگے کہ معاملہ کس ہاتھ ہے صفحہ ۲ کالم ۱ اہلحدیث

یہ عبارت بجنسہ اڈیٹر صاحب کی ہے جسکو اونہون نے اخبار کے ڈیڑہ کالم مین لکھا ہے۔ اگر اسکی عوض وہ کسی مسئلہ کی تحقیق کئے ہوتے تو اونکی قوم بھی شکر گذار ہوتی کہ ایک مسئلہ تو بحر اڈیٹر صاحب کے موافق قرآن سے ثابت ہے۔ مگر ہاے نذرانہ کا نام سنکر اونکی رال ایسی ٹپک پڑی کہ گویا کوئی رقم اونکو ہاتھ آگئی جو محال ہے کیونکہ قیامت تک اگرچہ دنیا کے تمامی اہلحدیث جمع ہون ایک مسئلہ بھی اپنے مسائل خاصہ سے قرآن سے نہین ثابت کر سکتے بلکہ انشاء اللہ نہ حدیث سے۔

آپ ایک معتد رقم نذرانہ کیلئے معین کرتے ہین کہ وہ اسکے امین قرار پائین۔ ہم اونکی نسبت تو کچھ نہین کہہ سکتے کیونکہ کسی طرح کی واقفیت ہمکو اون سے نہین ہے۔

مگر خداوند عالم نے قرآن مجید مین آپکے حضرت عمر کی خیانت کو نہایت صریح لفظون مین ادا فرمایا ہے لہذا بحکم اتباع قرآن مجبور ہین کہ ہم کسی دوستدار خلیفہ دوم کو اوس صفت سے بری سمجھ سکین۔

اگر آپ حافظ قرآن ہوتے تو ہم یونہی اوس آیہ کو لکھدیتے جسمین خدا نے خیانت عمر کا ذکر کیا ہے مگر ملاحظہ ہو سورہ بقر پارہ ۲ رکوع ۷ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم ترجمہ مولوی عبدالشکور بنام مرزا حیرت جب اللہ نے جانا کہ تم اپنے حق مین خیانت کرتے تھے (اور چوری چھپے بی بیون کے پاس چلے جاتے تھے۔ تو مہر تخفیف کردی اور تمھاری خطا سے درگذر کی ۱۱

اس آیہ سے آپکے صحابہ کا عام طور سے خائن ہونا علم اللہ مین ظاہر ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ علم خدا کبھی بدل نہین سکتا تو اون صحابہ کا صفت خیانت سے بری ہونا بھی ناممکن ہے ورنہ علم اللہ مین تبدیلی لازم آتی ہے۔

اب کتب تفسیر مین دیکھئے وہ کون صاحب تھے جنکی خیانت کی نسبت خدا فرماتا ہے علم اللہ انکم تختانون کہ خدا نے جان لیا کہ تم خیانت کرتے ہو۔ معالم التنزیل مین ہے صفحہ

فواقع عمر بن الخطاب واقع اہلہ بعد ما صلی العشا فلما اغتسل اخذ یبکی ویلوم نفسہ ۔۔ فنزل فی عمر و اصحابہ	یعنی عمر نے بعد نماز عشا اپنی بی بی سے صحبت کی جب غسل کر چکے تو رونے لگے اور اپنی نفس پر ملامت کرتے تھے تو انکے بارے مین آیہ نازل ہوا۔

تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے صفحہ ۱۹۷ جلد اول - وان عمر بن الخطاب بینما هو نائم اذ بہ نفسہ
فاتی اهله ثم اتی رسول اللهؐ فقال یا رسول الله انی اعتذر الی الله والیک من نفسی هذه
الخاطئة فاسارعت لی فوقعت اهلی هل تجد لی من رخصة قال لم تکن حقیقا بذلک یا عمر فلما
بلغ بیته ارسل الیه فانباه بعذره فی ایة من القران وامر الله ورسوله ان یضعها فی المائة
الوسطی من سورة البقرة فقال احل لکم لیلة الصیام الی قوله تختانون انفسکم یعنی بذلک
الذی فعل عمر دوسری روایت اسکی لکھتے ہین کہ عمر کی زوجہ اوسوقت سوئی ہوئی تھی - اوسی حالت
نوم مین آپ پر شیطان مسلط ہوا اور آپ مردانہ بنگئے -

پس جب علم خدا مین جو ازلی و ابدی ہے اور تغیر اوسمین محال ہے عمر صاحب خائن قرار پائے تو اونکی
اسونسے کون شخص مدعی امانت و دیانت ہوسکتا ہے - حالانکہ ہمارے لئے تو وہی شہادت کافی ہے جو خود
عمر صاحب نے جناب امیرؑ و حضرت عباسؓ کی طرف سے کہا کہ آپ ہمکو اور ابوبکر کو کاذب غادر خائن آثم جانتے
ہین جیساکہ صحیح مسلم مین ہے اور بخاری صاحب نے صنعت اکتفا کرکے ان الفاظ کو نکال
ڈالا اور کذا و کذا لکھدیا -

باآنہمہ ہم مقدار معین کرتے ہین فی مسئلہ صہ آپ مولوی عبدالعزیز صاحب کو لکھدین کہ پچیس روپیہ
نقدیا تحریری رقعہ جناب مولوی وزیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ رئیس چھپرہ دام عزہ سے حاصل
کرین - اور آپ پانچ مسئلونکو صرف قرآن سے ثابت کردین -

ہم ایسی مسائل خاصہ اہلحدیث نہین لکھتے - بلکہ مسائل عامہ مشترکہ اہل اسلام کی نسبت آپسے
سوال کرتے ہین کہ انکو قرآن سے ثابت کردیجئے -

(۱) حلت یا حرمت نکاح جدہ - کیونکہ دادی سے نکاح کرنا تو آپ قرآن سے ثابت کرچکے ہین - اور اب
اوس سے رجوع کرتے ہین - لہذا حرمت کو قرآن سے ثابت کرنا چاہیئے - کیونکہ اسی نمبر مین آپ لکھتے ہین
" آیت لاتنکحوا ما نکح اباءکم مین منکوحہ اباء سے نکاح کرنیکی ممانعت ہے آبا جمع اب کی ہے اور اب حقیقۃً
باپ کو کہتے ہین - دادا پردادا کو جہان کہین آبا مین شامل کیا گیا ہے وہ مجازی ہے ایک لفظ مین حقیقت
کے ساتھ مجاز مراد لینا جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہے وہو کما تری " لہذا جو مختار ہو اوسکو قرآن سے ثابت
کیجئے اور اسکے متعلق عـہ انعام لیجئے (۲) مسئلہ طلین قرآن سے ثابت کیجئے (۳) جواز کلوخ

آیہ انما ولیکم اللہ

گذشتہ سے پیوستہ

چوتھا اعتراض

الرابع ان المشهور انه عليه السلام كان فقيراً ولم يكن له مال تجب فيه الزكوة ولذالك فانهم يقولون انه لما اعطى ثلاثة اقراص نزل فيه سورة هل اتى فذلك لا يكون الا اذا كان فقيراً فاما من كان له مال تجب فيه الزكوة يمتنع ان يستحق المدح العظيم المذكور في تلك السورة على اعطائه ثلاثة اقراص واذا لم يكن له مال تجب فيه الزكوة امتنع حمل قوله ويؤتون الزكوة عليه ترجمہ مشہور تو یہ ہے کہ حضرت علی بالکل محتاج تھے اور انکے پاس اتنا مال نہ تھا کہ جسمیں زکوۃ واجب ہوتی اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ جب آپنے تین روٹیاں مسکین و یتیم و اسیر کو عطا کیں تو سورہ ہل اتی نازل ہوا۔ اور یہ بات جب تک محتاج نہ ہوں ممکن نہیں کیونکہ جو شخص ایسا مالدار ہو کہ اوسپر زکوۃ واجب ہو وہ تین روٹیاں دینے کی وجہ سے اتنی بڑی مدح کا جو سورہ دہر میں مذکور ہے مستحق نہیں ہو سکتا اور جب اونکے پاس اتنا مال ہی نہ تھا جسمیں زکوۃ واجب ہوتی تو یؤتون الزکوۃ کا اونپر صادق آنا محال ہوا۔ یہی اعتراض علامہ ابن تیمیہ نے بھی کیا۔

الجواب

کسی کی ایک طرح بسر ہوئی نہیں   ہر طرح ہم نے بھی دیکھا تو دوپہر کیا

یہ بالکل مشہور و مقرر ہے اور کسیکو اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ [illegible] امام صاحب جن حالات فقر و فاقہ میں [illegible] مبتلا ہوئے تھے اوسی حالت میں ساری عمر گذری [illegible] نہ ہوا جسپر کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو ایسا محتاج ہو اوسپر زکوۃ کہاں واجب ہو سکتی ہے۔ امام صاحب کیا سورہ دہر اور سورہ مائدہ دونوں ساتھ ہی ساتھ ایک ہی وقت نازل ہوئی تھی کہ [illegible] ممکن [illegible]

[illegible]

وفاقہ مین تین روٹیون کے دینے کی وجہ سے مدح عظیم کے مستحق ہون - اور ایک وقت اتنے مالدار ہون کہ زکوۃ واجب ہو اور حالت نماز مین زکوۃ ادا کرنے سے ایک عہدہ اعلی پر ممتاز ہون - لا واللہ ہرگز کوئی عاقل اسکو محال یا غیر ممکن نہین کہہ سکتا -

کیا زکوۃ واجب ہونیکے واسطے بھی کروڑ پتی ہونیکی ضرورت ہے جناب عالی کیا زکوۃ واجب ہونیکے واسطے ۵ تولہ سونا کافی نہین ہے اور کیا حضرت علیؑ کے پاس کبھی اتنا مال بھی نہ تھا اسکے علاوہ ایک اور لطیفہ سنیئے امام صاحب تو یہ فتوی دے رہے ہین کہ جب ایسی حالت فقر وفاقہ مین صدقہ دے تب مدح عظیم کا مستحق ہوسکتا ہے مطلب یہ ہے کہ جسکے پاس مال ہے اور اوسنے زکوۃ واجب دی یا صدقہ مستحبی دیا تو چندان قابل مدح نہین ہے - کیونکہ یہ تو اوس نے گویا اپنا فرض ادا کیا اور اسمین کوئی کمال نہین جسطرح فرشتون کا برائیون سے محفوظ رہنا کوئی کمال یا قابل مدح نہین ہے کیونکہ اون مین قوائے شہوانیہ نہین دی گئی بخلاف انسان کے باوجود نفس امارہ کے خدا کے اوامر و نواہی پر عمل کرے تو البتہ قابل مدح ہے - اور شاید اسیوجہ سے اشرف المخلوقات ہوا -

مگر ذرا سنیئے علامہ ابن تیمیہ اولٹی گنگا بہا رہے ہین آپ فرماتے ہین ان اللہ لا یثنی علی الانسان الا بما ھو محمود عندہ اما واجب واما مستحب - ترجمہ - خدا تو بس اوسی کی تعریف کرتا ہے جو اوسکے نزدیک پسندیدہ ہو اور وہ پس یا واجب ہے یا مستحب -

ہای کیا سمجھے ہے اور کیا دل پر سانپ لوٹ رہا ہے کہ کسی طرح یہ فضیلت حضرت علیؑ کے ہاتھ نہ لگے اسیوجہ سے اولٹا سیدھا جو جس سے بن پڑتا ہے وا ہیو دار کر رہا ہے - اور اسکی خبر نہین کہ چاہ کن را چاہ در پیش اپنا وار خود اپنے ہی اوپر پڑ رہا ہے مین تو اس مقام پر کچھ بولونگا نہین امام صاحب کچھ کہہ رہے تھے اونکے خلاف علامہ صاحب فرما رہے ہین اب وہ خود باہم تصفیہ کرلین کہ کون سچ کہہ رہا ہے اور کون غلط مجھے اس سے کچھ بحث نہین

بر دو با دوستان آہستہ بنشین چو بینی درمیان دشمنان جنگ

پانچوان اعتراض

الخامس حسب ان المراد بھذہ الآیۃ ھو علی بن ابیطالب لکنہ لا یتم الاستدلال الا بکاہ

الا اذا تم ان المراد بالولی هو المتصرف لا الناصر والمحب وقد سبق الکلام فیہ۔ ترجمہ مان لو کہ اس آیت سے مراد حضرت علیؑ ہین (اور اونہین سے یہ کام ہوا) لیکن خلافت کا استدلال تو اوسوقت پورا ہو سکتاہی جب ولی کے معنی متصرف کے ہون ناصر و محب کے نہ ہون۔ حالانکہ اسمین بحث ہو چکی۔

الجواب۔ امام صاحب کا آپکو خبر بھی ہی۔ آپکی دلیلین ملیامیٹ کر دی گئین اور ولی کا بہ معنی متصرف ہونا آپکے مقتدی ہمارے مخاطب نے مان لیا اب جائے دم زدن نہین۔

کہئے مولانا اب تو مجھے زیادہ استدلال کی ضرورت نہین آپکے امام صاحب تو مانتے فرماتے ہین کہ اس آیت سے استدلال اوسوقت پورا ہوگا جب ولی کا بہ معنی متصرف ہونا مان لیا جائے اور آپ اسکو مان چکے پھر اب تو مجھے کسی استدلال کی ضرورت باقی نہین رہتی ذرا انصاف سے کہئے گا مگر مین آپکی تشفی کے واسطے مزید اطمینان کرتا ہون۔

یہ تو وہ اعتراضات تھے جو امام رازی نے کئے تھے اور حضرت علامہ ابن تیمیہ نے بھی ہان مین ہان ملایا تہا۔ اب وہ اعتراضات ملاحظہ ہون جو امام صاحب کو بھی نہ سوجھے اور علامہ ابن تیمیہ گویا اوسکے موجد ہین۔

پہلا اعتراض

لو کان المراد بالآیۃ ان یوتی الزکوۃ حال رکوعہ کما یزعمون ان علیا تصدق بخاتمہ فی الصلوۃ لوجب ان یکون ذلک شرطا فی الموالاۃ وان لا یتولی المسلمون الا علیا وحدہ فلا یتولی الحسن ولا الحسین ولا سائر بنی ہاشم وہذا خلاف الاجماع۔ ترجمہ۔ اگر آیت کا یہ مطلب ہو کہ بحالت رکوع مین زکوۃ دیجائے جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہین کہ حضرت علیؑ نے نماز مین انگوٹھی صدقہ دی تو لازم آتا ہی کہ یہ حکومت کی شرط ہو جائے اور مسلمان حضرت علیؑ کے سوا کسیکو اپنا حاکم نہ بنائین پھر امام حسنؑ و امام حسینؑ یا بنی ہاشم کے اور لوگ حاکم نہو سکینگے اور یہ خلاف اجماع ہی۔

الجواب۔ یہ اعتراض حضرات اہل سنت کے خیال مین اسقدر مضبوط اور مستحکم ہی کہ خلفا عن سلف یکے بعد دیگرے اسکو نقل کرتے آئے ہین اور ہر شخص نئے الفاظ مین خوشنما عبارت کا جامہ پہنا کر شیعون

کے سامنے پیش کرتا ہی مگر شیعون کی نظر مین بھلا اسکی کیا وقعت ہو مجھے تو ہنسی آتی ہی اسپر کہ ان لوگون نے تعصب کیوجہ سے کچھ بھی غور نہین کیا اور بے سمجھے بوجھے جو جی مین آیا کہہ گذرے غضب خدا کا کجا بیان واقعہ کجا تعلیق بر شرط سوال از آسمان جواب از ریسمان کا یہی موقع ہی۔ بھلا یہ بھی تحو نی تک ہے۔

خدا تو فرماتا ہی کہ تمھارے حاکم خدا و رسول و فلان شخص ہین کہ جنکے یہ صفات ہین جنمین یہ باتین پائی جاتی ہین منجلہ اون باتون کے ایک بات اونمین یہ بھی پائی جاتی ہی کہ وہ حالت رکوع مین زکوۃ دیتا ہی۔ مطلب یہ ہی کہ کسی خاص مصلحت سے اوس شخص کا نام نہین لیا بلکہ اوسمین جو باتین ایسی پائی جاتی تھین جو دوسری مین نہین پائی جاتین اونکا ذکر کر دیا۔ خدا کا مطلب تو یہ ہے اور بہت واضح ہی۔

مگر آپ یہ فرماتے ہین کہ اگر ادائے زکوۃ مقصود ہو گی تو رکوع مین زکوۃ دینا امامت و خلافت کی شرط ہو گی۔ اور جس مین یہ شرط نہین پائی جائیگی وہ ولی و امام نہین ہو سکتا۔

حضرت علامہ اور قرآن کی ایسی توجیہ۔ یا للعجب

دوسرا اعتراض

خدا تو صرف واجب یا مستحب کام پسند کرتا ہو اور نماز مین صدقہ وغیرہ نہ واجب ہی نہ مستحب کیونکہ اگر یہ مستحب ہوتا تو حضرت رسول نے اسکو کیا ہوتا اور اصحاب اسپہ رغبت کرتے خود حضرت علی نے اس واقعہ کے علاوہ کبھی کیا تھا لا نہ رسول نے کیا نہ اصحاب نے نہ اس موقع کے علاوہ خود حضرت علی نے تو معلوم ہوا کہ یہ اعمال صالحہ سے نہیں ہی۔

الجواب۔ یہ بھی ایک انوکھی منطق ہی کہ جس کام کے کرنے کا رسول یا اصحاب کو یا دوبارہ حضرت علی کو اتفاق نہ ہوا ہو وہ واجب یا مستحب تو بڑی چیز ہی عمل صالح بھی نہین ہی سبحان اللہ اچھا جناب علامہ حضرت رسول یا دیگر صحابہ مین سے کسی نے غوطہ لگا کر جواہرات نکال کر خمس ادا کیا تھا یا کسی دفینہ کو پا کر خمس دیا تھا۔ خود حضرت علی نے دوبارہ قلعہ خیبر کو فتح کیا تھا یا رسول یا اور کسی نے مرحب و عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا۔ یہ چیزین تو آپکے نزدیک نہ واجب ہونگی نہ مستحب ہان جناب علامہ اوسنئے رسول اللہ یا دیگر صحابہ نے یا خود حضرت علی نے دوبارہ رسول کے

شانہ پر چڑھ کر خانہ کعبہ سے بتوں کو توڑ گرایا تھا ہرگز نہیں پھر یہ بت شکنی تو نہ واجب ہوگی نہ مستحب
کیا خوبصورت دلیل ہے سبحان اللہ

تیسرا اعتراض

اگر مان لیا جاے کہ فعل قلیل نماز مین جائز بھی ہے تو رکوع کی کچھ خصوصیت نہین بلکہ حالت قیام و قعود مین اس سے زیادہ اولی ہوگا۔

جواب۔ افسوس علامہ کے دماغ سے شرطیت کسی طرح نہین نکلتی اور واقعیت کسی طرح نہین آتی حضرت یہ کون کہتا ہے کہ رکوع مین اولی ہے یا قیام و قعود مین یہ تو ایک واقعہ تھا جو ہو گیا اور خدا نے بیان کر دیا۔ یہ تو آپ اوس سے فرمائے جو اسکو شرط امامت جانتا ہو۔

چوتھا اعتراض

اکثر فقہا کے نزدیک زکوۃ مین انگوٹھی کا دینا کافی نہین ہے مگر جب زیورات مین وجوب زکوۃ کے قائل ہو جائین اور اسکے بھی قایل ہون کہ زیور بھی زکوۃ مین دیا جا سکتا ہے۔ اور پھر اگر کوئی شخص انکی قیمت کا لینا جائز جانے تو نماز مین قیمت لگانا مشکل اور قیمتین مختلف حالتون مین بدلا کرتی ہین

جواب۔ دیکھا آپنے اسکو استدلال کہتے ہین یا حکمت بہ لقمان آموختن کہون یا چھوٹا موہنہ بڑی بات کہون حیران ہون کیا کہون غضب خدا کا فقہا کے قول سے ایک صحابی اور اہلبیت رسول اور خلیفہ کے فعل پر جواز و عدم جواز سے بحث کیجاتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جو باتین کی بنا پر قسم الجواب کی   پاپوش مین لگائی کرن آفتاب کی

مستیجے علامہ مزید تو یہ ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ نماز کی حالت مین قیمت لگانا بہت دشوار ہے۔
حضرت علامہ شاید آپکو یہ خیال ہو کہ وہ انگوٹھی اعیاذ باللہ حضرت علی کہین سے غصبا چھین کر لے آئے تھے اور جھٹ پٹ پہنکر نماز پڑھنے لگے پھر اونکو اوسکی قیمت کیسے معلوم ہوتی اسکے سوا اور کیا مطلب ہے۔ کیونکہ جس شخص پر زکوۃ واجب ہو اوس شخص کو نہ اوسکی مقدار زکوۃ معلوم نہ انگوٹھی جسکو پہنے ہو اوسکی قیمت معلوم پھر وہ اوسکا مالک کیونکر ہوگا یہ بیچ ہے واقعی پیچ ہے۔

پانچوان اعتراض

یہ آیت بہ منزلہ اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و ارکعوا مع الراکعین کے ہے اور رکوع کا حکم ہے

اسی طرح آیہ یامریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین -

جواب

واہ واکیا بات کہی ہے واقعی حضرت علامہ کے اس توجیہ کی داد دینی چاہیئے وہ بات کہی ہے جو خدا کو بھی نہ سوجھی اور اوس سے فاش غلطی ہو گئی کہ صیغہ امر کی جگہ مضارع کا صیغہ کہیا یا خدا عاجز تھا اور آپ سے بھی اوسکی سمجھ کم تھی کہ اتنا بھی نہ سمجھ سکا - کہ صیغہ امر کی جگہ مضارع کا صیغہ گر دانیے لگا - افسوس کہ آپ جمع قرآن کے وقت موجود نہ تھے ورنہ ضرور اصلاح بھی دیدیتے حضرت علامہ کے اور بھی اعتراضات ہیں مگر چونکہ اونکو لفظ زکوۃ سے چنداں تعلق نہیں ہے اسوجہ سے اونکا اعادہ نہیں کیا انشاء اللہ آئندہ بحث میں اونکو ناظرین مع جواب کے ملاحظہ کرینگے -

اب مین یہ شق اختیار کرتا ہوں کہ حضرت علیؑ نے مستحبی صدقہ دیا اور زکوۃ واجبی نہ تھی اسپر بھی امام صاحب کو بہت غصہ ہے مگر کیا کرین بد قسمتی یا خوش قسمتی سے ایک اعتراض کے سوا زیادہ سوجھا ہی نہیں آپ فرماتے ہیں -

اعتراض

وحمل الزکوۃ علی الصدقۃ النافلۃ خلاف الاصل لما بینا ان قولہ واتوا الزکوۃ ظاہرہ یدل علی ان کل ماکان زکوۃ فھو واجب - ترجمہ - زکوۃ سے مستحبی صدقہ مراد لینا خلاف اصل ہے کیونکہ اتوا الزکوۃ کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو زکوۃ ہے وہ واجب ہے امام صاحب کا یہ مقولہ بہت ہی واضح ہے اور اسمین بھی شک نہیں کہ جبتک کوئی قرینہ صارفہ نہ پایا جائے لفظ سے اصلی معنی مراد لینی چاہیئے - اور اسپر قریب قریب تمام علماء اصول کا اتفاق ہے مگر ساتھ ہی اسکے امام صاحب کو یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ اوسوقت کوئی قرینہ صارفہ حالیہ یا مقالیہ وقت نزول آیت موجود نہ تھا اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امام صاحب اسوقت نافی ہین اونکو ثبوت کی ضرورت نہیں تو مین اوسکی یون تشفی کرونگا کہ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے اور عربیہ محاورات و قواعد کے مطابق نازل ہوا ہے اور معمولی فصاحت و بلاغت کی حد سے گذر کر اعجاز کی چوٹی تک پہونچا ہوا ہے اور ایک واقعہ جو گذر چکا ہے بیان کر رہا ہے یہ تو امام صاحب کو معلوم نہیں کہ اوس حالت رکوع مین انگوٹھی دینے والے واجبی زکوۃ

دی یا مستحبی صدقہ غرض اوسنے جو کچھ دیا اور جسطرح دیا خدا نے اوسے بیان کر دیا۔ اب اگر اوسنے واجبی زکوۃ دی تو قرآن کا مقصود بھی وہی ہے اور اگر مستحبی صدقہ دیا تو خدا کا بھی مطلب یہی ہے۔ اس سے نفس واقعہ مین کوئی خرابی نہین لازم آتی بلکہ جدید رودہ اس اعتراض کا تو مطلب ہوتا ہے کہ اگر اوس نے مستحبی صدقہ دیا تو العیاذ باللہ خدا نے اوسکو صحیح نہین بیان کیا بلکہ یا غلط بیانی سے کام لیا۔ یا غلط محاورہ استعمال کیا تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیراً جسکو کوئی مسلمان تو اسکا قائل نہین ہو سکتا مگر ایک بات قابل غور باقی رہگئی کہ امام صاحب کا یہ فرمانا کہ اتوا الزکوۃ اسپر دلالت کرتا ہے کہ جہان لفظ زکوۃ بولا جاے اوس سے واجب ہی مراد ہونا ضروری ہے۔ کہانتک صحیح ہے۔

کیونکہ اولاً تو اسی مین اختلاف ہے کہ شارع کے زمانہ مین زکوۃ وغیرہ کا استعمال شرعی معنی مین حقیقی تھا یا مجازی اور محققین کا مسلک یہ ہے کہ حقیقی نہ تھا بلکہ بہ قرینہ استعمال ہوتا تھا اور حد منقول وحقیقۃ ثانیہ تک نہین پہونچا تھا۔ پھر یہ دعوی امام صاحب کا کیونکر کوئی مان سکتا ہے جسکی کوئی دلیل بھی امام صاحب نے بیان نہین کی۔

اور محض دعوی تو اونکے معتقدی ہی لوگ وحی منزل سمجھین تو سمجھین غیر کیون ماننے لگا۔

پھر جب واجبی زکوۃ بقرینہ سمجھی جاتی تھی تو صدقہ مستحبی نے کیا قصور کیا ہے کیونکہ زکوۃ کے اصلی معنی تو نمو کے ہین پھر اس حالت مین واجبی زکوۃ اور مستحبی صدقہ دونو مجازی معنی ٹھہرے جسکا قرینہ ہو اوہی معنی مراد ہوگا۔

اس شان وشوکت دعوی تو اوسوقت صحیح ہو سکتا تھا جب زکوۃ کے اصلی معنی واجبی زکوۃ کے ہوتے ود دونہ خرط القتاد۔ سید فرمان علی

امدادی فنڈ۔ اگرچہ کسی فنڈ کا نام لینا بجائے خود شرمناک ہے کیونکہ شیعہ اور فنڈ این چہ بو العجبی است مگر آرزو را عیبے نیست اس امید پر چند کلمہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

اسکو اس زمانہ کی برکت سمجھنا چاہیئے کہ عام طور سے حق واضح ہو رہا ہے ہر کس وناکس مذہب حق کی طرف رجوع کر رہا ہے صدہا خطوط ہمارے پاس آرہے ہیں اس سے ہم اس نتیجہ نکالنے پر مجبور ہین کہ حق کا اثر ہو رہا ہے۔ تو یا ایمان دلون مین جگہ کر رہا ہے۔ فریقین کے مناظرون سے ناظرین جو

نکالتے ہین وہ تائید مذہب حق ہو گا اگرچہ ہنوز سنی ہین اگر حق وہ اسی کو سمجھتے ہین جو مذہب حق ہے مگر چند مانع قوی ایسے ہین کہ اوسکا اظہار مشکل ہے۔

(۱) مذہب حق قبول کرنیکے بعد کوئی مالی امداد کا ذریعہ نہین ہے جس سے وہ بکھیڑہ دنیاوی بعافیت بسر کر سکین۔

(۲) شیعون مین ہمدردی و مواسات کی عادت نہین کہ تازہ مہمانونکو اپنے حسن سلوک سے گرویدہ بنا لین۔

(۳) علما کو نہ اونکی فکر ہے نہ کبھی انکی دلجوئی کرتے ہین۔

(۴) امرا کو تو اپنے ہم چشمو نسے انکی دردِ دل کو سنتے ہین بلکہ غیر مطمئن نگاہ سے دیکھتے ہین۔

(۵) کتابی امداد کا بھی کوئی ذریعہ نہین کہ اس وسیلہ سے اونکی امداد کی جائے۔

برخلاف اسکے اہلسنت اگر خدانخواستہ کوئی شیعہ سنی ہوجاے تو اسطرح اوسکی مالی امداد کرتے ہین کہ پھر وہ کسی صورت سے محتاج نہین رہتا ہر جگہ اوسکی عزت کیجاتی ہے ہر طرف سے دعوتین ہوتی ہین۔ اگر کسی شخص کو عقاید مین شکوک پیدا ہوتے ہین تو اوسپر برادری کا ایسا دباؤ ڈالتے ہین کہ بیچارہ ابن زیاد کے شکنجہ مین پڑجاتا ہے یہانتک کہ بالکل وہ صاف ہوجاے۔

علما اسطرح اوسکی عزت افزائی کرتے ہین کہ ہر موقع و محل پر اوسکی تعظیم و خاطرداری کو مقدم کرتے ہین۔ اور امرا تو گویا اوسکے غلام بنجاتے ہین۔

یہ ایک نہایت مختصر خلاصہ ہے اون خطوط کا جو اس مادہ مین آرہے ہین اور بعض حضرات خود دفتر میں تشریف لائے مگر اسکی خواہان ہوے کہ کوئی ذریعہ معاش پیدا ہو تو وہ بفراغ خاطر رفع شکوک و تحقیق حق مین کوشان ہون۔ مگر ہمارے اختیار مین کیا ہے بجز اسکے کہ اصلاح و الشمس اونکے نام مفت جاری کردین یا دفتر کی موجودہ کیا بونکے کل یا بعض حسب حال دیدین۔ مگر اس سے کیا تشفی ہو۔ پیٹ کی آگ بجھ سکے۔

نظر برین حالات اگر ایک امدادی فنڈ قایم کیا جاے جس مین ہر شخص وہ رقمین جو خیرات و صدقات کی بطور خود تقسیم کیا کرتا ہے بھیجدین۔ تو ممکن ہے کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ تازہ مہمانونکی اس سے امداد کیجاے ہان یہ شرط اسکی لازمی ہو گی کہ اس فنڈ کی رقم صرف اونہین اشخاص کو دیجاے جنھون نے تبدیل مذہب کیا ہو۔ خواہ ہندو سے شیعہ ہو یا سنی سے شیعہ۔

اگر یہ تجویز معقول ہو تو ہمکو دیگر معاصرین سے بھی امید ہے کہ اسپر توجہ کرینگے خصوصاً اثنا عشری شیعہ۔ آل عبا شیعہ گزٹ۔ الحق۔ العوارف وغیرہ جس سے ہر شخص کو اسکا موقع ملیگا کہ اپنے حلقہ اثر مین اسکو وسعت

کلمۃ الانصاف

(سلسلہ کیلئے ۱۶ صـ۵ ملاحظہ ہو)

اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہین "حضرت داؤد کی خلافت بمعنی نبوت ہو اسکے لئے جبتک نص نہو یہ منصب کیونکر ملے"، مگر افسوس اسکی کوئی سند نہین دی کہ خلافت حضرت داؤد بمعنی نبوت ہے حالانکہ معالم التنزیل مین ہو تدبرا مور العباد بامرنا صـ۵۷۳ کہ مراد خلیفہ سے یہ ہو کہ تم ہمارے حکم سے بندون کے امور کی تدبیر کرتے ہو تو پھر اس سے نبوت کیونکر سمجھی گئی۔

اسی لئے جو ترجمے اہلسنت کی طرف سے شایع ہوئے ہین اوس مین یہ ترجمہ کیا گیا ہو "اے داؤد ہمنے تمکو زمین مین بادشاہ بنایا ہو" فتح الحمید اور تفسیر درمنثور مین یہان اون روایتوں کو لکھا ہو جنمین عمر صاحب نے سوال کیا ہو کہ خلیفہ و بادشاہ مین کیا فرق ہو تو حضرت سلمان نے کہا الخلیفۃ الذی یعدل ان انتحببیت من ارض المسلمین درھما او اقل او اکثر ثم وضعتہ فی غیر حقہ فانت ملک غیر خلیفۃ صـ۳۰۶ جلد ۵

تفسیر بیضاوی مین ہو صـ۲۰ جلد ۲ استخلفناک علی الملک فیہا وجعلناک خلیفۃ ممن قبلک من الانبیاء القائمین بالحق۔

اور تفسیر کشاف مین ہو صـ۱۱ جلد ۳

ای استخلفناک علی الملک فی الارض کمن یستخلفہ بعض السلاطین علی بعض البلاد و یملکہ علیہا ومنہ قولہم خلفاء اللہ فی ارضہ او جعلناک خلیفۃ منہم ممن کان قبلک من الانبیاء القائمین بالحق

وقولہ یاداؤد اناجعلناک خلیفۃ فی الارض یقول تعٰ ذکرہ وقلنالداؤد یاداؤد انا استخلفناک فی الارض من بعد من کان قبلک من رسلنا حکما بین اھلھا۔

کہ خلاصہ ان سب کا یہی ہو کہ ہمنے تمکو خلیفہ بنایا ہو زمین مین یعنی بادشاہ بنایا ہے

جیسا کہ سلاطین اپنے نائبونکو ملک مین معین کرتے ہین - یا تمکو ہمنے خلیفہ بنایا ہی پیغمبرونکا جو قایم بالحق تھے -

تو اڈیٹر صاحب کا یہ لکھنا "حضرت داؤد کی خلافت بمعنی نبوت ہی" نہ معلوم کیونکر درست ہوسکتا ہی تمامی مفسرین کے خلاف ایجاد کرتے ہین -

اڈیٹر صاحب اگر ذرہ برابر بھی خود ان آیات مین غور کرتے جو اس آیہ کے قبل سورہ ص مین خود قرآن مین مذکور ہے تو اونکو معلوم ہوتا یہان بمعنی نبوت مراد لینا ناممکن ہی - کیونکہ ظاہری مطلب اسکا تو یہی ہی کہ اے داؤد ہمنے تمکو پیغمبر کیا یعنی اب پیغمبر کیا اسکے پہلے نہ تھے حالانکہ تمام حالات اسکے قبل کے مذکور ہین کہ ہمنے پہاڑونکو اور طائرونکو اونکا تابع بنایا وشددنا ملکہ واتیناہ الحکمۃ کہ ملک کو مضبوط کیا حکمت عطا کی اور فضل الخطاب عنایت کیا پھر وہ قصہ ہے جو دو فرشتے آئے بغرض امتحان -

ان سب کے بعد یہ لکھنا کہ اے داؤد ہمنے تمکو پیغمبر کیا کیسا لغو ہے - بخلاف اسکے کہ کہین اے داؤد ہمنے تمکو خلیفہ بنایا چونکہ بعض رسول آپ قرآن کے معنی اور مطلب کو کبھی نہین سمجھ سکتے لہذا مین اسکی وجہ بھی بتادیتا ہون کہ اسطرح کا خطاب خاصکر داؤد سے کیون ہوا -

بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ حضرت داؤد داماد تھے طالوت بادشاہ کے اور اونکی لشکر کے سپہ سالار جب جالوت کو قتل کیا تو حضرت داؤد کے اختیارات اور بڑھادیے گئے - بعد وفات طالوت آپ مستقل بادشاہ ہوے - اسوجہ سے تمام رعایا کو یہی معلوم تھا کہ آپ طالوت کے خلیفہ ہین - خدانے اس توہم کے دفعیہ کے لئے فرمایا کہ ہمنے تمکو خلیفہ بنایا ہے زمین مین عدل وانصاف سے حکم کرو -

بہرحال کوئی وجہ ہو یا جو لنا معنی آپ سمجھئے - خدانے خلافت حضرت داؤد پر نص کیا کیونکہ قرآن مین لفظ خلافت ہی نہ نبوت تو ہمارا استدلال تمام ہوا جو پہلے لکھا تھا " قرآن پکار کر کہہ رہا ہی کہ بنی اسرائیل مین خلفا بنص ہوے واذ قال موسیٰ لاخیہ

هارون اخلفنی + یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض - تو پھر اسکے خلاف امت محمدیہ مین خلیفہ باجماع کیونکر ہو سکتا ہے - اور کما استخلف الذین من قبلھم کہان صادق آسکتا ہے"

جسکی آپنے بھی تصدیق کی" ان آیات مین جس معنی سے خلافت کا ذکر ہے اون معنی سے نص ہی کی ضرورت ہے"

پس آپکا یہ ارشاد "جبتک نص نہ ہو یہ منصب کیونکر ملے" کس طرح خلافت بکری کا خاتمہ کر رہا ہے کیونکہ جب اونکے لئے کسی طرح کا نص ہی نہ تھا تو یہ منصب کیونکر ملگیا۔

اڈیٹر صاحب لکھتے ہین "پہلے خلافت کی مثال ہمارے ہان بھی ملتی ہے کہ آنحضرت نے ایک سفر مین جاتے وقت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کو حضرت علیؑ کے ہوتے ہوئے خلیفہ کیا۔

الجواب - افسوس ہے کہ آپکو دعوی تو اس تبحر کا ہے مگر یہ بھی نہین معلوم وہ کونسا سفر تھا - کیونکہ تمام اہل علم کو معلوم ہے جناب امیر کسی سفر مین رسول اللہؐ سے علحدہ نہین ہے الا اسی سفر تبوک مین کہ رسول اللہؐ نے اپنا خلیفہ بنا کر جناب امیرؑ کو مدینہ مین چھوڑا جسکے بارہ مین تمامی صحاح ستہ وغیرہ مین مرقوم ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ کے بارہ مین ارشاد فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی - پھر اوس خلافت کو معمولی خلافت سمجھنا اگر عقلمندی نہین ہے تو کیا ہے ؟

صحیح بخاری مین ہے کتاب المناقب صفحہ جلد ۲ مطبوعہ مصر قال النبیؐ لعلیؑ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ -

پھر کتاب المغازی مین ہے صفحہ

اس غزوہ کا نام غزوہ تبوک بھی ہے اور غزوہ العسرہ بھی ۔ یہ غزوہ حضرت کا آخر غزوہ ہے جسکے بعد پھر حضرت نے کوئی جہاد نہین کیا۔

اس غزوہ کی وجہ فتح الباری صفحہ جزو ثامن عشر جلد ۴ مین یہ لکھی ہے -

وذکر ابو سعید فی شرف المصطفے والبیہقی فی الدلائل من طریق شہر	یعنی ابو سعید نے شرف المصطفے مین اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین یہ حد

بن حوشب عن عبد الرحمان بن غنم ان الیهود قالوا یا ابا القاسم ان کنت صادقا فالحق بالشام فانها ارض المحشر و ارض الانبیاء فغزا تبوک لا یرید الا الشام فلما بلغ تبوک انزل اللہ تعالیٰ الایات من سورۃ بنی اسرائیل وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منہا الایۃ انتہی و اسنادہ حسن مع انہ مرسل۔

لکھی ہو کہ یہود نے آکر حضرت سے کہا کہ اگر آپ سچے نبی ہین تو شام کو چلے جائیے کیونکہ وہی زمین محشر ہے اور وہی زمین ہے پیغمبرون کی ہے۔ اس سلئے حضرت نے غزوہ تبوک کا قصد کیا جالانکہ اصلی غرض آپکی یہ تھی کہ ملک شام کو تشریف لیجائین جب بمقام تبوک پہونچے تو خدا نے سورہ بنی اسرائیل کی آیات وان کادوا لیستفزونک من الارض کو نازل کیا۔ اسناد اس روایت کی حسن ہین اگرچہ مرسل ہو۔

اس واقعہ سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ حضرت اس سفر مین حقیقۃً بغرض جہاد نہین جاتے تھے۔ اسی لئے حضرت علیؑ کو ساتھ نہین لیا کہ جہاد کی تو نیت نہین ہو۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ ملک شام مین جا کر قیام فرمائین جہان تمام انبیا مبعوث ہوئے جسکے مطلب یہ ہوئے کہ ملک عرب تو سارا ہمارا مطیع و منقاد ہوا اسلام کا پھریرا تمام عرب مین لہرانے لگا۔ اب ملک شام کو مسخر کرنا چاہیئے۔ اسلئے حضرت کو ضرورت ہوئی کہ مدینہ مین ایسے شخص کو خلیفہ بنائین جو درحقیقت ہمارا خلیفہ اور قائم مقام ہو۔ چنانچہ اوسی فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۶۳ مین ہو۔

وفی اول حدیثہما انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لعلی لابد ان اقیم او تقیم فاقام علی فسمع ناسا یقولون انما خلفہ لشئ کرہہ منہ فاتبعہ فذکر ذلک لہ فقال لہ الحدیث واسنادہ قوی و وقع فی روایۃ عامر بن سعد بن ابی وقاص عند مسلم والترمذی قال معویۃ لسعد ما منعک ان تسب ابا تراب قال اما ما ذکرت ثلاثا قالہن لہ رسول اللہ ص فلن اسبہ فذکر

هذا الحدیث وقوله لاعطین الرایة رجلاً یحبه الله ورسوله وقوله لما نزلت فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم دعا علیاً وفاطمه والحسن والحسین فقال اللهم هولاء اهلی ص۳۰۷

یعنی اس حدیث انت منی بمنزلت هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی کے بیان حضرت نے جناب امیرؑ سے یہ فرمایا تھا کہ ضرور رہے یا تم رہو۔ یا ہم رہیں۔ پس قیام کیا حضرت علیؑ نے۔ اسکے بعد کچھ منافقون کو یہ کہتے سُنا کہ وہ کہتے ہین حضرت علیؑ کو اسوجہ سے چھوڑا ہو کہ آپکو کچھ باتین ان کی ناگوار ہوین۔ پس حضرت علیؑ بھی بعد روانگی حضرت عقب سے روانہ ہوے جسپر حضرت نے اس حدیث کو فرمایا۔ اس حدیث کی اسناد قوی ہین۔ اور روایت عامرین جیسے مسلم وترمذی نے روایت کیا ہو یہ ہے کہ معویہ نے سعد بن ابی وقاص سے (عشرہ مبشرہ سے ہین) کہا کیون نہین تم گالی دیتے علیؑ کو سعد نے جب تک حدیثین رسول اللہؐ کی جو حضرت نے فرمایا تھا یاد رہین گی ہرگز مین گالی نہین دیسکتا۔ ایک تو یہی حدیث ہے دوسری وہ حدیث جو حضرت نے خیبر کے علم کے بارہ مین فرمایا کہ کل مین ایسے شخص کو علم دونگا جسے خدا اور رسول دوست رکھتے ہون۔ تیسری وہ حدیث کہ جب آیہ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم نازل ہوا تو حضرت نے بلایا علیؑ۔ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کو اور کہا خدایا یہی میرے اہل ہین۔"

یہ پوری عبارت فتح الباری کی ہے جسکے صحت حدیث مین اہلسنت کو عموماً اور اہلحدیث کو خصوصاً کسی طرح عذر نہین ہوسکتا جس سے دو باتین تو یقیناً معلوم ہوین۔ ایک یہ کہ حضرت کا یہ سفر بغرض جنگ نہین تھا۔ بلکہ اس غرض سے تھا کہ اب آپ ملک شام مین قیام فرما ہون جسکو یہود نے عرض کیا تھا کہ آپ اگر نبی صادق ہین تو جاکر شام مین رہئے جس سے ہر شخص سمجھتا ہو کہ ایسی حالت مین جناب امیرؑ کو خلیفہ کرنا صرف اس غرض سے تھا کہ آپ مثل ہماری نفس کے تمامی ملک عرب کے خلیفہ و امام ہون کیونکہ اب حضرت کا ارادہ قیام ملک شام مین تھا

دوسرے یہ کہ حضرت نے فرمایا ضرور ہے کہ یا تم رہو یا ہم رہیں جس سے ہر شخص جو کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے کہ مقصود حضرت یہ تھا کہ اس کام کے انجام دینے والے دو ہی شخص ہو سکتے ہیں یا ہم یا حضرت علیؑ پھر آپ ہی بتائیے ابوبکر کیونکر خلیفہ ہو گئے

نتیجہ اسکا بدیہی ہے کہ زیادہ توضیح کی بھی ضرورت نہیں ابن حجر لکھتے ہیں قال الطیبی معنی الحدیث انہ متصل بی نازل منزلۃ ھارون من موسیٰ وفیہ تشبیہ مبھم بینہ بقولہ الا انہ لا نبی بعدی فعرف ان الاتصال المذکور بینھما لیس من جھۃ النبوۃ بل من جھۃ مادونھا وھو الخلافۃ ولما کان ھارون المشبہ بہ انما کان خلیفۃ فی حیاۃ موسیٰ دل ذلک علی تخصیص خلافۃ علیؑ للنبی بحیاتہ صفحہ ۳ جلد ۳

یعنی طیبی نے کہا کہ معنی حدیث یہ ہے کہ حضرت علیؑ کو ہمسے وہی درجہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھے۔ یہ تشبیہ مبہم ہے جسکو حضرت نے لا نبی بعدی سے صاف کر دیا کہ یہ اتصال بحیثیت نبوت نہیں ہے۔ بلکہ علاوہ اوسکے اور وہ نہیں ہے۔ مگر خلافت پس چونکہ حضرت ہارون خلیفہ موسیٰ تھے حالت حیاۃ میں لہذا اس حدیث نے دلالت کیا اسپر کہ خلافت رسول مخصوص ہے حضرت علیؑ کیلئے حال حیات میں"

جس سے تخصیص خلافت تو بدیہی طور پر معلوم ہوئی اب یہ اہلسنت کا وظیفہ ہے کہ وہ اس خلافت کو کسی ایسی ہی نص قطعی سے قطع کریں۔ کیونکہ حضرت ہارون میں تو موت نے فیصلہ طے کیا تھا کہ چونکہ حضرت ہارون قبل حضرت موسیٰ مرگئے تھے۔ اسلیئے وہ خلیفہ نہ ہو سکے۔ تو ویسا ہی یہان بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے بھی عہد رسولؐ میں انتقال کیا ہوتا کہ یہ وجہ حرمان ہو خلافت سے۔

ہاں ابن حجر نے جو روایت لکھی ہے حضرت کے قصد شام کے متعلق اوسکی تفصیل درمنثور سیوطی مین اسطرح ہے۔

اخرج ابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل وابن عساکر عن عبدالرحمن	ابن ابی حاتم۔ بیہقی نے دلائل مین ابن عساکر نے عبدالرحمن بن غنم سے

بن غنم رض ان الیھود اتوا النبی ؐ
فقالوا ان کنت نبیا فالحق بالشام فان
الشام ارض المحشر وارض الانبیا
فصدق رسول اللہ ؐ ما قالوا فغزا
غزوۃ **تبوک لا یرید الا الشام**
فلما بلغ تبوک انزل اللہ علیہ ایات
من سورۃ بنی اسرائیل بعد ما ختمت
السورۃ وان کادوا لیستفزونک
من الارض الی قولہ تحویلا فامرہ
بالرجوع الی المدینۃ وقال فیھا
محیاک وفیھا مماتک ومنھا تبعث وقال
لہ جبرئیل ؑ سل ربک فان لکل نبی
مسئلۃ فقال ما تامرنی ان اسال
قال قل رب ادخلنی مدخل صدق
واخرجنی مخرج صدق واجعل لی
من لدنک نصیرا فھولاء نزلت
علیھن فی رجعتہ من تبوک ص۱۹۵ جلد۲
مطبوعہ مصر۔

روایت کی ہے کہ یہود نے آکر حضرت
سے عرض کیا کہ اگر آپ نبی برحق ہین تو
ملک شام کو چلے جائے کہ وہ زمین محشر
ہے اور وہ زمین انبیا ہے۔ حضرت نے
اونکے کلام کی تصدیق کی (چہ خوش) اور
غزوہ تبوک کا قصد کیا حالانکہ اصل مقصود
شام جانا تھا۔ جب حضرت مقام تبوک مین
پہونچے تو ان آیات کو خدا نے نازل
کیا جو سورہ بنی اسرائیل سے ہے
بعد اسکے کہ وہ سورہ ختم ہوچکا
تھا۔ شروع اس آیہ کا وان کادوا
لیستفزونک سے تا بہ تحویلا۔ پس حکم
دیا کہ آپ پھر جائین مدینہ کو وہین آپکی
زندگی ہے اور وہین موت اور وہین سے
مبعوث ہونگے۔ حضرت جبرئیل نے کہا
سوال کرو اپنے رب سے کہ ہر پیغمبر کے لئے
ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت نے فرمایا
کیا سوال کرون تو کہا رب ادخلنی مدخل
صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک نصیرا یہ آیتین حضرت پر بعد مراجعت
تبوک کے نازل ہوئین۔

چونکہ ہم نے سابق مین ہمنے یہ لکھا تھا "اگرچہ اس قرآن مین جو حضرت عثمان کا جمع کیا
ہوا ہے بتفصیل نہ ملیگا" اسلئے اوسپر اڈیٹر صاحب لوٹ دیتے ہین "شیعہ دوستو قرآن
کی بے اعتباری سنتے ہو۔ الحدیث"

لہذا اس حدیث سے وہ بہت کچھ عبرت لے سکتے ہین کہ باتفاق اہل اسلام سورہ بنی اسرائیل مکی ہے جو مکہ مین حضرت پر نازل ہوا تھا مگر اوسکے دس آیخدا نے لگا رکھے تھے کہ جب حضرت مدینہ سے قصد ملک شام کرینگے تب وہ آیات نازل کرونگا چنانچہ تفسیر اتقان مین ہے الاسرا استثنی منہا ویسألونك عن الرّوح الایہ لما اخرج البخاری عن ابن مسعود انہا نزلت بالمدینۃ فی جواب سوال الیہود عن الروح واستثنی منہا ایضًا وان کادوا لیفتنونك عن الباطل الی قولہ ان الباطل کان زہوقا وقولہ قل لئن اجتمعت الانس والجن الایہ وقولہ وما جعلنا الرویا الایۃ وقولہ ان الذین اوتوا العلم من قبلہ لما اخرجناہ فی اسباب النزول صـ۲۶ جلد اول

یعنی سورہ اسرا (بنی اسرائیل) مکہ کا سورہ ہے۔ مگر آیہ یسئلونك عن الرّوح بروایت بخاری مستثنی ہے کہ مدینہ مین نازل ہوا۔ اور آیہ ان کادوا لیفتنونك تا بہ انّ الباطل کان زہوقا (جو دس آیہ ہے) اس سے مستثنی ہے کہ مدینہ مین نازل ہوا۔ اسی طرح آیہ قل لئن اجتمعت الانس والجن۔ اور آیہ وما جعلنا الرویا اور آیہ ان الذین اوتوا العلم۔ کہ یہ سب آیتین مدنی ہین جیسا کہ اسباب النزول مین ہمنے ذکر کیا ہے تو اب اڈیٹر اہلحدیث بتائین قرآن کی بے اعتباری کرنے والے علماے اہلسنت ہین جنمین بخاری و سیوطی کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔ یا ہم کیونکہ اتنی آیتونکو وہ مستثنی کر رہے ہین کہ جو سورہ پندرہ بیس برس قبل نازل ہو چکا تھا اوسمین وہ آیتین شامل کر دی گئین جو پندرہ بیس برس بعد نازل ہوئین تو اب آپ ہی بتائیے یہ جمع کیسا ہوا۔

روایت سیوطی تو کہہ رہی ہے کہ سورہ تمام ہو چکا تھا اوسکے بعد یہ آیات نازل ہوین مگر جو قرآن اسوقت موجود ہے جسپر تمامی اہل اسلام کا عمل ہے اوس قرآن مین یہ آیات بیچ مین واقع ہین کیونکہ آیہ زہوقا پر اسی آیہ پورا ہوا ہے اسکے بعد اکتیس آیہ اور ہین۔ پھر بتائے اس قرآن کی بے اعتباری کا کون ذمہ دار ہے۔

عبرت نامہ

یہ خط جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر دام علاہ کا ہے اور تھا جسکے نسبت اشاعت کی منے خاص طور پر اجازت نہیں لی مگر مضمون عبرت انگیز ہے موزا تھا۔ لہذا شایع کیا جاتا ہے

فغان میں آہ میں فریاد و شیون میں نالے میں ✤ سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

جناب من تسلیم۔

آپ نے اپنی عنایت سے میرا حال دریافت فرمایا اور بھی کئی احباب مجھسے یہ دریافت کرتے ہیں کہ درحقیقت تیرا مسلک اور طریق کیا ہے اور تو کس طائفہ میں ہے کوئی تو مجھکو کٹر وہابی کہتا ہے کوئی بڑا بدعتی کوئی غیر مقلد کوئی شیعہ کوئی ناصبی کوئی خارجی عجیب بلا میں مبتلا ہوں کہ کس کی مت میں گنوں آپ کو تبلاؤں ای شیخ + تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو۔ اصل یہ ہے کہ میں قرآن شریف اور حدیث جناب رسالت مآب علیہ الصلوۃ والتسلیم کا پیرو ہوں نہ مجھکو سنیوں کے خاص مسالک اور مراسم سے کوئی تعلق ہے نہ شیعوں کے تمام مدارج اور مناہج سے نفرت ہے میرا قول تو یہ ہے متاع نیک ہر دو کا نیکہ باشد مجھکو حق سے غرض ہے خواہ وہ کسی مذہب کی بات ہو اصل یہ ہے کہ یہ زمانہ عجب فساد کا ہے جسکی پیشین گوئی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام فرما چکے ہیں فاعتزل تلك الفرق كلها۔ ہمارے اہلحدیث بھائی مجھ سے اسلیے ناراض ہیں کہ میں بعض مسائل توحید اور شرک میں مولوی اسمٰعیل صاحب علیہ الرحمہ کی رائے سے متفق نہیں ہوں سخت اور متعصب وہابیوں کی طرح اولیاء اللہ اور بزرگان دین اور ائمہ عظام کی توہین نہیں کرتا اور ذری سی بات مثلاً وما عند القبر یا شد رحال الی غیر المساجد الثلث یا تقبیل قبور پر مسلمانوں کو کافر اور مشرک نہیں بناتا مراسم شادی اور فرح میں غنا اور سرود کو جائز سمجھتا ہوں حتی کہ مزامیر کو بھی۔ معاویہ اور مغیرہ اور عمرو بن عاص اور سمرہ وامثالہم دشمنان اہلبیت کی تعظیم اور ترضی کا قائل نہیں ہوں مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی سب سے زیادہ مجھ سے اسوجہ سے خفا ہیں کہ میں معاویہ کو بخطاب حضرت اور دعائے رضی اللہ عنہ یاد نہیں کرتا حنفی بھائی مجھ سے اسوجہ سے کشیدہ ہیں کہ میں تقلید مذہب معین کو بدعت اور ناجائز سمجھتا ہوں احادیث جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اقوال ابوحنیفہ پر مقدم جانتا ہوں

سلطان روم کو خلیفہ شرعی نہین مانتا بلکہ دنیاوی شاہون کی طرح ایک شاہ خیال کرتا ہون ہون کے لیے خلیفۃ المسلمین کا لقب ہرگز جائز نہین رکھتا کیونکہ وہ قریش مین سے نہین ہین اور خلافت کیلیے قریشی ہونا بنص حدیث اور باجماع صحابہ شرط ہے حنفی بھائی یہ کہتے ہین کہ چونکہ وہ بزور شمشیر اور توپ و تفنگ متغلب ہین لہذا اون کی خلافت تسلیم کرنا چاہیے مین کہتا ہون پھر تو یزید پلید اور مروان کی خلافت بھی تسلیم کیجیے اور امام حسین علیہ وعلی آبائہ السلام کو باغی قرار دیکر اپنا ٹھکانا جنۃ الدجال مین بنالیجیے تمام سُنی بھائی مجھسے اسلئے ناراض ہین کہ مین جناب امیر کو تمام صحابہ سے افضل اور اعلم جانتا ہون اور محبت اہلبیت مین سرشار رہون شیعہ بھائی میرے اسلئے شاکی ہین کہ مین حضرات خلفائے ثلثہ اور جناب عائشہ صدیقہ کی تعظیم اور احترام کرتا ہون غرض عجب کشمکش مین گرفتار ہون کوئی طائفہ بھی مجھسے خوش اور راضی نہین ہے اس زمانہ کے حضرات فقرا اور مشائخین مجھسے اسلئے ناراض ہین کہ مین اعراس و صندل اور چراغان اور مجلس رقص و سرود اور حال و قال کو طریقہ سنت کے خلاف سمجھتا ہون جناب مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی اور جناب مولوی شمس الحق صاحب عظیم آبادی جو عمائد اہلحدیث مین سے ہین وہ اس امر سے مجھپر ساخط ہین کہ کتاب ہدیۃ المہدی مین مین نے چند مسائل مین ابن تیمیہ اور ابن قیم کا خلاف کیا ہے اور نیز اسبب سے بھی کہ بعض مسائل مین مین متفرد ہون جیسے معذور کے لئے حضر مین بھی ظہر اور عصر مغرب اور عشا کو ملاکر پڑھنا اور غیر معذور کے لئے بھی کسی ضرورت سے اسمعیلی نماز مین وضع اور ارسال یدین دونون جائز ہونا اذان مین حی علی خیر العمل کہنا جائز ہونا وضو مین غسل رجلین اور مسح رجلین دونون جائز ہونا بسم اللہ پکار کر پڑھنا گو سرا بھی جائز ہے سجدہ رکھنا بوریا یا زمین پر نماز پڑھنا بہتر ہے غرض مجھکو کسی طائفہ اور کسی فرقہ مین پناہ نہین ہے اور گویا حدیث شریف جناب رسالت مآب کا مصداق ابوذر غفاری رضی کی طرح اس زمانہ مین مین ہی ہو رہا ہون الحمد للہ علی کل حال حال کا واقعہ یہ ہے کہ جلد پنجم ہدیۃ المہدی جو میری تین سال کی محنت اور عرق ریزی سے تالیف ہوئی تھی اور بصرف زر زر ابتغاء المرضاۃ اللہ مین نے اوسکو برادران اسلام کی خدمت مین مفت گذراننے کے لئے طبع کرایا تھا جب قریب اختتام پہنچی تو بعض

متعصبین احناف اور نواصب کے بے اصل شکایات پر جناب گورنمنٹ نظام دام اقبالہ ضبط کرلیگئی حالانکہ اس جلد مین سیاسیاتی مسائل کے ایک جملہ یا ایک حرف بھی ملکی معاملات کے متعلق نہ تھا ہر چند تفرع وزاری کی گئی کچھ سود نہ ہوئی بلکہ مین اولٹا مجرم اور گنہگار اور قابل سزائے سخت قرار پایا انا للہ وانا الیہ راجعون انما اسکو بثی وحزنی الی اللہ یا اللہ اب سوا تیرے کوئی میرا معین اور مددگار صفحہ ارض پر نہین رہا فاقبضنی الیک غیر مفتون واغفرلی خطیئتی یوم لاینفع مال ولا بنون والسلام خیر ختام

خاکپائے سادات کرام وغلام اہلبیت عظام علیہم السلام

وحید الزمان عفا اللہ عنہ ۔

اصلاح ہم نہین سمجھتے حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو کسنے اس حکم سخت پر مجبور کیا کیونکہ حضور نظام خود ایک فہمیدہ اور رزرس ہیر فرمانروا ہین ۔ کسی شخص متعصب کا کام ہے کہ اوسنے اسطرح مجبور کیا

جب گورنمنٹ انگریزی نے باوصف عیسائیت اسطرح کی تمامی مذاہب کو آزادی دی رکھی ہے تو ایک اسلامی سلطنت کے بالکل خلاف ہے وہ ایسا حکم دے جس سے مذہبی آزادی روکی جائے حالانکہ ہر تابع کو اپنے متبوع کی پیروی لازم ہے لہذا ہمکو حضور نظام خلد اللہ ملکہ سے امید واثق ہے کہ وہ ایک اسلامی سلطنت پر ایسا بدنما دہبہ نآنے دینگے جس سے سابق زمانہ کے مظالم لوگون کو یاد اور تازہ ہو جائین لا اکراہ فی الدین وقل لی عملی ولکم عملکم پر عمل کرنا چاہیئے اور آپ پر جب باوصف اس اقتدار کے اور اتحاد اصول وفروع مذاہب اہلسنت کے یہ ظلم ہورہے ہین تو فرقہ حقہ شیعہ کو کیا شکایت ہو جو بجز اتباع حکم خدا ورسول کوئی کام ہی نہین کرتے اسلئے تمامی صحابہ پرستون کیطرف سے بہدف طعن ہورہے ہین ۔ اڈیٹر

فرقہ اثنا عشری کی حقیقت پر ایک نہایت روشن قرآنی دلیل

جن آیات قرآن پر مجھے بعد التفات یہ مضمون لکھنے کا خیال پیدا ہوا ہے اسکی دو دھبین

اولاً - یہ کہ دلائل ساطعہ وبراہین قاطعہ جو اثنا عشری مذہب کے باب میں از قبیل منقولات ومعقولات موجود ہین اُن میں اس انوکھی اور محکم دلیل کا اضافہ ہو اور بمقابلہ معاندین ذو الفقار حیدری کا کام دیوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ثانیاً - یہ کہ گورنمنٹ برطانیہ کو بیا مرصاف طور پر تحقق ہو جاوے کہ اسلام میں سے کونسا فرقہ اوسکا واجبی طور پر خیرخواہ ہے اور کون اُسکی بقاء ودوام کا بروے مذہب اسلام مستدعی ہے اور کسکے پاک دلمین اُسکی عظمت کا سکہ کالنقش فی الحجر ہے۔

گو وہ آیات ایک خاص گروہ نصاریٰ کے قبولیت اسلام اور اونکے طبائع حق پسندیکے اظہار کے قصہ سے متعلق ہین جیسا کہ اسلامی تفاسیر مین مذکور ہے مگر واقعات زمانہ پر اگر محققانہ نظر ڈالی جاتی ہے تو وہ زمانہ مستقبل کے لئے ایک نہایت عظیم الشان ومبارک پیشگوئی ثابت ہوتی ہے گویا کہ وہ فرقہائے اسلامیہ مین سے اُس خاص فرقہ کی تصدیق کرنے والی ہے جو بمضمون حدیث ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ بہتر فرقون کے صرف وہی ایک فرقہ ہے جو ناجی ہے

وہ آیات حسب ذیل ہین

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ۔ ذالک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (پارہ ۷ - سورہ مائدہ) ترجمہ پائے گا تو لے محمدؐ نہایت سخت عداوت مین یہود ومشرکین کو ایمان والون کے ساتھ مین اور البتہ پاوے گا تو محبت مین نہایت ہی قریب ایمان والون کیساتھ اُن لوگونکو جو لیے کو نصاریٰ کہتے ہین اور یہ اسواسطے کہ اُن مین علماء وعابد ہین اور وہ تکبر کرنے والے نہین ہین۔

ان آیات مذکورہ مین اقوام کے سرشت کا اظہار متقابلۃً کیا گیا ہے کہ کون قوم مومنین کے ساتھ عداوت مین سخت تر ہے اور کون اُن سے محبت مین قریب تر۔ یہان پر صاف طور سے ایمان والون کو اقوام کے عناد وودواد سے آگاہ فرمایا گیا ہے نہ عوام مسلمین کو۔ باب ایمان واسلام کے مرتبہ مین جو تفاوت ہے اوسپر کچھ لکھنا تفصیل

لاحاصل ہے ان آیات کے بعد جو آیات دوسرے پارہ مابعد مین وارد ہوئی ہین وہ واقعہ اُسی خاص گروہ نصاریٰ کی شان مین آئی ہین جو بعد استماع کلام پاک مشرف بایمان ہوا تھا جیسا کہ قصہ اسلامی تفاسیر مین مذکور ہے۔ ہماری رائے مین آیات زیر بحث کو اُن آیات مابعد سے بجز اسکے کہ علاقہ تمہیدی ہو اور کچھ واسطہ نہین ہے کیونکہ اِن مین سرشت کی اطلاع ہے اور وہ آیات مابعد صرف واقعہ خاص کی نظر مین۔ اب پہلے ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا عداوت مشرکین و یہود عارضی تھی یا دائمی تو اسکا جواب ہمکو ملتا ہے کہ وہ عناد جسکی خبر پروردگار عالم نے اشد کے درجہ مین دی ہے وہ کچھ معمولی اور عارضی نہ تھا جو کبھی نسیاً منسیا ہو جاوے بلکہ وہ دائمی اثر ہے کیونکہ مشرکین و یہود کی گروہ کے گروہ اسلام لانے پر بھی اپنی سرشت بد کی وجہ سے فرقہ منافقین کے بانی مبانی ہوتے رہے جو آخر کار مومنین کے حق مین مار آستین ثابت ہوے برخلاف اسکے کوئی ہمکو بتلا دے کہ بعد قبول ایمان نصاریٰ مین سے بھی کوئی منافق ہوا۔ اِس عداوت کفار کے خبر دہی کے مابعد ہی نصاریٰ کے اقرب الی المودت ہونیکا اظہار ہے جو بوجہ متذکرہ بالا دائمی ہے عارضی نہین۔ تاریخ پر نظر ڈالنے سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ ایک حد تک قوم نصاریٰ نے بمقتضاے اپنی نیک طبیعت کے مومنین کو فائدہ پہونچایا ہے اور خود بھی اُن سے مستفید ہوئی ہے۔ چنانچہ تمامی اہل اسلام کو بادشاہ حبشہ نجاشی کا حال معلوم ہے کہ وہ عیسائی بادشاہ تھا اوسنے کسطرح مہاجرین کی عزت کی اور رسول اللہ پر ایمان لایا کہ حضرت نے غائبانہ اسپر نماز جنازہ پڑھی کفار مکہ جنمین عمرو عاص بھی تھا کس طرح تحفہ تحائف لیکر وہان گئے ہین کہ نجاشی سے مسلمانون کو لیکے قبضہ مین لاوین مگر اوسنے انکار کیا پھر آپ کو قصہ مباہلہ معلوم ہے کسطرح نصاریٰ نجران مین سے کچھ لوگ مسلمان ہوئے کچھ لوگون نے جزیہ دینا قبول کیا جس سے سراسر اسلام کی تائید تھی مگر افسوس کہ مسلمانون نے اس قصہ مباہلہ کو بھلا دیا اور کوئی یادگاری اوسکی نہ قایم کی حالانکہ یہ اسلام کی وہ حقانیت و روحانیت آمیز فتح تھی کہ اس سے بڑھکر کوئی فتح نہین ہوسکتی عہد مبارک جناب رسالت مآب مین نصاریٰ کے ساتھ مومنین کا جو برتاؤ رہا اوسکو تو نے دیکھ لیا کہ کوئی غزوہ یا لڑائی بمقابلہ

نصاری واقع ہوئی نہین صرف کلام خداوندی ہی اُنکے لئے مؤثر ثابت ہوتا رہا یہانتک کہ
اہل یمن جو جناب امیر المومنین ع کے ہدایت وارشاد سے بلا جنگ وجہاد مشرف باسلام
ہوے وہ سب یا اکثر اونکے نصاری ہی تھے نہ یہود۔ اسیطرح ہرقل قیصر روم نے جو حضرت کے
نامہ نامی پر تقریر کیا اور مقوقس نے تحف وتحائف بھیجے جنمین حضرت ماریہ قبطیہ بھی ہین
جنسے حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ پیدا ہوئے۔ اور ازواج رسول اونسے حسد کرتی تہین
وہ سب نصاری تھے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت کا برتاؤ انکے ساتھ کیسا تھا کہ نہ
جنگ فرمایا نہ جہاد اور ہزارون عیسائی مسلمان ہوے جنمین سب سے زیادہ مشہور حضرت سلمان
فارسی تھے کہ تمامی صحابہ مین انکا خاص درجہ تھا برخلاف اسکے مشرکین ویہود کو نہ تو معرکہ
آرائیان ہی صراط مستقیم پر لاسکین اور نہ کلام خداوندی ہی اُنکی اصلاح کرسکا۔ بلکہ
جو لوگ رو با صلاح ہوئی بھی تو بکراہت اسی کراہت نے آخرکار نفاق کے شکل اختیار کی
اور اسی خطرناک نفاق کے پردہ مین مومنین کے ساتھ اُنھون نے جو کچھ سلوک کیا وہ کیا۔
اب جبکہ یہ امر بدلائل عقلی ونقلی صاف طور پر طے ہو گیا کہ یہ آیات زیر بحث واقعی مظہر سرشت
ہین تو اب ہمکو اسطرف سوچنا چاہئے کہ مومن کو کس قسم کی محبت کی احتیاج ہے کیونکہ مومنین
کو دین وایمان سے بڑھکر کوئی چیز عزیز نہین۔ پس اُنکا دوست وہی ہو سکتا ہے
جو اون کے مذہبی امور کا محافظ ہو کہ بکمال آزادی اپنے
ارکان مذہبی کو بجا لاسکین تو جو شخص باوصف تخالف مذہبی اپنے زیر دست وکمزور
ہمسایہ مومن کو بلا کسی مزاحمت کے امور دینی کے بجا لانے مین قرار واقعی آزادی عطا کرے
اور معاندین کی دست درازی اور حملہ بیجا سے محفوظ رکھنے کی تدابیر عمل مین لاوے۔ اوس سے
بہتر کون شخص اقرب ہو سکتا ہے زمانہ رسالت مآب مین جو فائدہ نصاری کو یا
نصاری سے پہونچا وہ تو بالاجمال بیشتر مذکور ہو چکا۔ اب اوس مبارک زمانہ کے بعد سے اسلام
مین فرقہ بندی کی بنیاد پڑ گئی ایک فرقہ تو شیعہ ہوا اور دوسرا سُنی۔ اب ہمکو دیکھنا
پڑتا ہے کہ ایمان کس فرقہ مین منتقل ہو گیا اور محض اسلام جو مذہب اعراب تھا
کس فرقہ مین رہگیا۔ اِس امر کی تنقید کے لئے ہم محبت نصاری کے عمل کا مع

رکھکر نہایت آسان طریقہ پر صرف مستند تاریخی اشہر یک وسیع حق بات کو معلوم کرسکتے ہین
کہ کون فرقہ مومن ہے اور کون مسلم پہلے فرقہ شیعہ ہی ہین ایمان کو تلاش کیجیے اور وہ اس طریقہ
پر کہ یہ بات دیکھی جاوے کہ آیا نصاریٰ کے محبت نے عملاً اسکو کچھ فائدہ پہونچایا ہے یا نہین اور
پھر فرقہ سنی کی جانچ کیجئے۔ پہلے سب فرقہ شیعہ کے ائمہ ہدیٰ کی سوانح عمری پر جو کامل الایمان
کہے جاتے ہین بالخصوص اُس امام مظلوم مذبوح من القفا جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا ر
کے سانحہ قیامت خیز کربلا پر غور کیجئے جو تاریخ اسلام مین من جمیع الوجوہ نہایت درجہ اندوہناک
اہم واقع ہوا ہے تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایک موقع پر نصاریٰ نے عزم شہادت امام کیوقت سے لیکر
رہائی اہلبیت اطہار تک قولاً و فعلاً نصرت امام کی ہے اور ان کے قاتلان پر نفرین کی ہے
برخلاف اسکے ہم دیکھتے ہین کہ آجتک نہ تو کسی یہودی نے اور نہ کسی مشرک مورخ نے اپنی
تاریخ ہی مین اس اسلامی دردانگیز واقعہ پر ایسا کچھ دلی ملال ظاہر کیا ہو حالانکہ اکثر
مورخین نصاریٰ نے اس واقعہ پر جو جو یُرد رد ریمارک اُسی قرب مودۃ کے اقتضا سے
کیے ہین اس مظلوم فرقہ کیلئے باعث شکرگذاری ہین اور بجائے خود اُنکے لئے حق پسند طینت ہونیکی
شہادت دے رہے ہین اور باقی آئمہ کے سوانح وہ بھی اس قسم کے نصرت کے قصوں سے خالی نہین
اور نہ کسی عہد امام مین بمقابلہ نصاریٰ جہاد کی تعلیم دینے کی ضرورت ہوئی۔ فدا اُس حدیث
متفق علیہ فریقین پر جو بطور پیشینگوئی ہے غور کیجیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہی قوم
نصاریٰ اسی فرقہ امامیہ کے بارہوین امام یعنی جناب امام مہدی علیہ السلام صاحب الامر
والزمان کی اشاعت ایمان مین نصرت فرمادین گے بوریما سوا اسکے اگر علم انساب پر توجہ
کیجئے تو آپکو معلوم ہوجاویگا کہ جناب صاحب الامر کی والدہ ماجدہ بھی قوم نصاریٰ سے
تھین۔ اس عہد موجود کیطرف غور کیجئے جہانکہ ہر ملت و مذہب کے لوگ رعایائے سلطنت برطانیہ
ہین تو ہم مقابلتاً اگر پوری آزادی پاتے ہین تو فرقہ امامیہ ہین کسواسطے کہ یہ فرقہ جناب
ختمی مرتبت کے زمانہ کے بعد سے عہد انگلشیہ کے تسلط سے قبل تک کچھ مصیبت زدہ اور
مظلوم رہا کہ کسیوقت مین کوئی فرد اسکا اپنے ارکان مذہبی کو پوری آزادی سے جیسا کہ
حق ہوتا ہے ادا نہین کرسکا۔ ادا تو اُسوقت کرسکتا جبکہ اس تمامی فرقہ کی گردن سے کبھی تلوار

سلاطین بنی امیہ و بنی عباسیہ ... اطمینان ہے اب بھی سلطنت ٹرکی و کابل وغیرہ مین جیسا کچھ اس فرقہ کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے وہ ظاہر ہے۔ جیسی گرانقدر آزادی کی برکات عہد برطانیہ مین فرقہ امامیہ کو بالخصوص میسر ہین نہ تو پہلے اسکو نصیب ہوئین اور نہ آئندہ کسی عہد غیر مین توقع ہے۔ اپنی عادل و نامور گورنمنٹ پر یہ فرقہ ایسا ہی مباہات کرتا ہے جیسا کہ جناب رسالت مآب نے نوشیروان عادل پر بار ہا فخر فرمایا تھا۔ کیونکہ عدالت خود اسکے اصول دین مین سے ہے۔ اب دوسرے فرقہ کا موازنہ کیجئے کہ آیا اُسنے بھی کبھی محبت نصاریٰ سے قربت عمل کی ہے جو دلیل ایمان قرار دی؟ تو اسکا جواب افسوس کہ ہمکو نفی مین ملتا ہے۔ کیونکہ پہلی کارروائی اس خلافت کی یہ ہوی کہ نجاشی بادشاہ حبشہ سے وہ تعلقات قطع ہوگئے جو عہد رسول اللہ سے قایم تھے۔ بعد جو کارروائیان ملک مین اور یمامہ مین کین وہ تواریخ مین مذکور ہین۔ پھر قیصر روم و سلاطین مصر کے ساتھ جو سب نصاریٰ تھے انکا سلوک مشہور ہے۔ کیونکہ اس فرقہ کے خلفا، و سلاطین نے محض ملک گیری کی ہوس مین جہاد کے نام سے ہزارہا نصاریٰ کو بیگناہ بلا امتیاز تہ تیغ کر ڈالا اس شائستہ زمانہ مین بھی جو ایک زبردست طاقت اُس فرقہ کی موجود ہے وہ سلطنت ٹرکی ہے جسمین رات دن طرفین مین خانہ جنگیان ہی ہوتی ہین دور کیون جایئے ذرا اپنے ہمسایہ پہاڑی مسلمانون کو دیکھیے کہ جو اثر برطانیہ سے بالکل آزاد ہین جنکے یہان نصاریٰ کا خون ہر وقت مباح اور خونریزی ناحق فعل واجب ہے اُن کے لوگ تعلیم جہاد و بحکم نقض امن کرنے پر ہر وقت مستعد۔ تو اب ان حالات پر نظر کرنے کے بعد بھی کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان ہر دو گروہون مین آپسمین کچھ محبت ہے یا کبھی ہوئی تھی یا آئندہ ہونے کی توقع ہے۔ ہرگز نہین۔ امر محال۔ اگر فرقہ سنی کا یہ دعویٰ ہو کہ اُسنے نصاریٰ سے بلحاظ تحصیل علوم مغربی مودۃ حاصل کی ہے تو اولاً خلاف مفاد آیہ قرآنی ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے نصاریٰ اقرب مودۃ ہین مومنین سے جسکی تصدیق اس سے نہین ہوتی ثانیاً اس

۵۔ ملک ریاست حیدرآباد دکن مین جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کے خط مین پڑھ لیجیے جو اسکے قبل ... حالانکہ تمامی اہل اسلام کو معلوم ہے کہ وہ کیسے عالم اہلحدیث مین صحاح ستہ کے مترجم مگر صرف اس جرم پر کہ وہ قابل مدح نہین سمجھتے اسلئے مواخذہ ہوا اور انکی کتاب ضبط کرلی گئی۔ ۱۲ اصلاح

مفاد میں اسکا ہمسر فرقہ بھی نا ایک معتد بہ حصہ کا شریک و سہیم ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ
امور دینی کے بجالانے میں فرقہ سنی نے بھی پوری آزادی پائی ہے تو کوئی ہمکو
بتلاوے کہ اسکی آزادی میں فرق ہی کب آیا تھا بلکہ اس عہد میں بمقابلہ بیشتر کے
جبکہ گھر کی سلطنت تھی اس فرقہ کی آزادی میں بہت زیادہ نقصان پہونچا ہے
گویا کہ ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ حاکم و محکوم میں ہوتا ہے اس جانچ پرتال کے
بعد ہمکو معلوم ہو چکا کہ فرقہ سنی محبت نصاریٰ سے اتنا ہی دور پڑا ہوا ہے جتنا کہ
ایمان و اسلام میں تفاوت ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب محبت نصاریٰ سے
جو بحکم خدا معیار ایمان ہے یہہ فرقہ دور رہا تو ایمان سے کورا رہا اور محض اس
اسلام میں رہ گیا جو مذہب اعراب تھا جسکی ہمارے نزدیک بمقابلہ ایمان
کچھ وقعت نہیں۔ گویا کہ اُسنے مومنین کے اغراض دنیوی پورا کرنیکے لئے وجود
پایا ہے۔ اب ہم آیات کریمہ کی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ صرف
فرقہ شیعہ ہی مومن ہے جس سے نصاریٰ نے قدیم الایام سے قرب مودت کا
اظہار کیا۔ اور جب یہی فرقہ مومن ہوا تو حسب فحواے حدیث بمقابلہ دیگر اسلامی
تہتر فرقونکے یہی ایک ناجی ہوا اور باقی ناری۔

اب یہ فرقہ اپنی معزز گورنمنٹ انگلشیہ کے بقا کیلئے اُسی نہج پر دست بدعا
ہوتا ہے جیسا کہ کوئی اپنے محسن اور سچے دوست کیلئے صدق دل سے
دعا مانگتا ہے کیونکہ یہ امر بیشتر مسلم ہو چکا ہے کہ اسکے بقا سے اس فرقہ کی فلاح
و صلاح وابستہ ہے۔ نہیں تو بقول سنجھے۔ پھر وہی کنج قفس ہے وہی صیاد
کا گھر۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھیگا کہ اس محبت و وداد نے ہمکو کبھی اس سے
روکا ہو کہ تلقین و تعلیم سے ہمنے کبھی چشم پوشی کی ہو کیونکہ اسکا حکم تو خاص ہمکو
ہے۔ وادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم
بالتی ھی احسن۔ جسکی ہمیشہ تعمیل ہوا کی ملاحظہ ہو عماد الدین مصنفہ تاج العلما
مرحوم بمقابلہ پادری عماد الدین پھر تنزیہ الفرقان مصنفہ جناب مولوی سید محمد صاحب

اکبرآبادی۔ پھر اعجاز التنزیل خلیفہ سید محمد حسن خان مرحوم تنبیہ المخالفین مصنفہ مولوی سید فیض حسن صاحب بھاونگری بمقابلہ امہات المومنین وغیرہ۔ جس سے معلوم ہوگا کہ ہمنے بھی اونکے ساتھ کسقدر اظہار مودت کیا کہ ہمیشہ اونکو راہ حق دکھاتے رہے۔ مگر کمال تہذیب و متانت کے ساتھ۔ بخلاف اسکے اگر دوسرے اسلامی فرقون نے اونکا کچھ جواب دیاہے تو اس دریدہ دہنی اور گندہ زبانی سے کہ معاذاللہ حضرت عیسیٰ پر ایسے ایسے اتہامات لگائے کہ خود اونکے فرقہ والے بھی شرمندہ ہوے۔

اس مضمون سے ہمارے سنی بھائیون مین ہل چل پڑجاویگی اور ان کے فطرتی عناد مین جو فرقہ ناجیہ سے دیرینہ ہے مزید ترقی و ہیجان پیدا ہوجانیکی توقع ہے مگراب وہ زمانہ نہین رہا کہ اس فرقہ کی آواز گلوگیر رہے اور فرقہ بخوف تلوار سلاطین ناریہ اعلاء کلمۃ الحق نہ کرسکے اتو اسکے خالص دوست حکمران ہین اب مومنین سے یہ التماس ہے کہ نفس مضمون اگر پسند والا ہوجاوے تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے۔ مضمون کی ٹوٹی پھوٹی بندش اور واقعات کی بے ترتیبی پر براہ کرم لحاظ نفرمائیے۔ کیونکہ راقم کو عمر بھر مین یہ پہلا اتفاق ہوا ہے کہ اسکے قلم سے ایسا دقیق و وقیع مضمون نکلا ہے کہ جسکی اشاعت کا وہ دل سے طالب ہے اسکا یہ دعوی نہین ہوسکتا کہ اسپر مخالفین کے اعتراضات نہ ہونگے جبکہ وہ خود جانتا ہے کہ کلام خداوندی بھی معاندین کے اعتراضات لاطائل سے محفوظ نہین رہا۔

الراقم سید محمد علی حسنین حشرہ اللہ مع الحسنینؑ۔
ساکن موضع سردھنی۔ ضلع بجنور

شیعی اڈیٹران اور خریداران اخبار کی خدمت مین التماس

یہ وہ زمانہ ہے کہ جناب سید الشہدا روحی لک الفدا سفر مین تھے آپکے اہلبیت یار و انصار ہمراہ رکاب مایوسی کی حالت مین سفر کررہے تھے خیر خواہان امام مظلوم

جو اسرار خداوندی کو اچھی طرح نہ جانتے تھے نہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرح اسرار الٰہیہ سے ماہر تھے موقع محل پر سفر کی ممانعت کر رہے تھے مگر وہ شخص جو امت احمدیہ کا زندہ کرنے والا سنت رسول ؐ کا بیج بونے والا احکام خدا و رسول کی اشاعت کرنے والا تھا کسی کی باتوں کی پرواہ نہ کرکے استقلال اور جوانمردی کے ساتھ روضہ رسول ؐ سے منزلوں دور سفر کے مصائب برداشت کرتا ہوا منزل مقصود پر پہونچنے کا متمنی تھا۔ دوسرے جانب یزید و خیر خواہان یزید جو اسلام کو بازیچہ اطفال سمجھتے تھے شراب خواری و محرمات ابدی کے ساتھ زنا کرنا اُنکا طریقۂ عبادت تھا قیامت کو خیال موہوم اور بہشت کو دل خوش کن مگر فضول وعدہ سمجھتے تھے فوجوں کی درستگی میں مشغول تھے پروانے پر پروانے لکھے جاتے تھے کسی سے ملک بخشنے کا وعدہ ہوتا تھا کسی کو دینار و درم کا لالچ دیا جاتا تھا دشمنان رسول ؐ جو اپنا مطلب گانٹھنے کے لئے اسلام لائے تھے اسلام کی خرابی اور چراغ امامت کے بجھانے پر تلے ہوئے تھے۔ پنجتن پاک میں سے ایک کا وجود بھی اپنے لئے قہر الٰہی اور اسلام کی درستی کا ذریعہ سمجھتے اُنکا یہ خیال صحیح بلکہ اصح تھا کہ اسلام کی اشاعت صرف اسی ایک دم پر موقوف ہے مگر وہ ناہنجار عقل کے دشمن یہ نہ سمجھتے تھے کہ خدائی قوت ہرگز اُنکو کامیاب نہونے دیگی حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوکر بھی اسلام کی اُس سے زیادہ خدمت کرینگے جتنی آپ نے زندگی میں کی دشمنان اہلبیتؑ کچھ اُسی زمانہ میں ختم نہیں ہوگئے بلکہ پہلے سے زیادہ آجکل اُنکا دور دورہ ہے سال گذشتہ کے واقعات کسی اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں کہ تمام سنی اخباروں میں ایسے ایسے دل آزار مضامین شایع ہوئے جنکو دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوجائیں جگر پانی پانی ہوجاوے کلیجہ مثل مچھلی کے حرکت کرنے لگے اگر خدانخواستہ کسی بزرگ کو اُس سے اختلاف ہو تو وکیل وطن۔ النجم۔ کرزن گزٹ۔ اہلحدیث بدر قادیان۔ پیسہ اخبار وغیرہ وغیرہ دیکھ لیں تاکہ تسکین ہوجاوے۔ محبان اہل بیت کو اچھی طرح یقین کرلینا چاہئے

کہ اون کے برادران یوسفی سال گذشتہ کی طرح انسداد عزاداری کے لئے مضامین کی فوجون کو مہیا کر رہے ہین آخر ذی الحجہ مین ہر طرف سے ایسے مضامین کا ریلا ہوگا۔ کوئی شیعون کو درانداز کہیگا کوئی ظالم کوئی باغی بنائیگا کوئی مخرب اسلام کوئی ابن سبا یہودی کے چیلون کے نام سے یاد کریگا تو کوئی گمراہ کرنے والونکا خطاب بخش دیگا ایسی حالت مین محبان اہلبیت و پیروان اسلام کو لازم ہے کہ مثل جناب مظلوم کربلا صبر سے کام نہ لین۔ وہ امام تھے اُنکو اتمام حجت کرنا تھا۔ اگر خدا نخواستہ ہم لوگ خاموش رہینگے تو عزاداری ہندوستان سے مفقود ہوجائیگی سوائے مٹھی بھر شیعون کے کوئی امام حسین علیہ السلام کا نام لیوا نظر نہ آئیگا۔ دنیا کفر و ظلمت سے بھر جاویگی ہم لوگ شیعہ کہلاتے ہین ہمپر لازم بلکہ واجب ہے کہ محاسن عزاداری سے لوگون کو خبردار کرین اور اُن مضامین کا ترکی بہ ترکی جواب دین جو عزاداری کے خلاف شایع ہون بلکہ انسداد عزاداری کے مضامین شایع ہونے سے پہلے محاسن عزاداری کے مضامین شایع ہون نظر بہ حالات مین جملہ شیعی اخبار کے اڈیٹران کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ آپ صاحبان بھی متحدہ طور پر شہید کربلا غریب نینوا صابر و شاکر مقتول تیغ جفا کے ماتمی یادگارون کی حفاظت و اشاعت مین غیر معمولی کوشش سے کام لین اور اپنے اخبار کو ہر بار کا ایک ایک پرچہ اس غرض کے لئے وقف کردین یعنی ماہ ذی الحجہ کے پرچے یا محرم کے پرچے مین سوائے اثبات تعزیہ داری اور محاسن عزاداری کے دوسرے مضامین بالکل نہون اور اگر ضرورتاً ہون بھی تو بہت ہی کم اور جملہ خریداران کی خدمت مین ادب سے گذارش ہے کہ وہ پرچے کو خود پڑھکر نہ رکھدین بلکہ موقع و محل سے لوگون کو سنادین تاکہ عزاداری کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہو۔ فقط

سید نورالحسن رضوی بلہوری
ازمقام بانسی ضلع بستی

اصلاح ۱۱ جلد ۱۱ حسینی مضمون عاشورا نہا تا بین کیلئے وقف ہر طلب فرمالین۔ اڈیٹر

کیا حسینؑ ابن علیؑ بیکس ہین!

حسینؑ فرزند رسول الثقلین اور اونکی برادر نامدار جناب عباسؑ علم بردار کی قوت و سلطنت سے کون ایسا فرد بشر ہے کہ وقوف نرکھتا ہو اور مقر نہو ہر زمانہ مین ہر قرن مین ثبوت اس امر کا برابر پایا گیا اور پایا جاتا ہے۔ اور تصدیق مین اس امر کے برابر ظہور معجزات ہوتے رہتے ہین۔ جیسا کہ ہر مدعی پر ثبوت لازم ہے ویسا ہی ان حضرات کی قوت پر یہ خرق عادات کافی ثبوت ہوتے رہتے ہین۔ دعوی امامت جناب امام حسین علیہ السلام مین جو ظہور معجزات ہوے اون سے کتب و دفاتر ملو ہین اور اون کی متبعان سے جو کچھ ظہور مین آیا اون سے سماع اہل عالم مشحون ہین اسوقت بھی بہ مقتضائے ھم احیاء عند اللہ اون سے کیا یعنی اون کے متبعان سے خدا اظہار خرق عادت فرماتا رہتا ہے تاکہ اون کے اجلال و وقعت پر دلیل ہون ذات پاک جناب عباس علیہ السلام کو جو خصوصیت جناب امام حسین علیہ السلام سے ہے وہ ہر ایک پر ہویدا اور آشکار ہے تمام تاریخ ابتدا پیدایش سے روز شہادت تک خدمت وجان نثاری حضرت ابا عبداللہ علیہ السلام مین صرف کردینا شہادت دیرہی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا نے بغرض اجلال حسینؑ وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ منکرین کو ہمیشہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس طرف مجھے تازہ معجزات کی خبر بذریعہ حاجی سید نجم الدین صاحب ملی جو اونکو بذریعہ غلام علی صاحب مجاور کربلا پہونچی

وہ یہ ہے کہ

حضرت عباس علیہ السلام کے روضہ مین ایک مرد عرب کلمات بے ادبانہ کہتا ہوا حقا لگائے ہوئے داخل ہوا اور ضریح اقدس کے پاس اوسی طرح سے چلا گیا (معاذ اللہ گویا مطلب یہ تھا کہ صاحب روضہ میرا کیا کرسکتے ہین) خدا کی طرف سے اوسکو اوسی وقت سزائے بے ادبی ملی اور بندوق اوسکی اسطور

سے چل گئی کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

دوسرا معجزہ یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت پر تہمت زنا کی لگائی وہ بیچاری اپنی برارت وپاکی کی کوئی دلیل نرکھتی تھی۔ زن عفیفہ اپنی بدنامی سے بہت پریشان تھی آخر اوس نے کہا اگر تو سچا ہے تو روضہ حضرت عباس پر چل کر قسم کہا اگر مین گنہگار ہون تو میری سزا ہو ورنہ تو پاداش پاوے۔ وہ مرد کہ رافضی ہوگیا جو ہین اوس نے روضہ پر جاکر قسم کھائی ایک ہاتھ نمودار ہوا اور منہ پر مرد کے طمانچہ مارا کہ اوسکے صدمہ سے وہ غش کھاکر گرگیا اور منہ سیاہ ہوگیا اور دوتین روز کے بعد مرگیا فقط

سید مظہر حسن طبیب مہاراجہ صاحب بنارس از

رام نگر ضلع بنارس قریب گولہ

خادم قدیم پھلواری

کو مسافر جالندھر کی اس تحریر پر بڑا غصہ آیا کہ مسافر نے اڈیٹر اہلحدیث کے فرار پر اصلاح کی گواہی پیش کی۔ مگر نہ معلوم خادم قدیم بھی اصطلاحی حافظ ہین یا کیا جو اسکو نہ سمجھے کہ اصلاح نے کب گواہی دی اور کہان جو یہ الفاظ زیب رقم فرماتے ہین "حالانکہ اصلاح دریدہ دہنی مین۔ حیلہ جوئی مین۔ تحریف معنوی مین۔ دروغ گوئی مین۔ اہلحدیث کی مخالفت مین مسافر سے کچھ کم مشہور نہین ہے"

ہم ان فقرات کے جواب مین صرف ایکدفعہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہین بشرطیکہ خادم قدیم پھولواری مسلمان ہو۔ ورنہ اگر عمری یا بکری ہے توسو آیہ بھی اوسکو ناکافی ہے۔

اصلیت اسکی یہ ہے کہ اصلاح ۵ مین اہلحدیث کا بیان کہ پنڈت بھوجدت صاحب فرار کرتے ہین اور مسافر آگرہ کا بیان کہ مولوی ثناء اللہ صاحب فرار کرتے ہین لکھکر لکھا گیا تھا "کہ پھر تصفیہ کیونکر ممکن ہے مگر تجربہ اصلاح کو آجتک حاصل ہوا اوس سے انہین کا فرار معلوم ہوتا ہی کیونکہ دودوجزو کا مضمون انکے مقابلہ مین لکھا جاتا ہے

اور یہ لکھتے ہین " اصلاح کیون خاموش ہے" ملاحظہ ہو اصلاح ۵ صفحہ
اسی مضمون کو آریہ مسافر جالندھر نے بطور فیصلہ ثالثی شایع کیا۔ اسی پر یہ سب واویلا ہے
جو نتیجہ ہے آپکی مخالفت قرآن کا کیونکہ قرآن کھتا ہے ان جاء فاسق بنبأ فتبینو ا۔
جس سے آپکو تبین لازم تھا۔ مگر آپنے خلاف اوسکے اس آریہ پر اقرار کردیا کہ لکھتے ہین
" شہادت ایڈیٹر اصلاح کی پیش کی" حالانکہ آریہ مسافر کہہ رہا ہے " ہمکو ایک ایسے
ثالث میسر ائے جنکے فیصلہ پر فریقین مقدمہ کوئی عذر پیش کرہی نہین سکتے " صفحہ ۶
اب ﷺ بتائے کون کذاب ہے؟ کیا آپکو شہادت اور فیصلہ مین فرق نہین معلوم؟
شہادت گواہی کا نام ہے۔ فیصلہ روداد مقدمہ پر ہوتا ہے؟
پھر آپنے جو شہادت کا الزام اڈیٹر اصلاح پر دیا تو کیا اس سے آپ مصداق لعنة
اللہ علی الکاذبین نہین ہوے۔ او خادم بات سمجھ کر کیا کر۔
مسافر نے اگر اسلام اصلاح کا اقرار کیا جسکو آپ بہ لفظ شہادت تعبیر کرتے ہین۔ تو آپ
کیون غصہ ہوتے ہین۔ آپکو تو اسلام سے تعلق ہی نہین۔
خیر اگر اصلاح سے آپ ناراض ہین تو اثنا عشری ، شیعہ۔ شیعہ گزٹ ہی پر
ایمان لائے جسکی نسبت لکھتے ہین " گو مذہبی مخالفت ہے مگر پھر بھی وہ صاحب اعتبار
ہین" کیونکہ آپ جہان جائیگا بین حرف کے سوا اچھا حرف آپکو نہ ملیگا۔
مناظرہ کی تاریخ مقرر کرتے کرتے تو النجم ڈوب گیا ایک اہلحدیث رہ گیا ہے۔ اوس نے
آپلوگونکے ابھارنے پر شوال ۱۳۲۵ھ میں اصلاح کو چیلنج دیا جسے اصلاح نے اوسی شوال
۱۳۲۵ھ مین قبول دعوت کا اعلان دیا۔ تو اڈیٹر اہلحدیث کو اسطرح سانپ سونگھا
کہ پھر کوئی آواز ہی نہ آئی یہانتک کہ آپلوگون کے اصرار پر وہ غریب نو مہینہ بعد ۲۰ رجب ۱۳۲۶ھ
کو بولا تو یہ بولا کہ " شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے دبی زبان سے
تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین جسکے لئے ہم
اڈیٹر صاحب موصوف کے شکر گذار ہین۔ مگر بوجہ دیگر مضامین کے ہم اتنے دنون تک
خاموش رہے۔ لیکن دل سے اس مضمون کو بھولے نہ تھے"

او خادم قدیم پھلواری دیکھ تو کون بھاگا۔ اتنے دنون تک کون خاموش رہا۔ پھر کس عزت سے تم مناظرہ کا نام لیتے ہو اپنے مولوی ثناء اللہ یا اڈیٹر النجم سے تاریخ مناظرہ مقرر کرا دو بہ استثناء ماہ مبارک رمضان و ماہ محرم اور مقام مناظرہ اور بقول مولوی ثناء اللہ صاحب حکم جو ثالث ہون۔ پھر قدرت خدا دیکھو۔

آپ یہ غلط سمجھتے ہین کہ "آریون کی دنیوی مصلحتون کا اہم مقاصد اسلام کی دشمنی ہے" کیونکہ جو مذہب کچھ بھی اصلیت رکھتا ہوگا خواہ آریہ ہو یا عیسائی وہ اہل اسلام کا دشمن نہین ہوسکتا۔ بلکہ وہ اُسی اسلام کا دشمن ہے جسکے مدعی تملو تمک مخالفین اسلام ہو کہ خلاف حکم خدا و رسول رفتار کرتے ہو۔

آپکو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی کارروائی دیکھنا ہو تو اونکا اخبار مسلمان دیکھیے جسمین جواب مسافر آگرہ جو حضرت آدم کی پیدائش کا حال حدیثون سے اوسنے لکھا تو مولوی صاحب اوسکے جواب مین لکھتے ہین "جب کبھی تمام مسلمانون کے مخالف لکھنا چاہو تو صرف قرآن مجید سے لکھا کرو۔ مسلمان ۷ شوال ۱۳۲۷ھ

کہیے یہ کون جواب ہے کہ صرف قرآن سے لکھا کرو۔ یعنی حدیث مت چھوو۔ اسکے کیا مطلب ہین یہی نا! کہ حدیث کے جواب سے ہم عاجز ہین۔ کوئی جواب نہین دیسکتے۔ اس جواب سے تو بہتر سکوت تھا۔

خادم قدیم الزام دیتا ہے "اگر اصلاح مین حمیت اسلامی ہوتی تو جس طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کی کمزوری محسوس کیا تھا خود سینہ سپر ہوجاتے اور اپنے پرزور دلائل سے مخالف کو ناکار رکھتے مگر اسے یہ نہین معلوم کہ سب سے بڑھکر دشمن اسلام یہی شخص ہے اور اسکا فرقہ جس سے آریہ وغیرہ فرقونکو ایسی جرات ہوئی لہذا پہلے اصل مخالف اسلام کا دفعیہ لازم ہے۔

تم غور سے دیکھو آریہ کن کتابون سے الزام دیتے ہین صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ معالم التنزیل مدارج النبوۃ وغیرہ جسمین ایسے لغو اور فضول قصے بھرے ہوئے ہین کہ بجز انکار کے اسکا جواب ہی کیا دیا جائے سکتا آپ چاہتے ہین کہ ہم بھی یہی جواب دین کہ قرآن سے الزام

دیا کرو۔
آپنے اڈیٹر النجم کا مناظرہ شیعہ وسنی دیکھا ہوگا جو بصورت رسالہ شائع ہوا جسکا جواب اجمالی اصلاح ۳۰۹ھ مین لکھا گیا اوس رسالہ نے آپکو بتا دیا ہوگا کہ اڈیٹر النجم نے پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے کیسی ذلت اوٹھائی کہ اثبات ایمان خلفاء سے بالکل دست برداری کرکے تحریف قرآن کو پیش کیا جسمین مولوی محمد سجاد صاحب معمولی طالب العلم شیعہ نے اونکو ایسی ٹھوکر دی کہ تمامی باقہم اہلسنت اوسپر رو رہے ہین کہ اڈیٹر النجم نے مذہب اہلسنت کی جگت ہنسائی کی ۔
آپ ابھی بچے ہین اسلئے ضد او رہٹ آپکے تقاضائے فطرت سے ہے۔ یہ مناظرہ ہے اسمین آدمی کو پہلے امانت و دیانت پیدا کرنا چاہیئے۔ پھر جواب معقول دینا۔ اگر اعتراض معقول ہے تو اوسکو قبول کرنا۔
جب تک آپلوگ اپنی صحاح ستہ بلکہ کتب احادیث و تواریخ کو حسب ایمائے مرزا حیرت دہلوی دیا سلائی سے پھونک نہ ڈالئے گا اوسوقت تک جواب معقول ناممکن ہے۔
جانمن۔ اصلاح نے بھی سمجھایا تھا کہ دریدہ دہنی۔ بیہودہ سرائی چھوڑ دو معقول پیرایہ اختیار کرو جس سے خود آریہ کی تحریر درست ہوجائیگی۔ ورنہ تم جسقدر گالیان دوگے اوسیقدر اونکی گالیان تیز ہوتی جائینگی اور وہ جب کھینگے تو بانئے اسلام کی نسبت مگر آپلوگ ہین کہ خلفا کے نام پر آیات و احادیث سنکر تو جامے سے باہر ہوجاتے ہین اور رسول اللہ بلکہ خود خدا وند عالم کی نسبت ہزارون قسم کی بیہودہ سرائی ہوجائے تو آپکو ذرہ برابر بھی حرارت نہین آتی ۔
سنیونکے پیشوا جب کفار کے مقابلہ سے ہمیشہ گریزان رہے تو بھلا وہ شیعیان حیدر کرار سے کیا مقابلہ کرسکتے ہین۔ اور جب جناب امیر نے ابوسفیان کی امداد کو جو خود مدعی اسلام تھا۔ بمقابلہ شیخ اول نہین قبول کیا۔ تو شیعہ کب کسی آریہ یا ہندو کی پناہ لے سکتا ہے۔ مگر اصلی غرض ہماری اصلاح ہے کہ تم آریون کو بد نہ کہو۔ بد تہذیبی سے نہ کلام کرو کہ وہ جب کچھ کھینگے تو خدا و رسول کی نسبت جس سے ہم شیعون کی

دل آزاری ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ ابوبکر عمر کا نام نہین لیتے جس سے تمہارا دل فگار ہو اور سمجھو کہ بزرگان دین کی توہین سے کیا صدمہ ہوتا ہے۔

گاؤخوری سے توبہ کرنے کی راے نہین دی گئی تھی۔ بلکہ سمجھایا گیا تھا کہ اگر صلح کیلئے گاؤخوری ترک کردی جاے تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صؐ نے بھی ایک قوم سے زکوۃ لینا معاف کردیا تھا۔

مگر تمہ گون نے مخالفت قرآن پر اس طرح حلف اوٹھایا ہے کہ آیہ انما المشرکون نجس مین تاویل کرکے آب وغذاے ہنود کو شیر مادر بنا رکھا ہے۔ اور ہندوون کا نجس کھانا پانی پی کر اون کی دل آزاری کو ایسا ضروری سمجھا ہے کہ محض اسی لئے گاے کا گوشت کھاتے ہو کہ اون کی دل آزاری ہو۔

حالانکہ اگر تمکو کچھ بھی عقل وحیا سے حصہ ملتا تو سب سے پہلے تم اس گای خوری کو چھوڑتے کہ اسکی بدولت تمھارا خدا اور رسول گالی سننے سے بچتا مگر جب خدا اور رسو پر ایمان ہی نہین تو اسکی ضرورت کہان سے ہو۔

ہم نے دیانند کو گالی دینے سے اسی لئے منع کیا تھا کہ بمقابلہ پیغمبر اسلام وہ بدزبانی نہ کرین۔ مگر تمکو اسی پر اصرار ہے تو تمکو اختیار ہے۔ لیکن کیا نصیحت کا بھی ہمکو حق نہین ساری خرابی تو یہی ہے کہ تم مسافر اور اہلحدیث کے مقابلہ کو اسلام وکفر کا مقابلہ سمجھتے ہو حالانکہ یہ مقابلہ پنڈت بھوجدت اور مولوی ثناء اللہ کا ذاتی مخاصمہ ہے جس سے اسلام کو کوئی علاقہ نہین۔

کیا دیانندجی کے حرامزادہ گی سے اسلام کی فتح ہو جائیگی۔ یہ تو طرفین کی سخن پروری ہے اسلام تو لاتسبوا الہتہم کھتا ہے اور لاتنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان کی ہدایت کرتا ہے۔

آریہ کے لئے کسی قسم کی گواہی کا دعوی کرنا مصداق لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے الحمدللہ ہماری نظر ابھی تک اون کلمات سے محفوظ ہے جسکی نسبت دعوی ہے "کیا دیانند کی وہ عبارت جسمین خدا ورسول کو گالیان دی گئین ہین کسی اخبار مین

نہین پڑھی ہے" کیونکہ ہمنے جہانتک فریقین کی تحریرین دیکھین اون مین ابتداے شر ہمیشہ انہین مدعیان اسلام سے ہوتی ہے جسکا جواب آریہ دیتے ہین لہذا بقاعدہ البادی ہوا لاظلم سارا فساد انہین وہابیون کا ہے ورنہ اگر تہذیب و متانت سے آریونکا جواب دیا جاتا تو ممکن نہ تھا اس طرح کی بدتہذیبی وہ دکھاتے دیکھیے آپکے اڈیٹر اہلحدیث خود یرکاش سے ناقل ہین" ہمنے سمجھا تھا کہ مسلمانون کے مذہبی پرچون مین کوئی تو بدتہذیبی سے مستثنیٰ ہوگا لیکن یہان تو سارا آنا ہی بگڑا ہوا ہے" ۲۳ ۲۷ اہلحدیث۔

یہ وہ الزام ہے جسکی نسبت خود اڈیٹر صاحب فرماتے ہین "جنکی ہم بھی تصدیق کرتے ہین" پھر بتائے بدتہذیبی کا جواب بجز بدتہذیبی کیا ہوسکتا ہے۔

یہ بھی آپکا فریب ہے لکھتے ہین "کیا صحابہ کے بغض و عداوت نے خدا او رسول سے بھی بیزار کردیا" کیونکہ حاشا و کلا کسی شیعہ کو صحابہ سے بغض و عداوت نہین صرف خلفاے ثلثہ کو بوجہ کفر و نفاق بتعمیل حکم البغض للہ والحب للہ دشمن رکھتے ہین مگر آپ کی اصطلاح مین صحابہ سے صرف یہی اصحاب ثلثہ اور اونکے ہمراہی مراد ہوتے ہین۔

یہ جملہ سب سے نرالا ہے "آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کو منافق لکھتے ہین سبحان اللہ تقیہ تو آپکے ہان فرض ہو اور منافق مولوی صاحب ممدوح ہون اگر مولوی محمد حسین صاحب کے قول کو ثبوت مین پیش کرتے ہین تو وہ باخود رہا کی رنجش کے لفظ ہین وہ اصلی معنی مین نہین لئے جاسکتے" اس فہم عالی کا کیا جواب ہے اگر کسی آریہ کا قول لایا جاے تو وہ قول دشمن قرار پاے۔ اگر شیعہ کا قول لکھا جاے۔ تو وہ قول شیعہ قرار پاے۔ اب مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت پیش ہوئی تو باخود رہا کی رنجش بن گئی۔ پھر سند لائی جاے تو کس سے یہ بھی تو ارشاد ہو۔

تما: فرقہ باطلہ کے نفاق کی تو سب سے کھلی ہوئی دلیل یہی ہے کہ وہ زبانی تقیہ کے مخالف ہین حالانکہ قرآن مین نص صریح الا ان تتقوا منہم تقیہ موجود ہے اور مولوی

ثناء اللہ کے منافق ہونے کی دلیل تو خود اونکا قول و فعل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب قبلہ مولوی کی ہزاروں شہادتین ہین۔

آپ خدا اور رسول واہلبیت اطہار کی شہادتون کی نسبت بھی تو یہی کہتے ہین" وہ باخودہا کی رنجش کے لفظ ہین وہ اصلی معنی مین نہین لئے جاسکتے" تو پھر بتائیے خدا اور رسول و اہلبیت کے اقوال جب آپکے نزدیک قابل قبول نہین تو مولوی محمد حسین صاحب کی نسبت کیون نہ آپ تاویل کرینگے۔

مگر قرآنی آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ایسا فیصلہ ناطق ہے کہ پھر جاے دم زدن نہین رہتا فریقین سے ایک شخص اسکا مورد ضرور قرار پائیگا خواہ مولوی محمد حسین یا مولوی ثناء اللہ یا جناب امیر و حضرت عباس اور خلیفہ دوم جنہون نے لکھا تھا کہ تم دونوا ابوبکر اور ہمکو کاذب غادر خائن آثم جانتے ہو اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ کون حق بجانب ہے جسکا مخالف مورد آیہ معلوم ہو سکے۔

خادم قدیم کا یہ اضافہ علم اللغۃ مین بالکل جدید ہے کہ" باخودہا کی رنجش کے لفظ اصلی معنی مین نہین لئے جاسکتے" مگر یہ نہ بتایا کہ پھر کس معنی مین لئے جائینگے کیا بقول اڈیٹر النجم ملاحظہ ہو صفحہ ۳۱ ۱۲ جلد ۷ زد کے معنی لکھا یا اور رفت کے معنی مار امراد لئے جائینگے" اصطلاح کے معنی مراد ہین۔

افسوس کہ اس شخص نے ایک ایسے کذب صریح کا ارتکاب کیا ہے کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب اسکی تکذیب فرما رہے ہین ملاحظہ ہو اہلحدیث ۲۲ جلد ۷

تمام دنیا کے ہتک آمیز القاب مجھے دئے گئے ہین۔ معتزلی جھوٹا۔ اہلحدیث۔ دغاباز مکار۔ فریبی چوہا۔ بلکہ دہریہ"

اب خادم قدیم بتائین کہ اگر ان الفاظ سے اصلی معنی نہین مراد ہین تو پھر یہ سب ہتک آمیز القاب کیونکر ہونگے جسپر مولوی ثناء اللہ صاحب فریاد کر رہے ہین۔ اور اگر ایسے الفاظ اپنے معنی اصلی مین نہین مراد ہوتے تو پھر علم جرح و تعدیل ہی غائب ہوتا ہے۔

آپ کہلت شرماتے ہین" شہادت جناب ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ پیش کیجئے مگر یاد رہے لفظ شہادت

کیا ہے جسپر و من یکتمھا فانہ اثم قلبہ وارد ہے اور خلاف کیلئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین
اصلاح ۸ مین لاہور کے ایک درخت کا تازہ واقعہ اخبار اہلحدیث سے چھپا تھا جسکی نسبت
لکھتے ہین "حالانکہ جس اخبار سے نقل کیا ہے (پیسہ اخبار) اوسنے صاف لکھدیا تھا"

ابتو اس خادم قدیم کو بھی تصدیق لعنۃ اللہ علی الکاذبین مین عذر نہو گا کیونکہ
وہ اس واقعہ کو پیسہ اخبار سے نقل ہونا بیان کرتا ہے حالانکہ اصلاح مین بتصریح تمام منقول
عنہ کا نام اہلحدیث مرقوم ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۴

آپ رام باغ اور راناوہ - اور داناپور کے درخت کے گواہ پھلواری کے پیش کرتے
ہین مگر اصلاح نے جو قرآنی آیہ وان یروا ایۃ یعرضوا عنہا و یقولوا سحر مستمر اوسپر
مطلق نہ خیال کیا کہ یہی تو ہمیشہ سے کفار کا طریقہ رہا -
حضرات پھلواری جنمین جناب مولوی شاہ سلیمان صاحب کو مین اپنا بزرگ سمجھتا ہون
نہ معلوم اب کیون خارجیت کی طرف مائل ہو رہے ہین جنمین اب ایسے لڑکے پیدا ہو رہے
ہین کہ اس طرح کی گندہ تحریرین شایع کرتے ہین حالانکہ مولوی شاہ سلیمان صاحب تو
مدعی ولاے اہلبیتؑ اطہار ہین اور رشیعہ اولی ہونیکا دم بھرتے ہین - کاش جو حضرات
پھولواری کے بدنام کرنے کو ایسی تحریرین شایع کرتے ہین اونکی نسبت اگر شاہ صاحب
ایک اعلان شایع کر دیتے کہ ایسے مجاہیل دائرہ علم سے خارج ہین تو پبلک کو اطمینان
ہوجاتا کہ یہ اسلاف کے خلف نہین ہین جنکی نسبت پبلک کو گمان نیک تھا -
درخت لاہور کے بعد آپ شعر مصطفےٰ را بے کفن اندا ختند پیر آتے ہین کہ یہ الحاقی ہے -
مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت مگر آدمی کو سمجھ کر کلام کرنا چاہیئے انظر الی ما
قال ولا تنظر الی من قال پیر نظر رہے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط کیونکہ تمام دنیا کو معلوم
ہے آپکے خلفاے ثلثہ شرکت دفن رسول اللہ سے محروم رہے - پھر اسکی کیا فکر ہے
کہ یہ مصرع ملا روم کا ہے یا نہین -
آخرمین آپنے جناب فخر الحکما دام ظلہ سے خطاب کیا ہے لکھتے ہین " اپنے مخدوم حکیم علی اظہر صاحب
کی خدمت مین ملتمس ہون کہ واسطے ائمہ علیہم السّلام کے آپ جو کچھ لکھنا چاہین بشوق سے

لکھیں پڑھیں، مگر آریون کی اعانت سے دستکش ہو جائین"۔
مگر یہ عجب التماس ہے کہ دعوی مخدومیت بھی ہے اور پھر مقربانہ نصیحت بھی جناب فخرالحکما دام ظلہ کو آپکے بزرگون کی خدمت معلوم ہے کہ ایکدفعہ حضرت نے ایک شخص کو باشارہ تیر فرمایا اسنو تو خلیفہ دوم سمجھ گئے یہ شخص اب شہید ہوگا اور جب حضرت نے انتقال کے وقت فرمایا ایتونی بکتاب تو آپکے خلیفہ نے کہا ان الرجل لیھجر تو کیا وہی رنگ خدمت آپ مین نہین ہے کہ لکھتے ہین مخدوم اور ایسے الفاظ جگرخراش لکھتے ہین جو افترآمیز ہی ہے کہ ہر صاحب حس اوس سے متاثر ہو۔
آریون کی اعانت کا الزام دینا طرفہ ماجرا ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے لایجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ یعنی لوگون کی دشمنی تمکو اس بات پر نہ آمادہ کرے کہ انصاف کو چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو یہی تقوی کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کہ خدا خبیر ہے تمھارے عملون سے۔
جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ صرف عداوت سے ہم انصاف کو نہین ترک کرسکتے تو پھر آپکی یہ فرمایش خلاف قرآن ہے یا نہین۔
ہان اگر آپ یہ فرماتے کہ حق کی اعانت کرو باطل کو دفع کرو تو بے شبہہ درست ہوتا۔ مگر یہ فرمایش تو کسی طرح قابل قبول نہین "آریون کی اعانت سے دستکش ہو جائین"۔ اگرچہ وہ حق پر ہون۔
کیون صاحب آپکے خلیفہ دوم تو مشرکین طائف کی اسطرح تصدیق کرین کہ حضرت کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہوجائے حالانکہ یقیناً وہ مشرکین برسرناحق تھے۔ مگر آپ کو اپنے خلفا پر نہین غصہ آتا اور غصہ آتا ہے کسپر کہ جناب فخرالحکما دام ظلہ پر جو محض ناکردہ گناہ ہین نہ کبھی کوئی تحریر ممدوح کے نام سے شایع ہوئی نہ ممدوح نے اپنی کسی تحریر مین اسکا اشارہ کیا یا آریہ کا نام لیا۔ کیونکہ اصلاح کی تحریرین تو خاص خادم کی ہوتی ہین یا دیگر نامہ نگار حضرات کی۔

برائے خدا ذرا لکھیئے تو مینے یا جناب فخر الحکما دام ظلہ نے کہان اور کس موقع پر آریون کی اہانت کی ہے جو اسقدر غصہ ہو رہے ہین کیونکہ اصلاح تو فضل خدا سے ان خرافات سے پاک رہتا ہے - صرف ایک موقع پر واقعات سے فرار مولوی ثناء اللہ کی تصدیق کی تھی کہ بقرینہ غالب ضرور اونہون نے فرار کیا ہوگا - اگر اسیکا نام تائید آریہ ہے تو تمامی علماے اہلسنت جنمین بخاری کا اول نمبر ہے موید و معین کفار قرار پاتے ہین جنہون نے صدہا ہزارہا روایتین اس مضمون کی لکھدین کہ بیشک خلفاے ثلثہ نے مقابلہ کفار سے فرار کیا - پس اگر اسی کا نام اعانت آریہ ہے، تو اس گناہ مین ہم کیا خدا بھی شریک ہے جسنے فرار صحابہ کو قرآن مین بتصریح تمام فرمایا ثم ولیتم مدبرین -

سبحان اللہ کیا شوخ چشمی ہے کہ لکھتے ہین گو آپکی اہانت سے مسلمانون کو کوئی ضرر نہین ہوگا خدا اپنے دین کا خود حافظ ہے" حالانکہ یہ وہ کلام ہے جو جناب امیرؑ نے عمر سے فرمایا تھا پھر کیونکر ممکن ہے کہ آپ اوس کلمہ کا میرے مقابلہ مین اعادہ فرمائین یہی تو باعث ہے کہ ہم اسطرح آپکے مولوی صاحب کی بے ایمانیونکو طشت از بام کر رہے ہین کیونکہ جانتے ہین اصلی مخالف اسلام یہی ہین انکی اعانت سے دین حق کی اعانت نہین ہوسکتی ہے - یہ تو دین حق کے ڈبونے والے ہین - دین حق کا محافظ خود خداوند عالم ہے -

"ہان ہان ہم جانتے ہین - مرزائی - حنفی - اہلحدیث - بلکہ آریہ بھی سب ایک ہوجاتے ہین اور حق کے مٹانے مین کوئی کسر اوٹھا نہین رکھتے - الکفر ملۃ واحدہ -

یہ فقرہ نہایت ہی چست ہے "ہان یہ بھی یاد رہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی شان پاک مین سنیون کے قلم سے جو کچھ لغزش ہوئی اوسکے ذمہ وار آپ ہین اور خدا و رسول کے سامنے آپ ملزم ٹھرینگے ورنہ ہملوگ خاندان کے ہر فرد کو بزرگ اور اپنا پیشوا جانتے ہین "

جس سے اسقدر تو یقیناً معلوم ہوا کہ" ائمہ علیہم السلام کی شان پاک مین سنیون کے

لغزش ہوئی؟ مگر اسکو نہ لکھا کہ اوسکے ذمہ وار کیونکر ہوے جبکہ قرآن مین تصریح صریح لاتزر وازرۃ وزر اخری موجود ہے کہ ایک کی گناہ کی بازپرس دوسرے سے نہین ہو سکتی۔
آپکی یہ تاویل تو معویہ سے ماخوذ ہے جسنے قتل حضرت عمار پر کہا تھا کہ ہمنے اونکو کب قتل کیا اونکے قاتل تو وہی حضرت علیؑ ہین جو ساتھ لائے اگر وہ نہ لاتے تو کاہے کو قتل ہوتے جسپر جناب امیرؑ نے فرمایا تو پھر لازم آتا ہے کہ قاتل حضرت حمزہ رسول اللہؐ ہون جو اپنے ساتھ لائے تھے۔
وہی تاویل آپنے کی کہ لغزش ہو سنیونکے قلم کو اور ذمہ وار اوسکا ہو۔ اصلاح۔
کیون صاحب سنیون کے قلم کی لغزش کے ذمہ وار تو بقول آپکے شیعہ ہون۔ مگر آریون کی لغزش قلم کے ذمہ وار سنی نہ ہون یہ کونسا انصاف ہے حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے آریون کی زیادتی صرف اسوجہ سے ہے کہ علماے اہلسنت نے حکم قرآن لاتسبوا الھتہم فانہم یسبون الھتکم کی مخالفت کی اسوجہ سے آریون نے یہ زیادتی کی۔ پھر سنیونکو اس الزام سے بچانا اور شیعونپر لگانا نا انصافی نہین تو اور کیا ہے۔
آپلوگونکا تو قدیم الایام سے یہی دعوی رہا ہے کہ ائمہ اہلبیتؑ کی اتباع و محبت کا شرف صرف اہلسنت کو حاصل ہے۔ پھر شیعونکے مقابلہ مین جو اون حضرات کی شان پاک مین سنیونکے قلم کو لغزش ہوئی۔ اسیوجہ سے نہ کہ وہ شیعون کے امام ہین؟
ہان صاحب خاندان کے ہر فرد کو بزرگ و پیشوا ماننا شاید اس غرض سے ہو کہ ابولہب بھی آجاے جو معویہ کا پھوپھا تھا ورنہ ہم اہل اسلام تو صرف اونہین لوگونکو بزرگ و پیشوا جانتے ہین جنہین خدا اور رسول نے بزرگ و پیشوا کہا ما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا۔
افسوس کہ خلیفہ دوم کا فقرہ ان الرجل لیہجر ایسے منحوس وقت مین نکلا کہ آجتک ہوسکا اثر باقی ہے کہ آپنے خاندان رسالت کی بزرگی کا اقرار بھی کیا تو اس لہجہ مین جس سے حکم خدا کی مخالفت لازم آئے۔
ہم آپکو اور آپکے تمامی اہلحدیث کو نصیحت کرتے ہین کہ ہمیشہ ایمانداری کا خیال رکھا کیجئے خواہ بمقابلہ آریہ لکھیئے خواہ بمقابلہ شیعہ و حنفی و وہابی۔ کہ پھر کوئی گرفت نہین کرسکتا۔

ورنہ اگر ایک قدم بھی آپنے ایمانداری سے علحدگی کی کہ اصلاح سرکوبی کیلئے موجود ہو وان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

دوسرا درویش چارزانو ہو بیٹھا الحدیث مورخہ ۱۵ ذیقعدہ مین بعنوان "کیا اثنا عشری بھی مفتری ہو اصلاح جوابدے" ایک طولانی تحریر لکھتا ہے ۔

جسکا قابل خطاب یہ فقرہ ہو "انجمن اتحاد لکھنؤ کے ضمن مین اصلاح صاحب فرماتے ہین "جس کی آسان صورت یہ ہو کہ ہم کسی سے مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کرین کسی سے مخالفت مخاصمت نہ کرین بلکہ حکم محکم لکو دینکو ولی دین پر عامل ہون جسکو اہل سنت اگرچہ منسوخ جانتے ہین مگر خدا اور رسول پر یہ افترا ہے اصلاح بابت ماہ رمضان المبارک ص۳۹ جلد ۱۳ ۱۹

اصلاح کے اس فقرہ کو لکھکر آپ لکھتے ہین "اثنا عشری شیعوں کا ایک ہفتہ وار ارگن ہو جو سید صغیر حسن صاحب شمس زیدی الواسطی کے اہتمام سے دہلی سے شایع ہوتا ہے ۔ وہ بیچارہ بھی اس زد مین آگیا ۔ اخبار مذکور لالہ ہنسراج کی تقریر کے متعلق اشاعت اسلام کو نقل کرتے ہوئے اپنے قومی نوٹ مین رقمطراز ہے کہ !۔

مکہ مین حضرت مامور تھے اس امر پر کہ لکم دینکم ولی دین مدینہ مین جب خداوند عالم نے اسباب جمعیت الضا رہیا فرمائے تو یہ **آیت بھی منسوخ فرمادی**" اثنا عشری یکم ستمبر ۱۹۱۰ء ہمارے عنوان کی تصدیق ہوئی یا نہین کیون جی اصلاح کا جواب دیتے ہو بقول آپکے اثنا عشری مفتری علی اللہ والرسول ہوا یا نہین ؟ کیوب ؎

الجھا ہی پاؤن یار کا زلف دراز مین ۔۔۔ لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

ایڈیٹر اصلاح جلد جواب دے ۔ (اصلاح)

مگر افسوس اس شخص کو یہ بھی نہین معلوم کہ ہلوگونکا اصول ہمیشہ سے یہی ہو کہ سنیونکے مقابلہ مین یا آریون کے مقابلہ مین جب استدلال کرتے ہین تو خود علمائے اہلسنت کے اقوال سے کہ پھر کسیکو عذر نہ رہے ۔ اسیوجہ سے اڈیٹر صاحب اثنا عشری نے علمائے اہلسنت کا مشہور مقولہ پیش کیا جسکو اصلاح نے بھی لکھا ہو کہ اہلسنت اسکو منسوخ جانتے ہین لہذا آپکا پہلا فرض یہ تھا کہ اسکی تحقیق کرتے درحقیقت علمائے اہلسنت اسکو منسوخ جانتے ہین یا نہین پھر علمائے شیعہ سے اسکی تائید کیا

یا اوسکی تکذیب کرتے نہ کہ اڈیٹر صاحب اثنا عشری کے قول سے سند لاتے جو کہ ایک مشہور مقولہ علمائے اہلسنت لکھ رہے ہین۔

اب براہ مہربانی شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ مطبع گلزار محمدی لاہور ملاحظہ فرمائیے

مشہور آنست کہ این سورہ منسوخ است بایت قتال۔ لیکن تحقیق آنست کہ منسوخ نیست زیراکہ مضمون این سورہ بیان کمال تباعد دین کافران و دین مسلمانانست نہ عدم تعرض بلکہ در دین مسلمانان جہاد وقتال نیز داخل است پس منسوخ بودن ان بایت قتال وجہے ندارد انتہی

دیکھئے اس عبارت سے مشہور مقولہ اہلسنت بھی معلوم ہوا یا نہین کہ وہ اسکو منسوخ جانتے ہین۔ پھر یہ بھی ظاہر ہوا کہ نہین یہ دعوی خلاف تحقیق ہے پھر اسکے افترا ہونے مین کیا عذر ہے۔

نامہ نگار صاحب قرآن وحدیث کے متعلق تحقیقات علما کا ذکر ہوتا ہے۔ نہ اڈیٹرون کا اگر تفسیر شیعہ دیکھنا چاہتے ہین تو تفسیر منہج الصادقین صفحہ ۱۱۴۹ جلد ۲ ملاحظہ ہو۔

پس این آیہ متضمن اذن نباشد در کفر ومنع از جہاد تا منسوخ باشد بایہ القتال ہمچنانکہ بعضے برانند پھر لکھتے ہین وبنابراین اقوال نیز منسوخیہ آیہ ازین لازم نمی آید چنانکہ گذشت۔

اب ہم ناظرین اصلاح سے امیدوار ہین کہ وہ اصلاح ۴۰ کے مضمون انجمن اتحاد لکھنو کو پھر غور سے پڑھین کہ ہمنے کیا عرض کیا تھا اور اوسکی غرض بجز اتحاد بین الاقوام کیا ہوسکتی تھی۔ مگر مفسد طبیعتین اوسپر کسطرح حملہ آور ہو رہی ہین کہ قرآن کے اوس صریح آیہ کو جسنے تمام اقوام مین اتحاد والفت کا رابطہ قایم کیا ہے کس طرح منسوخ کیا چاہتے ہین تاکہ آتش فتنہ وفساد ہمیشہ مشتعل رہے اور قرآن کو اس فساد کا موید بنارہے ہین۔ حالانکہ سورہ یونس مین دوسرا آیہ اسکا موید موجود ہے وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم وانتم بریئون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون یعنی اور اگر یہ لوگ تمکو جھٹلائین تو کہدو کہ میرے لئے میرے عمل ہین اور تمھارے لئے تمھارے اعمال تم سب بری ہو اوس چیز سے جو ہم عمل کرتے ہین اور ہم تمھارے اعمال سے بری ہین

دیکھئے اڈیٹران اہلحدیث آریہ۔ حنفی۔ عیسائی۔ مرزائیون سے لڑنے کیلئے اس آیہ کو بھی منسوخ کرتے ہین یا کیا؟ کیونکہ مطلب وغرض دونو آیہ کا ایک ہی ہے۔

اسکے بعد نامہ نگار ندکور لکھتا ہے سنگے ہاتھون اصلاح کی ایک اور حرکت کو ہم روشنی مین

لانا چاہتے ہین - ناظرین غور سے پڑھین -

اڈیٹر اصلاح شیعہ ہے یا آریہ حضرات شیعہ جواب دین - اس عنوان "انجمن اتحاد لکھنؤ" کی تحت مین اڈیٹر صاحب اصلاح فرماتے ہین -

آریون کی نسبت اگر غور کیجئے تو بجز اختلاف عقاید کے جو لوازم اختلاف مذہب سے ہے کوئی فعل اونکا مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہوسکتا - (صلہ پرچہ مذکور)

معزز ناظرین سے عموماً اور برادران شیعہ بالخصوص اثنا عشری سے خصوصاً دریافت کرتا ہون للہ وہ خدا لگتی شہادت دین کہ کیا واقعی ہین آریون کا کوئی فعل مسلمانون کے واسطے اشتعال انگیز نہین ہے ؎

میرے دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

آہ وہ قوم جو خدا اور رسول کو گالیان دینے مین ضرب المثل اور مشہور آفاق ہو جسنے نہ صرف بزرگان اسلام پر ہرزہ درائی کی ہو بلکہ انبیاء علیہم السّلام بھی جن کی سنان زبان سے نہ بچے ہون حتی کہ داور مطلق خلاق عالم بھی جن کی دشنام دہی کا نشانہ بنا ہو آج وہی قوم ایک شیعہ کی زبان سے سراہی جائے - افسوس افسوس میرا کانشنس تھراتا ہے میری ضمیر شہادت دیتی ہے کہ ایک شیعہ کی زبان سے ایسا فقرہ انکا کوئی فعل مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہوسکتا کا نکلنا حضرات صحابہ بالخصوص خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بغض و عداوت کا نتیجہ ہے - کیا جس کے خدا کو گالیان دی جائین جنکے رسول پر تبرہ کیا جائے وہ قوم بھی کہنے والے کو اچھا کہہ سکتی ہے - آج مسلمانون نہ صرف مسلمانون بلکہ تمام اقوام و ملل کا بچہ بچہ جانتا اور مانتا ہے کہ فی زمانہ آریہ سماج کے سپوتون نے جیسی کچھ تبرے بازی اور دشنام دہی اسلام و قرآن نیز نبی عربی علیہ افضل الصّلوٰۃ والسّلام کی شان مین کی ہے اپنی آپ ہی نظیر ہے - مشتے نمونہ از خروارے - بحکم نقل کفر کفر نباشد نقل کرتا ہون ملاحظہ ہو -

(۱ صلام)

اسکے بعد چند اقوال آریون کے لکھے ہین -

اس تحریر کے جواب کی ضرورت نہین کیونکہ اصلاح ۲ مین پوری تفصیل مذکور ہے جسکو

نامہ نگار نے حذف کر دیا اور صرف ایک فقرہ لیا جس سے مصداق لاتقربوا الصلوٰۃ ہوئے۔ اور جسقدر لکھا وہ بھی تمامتر مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ کیونکہ اصلاح کی عبارت اسی کے متصل اسطرح ہے کوئی فعل اونکا مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہو سکتا بخلاف مسلمانونکے کہ مثلاً گاؤخوری انکی ایسی ہے کہ اس سے رنج پہونچنا اونکا ایک فطری امر ہے"
جس سے ہر ذی حس یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہان بحث افعال کی ہے نہ اقوال کی۔ کہ اصلاح نے لکھا تھا آریون کا کوئی فعل باعث اشتعال نہین ہوتا بخلاف مسلمانون کے۔ تو اسمین اقوال آریہ کا لانا خود خلاف اصول ہے کیونکہ اسکو تو خود اصلاح بھی لکھ چکا ہے "ہم اسکو مانتے ہین کہ آریونکا برتاو بھی مسلمانونکے ساتھ کچھ اچھا نہین شکایت کے قابل ضرور ہین مگر کیون صرف انہین وہابیون اور مرزائیون کی بدتہذیبی و سخت کلامی سے جسکا اثر تمام مسلمانون پر پڑتا ہے"
ہان اگر آپ یا آپکے فرقہ والے قول و فعل مین کچھ فرق کرتے ہونگے تو بتائین آریونکا کون فعل موجب دل آزاری مسلمانان ہے کیونکہ فعل سے قول خارج ہے۔
مدعیان اسلام خدا کیلئے اب سے بھی اسلام پر رحم کرو۔ اور رحمۃ العفیس اسلام سے اپنے خدا و رسول کو گالیان نہ سنواؤ۔ اسلئے خود خداوند عالم نے فرمایا ہے لاتسبوا الھتہم فانھم یسبوا اللہ کہ اونکے خداؤن کو گالی نہ دو کہ وہ تمھارے خدا کو گالی دینگے جسمین خداوند عالم لزوم کو بھی بتا رہا ہے کہ تمھارے گالی دینے کو یہ لازم ہے کہ وہ بھی گالی دین۔
وہابیو۔ تم اس سے مطمئن رہو کہ تمھارے مقابلہ مین آریہ جب گالی دینگے تو خدا و رسول کو نہ تمکو نہ تمھارے شیخین و خلفاء کو نہ امام اعظم نہ بخاری کو جس سے تمکو رنج ہو۔ تو اس خیال کو اپنے دل سے نکالڈالو کیونکہ اب وہ خود سمجھ چلے ہین کہ خدا اور رسول کی گالی سے تمھارا دل نہین دکھتا لہذا بہت جلد وہ اب تمھارے خلفاء پر حملہ آور ہونگے۔
ہمنے اسکو مکرر سمجھایا کہ جس کسی سے گفتگو کرو مہذبانہ محققانہ کیونکہ مذہب یا دین کی غرض تو خدا شناسی ہے نہ تحصیل دنیا مگر تم لوگ نہین مانتے تو عنقریب اسکا نتیجہ پاؤ گے۔
اصلاح ملا نے یہ آیت بھی پیش کیا تھا کہ لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ جسنے ہر ایک امت کیلئے ایک طریقہ بنایا ہے جسپر وہ عمل کرتے ہین تو چاہیئے کہ وہ لوگ تمسے اس امر مین جھگڑا

نہ کرین اور تم اونکو اپنے رب کی طرف بلاتے رہو کہ بیشک تم صراط مستقیم پر ہو اور اگر یہ تسے جھگڑا کرین تو کہدو خدا خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو خدا ہی حکم کریگا بروز قیامت اون باتون مین جنمین تم اختلاف کرتے ہوئے

ہمارا عمل اسی حکم قرآن پر ہے اور ہم نہین چاہتے کہ کسی سے بدتہذیبی اور سخت کلامی سے کلام کرین۔ کیونکہ ہم اگر اپنے کسی فریق مخالف کی طرف قلم اوٹھاتے ہین تو صرف اس حکم محکم کی تعمیل مین ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن یعنی بلاؤ تم خدا کی راہ کی طرف حکمت و موعظہ حسنہ سے اور جدال کرو اوس طریق سے جو احسن ہو اسی اصول پر آجتک اصلاح کا عمل رہا اور جبتک زندگی ہے رہیگا انشاءاللہ کیونکہ غرض اصلی تو صرف ہدایت و ارشاد ہے نہ جنگ وجدل۔ اور جنگ وجدل تو بطور دفاع

ہان صاحب آریہ خدا اور رسول کو گالیان دیتے ہین اور ضرور دیتے ہین جسکو خدا نے بطور لزوم فرمایا ہے کہ اونکے خداؤنکو گالی نہ دو کہ وہ تمھارے خداؤنکو گالی دینگے۔ تو آپکو اگر محبت خدا و رسول ہے اونکے خداونکو گالی دینا چھوڑ دیجئے وہ خود بخود ترک کر دینگے۔ اگر نہ بھی ترک کرین تو آپ تو مخالف حکم خدا نہ بنینگے۔

حاشا وکلا اصلاح نے کبھی آریونکو سراہا ہے۔ نہ اونکی مداحی کی۔ بلکہ صرف یہ بتایا ہے کہ تمھاری گالیون کا یہی نتیجہ ہے کہ خدا اور رسول گالی سنتے ہین اور مصلح قوم کا فرض ہے کہ وہ پہلے اپنی قوم کو درست کرے تب دوسرونکو نصیحت کرے اسی لئے ہمیشہ اسکی ہدایت کی گئی کہ مدعیان اسلام کو نہ چاہیئے کہ بدتہذیبی و سخت کلامی سے کام لین۔ مگر افسوس جس قوم نے خدا اور رسول پر افترا و تہمت کرنے مین کوتاہی نکی اوس سے کیا امید ہو سکتی ہے۔

آخر مین ہم اڈیٹران الحدیث۔ النجم۔ الحق۔ الحکم۔ بدر اور اوسکے نامہ نگارون سے ملتمس ہین کہ وہ اگر اصلاح کی کسی تحریر کا جواب دینا چاہین تو لازم ہے کہ اصلاح کی پوری عبارت نقل کرکے جواب دین اور اگر پوری عبارت نہ نقل کر سکین جس سے حق واضح ہوتا ہے تو کم سے کم جس فقرہ کو لکھین پورا لکھین۔ نہ کہ اول و آخر کو حذف کرکے ایک فقرہ لے لین جیسا کہ اس نامہ نگار نے پہلا فقرہ جس کی آسان صورت یہ ہے" لکھا جو ہر شخص کو بتا رہا ہے اسلئے

پہلے کوئی جملہ ہے جس سے یہ بیان ہو۔ اسی طرح دوسری فقرہ کو باعث نہین ہو سکتا تک لکھا اور اوسکے بعد والا فقرہ "بخلاف مسلمانونکے" غائب کردیا جس سے مطلب بھی خبط ہو گیا۔

اس تحریر سے اب کل امیدونکا خاتمہ ہو گیا کہ نہ ہندوونسے صلح ہو گی نہ سنیون سے کیونکہ انجمن اتحاد لکھنؤ کا مضمون نہایت دلسوزی اور ہمدردی سے لکھا گیا تھا کہ باخود ہا ربط و اتحاد بڑھایا جاے بدتہذیبی سخت کلامی موقوف کیجاے۔ ہر شخص اپنی اپنی قوم کی تہذیب و اصلاح مین کوشان ہو مگر لن یصلح العطار ما افسد ہ الدھر۔

نمونہ تائید اسلام - اب اگر آپکو یہ دیکھنا ہو کہ اہلسنت ہمسے کیسے کیسے مسائل مین تائید اسلام چاہتے ہین تو ذیل کا واقعہ ملاحظہ فرمائے۔ ہندوومین پروفیسر مورتی رام نامے ایک ایکٹر ہے جسکا ہندوون نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا۔ اس سے جلکر ایک مدعی اسلام ملت نامے اخبار نے لکھا۔ "مسلمانون مین کئی ایسے اشخاص ہین جو شاید پروفیسر صاحب کو ایکدفعہ ہاتھیا ٹانگ پکڑلین تو ایک انچ بھی جنبش نہ کر دین" اب سنی اور آریہ اخبارون مین مباحثہ کا دنگل گرم ہے بڑے بڑے طولانی مضامین شایع ہو رہے ہین۔ حتی کہ وطن ایسا مدعی تہذیب و وقار اخبار نے بھی اسمین تین کالم اپنے گرانقدر اخبار کے سیاہ کر ڈالے کیا ایسے ہی مباحث مین آپ چاہتے ہین کہ اصلاح مسلمانون کی تائید کرے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

تواریخ تو ہمکو بتا رہی ہے جنگ خندق میں جب عمرو بن عبدود کفار کی طرف سے لڑنے آیا تو حضرت عمر بن الخطاب نے اوسکی شجاعت کی مدح سرائی مین تعریف کا ایسا پل باندھا جس سے پھر کوئی مسلمان کفار سے لڑنے کو نہ [illegible] خداوند عالم سورہ احزاب مین ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ اذ جاؤکم من فوقکم و من اسفل منکم و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر و تظنون باللہ الظنونا۔ یعنی جب وہ (کفار) تمپر اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے۔ اور آنکھین پھر گئین اور کلیجے گلون تک آگئے اور خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

آخر جناب امیر نے اوسکا ایسا فیصلہ کیا کہ ایک ہی ضربت مین دوپارہ ہو گیا۔ اہلسنت کو اس کامیابی پر تو تعریف نہ سوجھی۔ سوجھی تو کیا کہ عمرو بن عبدود کے اوس تھوک کی تعریف کرنے لگے جو مرتے وقت اوسنے تھوکا تھا۔ دیکھئے یہ شرح تحفہ علویہ مین ہے جو اعظم علماے اہلحدیث کی تصنیفات سے ہے صفحہ ۱۹۱

و فی بعض روایات القصۃ انہ لما برک علی صدرہ عمرو تفلہ عمرو فسکن علیہ السلام عن ولہ

لمسارعة بقتله فسئل عليه السلام في ذالك فقال تركته حتى تسكن غضبي من نفسي لئلا قتله لله فصدق في قوله ارجو بذالك نجاة فائز۔ قال بعضهم ان وجود الريق في فم عمرو في تلك الساعة التي يتقلص منها الشفاه وتجف الافواه دليل على ان عمرو اتى دبته من الشجاعة لاتداني لولا انه لاقاه من لم تلد النساء مثله قبله ولا بعد

یعنی جب جناب امیرؑ عمرو بن عبدود کے سینہ پر سوار ہوے کہ اوسکو قتل کرین ۔ تو عمرو نے حضرت کے منہ پر تھوک دیا ۔ حضرت قتل کرنے مین جلدی کرنے سے رک گئے ۔ کسی نے اسکی وجہ پوچھی تو فرمایا ہم اسوجہ سے ٹھر گئے کہ جو غصہ ہمکو اپنی نفس کیلئے اس حرکت سے ہوا تھا ۔ وہ ساکن ہوجائے تو محض رضاے خدا کیلئے اسکو قتل کرین ۔ اس واقعہ سے حضرت کے اوس رجز کی بخوبی تصدیق ہوئی جو بمقابلہ اسکے فرمایا تھا ہم اس ذریعہ سے امیدوار ہین کہ نجاۃ مین فائز ہون ۔

بعض علما نے کہا ہو کہ عمرو بن عبدود کے منہ مین اسوقت تھوک کا پایا جانا جبکہ لب خشک ہوجاتے ہین اور منہ سوکھ جاتے ہین دلیل اسکی ہو کہ وہ شجاعت مین اسدرجہ پر پہونچا ہوا تھا کہ کوئی اوسکا مقابل نہ ہوتا مگر یہ کہ اوس سے ایسے شخص نے ملاقات کی جسکا مثل ونظیر دنیا نے پیدا ہی نہین کیا نہ قبل نہ بعد ۔

دیکھیے یہ اثر ہو عمر صاحب کی تعریف کا کہ ایک علماے اہلسنت عمرو بن عبدود کی شجاعت کا راگ گا رہے ہین اور اوسکے تھوک سے استدلال کرتے ہین ۔ اور یہ نہین دیکھتے کہ دنیا مین کوئی ایسا شخص بھی گذرا ہی جسنے اسوجہ سے اپنے دشمن کی ہلاکت مین تاخیر کی کہ اوس سے بے ادبی ہوئی تھی ۔ جس سے ایک طرح کی نفسانیت پیدا ہوئی تھی ۔ اسیکو ملا روم لکھتے ہین ؎ اوخیو انداخت بر روے علی ✦ افتخار ہر نبی وہر ولی ۔

تو کیا حضرات اہلسنت بھی اسی قسم کی تائید چاہتے ہین کہ مورتی رام پہلوان کی مدح سرائی مین ملت اور وطن کے ہم آواز ہون لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ اڈیٹر

مسافر آگرہ ۔ مورخہ ۱۰ نومبر لکھتا ہے "بیوگ دہرم کی ڈبل فتح" ملاحظہ

ہندوستان مین جو ڈبل فتح ویدک دہرم نے اسلام جیسے کٹر و مضبوط مذہب پر پائی ہے آج چارون طرف سے اسکی شہادتین مل رہی ہین ۔ آریہ سماج کی بدولت ایک ایسا فرقہ تو مسلمانون مین کئی

سال سے پیدا ہے۔ کہ جو فقہ و حدیث وغیرہ تمام جھگڑوں کو چھوڑ چھاڑ کر صرف قرآن پر زندگی بسر کر رہا ہے اور
جو کلمہ میں اللہ کے نام کے ساتھ حضرت محمدؐ کا نام شامل نہیں کرتا۔ اور صرف لا الہ الا اللہ کا پڑھتا ہے۔ مگر اب
خوش قسمتی سے خود اسلام کے اندر ایسے بھی باغیرت اصحاب پیدا ہو گئے ہیں۔ جو بقول "بدر" نماز کے خلاف
اسلامی انجمنوں میں کھلم کھلا لیکچر دینے لگے ہیں۔ چنانچہ یہی قادیانی اخبار راوی ہے۔ کہ چند روز ہوئے۔
کہ ایک علیگڈھ کے تعلیم یافتہ نوجوان نے انجمن ہمدرد اسلام سری نگر میں کھلم کھلا نماز کے خلاف لیکچر
دیا۔ اور حال ہی میں ایک روز جبکہ شیخ امام الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے انجمن ہذا میں
تحریک کی کہ ممبروں کو پابند صوم و صلوٰۃ ہونا چاہیئے۔ تو کئی ایک اصحاب نے اس تحریک کے خلاف
گرمجوشی کے ساتھ پروٹسٹ کیا۔ اور کہا کہ کیا ہم نماز کے بغیر مسلمان نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ آثار صاف
ظاہر نہیں کرتے۔ کہ زمانہ عنقریب ہے۔ جبکہ حق پسند مسلمان یہ کہنے لگیں گے" کہ کیا ہم قرآن کے بجائے
ویدوں کو مانتے ہوئے مسلمان نہیں رہ سکتے"

اب خادم قدیم پھلواری بتائے اسمیں کس کی تائید کیجائے۔ مسافر کو غلط گو بتائیں یا ان مسلمانوں
کو جو کلمہ سے محمد رسول اللہ کو نکال رہے ہیں اور نماز و روزہ کو غیر ضروری بتا رہے ہیں۔

آپ جانتے ہیں ان باتوں کا سرچشمہ کہاں ہے؟ صرف حضرت عمر کی ذات .. صفات سے جسکی نسبت
خود مولوی شبلی صاحب شمس العلما الفاروق میں لکھ رہے ہیں" اس تفریق مراتب کے موجد دراصل
حضرت عمر ہیں۔ کتب سیر و احادیث میں تمنے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے موقع ایسے پیش آئے کہ جناب
رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا۔ کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اسکے خلاف
رائے ظاہر کی" صہ ۲۳

بس جب حضرت عمر عام طور سے رسول اللہ ص کے قول یا فعل کے مقابلہ میں اپنی خلاف رائے ظاہر کرتے
تھے اور اسوجہ سے وہ درجہ خلافت پر پہونچے تو پھر کیوں نہ حضرات اہلحدیث محمد رسول اللہ کو کلمہ
اذان سے نکالیں کیونکہ جب عمر صاحب کی رائے حضرت کے خلاف ہوا کرتی تو پھر عمر صاحب کا نام کیوں
نہ اذان میں لیا جائے جو صرف حضرت ہی کا نام لیا جاتا ہے۔

اسیطرح شیخ امام الدین صاحب کی تحریک کے خلاف پابندی وصلوٰۃ کے خلاف پروٹسٹ کرنا کس
طرح بیہودہ یا نا تمام ہو سکتا ہے جبکہ عام طور پر مولوی شبلی صاحب لکھتے ہیں" قرآن مجید کا کوئی حکم عام ہو

بقیہ صث ہمنے ان مسائل مین مسئلہ خلافت کو اسلئے نہین داخل کیا کہ ۲۶ محرم ۱۳۳۲ھ مین بمقابلہ الہحدیث "الہحدیث کا تمسک قرآن سے لکھ چکے ہین ملاحظہ ہو **اصلاح نمبر۱۰-۱۱-۱۲ جلد۱۱** پھر ماہ صفر ۱۳۳۲ھ جلد۱۲ بعنوان "**اہلحدیث اور قرآن**" اور ماہ ربیع الاول مین بعنوان "الہحدیث کی خلافت راشدہ ملاحظہ ہو ص۳۳ تا ۴۷ لکھ چکے ہین جسکے جواب مین آجتک سکوت ہے- لہذا اسدفعہ پھر نہ لکھا کہ پھر قیامت تک خاموش ہو جائینگے - اور ہم چاہتے ہین کہ ان سے کسی طرح مناظرہ ہو اور کچھ رقم انکے ہاتھ آئے -

رہی آپکی یہ شرط کہ منصف مقرر ہونا چاہیئے تو گو آپکے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اسکو آپکا حیلہ فرار بتاتے ہین - مگر ہم راضی ہین **ایک عالم شیعہ - ایک سنی خواہ وہابی ہو خواہ حنفی اور ایک عیسائی - ایک آریہ** عربی دان مقرر کیجئے ہمکو کوئی عذر نہو گا -

اڈیٹر صاحب اخبار مورخہ ۱۵ ذیقعدہ مین بجواب **کھلی چٹھی** جناب مولوی حافظ فرمان علی صاحب یہ لکھکر کہ آپ امام رازی وغیرہ کا ذکر نہ کیجئے، صرف اپنے دعوی کا ثبوت دین لکھتے ہین "اگر یہ بھی منظور نہو تو لیجیے مندرجہ ذیل مراسلہ پڑھیئے اور ایڈیٹر اصلاح کو ملاکر زبانی مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجئے۔ مراسلہ یہ ہے مخدوما سلام مسنون - آپنے رسالہ اصلاح کے چیلنج کے جواب مین تحریر فرمایا تھا کہ تعین مقام - تراضی طرفین ہونا چاہیئے - مگر میرے نزدیک اسکی ضرورت نہین لہذا اسکے متعلق بہ زور مضمون لکھئے اور تعین مقام کو آپ انہین پر چھوڑ دیجئے فقط والسلام محمد عبد الشکور مدیر النجم از لکھنؤ" بہت خوب اڈیٹر"

اس تحریر نے اچھی طرح بتادیا کہ تحریری مناظرہ سے اوسطرح فرار کیا کہ امام رازی وغیرہ کا ذکر نہ کیجئے - اور **تقریری مناظرہ** سے یون فرار ہو رہا ہے کہ فرماتے ہین "زبانی مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجئے" جسکے مطلب یہ ہین کہ ہم ہی آپکو مناظرہ کا پیغام دیتے ہین اور ہم ہی آپسے مناظرہ کیا چاہتے ہین حالانکہ آجتک جتنی تحریرین انکی یا اڈیٹر النجم کی شائع ہوئین - اونکا مفہوم یہ تہا کہ آپ ہمکو دعوت دیتے ہین اور مناظرہ کیلئے بلاتے ہین" اب یہ ارشاد ہوتا ہے "زبانی مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجئے" یہ خوش ہان ہان اڈیٹر النجم نے جو لکھا تھا "تعین مقام کو آپ انہین پر چھوڑ دیجئے" اسکا اب مطلب کھلا کہ جلسہ یا دعوت کی ذمہ داری تم کیون لیتے ہو اونہین کے سر رہنے دو - کہئے اس سے بڑھکر کیا فرار

ہو سکتا ہو کہ پہلے مناظرہ کی دعوت دی جب وہ منظور ہوئی تو یہ حکم ہوا مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجیے " جسمین آپکا زاد راہ اور نذرانہ وغیرہ بھی داخل ہوگا۔ کیونکہ اڈیٹر صاحب النجم نے تو جواب تنقید بخاری کا محنتانہ بھی مولوی عبد اللہ صاحب غازیپوری سے طے کیا تھا ملاحظہ ہو صـ۲۳ اصلاح نمبر۱۱ جلد ۱
اڈیٹر صاحب اس قسم کی کارروائیون کا زمانہ گیا۔ ہمارا یہ اصول ہو ؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ وگر جنگ خواہی ندارم درنگ ۔

اگر تحریری مناظرہ چاہتے ہین تو بسم اللہ جس طرح ہم آپکی تحریر بجنسہ لکھکر جواب لکھتے ہین اوسی طرح آپ بھی اصلاح والشمس کی پوری عبارت لکھکر جواب دیجیے ۔

اور اگر زبانی مناظرہ کا شوق ہو تو جس ولولہ سے آپ پہلے آمادہ تھے جلسہ کا انتظام کیجیے گورنمنٹ سے منظوری لیجیے حفظ امن کا سامان کیجیے حکم یا منصف مقرر کیجیے مقام و زمانہ مناظرہ معین کیجیے جسکے لیے حسب رائے آپکے تراضی طرفین ضروری ہو پھر اعلان عام دیا جائے فریقین کے علما جمع ہون حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے نہ یہ کہ آپ لکھیے پنڈت جی مناظرہ سے بھاگے اور پنڈت بھوجدت صاحب لکھین مولوی ثناء اللہ بھاگے ۔ اور اصلاح جو کلمہ حق لکھے تو خادم پھلواری لکھے کہ آریون کی [illegible] ہو رہی ہے ۔

اڈیٹر [illegible] اگر دل سے مناظرہ [illegible] جسکا چندبار اعلان دیا اور ہر دفعہ اصلاح والشمس نے مستعدی ظاہر کی مگر وہ نئے نئے حیلہ کرکے روپوش ہوتے گئے ۔ تو براہ کرم بٹیرہ سادات ضلع مظفرنگر کے مناظرہ کا حال جو بتاریخ ۲۶ جمادی الثانیہ مطابق ۱۸۹۳ عیسوی ہوا تھا ۔ مصدقہ جناب مولوی محمد خلیل صاحب مدرس [illegible] مدرسہ دیوبند و مولوی احمد حسن صاحب امروہوی شایع کرین تاکہ معلوم ہو جناب فخر الحکما دام ظلہ اوس مناظرہ مین تشریف لیگئے تھے ۔ اور اہلسنت نے اوسمین کیا نتیجہ پایا ۔

اگر اس مناظرہ کی روئداد آپ مصدقہ علما ہند کو رین شایع کرینگے تو ہم سمجھینگے آپ دل سے مناظرہ [illegible] [illegible] یہ مضامین شایع ہوتے ہین
دیکھیے اڈیٹر صاحب [illegible] بخاری شرط نہین [illegible] ابھی غالبا یہ حضرات زندہ ہونگے [illegible] کا جوہر دکھایئے تاکہ آپکی قوم کو بھی معلوم ہو آپکا مقصود کیا ہے ۔
اڈیٹر

آریون سے ایک سوال - ہردوئی کے جلسہ آریہ سماج مورخہ ۱۴ اکتوبر نے شمس العلما ڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی کا لکچر کرایا جسمین جناب ممدوح نے وید کا حدوث کہ ۷۰۰ سو سال قبل مسیح اسکی تصنیف ہے۔ اور ویدون کی زبان چند برہمنون کی خاندانی زبان تھی - اور یہ بھی کہ وید مین توحید نہین بت پرستی ہے - نہایت توضیح سے ظاہر کیا جسپر آریون مین ایک جوش پھیلا ہوا ہے اور آریہ سماج ہردوئی پر جوشیلا اعتراض ہو رہا ہے - جس سے ہمکو بحث نہین -

اب سنی اخبار نویس خصوصاً مسلمان - الحق وغیرہ اسپر خوب قہقہے لگا رہے ہین جسکے مطلب یہ ہوے کہ جب تمنے اونکو عالم سنسکرت مانکر لیکچر دلوایا تو پہر اونکے تحقیقات پر یقین کیون نہین کرتے -

تو کیا ہم بھی وہابیون اور سنیون سے یہ سوال کر سکتے ہین کہ اصلاح و الشمس مین جب تمامتر آیات و احادیث صحاح ستہ و اقوال علماے اہلسنت ہمیشہ درج ہوا کرتی ہین جنکی اصل عبارت مع صفحہ و نام کتاب و مطبع لکھا جاتا ہے تو پھر اسپر کیون نہین ایمان لاتے کیونکہ ایک حرف بھی تو نہ شیعون کا طبع زاد ہوتا ہے نہ اونکی کتابون کا حوالہ دیا جاتا ہے - پھر کیا وجہ ہے یہ تحریرین نہین قبول کی جاتین اور قصداً مخالفت کی جاتی ہے -

بخاری کا الہام - اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۱ نومبر بعنوان "مدافعت بخاری" راقم ہے -

مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو حق تعالی جزاے خیر دے جو مولوی عمر کریم صاحب کے اعتراضات کا معقول جواب دے رہے ہین - مولینا نے ایک **خلسہ لطیفہ** مین خود امام بخاری کی **روح پاک** سے ان اعتراضات کے جواب مانگے اور جو کچھ ان کی طرف سے الہام ہوا وہ بجنسہ عرض کرتا ہون" دو اعتراضون کے بعد لکھتے ہین **اعتراض سوم** خیر مال المسلم کی نسبت آپنے فرمایا کہ یہ

باب میرا قایم کیا ہوا نہین ہے"

لیجیے چھٹی ہوئی - کہ بخاری کی کتاب مین باب دوسرے نے قایم کر دیا - پھر بخاری کیا ہوئی - افسوس کہ اس روح نے یہ نہین بتایا کہ آخر اس باب کا قایم کرنے والا کون ہے - اور اسکی حدیث کس نے لکھی - اور پھر صحیح بخاری کیا ہوئی - کیونکہ اصلاح ۱۲ مین آپکو مولوی عبدالجبار صاحب کا جواب معلوم ہو چکا ہے فرایت فیہ اشیاء مبیضۃ منہا تراجم لم یثبت بعدھا شیء ومنہا احادیث لم یترجم لہا فاضفنا بعضہا الی بعض یعنی حافظ ابو اسحق کہتے ہین کہ ہمنے اصلی نسخہ بخاری کو

جو محمد بن یوسف فربری کے پاس تھا دیکھا تو اوسمین بہت سے باب ایسے ہین کہ اوس کی حدیث نہین اور بہت سی حدیث ایسی ہے کہ اوسکا باب نہین تو ہمنے بعض کو بعض سے ملادیا۔ جیسنے اچھی طرح بخاری کو خاک مین ملایا تھا۔

اور اس روحانی الہام نے تو اور بھی اوسکا کچومر نکال دیا

اڈیٹر اہلحدیث و النجم کی طرف سے جو رقعہ دعوت مناظرہ کا تقسیم ہوگا اوس موقع پر اگر کوئی آریہ صاحب بھی تشریف لاہین جو فن مسمریزم مین کامل ہون کہ روح بخاری کو بلاسکین ہم نہایت شکرگذار ہونگے کیونکہ شیعہ بھائی تو اس عمل سے یقیناً محروم ہین اور اگر کچھ جانتے بھی ہونگے تو اونکی بات سنی کب مانینگی لہذا۔ شخص غیرمذہب کا بیان ضرور قابل تسلیم ہوگا۔ کیونکہ وہابی تو جب کھینگے ایسی ہی۔

جناب مولوی عمر کریم صاحب کا اشتہار ۱۲ اصلاح ۸ مین شایع ہوچکا ہے پھر سے بغور ملاحظہ فرمائے

خلاصہ کارروائی جلسہ سالانہ تقسیم انعام مدرسہ شارع الشرایع لکھنؤ

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۱۰ء بروز چارشنبہ مکان مدرسہ مین یہ جلسہ ہوا صدر دالان مین قالین کا فرش تھا علمائے کرام کثرہم اللہ تعالیٰ صدر مین رونق افروز تھے اکثر حضرات عمائد فضلا و اطبا و امراء معززین تشریف فرما تھے دوسرے دالان مین طلباء مدرسہ بترتیب درجات انتظام کے ساتھ بٹھائے گئے تھے اسکے بعد صحن مین جو تختون پر فرش بچھا تھا اوسپر درجہ ماتحت کے لڑکے تھے ایک گروہ دیگر مدارس کے طلبا کا بھی شریک جلسہ تھا۔ صدر دالان مین ایک تخت پر پرتکلف فرش بچھا کر انعامی کتابین وسط جلسہ مین چنی ہوئی تھین اور اسناد مدرسہ رکھی ہوئی تھین بعض اخبار و رسائل کے اڈیٹر صاحبان بھی تشریف رکھتے تھے بانی مدرسہ مرحوم و مغفور کے دونون صاحبزادے جناب مرزا محمد جعفر صاحب و جناب مرزا محمد صادق صاحب بھی رونق افروز تھے۔ اول مدرسہ کے ایک طالب علم نے جو حافظ قرآن بھی ہین نہایت عمدہ لہجہ مین سورہ دہر کی تلاوت کی اوسکے بعد سکریٹری مدرسہ جناب حکیم میرن صاحب نے رپورٹ سالانہ اور نتیجہ امتحان کا خلاصہ پڑھکر سنایا جس مین یہ بھی تحریک تھی کہ علم طب کی بھی ایک شاخ اس مدرسہ مین کھولی جائے اور یہ بھی تحریک تھی کہ صنعت کی تعلیم بھی بحث درجات مین ہوجائے۔ جناب نجم العلماء مدظلہ نے طبی شاخ کی بہت اچھے الفاظ مین تائید فرمائی اور اسکی

ضرورت کو واضح کیا اور سو روپیہ چندہ دینے کا بھی وعدہ کیا اور دوسری تحریک کے باب مین یہ کہا کہ طبی شاخ کی اجرا کے بعد اسپر غور کیا جاے اسکے بعد جناب نجم العلما مدظلہ نے زبان عربی کی حمایت وحفاظت کے متعلق نہایت پرجوش اور پراثر تقریر بیان فرمائی بعدازان جناب سید وزیر حسن صاحب بی اے ایل ایل بی نے نہایت عمدہ الفاظ مین اس صورت کو تسلیم کرتے ہوئے اظہار مسرت دلی کیا اور عربی کی ضرورت کو ثابت کیا اور طبی شاخ کے اجرا پر نہایت ہمدردی ظاہر اور اوسمین پوری کوشش کا وعدہ کیا اور اسکے لئے سو روپیہ چندہ دینے کا بھی وعدہ کیا اور اوس طالب علم کیلئے جو مذہبی واعظ کا کام سیکھے دس روپیہ ماہوار وظیفہ دینے کا وعدہ کیا اسکے بعد جناب مرزا محمد جعفر صاحب دام اقبالہ خلف جناب بانی مدرسہ مرحوم نے ایک مختصر تقریر بیان کی جس مین حضرات علما اور دیگر حضرات کی تشریف آوری اور جناب نجم العلما مدظلہ کی توجہ کا شکریہ ادا کیا مدرسہ کے ساتھ ہر طرح ہمدردی کرنیکا بھی وعدہ کیا کہ مین کوشش کرونگا کہ جسطرح والد مرحوم کو مدرسہ سے دلچسپی تھی اوسیطرح مین بھی اوسکی تائید اور اون جناب کی اس باب مین تقلید کرتا رہونگا۔

اسکے بعد دو عربی قصیدے پڑھے گئے اور سب کے آخر مین جناب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز نے ایک اردو نظم نہایت پرتاثیر پڑھی اوسکی بعد انعام تقسیم کیا گیا یہ انعام حضرات مجتہدین نے دست مبارک سے تقسیم کیا جناب نجم العلما مدظلہ اور جناب صدر المحققین دام ظلہ نے ایک ایک اشرفی انعام دینے کا وعدہ اوس طالب علم کیلئے فرمایا جو سال آیندہ کے جلسہ تقسیم انعام مین سب سے عمدہ عربی زبان مین تقریر کرے اور جناب حکیم میرن صاحب نے ایک دوشالہ یا کوئی دوسری چیز پچاس روپیہ کی اوس طالب العلم کو انعام مین دینے کا وعدہ کیا جو سال آیندہ سب سے زیادہ عمدہ نظم عربی آیندہ جلسہ مین پڑھے اور جناب قاسم علی خان صاحب اور جناب سجاد علیخانصاحب نبیرگان جناب مرزا صاحب مرحوم نے پانچ روپیہ ماہواری کا وظیفہ مدرسہ کو عطا کیا اسکے بعد شیرینی بھی حسب معمول تقسیم ہوئی اور جلسہ ختم ہوا بعد ختم جلسہ طبی شاخ کیلئے اور بھی چندہ ہوا جسکی تفصیل یہ ہے۔

جناب نجم العلما مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ	ما،	جناب مرزا محمد جعفر صاحب و جناب مرزا محمد صادق صاحب	
جناب سید وزیر حسن صاحب بی اے ایل ایل بی	ما،	پسران جناب خانبہادر محمد عباس علیخانصاحب مرحوم	صما،

صاحبزادی جناب مرزا صاحب مرحوم	ما،	نواب سجاد علی خان صاحب	عہ
جناب نواب رضا علیخان صاحب خویش جناب زکی الصاحب	عہ	جناب شیخ علی عباس صاحب وکیل	ما،
جناب نواب قاسم علیخان صاحب وجناب		جناب حکیم مرزا محمد مہدی صاحب	ما،

اصلاح۔ الحمد للہ کہ جس مدرسہ نے بعد مدرسہ ایمانیہ سب سے پہلے لکھنؤ مین وجود پایا۔ اور آج جتنے افاضل نامآور ہین اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ۔ آج بعد مدت پھر اوسکی زندگی کی خبر سننے مین آئی والحمد للہ۔

ہم جناب نجم العلما دامت برکاتہ سے بکمال ادب ملتمس ہین کہ اس مردہ مدرسہ کو للہ آپ زندہ کیجئے اسکی حیاۃ وممات کا تمامتر تعلق آپکی ذات ستودہ صفات سے ہے۔ اگرچہ لکھنؤ مین دو مدرسے اور بھی ہین جنمین سلطان المدارس کی بہت ہی عزت ہے۔ مگر جو کام یہ مدرسہ کر چکا ہے اوسکے احسانات سے کوئی شخص سبکدوش نہین ہو سکتا۔ لہذا حضور توجہ فرمائے کہ جو ہوا وہ آپکی توجہ سے اور جو کچھ ہوگا وہ آپکی توجہ سے۔

ہم انشاء اللہ کسی آیندہ نمبر مین ان مدارس ثلثہ پر پوری بحث کرینگے اور ہر ایک کے نقائص علیحدہ دکھائینگے جناب صدر المحققین ونجم العلما دامت برکاتہم کی ایک ایک اشرفی بجای ایک ایک لاکھ کے ہے۔ دیکھئے سال بھر مین کون خوش قسمت نہین بلکہ جان توڑ محنت کرنیوالا لائق طالب العلم اس نعمت پر فائز ہوتا ہے۔ اگر تمامی علما اس طریقہ سے ہمت بڑھائین تو آج بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے۔

اڈیٹر

مژدہ قبول حق۔ جناب سید محمد اسمعیل صاحب بانی مناظرہ فنڈر ضلع جمون جسکا خلاصہ اصلاح میں شایع ہو چکا۔ اطلاع دیتے ہین۔

مناظرہ مین ہم لوگون کی جیت ہوئی۔ مگر تعصب اب اتنا بڑہ گیا کہ رضا دشوار ہے گرد و نواح کے لوگون نے کئی جگہہ راہ حق پایا یعنی مذہب شیعہ اثنا عشری قبول کیا چودھری نمبردار امام بخش صاحب ساکن لنگور تحصیل سانبہ ضلع جمون قوم راجپوت بسہر کے کل موضع نے مذہب حق قبول کیا اور موضع لسواڑہ تحصیل رنبیر سنگھ پورہ سے سید میان امیر حسین و سید غضنفر علی و سید فضل حسین صاحب نے بھی مذہب حق قبول کیا۔ مگر خاص موضع فنڈر مین سابقہ کے سوا جنکا درج اصلاح ہو چکا اور کوئی نہین۔

سنی اخبارون کی تحریرین بالکل غلط ہے ہم راہ حق چھوڑ کر کیسے گمراہ ہوسکتے ہین دیگر یہ عرض ہے کہ اسد علی صاحب تحصیلدار سابق ضلع بجنور ہمکو ہمیشہ ہفتہ وار کوئی نہ کوئی تحریر جواب کیلئے بھیجا کرتے ہین جس سے سخت عاجز ہین۔ مگر ہملوگ بھی اپنے علم بھر اوسکا جواب دیتے ہین۔

اصلاح یہ ہے سنیونکا جوش کہ مناظرہ و احقاق حق کے بعد بھی اگر کوئی مذہب حق قبول کرتا ہے تو اوسکے ساتھ یون چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے اسے قوم ایک امدادی فنڈ قائم کرے پھر دیکھے کیسی ترقی ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء

تاج پوشی ملک معظم قیصر ہند جارج پنجم کی تاریخ ۲۲ جون مقرر ہوئی ہے خدا مبارک کرے یکم جنوری مین ہندوستان مین بھی رونق افروز ہو کر اس رسم کو انجام دینگے جس سے ہم رعایا کے دل مین جو مسرت ہو رہی ہے اوسکا اظہار تو ناممکن ہے۔

مگر یہ معلوم کر کے نہایت افسوس ہوا کہ وہ زمانہ مطابق عاشور محرم ہوگا۔ خدا خدا کر کے یہ مژدہ روح افزا سنا بھی گیا کہ ہمارا شاہنشاہ ہمارے ملک مین آکر تاج پوش ہوگا تو اوسکے ساتھ یہ خبر بھی سنی گئی کہ مسلمانون کے ایام غم مین یہ جشن ہونیوالا ہے نہایت قلق ہوا کیونکہ آپکی وفادار رعایا قوم شیعہ تو آج بارہ سو برس سے زیادہ ہوتا ہے کہ عام طور سے ان ایام مین سیاہ پوش رہتا ہے۔ اور عام مسلمانون مین بھی یہ زمانہ عام طور سے غم و ماتم کا ہے۔

لہذا ہم امید کرتے ہین کہ عنقریب یہ مژدہ سنا جائیگا کہ حضور شاہنشاہ ہند بماہ مارچ سنہ ۱۹۱۲ء مطابق ماہ ربیع الاول اس جشن مبارک کو انجام دینگے جو تمامی اہل اسلام کے نزدیک بوجہ ولادت باسعادت رسول اللہ یہ مہینہ متبرک ہے یا بماہ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ذیحجہ

تمام اسلامی اخبار ہمارے ساتھ اس آواز مین شریک ہین خصوصاً وطن ہمدرد ہند ہمدم ... کے ہم نہایت شکر گذار ہین کہ اونسے نہایت موزون طریق سے اسکو پیش کیا ہے جسکا یہ فقرہ نہایت قابل قدر ہے "دو ایک کروڑ شیعیان ملک اس دن کو سخت ترین ماتم کرنا اگر اہم ترین فرض سمجھتے ہین تو تمام اہلسنت جماعت بھی امام مظلوم و معصوم کا سوگ منانے مین کچھ کوتاہی نہین کرتے حتی کہ اکثر نیک دل ہندو بھائی بھی اور [illegible] مہاراج گوالیار اس بارہ مین مسلمانون سے کچھ زیادہ ہی ہمدردی کا اظہار کرتے ہین" اس تحریر پر ہم جسقدر شکر گذار ہون کم ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اڈیٹر اہلحدیث کو یا بدر الحق کو اسکا مطلق احساس نہوا شاید وہ بھی کچھ آئندہ لکھین۔

سری مہاراج بنارس - کے والی ملک بنانے کی خبر نے عجب طرح کی مسرت پیدا کی کیونکہ جہان اس سے ایک طرف گورنمنٹ کی حق پژوہی معلوم ہوئی کہ اوسنے جب مناسب سمجھا تاج بخشی کی - وہان خود سری حضور مہراج کی خداداد قابلیت نمایان ہوئی کہ گورنمنٹ نے سب سے پہلے انکو منتخب کیا -

چونکہ شیعونکا تعلق اس ریاست سے قدیم ہے اور ہمیشہ مورد عنایات رہے ہین لہذا امید ہے کہ سری مہاراج اس ضعیف قوم کا خاص طور پر خیال فرمائینگے -

لارڈ منٹو بہادر سابق ویسرای ہند ۲۵ کو روانہ ولایت ہوے -

لارڈ ہارڈنگ بہادر جدید ویسرائے ہند ۲۱ نومبر کو داخل کلکتہ اور ۲۵ نومبر سے فرمانروائے ہند قرار پائے - خدا کرے امن اور ملک کو ترقی ہو -

سکرٹری صاحب شیعہ کانفرنس اطلاع دیتے ہین کہ حسب تحریک و استدعاء انجمن تہذیب الاخلاق بنارس - آیندہ اجلاس کانفرنس ماہ اکتوبر بمقام بنارس ہوگا - مرکزی کمیٹی نے بھی منظور کر لیا - تعجب ہے روسائے پٹنہ نے ابھی تک اسکی ہمت نہین کی -

پیسہ فنڈ - شیعہ کانفرنس کے جنرل سکرٹری جناب نواب سید مظفر علی خان صاحب پریسیڈنٹ انجمن جعفریہ رئیس جانسٹھ ضلع مظفرنگر قرار پائے ممدوح سے رسید بہیان طلب کرکے اس فنڈ کی مدد کرنا چاہیئے -

جناب مسٹر علی امام صاحب بیرسٹرایٹ لا حضور ویسرای کی کونسل کے قانونی ممبر مقرر ہوے مبارکباد -

شیعہ حجامون کی استدعا پر جناب سید خورشید حسن صاحب وکیل بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ بہت سے شیعہ حجامونکے نام لکھتے ہین جو رشتہ قرابت کو طیار ہین جناب سید محمد عابد صاحب تعلقدار سکرٹری انجمن حیدریہ بلگرام بھی امام بخش حجام عمر ۲۲ سال کی نسبت تحریر فرماتے ہین - محمد علی عرف ببن جراح حجام مرزا محمد زکی صاحب پل فرنگی محل لکھنؤ سے بھی مراسلات کرنا مفید ہے الحمد للہ صدہا بلکہ ہزارہا حجام شیعہ موجود ہین جو بہ مرشد آباد سے بخوبی یہ امر انجام پا سکتا ہے -

خبر غم جناب سید محمد عسکری صاحب ضلعدار ریاست بسرپور کے عزیز میر علی حسن صاحب نے عین جوانی مین انتقال کیا مومنین امید دعاے مغفرت و نماز ہدیہ میت ہے - سید اولاد حسین صاحب سجاد ضلع ڈرگ سے اپنی والدہ مرحومہ کیلئے خواہان دعاے مغفرت ہین اللہم اغفر لہا -

شیعہ شوگر فیکٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے سپننگ ڈائرکٹر جناب سید شبیہ الحسن صاحب امروہہ محلہ گذری سے تحریر فرماتے ہین ۱۴ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کو بمقام لکھنؤ شیعہ شوگر فیکٹری کا چارج خادم قوم یعنی راقم کو ملا ہے - اسوقت تک ہر سند دفتر کے رجسٹر سرمایہ شرکا کو ٹوٹ پھوٹ گیا - لیکن خاطرخواہ نتیجہ مرتب نہ ہوا کہ رجسٹر پورا بہر و ساکیا جائے جبتک مجموعی رقم آمدہ شرکا کا ہر جز اور تاریخ وصول کا پتہ نہ معلوم ہوگا اسوقت تک نہ منافع کی تقسیم کا رجسٹر قابل اطمینان بن سکتا ہے

کئی برس سے

اصلاح، کے صفحے سیاہ ہوتے تھے۔ مضامین کی بھرمار اور اہل الرائے کی چیخ پکار تھی
کہ "شیعوں کی قومی ضرورت اور بہت بڑی ضرورت کیا ہے؟

"قرآن مجید مترجم بترجمہ شیعہ

خدا خدا کرکے وہ دن آیا کہ اسی اصلاح کے صفحے اسکا پتہ دے رہے ہیں کہ قوم کی ضرورت
کہاں سے پوری ہو رہی ہے۔ اور نہایت عمدہ سلیس با محاورہ اردو ترجمہ
قرآن مجید کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے

اب ضرورت اسکی ہے

کہ قوم کا ہر ہر فرد ادہر متوجہ ہو اور ایک دوسرے کو دکھائے بتائے اور جتائے کہ قوم
کی مسلمہ ضرورت نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے پوری ہو رہی ہے اور یہ
ترجمہ پارہ پارہ کرکے چھٹے پارہ تک تیار ہو چکا ہے اور شایع ہو رہا ہے۔
ہدیہ فی پارہ بلحاظ کاغذ مع اخراجات ڈاک۔ قسم اول ۸/ قسم دوم ۶/ قسم سوم ۴/
علاوہ محصول ڈاک۔ قسم اول ۔۶۔/ قسم دوم ۔۴۔/ قسم سوم ۔۲۔/
لکھائی چھپائی اور کاغذ کا نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر

منیجر۔ جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی دہلی۔

رعایت جدید عید سے ۳۰ محرم تک کل کتابین نصف قیمت پر ملینگی

مناظرہ امجدیہ حصہ اول جسمین آیات و احادیث رسول اللہ و صحابہ کرام و حضرت عائشہ سے لعن کرنا صحیح ثابت کیا گیا ہے فی نسخہ ۱۰ؔ

مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جسمین معاویہ کے تفصیلی حالات بیان کیے گئے ہیں مع مصالحہ جناب امام حسن کی نہایت ہی جدید اور نادر تصنیف ہے۔ صفحات ۲۹۰ قیمت ۶ؔ

جواب شرر یعنی جواب ناول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام جو مسٹر شرر نے لکھا اور تمام مسلمانوں کے دل کو زخمی کیا اوسکا محققانہ جواب جسمین علماء اہلسنت کا الاکھون وضعی حدیث بنانا بھی نہایت تفصیل و تحقیق سے درج ہے بہت کم نسخے رہ گئے ہیں۔ ۱۲ؔ

تنقید بخاری۔ حصہ اول و دوم۔ بسم اللہ سے صحیح بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے پھر اوسکا ترجمہ پھر اوسکی شرح پھر جسقدر علماء اہلسنت نے اوسپر اعتراضات کیے وہ سب لکھے جاتے ہیں اور پھر تحقیقات کی جاتی ہے جس سے حدیث صحیح اور وضعی سب علحدہ ہو جاتی ہے دو حصہ طیار ہو چکا ہے تیسرا حصہ اصلاح کے ساتھ شایع ہو رہا ہے۔

رسالہ وضو ۸ؔ

تاریخ الاذان ۶ؔ

الجمرہ ۳ؔ

ارسال الیدین ۸ؔ

ان چار رسالون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ سنت رسول اللہ پر عامل صرف یہی فرقہ حقہ شیعہ ہے کیونکہ باقی کل مذاہب خلاف حکم رسول اللہ عمل کرتے ہیں۔

مقدمہ شرح نہج البلاغہ ۱۲ؔ

دفع الوثوق عن نکاح الفاروق ۱۲ؔ

تصحیح تاریخ

عقل و تہذیب اہل حدیث ۳ؔ

یہ کتابین وہ ہین جن سے حق اسطرح واضح ہوتا ہے کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے۔

اصلاح۔ کی ابتدائی جلدین تو نہین رہین مگر حسب ذیل جلدین موجود ہین جسمین بعض نمبر کم ہین مگر آیندہ انکا ملنا بھی محال ہوگا۔

اصلاح جلد ۷۔ جلد ۸۔ جلد ۹۔ جلد ۱۰۔ جلد ۱۱۔ جلد ۱۲ عہ

الشمس۔ جلد اول ۶ؔ و دوم ۶ؔ و سوم ۶ؔ و چہارم ۶ؔ اسکے بہت کم نسخے رہ گئے ہین۔ اگر جلد نہ منگایا تو پھر ملنا مشکل ہوگا الشمس نے دنیا مین وہ کام کیا جو آجتک کسی سے نہو سکا کیونکہ ایک طرف مسئلہ تحریف قرآن مین مخالفین کو ایسا خاموش کیا کہ زندہ درگور ہو رہے ہین دوسری طرف آیات بینات کا جواب کشف الظلمات اس تحقیقات سے دیا ہے کہ تمام عالم نے مان لیا مضامین جو آجتک دیکھے نہ سنے تیسری طرف مرزائیون کی خلافت راشدہ کا جواب رد الملاحدہ مین اسطرح حل کر رہا ہے کہ تمام مرزائی باوصف اسقدر جوش و خروش کے جو لوازمہ بطلان وجدت سے ہے انگشت بدندان ہین کہ کسی سے کچھ جواب نہین بنتا ہے۔ اسکا تین نمبر ساتھ شایع ہوتے ہین۔

سالانہ ۶ؔ

مینیجر اصلاح۔

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ نمبر ۳۷۸

عام مسلمانون کی عموماً اور شیعون کی خصوصاً اصلاح

رسالہ

اصلاح

عید غدیر مبارکباد

[illegible]

نمبر ۱۲	بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۲۸ھ	جلد ۱۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری ملیحانہ فنڈ - جناب سید الطاف حسین صاحب منشی نہر کرنال بابت کہال عقیقہ جناب سید مختار حسین صاحب تحصیلدار قائم گنج مراد آباد ۲۱۰ میزان کل ۶۲۳

ہفت بند جناب مرتضی نواب صاحب خلف جناب حاجی وزیر نواب صاحب رئیس پٹنہ دام عزہ چھپ گیا ہے جو ۱۰ صفحہ پر مکمل ہے قیمت ۳ر لطف کلام قابل دید ہے پٹنہ محلہ عالم گنج کافی پتہ ہے -

شکریہ خاص جناب میر سجاد حسین صاحب میر منشی محکمہ پولیٹکل ایجنٹ نے بشکریہ تحفظ مدیر اصلاح ۶ عنایت فرمایا کہ کسی نادار کے نام اصلاح جاری کیا جائے مگر ایک مومن عرصہ سے مجلدات الشمس کا خواہاں تھا لہذا بالعوض جلد اول و دوم الشمس نذر کی گئی - جزاہ اللہ خیرا

اعانت ایران - الحمد للہ کہ جناب مرزا احمد رضا صاحب رئیس موضع رامپور موندیری ضلع فرخ آباد ۳۲۵ نے سب سے پہلے ۵ مہ کی رقم اس مد میں عنایت فرمائی و دیگر رسید عرض ہو جناب سید علی نقی صاحب خلف میر حسین علی صاحب شمسی خریدار ۳۲۳ لاہور نے بھی للعہ اس مد میں عنایت کیا جزاہم اللہ خیرا

شکریہ معاونین اصلاح - اب چونکہ سنہ ۱۳۲۳ھ آج تمام ہو رہا ہے لہذا ہم امید کرتے ہیں کہ معاونین اصلاح ایک خاص طرح کبھی سے اسطرف متوجہ ہونگے کہ اصلاح و الشمس میں ترقی ہو کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں اتنے مخالفین کا جواب دینے والا صرف اصلاح ہے اگر آپنے ہمت افزائی نہ کی تو مشکل ہے حسب ذیل حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنکی توجہ سے اصلاح بفضلہ ترقی کر رہا ہے -

جناب حکیم اصغر علی صاحب موسوی راولپنڈی	لہ	جناب سید زمان علی شاہ صاحب کربلائی	لہ
جناب مرزا حسن علی صاحب داروغہ لدہیانہ	لہ	جناب محمد حیدر رضا صاحب ٹبوارہ گورکھپور	لہ
جناب حکیم سید مہدی حسین صاحب الم گولکنڈہ	لہ	جناب نواب محمد ذکی علیخاں صاحب اڈیٹر تبصرہ لکھنؤ	۲
جناب امراؤ علی صاحب سیاہہ نویس	۲	جناب میر ممتاز حسین صاحب ... ریاست الچ پور	لہ
جناب میر ... حسین صاحب خارسٹ گاڈ	لہ	جناب شیخ حیدر حسین صاحب پٹنہ	لہ
جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر	لہ	جناب ماسٹر سید فتح حسین صاحب	لہ
جناب سید تکبیر حسن صاحب ترمذی	لہ	جناب میر خادم حسین صاحب گہڑی ساز ممبئی	لہ
جناب مولوی سید علی اکبر صاحب پیشنماز منٹگمری	لہ	جناب مولوی محمد حسین صاحب ماسٹر گرنہ اسپور	لہ
جناب سید خادم علیشاہ صاحب بی اے ال ال بی پلیڈر	لہ	جناب سید محمد رضا صاحب ٹہواری	لہ
جناب سید محمد رضا صاحب مختار عام	لہ	جناب لفٹننٹ میر محمد علی صاحب گولکنڈہ	لہ
جناب سید جواد علی صاحب	لہ	جناب منشی افتخار حسین صاحب	لہ

(نوٹ) جو حضرات خود خریدار اصلاح نہیں ہیں اور خریدار عنایت فرماتے ہیں وہ بھی انعامی رسالہ کے مستحق ہیں بشرطیکہ بعد وصول ورلو طلب فرمائیں -

التماس ضروری

اسکو پڑھ لیجئے تو آگے چلئے

گذشتہ نمبر میں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ **انعامی نمبر** کل دیکھیے کو بغرض وصول چندہ اصلاح ۱۳۲۹ھ کا ویلو روانہ ہوگا۔ مگر بانی کتب ورزہ۔ کم انسی زکام نے ملازمان دفتر کو ایسا مجبور کیا کہ اسوقت تک نہ تیار ہو سکا۔ لہذا اب اس نمبر کے بعد ویلو روانہ ہوگا۔ اشتہار کی غلط فہمی بھی پیدا ہوئی کہ بعض حضرات نے خیال کیا یہ کوئی نئی چیز یا نیا رسالہ ہے جو مثل اصلاح و الشمس علحدہ جاری ہوگا اور اسکی قیمت علحدہ لی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں تھا بلکہ **انعامی نمبر** تو کل خریداران اصلاح کو مفت ملیگا اور ویلو صرف چندہ اصلاح ۱۳۲۹ھ کیلئے جائیگا نہ یہ کہ اس خاص رسالہ کی قیمت ۸ہو۔ یہ تو مفت ہے مگر خریداران اصلاح کیلئے۔

اس سال کے تجربہ نے کہ اکثر حضرات نے نمبر کا ویلو واپس کیا بعض حضرات نے نمبر کا بعض حضرات نے نمبر کا جس سے نہایت زیرباری ہوئی ہمکو مجبور کیا کہ خریداری کا تصفیہ پہلے ہی کرلیا جائے۔

(۲) مفت پرچون کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے جس سے نہایت زیرباری ہوتی ہے اور وہ حضرات نہ کبھی رسید لکھتے ہین نہ کسی خریدار کو فراہم کرتے ہین لہذا اس نمبر کے بعد سے اب کسیکے نام سے بلاقیمت اصلاح نہ جائیگا صرف یہ رعایت ہو سکتی ہے کہ عہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدین تو پرچہ ایسے لوگون کے نام جاری رہے۔

(۳) اعانت ایران کے متعلق افسوس کہ اصلاح نمبر کا مضمون ہمدردان قوم کے نزدیک بالکل ناقابل التفات ٹھہرا حالانکہ اس سے بڑھکر کون موقع اظہار قومی ہمدردی ہو سکتا ہے۔

(۴) آخر مین ہم عام حضرات قوم کے سامنے اپیل کرتے ہین کہ اصلاح کی خبرلین تحریک ہفتہ وار پر بخوبی غور فرمائین جو نہایت ضروری ہے۔ [illegible]

پانچسو روپیہ کا انعام

فرقہ حقہ شیعہ پر قدیم الایام سے اہلسنت کا یہ اعتراض ہے کہ یہ لوگ قائل تحریف قرآن ہین جسکا جواب ہمیشہ نہایت مدلل دیا گیا مگر وہ لوگ اپنے اصرار پر باقی رہے۔

لکھنؤ سے ایک ہفتہ وار اخبار نکلنے لگا جسنے ابتدا سے یہی تقریر شروع کی۔ ہر چند اوسکے ہم مذہب اخبارون نے سمجھایا کہ **آریہ عیسائی** مخالف قرآن بیٹھے ہوئے ہین۔ اس مسئلہ کو نہ چھیڑو۔ اصلاح نے بھی وقتاً فوقتاً اسکی فہمایش کی مگر نہ ماننا تھا نہ مانا۔

آخر اس خاص بحث مین الشمس کی **چار جلدین** طیار ہوئین جس نے تمام عالم کو بتا دیا کہ اہلسنت کے اصول پر نہ قرآن کا نزول ممکن ہے۔ نہ اوسپر عمل ہے۔ حدیث۔ اجماع سب اوسکا ناسخ ہے **حجون** سے **مشابہ** قرآن لکھ سکتے ہین۔ بجائے قرآن نماز مین **توراہ**۔ **انجیل** پڑھ سکتے ہین حالت نماز مین الفاظ قرآن کو بدل سکتے ہین۔

ان چار جلدون نے الشمس کی وہ روشنی پھیلائی کہ تمامی اہلسنت اوس اخبار سے متنفر ہوگئے اور وہ بند ہوگیا اور اوڈیٹر اس فعل سے علحدہ ہوگیا اوس بحث **تحریف** اہلسنت کا خاتمہ **حد السارق** کو جو الشمس **جلد ۵** تمام کیا گیا۔

اگر حضرات اہلسنت خواہ وہابی ہون یا حنفی یا چکڑالوی یا مرزائی۔ یا نتائی اس رسالہ کا معقول جواب بین بشرطیکہ پوری عبارت **حد السارق** بھی نقل کریں تو ہم **پانچسو** روپیہ کے انعام کا اشتہار دیتے ہین جسکا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی جو باہم مختلف العقائد کل اہلسنت اخبارات سے امید ہے اس مضمون کو شایع کرکے ہم غذار ممنون ہونگے۔ اوڈیٹر

تخفیف! تخفیف! تخفیف!

انتہا کو شکایت ہوئی۔ لیجیے صرف آپکی خاطر سے اور محض رضاے خدا کیلئے اربعین تک یہ تخفیف مع قیمت یہ فہرست شایع کی جاتی ہے کہ مومنین بالیقین بہرہ مند ہون۔ پھر یہ رعایت نہ ملیگی فوری کارڈ لکھیے کہ حاضر کرون۔ یہ رعایت ۱۵ ذیحجہ سے لغایت ۲۵ صفر ۱۳۲۶ھ ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب مع زبان	مطبوعہ	قیمت اصلی	قیمت تخفیفی
۱	مناقب آل ابی طالب از ابن شہر آشوب رح مازندرانی عربی	بمبئی	سے	للعہ
۲	اعلام الوری از علامہ طبرسی رح عربی	ایران	للعہ	سے
۳	امالی شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی رح عربی	//	للعہ	سے
۴	خصائص وحی المبین فی مناقب امیر المومنین ابن بطریق رح عربی	//	[illegible]	عہ
۵	رواشح سماویہ شرح احادیث امامیہ از میر باقر داماد رح عربی	//	سے	[illegible]
۶	جواہر السنیہ شرح احادیث القدسیہ از شیخ حر عاملی رح	بمبئی	عہ	عہ
۷	شفاء الصدور شرح زیارت عاشور فارسی	//	للعہ	سے
۸	فوائد المشاہد المعروف بتقریرات شیخ جعفر مرحوم	//	سے	[illegible]
۹	ناسخ التواریخ جلد ششم از کتاب دوم در حالات جناب سید الشہداء فارسی	//	للعہ	سے
۱۰	مسکن الفواد فی فقد الاحبۃ والاولاد عربی از شہید ثانی رح	ایران	۱۲	۹
۱۱	آتش المحبت نظم فارسی۔ در مرثیہ تمام شہداے کربلا	بمبئی	۶	۴
۱۲	جواہر زواہر در قصائد و مراثی۔ فارسی	//	۷	۴
۱۳	مفرح الفواد و مبکی العباد	//	۸	۶
۱۴	منار الہدی عربی از شیخ علی بحرانی	//	سے	[illegible]

المشتہر

حاجی سید سخاوت حسین تاجر کتب باغ کر لکھنو

تنقید بخاری حصہ دوم صفحہ ۱ الغایت ۱ شمول اصلاح ماہ جلد ۱۰ شایع ہوا تھا جو کل خریداران اصلاح تک پہونچا صفحہ ۱۰ الغایت ۳۲ علحدہ شایع ہوا ہے جو بقیمت ۲ ہر خریداران اصلاح کو مل سکتا ہے۔

منیجر اصلاح کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

عید الضحیٰ   عید غدیر   عید مباہلہ   مبارکباد

اطلاع ضروری | مکرر عرض کیا گیا کہ خریداری نمبر لکھنا ضروری ہے جسکے بغیر تعمیل مین بیجد تاخیر ہوتی ہے کیونکہ بہت سے ہمنام ہین۔ کسی نام کا دریافت کرنا نہایت مشکل ہے۔

ویلیو کی روانگی سنہ ۲۱ء مین عرض کر چکا ہون کہ انعامی نمبر ویلیو روانہ ہوگا لہذا تمام ہمدردان اصلاح سے امید ہے کہ الثار الموقدہ کا ویلیو بحساب ہمار وصول فرماکر دفتر کی امانت فرمائین کیونکہ عام طور سے ویلیو روانہ ہوگا۔ جو بعد وصول اس نمبر کے ملیگا

مجالس عشرہ فی الخصال العشرہ۔ ایک مدت سے مومنین بایقین کا تقاضا تھا کہ مصائب سید الشہدا روحی لہ الفدا مین ایسی کتاب تصنیف کیجاے جسمین حضرت کی شہادت کے پورے حالات بھی ہون روایات صحیحہ سے اور مواعظ بھی ہون کہ احکام صلوٰۃ وصوم بھی معلوم ہون۔ اور غلط روایات سے خالی بھی ہو اور سلاست وصفائی تقریر بھی ہو۔

بہذا بکمال ادب جدی العلام فخر الفقہاء الاعلام سلطان الذاکرین مولانا الحاج السید غلام صادق صاحب دام ظلہ العالی سے عرض کیا کہ آپ سے بہتر کوئی اس فرض کو انجام نہین دیسکتا کہ خود عالم باعمل ہین اور امام جمعہ وجماعت زہد وتقوی مین اپنا مثل نہین رکھتے ذاکری مین آپکو وہ ید طولیٰ ہے کہ جالیس برس سے اسکی ۔۔۔ ہے۔

چنانچہ جناب ممدوح نے اس عرض کو قبول فرماکر بکمال احتیاط اس کتاب مستطاب کو تالیف فرمایا جسمین موعظہ بھی ہے اور واقعات شہادت بھی از سفر مدینہ تا معاودت مدینہ منورہ درج ہین۔ ہمارا قصد تھا کہ اس کتاب کو تمام کرکے مومنین کو اطلاع دین مگر افسوس کچھ ایسے موانع پیش آئے

الکواکب۔ یعنی سوانح عمری جناب امیر جسکا اشتہار اصلاح مین دیکھے ہین تیار ہوگئی ہے کتاب ۵۰۰ صفحات پر تمام ہے، ۱۴ کتابون کا خلاصہ ہے قیمت ۲/ علاوہ محصولڈاک مصنف جناب سید ریاض علی صاحب ریاض چاہ ہمان شہر بنارس سے طلب فرمائیے۔ یہ کتاب پوری ہے۔ جلد اول کا اعلان غلط تھا

کہ ہنوز یہ کتاب جسکا حجم تخمیناً تین سو صفحہ سے زائد ہوگا تمام نہو سکی اور مومنین کا تقاضا بوجہ قربت ایام عزا بڑہتا ہی گیا۔ اور اب کوئی موقع اسکا نہ رہا کہ قبل ماہ محرم ہم کوئی اعلان اسکا شایع کرسکتے لہذا یہ اعلان دیا جاتا ہے کہ قیمت پیشگی اسکی عہ علاوہ محصولڈاک قرار دی گئی ہے۔ اگر قبل از محرم طلب کیا تو جسقدر یہ کتاب چھپ چکی ہے بذریعہ ویلیو حاضر ہوگی۔ اور بقیہ اجزا بھی بعد طبع اسی قیمت مین حاضر ہونگے۔

اور اگر پوری کتاب کا انتظار فرمائینگے تو اوسوقت جو قیمت مقرر ہوگی وہ لی جائیگی۔

ہم صرف اس خیال سے یہ اطلاع دیتے ہین کہ جو مومنین اقامۂ عزا بہ نیت عبادت خدا کرتے ہین اور روایات صحیحہ کے شایق ہین وہ تعجیل فرمائینگے کہ پھر اس کتاب کا اس قیمت پر ملنا محال ہوگا۔ اور بفضل خدا ہمکو اسکی بھی امید ہے کہ قبل اربعین یہ کتاب پورے طور سے طیار ہو جاے۔

تحریک ہفتہ واری اصلاح۔ مدت سے قوم کی تمنا ہے کہ اصلاح جو قوم کا سب سے قدیمی خادم ہے ہفتہ وار ہو جاے۔ صدہا خطوط اسکے متعلق موصول ہوے۔ مگر جو تلخ تجربہ ہمکو پندرہ روزہ سے ہو چکا ہے وہ کسی طرح اسکی اجازت نہین دیتا کہ ہم کوئی نیا حوصلہ کرین کیونکہ خوف ہے کہین اصل اصلاح ہی نہ غائب ہو جاے جو اسوقت تک دو ہزار کا مقروض ہے۔

اگرچہ حق یہ ہے کہ اخبار جب تک کم سے کم ہفتہ وار نہو کوئی لطف نہین دیتا کیونکہ اگر باقاعدہ بھی رسالہ وقت معین پر نکلے تو ایک مہینہ کا انتظار کسقدر شاق ہوتا ہے چہ جائیکہ کبھی باقاعدہ بھی نہ نکلے تو اوسکا کسقدر اثر ہوگا۔

ہم بقسم شرعی عرض کرتے ہین کہ اصلاح کی اشاعت نہ کسی خاص غرض دنیوی سے ہوئی تھی نہ بلحاظ کسی اعزاز کے کیونکہ آپ جانتے ہین اڈیٹران اخبار کی جان اور آبرو ہمہ وقت معرض خطر مین رہتی ہے۔ بلکہ صرف اس نیت سے کہ فرقۂ حقہ شیعہ کی کوئی زبان نہین ہے نہ وہ کچھ بول سکتے ہین نہ اونکی آواز کسی کان تک پہونچ سکتی ہے۔ صدہا اخبار مخالفین کے جاری تھے۔ بجز اخبار امامیہ شیعون کا اوسوقت تک کوئی اخبار نہ تھا یہانتک کہ دلگداز مین حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول شایع ہوا۔ مگر شیعہ اپنے دلی ملال کو بھی جو اس ناول سے ہوا تھا کسی اخبار کے ذریعہ سے ظاہر کر سکے۔ حالانکہ دلگداز لکھنؤ سے نکلتا تھا اور لکھنؤ قدیم الایام سے شیعون کا مرکز تھا مگر کسیکو یہ جرءت

نہوئی کہ کوئی اخبار نکالتا چہ جائیکہ ہفتہ وار۔ کیونکہ علما ہی دین کو اخبار سے قطعی نفرت تھی۔ اخبار کے دیکھنے کو وہ اپنی شان والاشان کے خلاف سمجھتے۔ عوام تو علما کے تابع ہین۔ وہ کب اخبار دیکھتے بلکہ ایک طرح کی معصیت سمجھتے۔

اس ضرورت نے اصلاح کو وجود مین آنے پر مجبور کیا جو آج چودہ برس سے قوم کی خدمت کر رہا ہے اور فضل خدا سے اب تو بہت سے قومی خادم ہو گئے ہین جو ہم سے بہتر قوم کی خدمت کر رہے ہین۔ مگر اسکا کیا علاج کہ ہر طرف سے یہی آواز آتی ہے جسطرح ہو سکے اصلاح کو روزانہ نہو سکے تو ہفتہ وار ضرور کرو۔

ہم اسکا جواب کیا دین اگر مقدرت ہوتی تو ہفتہ وار کیسا روزانہ مفت جاری کرتا مگر جس شخص نے تمامی مکاسب دنیا سے دست برداری کی ہو وہ کیا حوصلہ کر سکتا ہے۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی انہین اغراض سے قایم کی گئی تھی کہ ۵ ہزار کے سرمایہ سے کچھ کام کیا جاوے۔ مگر نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ اب نام لیتے شرم آتی ہے اور آیندہ کسیوقت اوسکا حساب کتاب بھی قوم کے آگے پیش کیا جائیگا۔ اوسی کمپنی کی آخری یادگار مجالس عشرہ کو سمجھیے۔

لہذا اب بھی اگر قوم کو اسپر اصرار ہے تو ہم بھی حاضر ہین ماہ ربیع الثانی سے ہفتہ وار کر دینگے انشا بشرطیکہ شرائط ذیل کو قبول فرمایئن۔

(۱) انعامی نمبر جو بابت چندہ اصلاح ۱۳۲۸ لغایۃ ۱۳۳۰ کا جاتا ہے اوسکو ہر خریدار قبول کرے۔

(۲) جملہ خریدار ۲ کا اضافہ منظور کرین جو ۳ ماہ ہفتہ وار جاری ہونیکے بعد طلب کیا جائیگا کیونکہ فی کس ۱۲ محصول ڈاک بڑھ جائیگا۔

(۳) ہر خریدار اس تین ماہ کے اندر ایک خریدار پیدا کرے کہ اصلاح کا سالانہ چندہ ہفتہ وار کیلئے ۳ عنایت کرین۔

اگر آپ حضرات نے ان شرائط کو قبول کیا جسکا تجربہ ماہ صفر تک ہو جائیگا انشا تو اصلاح ماہ ربیع الثانی سے ہفتہ وار ہو جائیگا۔ مگر اسکو خوب سمجھ لیجئے کہ ہماری زحمت کسقدر بڑھیگی اور سالانہ تین روپیہ مین کیا پس انداز ہوگا جس سے مصارف ضروری انجام پائین۔ کیونکہ ۳ مین ۱۲ محصول ڈاک جائیگا باقی ۲ ۴ مین ملازمین دفتر۔ مطبع و کاغذ و روشنائی ہے

خاتمہ جلد سیزدہم اصلاح

الحمد للہ کہ اصلاح کا یہ سال بخیر وخوبی تمام ہوا۔ ہم پر کیا گذری اسکو تو خدا ہی جانتا ہے۔ مگر آپنے تو یہ دیکھا ہوگا کہ نہ کسی جدید مسئلہ کی تحقیق ہوئی نہ کوئی کار آمد بات لکھی گئی جس سے تحقیقات جدیدہ کی اشاعت کا موقع ملتا۔ بلکہ برعکس اسکے تمام مخالفین اخباروں سے الجھن رہی۔ وکیل۔ پیسہ اخبار۔ وطن۔ الحکم۔ بدر۔ اہلحدیث۔ النجم کا ہجوم معرکہ کربلا یاد دلاتا رہا۔ مگر ہزار شکر ان سب مخالفتوں پر اصلاح نے وہ کامیابی حاصل کی کہ سمجھداروں نے تو ہر طرح لوہا مان لیا اور جو حق پسند ہیں وہ ایمان بھی لا رہے ہیں افسوس رہا تو اسکا کہ ہمارے مخالفین نے کچھ اس بد تہذیبی اور سخت کلامی سے کام لیا کہ انکے مقابلہ میں تہذیب و متانت کا سنبھالنا نہایت مشکل تھا۔ مگر ہزار شکر کہ اس سب باتوں کے ساتھ۔ اصلاح نے اپنی روش نہیں بدلی اور قلم کو روکے رہا۔

مخالفین کے اس ہجوم نے کچھ اصلاح اختلال پیدا کیا کہ جو جو سلسلے مضامین مسلسل کے قایم کئے گئے تھے اوسکا کوئی سلسلہ نہ رہ سکا کیونکہ تازہ شبہات کا دفعیہ نہایت ضروری تھا۔

(۱) الآل والاصحاب کا مضمون نہایت ضروری اور بیحد مفید تھا مگر افسوس صرف ایک ہی نمبر مین نکلکر رہ گیا وہ بھی کل ۴ صفحہ

(۲) قرابۃ الرسول کا سلسلہ ۱۲ جلد ۱۲ سے شروع ہوا تھا۔ مگر صرف ۱ ہی مین شایع ہو کر رہ گیا۔

(۳) قول جمیل فی رد بدعات الوکیل ۱ سے شروع ہوا اسقدر ضروری اور مفید مضمون تھا کہ ابتدائے اسلام سے مسلسل حالات شروع کئے گئے تھے مگر افسوس صرف ۲۴ صفحہ تک لغایت ۵ شایع ہوا۔

(۴) غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا بھی افسوس کہ ناتمام ہی رہا جسنے اخبار وکیل کی پوری خبر لی

(۵) کلمۃ الانصاف فی آیۃ الاستخلاف ۵ سے شروع ہوا جسمین آیہ استخلاف کی بمقابلہ اڈیٹر اہلحدیث اصلاح محققانہ بحث کی جاتی تھی کہ تمام عالم پر حق واضح ہو گیا۔ مگر افسوس یہ مضمون بھی ناتمام رہا۔

(۶) تنقید بخاری حصہ ثالثہ ۸ سے شروع ہوا مگر صرف صفحہ ۶ انکے شایع ہو کر رہ گیا۔ اس کتاب سے اور اسکی ضرورت سے قوم کو پوری اطلاع ہے کہ اس کتاب نے وہ کام شروع کیا تھا جو آجتک کسی سے نہ ہوا کہ صحیح بخاری کے ہر ہر لفظ بلکہ ہر ہر حرف سے بحث کی جاتی تھی جسنے فرقہ اہلسنت کی آنکھیں کھولدین اور بہتیرے آدمی ایسے نکل آئے جو صحیح بخاری کو اب انگریزی اخباروں کی جگہ

تصور کرتے ہین۔ یہانتک کہ اخبار اہلفقہ نے خاص الجرح علی البخاری کا سلسلہ قایم کیا جو اب جناب مولوی عمر کریم صاحب حنفی رئیس محلہ سنگی مسجد بانکی پور کے اہتمام سے بصورت کتاب شایع ہوئی ورنہ یہی صحیح بخاری تھی جسکو اصح الکتب بعد کتاب الباری کا لقب دیا گیا تھا بلکہ بعقیدہ اہلسنت اسکا درجہ قرآن مجید سے بھی بڑھا ہوا تھا کیونکہ اسکی حدیثین قرآن کی بھی ناسخ ہین۔
اب وہ بخاری اس درجہ پر پہونچی ہو کہ مجتہدین انہین کے سامنے اوسکا نام لیا جاتا ہو تو وہ غرّاتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکو تو رہنے دیجئے اور کسی کتاب کا نام لیجئے اگر یہ سلسلہ قایم رہا تو امید ہو کہ بخاری کی ہوا دنیا سے بالکل اوکھڑ جاے اور خدا نے چاہا تو جلد آیندہ سے پھر یہ سلسلہ قایم ہو۔
(۷) القول بالجزم فی انشاء النجم یہ بھی ۱۳ سے شروع ہوا مگر افسوس ناتمام رہا حالانکہ اسمین اجماع کی کیسی قابل قدر بحث تھی

یہ فہرست ہو اون مسلسل مضامین کی جو اس جلد ۱۳ مین ناتمام رہے اور خدا نے چاہا تو آیندہ جلد مین اکثر مضامین تمام ہو جائین کیونکہ ہر سلسلہ نہایت ضروری اور مفید ہو۔

سلسلہ جلد چہاردہم

انشاء اللہ محرم ۱۳۲۹ھ سے جلد ۱۴ کی ابتدا ہوئی جسکی نسبت ابھی تک تو یہی ارادہ ہو کہ جہانتک ہو سکے مضامین مناظرہ کم کئے جائین بشرطیکہ مخالفین بھی مہلت دین اور مضامین جدید دلشکن دلخراش نہ پیش کرین کیونکہ یہ تو ہمارے اصول مسلمہ سے ہو کہ ہم کبھی ابتدا بجنگ نہین کرتے یہی تعلیم ہمارے خدا و رسول و ائمہ اطہار علیہم السّلام کی ہو۔ اور جب نوبت جنگ آتی ہو تو پھر کبھی فرار نہین کرتے کیونکہ فرار عن الزحف علامات نفاق سے ہو۔ لہذا اگر ہمکو مہلت ملے تو
(۱) فلسفہ اسلام کی اوس تحریر کو شایع کرین جو سالگذشتہ حبل المتین و اثنا عشری مین شایع ہوئی تھی یہ شرح آپکو سلسلہ جلد ۱۴ مین ملیگی انشاء۔
(۲) سلاطین و امراء و علماے شیعہ کی لائف لکھین۔
(۳) اخلاق ائمہ کی تصویر دکھائین۔
(۴) اصلاح رسوم و رواج مین کوشش کرین۔
(۵) تنقید بخاری حصہ ثالثہ کو تمام کرین جسکے بعد پھر کسی کتاب کی ضرورت نہ رہے۔

(۲) وزیر علقمی کی برات کا سلسلہ جاری کیا جائے جنپر اہلسنت کا بہت قدیم اعتراض ہو کہ انہین کی سازش سے خلافت بغداد تباہ ہوئی یہ مضمون فاضل اجل جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب پروفیسر دینیات شیعہ کالج علیگڑھ کا ہی جسکا ایک حصہ البیان مین بھی شایع ہوا تھا مگر جب ایسے محققانہ مضامین سے وہ شہرت حاصل کر چکا جس سے مصر بیروت وغیرہ ممالک مین وہ پرچہ بھی قابل اعتبار قرار پایا تو بوجہ تعصب مذہبی۔ اسکی اشاعت سے انکار کیا۔

یہ مضمون اصل مین عربی مین ہو اور پھر اردو ترجمہ بھی جسمین ایسے نکات تاریخی درج ہین کہ قابل دید ہو۔ قدردانون کے شوق پر یہ ضمیمہ علیحدہ بھی شایع ہو سکتا ہے (۷) تصوف کی حقیقت و ضرورت

قبول دعوت اہلحدیث۔ اڈیٹر صاحب کا قاعدہ ہو کہ جب انکی جلد شروع ہوتی ہو یا ختم ہونے لگتی ہو تو دو نو دفعہ۔ اصلاح پر بھی کچھ منہ زوری کھاتے ہین تاکہ اونکی قوم سمجھے کہ یہ صرف حنفیون ہی کا دشمن نہین ہو بلکہ شیعون کے بھی خلاف ہو۔

اسی اصول پر ۹/۱۲ مورخہ ۲۴ شوال مین بھی ڈیڑھ کالم اپنا خراب کیا چنانچہ لکھتے ہین اب عرصہ کے بعد پہلو بدلکر آپنے ہم پر بوجھ ڈالنے کو شعبان ۳۵ھ کے رسالے مین لکھا ہو کہ ہمنے مرتبہ اہلحدیث کو چیلنج دیا گیا کہ ایک مسئلہ بھی اہلسنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن ثابت کر دیجئے تو ہم نذرانہ دینے پر طیار رہین اصلاح ۸ جلد ۱۳

اس عبارت اصلاح کو لکھکر ایک حکایت مرزا قادیانی کی لکھتے ہین کہ وہ سو روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا "مگر جب مین قادیان پہونچا تو حضور دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لائے" اس کا جواب تو الحکم یا بدر بخوبی دیسکتا ہی ہمکو اوس سے بحث نہین۔

اسکے بعد لکھتے ہین " ابھی یہی خطرہ ہو اسلئے آپ ایک تو فی مسئلہ نذرانہ معین کرین۔ پھر کم از کم پانچ مسئلون کی مجموعی رقم کسی معتمد کے پاس جمع کرا دین۔ ہمارے نزدیک آپکے ضلع کے معزز رئیس مولوی عبدالعزیز صاحب انریری مجسٹریٹ چھپرہ رقم نذرانہ کے معتمد کے ہر طرح اہل ہین۔ پس آپ اونکے پاس رقم جمع کرا دین اور فیصلہ کیلئے منصف کا تقرر فرما دین بعد ان مراتب کے مسائل خاصہ اہلسنت کی فہرست پیش کر کے ہم سے ثبوت سنتے جاوین جتنے مسائل کا ثبوت منصف مان لے اوتنی ہی ہمکو ملجائے۔ وہ مذہب ہی کیا جس کی شہادت قرآن مجید نہ دے ایسے مذہب کو تو شام سے پہلے ترک کر دینا چاہیئے ہم بہت خوش

ہونگے اگر آپ ان مسائل کی فہرست مین سب سے پہلے مسئلہ خلافت لکھینگے پھر آپ دیکھینگے کہ معاملہ کس کے ہاتھ ہے صفحہ ۳ کالم ۱ اہلحدیث

یہ عبارت بجنسہ اڈیٹر صاحب کی ہے جسکو اونہون نے اخبار کے ڈیڑہ کالم مین لکھا ہے۔ اگر اسکی عوض وہ کسی مسئلہ کی تحقیق کئے ہوتے تو اونکی قوم بھی شکر گذار ہوتی کہ ایک مسئلہ تو حسب تحریر اڈیٹر صاحب کے موافق قرآن سے ثابت ہے۔ مگر ہائے نذرانہ کا نام سنکر اونکی رال ایسی ٹپک پڑی کہ گویا کوئی رقم اونکو ہاتھ آگئی جو محال ہے کیونکہ قیامت تک اگرچہ دنیا کے تمامی اہلحدیث جمع ہون ایک مسئلہ بھی اپنے مسائل خاصہ سے قرآن سے نہین ثابت کر سکتے بلکہ انشاء اللہ نہ حدیث سے۔

آپ ایک معتد رقم نذرانہ کیلئے معین کرتے ہین کہ وہ اسکے امین قرار پائین۔ ہم اونکی نسبت تو کچھ نہین کہہ سکتے کیونکہ کسی طرح کی واقفیت ہمکو اون سے نہین ہے۔

مگر خداوند عالم نے قرآن مجید مین آپکے حضرت عمر کی خیانت کو نہایت صریح لفظون مین ادا فرمایا ہے لہذا بحکم اتباع قرآن مجبور ہین کہ ہم کسی دوستدار خلیفہ دوم کو اوس صفت سے بری سمجھ سکین۔

اگر آپ حافظ قرآن ہوتے تو ہم یونہی اوس آیہ کو لکھ دیتے جسمین خدانے خیانت عمر کا ذکر کیا ہے مگر ملاحظہ ہو سورہ بقر پارہ ۲ رکوع ۷ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم ترجمہ مولوی عبدالشکور بنام مرزا حیرت جب اللہ نے جانا کہ تم اپنے حق مین خیانت کرتے تھے (اور چوری چھپے بی بیون کے پاس چلے جاتے تھے۔ تو مہر تخفیف کردی اور تمھاری خطا سے درگذر کی،،

اس آیہ سے آپکے صحابہ کا عام طور سے خائن ہونا علم اللہ مین ظاہر ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ علم خدا کبھی بدل نہین سکتا تو اون صحابہ کا صفت خیانت سے بری ہونا بھی ناممکن ہے ورنہ علم اللہ مین تبدیلی لازم آتی ہے۔

اب کتب تفسیر مین دیکھئے وہ کون صاحب تھے جنکی خیانت کی نسبت خدا فرماتا ہے علم اللہ انکم تختانون کہ خدانے جان لیا کہ تم خیانت کرتے ہو۔ معالم التنزیل مین ہے صفحہ ۷

ثم ان عمر بن الخطاب واقع اھلہ بعد ما صلی العشا فلما اغتسل اخذ یبکی ویلوم نفسہ + + فنزل فی عمر واصحابہ	یعنی عمر نے بعد نماز عشا اپنی بی بی سے صحبت کی جب غسل کر چکے تو رونے لگے اور اپنی نفس پر ملامت کرتے تھے تو عمر کے بارہ مین آیہ نازل ہوا۔

تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے مشہ اطلاول - وان عمر بن الخطاب بینما ھو نائم اذ
فاتی اھلہ ثم اتی رسول اللہ ﷺ فقال یا رسول اللہ انی اعتذر الی اللہ والیک من نفسی ھذہ
الجاھلیۃ فانما رینت لی فوقعت اھلی ھل تجد لی من رخصۃ قال لم تکن حقیقاً بذلک یا عمر فلما
بلغ بیتہ ارسل الیہ فانباہ بعذرہ فی ایۃ من القرآن وامر اللہ ورسولہ ان یضعہا فی المائۃ
الوسطی من سورۃ البقرۃ فقال احل لکم لیلۃ الصیام الی قولہ تختانون انفسکم یعنی بذلک
الذی فعل عمر۔ دوسری روایت اسکی کہتے ہین کہ عمر کی زوجہ اوسوقت سوئی ہوئی تھی۔ اوسی حالت
نوم مین آپ پر شیطان مسلط ہوا اور آپ مردانہ بنگئے۔
پس جب علم خدا مین جو ازلی وابدی ہے اور تغیر اوسمین محال ہے عمر صاحب خائن قرار پائے تو اونکی
اسنونسے کون شخص مدعی امانت و دیانت ہوسکتا ہے۔ حالانکہ ہمارے لئے تو وہی شہادت کافی ہے جو حضرت
عمر صاحب نے جناب امیر و حضرت عباس کی طرف سے کہا کہ آپ ہمکو اور ابوبکر کو کاذب غادر خائن آثم جانتے
ہین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے اور بخاری صاحب نے صنعت اکتفا کرکے ان الفاظ کو نکال
ڈالا اور کذا وکذا لکھدیا۔
باآنہمہ ہم مقدار معین کرتے ہین فی مسئلہ عہ آپ مولوی عبدالعزیز صاحب کو لکھدین کہ پچیس روپیہ
نقد یا تحریری رقعہ جناب مولوی وزیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ رئیس چھپرہ ہام عزہ سے حاصل
کرین - اور آپ پانچ مسئلونکو صرف قرآن سے ثابت کردین -
ہم ابھی مسائل خاصہ اہلحدیث نہین لکھتے - بلکہ مسائل عامہ مشترکہ اہل اسلام کی نسبت آپسے
سوال کرتے ہین کہ انکو قرآن سے ثابت کردیجئے -
(۱) حلت یا حرمت نکاح جدہ - کیونکہ دادی سے نکاح کرنا تو آپ قرآن سے ثابت کرچکے ہین - اور اب
اوس سے رجوع کرتے ہین - لہذا حرمت کو قرآن سے ثابت کرنا چاہیئے - کیونکہ اسی نمبر مین آپ لکھتے ہین
"آیت لاتنکحوا ما نکح اباءکم مین منکوحہ اباء سے نکاح کرنیکی ممانعت ہے آباء جمع اب کی ہے اور اب حقیقۃ
باپ کو کہتے ہین - دادا پردادا کو جہان کہین آبا مین شامل کیا گیا ہے وہ مجاز ہے ایک لفظ مین حقیقت
کے ساتھ مجاز مراد لینا جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہے وہو کما تری" لہذا جو مختار ہو اوسکو قرآن سے ثابت
کیجئے اور اسکے متعلق عہ انعام لیجئے - (۲) مسح رجلین قرآن سے ثابت کیجئے (۳) جواز کلوخ

جو اجماعی مذہب اہلسنت ہے قرآن سے ثابت کیجئے (۴) سترہ رکعت کا فرض ہونا نماز پنجگانہ مین قرآن سے ثابت کیجئے (۵) سینہ پر ہاتھ رکھکر نماز پڑھنا قرآن سے ثابت کیجئے اور یہ مسئلہ کا اعادہ سوال از تحفہ

آیہ انما ولیکم اللہ
گذشتہ سے پیوستہ

چوتھا اعتراض

الرابع ان المشهور انه علیه السلام کان فقیراً ولم یکن له مال تجب فیه الزکوۃ ولذلک فانهم یقولون انه لما اعطی ثلاثة اقراص نزل فیه سورۃ هل اتی وذلک لا یمکن الا اذا کان فقیراً فاما من کان له مال تجب فیه الزکوۃ یمتنع ان یستحق المدح العظیم المذکور فی تلک السورۃ علی اعطائه ثلاثة اقراص واذا لم یکن له مال تجب فیه الزکوۃ امتنع حمل قوله ویؤتون الزکوۃ علیه - ترجمہ مشہور تو یہ ہے کہ حضرت علیؑ بالکل محتاج تھے اور انکے پاس اتنا مال نہ تھا کہ جسمین زکوۃ واجب ہوتی اسیوجہ سے لوگ کہتے ہین کہ جب آپنے تین روٹیان مسکین ویتیم واسیر کو عطا کین تو سورہ ہل اتی نازل ہوا - اور یہ بات جب تک محتاج نہ ہون ممکن نہیں کیونکہ جو شخص ایسا مالدار ہو کہ اوسپر زکوۃ واجب ہو وہ تین روٹیان دینے کیوجہ سے اتنی بڑی مدح کا جو سورہ دہر مین مذکور ہے مستحق نہیں ہو سکتا اور جب انکے پاس اتنا مال ہی نہ تھا جسمین زکوۃ واجب ہوتی تو یؤتون الزکوۃ کا اونپر صادق آنا محال ہوا - یہی اعتراض علامہ ابن تیمیہ نے بھی کیا -

الجواب

کسی کی ایک طرح بسر ہوئی نہ انیس   عمر ہے پھر بھی دیکھا تو دہر دیکھا

یہ ایک مشہور شعر ہے اور کسیکو اس سے انکار نہیں ہو سکتا مگر معلوم ہوتا ہے امام صاحب جبکی حالت فقر و فاقہ یا عیش و تنعم مین پیدا ہوئے تھے اوسی حالت مین پوری عمر گذر گئی ذرا بھی تغیر و تبدل نہ ہوا جب ہی تو آپ فرماتے ہین کہ جو ایسا محتاج ہو اوسپر زکوۃ کہان واجب ہو سکتی ہے -
امام صاحب کیا سورہ دہر اور سورہ مائدہ دونون ساتھ ہی ساتھ ایک ہی وقت نازل ہوئی تھی کہ جمع ممکن نہ ہو -
تو افسوس تو یہ ہے کہ ان مین سے ایک مکی ہے اور دوسرا مدنی پھر کیا یہ محال ہے کہ ایک وقت حضرت علیؑ محتاج ہون اور انکے پاس کچھ نہ ہو اور قرض لینے کی ضرورت پڑے اور اوس حالت فقر

وفاقہ مین تین روٹیون کے دینے کی وجہ سے مدح عظیم کے مستحق ہون - اور ایک وقت اتنے مالدار ہون کہ زکوۃ واجب ہو اور حالت نماز مین زکوۃ ادا کرنے سے ایک عہدہ اعلی پر ممتاز ہون - لا واللہ ہرگز کوئی عاقل اسکو محال یا غیر ممکن نہین کہہ سکتا -

کیا زکوۃ واجب ہونیکے واسطے بھی کروڑپتی ہونیکی ضرورت ہے جناب عالی کیا زکوۃ واجب ہونیکے واسطے ۲۰ تولہ سونا کافی نہین ہے اور کیا حضرت علیؑ کے پاس کبھی اتنا مال بھی نہ ہوا اسکے علاوہ ایک اور لطیفہ سنیئے امام صاحب تو یہ فتوی دے رہے ہین کہ جب ایسی حالت فقر وفاقہ مین صدقہ دے تب مدح عظیم کا مستحق ہو سکتا ہے مطلب یہ ہے کہ جسکے پاس مال ہے اور اوسنے زکوۃ واجب دی یا صدقہ مستحبی دیا تو چندان قابل مدح نہین ہے - کیونکہ یہ تو اوس نے گویا اپنا فرض ادا کیا اور اسمین کوئی کمال نہین جسطرح فرشتون کا برائیون سے محفوظ رہنا کوئی کمال یا قابل مدح نہین ہے کیونکہ اون مین قوائے شہوانیہ نہین دی گئی بخلاف انسان کے باوجود نفس امارہ کے خدا کے اوامر ونواہی پر عمل کرے تو البتہ قابل مدح ہے - اور شاید اسیوجہ سے اشرف المخلوقات ہوا -

مگر ذرا اسکو بھی سنیئے علامہ ابن تیمیہ اولٹی گنگا بہا رہے ہین آپ فرماتے ہین ان اللہ لا یثنی علی الانسان الا بما ہو محمود عندہ اما واجب واما مستحب - ترجمہ خدا تو بس اوسی کی تعریف کرتا ہے جو اوسکے نزدیک پسندیدہ ہو اور وہ بس یا واجب ہے یا مستحب -

ہای کیا کھینچی ہے اور کیسا دل پر سانپ لوٹ رہا ہے کہ کسی طرح یہ فضیلت حضرت علیؑ کے ہاتھ نہ لگے اسیوجہ سے اولٹا سیدھا جو جس سے بن پڑتا ہے وار پر وار کر رہا ہے - اور اسکی خبر نہین کہ چاہ کن را چاہ در پیش اپنا وار خود اپنے ہی اوپر پڑ رہا ہے مین تو اس مقام پر کچھ بولتا نہین امام صاحب کچھ کہہ رہے تھے اونکے خلاف علامہ صاحب فرما رہے ہین اب وہ خود باہم تصفیہ کرلین کہ کون صحیح کہہ رہا ہے اور کون غلط مجھے اس سے کچھ بحث نہین -

بر دوستان آہستہ بنشین چہ میگی درمیان دشمنان جنگ

پانچوان اعتراض

الثامن حسبان المراد بھذہ الایۃ ہو علی بن ابیطالب انہ لا یتم الاستدلال بہا

لا اذا قوان للاحبالولی ہو المتصوف لا الناصر والمحب وقد سبق الکلام فیہ ترجمہ
مان لو کہ اس آیت سے مراد حضرت علیؑ ہین (اور اونہین سے یہ کام ہوا) لیکن (خلافت کا)
استدلال تو اوسوقت پورا ہو سکتا ہے جب ولی کے معنی متصرف کے ہون ناصر و محب کے نہ ہون ۔
حالانکہ اسمین بحث ہو چکی ۔
الجواب ۔ امام صاحب ؟ آپکو خبر بھی ہے ۔ آپکی دلیلین ملیامیٹ کر دی گئین اور ولی کا یہ معنی
متصرف ہونا آپکے مقتدی ہمارے مخاطب نے مان لیا اب جائے دم زدن نہین ۔
لکھئے مولانا اب تو مجھے زیادہ استدلال کی ضرورت نہین آپکے امام صاحب تو صاف فرما رہے ہین کہ
اس آیت سے استدلال اوسوقت پورا ہو گا جب ولی کا یہ معنی متصرف ہونا مان لیا جائے اور
آپ اسکو مان چکے پھر اب تو مجھے کسی استدلال کی ضرورت باقی نہین رہتی ذرا انصاف سے کہئے گا
مگر مین آپکی تشفی کے واسطے مزید اطمینان کرتا ہون ۔
یہ تو وہ اعتراضات تھے جو امام رازی نے کئے تھے اور حضرت علامہ ابن تیمیہ نے بھی ان مین
ہان ملایا تھا ۔ اب وہ اعتراضات ملاحظہ ہون جو امام صاحب کو بھی نہ سوجھے اور علامہ ابن تیمیہ گویا
اوسکے موجد ہین ۔

پہلا اعتراض

لو کان المراد بالآیۃ ان یوتی الزکوٰۃ حال رکوعہ کما یزعمون ان علیا تصدق
بخاتمہ فی الصلوٰۃ لوجب ان یکون ذلک شرطا فی الموالاۃ وان لا یتولی
المسلمون الا علیا وحدہ فلا یتولی الحسن ولا الحسین ولا سائر بنی ہاشم وہذا
خلاف الاجماع ۔ ترجمہ ۔ اگر آیت کا یہ مطلب ہو کہ حالت رکوع مین زکوٰۃ دیجا جیسا کہ لوگ خیال
کرتے ہین کہ حضرت علیؑ نے نماز مین انگوٹھی صدقہ دی تو لازم آتا ہے کہ حکومت کی شرط ہو جائے اور سوائے
حضرت علیؑ کے سوا کسیکو اپنا حاکم نہ بنائین پھر امام حسنؑ و امام حسینؑ یا بنی ہاشم کے اور لوگ حاکم ہو سکینگے
اور یہ خلاف اجماع ہے ۔
الجواب ۔ یہ اعتراض حضرات اہل سنت کے خیال مین اسقدر مضبوط و مستحکم ہے کہ خلفا عن سلف
یکے بعد دیگرے اسکو نقل کرتے آتے ہین اور ہر شخص نئے الفاظ مین خوشنما عبارت کا جامہ پہنا کر شیعون

کے سامنے پیش کرتا ہو گر شیعون کی نظر مین بھلا اسکی کیا وقعت ہو مجھے تو ہنسی آتی ہو اسپر کہ ان لوگون نے تعصب کیوجہ سے کچھ بھی غور نہین کیا اور بے سمجھے بوجھے جو جی مین آیا کہہ گذرے۔ غضب خدا کا کجا بیان واقعہ کجا تعلیق بر شرط سوال از آسمان جواب از ریسمان کا یہی موقع ہے۔ بھلا یہ بھی کچھ تک ہے۔

خدا تو فرماتا ہی کہ تمھارے حاکم خدا و رسول و فلان شخص ہین کہ جنکے یہ صفات ہین جنمین یہ باتین پائی جاتی ہین منجملہ اون باتون کے ایک بات اوسمین یہ بھی پائی جاتی ہی کہ وہ حالت رکوع مین زکوۃ دیتا ہی۔ مطلب یہ ہی کہ کسی خاص مصلحت سے اوس شخص کا نام نہین لیا بلکہ اوسمین جو باتین ایسی پائی جاتی تھین جو دوسرے مین نہین پائی جاتین اونکا ذکر کردیا۔ خدا کا مطلب تو یہ ہے اور بہت واضح ہی۔

مگر آپ یہ فرماتے ہین کہ اگر ادائے زکوۃ مقصود ہوگی تو رکوع مین زکوۃ دینا امامت و خلافت کی شرط ہوگی۔ اور جس مین یہ شرط نہین پائی جائیگی وہ ولی و امام نہین ہوسکتا۔

حضرت علامہ اور قرآن کی ایسی توجیہ۔ یا للعجب

دوسرا اعتراض

خدا تو صرف واجب یا مستحب کام پر ثنا کرتا ہی اور نماز مین صدقہ وغیرہ نہ واجب ہی نہ مستحب کیونکہ اگر یہ مستحب ہوتا تو حضرت رسولؐ نے اسکو کیا ہوتا اور اصحاب اسپر رغبت کرتے خود حضرت علیؑ نے اس واقعہ کے علاوہ کیا تھا اور نہ رسولؐ نے کیا نہ اور اصحاب نے نہ اس موقع کے علاوہ خود حضرت علیؑ نے تو معلوم ہوا کہ یہ اعمال صالحہ سے نہین ہی۔

الجواب۔ یہ بھی ایک انوکھی منطق ہی کہ جس کام کے کرنے کا رسول یا اصحاب کو یا دوبارہ حضرت علیؑ کو اتفاق نہ ہوا ہو وہ واجب یا مستحب تو بڑی چیز ہی عمل صالح بھی نہین ہی سبحان اللہ اچھا جناب علامہ حضرت رسول یا دیگر صحابہ مین سے کسی نے غوطہ لگا کر جواہرات نکالکر خمس ادا کیا تھا یا کسی دفینہ کو پاکر خمس دیا تھا جو حضرت علیؑ نے دوبارہ قلعہ خیبر کو فتح کیا تھا یا رسول یا اوصحابہ نے مرحب و عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا۔ پھر یہ تو آپکے نزدیک نہ واجب ہون گی نہ مستحب ہان جناب علامہ اور سنئے رسول اللہ یا اور اصحاب نے یا خود حضرت علیؑ نے دوبارہ رسول کے

شانہ پر چڑھ کر خانہ کعبہ سے بتون کو توڑ کر گرایا تھا ہرگز نہیں ہیر بت شکنی تو نہ واجب ہوگی نہ مستحب۔
کیا خوبصورت دلیل ہے اسے سبحان اللہ

تیسرا اعتراض

اگر مان لیا جائے کہ یہ فعل نماز مین جائز بھی ہے تو رکوع کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ حالت قیام وقعود مین اس سے زیادہ اولیٰ ہوگا۔

جواب۔ افسوس علامہ کے دماغ سے شرطیت کسی طرح نہیں نکلتی اور واقعیت کسی طرح نہیں آتی۔ حضرت یہ کون لکھتا ہے کہ رکوع مین اولیٰ ہے یا قیام وقعود مین یہ تو ایک واقعہ تھا جو ہوگیا اور خدا نے بیان کردیا۔ یہ تو آپ اوس سے فرمائیے جو اسکو شرط امامت جانتا ہو۔

چوتھا اعتراض

اکثر فقہا کے نزدیک زکوٰۃ مین انگوٹھی کا دینا کافی نہیں ہو مگر جب زیورات مین وجوب زکوٰۃ کے قائل ہو جائین اور اسکے بھی قایل ہون کہ زیور بھی زکوٰۃ مین دیا جاسکتا ہے۔ اور پھر اگر کوئی شخص اسکی قیمت کا لینا جائز جانے تو نماز مین قیمت لگانا مشکل اور قیمتین مختلف حالتون مین بدلا کرتی ہین

جواب۔ دیکھا آپنے اسکو استدلال کہون یا حکمت بلقمان آموختن کہون چھوٹا مونہ بڑی بات کہون مین جیران ہون کیا کہون غضب خدا کا فقہا کے قول سے ایک صحابی اور اہلبیت رسول اور خلیفہ کے فعل پر جواز وعدم جواز سے بحث کیجاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جوبات کی خدا کی قسم لاجواب کی پاپوش مین لگائی کرن آفتاب کی

سب سے طرہ مزید تو یہ ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ نماز کی حالت مین قیمت لگانا بہت دشوار ہے۔ حضرت علامہ شاید آپکو یہ خیال ہوکہ وہ انگوٹھی العیاذ باللہ حضرت علی نگین سے غصباً چھین کے لے آئے تھے اور جھٹ پٹ پہنکر نماز پڑہنے لگے پھر اونکو اوسکی قیمت کیسے معلوم ہوتی اسکے سوا آنا اسکا کیا مطلب ہے۔ کیونکہ جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اوس شخص کو نہ اوسکی مقدار زکوٰۃ معلوم نہ انگوٹھی جسکو پہنے ہو اوسکی قیمت معلوم پھر وہ اوسکا مالک کیونکر ہوگا۔ سچ ہے واقعی سچ ہے۔

پانچوان اعتراض

یہ آیت بہ منزلہ اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین کے ہے اور رکوع کا حکم ہے

اسی طرح آیہ یا مریم اقنتی لربک واسجدی وا رکعی مع الراکعین -

جواب

واہ واکیا بات کہی ہے واقعی حضرت علامہ کے اس توجیہ کی داد دینی چاہیئے وہ بات کہی ہی جو خدا کو بھی نہ سوجھی اور اوس سے فاش غلطی ہوگئی کہ صیغہ امر کی جگہ مضارع کا صیغہ کہہ گیا یا خدا عاجز تھا اور آپ سے بھی اوسکی سمجھ کم تھی کہ اتنا بھی نہ سمجھ سکا۔ کہ صیغہ امر کی جگہ مضارع کا صیغہ گروانے لگا۔ افسوس کہ آپ جمع قرآن کے وقت موجود نہ تھے ورنہ ضرور اصلاح بھی دیدیتے حضرت علامہ کے اور بھی اعتراضات ہین مگر چونکہ اونکو لفظ زکوۃ سے چندان تعلق نہین ہی اسوجہ سے اونکا اعادہ نہین کیا انشاء اللہ آیندہ بحث مین اونکو ناظرین مع جواب کے ملاحظہ کرینگے -

اب مین یہ شق اختیار کرتا ہون کہ حضرت علیؑ نے مستحبی صدقہ دیا اور زکوۃ واجبی نہ تھی اسپر بھی امام صاحب کو بہت غصہ ہی مگر کیا کرین بدقسمتی یا خوش قسمتی سے ایک اعتراض کے سوا زیادہ سوجھا ہی نہین آپ فرماتے ہین -

اعتراض

وحمل الزکوۃ علی الصدقۃ النافلۃ خلاف الاصل لما بینا ان قولہ واتوا الزکوۃ ظاہرہ یدل علی ان کل ماکان زکوۃ فھو واجب - ترجمہ - زکوۃ سے مستحبی صدقہ مراد لینا خلاف اصل ہی کیونکہ اتوا الزکوۃ کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ جو زکوۃ ہی وہ واجب ہی امام صاحب کا یہ مقولہ بہت ہی واضح ہی اور اسمین بھی شک نہین کہ جبتک کوئی قرینہ صارفہ نہ پایا جائے لفظ سے اصل معنی مراد لینی چاہیئے - اور اسپر قریب تمام علمائے اصول کا اتفاق ہی مگر ساتھ ہی اسکے امام صاحب کو یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ اوسوقت کوئی قرینہ صارفہ حالیہ یا مقالیہ وقت نزول آیت موجود نہ تھا اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ امام صاحب اسوقت نافی ہین اونکو ثبوت کی ضرورت نہین تو مین اوسکی یون تشفی کر دونگا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ یہ خدا کا کلام ہی اور عرب کے محاورات و قواعد کے مطابق نازل ہوا ہی اور معمولی فصاحت و بلاغت کی حد سے گذر کر اعجاز کی چوٹی تک پہونچا ہوا ہی اور ایک واقعہ جو گذر چکا ہی بیان کر رہا ہی یہ تو امام صاحب کو معلوم نہین کہ اوس حالت رکوع مین انگوٹھی دینے والے واجبی زکوۃ

دی یا مستحبی صدقہ غرض اوسنے جو کچھ دیا اور جسطرح دیا خدا نے اوسے بیان کر دیا۔ اب اگر اوسنے واجبی زکوۃ دی تو قرآن کا مقصود بھی وہی ہے اور اگر مستحبی صدقہ دیا تو خدا کا بھی مطلب یہی ہے۔ اس سے نفس واقعہ مین کوئی خرابی نہین لازم آتی بلکہ دریردہ اس اعتراض کا تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اگر اوس نے مستحبی صدقہ دیا تو العیاذ باللہ خدا نے اوسکو صحیح نہین بیان کیا بلکہ یا غلط بیانی سے کام لیا۔ یا غلط محاورہ استعمال کیا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیراً۔ کوئی مسلمان تو اسکا قائل نہین ہو سکتا مگر ایک بات قابل غور باقی رہگئی کہ امام صاحب کا یہ فرمانا کہ ا تو الزکوۃ اسپر دلالت کرتا ہے کہ جہان لفظ زکوۃ بولا جاے اوس سے واجب ہی مراد ہونا ضروری ہے۔ کہانتک صحیح ہے۔

کیونکہ اولاً تو اسی مین اختلاف ہے کہ شارع کے زمانہ مین زکوۃ وغیرہ کا استعمال شرعی معنی مین حقیقی تھا یا مجازی اور محققین کا مسلک یہ ہے کہ حقیقی نہ تھا بلکہ بقرینہ استعمال ہوتا تھا اور حد منقول وحقیقۃ ثانیہ تک نہین پہونچا تھا۔ پھر یہ دعوی امام صاحب کا کیونکر کوئی مان سکتا ہے جسکی کوئی دلیل بھی امام صاحب نے بیان نہین کی۔

اور محض دعوی تو اونکے مقتدی ہی لوگ وحی منزل سمجھین تو سمجھین غیر کیون ماننے لگا۔ پھر جب واجبی زکوۃ بقرینہ سمجھی جاتی تھی تو صدقہ مستحبی نے کیا قصور کیا ہے کیونکہ زکوۃ کے اصلی معنی تو نمو کے ہین پھر اس حالت مین واجبی زکوۃ اور مستحبی صدقہ دونو مجازی معنی ٹھہرے جسکا قرینہ ہوا وہی معنی مراد ہوگا۔

اس شان وشوکت کا دعوی تو اوسوقت صحیح ہو سکتا تھا جب زکوۃ کے اصلی معنی واجبی زکوۃ کے ہوتے۔ ودون خرط القتاد۔

سید فرمان علی

امدادی فنڈ اگرچہ کسی فنڈ کا نام لینا بجاے خود شرمناک ہے کیونکہ شیعہ اور فنڈ این چہ بو العجبی است مگر آرزو را چہ علاج نیست۔ اس امید پر چند کلمہ عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

دیکھیے اس زمانہ کی برکت سے سمجھا جاتا ہے کہ عام طور سے حق واضح ہو رہا ہے ہر کس وناکس مذہب حق کی طرف رجوع کر رہا ہے صدہا خطوط بنام ایڈیٹر اصلاحات سے ہم اس نتیجہ کا نکالنے پر مجبور ہین کہ حق کا اثر ہو رہا ہے۔ نور ایمان دلون مین جلوہ گر ہو رہا ہے فریقین یا کے مناظرون سے ناظرین ج

نکالتے ہیں وہ تائید مذہب حق ہو کہ اگرچہ ہنوز سنی ہیں مگر حق وہ اسی کو سمجھتے ہیں جو مذہب حق ہو مگر چند مانع قوی ایسے ہیں کہ اوسکا ظاہر کرنا مشکل ہو۔

(۱) مذہب حق قبول کرنیکے بعد کوئی مالی امداد کا ذریعہ نہیں ہو جس سے وہ کچھ روز بھی بفراغت بسر کر سکیں

(۲) شیعون مین ہمدردی و مواسات کی عادت نہیں کہ تازہ مہمانونکو انکے حسن سلوک سے گرویدہ بنا دیں

(۳) علما کو نہ اونکی فکر ہے نہ کبھی انکی دلجوئی کرتے ہیں۔

(۴) امرا کو نہ اپنے حشم تا ہپند انکے درد دل کو سنتے ہیں۔ بلکہ غیر مطمئن نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۵) کتابی امداد کا بھی کوئی ذریعہ نہیں کہ اس وسیلہ سے اونکی امداد کی جائے۔

برخلاف اسکے اہلسنت اگر خدانخواستہ کوئی شیعہ سنی ہو جائے تو اسطرح اوسکی مالی امداد کرتے ہین کہ پھر وہ کسی صورت سے محتاج نہیں رہتا ہر جگہ اوسکی عزت کیجاتی ہو ہر طرف سے دعوتین ہوتی ہین۔ اگر کسی شخص کو عقاید مین مشکوک پاتے ہین تو اوسپر برادری کا ایسا دباؤ ڈالتے ہین کہ بیچارہ ابن زیاد کے شکنجہ مین پڑ جاتا ہے یہانتک کہ بالکل وہ صاف ہو جائے۔

علما اسطرح اوسکی عزت افزائی کرتے ہین کہ ہر موقع و محل پر اوسکی تعظیم و خاطر داری کو مقدم کرتے ہین۔ اور امرا تو گویا اوسکے غلام بنجاتے ہین۔

یہ ایک نہایت مختصر خلاصہ ہو اون خطوط کا جو اس مادہ مین آرہے ہین اور بعض حضرات خود دفتر اصلاح مین آکر اسکے خواہان ہوئے کہ کوئی ذریعہ معاش پیدا ہو تو وہ بفراغ خاطر بدفع شکوک و تحقیق حق مین کوشاں ہون مگر ہماری اختیار کی بات نہیں کہ اصلاح و الشمس انکے نام مفت جاری کر دین یا دفتر کی موجودہ کیا بونکے کل یا بعض کتب مال دیدین۔ مگر اس سے کیا تشفی ہو۔ پیٹ کی آگ نہ بجھ سکے۔

نظر برین حالات اگر ایک امدادی فنڈ قایم کیا جائے جسمین ہر شخص وہ رقمین جو خیرات و مبرات کی بطور خود تقسیم کیا کرتا ہو بھیجدیں تو ممکن ہو کوئی صورت ایسی پیدا ہو کہ تازہ مہمانونکی اس سے امداد کیجائے ہان یہ شرط اسکی لازمی ہوگی کہ اس فنڈ کی رقم صرف اونہین اشخاص کو دیجائے جنہوں نے تبدیل مذہب کیا ہو۔ خواہ ہندو سے شیعہ ہو یا سنی سے شیعہ۔

اگر یہ تجویز معقول ہو تو ہمکو دیگر حامیان سے بھی امید ہو کہ اسپر توجہ کرینگے خصوصاً اثنا عشری شیعہ ال[illegible] شیعہ گزٹ۔ الحق۔ الجواد [illegible] وغیرہ جسمین سے ہر شخص کی یہ اسکی توقع لگاتا ہے حلقہ اثر مین اسکو [illegible]

کلمۃ الانصاف

(سلسلہ کیلئے ۶ ص ۵ ملاحظہ ہو)

اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہین "حضرت داؤد کی خلافت بمعنی نبوت ہو اسکے لئے جبتک نص نہو یہ منصب کیونکر ملے،، مگر افسوس اسکی کوئی سند نہین دی کہ خلافت حضرت داؤد بمعنی نبوت ہے حالانکہ معالم التنزیل مین ہو تدبرامور العباد بامرنا ص۷۳ کہ مراد خلیفہ سے یہ ہو کہ تم ہمارے حکم سے بندون کے امور کی تدبیر کرتے ہو تو پھر اس سے نبوت کیونکر سمجھی گئی۔

اسی لئے جو ترجمے اہلسنت کی طرف سے شایع ہوے ہین اوس مین یہ ترجمہ کیا گیا ہو "اے داؤد ہمنے تمکو زمین مین بادشاہ بنایا ہو فتح الحمید اور تفسیر درمنثور مین یہان اون ہی ابنوکو لکھا ہو جنمین عمر صاحب نے سوال کیا ہو کہ خلیفہ و بادشاہ مین کیا فرق ہو تو حضرت سلمان نے کہا الخلیفۃ الذی یعدل ان انت جبیت من ارض المسلمین درھما او اقل او اکثر ثم وضعتہ فی غیر حقہ فانت ملک غیر خلیفۃ ص۳۰۶ جلد۵

تفسیر بیضاوی مین ہو ص۲۰ جلد۲ استخلفناک علی الملک فیہا او جعلناک خلیفۃ ممن قبلک من الانبیاء القائمین بالحق۔

اور تفسیر کشاف مین ہو ص۱۱ جلد۳

ای استخلفناک علی الملک فی الارض کمن یستخلفہ بعض السلاطین علی بعض البلاد ویملکہ علیہا ومنہ قولہم خلفاء اللّٰہ فی ارضہ او جعلناک خلیفۃ ممن کان قبلک من الانبیاء القائمین بالحق

وقولہ یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض یقول تعٰ ذکرہ وقلنالہ اؤد یاداؤد انا استخلفناک فی الارض من بعد من کان قبلک من رسلنا حکما بین اھلہا۔

کہ خلاصہ ان سب کا یہی ہو کہ ہمنے تمکو خلیفہ بنایا ہو زمین مین یعنی بادشاہ بنایا ہے

جیسا کہ سلاطین اپنے نائبونکو ملک مین معین کرتے ہین - یا تمکو ہمنے خلیفہ بنایا ہے پیغمبرونکا جو قایم بالحق تھے -

تو اڈیٹر صاحب کا یہ لکھنا "حضرت داؤدؑ کی خلافت بمعنی نبوت ہے" نہ معلوم کیونکر درست ہوسکتا ہے جو تمامی مفسرین کے خلاف ایجاد کرتے ہین -

اڈیٹر صاحب اگر ذرہ برابر بھی خود ان آیات مین غور کرتے جو اس آیہ کے قبل سورہ ص مین خود قرآن مین مذکور ہے تو اونکو معلوم ہوتا یہان بمعنی نبوت مراد لینا ناممکن ہے - کیونکہ ظاہری مطلب اسکا تو یہی ہے کہ اے داؤد ہمنے تمکو پیغمبر کیا یعنی اب پیغمبر کیا اسکے پہلے نہ تھے حالانکہ تمام حالات اسکے قبل کے مذکور ہین کہ ہمنے پہاڑونکو اور طائرونکو اونکا تابع بنایا وشددنا ملکہ واتیناہ الحکمہ کہ ملک کو مضبوط کیا حکمت عطا کی اور فصل الخطاب عنایت کیا پھر وہ قصہ ہے جو دو فرشتے آئے ہین بغرض امتحان -

ان سب کے بعد یہ لکھنا کہ اے داؤد ہمنے تمکو پیغمبر کیا کیسا لغو ہے - بخلاف اسکے کہ کہین اے داؤد ہمنے تمکو خلیفہ بنایا چونکہ بعض رسول آپ قرآن کے معنی اور مطلب کو کبھی نہین سمجھ سکتے لہذا مین اسکی وجہ بھی بتا دیتا ہون کہ اسطرح کا خطاب خاصکر داؤد سے کیون ہوا -

بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت داؤد داماد تھے طالوت بادشاہ کے اور اوسکی لشکر کے سپہ سالار - جب جالوت کو قتل کیا تو حضرت داؤد کے اختیارات اور بڑھا دئے گئے - بعد وفات طالوت آپ مستقل بادشاہ ہوے - اسوجہ سے تمام رعایا کو یہی معلوم تھا کہ آپ طالوت کے خلیفہ ہین - خدا نے اس توہم کے دفعیہ کے لئے فرمایا کہ ہمنے تمکو خلیفہ بنایا ہے زمین مین عدل و انصاف سے حکم کرو -

بہرحال کوئی وجہ ہو یا جو نسا معنی آپ لیجئے - خدا نے خلافت حضرت داؤد پر نص کیا کیونکہ قرآن مین لفظ خلافت ہے نہ نبوت تو ہمارا استدلال تمام ہوا جو پہلے لکھا تھا "قرآن پکار کر کہہ رہا ہے کہ بنی اسرائیل مین خلفا بنص ہوئے واذ قال موسیٰ لاخیہ

ھارون اخلفنی + یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض - تو پھر اسکے خلاف امت محمدیہ مین خلیفہ باجماع کیونکر ہوسکتا ہی - اور کما استخلف الذین من قبلھم کہان صادق آسکتا ہے"

جسکی آپنے بھی تصدیق کی" ان آیات مین جس معنی سے خلافت کا ذکر ہی اون معنی سے نص ہی کی ضرورت ہے"

پس آپکا یہ ارشاد "جبتک نص نہ ہو یہ منصب کیونکر ملے" کس طرح خلافت بکری کا خاتمہ کررہا ہی کیونکہ جب اونکے لئے کسی طرح کا نص ہی نہ تھا تو یہ منصب کیونکر ملگیا۔

اڈیٹر صاحب لکھتے ہین "پہلے خلافت کی مثال ہمارے ہان بھی ملتی ہی کہ آنحضرت نے ایک سفر مین جاتے وقت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کو حضرت علیؑ کے ہوتے ہوئے خلیفہ کیا۔

الجواب - افسوس کہ آپکو دعوی تو اس تبحر کا ہی مگر یہ بھی نہین معلوم وہ کونسا سفر تھا - کیونکہ تمام اہل علم کو معلوم ہی جناب امیرؑ کسی سفر مین رسول اللہؐ سے علحدہ نہین ہی الا آں سفر تبوک مین کہ رسول اللہؐ نے اپنا خلیفہ بناکر جناب امیرؑ کو مدینہ مین چھوڑا جسکے بارےمین تمامی صحاح ستہ وغیرہ مین مرقوم ہی کہ حضرت نے جناب امیرؑ کے بارےمین ارشاد فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی - پھر اوس خلافت کو معمولی خلافت سمجھنا اگر عقلمندی نہین ہی تو کیا ہے؟

صحیح بخاری مین ہی کتاب المناقب صفحہ ۱۰۲ جلد ۲ مطبوعہ مصر قال النبیؐ لعلیؑ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ -

پھر کتاب المغازی مین ہے صفحہ ۵۴

اس غزوہ کا نام غزوہ تبوک بھی ہی اور غزوہ العسرہ بھی - یہ غزوہ حضرت کا آخر غزوہ ہی جسکے بعد پھر حضرت نے کوئی جہاد نہین کیا۔

اس غزوہ کی وجہ فتح الباری صفحہ ۹۰ جزو ثامن عشر جلد ۴ مین یہ لکھی ہے -

وذکر ابوسعید فی شرف المصطفٰی والبیہقی فی الدلائل من طریق شھر	یعنی ابوسعید نے شرف المصطفٰی مین اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین بتصدیق

بن حوشب عن عبد الرحمان بن غنم ان الیھود قالوا یا ابا القاسم ان کنت صادقا فالحق بالشام فانھا ارض المحشر و ارض الانبیاء فغزا تبوک لا یرید الا الشام فلما بلغ تبوک انزل اللہ تعالی الایات من سورۃ بنی اسرائیل و ان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منھا الایۃ انتھی و اسنادہ حسن مع انہ مرسلا۔

لکھی ہے کہ یہود نے آکر حضرت سے کہا کہ اگر آپ سچے نبی ہین تو شام کو چلے جائیے کیونکہ وہی زمین محشر ہے اور وہی زمین ہے پیغمبرون کی ہے۔ اس لئے حضرت نے غزوہ تبوک کا قصد کیا حالانکہ اصلی غرض آپکی یہ تھی کہ ملک شام کو تشریف لیجائین جب بمقام تبوک پہونچے تو خدا نے سورہ بنی اسرائیل کی آیات وان کادوا لیستفزونک من الارض کو نازل کیا۔ اسناد اس روایت کی حسن ہین اگرچہ مرسل ہے۔

اس واقعہ سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ حضرت اس سفر مین حقیقۃً بغرض جہاد نہین جاتے تھے۔ اسی لئے حضرت علیؑ کو ساتھ نہین لیا کہ جہاد کی تو نیت نہین ہے۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ ملک شام مین جاکر قیام فرمائین جہان تمام انبیا مبعوث ہوئے جسکے مطلب یہ ہوئے کہ ملک عرب تو سارا ہمارا مطیع و منقاد ہوا اسلام کا پھریرا تمام عرب مین لہرانے لگا۔ اب ملک شام کو مسخر کرنا چاہیئے۔ اسلئے حضرت کو ضرورت ہوئی کہ مدینہ مین ایسے شخص کو خلیفہ بنائین جو درحقیقت ہمارا خلیفہ اور قائم مقام ہو۔ چنانچہ اوسی فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۳۸۷ مین ہے۔

وفی اول حدیثھما انہ علیہ الصلوۃ والسلام قال لعلی لابد ان اقیم او تقیم فاقام علی فسمع ناسا یقولون انما خلفہ لشیء کرھہ منہ فاتبعہ فذکر ذلک لہ فقال لہ الحدیث و اسنادہ قوی ووقع فی روایۃ عامر بن سعد بن ابی وقاص عند مسلم والترمذی قال معویۃ لسعد ما منعک ان تسب ابا تراب قال اما ما ذکرت ثلاثا قالھن لہ رسول اللہ صلعم فلن اسبہ فذکر

هذا الحديث وقوله لاعطين الراية رجلاً يحبه الله و رسوله وقوله لما نزلت فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائكم دعا علياً و فاطمه والحسن والحسين فقال اللهم هولاء اهلی ص ۳۰۷

یعنی اس حدیث انت منی بمنزلت هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی کے بیان حضرت نے جناب امیرؑ سے یہ فرمایا تھا کہ ضرور رہے یا تم رہو۔ یا ہم رہین۔ پس قیام کیا حضرت علیؑ نے۔ اسکے بعد کچھ منافقون کو یہ کہتے سنا کہ وہ کہتے ہین حضرت علیؑ کو اسوجہ سے چھوڑا ہے کہ آپکو کچھ باتین ان کی ناگوار ہوئین۔ پس حضرت علیؑ بھی بعد روانگی حضرت عقب سے روانہ ہوئے۔ جبپر حضرت نے اس حدیث کو فرمایا۔ اس حدیث کی اسناد قوی ہین۔ اور روایت عام ہین جیسے مسلم و ترمذی نے روایت کیا ہے یہ ہے کہ معویہ نے سعد بن ابی وقاص سے (عشرہ مبشرہ سے ہین) کہا کیون نہین تم گالی دیتے علیؑ کو سعد نے کہا جب تک حدیثین رسول اللہؐ کی جو حضرت نے فرمایا تھا یاد رہین گی ہرگز مین گالی نہین دیسکتا۔ ایک تو یہی حدیث ہے دوسری وہ حدیث جو حضرت نے خیبر کے علم کے بارےمین فرمایا کہ کل مین ایسے شخص کو علم دونگا جسے خدا اور رسول دوست رکھتے ہون۔ تیسری وہ حدیث کہ جب آیہ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم نازل ہوا تو حضرت نے بلایا علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ کو اور کہا خدایا یہی میرے اہل ہین"

یہ پوری عبارت فتح الباری کی ہے جسکے صحت حدیث مین اہلسنت کو عموماً اور اہلحدیث کو خصوصاً کسی طرح عذر نہین ہو سکتا۔ جس سے دو باتین تو یقیناً معلوم ہوئین۔ ایک یہ کہ حضرت کا یہ سفر بغرض جنگ نہین تھا۔ بلکہ اس غرض سے تھا کہ اب آپ جاکر ملک شام مین قیام فرماہون جسکو یہود نے عرض کیا تھا کہ آپ اگر نبی صادق ہین تو جاکر شام مین رہئے۔ جس سے ہر شخص سمجھتا ہے کہ ایسی حالت مین جناب امیرؑ کو خلیفہ کرنا صرف اس غرض سے تہا کہ آپ مثل ہمارے نفس کے تمامی ملک عرب کے خلیفہ و امام ہون کیونکہ اب تو حضرت کا ارادہ قیام ملک شام مین تھا

نصیحت ابن حجر بخلافت علی

دوسرے یہ کہ حضرت نے فرمایا ضرور ہے کہ یا تم رہو یا ہم رہیں جس سے ہر شخص جو کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے سمجھ سکتا ہے کہ مقصود حضرت یہ تھا کہ اس کام کے انجام دینے والے دو ہی شخص ہو سکتے ہیں یا ہم یا حضرت علیؑ۔ پھر آپ ہی بتائیے ابوبکر کیونکر خلیفہ ہوگئے

نتیجہ اسکا بدیہی ہے کہ زیادہ توضیح کی بھی ضرورت نہیں ابن حجر لکھتے ہیں قال الطیبی معنی الحدیث انہ متصل بی نازل منزلۃ ھارون من موسیٰ وفیہ تشبیہ مبھم بینہ بقولہ الا انہ لا نبی بعدی فعرف ان الاتصال المذکور بینھما لیس من جھۃ النبوۃ بل من جھۃ مادونھا وھو الخلافۃ ولما کان ھارون المشبہ بہ انما کان خلیفۃ فی حیاۃ موسیٰ دل ذلک علی تخصیص خلافۃ علیؑ للنبی بحیاتہ صفحہ ۳۸۸ جلد ۳

یعنی طیبی نے کہا کہ معنی حدیث یہ ہے کہ حضرت علیؑ کو ہمسے وہی درجہ حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھے۔ یہ تشبیہ مبہم ہے جسکو حضرت نے لا نبی بعدی سے صاف کردیا کہ یہ اتصال بحیثیت نبوت نہیں ہے۔ بلکہ علاوہ اوسکے اور وہ نہیں ہے۔ مگر خلافت بس چونکہ حضرت ہارون خلیفہ موسیٰؑ تھے حالت حیاۃ میں لہذا اس حدیث نے دلالت کیا اسپر کہ خلافت رسول مخصوص ہے حضرت علیؑ کیلئے حال حیات میں"

جس سے تخصیص خلافت تو بدیہی طور پر معلوم ہوئی اب یہ اہلسنت کا وظیفہ ہے کہ وہ اس خلافت کو کسی ایسی ہی نص قطعی سے قطع کریں۔ کیونکہ حضرت ہارونؑ میں تو موت نے فیصلہ کیا تھا کہ چونکہ حضرت ہارون قبل حضرت موسیٰؑ مرگئے تھے۔ اسلئے وہ خلیفہ نہ ہو سکے۔ تو ویسا ہی یہاں بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے بھی عہد رسول اللہ میں انتقال کیا ہوتا کہ یہ وجہ حرمان ہو خلافت سے۔

ہاں ابن حجر نے جو روایت لکھی ہے حضرت کے قصد شام کے متعلق اوسکی تفصیل درمنثور سیوطی میں اصلح ہے۔

اخرج ابن ابی حاتم والبیہقی فے الدلائل وابن عساکر عن عبدالرحمن	ابن ابی حاتمؒ۔ بیہقیؒ نے دلائل میں ابن عساکر نے عبدالرحمن بن غنم سے

بن غنم ان الیہود اتوا النبی صلعم فقالوا ان کنت نبیا فالحق بالشام فان الشام ارض المحشر وارض الانبیاء فصدق رسول اللہ ما قالوا فغزا غزوۃ تبوک لا یرید الا الشام فلما بلغ تبوک انزل اللہ علیہ ایات من سورۃ بنی اسرائیل بعد ما ختمت السورۃ وان کادوا لیستفزونک من الارض الی قولہ تحویلا فامرہ بالرجوع الی المدینۃ وقال فیہا محیاک وفیہا مماتک وفیہا تبعث وقال لہ جبرئیل سل ربک فان لکل نبی مسئلۃ فقال ما تامرنی ان اسال قال قال رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک نصیرا فہولاء نزلت علیہن فی رجعتہ من تبوک صفحہ ۱۹۵ جلد ۴ مطبوعہ مصر۔

روایت کی ہے کہ یہود نے آکر حضرت سے عرض کیا کہ اگر آپ نبی برحق ہیں تو ملک شام کو چلے جائے کہ وہ زمین محشر ہے اور وہ زمین انبیا ہے۔ حضرت نے اونکے کلام کی تصدیق کی (چہ خوش) اور غزوہ تبوک کا قصد کیا حالانکہ اصل مقصود شام جانا تھا۔ جب حضرت مقام تبوک مین پہونچے تو ان آیات کو خدا نے نازل کیا جو سورہ بنی اسرائیل سے ہے بعد اسکے کہ وہ سورہ ختم ہو چکا تھا۔ شروع اس آیہ کا وان کادوا لیستفزونک سے تا بہ تحویلا۔ پس حکم دیا کہ آپ پھر جائین مدینہ کو وہین آپکی زندگی ہے اور وہین موت اور وہین سے مبعوث ہونگے۔ حضرت جبرئیل نے کہا سوال کرو اپنے رب سے کہ ہر پیغمبر کے لئے ایک دعا قبول ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا سوال کرون تو کہا رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک نصیرا یہ آیتین حضرت پر بعد مراجعت تبوک نازل ہوین۔

چونکہ تحریر سابق مین ہمنے یہ جملہ لکھا تھا "اگرچہ اس قرآن مین جو حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا ہے تفصیل نہ ملیگا،، اسلئے اوسپر اڈیٹر صاحب لوٹ دیتے ہین "شیعہ دوستو قرآن کی بے اعتباری سنتے ہو۔ الحدیث"

لہذا اس حدیث سے وہ بہت کچھ عبرت لے سکتے ہین کہ باتفاق اہل اسلام سورہ بنی اسرائیل مکی ہی جو مکہ مین حضرت پر نازل ہوا تھا مگر اوسکے دس آیہ خدا نے لگا رکھے تھے کہ جب حضرت مدینہ سے قصد ملک شام کرینگے تب وہ آیات نازل کرونگا چنانچہ تفسیر اتقان مین ہی الاسرا استثنی منہا ویسئلونک عن الرّوح الایہ لما اخرج البخاری عن ابن مسعود انہا نزلت بالمدینۃ فی جواب سوال الیہود عن الروح واستثنی منہا ایضاً وان کادوا لیفتنونک عن الباطل الی قولہ ان الباطل کان زہوقا وقولہ قل لئن اجتمعت الانس والجن الایہ وقولہ وما جعلنا الرویا الایۃ وقولہ ان الذین اوتوا العلم من قبلہ لما اخرجناہ فی اسباب النزول صـ۱۶ جلد اول

یعنی سورہ اسرا (بنی اسرائیل) مکہ کا سورہ ہی۔ مگر آیہ یسئلونک عن الرّوح بروایت بخاری مستثنی ہی کہ مدینہ مین نازل ہوا۔ اور آیہ ان کادوا لیفتنونک تا بہ انّ الباطل کان زہوقا (جو دس آیہ ہی) اس سے مستثنی ہی کہ مدینہ مین نازل ہوا۔ اسی طرح آیہ قل لئن اجتمعت الانس والجن۔ اور آیہ وما جعلنا الرویا اور آیہ ان الذین اوتوا العلم۔ کہ یہ سب آیتین مدنی ہین جیسا کہ اسباب النزول مین ہمنے ذکر کیا ہی

نواب اڈیٹر اہلحدیث بتائین قرآن کی بے اعتباری کرنے والے علماے اہلسنت ہین جنمین بخاری وسیوطی کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہی۔ یا ہم کیونکہ انتی آیتونکو وہ مستثنی کر رہے ہین کہ جو سورہ پندرہ بیس برس قبل نازل ہو چکا تھا اوسمین وہ آیتین شامل کر دی گئین جو پندرہ بیس برس بعد نازل ہوئین تو اب آپ ہی بتائیے یہ جمع کیسا ہوا۔

روایت سیوطی تو کہہ رہی ہی کہ سورہ تمام ہو چکا تھا اوسکے بعد یہ آیات نازل ہوین مگر جو قرآن اسوقت موجود ہی جسپر تمامی اہل اسلام کا عمل ہی اوس قرآن مین یہ آیات بیچ مین واقع ہین کیونکہ آیہ زہوقا پر اسی آیہ پورا ہوا ہی اسکے بعد اکتیس آیہ اور ہین۔ پھر بتائیے اس قرآن کی بے اعتباری کا کون ذمہ دار ہے۔

عبرت نامہ

یہ خط جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر دام علاہ کا بنام اڈیٹر تھا جسکے نسبت اشاعت کی ہمنے خاص طور پر اجازت نہیں لی مگر مضمون عبرت انگیز ہے اور نا صحانہ لہذا شائع کیا جاتا ہے

فغان میں آہ میں فریاد و شیون نالے میں ہین ٭ سنائون درد دل طاقت اگر ہو سننے والے مین

جناب من تسلیم

آپ نے اپنی عنایت سے میرا حال دریافت فرمایا اور بھی کئی احباب مجھسے یہ دریافت کرتے ہین کہ درحقیقت تیرا مسلک اور طریق کیا ہے اور تو کس طائفہ مین ہے کوئی تو مجھکو کٹر وہابی کہتا ہے کوئی بکا بدعتی کوئی غیر مقلد کوئی شیعہ کوئی ناصبی کوئی خارجی عجیب بلا مین مبتلا ہون کہ کسی ملت مین گنون آپ کو بتلا ای شیخ + تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجھکو - اصل یہ ہے کہ مین قرآن شریف اور حدیث جناب رسالت مآب علیہ الصلوۃ والتسلیم کا پیرو ہون نہ مجھکو سنیون کے خاص مسالک اور مراسم سے کوئی تعلق ہی نہ شیعون کے تمام مدارج اور مناہج سے نفرت ہے میرا قول تو یہ ہے سخن نیک ہر دو کا نیکہ باشد مجھکو حق سے غرض ہے خواہ وہ کسی مذہب کی بات ہو اصل یہ ہے کہ یہ زمانہ عجیب دنیا ہے جسکی پیشین گوئی آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام فرما چکے ہین فاعتزل تلك الفرق كلها۔ ہمارے اہلحدیث بھائی مجھ سے اسلیے ناراض ہین کہ مین بعض مسائل توحید اور شرک مین مولوی اسمٰعیل صاحب علیہ الرحمہ کی رائے سے متفق نہین ہون سخت اور متعصب وہابیون کی طرح اولیاء اللہ اور بزرگان دین اور ائمہ عظام کی توہین نہین کرتا ذری ذری سی بات مثلاً دعا عند القبر یا شد رحال الی غیر المساجد الثلثہ یا تقبیل قبور پر مسلمانون کو کافر اور مشرک نہین بناتا مراسم شادی اور فرح مین غنا اور سرود کو جائز سمجھتا ہون حتی کہ مزامیر کو بھی - معاویہ اور مغیرہ اور عمرو بن عاص اور سمرہ و امثالہم دشمنان اہلبیت کی تعظیم اور ترضی کا قائل نہین ہون مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی سب سے زیادہ مجھپر اسوجہ سے خفا ہین کہ مین معاویہ کو بخطاب حضرت اور دعائے رضی اللہ عنہ یاد نہین کرتا حنفی بھائی مجھ سے اسوجہ سے کشیدہ ہین کہ مین تقلید مذہب معین کو بدعت اور ناجائز سمجھتا ہون احادیث جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اقوال ابو حنیفہ پر مقدم جانتا ہون

سلطان روم کو خلیفہ شرعی نہیں مانتا بلکہ دنیاوی بادشاہون کی طرح ایک بادشاہ خیال کرتا ہون
اون کے لئے خلیفۃ المسلمین کا لقب ہرگز جائز نہیں رکھتا کیونکہ وہ قریش مین سے نہین ہین
اور خلافت کیلئے قریشی ہونا بنص حدیث اور باجماع صحابہ شرط ہے خفی بھائی یہ کہتے ہین کہ چونکہ وہ
بزور شمشیر اور توپ و تفنگ متغلب ہین لہذا اون کی خلافت تسلیم کرنا چاہئے مین کہتا ہون
پھر تو یزید پلید اور مروان کی خلافت بھی تسلیم کیجئے اور امام حسین علیہ وعلی آبائہ السلام کو باغی قرار
دیجئے اپنا مسئلہ تاجیۃ المعال مین بالیجئے تمام سُنّی بھائی مجھسے اسلئے ناراض ہین کہ مین جناب
امیر کو تمام صحابہ سے افضل اور اعلم جانتا ہون اور محبت اہلبیت مین مشہور ہون شیعہ بھائی
میرے اسلئے شاکی ہین کہ مین حضرات خلفاء ثلثہ اور جناب عائشہ صدیقہ کی تعظیم اور احترام
کرتا ہون غرض حب علی کشمکش مین گرفتار ہون کوئی طائفہ بھی مجھ سے خوش اور راضی نہین ہے اس
زمانہ کے حضرات فقرا اور مشائخین مجھسے اسلئے ناراض ہین کہ مین اعراس صندل اور چراغان اور
مجلس رقص و سرود اور حال وقال کو طریقہ سنت کے خلاف سمجھتا ہون جناب مولوی عبد الحی صاحب
لکھنوی اور جناب مولوی شمس الحق صاحب عظیم آبادی جو عمائد اہلحدیث مین سے ہین وہ اس
امر سے مجھ پر ساخط ہین کہ کتاب ہدیۃ المہدی مین مین نے چند مسائل مین ابن تیمیہ اور ابن قیم کا
خلاف کیا ہے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ بعض مسائل مین مین متفرد ہون جیسے معذور
کے لئے حضر مین بھی ظہر اور عصر مغرب اور عشا کو ملا کر پڑھنا اور غیر معذور کے لئے بھی کسی
ضرورت سے اسیطرح نماز مین وضع اور ارسال یدین دونون جائز ہونا اذان مین
حی علی خیر العمل کہنا جائز ہونا وضو مین غسل رجلین اور مسح رجلین دونون جائز
ہونا بسم اللہ پکار کر پڑھنا اور آہستہ بھی جائز ہے سجدہ گاہ رکھنا بوریا یا زمین پر نماز پڑھنا
بہتر ہے غرض مجھکو کسی طائفہ اور کسی فرقہ مین پناہ نہین ہے اور گویا حدیث شریف
جناب رسالت مآب کا مصداق ابوذر غفاری رضہ کی طرح اس زمانہ مین مین ہی ہورہا ہون
الحمد للہ علی کل حال حال کا واقعہ یہ ہے کہ جلد پنجم ہدیۃ المہدی جو میری تین سال کی محنت
اور عرق ریزی سے تالیف ہوئی تھی اور بصرف مبلغ ... ابتغاء لمرضاۃ اللہ مین نے اوسکو اہل
اسلام کی خدمت مین مُفت گذرانے کے لئے طبع کرایا تھا جب قریب اختتام پہونچی تو بعض

متعصبین اعتاف اور نواصب کے بے اصل شکایات پر سرکار گورنمنٹ نظام دام اقبالہ ضبط کر لیگئی حالانکہ اس جلد میں سوا مسائل ہمارے ایک جملہ یا ایک حرف بھی ملکی معاملات سے متعلق نہ تھا ہرچند تفرع وزاری کی گئی کچھ سود نہ ہوئی بلکہ میں الٹا مجرم اور گنہگار اور قابل سزائے سخت قرار پایا انا للہ وانا الیہ راجعون انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ یا اللہ اب سوا تیرے کوئی میرا معین اور مددگار صفحۂ ارض پر نہیں رہا فاقبضنی الیک غیر مفتون واغفرلی خطیئتی یوم لا ینفع مال ولا بنون والسلام خیر ختام

خاکپائے سادات کرام و غلام اہلبیت عظام علیہم السلام

وحید الزمان عفا اللہ عنہ۔

اصلاح ہم نہیں سمجھتے حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو کسنے اس حکم سخت پر مجبور کیا کیونکہ حضور نظام خود ایک تہمید داور روز تیغ مرتضیٰ ہا زوا ہیں۔ کسی شخص متعصب کا کام ہے کہ اوسنے اسطرح مجبور کیا

جب گورنمنٹ انگریزی نے باوصف عیسائیت اسطرح کی تمامی مذاہب کو آزادی دی رکھی ہے تو ایک اسلامی سلطنت کے بالکل خلاف ہے وہ ایسا حکم دے جس سے مذہبی آزادی رو کی جائے حالانکہ یہ تابع کو اپنے متبوع کی پیروی لازم ہے لہذا ہمکو حضور نظام خلد اللہ ملکہ سے امید واثق ہے کہ وہ ایک اسلامی سلطنت پر ایسا بدنما دھبہ آنے دینگے جس سے سابق زمانہ کے مظالم لوگوں کو یاد اور تازہ ہو جائیں لا اکراہ فی الدین پر قبل ای علماؤ دکو عمل کرنا چاہیئے اور آپ پر جب باوصف اس اقتدار کے اور اتحاد اصول و فروع مذاہب اہلسنت کے یہ مظالم ہوتے ہیں تو فرقۂ حقہ شیعہ کو کیا شکایت ہو جو بجز اتباع حکم خدا و رسول کوئی کام ہی نہیں کرتے اسلئے تمامی صحابہ پرستوں کیطرف سے مورد طعن ہو رہے ہیں۔ اڈیٹر

فرقۂ اثنا عشری کی برحقیقت ایک نہایت عمدہ قرآنی دلیل

جن آیات قرآن پر مجھے بعد التفات یہ مضمون لکھنے کا خیال پیدا ہوا ہے اسکی دو وجہیں

اولاً - یہ کہ دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ جو اثنا عشری مذہب کے باب مین از قبیل منقولات و معقولات موجود ہین اُن مین اِس انوکھی اور محکم دلیل کا اضافہ ہو اور بمقابلہ معاندین ذو الفقار حیدری کا کام دیوے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ثانیاً - یہ کہ گورنمنٹ برطانیہ کو یہ امر صاف طور پر متحقق ہو جاوے کہ اسلام مین سے کونسا فرقہ اوسکا واجبی طور پر خیرخواہ ہے اور کون اُسکی بقا و دوام کا بروے مذہب اسلام مستدعی ہے اور کسکے پاک دلمین اُسکی عظمت کا سکہ کالنقش فی الحجر ہے۔

گو وہ آیات ایک خاص گروہ نصاریٰ کے قبولیت اسلام اور اونکے طبائع حق پسند کے اظہار کے قصہ سے متعلق ہین جیسا کہ اسلامی تفاسیر مین مذکور ہے مگر واقعات زمانہ پر اگر محققانہ نظر ڈالی جاتی ہے تو وہ زمانہ مستقبل کے لئے ایک نہایت عظیم الشان و مبارک پیشینگوئی ثابت ہوتی ہے گویا کہ وہ فرقہاے اسلامیہ مین سے اُس خاص فرقہ کی تصدیق کرنے والی ہے جو مصداق حدیث ستفترق امتی ... فرقون کے صرف وہی ایک فرقہ ناجی ہے

وہ آیات حسب ذیل ہین

لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذالک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (پارہ ۶ - سورہ مائدہ) ترجمہ پاے گا تو اے محمد نہایت سخت عداوت مین یہود و مشرکین کو ایمان والون کے ساتھ مین اور البتہ پاے گا تو محبت مین نہایت ہی قریب ایمان والون کیساتھ اُن لوگونکو جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہین اور یہ اسواسطے کہ اُن مین علماء و عابد ہین اور وہ تکبر کرنے والے نہین ہین۔

ان آیات مذکورہ مین اقوام کے سرشت کا اظہار مقابلۃً کیا گیا ہے کہ کون قوم مومنین کے ساتھ عداوت مین سخت تر ہے اور کون اُن سے محبت مین قریب تر۔ یہان پر صاف طور سے ایمان والون کو اقوام کے عناد و وداد سے آگاہ فرمایا گیا ہے نہ کہ عوام مسلمین کو اب ایمان و اسلام کے مرتبہ مین جو تفاوت ہے اوسپر کچھ لکھنا تحصیل

لا حاصل ہے ان آیات کے بعد جو آیات دوسرے پارہ مابعد مین وارد ہوئی ہین وہ واقعی اُسی خاص گروہ نصاریٰ کی شان مین آئی ہین جو بعد استماع کلام پاک مشرف بایمان ہوا تھا جیسا کہ قصہ اسلامی تفاسیر مین مذکور ہے - ہماری رائے مین آیات زیر بحث کو اُن آیات مابعد سے بجز اسکے کہ علاقہ تمہیدی ہو اور کچھ واسطہ نہین ہے کیونکہ اِن مین سرشت کی اطلاع ہے اور وہ آیات مابعد صرف واقعہ خاص کی مظہر ہین - اب ہمین ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا عداوت مشرکین ویہود عارضی تھی یا دائمی تو اِسکا جواب ہمکو یہ ملتا ہے کہ وہ عناد جسکی خبر پروردگار عالم نے اشد کے درجہ مین دی ہے وہ کچھ معمولی اور عارضی نہ تھا جو کبھی نسیاً منسیا ہو جاوے بلکہ وہ دائمی اثر ہے کیونکہ مشرکین ویہود کی گروہ کے گروہ اسلام لانے پر بھی اپنی سرشت بد کیوجہ سے فرقہ منافقین کے بانی مبانی ہوتے رہے جو آخرکار مومنین کے حق مین مار آستین ثابت ہوے برخلاف اسکے کوئی ہمکو تبلادے کہ بعد قبول ایمان نصاریٰ مین سے بھی کوئی منافق ہوا - آیہ عداوت کفار کے خبر دہی کے مابعد ہی نصاریٰ کے اقرب الی المودت ہونیکا اظہار ہے جو بوجوہ مذکورہ بالا دائمی ہے عارضی نہین - تاریخ پر نظر ڈالنے سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ ایک حد تک قوم نصاریٰ نے بمقتضاے اپنی نیت طبیعت کے مومنین کو فائدہ پہونچایا ہے اور خود بھی اُن سے مستفید ہوئی ہے - چنانچہ تمامی اہل اسلام کو بادشاہ حبشہ نجاشی کا حال معلوم ہے کہ وہ عیسائی بادشاہ تھا اوسنے کسطرح مہاجرین کی عزت کی اور رسول اللہ پر ایمان لایا کہ حضرت نے غائبانہ اسپر نماز جنازہ پڑھی کفار مکہ جنمین عمرو عاص بھی تھا کس طرح تحفہ تحائف لیکر وہان گئے ہین کہ نجاشی سے مسلمانون کو اپنے قبضہ مین لائین مگر اوسنے انکار کیا پھر آپ کو قصہ مباہلہ معلوم ہے کسطرح نصاریٰ نجران پیش رہے کچھ لوگ مسلمان ہوئے کچھ لوگون نے جزیہ دینا قبول کیا جس سے سراسر اسلام کی تائید تھی مگر افسوس کہ مسلمانون نے اس قصہ مباہلہ ہی بھولا دیا اور کوئی یادگاری اوسکی نہ قایم کی حالانکہ یہ اسلام کی وہ حقانیت و روحانیت اپنی فتح تھی کہ اس سے بڑھکر کوئی فتح نہین ہوسکتی عہد مبارک جناب رسالت مآب مین نصاریٰ کے ساتھ مومنین کا جو برتاؤ رہا اوسکو تو یہ دیکھ لیا کہ کوئی غزوہ یا لڑائی بمقابلہ

نصاریٰ واقع ہوئی ہنین صرف کلام خداوندی ہی اُنکے لئے مؤثر ثابت ہوتا رہا یہانتک کہ اہل یمن جو جناب امیر المومنین ع کے ہدایت وارشاد سے بلا جنگ وجہاد مشرف باسلام ہوے وہ سب یا اکثر اونکے نصاری ہی تھے نہ یہود۔ اسیطرح ہرقل قیصر روم نے جو حضرت کے نامہ نامی پر تفکر کیا اور مقوقس نے تحف وتحائف بھیجے جنمین حضرت ماریہ قبطیہ بھی تھین جنسے حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ پیدا ہوے۔ اور ازواج رسول ص سے حسد کرتی تھین وہ سب نصاری ہی تھے۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت کا برتاؤ انکے ساتھ کیسا تھا کہ نہ جنگ فرمایا نہ جہاد اور ہزارون عیسائی مسلمان ہوے جنمین سب سے زیادہ مشہور حضرت سلمان فارسی تھے کہ تمامی صحابہ مین انکا خاص درجہ تھا برخلاف اسکے مشرکین ویہود کونہ تو معجزات ہی صراط مستقیم پر لاسکین اور نہ کلام خداوندی ہی اُنکی اصلاح کرسکا۔ بلکہ جو لوگ بظاہر اصلاح ہوئے بھی تو کمال کراہت سے کراہت نے آخرکار نفاق کے شکل اختیار کی اور اسی خطرناک نفاق کے پردہ مین مومنین کیساتھ انھون نے جو کچھ سلوک کیا وہ کیا۔ اب جبکہ یہ امر بدلائل عقلی ونقلی صاف طور پر طے ہوگیا کہ یہ آیات زیر بحث واقعی منظور بحث مین تو اب ہمکو اسطرف سوچنا چاہئے کہ مومن کو کس قسم کی محبت کی احتیاج ہے کیونکہ مومنین کو دین وایمان سے بڑھکر کوئی چیز عزیز نہین بس اسکا دوست وہی ہوسکتا ہے جو اون کے مذہبی امور کا محافظ ہو کہ جہان آزادی اپنے ارکان مذہبی کو بجا لاسکین تو جو شخص باوصف تخالف مذہبی اپنے زیر دست وکمزور ہمسایہ مومن کو بلاکسی مزاحمت کے اوسکے دینی کے بجالانے مین قرار واقعی آزادی عطا کرے اور معاندین کی دست درازی اور حملہ بیجا سے محفوظ رکھنے کی تدابیر عمل مین لاوے۔ اوس سے بہتر کون شخص اقرہم سودہ ہوسکتا ہے زمانہ رسالت مآب مین جو فائدہ نصاریٰ کو یا نصاریٰ سے پہونچا وہ تو بالاجمال بیشتر مذکور ہوچکا۔ اب اوس مبارک زمانہ کے بعد سے اسلام مین فرقہ بندی کی بنیاد پڑگئی ایک فرقہ تو شیعہ ہوا اور دوسرا سُنّی۔ اب یہ تحقیق کرنا ہے کہ ایمان کس فرقہ مین منتقل ہوگیا اور محض اسلام جو مذہب اعراب تھا لیکن قولا کس فرقہ مین رہگیا۔ اِس امر کی تنقید کے لئے ہم محبت نصاریٰ کے عمل کا معیار اپنے پیش نظر

دیکھکر نہایت آسان طریقہ پر معتبر مستند تاریخی واقعات سے اس بات کو معلوم کرسکتے ہیں
کہ کون فرقہ مومن ہے اور کون مسلم۔ پہلے فرقہ شیعہ ہی میں ایمان کو تلاش کیجیے بعدہ اسکی تحقیق
کر کہ یہ بات دیکھی جاوے کہ کسقدر نصاریٰ کی محبت نے عملاً اسکو فائدہ پہونچایا ہے یا نہیں بعدہٗ
پھر فرقہ سنی کی جانچ کیجیے۔ پہلے حسب فرقہ شیعہ کے ائمہ حقہ کی سوانح عمری پر جو کامل الایمان
کہے جاتے ہیں بالخصوص حسین امام مظلوم مذبوح من القفا جناب سید الشہداء علیہ التحیہ والثناء
کے سانحہ قیامت خیز کربلا پر غور کیجیے جو تاریخ اسلام میں من جمیع الوجوہ نہایت درجہ اندوہناک
اہم واقع ہوا ہے تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ایک موقع پر نصاریٰ نے عزم شہادت امام کے وقت سے لیکر
رہائی اہلبیت اظہار تک قولاً و فعلاً نصرت امام کی ہے اور ان کے قاتلان پر نفرین کی ہے
برخلاف اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ آجتک نہ تو کسی یہودی نے اور نہ کسی مشرک مورخ نے اپنی
تاریخ ہی میں اس اسلامی دردانگیز واقعہ پر ایا کچھ دلی ملال ظاہر کیا ہو۔ حالانکہ اکثر
مورخین نصاریٰ نے اس واقعہ پر جو پُردرد ریمارک اُسی قرب مودۃ کے اقتضاء سے
کئے ہیں اس مظلوم فرقہ کیلئے باعث شکرگذاری ہیں اور بجائے خود اُنکے لئے حق پسند طینت ہونیکی
شہادت دے رہے ہیں اور باقی آئمہ کے سوانح وہ بھی اس قوم کے نصرت کے قصوں سے خالی نہیں
اور نہ کسی عہد امام میں بمقابلہ نصاریٰ جہاد کی تعلیم دیے کی ضرورت ہوئی۔ ذرا اُس حدیث
متفق علیہ فریقین پر جو بطور پیشینگوئی ہے غور کیجیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم
نصاریٰ اسی فرقہ امامیہ کے بارہویں امام یعنی جناب امام مہدی علیہ السلام صاحب الامر
والزمان کی اشاعت ایمان میں نصرت فرماوینگے اور ماسوا اسکے اگر علم الانساب پر توجہ
کیجیے تو آپکو معلوم ہوجاویگا کہ جناب صاحب الامرؑ کی والدہ ماجدہ بھی قوم نصاریٰ سے
تھیں۔ اس عہد موجود کیطرف غور کیجیے جہانتک ہر ملت و مذہب کے لوگ رعایائے سلطنت برطانیہ
ہیں تو ہم مقابلتاً اگر پوری آزادی پاتے ہیں تو فرقہ امامیہ میں کسواسطے کہ یہ فرقہ جناب
ختمی مرتبت کے زمانے کے بعد سے عہد انگلشیہ کے تسلط سے قبل تک کچھ مصیبت زدہ اور
مظلوم رہا کہ کسیوقت میں کوئی فرد اسکا اپنے ارکان مذہبی کو پوری آزادی سے جیسا کہ
حق ہوتا ہے ادا نہیں کرسکا۔ اور اگر اُسوقت کرسکتا تھا اس تمامی فرقہ کی گردنیں کبھی تلوار

سلاطین بنی امیہ و بنی عباسیہ و مغلیہ اُٹھتی اب بھی سلطنت ترکی و کابل وغیرہ مین جیسا کچھ اس فرقہ کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے وہ ظاہر ہے۔[۵] جیسی گرانقدر آزادی کی برکات عہد برطانیہ مین فرقہ امامیہ کو بالخصوص میسر ہین نہ تو پہلے اسکو نصیب ہوئین اور نہ آئیندہ کسی عہد غیر مین توقع ہے۔ اپنی عادل و ناصر گورنمنٹ پر یہ فرقہ ایسا ہی مباہات کرتا ہے جیسا کہ جناب رسالت مآب صلعم نے نوشیروان عادل پر بارہا فخر فرمایا تھا۔ کیونکہ عدالت خود اسکے اصول دین مین سے ہے۔ اب دوسرے فرقہ کا موازنہ کیجیے کہ آیا اُسنے بھی کبھی محبت نصاریٰ سے قربت حاصل کی ہے جو دلیل ایمان قرار پائے تو اسکا جواب افسوس کہ ہمکو نفی مین ملتا ہے۔ کیونکہ پہلی کارروائی اس خلافت کی یہ ہوی کہ نجاشی بادشاہ حبشہ سے وہ تعلقات قطع ہوگئے جو عہد رسول اللہ سے قایم تھے۔ بعد جو کارروائیان ملک شام مین اور یمامہ مین کین وہ تواریخ مین مذکور ہین۔ پھر قیصر روم و سلاطین مصر کے ساتھ جو سب نصاریٰ تھے انکا سلوک مشہور ہے۔ کیونکہ اس فرقہ کے خلفاء و سلاطین نے محض ملک گیری کی ہوس مین جہاد کے نام سے ہزارہا نصاریٰ کو بیگناہ و بلا امتیاز تہ تیغ کرڈالا اس شائستہ زمانہ مین بھی جو ایک زبردست طاقت اس فرقہ کی موجود ہے وہ سلطنت ترکی ہے جسمین رات دن بلقان(?) مین خانہ جنگیان ہی ہوتی ہین دور کیون جایئے ذرا اپنے ہمسایہ پہاڑی مسلمانون کو دیکھیے کہ جو اثر برطانیہ سے بالکل آزاد ہین اُنکے یہان نصاریٰ کا خون ہر وقت مباح اور خونریزی ناحق فعل واجب ہے اُن کے لوگ تعلیم جہاد و دیگر نقض امن کرنے پر ہر وقت مستعد۔ تو اب ان حالات پر نظر کرنے کے بعد بھی کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان ہر دو گروہون مین آپسمین کچھ محبت ہے یا کبھی ہوئی تھی یا آئندہ ہونے کی توقع ہے۔ ہرگز نہین۔ امر محال۔ اگر فرقہ سنی کا یہ دعویٰ ہو کہ اُسنے نصاریٰ سے بلحاظ تحصیل علوم مغربی مودت حاصل کی ہے تو اولاً خلاف مفاد آیہ قرآنی ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے نصاریٰ اقرب مودت مین مومنین سے جسکی تصدیق اس سے بخوبی ہوتی ہے ثانیاً اس

۵۔ ملک ریاست(?) حیدرآباد دکن خلد ظلّہ جناب نواب وقار نواز جنگ بہادر کے خط مین پڑھ لیجیے جو اسکے قبل درج ہوا حالانکہ تمامی اہل اسلام کو معلوم ہے کہ وہ کیسے عالم اہلحدیث مین صحاح ستہ کے مترجم مگر صرف اس جرم پر کہ معاویہ وغیرہ کو وہ قابل مدح نہین سمجھتے اسلامی ہمدرد عتاب(?) ہوی کہ اُنکی کتاب ضبط کرلی گئی۔ ۱۲ اصلاح

مفاد مین اسکا ہمسر فرقہ بھی ایک معتد بہ حصہ کا شریک وسہیم ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ امور دینی کے بجالانے مین فرقہ سنی نے بھی پوری آزادی پائی ہے تو کوئی ہمکو بتلا دے کہ اسکی آزادی مین فرق ہی کب آیا تھا بلکہ اس عہد مین بمقابلہ بیشتر کے بلکہ گھر کی سلطنت تھی اس فرقہ کی آزادی مین بہت زیادہ نقصان پہونچا ہو گویا کہ ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ حاکم و محکوم مین ہوتا ہے اس جانچ پرتال کے بعد ہمکو معلوم ہو چکا کہ فرقہ سنی محبت نصاریٰ سے اتنا ہی دور پڑا ہوا ہے جتنا کہ ایمان و اسلام مین تفاوت ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب محبت نصاریٰ سے جو بحکم خدا معیار ایمان ہے یہہ فرقہ دور رہا تو ایمان سے کورا ہوا اور محض اُس اسلام مین رہ گیا جو مذہب اعراب تھا جسکی ہمارے نزدیک بمقابلہ ایمان کچھ وقعت نہین۔ گویا کہ اُسنے مومنین کے اغراض دنیوی پورا کرنیکے لئے وجود پایا ہے۔ اب ہم آیات کریمہ کی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہونچتے ہین کہ صرف فرقہ شیعہ ہی مومن ہو جس سے نصاریٰ نے قدیم الایام سے قرب مودت کا اظہار کیا۔ اور جب یہی فرقہ مومن ہوا تو حسب مخواے حدیث بمقابلہ دیگر اسلامی تہتر فرقونکے یہی ایک ناجی ہوا اور باقی ناری۔

اب یہ فرقہ اپنی معزز گورنمنٹ انگلشیہ کے بقا کیلئے اسی نہج پر دست بدعا ہوتا ہے جیسا کہ کوئی اپنے محسن اور سچے دوست کیلئے صدق دل سے دعا مانگتا ہے کیونکہ یہ امر بیشتر مسلم ہو چکا ہے کہ اسکے بقا سے اس فرقہ کی فلاح وصلاح وابستہ ہے۔ نہین تو بقول شخصے۔ پھر وہی نہج قفس ہے وہی صیاد کا گھر۔ مگر اس سے یہ نہ سمجھے گا کہ اس محبت و وداد نے ہمکو کبھی اس سے روکا ہو کہ تلقین و تعلیم سے ہمنے کبھی چشم پوشی کی ہو کیونکہ اسکا حکم تو خاص ہمکو ہے۔ وادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن جسکی ہمیشہ تعمیل ہوا کی ملاحظہ ہو عماد الدین مصنفہ تاج العلما مرحوم بمقابلہ پادری عماد الدین پھر تنزیہ الفرقان مصنفہ جناب مولوی سید محمد رضا صاحب

اکبر آبادی - پھر اعجاز التنزیل خلیفہ سید محمد حسن خان مرحوم تنبیہ المخالفین مصنفہ مولوی سید فیض حسن صاحب بھاونگری بمقابلہ امہات المومنین وغیرہ -
جس سے معلوم ہوگا کہ ہمنے بھی اونکے ساتھ کسقدر اظہار مودت کیا کہ ہمیشہ اونکو راہ حق دکھاتے رہے - مگر کمال تہذیب و متانت کے ساتھ - بخلاف اسکے اگر دوسرے اسلامی فرقوں نے اونکا کچھ جواب دیاہے تو اس دریدہ دہنی اور گندہ زبانی سے کہ معاذاللہ حضرت عیسیٰؑ پر ایسے ایسے اتہامات لگائے کہ خود اونکے فرقہ والے بھی شرمندہ ہوے -

اس مضمون سے ہمارے سنی بھائیون مین ہل چل پڑجاویگی اور اُن کے فطرتی عناد مین جو فرقہ ناجیہ سے دیرینہ ہے مزید ترقی وہیجان پیدا ہوجانیکی توقع ہے مگر اب وہ زمانہ نہین رہا کہ اس فرقہ کی آواز گلوگیر رہے اور فرقہ بخوف تلوار سلاطین ناریہ اعلاء کلمۃ الحق نہ کرسکے اب تو اسکے خالص دوست حکمران ہین اب مومنین سے یہ التماس ہے کہ نفس مضمون اگر پسند والا ہوجاوے تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجئے مضمون کی ٹوٹی پھوٹی بندش اور واقعات کی بے ترتیبی پر براہ کرم لحاظ نفرمائیے - کیونکہ راقم کو عمر بھر مین یہ پہلا اتفاق ہوا ہے کہ اسکے قلم سے ایسا دقیق و وقیع مضمون نکلا ہے کہ جسکی اشاعت کا وہ دل سے طالب ہے اُسکا یہ دعوی نہین ہوسکتا کہ اُسپر مخالفین کے اعتراضات نہ ہونگے جبکہ وہ خود جانتا ہے کہ کلام خدا بھی معاندین کے اعتراضات لاطائل سے محفوظ نہین رہا -

الراقم سید محمد علی حسنین حشرہ اللہ مع الحسنینؑ -
ساکن موضع سروھنی - ضلع بجنور

شیعی اڈیٹران اور خریداران اخبار کی خدمت مین التماس

یہ وہ زمانہ ہے کہ جناب سید الشہدا روحی لک الفدا سفر مین تھے آپکے اہلبیت یار و انصار ہمراہ رکاب مایوسی کی حالت مین سفر کر رہے تھے خیر خواہان امام مظلوم

جو اسرار خداوندی کو اچھی طرح نہ جانتے تھے نہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کی طرح اسرار
الہیہ سے ماہر تھے موقع محل پر سفر کی ممانعت کر رہے تھے مگر وہ شخص جو امت احمدیہ کا زندہ
کرنے والا سنت رسولؐ کا بیج بونے والا احکام خدا و رسول کی اشاعت کرنے والا
تھا کسی کی باتون کی پرواہ نہ کرکے استقلال اور جوان مردی کے ساتھ روضہ
رسولؐ سے منزلون دور سفر کے مصائب برداشت کرتا ہوا منزل مقصود پر پہونچنے
کا متمنی تھا۔ دوسرے جانب یزید و خیر خواہان یزید جو اسلام کو بازیچہ اطفال
سمجھتے تھے شراب خواری و محرمات ابدی کے ساتھ زنا کرنا اُنکا طریقہ عبادت تھا
قیامت کو خیال موہوم اور بہشت کو دل خوش کن مگر فضول وعدہ سمجھتے تھے
فوجون کی درستگی مین مشغول تھے پروانے پر پروانے لکھے جاتے تھے کسی سے ملک
بخشنے کا وعدہ ہوتا تھا کسی کو دینار و درم کا لالچ دیا جاتا تھا دشمنان رسولؐ
جو اپنا مطلب گانٹھنے کے لئے اسلام لائے تھے اسلام کی خرابی اور چراغ
امامت کے بجھانے پر تُلے ہوئے تھے۔ پنجتن پاک مین سے ایک کا وجود بھی اپنے
لئے قہر الٰہی اور اسلام کی درستی کا ذریعہ سمجھتے اُنکا یہ خیال صحیح بلکہ اصح
تھا کہ اسلام کی اشاعت صرف اسی ایک دم پر موقوف ہے مگر وہ ناہنجار
عقل کے دشمن یہ نہ سمجھتے تھے کہ خدائی قوت ہرگز اُنکو کامیاب نہونے دیگی حضرت
امام حسین علیہ السلام شہید ہوکر بھی اسلام کی اُس سے زیادہ خدمت کرینگے جتنی
آپ نے زندگی مین کی دشمنان اہلبیتؑ کچھ اسی زمانہ مین ختم نہین ہوگئے بلکہ
پہلے سے زیادہ آجکل اُنکا دور دورہ ہے سال گذشتہ کے واقعات کسی اہل
بصیرت سے پوشیدہ نہین کہ تمام سنی اخبارون مین ایسے ایسے دل آزار مضامین
شایع ہوئے جنکو دیکھکر رونگٹے کھڑے ہوجائیں جگر پانی پانی ہوجائے کلیجہ مثل پھیپھڑے
کے حرکت کرنے لگے اگر خدانخواستہ کسی بزرگ کو اس سے اختلاف ہو تو وکیل
وطن۔ النجم۔ کرزن گزٹ۔ اہلحدیث بدر قادیان۔ پیسہ اخبار وغیرہ وغیرہ
دیکھ لین تاکہ تسکین ہوجاوے۔ محبان اہل بیت کو اچھی طرح یقین کرلینا چاہئے کہ

کہ اون کے برادران یوسفی سال گذشتہ کی طرح انسداد عزاداری کے لئے مضامین
کی فوجون کو مہیا کر رہے ہین آخر ذی الحجہ مین ہر طرف سے ایسے مضامین کا ریلا
ہوگا۔ کوئی شیعون کو دراندازکہیگا کوئی ظالم کوئی باغی بنائیگا کوئی مخرب اسلام
کوئی ابن سبا یہودی کے چیلون کے نام سے یاد کریگا تو کوئی گمراہ کرنے والونکا
خطاب بخش دیگا ایسی حالت مین محبان اہلبیت و پیروان اسلام کو لازم ہے کہ مثل
جناب مظلوم کربلا صبر سے کام نہ لین۔ وہ امام تھے اُنکو اتمام حجت کرنا تھا۔ اگر خدا
نخواستہ ہم لوگ خاموش رہینگے تو عزاداری ہندوستان سے مفقود ہوجاویگی
سوائے مٹھی بھر شیعون کے کوئی امام حسین علیہ السلام کا نام لیوا نظر نہ آئیگا۔
دنیا کفر وظلمت سے بھر جاویگی ہم لوگ شیعہ کہلاتے ہین ہمپر لازم بلکہ واجب ہے
کہ محاسن عزاداری سے لوگون کو خبردار کرین اور اُن مضامین کا ترکی بہ ترکی
جواب دین جو عزاداری کے خلاف شایع ہون بلکہ انسداد عزاداری کے
مضامین شایع ہونے سے پہلے محاسن عزاداری کے مضامین شایع ہون نظر
بہ حالات مین جملہ شیعی اخبار کے اڈیٹران کی خدمت مین التماس کرتا ہون کہ
آپ صاحبان بھی متحدہ طور پر شہید کربلا غریب نینوا صابر وشاکر مقتول تیغ
جفا کے ماتمی یادگار کی حفاظت و اشاعت مین غیر معمولی کوشش سے کام لین
اور اپنے اخبار گوہر بار کا ایک ایک پرچہ اس غرض کے لئے وقف کردین یعنی
ماہ ذی الحجہ کے پرچے یا محرم کے پرچے مین سوائے اثبات تعزیہ داری اور محاسن
عزاداری کے دوسرے مضامین بالکل نہون اور اگر ضرورتاً ہون بھی تو بہت
ہی کم اور جملہ خریداران کی خدمت مین ادب سے گذارش ہے کہ وہ پرچے
کو خود پڑھکر نہ رکھدین بلکہ موقع ومحل سے لوگون کو سنادین تاکہ عزاداری
کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہو۔ فقط

اصلاح کا جلد نمبر حسین مضمون عاشورا تمام طالبین کیلیے وقف ہے طلب فرمائین۔ اڈیٹر

سید نور الحسن رضوی ہلوری
ازمقام بانسی ضلع بستی

کیا حسینؑ ابن علیؑ بےبس ہین!

حسینؑ فرزند رسول الثقلین اور اونکی برادر نامدار جناب عباسؑ علم بردار کی قوت وسلطنت سے کون ایسا فرد بشر ہے کہ وقوف نرکھتا ہو اور معترنہو ہر زمانہ مین ہر قرن مین ثبوت اس امر کا برابر پایا گیا اور پایا جاتا ہے۔ اور تصدیق مین اس امر کے برابر ظہور معجزات ہوتے رہتے ہین۔ جیسا کہ ہر مدعی پر ثبوت لازم ہے ویسا ہی ان حضرات کی قوت پر یہ خرق عادات کافی ثبوت ہوتے رہتے ہین۔ دعوی امامت جناب امام حسین علیہ السّلام مین جو ظہور معجزات ہوئے اون سے کتب و دفاتر مملو ہین اور اون کی متبعان سے جو کچھ ظہور مین آیا اون سے سماع اہل عالم مشحون ہین اسوقت بھی بہ مقتضائے ھواحیاء عند اللہ اون سے کیا یعنی اون کے متبعان سے خدا اظہار خرق عادت فرماتا رہتا ہے تاکہ اون کے اجلال و وقعت پر دلیل ہون ذات پاک جناب عباس علیہ السّلام کو جو خصوصیت جناب امام حسین علیہ السّلام سے ہے وہ ہر مومن پر ہویدا اور آشکار ہے تمام تاریخ ابتدا پیدایش سے روز شہادت تک خدمت وجان نثاری حضرت اباعبداللہ علیہ السّلام مین صرف کردینا شہادت دیرہی یہی وجہ ہے کہ خدا نے بغرض اجلال حسینؑ وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ منکرین کو ہمیشہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس طرف مجھے تازہ معجزات کی خبر بذریعہ حاجی سید نجم الدین صاحب ملی جو اونکو بذریعہ غلام علی صاحب مجاور کربلا پہونچی وہ یہ ہے کہ

حضرت عباس علیہ السّلام کے روضہ مین ایک مرد عرب کلمات بے ادبانہ کہتا ہوا ہیتا رلگائے ہوئے داخل ہوا اور ضریح اقدس کے پاس اوسی طور سے چلا گیا (معاذ اللہ گویا مطلب یہ تھا کہ صاحب روضہ میرا کیا کرسکتے ہین) خدا کی طرف سے اوسکو اوسی وقت سزائے بے ادبی ملی اور بندوق اوسکی اسطور

سے چل گئی کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

دوسرا معجزہ یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت پر تہمت زنا کی لگائی وہ بیچاری اپنی برارت و پاکی کی کوئی دلیل نرکھتی تھی۔ زن عفیفہ اپنی بدنامی سے بہت پریشان تھی آخر اوس نے کہا اگر تو سچا ہے تو روضہ حضرت عباس پر چل کر قسم کہا اگر مین گنہگار ہون تو میری سزا ہو ورنہ تو پاداش پاوے۔ وہ مرد راضی ہوگیا جوہین اوس نے روضہ پر جاکر قسم کھائی ایک ہاتھ نمودار ہوا اور منہ پر مرد کے طمانچہ مارا کہ اوسکے صدمہ سے وہ غش کھاکر گر گیا اور منہ سیاہ ہوگیا اور دو تین روز کے بعد مرگیا فقط

سید مظہر حسن طبیب مہاراجہ صاحب بنارس از
رام نگر ضلع بنارس قریب گولہ

خادم قدیم پھلواری

کو مسافر جالندھر کی اس تحریر پر بڑا غصہ آیا کہ مسافر نے اڈیٹر اہلحدیث کے فرار پر اصلاح کی گواہی پیش کی۔ مگر نہ معلوم خادم قدیم بھی اصطلاحی حافظ ہین یا کیا جو اسکو نہ سمجھے کہ اصلاح نے کب گواہی دی اور کہان جو یہ الفاظ زیب رقم فرماتے ہین "حالانکہ اصلاح دریدہ دہنی مین۔ حیلہ جوئی مین۔ تحریف معنوی مین۔ دروغ گوئی مین۔ اہلحدیث کی مخالفت مین مسافر سے کچھ کم مشہور نہین ہے"

ہم ان فقرات کے جواب مین صرف ایکدفعہ لعنة اللہ علی الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہین بشرطیکہ خادم قدیم پھلواری مسلمان ہو۔ ورنہ اگر عمری یا بکری ہے توسو آیہ بھی اوسکو ناکافی ہے۔

اصلیت اسکی یہ ہے کہ اصلاح ۱۳ مین اہلحدیث کا بیان کہ پنڈت بھوجدت صاحب فرار کرتے ہین اور مسافر آگرہ کا بیان کہ مولوی ثناء اللہ صاحب فرار کرتے ہین لکھکر لکھا گیا تھا "کہ پھر تصفیہ کیونکر ممکن ہے مگر جو تجربہ اصلاح کو آجتک حاصل ہوا اوس سے انہین کا فرار معلوم ہوتا ہی کیونکہ دو دو جزو کا مضمون انکے مقابلہ مین لکھا جاتا ہے

اور یہ لکھتے ہین '' اصلاح کیون خاموش ہے '' ملاحظہ ہو اصلاح ۵ صفحہ
اسی مضمون کو آریہ مسافر جالندھر نے بطور فیصلہ ثالثی شایع کیا۔ اسی پر یہ سب واویلا ہے
جو نتیجہ ہے آپکی مخالفت قرآن کا کیونکہ قرآن کھتا ہے ان جاء فاسق بنباء فتبینوا۔
جس سے آپکو تبین لازم تھا۔ مگر آپنے خلاف اوسکے اس آریہ پر اقرار کر دیا کہ لکھتے ہین
شہادت ایڈیٹر اصلاح کی پیش کی '' حالانکہ آریہ مسافر کہہ رہا ہے '' ہمکو ایک ایسے
ثالث میسر اٰئے جنکے فیصلہ پر فریقین مقدمہ کوئی عذر پیش کر ہی نہین سکتے '' صفحہ ۷
اب بتائیے کون کذاب ہے ؟ کیا آپکو شہادت اور فیصلہ مین فرق نہین معلوم؟
شہادت گواہی کا نام ہے۔ فیصلہ روداد مقدمہ پر ہوتا ہے ؟
پھر آپنے جو شہادت کا الزام اڈیٹر اصلاح پر دیا تو کیا اس سے آپ مصداق لعنۃ
اللہ علی الکاذبین نہین ہوے۔ او خادم بات سمجھ کر کیا کر۔
مسافر نے اگر اسلام اصلاح کا اقرار کیا جسکو آپ بہ لفظ شہادت تعبیر کرتے ہین۔ تو آپ
کیون غصہ ہوتے ہین۔ آپکو تو اسلام سے تعلق ہی نہین۔
خیر اگر اصلاح سے آپ ناراض ہین تو اثنا عشری شیعہ۔ شیعہ گزٹ ہی پر
ایمان لائے جسکی نسبت لکھتے ہین '' گو مذہبی مخالفت ہے مگر پھر بھی وہ صاحب اعتبار
ہین '' کیونکہ آپ جہان جائیگا مین حرف کے سوا چوتھا حرف آپکو نہ ملیگا۔
مناظرہ کی تاریخ مقرر کرتے کرتے تو النجم ڈوب گیا ایک اہلحدیث رہ گیا ہے۔ اوس نے
آپلوگونکے ادبھارنے پر شوال ۱۳۲۶ھ مین اصلاح کو چیلنج دیا جسے اصلاح نے اوسی شوال
۱۳۲۶ھ مین قبول دعوت کا اعلان دیا۔ تو اڈیٹر اہلحدیث کو اسطرح سانپ سونگھا
کہ پھر کوئی آواز ہی نہ آئی یہانتک کہ آپلوگون کے اصرار پر وہ غریب نو مہینہ بعد ۳۰ رجب ۱۳۲۶ھ
کو بولا تو یہ بولا کہ شکر ہے کہ ہماری یہ تجویز اصلاح (شیعہ) کے قابل اڈیٹر نے دبی زبان سے
تسلیم کرکے ہمکو اجازت دی تھی کہ ہم اپنے مدعا کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرین جسکے لئے ہم
اڈیٹر صاحب موصوف کے شکر گذار ہین۔ مگر بوجہ دیگر مضامین کے ہم اتنے دنون تک
خاموش رہے۔ لیکن دل سے اس مضمون کو بھولے نہ تھے ''

اوخادم قدیم پھلواری دیکھ تو کون بھاگا۔ اتنے دنون تک کون خاموش رہا۔ پھر کس عیزت سے تم مناظرہ کا نام لیتے ہو اپنے مولوی ثناء اللہ یا اڈیٹر النجم سے تاریخ مناظرہ مقرر کراو بہ استثناء ماہ مبارک رمضان و ماہ محرم اور مقام مناظرہ اور بقول مولوی ثناء اللہ صاحب حکم جو ثالث ہون۔ پھر قدرت خدا دیکھ۔

آپ یہ غلط سمجھتے ہین کہ "آریون کی دنیوی مصلحتون کا اہم مقاصد اسلام کی دشمنی ہے" کیونکہ جو مذہب کچھ بھی اصلیت رکھتا ہوگا خواہ آریہ ہو یا عیسائی وہ اصل اسلام کا دشمن نہین ہوسکتا۔ بلکہ وہ اُس اسلام کا دشمن ہے جسکے مدعی تملوگ مخالفین اسلام ہو کہ خلاف حکم خدا و رسول رفتار کرتے ہو۔

آپکو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی کارروائی دیکھنا ہو تو اونکا اخبار مسلمان دیکھیے جسمین بجواب مسافر آگرہ جو حضرت آدم کی پیدایش کا حال حدیثون سے اوسنے لکھا تو مولوی صاحب اوسکے جواب مین لکھتے ہین "جب کبھی تمام مسلمانون کے مخالف لکھنا چاہو تو صرف قرآن مجید سے لکھا کرو۔ مسلمان ۲۲ شوال

کہیے یہ کون جواب ہے کہ صرف قرآن سے لکھا کرو یعنی حدیث مت چھوو۔ اسکے کیا مطلب ہین یہی نا کہ حدیث کے جواب سے ہم عاجز ہین۔ کوئی جواب نہین دیسکتے۔ اس جواب سے تو بہتر سکوت تھا۔

خادم قدیم الزام دیتا ہے "اگر اصلاح مین حمیت اسلامی ہوتی تو جس طرح مولوی ثناء اللہ صاحب کی کمزوری محسوس کیا تھا خود سینہ سپر ہو جاتے اور اپنے پرزور دلائل سے مخالف کو نا ر رکھتے تا مگر اسے یہ نہین معلوم کہ سب سے بڑھکر دشمن اسلام ہی شخص ہے اور اسکا فرقہ جس سے آریہ وغیرہ فرقونکو ایسی جرأت ہوئی لہذا پہلے اصل مخالف اسلام کا دفیعہ لازم ہے۔

تم خود سے دیکھو آریہ کن کتابون سے الزام دیتے ہین۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم معالم التنزیل مدارج النبوۃ وغیرہ جسمین ایسے لغو اور فضول قصے بھرے ہوئے ہین کہ پناہ بخدا انکا جواب ہی کیا دیا جائے۔ کیا آپ چاہتے ہین کہ ہم بھی یہی جواب دین کہ قرآن سے الزام

دیا کرو۔
آپنے اڈیٹر النجم کا مناظرہ شیعہ وسنی دیکھا ہوگا جو بصورت رسالہ شائع ہوا جسکا جواب اجمالی اصلاح ۹۹ء مین لکھا گیا اوس رسالہ نے آپکو بتا دیا ہوگا کہ اڈیٹر النجم نے پنڈت جگت پرشاد صاحب کے سامنے کیسی ذلت اوٹھائی کہ اثبات ایمان خلفاء سے بالکل دست برداری کر کے تحریف قرآن کو پیش کیا جسمین مولوی محمد سجاد صاحب معمولی طالب العلم شیعہ نے اونکو ایسی ٹھوکر دی کہ تمامی با فہم اہلسنت اوسپر رو رہے ہین کہ اڈیٹر النجم نے مذہب اہلسنت کی جگت ہنسائی کی۔
آپ ابھی بچے ہین اسلئے ضد اور ہٹ آپکے تقاضائے فطرت سے ہے۔ یہ مناظرہ ہے اسمین آدمی کو پہلے امانت و دیانت پیدا کرنا چاہیئے۔ پھر جواب معقول دینا۔ اگر اعتراض معقول ہے تو اوسکو قبول کرنا۔
جب تک آپلوگ اپنی صحاح ستہ بلکہ کتب احادیث و تواریخ کو حسب ایماے مرزا حیرت دہلوی دیا سلائی سے پھونک نہ ڈالئے گا اوسوقت تک جواب معقول ناممکن ہے۔
جانمن۔ اصلاح نے بھی سمجھایا تھا کہ دریدہ دہنی۔ بیہودہ سرائی چھوڑ و معقول پیرایہ اختیار کرو جس سے خود آریہ کی تحریر درست ہو جائیگی۔ ورنہ تم جسقدر گالیان دوگے اوسیقدر اونکی گالیان تیز ہوتی جائینگی اور وہ جب کھینگے تو بانئے اسلام کی نسبت مگر آپلوگ ہین کہ خلفا کے نام پر آیات و احادیث سنکر تو جامے سے باہر ہو جاتے ہین اور رسول اللہ بلکہ خود خداوند عالم کی نسبت ہزارون قسم کی بیہودہ سرائی ہو جائے تو آپکو ذرہ برابر بھی حرارت نہین آتی۔
سنیونکے پیشوا جب کفار کے مقابلہ سے ہمیشہ گریزان رہے تو بھلا وہ شیعیان حیدر کرار سے کیا مقابلہ کر سکتے ہین۔ اور جب جناب امیرنے ابوسفیان کی امداد کو جو خود مدعی اسلام تھا۔ بمقابلہ شیخ اول نہین قبول کیا۔ تو شیعہ کب کسی آریہ یا ہندو کی پناہ لے سکتا ہے۔ مگر اصلی غرض ہماری اصلاح ہے کہ تم آریون کو بد نہ کہو۔ بد تہذیبی سے نہ کلام کرو کہ وہ جب کچھ کھینگے تو خدا اور رسول کی نسبت جس سے ہم شیعون کی

دل آزاری ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ ابوبکر عمر کا نام نہیں لیتے جس سے تمہارا دل فگار ہو اور سمجھو کہ بزرگان دین کی توہین سے کیا صدمہ ہوتا ہے۔

گاؤخوری سے توبہ کرنے کی راے نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ سمجھایا گیا تھا کہ اگر صلح کیلئے گاؤخوری ترک کردی جائے تو بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ نے بھی ایک قوم سے زکوۃ لینا معاف کردیا تھا۔

مگر تملوگون نے مخالفت قرآن پر اس طرح حلف اوٹھایا ہے کہ آیہ انما المشرکون نجس مین تاویل کرکے آب وغذاے ہنود کو شیر مادر بنا رکھا ہے۔ اور ہندوون کا نجس کھانا پانی پی کر اون کی دل آزاری کو ایسا ضروری سمجھا ہے کہ محض اسی لیے گاے کا گوشت کھاتے ہو کہ اون کی دل آزاری ہو۔

حالانکہ اگر تمکو کچھ بھی عقل وحیا سے حصہ ملتا تو سب سے پہلے تم اس گاے خوری کو چھوڑتے کہ اسکی بدولت تمہارا خدا اور رسول گالی سننے سے بچتا مگر جب خدا ورسول پر ایمان ہی نہین تو اسکی ضرورت کہان سے ہو۔

ہم نے دیانند کو گالی دینے سے اسی لئے منع کیا تھا کہ بمقابلہ پیغمبر اسلام وہ بدزبانی نہ کرین۔ مگر تمکو اسی پر اصرار ہے تو تمکو اختیار ہے۔ لیکن کیا نصیحت کا بھی ہمکو حق نہین ساری خرابی تو یہی ہے کہ تم مسافر اور اہلحدیث کے مقابلہ کو اسلام وکفر کا مقابلہ سمجھتے ہو حالانکہ یہ مقابلہ پنڈت بھوجدت اور مولوی ثناء اللہ کا ذاتی مخاصمہ ہے جس سے اسلام کو کوئی علاقہ نہین۔

کیا دیانند جی کے حرامزادہ گی سے اسلام کی فتح ہو جائیگی۔ یہ تو طرفین کی سخن پروری ہے اسلام تو ولا تسبوا الٰہتہم کھتا ہے اور ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان کی ہدایت کرتا ہے۔

آریہ کے لئے کسی قسم کی گواہی کا دعوی کرنا مصداق لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے

الحمد للہ ہماری نظر ابھی تک اون کلمات سے محفوظ ہے جسکی نسبت دعوی ہے ,,کیا دیانند کی وہ عبارت جسمین خدا اور رسول کو گالیان دی گئین ہین کسی اخبار مین

نہین پڑھی ہے "کیونکہ ہمنے جہانتک فریقین کی تحریرین دیکھین اون مین ابتدائے شر ہمیشہ انہین مدعیان اسلام سے ہوتی ہے جسکا جواب آریہ دیتے ہین لہذا بقاعدہ البادی هو الاظلم سارا فساد انہین وہابیون کا ہے ورنہ اگر تہذیب و متانت سے آریونکا جواب دیاجاتا تو ممکن نہ تھا اس طرح کی بدتہذیبی وہ دکھاتے دیکھیے آپکے اڈیٹر اہلحدیث خود دیرکاش سے ناقل ہین "ہمنے سمجھا تھا کہ مسلمانون کے مذہبی پرچون مین کوئی تو بدتہذیبی سے مستثنی ہوگا لیکن یہان تو سارا آنا ہی بگڑا ہوا ہے" ۳ اہلحدیث۔

یہ وہ الزام ہے جسکی نسبت خود اڈیٹر صاحب فرماتے ہین "جسکی ہم بھی تصدیق کرتے ہین" پھر بتائیے بدتہذیبی کا جواب بجز بدتہذیبی کیا ہوسکتا ہے۔

یہ بھی آپکا فریب ہے لکھتے ہین "کیا صحابہ کے بغض و عداوت نے خدا و رسولؐ سے بھی بیزار کردیا" کیونکہ حاشا و کلا کسی شیعہ کو صحابہ سے بغض و عداوت نہین صرف خلفاے ثلثہ کو بوجہ کفر و نفاق بتعمیل حکم البغض للہ والحب للہ دشمن رکھتے ہین مگر آپ کی اصطلاح مین صحابہ سے صرف یہی اصحاب ثلثہ اور اونکے ہمراہی مراد ہوتے ہین۔

یہ جملہ سب سے نرالا ہے "آپ مولوی ثناءاللہ صاحب کو منافق لکھتے ہین سبحان اللہ تقیہ تو آپکے ہان فرض ہو اور منافق مولوی صاحب ممدوح ہون اگر مولوی محمد حسین صاحب کے قول کو ثبوت مین پیش کرتے ہین تو وہ باخود ہا کی رنجش کے لفظ ہین وہ اصلی معنی مین نہین لئے جاسکتے" اس فہم عالی کا کیا جواب ہے اگر کسی آریہ کا قول لایا جاے تو وہ قول دشمن قرار پاے۔ اگر شیعہ کا قول لکھا جاے۔ تو وہ قول شیعہ قرار پاے۔ اب مولوی محمد حسین صاحب کی شہادت پیش ہوئی تو باخود ہا کی رنجش بن گئی۔ پھر سند لائی جاے تو کس سے یہ بھی تو ارشاد ہو۔

تما: فرقہ باطلہ کے نفاق کی تو سب سے کھلی ہوئی دلیل یہی ہے کہ وہ زبانی تقیہ کے مخالف ہین حالانکہ قرآن مین نص صریح الا ان تتقوا منہم تقیہ موجود ہے اور مولوی

ثناء اللہ کے منافق ہونے کی دلیل تو خود اونکا قول و فعل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی ہزاروں شہادتیں ہیں۔

آپ خدا اور رسول و اہلبیت اطہار کی شہادتوں کی نسبت بھی تو یہی کہتے ہین" وہ باخودہا کی رنجش کے لفظ ہین وہ اصلی معنی مین نہین لئے جاسکتے" تو پھر بتائیے خدا اور رسول و اہلبیت کے اقوال جب آپکے نزدیک قابل قبول نہین تو مولوی محمد حسین صاحب کی نسبت کیون نہ آپ تاویل کرینگے۔

مگر قرآنی آیہ لعنة اللہ علی الکاذبین ایسا فیصلہ ناطق ہے کہ پھر جاے دم زدن نہین رہتا فریقین سے ایک شخص اسکا مورد ضرور قرار پائیگا خواہ مولوی محمد حسین ہون مولوی ثناء اللہ یا جناب امیر و حضرت عباس اور خلیفہ دوم جنہون نے کہا تھا کہ تم دونوا بوبکر اور ہمسکو کاذب غادر خائن آثم جانتے ہو اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ کون حق بجانب ہے جسکا مخالف مورد آیہ معلوم ہوسکے۔

خادم قدیم کا یہ اضافہ علم اللغة مین بالکل جدید ہے کہ" باخودہا کی رنجش کے لفظ اصلی معنی مین نہین لئے جاسکتے" مگر یہ نہ بتایا کہ پھر کس معنی مین لئے جائینگے کیا بقول اڈیٹر النجم ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ کالم ۱ جلد ۷ زد کے معنی کھایا اور رفت کے معنی مار امراد لئے جائینگے" اسطرح کے معنی مراد ہین۔

افسوس کہ اس شخص نے ایک ایسے کذب صریح کا ارتکاب کیا ہے کہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب اسکی تکذیب فرمارہے ہین ملاحظہ ہو اہلحدیث ۲۲ جلد ۷

تمام دنیا کے ہتک آمیز القاب مجھے دیے گئے ہین۔ معتزلی۔ جھوٹا۔ اہلحدیث۔ دغاباز مکار۔ فریبی چوہا۔ بلکہ دہریہ"

اب خادم قدیم بتائین کہ اگر ان الفاظ سے اصلی معنی نہین مراد ہین تو پھر یہ سب ہتک آمیز القاب کیونکر ہونگے جسپر مولوی ثناء اللہ صاحب فریاد کررہے ہین۔ اور اگر ایسے الفاظ اپنے معنی اصلی مین نہین مراد ہوتے تو پھر علم جرح و تعدیل ہی غائب ہوتا ہے۔

آپکے شرماتے ہین "شہادت جناب ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ پیش کیجئے گویا درپے لفظ شہادت

کیا ہے جسپر ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ وارد ہے اور خلاف کیلئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین
اصلاح ۱۳ مین لاہور کے ایک درخت کا تازہ واقعہ اخبار اہلحدیث سے چھپا تھا جسکی نسبت
لکھتے ہین "حالانکہ جس اخبار سے نقل کیا ہے (پیسہ اخبار) اوسنے صاف لکھدیا تھا"

اب تو اس خادم قدیم کو بھی تصدیق لعنۃ اللہ علی الکاذبین مین عذر نہو گا کیونکہ
وہ اس واقعہ کو پیسہ اخبار سے نقل ہونا بیان کرتا ہے حالانکہ اصلاح مین بتصریح تمام منقول
عنہ کا نام اہلحدیث مرقوم ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۴

آپ رام باغ اور راناوہ۔ اور داناپور کے درخت کے گواہ پھلواری کے پیش کرتے
ہین مگر اصلاح نے جو قرآنی آیہ وان یروا اٰیۃ یعرضوا عنہا ویقولوا سحر مستمر ادسپر
مطلق نہ خیال کیا کہ یہی تو ہمیشہ سے کفار کا طریقہ رہا۔

حضرات پھلواری جنمین جناب مولوی شاہ سلیمان صاحب کو مین اپنا بزرگ سمجھتا ہون
نہ معلوم اب کیون خارجیت کی طرف مائل ہو رہے ہین جنمین اب ایسے لڑکے پیدا ہو رہے
ہین کہ اس طرح کی گندہ تحریرین شایع کرتے ہین حالانکہ مولوی شاہ سلیمان صاحب تو
مدعی ولاے اہلبیتؑ اطہار ہین اور شیعہ اولی ہونیکا دم بھرتے ہین۔ کاش جو حضرات
پھلواری کے بدنام کرنے کو ایسی تحریرین شایع کرتے ہین اونکی نسبت اگر شاہ صاحب
ایک اعلان شایع کردیتے کہ ایسے مجاہیل دائرہ علم سے خارج ہین تو پبلک کو اطمینان
ہو جاتا کہ یہ اسلاف کے خلف نہین ہین جنکی نسبت پبلک کو گمان نیک تھا۔

درخت لاہور کے آپ شعر مصطفےٰ را بے کفن انداختند ہیر آتے ہین کہ یہ الحاقی ہے۔
ماراچہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت مگر آدمی کو سمجھ کر کلام کرنا چاہیئے انظر الی ما
قال ولاتنظر الی من قال پر نظر رہے کہ یہ واقعہ صحیح ہے یا غلط کیونکہ تمام دنیا کو معلوم
ہے آپکے خلفاے ثلثہ شرکت دفن رسول اللہؐ سے محروم رہے۔ پھر اسکی کیا فکر ہے
کہ یہ مصرع ملا روم کا ہے یا نہین۔

آخر مین آپنے جناب فخر الحکما دام ظلہ سے خطاب کیا ہے لکھتے ہین "اپنے مخدوم حکیم علی اظہر صاحب
کی خدمت مین ملتمس ہون کہ واسطے ائمہ علیہم السّلام کے آپ جو کچھ لکھنا چاہین شوق سے

لکھیں پڑھیں مگر آریون کی اعانت سے دستکش ہو جائیں"
مگر یہ عجب التماس ہے کہ دعوی مخدومیت بھی ہے اور پھر مقربانہ نصیحت بھی جناب فخر الحکما دام ظلہ کو آپکے بزرگون کی خدمت معلوم ہے کہ ایکدفعہ حضرت نے ایک شخص کو باشارہ تیر فرمایا استو تو خلیفہ دوم سمجھ گئے یہ شخص اب شہید ہوگا اور جب حضرت نے انتقال کے وقت فرمایا ایتونی بکتاب تو آپکے خلیفہ نے کہا ان الرجل لیھجر تو کیا وہی رنگ خدمت آپ مین نہین ہے کہ لکھتے ہین مخدوم اور ایسے الفاظ جگر خراش لکھتے ہین جو افترا آمیز ہین کہ ہر صاحب حس اوس سے متاثر ہو۔
آریون کی اعانت کا الزام دینا طرفہ ماجرا ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے لایجرمنکم شنان قوم علی ان لاتعدلوا - اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون - یعنی لوگون کی دشمنی تمکو اس بات پر نہ آمادہ کرے کہ انصاف کو چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو یہی تقوی کی بات ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کہ خدا خبیر ہے تمھارے عملون سے۔
جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ صرف عداوت سے ہم انصاف کو نہین ترک کر سکتے تو پھر آپکی یہ فرمایش خلاف قرآن ہے یا نہین۔
ہان اگر آپ یہ فرماتے کہ حق کی اعانت کرو باطل کو دفع کرو تو بے شبہہ درست ہوتا۔ مگر یہ فرمایش تو کسی طرح قابل قبول نہین" آریون کی اعانت سے دستکش ہو جائین" اگرچہ وہ حق پر ہون۔
کیون صاحب آپکے خلیفہ دوم تو مشرکین طائف کی اسطرح تصدیق کرین کہ حضرت کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو جائے حالانکہ یقیناً وہ مشرکین بر سر ناحق تھے۔ مگر آپ کو اپنے خلفا پر نہین غصہ آتا اور غصہ آتا ہے کسپر کہ جناب فخر الحکما دام ظلہ پر جو محض ناکردہ گناہ ہین نہ کبھی کوئی تحریر ممدوح کے نام سے شایع ہوئی نہ ممدوح نے اپنی کسی تحریر مین اسکا اشارہ کیا یا آریہ کا نام لیا۔ کیونکہ اصلاح کی تحریرین تو خاص خادم کی ہوتی ہین یا دیگر نامہ نگار حضرات کی۔

برائے خدا ذرا لکھیئے تو مینے یا جناب فخر المحلّ دام ظلہ نے کہان اور کس موقع پر آریون کی اہانت کی ہے جو اسقدر غصہ ہو رہے ہین کیونکہ اصلاح تو فضل خدا سے ان خرافات سے پاک رہتا ہے - صرف ایک موقع پر واقعات سے فرار مولوی ثناء اللہ کی تصدیق کی تھی کہ بقرینہ غالب ضرور اونہون نے فرار کیا ہوگا - اگر اسیکا نام تایئد آریہ ہے تو تمامی علماے اہلسنت جنمین بخاری کا اول نمبر ہے موید و معین کفار قرار پاتے ہین جنہون نے صدہا ہزار ہا روایتین اس مضمون کی لکھدین کہ بیشک خلفاے ثلثہ نے مقابلہ کفار سے فرار کیا - پس اگر اسی کا نام اہانت آریہ ہے تو اس گناہ مین ہم کیا خدا بھی شریک ہے جسنے فرار صحابہ کو قرآن مین تبصریح تمام فرمایا ثم ولیتم مدبرین -

سبحان اللہ کیا شوخ چیشمی ہے کہ لکھتے ہین گو آپکی اہانت سے مسلمانون کو کوئی ضرر نہین ہوگا خدا اپنے دین کا خود حافظ ہے" حالانکہ یہ وہ کلام ہے جو جناب امیرؑ نے عمر سے فرمایا تھا پھر کیونکر ممکن ہے کہ آپ اوس کلمہ کا میرے مقابلہ مین اعادہ فرمائین یہی تو باعث ہے کہ ہم اسطرح آپکے مولوی صاحب کی بے ایمانیونکو طشت از بام کر رہے ہین کیونکہ جانتے ہین اصلی مخالف اسلام یہی ہین انکی اہانت سے دین حق کی اہانت نہین ہو سکتی ہے - یہ تو دین حق کے ڈبونے والے ہین - دین حق کا محافظ خود خداوند عالم ہے -

ہان ہان ہم جانتے ہین - مرزائی - حنفی - اہلحدیث - بلکہ آریہ بھی سب ایک ہو جاتے ہین اور حق کے مٹانے مین کوئی کسر اوٹھا نہین رکھتے - الکفر ملۃ واحدہ -

یہ فقرہ نہایت ہی چست ہے "ہان یہ بھی یاد رہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی شان پاک مین سینون کے قلم سے جو کچھ لغزش ہوئی اوسکے ذمہ وار آپ ہین اور خدا و رسول کے سامنے آپ ملزم ٹھرینگے ورنہ ہملوگ خاندان کے ہر فرد کو بزرگ اور اپنا پیشوا جانتے ہین "

جس سے اسقدر تو یقیناً معلوم ہوا کہ "ائمہ علیہم السلام کی شان پاک مین سینون کے

لغزش ہوئی" مگر اسکو نہ لکھا کہ اوسکے ذمہ وا ہم کیونکر ہوے جبکہ قرآن مین تصریح صریح لاتزر وازرۃ وزر اخری موجود ہے کہ ایک کی گناہ کی بازپرس دوسرے سے نہین ہو سکتی۔

آپکی یہ تاویل تو معویہ سے ماخوذ ہے جسنے قتل حضرت عمار پر کہا تھا کہ ہمنے اونکو کب قتل کیا اونکے قاتل تو وہی حضرت علیؑ ہین جو ساتھ لائے اگر وہ نہ لاتے تو کاہے کو قتل ہوتے جسپر جناب امیرؑ نے فرمایا تو پھر لازم آتا ہے کہ قاتل حضرت حمزہ رسول اللہؐ ہون جو اپنے ساتھ لائے تھے۔

وہی تاویل آپنے کی کہ لغزش ہو سینونکے قلم کو اور ذمہ وار اوسکا ہو۔ اصلاح۔

کیون صاحب سینیون کے قلم کی لغزش کے ذمہ وار تو بقول آپکے شیعہ ہون۔ مگر آریون کی لغزش قلم کے ذمہ وار سنی نہ ہون یہ کونسا انصاف ہے حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے آریون کی زیادتی صرف اسوجہ سے ہے کہ علماے اہلسنت نے حکم قرآن لاتسبوا الھتھم فانھم یسبون الھتکم کی مخالفت کی اسوجہ سے آریون نے یہ زیادتی کی۔ پھر سینونکو اس الزام سے بچانا اور شیعونپر لگانا ناانصافی نہین تو اور کیا ہے۔

آپلوگونکا تو قدیم الایام سے یہی دعوی رہا ہے کہ ائمہ اہلبیتؑ کی اتباع و محبت کا شرف صرف اہلسنت کو حاصل ہے۔ پھر شیعونکے مقابلہ مین جو اون حضرات کی شان پاک مین سینونکے قلم کو لغزش ہوئی۔ اسیوجہ سے نہ کہ وہ شیعون کے امام ہین؟

ہان صاحب خاندان کے ہر فرد کو بزرگ و پیشوا ماننا شاید اس غرض سے ہو کہ ابولہب بھی آجاے جو معویہ کا پھوپھا تھا ورنہ ہم اہل اسلام تو صرف اونہین لوگونکو بزرگ و پیشوا جانتے ہین جنہین خدا و رسول نے بزرگ و پیشوا کہا ما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا۔

افسوس کہ خلیفہ دوم کا فقرہ ان الرجل لیہجر ایسے منحوس وقت مین نکلا کہ آجتک اوسکا اثر باقی ہے کہ آپنے خاندان رسالت کی بزرگی کا اقرار بھی کیا تو اس لہجہ مین جس سے حکم خدا کی مخالفت لازم آئے۔

ہم آپکو اور آپکے تمامی اہلحدیث کو نصیحت کرتے ہین کہ ہمیشہ ایمانداری کا خیال رکھا کیجئے خواہ بمقابلہ آریہ لکھیئے خواہ بمقابلہ شیعہ و حنفی و وہابی۔ کہ پھر کوئی گرفت نہین کرسکتا۔

ورنہ اگر ایک قدم بھی آپنے ایمانداری سے علحدگی کی کو اصلاح سرکوبی کیلئے موجود ہو وان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۔

دوسرا درویش چارزانو ہو بیٹھا اہلحدیث مورخہ ۱۵ ذیقعدہ مین بعنوان کیا اثناعشری بھی مفتری ہو اصلاح جواب دے" ایک طولانی تحریر لکھتا ہے ۔

جسکا قابل خطاب یہ فقرہ ہو "انجمن اتحاد لکھنؤ کے ضمن مین اصلاح صاحب فرماتے ہین بعض کی آسان صورت یہ ہو کہ ہم کسی سے مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کرین کسی سے مخالفت مخاصمت نہ کرین بلکہ حکم محکم لکم دینکم ولی دین پر عامل ہون جسکو اہل سنت اگرچہ منسوخ جانتے ہین مگر خدا اور رسول پر یہ افترا ہے اصلاح بابت ماہ رمضان المبارک ص۳۹ جلد ۱۳ ۱۹ء

اصلاح کے اس فقرہ کو لکھکر آپ لکھتے ہین "اثناعشری شیعون کا ایک ہفتہ وار ارگن ہو جو سید سعید حسن صاحب شمس زیدی الواسطی کے اہتمام سے دھلی سے شایع ہوتا ہو۔ وہ بیچارہ بھی اس زد مین آگیا۔ اخبار مذکور لالہ ہنسراج کی تقریر کے متعلق اشاعت اسلام کو نقل کرتے ہوے اپنے نوٹ مین رقمطراز ہے کہ !۔

مکہ مین حضرت مامور تھے اس امر پر کہ لکم دینکم ولی دین مدینہ مین جب خداوند عالم نے اسباب جمعیت انصار مہیا فرمائے تو یہ آیت بھی **منسوخ فرمادی**" اثناعشری یکم ستمبر سنہ ۱۹ء

ہمارے عنوان کی تصدیق ہوئی یا نہین کیون جی اصلاح کیا جواب دیتے ہو بقول آپکے اثناعشری مفتری علی اللہ والرسول ہوا یا نہین ؟ کیا خوب ؎

الجھا ہے پاؤن یار کا زلف دراز مین لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

ایڈیٹر اصلاح جلد جواب دے ۔ (اصلاح)

مگر افسوس اس شخص کو یہ بھی نہین معلوم کہ طلبو گونکا اصول ہمیشہ سے یہی ہو کہ سنیون کے مقابلہ مین یا آریون کے مقابلہ مین جب استدلال کرتے ہین تو خود علمائے اہلسنت کے اقوال سے کہ پھر کسیکو عذر نہ رہے ۔ اسیوجہ سے ایڈیٹر صاحب اثناعشری نے علماے اہلسنت کا مشہور مقولہ پیش کیا جسکو اصلاح نے بھی لکھا ہو کہ اہلسنت اسکو منسوخ جانتے ہین لہذا آپکا پہلا فرض یہ تھا کہ اسکی تحقیق کرتے درحقیقت علماے اہلسنت اسکو منسوخ جانتے ہین یا نہین پھر علماے شیعہ سے اسکی تائید دیکھا

یا اوسکی تکذیب کرتے نہ کہ اڈیٹر صاحب اثنا عشری کے قول سے سند لاتے جو کہ ایک مشہور مقولہ علمائے اہلسنت لکھ رہے ہین۔

اب براہ مہربانی شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ مطبع گلزار محمدی لاہور ملاحظہ فرمائیے

مشہور آنست کہ این سورہ منسوخ است بایت قتال۔ لیکن تحقیق آنست کہ منسوخ نیست زیرا کہ مضمون این سورہ بیان کمال تباعد دین کافران و دین مسلمانانست نہ عدم تعرض بلکہ در دین مسلمانان جہاد وقتال نیز داخل است پس منسوخ بودن ان بایت قتال وجہے ندارد انتہی

دیکھئے اس عبارت سے مشہور مقولہ اہلسنت بھی معلوم ہوا یا نہین کہ وہ اسکو منسوخ جانتے ہین۔ پھر یہ بھی ظاہر ہوا کہ نہین یہ دعوی خلاف تحقیق ہے پھر اسکے افترا ہونے مین کیا عذر ہے۔

نامہ نگار صاحب قرآن وحدیث کے متعلق تحقیقات علما کا ذکر ہوتا ہے۔ نہ اڈیٹرونکا اگر تفسیر شیعہ دیکھنا چاہتے ہین تو تفسیر منہج الصادقین صفحہ ۱۱۴ جلد ۲ ملاحظہ ہو۔

پس این آیہ متضمن اذن نباشد در کفر و منع از جہاد تا منسوخ باشد بآیہ القتال ہمچنانکہ بعضے بآنند

پھر لکھتے ہین وبنابراین اقوال نیز منسوخیۂ آیہ ازین لازم نمی آید چنانکہ گذشت۔

اب ہم ناظرین اصلاح سے امیدوار ہین کہ وہ اصلاح ۹ کے مضمون انجمن اتحاد لکھنؤ کو پھر غور سے پڑھین کہ ہمنے کیا عرض کیا تھا اور اوسکی غرض بجز اتحاد بین الاقوام کیا ہو سکتی تھی۔ مگر مفسد طبیعتین اوسپر کسطرح حملہ آور ہو رہی ہین کہ قرآن کے اوس صریح آیہ کو جسنے تمام اقوام مین اتحاد والفت کا رابطہ قایم کیا ہے کس طرح منسوخ کیا چاہتے ہین تاکہ آتش فتنہ و فساد ہمیشہ مشتعل رہے اور قرآن کو اس فساد کا موید بنا رہے ہین۔ حالانکہ سورہ یونس مین دوسرا آیہ اسکا موید موجود ہے وان کذبوک فقل لی عملی ولکم عملکم وانتم بریئون مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون یعنی اور اگر یہ لوگ تمکو جھٹلائین تو کہدو کہ میرے لئے میرے عمل ہین اور تمھارے لئے تمھارے اعمال تم سب بری ہو اوس چیز سے جو ہم عمل کرتے ہین اور ہم تمھارے اعمال سے بری ہین۔

دیکھئے اڈیٹران اہلحدیث آریہ۔ حنفی۔ عیسائی۔ مرزائیون سے لڑنے کیلئے اس آیہ کو بھی منسوخ کرتے ہین یا کیا؟ کیونکہ مطلب وغرض دونو آیہ کا ایک ہی ہے۔

اسکے بعد نامہ نگار ندکور لکھتا ہے "لگے ہاتھون اصلاح کی ایک اور حرکت کو ہم روشنی مین

لانا چاہتے ہین - ناظرین غور سے پڑھین -

اڈیٹر اصلاح شیعہ ہے یا آریہ حضرات شیعہ جواب دین - اس عنوان "انجمن اتحاد لکھنؤ" کی تحت مین ایڈیٹر صاحب اصلاح فرماتے ہین -

آریون کی نسبت اگر غور کیجئے تو بجز اختلاف عقاید کے جو لوازم اختلاف مذہب سے ہے کوئی فعل اونکا مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہوسکتا - (صلا پرچہ مذکور)

معزز ناظرین سے عموماً اور برادران شیعہ بالخصوص اثنا عشری سے خصوصاً دریافت کرتا ہون کہ وہ خدا لگتی شہادت دین کہ کیا واقعی مین آریون کا کوئی فعل مسلمانون کے واسطے اشتعال انگیز نہین ہے ؎

میرے دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

آہ وہ قوم جو خدا اور رسول کو گالیان دینے مین ضرب المثل اور مشہور آفاق ہو جسنے نہ صرف بزرگان اسلام پر ہرزہ درائی کی ہو بلکہ انبیا علیہم السّلام بھی جن کی سنان زبان سے نہ بچے ہون حتی کہ داور مطلق خلاق عالم بھی جن کی دشنام دہی کا نشانہ بنا ہو آج وہی قوم ایک شیعہ کی زبان سے سراہی جائے - افسوس افسوس - میرا کانشنس تڑاتا ہے میری ضمیر شہادت دیتی ہے کہ ایک شیعہ کی زبان سے ایسا فقرہ انکا کوئی فعل مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہوسکتا کا نکلنا حضرات صحابہ بالخصوص خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بغض و عداوت کا نتیجہ ہے - کیا جس کے خدا کو گالیان دی جائین جنکے رسول پر تبرہ کیا جائے وہ قوم بھی کہنے والے کو اچھا کہہ سکتی ہے - آج مسلمانون نہ صرف مسلمانون بلکہ تمام اقوام وملل کا بچہ بچہ جانتا اور مانتا ہے کہ فی زمانہ آریہ سماج کے سپوتون نے جیسی کچھ تبرے بازی اور دشنام دہی اسلام و قرآن نیز نبی عربی علیہ افضل الصّلوٰہ والسّلام کی شان مین کی ہے اپنی آپ ہی نظیر ہے - مشتے نمونہ از خروارے - بحکم نقل کفر کفر نہ باشد نقل کرتا ہون ملاحظہ ہو -

اسکے بعد چند اقوال آریون کے لکھے ہین - (اصلاح ۱۱)

اس تحریر کے جواب کی ضرورت نہین کیونکہ اصلاح ۱۰ مین پوری تفصیل مذکور ہے جسکو

نامہ نگار نے حذف کر دیا اور صرف ایک فقرہ لیا جس سے مصداق لا تقربوا الصلوٰۃ ہوے - اور جسقدر لکھا وہ بھی تمامتر مغالطہ دہی پر مبنی ہو - کیونکہ اصلاح کی عبارت اسی کے متصل اسطرح ہے کوئی فعل اونکا مسلمانون کے اشتعال مذہبی کا باعث نہین ہو سکتا بخلاف مسلمانونکے کہ مثلاً گاؤ خوری انکی ایسی ہے کہ اس سے رنج پہونچتا اونکا ایک فطری امر ہے۔

جس سے ہر ذی حس یہ نتیجہ نکال سکتا ہو کہ یہان بحث افعال کی ہے نہ اقوال کی - کہ اصلاح نے لکھا تھا آریون کا کوئی فعل باعث اشتعال نہین ہوتا بخلاف مسلمانون کے - تو آپمین اقوال آریہ کا لانا خود خلاف اصول ہے کیونکہ اسکو تو خود اصلاح بھی لکھ چکا ہو "ہم اسکو مانتے ہین کہ آریونکا برتاو بھی مسلمانونکے ساتھ کچھ اچھا نہین شکایت کے قابل ضرور ہین مگر کیون صرف انہین وہابیون اور مرزائیون کی بدتہذیبی و سخت کلامی سے جسکا اثر تمام مسلمانونپر پڑتا ہو"

ہان اگر آپ یا آپکے فرقہ والے قول و فعل مین کچھ فرق کرتے ہونگے تو بتائین آریونکا کون فعل موجب دل آزاری مسلمانان ہے کیونکہ فعل سے قول خارج ہے -

مدعیان اسلام خدا کیلئے اب سے بھی اسلام پر رحم کرو - اور مخالفین اسلام سے اپنے خدا و رسول کو گالیان نہ سنواؤ - اسلئے خود خداوند عالم نے فرمایا ہے لا تسبوا الذین تدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ کہ اونکے خداؤنکو گالی نہ دو کہ وہ تمھارے خدا کو گالی دینگے جسمین خداوند عالم لزوم کو بھی بتا رہا ہے کہ تمھارے گالی دینے کو یہ لازم ہے کہ وہ بھی گالی دین -

وہابیو - تم اس سے مطمئن رہو کہ تمھارے مقابلہ مین آریہ جب گالی دینگے تو خدا و رسول کو نہ تمکو نہ تمھارے شیخین و خلفا کو نہ امام اعظم نہ بخاری کو جس سے تمکو رنج ہو - تو اس خیال کو اپنے دل سے نکال ڈالو کیونکہ اب وہ خود سمجھ چکے ہین کہ خدا و رسول کی گالی سے تمھارا دل نہین دکھتا لہذا بہت جلد وہ اب تمھارے خلفا پر حملہ آور ہونگے -

جیسے اسکو مکرر سمجھایا کہ جب کسی سے گفتگو کرو مہذبانہ محققانہ کیونکہ مذہب یا دین کی غرض تو خدا شناسی ہے نہ تحصیل دنیا اگر تم لوگ نہین مانتے تو عنقریب اسکا نتیجہ پاؤگے -

اصلاح نے یہ آیت بھی پیش کیا تھا کہ لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ جسمین ہر ایک امت کیلئے ایک طریقہ بنایا ہو جسپر وہ عمل کرتے ہین تو چاہیئے کہ وہ لوگ تمسے اس امر مین جھگڑا

نہ کرین اور تم اونکو اپنے رب کی طرف بلاتے رہو کہ بیشک تم راہ مستقیم پر ہو اور اگر یہ تم سے جھگڑا کرین تو کہدو خدا خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو خدا ہی حکم کریگا بروز قیامت اون باتون مین جنمین تم اختلاف کرتے ہو ؎

ہمارا عمل اسی حکم قرآن پر ہے اور ہم نہین چاہتے کہ کسی سے بدتہذیبی اور سخت کلامی سے کلام کرین ۔ کیونکہ ہم اگر اپنے کسی فریق مخالف کی طرف قلم اوٹھاتے ہین تو صرف اس حکم محکم کی تعمیل مین ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن یعنی بلاؤ اپنے خدا کی راہ کی طرف حکمت وموعظہ حسنہ سے اور جدال کرو اوس طریق سے جو احسن ہو اسی اصول پر آجتک اصلاح کا عمل رہا اور جبتک زندگی ہے رہیگا انشاء اللہ کیونکہ غرض اصلی تو صرف ہدایت و ارشاد ہے نہ جنگ وجدل ۔ اور جنگ وجدل تو بطور دفاع ؟

ہان صاحب آریہ خدا اور رسول کو گالیان دیتے ہین اور ضرور دیتے ہین جسکو خدا نے بطور لزوم فرمایا ہو کہ اونکے خدا اونکو گالی نہ دو کہ وہ تمھارے خدا کو گالی دینگے ۔ تو آپکو اگر محبت خدا و رسول ہے اونکے خدا اونکو گالی دینا چھوڑ دیجئے وہ خود بخود ترک کر دینگے ۔ اگر یہ بھی ترک کرین تو آپ تو مخالف حکم خدا نہ بنینگے ۔

حاشا وکلا اصلاح نے کبھی آریونکو سراہا ہے ۔ نہ اونکی مداحی کی ۔ بلکہ صرف یہ بتایا ہو کہ تمھاری گالیون کا یہی نتیجہ ہے کہ خدا اور رسول گالی سنتے ہین اور مصلح قوم کا فرض ہے کہ وہ پہلے اپنی قوم کو درست کرے تب دوسرونکو نصیحت کرے اسی لئے ہمیشہ اسکی ہدایت کی گئی کہ مدعیان اسلام کو نہ چاہیئے کہ بدتہذیبی وسخت کلامی سے کام لین ۔ مگر افسوس جس قوم نے خدا اور رسول پر افترا وتہمت کرنے مین کوتاہی نہ کی اوس سے کیا امید ہو سکتی ہے ۔

آخر مین ہم اڈیٹران اہلحدیث ۔ انجم ۔ الحق ۔ الحکم ۔ بدر اور اوسکے نامہ نگارون سے ملتمس ہین کہ وہ اگر اصلاح کی کسی تحریر کا جواب دینا چاہین تو لازم ہے کہ اصلاح کی پوری عبارت نقل کرکے جواب دین اور اگر پوری عبارت نہ نقل کر سکین جس سے حق واضح ہوتا ہے تو کم سے کم جس فقرہ کو لکھین پورا لکھین ۔ نہ کہ اول و آخر کو حذف کر کے ایک فقرہ لے لین جیسا کہ اس نامہ نگار نے پہلا فقرہ جس کی آسان صورت یہ ہے لکھا جو ہر شخص کو بتا رہا ہے اسکے

پہلے کوئی جملہ ہو جس سے یہ پیسیان ہو۔ اسی طرح دوسری فقرہ کو باعث نہین ہو سکتا تک لکھا اور اوسکے بعد والا فقرہ "بخلاف مسلمانونکے" غائب کردیا جس سے مطلب بھی خبط ہو گیا۔

اس تحریر سے اب کل امیدونکا خاتمہ ہو گیا کہ نہ ہندوونسے صلح ہوگی نہ سنیون سے کیونکہ انجمن اتحاد لکھنؤ کا مضمون نہایت دلسوزی اور ہمدردی سے لکھا گیا تھا کہ باخود ربط و اتحاد بڑھایا جائے بد تہذیبی سخت کلامی موقوف کیجائے۔ ہر شخص اپنی اپنی قوم کی تہذیب و اصلاح مین کوشان ہو مگر لن یصلح العطار ما افسدہ الدہر۔

نمونہ تائید اسلام۔ اب اگر آپکو یہ دیکھنا ہو کہ اہلسنت ہمیسے کیسے مسائل مین تائید اسلام چاہتے ہین تو ذیل کا واقعہ ملاحظہ فرمائے۔ ہندوؤ مین پروفیسر مورتی رام نامے ایک ایکٹر ہے جسکا ہندوون نے بڑے ترک و احتشام سے استقبال کیا۔ اس سے جلکر ایک مدعی اسلام ملت نامے اخبار نے لکھا۔ مسلمانون مین کوئی ایسے اشخاص ہین جو شاید پروفیسر صاحب کو ایکدفعہ ہاتھیا ٹانگ پکڑلین تو ایک انچ بھی جنبش نہ کردیٹ اب سنی اور آریہ اخبارون مین مباحثہ کا دنگل گرم ہو بڑے بڑے طولانی مضامین شایع ہو رہے ہین۔ حتی کہ وطن ایسا مدعی تہذیب و وقار اخبار نے بھی اسمین تین کالم اپنے گرانقدر اخبار کے سیاہ کرڈالی کیا ایسے ہی مباحث مین آپ چاہتے ہین کہ اصلاح مسلمانون کی تائید کرے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

تواریخ توہمکو بتارہی ہو جنگ خندق مین جب عمرو بن عبدود کفار کی طرف سے لڑنے آیا تو حضرت عمر بن الخطاب نے اوسکی شجاعت کی بچ سرائی مین تعریف کا ایسا پل باندھا جس سے پھر کوئی مسلمان کفار سے لڑنے کو نہ نکلا جسکو خداوند عالم سورہ احزاب مین ان الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ اذ جاؤکم من فوقکم و من اسفل منکم و اذ زاغت الابصار و بلغت القلوب الحناجر و تظنون باللہ الظنونا۔ یعنی جب وہ (کفار) تمپر اوپر سے اور نیچے سے چڑہ آئے۔ اور آنکھین پھرگئین اور کلیجے گلون تک آگئے اور خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

آخر جناب امیرؑ نے اوسکا ایسا فیصلہ کیا کہ ایک ہی ضربت مین دو پارہ ہو گیا۔ اہلسنت کو اس کامیابی کی تو تعریف نہ سوجھی۔ سوجھی تو کیا کہ عمرو بن عبدود کے اوس تھوک کی تعریف کرنے لگے جو مرتے وقت اوسنے تھوکا تھا۔ وہ مذمیہ شرح تحفہ علویہ مین ہے جو اعظم علمائے اہلحدیث کی تصنیفات سے ہے صفحہ ۱۹۰

وفی بعض روایات القصۃ انما برک علی صدر عمر و قتلہ عمر و حسکن علیہ السلام عن وله

المسارعة بقتله فسئل عليه السلام فی ذالک فقال ترکته حتی تسکن غضبی من نفسی کی قتله لله فصدق فی قوله ارجو بذالک نجاة فائز - قال بعضهم ان وجود الریق فی فم عمرو فی تلک الساعة التی یتقلص منها الشفاه و یجف الافواه دلیل علی ان عمرو اً فی رتبة من الشجاعة لا تدانی لولا انه لاقاه من لم تلد النساء مثله قبله ولا بعد

یعنی جب جناب امیرؑ عمرو بن عبدود کے سینہ پر سوار ہوے کہ اوسکو قتل کرین - تو عمرو نے حضرت کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت قتل کرنے مین جلدی کرنے سے رک گئے - کسی نے اسکی وجہ پوچھی تو فرمایا ہم اسوجہ سے ٹھر گئے کہ جو غصہ ہمکو اپنی نفس کیلئے اس حرکت سے ہوا تھا - وہ ساکن ہو جائے تو محض رضای خدا کیلئے اسکو قتل کرین - اس واقعہ سے حضرت کے اوس رجز کی بخوبی تصدیق ہوئی جو بمقابلہ اسکے فرمایا تھا ہم اس ذریعہ سے امیدوار ہین کہ نجاۃ مین فائز ہون -

بعض علمانے کہاہے کہ عمرو بن عبدود کے منہ مین اسوقت تھوک کا پایا جانا جبکہ لب خشک ہو جاتے ہین اور منہ سوکھ جاتے ہین دلیل اسکی ہے کہ وہ شجاعت مین اسدرجہ پر پہونچا ہوا تھا کہ کوئی اوسکا مقابل نہ ہوتا اگر یہ کہ اوس سے ایسے شخص نے ملاقات کی جسکا مثل و نظیر دنیا نے پیدا ہی نہین کیا نہ قبل نہ بعد -

دیکھئے یہ اثر ہے عمر صاحب کی تعریف کا کہ ابتک علمای اہلسنت عمرو بن عبدود کی شجاعت کا راگ گا رہے ہین اور اوسکے تھوک سے استدلال کرتے ہین - اور یہ نہین دیکھتے کہ دنیا مین کوئی ایسا شخص بھی گذرا ہے جسنے اسوجہ سے اپنے دشمن کی ہلاکت مین تاخیر کی کہ اوس سے بے ادبی ہوئی تھی - جس سے ایک طرح کی نفسانیت پیدا ہوئی تھی - اسیکو ملا روم لکھتے ہین ؎ اوخیو انداخت بر روے علی + افتخار ہر نبی و ہر ولی -

تو کیا حضرات اہلسنت بھی اسی قسم کی تائید چاہتے ہین کہ مورتی رام پہلوان کی مدح سرائی مین ملت اور وطن کے ہم آواز ہون لاحول ولا قوۃ الا باللہ - اڈیٹر

مسافر آگرہ - مورخہ ۱۵ رنومبر لکھتا ہے "سنوگ دہرم کی ڈبل فتح"

ہندوستان مین جو ڈبل فتح ویدک دہرم نے اسلام جیسے کٹر و ٹھوس مذہب پر پائی ہے آج چارون طرف سے اسکی شہادتین مل رہی ہین - آریہ سماج کی بدولت ایک مٹیا فرقہ تو مسلمانون میں کئی

سلسلہ سے پیدا ہو۔ کہ جو فقہ و حدیث وغیرہ تمام جھگڑوں کو چھوڑ چھاڑ کر صرف قرآن پر زندگی بسر کر رہا ہو اور جو کلمہ میں اللہ کے نام کے ساتھ حضرت محمد کا نام شامل نہیں کرتا۔ اور صرف لا الہ الا اللہ کا پڑھتا ہو۔ مگر اب خوش قسمتی سے خود اسلام کے اندر ایسے بھی باغیرت اصحاب پیدا ہو گئے ہیں۔ جو بقول "بدر" نماز کے خلاف اسلامی انجمنوں میں کھلم کھلا لیکچر دینے لگے ہیں۔ چنانچہ یہی قادیانی اخبار راوی ہے۔ کہ چند روز ہوئے۔ کہ ایک علیگڈھ کے تعلیم یافتہ نوجوان نے انجمن ہمدرد اسلام سری نگر میں کھلم کھلا نماز کے خلاف لیکچر دیا۔ اور حال ہی میں ایک روز جبکہ شیخ امام الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے انجمن ہذا میں تحریک کی کہ ممبروں کو پابند صوم و صلوۃ ہونا چاہیئے۔ تو کئی ایک اصحاب نے اس تحریک کے خلاف گرم جوشی کے ساتھ پروٹسٹ کیا۔ اور کہا کہ کیا ہم نماز کے بغیر مسلمان نہیں رہ سکتے ؟ کیا یہ آثار صاف ظاہر نہیں کرتے۔ کہ زمانہ عنقریب ہے جبکہ حق پسند مسلمان یہ کہنے لگیں گے "کہ کیا ہم قرآن کے بجائے ویدوں کو مانتے ہوئے مسلمان نہیں رہ سکتے"۔

اب خادم قدیم پھلواری بتائے اسمیں کس کی تائید کیجائے۔ مسافر کو غلط گو بتائیں یا ان مسلمانوں کو جو کلمہ سے محمد رسول اللہ کو نکال رہے ہیں اور نماز و روزہ کو غیر ضروری بتا رہے ہیں۔

آپ جانتے ہیں ان باتوں کا سرچشمہ کہاں ہے؟ صرف حضرت عمر کی ذات.. صفات سے جسکی نسبت خود مولوی شبلی صاحب شمس العلما الفاروق میں لکھ رہے ہیں "اس تفریق مراتب کے موجد دراصل حضرت عمر ہیں۔ کتب سیر و احادیث میں تم نے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے موقع ایسے پیش آئے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے کوئی کام کرنا چاہا۔ کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمر نے اسکے خلاف راے ظاہر کی۔ صفحہ ۲۴۳

پس جب حضرت عمر عام طور سے رسول اللہ صلعم کے قول یا فعل کے مقابلہ میں اپنی خلاف راے ظاہر کرتے تھے اور اسی وجہ سے وہ درجہ خلافت پر پہونچے تو پھر کیوں نہ حضرات اہلحدیث محمد رسول اللہ کو کلمہ اذان سے نکالیں کیونکہ جب عمر صاحب کی راے حضرت کے خلاف ہوا کرتی تو پھر عمر صاحب کا نام کیوں نماز اذان میں لیا جاے جو صرف حضرت ہی کا نام لیا جاتا ہے۔

اسیطرح شیخ امام الدین صاحب کی تحریک کے خلاف پابندی صلوۃ کے خلاف پروٹسٹ کرنا کس طرح موید دالیوم ہو سکتا ہے جبکہ عام طور پر مولوی شبلی صاحب لکھے ہیں "قرآن مجید کا کوئی حکم عام ہو

بقیہ صفحہ ہمنے ان مسائل مین مسئلہ خلافت کو اسلئے نہین داخل کیا کہ محرم ۱۳۳۲ھ مین بمقابلہ اہلحدیث "اہلحدیث کا تمسک قرآن سے لکھ چکے ہین ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱۰-۱۱-۱۲ جلد ۱۱
پھر ماہ صفر ۱۳۳۲ھ جلد ۱۲ بعنوان "اہلحدیث اور قرآن" اور ماہ ربیع الاول مین بعنوان "اہلحدیث کی خلافت راشدہ ملاحظہ ہو ۱۳۳۲ھ لکھ چکے ہین جسکے جواب مین آجتک سکوت ہے۔ لہذا اسد صفحہ پہ نہ لکھا کہ پھر قیامت تک خاموش ہوجائینگے۔ اور ہم چاہتے ہین کہان سے کسی طرح مناظرہ ہو اور کچھ رقم انکے ہاتھ آئے۔

رہی آپکی یہ شرط کہ منصف مقرر ہونا چاہئیے تو گو آپکے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اسکو آپکا حیلہ قرار دیتے ہین۔ مگر ہم راضی ہین ایک عالم شیعہ۔ ایک سنی خواہ وہابی ہو خواہ حنفی اور ایک عیسائی۔ ایک آریہ عربی دان مقرر کیجئے ہمکو کوئی عذر نہو گا۔
اڈیٹر صاحب اخبار مورخہ ۱۵ ذیقعدہ مین بجواب کھلی چھٹی جناب مولوی حافظ فرمان علی صاحب یہ لکھکر کہ آپ امام رازی وغیرہ کا ذکر نہ کیجئے، صرف اپنے دعوی کا ثبوت دین لکھتے ہین "اگر یہ بھی منظور نہو تو لیجئے بسند رجہ ذیل مراسلہ پڑھیئے اور ایڈیٹر اصلاح کو ملاکر زبانی مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجئے" ہم اسلئے مخدوما سلام مسنون۔ آپنے رسالہ اصلاح کے چیلنج کے جواب مین تحریر فرمایا تھا کہ تعین مقام۔ تراضی طرفین ہونا چاہیئے۔ مگر میرے نزدیک اسکی ضرورت نہین لہذا اسکے متعلق بیر زور مضمون لکھے اور تعین مقام کو آپ اونہین پر چھوڑ دیجئے فقط والسلام محمد عبد الشکور مدیر النجم از لکھنؤ" بہت خوب اڈیٹر"

اس تحریر نے اچھی طرح بتادیا کہ تحریری مناظرہ سے او سطرح فرار کیا کہ امام رازی وغیرہ کا ذکر نہ کیجئے۔ اور تقریری مناظرہ سے یون فرار ہورہا ہے کہ فرماتے ہین "زبانی مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجئے" جسکے مطلب یہ ہین کہ ہم ہی آپکو مناظرہ کا پیغام دیتے ہین اور ہم ہی آپسے مناظرہ کیا چاہتے ہین حالانکہ آجتک جتنی تحریرین انکی یا اڈیٹر النجم کی شایع ہوین۔ اونکا مفہوم یہ تہا کہ آپ ہمکو دعوت دیتے ہین اور مناظرہ کیلئے بلاتے ہین" اب یہ ارشاد ہوتا ہے "زبانی مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجئے" یہ خوش ہان ہان اڈیٹر النجم نے جو لکھا تھا "تعین مقام کو آپ انہین پر چھوڑ دیجئے" اسکا اب مطلب کھلا کہ جلسہ یا دعوت کی ذمہ داری تم کیون لیتے ہو اونہین کے سر رہنے دو سیکھئے اس سے بڑھکر کیا فرار

ہو سکتا ہو کہ پہلے مناظرہ کی دعوت دی جب وہ منظور ہوئی تو یہ حکم ہوا مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجئے ۔
جسمین آپکا زاد راہ اور نذرانہ وغیرہ بھی داخل ہوگا ۔ کیونکہ اڈیٹر صاحب النجم نے تو جواب تنقید
بخاری کا محنتانہ بھی مولوی عبداللہ صاحب غازیپوری سے طے کیا تھا ملاحظہ ہو صـ ۲۳ اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۲
اڈیٹر صاحب اس قسم کی کارروائیون کا زمانہ گیا ۔ ہمارا یہ اصول ہو سے اگر صلح خواہی نخواہم جنگ
وگر جنگ خواہی ندارم درنگ ۔

اگر تحریری مناظرہ چاہتے ہین تو بسم اللہ جس طرح ہم آپکی تحریر بجنسہ لکھکر جواب لکھتے ہین اوسی طرح
آپ بھی اصلاح والشمس کی پوری عبارت لکھکر جواب دیجئے ۔

اور اگر زبانی مناظرہ کا شوق ہو تو جس ولولہ سے آپ پہلے آمادہ تھے جلسہ کا انتظام کیجئے
گورنمنٹ سے منظوری لیجئے حفظ امن کا سامان کیجئے ۔ حکم یا منصف مقرر کیجئے ۔ مقام و زمانہ مناظرہ
معین کیجئے جسکے لئے حسب راے آپکے تراضی طرفین ضروری ہو ۔ پھر اعلان عام دیا جائے فریقین کے
علما جمع ہون حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے نہ یہ کہ آپ لکھیئے پنڈت جی مناظرہ سے بھاگے ۔ اور پنڈت
بھوجدت صاحب لکھیں مولوی ثناء اللہ بھاگے ۔ اور اصلاح جو کلمہ حق لکھے تو خادم پھلواری کہے کہ
آریون کی مدد ہو رہی ہے ۔

اڈیٹر النجم اگر دل سے مناظرہ پر آمادہ ہین جسکا چند بار اعلان دیا اور ہر دفعہ اصلاح والشمس نے
مستعدی ظاہر کی ۔ مگر وہ نئے نئے حیلہ کرکے روپوش ہوتے گئے ۔ تو براہ کرم بڑہ سادات ضلع مظفرنگر
کے مناظرہ کا حال جو بتاریخ ۲۲ جمادی الثانیہ مطابق ۱۸۹۳ عیسوی ہوا تھا ۔
مصدقہ جناب مولوی محمد خلیل صاحب مدرس مدرسہ دیوبند و مولوی احمد حسن صاحب امروہوی شایع کرین ۔
تا کہ معلوم ہو جناب فخر الکمل دام ظلہ اوس مناظرہ مین تشریف لیگئے تھے ۔ اور اہلسنت نے اوسمین کیا نتیجہ
پایا ۔

اگر اس مناظرہ کی روئداد آپ مصدقہ علماء مذکورین شایع کرینگے تو ہم سمجھینگے آپ دلسے مناظرہ پر
آمادہ ہین ورنہ معلوم ہوگا صرف عوام کی تسکین کیلئے یہ مضامین شایع ہوتے ہین ۔
دیکھیئے اڈیٹر صاحب ہمنے کوئی بھاری شرط نہین لگائی ہے ۔ ابھی غالباً یہ حضرات زندہ ہونگے لہذا اپنی ایمانداری
کا جوہر دکھایئے تا کہ آپکی قوم کو بھی معلوم ہو آپکا مقصود کیا ہے ۔

اڈیٹر

آریون سے ایک سوال - ہردوئی کے جلسہ آریہ سماج مورخہ ۱۴ اکتوبر نے شمس العلماڈاکٹر سید علی صاحب بلگرامی کا لکچر کرایا جسمین جناب ممدوح نے وید کا حدوث کہ ... ۷ سو سال قبل مسیح اسکی تصنیف ہے - اور ویدون کی زبان چند برہمنون کی خاندانی زبان تھی - اور یہ بھی کہ ویدو ںمین توحید نہین بت پرستی ہے - نہایت توضیح سے ظاہر کیا جسپر آریون مین ایک جوش پھیلا ہوا ہے اور آریہ سماج ہردوئی پر جو شیلا اعتراض ہو رہا ہے - جس سے ہمکو بحث نہین -

اب سنی اخبار نویس خصوصاً مسلمان - الحق وغیرہ اسپر خوب قہقہے لگا رہے ہین جسکے مطلب یہ ہوے کہ جب بتنے اونکو عالم سنسکرت مانکر لیکچر دلوایا تو پھر اونکے تحقیقات پر یقین کیون نہین کرتے -

توکیا ہم بھی وہابیون اور سنیون سے یہ سوال کر سکتے ہین کہ اصلاح و الشمس مین جب تمام تر آیات و احادیث صحاح ستہ و اقوال علماے اہلسنت ہمیشہ درج ہوا کرتی ہین جنکی اصل عبارت مع صفحہ و نام کتاب و مطبع لکھا جاتا ہے تو پھر اسپر کیون نہین ایمان لاتے کیونکہ ایک حرف بھی تو نہ شیعون کا طبع زاد ہوتا ہے نہ اونکی کتابو ںکا حوالہ دیا جاتا ہے - پھر کیا وجہ ہے جو یہ تحریرین نہین قبول کی جاتین اور قصداً مخالفت کی جاتی ہے -

بخاری کا الہام - اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۱ نومبر بعنوان "مدافعت بخاری" راقم ہے -
مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو حق تعالی جزاے خیر دے جو مولوی عمر کریم صاحب کے اعتراضات کا معقول جواب دے رہے ہین - مولینا نے ایک خلسہ لطیفہ مین خود امام بخاری کی روح پاک سے ان اعتراضات کے جواب مانگے اور جو کچھ ان کی طرف سے الہام ہوا وہ بجنسہ عرض کرتا ہون" دو اعتراضون کے بعد لکھتے ہین اعتراض سوم خیر مال المسلم کی نسبت آپنے فرمایا کہ یہ باب میرا قایم کیا ہوا نہین ہے "

لیجئے چھٹی ہوئی - کہ بخاری کی کتاب مین باب دوسرے نے قایم کر دیا - پھر بخاری کیا ہوئی - افسوس کہ اس روح نے یہ نہین بتایا کہ آخر اس باب کا قایم کرنے والا کون ہے - اور اسکی حدیث کس نے لکھی - اور پھر صحیح بخاری کیا ہوئی - کیونکہ اصلاح ۱۰ مین آپکو مولوی عبد الحیا صاحب کا جواب معلوم ہو چکا ہے فرایت فیہ اشیاء مبیضۃ منہا تراجم لم یثبت بعدھا شئی ومنہا احادیث لم یترجم لہا فاضفنا بعضہا الی بعض یعنی حافظ ابو اسحٰق کہتے ہین کہ ہمنے اصلی نسخہ بخاری کو

جو محمد بن یوسف فربری کے پاس تھا دیکھا تو اوسمین بہت سے باب ایسے ہین کہ اوس کی حدیث نہین اور بہت سی حدیث ایسی ہو کہ اوسکا باب نہین تو ہمنے بعض کو بعض سے ملادیا۔ جسنے اچھی طرح بخاری کو خاک مین ملایا تھا۔

اور اس روحانی الہام نے تو اور بہی اوسکا کچومر نکال دیا

اڈیٹر اہلحدیث و النجم کی طرف سے جو رقعہ دعوت مناظرہ کا تقسیم ہوگا اوس موقع پر اگر کوئی آریہ صاحب بھی تشریف لا ہین جو فن مسمریزم مین کامل ہون کہ روح بخاری کو بلا سکین ہم نہایت شکر گذار ہونگے کیونکہ شیعہ بھائی تو اس عمل سے یقیناً محروم ہین اور اگر کچھ جانتے بھی ہونگے تو اونکی بات سنی کب مانینگی لہذا شخص غیر مذہب کا بیان ضرور قابل تسلیم ہوگا۔ کیونکہ وہابی تو جب کھینگے ایسی ہی۔

جناب مولوی محمد کریم صاحب کا اشتہار رسالہ اصلاح ۵ مین شایع ہوچکا ہے پھر سے بغور ملاحظہ فرمائے

خلاصہ کارروائی جلسہ سالانہ تقسیم انعام مدرسہ مشارع الشرایع لکھنؤ

۲۶ ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۱۰ء بروز چہار شنبہ مکان مدرسہ مین یہ جلسہ ہوا صدر دالان مین قالین کا فرش تہا علمائے کرام کثرہم اللہ تعالےٰ صدر مین رونق افروز تھے اکثر حضرات عمایدفضلا و اطبا و امرا معززین تشریف فرما تھے دوسرے دالان مین طلباء مدرسہ بترتیب درجات انتظام کے ساتھ بٹھائے گئے تھے اسکے بعد صحن مین جو تختون پر فرش بچھا تھا اوسپر درجہ ماتحت کے لڑکے تھے ایک گروہ دیگر مدارس کے طلبا کا بھی شریک جلسہ تھا۔ صدر دالان مین ایک تخت پر پر تکلف فرش بچھا کر انعامی کتابین وسط جلسہ مین چنی ہوئی تھین اور اسناد مدرسہ رکھی ہوئی تھین بعض اخبار و رسائل کے اڈیٹر صاحبان بھی تشریف رکھتے تھے بانی مدرسہ مرحوم و مغفور کے دونون صاحبزادے جناب مرزا محمد جعفر صاحب و جناب مرزا محمد صادق صاحب بھی رونق افروز تھے۔ اول مدرسہ کے ایک طالب علم نے جو حافظ قرآن بھی ہین نہایت عمدہ لہجہ مین سورہ دہر کی تلاوت کی اوسکے بعد سکرٹری مدرسہ جناب حکیم سید حسن صاحب نے رپورٹ سالانہ اور نتیجہ امتحان کا خلاصہ پڑھکر سنایا جس مین یہ بھی تحریک تھی کہ علم طب کی بھی ایک شاخ اس مدرسہ مین کھولی جائے اور یہ بھی تحریک تھی کہ صنعت کی تعلیم بھی ماتحت دینیات ہین ہوجائے۔ جناب نجم العلماء مدظلہ نے طبی شاخ کی بہت اچھے الفاظ مین تائید فرمائی اور اسکی

ضرورت کو واضح کیا اور سو روپیہ چندہ دینے کا بھی وعدہ کیا اور دوسری تحریک کے باب مین یہ کہا کہ طبی شاخ کی اجرا کے بعد اسپر غور کیا جاے اسکے بعد جناب نجم العلما مدظلہ نے زبان عربی کی حمایت وحفاظت کے متعلق نہایت پرجوش اور پراثر تقریر بیان فرمائی بعد ازان جناب سید وزیر حسن صاحب بی اے ایل ایل بی نے نہایت عمدہ الفاظ مین اس ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اظہار مسرت دلی کیا اور عربی کی ضرورت کو ثابت کیا اور طبی شاخ کے اجرا پر نہایت ہمدردی ظاہر اور راوسمین پوری کوشش کا وعدہ کیا اور اسکے لئے سو روپیہ چندہ دینے کا بھی وعدہ کیا اور اوس طالب علم کیلئے جو مذہبی واعظ کا کام سیکھے دس روپیہ ماہوار وظیفہ دینے کا وعدہ کیا اسکے بعد جناب مرزا محمد جعفر صاحب دام اقبالہ خلف جناب بانی مدرسہ مرحوم نے ایک مختصر تقریر بیان کی جس مین حضرات علما اور دیگر حضرات کی تشریف آوری اور جناب نجم العلما مدظلہ کی توجہ کا شکریہ ادا کیا مدرسہ کے ساتھ ہر طرح ہمدردی کرنیکا بھی وعدہ کیا کہ مین کوشش کرونگا کہ جسطرح والد مرحوم کو مدرسہ سے دلچسپی تھی اوسیطرح مین بھی اوسکی تائید اور اون جناب کی اس باب مین تقلید کرتا رہونگا۔

اسکے بعد دو عربی قصیدے پڑھے گئے اور سب کے آخر مین جناب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز نے ایک اُردو نظم نہایت پرتاثیر پڑھی اوسکی بعد انعام تقسیم کیا گیا یہ انعام حضرات مجتہدین کے دست مبارک سے تقسیم ہوا جناب نجم العلما مدظلہ اور جناب صدر المحققین دام ظلہ نے ایک ایک اشرفی انعام دینے کا وعدہ اوس طالب علم کیلئے فرمایا جو سال آیندہ کے جلسہ تقسیم انعام مین سب سے عمدہ عربی زبان مین تقریر کرے اور جناب حکیم میرن صاحب نے ایک دوشالہ یا کوئی دوسری چیز پچاس روپیہ کی اوس طالب العلم کو انعام مین دینے کا وعدہ کیا جو سال آیندہ سب سے زیادہ عمدہ نظم عربی آیندہ جلسہ مین پڑھے اور جناب قاسم علی خان صاحب اور جناب سجاد علیخان صاحب نبیرگان جناب مرزا صاحب مرحوم نے پانچ روپیہ ماہواری کا وظیفہ مدرسہ کو عطا کیا اسکے بعد شیرینی بھی حسب معمول تقسیم ہوئی اور جلسہ ختم ہوا بعد ختم جلسہ طبی شاخ کیلئے اور بھی چندہ ہوا جسکی تفصیل یہ ہے۔

جناب نجم العلما مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ	۱۰۰	جناب مرزا محمد جعفر صاحب و جناب مرزا محمد صادق صاحب	۱۰۰
جناب سید وزیر حسن صاحب بی اے ایل ایل بی	۱۰۰	پسران جناب مرزا محمد ہادی و محمد عباس علیخان صاحب مرحوم	۱۰۰
			صہ

صاحبزادی جناب مرزا صاحب مرحوم	ما	نواب سجاد علی خان صاحب	۵
جناب نواب رضا علیخاں صاحب خویش جناب مرزا آغا صاحب	۵	جناب شیخ علی عباس صاحب وکیل	ما
جناب نواب قاسم علیخان صاحب وجناب		جناب حکیم مرزا محمد مہدی صاحب	ما

اصلاح۔ الحمدللہ کہ جس مدرسہ نے بعد مدرسہ نظامیہ سب سے پہلے لکھنؤ مین وجود پایا۔ اور آج جتنے افاضل نامآور ہین اسی مدرسہ کے تعلیم یافتہ۔ آج بعد مدت پھر اوسکی زندگی کی خبر سننے مین آئی والحمدللہ۔

ہم جناب نجم العلما دامت برکاتہ سے بکمال ادب ملتمس ہین کہ اس مردہ مدرسہ کو للہ آپ زندہ کیجئے اسکی حیاۃ وممات کا تمامتر تعلق آپکی ذات ستودہ صفات سے ہے۔ اگرچہ لکھنؤ مین دو مدرسے اور بھی ہین جنمین سلطان المدارس کی بہت ہی عزت ہے۔ مگر جو کام یہ مدرسہ کر چکا ہے اوسکے احسانات سے کوئی شخص سبکدوش نہین ہو سکتا۔ لہذا پھر توجہ فرمائے کہ جو ہوا وہ آپکی توجہ سے اور جو کچھ ہوگا وہ آپکی توجہ سے۔

ہم انشاء اللہ کسی آیندہ نمبر مین ان مدارس ثلثہ پر پوری بحث کرینگے اور ہر ایک کے نقائص کو علیحدہ دکھائینگے جناب صدر المحققین ونجم العلما دامت برکاتہم کی ایک ایک اشرفی بجای ایک ایک لاکھ کے ہے۔ دیکھئے سال بھر مین کون خوش قسمت نہین بلکہ جان توڑ محنت کرنیوالا لائق طالب العلم اس نعمت پر فائز ہوتا ہے۔ اگر تمامی علما اس طریقہ سے ہمت بڑھائین تو آج بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے۔

اڈیٹر

مژدہ قبول حق۔ جناب سید محمد اسمعیل صاحب بانی مناظرہ فنڈر ضلع جموں جسکا خلاصہ اصلاح ۱۳ مین شایع ہو چکا۔ اطلاع دیتے ہین۔

مناظرہ مین ہملوگون کی جیت ہوئی۔ مگر تعصب اب اتنا بڑہ گیا کہ رہنا دشوار ہے گردونواح کے لوگون نے کئی جگہ راہ حق پایا یعنی مذہب شیعہ اثنا عشری قبول کیا چودھری نمبردار امام بخش صاحب ساکن لنگور تحصیل سانبہ ضلع جموں قوم راجپوت مع بہرکے کل موضع نے مذہب حق قبول کیا اور موضع تسواڑہ تحصیل رنبیر سنگھ پورہ سے میان امیر حسین وسید غضنفر علی وسید فضل حسین صاحب نے بھی مذہب حق قبول کیا مگر خاص موضع فنڈر مین سابقہ کے سوا جنکا ذکر اصلاح مین ہو چکا اور کوئی نہین۔

ہی اخباروں کی تحریرین بالکل غلط ہے ہم راہ حق چھوڑ کر کیسے گمراہ ہوسکتے ہین دیگر عرض یہ کہ اسد علی صاحب تحصیلدار سابق ضلع بجنور ہمکو ہمیشہ ہفتہ وار کوئی نہ کوئی تحریر جواب کیلئے بھیجا کرتے ہین جس سے سخت عاجز ہین ۔مگر ہم لوگ بھی اپنے علم بھر اوسکا جواب دیتے ہین ۔

اصلاح یہ ہے سنیونکا جوش کہ مناظرہ و احقاق حق کے بعد بھی اگر کوئی مذہب حق قبول کرتا ہو تو اوسکے ساتھ یون چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے اے قوم ایک امدادی فنڈ قائم کر پھر دیکھ کیسی ترقی ہوتی ہے ۱۹۱۱ تاج پوشی ملک معظم قیصر ہند جارج پنجم کی تاریخ ۲۲ جون مقرر ہوئی ہے خدا مبارک کرے یکم جنوری مین ہندوستان مین بھی رونق افروز ہو کر اس رسم کو انجام دینگے جس سے ہم رعایا کے دل مین جو مسرت ہو رہی ہے اوسکا اظہار تو ناممکن ہے ۔

مگر یہ معلوم کرکے نہایت افسوس ہوا کہ وہ زمانہ مطابق عاشور محرم ہوگا ۔خدا خدا کرکے یہ مژدہ روح افزا سنا بھی گیا کہ ہمارا شاہنشاہ ہمارے ملک مین آکر تاج پوش ہوگا تو اوسکے ساتھ یہ خبر بھی سنی گئی کہ مسلمانون کے ایام غم مین یہ جشن ہونیوالا ہے نہایت قلق ہوا کیونکہ آپکی وفادار رعایا قوم شیعہ تو آج بارہ سو برس سے زیادہ ہوتا ہے کہ عام طور سے ان ایام مین سیاہ پوش رہتا ہے ۔اور عام مسلمانون مین بھی یہ زمانہ عام طور سے غم و ماتم کا ہے ۔

لہذا ہم امید کرتے ہین کہ عنقریب یہ مژدہ سنا جائیگا کہ حضور شاہنشاہ ہند بماہ مارچ ۱۹۱۲ء مطابق ماہ ربیع الاول اس جشن مبارک کو انجام دینگے جو تمامی اہل اسلام کے نزدیک بوجہ ولادت باسعادت رسول اللہ یہ مہینہ متبرک ہے یا بماہ دسمبر ۱۹۱۱ء مطابق ذیحجہ

تمام اسلامی اخبار ہمارے ساتھ اس آواز مین شریک ہین خصوصاً وطن مورخہ ۲ دسمبر کے ہم نہایت شکر گذار ہین کہ اوسنے نہایت موزون طریق سے اسکو پیش کیا ہے جسکا یہ فقرہ نہایت قابل قدر ہے "ایک کروڑ شیعیان ملک اس دن کو سخت ترین ماتم کرنا اگر اہم ترین فرض سمجھتے ہین تو تمام اہلسنت جماعت بھی امام مظلوم و معصوم کا سوگ منانے مین کچھ کوتاہی نہین کرتے ۔حتی کہ اکثر سنگ دل ہندو بھائی بھی اور خاص کر مہاراج گوالیار اس بارہ مین مسلمانون سے کچھ زیادہ ہی ہمدردی کا اظہار کرتے ہین" اس تحریر پر ہم جسقدر شکر گذار ہون کم ہے ۔مگر افسوس ہے کہ اڈیٹر اہلحدیث کو یا بدر الحق کو اسکا مطلق احساس نہوا شاید وہ بھی کچھ آیندہ لکھین ۔

سری مہاراج بنارس - کے والی ملک بنانے کی خبر نے عجب طرح کی مسرت پیدا کی کیونکہ جہان اس سے ایک طرف گورنمنٹ کی حق پژوہی معلوم ہوئی کہ اوسنے جب مناسب سمجھا تاج بخشی کی - وہان خود سری حضور مہراج کی خداداد قابلیت نمایان ہوئی کہ گورنمنٹ نے سب سے پہلے انکو منتخب کیا -

چونکہ شیعوں کا تعلق اس ریاست سے قدیم ہے اور ہمیشہ مورد عنایات رہے ہین لہذا امید ہے کہ سری مہاراج اس ضعیف قوم کا خاص طور پر خیال فرمائینگے -

لارڈ منٹو بہادر سابق ویسرای ہند ۲۵ کو روانہ ولایت ہوے -

لارڈ ہارڈنگ بہادر جدید ویسرائے ہند ۲۱ نومبر کو داخل کلکتہ اور ۲۵ نومبر سے فرمانروائے ہند قرار پائے خدا کرے امن اور ملک کو ترقی ہو -

سکرٹری صاحب شیعہ کانفرنس اطلاع دیتے ہین کہ حسب تحریک و استدعاے انجمن تہذیب الاخلاق بنارس - آیندہ اجلاس کانفرنس ماہ اکتوبر بمقام بنارس ہوگا - مرکزی کمیٹی نے بھی منظور کرلیا - تعجب ہے روساے پٹنہ نے ابھی تک اسکی ہمت نہین کی -

پیسہ فنڈ - شیعہ کانفرنس کے جنرل سکرٹری جناب نواب سید مظفر علی خان صاحب پریسیڈنٹ انجمن جعفریہ رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر قرار پائے ممدوح سے رسید بہیان طلب کرکے اس فنڈ کی مدد کرنا چاہیئے -

جناب مسٹر علی امام صاحب بیرسٹرایٹ لا حضور ویسرای کی کونسل کے قانونی ممبر مقرر ہوے مبارکباد -

شیعہ حجامون کی استدعا پر جناب سید **خورشید حسن** صاحب وکیل بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ نے بہت سے شیعہ حجامونکے نام لکھے ہین جو رشتہ قرابت کو طیار ہین - جناب سید محمد عابد صاحب تعلقدار سکرٹری انجمن حیدریہ بلگرام بھی امام بخش حجام عمر ۲۲ سال کی نسبت تحریر فرماتے ہین - **محمد علی** عرف بن جراح حمام مرزا محمد زکی صاحب پل فرنگی محل لکھنؤ سے بھی مراسلات کیا مفید ہے الحمد للہ صدہا بلکہ ہزارہا حجام شیعہ موجود ہین جو نیوتم مرشد آباد سے بخوبی یہ امر انجام پاسکتا ہے -

خبر غم جناب سید محمد عسکری صاحب ضلعدار ریاست بہیروہ کے عزیز بھائی میر علی حسن صاحب نے عین جوانی مین انتقال کیا مومنین امید دعاے مغفرت و نماز میت ہے - سید اولاد حسین صاحب سجاد ضلع ڈرگ سے اپنی والدہ مرحومہ کیلئے خواہان دعاے مغفرت ہین اللھم اغفرہا -

شیعہ شوگر فیکٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے سینگ ڈائرکٹر جناب سید شبیہ الحسن صاحب امروہہ محلہ گذری سے تحریر فرماتے ہین ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو بمقام لکھنؤ شیعہ شوگر فیکٹری کا چارج خادم قوم یعنی راقم کو ملا ہے - اسوقت تک ہرچند دفتر کے رجسٹر سرمایہ شرکاء کی ٹوٹ پھوٹ کی لیکن خاطر خواہ نتیجہ مرتب نہ ہوا - کہ جسپر پورا بھروسا کیا جائے جبتک مجموعی رقم آمدہ شرکا اکاہر جزداد رتاریخ وصول کا پتہ نہ معلوم ہوگا اسوقت تک نہ منافع کی تقسیم کا رجسٹر قابل اطمینان بن سکتا ہے

کئی برس سے

اصلاح، کے صفحے سیاہ ہوتے تھے۔ مضامین کی بھرمار اور اہل الرّائے کی چیخ پکار تھی
کہ شیعون کی قومی ضرورت اور بہت بڑی ضرورت کیا ہے؟

"قرآن مجید مترجم بترجمہ شیعہ"

خدا خدا کرکے وہ دن آیا کہ اسی اصلاح کے صفحے اسکا پتہ دے رہے ہین کہ قوم کی ضرورت
کہان سے پوری ہو رہی ہے۔ اور نہایت عمدہ سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ
قرآن مجید کہان سے دستیاب ہو سکتا ہے

اب ضرورت اسکی ہے

کہ قوم کا ہر ہر فرد ادہر متوجہ ہو اور ایک دوسرے کو دکھائے بتائے اور جتائے کہ قوم
کی مسلمہ ضرورت نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے پوری ہو رہی ہے اور یہ
ترجمہ پارہ پارہ کرکے چھٹے پارہ تک تیار ہو چکا ہے اور شایع ہو رہا ہے۔

ہدیہ فی پارہ بلحاظ کاغذ مع اخراجات ڈاک۔ قسم اول ۸/ قسم دوم ۶/ قسم سوم ۴/
علاوہ محصولڈاک۔ قسم اول۔ ۶۰/ قسم دوم۔ ۴۰/ قسم سوم۔ ۰۲۰/
لکھائی چھپائی اور کاغذ کا نمونہ مفت بھیجا جاتا ہے۔

المشتہر

منیجر جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی دہلی۔

رعایت عید غدیر ۳ محرم تک کل کتابین نصف قیمت پر ملینگی

مناظرہ امجدیہ حصہ اول جسمین آیات و احادیث رسول اللہ صلعم
صحابہ بلکہ حضرت عائشہ سے لعن کرنا معویہ پر ثابت کیا گیا ہے صفحہ ۱۵۱
مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جسمین معویہ کے تفصیلی حالات
بلکی ہیں مع مصالحہ جناب امام حسن نہایت ہی جدید اور نادر تصنیف
ہے - صفحہ ۳۲۹ ۶

جواب شرر یعنی جواب ناول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام
جو مسٹر شرر نے لکھا اور تمام مسلمانون کے دل کو زخمی کیا اوسکا محققانہ
جواب جسمین علماء اہلسنت کا لاکھون وضعی حدیث بنانا بھی
نہایت تفصیل و تحقیق سے درج ہے بہت کم نسخے رہ گئے ہین عہ

تنقید بخاری حصہ اول و دوم - بسم اللہ سے صحیح
بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے پھر اوسکا ترجمہ پھر اوسکی
شرح پھر جسقدر علماء اہلسنت نے اوسپر اعتراضات کئے وہ سب
لکھے جاتے ہین اور پھر تحقیقات کی جاتی ہے جس سے حدیث
صحیح اور وضعی سب علیحدہ ہو جاتی ہے دو حصہ طیار ہو چکا ہے
تیسرا حصہ اصلاح کے ساتھ شایع ہو رہا ہے -

رسالہ وضو ۸؍
تاریخ الاذان ۶؍
الجمرہ ۳؍
ارسال الیدین ۸؍

ان چار رسالون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ سنت رسول اللہ
پر عامل صرف یہی فرقہ شیعہ ہے کیونکہ باقی کل مذاہب
خلاف حکم رسول اللہ عمل کرتے ہین -

مقدمہ شرح نہج البلاغہ ۱۲؍

رفع الوثوق عن نکاح الفاروق ۳؍
تصحیح تاریخ
عقل و تہذیب اہل حدیث

یہ کتابین وہ ہین جن سے حق اسطرح واضح ہوتا ہے کہ گویا
آفتاب چمک رہا ہے -

اصلاح - کی ابتدائی جلدین تو نہین رہین مگر حسب
ذیل جلدین موجود ہین جسمین بعض نمبر کم ہین مگر آیندہ
انکا ملنا بھی محال ہوگا -

اصلاح جلد ۷ - جلد ۸ - جلد ۹ - جلد ۱۰ - جلد ۱۱ - جلد ۱۲
الشمس - جلد اول ۶ و دوم ۶ و سوم ۶ و چہارم ۶
اسکے بہت کم نسخے رہ گئے ہین - اگر جلد نہ منگایا تو پھر ملنا
مشکل ہوگا الشمس نے دنیا مین وہ کام کیا جو آجتک کسی سے نہو سکا
یعنی ایک طرف مسئلہ تحریف قرآن مین مخالفین کو ایسا
خاموش کیا کہ زندہ درگور ہو رہے ہین دوسری طرف آیات
بینات کا جواب کشف الظلمات اس تحقیقات سے
دیا ہے کہ تمام عالم نے مان لیا یہ مضامین نہ آجتک دیکھے تھے
نہ سنے تیسری طرف مرزائیون کی خلافت راشدہ
کا جواب رد الملاحدہ مین اسطرح حل کر رہا ہے کہ تمام
مرزائی باوصف اس جوش و خروش کے جو لوازم بطلان
وحدت سے ہے انگشت بدندان ہین کہ کسی سے کچھ جواب
نہین بنتا ہے - اسکا تین نمبر ساتھ شایع ہوتے ہین -
سالانہ ۶

منیجر اصلاح -

رجسٹرڈ نمبر بی ۳۴۸

تمام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

رسالہ

اصلاح

فرقۂ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضامین نگاران	صفحہ
۱	عرض حال	اڈیٹر	۱
۲	التقریظات	"	۶
۳	اما السائل فلا تنہر	جناب سید عنایت علی شاہ صاحب عنایت	۸
۴	اسلام کی فتح اور فرار احمد مسیح	جناب سید محمد چراغ علی صاحب	۹
۵	مسلمانان ایران کی اپیل مسلمانان ہند سے	اڈیٹر	۱۳
۶	آیہ انما ولیکم اللہ	جناب مولوی سید فرمان علی صاحب مدرس اعلی	۱۷
۷	اہلحدیث کی حیرانی	اڈیٹر	۲۳
۸	لغت حریر کی تصدیق النجم سے	"	۳۶
۹	بخاری کا جاہ وجلال	"	۴۵
۱۰	اخبار غم	"	۴۸
۱۱	غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا	جناب سید غلام اصغر صاحب ناظر عدالت	۴۹

علی حیدر اڈیٹر

قیمت سالانہ [illegible] مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا فی پرچہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ... ثمن عــ [illegible] چھپ کر تیار ہے

جناب [illegible] صاحب [illegible] کی ... اشاعت ... [illegible]

... [illegible] ... اشاعت [illegible]

[illegible] ... جنکی وجہ سے [illegible] ہے

جناب شیخ الشہد ... صاحب	لہ
جناب مولوی سید سجاد حسین صاحب [illegible]	لہ
جناب منشی محمد حسن صاحب [illegible]	لہ
جناب حاجی ملا محمد باقر صاحب [illegible]	لہ
جناب حکیم [illegible] الدین صاحب ڈاکٹر	لہ
جناب منشی سید جعفر حسین صاحب سجادی	لہ
جناب سید ... رسول صاحب سب انسپکٹر	لہ
جناب منشی داور حسین صاحب	لہ
جناب مولوی مرزا احمد سلطان صاحب	لہ
جناب مولوی محمد حسن صاحب مدرس [illegible]	لہ
جناب نواب [illegible] حسین خانصاحب رئیس [illegible]	لہ
جناب سید حسین علیشاہ صاحب پٹواری علاقہ [illegible]	لہ
جناب کربلائی سید وارث علیشاہ صاحب	لہ
جناب نثار حسین صاحب	لہ
جناب سید ظہور حسن صاحب انسپکٹر پولیس	لہ
جناب منشی بدر الدین خانصاحب [illegible]	لہ

کتاب ہدیۃ المومنین ترجمہ تبصرۃ المتعلمین کہ تصنیفات علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ سے علم ضروری ہے جناب مولوی سید [illegible] صاحب مصنف [illegible] نے اسکا ترجمہ اردو میں کیا ہے - اصل متن مع ترجمہ چھپ کر تیار ہے [illegible]

عروۃ الوثقی ادریح ثلاثین سے کہ ایسے لوگ ہوں جو واقف ہوں - اس کی وجہ کیا ہے [illegible] ... [illegible] [illegible] ... اور اشتہار کی [illegible] اور [illegible] ... [illegible] اور ... شہزادوں اور ... [illegible] ... [illegible] دلا دیا ... [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ ذیقعدۃ الحرام ۲۸ سنہ ۱۳۲۸ھ	نمبر ۱۱

اطلاع ضروری مراسلات مین خواہ خط ہو یا منی آڈر نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل احکام ناممکن ہے۔ رجسٹرڈ سی ۲۷ نہین لکھنا چاہیئے اسکے علاوہ جو نمبر چھپا رہتا ہے وہ لکھنا چاہیئے۔

عرض حال - الحمد للہ کہ اصلاح جلد ۱۳ سنہ ۱۳۲۸ھ اختتام پر ہے ماہ محرم سے نیا سال شروع ہوگا اور اصلاح کی جلد چہاردہم بھی اوسی تاریخ سے شروع ہوگی۔

نمبر ۱ جلد ۱۴ سے اوس جرمنی ڈاکٹر کا مضمون شروع ہوگا جس نے فلسفہ مذہب شیعہ پر ایک مبسوط مضمون لکھا تھا اور سال گذشتہ اخبار **حبل المتین** کلکتہ اور اثنا عشری دہلی شیعہ مین بھی شایع ہوا۔ اور کچھ حصہ اوسکا اصلاح مین بھی نقل ہوا اور علیحدہ بھی مطبوع ہوا کہ منجانب دفتر شیعہ کانفرنس اور انجمن شیعۃ الصفا دہلی وہ مضمون بحیثیت رسالہ بھی شایع ہوا۔

اس مضمون کی شرح فقیر نے لکھی ہے جسمین ہر ہر امر کا ثبوت تاریخی واقعات اور روایات فریقین بلکہ تمامتر کتب اہلسنت سے دیا گیا ہے جس سے وہ **مضمون** ایک نئی تصنیف کے قالب مین آگیا۔ یہی شرح اصلاح نمبر اول جلد ۱۴ کا پہلا مضمون ہوگا جسکے لئے ضرورت ہے کہ ہمدردان قوم کچھ زیادہ کاپیان اسکی چھپوا کر ملک مین مفت تقسیم کرین تاکہ عزائے امام مظلوم کو ملک مین ترقی ہو۔

چونکہ یہ شرح نہایت عرق ریزی اور جانکاہی سے لکھی گئی ہے اسلئے ضرور ہے کہ پہلا نمبر ویلو جائے تاکہ اوس بربادی سے دفتر اصلاح محفوظ رہے جس سے ہر سال ۲۰۰ تباہ ہوتا ہے کہ خریداران اصلاح ان نمبرونکو مفت لیکر ۳ کا ویلو واپس کر دیتے ہین جس سے اصلاح کی جلدین بالکل ناقص ہو جاتی ہین لہذا یہ ضروری امر ہے کہ ۱ ویلو جاوے کہ پہلے ہی نمبر مین تصفیہ ہو جائے مگر اسمین یہ دشواری ہے کہ جب

تک ملا نہ شایع ہو جاے وہ نمبر نہین چہپ سکتا نہ ویلو جا سکتا ہے - لہذا

انعامی نمبر النار الموقدہ لمن احرقت السیدۃ علحدہ شایع کیا جاتا ہے

جو یکم دیجم کو کل خریداران اصلاح کے نام بذریعہ ویلو جاری ہوگا جن صاحبونکو انکار ہو یا ویلو لینے مین عذر وہ ابہی سے بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین اور دفتر کو واپسی ویلو کے خسارہ عظیم سے محفوظ رکہین انعامی نمبر النار الموقدہ مین صرف اسکی بحث ہے کہ خلیفہ اول و دوم نے جناب سیدہ بضعۃ الرسول کے گہر جلانیکا قصد کیا یا جلایا - اسکا ثبوت نہ صرف عربی تواریخ و احادیث سے دیا گیا ہے بلکہ انگریزی مورخین کے اقوال بہی مع نشان صفحہ و جلد و مطبع لکہے گئے ہین

جو حضرات مثل جلد ۱۲ سے خریدار ہوے ہین وہ اس التماس سے مستثنی ہین یہ ویلو صرف اون لوگونکے نام جائیگا جو پہلے سے خریدار ہین یا اس سال کے بعد سے خریدار ہونگے امید کہ قدر دانان اصلاح جواب سے جلد مشرف فرمائینگے کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے ۔ والسلام

ماہ گذشتہ تو اس وجہ سے نہایت لطف رہا کہ برادرم سید محمد امیر صاحب خلف الصدق خال معظم جناب مولوی سید اظہار حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر کی شادی تہی جسمین اکثر حضرات روساء کرام خصوصاً جناب حاج الحرمین نواب الطاف حسین خانصاحب و شرف الحاج جناب نواب بادشاہ نواب صاحب دام اجلالہم روسائے پٹنہ تشریف فرما تہے جس سے چند روز دونکے یہ اجڑی ہوئی بستی بہی ایک گلدستہ بنگئی اور عزیز مہمانون کی خاطر و مدارات نے بہت کچہہ دلبستگی کا سامان کردیا - مگر یہ بے لطفی ضرور ہوئی کہ اصلاح نمبر کی روانگی مین بہت ہی بے انتظامی رہی کیونکہ یہ خدمت ہمیشہ خاص اڈیٹر سے متعلق رہتی ہے اور اڈیٹر اوس زمانہ مین بیحد مشغول تہا -

پہر اوسکے بعد فصل تپ و لرزہ اور زکام نے ہر شخص کو ایسا بیمار کر دیا کہ کوئی کام وقت پر نہو سکا اکثر ملازمین دفتر بیمار ہوے اور عید کی رخصت پر گئے تہے جس سے ۱۲ شوال تک روانہ ہوتا رہا اور اکثر حضرات کو شکایت کا موقع ملا جسکے لئے عام طور سے امیدوار معافی ہین -

شکر یہ ہمدردی قوم - ہمنے اصلاح ۱۱ مین اعتذار عجیب کا مضمون صرف اس غرض سے درج کیا تہا کہ جن حضرات کے کسی حکم کی تعمیل نہ ہوئی ہو وہ ہمکو معذور سمجہین -

مگر قسم ہے جس محبت و ہمدردی سے اوسپر خطوط ہمدردی و عنایت نامے تسلی اوسکا شکریہ

نہین ادا ہو سکتا خصوصاً جناب میر تجمل حسین صاحب وکیل انولہ ضلع بریلی اور جناب مولانا السید محمد مہدی صاحب دامت برکاتہ امام الجمعہ والجماعۃ مظفر پور نے جس محبت و ہمدردی سے خطوط لکھے انکا ذائقہ کسی طرح دل سے نہین جاتا۔

ہان جناب خواجہ مولوی میر نواب حسین صاحب وکیل اورنگ آباد دکن نے جس خلوص و ہمدردی سے خط لکھا اور مبلغ عـہ تقسیم فقرا کیلئے عنایت کیا۔ یہ ایسی ہمدردی تھی جسنے یگانہ و بیگانہ سبکو بتا دیا کہ اسطرح ہمدردی کی جاتی ہو اور اسکا نام اخلاص دردودین ہو جزاہ اللہ خیر الجزا۔

ہمنے اسکے جواب مین بجز دعا کیا ممکن تہا کہ صدق دلسے دعا کرین کہ خداوند عالم آپکو مقاصد دینی و دنیوی مین ہمیشہ کامیابی عطا کرے اور یہ روپیہ ہمنے ایک مسجد شکستہ زیر تعمیر مین صرف کیا جسکا ثواب ابدالآباد ممدوح کو ملیگا انشا اللہ

رفع اشتباہ۔ اس نعمت عظمی کے شکریہ مین کہ خداوند عالم نے ہملوگونکو عموماً اور جناب فخر الحکما دام ظلہم کو خصوصاً اس حادثہ سے محفوظ رکھا۔ ۲۰ عدد اصلاح اور ۵ عدد الشمس وقف کیا جس سے بہت سی غلط فہمیان پیدا ہوئین کہ ۲۰ ماہ تک پرچہ اصلاح و الشمس مفت جاری ہوگا کسی نے گذشتہ سالونکے ۲۰ پرچے طلب کیے۔ حالانکہ ہماری غرض یہ تھی کہ اس سال کا اصلاح ہند لغایت ۱۲ ۲۰ آدمیونکو جو نادار ہون مفت دیا جائیگا۔ اسی طرح الشمس بھی ۵ نادار کے نام مفت جاری ہوگا جسکی خانہ پری بھی فوراً ہی ہوگئی۔ اب نہ اصلاح کسی کے نام مفت جاسکتا ہو نہ الشمس۔

اگرچہ ہماری دلی آرزو تو یہی تھی کہ اصلاح و الشمس تمامتر مفت شایع ہوتا کہ ہر شخص جو کچھ بھی سواد رکھتا ہو اسکے فیوض سے مستفید ہو۔ مگر آہ اتنی ذاتی استطاعت ہو کہ مفت شایع کرسکین نہ قدردانان اصلاح نے اتنی ہمت افزائی کی کہ دو چار پرچہ بھی مفت دیجاے۔ اسپر بھی ۱۵ ۲ پرچہ اصلاح مفت جاتا ہو۔ اس سے زیادہ تو ممکن نہین معلوم ہوتا۔

ہماری آرزو قدردانان اصلاح سے صرف اسیقدر ہو کہ جن حضرات کو خریداری منظور ہو وہ اپنا چندہ بلا کسی مطالبہ کے شروع سال مین بذریعہ منی آرڈر بھیجدیا کرین۔ اور جن حضرات کو انکار ہو وہ بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین کہ اب خریداری نہین منظور ہو مگر آہ اس تیرہ سال سے تجربہ نے بتا دیا کہ ہماری قوم اس معمولی تمنا کی بھی پوری کرنیوالی نہین ہے۔ اسلئے اس سال یہ [illegible]

[illegible] جلد اول جسکا اشتہار گذشتہ نمبرون مین دیا گیا تھا چھپ کر طیار ہو قیمت ۶ علاوہ محصول ڈاک خواجہ غلام محمد اقبال وکیل محلہ گندیگر ٹولہ شہر بنارس

کرنی پڑتی کہ قبل از محرم ہر شخص کے نام ویلو جاری - حالانکہ روانگی ویلو مین ہر دفعہ سکرات موت سے
سامنا پڑتا ہی کیونکہ ہر شخص کا نام مکرر لکھنا اور سیاہہ کرنا پھر بعد وصول ویلو جسٹر پر سیاہہ کرنا کچھ آسان
کام نہین ہی اوس پر ویلو کا فارم ایسا خراب ہی کہ بہت سے ویلو آجتک غیر وصولی ہین جنکو سال بھر سے
زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہی مگر مشکل یہ ہی کہ بہت سے حضرات سے بلا ویلو وصول بھی نہین ہو سکتا کیونکہ
اونکا جائے قیام ڈاکخانہ سے ۲۰ یا ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہی - اور اضلاع حیدر آباد دکن مین تو اور
بھی دقت ہے کہ وہان ڈاک جا ہی نہین سکتا

اجلاس چہارم شیعہ کانفرنس

الحمد للہ کہ امسال یہ کانفرنس بمقام امروہہ ضلع مراد آباد ۱۰-۱۱-۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء نہایت تزک و
احتشام سے انجام کو پہونچا حضرات امروہہ نے جس اولوالعزمی اور جوش و استقلال و حسن انتظام
سے اسکو انجام دیا نہ کسی طرح اوسکی تعریف ممکن ہی نہ بیان نہ شکریہ -

افسوس کہ اڈیٹر اور جملہ اعزا اوسکے بوجہ چند ضروری تقریبونکے ایسا مشغول رہے کہ نہ کسی طرح
شرکت ممکن ہوئی نہ اور کوئی ہمدردی حالانکہ امسال وہ دلی تمنا پوری ہوئی جسکی بہت دنون سے
آرزو تھی کہ جناب صدر المحققین ناصر الملۃ والدین دام ظلہ زینت افزای کرسی صدارت ہوئے
یہ بھی ہماری بدقسمتی ہی کہ جناب علامہ کی وہ تقریر جو بحیثیت صدارت آپنے افتتاح جلسہ کے وقت
فرمائی تھی ہمکو نہ ملی کیونکہ نہ وہ تقریر پہلے سے لکھی گئی تھی نہ چھپی تھی جس سے ہمکو اسکا موقع ملتا
کہ اوس تقریر کو شایع کرین حالانکہ عام قاعدہ یہی ہی کہ افتتاحی تقریر پریسیڈنٹ کی پہلے سے چھپ
جاتی ہی جو عام جلسہ مین تقسیم کر دی جاتی ہی اور اڈیٹران و نامہ نگاران اوسکو شایع کرتے ہین
کیونکہ کسی تقریر کا محفوظ رہنا اگرچہ کیسی ہی مختصر ہو نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہی چہ جائیکہ ایسی تقریر
فصیح و بلیغ یاد کرنا جسمین آیات و احادیث کا اقتباس ہو محفوظ رہ سکے -

تاہم آل انڈیا شیعہ گزٹ سے یہ چند جملے نقل کئے جاتے ہین اسپیچ کے مقاصد کا خلاصہ یہ ہی
۱ دوران زندگانی مین ہم گویا حالت موت مین ہین ہمکو اوس عمر کی یاد ہر دم ضروری ہی جو کل ملنے
والی ہے -

۲ـ فرقۂ شیعہ کو باتباع شریعت بہت سی انجمنین بماتحتی جلسہ ہذا قائم کرنیکی ضرورت ہے جنسے درستی اخلاق و ترقی امور دینی و دنیوی ہو اور پرانے طریقہ کو نہ بھولین -

۳ـ تعلیم کی بہر طور ضرورت ہے جس سے تمام شیعہ ہر موقع پر اعلی ممبر سوسائٹی کے ثابت ہوسکین مگر علم عربی و مذہب کو بھی نہ بھولین اور مصالح دینی نگاہ رکھین کیونکہ مصلحت زمانہ عین دین شیعہ ہے -

۴ـ یہ بڑے فخر و خوشی کی بات ہے کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے باوجود مخالفت مذہب و قوم آزادی دے رکھی ہے کہ مملکت کے ہر مذہب والے اپنے فرائض دینی بخوبی ادا کرین -

۵ـ تہذیب و اخلاق کی درستی کی ہدایت فرمائی اور بحیثیت سردار دین کے ہند کے شیعیان کو ہدایت فرمائی کہ دشمنان گورنمنٹ اور اُنکی تحریرات سے علحدگی ضرور ہے اور اپنی مہربان گورنمنٹ کی اطاعت (جیسا کہ مذہب بتلاتا ہے) کرنا ضرور ہے اور بغاوت کو ہمارا دین جرم بتاتا ہے "

اسکے بعد سکریٹری صاحب نے اپنا سالانہ رپورٹ سنایا اور کارروائی جلسہ شروع ہوئی اور تین روز کے چھ اجلاسون مین چند نہایت مفید او ضروری رزولیوشن پاس ہوئے جنپر اصلی خوشی اوسوقت ہوسکتی ہے جب انجام کو پہونچے جسکا زیادہ بار قوم کے سر پر ہے مگر آخری اجلاس اسلئے بے لطف رہا کہ مسئلہ صدارت ناتمام رہا جس سے ... کو خاص دلبستگی تھی پھر کیمپ مین نماز جماعت و وعظ کا بھی کوئی معقول انتظام نہ تھا حالانکہ لکھنؤ کی کانفرنسون مین اسکا خاص لحاظ کیا جاتا تھا - اگر موقع ہوا تو آیندہ پھر کبھی اسپر تفصیلی بحث کی جائیگی -

التقریظات

لوامع التنزیل جلد پانزدہم اس تفسیر سے شاید ہی کوئی باخبر شیعہ ناواقف ہو کہ جناب مغفرت مآب ملا ابو القاسم صاحب لاہوری طاب ثراہ نے اس تفسیر کی ابتدا کی جسمین قرآن کے ہر پارہ کی تفسیر مین ایک مجلد ضخیم طیار ہوئی - مگر افسوس جناب مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی جو اتمام کو پہونچاتے جلد ۱۳ کے صفحہ تک مرحوم نے لکھا تھا کہ راہی فردوس بریں ہوئے -

اونکے بعد آپکے خلف الصدق جناب مولوی سید علی صاحب دام ظلہ نے اوسکے اتمام کا قصد کیا چنانچہ اصلی تفسیر کی پندرہوین جلد - اور اس سلسلہ کی یہ تیسری جلد آج ہمارے پیش نظر ہے جو صفحہ ۵۳۴ تقطیع کلان پر تمام ہے قیمت عام مومنین سے (عہ) ہے جو نہایت ارزان ہے جناب آقا سید ابو الفضل

صاحب سلمہ اللہ مبارک حویلی لاہور سے مل سکتی ہے۔

یہ تفسیر کس پایہ کی ہے کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر پارہ کی تفسیر ایک جلد کلان مین تمام ہونا خود بتا رہا ہے یہ تفسیر کتنی حاوی ہوگی اور معلومات کا ذخیرہ کس طرح کوٹ کوٹ کر اسمین بھرا ہوگا۔ پھر جو تقریظین علمای عراق خلد اللہ ظلالہم اسکے ساتھ شایع ہوین وہ انسان کے سمجھنے کو کافی ہے۔

مگر ہماری نظر اسوقت پیسہ اخبار کے اس جملہ پر ہے جو مورخہ یکم اکتوبر مین خود اڈیٹر کے قلم سے نکلا ہے "یہ تفسیر شیعہ مذہب کے موافق ہے۔ مگر علمای اہلسنت کی تفاسیر اور تصانیف مثل تفسیر کبیر۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر خازن و فتوحات مکیہ و صحاح ستہ وغیرہ کی ایک بہت بڑی تعداد سے کافی مدد لیگئی ہے۔ علمای شیعہ کی کتابوں اور ائمہ اہلسنت کی روایتوں کا مصالحہ غالب ہے جو اہلسنت جماعت کو پسند نہیں ہو سکتین"

ہمکو اس صاف گوئی کی تعریف کیلئے الفاظ نہیں ملتے جسسے اڈیٹر صاحب کی تعریف مین خرچ کرین کیونکہ عام طور پر علمای اہلسنت کا یہی دعوی تھا کہ ائمہ اطہار کے دوست اور محب ہم ہی اہلسنت ہین شیعوں کو تو دشمن بتاتے تھے جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ مین ہزاروں جگہ اسکا دعوی کیا گیا ہے مگر الحمد للہ کہ اڈیٹر صاحب نے نہایت صفائی سے بیان کر دیا کہ "ائمہ اہلسنت کی روایتون کا مصالحہ غالب ہے جو اہلسنت جماعت کو پسند نہین ہو سکتین"

طرہ تو یہ ہے کہ خود لکھتے ہین صحاح ستہ۔ فتوحات مکیہ۔ تفسیر کبیر۔ در منثور۔ خازن سے کافی تعداد مین مدد لی گئی ہے جو سب کتب اہلسنت سے ہین جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو مطالب مطابق اصول شیعہ لئے گئے ہین اونکی تصدیق ان کتب اہلسنت سے بھی کی گئی ہے۔ مگر اسکے ساتھ بھی چونکہ ائمہ اہلسنت کی روایتوں کا مصالحہ غالب ہے اسلئے اہلسنت جماعت کو پسند نہین ہو سکتین" تو پھر یہ کسکے اختیار مین ہے کہ کافروں اور منافقوں سے تعلیم خدا و رسول پر ایمان دلوا دے۔

مناظرہ شیعہ و سنی پر تحقیقی نظر۔ اپنے اصلاح ۸ مین یہ وعدہ دیکھا ہوگا کہ شیعہ و سنی کا مناظرہ جو سنیوں کی طرف سے شایع کیا گیا ہے جسکا اجمالی جواب اصلاح ۹ و ۱۰ مین مختصر طور پر لکھا گیا۔ اوسکا جواب تفصیلی لکھنؤ سے شایع ہوگا چنانچہ بفضلہ وہ رسالہ چھپ کر شایع ہوگیا قیمت ۲۰ رہے جناب

منشی نورالحسن صاحب خوشنویس مالک مطبع نورالمطابع ٹھوئی ٹولہ لکھنؤ سے طلب فرمائے مع محصولڈاک وغیرہ ویلوپےکا ہوگا اور یکجائی طلب کنندہ کفایت ہو۔

اس رسالہکی تعریف کی زیادہ ضرورت نہین کیونکہ پورے اور صحیح واقعات لکھے گئے ہین جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ پہلے رسالہ مباحثہ شیعہ وسنی مین کیسی معاندانہ کارروائی کی گئی ہے۔ سطرح حق کو چھپایا تھا کہ خود تو ایک معمولی طالب العلم کے مقابلہ سے تو کدم بھاگے۔ اور شکست کا الزام شیعونپر دیا۔

اہل توفیق سے امید ہو کہ وہ متعدد نسخے اسکے طلب کرکے عام طور پر اہلسنت مین تقسیم کرینگے جس سے حق کا علبہ اور قوم کی فیاضی نمایان ہو۔

منتہی السئول شرح الفصول۔ قدوۃ العلما جناب مولوی سید آقا حسن صاحب دامت برکاتہ کے مساعی جمیلہ سے ایک انجمن مسمی بہ یادگار علما قائم ہوئی ہو جسکی غایت وغرض علمای شیعہ کی تصنیفات وتالیفات کا زندہ کرنا ہو پہلے یہ انجمن معمولی حالت مین تھی جس سے کتاب مستطاب عماد الاسلام کی تین جلدین شایع ہوین۔ اب یہ انجمن وسیع کی گئی ہو۔ ارکان معین کیلئے چندہ معین نہین ہو بلکہ جو کچھ اون سے ہوسکے۔ معین کیلئے سو روپیہ یکمشت دینا لازم ہو اور مربی کو پانچسو۔ اور جو حضرات پانچہزار عنایت فرمائین وہ باقی یادگار علما کے لقب سے ملقب ہونگے۔ ٹرسٹی ہونیکے لئے عالم ومجتہد ہونا لازمی ہے اور دعصہ سالانہ دینا۔

اس انجمن کی پہلی کتاب ہو جسکا نام منتہی السئول ہو جو شرح فصول محقق طوسی علیہ الرحمہ شایع ہوئی متن وشرح دونو عربی مین ہو حجم ۶۰ صفحہ قیمت مع محصولڈاک

سکرٹری اسکے جناب مولوی سید احمد صاحب ہین خلف الصدق جناب سید العلما سید ابراہیم صاحب اعلی اللہ مقامہ۔ چونکہ ہنوز علم عربی کی چاشنی ہمسے زائل نہین ہوئی ہو لہذا کچھ لوگ تو اس سے ضرور مستفید ہونگے۔ مگر ممبران انجمن سے ہمکو امید ہو کہ قوم پر جہالت کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہو لہذا اگر کسی عربی کتاب کو شایع کرین تو اوسکا ترجمہ اردو مین ہونا ضروری ہو اور اگر اس انجمن نے مفید اور ضروری کتب مذہب شیعہ کی اشاعت کا سامان کیا تو نفع بھی یقینی ہو۔ مگر سب سے زیادہ ضرورت کتب احادیث کے ترجمہ کی ضرورت ہو جسپر ایک نظر تنقیدی ڈالنا علما دین کا مقدم فرض ہو بہر حال لغات ومطالب

توجہ کرنا ضروری ہے۔

واما السائل فلا تنہر

جو سائل کا جمیع مومنین کی خدمت اقدس میں سوال ہے چونکہ ہمارے شہر وزیرآباد میں چند عرصہ سے عام لوگوں کا میلان مذہب حقہ اثنا عشریہ کی طرف ہو گیا اور ہوتا جا رہا ہے۔ اور بفضل ایزد باری دس بیس گھر شیعوں کے بھی ہیں۔ اور اہل سنت کی مساجد کی تعداد قریباً نوے ۹۰ ہے۔ مگر اہل تشیع کی یہاں کوئی مسجد نہیں۔ اسلئے مومنین شائقین نماز کیلئے سخت تردد بلکہ دل شکنی کا موجب ہے۔ علاوہ چند در چند نقصانات کے تبلیغ احکام شرعیہ میں سخت دقت ہوتی ہے۔ لہذا ہم اہل شہر نے حسب توفیق تقریباً ۹۰ روپے چندہ فراہم کیا ہے۔ باقی رقم کی امداد کی توقع اہل دل اصحاب سے ہے برادران مومنین اپنے پاس سے اور ہو سکے تو اپنے دیگر احباب سے بھی چندہ جمع کر کے بپتہ ذیل پر ارسال فرما کر داخل حسنات ہوں چندہ دہندگان اصحاب کے اسماء گرامی باقاعدہ رسالہ موصوف میں درج کرائے جائینگے۔ سید عنایت علی ریلوے پنیشنر محلہ شاہ صدیق وزیرآباد پنجاب۔

فہرست اسمائے گرامی وعدہ کنندگان چندہ دہندگان

سید عنایت علی راقم مضمون	عـــه	میان حسن محمد عرف معدن از وزیرآباد	۶
سید برکت علی ولد سید غلام علی شاہ وزیرآباد	عـــه	ملک نیاز علی صاحب ہیڈ ماسٹر وزیرآباد	عہ
سید عنایت علی شاہ ولد نبی شاہ مرحوم سکول ماسٹر از وزیرآباد	عـ۱	سید مراد علی وزیرآباد	۸
		سید نیاز علی شاہ "	۸
بابو سید علیشاہ ہیڈ کلرک ریلوے اسٹیشن وزیرآباد	۸عہ	سید محمد شاہ کنسٹبل پولیس	۴
سید عباس علیشاہ نائب کورٹ انسپکٹر پولیس	صہ	سید نواب شاہ کنسٹبل پولیس	۴
سید غلام علیشاہ عرائض نویس وزیرآباد	عـــه		

میزان الکل ۱۸۵

اصلاح۔ مسجد در اصل قلعہ اہل اسلام ہے۔ نہ معلوم اتنے دنوں تک مومنین وزیرآباد کیوں خاموش رہے جو اس ضروری رکن مذہب کی طرف اب تک نہ متوجہ ہوئے۔ مگر حمایت علیشاہ صاحب عنایت کی یہ ہمت نہایت ہی قابل آفرین ہے۔ مومنین کو اس کار خیر کی طرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ ہم صلاح دیتے ہیں کہ جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر و الدمنٹل صاحب سے آپ اس بارے میں خاص مشورہ اور امداد لیں کہ

[illegible]

اسلام کی فتح اور فرار احمد مسیح

(گذشتہ سے پیوستہ)

مشتاق ہین اور مین مثل پادری صاحب وعدہ کچھ اور کرتا کچھ نہین چاہتا ہون لہذا اپنے
مہربان دوست پادری صاحب کو توجہ دلاتا ہون کہ اسی مسئلہ پر آجائین اور گریز نہ
فرمائین مین ایسے مغالطے بہت دیکھ چکا ہون شاید پادری صاحب نے یہ خیال فرمالیا ہو
کہ میرا مدمقابل مسئلہ مقدمہ کو صاف کئے ہوگا اور اسکے متعلق بحثون کو دیکھا ہوگا پس دوسر
ے مسئلہ مین ڈالکر زیر کر دون میرے دوست یہ آپکا خیال خام ہے اور انصاف
دور اور قاعدہ مناظرہ سے نہایت بعید ہے لہذا آپکی لمبی چوڑی تقریر فضلیت کا بطور
اختصار جواب دیتا ہون کہ جو آیتین آپنے قرآن مجید سے تلاوت کین وہ سب آپکی خوش فہمی
پر دلالت کرتی اور آپکی قابلیت کی پوری داد دیتی ہین چنانچہ صریح غلطی آپکی یہ ہے کہ
آیہ وما قدروا اللہ حق قدرہ کا ترجمہ آپنے جمع حاضر مخاطب کا کیا ہے اور یہ آپکا صریح
مغالطہ ہے تاکہ لوگونکو یہ معلوم ہو جاوے کہ حضرت محمد نے خدا کی قدر نہ کی باوجودیکہ ایک ادنی
طالب علم جو میزان الصرف پڑھتا ہوگا وہ بھی جانتا ہے اور اس جگہ کے حاضرین جلسہ جسمین
مسلمان اور عیسائی دونون عربی دان ہین خوب جانتے ہین کہ قدروا جمع مذکر غائب کا
صیغہ ہے جسکے صاف معنی یہ ہین کہ انہون نے خدا کی قدر نہ کی اور آپکے ترجمہ کے موافق تو
قدرتم چاہیئے جب نہ قدر کی تمنے ٹھیک ہو سکتا یہ آپکی تحریف نہین رہا مسئلہ شفاعت
تو اسکے لئے بھی ایک ہی آیت بس ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی اے
پیغمبر مینے تمکو نہین بھیجا ہے مگر رحمت واسطے تمام عالمین کے کیا آپ اسمین کوئی خصوصیت
عالم دنیا اور عالم آخرت کے بتا سکتے ہین جسکے سبب ہم اہل اسلام کو اثبات شفاعت
سے باہر سمجھتے ہین اور درباب جناب عیسیٰ جو کچھ آپنے قرآن مجید سے بیان فرمایا ہے وہ سب
بیجا ہین مگر رحمۃ للعالمین کجا اور محفوظ رہنا شیطان لعین سے کجا یہ دونون مرتبہ یکسان ہین
آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ یہ فقط نہین کہ نفس کے لئے ہے اور رحمۃ للعالمین تمام اہل عالم

کے واسطے ہیں اور توریت و انجیل میں سے جو کچھ آپ نے دربار حضرت مسیح تلاوت فرمایا جائے
اولاً اسکا تو تصفیہ کر لیجئے کہ یہ کتابیں الہامی ہیں یا نہیں یعنی فی الحال ویسی ہی ہیں جیسی
من جانب اللہ تھیں یا نہیں پھر اسکے مطالب سے استدلال فرمائیے اور یہی مسئلہ زیر بحث
ہے جس سے آپ گریز فرمایا ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کتابوں کا اس حالت لذائی
میں الہامی ثابت ہونا محال ہے آپ ایسا مناظر جوشن کی رق و روان ہے کیوں گریز کرتا
آپ اسی قابلیت پہ گذشتہ جلسوں میں علمای اہل اسلام کو عام دعوت دیتے تھے اور
بحث کے لئے طلب کرتے تھے میرے دوست آپ نے تو فقط بمبئی ہی کے علمائے اسلام کو چیلنج
دیا ہے جسکا حال بھی آج ظاہر ہو گیا اور میں تو تمام دنیا کے پادری اور عیسائی صاحبان کو
عام دعوت دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں ان کتابوں کو الہامی ثابت کریں اور قدرت
خدا کا تماشا دیکھیں مگر ہرگز نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے دیکھئے مشتے نمونہ از خروارے
جس کتاب میں یہ ہو کہ آدم نے گناہ کیا جس سے زمین لعنتی ہوئی اور اولاد آدم موت
اور بدبختی کے شکنجے میں پڑی اور باپ کے گناہ سے چار پشت تک اولاد کو سزا دیجائیگی کیوں
صاحب زمین نے کیا قصور کیا جو لعنتی ہوئی اور اولاد نے کیا گناہ کیا جو بدبخت ہوئی
کیا اسی سے خدائے توریت کی عدالت ثابت ہوتی ہے یا صریح ظلم اور پھر کتاب حزقیل
میں ہے کہ باپ کے گناہ سے بیٹے کو کوئی نسبت نہیں اور بیٹے کے گناہ باپ پر کوئی مواخذہ
نہیں اور یہی قاعدہ عقل و عدل ہے اور یہی قرآن مجید کی تعلیم ہے قولہ تعالیٰ ولا تزر
وازرة وزر اخریٰ یعنی ایک کا بوجھ اٹھانیوالا دوسرا نہیں ہے اور من عمل صالحاً
فلنفسہ ومن اساء فعلیہا یعنی جو کوئی عمل صالح کرے وہ اسی کیلئے ہے اور جو برے
کرے وہ اسکے لئے ہے کیا الہامی کتاب کی یہی شان ہے کہ ایک حکم کو دو طرح سے بیان
کرے خدا النسب کی جمع تو فرما دیجئے اور توجیہ کرکے درست کر دیجئے وہو محال اور حضرت مسیح
کی پیغمبری تو آپ توریت و انجیل سے ثابت کر ہی نہیں سکتے انکا نبی ہونا کیسا چنانچہ آج تک
جب آپ آمادہ ہوں میں تیار ہوں ذرا شرائط اور بشارات نبوت کے بابت بحث کیجائے
تو قدرت خدا نظر آئیگی اور آپ حضرات کی غلط فہمی ظاہر ہو جاوے علاوہ بریں آپ

آپ حضرت عیسٰی کو شفیع کیسے ٹھہرا سکتے ہین جبکہ عبرانیونکے خط مین مقدس پولس لکھتے ہین جو دا انجیل یاجیل ہر کہ مسٰی ابو بہ مصلوب ہونیکے لعنتی ہوے کیونکہ جو مصلوب ہو وہ لعنتی ہے تو کیا معاذاللہ لعنتی باعث رحمت ہوسکتا ہے یا رحمۃ للعالمین ذرا انصاف کیجیے اور یا بت کفارہ جو بیان کیا ہے تو یہ بھی ثابت نہین کرسکتے بلکہ حضرت مسیح پر دو جرم قائم تھے جسکے سبب مصلوب ہوے چنانچہ کتاب غازین عقائد بعدین کی عبارت یہ ہے دیکون ذبیحۃ لا عن الخطیئۃ الاصلیۃ فقط بل عن خطایا البشر العقلیۃ ایضاً جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسٰی نہ فقط اصلی گناہ کے بابت مصلوب ہوئے بلکہ گناہ بشری فعلی کے سبب بھی پس دو گناہ بذمہ جناب مسیح اور لعنت باعتقاد آپکے ثابت ہے نہ کفارہ ذنوب عالم اسکے بعد کہا کہ ابھی میرے چار منٹ وقت سے باقی ہین مگر مین آپکو دیے دیتا ہون کہ آپ مسئلہ مقررہ کو بیان فرمائین اور پھر میرے اعتراضات نہین)

اسپر جناب پادری احمد مسیح صاحب نے کھڑے ہوکر بیان کیا کہ آج میرے مقابلہ مین مولوی محمد باقر صاحب عالم شیعہ کو لائے ہین اور سنیون نے شیعون کے گھر مین پناہ لی ہے مین سنت جماعت سے بحث کرتا ہون پھر تو عام مسلمان بگڑ بیٹھے اور سکرٹری صاحب ضیاء الاسلام نے کہا کہ آپ عام مسلمانون کو دعوت مناظرہ دیتے تھے اور یہ بھی مسلمان ہین پھر پادری صاحب بولے یہ تو حضرات خلفاء کو برا بھلا کہتے ہین اور یہ مسلمان نہین ہین کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالی کو منافق سمجھتے ہین اور لعنت کرتے ہین اور مسلمان انکو کافر سمجھتے ہین اگر یہ قبول کرلین کہ اصحاب ثلاثہ مسلمان مومن و خلیفہ برحق تھے تو مین مناظرہ کرتا ہون پھر اور زیادہ شور و غل ہونے لگا تب صدر صاحب نے نہایت متانت و سنجیدگی سے بیان کیا۔ کہ اے معززین اہل جلسہ مین امیدوار ہون کہ آپ لوگ نرمی سے کام لین اور ان دونون صاحبان سے بھی درخواست کرتا ہون کہ مسئلہ معین کرلین اور مین مولوی محمد باقر صاحب کی تقریر پر نہایت خوش ہوا اور چنانچہ مین عرب ہون انکی حریت نے میرا دل کھینچ لیا مین انکی لیاقت اور شرافت کی تعریف نہین کرسکتا ہون اور دو تہائی کل مسلمان ایک ہین کیونکہ پادری صاحب یہ باتین ٹھیک نہین کہتین اس پر پادری

مناظر نے کہا مین اسے بوجہ شیعہ ہونیکے بحث نہ کرونگا کیونکہ مین اگر کوئی آیت پیش کرونگا تو یہ
صاف کہدینگے کہ یہ تو یا من خرافی ہے اور پہلے سے زاید تیز زبانی اور اہل اسلام کی دل
آزاری کی اور صاف انکار کردیا کہ اس روز کوئی مسئلہ مقرر نہ ہوا تھا تب جناب سکریٹری
ضیاء الاسلام نے نہایت خوشی سے جو مسلمان کو ایسے موقع پر ضرور لازم ہے کھڑے ہوکر
بیان کیا کہ مسئلہ معین ہوا تھا بلکہ اعلان کردیا گیا تھا کہ توریت وانجیل کے الہامی ہونے پر بحث
ہوگی مگر آپ صاف پہلوتہی کر رہے ہین اور گریز مناظرہ سے فرما رہے ہین اور یہ آپکی پوری
شرارت ہے کہ ہمارے اندرونی جھگڑے آپ نکالتے ہین جس سے آپکو فقط مسلمانون کا لڑانا
مقصود ہے باوجودیکہ ہم سب بھائی ہین اور اسلام مین ایک دوسرے کے شریک ہین اور
آپنے گذشتہ جلسون مین عام اہل اسلام کو چیلنج دیا تھا اب یہ باتین کرتے ہو بس یہ صریح عاجزی
اور فرار ہے اور ہر فرد فرد اہل اسلام کے منہ سے اسی قسم کے کلمے نکل رہے تھے جو حقیقۃً قابل
دید منظر تھا اور مخالفین اسلام کے مقابلہ مین اہل اسلام کو ایسا ہی متفق اللفظ والمعنی ہوکر
اپنے اتحاد دین کا ثبوت لازم ہے اسی طرح پھر صدر صاحب سے اجازت لیکر جناب مولوی باقر صاحب
نے بیان کیا کہ مین تنہا نہین بلکہ کل مسلمان نہایت ملول و دلگیر ہین اور ہماری سخت دل
آزاری کی گئی ہے کیونکہ ہم لوگ مشن ہال مین مہمان آئے تھے اور جبکہ یہ مطلب ہے کہ سب
لوگ ایک دل اور دوست ہوکر تحقیق حق کرین اور ایسے ایسے جھگڑے جو فتنہ و فساد کی آگ
مشتعل کرنا اور ایک قوم مسلمان کھو دینا چاہتے ہین عام لوگونپر ایسے بھدے اثر ڈالین تو
کہیئے عوام کا کیا حال ہوگا مین اپنے دوست سے پوچھتا ہون کہ دین عیسوی مین کیا مختلف
فرقے نہین ہین آپ جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے ایک پیغمبر ہین اور رومن کاتہلک جو آپ مین سب سے
قدیم اور بڑا فرقہ ہے اسی طرح یعقوبیہ فرقہ کیا آپکو بدعتی وکافر وگمراہ وغیرہ نہین مانتا پھر آپ
کہان سے عیسویت کا دعوی کرتے ہین یہ آپکی ہی دلیل سے باطل ہے مین پھر بھی کہتا ہون
کہ انکی پوری عاجزی ہے میرے قوی دلائل کے مقابل مین اور ان کا یہ عذر تو جب مسموع
ہوتا کہ میرے ہم طریق سے کبھی بحث ہوئی ہوتی باوجودیکہ آغا سید داعی الاسلام سے مناظرہ
ہوچکا ہے اور یہ عذر نہین کیا ہے اور بھی یہ عذر قبل از بحث درست تھا اور بعد میری تقریر کے

توصاف ظاہر ہو کہ میرے دلائل نے انکا ناطقہ بند کیا ہے اور یہ عذر انہوں نے محض طمانیت اور بحث سے جان چرانے کو کیا ہے جو ایک مناظر کا کام نہیں ہے اور میں جناب صدر صاحب دمشقی کو عام اجازت دیتا ہوں کہ جب شرائط مناظرہ طے کر لیں اور سنجیدگی اور تہذیب ملحوظ رکھیں اور اپنے ذمہ لیں تو میں ہر ایک مسئلہ میں بحث کرنیکو تیار ہوں اور کہے جاتا ہوں کہ میری ایک بات کا بھی جواب نہ ہو سکا ہے اور نہ ہوگا بقول سعدی آنکہ چون پستہ دیدمش ہمہ مغز بوست برپوست بود ہمچو پیاز ہ اور اسی قسم کے کلمات دیگر مسلمانان نے بھی کہنے شروع کئے جس نے تمام مشن ہال کو بجنے لگا کیونکہ تقریباً چھ سات سو مسلمان تھے بالآخر جناب صدر صاحب اور دیگر حضرات عیسائی نے سب مسلمانوں سے معذرت کی اور جلسہ برخواست ہوگیا۔ نہایت افسوس ہے کہ لوگ اس مضمون سے نہ واقف ہونے پائے ورنہ نہایت لطف آتا اور توریت انجیل حال کی پوری کیفیت کھل جاتی کہ الہامی ہے یا غیر الہامی۔

الراقم نحیف سید محمد چراغ علی ساکن نوگانوان ضلع مراد آباد۔ از بمبئی

مسلمانان ایران کی اپیل مسلمانان ہند سے

ہندوستان کے صدہا اخبار نویسوں میں صرف اڈیٹر صاحب وطن کو اسکی غیرت آئی کہ حبل المتین کی اس فریاد کو اپنے معزز اخبار میں جگہ دیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کو لازم ہیں کہ مثل مسلمانان لندن۔ گورمنٹ سے اپیل کریں کہ روسی پیش قدمیوں کو مظلوم ایران میں روکے۔

ایران تین چار سال سے جس خطرہ میں ہے اوس سے شاید ہی کوئی فرد بشر ناواقف ہو جبل المتین۔ اصلاح شیعہ کی آواز فریاد کرتے کرتے خستہ ہوگئی۔ مگر افسوس یہ آواز صرف اوس محدود حلقہ تک پہونچتی ہے جو قلت تعداد سے کالعدم سمجھی جاتی ہے۔ لہذا ہم اسکو فال نیک سمجھتے ہیں کہ وطن نے ادہر رخ کیا۔ اگر دوسرے اسلامی صحائف بھی اس ضرورت کو محسوس کریں اور قوم کو اس فریاد پر آمادہ کریں تو البتہ امید ہے کہ دولت برطانیہ عظمی کے کانوں تک یہ آواز پہونچے اور کچھ اثر ہو۔

چونکہ ہم مسلمانان ہند کی اس قسم کی اوس ہمدردی کو دیکھ چکے ہیں جو سلطنت ترکی

کے ساتھ کیا تھا کہ ہر صوبہ بلکہ ہر شہر مین اسکے لئے انجمنین قایم ہوین کمیٹیان کی گئین صدہا تار گورنمنٹ مین بھیجے گئے لہذا اگر مسلمانون نے بلا تفریق شیعہ و سنی ادھر توجہ کی تو گورنمنٹ بھی اسکا خیال کر سکتی ہے۔

اڈیٹر صاحب کا یہ فقرہ نہایت حق شناسی کا فقرہ ہے "ایران اور ہندوستان کے مسلمانون مین اخوت دینی کے تعلقات سے علاوہ خون کی یگانگت بھی ہے اور ایک زمانہ ایسا رہ چکا ہے کہ اہل ایران نے مسلمانان ہند کی بڑی قابل قدر مدد کی ہے چنانچہ اس عرضداشت یا پروٹسٹ کے لئے متفقہ سعی کرینگے ماسوا ہمین یہ بھی لازم ہے کہ ایران کی مصیبت زدگان فاقہ مستی کے لئے کسیقدر زر نقد چندہ کا اہتمام بھی کرین خصوصاً یہ دیکھکر کہ ایرانی خواتین اس کام کیلئے اپنا ہزارہا روپیہ کا سونے چاندی کا اور مرصع زیورات قوم کی نذر کرتی ہین۔
پس کیا مسلمانان ہندوستان جو اپنے تمام دنیا کے بھائیون سے دلی ہمدردی رکھنے اور وقتاً فوقتاً انکو مالی اور اخلاقی امداد دیتے رہنے مین خاص امتیاز رکھتے ہین اپنے ایک نہایت قریبی اور ہمجوار بھائی کی مالی اعانت نہ کرینگے ؟ نہین انکو کرنا اور ضرور کرنا چاہیئے"

اس تحریر سے کونسا مسلمان ہوگا جو متاثر نہوگا اور اپنے ان بھائیونکی امداد پر آمادہ نہوگا۔ کیونکہ ایرانی مسلمان آج اس مصیبت مین گرفتار ہین کہ مسلمان تو مسلمان غیر بھی امداد پر آمادہ ہین۔ مگر خدا برا کرے تعصب کا جستے ان سب ہمدردانہ تحریرونکے ساتھ اڈیٹر صاحب وطن نے آخر مین یہ بھی لکھ دیا "اور بالخصوص امامیہ اثنا عشریہ (شیعہ) کے مقتدر اور باثروت عمائدین کو اس کام مین خاص فیاضی دکھانا لازم ہے بلکہ آیندہ ماہ محرم شریف کے رسوم عزاداری مین یہ التزام کیا جائے کہ صدقات و خیرات اپنے ہمسایہ اور مقامی مستحقین و غربا کے لئے رکھکر باقی نمائشی صرف مثلاً روشنی۔ ضریح سازی اور دیگر آرایش و نمایش کے قطعاً یا بڑی حد تک کم کرکے اسکی بچت کا سرمایہ فاقہ کشان اور مجاہدان وطنیت ایران کی اعانت مین ارسال ہو تو بیجا نہوگا۔ اور ہماری رائے اگر قبول ہو تو وہ محترم معاصر (شیعہ) اخبار اصلاح ۔۔۔ اور ۔۔۔ اور شیعہ پرچہ بھی اسکی تمام تائید و اشاعت کرکے داخل حسنات اور دال علی الخیرات ہو جائینگے"

ہم اس تحریر کو تعصب آمیز اسلئے کہتے ہین کہ اولاً آپکا تخاطب شیعہ اثنا عشریہ سے کس بنیاد پر ہے۔ جبکہ ایرانی بھی شیعہ ہین اور یہ بھی شیعہ ہین ایسی تعصب کہ ایسے ایسے مواقع پر بھی اوسکا استعمال کردیا جاتا ہے۔ حالانکہ ضرورت ہے اتحاد و اتفاق کی کہ کسیطرح شیعہ وسنی کا فرق نہ رہے۔ بلکہ ہم کہتے ہین کہ یہ دونو کام صرف سینو کو کرنا چاہئے تاکہ گورنمنٹ کو بھی معلوم ہو یہ داخلت ہو رہا ملک ایران مین اسلامی حیثیت سے ایسا ناگوار ہو کہ سنی بھی جو دینی حیثیت سے شیعونکے مخالف ہین اسدرجہ متاثر ہوئے کہ گورنمنٹ مین فریاد کرتے ہین کیونکہ گورنمنٹ شیعہ وسنی کے اختلافات سے ناواقف نہین ہے۔ تو ایسی حالت مین اگر صرف حضرات اہلسنت اسلامی ہمدردی دکھائین تو وہ نہایت موثر ہو گی۔

پھر جب آپ مان چکے ہین کہ مسلمانان ایران نے ایک وقت مین نہایت قابل قدر امداد مسلمانان ہند کی کی تھی۔ تو کیا آپکا اخلاق اس قرضکی اداکاری پر نہین آمادہ ہوتا۔ حالانکہ آپکی امداد صرف چند پیسونکی ہو گی اور مسلمانان ایران نے جو امداد کی تھی وہ نہ صرف کروڑون روپیہ کی تھی۔ بلکہ ہزارون اون عزیز جانونکی جنکا مثل ہونا محال ہے۔

عمائد شیعہ۔ بزرگان شیعہ۔ لیڈران شیعہ۔ تمھارے کسقدر غیرت کا مقام ہے کہ اڈیٹر حبل المتین تو عام مسلمانون سے اخلاقی امداد کا طالب ہو کہ تمامی اہل اسلام متفقہ آواز سے ایذائے وقلق گورنمنٹ برطانیہ کے کانون تک پہونچائین کہ ہم تمامی اہل اسلام روسی پیش قدمیونسے حد درجہ متاثر ہین۔ مگر اڈیٹر وطن۔ اس تعمیم کی تخصیص پھر تمسے کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے تم مین اخلاقی ہمت نہین۔ تم مین شجاعت نہین تم مین سخاوت نہین۔ اسپر بھی جو تمھارا نام لیا۔ تو اس غرض سے کہ وہ متنبہ کرتا ہے تم تنہا کافی تھے تمھاری ہمت تمھاری ثروت ایسی تھی کہ خود کر لیتے۔ مگر ہای تم کچھ نہین کرتے۔

اڈیٹر صاحب وطن۔ کیا آپ قوم کی اون فضول خرچیون اور اسراف بیجا کو روک چکے جو ہزارون لاکھون روپیہ ناجائز عیش وعشرت مین صرف ہوتا ہے۔ جو اسکی ضرورت ہو کہ اخراجات محرم مین کمی کرنے کی راے دیتے ہین۔

اڈیٹر صاحب ہم یہ نہین کہتے کہ حمایت اسلام لاہور مین جو ہزارہا روپیہ شیعونکا جاتا ہے وہ برباد ہوتا

دیہ لکھتے ہین کہ مسلم لیگ اور ایجوکیشنل کانفرنس مین شیعونکا ہزار ہا روپیہ مفت پانی مین پڑتا ہے ۔ بلکہ لاکھون کروڑ ون فضول وناجائز اخراجات مین صرف ہوتا ہے ۔ اگر بیجا اسراف محرم اونہین جائزباتونکو روکتے تو تمام قوم شکر گذار ہوتی ۔

مگر افسوس کہ ہمدردان قوم رای بھی دیتے ہین تو اولٹی ایسی رای کہ اختلاف کو ترقی ہو اور ایک نیا باب مناظرہ قایم ہو ۔

اب ہم تمام مسلمانون سے اپیل کرتے ہین کہ اگر آپکو ذرہ برابر بھی اسلامی ہمدردی ہے تو اپنے دینی بھائیون کی امداد کیجیے نہین بلکہ ایک اسلامی سلطنت کو روس ایسے ظالم دشمن اسلام کے ہاتھون سے نجات دلوایے جو بلا لحاظ سنی و شیعہ محض اسلام کا دشمن ہے جو تمام مسجدون مین اپنے اور رزم آرینہ کی تصویرونکو بجبر آویزان کراتا ہے او تمام مسلمانونکو اوسکی طرف سجدہ کرنے پر مجبور کرتا ہے ۔

اے مدعیان ہمدردای اسلام تم اس خیال کو اپنے دلسے نکالدو کہ ایران شیعونکا ملک ہے کیونکہ آج بھی جب تمکو فخر کی ضرورت ہوتی ہے تو صرف سلطنت ترکی ہی اور ایران کا نام لیتے ہو کہ یہی دو اسلامی سلطنتین رہ گئی ہین یا خود باکے تعصب و نفسانیت سے ایسا نہ کرو کہ بجاے دو سلطنت کے ایک سلطنت کا نام لو جبکہ مٹنا سلطنت ایران سے بھی زیادہ آسان ہوگا ۔

ہم اڈیٹر صاحب وطن کی خدمت مین بکمال ادب ملتجی ہین کہ اتنے اخبار نویسون مین صرف آپ ہی نے اس درد کا احساس کیا ہے لہذا براے خدا و رسول خالصانہ ہمدردی سے کام لیجیے تعصب کو اس موقع پر بالکل بالاے طاق رکھدیجیے جسکی ہمکو پوری امید ہے

دفتر اصلاح و خیمہ نے اعانت ایران کا دفتر علحدہ قائم کردیا ہے جن مسلمانونکو اسکی توفیق ہو اسمین شرکت فرمائین ہر شخص کا نام ماہ بماہ شایع کیا جایگا اور رسید کی رقم جو کچھ دفتر اپنی طرف سے محصولڈاک دیکر روانہ کریگا اور رسید جو دفتر حبل المتین سے آئیگی وہ بھی شایع کردی جائیگی

اڈیٹر

آیہ انما ولیکم اللہ

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہے عشق
سامان صد ہزار نمک دان کئے ہوے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مجھسے اور اڈیٹر اہلحدیث سے جو تحریری مناظرہ سال گذشتہ سے ہو رہا ہے۔ اوسمین مین نے ابتک دو مقدمہ مع حالہ وما علیہ لکھے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ آیہ انما ولیکم اللہ مین انما حصر کے واسطے ہے اور ولی کے معنی حاکم متصرف کے ہین اور بحمداللہ ہمارے معزز مخاطب نے بھی کچھ تھوڑے سے چون وچرا کے بعد آخر مان لیا۔

یہ بھی یاد ہوگا کہ مینے جو اپنا مضمون گذشتہ ذیقعدہ مین بھیجا تھا اوسکا کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے ۲۳ ذی الحجہ کے پرچہ مین شایع کر کے خاموشی اختیار کی تھی جب چار پانچ مہینے گذر گئے اور مولوی صاحب نے میرا مضمون شایع نہ کیا تو مینے ماہ ربیع الثانی مین ایک کھلی چھٹی مولوی صاحب کے نام سے لکھی اور رجسٹری کر کے اونکے پاس بھیجی جو اصلاح و اثنا عشری مین تو شایع ہوئی۔ مگر مولوی صاحب نے باوجود اس وعدہ کے کہ جو مضمون تمھارا آئیگا بلا کم و کاست شایع کیا جائے گا۔ میری کھلی چھٹی نہ شایع کی حالانکہ اہلحدیث بند نہین ہوا برابر نکلتا رہا کیون نہ ہو نام بھی تو ابوالوفا ہے برعکس نہند نام زنگی کافور ایسے ہی موقعون کیواسطے زیبا ہے۔ بلکہ اوسکے جواب مین آپنے مجھے ایک کارڈ مورخہ ۲۱ اپریل مین لکھا کہ جو کچھ آپنے خفگی فرمائی ہے بجا ہے مگر آپ کو میرے حال کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔ الخ

اوسکے بعد مولوی صاحب نے خدا خدا کر کے میرے بقیہ مضمون کو ۱۰ ربیع الثانی اور ۱۰-۱۷ جمادی الاول کے پرچون مین ختم کیا۔ اسی اثنا مین مین سخت علیل ہوا اور رخصت لیکر وطن چلا گیا۔ مولوی صاحب نے ایک مہینہ بھی مشکل سے ضبط کیا اور اپنے ہم مذہبون[ل] مین تعلی کی غرض سے جمادی الثانی مین میرے نام ایک کھلی چھٹی شایع کردی کہ یا مضمون بھیجو یا اجازت دو۔ ذرا اس دیانت کو ملاحظہ کیجئے اگر مین نے تو چار مہینے انتظار کر کے کھلی چھٹی لکھی اوسکو شایع نہ کیا اور

ل اصلی وجہ اسکی یہ ہے کہ اعتماد مسافر آگرہ نے بھی اوس کھلی چھٹی کو شایع کردیا تھا جس سے کھلا گئے۔ اڈیٹر

یہان ایک مہینہ گذرا اور کھل بلی پیدا ہو گئی ۔ مگر شاید آپکو یہ آیت یاد نہیں تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض الآیۃ او سپر طرہ یہ کہ ایک دفعہ ہی نہیں دو بار شایع کی ۔ اور طرفہ تر یہ کہ میرے پاس پہلا نمبر نہیں بھیجا دوسرا نمبر بھیجا ۔ اس مین بھی ایک بات تھی جسکو سمجھنے والے سمجھتے ہین ؎ اداکی آنکھ یہ پہر قہر کی نگاہ یہ پہر دادا شناس تیری ہر ادا سمجھتے ہین ۔

حالانکہ میرا مضمون بہت قبل سے بتا رہا تھا اگر اتنی بات باقی تھی کہ نظر ثانی کرکے صاف ہو جائے تو روانہ کر دیا جائے ۔

کہ پھر سوء تنفس کا شدید دورہ ہوا اور اوس زمانہ سے ابتک اسقدر پریشان رہا کہ رمضان کے روزے بھی دس سے زیادہ نہ رکھ سکا ۔

یکایک ۷ اکتوبر کو وطن مین مجھے ایک پرچہ اہلحدیث کا ملا جسمین نرائن پور کے مدرس مولوی ریاست علی صاحب نے خلافت بلا فصل معلق رنگیلی کی سرخی سے کچھ بیہودہ گوئیان کی ہین اور مجھے مخاطب بنا کر کچھ میری عنایش بھی کی ۔ اب بھی اگرچہ مین پورا صحیح نہیں مگر کیا کرون اب تو پانی سر سے گذرتا ہے ۔ تاب ضبط باقی نہیں ۔ پھر کسی طرح جبر و قہر کرکے آمادہ ہوتا ہون ۔ مین اوس نامہ نگار کا جواب تفصیلی اور ترکی بہ ترکی تو دے نہیں سکتا کیونکہ وہ مضمون ماشاء اللہ اسقدر تہذیب اور سچائی مین ڈوبا ہوا ہے ۔ کہ خود اڈیٹر صاحب نے سرخی کے نیچے ابتدا ہی مین لکھدیا ہے ۔ نامہ نگار خود ذمہ وار ہے ۔ مین اور تو کیا کہون مگر اتنا کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ

خدا کی شان تو دیکھو کہ کوے کی ہنسی کنجی ۔ حضور بلبل بستان کرے نواسنجی

خدا کی قدرت ہے فراریون کے پیرو اور غلامان حیدر کرار کو فرار کی نسبت دین سودا نہیں تو اور کیا ہے

اور ایک لطیفہ سنئے آپ لکھتے ہین ہای افسوس ہمارے غضنفر قلب مولانا ثناء اللہ صاحب کا شعلہ مقصد نہ بجھا ۔ قابلیت اور نامہ نگاری تو بس اسی ایک جملہ کی خوبصورتی اور موضوعیت سے سمجھ لیجئے ۔ قیاس کن زگلستان من بہار ا ۔ ای سبحان اللہ شعلہ مقصد بجھا کیا کہون کیا مزا دیتا ہے ۔ اور کیا کیا معنی پیدا کر رہا ہے معلوم نہیں یہ بیچارے مدرسی کیا کرتے ہونگے اور کیا بچون کو سمجھاتے

ہونگے۔

گر ہمین مکتب است و این ملا   کار طفلان تمام خواہد شد

ذرا ایک جملہ آپکی تحریر کا پھڑکتا ہوا اور سنئیے گا ہنستے ہنستے پیٹ مین بل نہ پڑجائے۔ تو میرا دھم سنئے اب مین اپنے خامہ کے دہن مین عنان التقادے کے اپنی ناقص التحریر اختتام پر لاتے ہوئے مخلصانہ گذارش کرتا ہون - اہا ہا واللہ کالیستون کی فارسی کو بھی مات کردیا۔

پھر آگے چلکر آپ فرماتے ہین مولانا ثناء اللہ جیسا عالم نہین ملنے کا۔

ہان بھائی ہان اسپر مین بھی ڈبل صاد کرتا ہون اندھون مین کانا راجا پھر آپ لکھتے ہیں آپ مت بیچئے اگر آپ غالب آگئے تو مجھے قوی امید ہو کہ وہ شیر پنجاب فوراً اپنے عقیدے سے واپس ہوکر کھلم شیعہ ہو جائیگا۔

حضرت آپ شیر پنجاب نہین شیر دہ آب فرمائے گر یہ یاد رہے کہ شیر قالین دگر و شیر نیستان دگرے آپکو امید ہو تو ہو اور خدا کرے ایسا ہی ہو۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین آباد۔ مگر مین جانتا ہون لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔ بہ آب کوثر و تسنیم صاف نتوان کرد

گلیم بخت کسیرا کہ بافتند سیاہ

پھر آپ آگے چلکر فرماتے ہین۔ دیکھین ہمارے فاضل مدرس کون سی تاریخ مباحثہ مقرر فرماتے ہین افسوس ابھی تک نامہ نگار صاحب کو اسلی بھی نام خدا سے خبر نہین کہ اس مناظرہ کی ابتدا کیونکر ہوئی - اچھا سنئے۔

حضرت پہلے آپکے شیر پنجاب ماہ ربیع الاول ۲۷ھ مین زبانی ہی مناظرہ کرنیکو میرے پاس تشریف لائے تھے۔ مگر جب مقابلہ ہوا تو شغالون کی طرح بھاگتے نظر آئے اور ہر چند مین روکتا ہا مگر ایک

سلہ مولانا اس جملہ پر آپ کیون ہنستے ہین یہ اشارہ ہو امام بخاری کی صنعت التقا کی طرف جسکے بارہ مین اڈیٹر اہلحدیث سے سوال کیا گیا تھا جب وہ اسکی تشریح نہ کرسکے تو اصلاح ۵ مین اسکی تصریح کی گئی اور بتادیا کہ صحابہ جو قرآن کی آیتین بھول جاتی تھین اونکا نام منسوخ التلاوۃ رکھا گیا ہو اور بخاری جو الفاظ حدیث کو قصداً نکال ڈالتے ہین اوسکا نام صنعت التقا ہے خدا نے اگر سلسلہ تنقید بخاری کو قائم رکھا تو وہ وہ اسرار ظاہر ہونگے کہ وہابیون مین قیامت پڑجائے ۱۲ اڈیٹر

نہ سنی جو کیجئے اصلاح ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ اوسکے بعد اوسکی خجالت مٹانے کو آپکے شیر نے تحریری مناظرہ شروع کیا مگر اسمین بھی خدا کے فضل سے میدان میرے ہی ہاتھ رہا مین نے جو کچھ اتبک لکھا ہو آپکے شیر جاب کو اوسکے سامنے گردن جھکانی پڑی کیجئے اب آپ کی سمجھ مین آیا۔

نہ خنجر اوٹھیگا نہ تلوار قاتل یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہین

اب آیندہ سے مہربانی کرکے ایسی بے تکی نامہ نگاری نہ کیجئے گا۔

اب ناظرین پہلے اون اعتراضات کا جواب سنین جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے میری تقریر پر کئے ہین اوسکے بعد اصل مضمون ملاحظہ فرمائین۔ آپ ۳۰ ذی الحجہ کے پرچہ مین میرا مضمون نقل کرنیکے بعد جواباً تحریر فرماتے ہین کہ امام صاحب اور مطول کی عبارت دونون کا ایک مطلب ہے اور امام صاحب نے ہرگز جملہ اسمیہ کے دوام و استمرار کا ذکر نہین کیا ہو بلکہ جملہ اسمیہ کے صدق کیلئے وقت تکلم موضوع کا صفت محمولی سے متصف ہونا ضروری فرمایا ہو اس سے آیت کے صدق کیلئے ضروری ہو کہ نزول آیت کے وقت کلام کا صدق ہو ورنہ کذب لازم آئیگا۔

مولوی صاحب ایمان سے ذرا خدا لگتی کہیئے گا کہ یہ آپکا یا آپکے امام صاحب کا محض دعوی ہی دعوی ہو یا اسکی کوئی دلیل بھی ہو۔ تمام نحوین کل منطقیین تو ہانک پکار کر یہ کہہ رہے ہین کہ جملہ اسمیہ محض ثبوت پر دلالت کرتا ہو اوسمین زمانہ کی کوئی قید نہین نہ کسی زمانہ پر دلالت کرتا ہو پھر آپکا یا آپکے امام صاحب کا زمانہ حال سے مقید کرنا تحکم نہین تو اور کیا ہو کاش اسکے ثبوت مین کسی معمولی سے معمولی نحوی یا منطقی کا قول پیش کردیتے تو خیر اسکے علاوہ آپ تو غالباً کلام اللہ کو کلام قدیم مانتے ہونگے پھر تو آپکے خیال کے مطابق لازم آتا ہے کہ نزول آیت سے غیر متناہی زمانہ قبل صدق ضروری ہو۔

پس اعتراضات ختم ہوگئے۔ اسکے بعد آپنے تین پرچون مین میرا مضمون نقل کیا ہو۔ اور بہت ٹھنڈے دل سے مان لیا ہے کہین کوئی چون وچرا نہین کیا ہو۔ بس صرف آپکو غصہ ہے تو اسپر کہ امام رازی یا علامہ ابن تیمیہ پر اعتراض کیون کرتے ہو۔

مگر مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مینے یہ قصد کرلیا ہو کہ اس بحث کو کسیقدر بسط سے لکھون۔ اور جتنے اعتراضات اہل سنت کے اس بحث مین ہین سب کی رد کرتا جاؤن فقط قصہ کرنے

اور دور سے آنکھین دکھلانے سے کام نہین چلتا آپ توماشاء اللہ اہلسنت کے یکتا معقولی ہین جو اعتراضات مین آپکے امام و علامہ کرتا ہوں اونکا جواب دیجئے غصہ کرنیکی ہی نہین۔ اب اصل بحث شروع ہوتی ہے [1]

تیسرا مقدمہ ضمیر کُم کی تحقیق۔ یہ تو بالکل ظاہر و آشکارا ہے کہ یہ خطاب خداوند عالم کا عام لوگوں کی طرف (خواہ کفار ہوں یا مومنین) نہین ہے بلکہ مخصوص مومنین کی طرف ہے۔ کیونکہ اس کے قبل والی آیت یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم الآیہ مین خطاب خاص ایمانداروں کی طرف ہے اور سیاق عبارت اور قاعدہ فصاحت و بلاغت کا مقتضے بھی یہی ہے۔ کہ جب بلا فاصلہ اسکا ذکر ہے تو جو شخص اوس آیت مین مخاطب ہوگا وہی اس آیت مین بھی۔

اور چونکہ اس مسئلہ مین کوئی شخص مخالف نہین ہے حتی کہ خود امام فخر الدین رازی جنکی ہر بات مین خواہ مخواہ اعتراض کرنیکی عادت ہے۔ وہ بھی اسکے مقر ہین اور جا بجا اپنے مصنفات مین اسکی تصدیق کی ہے کہ یہ خطاب مومنین کی طرف ہے چنانچہ تفسیر کبیر کی جلد سوم صفحہ ۴۲۳ اسی آیت کی تفسیر مین لکھتے ہین۔ وبیانہ انہ تعالی قسم المومنین قسمین احدھما الذین جعلھم مولیا علیھم وھم المخاطبون لقولہ انما ولیکم اللہ الخ ترجمہ۔ اسکا بیان یہ ہے کہ خدانے مومنین کی دو قسمین کی ہین ایک وہ جنکا مددگار یا سردار مقرر کیا ہے یہی لوگ انما ولیکم اللہ مین مخاطب ہین۔ فالحمد للہ

چوتھا مقدمہ الذین کی تحقیق۔ ناظرین۔ مجھے اس مقدمہ مین نہ تو اس سے بحث کرنا منظور ہے کہ الذین کیا چیز ہے اور اسکے کیا معنی ہین۔ کیونکہ اسمین تو کوئی اختلاف نہین جسمین کچھ فیصل کروں یہ تو کھلی ہوئی بات ہے جسے بچے تک جانتے ہین کہ الذین اسم موصول ہے اور جمع مذکر کا صیغہ۔ نہ مجھے ابھی اسوقت شان نزول سے بحث کرنی مقصود ہے کیونکہ اسکی بحث تو انشاء اللہ عنقریب نہایت شرح و بسط کے ساتھ آئیگی۔ بلکہ مجھے تو صرف یہ دکھلادینا ہے کہ الذین امنوا سے خدا کی مراد کل مومنین ہین یا بعض یہ بھی بہت واضح ہے کہ چند وجوہ سے کل مومنین مراد نہین ہو سکتے۔

اول یہ کہ تمام مومنین اگرچہ صفت ایمان اون مین پائی جاتی ہو لیکن اون صفات سے جو

[1] ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۴ صفحہ ۸۰۔۱۱۲ ایڈیٹر

جو خداوند عالم نے اس آیت مین ذکر فرمائے ہین سیکڑون ہزارون مومنین خالی ہین پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ خداوند عالم العیاذ باللہ جھوٹ یا کذب کا مرتکب ہو اور جو باتین کسی شخص مین نہین پائی جاتی ہون اون باتون سے اوسکو متصف کردے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔
دوم دوسرے مقدمہ مین یہ ملاحظہ فرماچکے ہین کہ ولی کے معنی حاکم و اولی بالتصرف کے ہین۔ اور بحمد اللہ ہمارے معزز مخاطب نے بھی اسکومان لیا ہو اگرچہ اب اونہون نے یاران طریقت کے اوکسانے سے ارخارعنان کی رت لگانی شروع کردی ہو۔ لیکن اب تو مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کا مصداق ہے۔
بہر حال جب یہ ثابت ہوچکا کہ ولی کے معنی حاکم و اولی بالتصرف کے ہین تو کسی طرح الذین امنوا سے کل مومنین مراد نہین ہوسکتے کیونکہ اس صورت مین خطاب بھی کل مومنین ہی کی طرف ہوگا اور اونکے حاکم و اولی بالتصرف بھی کل مومنین ہونگے تو ہر شخص کا حاکم و محکوم دو ہونا لازم آتا ہے اور یہ محال ہو۔ بلکہ اگر ولی کا یہ معنی حاکم ہونا بھی نہ مانا جائے اور تھوڑی دیر کے لئے ناصر و محب ہی کے معنی فرض کرلئے جائین تو بھی الذین امنوا سے کل مومنین مراد نہین ہوسکتے کیونکہ اس صورت مین بھی ہر شخص کا ناصر و منصور ہونا لازم آئیگا وہو محال۔
اسمین بھی چونکہ مین کسی شخص کو مخالف نہین پاتا اسوجہ سے زیادہ بحث اور طول دینے اور نقض وابرام کرنے سے درگذر کرتا ہون۔
پانچوان مقدمہ لفظ زکوۃ کی تحقیق - یہ امر البتہ غور طلب ہے کہ اس آیہ مین زکوۃ سے کیا مراد ہے؟ آیا واجبی زکوۃ مراد ہو یا مستحبی صدقہ اور چونکہ اس مبحث مین کچھ حضرات نے خوب جی کھول کر اعتراضات کئے ہین۔ اور اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ قصد کرلیا ہے کہ کسی طرح حضرت علی بن ابی طالب اس سے نہ مراد ہوسکین۔ اسیوجہ سے ہر پہلو سے ایرادات کی بوچھار کردی ہے اسی بنا پر مین بھی ہر پہلو کو اختیار کرکے اون تمام ایرادات کا دفعیہ کرتا ہون مین پہلے یہ شق اختیار کرتا ہون کہ زکوۃ سے مراد واجبی زکوۃ ہو۔ اسپر امام فخر الدین رازی صاحب نے چند اعتراضات کئے ہین ذرا توجہ سے دیکھئے اور جوابات بھی ملاحظہ کیجئے۔

پہلا اعتراض

فلو انہ ادی الزکوٰۃ الواجبۃ فی حال کونہ فی الرکوع لکان قد اخر اداء الزکوٰۃ الواجب عن اول اوقات الوجوب وذلک عند اکثر العلماء معصیۃ وانہ لا یجوز اسنادہ الی علی ترجمہ - اگر حضرت علیؑ نے حالت رکوع مین واجبی زکوٰۃ ادا کی تو اول وقت وجوب سے ضرور تاخیر کی اور یہ اکثر علما کے نزدیک معصیت ہے اور اسکی نسبت حضرت علیؑ کی طرف ناجائز ہے - یہی اعتراض علامہ ابن تیمیہ صاحب نے بھی کیا ہے -

الجواب

اہا ہا کیا اعتراض ہے - سبحان اللہ - سنا آپنے علما کے اقوال سے اعتراض ہوتا ہے ایک خلیفہ کے فعل پر یا ابن زور اشوری یا ابن بے تکی کہین تو اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کا شور ہے اور صحابی بلکہ تابعین بلکہ تبع تابعین کے اقوال وافعال سے علما اپنے اقوال کی دلیل پیش کرتے ہین - اور کہین علما کے اقوال سے ایک ایسے خلیفہ وصحابی کے فعل پر اعتراض کیا جاتا ہے جسکو فقط خلافت وصحابیت ہی درجہ نہ ملا ہو بلکہ رسولؐ کے اہل بیت مین بھی ہو - اور انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کا اعلیٰ خطاب بھی پا چکا ہو - ؎

عجب زمانہ یہ تیرہ صدی کا اولٹا ہے
شراب سیخ پہ دیکھا کباب بوتل مین

یا شاید امام صاحب حضرت علیؑ کو صحابی بھی نہ سمجھتے ہون تو البتہ مین اونکی تکذیب نہین کرسکتا سچ ہے میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو -

اور اسپر طرہ تو یہ کہ آپ اسکی نسبت بھی حضرت علی کی طرف ناجائز جانتے ہین -

امام صاحب ؟ آپ گھر بیٹھے جیسی چاہے میگوئیان اور موشگافیان کیا کیجیے وہان یہ سب کچھ سنا دنا نہین جاتا یہ ایک واقعہ تھا جو ہو چکا اور خدا کو ایسا پسند آیا کہ اوسنے ایک آیہ اوسکی مدح مین نازل کردی اور ایک اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ بھی عطا کردیا اور آپ ابھی اسی فکر مین ہین کہ اسکی نسبت بھی جائز ہے یا ناجائز - خیر اس اعتراض مین امام صاحب سے پوچھنے کی بات یہ ہے کہ آپکو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ پر دو چار مہینہ یا دو چار روز یا دو ایک گھنٹے ہی قبل سے زکوٰۃ واجب تھی - اور اوسکو قبل از نماز نہ ادا کرنے سے اول وقت وجوب سے تاخیر اور معصیت

لازم آئی - کیا یہ محال ہو کہ جسوقت آپ نماز پڑھتے ہوئے ہوں اوسیوقت کسی زکوی مال کا سال پورا ہوتا ہو اور بروقت مستحق موجود نہ رہنے کی وجہسے نماز چونکہ وقتی اور مضیق وجوب واجب تھی اسوجہسے اوسکو ادائے زکوۃ پر جو واجب موسع تھی ترجیح دی ہو۔
اور کیا یہ غیر ممکن ہو کہ جسوقت سایل نے سوال کیا ہو اوسیوقت اوسکا سال پورا ہوتا ہو اور ادائے زکوۃ کا اول وقت وجوب ہو اور آپنے اول وقت وجوب سے تاخیر نہو نیکے خیال سے نماز ہی کی حالت مین ایک دوسرے واجب سے بھی فارغ البالی حاصل کی ہو؟
معترض پر لازم تھا کہ وجوب زکوۃ کو قبل از نماز ثابت کرتا اوسکے بعد یہ اعتراض کرتا وانی لہ ذلک۔

دوسرا اعتراض

ان اللائق بحال علی علیہ السّلام ان یکون مستغرق القلب بذکر اللہ حال ما یکون فی الصّلوۃ والظاہر انّ من کان کذلک فانہ لایتفرغ لاستماع کلام الغیر ولفہمہ ولھذا قال اللہ تعا الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ومن کان مستغرقاً فی الفکر کیف یتفرغ لاستماع کلام الغیر۔
ترجمہ حضرت علیؑ کی شان یہ ہو کہ جب آپ نماز مین ہون تو مستغرق ہون اور یہ ظاہر ہو کہ جو شخص مستغرق ہوگا اوسے غیر کی باتین سننے اور سمجھنے کی کہان فرصت اسیوجہ سے خدا نے فرمایا ہو جو لوگ خدا کو اوٹھتے بیٹھتے کروٹین بدلتے یاد کرتے ہین اور آسمان وزمین کی پیدایش مین غور کرتے ہین۔ اور جسکا قلب فکر مین مستغرق ہوگا وہ دوسرے کی بات کیونکر سنے گا۔
الجواب - امام صاحب؟ کیا آپکا مطلب استغراق سے یہ ہے کہ

ما مقیمان کوئے دلداریم
رخ بدنیا و دین نمی آریم

یعنی ایسا استغراق ہو کہ واجبات و فرائض بھی ترک ہو جائیں تو ہو جائیں مگر استغراق باقی رہے اگر یہی استغراق ہو تو ہر مسلمان کا فرض ہو کہ اوسے تین بار سلام کرے۔

حضرت استغراق کا مطلب ہے کہ خدا کی عبادت خصوصاً نماز کے وقت دنیاوی امور کا ذہن میں خطور نہ ہو اور خدا ہی سے باتیں کر رہا ہو نہیں کہ واجبات بھی بھول جائیں ۔ اور اگر وہ ایسا از خود رفتہ ہو جائے کہ حواس کلاً معطل ہو جائیں تو پھر اوسے اسکا ادراک کیونکر ہو گا کہ اب قیام کرنا چاہیئے اب رکوع کرنا چاہیئے اب سجدہ چاہیئے ۔

پھر کیا یہ غیر ممکن ہے کہ جسوقت سائل نے ایک سچے مسلمان کا دل ہلا دینے والی آواز سے یہ کہا ہو کہ خداوندا تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا اور کسی نے مجھے کچھ بھی نہ دیا جیسا کہ آپنے خود لکھا اور عنقریب اوسکی تفصیل آئیگی ، اور اوسیوقت حضرت علیؑ کے کسی مال کا سال پورا ہوتا ہو اور آپکے اداے زکوٰۃ کا اول وقت وجوب ہو اور آپنے اداے واجب میں تاخیر نہ ہونیکے خیال سے آواز سنتے ہی فوراً ایک واجب کے اندر دوسرا واجب بھی ادا کرکے خدا سے سرخروی حاصل کی یا زکوٰۃ نہ بھی واجب ہوئی ہو تو اوس سائل کی آواز ہی ایسی دردناک ہو کہ اجابت از در حق بہر استقبال می آید کی مصداق ہو کہ آپنے اگرچہ آپ پر زکوٰۃ واجب نہ ہو صدقہ دیدیا ہو کیا کوئی عاقل اسکو خضوع و خشوع و استغراق کے خلاف کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ تو ایک قابل تعریف بات ہے کہ ایک کار خیر کے اندر دوسرا کار خیر کر گذرے اور اوسمیں کوئی خرابی بھی نہ ہو ۔

مگر ۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسکے علاوہ امام صاحب آپ تو ماشاء اللہ ایسے پہونچے ہوئے تھے کہ بقول شخصے جب آپکے انتقال کیوقت آپکے اور شیطان سے مناظرہ ہونے لگا اور آپ توحید کی دلیلیں بیان کرتے جاتے تھے اور شیطان ایک ایک کرکے رد کرتا جاتا تھا اور آپکے پیر میاں ہزاروں کوس پر تھے اور آپکی مجبوری و معذوری دیکھ رہے تھے کہ آخر جب آپکو ہر طرح شیطان سے مغلوب دیکھا تو بیساختہ اپنی جگہ بول اوٹھے کہ بگو خدا را بے دلیل شناختم اور آپنے فوراً سنا اور یہی جواب دیا تب شیطان نے آپکا پیچھا چھوڑا ۔

تو کیا حضرت علیؑ کے واسطے اتنا بھی ممکن نہ تھا کہ آپکے استغراق کی یہ حد ہو کہ آپ حالت نماز میں بہ قرب کیوجہ سے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں اور سائل کی آواز خود یا فرشتوں کے ذریعہ سے پہونچی ہو اور آپنے وہیں سنا اور فوراً انگوٹھی دیدی ہو اگر آپکے لئے وہ ممکن تھا تو حضرت علیؑ کیواسطے یہ ضروری جواز

فانتبہ یا ایھا الناظر قسم رفاذ الناالسباب الدایم

اور اگر شاید ہمارے معزز مخاطب اس حکایت کو کسی مجذوب کی بڑ یا مجنون کی بکواس خیال کریں تو
میں ایک ایسا واقعہ بیان کرتا ہوں جس میں ہمارے مخاطب کو سوائے ہاں کے نہ کہنے کی مجال نہ ہوگی جو علما
اونکے سرمایہ فخر و ناز علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہو پھر اب تو وہ کالوحی المنزل ہو چنانچہ
آپ لکھتے ہیں ومثل نداء عمر یا سارية الجبل وهو بالمدينة وسارية بنهاوند۔
کیوں مولانا حضرت عمر کا مدینہ میں رہکر نہاوند کی فوج کا جو کال کو سوں دور منزلوں کا فاصلہ ہو
کمان کرنا اور ہدایت کرنا کہ پہاڑ کی طرف جاؤ اور وہ بھی بقول بعض حالت نماز میں اور فوج
کا بھی سن لینا اور اوسپر عمل کرنا تو قرین قیاس ہو۔ اور جناب امیرؑ کا حالت نماز اور استغراق
میں سائل کی آواز کا سن لینا اور اشارہ سے انگوٹھی عطا کرنا مستبعد اور خلاف عقل ہو۔

شرم بشرم۔ شرم ، برین عقل و دانش بباید گریست

تیسرا اعتراض

الثالث ان دفع الخاتم فی الصلوٰة عمل کثیر واللائق بحال علی ان لا یفعل ذلک
ترجمہ۔ نماز میں انگوٹھی کا دینا فعل کثیر ہے اور حضرت علی کی یہ شان نہیں کہ ایسا کریں۔

الجواب

امام صاحب ؟ اتنا جلد بھولئے گا تو کام چل چکا۔ ابھی تین صفحہ قبل تو آپ بروایت ابوذر علیہ السلام
تحریر فرما چکے ہیں وعلی علیہ السلام کان راکعا فاومأ بخنصره الیمنی وکان فیها
خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرأی النبی۔ ترجمہ حضرت علی رکوع میں تھے
پس آپنے داہنے ہاتھ کی چھوٹی اونگلی سے اشارہ کیا اور اوسمیں انگوٹھی تھی وہ سائل آگے بڑھا اور
حضرت رسول کے سامنے اوسنے انگوٹھی اوتار لی۔
کیوں جناب کیا اشارہ کا نام فعل کثیر ہے اور اگر یہی ہے تو فعل قلیل جو باعث بطلان نماز نہیں ہوا
کرتا ذرا مہربانی کرکے اوسکی مثال بیان فرمائے زیادہ نہیں ایک آدھ ہی سہی۔
افسوس کہاں تو علماء اہلسنت حضرت علیؑ کے اس فعل سے اس بات پہ استدلال کریں کہ عمل قلیل
سے نماز میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اور امام صاحب اسے فعل کثیر فرماتے ہیں اور حضرت علیؑ کی شان کے
خلاف فرمائیں۔ یا للعجب باقی آیندہ سید فرمان علی

اہداء الضالین

۰ ماہ رجب کو ایک خط جناب محترم سید محبوب علی صاحب جائسی کا میرے نام آیا جناب ممدوح نے اوسمیں تحریر فرمایا تھا کہ مجھسے ایک مولوی صاحب اہلسنت والجماعت نے ایک سوال کیا ہے اگر تمسے ممکن ہو تو اوسکا جواب لکھو ۰

اگرچہ مجھکو تدرس وتدریس کے مشغلے سے اسقدر فرصت نہیں ملتی کہ مضمون نگاری کیطرف توجہ کرون لیکن چونکہ جناب ممدوح کے حکم کی تعمیل ضروری تھی اور نیز یہ خدمت دین بھی اسوجہ سے مین اس مضمون لکھنے پر مجبور ہوا اور جہانتک ممکن ہوا اور جہانتک باوجود کثرت مشاغل کے ذہن ناقص نے کام دیا مین نے جواب لکھنے مین کوشش کی ۰

چونکہ یہ میدان بہت وسیع ہے مجھ ایسے بے بضاعت اور کم فرصت شخص سے اوسکا طے کرنا مشکل ہے لیکن جہانتک اس رواروی مین ممکن ہوا خدمت دین سمجھکر ہدیہ ناظرین کرتا ہون مین امید کرتا ہون کہ جناب سید صاحب اس کم مایہ کے ہدیہ ردیہ کو عزت قبول عطا فرمائینگے

(سوال) حضرات اہل تشیع قائل ہین کہ تمام انبیاء معصوم ہین حالانکہ خداتعالی حضرت موسیٰ کی قول کو نقل فرماتا ہے کہ (وفعلتہا اذا وانا من الضالین) اگر حضرت موسیٰ معصوم ہوتے تو اپنی طرف ضلالت کی نسبت کیون کرتے اسلئے کہ عصمت اور ضلالت مین منافات ہے جو شخص معصوم ہو وہ ضال کبھی نہیں ہو سکتا ۰

پس جبکہ ایک ہی معصوم نہوا تو یہ کلیہ کہ انبیاء معصوم ہوتے ہین باطل ہوگیا ۰

تمہیدٌ لاظہار المطلب الشریف

وتشئید لارکان الجواب اللطیف

جبکہ انسان مین دو طرح کی قوتین موجود ہین ایک قوت بشریہ جو تابع ہوا وہوس نفسانی ہے دوسری قوت ملکوتیہ لہذا لازم ہوا کہ ایک شخص ایسا اونکے پاس بھیجا جائے جو شہوات نفسانیہ کے غالب ہونے سے باز رکھے اور اونکے اخلاق وعادات کی اصلاح کرے اور آئندہ اون عادات ذمیمہ کے اختیار کرنے سے روکے ۰

اب اوس شخص مین ضروری ہے کہ وہ افعال و عادات جنکے اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہو نیک جانتے ہون ورنہ خود ہی نصیحت و بیسے ہی نصیحت کا مضمون ہوگا ؀

اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص کبھی اون افعال کا مرتکب نہوتا ہو ورنہ اوسکا قول و فعل قابل وثوق و اعتماد نہوگا اسلئے کہ متضاد افعال و اقوال کا کسی شخص سے واقع ہونا دلیل اوسکے سفاہت کی ہے ؀

اور نیز خدا پر الزام عبا جاتی رہیگا کہ ایک معصیت کو تو نے ہماری ہدایت کیلئے بھیجا تھا لہذا ہمنے اوسکی اطاعت قبول نکی کہ مبادا وہ امر جسکا وہ ہمسے طالب ہے تیری مشیت کے خلاف ہو اور انبیاء اگر عاصی ہونگے تو وجوب ضدین لازم آئیگا ایک وجوب متابعت دوسرے وجوب مخالفت ۔

وجوب متابعت کی دلیل یہ ہے کہ باریتعالی ارشاد فرماتا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے ہمارے رسول کہدو انلوگون سے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو تاکہ خدا تمکو دوست رکھے ؀

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اطاعت رسول تمام افعال و اقوال مین لازم ہے اسوجہ سے کہ خدا تعالی نے محض لفظ فاتبعونی فرمایا ہے جسکے معنی یہ ہین کہ تم میری متابعت کرو اور اتباع مین کسی امر کی تخصیص نفرمائی لہذا تمام اقوال و افعال مین متابعت ضروری ہوئی اور منجملہ افعال معاصی بھی ہین پس ہمپر اس آیت کے مفہوم کے بنابر اون معاصی مین بھی اتباع ضروری ہوا اس بنا پر یا تو فائدہ بعثت انبیاء جو معاصی سے باز رکھنا ہے مفقود ہوجائیگا یا انبیاء کا مبعوث کرنا عبث ہوگا اور نیز یہ بھی لازم آئیگا کہ اصدار معاصی پر خدا راضی ہو پس نہ مطیع و عاصی مین فرق رہیگا اور نہ بندہ مستحق جزا و سزا ہوگا اور جزا و سزا بلوصف عدم تفاوت اطاعت و معصیت خلاف شان حکیم اور عین ظلم ہے۔

اور عدم عصمت انبیاء آیات قرآنیہ کے بھی مخالف ہے کما لایخفی علی من القی السمع وھو شہید ؀

وجوب مخالفت کے لازم آنیکی دلیل یہ ہے کہ عصیان اپنی نفس پر ظلم ہے اور اوسکا فاعل

ظالم ہے اور خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا تم مس نکر ولوگون کی طرف جو ظالم ہین اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ ینھی عن الفحشاء والمنکر اس نہی کی وجہ سے ضروری ہوا کہ ہم مرتکب فحشاء نہون اور انبیاء ارتکاب فحشاء کرتے ہین لہذا بنابر دلالت نہی ہمپر لازم ہوا کہ انبیاء کی مخالفت کرین۔

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو معصوم اور صفات ذمیمہ سے بری ہونا چاہئے ورنہ وہ قابل نبوت نہین ہو سکتے لہذا ہمپر فرض ہوا کہ اون آیات کو جو متشابہ ہین ایسے معنون پر محمول کرین جو عصمت انبیاء کے مخل نہون بعض آتین اس قسم کی ہین جنکا مفہوم ظاہری عدم عصمت اور وقوع خطا کو بتا رہا ہے جنکی وجہ سے علمائے اہلسنت کو دھوکا ہوا اور وہ عدم عصمت انبیاء کے قائل ہوئے ہین اور اون کی طرف ایسے امور کی نسبت دیتے ہین جو اونکی شان سے بعید ہین لیکن باطناً اون آیتونکے کچھ اور ہی معنی ہین مگر وہ وہانتک نہ پہونچ سکے واما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم۔

اس مقام پر مجھکو اور متشابہ آیتون سے کوئی بحث نہین بلکہ صرف اوسی آیت کے متعلق کچھ لکھونگا جسکے نسبت سائل نے سوال کیا ہے وہ آیت ہے (فعلتہا اذا وانا من الضالین)

اس آیت کا تعلق حضرت موسیٰ علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے اوس قصہ سے ہے جسکو باری تعالی نے سورہ قصص مین ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ایک بار شب کے وقت مصر مین تشریف لیگئے وہان ملاحظہ فرمایا کہ دو شخص آپس مین جنگ کر رہے ہین ایک اون مین سے مرد مومن اسرائیلی ہے اور دوسرا کافر قبطی جب اسرائیلی نے حضرت کو تشریف لیجاتے دیکھا فوراً اوسنے حضرت سے فریاد کی اور اوس قبطی کے ظلم سے نجات چاہی حضرت موسیٰ اوس قبطی کے قریب تشریف لیگئے اور سینہ پر اوسکے دھکا دیکر ہٹا دیا اتفاق سے وہ ہلاک ہو گیا پھر دوسرے روز حضرت شہر مین تشریف لیگئے تاکہ دریافت کرین کہ اوس شخص کے ہلاک ہونیکی خبر مشہور ہوئی یا نہین؟

وہان ملاحظہ فرمایا کہ وہی اسرائیلی جسنے کل حضرت سے فریاد کی تھی ایک دوسرے

قبطی سے اوبجھا ہوا ہی حضرت کو دیکھا اوس اسرائیلی نے پھر فریاد کی اوسوقت حضرت کو غصہ آیا اور فرمایا کہ تو بڑا ہی مفسد ہی یہ فرما کر چاہا کہ اوس قبطی کو گرفتار کریں اسرائیلی نے سمجھا کہ حضرت مجھکو گرفتار کرنا چاہتے ہین اوسنے کہا کہ اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ کل کی طرح آج بھی ایک شخص کو قتل کریں معلوم ہوتا ہی کہ تم دینا مین ظالم بنکر رہنا چاہتے ہو اور مصلح بنکر رہنے کا قصد نہین کرتے ہ

یہ مرد قبطی تو اس فکر مین تھا ہی کہ پہلے قبطی کے قاتل کا پتہ معلوم کرے جب اوسکو اسرائیلی کے کلام سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ ہی اوسکے قاتل ہین فوراً اوسنے جاکر فرعون سے بیان کیا کہ آج مین نے اوس قبطی کے قاتل کا پتہ لگا یا ہے اور اوس نے حضرت موسیٰ کا نام بتایا یہ سنکر فرعون نے حکم دیا کہ حضرت کو گرفتار کرکے قتل کر دو یہ خبر مومن آل فرعون کو معلوم ہوئی وہ فوراً دوڑا ہوا حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ مین نے سنا ہی کہ آل فرعون آپ کے قتل کے بارے مین مشورہ کر رہے ہین بہتر یہ ہی کہ آپ مصر سے کہین دوسرے مقام پر تشریف لیجائین تا کہ ظالمون کا دست تعدی آپ تک نہ پہونچے یہ سنکر حضرت مصر سے تشریف لیگئے ہ

چند روز کے بعد حضرت کو حکم الٰہی ہوا کہ قوم فرعون کی جاکر ہدایت کریں حضرت نے اونکی تکذیب کا خیال اور کم سخنی کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ اونکے گمان مین مین نے ایک گناہ اونکا کیا ہی جس سے یہ خیال ہی کہ وہ مجھکو قتل کر دینگے بعدہ جناب ہارونؑ کو ہمراہ لیکر فرعون کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مین پروردگار کا رسول (فرستادہ) ہون مین تیرے پاس اس غرض سے آیا ہون کہ تجھکو کفر و شرک کے ترک کرنیکی رغبت دلاؤن اور عبادت پروردگار کی طرف دعوت دون فرعون نے حضرت کے اس کلام کو سنکر کہا کہ اے موسی کیا ہمنے تمکو بچپنے مین نہین پالا اور تمنے میرے یہان برسون اپنی عمر نہین بسر کی اب تم ہمارے ہی مذہب و دین کو برا کہتے ہو اور تم نے ایک حرکت پہلے بھی کی تھی اے موسیٰ تم بڑے ناشکر ہو ہمارے احسانات کو بھول گئے ہ

اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ بیشک مین نے اوس فعل کو کیا تھا اور مین ضالین مین تھا ہ

غرض اس تقریر سے اظہار ربط کلام حضرت موسیٰ تھی۔
(آمدم برسر مطلب) اس مقام پر چونکہ بحوث عنہ لفظ ضالین ہو لہٰذا اسکو دیکھنا چاہیے کہ یہ لفظ کن کن معنون مین مستعمل ہوا ہے۔
یا یہ لفظ مشتق ہے ضلل سے جسکے معنی گمراہی کے ہین۔
یا یہ لفظ مشتق ہے الضَّلۃ سے جسکے معنی حیرۃ کے ہین
یا یہ لفظ مشتق ہے الضَّلۃ سے جسکے معنی عقلمند ہونیکے ہین
اگر یہ لفظ گمراہی کے معنی مین استعمال کیجائیگی تو مطلب آیت یہ ہوگا کہ مین نے اس فعل (قتل قبطی) کو کیا اور اوسوقت مین گمراہون مین سے تھا اور بعد ثبوت عصمت انبیا صحت اس معنی کی اس طرح ہوگی کہ حال کونی من الضالین عن طریقتک یعنی مین نے اوسکو اوسوقت قتل کیا جبکہ تیرے راستہ کو ترک کیے ہوئے تھا اور قرینہ اس امر پر زجر و توبیخ فرعون ہے جسپر آیہ سابقہ دلالت کرتا ہے وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین اور آیہ لاحقہ ففررت منکم لما خفتکم یعنی مین نے فرار کیا تمسے جبکہ مجھکو خوف ہلاکت پیدا ہوا اور سبب خوف حضرت موسیٰ کیواسطے بجز اسکے کہ طریق فرعون سے منحرف تھے اور کوئی امر نہ تھا اور آیہ ولھم علی ذنب الخ بھی شاہد ہے یعنی مین نے اونکے خیال مین ایک اونکا گناہ کیا ہے کیونکہ یہ گناہ اگر خدا کا بھی ہوتا تو حصر کے طریق سے خداوند عالم بیان نفرماتا ۹
اور اگر یہ لفظ مشتق ہو الضَّلۃ سے تو مطلب یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور حیران ہون کہ وہ ذرا سی مار سے کیونکر مرگیا کیونکہ میرا قصد اوسکے مارنیکا نہ تھا اور نہ ضرب شدید لگائی تھی کہ جو سبب ہلاکت ہو سکتی
اور اگر یہ لفظ مشتق ہو الضَّلۃ سے تو مطلب یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور مین عقلمند و نیک تھا کیونکہ میرا مقصود ایک مومن کو ایک کافر کے شر سے بچانا تھا ہرگز اوسکے قتل کرنیکا قصد نہ تھا لیکن وہ ہلاک ہوگیا
زمخشری نے ضالین کی تفسیر جاہلین سے کی ہو اس بنا پر مطلب یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور مین جاہل تھا کہ وہ اس مارسے مرجائیگا اور چونکہ حضرت موسیٰ اوسوقت تک نبی نہ تھے وقت ضرب اور قبل موت قبطی کی ہلاکت نہ معلوم ہونا منافی عصمت نہین ۹
ابن مسعود اور جبائی نے بھی ضالین کی تفسیر جاہلین سے کی ہے۔

یا ضالین بمعنی مخطئین ہو اس بنا پر مطلب آیت یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور اوسکے ہلاکت کی وجہ سے البتہ مین تیرے نزدیک خطا کار ہون۔

پس جبکہ یہ لفظ محتمل اتنے معانی کی ہو اور ان معانی کے ارادہ کرنے مین کوئی خرابی نہین تو ہم کیون نہ ان معانی کو اختیار کرین اور وہ معانی اختیار نکرین جسمین کچھ نقص ہو اور مخالف عقل و نقل ہو اور ایسے موقع پر مرد حلیم ایسے ہی الفاظ بھی استعمال کرتا ہو کہ سامع اپنا مطلب بھی سمجھ لے اور قائل کا مقصد بھی فوت نہو اور اسطرح کا ابہام محاسن کلام سے ہے۔

پس جبکہ ضالین سے اتنے معانی مراد ہوسکتے ہین اور کوئی دلیل قطعی اس امر پر نہین کہ گمراہی سے مراد ترک راہ حق ہو بلکہ مقصود اوس سے وہ طریق ہو جسکو فرعون حق سمجھا تھا

پس اب حضرت موسیٰ پر کسی قسم کا الزام نہین باقی رہا؛

اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت نے اوس قبطی کو بیگناہ قتل کیا اوسنے اسرائیلی کو قتل نہین کیا تھا بلکہ صرف اوس سے الجھا ہوا تھا حضرت کو یہ چاہیے تھا کہ اون دونو کو مخاصمہ سے باز رکھتے تو اس اعتراض کا جواب یون دیا جائیگا کہ حضرت نے اوسکے قتل کا ارادہ نہین کیا تھا اور نہ یہ قصد تھا کہ اوسکو کسی قسم کا ضرر پہونچائین بلکہ حضرت کا قصد صرف یہ تھا کہ اوس اسرائیلی کو قتل سے بچائین اور قبطی کو اوسکے پاس سے ہٹائین جیسا کہ حکایت حال کلام ملک متعال فوکزہ سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت نے اوسکو دھکا دیکر ہٹایا تھا جیسا کہ شریر وقت شرارت ہاتھ سے دھکا دیکر ہٹانیکا عام قاعدہ ہے یہ بات ظاہر ہو کہ جب ہم کسی شخص کو دیکھین کہ کسیکو بیگناہ ستا رہا ہو اور ناحق جھگڑا کیا ہے تو اوس وقت ہمارا فرض ہو کہ اوسکے بچانے مین حتی الامکان کوشش کرین اور رفع شر ظالم مین کوئی ضرر لاحق قصد ظالم کا ہو تو وہ ہرگز قبیح نہین اور وہ شخص اوسکے ارتکاب سے ہرگز قابل ذم نہین اور یہان ایسا ہرگز نہین ہوا کہ حضرت موسیٰ نے علاوہ اسرائیلی کے بچانیکے قبطی کے ضرر کا ارادہ کیا ہو ورنہ بجائے لهم علی ذنب کے الف علی ذنب فرماتے کیونکہ بیگناہ کا قتل خدا کا گناہ ہو جسکو ہر ذو عقل جانتا ہو پس نہ جناب موسیٰ اسطرح فرماتے اور نہ خدا تعالی اسطرح حکایت فرماتا اور نہ اوسکی جزا رسالت ہوتی؛

الحمدللہ کہ یہ مضمون بخیر و خوبی ختم ہوا مین جناب میر صاحب سے امید کرتا ہون کہ اس خاکسار کے

اس ہدیہ رد یہ کو قبول فرمائینگے اور آیندہ جو کچھ شک وشبہ پیدا ہو اوس سے مطلع فرمائینگے
والسلام علی من اتبع الہدی ۰ خادم الطلبہ سید محمد رضی زنگی پوری از حسین آباد ضلع مونگیر

اہل حدیث کی حیرانی

اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جب سے جدّہ کی حلت کا فتوی دیا ہے کہ دادی سے نکاح کرنا جائز ہے اوسوقت سے عجیب مصیبت مین مبتلا ہین ازین سو رانده و ازین سو مانده جسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ مردم شماری کی نسبت لکھتے ہین "جماعت اہلحدیث ابھی سے اس بات کا فیصلہ کرے کہ آیندہ مردم شماری مین جو شروع جنوری ۱۹۱۱ء مین ہونیوالی ہے کیا نام لکھا جائے کیا صرف مسلمان یا مسلمان کے ساتھ اہلحدیث کا لقب بھی اضافہ ہو مذہبی طور پر تو مین کہہ چکا ہون کہ اہلحدیث کا گروہ صرف مسلمان ہے اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ لقب اہل حدیث کوئی منصوص نہین مگر دنیاوی تعلقات حاکم ومحکوم کے لحاظ سے فیصلہ کرنا ہے" مورخہ ۱۸ ۔ ۱۹ مئی
اس تحریر کی اصلی غرض بھی وہی ہے کہ اپنی جماعت کو حق سے ہٹاتے رہین تاکہ نہ معلوم ہو کہ اصلی نام اونکا کیا ہے ورنہ یہ تو سب جانتے ہین مسلمان سب ہی کلمہ گو ہین جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے مسلمان ہے ۔ پھر اس لفظ سے تخصیص کسی فرقہ کی کیونکر معلوم ہو سکتی ہے اسی طرح اہلحدیث صاحب فن وعلم کا نام ہے اہل نحو ۔ اہل صرف ۔ اہل منطق ۔ اہل فقہ ۔ اہل حدیث ۔ اس سے کسی فرقہ کی تخصیص کیونکر معلوم ہو سکتی ہے ۔
لہذا تمام مسلمانونکو عموماً اور فرقہ اہلحدیث کو خصوصاً بہتر ہے کہ اپنا اصلی نام رکھین جو منصوص بھی ہے ملاحظہ ہو ہدیۃ المہدی صفحہ ۱ جلد اول مولفہ جناب مولوی وحید الزمان صاحب نواب وقار نواز جنگ بہادر حیدرآبادی مترجم صحاح ستہ ۔
اہل الحدیث ھم شیعۃ علی کہ اہلحدیث وہی شیعہ علی ہین پھر نزل الابرار صفحہ مطبوعہ سعید المطابع بنارس مین لکھتے ہین واھل الحدیث شیعۃ علی رضی اللہ عنہ ۔ یعنی اہل حدیث وہی شیعہ علی ہین ۔ اور خود شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ

مین فرماتے ہین اول فرقہ شیعہ اولی وشیعہ مخلصین کہ پیشوایان اہل سنت وجماعت اند
جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ اصلی نام تمام مسلمانون کا شیعہ تھا پھر وہی نام کیون نہ اختیار
کیاجائے جس سے اتفاق واتحاد بھی تمام مسلمانون مین قایم ہو جسکے لئے ہر طرف سے پکار ہے
اڈیٹر صاحب فرماتے ہین "لقب اہلحدیث کوئی منصوص نہین" جو بالکل سچ ہے کیونکہ
پہلے انکا نام وہابی رکھا گیا جو آجتک مشہور ہے۔ پھر محمدی کہلائے۔ اب اہلحدیث ہے حالانکہ
ان سے بڑھکر کوئی مخالف حدیث نہین پھر کیا وجہ ہے کہ منصوص نام شیعہ۔ وان من
شیعتہ لابراھیم اور حدیث شیعۃ علی ھم الفائزون کو چھوڑکر غیر منصوص نام
اختیار کیاجائے چنانچہ خود شاہ صاحب تحفہ مین لکھتے ہین باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ
سنیہ وتفضیلہ اند در زمان سابق بشیعہ ملقب بودند۔ وچون غلاۃ وروافض وزیدیان
واسمعیلیہ باین لقب خودرا ملقب کردند۔ ومصدر قبایح وشنع در اعتقادی وعملی کردیدند خوفا
عن التباس الحق بالباطل فرقہ سنیہ وتفضیلہ این لقب را برخود نہ پسندیدند وخودرا باہل
سنت وجماعت ملقب کردند صفحہ ۱۹
جس سے معلوم ہوا کہ اصلی نام تمامی اہل سنت کا شیعہ تھا جو ازخود بدلکر اہلسنت وجماعت بنے
پھر کیا وجہ ہے کہ اہلحدیث اپنی اصالت پر نہ رجوع کرین۔
اصل یہ ہے کہ یہ فرقہ ابتدا سے کچھ ایسا قابو پرست چلا آرہا ہے جو رنگ آیا اختیار کرلیا جب جناب
امیر نے خلافت قبول کی تو ہر شخص شیعہ بن گیا۔ کیونکہ حدیثین تو ہزارون فضائل شیعہ مین موجود
تھین۔ صرف قوت نہ تھی اسلئے پہلے یہ لقب مشہور نہ ہو سکا۔ خلافت جناب امیر کے بعد جو ہے وہ
شیعہ ہی ہے یہانتک کہ جناب امیر کا قاتل اور جتنے خوارج کے سردار تھے وہ سب شیعہ ہی کہے جاتے
جب معاویہ کو تسلط ہوا تو سب سنی بنگئے۔ صواعق محرقہ مین ہے فسمی ھذا لعام عام الجماعۃ
لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد ص۱۳۱
یعنی سنہ جسمین جناب امام حسن اور معویہ مین صلح ہوئی اوس سال کا نام سال جماعت یہ کہا گیا
تاریخ الخلفا مین ہے فسمی ھذا العام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد
جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل مین اوس سنہ کا نام سنہ جماعت تھا۔ اہلسنت سنے

سنہ کو جو بمعنی سال تھا تشدید دیکر سنّہ بنایا۔ اور اہلسنت والجماعت لکھے جانے لگے حالانکہ اصل
مین اہلسنۃ جماعۃ ہے یعنی جماعت کی سال والے۔
پس جب یہ لقب محض معویہ کی خوشامد مین رکھا گیا تھا۔ تو الحمدللہ سنیونکو اب اوسکی بھی ضرورت
نہ رہی۔ کیونکہ تمامی نسل نونکو معلوم ہوچکا معویہ لعنتی تھا جسکے بارےمین تازہ تصنیف النصائح
الکافیہ لمن یتولی معویہ خاص اعلم علماے اہلحدیث کی نہایت لاجواب تصنیف ہے۔ اور مناظرہ
امجدیہ دو جلد دفتر اصلاح سے شایع ہوچکی
لہذا کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اس زمانہ کے سنی اپنے اصلی نام شیعہ پر نہ قبضہ کرین۔
اور اہلسنت والجماعت کہلاتے رہین جو معاویہ کی تخت نشینی کا یادگاری لقب ہے۔
ہم اڈیٹر اہلحدیث کو صلاح دیتے ہین کہ خدا کیلئے تمامی قوم کو عموماً اور اپنی قوم کو خصوصاً اصلاح
نیک دیا کیجئے عمل قرآن وحدیث کے مدعی ہین۔ پھر کیون یہ صلاح نہین دیتے کہ اپنے اصلی نام کو
ظاہر کرین کہ شیعہ ہین۔ جیساکہ صدر اول مین آپکا نام تھا۔
اندنون اتحاد واتفاق کی کیسی ضرورت ہے۔ لہذا اگر صرف شیعون ہی سے اتفاق کرین تو
بہت کچھ کامیابی ہوسکتی ہے کیونکہ شیعہ بننے مین تو صرف تین حرف کہنا ہوتا ہے۔
غریب فنڈ کے موقع پر اصلاح نے اہلحدیث کو سمجھایا تھا کہ فتوونپر کوئی رقم طلب کرنا کسی حیثیت سے
ہو مناسب نہین کیونکہ اسمین شائبہ رشوۃ ہے۔ اس نصیحت نے کچھ ایسا اونکو ابھارا کہ ہر جگہ
اوسکا الاپنا دیتے ہین۔ چنانچہ تازہ اشاعت مورخہ ۱۲ رمضان مین لکھتے ہین" ہمارے مہربان
ایڈیٹر اصلاح (شیعہ) نے خاکسار کو بوجہ فتوی فنڈ قائم کرنیکے رشوت خوری کا الزام لگایا"
اس تحریر کو دیکھکر اہل انصاف فرمائین کہ آخر آپنے دادی کی جو حلال کیا تو ۲ پائی لیکر
یا زیادہ۔ پھر کیا اسکو رشوت خوری نہ کہینگے۔
اڈیٹر صاحب اگر غریب فنڈ کا آپکو ایسا ہی خیال ہے تو ہر دوسرے تیسرے مہینہ جو آپ اخبار کا
ایک دو نمبر کم کر دیتے ہین کاش اوسکے محصول ڈاک کو آپ داخل غریب فنڈ کرتے تو کتنے غربا آپکے
اخبار سے فیض یاب ہوتے۔ اس سے تو آپکو بھی انکار نہ ہوگا کہ جو چندہ آپ وصول کرتے ہین وہ
مع محصول ڈاک ہے تو جو پرچہ نہین شایع ہوتا اوسکے محصول ڈاک کے آپ ذمہ دار ہین لہذا آپکو

مناسب ہے اپنے خریداروں سے مشورہ لیجئے کہ ہر سال پانچ چھہ نمبر کے محصولڈاک روانگی ڈاک کا جو روپیہ آپکے ذمہ باقی رہتا ہے وہ غریب فنڈ مین داخل کیا جائے۔ جناب قبلہ ہی ہو
اڈیٹر صاحب یہ بیت المال نہین ہو کہ ابوبکر صاحب دس بارہ ہزار کھا کر چلتے ہوئے یا عمر صاحب چھیاسٹھ ہزار ہضم کر گئے اوس زمانہ کے مسلمان حساب کتاب نہین جانتے تھے اسلئے لے گئی اب وہ دن نہین رہے دیکھئے گدایان قوم کسطرح آپکا سر کھاتے ہین
اڈیٹر صاحب اگر کچھ ہمت ہو تو مثل مسافر آگرہ آپ بھی سو اخبار مفت لوگونکو تقسیم کیجئے اوسکے عوض مین ہم بھی دوسو اصلاح اہلحدیث کے نادار خریدار کو دیتے ہین یہ ہو یوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ

لف حریر کی تصدیق النجم سے

اہلسنت کی شورش بیجا سے مجبور ہوکر مسئلہ لف حریر کا شاندار وجود کتب اہلسنت سے اصلاح ۵ جلد ۱۲ مین دکہایا گیا تھا جسمین ہر کتاب کا حوالہ مع صفحہ و مطبع درج کیا گیا تھا۔ اس سے اہلسنت کو توچندان تعجب نہین ہوا کیونکہ اونکا واجب العمل مسئلہ ہو مگر ہمارے برادران ایمانی کو بہت تعجب ہوا کیونکہ یہ گندہ مسئلہ کتب اہلسنت مین درج کیا گیا۔
خطوط کا جواب تو بذریعہ خطوط دیا گیا مگر پھر بھی اونکا تعجب غالباً رفع نہوا ہوگا۔ اسلئے ہم اس نمبر مین اڈیٹر صاحب النجم کی خاص تحریر درج کرتے ہین جس سے تمام مسلمانونکو معلوم ہو کہ اہل سنت کے یہان یہ مسئلہ کیسا ضروری اور لازمی ہو۔
اگرچہ ہم کسی طرح نہین پسند کرتے کہ ایسے گندہ مضامین درج اصلاح کئے جائین مگر اصرار اڈیٹر صاحب النجم سے مجبور ہین کہ اونکی آخری آرزو پوری کردین لہذا بجنسہ عبارت اونکی درج کی جاتی ہے اور جہان جہان ہندسہ دیدیا ہو اوسکے نیچے اپنا نوٹ لکھینگے ناظرین بالانصاف ملاحظہ فرمائین وہ تحریر حسب ذیل ہو ملاحظہ ہو النجم ۲۵ جلد ۲ مورخہ ۱۴ رمضان ۱۳۲۶ھ
"شیعی علما و مصنفین کی حیا و حق پرستی اس درجہ کمال کو پہونچ گئی ہو کہ انکے مذہب کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے اہل نظر کو صرف انہین کی تصانیف کا دیکھ لینا کافی ہو کچھ حاجت نہین کہ کسی مخالف

کی تحریرسے انکے مذہب کی کچھ حالت معلوم کیجائے ۔
زمانہ گذشتہ مین جو جو کارروائیان یہ حضرات کرچکے ہین ان سے قطع نظر کرکے زمانہ حال کے شیعی علما کی حالت پر نظر ڈالی جاے تو کچھ کم عبرت نہین ہوتی خاصکر اس دور آخر کے امام جنکے علم و قابلیت کا شور ہندوستان سے ایران تک برپا ہو اور جنکی تصانیف پر تمام شیعی دنیا کو بیحد ناز ہے یعنی مولوی حامد حسین صاحب انہین کی کارروائیون پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو قدرت خدا کا نمونہ آنکھونکے سامنے آجاتا ہے کہ الٰہی یہ لوگ کس فطرت کے تھے کیا یہ لوگ باوجود ایسی قابل شرم کارروائیون کے بھی اپنے کو حق پر سمجھتے تھے مولوی حامد حسین صاحب کی اس قسم کی کارروائیان النجم مین بکثرت دکھائی جا چکی ہین ۔ (۲)
لیکن اب ان تمام کارروائیون کا لطف جاتا رہا اب نئی نئی ترقیون نے ان پارینہ لطائف کو بے مزہ کردیا ہے یہ عجیب و غریب کارروائیان ابتک صرف انہین کتابون تک محدود تھین جو سوا خوش عقیدہ ہم مذہبون کے اغیار کے ہاتھ تک نہ پہونچتی تھین اور کوشش کی جاتی تھی کہ اغیار کی نظر ان پر نہ پڑے یہانتک کہ اکثر کتابون پر لکھدیا جاتا تھا کہ یہ کتاب صرف شیعون کیلئے ہے اہل سنت اسکو نہ ملاحظہ فرمائین ۔ (۳)
مگر اب ترقی کا یہ عالم ہے کہ وہ کارروائیان اُن عام الاشاعت پرچون مین شایع ہوتی ہین جو ہر موافق و مخالف کے ہاتھ مین جاتے ہین اور جنکو ہر ادنی و اعلی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے ۔ (۴)
شیعون کے کئی ایک رسائل و اخبار نکل رہے ہین جسکو اس قسم کی عجائب و غرائب کی سیر منظور ہو وہ ان کو دیکھے خاصکر رسالہ اصلاح و شیعہ کو کہ یہ دونون بڑے کہنہ مشق ہین ۔ (۵)
ابھی چند روز ہوئے ایک مضمون حرمۃ الخمر کے عنوان سے اصلاح مین شایع ہوا تھا جسمین حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شراب نوشی (معاذ اللہ) ثابت کیجاتی تھی ۔ اور لطف یہ تھا کہ عربی عبارت مین لفظ شراب تھی اس کا ترجمہ اردو مین بھی شراب کرکے عوام جہال کو دہوکہ دیا جاتا تھا ۔ النجم مین تو اب ایسے خرافات کی طرف بالکل توجہ نہین کیجاتی مگر بعض اوقات جب ناظرین کا اصرار ہوتا ہے کہ فلان مضمون کا جواب ضرور ہوجانا چاہیئے اسوقت کچھ لکھدیا جاتا ہے چنانچہ حرمۃ الخمر کا جواب بھی محض ناظرین ہی کے اصرار

سے لکھا گیا۔(۶)

اب ناظرین کا اصرار ہو کہ مسالۂ لف حریر کا جواب بھی لکھا جائے لیکن ایسی خرافات کا جواب کہا نتک لکھا جاتے جب یہ علوم ہو گیا کہ حضرات شیعہ کی مشق ایسی کارروائیون مین بہت بڑھی ہوئی ہے تو پھر انکی تحریرات کو بغرض ردوابطال دیکھنا ہی فضول ہے ہان منا ظر قدرت کی سیر منظور ہو تو ان تحریرات کا دیکھ لینا مضائقہ نہین تاہم بلحاظ احباب کچھ لکھا جاتا ہو ایڈیٹر اصلاح کو اگر کچھ بھی غیرت ہو تو ہمارے اس مضمون کو خواہ بغیر جواب خواہ مع جواب اپنے پرچہ مین شایع کردین گو اس قسم کی درخواست ہم بارہا ان سے کر چکے ہین اور انہون نے الٹ کر جواب بھی نہین دیا تاہم اتمام حجت کی غرض سے پھر لکھا گیا۔ اب اس مضمون کی طرف توجہ کیجئے۔(۷)

لف حریر

اس عنوان سے ایک مضمون اصلاح مین چھپا ہو جسمین یہ دعوی کیا گیا ہو کہ لف حریر اہل سنت کے مذہب مین ہو۔

حضرات شیعہ کی یہ عادت قدیم سے ہو کہ اپنے جرائم قبیحہ دوسرون کی طرف منسوب کر دیتے ہین چنانچہ شروع سے اس وقت تک اگر اسکی مثالین تلاش کیجائین تو بے شمار ملینگی۔

مثلاً امام حسین کو خود فریب کے خط لکھکر کوفہ سے بلایا اور وہان بے یارو دیار کر کے انکو مع رفقا کے قتل کر دیا اور اسکا الزام دوسرون پر رکھا۔ یا مثلاً تحریف قرآن کا عقیدہ خود ایجاد کیا اور قرآن مین ہر قسم کی تحریف کے واقع ہو جانے کی روائتین ائمہ اہل بیت سے نقل کین اور جب وقت پڑا تو اس عقیدۂ خبیثہ کی نسبت اہل سنت کی طرف کر دی الغرض اسکی مثالین بہت ہین۔

اسی طرح مسالہ لف حریر کو ان شوخ چشمون نے اہل سنت کی طرف منسوب کیا خیر منسوب کرنا تو چندان قابل تعریف نہین ہو اگر ہو تو یہ ہو کہ وہ عبارتین بھی کتب اہل سنت سے نقل کردین جنکی بنا پر یہ مسالہ منسوب کرنا چاہئے یہ ہمت یہ دلیری یہ بیباکی یہ شوخ چشمی۔ کسی دوسرے فرقہ مین نہین مل سکتی۔(۸)

(بعد نقل مسئلہ لف حریر از اصلاح) ش لکھتے ہین۔

الجواب۔ ناظرین نے اس مضمون کو دیکھا کیسی چرب زبانی اور دلیری کے ساتھ اور پھر لطف یہ ہے کہ صلح کل کی پالیسی بھی بدستور قائم ہے۔ آگ لگا دی سارا بلغ جلا دیا اور پھر باجمانی کی گیا سر پر (۹)
کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس فریب و دغا کی نظیر دنیا میں کہین مل سکتی ہے؟ ہرگز نہین کہہ سکتا۔
مضمون نگار کو چاہیئے کہ لف حریر کی حقیقت بیان کرے یعنی آیا لف حریر اس کو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی ضرورت یا مصلحت کیوجہ سے اپنے عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر اپنی منکوحہ عورت سے جماع کرے یا لف حریر کوئی دوسری چیز ہے (ج) اگرچہ دراصل لف حریر اسی کا نام ہے تو بے فائدہ شیعہ صاحبان لف حریر کے نام سے چڑھتے ہین اور بے وجہ اسقدر خوف اور گھبراہٹ اس لفظ سے اپنر طاری ہو جاتی ہے (د) اور کیون نہین کہدیتے کہ صاحب اپنی منکوحہ عورت کیساتھ جماع کرنے مین اگر کسی نے بضرورت یا فرض کر لیجیئے بغیر ضرورت کپڑا لپیٹ لیا تو اسمین کیا قباحت ہو گئی اور شرعاً اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے (ہ) پھر چاہیے اسکے ساتھ یہ بھی کہدیتے کہ سنیون کی کتابون سے اس فعل کا جواز ثابت ہے (و) گو مضمون نگار کی منقولہ عبارتون سے اس فعل کا جواز بھی ثابت نہین ہوتا (ز) شیعونکو اس طول عمل کی کیا ضرورت تھی کہ شیعون کی کتاب مین لف حریر کا مسألہ نہین ہے اور جب شیعون کی کتاب کی عبارتین نقل کیجائین تو کہدیا جائے کہ یہ روایت تقیہ ہے یہ وہم راوی ہے یہ تاویل ہے اسمین زد کے معنی کھایا اور رفت کے معنے مارا لئے جائین کے وغیر ذلک من الہذیانات لما ہو داہم (ح) اور اگر لف حریر کوئی دوسری چیز ہے تو حضرات شیعہ بیان فرمائین کہ وہ کیا چیز ہے اور پھر اس چیز کو عبارات منقولہ سے ثابت کرین ورنہ فریب و دغا سے کچھ کام نہ چلیگا۔ (۱)

ے کیونکہ ان عبارتون مین اس فعل (یعنی اپنی منکوحہ عورت کیساتھ عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر جماع کرنیکی) جواز یا عدم جواز سے بالکل بحث نہین کیگئی بلکہ خاصکر اس امر کی بحث ہے کہ آیا اس فعل پر شرعاً اطلاق جماع کا ہو سکتا ہے یا نہین اور جو نتائج جماع کے ہین مثلاً روزہ کا ٹوٹ جانا غسل کا واجب ہونا حرمت مصاہرت کا ثابت ہو جانا وغیرہ وغیرہ وہ اس فعل سے بھی حاصل ہو جائینگے یا نہین قطع نظر اس سے کہ یہ فعل جائز ہے یا ناجائز چنانچہ ان عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شرعاً جماع کی لفظ اس فعل پر نہین بولی جاسکتی یعنی جماع کی تعریف جو شریعت مین وہ اس فعل پر صادق نہین آتی اس سے زیادہ ان عبارتون سے اور کچھ نہین ثابت ہوتا ۱۲

اصل جواب ہوچکا مگر ضیق مقام کیوجہ سے بہت سی فضول باتین مضمون نگار کی چھوڑ دی گئی ہین مثلاً یہ کہ شیعون کا صلح پسند و امن پسند ہونا اور ہمیشہ چھیڑ کی ابتدا اہلسنت کی طرف سے ہونا یہ محض جھوٹ اور فریب ہے سب سے پہلے چھیڑ کی ابتدا شیعون کی طرف سے ہوئی شیعون کے امام اعظم شیخ حلی اسکے بانی ہین۔ (۱۱)

یا مثلاً بحر الرائق کی عبارت نقل کرکے لم یثبت الحرمۃ کا ترجمہ کیا ہو تو حرام نہین ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار فریب دہی مین اعلیٰ درجہ کا مشاق ہے یا محض جاہل ہے (۱۲) آئندہ اس مسائل پر انشاء اللہ تعالیٰ مفصل مضمون لکھا جائیگا اور ربط تحریر کیا معنی ایسی ایسی قبیح چیزونکا مذہب شیعہ مین جائز ہونا دکھایا جائیگا کہ ذریات ابن سبا کے مضمون کا مزہ آجائے گا۔ (۱۳)

الجواب الحمد للہ کہ اڈیٹر صاحب کی دیرینہ خواہش پوری ہوگئی کہ اونکی تحریر بجنسہ شایع کردی گئی (۲) مگر افسوس کہ الشمس کی مجلات خمسہ نے آپکی رشیخی چشم کو اسطرح سلب کیا کہ اب تصارت ہی نہ بصیرت حالانکہ یہ کیا بین استقصاء الافحام و عبقات الانوار ایسی ہین کہ اسکے جواب کی حسرت مولوی عبد الحی صاحب و نواب صدیق حسن خان صاحب اپنے ساتھ قبر مین لیگئے اور پر کچھ نہ ہوسکا پھر ایسے ذی علم کی اس تحریر پر کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو الشمس جلد اول

(۳) ہان آپ حضرات کے مقدمہ بازیون نے کہ ہر موقع پر عدالت مین پہونچے شیعونکو مجبور کیا تھا کہ ایسی کارروائی کرین جسپر چندبار اصلاح نے اعتراض بھی کیا مگر چونکہ اب دنیا سے مذہب اہلسنت اوٹھ گیا اور آپ کے قلم کی برکت سے خارجیت نے رواج عام پایا جس سے آپ خود اون باتونکا اب اقرار کر رہے ہین جس سے پہلے انکار تھا۔ پھر اعلان مین کیا عذر ہے۔

(۴) اوس سے نہ صرف ہم بلکہ تمامی اہلسنت شکر گذار ہین کہ اب کوئی راز آپکا مخفی نہین رہ سکتا۔

(۵) شیعونکا جو رسالہ نکلا آپ حضرات کے ظلم و تعدی ہی کی جواب ہین۔ اگر نہ مسٹر عبد الحلیم شرر حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول لکھتے نہ اصلاح کی اشاعت ہوتی۔ اگر آپ النجم نہ نکالتے تو الشمس کاہے کو طالع ہوتا۔ اہلحدیث نہ نکلتا تو شیعہ کی کیا ضرورت تھی۔ کیون اڈیٹر صاحب یہی تین رسالہ نہ آپکی نظر مین کھٹک رہے ہین یا اور بھی؟ کیونکہ

اب رہ گئے العوارف - آل انڈیا شیعہ گزٹ - ان لوگوں نے تو قسم کھائی ہے کہ آپ ایسے شریفوں کو منہ نہ لگائیں - اثنا عشری بھی نفرت ہی نگاہ سے دیکھتا ہے پھر بتائے وہ شیعوں کے کون سے کئی ایک اخبار و رسائل ہیں جنسے آپکی یہ حالت ہو رہی ہے -

آپ اصلاح ۱۲ جلد ۱۳ سے دیکھ رہے ہیں کہ اخبار وکیل - اہلحدیث - وطن - پیسہ اخبار - کرزن گزٹ - البشیر - الحکم - النجم - سراج الاخبار جنمیں کوئی روزانہ ہے کوئی ہفتہ میں ہفتہ دو بار باقی سب ہفتہ وار ہیں - انکا کون جواب دیرہا ہے - اور آیا یہ لوگ حملہ کرتے ہیں - یا اصلاح و شیعہ - انصاف فرمائیے اگرچہ امید نہیں -

(۶) مگر الحمدللہ اشعار عرب اور احادیث رسول اللہ سے ثابت کردیا گیا کہ شراب کا استعمال اکثرے اسی معنی میں ہے جس سے شرابخواری خلیفہ دوم ایسے اعلی پیمانہ پر ثابت ہوئی کہ اڈیٹر اہلحدیث کو بھی اب اوسمیں شبہہ نہیں رہا ہوگا ملاحظہ اصلاح ۱۰ جلد ۱۳ کیا اوس تحریر کا جواب آپسے یا اہلحدیث سے آجتک ہوسکا ہے پھر ثبوت شرابخواری خلیفہ دوم میں کیا عذر ہے -

آپکی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپکے دلکی سفیدی اب اتنی بھی نہ باقی رہی کہ خلیفہ دوم کی شرابخواری سے متاثر ہو - کیونکہ آپ خود لکھ رہے ہیں صرف ناظرین خریداران النجم کے خاطر سے کچھ لکھدیا جاتا ہے ورنہ آپ بھی مضامین اصلاح کو ایسا لاجواب سمجھتے ہیں کہ ادہر التفات کرتے روح لرزتی ہے -

(۷) لیجئے صاحب میری غیرت تو آپنے دیکھلی کہ ایکدفعہ نہیں صدہا بار آپکا مضمون حسب فرمایش آپکے پورا نقل کردیا گیا مگر جواب کے ساتھ اس دفعہ اور بھی آپکی خاطر کی جاتی ہے کہ آپکے مضمون کے ساتھ اپنا جواب نہیں قلم کرتے بلکہ ہند سہ دیکر نیچے نیچے ہم اپنا قلم چلا رہے ہیں -

(۸) بلجاظ خلط مبحث آپکو یہ دعاوی کا ذبہ یونہی چھوڑے جاتے ہیں کیونکہ یہاں بحث صرف لفت حریر سے ہے -

(۹) تو آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ مسئلہ لفت حریر اہلسنت کے یہاں کیسا زبردست مسئلہ ہے "آگ لگادی سارا بلاغ جلادیا"، اسی لئے تو ہم سمجھاتے تھے فاتقوا النار التی وقودھا

الناس والحجارہ اعدت للکافرین۔

حقیقت مین یہ مسئلہ لف حریر غیرت مندون کیلئے حیا سوز ہے۔ مگر شکر خدا ہے کہ آپ سے حیا نکل چکی ہے۔

(۱۰) لیجئے اڈیٹر صاحب بھی کھلے لفظون مین جواز لف حریر کا فتوی دیتے ہین "اگر کسی نے بضرورت یا فرض کر لیجئے بغیر ضرورت کپڑا لپیٹ لیا تو اسمین کونسی قباحت ہوگی اور شرعاً اس فعل کی حرمت کسی دلیل سے ثابت ہے"

اب اس سے بڑھکر کونسا ثبوت ہم دے سکتے ہین کہ اڈیٹر النجم جو انکا ردیہیات مین مرزا حیرت کا ہمسر یا استاد ہے اوسنے بھی اسکو مان لیا کہ لف حریر کی حرمت پر کوئی دلیل نہین ہے۔ تو کیا اس تصریح سے بھی اونلوگونکو اطمینان نہوگا جو کہتے ہین مذہب اہلسنت ایسا.. نہین ہے جسمین اس قسم کے مسائل ہون۔ کیا داڑھی کی حرمت پر کوئی دلیل ہے؟

(۱) ہان یہ سچ ہے اس سے بڑھکر کونسا فریب ودغا ہو سکتا ہے کہ عبارت کی عبارت مع صفحہ و مطبع ونام کتاب لکھا جائے اور آپ کہین دغا ہے"

(ب) معلوم نہین حقیقت لف حریر بتانے مین اپنی منکوحہ کی قید کہان سے بڑھائی کیونکہ لف کے معنی لپٹنا ہے۔ حریر کے معنی ریشم یعنی ریشم لپیٹنا یا ریشمی کپڑہ لپیٹنا اسمین منکوحہ وغیر منکوحہ کو تو دخل ہی نہین۔ پھر جب صراحت اسکی موجود ہے" اگر کوئی شخص اپنی محرمات سے نکاح کرے اور انکے ساتھ صحبت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اسکو حد نہ مارنا چاہیئے ملاحظہ ہو اصلاح ۹ صفحہ ۱۴۱

تو اب منکوحہ کی قید بڑھانا صریحی دغا و فریب نہین ہے تو کیا ہے کیونکہ محرمات کیساتھ جب بجبر و نکاح حد ساقط ہے تو لف حریر سے تو اور بھی مزہ دوبالا ہوگا۔

(ج) ہان لف حریر یہی ہے کہ کپڑا لپیٹ کر جماع کرنا خواہ منکوحہ سے ہو یا محرمات شرعیہ سے سب لف حریر کی شاخ ہے۔

براہ کرم ضرورت ومصلحت کو بھی تو بتائے۔ کیونکہ ضرورت ہو سکتی ہے تو عورتونکو جو بوجہ وسعت فم رحم کمر کی چاہتی ہونگی اور مصلحت اسکے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ محرمات ابدیکی

حاجت روائی پوری ہو اور پھر مسلمان بنے رہین۔

(د) فعل حرام و خلاف شرع سے پرہیز تو ہر مسلمان پر لازم ہے۔ پھر کیون شیعونکو آپ یہ تعلیم دیجیے ہین کہ وہ نہ پڑہین۔ وہ تو آپکے بیقاعدہ وضو و نماز سب پڑہتے ہین کہ خلاف شرع ہو رہا ہے۔ خوف وگھبراہٹ بھی کیون نہ طاری ہو جبکہ اسقدر مدعیان اسلام کو مخالفت شرع سے جہنم مین جانا ہوگا اس سے بڑھکر کون سے امر سے خوف ہو سکتا ہے۔

(ھ) اب آپکی تعلیم ہوئی تو حضرات اہلسنت بیشک یہ جواب دینگے کہ "شرعاً اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے" مگر اہل حق تو حضرت عائشہ کی گواہی پیش کرینگے کہ رسول اللہ صلعم کا طرز عمل اونکے ساتھ کیا تھا جسکے بعد ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ آیہ قرآنی پیش کرینگے اور ما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتھوا کہ مجامعت ہو یا مباشرت اکل ہو یا شرب پاخانہ ہو یا پیشاب سب مین حکم خدا و رسول کے اتباع کا حکم ہے۔ تو لف حریر مین کونسا سرخاب کا پر لگ گیا ہے کہ خلاف سنت رسول اوسپر عمل کرین۔

اڈیٹر صاحب آپ خود لکھ چکے ہین حجت شرعی چار چیزین ہین کتاب و سنت و اجماع و قیاس جسمین اجماع و قیاس سے تو خود اہلسنت کو بھی اختلاف ہے لہذا کتاب و سنت سے اب لف حریر ثابت کیجے۔

بہرحال ہمکو زیادہ بحث کی ضرورت نہین صرف آپکا فتوی اثبات مدعا کیلئے کافی ہے "اگر کسی نے بضرورت یا فرض کر لیجیے بغیر ضرورت کپڑہ لپیٹ لیا تو اسمین کونسی قباحت ہوگی اور شرعاً اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے"

کیونکہ ہمارا مطلب صرف اسیقدر ہے کہ لف حریر کا مسئلہ خود اہلسنت کے یہان ہے جو بخوبی ثابت ہوا۔ رہا قباحت تو اوسکے عوض آپکو منفعت ہے کہ آپکی کی پوری ہوگی پھر سرعت انزال کا مرض جو عام طور پر پھیل رہا ہے اوسمین بھی مفید ہوگا جس سے اگر نقصان ہوگا تو ہون اشتہاری طبیبونکا جو ہزارون قسم کی دوا اسکے ث ملک مین شائع کر رہے ہین کیونکہ لف حریر کے بعد نہ سرعت ہوگی نہ تاخیری کی شکایت۔

(و) اب تو اور بھی میدان صاف ہو گیا کہ اسکی اجازت مل گئی کہ کہین حسینونکی کتابون سے

اس فعل کا جواز ثابت ہے''

(ذ) بفرض محال اون عبارتوں سے اگر جواز نہیں ثابت ہوتا تو آپنے تو جائز کر دیا کیونکہ خود حکم ہیں'' اور شرعا اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے'' کیونکہ جب حرمت پر کوئی شرعی دلیل ہی نہیں تو وہ جائز ہے'' اس عبارت پر جو نوٹ لکھا گیا ہے وہ تو اور بھی صاف ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں ''جماع کی تعریف جو شریعت میں ہے اس فعل پر صادق نہیں آتی''، پس جب یہ جماع نہیں ہے تو پھر ماں بہن دادی نانی سب مساوی ہوین کپڑا لپیٹ لیجئے اور الکدم سے گھر مین دورہ کیجئے سب کی تسکین بھی ہو جائیگی اور آپ پاک صاف بھی رہینگے۔

ہائے اے اسلام تو کن ہاتھوں پڑ گیا جو نہ صرف نکاح کر لینے'' جلوائی بے دودھ ہو جاتی ہیں۔ بلکہ ایک دھجی کپڑا لپیٹ لینے سے جماع کی تعریف ہی سے یہ فعل نکل جاتا ہے'' شرعاً جماع کی لفظ اس فعل پر بولی جا سکتی یعنی جماع کی تعریف جو شریعت مین وہ اس فعل پر صادق نہیں آتی''

(ح) اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ شیعون کے یہان کوئی روایت نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی روایت ہوتی تو بجائے اس فضول تقریر کے وہی روایت پیش کر دی جاتی۔

جب شیعونکو اس مسئلہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں تو پھر شیعون سے کیون دریافت کرتے ہین اپنے گھر کے بڑے بوڑھے زن و مرد سے دریافت کیجئے لف حریر کیونکر ہوتا ہے کیونکہ ابھی آپ شاید مرید نہیں ہوئے ہین جو اس حیلہ شرعی کی ضرورت ہو۔ یا آپکا عمل سنت عمری پر ہے جس سے اسکو جانتے ہی نہ ہونگے۔

(۱۱) الحمد للہ کہ اور بھی مطلع صاف ہوا'' اصل جواب ہو چکا'' جس سے معلوم ہوا کہ کوئی روایت شیعہ آپکو نہیں ملی جسے بطور الزام پیش کر سکین۔ رہا ضیق مقام کا عذر تو حیف ہے کیونکہ اگر ضیق مقام ہوتا تو لف حریر کی کیا ضرورت ہوتی۔

(۱۲) کیون نہ ہو آپکی اوقات بسری کتابونکے ترجمہ پر ہے۔ پھر کیون نہ اس جملہ کو غلط کہیے گا لم یثبت الحرمۃ کا ترجمہ آپکے مذاق پر نہیں ثابت ہوگی حرمت'' ہوتا ہے اور یہان خلاصہ مطلب لکھا گیا ''حرام نہیں ہے'' بس یہی اعتراض ہے۔ تف

(۱۳) ذریت ابن سبا تو خاص خطاب آل خطاب ہے جنکا مرشد کامل کلبی امام المفسرین

خود سبائی تھا - باقی شیعوں کے مقابلہ مین آپکا آئندہ ہمکو معلوم ہے کہ الشمس کو "ناقابل التفات" لکھہ کر ہضم کر گئے - اور اب اصلاح کے مقابلہ مین بھی یہ اعلان ہونے لگا" النجم مین تو اب ایسے خرافات کی طرف بالکل توجہ نہین کی جاتی مگر بعض اوقات جب ناظرین کا اصرار ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا طفل بمکتب نمی رود و لی برندش کا مضمون ہے کہ آپ جو کچھ لکھتے ہین صرف خریداران اخبار کے خیال سے - مگر الحمدللہ وہ بھی ایسے سمجھدار ہوگئے ہین کہ ہر شخص شوق کر رہا ہے -

اڈیٹر صاحب النجم سے امید ہے کہ جسطرح ہمنے اونکی خاطر کی سے اونکی پوری تحریر کو مع نوٹ شایع کیا ہے وہ بھی اس تحریر کو النجم مین شایع کرینگے جس سے حضرات اہلسنت کو پورا اطمینان ہو جائے کہ مذہب اہلسنت مین لف تحریر بالکل جائز او رمباح ہے - اڈیٹر

بخاری کا جاہ و جلال

الحمدللہ کہ جب سے تنقید بخاری کا سلسلہ قائم ہوا ہے سال بلکہ ہر دوسرے تیسرے مہینہ سنی بہلک سے بھی کچھ آوازین آجاتی ہین جن سے بخاری کا طلسم ٹوٹ رہا ہے اور حق واضح ہوتا جاتا ہے کیونکہ اکثر علمای اہلسنت بھی جو انصاف پسند ہین وہ اسکا اعتراف کر رہے ہین کہ صحیح بخاری کی ترکیب دنیا سے بالکل نرالی ہے -

اصلاح ۸ مین آپ جناب مولوی عمر کریم صاحب حنفی رئیس پٹنہ کا مضمون اشتہار نمبر ۲ دیکھ چکے ہین جو اتفاقاً ہمکو ملگیا - اس اشتہار نے فرقہ اہلحدیث پر کیا اثر کیا ؟ اوسکا پتہ آپکو اخبار اہلحدیث نمبر ۲۲ جلد ۷ سے بخوبی معلوم ہوگا جو حسب ذیل ہے -

کھلی چٹھی بخدمت مولوی عمر کریم صاحب عظیم آبادی " مولوی صاحب موصوف نے ایک اشتہار نمبر دیا ہے جس مین حسب مذاق خود امام بخاری اور صحیح بخاری بلکہ جملہ متبعان[1] صحیح بخاری کو بانی پی پی کر کوسا ہے بغرض تحقیق حق سوالات کرنا کوئی معیوب امر ہے معیوب

[1] براہ کرم بتائین متبعان صحیح بخاری کس فرقہ کا نام ہے کیونکہ اہلحدیث کا نام تو کہدیا ہے - یہ لوگ صرف حدیث صحیح رسول اللہ کے پیرو ہین خواہ وہ حدیث بذریعہ شیعہ ملے یا سنی - مگر اب معلوم ہوا کہ اب اہلحدیث نہین ہین

یہ ہو کہ سوال کا عنوان اور رادا مضمون ہی ایسا دلفگار ہو کہ طبیعت خواہ مخواہ انتقام کی طرف متوجہ ہو خصوصاً بزرگان دین کی بجا تعظیم کے ہتک کرنا غالباً مذہب کے علاوہ اخلاق بھی اجازت نہیں دیتے۔ مگر الحمد للہ کہ مولوی صاحب موصوف کے طفیل سے جماعت اہلحدیث سے ایک پرانا اعتراض رفع ہو گیا جو مخالفین کیا کرتے تھے کہ یہ لوگ (غیر مقلد) ائمہ دین کی توہین کرتے ہین آج ہمکو یہ ثبوت ملتا ہو کہ ائمہ دین کی توہین کرنیوالے وہی لوگ ہین جو اہلحدیث پر یہ الزام لگایا کرتے تھے۔ جماعت اہلحدیث کا یہ عام فتوی ہو کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنیوالا اہٹارا رافضی ہے تو ائمہ دین کی ہتک کرنے والا چھوٹا رافضی۔ غالباً مولوی عمر کریم صاحب لکھینگے کہ ہم ائمہ کی ہتک نہیں کرتے بلکہ تحقیق حق کرتے ہین تو آپکے اشتہار کی آخری سطر پیش خدمت ہو گی ملاحظہ فرما دین آپ لکھتے ہین۔

"جب بخاری پرست سب ان سوالات کا جواب با صواب دینے کیلئے تو پھر اور جواب بھی پیش کئے جاوینگے کس واسطے کہ بخاری مین ایسے ہفوات و خرافات کی کچھ کمی نہیں"

کوئی دانا اس عبارت کو دیکھکر کہہ سکتا ہو کہ تحقیق حق کرنیکی نیت سے لکھی گئی ہو؟ کیا کسی شیعہ کو بھی آپ اجازت دین گے کہ فقہ حنفیہ کی چند جزئیات لکھکر یہ تو لکھدین و نہ کتب فقہ مین ایسی ژاژہائیات کی کمی نہین۔ بہرحال آپکی نیت مخفی نہین۔

آپکا اشتہار جناب مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی (امرتسری) کے ملاحظہ سے گذرا تو جناب موصوف نے

ملک اہل بخاری ہین۔ اصلاح ۱۱ ؎ مگر افسوس نہ لکھا کس لفظ کو ساہو کیونکہ اشتہار مین تو کوئی لفظ ایسا نہیں ہو جسے کوسنا کہا جائے ؎ افسوس کہ ائمہ اطہار علیہم السلام کی نسبت نہین اسکا خیال ہوتا جنکی شان اقدس مین کیسے کیسے گندہ الفاظ اسی اہلحدیث مین لکھے جاتے ہین ۱۱ ؎ تو پھر حضرت صدیق و فاروق و غنی سب ہی رافضی ہوے کیونکہ جسقدر صحابہ کی توہین انلوگون نے کی ہو دنیا مین شاید کوئی انکا ہمسر نہ ملے ملاحظہ ہو ذوالفقار حیدر و مناظرہ محمدیہ وغیرہ ۱۱ ؎ مگر کیا یہ الفاظ گور پرست قبر پرست تعزیہ پرست کا جواب نہیں ہو سکتا جو عام طور سے حنفیوں کو کہا جاتا ہے ثبوت درکار ہو تو اہلحدیث ملاحظہ ہو ۱۱ ؎ یہان آپ شیعہ کا نام کیون لیتے ہین کیا ظفر المبین کا مصنف شیعہ تھا وہابی نہ تھا جسنے وہ مسائل لکھے کہ کسی شیعہ نے بھی کبھی نہ لکھا ہو کیونکہ شیعہ تو صرف تبرا سیئہ متشابہ پر عمل کرتے ہین کہ جس مسائل پر حنفی اعتراض کرتے ہین اونہین کا تحقیقی و الزامی جواب دیتے ہین ۱۱

(ضمیمہ نور طور نمبر ۱۶)

اوس کے متعلق ایک مضمون بغرض اشاعت بھیجا ہی جو درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب مولوی عمر کریم صاحب بعد از سلام مسنون عرض ہی کہ امام بخاری کی فقاہت پر اہل سنت کے سلف وخلف متفق ہین واللہ اعلم امام اہل سنت سے آپکے شذوذ کی وجہ عدم واقفیت ہی یا ضد وعداوت٭

ولیس قولك من هذا بضائره العرب تعرف من انكرت والعجم

الله شرفه قدما وعظمه جرى له بذالك في لوحه القلم

آپکے سوالات کا مختصر جواب یہ ہی کہ صحیح بخاری کو امام بخاری تمام وکمال طور پر ابھی مرتب نہین کیا تھا کہ فوت ہو گئے بعض جگہ ترجمہ وضع کیا تھا بارادہ ادخال حدیث مطابق اور بعض جگہ احادیث درج کی تھین یا ارادہ وضع ترجمہ مناسب اور اس کے لکھنے کیواسطے اپنی کتاب مین بیاض چھوڑی تھی مہ موت نے اتمام وکمال کا موقع نہ دیا بعض جگہ ترجمۃ الباب بے حدیث رہگیا اور بعض جگہ حدیث بلا ترجمہ رہگئی تلامذہ واصحاب نسخ نے عبارات کو باہم ملادیا اور بیاضون کو نہ چھوڑا۔ اسیواسطے ناواقفونکو اعتراضات کا محل ملگیا۔ اس بات کے واسطے دلیل بالسند پیش کرتا ہون حافظ ابن حجر فتح الباری کے مقدمہ کے مقدمہ مین لکھتے ہین وقد اوضح السبب في ذلك الامام ابو الوليد الباجي المالكي في مقدمة كتابه في اسماء رجال البخاري فقال اخبرني الحافظ ابو ذر عبد بن احمد المروزي قال حدثنا الحافظ ابو اسحق ابراهيم ابن احمد المستملي قال انتسخت كتاب البخاري من اصله الذي كان عند صاحبه محمد ابن يوسف الفربري فرايت فيه اشياء لم تتم منها تراجم لم يثبت بعدها شيء ومنها احاديث لم يترجم لها فاضفنا بعضها الى بعض" اس عبارت نے معترض کیواسطے کوئی رگ اعتراض کی نہین چھوڑی اگر آپ اسکو تسلیم نہین کرتے بلکہ سبکو امام بخاری کا استدلال للباب سمجھتے ہین تو بھی تنزلاً احقر اسکی توجیہ وتطبیق کیواسطے حاضر ہی بشرطیکہ دو منصف عالم متبحر ایک اہل حدیث اور ایک حنفی المذہب مقرر کرین۔ اس وقت اہل حدیث مین متبحر فی علم الحدیث مولوی محمد شمس الحق صاحب ڈیانوی ہین اور احناف مین مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ہین امید ہی کہ جناب ان ہر دو صاحبون کو ضرور ہی منظور کریگا اسلئے آپکے سوالات کا جواب لکھے منظوری کی انتظاری ہی۔

والسلام۔ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی ثم الامرتسری عفا اللہ عنہما۔

٭ یہ اشعار قصیدہ فرزدق کے ہین جو شان مین جناب امام زین العابدین کے کہا تھا۔ امید ہی اہلسنت قبضہ کرینا۔ (ایڈیٹر اصلاح)

ایڈیٹر۔ مین اپنی راے کو سردست محفوظ رکھتا ہون اہلحدیث کے اہل علم ناظرین کی راؤن کا انتظار ہے مولوی عمر کریم صاحب اس چٹھی کا جواب بھیجین گے تو درج کیا جاویگا۔

اب تو بالکل مطلع صاف ہے "گئے تھے روزہ بخشوانے گلے پڑی نماز" کیونکہ مولوی عمر کریم صاحب کا اعتراض جناب پر تھا بخاری کے اور یہان ساری کتاب ردی ہوئی۔ کیونکہ حافظ ابو اسحق کہتے ہین مینے جو اصل نسخہ بخاری سے نقل کیا تو اوسمین بہت سے ترجمے لکھے تھے۔ مگر حدیث نہ تھی بعض حدیثین لکھی تھین مگر ترجمہ (یعنی باب نہ تھا) مینے بعض کو بعض پر اضافہ کیا۔ تو ساری کتاب ردی ہوئی کیونکہ نہ معلوم کونسا باب خالی تھا۔ کونسی حدیث خالی تھی جسمین یہ اضافہ ہوا۔ پھر بخاری نے جسکے لئے کچھ ضروری نہین کہ وہ روائتین بخاری کے نزدیک بھی صحیح ہون۔ اور یہ تو بالکل خلاف قیاس بات ہے کہ باب خالی دیکھکر اس محدث کو جو حدیث یاد ہوا وسمین نہ لکھے۔ تو اب یہ بالکل جعل ہوا کہ اپنی حدیث کو بخاری کی سند پر لکھ دین۔

اہل علم کو معلوم ہے کہ جمع قرآن مین بھی اسی طرح اکثر خالی جگہ چھوڑی گئی تھی کہ اسکے بعد والی آیت لکھی جائیگی۔ خواہ وہ لکھی گئی ہو یا نہ لکھی گئی ہو۔ تو اوسکا قیاس اسپر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہان قرآن ہے جسکے الفاظ و معانی جو کچھ ہین معجزہ ہے لہذا وضع کا احتمال نہین ہو سکتا بخلاف صحیح بخاری کے کہ حدیثین بحیثیت اعجاز نہین ہین۔ انمین ہر طرح کا تصرف ممکن ہے پھر بتاے اس صحیح بخاری کی کیا حالت ہوئی کہ نا قلان صحیح بخاری نے اوسمین اسطرح کا تصرف کیا۔ اڈیٹر

اخبار غم۔ افسوس کہ جناب بابو سید مرتضی حسین صاحب رئیس اعظم بھاگلپور نے بتاریخ ۷ اکتوبر مطابق دفعۃً انتقال فرمایا نہایت مخیر اور با توفیق رئیس تھے رحمہ اللہ مومنین سے دعائے مغفرت کی امید ہے۔ جناب مولوی مرزا علی حسد رصاحب خلف مولوی مرزا محمد حسن حسب نشمار جناب بابو شیخ محمد عطا صاحب ہیڈ کلرک خزانہ کلکٹری کھنو اور جناب سید جعفر حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس کھنو کے وفات سے بھی نہایت افسوس ہوا یہ کل حضرات بھی بڑے قدر دان اصلاح تھے۔ رحمہم اللہ۔

ضروری اطلاع۔ ضلع مظفر نگر تحصیل جانسٹھ کے متعلق بعض بستیو مین کچھ عام شیعہ اثنا عشری رہتے ہین جو سے بوجہ تعصب مذہبی سنی نائیون نے قرابت داری بانتظام برادری قطعاً بند کر لی ہے اسوجہ سے اونکو

غم حسینؑ کی نسبت اڈیٹر وکیل کا منشا

سلسلہ کیلئے اصلاح نمبر ۱۰ ملاحظہ ہو

سامنے باجازت رسول اللہؐ گایا بجایا تھا۔ تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار حسن صغانی جو مجموعہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیثوں کا ہے اوسکو ملاحظہ کیجئے محرم عورت کا گانا بجانا درست ہے صفحہ ۱۱۰ تو مردوں کا یا خود دلہن کا بجانا کیوں نہ درست ہوگا۔

لڑکیاں دف بجاکر عائشہ کے گھر میں گاتی تہیں ابوبکرؓ نے ڈانٹا تو آنحضرت نے (جیسا کہ کتاب مذکور میں مرقوم ہے) فرمایا کچھ مضائقہ نہیں آج عید کا دن ہے صفحہ ۱۰۵۔ شادی میں بھی گانے بجانیکی فرمایش کرنا اوسی کتاب میں موجود ہے صفحہ ۲۱۳ اور کچھ صرف خوشی کے موقع پر نہیں بلکہ غم کے موقع پر بھی نامحرم عورتونکا گانا بجانا اور اوس مجلس میں آنحضرت کا شریک ہونا اور فرمایش کرنا صحیح بخاری میں چند جگہ مرقوم ہے منجملہ اوسکے صحیح بخاری جلد ثانی صفحہ ۵۶ میں ہے

حدثنا علی قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا خالد بن ذکوان عن الربیع بنت معوذ قالت دخل علیّ النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ بنی علیّ فجلس علی فراشی کمجلسک منی وجویریات یضربن بالدف یندبن من قتل من اٰبائھن یوم بدر حتی قالت جاریۃ وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقولی ھٰذا وقولی ما کنت تقولین۔ یہ حدیث بھی ایسی ہے کہ مولوی حسن میاں صاحب پہلواروی کرزن گزٹ کے مقابل میں اس سے استدلال کرکے فرماتے ہیں کہ بھلا ان روایات صحیحہ و احادیث معتبرہ کے مقابل میں ہم ایسے لوگوں کے اقوال کب تسلیم کرسکتے ہیں" اور اس حدیث کو لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ذرا ندبہ کے معنی بھی ملاحظہ ہوں۔ صراح میں ہے بر مردہ گریستن و برشمردن محاسن او۔ وجود صحیح بخاری کے حاشیہ پر موجود ہے قولہ یندبن ای یذکرن بالحسن او صافھم جا یھیج البکاء والشوق۔ اب غور کرو انصار کی چھوکریوں نے خدا جانے کتنی مدت کے بعد حضور سیدنا و مولانا محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے آباکا جو

بدر مین مقتول ہوئے تھے (دف بجا بجا کر) ندبہ کیا اور حضور بھی سنتے رہے آپنے اونکو منع نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے امر پر اونکو روک کر فرمایا کہ تم جو پہلے کہہ رہی تھین اوسیکو کہو پس جب انصار کی لڑکیون کا اپنے مقتولونکو ندبہ کرنا (اونکو یاد کرکے اونکے محاسن واوصاف ذکر کرکے اونپر افسوس کرنا رقت آمیز جملے کہنا اور اونکو رونا) منع نہین بلکہ جائز و درست ہو تو پھر سید شباب اہل الجنۃ جگر گوشۂ نبی الرحمۃ سید الشہدا امام ہمام حضرت سیدنا جناب امام حسینؑ علی جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام کا ندبہ کرنا اونکو یاد کرکے رونا اونکے غم مین آنسو بہانا اور اونکا مرثیہ سننا کیون حرام و نادرست او منع ہوگا۔ تمام ہوئی عبارت مولوی حسن میان صاحب پھلواروی کی۔

ان حدیثون کی بنا پر ہم یہ نہین کہتے ہین کہ معاذ اللہ ڈھول دمامہ گانا بجانا جائز ہے بلکہ ان حدیثون کے یہان نقل کرنے سے ہماری غرض صرف اسیقدر ہے کہ وکیل کے لائق اڈیٹر صاحب سے اگر ممکن ہو تو ان حدیثون کی تردید کرکے مولود اور عرس مین جو ڈھول دمامہ گانا بجانا ہوتا ہے اوسکو بند کرادین۔

(۳) مروجہ مجالس عزای جناب سید الشہدا کرتے ہین اوسمین عورتین تو برسر عام مجلس مین آکر نہین بیٹھتی ہین اگر کہین کسی مجلس کے سننے کو عورتین آتی بھی ہین تو اونکے نشست کی جگہ علحدہ مکان مین پردہ کے اندر ہوتی ہے جہان ذاکر کی صرف آواز پہونچ سکے مگر کسیطرح کسی مرد کا سامنا نہ ہو تب ان مجلسون کو نظربازی کرنے اور پرائی عورتونکو گھورنے سے کیا واسطہ؟ ہان صحیح بخاری کی حدیث مستدلہ مولوی حسن میان صاحب کے موجب بنت معوذ والی مجلس جسمین رسول اللہ کا بنت معوذ کے ساتھ ایک فرش پر بیٹھنا اور انصار کی چھوکریون کا دف بجا بجا کر ندبہ کرنا مذکور ہے البتہ اوس قسم کی معلوم ہوتی ہے جیسی آپ کہتے ہین۔

(۴) مجالس عزای جناب سید الشہدا مین کوئی اسٹیج تو ہوتا نہین ہے اس لفظ کے لکھنے سے یہان کیا حاصل اگر آپکا مطلب اسٹیج سے تعزیہ ہے تو یہ غلط لفظ آپنے استعمال کیا ہے کوئی صاحب فہم اور ذیعلم اسٹیج یا بت کا لفظ تعزیہ کی نسبت نہین استعمال کرسکتا ہے اسٹیج اور بت ذی روح کی مورتونکو کہتے ہین ہان گوڑیان البتہ اسٹیج اور بت کہی جاسکتی ہین لیکن اونکی نسبت بھی محدث عبدالحق صاحب دہلوی فرماتے ہین کہ صور لعبہ بنات رخصت است کیونکہ حضرت عائشہ

گوٹریاں کھیلا کرتی تھیں جیسا کہ جمع بین الصحیحین اور مشکوٰۃ و شرح مشکوٰۃ و سنن ابی داؤد وغیرہ میں منقول ہے۔ تعزیہ تو غیر ذی روح یعنی جناب سید الشہداء کے ضریح انور کی شبیہ ہے جیسا کہ خانہ کعبہ کی اور جناب رسولخدا کے روضہ انور کی شبیہیں سنگ مرمر وغیرہ کی بنی ہوئی یا کاغذ پر کھینچی ہوئی لوگ لاتے ہیں اور مسلمان بہ تمنائے زیارت اور تیمناً و تبرکاً ان کو اپنے گھروں میں بہ تعظیم رکھتے ہیں۔

چونکہ مخصوص تعزیہ داری کے بارہ میں اڈیٹر صاحب نے کچھ آگے بڑھکر لکھا ہے اسلئے اسکے نسبت مفصل ہم بھی وہیں لکھینگے۔

۵ جھوٹ تو ہر حالت میں من عمل الشیطان ہے مجلسیں آراستہ کرنیکی کوئی تخصیص نہیں۔ معلوم نہیں اڈیٹر صاحب نے کس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "جھوٹ موٹ واہ واہ اور مصنوعی آہ آہ کے لئے مجلسیں آراستہ کرنیکو عمل الشیطان (شیطانی کام) قرار دیا ہے"

بہرکیف مصنوعی آہ آہ کی نسبت تو ہم اوپر لکھ چکے کہ حضرت عمر نے خود رسول سے کہا تھا جیسے گریہ میکنی یا رسول اللہ تو و یاران تو من ہم گریہ کنم اگر یابم و اگر نہ تباکی کنم" اور حضرت ابوبکر نے حکم دیا تھا کہ من استطاع ان یبکی فلیبک والا فلیتباک۔ اب اسکو چاہے من عمل الشیطان فرمائیے یا جو کچھ جی چاہے بنائیے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جب آپکو حسین سے دعوی محبت ہے تو آپ مصنوعی آہ آہ نہ کیجئے سچے دل سے آہ آہ کیجئے ابھی آپکو حدیث صحیح بخاری مستدلہ مولوی حسن میاں صاحب پھلواروی سے معلوم ہو چکا کہ ایسی مجلس عزا میں جسمیں انصار کی لڑکیاں اپنے عزیزوں پر جو بدر میں مقتول ہوئے ندبہ کرتی تھیں آنحضرت خود شریک ہوئے اور اونسے فرمائش کی کہ تم جو کہتی تھیں وہی کہو (یعنی دوبارہ وہی ندبہ کرنیکی فرمائش کی) یہ بھی ایک طریقہ تحسین کرنے اور داد دینے کا ہے کبھی اچھے کلام کی تعریف واہ واہ سے کرتے ہیں اور کبھی مکرر پڑھوا کر (یعنی جیسا موقع ہو)۔

مولوی شبلی صاحب نے الفاروق میں لکھا ہے کہ حضرت عمر کے ذوق سخن کا یہ حال تھا کہ اچھا شعر سنتے تھے تو بار بار مزے لیکر پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ زہیر کے اشعار سن رہے تھے یہ شعر آیا دان الحق مقطعہ ثلاث مرتین او نفار او جلاء تو حسن تقسیم پر بہت محظوظ ہوئے اور دیر تک بار

بار اس شعر کو پڑھا کئے - ایک اور دفعہ عبدۃ ابن الطیب کا لامیہ قصیدہ سن رہے تھے اس شعر کو سنکر و المرء ساع لامر لیس یدرکہ و العیش شحّ و اشفاق و تعمیل پھڑک اوٹھے اور دوسرے مصرع کو بار بار پڑھتے رہے اسی طرح ابو القیس بن الاصلت کا قصیدہ سنا تو بعض اشعار کو دیر تک دھرایا کئے یہ تمام روایتین جاحظ نے کتاب البیان والتبیین صفحہ ۹۷ و ۹۸ مین نقل کی ہین (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۷) اور ایک موقع پر زہیر کا شعر سنکر تعریف کیا کہ زہیر خوب کہتا تھا (ایضاً صفحہ ۲۶)

یہ نمونہ کے لئے مشتے از خروارہے ورنہ مولوی شبلی صاحب نے تو بہت کچھ لکھا ہے - اب آپ ہی فرمایئے کہ حضرت عمر کا اشعار سنکر پھڑک اوٹھنا پسندیدہ اشعار کو بار بار مزے لیکر دیر تک پڑھتے رہنا کبھی پھڑک کر کیا خوب کہہ اوٹھنا کس قسم کا عمل تھا بلکہ ہم لوگون کی مجلسون مین تو پسندیدہ کلامون کی صرف واہ واہ اور کیا خوب سے تعریف نہین کی جاتی ہے - کبھی سبحان اللہ کہتے ہین کبھی ماشاء اللہ کہتے ہین کبھی صل علی کا نعرہ بلند کرتے ہین جو کلمات تسبیح و تہلیل اور درود ہین اس ذریعہ سے بھی خدا ہی کی عبادت ہوتی ہے -

ملا ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین "مگر تم عزاداری کی مجلسین اسلئے کرتے ہین کہ ابن زیاد سے جو نا کردنی کام اور ناگفتنی بات رہگئی تھی اب تم اوسکی تکمیل کر ڈالین اور خاندان رسالت کی اچھی طرح ہجو ہو جائے -

(نعوذ باللہ من ذالک) ہمکو تعجب ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب مسلمان ہو کر کیونکر ایسا کرتے ہین عام طور پر تو مسلمان مجلس عزای جناب سید الشہدا برپا کرتے ہین اونکی غرض یہ نہین ہوتی ہے بلکہ ذکر فضائل و مصائب اور رونا رولانا مقصود ہوتا ہے اگر ایڈیٹر صاحب کا اشارہ اوسی ذکر کی طرف ہے تو کیا قرآن اسی لئے پڑھا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ پر تہمت لگانے مین جو نا کردنی کام اور ناگفتنی بات تہمت لگانیوالون سے رہ گئی تھی اب آپ اوسکی تکمیل کر ڈالین اور زوجہ رسول کی اچھی طرح ہجو ہو -

پھر ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ "وہ مصیبت کی رات (شب عاشورا) جو اہلبیت کی آنکھون مین کٹی تھی اوسمین ہماری مرادین پوری ہون - عورتین کھیل کھیلین - زیارت کے نام سے

وعدے وفا ہون کھیل تماشے سے جی بہلائین۔ کربلائین آباد ہون۔ اس سے زیادہ اور کیا شرمناک نظارہ ہو سکتا ہی"

معلوم نہین یہ کن عورات کا ایڈیٹر صاحب نے سین کھینچا ہی مسلمانون مین دو قومین اشراف کہی جاتی ہین۔ سید اور شیخ۔ کیا سیدانیان یا شیخانیان بے باکانہ باہر ماری ماری پھرتی ہین؟ اسلام مین تو عموماً عورتونکو نامحرمونکے سامنے ہونیکی سخت ممانعت ہے مگر قطع نظر حکم شرعی کے شرفا کی عورتین جنکی سرشت مین حیا و شرم داخل ہی اور رسم و رواج بھی اونکا ایسا ہی کہ امیر ہون خواہ غریب گھر سے باہر نہین نکلتی ہین۔ اگر مجبوراً کسی ضرورت سے گھر سے نکلنا پڑتا ہی ہی تو پہلے اہتمام پردہ کا بخوبی کر لیتی ہین (بلکہ اسی پردہ کو خلاف تہذیب اہل یورپ سمجھکر اس زمانہ کے تعلیم یافتہ جنٹلمین اوٹھا دینے کے لیٔے اور عورتونکو آزادی سے سیر و تماشا دکھانیکے لیٔے بیچین ہو رہے ہین۔ اسکو برا رسم اور مانع ترقی بتاتے ہین لیکن شرفا وس ترقی کو جسمین عورتین بیگانہ مردونسے شیک ہنڈ کرے دور ہی سے سلام کرتے ہین) اور دوستداران اہلبیت زیادہ تر شریف ہی ہوتے ہین اگر شرفا کے علاوہ بھی کوئی شریعت محبت اہلبیت طاہرین سے بہرہ مند ہوتا ہی تو اوسمین بھی بہ برکت محبت اہلبیت ضرور خو بو شرافت کی آجاتی ہی اور شریفون ہی کا طور و طریقہ اختیار کر لیتا ہی اوسکی عورتین بھی ہرگز بے باکانہ نامحرمون کے سامنے نہین ہوتی ہین علاوہ اسکے جو عورتین دوستدار اہلبیت ہونگی اونکو سیر و تماشے کا کہان ہوش؟ اور اونکو غرہ محرم سے تا بہ چہلم زیور و آرایش یا عمدہ لباس سے کیا سروکار؟ اونکی شکل تو خود مصیبت زدہ بیوا اون سے بدتر ہو جاتی ہی خصوصاً شب عاشورہ اور روز عاشورہ کو اپنے گھرون مین تشنہ و گرسنہ مصروف گریہ و زاری ہین یا مشغول عبادت شرفا کی عورتین ہرگز باہر نکلکر تعزیون کی زیارت نہین کرتی پھرتی ہین اونکے گھرون مین خود تعزیے ہوتے ہین وہ باہر کیون جانے لگین۔ ہان دھنیے۔ تانی۔ کنجڑے۔ کہاری۔ قصائی۔ حجام۔ تیلی۔ جولاہا۔ گاؤکشی وغیرہ کے مواقع پر بڑے جوشیلے مگر حقیقتاً نام کے مسلمان ہوتے ہین نہ محبت اہلبیت سے غرض نہ حکم شریعت کی پابندی نہ پردے کا خیال۔ اونکی عورتین البتہ بے باکانہ باہر ماری پھرتی ہین میلون مین بازارون مین سیر تماشون مین سبھی جگہ پہونچتی ہین تو اوسمین تعزیہ داری پر کیا الزام ہو سکتا ہے۔ جب اونکو پردہ نہین ہے اور نامحرمون سے شرم و حیا نہین کرتین تو تعزیہ کی

زیارت پر کیا موقوف ہو جہان چاہین ٹٹی کے آڑ مین شکار کرین جہان چاہین کہل کہیلین چنانچہ
آپکا یہ لکہنا کہ زیارت کے نام سے وعدے وفا ہون خود اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ عاشق
و معشوق مین پہلے کسی موقع پر ملاقات ہو چکی ہو اور وعدہ ہو چکا ہے - کیا صرف زیارت
تعزیہ ہی ملاقات کا ذریعہ ہو - کیا وہ میلون مین بازارون مین تماشون مین نہین جاتی ہین
گلگلے لیکر مسجدون مین اور مخدوم صاحب کی اور پیر میان کی درگاہون پر سنگار بناؤ
کرکے گاتی بجاتی طاق بہرنے نہین جاتی ہین اور وہان یاران خوش قسمت کو ہم خرما و
ہم ثواب نصیب نہین ہوتا ہو؟ اور یہ کہنا کہ شب عاشور کو زیارت کے نام سے وعدے
وفا ہون اور کربلائین آباد ہون ایسا سفید جھوٹ ہے جسکے نسبت کچھ کہنے کی بھی حاجت
نہین کیونکہ اوس شب کو تعزیہ کے مقامات اور کربلائین مجمع عام سے بہری رہتی ہین -
اور آجتک دنیا مین کوئی ایسا بیحیا نہین سنا گیا جو علی روس الاشہاد مجمع عام مین اپنا
منہ کالا کرے - ہان مخدوم صاحب اور پیر میان کی درگاہون مین البتہ تخلیہ رہتا ہے یا نہ ہم
جنا و گون کی عورتین ایسی آوارہ اور بدچلن ہین اونکو چاہیے کہ اپنی عورتون کی اصلاح
کرین اور ایڈیٹر صاحب جیسے ریفارمرون کو چاہیے کہ نفاذ حکم پردہ مین کوشش کرین نہ یہ کہ
تعزیہ داری کو بدنام کرین - کیا بجز تعزیہ کی زیارت کے اور کبھی وہ بدچلن عورتین گہر سے باہر نہین
نکلتی ہین اگر نکلتی ہین تو صرف تعزیہ کی زیارت کو آپ کیون بدنام کرتے ہین ؟ اور اگر بجز تعزیہ کی
زیارت کے اور کبھی گہر سے باہر نہین نکلتی ہین تو اونکے اس حیلہ کے قطع کرنیکی سہل ترکیب یہ ہو
کہ خود اونکے گہر مین ایک تعزیہ رکھدیجیے اور کہدیجیے کہ اسی کی زیارت کرو باہر جانیکی ضرورت
نہین - اگر اسکا موقع پاکر کہ مسجدون مین بجز اوقات نماز ہمیشہ خلوت رہتی ہو کوئی کمبخت
اغلام یا زنا کرے تو اسمین مسجد یا بانی مسجد کا کیا قصور ہو؟ کیا ایسے افعال شنیع کے روکنے کا یہی
طریقہ ہے کہ مسجدین کہود ڈالی جائین اور آیندہ مسجدین بنانے کی ممانعت ہو جائے؟ بعد واقعہ
کربلا فوج یزید نے مدینہ طیبہ مین مسجد و روضہ رسول کی بیحرمتی کی اصحاب کی بہو بیٹیون سے بجبر زنا
کیا جس سے ہزارون ولد الزنا پیدا ہوئے سقف خانہ کعبہ پر سنگباری کا قصد کیا ان سب کا
باعث آپ حرمین شریفین کو قرار دیجیگا اور اونہین مقامات متبرکہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیجیگا کہ آیندہ

خدانخواستہ پھر کوئی ایسا نہ کرے ؛ دیکھیئے آپ خود فرماتے ہین کہ قرآن صریح الفاظ مین ڈھول وطبلے گانے بجانے کو من عمل الشیطان (شیطانی کام) قرار دیتا ہے اور آپ خوب جانتے ہین کہ مدینہ منورہ مین روضہ رسول پر یہ ظلم وبدعت عرصہ دراز سے جاری ہے سچ بتائیے کہ اگر آپ بجائے سلطان روم تخت خلافت پر جلوہ افروز ہون تو اس ظلم وبدعت کے بند کرنیکے لئے معاذ اللہ آپ روضہ رسول کو مسمار فرمائیگا تو ہم آپسے کلام کرنا نہین چاہتے اور اگر گانے والون بجانیوالون کی سزا فرمائیگا تو یہان بھی ہم آپکو یہی مشورہ دینگے کہ جسطرح لکھنؤ والون نے اس قسم کی عورتون اور کھیل تماشون والونکا تعزیہ کے ساتھ تالکٹورہ کی کربلا جانا مسدود کرایا ہے آپ اشتہار دیدیجئے کہ جملہ مسلمانان ایسا ہی کرین تاکہ تعزیون کے پاس اور کربلاؤن مین اس قسم کی بیحیا عورتون کا سنگار بناؤ کرکے جانا اور کھیل تماشا موقوف ہوجائے صرف سامان غم اور رونے رولانے سے کام رہے بلکہ ہماری یہ استدعا جملہ ایڈیٹران اہل اسلام سے ہے۔

آخر مین ایڈیٹر صاحب اپنے تمامی مضمون کا خاتمہ اسپر کرتے ہین کہ وہ خدا کے بندے جنکو دن رات مین پانچ پانچ مرتبہ خدا کی درگاہ مین حاضر ہوکر ایاک نعبد وایاک نستعین (یا اللہ ہم صرف تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین) کا اقرار تازہ کرتے رہنے کی تعلیم دی گئی ہو وہ تعزیہ پر سجدہ کرین اسکو تعظیم دین منت مانین نذر چڑھائین اور ساری کارروائی ایک ایسے بزرگ کے نام سے ہو جو اوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ تھا جو دنیا مین صرف ایک خدا کی بڑائی اور جلال وکبریائی کی منادی کرنے آیا تھا سہ اے آنکہ زخود نہ آیدت شرم وے ؛ از روح حسین ابن علی کن شرمے ؛؛

یہ کہنا کہ تعزیہ پر یا تعزیہ کو سجدہ کرتے ہین ویسا ہی جھوٹ ہے جیسا کہ آریہ وغیرہ کا یہ کہنا کہ مسلمان حجر اسود کو سجدہ کرتے ہین اور پوجتے ہین۔ ہان تعزیہ کی تعظیم البتہ کرتے ہین جیسا کہ حجر اسود کی بھی تعظیم کرتے ہین جسکی نسبت حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ واللہ مین جانتا ہون کہ بے تحقیق تو پتھر ہے۔ تو نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر مین رسول کو نہ دیکھے ہوتا کہ تجھکو چومتے ہین تو ہرگز مین بھی نہ چومتا۔ چنانچہ چوم لیا (صحیح بخاری ومدارج النبوۃ وغیرہ) آپ نے آیہ ایاک نعبد وایاک نستعین تو تحریر فرمایا مگر واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ کو بھول گئے۔ کیا صبر وصلوٰۃ کو ذریعہ گردانکر جناب باری سے استعانۃ کرنے

مین شرک لازم آتا ہے جو تعزیہ داری کی نذر کرکے اللہ سے حاجت طلب کرنے مین شرک لازم آئیگا۔ تعزیہ کو ذریعہ گردانے سے دراصل مقصود حسینؑ کو ذریعہ گردانا ہے اور تشہد مین آل محمدؐ پر جنمین حسینؑ لاکلام داخل ہین درود بھیجنا فرض ہے بغیر اسکے نماز ناقص ہے ایسی حالت مین یہ ذریعہ مطابق حکم واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ کے ہوگا نہ خلاف اور جسطرح درود کے داخل نماز ہونے سے شرک لازم نہین آتا ہے کیونکہ اسکا داخل ہونا بنظر تعظیم ہے نہ بنظر پرستش اوسیطرح اس ذریعے کی تعظیم سے بھی شرک لازم نہ آئیگا۔ اور اگر صبر کے ظاہری معنی لئے جائین تو صبر اور صلوٰۃ دونون مین حضرت امام حسینؑ کا حصہ سب سے زیادہ نکلیگا۔

جیسا کہ تعزیہ لکڑی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے اوسی طرح خانہ کعبہ بھی خشت اور چونہ وغیرہ کا انسان ہی نے بنایا ہے اوسمین خدا مثل انسان کے بود و باش نہین کرتا ہے یہی حال مسجدونکا بھی ہے مگر کعبہ اور مسجدونکو اصطلاحاً خانہ خدا کہتے ہین اور تعظیم و احترام کرتے ہین کیا اس تعظیم و احترام یا کعبہ اور مسجدون مین سجدہ کرنیکا مطلب بھی ہے کہ کعبہ اور مسجد کو پوجتے ہین ؟

بیت اللہ تو مکہ معظمہ مین موجود ہے اور نماز پڑھنے کے لئے دنیا کی ساری زمین پڑی ہوئی ہے مسجد نہ ہو تو بھی نماز موقوف نہ رہیگی۔ پھر یہی جو تم ہر شہر و قریہ مین محلہ محلہ بلکہ فی محلہ متعدد مسجدین اپنے ہاتھون سے مٹی اینٹ لکڑی وغیرہ کی بناتے ہو اور اوسکو خانہ خدا نامزد کرتے ہو اور اوسکی تعظیم کرتے ہو یہ کیا ہے ؟ جسطرح یہ مسجد یہان بجاے خانہ کعبہ اصطلاحاً خانہ خدا ہے اوسی طرح تعزیہ بھی یہان بجائے ضریح مقدس یہان ضریح سمجھا جاتا ہے۔ کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ عبدالملک نے شام مین عبدالعزیز بن مروان نے مصر مین اور عبداللہ بن عباس نے بصرہ مین اور عبدالملک بن مروان نے بیت المقدس مین قبہ صخرہ بنوایا تھا جسمین علما و فقہا و حفاظ و اصحاب فتاوی و اہل الحل و العقد خلیفہ و ائمہ و شیوخ قیام و وقوف کرتے تھے کہ وہین ثواب مناسک حج بیت اللہ کا حاصل کرلین۔ چنانچہ حیوۃ الحیوان مین ہے فلما ولی عبد الملک بن مروان منع اهل الشام من الحج من اجل ابن الزبير (الی ان نقل) فبنی عبد الملك قبة الصخرة فكان الناس يقفون عندها يوم عرفة وقيل ان اول من سن التعريف بالبصرة عبد الله بن عباس وبمصر عبد العزيز ابن مروان

بیت المقدس عبدالملک بن مروان - باقی آئندہ بیرعلام اصغر



مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زر کثیر بڑی محنت - جانکاہی سعی - اور کوشش سے تیار ہوکر ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے (چار پارے بفضلہ چھپ چکے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجیے مفت ارسال خدمت ہوگا -

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی - دفتر شفاخانہ ہندوستانی - دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

اس دفتر کے خصوصیات سے ہی کہ کتابین جدید التصنیف ہوتی ہین جنکی اس زمانہ مین سخت ضرورت ہی لہذا اس زمانہ کے مناسب یہ بھی تصنیفین ہین جنکے مضامین نہ انکو کتب قدیمہ مین مل سکتے ہین نہ علما متاخرین کی تصنیفات مین کیونکہ وہ زمانہ ان اعتراضات سے خالی تھا

مناظرہ امجدیہ حصہ اول جسمین آیات و احادیث رسول اللہ وصحابہ بلکہ حضرت عائشہ سے لعن کرنا معویہ پر ثابت کیا گیا ہی صفحہ ۱۵۰ ۱۲

مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جسمین معویہ کے تفصیلی حالات لکھے گئی ہیں مع مصالحہ جناب امام حسنؑ نہایت ہی جدید اور نادر تصنیف ہے۔ صفحہ ۳۲۹ ۶

جواب شررہ بجواب ماول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام جو شرر نے لکھا اور تمام مسلمانوں کے دل کو زخمی کیا اوسکا محققانہ جواب جسمین علماء اہلسنت کا لاکھوں ومنعی حدیث بنانا بھی نہایت تفصیل وتحقیق سے درج ہے بہت کم نسخے رہ گئے ہین ۸ ؍

تنقید بخاری حصہ اول و دوم اہل سنت سے تیج بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے پھر ... کا ترجمہ پھر اوسکی شرح بھی حسبقدر علماء اہل سنت نے اوسپر اعتراضات لئے وہ سب لکھے جاتے ہین اور پھر تحقیقات کی جاتی ہے جس سے حدیث صحیح اور موضوعی سب علحدہ ہو جاتی ہے دو حصہ تیار ہو چکا ہی تیسرا حصہ اصلاح کے ساتھ شایع ہو رہا ہے۔

رسالہ وضو ۴ ؍

تاریخ الاذان ۶ ؍

الجمعہ ۳ ؍

ارسال الیدین ۱ ؍

ان چار رسالون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ سنت رسولؐ پر عامل صرف یہی فرقہ حقہ شیعہ ہے کیونکہ باقی کل مذاہب خلاف حکم رسول اللہ عمل کرتے ہین

مقدمہ شرح نہج البلاغہ ۱۲ ؍

دفع الوثوق عن نکاح الفاروق ۱۰ ؍

تصحیح تاریخ ۱۲ ؍

عقل وتہذیب اہل حدیث ۳ ؍

یہ کتابین وہ ہین جن سے حق اسطرح واضح ہوتا ہی کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے۔

اصلاح کی ابتدائی جلدین تو نہین رہین مگر حسب ذیل جلدین موجود ہین جسمین بعض نمبر ہین مگر آیندہ انکا ملنا بھی محال ہوگا

اصلاح جلد ۷ عہ۔ جلد ۸ عہ۔ جلد ۹ عہ۔ جلد ۱۰ عہ۔ جلد ۱۱ عہ۔ جلد ۱۲ عہ

الشمس - جلد اول ۶ و دوم ۶ وسوم ۶ و چہارم مع ضمیمہ ۶

اسلئے بہت کم نسخے رہ گئے ہین اگر جلد نہ منگایا تو پھر ملنا مشکل ہوگا الشمس نے دنیا مین وہ کام کیا جو آجتک کسی سے نہو سکا کیونکہ ایک طرف مسئلہ تحریف قرآن مین مخالفین کو ایسا خاموش کیا کہ زندہ در گور ہو رہے ہیں دوسری طرف **آیات بینات** کا جواب **کشف الظلمات** ... سن تحقیقات سے دیا ہی کہ تمام عالم نے مان لیا یہ مضامین نہ آجتک دیکھے تھے نہ سنے تیسری طرف مرزائیون کی **خلافت راشدہ** کا جواب دافع الملاحدہ حق مین اسطرح حل رہا ہی کہ تمام مرزائی باوصف اسقدر جوش وخروش کے جو لوازم بطلان وحدت سے ہی انگشت بدندان ہین کسی سے کچھ جواب نہ بنتا ہی اسلئے تین نمبر سلسلہ شایع ہوتے ہین۔ سالانہ ۶ - منیجر اصلاح

رعایت عید غدیر

جو حضرات اصلاح کے آیندہ سال کی قیمت قبل ۱۸ ذیحجہ منظور کرینگے اونکو ایک کتاب نصف قیمت پر ملسکتی ہی جس کتاب کو چاہین قدیم خریدار بھی یہ حق رکھتے ہین

الخ ویرہ

رجسٹرڈ سی ۳۷۰

عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

رسالہ

اصلاح

فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۲۶ھ | جلد ۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضامین نگاران	صفحہ
۱	عرض حال	اڈیٹر	۱
۲	التقریظات	〃	۶
۳	ان السائل فلا تنہر	جناب سید عنایت علی شاہ صاحب عنایت	۷
۴	اسلام کی فتح اور فرار ان مسیح	جناب سید محمد سراج علی صاحب	۹
۵	مسلمانان ایران کی اپیل مسلمانان ہند سے	اڈیٹر	۱۳
۶	آیۂ انما ولیکم اللہ	جناب مولوی سید فرمان علی صاحب مدرس اعلی	۱۷
۷	اہلحدیث کی حیرانی	اڈیٹر	۲۳
۸	لف حریر کی تصدیق النجم سے	〃	۳۶
۹	بخاری کا جاہ وجلال	〃	۴۵
۱۰	اخبار غم	〃	۴۸
۱۱	غم حسین کی نسبت اڈیٹر وکیل کا منشا	جناب سید غلام اصغر صاحب ناظر عدالت	۱۲۹

علی حیدر اڈیٹر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ ۵

فی پرچہ ۔

مظفری میتیخانہ فنڈ جناب سید عابد علی صاحب رئیس الہ آباد تاغایت جون ۱۹۱۰ء ایضاً بابت مسرت ولادت

علیہ خاتون سلمہا جناب سید امجد علی صاحب کربلائی نجفی ... مع چندہ امام باڑہ جناب سید فتح علیشاہ صاحب زیدی ۲۲۰۰

للعہ میزان سابق مندرجہ اصلاح ۵ لاعہ میزان کل لعہ

شکریہ معاونین ہمدردان اصلاح جس سرگرمی سے مستعد اعانت و ترقی اشاعت ہیں اگر اسی طرح کوشان رہیں تو امید

ہے کہ اصلاح پھر زندہ ہو کیونکہ ۱۳۲۵ھ کی نسبت جبکہ اصلاح پندرہ روزہ ہوا تھا اب اشاعت نصف کے برابر ہوتی ہے

بہرحال تازہ معاونین کا شکریہ حسب ذیل ہے جنکی وجہ سے اصلاح باقی ہے۔

جناب شیخ اللہ دسایا عطا محمد صاحب ۳۵۰۴	لہ	جناب مولوی مرزا احمد سلطان صاحب ۳۶	لہ
جناب مولوی سید سجاد حسین صاحب جیتمار زنانیا ۲۱۴۱	لہ	جناب مولوی محمد حسن صاحب مدرس گرد اپور	لہ
جناب منشی محمد محسن صاحب منصرم کستاس ۲۳۵۰ علاقہ سابق	لہ	جناب نواب اعظم حسین خانصاحب رئیس اعظم کربلائی	لہ
جناب حاجی ملا محمد باقر صاحب ممبئی	لہ	جناب سید حسین علیشا صاحب پٹواری حلقہ جبال	لہ
جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر ۱۲۶۱	لہ	جناب کربلائی سید وارث علیشاہ صاحب	لہ
جناب منشی سید جعفر حسین صاحب سجادی ۱۱۵۹ علاقہ سابق	لہ	جناب نثار حسین صاحب ۴۰۸۶	لہ
جناب سید انعام رسول صاحب سب انسپکٹر ۱۶۷۷	لہ	جناب سید ظہور حسن صاحب انسپکٹر پولیس	ہ
جناب منشی داور حسین صاحب ۲۵۲ ۸	لہ	جناب منشی بدر الدین خانصاحب معین اصلاح علاقہ سابق	لہ

کتاب ہدیۃ المومنین ترجمہ تبصرۃ المتعلمین کہ تصنیفات علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ سے علم فقہ میں ہے جناب مولوی سید حسین

صاحب مصنف تنبیہ المخالفین نے اسکا ترجمہ اردو میں کیا ہے۔ اصل مع ترجمہ چھپ کر تیار ہے جو صفحہ ۳۴ پر تمام ہوئی خداوند عالم

عرق کموئی اور ملح ثلاثین سے کم ایسے لوگ ہونگے جو واقف نہوں۔ اس کی وجہ کیا ہے صرف یہ کہ پبلک کو پوری طرح

معلوم ہو گیا کہ یہ دوائیں عام اشتہاری دوائیں جیسی نہیں ہیں اور اشتہار کی سچائی اور کارخانہ کی دیانت اور علمائے دین لکھنؤ

و پنجاب دام ظلہم اور تعلقداروں اور بڑے بڑے عہدہ داروں اور معزز شہزادوں اور ایڈیٹروں کی سارٹیفکٹوں نے تو اور

پوری طرح اسکا یقین دلا دیا کہ یہ دوائیں معدہ کے کل امراض کیلئے مفید اور از بس مفید ہیں۔ قیمت عرق کموئی عہ ملح ثلاثین عہ

کثیر التعداد درخواستوں پر جناب حکیم صاحب نے چند اور دوائیں بھی مشتہر کرنیکے لئے کارخانہ کو عنایت کی ہیں۔ عرق مرکب تپ و لرزہ

ورم جگر خصوصاً ورم طحال کیلئے بے مثل ہے قیمت فی بوتل صرف ۸/ فی شیشی ۲ مندمل القروح جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً اور جسمیں قرحہ پڑ گیا ہو

خصوصاً لاثانی قیمت فی شیشی عہ، سرمہ زرد تمام امراض چشم کیلئے گویا کیمیا قیمت مع سلائی ۸/ معجون لبوب مقوی قلب و دماغ و

ریہ و معدہ و جگر و اعصاب چند دنوں ۲ ماشہ کھانے سے اعضا میں نئے سرے سے طاقت پیدا کرتی ہے قیمت فی تولہ ۲ معجون مصفی

۲ ماشہ روز کھانے سے خون کی تمام سمیت اور حدت اور غلظت زائل ہوتی ہے اور اجابت بھی خلاصہ ہوتی ہے قیمت فی تولہ ۱

چالیس تولہ کی عہ معجون مفتت گردہ و زہرہ اور مثانہ کی کنکری کو چور کر کے نکالدیتی ہیں بنظیر ہے قیمت فی تولہ ۲ حب منفعر

خاصکر اس دمہ کیواسطے تو اکسیر ہے جسمیں کچھ بھی بلغم آتا ہے قیمت ۱۰۰ گولی ۸/

المشتہر۔ منیجر کارخانہ حکیم اس ۔ ام ۔ محمد سجاد ۔ حاجی گنج پٹنہ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ ذیقعدہ الحرام ۱۳۲۸ھ	نمبر ۱۱

اطلاع ضروری ۔ اصلاح میں جو خط ہو یا منی آڈر نمبر خریداری لکھنا ضروری ہو ورنہ تعمیل احکام نا ممکن ہے۔ رجسٹری ۲۷۰ نہیں لکھنا چاہیئے اسکے علاوہ جو نمبر چھپا رہتا ہو وہ لکھنا چاہیئے۔

عرض حال ۔ الحمد للہ کہ اصلاح جلد ۱۳ کا ۱۳۲۸ھ اختتام پر ہو ماہ محرم سے نیا سال شروع ہوگا اور اصلاح کی جلد چہاردہم بھی اوسی تاریخ سے شروع ہوگی۔

نمبر ۱ جلد ۱۴ سے ۔ اوس جرمنی ڈاکٹر کا مضمون شروع ہوگا جسنے فلسفہ مذہب شیعہ پر ایک مبسوط مضمون لکھا تہا اور سال گذشتہ اخبار **حبل المتین** کلکتہ اور اثنا عشری دہلی شیعہ مین بھی شایع ہوا۔ اور کچھ حصہ اوسکا اصلاح مین بہی نقل ہوا اور علیحدہ بھی مطبوع ہوا کہ منجانب دفتر شیعہ کانفرنس اور انجمن شیعۃ الصفا دہلی وہ مضمون بحیثیت رسالہ بہی شایع ہوا۔

اس مضمون کی شرح فقیر نے لکھی ہے جسمین ہر ہر امر کا ثبوت تاریخی واقعات اور روایات فریقین [illegible] تمامتر کتب اہلسنت سے دیا گیا ہے جس سے وہ مضمون ایک نئی تصنیف کے قالب مین آگیا۔ یہی شرح **اصلاح نمبر اول جلد ۱۴** کا پہلا مضمون ہوگا جسکے لئے ضرورت ہے کہ ہمدردان قوم کچھ زیادہ کاپیان اسکی چھپوا کر ملک میں مفت تقسیم کرین تا کہ عزاے امام مظلوم کو ملک مین ترقی ہو۔

چونکہ یہ شرح نہایت عرق ریزی اور جانکاہی سے لکھی گئی ہے اسلئے ضرور ہے کہ پہلا نمبر ویلو جائے تا کہ اوس بربادی سے دفتر اصلاح محفوظ رہے جس سے ہر سال مال ۲ تباہ ہوتا ہے کہ خریداران اصلاح ان نمبرونکو مفت لیکر ۳ کا ویلو واپس کر دیتے ہین جس سے اصلاح کی جلدین بالکل ناقص ہو جاتی ہین لہذا یہ ضروری امر ہے کہ ۱ ویلو جاوے کہ پہلے ہی نمبر مین تصفیہ ہو جائے مگر اسمین یہ دشواری ہے کہ جب

تک ۱۲ نہ شایع ہو جای وہ نمبر نہیں چہپ سکتا نہ ویلو جا سکتا ہو - لہذا

انعامی نمبر النار الموقدہ لمن احرقت بیت السیدہ علحدہ شایع کیا جاتا ہے

جو یکم ذیحجہ کو کل خریداران اصلاح کے نام بذریعہ ویلو پی حاضر ہوگا جن صاحبونکو انکار ہو یا ویلو لینے میں عذر ہو وہ ابہی سے بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین اور دفتر کو واپسی ویلو کے خسارۂ عظیم سے محفوظ رکہین

انعامی نمبر النار الموقدہ مین صرف اسکی بحث ہو کہ خلیفہ اول و دوم نے جناب سیدہ بضعۃ الرسول کے گہر جلانیکا قصد کیا یا جلایا - اسکا ثبوت نہ صرف عربی تواریخ و احادیث سے دیا گیا ہو بلکہ انگریزی مورخین کے اقوال بہی مع نشان صفحہ و جلد و مطبع لکہے گئے ہین

جو حضرات ۱۲ جلد ۱۳ سے خریدار ہوے ہین وہ اس التماس سے مستثنی ہین یہ ویلو صرف اون لوگونکے نام جائیگا جو پہلے سے خریدار ہین یا اس سال کے ۱ سے خریدار ہونگے امید کہ قدردانان اصلاح جواب سے جلد مشرف فرمائینگے کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے و السلام

ماہ گذشتہ تو اس وجہ سے نہایت لطف رہا کہ برادرم سید محمد امیر صاحب خلف الصدق خال معظم جناب مولوی سید اظہار حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر کی شادی تہی جسمین اکثر حضرات روسا کرام خصوصاً جناب حاج الحرمین نواب الطاف حسین خانصاحب و شرف الحاج جناب نواب بادشاہ نواب صاحب دام اجلالہم روساء پٹنہ تشریف فرما تہے جس سے چند روزون تک یہ اوجڑی ہوئی بستی بہی ایک گلدستہ بنگئی اور عزیز مہمانون کی خاطر و مدارات نے بہت کچہ دلبستگی کا سامان کردیا - مگر یہ غلطی ضرور ہوئی کہ اصلاح نمبر ۱ کی روانگی مین بہت ہی بے انتظامی رہی کیونکہ یہ خدمت ہمیشہ خاص اڈیٹر سے متعلق رہتی ہو اور اڈیٹر اوس زمانہ مین بیحد مشغول تہا -

پہر اوسکے بعد فصل تپ و لرزہ اور زکام نے ہر شخص کو ایسا بیمار کردیا کہ کوئی کام وقت پر نہو سکا اکثر ملازمین دفتر بیمار تہے اور عید کی رخصت پر گئے تہے جس سے نمبر ۱ ۱۲ شوال تک روانہ ہوتا رہا اور اکثر حضرات کو شکایت کا موقع ملا جسکے لئے عام طور سے امیدوار معافی ہین -

شکریہ ہمدردی قوم - ہمنے اصلاح نمبر ۱ مین اعتاد عجیب کا مضمون صرف اس غرض سے عرض کیا تہا کہ جن حضرات کے کسی حکم کی تعمیل نہ ہوئی ہو وہ ہمکو معذور سمجہین -

مگر قوم نے جس محبت و ہمدردی سے اسپر خطوط ہمدردی عنایت فرمائے کسیطرح اوسکا شکریہ

الجرح علی البخاری مولفہ جناب مولوی عمر کرم صاحب حنفی جسمین تمام اقوال علمای اہلسنت سے بخاری کی حقیقت کہولی گئی ہو - تیار ہو قیمت ۵ر مولف سے بہ نشان مسکی مسجد بانگی پور طلب فرمایئے

نہین ادا ہو سکتا خصوصاً جناب میر تجمل حسین صاحب وکیل انولہ ضلع بریلی اور جناب مولانا السید محمد مہدی صاحب دامت برکاتہ امام الجمعہ والجماعۃ مظفرپور نے جس محبت و ہمدردی سے خطوط لکھے انکا ذائقہ کسی طرح دل سے نہین جاتا۔

ہان جناب خواجہ مولوی میر نواب حسین صاحب وکیل اورنگ آباد دکن نے جس خلوص و ہمدردی سے خط لکھا اور مبلغ عہ تقسیم فقرا کیلئے عنایت کیا۔ یہ ایسی ہمدردی تھی جسنے یگانہ و بیگانہ سبکو بتا دیا کہ اسطرح ہمدردی کی جاتی ہی اور اسکا نام اخلاص در دردین ہی جزاہ اللہ خیر الجزا۔

ہمسے اسکے جواب مین بجز دعا کیا ممکن تہا کہ صدق دلسے دعا کرین کہ خداوند عالم آپکو مقاصد دینی و دنیوی مین ہمیشہ کامیابی عطا کرے اور یہ روپیہ ہمنے ایک مسجد شکستہ زیر تعمیر مین صرف کیا جسکا ثواب ابدالآباد ممدوح کو ملیگا انشاءاللہ

رفع اشتباہ - اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ مین کہ خداوند عالم نے ہملوگونکو عموماً اور جناب فخرالحکما دام ظلہ کو خصوصاً اس حادثہ سے محفوظ رکھا - ۲۰ عدد اصلاح اور ۵ عدد الشمس وقف کیا جس سے بہت سے غلط فہمیان پیدا ہوین کہ ۲۰ ماہ تک پرچہ اصلاح و الشمس مفت جاری ہوگا کسی نے گذشتہ سالونکی ۲۰ پرچے طلب کیئے - حالانکہ ہماری غرض یہ تھی کہ اس سال کا اصلاح ہنا لغایت ۱۲ ۲۰ آدمیونکو جو نادار ہون مفت دیا جائیگا - اسی طرح الشمس بھی ۵ نادار کے نام مفت جاری ہوگا جسکی خانہ پری بھی فوراً ہی ہوگئی - اب نہ اصلاح کسی کے نام مفت جا سکتا ہی نہ الشمس -

اگرچہ ہماری دلی آرزو تو یہی تھی کہ اصلاح و الشمس تمامتر مفت شایع ہوتا کہ ہر شخص جو کچھ بھی سواد رکھتا ہو اسکے فیوض سے مستفید ہو - مگر آہ اتنی ذاتی استطاعت ہی کہ مفت شایع کرسکین نہ قدردانان اصلاح نے اتنی ہمت افزائی کی کہ دو چار پرچہ بھی مفت دیا جاے - اسپر بھی ۱۵ ۲ پرچہ اصلاح مفت جاتا ہی - اس سے زیادہ تو ممکن نہین معلوم ہوتا -

ہماری آرزو قدردانان اصلاح سے صرف اسیقدر ہی کہ جن حضرات کو خریداری منظور ہو وہ اپنا چندہ بلا کسی مطالبہ کے شروع سال مین بذریعہ منی آرڈر بھیجدیا کرین - اور جن حضرات کو انکار ہو - وہ بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین کہ اب خریداری نہین منظور ہی مگر آہ اس تیرہ سال کے تجربہ نے بتا دیا کہ ہماری قوم اس معمولی تمنا کی بھی پوری کرنیوالی نہین ہے - اسلیئے اس سال یہ سخت تدبیر اختیار

کرنی پڑتی کہ قبل از محرم ہر شخص کے نام ویلو جاری - حالانکہ روانگی ویلو مین ہر دفعہ سکرات موت سے سامنا پڑتا ہی کیونکہ ہر شخص کا نام مکرر لکھنا اور سیاہہ کرنا پھر بعد وصول ویلو جسٹر پر سیاہہ کرنا کچھ آسان کام نہین ہی اوسپر ویلو کا فارم ایسا خراب ہی کہ بہت سے ویلو آجتک غیر وصولی ہین جنکو سال بھر سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہی مگر مشکل یہ ہی کہ بہت سے حضرات سے بلا ویلو وصول بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اونکا جائے قیام ڈاکخانہ سے ۸۰ یا ۹۰ میل کے فاصلہ پر ہی - اور اضلاع حیدرآباد دکن مین تو اور بھی دقت ہے کہ وہان جا ہی نہین سکتا

اجلاس چہارم شیعہ کانفرنس

الحمد للہ کہ امسال یہ کانفرنس بمقام امروہہ ضلع مرادآباد ۱۰-۱۱-۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء نہایت تزک و احتشام سے انجام کو پہونچا حضرات امروہہ نے جس اولو العزمی اور جوش و استقلال و حسن انتظام سے اسکو انجام دیا نہ کسی طرح اوسکی تعریف ممکن ہی نہ بیان شکریہ -

افسوس کہ اڈیٹر اور جملہ اعزا اوسکے بوجہ چند ضروری تقریبونکے ایسا مشغول رہے کہ انکی شرکت ممکن ہوئی نہ اور کوئی ہمدردی حالانکہ امسال وہ دلی تمنا پوری ہونی تھی جسکی مدت سے آرزو تھی کہ جناب صدر المحققین ناصر الملۃ والدین دام ظلہ زینت افزاے کرسی صدارت ہوے

یہ بھی ہماری بدقسمتی ہی کہ جناب علامہ کی وہ تقریر جو بحیثیت صدارت آپنے افتتاح جلسہ کے وقت فرمائی تھی ہمکو نہ ملی کیونکہ نہ وہ تقریر پہلے سے لکھی گئی تھی نہ چھپی تھی جس سے ہمکو اسکا موقع ملتا کہ اوس تقریر کو شایع کرین حالانکہ عام قاعدہ یہی ہی کہ افتتاحی تقریر پریسیڈنٹ کی پہلے سے چھپ جاتی ہی جو عام جلسہ مین تقسیم کردی جاتی ہی اور اڈیٹران و نامہ نگاران اوسکو شایع کرتے ہین کیونکہ کسی تقریر کا محفوظ رہنا اگرچہ کیسی ہی مختصر ہو نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہی چہ جائیکہ ایسی تقریر فصیح و بلیغ یاد کرنا جسمین آیات و احادیث کا اقتباس ہو محفوظ رہ سکے -

تاہم آل انڈیا شیعہ گزٹ سے یہ چند جملے نقل کئے جاتے ہین ا سپیچ کے مقاصد کا خلاصہ یہ ہی ہم دوران زندگانی مین ہم گویا حالت موت مین ہین ہمکو اس عمر کی یاد ہم ضروری ہی جو کل ملنے والی ہے -

[illegible]

۲ فرقہ شیعہ و باتباع شریعت بہت سی انجمنین باہمی جلسہ ہذا قائم کرنیکی ضرورت ہی جنسے درستی اخلاق و ترقی امور دینی و دنیوی ہو اور پرانے طریقہ کو نہ بھولین۔

۳ تعلیم کی بہر طور ضرورت ہی جس سے تمام شیعہ ہر موقع پر اعلی ممبر سوسائٹی کے ثابت ہو سکین مگر علم عربی و ادب کو بھی نہ بھولین اور مصالح دینی نگاہ رکھین کیونکہ مصلحت زمانہ عین دین شیعہ ہے

۴ یہ بڑے فخر و خوشی کی بات ہی کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے باوجود مخالف مذہب و قوم آزادی دیہی کہ مملکت کے ہر مذہب والے اپنے فرائض دینی بخوبی ادا کرین۔

۵ تہذیب و اخلاق کی درستی کی ہدایت فرمائی اور بحیثیت سردار دین کے ہند کے شیعیان کو ہدایت فرمائی کہ دشمنان گورنمنٹ اور انکی تحریرات سے علحدگی ضرور ہی اور اپنی مہربان گورنمنٹ کی اطاعت (جیسا کہ مذہب بتلاتا ہی) کرنا ضرور ہے اور بغاوت کو ہمارا دین جرم بتاتا ہی۔

اسکے بعد سکرٹری صاحب نے اپنا سالانہ رپورٹ سنایا اور کارروائی جلسہ شروع ہوئی اور تین روز کے چھ اجلاسون مین چند نہایت مفید اور ضروری رزولیوشن پاس ہوئے جسپر اعلی خوشی اوسوقت ہو سکتی ہے جب انجام کو پہونچے جسکا زیادہ بار قوم کے سر پر ہی مگر آخری اجلاس اسلئے بے لطف رہا کہ مسئلہ صدارت ناتمام رہا جس سے ... کو خاص دلبستگی تھی۔ پھر کیمپ مین نماز جماعت و وعظ کا بھی کوئی معقول انتظام نہ تھا حالانکہ لکھنؤ کی کانفرنسون مین اسکا خاص لحاظ کیا جاتا تھا۔ اگر موقع ہوا تو آیندہ پھر اسپر تفصیلی بحث کی جائیگی۔

التقریظات

لوامع التنزیل جلد پانزدہم اس تفسیر سے شاید ہی کوئی باخبر شیعہ ناواقف ہو کہ جناب مغفرت مآب ملا ابو القاسم صاحب لاہوری طاب ثراہ نے اس تفسیر کی ابتدا کی جسمین قرآن کے ہر پارہ کی تفسیر مین ایک مجلد ضخیم طیار ہوئی۔ مگر افسوس جناب مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی جو اتمام کو پہونچاتے جلد ۱۳ کے صفحہ ... تک مرحوم نے لکھا تھا کہ راہی فردوس برین ہوئے۔

اونکے بعد آپکے خلف الصدق جناب مولوی سید علی صاحب دام علاہ نے اوسکے اتمام کا قصد کیا چنانچہ اصلی تفسیر کی پندرہوین جلد۔ اور اس سلسلہ کی یہ تیسری جلد آج ہمارے پیش نظر ہی جو صفحہ ۵۳۴ تقطیع کلان پر تمام ہی قیمت عام مومنین سے (ے) ہی جو نہایت ارزان ہی جناب آقا سید ابو الفضل

توجہ کرنا ضروری ہے۔

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ

جو سائل کا جمیع مومنین کی خدمت اطہر مین سوال ہے چونکہ ہمارے شہر وزیرآباد مین چند عرصہ سے عام لوگون کا میلان مذہب حقہ اثنا عشریہ کی طرف ہوگیا اور ہوتا جا رہا ہے۔ اور بفضل ایزد باری دس بیس گھر شیعون کے بھی ہین۔ اور اہل سنت کی مساجد کی تعداد قریباً نوے ۹۰ ہے۔ مگر اہل تشیع کی یہان کوئی مسجد نہین۔ اسلئے مومنین شائقین نماز کیلئے سخت تردد بلکہ دل شکنی کا موجب ہے۔ علاوہ چند در چند نقصانات کے تبلیغ احکام شرعیہ مین سخت دقت ہوتی ہے۔ لہذا ہم اہل شہر نے حسب توفیق تقریباً ۹۰ روپے چندہ فراہم کیا ہے۔ باقی رقم کی امداد کی توقع اہل دل اصحاب سے ہے برادران مومنین اپنے پاس سے اور ہوسکے تو اپنے دیگر احباب سے بھی چندہ جمع کرکے پتہ ذیل پر ارسال فرماکر داخل حسنات ہون چندہ دہندگان اصحاب کے اسماء گرامی باقاعدہ رسالہ موصوف مین درج کرائے جائینگے۔ سید عنایت علی ریلوے پنشنر محلہ شاہ صدق وزیرآباد پنجاب۔

فہرست اسمای گرامی وعدہ کنندگان چندہ دہندگان

سید عنایت علی راقم مضمون	عـــہ	میان حسن محمد عرف معدن از وزیرآباد	ع/
سید برکت علی ولد سید غلام علی شاہ وزیرآباد	عـــہ	ملک نیاز علی صاحب ٹیچر ماسٹر وزیرآباد	عہ/
سید عنایت علی شاہ ولد نبی شاہ مرحوم سکول		سید مراد علی وزیرآباد	۸/
ماسٹر از وزیرآباد	غـہ	سید نیاز علی شاہ ‹‹	۸/
بابو سید علیشاہ ہیڈ کلرک ریلوے اسٹیشن وزیرآباد	۱۰عہ	سید محمد شاہ کنسٹبل پولیس	۱۴/
سید عباس علیشاہ نائب کورٹ انسپکٹر پولیس	صہ/	سید نواب شاہ کنسٹبل پولیس	۱۴/
سید غلام علیشاہ صاحب عرائض نویس وزیرآباد	۱۵عـــہ		

لاپتہ ضرور الکل

اصلاح۔ مسجد دراصل قلعہ اہل اسلام ہے۔ معلوم نہین اتنے دنون تک مومنین وزیرآباد کیون خاموش رہے جو اس ضروری رکن مذہب کی طرف ابتک نہ متوجہ ہوئے۔ مگر جناب عنایت علیشاہ صاحب عنایت کی یہ ہمت نہایت ہی قابل آفرین ہے۔ مومنین کو اس کار خیر کیطرف توجہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ ہم صلاح دیتے ہین کہ جناب حکیم قمرالدین صاحب ڈاکٹر کبیر والہ ضلع ملتان سے آپ اس بارہ مین خاص مشورہ اور امداد لیجئے کہ

ماشاء اللہ با اثر اور خیر خواہ قوم ہین۔ دیگر حضرات روساء پنجاب سے بھی امید ہے کہ اس قلعہ دین کے بنانے مین خاص طور پر امداد فرمائینگے۔ اڈیٹر

اسلام کی فتح اور فرار احمد مسیح

(گذشتہ سے پیوستہ)

مشتاق ہین اور مین مثل پادری صاحب وعدہ کیکر اور کرنا کچھ نہین چاہتا ہون لہذا اپنے مہربان دوست پادری صاحب کو توجہ دلاتا ہون کہ اسی مسئلہ پر آجائین اور گریز نہ فرمائین مین ایسے مغالطے بہت دیکھ چکا ہون شاید پادری صاحب نے یہ خیال فرما لیا ہو کہ میرا مقابل مسئلہ مقررہ کو صاف کئے ہوگا اور اسکے متعلق بحثونکو دیکھا ہوگا پس اسکو دوسرے مسئلہ مین ڈالکر زیر کردون۔ میرے دوست یہ آپکا خیال خام ہے اور انصاف سے دور اور بقاعدہ مناظرہ سے نہایت بعید ہے لہذا آپکی لمبی چوڑی تقریر افضلیت کا بطور اختصار جواب دیتا ہون کہ جو آیتین آپنے قرآن مجید سے تلاوت کین وہ سب آپکی خوش فہمی پر دلالت کرتی اور آپکی قابلیت کی پوری داد دیتی ہین چنانچہ صریح غلطی آپکی یہ ہے کہ آیہ وما قدروا اللہ حق قدرہ کا ترجمہ آپنے جمع حاضر مخاطب کا کیا ہے اور یہ آپکا صریح مغالطہ ہے تاکہ لوگونکو یہ معلوم ہو جاوے کہ حضرت محمدؐ نے خدا کی قدر نہ کی باوجودیکہ ایک ادنی طالب علم جو میزان الصرف پڑھتا ہوگا وہ بھی جانتا ہے اور اس جگہ کے حاضرین جلسہ جسمین مسلمان اور عیسائی دونون عربی دان ہین خوب جانتے ہین کہ قدروا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے جسکے صاف معنی یہ ہین کہ انہون نے خدا کی قدر نہ کی اور آپکے ترجمہ کے موافق تو قدرتم چاہیئے جب نہ قدر کی تم نے ٹھیک ہووے کیا یہ آپکی تحریف نہین رہا مسئلہ شفاعت تو اسکے لئے بھی ایک ہی آیت بس ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین یعنی اے پیغمبر ہمنے تمکو نہین بھیجا ہے مگر رحمت واسطے تمام عالمین کے کیا آپ اسمین کوئی خصوصیت عالم دنیا اور عالم آخرت کے تا سکتے ہین جس کے سبب ہم اہل اسلام کو اثبات شفاعت سے انکار سمجھتے ہین اور درباب جناب عیسیٰ جو کچھ آپنے قرآن مجید سے بیان فرمایا ہے وہ سب بجا ہین مگر رحمۃ للعالمین کہا اور محفوظ رہنا شیطان لعین سے کہا الیہ دونون مرتبہ یکسان ہین آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ یہ حفظ انہین کے نفس کے لئے ہے اور رحمۃ للعالمین تمام اہل عالم

کے واسطے ہیں اور توریت و انجیل میں سے جو کچھ آپنے دربارہ حضرت مسیح تلاوت فرمایا جلتا اولاً اسکا تو تصفیہ کر لیجئے کہ یہ کتابیں الہامی ہیں یا نہیں یعنی فی الحال ویسی ہی ہیں جیسی من جانب اللہ آئی تھیں یا خیر پھر اسکے مطالب سے استدلال فرمائے اور یہی مسئلہ زیر بحث ہے جس سے آپنے گریز فرمایا ہے اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کتابوں کا اس حالت لذائی میں الہامی ثابت ہونا محال ہے آپ ایسا مناظر جوشن کی رو میں رواں ہے کیوں گریز کرتا آپ اسی قابلیت پر گذشتہ جلسوں میں علمای اہل اسلام کو عام دعوت دیتے تھے اور بحث کے لئے طلب کرتے تھے میرے دوست آپنے تو فقط بمبئی ہی کے علمائے اسلام کو چیلنج دیا ہے جسکا حال بھی آج ظاہر ہو گیا اور میں تو تمام دنیا کے پادری اور عیسائی صاحبان کو عام دعوت دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں ان کتابوں کو الہامی ثابت کریں اور قدرت خدا کا تماشا دیکھیں مگر ہرگز نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے دیکھئے مشتے نمونہ از خروارے جس کتاب میں یہ ہو کہ آدم نے گناہ کیا جس سے زمین لعنتی ہوئی اور اولاد آدم موت اور بدبختی کے مخمصے میں پڑی اور باپکے گناہ سے چار پشت تک اولاد کو سزا دیجائیگی کیوں صاحب زمین نے کیا قصور کیا جو لعنتی ہوئی اور اولاد نے کیا گناہ کیا جو بدبخت ہوئی کیا اسی سے خدائے توریت کی عدالت ثابت ہوتی ہے یا صریح ظلم اور پھر کتاب حزقیل میں ہے کہ باپکے گناہ سے بیٹے کو کوئی نسبت نہیں اور بیٹے کے گناہ باپ پر کوئی مواخذہ نہیں اور یہی قاعدہ عقل و عدل ہے اور یہی قرآن مجید کی تعلیم ہے قولہ تعالی ولا تزر وازرۃ وزر اخری یعنی ایک کا بوجھ اٹھانیوالا دوسرا نہیں ہے اور من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیہا یعنی جو کوئی عمل صالح کرے وہ اسی کیلئے ہے اور جو برے کرے وہ اسکے لئے ہے کیا الہامی کتاب کی یہی شان ہے کہ ایک علم کو دو طرح سے بیان کرے ذرا النسب بجمع تو فرما دیجئے اور توجیہ کرکے درست کر دیجئے وہو محال اور حضرت مسیح کی پیغمبری تو آپ توریت و انجیل سے ثابت کر ہی نہیں سکتے انکا منجی ہونا کیسا چنانچہ آج علاوہ جب آپ آمادہ ہوں میں تیار ہوں خدا شرائط او ر بشارات نبوت کے بابت بحث کیجاوے تو قدرت خدا نظر آئے اور آپ حضرات کی غلط فہمی ظاہر ہو جاوے علاوہ بریں آپ

آپ حضرت عیسیٰ کو شفیع کیسے ٹھہرا سکتے ہین جبکہ عبرانیونکے خط مین مقدس پولس لکھ چکے ہین جو داخل انجیل ہے کہ عیسیٰ بوجہ مصلوب ہونیکے لعنتی ہوئے کیونکہ جو مصلوب ہو وہ لعنتی ہے تو کیا معاذاللہ لعنتی باعث رحمت ہو سکتا ہے یا رحمۃ للعالمین ذرا انصاف کیجئے اور بابت کفارہ جو بیان کیا ہے تو یہ بھی ثابت نہین کر سکتے بلکہ حضرت مسیح پر دو جرم قائم تھے جسکے سبب مصلوب ہوے چنانچہ کتاب غازین عقائد بعدین کی عبارت یہ ہے ویکون ذبیحۃ لا عن الخطیئۃ الاصلیۃ فقط بل عن خطایا البشر العقلیۃ ایضاً جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نہ فقط اصلی گناہ کے بابت مصلوب ہوئے بلکہ گناہ بشری فعلی کے سبب بھی پس دو گناہ بذمہ جناب مسیح اور لعنت باعتقاد آپکے ثابت ہے نہ کفارہ ذنوب عالم اسکے بعد کہا کہ ابھی میرے چار منٹ وقت سے باقی ہین مگر مین آپکو دے دیتا ہون کہ آپ مسئلہ مقررہ کو بیان فرمائین اور پھر میرے اعتراضات نہین)

اسپر جناب پادری احمد مسیح صاحب نے کھڑے ہوکر بیان کیا کہ آج میرے مقابلہ مین مولوی محمد باقر صاحب عالم شیعہ کو لائے ہین اور سنیون نے شیعون کے گھر مین پناہ لی ہے مین سنت جماعت سے بحث کرتا ہون پھر تو عام مسلمان بگڑ پڑے اور سکرٹری صاحب ضیاء الاسلام نے کہا کہ آپ عام مسلمانون کو دعوت مناظرہ دیتے تھے اور یہ بھی مسلمان ہین پھر پادری صاحب بولے یہ تو حضرات خلفاء کو برا بھلا کہتے ہین اور یہ مسلمان نہین ہین کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ کو منافق سمجھتے ہین اور لعنت کرتے ہین اور مسلمان انکو کافر سمجھتے ہین اگر یہ قبول کرلین کہ اصحاب ثلاثہ مسلمان و مومن و خلیفہ برحق تھے تو مین مناظرہ کرتا ہون پھر اور زیادہ شور و غل ہونے لگا تب صدر صاحب نے بہایت متانت و سنجیدگی سے بیان کیا۔ کہ اے معززین اہل جلسہ مین امیدوار ہون کہ آپ لوگ نرمی سے کام لین اور ان دونون صاحبان سے بھی درخواست کرتا ہون کہ مسئلہ معین کرلین اور مین مولوی محمد باقر صاحب کی تقریر پر نہایت خوش ہوا اور چنانچہ مین عرب ہون انکی عربیت نے میرا دل کھینچ لیا مین انکی لیاقت اور شرافت کی تعریف نہین کر سکتا ہون اور دراصل کل مسلمان ایک ہین مگر ہمارے پادری صاحب نے بہاتین ٹھیک نہین کین اس پر پھر پادری

مناظر نے کہا میں اس وجہ سے شیعہ ہو نیکے بحث نہ کرونگا کیونکہ میں اگر کوئی آیت پیش کرونگا تو یہ صاف کہدینگے کہ یہ تو بیاض عثمانی ہے اور پہلے سے زیادہ تیز زبانی اور اہل اسلام کی دل آزاری کی اور صاف انکار کردیا کہ اس روز کوئی مسئلہ مقرر نہ ہوا تھا جناب سکرٹری ضیاء الاسلام نے نہایت خوشی سے جو مسلمانوں کو ایسے موقع پر ضرور لازم ہے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ مسئلہ معین ہوا تھا بلکہ اعلان کردیا گیا تھا کہ توریت وانجیل کے الہامی ہونے پر بحث ہوگی مگر آپ صاف پہلوتہی کر رہے ہین اور گریز مناظرہ سے فرار ہے ہین اور یہ آپکی پوری شرارت ہے کہ ہمارے اندرونی جھگڑے آپ نکالتے ہین جس سے آپکو فقط مسلمانون کا لڑانا مقصود ہے باوجودیکہ ہم سب بھائی ہین اور اسلام مین ایک دوسرے کے شریک ہین اور آپنے گذشتہ جلسون مین عام اہل اسلام کو چیلنج دیا تھا اب یہ باتین کرتے ہو بس یہ صریح عاجزی اور فرار ہے اور ہر فرد فرد اہل اسلام کے منہ سے اسی قسم کے کلمے نکل رہے تھے جو حقیقتاً قابل دید منظر تھا اور مخالفین اسلام کے مقابلہ مین اہل اسلام کو ایسا ہی متفق اللفظ والمعنی ہو کر اپنے اتحاد دین کا ثبوت لازم ہے اسی طرح پھر صدر صاحب سے اجازت لیکر جناب مولوی باقر صاحب نے بیان کیا کہ مین تنہا نہین بلکہ کل مسلمان نہایت ملول و دلگیر ہین اور ہماری سخت دل آزاری کی گئی ہے کیونکہ ہم لوگ مشن ہال مین مہمان آئے تھے اور جبکہ یہ مطلب ہے کہ سب لوگ ایک دل اور دوست ہو کر تحقیق حق کرین اور ایسے ایسے لچر ارجوفتنہ و فساد کی آگ مشتعل کرنا اور ایک قوم مسلمان کو دو بنانا چاہتے ہین عام لوگو نپر ایسے بڑے اثر ڈالین تو کہئیے عوام کا کیا حال ہوگا مین اپنے دوست سے پوچھتا ہون کہ دین عیسوی مین کیا مختلف فرقے نہین ہین آپ جو فرقہ پروٹسٹنٹ کے ایک پیغمبر ہین اور رومن کاتہلک جو آپ مین سب سے قدیمی اور بڑا فرقہ ہے اسی طرح یعقوبیہ فرقہ کیا آپکو بدعتی و کافر و گمراہ وغیرہ نہین مانتا پھر آپ کہان سے عیسویت کا دعوی کرتے ہین یہ آپکی ہی دلیل سے باطل ہے مین پھر بھی کہتا ہون کہ انکی پوری عاجزی ہے میرے قوی دلائل کے مقابل مین اور ان کا یہ عذر تو جب مسموع ہوتا کہ میرے ہم طریق سے کبھی بحث ہوئی ہوتی باوجودیکہ آغا سید داعی الاسلام سے مناظرہ ہوچکا ہے اور یہ عذر نہین کیا ہے اور بھی یہ عذر قبل از بحث درست تھا اور بعد میری تقریر کے

تو صاف ظاہر ہو کہ میرے دلائل نے انکا ناطقہ بند کیا ہے اور یہ عذر انہون نے گھڑ رکھا ہے اور بحث سے جان چرانتے ہین جو ایک مناظر کا کام نہین ہو اور مین جناب صدر صاحب دمشقی کو عام اجازت دیتا ہون کہ جب شرائط مناظرہ طے کر لین اور سنجیدگی اور تہذیب ملحوظ رکھین اور اپنے ذمہ لے لین تو مین ہر ایک مسئلہ مین بحث کرنیکو تیار ہون اور رکھے جاتا ہون کہ میری ایک بات کا بھی جواب نہ ہو سکا ہے اور نہو گا بقول سعدی آنکہ چون پستہ دیدمش ہمہ مغز بوست بر پوست بود ہمچو پیازم اور اسی قسم کے کلمات دیگر مسلمانان نے بھی کہنے شروع کئے جس نے تمام مشن ہال کو بنجنے لگا کیونکہ تقریباً چھ سات سو مسلمان تھے بالآخر جناب صدر صاحب اور دیگر حضرات عیسائی نے سب مسلمانون سے معذرت کی اور جلسہ برخواست ہو گیا ۔ نہایت افسوس ہے کہ لوگ اس مضمون سے نہ واقف ہونے پائے ورنہ نہایت لطف آتا اور توریت انجیل حال کی پوری کیفیت کھل جاتی کہ الہامی ہے یا غیر الہامی ۔

الراقم نحیف سید محمد چراغ علی ساکن نوگانوان ضلع مراد آباد - از بمبئی

مسلمانان ایران کی اپیل مسلمانان ہند سے

ہندوستان کے صدہا اخبار نویسون مین صرف اڈیٹر صاحب وطن کو اسکی غیرت آئی کہ حبل المتین کی اس فریاد کو اپنے معزز اخبار مین جگہ دین کہ ہندوستانی مسلمانونکو لازم ہین کہ مثل مسلمانان لندن - گورمنٹ سے اپیل کرین کہ روسی پیش قدمیون کو مظلوم ایران مین روکے ۔

ایران تین چار سال سے جس خطرہ مین ہے اوس سے شاید ہی کوئی فرد بشر نا واقف ہو حبل المتین - اصلاح شیعہ کی آواز فریاد کرتے کرتے خستہ ہو گئی - مگر افسوس یہ آواز صرف اوس محدود حلقہ تک پہونچتی ہے جو قلت تعداد سے کالعدم سمجھی جاتی ہے - لہذا ہم اسکو فال نیک سمجھتے ہین کہ وطن نے ادہر رخ کیا - اگر دوسرے اسلامی صحائف بھی اس ضرورت کو محسوس کرین اور قوم کو اس فریاد پر آمادہ کرین تو البتہ امید ہے کہ دولت برطانیہ عظمی کے کانون تک یہ آواز پہونچے اور کچھ اثر ہو ۔

چونکہ ہم مسلمانان ہند کی اس قسم کی اوس ہمدردی کو دیکھ چکے ہین جو سلطنت ترکی کی

کے ساتھ کیا تھا کہ ہر صوبہ بلکہ ہر شہر مین اسکے لئے انجمنین قایم ہوین کمیٹیان کی گئین صدہا تار گورنمنٹ مین بھیجے گئے لہذا اگر مسلمانون نے بلا تفریق شیعہ و سنی ادھر توجہ کی تو گورنمنٹ بھی اسکا خیال کر سکتی ہے۔

اڈیٹر صاحب کا یہ فقرہ نہایت حق شناسی کا فقرہ ہے "ایران اور ہندوستان کے مسلمانون مین اخوت دینی کے تعلقات سے علاوہ خون کی یگانگت بھی ہے اور ایک زمانہ ایسا رہ چکا ہے کہ اہل ایران نے مسلمانان ہند کی بڑی قابل قدر مدد کی ہے چنانچہ اس عرضداشت پا پر توت کے لئے متفقہ سعی کرینگے ماسوا ہمین یہ بھی لازم ہے کہ ایران کی مصیبت زدگان فاقہ مستی کے لئے کسیقدر زر نقد چندہ کا اہتمام بھی کرین خصوصاً یہ دیکھکر کہ ایرانی خواتین اس کام کیلئے اپنا ہزارہا روپیہ کا سونے چاندی کا اور مرصع زیورات قوم کی نذر کرتی ہین۔

پس کیا مسلمانان ہندوستان جو اپنے تمام دنیا کے بھائیون سے دلی ہمدردی رکھتے اور وقتاً فوقتاً انکو مالی اور اخلاقی امداد دیتے رہنے مین خاص امتیاز رکھتے ہین اپنے ایک نہایت قریبی اور رہم جوار بھائی کی مالی اعانت نہ کرینگے ہمین انکو کرنا اور ضرور کرنا چاہیئے"

اس تحریر سے کونسا مسلمان ہوگا جو متاثر نہوگا اور اپنے ان بھائیون کی امداد پر آمادہ نہوگا۔ کیونکہ ایرانی مسلمان آج اس مصیبت مین گرفتار ہین کہ مسلمان تو مسلمان غیر بھی امداد پر آمادہ ہین۔ مگر خدا بر اکرے تعصب کا جسنے ان سب ہمدردانہ تحریرونکے ساتھ اڈیٹر صاحب وطن نے آخر مین یہ بھی لکھوا دیا "اور بالخصوص امامیہ اثنا عشریہ (شیعہ) کے مقتدر اور باثروت عمائدین کو اس کام مین خاص فیاضی دکھانا لازم ہے بلکہ آیندہ ماہ محرم شریف کے رسوم عزاداری مین یہ التزام کیا جائے کہ صدقات و خیرات اپنے ہمسایہ اور مقامی مستحقین و غربا کے لئے رکھکر باقی زاید مصارف مثلاً روشنی۔ ضریح سازی اور دیگر آرایش و نمایش کے قطعاً یا بڑی حد تک کم کرکے انکی بچت کا سرمایہ فاقہ کشان اور مجاہدان وطنیت ایران کی اعانت مین ارسال ہو تو بیجا نہوگا۔ اور ہماری رائے اگر مقبول ہو تو وہ محترم معاصر "سعید" اور "اصلاح" اور انکے سوا دیگر شیعہ پرچے بھی اسکی عام تائید و اشاعت کرکے داخل حسنات اور دال علی الخیرات ہوجائین"

ہم اس تحریر کو تعصب آمیز اسلئے کہتے ہین کہ اولاً آپکا تخاطب شیعہ اثنا عشریہ سے کس بنیاد پہ ہو۔ جبھی نہ کہ ایرانی بھی شیعہ ہین اور یہ بھی شیعہ ہین۔ یہی تعصب ہے کہ ایسے ایسے مواقع پر بھی اوسکا استعمال کردیا جاتا ہو۔ حالانکہ ضرورت ہے اتحاد و اتفاق کی کہ کسیطرح شیعہ و سنی کا فرق نہ رہے۔ بلکہ ہم کہتے ہین کہ یہ دونو کام صرف سنیونکو کرنا چاہیے تاکہ گورمنٹ کو بھی معلوم ہو یہ مداخلت ہو رملک ایران مین اسلامی حیثیت سے ایسا ناگوار ہو کہ سنی بھی جو دینی حیثیت سے شیعونکے مخالف ہین اسدرجہ متاثر ہوئے کہ گورمنٹ مین فریاد کرتے ہین کیونکہ گورمنٹ شیعہ وسنی کے اختلافات سے ناواقف نہین ہو۔ تو ایسی حالت مین اگر صرف حضرات اہلسنت اسلامی ہمدردی دکھائین تو وہ نہایت موثر ہوگی۔

پھر جب آپ مان چکے ہین کہ مسلمانان ایران نے ایک وقت مین نہایت قابل قدر امداد مسلمانان ہند کی کی تھی۔ تو کیا آپکا اخلاق اس قرضکی اداکاری پر نہین آمادہ ہوتا۔ حالانکہ آپکی امداد صرف چند پیسونکی ہوگی اور مسلمانان ایران نے جو امداد کی تھی وہ نہ صرف کرورون روپیہ کی تھی۔ بلکہ ہزارون اون عزیز جانونکی جنکا مثل ہونا محال ہے۔

عمائد شیعہ۔ بزرگان شیعہ۔ لیڈران شیعہ۔ تمھارے کسقدر غیرت کا مقام ہے کہ اڈیٹر حبل المتین تو عام مسلمانون سے اخلاقی امداد کا طالب ہو کہ تمامی اہل اسلام متفقہ آواز سے اپنا رنج و قلق گورمنٹ برطانیہ کے کانون تک پہونچائین کہ ہم تمامی اہل اسلام روسی پیش قدمیونسے حد درجہ متاثر ہین۔ مگر اڈیٹر وطن۔ اس تعمیم کی تخصیص پھر تمسے کرتا ہو حالانکہ وہ جانتا ہے تم مین اخلاقی ہمت نہین۔ تم مین شجاعت نہین۔ تم مین سخاوت نہین۔ اسپر بھی جو تمھارا نام لیا۔ تو اس غرض سے کہ وہ متنبہ کرتا ہے تم تنہا کافی تھو تمھاری ہمت تمھاری ثروت ایسی تھی کہ خود کر لیتے۔ مگر ہای تم کچھ نہین کرتے۔

اڈیٹر صاحب وطن۔ کیا آپ قوم کی اون فضولخرچیون اور اسراف بیجا کو روک چکے ہین جو ہزارون لاکھون روپیہ ناجائز عیش و عشرت مین صرف ہوتا ہے۔ جو اسکی ضرورت ہوئی کہ اخراجات محرم مین کمی کرنے کی راے دیتے ہین

اڈیٹر صاحب ہم یہ نہین کہتے کہ حمایت اسلام لاہور مین جو ہزارہا روپیہ شیعونکا جاتا ہے وہ برباد ہوتا

نے یہ لکھتے ہین کہ مسلم لیگ اور ایجوکیشنل کانفرنس مین شیعونکا ہزارہا روپیہ مفت پانی مین پڑتا ہے۔ بلکہ لاکھون کروڑون فضول وناجائز اخراجات مین صرف ہوتا ہے۔ اگر بجای اسراف محرم اونہین جائز باتونکو روکتے تو تمام قوم شکرگذار ہوتی۔

مگر افسوس کہ ہمدردان قوم رای بھی دیتے ہین تو اولٹی ایسی رای کہ اختلاف کو ترقی ہو اور ایک نیا باب مناظرہ قایم ہو۔

اب ہم تمام مسلمانون سے اپیل کرتے ہین کہ اگر آپکو ذرہ برابر بھی اسلامی ہمدردی ہے تو اپنے دینی بھائیون کی امداد کیجیے نہین بلکہ ایک اسلامی سلطنت کو روس ایسے ظالم دشمن اسلام کے ہاتھون سے نجات دلوائے جو بالحاظ سنی وشیعہ محض اسلام کا دشمن ہے جو تمام مسجدون مین اپنے اور زار نیہ کی تصویرونکو بجبر آویزان کراتا ہے اور تمام مسلمانونکو اوسکی طرف سجدہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

اے مدعیان ہمدردای اسلام تم اس خیال کو اپنے دلسے نکالدو کہ ایران شیعونکا ملک ہے کیونکہ آج بھی جب تمکو فخر کی ضرورت ہوتی ہے تو صرف سلطنت ترکی ہی اور ایران کا نام لیتے ہو کہ یہی دو اسلامی سلطنتین رہ گئی ہین باخدا کے تعصب ونفسانیت سے ایسا نہ کرو کہ بجاے دو سلطنتکے ایک سلطنت کا نام جسکا مٹنا سلطنت ایران سے بھی زیادہ آسان ہوگا۔

ہم اڈیٹر صاحب وطن کی خدمت مین بکمال ادب ملتجی ہین کہ اتنے اخبار نویسون مین صرف آپ ہی نے اس درد کا احساس کیا ہے لہذا براے خدا ورسول خالصانہ ہمدردی سے کام لیجیے تعصب کو اس موقع پر بالکل بالاے طاق رکھدیجیے جسکی ہمکو پوری امید ہے۔

دفتر اصلاح وشیعہ نے اعانت ایران کا دفتر علحدہ قائم کیا ہے جن مسلمانونکو اسکی توفیق ہو اسمین شرکت فرمائین ہر شخص کا نام ماہ بماہ شایع کیا جایگا اور جسقدر کی رقم ہوگی دفتر اپنے طرف سے محصولڈاک دیکر روانہ کریگا اور رسید جو دفتر حبل المتین سے آئیگی وہ بھی شایع کردی جاےگی

اڈیٹر

آئینہ [illegible]

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد ہزار نمکدان کئے ہوئے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مجھسے اور ایڈیٹر اہلحدیث سے جو تحریری مناظرہ سال گذشتہ سے ہو رہا ہے۔ اوسمین مین نے ہنوز دو مقدمے مع مالہ و ما علیہ لکھے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ آیۂ انما ولیکم اللہ مین انما حصر کے واسطے ہے اور ولی کے معنی حاکم متصرف کے ہین اور بحمد اللہ ہمارے معزز مخاطب نے بھی کچھ تھوڑے سے چون و چرا کے بعد آخر مان لیا۔

یہ بھی یاد ہوگا کہ مینے جو اپنا مضمون گذشتہ ذیقعدہ مین بھیجا تھا اوسکا کچھ جو مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے ۳۰ ذی الحجہ کے پرچہ مین شایع کر کے خاموشی اختیار کی تھی جب چار پانچ مہینے گذر گئے اور مولوی صاحب نے میرا مضمون شایع نہ کیا تو مینے ماہ ربیع الثانی مین ایک کھلی چھٹی مولوی صاحب کے نام سے لکھی اور رجوابی رجسٹری کر کے اونکے پاس بھیجی جو اصلاح و اثنا عشری مین تو شایع ہوئی۔ مگر مولوی صاحب نے باوجود اس وعدہ کے کہ جو مضمون تمہارا آئیگا بلا کم و کاست شایع کیا جائے گا۔ میری کھلی چھٹی نہ شایع کی حالانکہ اہلحدیث بند نہین ہوا برابر نکلتا رہا کیون نہ ہو نام بھی تو ابو الوفا ہے برعکس نہند نام زنگی کافور ایسے ہی موقعون کیواسطے زیبا ہے۔

بلکہ اوسکے جواب مین آپنے مجھے ایک کارڈ مورخہ ۱۲ اپریل مین لکھا کہ جو کچھ آپنے خفگی فرمائی ہے بجا ہے مگر آپ کو میرے حال کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔ الخ

اوسکے بعد مولوی صاحب نے خدا خدا کر کے میرے بقیہ مضمون کو ۹ ربیع الثانی اور ۱۰۔ ۷ جمادی الاول کے پرچون مین ختم کیا۔ اسی اثنا مین مین سخت علیل ہوا اور رخصت لیکر وطن چلا گیا۔ مولوی صاحب نے ایک مہینہ بمشکل سے ضبط کیا اور اپنے ہم مذہبون[1] مین تعلّی کی غرض سے جمادی الثانی مین میرے نام ایک کھلی چھٹی شایع کر دی کہ یا مضمون بھیجو یا اجازت دو۔ ذرا اس دیانت کو ملاحظہ کیجئے گا مین نے تو چار مہینے انتظار کر کے کھلی چھٹی لکھی اوسکو شایع نہ کیا اور

[1] اصلی وجہ اسکی یہ ہے کہ اخبار مساوات آگرہ نے بھی اوس کھلی چھٹی کو شایع کر دیا تھا جس سے [illegible]

جہان ایک مہینہ گذرا اور حمل بھی پیدا ہو گئی - مگر شاید آپکو یہ آیت یاد رہی تلک الدار الاخرۃ نجعلہا للذین لا یریدون علوا فی الارض الایۃ او سپر طرہ یہ کہ ایک دفعہ ہی نہین دوبارہ شایع کی - اور طرفہ تر یہ کہ میرے پاس پہلا نمبر نہین بھیجا دوسرا نمبر بھیجا - اس مین بھی ایک بات تھی جسکو سمجھنے والے سمجھتے ہین سے ادا کی آنکھہ یہ پھر کی نگاہ یہ پھر ادا شناس تیری ہر ادا سمجھتے ہین -

حالانکہ میرا مضمون بہت قبل سے تیار تھا اگر اتنی بات باقی تھی کہ نظر ثانی کرکے صاف ہو جائے تو روانہ کر دیا جائے -

کہ پھر سوء تنفس کا شدید دورہ ہوا اور اوس زمانہ سے ابتک اسقدر پریشان رہا کہ رمضان کے روزے بھی دس سے زیادہ نہ رکھ سکا -

یکایک ۹ اکتوبر کو وطن مین مجھے ایک پرچہ اہلحدیث کا ملا جسمین نرائن پور کے مدرس مولوی ریاست علی صاحب نے خلافت بلافصل معلق رنگینی کی سرخی سے کچھ جدی گوئیان کی ہین اور مجھے مخاطب بنا کر کچھ میری فہمایش بھی کی - اب بھی اگرچہ مین پورا صحیح نہین مگر کیا کرون اب تو پانی سر سے گذرتا ہے - تاب ضبط باقی نہین - پھر کسی طرح جرأت کرکے آمادہ ہوتا ہون - مین اوس نامہ نگار کا جواب تفصیلی اور ترکی بہ ترکی تو دے نہین سکتا کیونکہ وہ مضمون ماشاء اللہ اسقدر تہذیب اور سچائی مین ڈوبا ہوا ہے - کہ خود اڈیٹر صاحب نے سرخی کے نیچے ابتدا مین لکھدیا ہے - نامہ نگار خود ذمہ دار ہے مین اور تو کیا کہون مگر اتنا کہے بغیر نہین رہا جاتا کہ

خدا کی شان تو دیکھو کہ کھڑی گنجی حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی

خدا کی قدرت ہے فراریون کے پیرو اور غلامان حیدر کرار کو فرار کی نسبت دین

سودا نہین تو اور کیا ہے

اور ایک لطیفہ سنئے آپ لکھتے ہین ہای افسوس ہمارے غضنفر قلب مولانا ثناء اللہ صاحب کا شعلہ مقصد نہ بجھا - قابلیت اور نامہ نگاری تو بس اسی ایک جملہ کی خوبصورتی اور موضوعیت سے سمجھ لیجئے - قیاس کن زگلستان من بہار را - اے سبحان اللہ شعلہ مقصد بجھا کیا کہون کیا مزا دیتا ہے - اور کیا کیا معنی پیدا کرتا ہے معلوم نہین یہ بیچارے مدرسی کیا کرتے ہونگے اور کیا بچون کو سمجھاتے

ہو نگے۔

گر ہمیں مکتب است و این ملا — کار طفلان تمام خواہد شد

ذرا ایک جملہ آپکی تحریر کا پھڑکتا ہوا اور سنئے گا ہنستے ہنستے پیٹ میں بل نپڑ جائیگی۔ تو میرا ذمہ سنئے اب میں اپنے خامہ کے دہن میں عنان التقادسے کے اپنی ناقص التحریر اختتام پر التماس ہوں مخلصانہ گذارش کرتا ہوں۔ ہا ہا ہا واللہ کالیستوں کی فارسی کو بھی مات کردیا۔

پھر آگے چلکر آپ فرماتے ہیں مولانا انشاء اللہ جیسا عالم نہیں ملنے کا۔

ہاں بھائی ہاں اسپر میں بھی ڈبل صاد کرتا ہوں اندھوں میں کانا راجا۔ پھر آپ لکھتے ہیں آپ مت بھیجئے اگر آپ غالب آگئے تو مجھے قوی امید ہو کہ وہ شیر پنجاب فوراً اپنے عقیدے سے واپس ہوکر کھلم شیعہ ہو جائیگا۔

حضرت آپ شیر پنجاب نہیں شیر دہ آب فرمائے مگر یہ یاد رہے کہ شیر قالین دگر و شیر نیستان دگرے آپکو امید ہو تو ہو اور خدا کرے ایسا ہی ہو۔ این دعا ازمن و از جملہ جہان آمین آباد۔ مگر میں جانتا ہوں لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔ بہ آب کوثر و تسنیم صاف نتوان کرد

گلیم بخت کسیکہ بافتند سیاہ

پھر آپ آگے چلکر فرماتے ہیں۔ دیکھیں ہمارے فاضل مدرس کون سی تاریخ مباحثہ مقرر فرماتے ہیں افسوس ابھی تک نامہ نگار صاحب کو اسکی بھی نام خدا سے خبر نہیں کہ اس مناظرہ کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ اچھا سنئے۔

حضرت پہلے آپکے شیر پنجاب ماہ ربیع الاول ۲۷ھ میں زبانی ہی مناظرہ کرنیکو میرے پاس تشریف لائے تھے۔ مگر جب مقابلہ ہوا تو شغالوں کی طرح بھاگتے نظر آئے اور ہر چند میں روکتا رہا مگر ایک

سلہ مولانا اس جملہ پر آپ کیوں ہنستے ہیں یہ وشاید ہو امام بخاری کی صنعت التفات کی طرف جسکے بارہمیں اڈیٹر اہلحدیث سے سوال کیا گیا تھا جب وہ اسکی تشریح نہ کرسکے تو اصلاح ۵ میں اسکی تصریح کی گئی اور بتا دیا کہ صحابہ جو قرآن کی آیتیں بھول جاتے تھے اونکا نام منسوخ التلاوۃ رکھا گیا ہو اور بخاری جو الفاظ حدیث کو قصداً نکال ڈالتے ہیں اوسکا نام صنعت التفات ہے خدانے اگر سلسلہ تنقید بخاری کو قائم رکھا تو وہ وہ اسرار ظاہر ہونگے کہ دنیا ہو میں قیامت برپا ہوجائے ۱۲ اڈیٹر

دیسی دیکھئے اصلاح ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ اوسکے بعد اوسکی خجالت مٹانے کو آپکے شیعہ نے تحریری مناظرہ شروع کیا مگر اسمین بھی خدا کے فضل سے میدان میرے ہی ہاتھ رہا جس نے جو کچھ اوبتک لکھا ہے آپکے شیعہ جناب کو اوسکے سامنے گردن جھکانی پڑی کہئے اب آپ کی سمجھ مین آیا۔

نہ خنجر اوٹھیگا نہ تلوار قاتل ۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہین ۔

اب آئندہ سے مہربانی کرکے ایسی بے تکی نامہ نگاری نہ کیجئے گا۔

اب ناظرین پہلے اون اعتراضات کا جواب سنین جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے میری تقریر پر کئے ہین اوسکے بعد اصل مضمون ملاحظہ فرمائین۔ آپ ۲۳ ذی الحجہ کے پرچہ مین میرا مضمون نقل کرنیکے بعد جوابًا تحریر فرماتے ہین کہ امام صاحب اور مطول کی عبارت دونون کا ایک مطلب ہے اور امام صاحب نے ہرگز جملہ اسمیہ کے دوام و استمرار کا ذکر نہین کیا ہے بلکہ جملہ اسمیہ کے صدق کیلئے وقت تکلم موضوع کا صفت محمولی سے متصف ہونا ضروری فرمایا ہے اس سے آیت کے صدق کیلئے ضروری ہے کہ نزول آیت کے وقت کلام کا صدق ہو ورنہ کذب لازم آئیگا۔

مولوی صاحب ایمان سے ذرا خدا لگتی کہئیے گا کہ یہ آپکا یا آپکے امام صاحب کا محض دعوی ہی دعوی ہے یا اسکی کوئی دلیل بھی ہے۔ تمام نحویین کل منطقیین تو ہانک پکار کر یہ کہہ رہے ہین کہ جملہ اسمیہ محض ثبوت پر دلالت کرتا ہے اوسمین زمانہ کی کوئی قید نہین نہ کسی زمانہ پر دلالت کرتا ہے پھر آپکا یا آپکے امام صاحب کا زمانہ حال سے مقید کرنا تحکم نہین تو اور کیا ہے کاش اسکے ثبوت مین کسی معمولی سے معمولی نحوی یا منطقی کا قول پیش کر دیتے تو خیر اسکے علاوہ آپ تو غالبًا کلام اللہ کو کلام قدیم مانتے ہونگے پھر تو آپکے خیال کے مطابق لازم آتا ہے کہ نزول آیت سے غیر متناہی زمانہ قبل صدق ضروری ہو۔

پس اعتراضات ختم ہوگئے۔ اسکے بعد آپنے تین پرچون مین میرا مضمون نقل کیا ہے۔ اور بہت ٹھنڈے دل سے مان لیا ہے کہ اسمین کوئی چون و چرا نہین کیا ہے۔ بس صرف آپکو غصہ ہے تو اسپر کہ امام رازی یا علامہ ابن تیمیہ پر اعتراض کیون کرتے ہو۔

مگر مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مینے یہ قصد کر لیا ہے کہ اس بحث کو کسیقدر بسط سے لکھون۔ اور جتنے اعتراضات اہل سنت کے اس بحث مین ہین سب کی رد کرتا جاؤن خواہ عنقریب کرنے

اور دور سے آنکھیں دکھلانے سے کام نہیں چلتا آپ تو انشاء اللہ اہلسنت کے کیا معقول ہیں جو اعتراضات میں آپکے امام و علامہ کرتا ہوں اونکا جواب دیجئے غصہ کرنیکی ضرورت نہیں۔
اب اصل بحث شروع ہوتی ہے [1]

تیسرا مقدمہ ضمیر کم کی تحقیق۔ یہ تو بالکل ظاہر و آشکار ہے کہ یہ خطاب خداوند عالم کا عام لوگوں کی طرف (خواہ کفار ہوں یا مومنین) نہیں ہے بلکہ مخصوص مومنین کی طرف ہے۔ کیونکہ اس کے قبل والی آیت یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم الایۃ میں خطاب خاص ایمانداروں کی طرف ہے اور سیاق عبارت اور قاعدہ فصاحت و بلاغت کا مقتضا بھی یہی ہے۔ کہ جب بلا فاصلہ اسکا ذکر ہے تو جو شخص اوس آیت میں مخاطب ہوگا وہی اس آیت میں بھی۔
اور چونکہ اس مسئلہ میں کوئی شخص مخالف نہیں ہے حتی کہ خود امام فخر الدین رازی جنکی ہر بات میں خواہ مخواہ اعتراض کرنیکی عادت ہے۔ وہ بھی اسکے مقر ہیں اور جابجا اپنے مصنفات میں اسکی تصدیق کی ہے کہ یہ خطاب مومنین کی طرف ہے چنانچہ تفسیر کبیر کی جلد سوم صفحہ ۴۳۳ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وبیانہ انہ تعالیٰ قسم المومنین قسمین احدہما الذین جعلہم مولیا علیہم وہم المخاطبون لقولہ انما ولیکم اللہ الخ ترجمہ۔ اسکا بیان یہ ہے کہ خدا نے مومنین کی دو قسمیں کی ہیں ایک وہ جنکا مددگار یا سردار مقرر کیا ہے یہی لوگ انما ولیکم اللہ میں مخاطب ہیں۔ فالحمد للہ
چوتھا مقدمہ الذین کی تحقیق۔ ناظرین۔ مجھے اس مقدمہ میں نہ تو اس سے بحث کرنا منظور ہے کہ الذین کیا چیز ہے اور اسکے کیا معنی ہیں۔ کیونکہ اسمیں تو کوئی اختلاف نہیں جسمیں میں کچھ تفصیل کروں یہ تو کھلی ہوئی بات ہے جسے بچے تک جانتے ہیں کہ الذین اسم موصول ہے اور جمع مذکر کا صیغہ ہے نہ مجھے ابھی اسوقت شان نزول سے بحث کرنی مقصود ہے کیونکہ اسکی بحث تو انشاء اللہ عنقریب نہایت شرح و بسط کے ساتھ آئیگی۔ بلکہ مجھے تو صرف یہ دکھلا دینا ہے کہ الذین امنوا سے خدا کی مراد کل مومنین ہیں یا بعض۔ یہ بھی بہت واضح ہے کہ چند وجوہ سے کل مومنین مراد نہیں ہوسکتے۔
اول یہ کہ تمام مومنین اگرچہ صفت ایمان اون میں پائی جاتی ہو لیکن اون صفات سے جو

[1] لاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۰۔ ۱۱۲ ایڈیٹر

جو خداوند عالم نے اس آیت مین ذکر فرمائے ہین سیکڑون ہزارون مومنین خالی ہین پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم العیاذ باللہ جھوٹ یا کذب کا مرتکب ہو اور جو باتین کسی شخص مین نہین پائی جاتی ہون اون باتون سے اوسکو متصف کردے تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

دوم دوسرے مقدمہ مین یہ ملاحظہ فرما چکے ہین کہ ولی کے معنی حاکم و اولی بالتصرف کے ہین۔ اور بحمداللہ ہمارے معزز مخاطب نے بھی اسکو مان لیا ہے اگرچہ اب اونہون نے یاران طریقت کے اوکسانے سے ادخاء عنان کی رٹ لگائی شروع کردی ہے۔ لیکن اب تو مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد کا مصداق ہے۔

بہرحال جب یہ ثابت ہوچکا کہ ولی کے معنی حاکم و اولی بالتصرف کے ہین تو کسی طرح الذین امنوا سے کل مومنین مراد نہین ہو سکتے کیونکہ اس صورت مین خطاب بھی کل مومنین ہی کی طرف ہوگا اور وہ اونکے حاکم و اولی بالتصرف بھی کل مومنین ہونگے تو ہر شخص کا حاکم و محکوم دونو ہونا لازم آئیگا اور یہ محال ہے۔ بلکہ اگر ولی کا بہ معنی حاکم ہونا بھی نہ مانا جائے اور تھوڑی دیر کے لئے ناصر و محب کے معنی فرض کر لئے جائین تو بھی الذین امنوا سے کل مومنین مراد نہین ہو سکتے کیونکہ اس صورت مین بھی ہر شخص کا ناصر و منصور ہونا لازم آئیگا وہو محال۔

اسمین بھی چونکہ مین کسی شخص کو مخالف نہین پاتا اسوجہ سے زیادہ بحث اور طول دینے اور نقض و ابرام کرنے سے درگذر کرتا ہون۔

پانچوان مقدمہ لفظ زکوۃ کی تحقیق - یہ امر البتہ غور طلب ہے کہ اس آیۃ مین زکوۃ سے کیا مراد ہے؟ آیا واجبی زکوۃ مراد ہے یا مستحبی صدقہ اور چونکہ اس مبحث مین کچھ حضرات نے خوب جی کھول کر اعتراضات کئے ہین۔ اور اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ قصد کر لیا ہے کہ کسی طرح۔ حضرت علی ؑ بن ابی طالب اس سے مراد ہو سکین۔ اسیوجہ سے ہر پہلو سے ایرادات کی بوچھار کردی ہے اسی بنا پر مین بھی یہ مسلک اختیار کرگئے اور انتمام ایرادات کا دفعیہ کرتا ہون مین پہلے یہ شق اختیار کرتا ہون کہ زکوۃ سے مراد واجبی زکوۃ ہے۔ اسپر امام فخرالدین رازی صاحب نے چند اعتراضات کئے ہین ذرا توجہ سے دیکھئے اور جوابات بھی ملاحظہ کیجئے۔

پہلا اعتراض

فلو انہ ادّی الزکوة الواجبة فی حال کونہ فی الرکوع لکان قد اخر اداء الزکوة الواجب عن اول اوقات الوجوب وذلک عند اکثر العلماء معصیة وانہ لا یجوز اسنادہ الی علی ترجمہ۔ اگر حضرت علیؑ نے حالت رکوع مین واجبی زکوة ادا کی تو اول وقت وجوب سے ضرور تاخیر کی اور یہ اکثر علما کے نزدیک معصیت ہی اور اسکی نسبت حضرت علیؑ کی طرف ناجائز ہے۔ یہی اعتراض علامہ ابن تیمیہ صاحب نے بھی کیا ہی۔

الجواب

اہا ہا کیا اعتراض ہی۔ سبحان اللہ۔ سنا آپنے علما کے اقوال سے اعتراض ہوتا ہی ایک خلیفہ کے فعل پر یا این زور اشوری یا این بے تکی کہین تو اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کا شور ہی اور صحابی بلکہ تابعین بلکہ تبع تابعین کے اقوال و افعال سے علما اپنے اقوال کی دلیل پیش کرتے ہین۔ اور کہین علما کے اقوال سے ایک ایسے خلیفہ و صحابی کے فعل پر اعتراض کیا جاتا ہی جسکو فقط خلافت و صحابیت ہی درجہ ملا ہو بلکہ رسول کے اہل بیت مین بھی ہو۔ اور انا مدینة العلم وعلی بابہا کا اعلیٰ خطاب بھی پاچکا ہو۔ ؎

عجب زمانہ یہ تیرہ صدی کا اولٹا ہے   شراب سیخ پہ دیکھا کباب بوتل مین

یا شاید امام صاحب حضرت علیؑ کو صحابی بھی نہ سمجھتے ہون تو البتہ مین اونکی تکذیب نہین کرسکتا سچ ہے میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو۔

اور اسپر طرہ تو یہ کہ آپ اسکی نسبت بھی حضرت علی کی طرف ناجائز جانتے ہین۔

امام صاحب؟ آپکو بیٹھے بیٹھے جیسی چاہے میکوئیان اور موشگافیان کیا کیجیے وہان یہ سب کچھ سنا ونا نہین جاتا یہ ایک واقعہ تھا جو ہوچکا اور خدا کو ایسا پسند آیا کہ اوسنے ایک آیہ اوسکی مدح مین نازل کردی اور ایک اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ بھی عطا کردیا اور آپ ابھی اسی فکر مین ہین کہ اسکی نسبت بھی جائز ہے یا ناجائز۔ خیر اس اعتراض مین امام صاحب سے پوچھنے کی بات یہ ہی کہ آپکو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ پر دو چار مہینے یا دو چار روز یا دو ایک گھنٹے ہی سہی قبل سے زکوة واجب تھی۔ اور اوسکو قبل از نماز ادا کرنے سے اول وقت وجوب سے تاخیر اور معصیت

لازم آئی - کیا یہ محال ہے کہ جسوقت آپ نماز پڑھتے ہوئے ہون اوسیوقت کسی زکوٰۃ کا سال پورا ہوتا ہو اور بروقت مستحق موجود نہ رہنے کی وجہ نماز چونکہ وقتی اور مضیق وواجب تھی اسوجہ سے اوسکو ادائے زکوٰۃ پر جو واجب موسع تھی ترجیح دی ہو -

اور کیا یہ غیر ممکن ہے کہ جسوقت سایل نے سوال کیا ہو اوسیوقت اوسکا سال پورا ہوتا ہو اور ادائے زکوٰۃ کا اول وقت وجوب ہوا ور آپنے اول وقت وجوب سے تاخیر نہ ہونیکے خیال سے نماز ہی کی حالت مین ایک دوسرے واجب سے بھی فارغ البالی حاصل کی ہو ؟

معترض پر لازم تھا کہ وجوب زکوٰۃ کو قبل از نماز ثابت کرتا اوسکے بعد یہ اعتراض کرتا وانی له ذلک -

دوسرا اعتراض

ان اللائق بحال علی علیه السلام ان یکون مستغرق القلب بذکر الله حال ما یکون فی الصلوٰة والظاهر ان من کان کذلک فانه لا یتفرغ لاستماع کلام الغیر ولفهمه ولهذا قال الله تعالیٰ الذین یذکرون الله قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ومن کان مستغرقاً فی الفکر کیف یتفرغ لاستماع کلام الغیر -

ترجمہ حضرت علیؑ کی شان یہ ہے کہ جب آپ نماز مین ہون تو مستغرق ہون اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص مستغرق ہوگا اوسکو غیر کی باتین سننے اور سمجھنے کی کہان فرصت اسیوجہ سے خدا نے فرمایا ہے جو لوگ خدا کو اوٹھتے بیٹھتے کروٹین بدلتے یاد کرتے ہین اور آسمان وزمین کی پیدائش مین غور کرتے ہین - اور جسکا قلب فکر مین مستغرق ہوگا وہ دوسرے کی بات کیونکر سنے گا -

الجواب - امام صاحب ؟ کیا آپکا مطلب استغراق سے یہ ہے کہ

ما ہمیشان کوئے دلداریم

رخ بدنیا و دین نمی آریم

یعنی ایسا استغراق ہو کہ واجبات وفرائض بھی ترک ہوجائین تو ہوجائین مگر استغراق باقی رہے اگر یہی استغراق ہے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اوسے تین بار سلام کرے -

حضرت استغراق کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی عبادت خصوصاً نماز کے وقت دنیاوی امور کا ذہن میں خطور نہ ہو
اور عملا بھی سے باتیں کر رہا ہو یہ نہیں کہ واجبات بھی ترک ہو جائیں۔ اور اگر وہ ایسا از خود رفتہ ہو جائے
کہ حواس کلاً معطل ہو جائیں تو پھر اوسے اسکا ادراک کیونکر ہوگا کہ اب قیام کرنا چاہیے اب رکوع کرنا
چاہیے اب سجدہ چاہیے۔

پھر کیا یہ غیر ممکن ہو کہ جس وقت سائل نے ایک سچے مسلمان کا دل ہلا دینے والی آواز سے یہ کہا ہو کہ
خداوندا تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا اور کسی نے مجھے کچھ بھی نہ دیا جیسا کہ
آپنے خود لکھا اور عنقریب اوسکی تفصیل آگئی ہے، اور اوسی وقت حضرت علیؑ کے کسی مال کا سال پورا ہوتا ہو اور
آپکے اداے زکوۃ کا اول وقت وجوب ہو اور آپنے اداے واجب میں تاخیر نہ ہونیکے خیال سے آواز
سنتے ہی فوراً ایک واجب کے اندر دوسرا واجب بھی ادا کر کے عہدہ سے سرخروئی حاصل کی یا زکوۃ نہ بھی
واجب ہوئی ہو تو اوس سائل کی آواز ہی ایسی دردناک سے اجابت اللہ درحق ہو استعمال ہوئی ہو
کی مصداق ہو کہ آپنے اگرچہ آپ پر زکوۃ واجب نہ ہو صدقہ دیدیا ہو کیا کوئی عاقل اسکو خضوع و
خشوع و استغراق کے خلاف کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ تو ایک قابل تعریف بات ہے کہ ایک کار خیر
کے اندر دوسرا کار خیر کر گذرے اور اوسمیں کوئی خرابی بھی نہ ہو۔

مگر۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسکے علاوہ الم صاحب آپ تو ماشاء اللہ ایسے پہونچے ہو کہ بقول شخصے جب آپکے انتقال کے وقت
آپسے اور شیطان سے مناظرہ ہونے لگا اور آپ توحید کی دلیلیں بیان فرماتے تھے اور شیطان ایک
ایک کر کے رد کرتا جاتا تھا اور آپکے پیر میاں ہزاروں کوس پر تھے اور آپکی مجبوری و معذوری دیکھ
رہے تھے کہ آخر جب آپکو ہر طرح شیطان سے مغلوب دیکھا تو بیساختہ اپنی جگہ بول اوٹھے کہ بگو خدا را بے
دلیل شناختم اور آپنے فوراً سنا اور یہی جواب دیا تب شیطان نے آپکا پیچھا چھوڑا۔

تو کیا حضرت علیؑ کے واسطے اتنا بھی ممکن نہ تھا کہ آپکے استغراق کی یہ حد ہو کہ آپ بحالت نماز میں بسبب
قرب کیوجہ سے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں اور سائل کی آواز جو بذریعہ فرشتوں کے ذریعہ سے پہونچی
ہو اور آپنے وہیں سنا اور فوراً انگوٹھی دیدی ہو اگر آپکے لئے وہ ممکن تھا تو حضرت علیؑ کیواسطے غیر ممکن کیوں تھا

فانتبہ یا ہذا الناشر — فسوف تراہ السبات الدائم

اور اگر شاید ہمارے معزز مخاطب اس حکایت کو کسی مجذوب کی بڑ یا مجنون کی بکواس خیال کریں تو
مین ایک ایسا واقعہ بیان کرتا ہون جس مین ہمارے مخاطب کو سوا ای ہان کے نہ کہنے کی مجال نہ ہو گی جو
اونکے سرمایہ فخر و ناز علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب مین لکھدیا ہے پھر اب تو وہ کالوحی المنزل ہے چنانچہ
آپ لکھتے ہین ومثل نداء عمر یاساریۃ الجبل وھو بالمدینۃ وساریۃ بنھاوند۔
کیون مولانا حضرت عمر کا مدینہ مین رہکر نہاوند کی فوج کا جو کال کو سون دور منزلون کا فاصلہ ہو
کمان کرنا اور ہدایت کرنا کہ پہاڑ کی طرف جاؤ اور وہ بھی بقول بعض حالت نماز مین اور فوج
کا بھی سن لینا اور اسپر عمل کرنا تو قرین قیاس ہو۔ اور جناب امیرؑ کا حالت نماز اور استغراق
مین سائل کی آواز کا سن لینا اور اشارہ سے انگوٹھی عطا کرنا مستبعد اور خلاف عقل ہو۔

شرم شرم شرم ۔ برین عقل و دانش بباید گریست

تیسرا اعتراض

الثالث ان دفع الخاتم فی الصلوۃ عمل کثیر واللائق بحال علیؑ ان لا یفعل ذلک
ترجمہ۔ نماز مین انگوٹھی کا دینا فعل کثیر ہے اور حضرت علی کی یہ شان نہین کہ ایسا کرین۔

الجواب

امام صاحب ؟ اتنا جلد بھولئے گا تو کام چل چکا۔ ابھی تین صفحہ قبل تو آپ بروایت ابوذرؑ علیہ السلام
تحریر فرما چکے ہین وعلی علیہ السلام کان راکعا فاوماء بخنصرہ الیمنی وکان فیھا
خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرأی النبیؐ۔ ترجمہ حضرت علی رکوع مین تھے
پس آپنے داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے اشارہ کیا اور اوسمین انگوٹھی تھی وہ سائل آگے بڑھا اور
حضرت رسول کے سامنے اوسنے انگوٹھی اوتارلی۔
کیون جناب کیا اشارہ کا نام فعل کثیر ہے اور اگر یہی ہے تو فعل قلیل جو باعث بطلان نماز نہین ہوا
کرتا ذرا مہربانی کرکے اوسکی مثال بیان فرمایے زیادہ نہین ایک آدہ ہی سہی۔
افسوس کہان تو علماء اہلسنت حضرت علیؑ کے اس فعل سے اس بات پر استدلال کرین کہ عمل قلیل
سے نماز مین کوئی خرابی نہین ہوتی اور امام صاحب اسے فعل کثیر فرماتے ہین اور حضرت علیؑ کی شان کے
خلاف فرماتے ہین۔ یا للعجب

باقی آئندہ سید فرمان علی

اہداء الضالین

۸ ماہ رجب کو ایک خط جناب محترم سید محبوب علی صاحب جانسٹی کا میرے نام آیا جناب ممدوح نے اوسمین تحریر فرمایا تھا کہ مجھسے ایک مولوی صاحب اہلسنت والجماعت نے ایک سوال کیا ہے اگر تمسے ممکن ہو تو اوسکا جواب لکھو ۹

اگرچہ مجھکو تدرس و تدریس کے مشغلے سے اسقدر فرصت نہین ملتی کہ مضمون نگاری کیطرف توجہ کرون لیکن چونکہ جناب ممدوح کے حکم کی تعمیل ضروری تھی اور نیز یہ خدمت دین تھی اسوجہ سے مین اس مضمون لکھنے پر مجبور ہوا اور جہانتک ممکن ہوا اور جہانتک باوجود کثرت مشاغل کے ذہن ناقص نے کام دیا مین نے جواب لکھنے مین کوشش کی ۹

چونکہ یہ میدان بہت وسیع ہے مجھ ایسے بے بضاعت اور کم فرصت شخص سے اوسکا طے کرنا مشکل ہے لیکن جہانتک اس رواروی مین ممکن ہوا خدمت دین سمجھکر ہدیہ ناظرین کرتا ہون مین امید کرتا ہون کہ جناب سید صاحب اس کم مایہ کے ہدیہ ردیہ کو عزت قبول عطا فرماینگے

(سوال) حضرات اہل تشیع قائل ہین کہ تمام انبیا معصوم ہین حالانکہ خدا تعالی حضرت موسیٰ کی قول کو نقل فرماتا ہے کہ (وفعلتہا اذا وانا من الضالین) اگر حضرت موسیٰ معصوم ہوتے تو اپنی طرف ضلالت کی نسبت کیون کرتے اسلئے کہ عصمت اور ضلالت مین منافات ہے جو شخص معصوم ہو وہ ضال کبھی نہین ہو سکتا ۹

بس جبکہ ایک نبی معصوم نہوا تو یہ کلیہ کہ انبیا معصوم ہوتے ہین باطل ہو گیا ۹

تمہیداً لاظہار المطلب الشریف

وتشئیداً لارکان الجواب اللطیف

جبکہ انسان مین دو نوطرح کی قوتین موضوع ہین ایک قوت بشریہ جو تابع ہوا و ہوس نفسانی ہے دوسری قوت ملکوتیہ لہذا لازم ہے کہ ایک شخص ایسا اونکے پاس بھیجا جائے جو شہوات نفسانیہ کے غالب ہونے سے باز رکھے اور اونکے اخلاق و عادات کی اصلاح کرے اور آیندہ اون عادات ذمیمہ کے اختیار کرنے سے روکے ۹

اب اوس شخص مین ضروری ہے کہ جن افعال و عادات جنکے اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہے پاک جانتے ہون ورنہ خود بد نصیحت دیگرے را نصیحت کا مضمون ہوگا ؟

اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص کبھی اون افعال کا مرتکب نہوا ہو ورنہ اوسکا قول وفعل قابل وثوق و اعتماد نہوگا اسلئے کہ تضاد اضال و اقوال کا کسی شخص سے واقع ہو دلیل اوسکے سفاہت کی ہی ؟

اور نیز خدا پر الزام عباد باقی رہیگا کہ ایک مرد سفیہ کو تو نے ہماری ہدایت کیلئے بھیجا تھا لہذا ہمنے اوسکی اطاعت قبول نکی کہ مبادا وہ امر جسکا وہ ہمسے طالب ہے تیری مشیت کے خلاف ہو اور انبیار اگر عاصی ہونگے تو وجوب ضدین لازم آئیگا ایک وجوب متابعت دوسرے وجوب مخالفت۔

وجوب متابعت کی دلیل یہ ہے کہ باریتعالی ارشاد فرماتا ہی کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے ہمارے رسول کہدو انلوگون سے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو تا کہ خدا تمکو دوست رکھے ؟

اس آیت سے صاف ظاہر ہی کہ اطاعت رسول تمام افعال و اقوال مین لازم ہے اسوجہ سے کہ خدا تعالی نے محض لفظ فاتبعونی فرمایا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ تم میری متابعت کرو اور اتباع مین کسی امر کی تخصیص نفرمائی لہذا تمام اقوال و افعال مین متابعت ضروری ہوئی اور منجملہ افعال معاصی بھی ہین پس ہمپر اس آیت کے مفہوم کے بنا بر اون معاصی پر بھی اتباع ضروری ہوا اس بنا پر یا تو فائدہ بعثت انبیار جو معاصی سے باز رکھنا ہی مفقود ہو جائیگا یا انبیار کا مبعوث کرنا عبث ہوگا اور نیز یہ بھی لازم آئیگا کہ اصدار معاصی پر خدا راضی ہو پس نہ مطیع و عاصی مین فرق رہیگا اور نہ بندہ مستحق جزا و سزا ہوگا اور جزا و سزا با وصف عدم تفاوت اطاعت و معصیت خلاف شان حکیم اور عین ظلم ہی۔

اور عدم عصمت انبیار آیات قرآنیہ کے بھی مخالف ہی کما لا یخفی علی من القی السمع وهو شهید ؟

وجوب مخالفت کے لازم آنیکی دلیل یہ ہی کہ عصیان اپنی نفس پر ظلم ہی اور اوسکا فاعل

ظالم ہے اور خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا تم میل نکرو اون لوگون کی طرف جو ظالم ہین اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ ینھی عن الفحشاء والمنکر اس نہی کی وجہ سے ضروری ہوا کہ ہم مرتکب فحشا نہون اور انبیاء ارتکاب فحشا کرتے ہین لہذا بنا بر دلالت نہی ہمپر لازم ہوا کہ انبیاء کی مخالفت کرین ؟

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو معصوم اور صفات ذمیمہ سے بری ہونا چاہئے ورنہ وہ قابل نبوت نہین ہو سکتے لہذا ہمپر فرض ہوا کہ اون آیات کو جو متشابہ ہین ایسے معنون پر محمول کرین جو عصمت انبیاء کے محل نہون بعض وہین اس قسم کی ہین جنکا مفہوم ظاہری عدم عصمت اور وقوع خطا کو بتا رہا ہے جنکی وجہ سے علمائے اہلسنت کو دھوکا ہوا اور وہ عدم عصمت انبیاء کے قائل ہوئے ہین اور اون کی طرف ایسے امور کی نسبت دیتے ہین جو اونکی شان سے بعید ہین لیکن باطنا اون آیتونکے کچھ اور ہی معنی ہین مگر وہ وہانتک پہونچ سکے واما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم۔

اس مقام پر مجھکو اور متشابہ آیتون سے کوئی بحث نہین بلکہ صرف اوسی آیت کے متعلق کچھ لکھونگا جسکے نسبت سائل نے سوال کیا ہے وہ آیت ہے (فعلتہا اذا وانا من الضالین) اس آیت کا تعلق حضرت موسیٰ علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام کے اوس قصہ سے ہے جسکو باری تعالیٰ نے سورہ قصص مین ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ایکمرتبہ شب کے وقت مصر مین تشریف لیگئے وہان ملاحظہ فرمایا کہ دو شخص آپس مین جنگ کر رہے ہین ایک اون مین سے مرد مومن اسرائیلی ہے اور دوسرا کافر قبطی جب اسرائیلی نے حضرت کو تشریف لیجاتے دیکھا فوراً اوسنے حضرت سے فریاد کی اور اوس قبطی کے ظلم سے نجات چاہی حضرت موسیٰ اوس قبطی کے قریب تشریف لیگئے اور سینہ پر اوسکے دھکا دیکر ہٹا دیا اتفاق سے وہ ہلاک ہوگیا پھر دوسرے روز حضرت شہر مین تشریف لیگئے تاکہ دریافت کرین کہ اوس شخص کے ہلاک ہونیکی خبر مشہور ہوئی یا نہین ؟

وہان ملاحظہ فرمایا کہ وہی اسرائیلی جسنے کل حضرت سے فریاد کی تھی ایک دوسرے

قبطی سے اوبجھا ہوا ہے حضرت کو دیکھکر اوس اسرائیلی نے پھر فریاد کی اوسوقت حضرت نے
اور فرمایا کہ تو بڑا ہی مفسد ہے یہ فرماکر چاہا کہ اوس قبطی کو گرفتار کرین اسرائیلی نے سمجھا کہ
مجھکو گرفتار کرنا چاہتے ہین اوسنے کہا کہ اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ کل کی طرح آج بھی ایک
شخص کو قتل کرین معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا مین ظالم بنکر رہنا چاہتے ہو اور مصلح بنکر رہنے کا قصد
نہین کرتے ؎

یہ مرد قبطی تو اس فکر مین تھا ہی کہ پہلے قبطی کے قاتل کا پتہ معلوم کرے جب اوسکو اسرائیلی
کے کلام سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ ہی اوسکے قاتل ہین فوراً اوسنے جاکر فرعون سے بیان
کیا کہ آج مین نے اوس قبطی کے قاتل کا پتہ لگایا ہے اور اوس نے حضرت موسیٰ کا نام بتایا یہ
سنکر فرعون نے حکم دیا کہ حضرت کو گرفتار کرکے قتل کردو یہ خبر مومن آل فرعون کو معلوم ہوئی
وہ فوراً دوڑا ہوا حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ مین نے سنا ہے کہ آل فرعون آپ کے
قتل کے بارہ مین مشورہ کررہے ہین بہتر یہ ہے کہ آپ مصر سے کہین دوسرے مقام پر تشریف
لیجائین تاکہ ظالمون کا دست تعدی آپ تک نہ پہونچے یہ سنکر حضرت مصر سے تشریف لیگئے ؎

چند روز کے بعد حضرت کو حکم الٰہی ہوا کہ قوم فرعون کی جاکر ہدایت کرین حضرت نے اونکی
تکذیب کا خیال اور کم سخنی کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ اونکے گمان مین مین نے ایک گناہ اونکا
کیا ہے جس سے یہ خیال ہے کہ وہ مجھکو قتل کر دینگے بعدہ جناب ہارونؑ کو ہمراہ لیکر فرعون کے پاس
تشریف لائے اور فرمایا کہ مین پروردگار کا رسول (فرستادہ) ہون مین تیرے پاس اس
غرض سے آیا ہون کہ تجھکو کفر و شرک کے ترک کرنیکی رغبت دلاؤن اور عبادت پروردگار
کی طرف دعوت دون فرعون نے حضرت کے اس کلام کو سنکر کہا کہ اے موسیٰ کیا ہمنے
تمکو بچپنے مین نہین پالا اور تمنے میرے یہان برسون اپنی عمر نہین بسر کی اب تم ہمارے ہی
مذہب و دین کو برا کہتے ہو اور تمنے ایک حرکت پہلے بھی کی تھی اے موسیٰ تم بڑے ناشکرے
ہو ہمارے احسانات کو بھول گئے ؎

اوسوقت حضرت نے فرمایا کہ بیشک مین نے اوس فعل کو کیا تھا اور مین ضالین
مین تھا ؎

اس ... کرتے ... اٹھینگے

والسلام غرض اس تقریر سے اظہار ربط کلام حضرت موسیٰ تھی ۔

(آمدم برسر مطلب) اس مقام پر چونکہ مبحوث عنہ لفظ ضالین ہے لہذا ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ یہ لفظ کن کن معنون میں مستعمل ہوا ہے ۔

یا یہ لفظ مشتق ہے ضَلّ سے جسکے معنی گمراہی کے ہین ۔

یا یہ لفظ مشتق ہے الضَّلۃ سے جسکے معنی حیرۃ کے ہین

یا یہ لفظ مشتق ہے الضُّلۃ سے جسکے معنی عقلمند ہونیکے ہین

اگر یہ لفظ گمراہی کے معنی مین استعمال کیجائیگی تو مطلب آیت یہ ہوگا کہ مین نے اس فعل (قتل قبطی) کو کیا اور اوسوقت مین گمراہون مین سے تھا اور بعد ثبوت عصمت انبیا صحت اس معنی کی اس طرح ہوگی کہ حال کونی من الضالین عن طریقتک یعنی مین نے اوسکو اوسوقت قتل کیا جبکہ تیرے راستہ کو ترک کئے ہوئے تھا اور قرینہ اس امر پر زجر و توبیخ فرعون ہے جیسے آیہ سابقہ وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین اور آیہ لاحقہ ففررت منکم لما خفتکم یعنی مین نے فرار کیا تمسے جبکہ مجھکو خوف ہلاکت پیدا ہوا اور بسبب خوف حضرت موسیٰ کیجانب سے کہ طریق فرعون سے منحرف تھے اور کوئی امر نہ تھا اور آیہ ولھم علی ذنب الخ بھی شاہد ہے یعنی مین نے اونکے خیال مین ایک اونکا گناہ کیا ہے کیونکہ یہ گناہ اگر خدا کا بھی ہوتا تو حصر کے طریق سے خداوند عالم بیان نفرماتا ؟

اور اگر یہ لفظ مشتق ہے الضَّلۃ سے تو مطلب یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور حیران ہون کہ وہ ذرا سی مار سے کیونکر مر گیا کیونکہ میرا قصد اوسکے مارنیکا نہ تھا اور نہ ضرب شدید لگائی تھی کہ جو سبب ہلاکت ہوسکتی

اور اگر یہ لفظ مشتق ہے الضُّلۃ سے تو مطلب یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور مین عقلمند و تمیز تھا کیونکہ میرا مقصود ایک مومن کو ایک کافر کے شر سے بچانا تھا ہرگز اوسکے قتل کرنیکا قصد نہ تھا لیکن وہ ہلاک ہوگیا

زمخشری نے ضالین کی تفسیر جاہلین سے کی ہے اس بناپر مطلب یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور مین جاہل تھا کہ وہ اس مار سے مرجائیگا اور چونکہ حضرت موسیٰ اوسوقت تک نبی نہ تھے وقت ضرب اور قبل موت قبطی کی ہلاکت نہ معلوم ہونا منافی عصمت نہین ؟

ابن مسعود اور جبائی نے بھی ضالین کی تفسیر جاہلین سے کی ہے ۔

قبطی
یا ضالین بھی متعلق ہو اس بنا پر مطلب یہ ہوگا کہ مین نے اوسکو مارا اور اوسکے مارنے کی وجہ سے البتہ مین تیرے نزدیک خطاکار ہون۔

پس جبکہ یہ لفظ محتمل متعدد معانی کی ہو اور ان معانی کے ارادہ کرنے مین کوئی خرابی نہین تو ہم کیون نہ ان معانی کو اختیار کرین اور وہ معانی اختیار نکرین جسمین کچھ نقص ہو اور مخالف عقل و نقل ہون ایسے موقع پر ہر حکیم ایسے ہی الفاظ بھی استعمال کرتا ہے کہ سامع اپنا مطلب بھی سمجھ لے اور قائل کا مقصود بھی فوت نہو اور اس طرح کا ابہام محاسن کلام سے ہے۔

پس جبکہ ضالین سے اتنے معانی مراد ہو سکتے ہین اور کوئی دلیل قطعی اس امر پر نہین کہ گمراہی سے مراد ترک راہ حق ہے بلکہ مقصود اوس سے وہ طریق ہے جسکو فرعون حق سمجھا تھا

پس اب حضرت موسیٰ پر کسی قسم کا الزام نہین باقی رہا؟

اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضرت نے اوس قبطی کو بیگناہ قتل کیا اوسنے اسرائیلی کو قتل نہین کیا تھا بلکہ صرف اوس سے الجھا ہوا تھا حضرت کو یہ چاہیے تھا کہ اون دونو کو مخاصمہ سے باز رکھتے تو اس اعتراض کا جواب یون دیا جائیگا کہ حضرت نے اوسکے قتل کا ارادہ نہین کیا تھا اور نہ یہ قصد تھا کہ اوسکو کسی قسم کا ضرر پہونچائین بلکہ حضرت کا قصد صرف یہ تھا کہ اوس اسرائیلی کو قتل سے بچائین اور قبطی کو اوسکے پاس سے ہٹائین جیسا کہ حکایت حال کلام ملک متعال فوکزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے اوسکو دھکا دیکر ہٹایا تھا جیسا کہ شریر وقت شرارت ہاتھ سے دھکا دیکر ہٹانیکا عام قاعدہ ہے

یہ بات ظاہر ہے کہ جب ہم کسی شخص کو دیکھین کہ کسی کو بیگناہ ستا رہا ہے اور ناحق جھگڑا کرتا ہے تو اوسوقت ہمارا فرض ہے کہ اوسکے بچانیمین حتی الامکان کوشش کرین اور رفع شر ظالم مین کوئی ضرر لاعن قصد ظالم کا ہو تو وہ ہرگز قبیح نہین اور وہ شخص اوسکے ارتکاب سے ہرگز قابل ذم نہین اور یہان ایسا ہرگز نہین ہوا کہ حضرت موسیٰ نے علاوہ اسرائیلی کے بچانیکے قبطی کے ضرر کا ارادہ کیا ہو ورنہ بجائے لھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون کے ذنب علی فرماتے کیونکہ بیگناہ کا قتل خدا کا گناہ ہے جسکو ہر ذو عقل جانتا ہے پس نہ جناب موسیٰ اسطرح فرماتے نہ خدا تعالی اسطرح حکایت فرماتا اور نہ اوسکی جزا رسالت ہوتی؟

الحمد للہ کہ یہ مضمون بخوبی ختم ہوا میں جناب میر صاحب سے امید کرتا ہون کہ اس خاکسار کے

اس ہدیہ رد یہ کو قبول فرمائینگے اور آیندہ جو کچھ شک وشبہ پیدا ہو اس سے مطلع فرمائینگے
والسّلام علی من اتبع الہدیٰ ؏ خادم الطلبہ سید محمد رضی زنگی پوری از حسین آباد
ضلع مونگیر

اہل حدیث کی حیرانی

اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جب سے جدّہ کی حلت کا فتوی دیا ہے کہ دادی سے نکاح کرنا جائز ہے اوسوقت سے عجیب مصیبت مین مبتلا ہین ازین سورانده وازین سوماندہ جسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ مردم شماری کی نسبت لکھتے ہین "جماعت اہلحدیث ابہی سے اس بات کا فیصلہ کرے۔ کہ آیندہ مردم شماری مین جو شروع جنوری ۱۹۱۱ء مین ہونیوالی ہے کیا نام لکھا جائے کیا صرف مسلمان یا مسلمان کے ساتھ اہلحدیث کا لقب بھی اضافہ ہو مذہبی طور پر تو مین کہہ چکا ہون کہ اہلحدیث کا گروہ صرف مسلمان ہے اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ لقب اہل حدیث کوئی منصوص نہین مگر دنیاوی تعلقات حاکم و محکوم کے لحاظ سے فیصلہ کرنا ہے" مورخہ ۲۵ ۱۲ صفحہ ۱

اس تحریر کی اصلی غرض بھی وہی ہے کہ اپنی جماعت کو حق سے ہٹاتے رہین تاکہ نہ معلوم ہو کہ اصلی نام اونکا کیا ہے ورنہ یہ تو سب جانتے ہین مسلمان سب ہی کلمہ گو ہین جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے مسلمان ہے۔ پھر اس لفظ سے تخصیص کسی فرقہ کی کیونکر معلوم ہوسکتی ہے اسی طرح اہلحدیث صاحب فن وعلم کا نام ہے اہل نحو۔ اہل صرف۔ اہل منطق۔ اہل فقہ۔ اہل حدیث۔ اس سے کسی فرقہ کی تخصیص کیونکر معلوم ہوسکتی ہے۔

لہذا تمام مسلمانونکو عموماً اور فرقہ اہلحدیث کو خصوصاً بہتر ہے کہ اپنا اصلی نام رکھین جو منصوص بھی ہے ملاحظہ ہو ہدیۃ المہدی صنا جلد اول مولفہ جناب مولوی وحید الزمان صاحب نواب وقار نواز جنگ بہادر حیدر آبادی مترجم صحاح ستہ۔

اهل الحديث هم شيعة علي کہ اہلحدیث وہی شیعہ علی ہین۔ پھر نزل الابرار صفحہ مطبوعہ سعید المطابع بنارس مین لکھتے ہین واهل الحديث شيعة علي رضي الله عنه یعنی اہل حدیث وہی شیعہ علی ہین۔ اور خود شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ کلکتہ صفحہ

مین فرماتے ہین ا... شیعہ اولی و شیعہ مخلصین کہ پیشوایان اہل سنت وجماعت اند
جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ اصلی نام تمام مسلمانون کا شیعہ تھا تو پھر وہی نام کیون نہ اختیار
کیا جائے جس سے اتفاق واتحاد بھی تمام مسلمانون مین قایم ہو جسکے لئے ہر طرف سے پکار ہے
اڈیٹر صاحب فرماتے ہین "لقب اہلحدیث کوئی منصوص نہین" جو بالکل سچ ہے کیونکہ
پہلے انکا نام وہابی رکھا گیا جو آجتک مشہور رہے - پھر محمدی کہلائے - اب اہلحدیث ہے حالانکہ
ان سے بڑھکر کوئی مخالف حدیث نہین پھر کیا وجہ ہے کہ منصوص نام شیعہ - وان من
شیعتہ لابراھیم اور حدیث شیعۃ علیؑ ھم الفائزون کو چھوڑ کر غیر منصوص نام
اختیار کیا جائے چنانچہ خود شاہ صاحب تحفہ مین لکھتے ہین باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ
سنیہ وتفضیلیہ اند در زمان سابق بشیعہ ملقب بودند - وچون غلاۃ وروافض وزیدیان
واسمعیلیہ باین لقب خود را ملقب کردند - ومصدر قبائح وشرور اعتقادی وعملی گردیدند خوفا
عن الالتباس الحق بالباطل فرقہ سنیہ وتفضیلیہ این لقب را برخود نہ پسندیدند وخود را باہل
سنت وجماعت ملقب کردند صفحہ ۱۹
جس سے معلوم ہوا کہ اصلی نام تمامی اہل سنت کا شیعہ تھا جو از خود بدلکر اہلسنت وجماعت بنے
پھر کیا وجہ ہے کہ اہلحدیث اپنی اصالت پر نہ رجوع کرین -
اصل یہ ہے کہ یہ فرقہ ابتدا سے کچھ ایسا قابو پرست چلا آرہا ہے جو رنگ آیا اختیار کرلیا جب جناب
امیرؑ نے خلافت قبول کی تو ہر شخص شیعہ بن گیا - کیونکہ حدیثین تو ہزارون فضائل شیعہ مین موجود
تھین - صرف قوت نہ تھی اسلئے پہلے یہ لقب مشہور نہ ہوسکا - خلافت جنابؑ امیرؑ کے بعد جو ہے وہ
شیعہ ہی ہے یہانتک کہ جناب امیرؑ کا قاتل اور جتنے خوارج کے سردار تھے وہ سب شیعہ ہی کہے جاتے
جب معاویہ کو تسلط ہوا تو سب سنی بنگئے - صواعق محرقہ مین ہے فسمی ھذا العام عام الجماعۃ
لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد ص۱۳۱
یعنی سنہ جسمین جناب امام حسنؑ اور معویہ مین صلح ہوئی اوس سال کا نام سال جماعت رکھا گیا
تاریخ الخلفا مین ہے فسمی ھذا العام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد ص۱۳۲
جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصل مین اوس سنہ کا نام سنہ جماعت تھا - اہلسنت نے

سنہ کو جو بمعنی سال تھا تشدید دیکر سنہ بنایا۔ اور اہلسنت والجماع[illegible]نے لگے حالانکہ اصل
مین اہلسنتہ جماعۃ ہے یعنی جماعت کی سال والے۔

پس جب یہ لقب محض معویہ کی خوشامد مین رکھا گیا تھا۔ تو الحمد للہ سنیونکو اب اوسکی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ تمامی مسلمانونکو معلوم ہو چکا معویہ لعنتی تھا جسکے بارہ مین تازہ تصنیف **النصائح الکافیہ لمن یتولی معویہ** خاص اعلم علمای اہلحدیث کی نہایت لاجواب تصنیف ہے۔ اور **مناظرہ امجدیہ** دو جلد دفتر اصلاح سے شایع ہو چلی

لہذا کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اس زمانہ کے سنی اپنے اصلی نام **شیعہ** پر نہ قبضہ کرین۔ اور اہلسنت والجماعت کہلاتے رہین جو معاویہ کی تخت نشینی کا یادگاری لقب ہے۔

ہم اڈیٹر اہلحدیث کو صلاح دیتے ہین کہ خدا کیلئے تمامی قوم کو عموماً اور اپنی قوم کو خصوصاً اصلاح نیک دیا کیجئے عمل قرآن وحدیث کے مدعی ہین۔ پھر کیون یہ صلاح نہین دیتے کہ اپنے اصلی نام کو ظاہر کرین کہ **شیعہ** ہین۔ جیسا کہ صدر اول مین آپکا نام تھا۔

ان دنون اتحاد واتفاق کی کیسی ضرورت ہے۔ لہذا اگر صرف شیعون ہی سے اتفاق کرین تو بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے کیونکہ شیعہ بننے مین تو صرف تین حرف کہنا ہوتا ہے۔

غریب فنڈ کے موقع پر اصلاح نے اہلحدیث کو سمجھایا تھا کہ فتو ونپر کوئی رقم طلب کرنا کسی حیثیت سے ہو مناسب نہین کیونکہ اسمین شایبہ رشوۃ ہے۔ اس نصیحت نے کچھ ایسا اونکو ابھارا کہ ہر جگہ اوسکا الاہنا دیتے ہین۔ چنانچہ تازہ اشاعت مورخہ ۱۵ رمضان مین لکھتے ہین "ہمارے مہربان اڈیٹر اصلاح (شیعہ) نے خاکسار کو بوجہ فتوی فنڈ قائم کرنیکے **رشوت خوری** کا الزام لگایا"

اس تحریر کو دیکھکر اہل انصاف فرمائین کہ آخر آپنے **دادی کو جو حلال** کیا تو ۲ پائی لیکر یا زیادہ۔ پھر کیا اسکو رشوت خوری نہ کہینگے۔

اڈیٹر صاحب اگر **غریب فنڈ** کا آپکو ایسا ہی خیال ہے تو ہر دوسرے تیسرے مہینہ جو آپ اخبار کا ایک دو نمبر کم کر دیتے ہین کاش اوسکے محصول ڈاک کو آپ داخل غریب فنڈ کرتے تو کتنے غربا آپکے اخبار سے فیض یاب ہوتے۔ اس سے تو آپکو بھی انکار نہ ہوگا کہ جو چندہ آپ وصول کرتے ہین وہ مع محصول ڈاک ہے تو جو پرچہ نہین شایع ہوتا اوسکے محصول ڈاک کے آپ ذمہ دار ہین لہذا آپ کو

مناسب ہے اپنے خریدارون سے مشورہ لیجئے کہ ہرسال پانچ چھ نمبر کے محصولڈاک روانگی ڈاک کا جو روپیہ آپکے ذمہ باقی رہتا ہے وہ غرباء فنڈمین داخل کیا جائے۔ حساب فہمی کی
اڈیٹر صاحب یہ بیت المال نہین ہی کہ ابوبکر صاحب دس بارہ ہزار کھا کر چلتے ہوئے یا عمر صاحب چھیاسٹھ ہزار ہضم کر لئے اوس زمانہ کے مسلمان حساب کتاب نہین جانتے تھے اسلئے لگئی اب وہ دن نہین رہے دیکھئے کہ بانیان قوم کسطرح آپکا سر کھاتے ہین
اڈیٹر صاحب اگر کچھ ہمت ہے تو مثل مسافر آگرہ آپ بھی سوا جنار مفت لوگونکو تقسیم کیجئے اوسکے عوض مین ہم بھی دوسو اصلاح الحدیث کے نادار خریدار کو دیتے ہین یہ ہے ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ

لف حریر کی تصدیق النجم سے

اہلسنت کی شورش بیجا سے مجبور ہو کر مسئلہ لف حریر کا شاندار وجود کتب اہلسنت سے اصلاح کے جلد ۱۳ مین دکھایا گیا تھا جسمین ہر کتاب کا حوالہ مع صفحہ و مطبع درج کیا گیا تھا۔ اس سے اہلسنت کو توچندان تعجب نہین ہوا کیونکہ اونکا واجب العمل مسئلہ ہے مگر ہمارے برادران ایمانی کو بہت تعجب ہوا کہ کیونکر یہ گندہ مسئلہ کتب اہلسنت مین درج کیا گیا۔
خطوط کا جواب تو بذریعہ خطوط دیا گیا مگر پھر بھی اونکا تعجب غالباً رفع نہوا ہوگا۔ اسلئے ہم اس نمبر مین اڈیٹر صاحب النجم کی خاص تحریر درج کرتے ہین جس سے تمام مسلمانونکو معلوم ہو کہ اہل سنت کے یہان یہ مسئلہ کیسا ضروری اور لازمی ہے۔
اگرچہ ہم کسی طرح نہین پسند کرتے کہ ایسے گندہ مضامین درج اصلاح کئے جائین مگر اصرار اڈیٹر صاحب النجم سے مجبور ہین کہ اونکی آخری آرزو پوری کردین لہذا بجنسہ عبارت اونکی درج کی جاتی ہے اور جہان جہان ہندسہ دیدیا ہے اوسکے نیچے اپنا نوٹ لکھینگے ناظرین بالانصاف ملاحظہ فرمائین وہ تحریر حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو النجم ۲ جلد ۲۰ مورخہ ۱۴ رمضان ۱۳۲۶ھ
"شیعی علماء و مصنفین کی حیا و حق پرستی اس درجہ کمال کو پہونچ گئی ہے کہ انکے مذہب کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے اہل نظر کو صرف انہین کی تصانیف کا دیکھ لینا کافی ہے کچھ حاجت نہین کہ کسی مخالف

کی تحریرات انکے مذہب کی کچھ حالت معلوم کیجائے ۔
زمانہ گذشتہ مین جو جو کارروائیان یہ حضرات کرچکے ہین ان سے قطع نظر کرکے زمانہ حال کے شیعی علما کی حالت پر نظر ڈالی جاے تو کچھ کم عبرت نہین ہوتی خاصکر اس دور آخر کے امام جنکے علم و قابلیت کا شور ہندوستان سے ایران تک برپا ہے اور جنکی تصانیف پر تمام شیعی دنیا کو بیحد ناز ہے یعنی مولوی حامد حسین صاحب انہین کی کارروائیون پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو قدرت خدا کا کرشمہ آنکھونکے سامنے آجاتا ہے کہ الٰہی یہ لوگ کس فطرت کے تھے کیا یہ لوگ باوجود ایسی قابل شرم کارروائیون کے بھی اپنے کو حق پر سمجھتے تھے مولوی حامد حسین صاحب کی اس قسم کی کارروائیان النجم مین بکثرت دکھائی جاچکی ہین ۔ (۲)
لیکن اب ان تمام کارروائیون کا لطف جاتا رہا اب نئی نئی ترقیون نے ان پارینہ لطائف کو بےمزہ کردیا ہے یہ عجیب و غریب کارروائیان ابتک صرف انہین کتابون تک محدود تھین جو سوا خوش عقیدہ ہم مذہبون کے اغیار کے ہاتھ تک نہ پہونچتی تھین اور کوشش کی جاتی تھی کہ اغیار کی نظر ان پر نہ پڑے یہانتک کہ اکثر کتابون پر لکھدیا جاتا تھا کہ یہ کتاب صرف شیعون کیلئے ہے اہل سنت اسکو نہ ملاحظہ فرمائین ۔ (۳)
مگر اب ترقی کا یہ عالم ہے کہ وہ کارروائیان اُن عام الاشاعت پرچون مین شایع ہوتی ہین جو ہر موافق و مخالف کے ہاتھ مین جاتے ہین اور جنکو ہر ادنی و اعلی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے ۔ (۴)
شیعون کے کئی ایک رسائل و اخبار نکل رہے ہین جسکو اس قسم کی عجائب و غرائب کی سیر منظور ہو وہ ان کو دیکھے خاصکر رسالہ اصلاح و شیعہ کو کہ یہ دونون بڑے کہنہ مشق ہین ۔ (۵)
ابھی چند روز ہوئے ایک مضمون حرمۃ الخمر کے عنوان سے اصلاح مین شایع ہوا تھا جسمین حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شراب نوشی (معاذ اللہ) ثابت کیجاتی تھی ۔ اور لطف یہ تھا کہ عربی عبارت مین لفظ شراب تھی اس کا ترجمہ اردو مین بھی شراب کرکے عوام جہال کو دھوکہ دیا جاتا تھا ۔ النجم مین تو اب ایسے خرافات کی طرف بالکل توجہ نہین کیجاتی مگر بعض اوقات جب ناظرین کا اصرار ہوتا ہے کہ فلان مضمون کا جواب ضرور ہوجانا چاہیئے اسوقت کچھ لکھدیا جاتا ہے چنانچہ حرمۃ الخمر کا جواب بھی محض ناظرین ہی کے اصرار

سے لکھا گیا۔ (۶)

اب ناظرین کا اصرار ہے کہ مسئالہ لف حریر کا جواب بھی لکھا جاے لیکن ایسی خرافات کا جواب کہانتک لکھا جاے جب یہ معلوم ہوگیا کہ حضرات شیعہ کی مشق ایسی کارروائیون مین بہت بڑھی ہوئی ہے تو پھر انکی تحریرات کو بغرض رد وابطال دیکھنا ہی فضول ہے ہان مناظر قدرت کی سیر منظور ہو تو ان تحریرات کا دیکھ لینا مضائقہ نہین تاہم بخاطر احباب کچھ لکھا جاتا ہے ایڈیٹر اصلاح کو اگر کچھ بھی غیرت ہو تو ہمارے اس مضمون کو خواہ بغیر جواب خواہ مع جواب اپنے پرچہ مین شایع کر دین گو اس قسم کی درخواست ہم بارہا ان سے کر چکے ہین اور انہون نے الٹ کر جواب بھی نہین دیا تاہم اتمام حجت کی غرض سے پھر لکھا گیا۔ اب اس مضمون کی طرف توجہ کیجئے۔ (۷)

لف حریر

اس عنوان سے ایک مضمون اصلاح مین چھپا ہے جسمین یہ دعوی کیا گیا ہے کہ لف حریر اہل سنت کے مذہب مین ہے۔

حضرات شیعہ کی یہ عادت قدیم سے ہے کہ اپنے جرائم قبیحہ دوسرون کی طرف منسوب کر دیتے ہین چنانچہ شروع سے اس وقت تک اگر اسکی مثالین تلاش کیجائین تو بے شمار ملینگی۔

مثلاً امام حسین کو خود فریب کے خط لکھکر کوفہ سے بلایا اور وہان بے یار و دیار کر کے انکو مع رفقا کے قتل کر دیا اور اسکا الزام دوسرون پر رکھا۔ یا مثلاً تحریف قرآن کا عقیدہ خود ایجاد کیا اور قرآن مین ہر قسم کی تحریف کے واقع ہو جانے کی روایتین ائمہ اہل بیت سے نقل کین اور جب وقت پڑا تو اس عقیدہ خبیثہ کی نسبت اہل سنت کی طرف کر دی الغرض اسکی مثالین بہت ہین۔

اسی طرح مسئالہ لف حریر کو ان شوخ چشمون نے اہل سنت کی طرف منسوب کیا خیر منسوب کرنا تو چندان قابل تعریف نہین ہے اگر ہے تو یہ ہے کہ وہ عبارتین بھی کتب اہل سنت سے نقل کر دین جنکی بنا پر یہ مسئالہ منسوب کرنا چاہئے یہ ہمت یہ دلیری یہ بیباکی یہ شوخ چشمی کسی دوسرے فرقہ مین نہین مل سکتی۔ (۸)

(بعد نقل مسئلہ لف حریر از اصلاح) ش لکھتے ہین۔

الجواب ۔ ناظرین نے اس مضمون کو دیکھا کیسی چرب زبانی اور دلیری کے ساتھ اور پھر لطف یہ ہے کہ صلح کل کی پالیسی بھی بدستور قائم ہے ۔ آگ لگا دی سارا باغ جلا دیا اور پھر باغبانی کی پگیا سر پر (۹)
کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس فریب و دغا کی نظیر دنیا میں کہیں مل سکتی؟ ہرگز نہیں کہہ سکتا ۔(ا)
مضمون نگار کو چاہیئے کہ لف حریر کی حقیقت بیان کرے یعنی آیا لف حریر اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی ضرورت یا مصلحت کیوجہ سے اپنے عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر اپنی منکوحہ عورت سے جماع کرے یا لف حریر کوئی دوسری چیز ہے ۔(ب) اگرچہ در اصل لف حریر اسی کا نام ہے تو بے فائدہ شیعہ صاحبان لف حریر کے نام سے چڑھتے ہیں اور بے وجہ اسقدر خوف اور گھبراہٹ اس لفظ سے انپر طاری ہو جاتی ہے ۔(ج) اور کیوں نہیں کہدیتے کہ صاحب اپنی منکوحہ عورت کیساتھ جماع کرنے میں اگر کسی نے بضرورت یا فرض کر لیجئے بغیر ضرورت کپڑا لپیٹ لیا تو اسمیں کونسی قباحت ہو گئی اور شرعاً اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے (د) پھر چاہے اسکے ساتھ یہ بھی لکھدیتے کہ سنیوں کی کتابوں سے اس فعل کا جواز ثابت ہے (ہ) گو مضمون نگار کی منقولہ عبارتوں سے اس فعل کا جواز بھی ثابت نہیں ہوتا ۔(ا)(و) شیعوں کو اس طول عمل کی کیا ضرورت تھی کہ شیعوں کی کتاب میں لف حریر کا مسئالہ نہیں ہے اور جب شیعوں کی کتاب کی عبارتیں نقل کیجائیں تو لکھدیا جائے کہ یہ روایت تقیہ ہے یہ وہم راوی ہے یہ تاویل ہے اسمیں زد کے معنی کھایا اور رفث کے معنے مار لئے جائیں کے وغیر ذلک من الہذیانات لما ہو واہم (ح) اور اگر لف حریر کوئی دوسری چیز ہے تو حضرات شیعہ بیان فرمائیں کہ وہ کیا چیز ہے اور پھر اس چیز کو عبارات منقولہ سے ثابت کریں ورنہ فریب و دغا سے کچھ کام نہ چلیگا ۔(ا)

ف ا کیونکہ ان عبارتوں میں اس فعل (یعنی اپنی منکوحہ عورت کیساتھ عضو مخصوص پر کپڑا لپیٹ کر جماع کرنیکی) جواز یا عدم جواز سے بالکل بحث نہیں کیگئی بلکہ خاصکر اس امر کی بحث ہے کہ آیا اس فعل پر شرعاً اطلاق جماع کا ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو نتائج جماع کے ہیں مثلاً روزہ کا ٹوٹ جانا غسل کا واجب ہونا حرمت مصاہرت کا ثابت ہو جانا وغیرہ وغیرہ وہ اس فعل سے بھی حاصل ہو جائینگے یا نہیں قطع نظر اس سے کہ یہ فعل جائز ہے یا ناجائز چنانچہ ان عبارات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شرعاً جماع کی لفظ اس فعل پر نہیں بولی جا سکتی یعنی جماع کی تعریف جو شریعت میں وہ اس فعل پر صادق نہیں آتی اس سے زیادہ ان عبارتوں سے اور کچھ نہیں ثابت ہوتا ۱۲

اصل جواب ہوچکا صنیق مقام کیوجہ سے بہت سی فضول باتین مضمون نگار کی چھوڑدی گئی ہین مثلاً یہ کہ شیعون کا صلح پسند و امن پسند ہونا اور ہمیشہ چھیڑ کی ابتدا اہلسنت کی طرف سے ہونا یہ محض جھوٹ اور فریب ہے سب سے پہلے چھیڑ کی ابتدا شیعون کی طرف سے ہوئی شیعون کے امام اعظم شیخ حلی اسکے بانی ہین ۔ (۱۱)

یا مثلاً بحر الرائق کی عبارت نقل کرکے لم یثبت الحرمۃ کا ترجمہ کیا ہے تو حرام نہین ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار فریب دہی مین اعلی درجہ کا مشاق ہے یا محض جاہل ہے (۱۲) آیندہ اس مسئالہ پر انشاء اللہ تعالی مفصل مضمون لکھا جائیگا اور لطف تحریر کیا معنی ایسی ایسی قبیح چیزونکا مذہب شیعہ مین جائز ہونا دکھایا جائیگا کہ ذریات ابن سبا کے مضمون کا مزہ آجائے گا۔ (۱۳)

الجواب الحمد للہ کہ اڈیٹر صاحب کی دیرینہ خواہش پوری کردیگئی کہ اونکی تحریر بجنسہ شایع کردیگئی (۲) مگر افسوس کہ الشمس کی مجلدات خمسہ نے آپکی روشنی چشم کو اسطرح سلب کیا کہ آپ بصارت ہی نہ بصیرت حالانکہ یہ کتابین استقصاء الافحام وعبقات الانوار ایسی ہین کہ اسکے جواب کی حسرت مولوی عبدالحی صاحب و نواب صدیق حسن خان صاحب اپنے ساتھ قبر مین لیگئے اور کچھ نہ ہوسکا پھر ایسے دعی علم کی اس تحریر سے کیا تعجب ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو الشمس جلد ۱۲

(۳) ہان آپ حضرات کے مقدمہ بازیون نے کہ ہر موقع پر عدالت مین پہونچے شیعونکو مجبور کیا تھا کہ ایسی کارروائی کرین جسپر چند بار اصلاح نے اعتراض بھی کیا مگر چونکہ اب دنیا سے مذہب اہلسنت اوٹھ گیا اور آپ کے قلم کی برکت سے خارجیت نے رواج عام پایا جس سے آپ خود اون باتونکا اب اقرار کررہے ہین جس سے پہلے انکار تھا۔ پھر اعلان مین کیا عذر ہے۔

(۴) اوس سے نہ صرف ہم بلکہ تمامی اہلسنت شکر گذار ہین کہ اب کوئی راز آپکا مخفی نہین رہ سکتا۔

(۵) شیعونکا جو رسالہ نکلا آپ حضرات کے ظلم و تعدی کی جواب مین۔ اگر نہ مسٹر معبد الحلیم شرر حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول لکھتے نہ اصلاح کی اشاعت ہوتی۔ اگر آپ النجم نہ نکالتے تو الشمس کاہے کو طالع ہوتا۔ اہلحدیث نہ نکلتا تو شیعہ کی کیا ضرورت تھی۔ کیون اڈیٹر صاحب یہی تین رسالہ نہ آپکی نظر مین کھٹک رہے ہین یا اور بھی ؟ کیونکہ

اب رہ گئے العوارف - آل انڈیا شیعہ گزٹ - ان لوگوں نے تو قسم کھائی ہے کہ آپ ایسے شریفوں کو منہ نہ لگائیں - اثنا عشری بھی نفرت ہی نگاہ سے دیکھتا ہے پھر بتائیے وہ شیعوں کے کون سے کئی ایک اخبار و رسائل ہیں جنسے آپکی یہ حالت ہو رہی ہے -

آپ اصلاح ۲ جلد ۱۳ سے دیکھ رہی ہیں کہ اخبار وکیل - اہلحدیث - وطن - پیسہ اخبار - کرزن گزٹ - البشیر - الحکم - النجم - سراج الاخبار جنمیں کوئی روزانہ ہے کوئی ہفتہ میں ہفتہ دو بار باقی سب ہفتہ وار ہیں - انکا کون جواب دیتا ہے - اور آیا یہ لوگ حملہ کرتے ہیں - یا اصلاح و شیعہ - انصاف فرمائیے اگرچہ امید نہیں -

(۶) مگر الحمد للہ اشعار عرب اور احادیث رسول اللہ سے ثابت کر دیا گیا کہ شراب کا استعمال اکثر اسی معنی میں ہے جس سے شرابخواری خلیفہ دوم ایسے اعلیٰ پیمانہ پر ثابت ہوئی کہ اڈیٹر الحدیث کو بھی اب اوسمیں شبہہ نہیں رہا ہو گا ملاحظہ اصلاح ۲ جلد ۱۲ کیا اوس تحریر کا جواب آپسے یا الحدیث سے آجتک ہو سکا ؟ پھر ثبوت شرابخواری خلیفہ دوم مین کیا عذر ہے -

آپکی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپکے دلکی سفیدی اب اتنی بھی نہ باقی رہی کہ خلیفہ دوم کی شرابخواری سے متاثر ہو - کیونکہ آپ خود لکھ رہی ہیں صرف ناظرین خریداران النجم کے خاطر سے کچھ لکھدیا جاتا ہے ورنہ آپ بھی مضامین اصلاح کو ایسا لاجواب سمجھتے ہین کہ ادہر التفات کرتے روح لرزتی ہے -

(۷) لیجئے صاحب میری غیرت تو آپنے دیکھ لی کہ ایکدفعہ نہیں صدہا بار آپکا مضمون حسب فرمائش آپکے پورا نقل کر دیا گیا مگر جواب کے ساتھ اس دفعہ اور بھی آپکی خاطر کی جاتی ہے کہ آپکے مضمون کے ساتھ اپنا جواب نہیں ضم کرتے بلکہ بند سطر کے نیچے نیچے ہم اپنا قلم چلا رہے ہیں -

(۸) بلحاظ خلط مبحث آپکے یہ دعاوی کا ذبہ یونہی چھوڑے جاتے ہیں کیونکہ یہاں بحث صرف لعن تحریر سے ہے -

(۹) ابتو آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ مسئلہ لعن تحریر یہ اہلسنت کے یہاں کیسا زبردست مسئلہ ہے آپکے تقوی سارا لبلغ جلا دیا ، اسی لئے تو ہم سمجھاتے تھے فاتقوا النار التی وقودھا

الناس والحجارۃ اعدت للکافرین۔

حقیقت مین یہ مسئلہ لف حریر غیرت مندون کیلئے حیا سوز ہے۔ مگر شکر خدا ہے کہ آپسے حیا نکل چلی ہے۔

(۱۰) "لیجیے اڈیٹر صاحب بھی کھلے لفظون مین جواز لف حریر کا فتوی دیتے ہین "اگر کسی نے بضرورت یا فرض کر لیجیے بغیر ضرورت کپڑا لپیٹ لیا تو اسمین کونسی قباحت ہوگی اور شرعاً اس فعل کی حرمت کسی دلیل سے ثابت ہے"

اب اس سے بڑھکر کونسا ثبوت ہم دیسکتے ہین کہ اڈیٹر النجم جو اکثر بدیہیات مین مرزا حیرت کا ہمسر یا استاد ہے اوسنے بھی اسکو مان لیا کہ لف حریر کی حرمت پر کوئی دلیل نہین ہے۔ تو کیا اس تصریح سے بھی اونلوگونکو اطمینان نہوگا جو کہتے ہین مذہب اہلسنت ایسا . . نہین ہے جسمین اس قسم کے مسائل ہون۔ کیا داڑھی کی حرمت پر کوئی دلیل ہے ؟

(ا) ہان سچ ہے اس سے بڑھکر کونسا فریب و دغا ہو سکتا ہے کہ عبارت کی عبارت مع صفحہ و مطبع و نام کتاب لکھا جائے اور آپ کہین دغا ہے"

(ب) معلوم نہین حقیقت لف حریر بتانے مین اپنی منکوحہ کی قید کہان سے بڑھائی کیونکہ لف کے معنی لپیٹنا ہے۔ حریر کے معنی ریشم۔ یعنی ریشم لپیٹنا یا ریشمی کپڑہ لپیٹنا اسمین منکوحہ وغیر منکوحہ کو تو دخل ہی نہین۔ پھر جب صراحت اسکی موجود ہے" اگر کوئی شخص اپنی محرمات سے نکاح کرے اور انکے ساتھ صحبت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اسکو حد نہ مارنا چاہیئے ملاحظہ ہو اصلاح ۲ صفحہ ۱۱

تو اب منکوحہ کی قید بڑھانا امر بھی دغا و فریب نہین ہے تو کیا ہے کیونکہ محرمات کیساتھ جب بعد نکاح حد ساقط ہے تو لف حریر سے تو اور بھی مزہ دوبالا ہوگا۔

(ج) ہان لف حریر یہی ہے کہ کپڑا لپیٹ کر جماع کرنا خواہ منکوحہ سے ہو یا محرمات شرعیہ سے سب لف حریر کی شاخ ہے۔

براہ کرم ضرورت و مصلحت کو بھی تو بتائیے۔ کیونکہ ضرورت ہو سکتی ہے تو عورتونکو جو بوجہ وسعت فم رحم کمد کی چاہتی ہونگی ہو۔ مصلحت اسکے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ محرمات ابدیکی

حاجت روائی پوری ہو اور پھر مسلمان بنے رہیں ۔

(د) فعل حرام و خلاف شرع سے پرہیز کرنا تو ہر مسلمان پر لازم ہے۔ پھر کیوں شیعوں کو آپ یہ تعلیم دیتے ہیں کہ وہ نہ چھپین۔ وہ تو آپکے عقائد عدہ وضو و نماز سب پڑھتے ہیں کہ خلاف شرع ہو رہا ہے۔ خوف و گھبراہٹ بھی کیوں نہ طاری ہو جبکہ اسقدر مدعیان اسلام کو مخالفت شرع سے جہنم میں جانا ہو گا اس سے بڑھکر کون سے امر سے خوف ہو سکتا ہے۔

(ھ) اب آپکی تعلیم ہوئی تو حضرات اہلسنت بیشک یہ جواب دینگے کہ "شرعاً اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے" مگر اہل حق تو حضرت عائشہ کی گواہی پیش کرینگے کہ رسول اللہ صلعم کا طرز عمل اونکے ساتھ کیا تھا جسکے بعد ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ آیہ قرآنی پیش کرینگے اور ما اتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتھوا کہ مجامعت ہو یا مباشرت اکل ہو یا شرب پاخانہ ہو یا پیشاب سب میں حکم خدا و رسول کے اتباع کا حکم ہے۔ تو لف حریر میں کونسا سرخاب کا پر لگ گیا ہے کہ خلاف سنت رسول اوسپر عمل کریں۔

اڈیٹر صاحب آپ خود لکھ چکے ہیں حجت شرعی چار چیزیں ہیں کتاب و سنت و اجماع و قیاس جسمیں اجماع و قیاس سے تو خود اہلسنت کو بھی اختلاف ہے لہذا کتاب و سنت سے اب لف حریر ثابت کیجئے۔

بہرحال ہمکو زیادہ بحث کی ضرورت نہیں صرف آپکا فتوی اثبات مدعا کیلئے کافی ہے "اگر کسی نے بضرورت یا فرض کر لیجئے بغیر ضرورت کپڑہ لپیٹ لیا تو اسمیں کونسی قباحت ہو گی اور شرعاً اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے"

کیونکہ ہمارا مطلب صرف اسیقدر ہے کہ لف حریر کا مسئلہ خود اہلسنت کے یہاں ہے جو بخوبی ثابت ہوا۔ رہا قباحت تو اوسکے عوض آپکو منفعت ہے کہ آپکی حاجت روائی پوری ہو گی۔ پھر سرعت انزال کا مرض جو عام طور پر پھیل رہا ہے اوسمیں بھی مفید ہو گا جس سے اگر نقصان ہو گا تو اون اشتہاری طبیبوں کا جو ہزاروں قسم کی دوا اسکے لئے ملک میں شایع کر رہے ہیں کیونکہ لف حریر کے بعد نہ سرعت ہو گی نہ لاغری کی شکایت۔

(و) اب اور بھی میدان صاف ہو گیا کہ اسکی اجازت مل گئی کہ کہیں سینوں کی کتابوں سے

اس فعل کا جواز ثابت ہے"

(۹) بفرض محال اون عبارتن سے اگر جواز نہین ثابت ہوتا تو آپنے تو جائز کردیا کیونکہ خود فرماتے ہین "اور شرعا اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے" کیونکہ جب حرمت پر کوئی شرعی دلیل ہی نہین تو وہ جائز ہے" اس عبارت پر جو نوٹ لکھا گیا ہے وہ تو اور بھی صاف ہے کیونکہ آپ فرماتے ہین "جماع کی تعریف جو شریعت مین ہے اس فعل پر صادق نہین آتی" پس جب یہ جماع نہین ہے تو پھر ماں بہن دادی نانی سب مساوی ہوین کپڑا لپیٹ لیجئے اور ایکدم سے گھر مین دورہ کیجئے سب کی تسکین بھی ہوجائیگی اور آپ پاک صاف بھی رہینگے۔

ہائے اے اسلام تو کن ہاتھون پڑ گیا جو نہ صرف نکاح کرلینے سے حلوائی بے دودھ ہوجاتی ہین۔ بلکہ ایک دھجی کپڑہ لپیٹ لینے سے جماع کی تعریف ہی سے یہ فعل نکل جاتا ہے" شرعا جماع کی لفظ اس فعل پر بولی جاسکتی یعنی جماع کی تعریف جو شریعت مین وہ اس فعل پر صادق نہین آتی"

(۱۰) اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ شیعون کے یہان کوئی روایت نہین ہے کیونکہ اگر کوئی روایت ہوتی تو بجائے اس فضول تقریر کے وہی روایت پیش کردی جاتی۔

جب شیعونکو اس مسئلہ سے کوئی واسطہ ہی نہین تو پھر شیعون سے کیون دریافت کرتے ہین اپنے گھر کے بڑے بوڑھے زن ومرد سے دریافت کیجئے لف حریر کیونکر ہوتا ہے کیونکہ ابھی آپ شاید مرد نہین ہوئے ہین جو اس حیلہ شرعی کی ضرورت ہو۔ یا آپکا عمل سنت عمری پر ہے جس سے اسکو جانتے ہی نہ ہونگے۔

(۱۱) الحمد للہ کہ اور بھی مطلع صاف ہوا" اصل جواب ہو چکا" جس سے معلوم ہوا کہ کوئی روایت شیعہ آپکو نہین ملی جسے بطور الزام پیش کرسکین۔ رہا ضیق مقام کا عذر تو حیف ہے کیونکہ اگر ضیق مقام ہوتا تو لف حریر کی کیا ضرورت ہوتی۔

(۱۲) کیون نہ ہو آپکی اوقات بسری کتابونکے ترجمہ پر ہے۔ پھر کیون نہ اس جملہ کو غلط کیجئے گا لم یثبت الحرمۃ کا ترجمہ آپکے مذاق پر "نہین ثابت ہوگی حرمت" ہوتا ہے اور یہان خلاصہ مطلب لکھا گیا "حرام نہین ہے" بس یہی اعتراض ہے۔ تف

(۱۳) ذریات ابن سبا تو خاص خطاب آل خطاب ہے جنکا مرشد کامل کلبی امام المفسرین

خود سبائی تھا۔ باقی شیعوں کے مقابلہ میں آپکا آیندہ ہمکو معلوم ہے کہ الشمس کو "ناقابل التفات" کہہ کر ہضم کر گئے۔ اور اب اصلاح کے مقابلہ میں بھی یہ اعلان ہونے لگا "النجم میں تو اب ایسے خرافات کی طرف بالکل توجہ نہیں کی جاتی مگر بعض اوقات جب ناظرین کا اصرار ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا طفل بمکتب نمی رود وعلی بہدش کا مضمون ہے کہ آپ جو کچھ لکھتے ہیں صرف خریداران اخبار کے خیال سے۔ مگر الحمدللہ وہ بھی ایسے سمجھدار ہوگئے ہیں کہ ہر شخص تھوک رہا ہے۔

اڈیٹر صاحب النجم سے امید ہے کہ جسطرح ہمنے اونکی خاطر کی سہ اونکی پوری تحریر کو مع نوٹ شایع کیا ہے وہ بھی اس تحریر کو النجم میں شایع کرینگے جس سے حضرات اہلسنت کو پورا اطمینان ہوجائیگا کہ مذہب اہلسنت میں لف تحریر بالکل جائز اور مباح ہے۔ اڈیٹر

بخاری کا جاہ وجلال

الحمدللہ کہ جب سے تنقید بخاری کا سلسلہ قائم ہوا ہے ہر سال بلکہ ہر دوسرے تیسرے مہینہ سنی حلقہ سے بھی کچھ آوازیں آجاتی ہیں جن سے بخاری کا طلسم ٹوٹ رہا ہے اور حق واضح ہوتا جاتا ہے کیونکہ اکثر علماء اہلسنت بھی جو انصاف پسند ہیں وہ اسکا اعتراف کررہے ہیں کہ صحیح بخاری کی ترکیب دنیا سے بالکل نرالی ہے۔

اصلاح ۵ میں آپ جناب مولوی عمر کریم صاحب حنفی رئیس پٹنہ کا مضمون اشتہار نمبر ۲ دیکھ چکے ہیں جو اتفاقاً ہمکو ملگیا۔ اس اشتہار نے فرقہ اہلحدیث پر کیا اثر کیا؟ اوسکا پتہ آپکو اخبار اہلحدیث نمبر ۴۲ جلد ۷ سے بخوبی معلوم ہوگا جو حسب ذیل ہے۔

کھلی چٹھی بخدمت مولوی عمر کریم صاحب عظیم آبادی "مولوی صاحب موصوف نے ایک اشتہار نمبر ۲ دیا ہے جس میں حسب مذاق خود امام بخاری اور صحیح بخاری بلکہ جملہ متبعان[1] صحیح بخاری کو پانی پی پی کر کوسا ہے بغرض تحقیق حق سوالات کرتا کوئی معیوب امر نہیں معو-

---

[1] براہ کرم بتائیں متبعان صحیح بخاری کس فرقہ کا نام ہے کیونکہ اہلحدیث کا نام تو کہہ رہا ہے۔ یہ لوگ صرف حدیث صحیح رسول اللہ کے پیرو ہیں خواہ وہ حدیث بذریعہ شیعہ ملے یا سنی۔ مگر اب معلوم ہوا کہ آپ اہلحدیث نہیں ہیں

یہ ہیکہ سوال کا عنوان اور اداء مضمون ہی ایسا دلفگار ہو کہ طبیعت خواہ مخواہ انتقام کی طرف متوجہ ہو خصوصاً بزرگان دین کی بجاء تعظیم کے ہتک کرنا غالباً مذہب کے علاوہ اخلاق بھی اجازت نہین دیتے۔ مگر الحمد للہ کہ مولوی صاحب موصوف کے طفیل سے جماعت اہلحدیث سے ایک پرانا اعتراض رفع ہو گیا جو مخالفین کیا کرتے تھے کہ یہ لوگ (غیر مقلد) ائمہ دین کی توہین کرتے ہین آج ہمکو یہ ثبوت ملتا ہیکہ ائمہ دین کی توہین کرنیوالے وہی لوگ ہین جو اہلحدیث پر یہ الزام لگایا کرتے تھے۔ جماعت اہلحدیث کا یہ عام فتوی ہیکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنیوالا تبرائی رافضی ہے تو ائمہ دین کی ہتک کرنے والا چھوٹا رافضی۔ غالباً مولوی عمر کریم صاحب کہینگے کہ ائمہ کی ہتک نہین کرتے بلکہ تحقیق حق کرتے ہین تو آپکے اشتہار کی آخری سطر پیش خدمت ہوگی ملاحظہ فرماوین آپ لکھتے ہین۔

'جب بخاری پرست سب ان سوالات کا جواب باصواب دے لینگے تو پھر اور الواب بھی پیش کئے جاوینگے کس واسطے کہ بخاری مین ایسے جہلات اور خرافات کی کچھ کمی نہین'۔

کوئی دانا اس عبارت کو دیکھکر کہہ سکتا ہیکہ تحقیق حق کرنیکی نیت سے لکھی گئی ہے۔ کیا کسی شیعہ کو بھی آپ اجازت دینگے کہ فقہ حنفیہ کی چند جزئیات للحضر یہ تو بطور نمونہ ہین ورنہ کتب فقہ مین ایسی رذلیات کی کمی نہین۔ بہرحال آپکی نیت مخفی نہین۔

آپکا اشتہار جناب مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی (امرتسری) کے ملاحظہ سے گذرا تو جناب موصوف نے

ملک اہل بخاری ہین۔ اصلاح ۱۲ مگر افسوس نہ لکھا کس لفظ سے کوسا ہیکیونکہ اشتہار مین تو کوئی لفظ ایسا نہین ہم جسے کوسنا کہا جائے ۱۲ افسوس کہ ائمہ اطہار علیہم السلام کی نسبت نہین اسکا خیال ہوتا جنکی شان اقدس مین کیسے کیسے گندہ الفاظ اسی اہلحدیث مین لکھے جاتے ہین ۱۲ تو پھر حضرت صدیق و فاروق و غنی سب ہی رافضی ہوے کیونکہ جسقدر صحابہ کی توہین ان لوگون نے کی ہے دنیا مین شاید کوئی انکا ہمسر نہو ملاحظہ ہو ذوالفقار حیدر و مناظرہ محمدیہ وغیرہ ۱۲ مگر کیا یہ الفاظ گور پرست قبر پرست تعزیہ پرست کا جواب نہین ہو سکتا جو عام طور سے حنفیونکو کہا جاتا ہے ثبوت درکار ہو تو اہلحدیث ملاحظہ ہو ۱۲ یہان آپ شیعہ کا نام کیون لیتے ہین کیا ظفر المبین کا مصنف شیعہ تھا وہابی نہ تھا جسنے وہ مسائل لکھے کسی شیعہ نے بھی کبھی نہ لکھا ہو کیونکہ شیعہ تو صرف جزاء سیئۃ مثلہا پر عمل کرتے ہین کہ جس مسائل پر حنفی اعتراض کرتے ہین انہین کا تحقیقی و الزامی جواب دیتے ہین ۱۲

ضمیمہ طوفان (۲)

اوس کے متعلق ایک مضمون بغرض اشاعت بھیجا ہے جو درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب مولوی عمر کریم صاحب بعد از سلام مسنون عرض ہے کہ امام بخاری کی فقاہت پر اہل سنت کے سلف وخلف متفق ہیں واللہ اعلم تمام اہل سنت سے آپکے شذوذ کی وجہ عدم واقفیت ہے یا ضد و عداوت

ولیس قولک من ھذا بضائرہ ۔۔۔ العرب تعرف من انکرت والعجم

اللہ شرفہ قدما وعظمہ ۔۔۔ جری لہ بذالک فی لوحہ القلم

آپکے سوالات کا مختصر جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری کو امام بخاری تمام وکامل طور پر ابھی مرتب نہیں کیا تھا کہ فوت ہوگئے بعض جگہ ترجمہ وضع کیا تھا بارادہ ادخال حدیث مطابق اور بعض جگہ احادیث درج کی تھیں بارادہ وضع ترجمہ مناسب اور اس کے لکھنے کیواسطے اپنی کتاب میں بیاض چھوڑی تھی موت نے اتمام وکمال کا موقع نہ دیا بعض جگہہ ترجمۃ الباب بے حدیث رہگیا اور بعض جگہہ حدیث بلا ترجمہ رہگئی تلامذہ واصحاب نسخ نے عبارات کو باہم ملادیا اور بیاضون کو نہ چھوڑا۔ اسیواسطے ناواقفونکو اعتراضات کا محل ملگیا۔ اس بات کے واسطے دلیل باسند پیش کرتا ہون حافظ ابن حجر فتح الباری کے مقدمہ کے مقدمہ مین لکھتے ہین وقد اوضح السبب فی ذلک الامام ابو الولید الباجی المالکی فی مقدمۃ کتابہ فی اسماء رجال البخاری فقال اخبرنی الحافظ ابو ذر عبد بن احمد المروزی قال حدثنی الحافظ ابو اسحق ابراھیم ابن احمد المستملی قال انتسخت کتاب البخاری من اصلہ الذی کان عند صاحبہ محمد بن یوسف الفربری فرایت فیہ اشیاء لم تتم واشیاء مبیضۃ منھا تراجم لم یثبت بعدھا شئی ومنھا احادیث لم یترجم لھا فاضفنا بعضھا الی بعض" اس عبارت نے معترض کیواسطے کوئی جگہ اعتراض کی نہین چھوڑی اگر آپ اسکو تسلیم نہین کرتے بلکہ سبکو امام بخاری کا استدلال للباب سمجھتے ہین توبھی تنزلا احقر اسکی توجیہ وتطبیق کیواسطے حاضر ہے بشرطیکہ دو منصف عالم متبحر ایک اہلحدیث اور ایک حنفی المذہب مقرر کرین۔ اس وقت اہل حدیث مین متبحر فی علم الحدیث مولوی محمد شمس الحق صاحب ڈیانوی ہین اور احناف مین مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ہین امید ہے کہ جناب ان ہر دو صاحبون کو ضرور ہی منظور کریا نگے الغرض آپکے سوالات کا جواب لکھے منظوری کی انتظاری ہے۔

والسلام ۔ عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی ثم الامرتسری عفا اللہ عنہما۔

؎ یہ اشعار قصیدہ فرزدق کے ہین جو شان مین جناب امام زین العابدین کے کہا تھا جبکہ بیت اللہ سنت قبضہ کرنا ... (اصلاح)

ایڈیٹر۔ مین اپنی رائے کو سردست محفوظ رکھتا ہون اہلحدیث کے اہل علم ناظرین کی رائون کا انتظار ہے مولوی عمر کریم صاحب اس چٹھی کا جواب بھیجین گے تو درج کیا جاویگا۔

ابتو بالکل مطلع صاف ہو گئے تھے روزہ بخشوانے گلے پڑی نماز کیونکہ مولوی عمر کریم صاحب کا اعتراض جناب پر تھا بخاری کے اور یہان ساری کتاب ردی ہوئی۔ کیونکہ حافظ ابو اسحق کہتے ہین مینے جو اصل نسخہ بخاری سے نقل کیا تو اوسمین بہت سے ترجمے لکھے تھے۔ مگر حدیث نہ تھی بعض حدیثین لکھی تھین مگر ترجمہ (یعنی باب نہ تھا) مینے بعض کو بعض پر اضافہ کیا۔ تو ساری کتاب ردی ہوئی کیونکہ نہ معلوم کونسا باب خالی تھا۔ کونسی حدیث خالی تھی جسمین یہ اضافہ ہوا۔ پھر بخاری نے جسکے لئے کچھ ضروری نہین کہ وہ روایتین بخاری کے نزدیک بھی صحیح ہون۔ اور یہ تو بالکل خلاف قیاس بات ہو کہ باب خالی دیکھکر اس محدث کو جو حدیث یاد ہوا اسمین نہ لکھے۔ تو اب یہ بالکل جعل ہوا کہ اپنی حدیث کو بخاری کی سند پر لکھدین۔

اہل علم کو معلوم ہے کہ جمع قرآن مین بھی اسی طرح اکثر خالی جگہ چھوڑی گئی تھی کہ اسکے بعد والی آیت لکھی جائیگی۔ خواہ وہ لکھی گئی ہو یا نہ لکھی گئی ہو۔ تو اوسکا قیاس اسپر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہان قرآن ہے جسکے الفاظ و معانی جو کچھ ہین معجزہ ہے لہذا وضع کا احتمال نہین ہو سکتا بخلاف صحیح بخاری کے کہ حدیثین بحیثیت اعجاز نہین ہین۔ انمین ہر طرح کا تصرف ممکن ہے پھر بتائیے اس صحیح بخاری کی کیا حالت ہوئی کہ نا قلان صحیح بخاری نے اوسمین اسطرح کا تصرف کیا۔ اڈیٹر

اخبار غم۔ افسوس کہ جناب بابو سید مرتضی حسین صاحب رئیس اعظم بھاگلپور نے بتاریخ ۷ اکتوبر مطابق دفعۃ انتقال فرمایا نہایت منکسر اور با توفیق رئیس تھے رحمہ اللہ مومنین سے دعائے مغفرت کی امید ہے۔ جناب مولوی مرزا علی حیدر صاحب خلف مولوی مرزا محمد حسن۔ حبیب پشیانہ جناب بابو شیخ محمد عطا صاحب ہیڈکلرک خزانہ کلکٹری بجنور اور جناب سید جعفر حسین صاحب سب انسپکٹر کرمو رجبنور کے وفات سے بھی نہایت افسوس ہوا یہ کل حضرات بھی بڑے قدردان اصلاح تھے۔ رحمہم اللہ۔

ضروری اطلاع۔ ضلع مظفرنگر تحصیل جانسٹھ کے متعلق چند بستیو مین کچھ عوام شیعہ اثنا عشری رہتے ہین جن سے بوجہ تعصب مذہبی سنی نائیون نے قرابت داری باستحکام برادری قطعاً بند کرلی ہے اسوجہ سے ان کو

غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

سلسلہ کیلئے اصلاح ۸ ملاحظہ ہو

سامنے باجازت رسول اللہ گایا بجایا تھا۔ مختصر الاخبار ترجمہ مشارق الانوار حسن صغانی جو مجموعہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیثونکا ہے اوسکو ملاحظہ کیجئے محرم عورت کا گانا بجانا درست ہے صفحہ ۱۱۱ تو مردونکا یا خود اہل بین کا بجانا کیون نہ درست ہوگا۔

لڑکیان دف بجاکر عائشہ کے گھر مین گاتی تہین ابوبکر نے ڈانٹا تو آنحضرت نے (جیسا کہ کتاب مذکور مین مرقوم ہے) فرمایا کچھ مضائقہ نہین آج عید کا دن ہے صفحہ ۱۰۹۔ شادی مین بھی گانے بجانیکی فرمایش کرنا اوسی کتاب مین موجود ہے صفحہ ۲۱۳ اور کچھ صرف خوشی کے موقع پر نہین بلکہ غم کے موقع پر بھی نامحرم عورتونکا گانا بجانا اور اوس مجلس مین آنحضرت کا شریک ہونا اور فرمایش کرنا صحیح بخاری مین چند جگہ مرقوم ہے منجملہ اوسکے صحیح بخاری جلد ثانی صفحہ ۵۷ مین ہے

حدثنا علی قال حدثنا بشر بن المفضل قال حدثنا خالد بن ذکوان عن الربیع بنت معوذ قالت دخل علیّ النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ بنی علیّ فجلس علی فراشی کمجلسک منی وجویریات یضربن بالدف یندبن من قتل من اٰبائھن یوم بدر حتی قالت جاریۃ وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقولی ھکذا وقولی ما کنت تقولین۔ یہ حدیث بھی ایسی ہے کہ مولوی حسن میان صاحب پہلواروی کرزن گزٹ کے مقابل مین اس سے استدلال کرکے غراتے ہین کہ بھلا ان روایات صحیحہ و احادیث معتبرہ کے مقابل مین ہم ایسے لوگون کے اقوال کب تسلیم کر سکتے ہین ۱۲ اور اس حدیث کو لکھنے کے بعد لکھتے ہین ذرا ندبہ کے معنی بھی ملاحظہ ہون صراح مین ہے ندبہ مردہ گریستن و برشمردن محاسن او و خود صحیح بخاری کے حاشیہ پر موجود ہے تعلیمند من ای یذکرن بالحسن او صافہم جاجمیع الفکاہ والشوق۔ اب غور کرو الفاظ کی چوکریون نے خدا جانے کتنی مدت کے بعد حضور سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے آبا کا جو

بدر مین مقتول ہوئے تھے (دف بجا بجا کر) ندبہ کیا اور حضور بھی سنتے رہے آپنے اونکو منع نہیں کیا بلکہ ایک دوسرے امر پر اونکو ردو کر کر فرمایا کہ تم جو پہلے کہہ رہی تھین اوسیکو کہو پس جب انصار کی لڑکیون کا اپنے مقتولونکو ندبہ کرنا (اونکو یاد کرکے اونکے محاسن و اوصاف ذکر کرکے اونپر افسوس کرنا رقت آمیز جملے کہنا اور پر اونکو رونا) منع نہیں بلکہ جائز و درست ہو تو پھر سید شباب اہل الجنۃ جگر گوشہ نبی الرحمۃ سید الشہدا امام ہمام حضرت سیدنا جناب امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام کا ندبہ کرنا اونکو یاد کرکے رونا اونکے غم مین آنسو بہانا اور اونکا مرثیہ سننا کیون حرام و نادرست اور منع ہوگا" تمام ہوئی عبارت مولوی حسن میانصاحب پھلواروی کی۔

ان حدیثون کی بنا پر ہم یہ نہیں کہتے ہین کہ معاذ اللہ ڈھول دمامہ کا نابجانا جائز ہے بلکہ ان حدیثون کے یہان نقل کرنے سے ہماری غرض صرف اسیقدر ہو کہ وکیل کے لائق ایڈیٹر صاحب سے اگر ممکن ہو تو ان حدیثون کی تردید کرکے مولود اور عرس مین جو ڈھول دمامہ کا نابجانا ہوتا ہو اوسکو بند کرا دین۔

(۱۳) مردجو مجالس عزای جناب سیدالشہدا کرتے ہین اوسمین عورتین تو بر سر عام مجلس مین آکر نہین بیٹھتی ہین اگر کہین کسی مجلس کے سننے کو عورتین آتی بھی ہین تو اونکے نشست کی جگہ علیحدہ مکان مین پردہ کے اندر ہوتی ہو جہان ذاکر کی صرف آواز پہونچ سکے مگر کسیطرح کسی مرد کا سامنا نہ ہو تب ان مجلسون کو نظربازی کرنے اور پرائی عورتونکو گھورنے سے کیا واسطہ؟ ہان صحیح بخاری کی حدیث مستدلہ مولوی حسن میان صاحب کے بموجب بنت معوذ والی حدیث جسمین رسول اللہ کا بنت معوذ کے ساتھ ایک فرش پر بیٹھنا اور انصار کی چھوکریون کا دف بجا بجا کر ندبہ کرنا مذکور ہے البتہ اوس قسم کی معلوم ہوتی ہو جیسی آپ کہتے ہین۔

(۱۴) مجالس عزای جناب سیدالشہدا مین کوئی اسٹیج تو ہوتا نہین ہو اس لفظ کے لکھنے سے یہان کیا حاصل اگر آپکا مطلب اسٹیج سے تعزیہ ہو تو یہ غلط لفظ آپنے استعمال کیا ہو کوئی صاحب فہم اور ذی علم اسٹیج بابت کے لفظ تعزیہ کی نسبت نہین استعمال کرسکتا ہو۔ اسٹیج اور بت ذی روح کی مورتونکو کہتے ہین۔ ہان گڑیان البتہ اسٹیج اور بت کہی جاسکتی ہین۔ لیکن اونکی نسبت بھی محدث عبدالحق صاحب دہلوی فرماتے ہین کہ "در لعب بنات رخصتے است" الخ کیونکہ حضرت عائشہ

گوڑیاں کھیلا کرتی تھیں جیسا کہ جمع بین الصحیحین اور مشکوۃ وشرح مشکوۃ و سنن ابی داؤد وغیرہ مین منقول ہو۔ تعزیہ تو غیر ذی روح یعنی جناب سید الشہدا کے ضریح انور کی شبیہ ہو جیسا کہ خانہ کعبہ کی اور جناب رسولخدا کے روضۃ الانور کی شبیہین سنگ مرمر وغیرہ کی بنی ہوئی یا کاغذ پر کھنچی ہوئی لوگ لاتے ہین اور مسلمان بہ تمنائے زیارت اور تیمناً و تبرکاً اونکو اپنے گھرون مین بہ تعظیم رکھتے ہین۔

چونکہ مخصوص تعزیہ داری کے بارہ مین ایڈیٹر صاحب نے کچھ آگے بڑھکر لکھا ہو اسلئے اسکے نسبت مفصل ہم بھی مضمون لکھینگے۔

۵ جھوٹ تو ہر حالت مین من عمل الشیطان ہو مجلسین آراستہ کرنیکی کوئی تخصیص نہین۔ معلوم نہین ایڈیٹر صاحب نے کس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہو کہ جھوٹ موٹ واہ واہ اور مصنوعی آہ آہ کے لئے مجلسین آراستہ کرنیکو عمل الشیطان (شیطانی کام) قرار دیا ہے"

بہرکیف مصنوعی آہ آہ کی نسبت تو ہم اوپر لکھ چکے کہ حضرت عمر نے خود رسول ؐ سے کہا تھا "چہ گریہ میکنی یا رسول اللہ تو و یاران تو من ہم گریہ کنم اگر یابم والا گریہ بتا کی کنم" اور حضرت ابو بکر نے حکم دیا تھا کہ من استطاع ان یبکی فلیبک والا فلیتباک اب اسکو چاہیے من عمل الشیطان فرمائے یا جو کچھ جی چاہے بنائیے۔ لیکن ہم کہتے ہین کہ جب آپکو حسینؑ سے دعوی محبت ہو تو آپ مصنوعی آہ آہ نہ کیجیے سچے دل سے آہ آہ کیجیے ابھی آپکو حدیث صحیح بخاری مستدلہ مولوی حسن میان صاحب پھلواروی سے معلوم ہو چکا کہ ایسی مجلس عزا مین جسمین انصار کی لڑکیان اپنے عزیزون پر جو بدر مین مقتول ہوئے ندبہ کرتی تھین آنحضرت خود شریک ہوے اور یہ فرمائش کی کہ تم جو کہتی تھین وہی کہو یعنی دوبارہ وہی ندبہ کرنیکی فرمائش کی) یہ بھی ایک طریقہ تحسین کرنے اور داد دینے کا ہو کبھی اچھے کلام کی تعریف واہ واہ سے کرتے ہین اور کبھی مکرر پڑھوا کر (یعنی جیسا موقع ہو)۔

مولوی شبلی صاحب نے الفاروق مین لکھا ہو کہ حضرت عمر کے ذوق سخن کا یہ حال تھا کہ اچھا شعر سنتے تھے تو بار بار مزے لیکر پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ زہیر کے اشعار سن رہے تھے یہ شعر آیا فان الحق مقطعہ ثلاث یمین او نفار او جلاء تو حسن تقسیم پر بہت محظوظ ہوئے اور دیر تک بار

بار اس شعر کو پڑھا گئے۔ ایک اور دفعہ عبدۃ ابن الطیب کا لامیہ قصیدہ سن رہے تھے اس شعر کو سنکر والمرء ساع لامر لیس یدرکہ والعیش شحّ واشفاق وتأمیل پھڑک اوٹھے اور دوسرے مصرع کو بار بار پڑھتے رہے اسی طرح ابو القیس بن الاصلت کا قصیدہ سنا تو بعض اشعار کو دیر تک دُھرایا کئے یہ تمام روایتیں جاحظ نے کتاب البیان والتبیین صفحہ ۹۷ و ۹۸ مین نقل کی ہین (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۷) اور ایک موقع پر زہیر کا شعر سنکر تعریف کیا کہ زہیر خوب کہتا تھا (ایضاً صفحہ ۲۶)

یہ نمونہ کے لئے مشتے از خروارے ہے ورنہ مولوی شبلی صاحب نے تو بہت کچھ لکھا ہے۔ اب آپ ہی غور فرمایئے کہ حضرت عمر کا اشعار سنکر پھڑک اوٹھنا پسندیدہ اشعار کو بار بار مزے لیکر دیر تک پڑھتے رہنا بھی پھڑک کر کیا خوب کہہ اوٹھنا کس قسم کا عمل تھا بلکہ ہلوگون کی مجلسون مین تو پسندیدہ کلامون کی صرف واہ واہ اور کیا خوب سے تعریف نہین کی جاتی ہے۔ کبھی سبحان اللہ کہتے ہین کبھی ماشاء اللہ کہتے ہین کبھی صل علی کا نعرہ بلند کرتے ہین جو کلمات تسبیح وتہلیل اور درود ہین اس ذریعہ سے بھی خدا ہی کی عبادت ہوتی ہے۔

۔ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین "مگر ہم عزاداری کی مجلسین اسلئے کرتے ہین کہ ابن زیاد سے جو ناکردنی کام اور ناگفتنی بات رہگئی تھی اب ہم اوسکی تکمیل کر ڈالین اور خاندان رسالت کی اچھی طرح ہجو ہوتی ہو۔

(نعوذ باللہ من ذالک) ہمکو تعجب ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب مسلمان ہوکر کیونکر ایسا کرتے ہین عام طور پر تو مسلمان مجلس عزای جناب سید الشہداؑ برپا کرتے ہین اونکی غرض یہ نہین ہوتی ہے بلکہ ذکر فضائل ومصائب اور رونا رولانا مقصود ہوتا ہے اگر ایڈیٹر صاحب کا اشارہ اوسی ذکر کی طرف ہے تو کیا قرآن اسی لئے پڑھا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ پر تہمت لگانے مین جو ناکردنی کام اور ناگفتنی بات تہمت لگانیوالون سے رہ گئی تھی اب آپ اوسکی تکمیل کر ڈالین اور زوجہ رسول کی اچھی طرح ہجو ہوتی ہو۔

پھر ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ "وہ مصیبت کی رات (شب عاشورا) جو اہلبیت کی آنکھون مین کٹی تھی اوسمین ہماری امرادین پوری ہوئین۔ عورتین کھیل کھیلین۔ زیارت کے نام

ودھرے وغاہون کھیل تماشے سے جی بہلائین۔ کربلائین آباد ہون۔ اس سے زیادہ اور کیا تماشا نظارہ ہو سکتا ہے"

معلوم نہین یہ کن عورات کا ایڈیٹر صاحب نے سین کھینچا ہے مسلمانون مین دو قومین اشراف کہی جاتی ہین۔ سید اور شیخ۔ کیا سیدانیان یا شیخانیان بے باکانہ باہر ماری ماری پھرتی ہین با اسلام نے تو عموماً عورتون کو نامحرمون کے سامنے ہونیکی سخت ممانعت ہے مگر قطع نظر حکم شرعی کے شرفا کی عورتین جنکے سرشت مین حیا و شرم داخل ہے اور رسم ورواج بھی اونکا ایسا ہے کہ امیر ہون خواہ غریب گھر سے باہر نہین نکلتی ہین۔ اگر مجبوراً کسی ضرورت سے گھر سے نکلنا پڑتا ہی ہے تو پہلے اہتمام پردہ کا بخوبی کر لیتی ہین (بلکہ اسی پردہ کو خلاف تہذیب اہل یورپ سمجھکر اس زمانہ کے تعلیم یافتہ جنٹلمین اوٹھا دینے کے لئے اور عورتونکو آزادی سے سیر و تماشا دکھانیکے لئے بےچین ہو رہے ہین۔ اسکو برا رسم اور مانع ترقی بتاتے ہین لیکن شرفا اوس ترقی کو جسمین عورتین بیگانہ مردون سے شیک ہینڈ کرے دور ہی سے سلام کرتے ہین) اور دوستداران اہلبیت زیادہ تر شریف ہی ہوتے ہین اگر شرفا کے علاوہ بھی کوئی شخص بطفیل محبت اہلبیت طاہرین سے بہرہ مند ہوتا ہے تو اوسمین بھی بہ برکت محبت اہلبیت ضرور خو بو شرافت کی آجاتی ہے اور شریفون ہی کا طور و طریقہ اختیار کر لیتا ہے اوسکی عورتین بھی ہرگز بے باکانہ نامحرمون کے سامنے نہین ہوتی ہین علاوہ اسکے جو عورتین دوستدار اہلبیت ہونگی اونکو سیر و تماشے کا کہان ہوش ہے اور اونکو عشرۂ محرم سے تا چہلم زیور و آرایش یا عمدہ لباس سے کیا سروکار ہے اونکی شکل تو خود مصیبت زدہ ہو اون سے بدتر ہوجاتی ہے خصوصاً شب عاشورہ اور روز عاشورہ کو اپنے گھرون مین تشنہ و گرسنہ مصروف گریہ و زاری ہین یا مشغول عبادت شرفا کی عورتین ہرگز باہر نکلکر تعزیون کی زیارت نہین کرتی پھرتی ہین اونکے گھرون مین خود تعزیے ہوتے ہین وہ باہر کیون جانے لگین سیان دیکھنے۔ تاڑی۔ بھوجئے۔ کباری خشائی۔ حجام۔ تیلی۔ جولاہہ کاؤکشی وغیرہ کے مواضع پر بڑے جو شیلے مگر حقیقتاً نام کے مسلمان ہوتے ہین نہ محبت اہلبیت سے غرض نہ حکم شریعت کی پابندی نہ پردے کا خیال۔ انکی عورتین البتہ بے باکانہ باہر ماری پھرتی ہین میلون مین بازارون مین سیر تماشون مین سبھی جگہ پہنچتی ہین تو اوسمین تعزیہ داری پر کیا الزام ہو سکتا ہے۔ جب اونکو پردہ نہین ہے اور نامحرمون سے شرم و حیا نہین عورتین تو تعزیہ کی

زیارت پر کیا موقوف ہی جہان چاہین مٹی کے آر مین شکار کرین جہان چاہین کہل کہیلین چنانچہ آپکا یہ لکہنا کہ زیارت کے نام سے وعدے وفا ہون خود اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ عاشق ومعشوق مین پہلے کسی موقع پر ملاقات ہو چکی ہی اور وعدہ ہو چکا ہے - کیا صرف زیارت تعزیہ ہی ملاقات کا ذریعہ ہی - کیا وہ میلون مین بازارون مین تماشون مین نہین جاتی ہین گنگا لیکر مسجدون مین اور مخدوم صاحب کی اور پیر میان کی درگاہون پر سنگار بناؤ کرکے گانی بجاتی طاق بہرنے نہین جاتی ہین اور وہان یاران خوش قسمت کو ہم خرما و ہم ثواب نصیب نہین ہوتا ہی ؟ اور یہ کہنا کہ شب عاشور کو زیارت کے نام سے وعدے وفا ہون اور کربلائین آباد ہون ایسا سفید جھوٹ ہے جسکے نسبت کچھ کہنے کی بھی حاجت نہین کیونکہ اوس شب کو تعزیہ کے مقامات اور کربلائین مجمع عام سے بہری رہتی ہین - اور آجتک دنیا مین کوئی ایسا حیا نہین سنا گیا جو علی رؤس الاشہاد مجمع عام مین اپنا منہ کالا کرے - ہان مخدوم صاحب اور پیر میان کی درگاہون مین البتہ تخلیہ رہتا ہی پانچہ جنلوگون کی عورتین ایسی آوارہ اور بدچلن ہین اونکو چاہیئے کہ اپنی عورتون کی اصلاح کرین اور ایڈیٹر صاحب کے ایسے ریفارمرون کو چاہیئے کہ نفاذ حکم پردہ مین کوشش کرین نہ یہ کہ تعزیہ داری کو بدنام کرین - کیا بجز تعزیہ کی زیارت کے اور کبھی وہ بدچلن عورتین گھر سے باہر نہین نکلتی ہین اگر نکلتی ہین تو صرف تعزیہ کی زیارت کو آپ کیون بدنام کرتے ہین ؟ اور اگر بجز تعزیہ کی زیارت کے اور کبھی گھر سے باہر نہین نکلتی ہین تو اونکے اس حیلہ کے قطع کرنیکی سہل ترکیب یہ ہی کہ خود اونکے گھر مین ایک تعزیہ رکھدیجیئے اور کہدیجئے کہ اسی کی زیارت کرو باہر جانیکی ضرورت نہین - اگر اسکا موقع پاکر کہ مسجدون مین بجز اوقات نماز ہمیشہ خلوت رہتی ہی کوئی کمبخت اغلام یا زنا کرے تو اسمین مسجد یا بانی مسجد کا کیا قصور ہی ؟ کیا ایسے افعال شنیع کے روکنے کا یہی طریقہ ہے کہ مسجدین کھود ڈالی جائین اور آئندہ مسجدین بنانے کی ممانعت ہوجائے ؟ بعد واقعہ کربلا فوج یزید نے مدینہ طیبہ مین مسجد و روضہ رسول کی بیحرمتی کی اصحاب کی بہو بیٹیون سے بجبر زنا کیا جس سے ہزارون ولدالزنا پیدا ہوئے سقف خانہ کعبہ پر شر انجاری کا قصد کیا ان سب کا باعث آپ حرمین شریفین کو قرار دیجیگا اور اونہین مقامات متبرکہ کو صفحہ ہستی سے مٹا دیجیگا کہ آئندہ

خدانخواستہ پھر کوئی ایسا نہ کرے۔ دیکھیے آپ خود فرماتے ہین کہ قرآن صریح الفاظ مین ڈھول باجے گانے بجانے کو من عمل الشیطان (شیطانی کام) قرار دیتا ہے اور آپ خوب جانتے ہین کہ مدینہ منورہ مین روضہ رسول پر یہ ظلم و بدعت عرصہ دراز سے جاری ہے سچ بتائیے کہ اگر آپ بجائے سلطان روم تخت خلافت پر جلوہ افروز ہون تو اس ظلم و بدعت کے بند کرنیکے لئے معاذ اللہ آپ روضۂ رسول کو مسمار فرمائیگا تو ہم آپسے کلام کرنا نہین چاہتے اور اگر گانے والون بجانے والون کی سزا فرمائیگا تو یہان بھی ہم آپکو یہی مشورہ دینگے کہ جسطرح لکھنؤ والون نے اس قسم کی عورتون اور کھیل تماشون والونکا تعزیہ کے ساتھ تالکٹورہ کی کربلا جانا مسدود کرایا ہے آپ اشتہار دیدیجئے کہ جملہ مسلمانان ایسا ہی کرین تاکہ تعزیون کے پاس اور کربلاؤن مین اس قسم کی بیحیا عورتون کا سنگار بناؤ کرکے جانا اور کھیل تماشا موقوف ہوجائے صرف سامان غم اور رونے رولانے سے کام رہے بلکہ ہماری یہ استدعا جملہ ایڈیٹران اہل اسلام سے ہے۔

آخر مین ایڈیٹر صاحب اپنے تمامی مضمون کا خاتمہ اسپر کرتے ہین کہ وہ خدا کے بندے جنکو دن رات مین پانچ پانچ مرتبہ خدا کی درگاہ مین حاضر ہوکر ایاک نعبد و ایاک نستعین (یا اللہ ہم صرف تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجھی سے مدد چاہتے ہین) کا اقرار تازہ کرتے رہنے کی تعلیم دی گئی ہے وہ تعزیہ پر سجدہ کرین اوسکو تعظیم دین منت مانین نذر چڑھائین اور ساری کارروائی ایک ایسے بزرگ کے نام سے ہو جو اوس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ تھا جو دنیا مین صرف ایک خدا کی برائی اور جلال و کبریائی کی منادی کرنے آیا تھا۔ اے آنکہ خود نہ آید ت شرم دے … روح حسین ابن علی کن شرم…

یہ کہنا کہ تعزیہ پرست تعزیہ کو سجدہ کرتے ہین ویسا ہی جھوٹ ہے جیسا کہ آریہ وغیرہ کا یہ کہنا کہ مسلمان حجر اسود کو سجدہ کرتے ہین اور پوجتے ہین۔ ہان تعزیہ کی تعظیم البتہ کرتے ہین جیسا کہ حجر اسود کی بھی تعظیم کرتے ہین جسکی نسبت حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ و اللہ مین جانتا ہون کہ بیشک تو پتھر ہے۔ نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر مین رسول کو نہ دیکھے ہوتا کہ تجھکو چومتے ہین تو ہرگز تجھے نہ چومتا۔ (صحیح بخاری و مدارج النبوۃ وغیرہ) آپ نے آیہ ایاک نعبد و ایاک نستعین تو تحریر فرمایا مگر واستعینوا بالصبر والصلوۃ کو بھول گئے کیا صبر و صلوۃ کو ذریعہ گردانکر جناب باری سے استعانت کرنے

مین شرک لازم آتا ہے جو تعزیہ داری کی نذر کرکے اللہ سے حاجت طلب کرنے مین شرک لازم آئیگا۔ تعزیہ کو ذریعہ گرداننے سے دراصل مقصود حسینؑ کو ذریعہ گرداننا ہی اور تشہد مین آل محمدؐ پر جنمین حسینؑ لا کلام داخل ہین درود بھیجنا فرض ہی بغیر اسکے نماز ناقص ہے ایسی حالت مین یہ ذریعہ مطابق حکم واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ کے ہوگا نہ خلاف اور جسطرح درود کے داخل نماز ہونے سے شرک لازم نہین آتا ہی کیونکہ اسکا داخل ہونا بنظر تعظیم ہے نہ بنظر پرستش اسیطرح اس ذریعہ کی تعظیم سے بھی شرک لازم نہ آئیگا۔ اور اگر صبر کے ظاہری معنی لئے جائین تو صبر اور صلوٰۃ دونون مین حضرت امام حسینؑ کا حصہ سب سے زیادہ نکلیگا۔

جیسا کہ تعزیہ لکڑی وغیرہ سے بنایا جاتا ہی اوسی طرح خانہ کعبہ بھی خشت اور چونہ وغیرہ کا انسان ہی نے بنایا ہی اوسمین خدا مثل انسان کے بود و باش نہین کرتا ہی یہی حال مسجدونکا بھی ہی مگر کعبہ اور مسجدونکو اصطلاحًا خانہ خدا کہتے ہین اور تعظیم و احترام کرتے ہین کیا اس تعظیم و احترام یا کعبہ اور مسجدون مین سجدہ کرنیکا مطلب یہی ہے کہ کعبہ اور مسجد کو پوجتے ہین؟

بیت اللہ تو مکہ معظمہ مین موجود ہے اور نماز پڑھنے کے لئے دنیا کی ساری زمین پڑی ہوئی ہی مسجد نہ ہو تو بھی نماز موقوف نہ رہیگی۔ پھر یہی جو تم ہر شہر و قریہ مین محلہ محلہ بلکہ فی محلہ متعدد مسجدین اپنے ہاتھون سے مٹی اینٹ لکڑی وغیرہ کی بناتے ہو اور اوسکو خانہ خدا نامزد کرتے ہو اور اوسکی تعظیم کرتے ہو یہ کیا ہی؟ جسطرح یہ مسجد یہان بجاے خانہ کعبہ اصطلاحًا خانہ خدا ہی اوسی طرح تعزیہ بھی یہان بجائے ضریح مقدس یہان ضریح سمجھا جاتا ہی۔ کیا آپکو معلوم نہین ہی کہ عبدالملک نے شام مین عبدالعزیز بن مروان نے مصر مین اور عبداللہ بن عباس نے بصرہ مین اور عبدالملک بن مروان نے بیت المقدس مین قبہ صخرہ بنوایا تھا جسمین علما و فقہا و حفاظ و اصحاب فتاوی و اہل الحل والعقد خلیفہ و ائمہ و شیوخ قیام موقوف کرتے تھے کہ وہین ثواب مناسک حج بیت اللہ کا حاصل کرلین۔ چنانچہ حیوۃ الحیوان مین ہی فلما ولی عبدالملک بن مروان منع اہل الشام من الحج من اجل ابن الزبیر (الی ان نقل) فبنی عبد الملک قبۃ الصخرۃ فکان الناس یقفون عندہا یوم عرفۃ وقیل ان اول من سنّ التعریف بالبصرۃ عبداللہ بن عباس و بمصر عبد العزیز بن مروان

صخرہ بیت المقدس عبدالملک بن مروان - بانی گنبدہ [illegible]



مذکورہ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پہلا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف زر کثیر بڑی محنت۔ جانکاہی سعی۔ اور کوشش سے تیار ہوکر ہاتھون ہاتھ نکل رہا ہے (چار پارے بفضلہ چھپ چکے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمائش لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجئے مفت ارسال خدمت ہوگا۔

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی۔ دہلی

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

اس دفتر کے خصوصیات سے یہ ہی کہ اسمین جدید التصنیف ہوتی ہین جنکی اس زمانہ مین سخت ضرورت ہی لہذا اس زمانہ کے مناسب یہی تصنیفین ہین جنکے مضامین نہ انکو کتب قدیمہ مین مل سکتے ہین نہ علما و متاخرین کی تصنیفات مین کیونکہ وہ زمانہ ان اعتراضات سے خالی تھا

مناظرہ امجدیہ حصہ اول جسمین آیات و احادیث رسول اللہ و صحابہ بلا حضرت عائشہ سے لعن کرنا معویہ پر ثابت کیا گیا ہے صفحہ ۱۵۱ — ۱۲

مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جسمین معویہ کے تفصیلی حالات لکھے گئے ہین مع مصالحہ جناب امام حسن علیہ السلام نہایت ہی جدید اور نادر تصنیف ہے۔ صفحہ ۳۲۹ — عہ

جواب شرر بجواب ناول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام جو مسٹر شرر نے لکھا اور تمام مسلمانوں کے دل کو زخمی کیا اوسکا محققانہ جواب جسمین علماء اہلسنت کا الٹا اوقوال و شعیعی یہ بنانا بھی نہایت تفصیل و تحقیق سے درج ہے بہت کم نسخے رہ گئے ہین — عہ

تنقید بخاری حصہ اول و دوم — عہ

بر الفت صحیح بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے پھر اوسکا ترجمہ پھر اوسکی شرح پھر جس قدر علماء اہل سنت نے اوسپر اعتراضات کئے وہ سب لکھے جاتے ہین اور پھر تحقیقات کی جاتی ہے جس سے حدیث صحیح اور وضعی سب علحدہ ہو جاتی ہے دو حصے طیار ہو چکا ہے تیسرا حصہ اصلاح کے ساتھ شایع ہو رہا ہے۔

رسالہ وضو — ۲/

تاریخ الاذان — ۶/

الجمرہ — ۳/

ارسال الیدین — ۸/

ان چار رسالون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ سنت رسول اللہ پر عامل صرف یہی فرقہ حقہ شیعہ ہے کیونکہ باقی کل مذاہب خلاف حکم رسول اللہ عمل کرتے ہین

مقدمہ شرح نہج البلاغہ — ۱۲/

دفع الوثوق عن نکاح الفاروق — ۱۰/

تصحیح تاریخ — ۱۲/

عقل و تہذیب اہل حدیث — ۲/

یہ کتابین وہ ہین جن سے حق اسطرح واضح ہوتا ہے کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے۔

اصلاح - کی ابتدائی جلدین تو نہین رہین مگر جب ذیل جلدین موجود ہین جمین بعض نمبر کم ہین مگر آیندہ انکا ملنا بھی محال ہوگا اصلاح جلد ۷ جلد ۸ - جلد ۹ جلد ۱۰ جلد ۱۱ - جلد ۱۲

الشمس - جلد اول عہ و دوم عہ وسوم عہ و چہارم مع ضمیمہ عہ

اسکے بہت کم نسخے رہ گئے ہین اگر جلد نہ منگایا تو پھر ملنا مشکل ہوگا الشمس نے دنیا مین وہ کام کیا جو آجتک کسی سے نہو سکا کیونکہ ایک طرف مسئلہ **تحریف قرآن** مین مخالفین کو ایسا خاموش کیا کہ زندہ درگور ہو رہے ہین دوسری طرف **آیات بینات** کا جواب **کشف الظلمات** اس تحقیقات سے دیا ہی کہ تمام عالم نے مان لیا یہ مضامین نہ آجتک دیکھے تھے نہ سنے تیسری طرف مرزائیون کی **خلافت راشدہ** کا جواب دالملا حقہ مین اسطرح حل کر رہا ہے کہ تمام مرزائی باوصف اسقدر جوش و خروش کے جو لوازم بطلان وحدت ہے بدانگشت بدندان ہین کہ کسی سے جواب نہ بنتا ہے اسکے تین نمبر سلطے شایع ہوتے ہین۔ سالانہ عہ — منیجر اصلاح

رعایت عید غدیر

جو حضرات اصلاح کے آیندہ سال کی خریداری قبل ۱۰ ذی الحجہ منظور کرینگے اونکو ایک کتاب نصف قیمت پہ ملسکتی ہے جس کتاب کو چاہین قدیم خریدار بھی یہ حق رکھتے ہین

اڈیٹر